# تاریخ راجگان ہند

موسوم بہ

# وقائع راجستان

جسمیں جملہ ہند اقوام و ملل خصوصًا قوم راجپوت اور اُنکی مختلف شاخوں کا مفصل و مستند بیان از ابتدا تا انتہا موجود ہی۔ یہ ایک آئینہ ہی جس میں اُن غیر قوموں کی سچی تصویریں نظر آتی ہیں جو بیرونجات سے آئیں۔ اصلی باشندگان ہند کو مغلوب کر کے قطاع ملک پر قابض ہوئیں۔ اور ہندوستان میں رہکر ہندو کہلانے لگیں۔ ان اقوام کے بعد مسلمانوں کا آنا۔ اُنکے اقبال و زوال کے حالات پھر اُنکے بعد انگریزی حکومت کا قائم ہونا وغیرہ وغیرہ تا زمانہ حال بیان کیا گیا ہی۔ رزم بزم۔ جدال و قتال، روایات رسوم حالات تاریخی و جغرافیائی وغیرہ کا یہ کتاب بیش بہا مرقع ہی۔ اور پھر خوبی یہ ہی کہ فاضل و محقق مؤلف نے کرنل ٹاڈ و دیگر مورخین کی تمام غلط بیانیوں کی تردید و اصلاح نہایت شرح و بسط اور دلائل و ثبوت کے ساتھ فرمائی ہی۔ اس بے نظیر کتاب کا ماخذ ریاست عالیہ رامپور کا بیش بہا کتب خانہ ہی۔

من تالیف لطیف فاضل اجل محقق بے بدل مورخ بے مثیل صاحب کتب کثیرہ اعنی

## مولوی حکیم محمد نجم الغنی خان صاحب رامپوری،

باہتمام خواجہ اسد پرنٹر و پبلشر

ہندو پریس لکھنؤ میں طبع ہو کر نذر شائقین علم تاریخ ہوئی

سنہ ۱۹۲۶ء

# سوانح عمری مؤلف

مولوی نجم الغنی خان کی ولادت شہر رامپور ملک روہیلکھنڈ مین دسوین ربیع الاول سنہ ۱۲۷۶ ہجری مطابق ۸ ماہ اکتوبر سنہ ۱۸۵۹ء کو ظہور مین آئی محمد نجم الغنی نام سے سنہ ولادت حاصل ہوتا ہے - انکا خاندان اس شہر کے اہل علم مین سے ہے انکے والد مولوی عبد الغنی خان نے علم معقول و منقول کی پوری تحصیل کی سنہ ۱۸۶۳ء مین وہ ریاست اودیپور ملک میواڑ مین گئے اور وہان تیئس سال سے زیادہ عرصے تک مختلف معزز عہدون پر ممتاز رہے آخر بند ریاست اودیپور نے پنشن مقرر کرکے انھین وطن کو رخصت کیا - ۲ اپریل سنہ ۱۸۹۹ء کو انتقال کر گئے -

مولوی نجم الغنی خان کی والدہ روزی خان مشہور روہیلہ سردار کی پوتی تھین حکیم محمد اعظم خان مشہور مصنف کتب طبیہ انکے بھائی تھے - مولوی نجم الغنی خان اوائل عمر مین اپنے پدر بزرگوار کے پاس اودیپور چلے گئے وہان فارسی و عربی کی کتب ابتدائی کا مطالعہ کیا سنہ ۱۳۰۱ ہجری کو رامپور واپس آئے اور یہان رہ کر متعدد علما ے متبحر سے تحصیل علم کی فلسفۂ قدیمہ مولوی عبد الحق صاحب خیر آبادی سے سیکھا اور علم ادب عربی مولوی محمد طیب صاحب ادیب مکی سے حاصل کیا - مولوی نجم الغنی خان نے فن طب یونانی کی کتابین اپنے ماموں حکیم محمد اعظم خان اور دوسرے اطبا سے پڑھ کر مطب کیا محمد نجم الغنی ان چند اہل ہمت اصحاب سے ہین جنھون نے اپنی ذاتی کوشش سے مدارج کمال پر عروج کیا اور متعدد کار آمد تصانیف کی وجہ سے کس مپرسی کی حالت سے نکلکر مشاہیر مین شامل ہوئے یکم نومبر سنہ ۱۹۰۱ء سے وہ اودیپور ملک میواڑ کے ہائی اسکول کے ہیڈ مولوی مقرر ہوئے اور سنہ ۱۹۲۴ء سے اس عہدے سے سبکدوش ہوے سنہ ۱۸۹۳ء کو انکے ایک بیٹا پیدا ہوا جس کا نام شمس الغنی ہے - شمس الغنی خان نے سنہ ۱۹۱۰ء مین میٹریکولیشن کا امتحان پاس کیا اور سنہ ۱۹۱۳ء مین اندور کے ہلکر کالج سے ایف - اے کے امتحان مین شریک ہوکر کامیاب ہوئے سنہ ۱۹۱۷ء مین ریاست رامپور کے ہائی اسکول سے ماسٹری کی حالت مین یونیورسٹی الہ آباد کے امتحان بی - اے مین پرائیوٹ امیدوار کی حیثیت سے شرکت کی اور سکنڈ ڈویزن مین کامیاب ہوئے پھر سنبھل کے ہائی اسکول کے سکنڈ ماسٹر مقرر ہوئے پھر اودیپور کی ریاست نے اپنے کالج کا پرشین پروفیسر کرکے بلا لیا پھر بارہ بنکی اور کھیری کے علاقون مین سب ڈپٹی انسپکٹر مدارس رہے اور یہین سے الہ آباد کے ٹرننگ کالج مین شریک ہوکر ایل ٹی کے امتحان مین اول ڈویزن مین اول نمبر پر کامیاب ہوئے اسکے بعد اورئی کے ہائی اسکول کے اسسٹنٹ ہیڈ ماسٹر مقرر ہوئے یہان سے علیگڈھ کی اسلامیہ یونیورسٹی نے اپنے ہان کے ٹرننگ کالج کے پروفیسر کے عہدے پر بلا لیا یہان سے گورنمنٹ نارمل اسکول اجمیر کی ہیڈ ماسٹری کے عہدے پر بلائے گئے اور انکی کوشش سے وہ ٹرننگ کے قریب ترقی کر گیا -

مولوی نجم الغنی خان نے اپنے وطن کے سرکاری کتب خانے کی مدد سے وہ وہ معرکہ آرا کتابین لکھین جو اہل علم مین قبولیت کا شرف حاصل کرنے مین کامیاب ہوئین اور ایک ایک مضمون پر بار بار کئی کئی کتابین لکھکر چھپوائین مثلاً

(۱) خواص الادویہ فن مفردات طب مین دوبارہ اضافہ ہوکر خزانۃ الادویہ نام پر چھپی تیسری بار خزائن الادویہ کے نام سے
آخری مکمل کتاب ہے (۲) راجپوتون کے حالات مین تاریخ ایکبار کارنامہ راجپوتان کے نام سے چھپی دوسری بار
تاریخ راجپوتانہ کے نام سے تیسری بار وقائع راجستان کے نام سے یہ آخری سب سے مکمل کتاب ہے (۳) مذاہب الاسلام
کبھی تاریخ مذاہب الاسلام کے نام سے بھی چھپی (۴) تاریخ اودھ (۵) تاریخ روہیلہ موسوم بہ اخبار الصنادید (۶)
تعلیم الایمان شرح فقہ اکبر (۷) تہذیب العقائد شرح عقائد نسفی (۸) مزیل الغواشی شرح اصول شاشی (۹) شرح
سراجی فن فرائض مین (۱۰) نہج الادب صرف و نحو قواعد فارسی و تحقیقات السنہ مین یہ فارسی زبان مین ہے (۱۱)
قرابادین نجم الغنی (۱۲) سلک الجواہر فی احوال البواہر یہ اسماعیلیہ بوہرون کی تاریخ ہے ایک بار عقود الجواہر
فی احوال البواھر کے نام سے چھپی ہے (۱۳) تذکرۃ السلوک فلسفۂ تصوف مین (۱۴) منتہی القواعد عرف قواعد
حامدی صرف و نحو فارسی مین (۱۵) شرح چہل کاف (۱۶) بحر الفصاحت یہ کتاب علم معانی و بیان و بدیع و عروض و قوافیہ کے
بیان مین ہے اور پنجاب یونیورسٹی کے اردو فاضل کے کورس مین داخل ہے (۱۷) مفتاح البلاغت یہ انتخاب ہے
بحر الفصاحت کا (۱۸) معیار الافکار یہ فن منطق مین فارسی زبان مین ہے (۱۹) رسالہ نجم الغنی یہ انتخاب ہے نہج الادب کا
(۲۰) مفتاح المطالب یہ آیات قرآنی سے فال نکالنے کا رسالہ ہے (۲۱) تسہیل اللغات یہ ضخیم کتاب غیر مطبوع ہے
**نوٹ**:- اصول، فقہ اور علم معانی و ملل و نحل کو اردو کا اول جامہ پہنانے والے یہی ہین -

---



# فہرست مضامین تاریخ راجگان ہند موسوم بہ وقائع راجستھان جلد اول

محمد نجم الغنی ساکن رامپور ملک روہیلکھنڈ ابن مولوی محمد عبدالغنی خان خلف مولوی محمد عبدالعلی خان خلف مولوی محمد عبدالرحمن خان خلف ملا حاجی محمد سعید خان شاگرد رشید مولانا حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی۔

## ہندوستان کے اصلی باشندے

جب غیر ملک والے ہندوستان کو فتح کرتے گئے تب اصلی باشندے پہاڑون اور جنگلون اور گھاٹون میں بھاگ کر چلے گئے اور وہان باوجود تبدیل زمانہ اور گردش روزگار کے جو ہندوستانیون میں ہمیشہ آتی رہتی تھین ان جنگلیون کی گفتگو ویسی ہی بے محاورہ رہگئی اور اُن کی راہ ورسم اور دین بھی نہ بدلنے پائے اور جب سے پھر کبھی وہ ہندوستان سے نہ ملے۔ یہ ہندوستانی اصلی آدمی باہر کے آنے والون جیسے بہادر اور پھرتیلے اور خوش رنگ تو نہ تھے مگر سب کے سب جنگلی اور وحشی بھی نہ تھے کہین سے اکثر شہرون اور گاؤن مین رہتے تھے کھیتی باڑی کرتے تھے اُنکے سردار ایسے تھے جو لڑائی مین سپہ سالار بنتے اور امن کے دنون مین اُنپر حکومت کرتے یہ بہت سی زبانین بولتے تھے اُن مین سے سب سے بڑی موجودہ تامل زبان کی ایک بہت پرانی بولی تھی جو جنوبی ہند مین بولی جاتی تھی چونکہ وہ ہزارون سال سے گرم ملک مین رہتے چلے آئے تھے رنگ کے سانولے ہوگئے یہ قدیم زمانے مین سایہ دار درختون اور اپنے مرے ہوئے آباو اجداد کی روحون کی پوجا کرتے تھے اپنے ان دیوتاؤن سے بہت ڈرتے تھے اور ان سے یہی دعا مانگتے تھے کہ وہ اُنھین تکلیف نہ دین اور اپنے مُردون کو سادے پتھر کے تلے دفناتے تھے۔

ہند کے نہایت قدیم باشندون کے چند فرقے تھے اُن کے زمانے کے نوشتے موجود نہین بلکہ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ وہ حروف اور کسی طرح کی علامتون کے استعمال سے ناواقف تھے۔

قدیم وجدید تاریخ لکھنے والون نے آرین اور غیر آرین کی سکونت سے پہلے ایک ابتدائی قوم کی جو نہایت غیر مہذب یافتہ تھی بود و باش بتلائی ہے اُنکی تحقیق کا دار و مدار اُن کے آثار قدیمہ کے پائے جانے پر رکھا گیا ہے جو بڑے بڑے پہاڑون اور کھوؤن مین پائے گئے ہین خصوصاً دریاے نربدا کے قریب گھاٹی مین اُن قومونکے پتھر سے بنائی ہوئی اشیائے ذخیرے ملے ہین جو یشب کی چھریان اور چقماق کے پتھر کے ناتراشیدہ ہتھیار ہین یہ لوگ بالکل دھات سے ناواقف تھے پھر انکے بعد ایک ایسی قوم ہوئی جو اگرچہ دھات سے ناواقف تھی مگر شکار کھیلنے اور لڑنے کے واسطے تیر اور دیگر اوزار چقماق کے پتھر کے مثل اُن کے جو شمالی یورپ مین پائے جاتے ہین ابتدائی قومون کی بہ نسبت بڑی صفائی اور حکمت سے بناتی تھی انکے بعد ہندوستان مین غیر آرین لوگون کی آبادی قائم ہوئی اُنکے حالات کہین کہین ہندوستان کے تاریخی صفحات پر پائے بھی جاتے ہین مگر محض جزوی طور پر جس کی کوئی تشریح یا تفصیل نہین کی جا سکتی۔

اتنا بتلایا جاتا ہے کہ یہ قوم ہندوستان مین ہمالیہ کی شرقی اور شمالی جانب سے آکر آباد ہوئی جو دستکاریان انکی ہم تک پہنچی ہین وہ صرف ناتراشیدہ پتھر کے حلقے وٹمیان اور پشتے ہین جن کے نیچے وہ اپنے مردون کو قدیم اہل یورپ کے دستور کے موافق دفنایا کرتے تھے اور اُن چیزون سے جو ان قبرون سے نکلی ہین ثابت

ہوتا ہے کہ کسی دور و دراز زمانے مین جو صحیح طور سے معین نہین ہو سکتا یہ لوگ سخت مٹی کی ہلکی اور خوش قطع ہنڈیا اور برتن بنانا جانتے تھے اور لوہے کے ہتھیارون سے لڑتے اور تانبے اور سونے کے زیور پہنتے تھے اور اس سے بھی قدیم اشیا کے ذریعہ سے جو دستیاب ہوئی ہین ثبوت بہم پہونچتا ہے کہ یہ لوگ جو قبرین بنایا کرتے تھے ابتدائی نسلون کے سلسلے کی ایک کڑی ہین ان کی بقیہ اور یادگار قومین ہندوستان کے قریب قریب تمام صوبون مین مختلف نامون کے ساتھ پائی جاتی ہین اور جن کو گونڈ۔ کھانڈلا۔ منڈا۔ کول۔ بھیل اور سنتال وغیرہ کہتے ہین۔

پس جاننا چاہیے کہ جن کو ہم اصلی باشندے کہتے ہین اور جو آرین کے تلوارون سے پامال ہوئے اُن کا زمانہ اُن زمانون کے بعد ہوا ہے جو دھات اور پتھر کے زمانے کے نام سے تعبیر کیے گئے ہین۔

ظفرمند آرین اگلے زمانے کے فرقون کو دسیو یعنی دشمن یا داس یعنی غلام کہتے تھے آرین شمال کے سرد ملکون سے ہند مین آے اور اُنکو اپنے صاف رنگ پر بڑا فخر تھا سنسکرت زبان مین رنگ کو ورن کہتے ہین اور اس لفظ کے معنی رفتہ رفتہ نسل یا ذات کے ہوگئے۔ کم سے کم تین یا چار ہزار سال کا عرصہ ہوا کہ آرین شاعرون نے وید تصنیف کیے اور اُن مین روشن دیوتاؤن کی تعریف کی ہے کہ اُنھون نے داس کو قتل کیا اور آرین رنگ کی حفاظت کی اور سیاہ فامون کو آرین کا مطیع کیا جون جون زمانہ گذرا اور اُن غیر تربیت یافتہ فرقون نے جنگل مین پناہ لی تو اُن کی زشت روئی کے بیان مین زیادہ ترقی ہوئی یہانتک کہ آرین شاعرون اور پوجاریون نے راکشس اور دیو کے الفاظ انھین کی نسبت استعمال کئے ہین اور دسیو یعنی دشمن جو اُنکی نسل کا نام تھا رفتہ رفتہ بھوت یا پریت کے معنے مین مستعمل ہونے لگا وید کے زمانے سے کم از کم ایک ہزار سال کے بعد سکندر اعظم کے ساتھیون نے بھی جب وہ ہند کی مہم پر آے تھے ایشیا کے ایک غیر آرین فرقے کی بدہیئتی کا بیان کیا ہے۔

لیکن کل اصلی فرقے وحشی نہ تھے کیونکہ دسیو یعنی غیر آرین کے صاحب دول ہونے کا ذکر آیا ہے اور وید کے بھجنون مین ان کی ساٹھ گڑھیون اور نوے قلعون کا بیان ہوا ہے۔ بعد گذرنے ایک زمانے کے آرین نے غیر آرین فرقون سے رابطہ اتحاد پیدا کیا اور بعض قوی مملکتون پر غیر آرین لوگ سلطنت بھی کرتے تھے اور مذہبی رسوم اور حیات آئندہ کی تمنا سے بھی یہ لوگ معرّا نہ تھے۔

غیر آرین کی تین نسلین ہین اول تبتی برہما کے فرقے جو گوشہ شمال و مشرق سے داخل ہوئے اور ہنوز ہمالیہ کے پہلوون پر مقیم ہین چنانچہ گورکھے ہمالیہ کی غیر آرین قوم سے ہین۔

دوم کول اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ بھی شمال و مشرق کے درون سے بنگالے مین آئے یہ خاص اُس سلسلہ کوہ پر جو جنوبی ہند کے میدان مرتفع کے شمال و مشرق کو واقع ہین رہتے ہین کول بھیلون سے بہت مشابہ ہین چھوٹے ناگ پور کے کولون مین ابتدائی عنصر زیادہ ہے برخلاف اسکے گجرات کے کولون مین راجپوتون کا میل ہوگیا ہے ان لوگو کو برہمنون نے شودرون کے طبقے مین شامل کیا ہی ہر قسم کا موٹا کام کرتے ہین اور قلی کے نام سے مشہور ہین یہ قلی تمام انگلستان کی نوآبادیون اور امریکہ مین پھیلے ہوئے ہین یہ ایک خاص زبان بولتے ہین جسکا نام کولاری

لکھا گیا ہے سنتال اور الیہ جو بہار اور بنگالے کے درمیانی پہاڑون مین رہتے ہین کولون کے خاندان مین داخل
ہین سنتالیون کی زبان کل کولاری ہے۔
سوم ڈراوڑ جو پنجاب مین شمال و مشرق کے درون سے داخل ہوئے اور اب سطح مرتفع کے جنوبی حصے مین
جو ہند کے سرے یعنی راس کماری تک ہے بستے ہین ڈاکٹر لیبان فرانسیسی کا خیال ہے کہ قوم ڈراوڈ یا تامل
فاتحین ومفتوحین کے میل سے بنی ہے دوسری عبارت مین قوم ڈراوڑ ملک ہند کے قدیم باشندون اور اُن اقوام
زرد رنگ کے میل سے بنی ہے جو برہم پتر کی طرف سے ہندوستان مین آئین پھر ان مین تورانیون کا جو شمال و مغرب
سے آئے میل ہوگیا ڈراوڈ قوم کی دو تقسیمین کی گئی ہین اولاً وہ جن مین اصلی باشندون کا جز غالب ہے ان کو پروٹو
ڈراوڈ کہتے ہین ثانیاً وہ جو پروٹو ڈراوڈ اور تورانی اقوام کے میل سے بنی ہین یہ خالص ڈراوڈ ہین گوندون کی
نسبت کہہ سکتے ہین کہ یہ حبشی قسم کے قدیم پروٹو ڈراوڈ ہین نہایت بدصورت پست قد اور نہایت سیاہ فام ہین۔

## ہندوستان مین باہر سے آنے والے فاتح جو ہندو بن گئے

ہندوستان کے شمال مین ہمالیہ سے پار جو ملک ہے اُسے وسط ایشیا کہتے ہین وہان شدت کی سردی ہوتی ہے
قدیم تاریخون مین اس وسط ایشیا کے وسیع صحرا اور بڑے بڑے وادی تمام دنیا کی موجودہ قومون کے مورث اور
آباؤ اجداد کے اصلی وطن اور حقیقی مسکن بتلائے جاتے ہین دنیا کے تمام حصے مختلف اور متفرق قومون سے جہان
جہان آباد ہین علم اس سے کہ وہ ایشیا ہو یا یورپ وہان یہین کی قومین جا کر آباد ہوئی ہین۔
ان قومون کے حالات پر پردہ ہے مگر جو کچھ تاریخی محققین نے لکھا ہے وہ یہی ہے کہ چار یا پانچ ہزار برس قبل یعنی
مسیح کی ولادت سے دو تین ہزار برس پیشتر مغربی حصے یعنی پنجاب مین چند ایسی قومین آباد تھین جن کا رنگ گورا اور
قد دراز تھا یہ اپنے آپکو آریا کہتی تھین اور فرنگی انکو آرین کہتے ہین سنسکرت مین لفظ آریا کے معنے معزز اور
عالی خاندان کے ہین اور اسی لفظ سے ہندوستان کا نام آریا ورت یعنی شریف النسل کا مسکن آیا ہے
زردشت کی زند اوستا مین بھی وسط ایشیا اور ایران کو ایریا لکھا ہے یہی لفظ ارمنی اور یونانی اور جرمنی زبانون
مین بھی پایا جاتا ہے آریہ قومین سابق مین عموماً مویشیون کو پالا کرتی تھین اور اُنکے بڑے بڑے گروہ انکے
ساتھ رہا کرتے تھے وہ خانہ بدوش تھے اور خاص کر مویشیون کی ضرورت سے کھلے میدان وسیع سبزہ زار اور
بڑی بڑی چراگاہون مین سالہا سال پڑے رہتے تھے جب ان میدانون مین چارہ ختم ہو جاتا تھا تو وہ
اپنے ڈیرے ڈانڈے اُٹھا لیتے تھے یہ لوگ ہر قسم کے جانور گائے بھینس اور بکری وغیرہ پالتے تھے اور اُن کو اپنی
جانون سے زیادہ عزیز رکھتے تھے وہ لوہے کے اوزار اور اُن کے استعمال سے خوب واقف تھے کپڑے پہنتے
تھے ہندوستان کے قدیمی باشندون کی طرح ننگے نہین رہتے تھے پکا کھانا کھاتے تھے یہ قومین وسط ایشیا سے
پھیل کر تمام دنیا مین آباد ہوئین انھین لوگون مین سے بعض لوگون نے ہندوستان کا رخ کیا اور شمالی
کوہستانی راستون سے ملک ہند مین داخل ہوئے۔ انکے آنے کے دو راستے بتلائے جاتے ہین ایک درہ خیبر

پشاور کی راہ سے دوسرا آسام کی گھاٹی مشرقی ہمالیہ کی راہ سے جس سے تبت کے لوگوں کی ہندوستان میں آمدورفت ہے اس مین شک نہین کہ اُنھون نے ہندوستان کو سب سے پہلے فتح کیا۔ اُن کے ہندوستان مین آنے کی تاریخ اب تلاش کرنا لاحاصل ہے یہ اعلے درجے کی قوم شمال و مغرب کے جانب سے آنیوالی جنوب کے رہنے والے آدمیون سے خوش شکل بہت توانا اور مضبوط تھی۔ سورج۔ چاند۔ آسمان۔ ہوا۔ اور بادلون کو دیوتا سمجھ کر پوجتی تھی۔ اور بہت ہی قدیم زبان سنسکرت کی ایک بولی بولتی تھی انکی نسل اب تمام ہند مین بالتخصیص برہمن اور راجپوت کے نام سے پھیلی ہوئی ہے۔ اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اسی وسط ایشیا کے مرکز سے چند شاخین مشرق اور چند مغرب کو روانہ ہوئین اور مغرب کی جانب روانہ ہونے والون مین سے ایک شاخ نے فارس کی سلطنت کی بنا ڈالی اور دوسری نے اتھنس اور اسپارٹا کے شہر تعمیر کیے اور قوم یونانی کہلائی۔ تیسری نے ملک اٹالیہ مین سات پہاڑیون پر وہ شہر بنایا جو انجام کار شاہان روم کے لقب سے مشہور ہوا۔ اسی نسل کے ایک گروہ سے تواریخی زمانے کے قبل ولایت اسپین آباد ہوئی اور جب انگلستان کی طرف نظر کی جاتی ہو تو وہان پر بھی ایک آرین نسل کی آبادی نظر آتی ہے اور کی ڈالیون کی بنی ہوئی ڈونگیون مین مچھلی پکڑتی یا کارن وال مین ٹین کی کانین کھودتی ملتی ہے رفتہ رفتہ اسی طرف سے اور لوگون نے آنا شروع کیا ان مین ایک تنگ شک نسل ہے جو توران کی طرف سے چھٹی صدی قبل از مسیح مین ہندوستان پر حملہ آور ہوئی اور اس سے دیگر اقوام بطور شاخ نکلین اور ایک نسل سیتھین یا ستھیا ساکا ہے اسنے سنہ عیسوی کے شروع مین ہندوستان پر حملہ آور ہوکر ہند کے معاملات پر بڑا اثر ڈالا۔ اور اقوام جاٹ بھی جو سیتھین سے نکلنے کے دعوے مین شریک ہین ایران سے دریاے اٹک کے پاس آئین اور پانچوین یا چھٹی صدی عیسوی مین ہندوستان مین قائم ہوئین۔ بعد مین آنے والون کا مذہب شاید سب سے پہلون کے طریقے سے برخلاف تھا اور ان دونون مذہبون کی آمیزش سے رفتہ رفتہ ہندوستان کا شائستہ بنا غرضکہ شمال کی طرف سے بہت سی قومین یکے بعد دیگرے آتی گئین جو آریا۔ یونانی۔ ایرانی۔ ترک۔ سیتھین تنگ شک۔ جاٹ اور ہن کہلاتی تھین۔ ان کے علاوہ بہت سی قومین تھین جنکے نام تک بھی اب معدوم ہو گئین آریا نسل اور خاصکر اُن نسلون سے جو آریا نہین ہین ایک مخلوط النسل قوم پیدا ہو گئی۔ تمدن ہند مین بیان کیا ہو کہ اقوام ہند چار اقوام سے مرکب ہین حبشی۔ زرد قوم۔ تورانی اور آریا۔ ان چار اصلی اجزا کے مختلف تناسب مین ملنے کی وجہ سے اور نیز اُن افرون کی وجہ سے جو اختلاف مرزوبوم سے پیدا ہوتے ہین ایک بہت بڑا گروہ ذیلی اقوام کا پیدا ہو گیا۔

## آریا

انکی نسبت ہمکو صرف اتنا معلوم ہے کہ انکا اصلی وطن وسط ایشیا یا ترکستان تھا یہ لوگ رنگ کے گورے دراز قد اور خوبصورت تھے انکی پیشانی اونچی تھی یہ اُن زرد رنگ کے چپٹے چہرے والون سے بالکل جداتھے جو مشرق کی جانب منگولیا مین رہتے تھے جو آریا ہند مین آگئے ہیں ہم انکو ہندی آریا کہہ سکتے ہین

آریا جو پہلے ہمالیہ کے اطراف میں اور بند یا چل تک بسے تھے چھوٹے چھوٹے قبیلوں میں قبائلی زندگی بسر کرتے تھے اور
ایسا معلوم ہوتا ہے کہ انھوں نے ملک پر بتدریج چڑھائی کی۔ یہ سچ ہے کہ وہ لکھنا بھی نہیں جانتے تھے اور ہمارے لئے
اپنی کوئی ایسی تحریرین نہین چھوڑ گئے جن سے اُنکے مفصل اور مکمل حالات معلوم کئے جائین تاہم وہ دیوتاؤں کی
تعریف مین منتر پڑھا کرتے تھے اور اپنی اولاد کو صحت اور صفائی کے ساتھ اُن منترون کا پڑھنا سکھاتے تھے منتر
ایسے ازبر ہوجاتے تھے کہ اُن کا بھولنا مشکل تھا یہی سبب ہے کہ صدیون تک منتر سینہ بسینہ چلے آئے آخر کار لکھنے
کا فن بھی ایجاد ہوگیا منتر تحریر مین آگئے اب ہندوون کے ہان یہ سب منتر لکھے ہوئے موجود ہین۔
ہند مین آنیوالے آریا کے اپنے وطن مین رہنے اور وہان سے جنوب و مشرق کی طرف سفر کرنے کا حال رگ وید
کے بھجنون سے بخوبی منکشف ہوتا ہے اسکلے بھجن کابل مین درۂ خیبر کے شمال تک پہونچنے اور پچھلے دریاے گنگا تک
وارد ہونے کی خبر دیتے ہین اور مشرق کی جانب دریائی راہ فتح مندی سے طے کرنے کی کیفیت وید کے نوشتون مین
ایسی مفصل پائی جاتی ہے کہ قدم قدم کا حال معلوم ہوسکتا ہے۔ خطۂ پنجاب جو پانچ دریاؤن سے سیراب پایا تو اپنا آبائی
طریقہ خانہ بدوش جو وا ہو نکا چھوڑ کر پیشہ زراعت مستقل طور پر اختیار کرلیا رگ وید کے بھجنون سے آریا کے حالات
دریافت ہوتے ہین کہ دریاے انڈس کے کنارے متعدد فرقون مین تقسیم ہوکر کبھی آپس مین برسر جنگ ہوتے اور گاہے
باہم متفق ہوکر سیاہ فام اصلی باشندون کا مقابلہ کرتے تھے
ہند مین آنے سے پہلے جبکہ اپنے سرد شمالی وطن مین مقیم تھے ان کو کھانا پکانے اور گرم رہنے کے لیے آگ کی ضرورت
پڑتی تھی اس لیے یا اگنی دیوتا کی پرستش کرتے تھے لیکن پنجاب مین آکر دیکھا کہ فصلون کے لیے مینھ کی ضرورت
ہے تو فضاے آسمانی کے دیوتا اِندر کی پوجا کرنے لگے اور اُسکی تعریف مین منتر پڑھنے لگے یہ لوگ خیال کرتے
تھے کہ گرج اندر کی آواز ہے بجلی اُسکا نیزہ ہے اور یہ نیزہ جب کالے بادلون کی پیٹھ مین گھستا ہے تو اُن مین سے
مینھ کی دھار نکل کھیتون کو سیراب کرنے لگتی ہے وہ خیال کرتے تھے کہ مرنے کے بعد انسان کی روح ہوا اور آسمان سے
پرے ایک نورانی طبقے مین پہونچتی ہے جہان کسی قسم کا درد نہین ہے ہر وقت روز روشن اور سدا بہار ہے ہمیشہ راحت
و آرام اور امن و آسائش کا دور دورہ ہے اور جہان ہر وقت دوستون اور عزیزون کا قرب نصیب ہے انکی
اصطلاح مین اس طبقے کے حاکم کا نام یم تھا انکا یہ بھی خیال تھا کہ مرنے کے بعد سب لوگ یم کے سامنے پیش ہوتے ہین
اور وہ اُنکے اعمال کا لیکھا کرتا ہے اُن کے علاوہ اور دیوتا بھی تھے جنکی وہ پوجتے تھے مثلاً ورُن جو نیلگون آسمان پر
حکومت کرتا تھا سوریہ یا سورج۔ وایو یا ہوا۔ رُدر یا گرج اُشس یا صبح کی سنہری اور سرخ شفق
آریا ہمالیہ کی رفعت و عظمت کو پیش نظر رکھ کر اُسکی اُلوہیت کے قائل ہوگئے اور اُسکی مدح و ثنا مین اپنی عقیدت
و خلوص کا اظہار کرنے لگے جیسا کہ وید کے ایک بھجن سے ظاہر ہوتا ہے تو ایسا ہے کہ جسکی عظمت اور رفعت کو برف سے
چھپے ہوے چٹان بڑے بڑے موج مارنے والے سمندر اور دریا مانے ہوے ہین۔ پہاڑون پر موقوف نہین دریاؤن کے
ساتھ بھی عقیدت و خلوص کے یہی انداز قائم رکھے گئے۔ وید کی کتابون مین بہت سے بھجن ایسے پائے جاتے ہین

جن کی عبارت مین آریا لوگون کا پنجاب کے دریا اور نیز گنگا جمنا سرستی - اور دیگر چشمون سے اپنی کاشتکاری کی سیرابی اور شادابی کی دعائین مانگنا پورے طور پر ثابت ہوتا ہے - پہاڑ اور دریا کی عظمت کچھ آریا لوگون کے زمانے تک محدود نہین رہی بلکہ آریا لوگون کے بعد بھی جب ہندوستان کی تمام قومون نے ہندو دھرم کا مذہبی لباس پہنا اور خیالات اپنے پیران کار رشتہ عقیدت اپنی گردنون مین ڈالا تو اسوقت سے لیکر ان دونون اشیا کو آج تک بہت بڑا متبرک اور بہت بڑا مقدس سمجھا اور کوہ ہمالیہ اور اُسکے تمام مرتفع مقامات خاص دیوتاؤن کا قیام گاہ سمجھے جاتے ہین اور آج تک اُن کا ہر ایک نیک اور باعمل شخص اپنے مرنے کے بعد تعین مقامات کو اپنی روح کی دائمی آسائش گاہ ہونے کے لیے اپنے دار الخلد اور بہشت برین سے تعبیر کرتا ہے - اسی طرح دریاے گنگا - جمنا - سرستی وغیرہ وغیرہ کی عظمت و وقعت عقیدت مند ہندؤن کے دلون مین آج تک قائم ہے -

قدیم ہندی آریا آج کل کے کُل ہندؤن سے کئی باتون مین مختلف تھے اُن مین ذات پات کی تمیز نہ تھی جو بعد مقرر ہوئی ہر گھرانے مین باپ پوجاری کا کام دیتا تھا اسیطرح سردار بھی اپنے فرقے کا بزرگ اور پوجاری سمجھا جاتا تھا مگر البتہ بڑے بڑے تیوہارون مین وہ کسی فاضل کو جو مقدس حیڑھاوونکی اداے رسوم سے واقف ہو منتخب کرتا تھا تاکہ وہ لوگون کی طرف سے قربانی گذارے نہ اُنکے شوالے اور ٹھاکر دوارے تھے نہ ٹھاکر اور مورتیان تھین اُن کی لڑکیان اپنے لیے خود خاوند پسند کرتی تھین - بیواؤنکی شادی ہوتی تھی اُنکی غذا مین غلہ اور گوشت دونون شامل تھے یہ سوم کا منشی رس پیتے تھے زمین جوتتے تھے جو اور گیہون کی فصلین تیار کرتے تھے سوت کاتنا اور کپڑا بننا جانتے تھے لیکن لوہے کے اوزار بنانا انھین معلوم نہ تھا ہان تانبے اور جست کو آگ پر پگھلاتے تھے اور انکو ملا کر بھورے رنگ کی ایک دھات بناتے تھے جسے پیتل کہتے ہین اس سے چاقو اور نیزون کی بھالین بناتے تھے -

ابتدا مین آریا صرف شمال ہی کی طرف راج کرتے تھے اگرچہ وہ دکن پر چڑھائی کرتے تھے لیکن بہت مدت تک اُن ملکون کو جو نربدا کی سمت دکن واقع ہین اپنے قبضے مین بخوبی نہ لا سکے ظاہر ہے کہ جس زمانے مین منو کی دھرم شاستر تصنیف ہوئی تھی آریا کی سلطنت صرف شمال ہی مین تھی شاسترون مین لکھا ہے کہ شمال دیوتون کا اور اشراف آدمیون کا مقام ہے یعنی آریا کا مسکن ہے اور باقی ہندوستان ملیچھ یعنی قدیم باشندون کا ملک ہے -

ٹاڈ صاحب نے راجستان کی تاریخ مین لکھا ہے اور دوسرے مصنف بھی کہتے ہین کہ دو ہزار برس گذرے ہونگے کہ ایک نئی قوم کے بہادرون نے جن کو اگنی کُل کہتے ہین پہلے شمالی ہندوستان کو فتح کیا اور ہندؤن کے راجہ شکست پاکر نربدا پار اُتر کے دکن کی طرف آباد ہوئے

معلوم ہوتا ہے کہ جس عصر مین مہابھارت اور رامائین بنائی گئی تھین تب تک ہندو یعنی راجپوت اور برہمن دکن کو خوب طرح سے نہین جانتے تھے اسکو کہانی مین سنا کرتے اور بندرون کے رہنے کی جگہ خیال کرتے جن مین کہ سردار اور سپہ سالار رہتے تھے اور وہان ریچھون کے سردار اور راکششون کے بادشاہ رہا کرتے تھے اس بات سے ثابت ہے کہ جن کو ان کتابون مین بندر اور ریچھ اور راکشش ٹھہرایا ہے وہ شمال کے رہنے والونکی بہ نسبت برہمنون

کے مذہب میں دیکھیے گا۔

## تک شک یا تاک

سنہ عیسوی سے چھ سو برس پہلے اور شاید دارا کے حملے سے چند مدت پیشتر ایک نئی قوم نے تاتار سے آکر سندھ کے پار ہوکر ہندوستان میں بہت سی فتحین حاصل کیں جو لوگ تاتار سے ہندوستان میں آئے اُن کو تک شک کی نسل میں سے کہتے ہیں جسکی وجہ یہ ہوسکتی ہے کہ سانپ اُنکی قوم کا تمغا یا جھنڈے کا نشان ہوگا ابو الغازی نے لکھا ہے کہ تانگ خلف ترک یا ترکیچی تی وہی تھا جسکو یرانیون میں ترشک لکھا ہے اور چینی مؤرخون کا تانگ تیک جسنے یونان کی بیکٹریا (بلخ) سلطنت کی تباہی میں اعانت کی اور اُس ملک کا اپنے نام سے ترکستان نام رکھا وہی ہے۔ اور تاجک نسل جو اس ملک میں پھیلی ہوئی ہے اور جس کی تاریخ مفقود ہے تک شک کی اولاد معلوم ہوتی ہے زبان سنسکرت میں لفظ ناگ و تک شک سانپ کے معنے ہیں اور قدیم تاریخ ہندوستان کا ناگ بنس تک شک کہلاتا ہے مہابھارت میں بطور رنگینی عبارت کنایہ و اشارہ حال جنگ ناگا میں پانڈوؤ اندرپرستھ (دہلی) و قوم تک شک شمالی درج ہے تک شکون کا پریکشت دہیلے معروف کو قتل کرنا اور اُسکے پسر جنمے جے کا اُن سے جنگ و جدل کرنا اور آخر میں اُن سے عہدنامۂ خراج گذاری لکھانا جو مہابھارت میں لکھا ہے اگر مبالغے سے صاف کیا جائے تو در حقیقت ایک تاریخی واقعہ ہے۔ تک شک کا دوسرا نام تاک ناسے فوقانی و کاف تازی سے بھی نظر سے گذرا ہے اور ناگ نون اور کاف فارسی سے بھی ڈاکٹر لیبان کا قول ہے کہ ناگ اصل تورانی فاتحین تھے جنھون نے جنوبی ہند میں بڑی بڑی حکومتین قائم کی تھین اور اپنی رعایا یعنی قدیم اقوام دراوڑ وغیرہ کے ساتھ اُنھون نے سانپ کی پرستش اختیار کی تھی لنکا کا راجہ راون بھی ناگ قوم سے تھا جس پر رام نے چڑھائی کی تھی (فائدہ)

حق تحقیق یہ ہے کہ انڈو سیتھک لوگ حیوان کے نام سے مشہور ہوتے ہیں لومڑی اور بڑا یعنی خوک اور تک شک یعنی سانپ اور اشویا یعنی گھوڑا۔ پُران میں اول ذکر حملۂ تک شک جو شیشناگ دیس (دو نون شین معجمہ کے درمیان یائے مجہول) سے نکلا ہے درج ہے شیش ناگ دیس میری دانست میں جائے سکونت قوم تک شک ہے جسکو چین والے تک یک اور ترکستان والے تاجک کہتے ہیں اور معلوم ہوتا ہے کہ یہ قوم وہی ہے جسکو یرانیون میں ترخشک لکھا ہے اور عوام ہنود ترک بولتے ہیں اور شیشناگ دیس سے مراد منگولیا ہے جسکو چینی تاتار اور ایرانی آدمی توران کہتے ہیں اور اُسکے باشندون کو تورانی بولتے ہیں جب اہل عرب نے اسکو فتح کر لیا تو بوجہ اس بات کے کہ یہ ملک سرزمین ایران سے دریائے جیحون کے دوسرے کنارے کی طرف واقع تھا ماوراء النہر کہنے لگے جو زبانوں پر تخفیف پاکر ماوراء النہر مشہور ہوگیا۔ اس کے جنوب کی طرف بدخشان اور چترال کے پہاڑ شمال کی طرف بلاد خوارزم اور دشت قپچاق مغرب کی طرف ملک جرجان و خراسان مشرق کی جانب سرزمین ترکستان و مغولستان ہے وہ مسکن تک شک کا ہے کہ ہند پر حملہ آور ہوئے ہیں اور پرانون میں انکا حال درج ہے۔ از روئے حساب یہ حملہ چھٹی صدی قبل از مسیح کے واقع ہوا ہے۔ قریب قریب اسی عہد کے انھین اقوام نے حملہ کرکے ایشیائے کوچک کو فتح کیا شیش ناگ جو اُن کا سردار تھا اس کی ہمراہی میں اُنھون نے شمالی ہندوستان کو فتح کیا اور درجہ بدرجہ اُن قومون سے جو اُن سے پہلے ہندوستان میں آئی

۔۔ تاریک کا مبدل تھجکیسو اور تابک یا ساکشت ہے ۱۲ استفادہ از تسہیل اللغات مؤلفہ مؤلف ہفت النقود

تھیں مٹتے گئے انھون نے مگدھ (بہار) کے راج کو زیر کیا اور شیش ناگ یا نندو نکے تخت پر بیٹھا اور اسکا خاندان دس نسل کے بعد مہانند پر کہ حرام کی اولاد مین سے تھا ختم ہوا اور اصلی مذہب انکا یہ تھا کہ وہ بے انتہا اور غیر محسوس خدا کی پرستش کرتے تھے۔ ہندوستان مین ورود کے بعد وہ بدھ کو ماننے لگے۔ بہت ایسے نوشتے موجود ہین کہ ہند و بہت بار ان غیر ملک کے باشندون سے لڑے ہین جنکو وہ سانپ اور دیو کہتے تھے کیونکہ وہ پیروان مذہب بدھ مین سے تھے۔ تک شکون کے ہندوستان پر غالب آ جانے کی وجہ سے پرانون مین بیان ہوا ہے کہ اس زمانے سے آئندہ کوئی راجہ ہند مین پاک نسل کا نہ ملے گا بلکہ شودر و تر شک غالب آئینگے اور یہ سب مین پھیل جائینگے۔

جب سکندر ہندوستان پر حملہ آور ہوا تو اسکو پٹے رُد یا مسّہ پرناک اقوام ملی تھین سکندر کا حملہ غالبا آٹھ صدی بعد مہا بھارت سے واقع ہوا ہوگا اور یہ بھی بہت قرین قیاس ہے کہ شاہ مقدونیہ کا رفیق ٹیکٹ سُل تا کون کا سرگروہ تھا جیسلمیر کے بھاٹی رئیسون کی قدیم تاریخ مین ہے کہ بعد مفروری ان کے زابلستان سے انھون نے لب دریاے سندھ سے تاکون کو بے دخل کیا اور بجاے انکے خود قابض ہوے انکے زمانے کا دار الریاست سالباہن پورہ لکھا ہے اور چونکہ اس واقعہ کی تاریخ یودھشتر کا سمبت ۳۰۰۰ لکھا ہے پس اگر سالباہن (شالواہن) جو تک شک تھا اور جس نے بکرم تنور کو فتح کیا اس خاندان مین سے ہو جسکو بھاٹیون نے بے دخل کرکے جنوب کی طرف نکالدیا تو کسی طرح بعید از قیاس نہین ہے۔ جبکہ سکندر نے ہندوستان پر حملہ کیا تب تک شک نسل کا زبردست راجہ مہانند مگدھ کے راج پر پالی بُتر مین جسکو اب پٹنہ کہتے ہین حکومت کرتا تھا اور بیان کرتے ہین کہ وہ بیس ہزار سوار اور دو لاکھ پیادے اور ہاتھی وغیرہ ہمراہ لیکر سکندر کا مقابلہ کرنے کو مستعد ہوا تھا مگر سکندر اپنی فوج کی سرکشی کے باعث ستلج پر سے الٹا پھر جانے کو مجبور ہوا۔ مہانند کے بعد اسکے آٹھ بیٹون نے بارہ برس تک یعنی سنہ عیسوی سے تین سو پندرہ برس پہلے تک بالاتفاق سلطنت کی ان مین سے چندر گپت تھا جو ایک حجام کی جورو کے پیٹ سے تھا اگرچہ وہ بہت لائق تھا مگر اسکے دوسرے بھائی اسکو بہت حقیر جانتے تھے آخرکو وہ اپنے تمام بھائیون کو اپنے رفیق چانکیا کی اعانت سے قتل کرکے بادشاہ بنا کہتے ہین کہ چندر گپت نے ایک جدید خاندان موری کو بنا کیا تھا یہ بات اس ماجرے سے کہ وہ مہانند کا بیٹا تھا مطابق کرنی بہت مشکل ہے۔ بعض مقامون مین لکھا ہے کہ چندر گپت گنگا کے وادی سے خستہ و خوار سکندر کے پاس پنجاب مین پہنچا مگر سکندر خود کسی وجہ سے اس سے ناخوش ہوا اسلیئے وہ سکندر کے لشکر سے جان لیکر بھاگا یہ واقعہ سنہ عیسوی سے ۳۲۶ سال پیشتر کا ہے چند سال تک جو ہند کے انتظام مین ابتری رہی اس مین چندر گپت نے رہزنون اور لٹیرون کے گروہون کی مدد سے مگدھ (یا بہار) کے شاہی خاندان نند کو برباد کرکے ایک سلطنت حضرت عیسے سے ۳۱۶ سال پیشتر قائم کی اُسنے انکے پاے تخت پٹنہ پر قبضہ کیا اور اپنی حکومت کل گنگا کی وادی مین قائم کی چندر گپت کو سکندر کا مخالف سمجھتے ہین۔ پرانون مین لکھا ہے کہ چندر گپت شیش ناگ کی اولاد مین سے تھا بعض کتب مین مذکور ہے کہ بہار کے راجہ جو کہ ہندوستان کے اس حصے پر حکومت کرتے تھے جسمین کہ گنگا بہتی ہے اور جنکا راج کئی خاندان تک راج کیا

وقت مین سنہ عیسوی سے تین سو پچاس برس پہلے سے لیکر چار سو پچاس برس بعد تک رہا وہ ہندوستان کے راجون
مین بہت عقلمند تھے اور ان مین چندر گپت کے جانشین بہت ممتاز معلوم ہوتے ہین باوجودیکہ تجارا کی طرف سے متواتر
حملے ہوئے تھے مگر چندر گپت کے جانشینون نے اس بات کا تدارک کیا لیکن پھر بھی اسی زمانے مین بہار کے بادشاہی
خاندان مین نااتفاقی پھیل جانے اور تجارا کے بادشاہون کے حملون اور خانگی جھگڑون سے انکی طاقت گھٹ گئی
اور اس وقت اُن کے ملکی اور مذہبی انتظام کے تباہ کرنے کے واسطے خوب قابو ملا معلوم ہوتا ہی کہ بُدھ کے مذہب
کو مانتے تھے جبتک اُنکو اختیار رہا تب تک برہمن جو کہ قنوج مین اختیار رکھتے تھے ہندوستان مین اپنا دخل نکر سکے
چندر گپت کو سکندر کا مخالف سمجھتے ہین اُسوقت مین سنہ عیسوی سے دو سو برس پہلے برہمنون نے آتشی نسل کو
سر سبز کیا تاکہ وہ کافرون یعنی بُدھ مذہب والون سے جو تک شک قوم سے تھے لڑین ایک روایت یہ ہی کہ سونگ سیر
شیش ناگ اولاد مین تک شک کی تھا برہمنون نے اُسے اپنا مذہب سکھایا اور پھر رین جی راجہ مگدھ پر اُسکو چڑھا لیگئے
اسلیے کہ وہ سب بدھ مذہب رکھتے تھے سونگ نے رین جی کو مارا خود راجہ ہوا اس سونگ کی اولاد مین مہا نند تھا پاٹلی
پُتر عرف پٹنہ مین اس نے راج کیا چندر گپت اسکا بیٹا تھا۔ سب سے اول ہم کو جس راجہ کا زمانہ قرار دینا چاہیے وہ
نندا ہے جسکو مہا نند بھی کہتے ہین اگرچہ نندا اور چندر گپت کے درمیان آٹھ راجہ گذرے مگر یہ معلوم نہین کہ وہ سب
نندا کے بیٹے پوتے تھے یا اور عزیز و اقارب تھے ایک بیان سے وہ سب آپس مین چھوٹے بڑے بھائی معلوم ہوتے ہین مگر
چار پُرانون سے ان نو راجاؤنکی سلطنت جن مین نندا بھی شامل ہی سو برس کا زمانہ قرار پاتا ہی اسلیے ہم خیال کرسکتے
ہین کہ نندا چار سو برس قبل مسیح علیہ السلام کے تخت نشین ہوا۔ ابو الفضل مین تک شکون کو اولاد مہا چل لکھا ہے
اور اس یقین ہوتا ہی کہ وہ ستھیا نسل سے تھے۔ تاک کی قدیم تاریخ مین تو اسیقدر کافی ہی۔
زمانہ آخر کا مختصر حال لکھا جاتا ہے جب چتوڑ پر مسلمانون کا حملہ ہوا اکثر ہندو مین سے جنھون نے چتوڑ کی اعانت
کرنا اپنا ذمہ سمجھا اسیر گڑھ کا تاک تھا اور معلوم ہوتا ہے کہ اسیر گڑھ پر یہ خاندان اس واقعہ کے بعد کم سے کم دو صدی
تک قابض رہا کہ اُس کا رئیس پرتھی راج کی سواری مین بھی تجمل سے شامل ہوا ہے چندرائے کے کبتون مین اسیر گڑھ
کے تاک کو نشان بردار لکھا ہی۔ یہ قدیم نسل جن سے جوگی مخالف اور سکندر کی رفیق بڑی حشمت اور تجمل سے ختم ہوئی
تنبیہ چتور گڑھ کی جس لڑائی مین اسیر گڑھ کا تاک شریک ہوا وہ وہ لڑائی معلوم ہوتی ہے جو تاؤ اور اُسکی اتباع سے
دوسرے مسلمانون کے مخالف مورخون نے مامون عباسی خلیفہ بغداد کی چڑھائی کے وقت لکھی ہے لیکن یہ بالکل
فرضی اور بے اصل بات ہی اور شہاب الدین غوری فاتح پرتھی راج کے وقت تک چتوڑ پر مسلمانون کا کوئی حملہ نہ ہوا
تھا بلکہ شہاب الدین کے بہت بعد سب سے پہلی مسلمانون کی یورش آخر تیرھوین صدی عیسوی مین چتوڑ پر ہوئی۔
تک شک کا نام زمانہ حال مین انھین اضلاع مین محدود ہی جہان کہ پتھرون پر حروف زمانۂ قدیم کے کھدے
ہوئے ہین۔ زمانہ حال مین تاکون کے مفقود الخبر ہوجانے کا بدل شاہان گجرات کی شہرت سے بخوبی ہو گیا
ہے کیونکہ وہ خاندان شاہی بلقب مظفر متواتر ہوئے۔ جسکی تفصیل یہ ہی کہ شاہ تغلق کے عہد مین اُس کے

بھتیجے فیروز جنگ نے سہارن تانک کی بہن کے ساتھ شادی کرکے مذہب اسلام اختیار کرنے پر اُس کو وجیہ الملک خطاب دیا اسکا بیٹا ظفر خان جو گجرات کا صوبہ دار کیا گیا تھا دلّی کی سلطنت ضعیف ہونے پر خود مختار ہو کر مظفر خان خطاب سے گجرات کا بادشاہ بن گیا اُس کے پوتے احمد شاہ اول نے قدیم دار الریاست انہل واڑہ کے عوض اپنے نام پر شہر احمد آباد تعمیر کرایا۔ راجپوتانہ مین ناگور انکے ماتحت تھا اور میواڑ کے ساتھ اکثر انکی لڑائیان رہی ہین انہین سے بہادر شاہ گجراتی نے اودے سنگھ کے بڑے بھائی رانا بکرماجیت کے وقت مین ایک بار قلعہ چتوڑ فتح کر لیا تھا جو ہمایون کے دباو سے واپس میواڑ والونکے قبضے مین آیا۔ گجرات کی بادشاہی شہنشاہ اکبر کے عہد مین برباد ہو کر خالصہ دہلی مین شامل ہو گئی جسکے ماتحت سرداروں مین سے نواب پالن پور باقی رہ گئے ہین اور اب اس خاندان کا کہین پتہ نہین لگتا تانک کے تبدیل مذہب سے اُن کا نام راجستان سے جاتا رہا اور باوصف تلاش کے اُن کا کہین پتہ نہین لگتا

## ستھین

سنہ عیسوی سے ایک صدی قبل شمال کی طرف سے نئے حملہ آور ہند مین آنے شروع ہوئے یہ لوگ وسط ایشیا سے آئے اور چونکہ اُن کا کوئی خاص نام نہین لہذا انکو ستھین کہتے ہین۔ ستھین ایشیا کی ایک خانہ بدوش قوم تھی جس سے قدیم زمانے کے لوگ واقف تھے اس نام کے دو مطلب تھے (۱) اصلی ستھین یا سکولاٹ (۲) تمام خانہ بدوش اقوام (ساسی - سارمٹین - میساگیٹی - سکولاٹ جو اُن میدانون مین بود و باش رکھتے تھے جو جکل ملک ہنگری کہلاتے ہین اور وہان سے کوہستان ترکستان تک۔

بعض زمانہ حال کے مورخ اصلی ستھین کو تسلیم کرتے ہین کہ وہ منگولین یا مغل نسل سے تھے لیکن ان لوگونکے آرین ہونے کی شہادت روز بروز مضبوط ہو رہی ہے وہ اُن وسیع بے درخت میدانون مین آباد تھے جو دریاے ڈینوب کے شمال مشرق اور دریاے والگا کے مشرق مین پھیلے ہوئے ہین یہ خانہ بدوش تھے جو گھوڑون مویشیون اور بھیڑون کے گلے بالا کرتے تھے خیمون سے ڈھکے ہوے چھکڑون مین رہتے تھے اور سوار ہو کر تیر و کمان سے لڑا کرتے تھے اپنے مقتول دشمنون کی کھوپریون سے پانی پینے کے پیالے بناتے تھے بہت غلیظ عادت کے لوگ تھے جو کبھی نہاتے نہ تھے اور یونانی آریاؤنکی طرح بغیر بت بنالینے کے اپنے دیوتاؤن کی پرستش کیا کرتے تھے یونانی نوآبادیون جو بحیرۂ یوگزین کے شمال مین آباد ہوئین اُنھون نے شعائر تہذیب حاصل کئے اور اُن کے بادشاہون مین سے ایک اناکارسس نامی ایتھنز مین حکیم سولن سے فیض حاصل کرنے کے لیے گیا تھا۔ قبل مسیح ساتوین صدی مین ان ستھین لوگون نے جو میدانون مین خانہ بدوش زندگی بسر کرتے تھے اہل میڈیا پر حملہ کیا اور دس سال تک وہان قابض رہنے کے بعد صرف سایازارس نے ایک دعوت مین اُنکے تمام سردارونکو شراب سے بدمست کرکے اُنھین قتل کر دیا اسی زمانے کے قریب یعنی ۶۲۶ قبل مسیح مین بعض بھدے بالون والے لوگون نے شمال کی طرف سے آکر فلسطین اور مصر پر حملہ کیا انہین لوگونکو ستھین مانا گیا ہے اور اغلباً یہ وہی لوگ تھے جو سوار اور تیر و کمان والے تھے کہ جنکی نسبت یرمیاہ نبی (باب چہارم و ششم مین) ذکر کرتا ہے۔

۵۱۵ سنہ قبل مسیح مین دارانے ہلسپانٹ کو عبور کیا اور دریائے ڈینوب کے رستے سے سیتھین یعنی سکولاٹ ی لوگون کے ملک مین داخل ہوا مگر بالکل ناعین ملک کے مشکلات اور خطرات نے اُسے مجبور کیا کہ سخت نقصان اٹھا کر واپس چلا آئے۔ کچھ مدت کے بعد چوتھی صدی قبل مسیح مین سیتھین یعنی یورپ کے سکولاٹ مفتوح ہو کر سارمیٹین لوگون کے ہاتھون سے بالکل برباد کردئے گئے۔ لیکن ایشیا کے سیتھین ۱۲۰ سنہ قبل مسیح مین پرشیا یعنی ایران پر مستولی ہوگئے اور کئی ایرانی افواج کو شکست دیکر ایرانی بادشاہون سے خراج وصول کیا انھون نے سلطنت ایران کے مشرق مین سکاسین سلطنت قائم کی۔ پس ایشیا کا یہ حصہ قدیم سے بطور انڈو سیتھیا کے نام سے مشہور ہے جب بیکٹریا یعنی باختر و ترکستان کے یونانی خاندان کا زوال ہوا تو اس موقع پر سیتھین نے تاتار اور بخارا کی جانب سے خروج کر کے اس ملک کو دبا لیا اور پہلی صدی قبل مسیح اور پہلی صدی بعد مسیح کے زمانے مین سیتھین لوگون کی دل بادل فوجون نے یونانی شاہی خاندانون کی اس ملک سے بیخ کنی کردی یونانیون مین افغانستان بکٹریا کے متعلق مشہور تھا۔ سنہ ایک سو چھبیس وچھبیس قبل مسیح مین انھون نے شمالی ہندوستان کو تاخت و تاراج کیا اور مختلف حالتون مین پانچ صدیون تک جنوب مغربی علاقے مین جمے رہے۔ بعض کا قول ہے کہ بدھ بھی ستھین تھا۔ ستھین کا نہایت مشہور بادشاہ کنشک تھا جس نے سنہ ۴۰ء مین بودھون کا چوتھا جلسہ منعقد کیا تھا اگرچہ اُسکا پایۂ تخت کشمیر تھا مگر اُسکی قلمرو جنوب مین آگرے اور سندھ سے لیکر ہمالیہ کے شمال کو یارقند اور کوہ تمند تک تھی بعض کہتے ہین کہ کنشک بنسی رجواڑے جس گھرانے کا نامور تاجدار کنشک راجہ تھا تورانی قوم سے تھے پرشپور یعنی پیشاور اُنکی راجدھانی تھی اور شمالی ہند مین اُنکی عملداری بہار تک تھی یہ لوگ بودھ مذہبی تھے اور انھون نے ہندوستان سے باہر اپنا مذہب بہت پھیلایا ملک بنگالہ مین شاہ اشوک کے جانشینون کے عہد حکومت مین ستھین کے شمالی بادشاہون اور بودھون کی سلطنت مین ربط و ضبط شروع ہوا اور انجام کار ستھیا والون نے بدھ کے مذہب کو تھوڑے سے تغیر و تبدل کے ساتھ اختیار کیا ستھین اس کثرت سے ہند مین آگئے تھے کہ آج کے دن تک سرحدی صوبونکی آبادی مین اس نسل کے لوگ کثرت سے پائے جاتے ہین مثلاً دو ستھین فرقے جنکو گیتی اور دھائی کہتے ہین وسط ایشیا مین ایک دوسرے کے قریب آباد تھے اور غالبا ساتھ ہی ساتھ ہند کو آگئے ہونگے بعض فاضلون کی رائے ہے کہ جاٹ کی قوم جو پنجاب کی آبادی کے قریب نصف کے ہے قدیم قوم گیتی کی اولاد سے ہے اور اسیطرح یہی کی بڑی قوم دھائی کی نسل سے ہے۔ چندر گپت دوم نے جسے بکرم اول بھی کہتے ہین ستھین کو مغلوب کر کے سکاری یعنی قاتل سکا لقب اختیار کیا۔

سو برس کے بعد ایک اور شجاع راجہ شالباہن تمام ہند مین ستھین کی مخالفت پر آمادہ ہوا ستھین کو آرین اور غیر آرین کے مابین تصور کرنا چاہئے۔

حیات افغانی مین لکھا ہے کہ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اس قوم بکٹیرین اور ہندوون سے جلد خلط ملط ہوگئے اور شاہان اسلام کے حملون کے وقت جنھون نے اسلام قبول نہ کیا وہ اکثر مارے گئے اور باقی جلاوطن ہو کر

قلب پہاڑون مین جاکر آباد ہوئے قوم گکھر بہی قوم تاتاری کی نسل معلوم ہوتی ہے۔

## راجپوت قوم کا ستھین سے تعلق

محقق مورخ اس بات کو پایہ ثبوت کو پہنچا ما چاہتے ہین کہ بعض راجپوت کے فرقے ستھین کی نسل سے ہین یا یہ کہ ستھیون کا ایک گروہ راجپوتون کے فرقے مین داخل ہوگیا ہے بلکہ کرنل ٹاڈ کو تو اصرار ہے کہ ضرور راجپوت اقوام ستھیا سے ہین۔ اقوام راجپوت مین اب بہی بعض بعض وہی عادات و توہمات پائے جاتے ہین جو قوم ستھیا مین ہین۔ اقوام قدیم یورپ و اقوام راجپوت ستھیا کی نسل مین سے ایک ہی کی اولاد مین ہین۔

الفنسٹن صاحب کہتے ہین کہ اگر یہ خیال کیا گیا ہو کہ تمام ہندو اور ستھیا والے ایک ہی نسل سے پیدا ہوئے اور پیچھے اپنے اپنے مخصوصات کے سبب جدا جدا قومین ہوگئین تو اس معاملے پر گفتگو کرنے کی حاجت نہ ہوگی لیکن اگر یہ کہا جائے کہ ایسے زمانے مین جسکی تاریخ موجود ہے ان دونون قومون مین اجتماع واقع ہوا تو اس بات پر انکو شبہ ہو کہ غیر ملک کے لوگون کا زناردار قومون مین مخلوط ہو جانا ایسی بات ہے جسکا منو نے کبھی خیال تک نہین کیا یہ امر اس زمانے مین جسکا بیان منو کی تحریرون مین ہے واقع نہ ہوا ہوگا اور اس اجتماع اور خلط کا کوئی نشان سکندر کے زمانے مین باقی نہ تھا کیونکہ سکندر اور اسکے ہمراہیون نے باوجودیکہ ہندوستان کو ملک ستھیا مین دو برس رہنے کے بعد بلکہ اس سے پیچھے دیکھا اگر ان دونون قومون کے کسی گروہ مین کوئی مشابہت نہ پائی بس اجتماع مذکور قبل مسیح علیہ السلام سو یا دو سو برس بلکہ اس سے بہی پیچھے واقع ہوا۔ کرنل ٹاڈ نے بعض مقامون مین ایسا ہی خیال کیا ہے مگر بعض مقامون مین یہ بہی بیان کرتا ہے کہ مسیح علیہ السلام سے قبل چھٹی صدی مین ستھیا کے لوگ ہندوستان مین نقل مکان کرکے آئے اور اس سے بہی پہلے زمانے کے نقل مکان بیان کئے ہین۔ یہ بات مغلونکی یورش سے پہلے جو انہون نے چنگیز خان کے زیر حکم کی تہی ستھیا کے لوگون نے ہندوستان پر یورش کی اس قدر غالب ہے کہ ذرا سے ثبوت سے اسکا ہمکو یقین ہو سکتا ہے اور جو دلیلین اس بات کی پیش کی گئی ہین کہ ہمدفیع کرنے بکٹیریا کے ستھیا کے لوگون نے ہندوستان کے ایک حصے کو فتح کیا ہمکو اطمینان ہو سکتا ہے۔ مگر یہ خیال کرنا کہ نہایت فخر و سخت رکھنے والی ہندو قومون مین غیر ملک کے لوگون کا ایسے زمانے مین داخل اور مخلوط ہو جانا جبکہ منو کے مجموعے مین ہندوونکی قومون کے آپسمین نہایت کامل امتیاز قائم ہوچکا تھا اسقدر دشوار ہے کہ اس امر کے قائم کرنے کے واسطے نہایت صریح اور صاف دلیلین درکار ہین۔ اب دیکھنا چاہئے کہ وہ دلیلین کیا ہین۔

اول۔ یہ کہ چار راجپوت قومون مین ایک کہانی انکی نسل کی مشہور ہے جس سے بشرطیکہ ہندوونکی تمام کہانیان بامعنی سمجھی جائین یہ نتیجہ نکل سکتا ہے کہ وہ قومین مغرب سے آئین اور انکو اپنی اصلیت کا حال کچھ معلوم نہین

دوسرے۔ یہ کہ بعض راجپوت بلاشبہ ہندوستان کے مغرب سے آئے ہین۔

تیسرے۔ یہ کہ راجپوتون کا مذہب اور چال چلن ستھیا والونکے مذہب و اطوار سے مشابہ ہے۔

چوتھے۔ یہ کہ بعض راجپوت قومونکے نام ستھیا والونکی قومون کے سے نام ہین۔

پانچوین - یہ کہ قدیم سندونکی روسے اٹک کے نیچے کے حصے کے آس پاس دوسری صدی مین ایسے لوگ موجود تھے جو سیتھیا والون اور ہندوونکی آمیزش سے پیدا ہوے تھے -

چھٹے - یہ کہ اوپر کے حصہ ہندوستان مین سفید یعنی گورے ہنز لوگ کاسمس انڈی کوپلیوسٹینز کے زمانے مین موجود تھے -

ان دلائل مین سے پہلی دلیل ایسی کچھ قطعی نہین ہے جسکو بلاحجت تسلیم کرلیا جاے - یہ بات ظاہر ہے کہ ہندوستان کی قومین اور ملکونکی قومون کی طرح ناواقف ہوسکتی ہین یا اگر انکو معلوم بھی ہو تو اُسکو ایک کہانی سے ترقی دینے کے درپے ہوتی ہین - اس کہانی کے ذریعہ سے سواے آبو پہاڑ کے جو راجپوتانے مین ہے سیتھیا کے قرب وجوار تک بھی سراغ نہین چلتا اور کرنل ٹاڈ نے جن ہندوستانی قومونکو اہل سیتھیا بتایا ہے اُنمین سے شاید کوئی ایک دو بلکہ وہ بھی نہین اُن چار راجپوت قومون مین سے ہین جنکا سیتھیا والونکا سا نام ہے -

دوسرے صرف یادو کی ایک بڑی قوم دریاے اٹک کے اُس پار سے آئی جنمین سے کرشن جی ہوئے ہین اور یہ خالص ہندو قوم ہے - ہندوستان مین کرشن کی وفات کے بعد اُس قوم سے دریاے اٹک کے مغرب کیطرف جانے کی کہانی مشہور ہے - یادو کی قوم کا ایک حصہ جسکا نام شاما ہے سیتھیا والونکی یورش کرنے کے سبب سے اپنے نئے مقبوضہ ملک مغرب سے خارج ہو کر اپنے قدیمی ملک کو اپنے بھائیون مین شریک ہونے کے واسطے جن سے مذہب اور اطوار مین کبھی غیریت نہ تھی ساتوین آٹھوین صدی مسیحی مین واپس چلا آیا - دریاے اٹک کے پار جانے سے پہلے وہ ہندو ہی تھے اور جو قومین مغرب مین اب بھی رہتی ہین گو آج کل وہ مسلمان ہین اُن مین سے بہت سی قومونکو ہندو نسل مین سے تسلیم کیا جاتا ہے - سکندر نے دریاے اٹک کے مغرب مین ہندوستان کی دو قومونکو پایا ایک کو پراپانیسس مین اور دوسری کو سمندر کے قریب اگرچہ یہ دونون قلیل گروہ اور آپسمین بے تعلق تھے مگر سمندر کے قریب کا گروہ راجپوتون کے ہندوستان مین نقل مکان کرکے آنے کیواسطے بغیر اس بات کے کہ ہمکو اہل سیتھیا کی طرف بھی خیال دوڑانے کی ضرورت پیش آئے کافی ووافی ہے -

تیسرے اگر راجپوتون کی کسی قوم کا مذہب اور چلن سیتھیا والون کے مذہب اور اطوار سے کچھ مشابہت بھی رکھتا ہو تو بھی سمجھنا چاہیئے کہ ہندوونکے مذہب اور رویے سے اسقدر زیادہ مشابہت اور یک رنگی ہے کہ اُسکے مقابلے مین اہل سیتھیا کی مشابہت بالکل کالعدم ٹھہرے گی اور راجپوتونکی زبان بھی ہندی ہے سیتھیا کی زبان کا ایک لفظ بھی اسمین نہین پایا جاتا جسقدر کہ اب تک تحقیق ہوا ہے انکے مذہب کے کسی ایسے حصے کا حال نہین سنا جاتا جسکی اصلیت ہندوونکے خالص مذہب مین سے نہو فی الحقیقۃ جن باتون مین بعض راجپوتونکو سیتھیا والون سے مشابہ کہا جاتا ہے وہ باتین تمام راجپوتون مین عام ہین بلکہ اکثر اُن مین سے تمام ہندوونمین پائی جاتی ہین برخلاف اسکے جن باتونکو سیتھیا والونکے اطوار کے نمونے کی طرح انتخاب کیا گیا ہے اُنمین سے اکثر تمام جاہل اور اکھڑ قومونمین ہوتی ہین ظاہر ان مین سے بہت سے طور طریقے سکینڈی ناویا یا جرمنی والونکی مین

تو ان قوموں کی نسل مشرقی ستھیا والوں کی نسل کے ساتھ مشترک فرض کریں مگر اُنکے اطوار کی مشابہت ہونی باقی ہے اگر مشابہت کی دقیق باتوں کی تحقیق کرنے کے بجائے ہم ستھیا والوں اور ہندوؤں کی عام خصلت کی مطابقت کریں تو ظاہر ہے کہ کوئی دو چیزیں ایسی خیال میں نہیں آسکتیں جو کچھ کم مشابہت رکھتی ہوں۔

ستھیا والا پست قد۔ گٹھا ہوا جسم۔ ہاتھ پاؤن موٹے۔ تازہ اور قوی۔ کشادہ چہرہ۔ رخساروں کی ہڈیاں اُبھری ہوئیں۔ آنکھیں تنگ اور لمبی جنکے کوسے نکلے ہوتے ہیں۔ گھر اسکا خیمہ یا ڈیرہ وغیرہ اور پیشہ چرواہاپن خوراک گوشت اور پنیر اور دودھ دہی وغیرہ۔ پوشاک حیوانوں کی کھال اور اُن میں ہر شخص اُن میں کا چست و چالاک اور محنتی اور صحرا نوردی و پھر تیلا اور راجپوت کشیدہ قامت خوبصورت جو ہند دھیلا جب تک کسی وجہ سے برافروختہ نہو پژمردہ خاطر اور کاہل مسکن اسکا مکان اور لباس باریک اور ڈھیلا بھڑک دار خود آپ اُسکی غلہ اور زمین کے بچنے پر جان دینے کو موجود۔ بجز اشد ضرورت کے ایک ہی مقام پر قیام رکھنے کا پابند اگرچہ اکثر جنگل میں یا جنگل کے قریب رہتا ہو مگر مویشیوں کے ریوڑوں کی خبرگیری جو کمتر فرقوں سے مخصوص ہے کبھی نہیں کرتا۔

چوتھے نام کی مشابہت جب تک کثرت سے اور اور حالات سے اُسکی تائید نہو نہایت کمتر درجہ کی ضعیف دلیل ہے سو اس موقع پر ایسی دلیل بھی اس قدر کم ہے کہ بمنزلہ نہونے کے ہے۔ علاوہ جیٹ کے بہت بڑی مشابہت ایک گمنام قوم کے نام سے جو راجپوتوں میں ہن کہلاتی ہے اُس بے ٹھکانے بڑے گروہ کے ساتھ جسکو رومی ہنز کہتے ہیں پائی جاتی ہے اور شاید کی اُس بڑی قوم کے نام کے ساتھ جسکو ایک زمانے میں چینی ہیونگ نو کہا کرتے تھے پائی جاتی ہے اگرچہ ہن قوم اب معدوم سی ہے لیکن قدیم زمانے میں وہ کسیقدر فخر و امتیاز رکھتی تھی اُسکا ذکر بعض قدیم کتبوں میں پایا جاتا ہے لیکن کوئی اور بات ایسی نہیں تھی جسکے سبب سے اُس کو قوم ہنز یا ہانگ نو سے مشابہ سمجھا جاے۔

ہندوؤں میں سے راجپوتوں کے اصل ہونے کے خلاف یہ کہا جا سکتا ہے کہ راجپوتوں کی چندہی قوموں کے نام ایسے ہیں جن کے سنسکرت میں کچھ معنے ہو سکتے ہیں کیا اُن ناموں کے معنی تاتار کی کسی زبان میں ہو سکتے ہیں اور کیا تمام ہندو قوموں کے معنے سنسکرت میں ہو سکتے ہیں۔

پانچویں ہم بلا تامل یہ تسلیم کر سکتے ہیں کہ دوسری صدی میں دریاے اٹک کے قریب ستھیا والے بستے تھے مگر یہ ظاہر نہیں ہوتا کہ اس موقع پر رہنے سے وہ راجپوت کیونکر بن گئے۔ ہندوستان میں ایرانی۔ اور افغان اور انگریز مدتوں رہے مگر اُن میں سے کسی کو ہندو قوموں کی فہرست میں کبھی جگہ نہیں ملی۔

چھٹے کاسماس جو صرف ایک جہازران تھا ہندوستان کے اوپر کے حصوں کا صحیح صحیح حال غالباً نہ جانتا ہوگا اور سفید ہنز بقول ڈی گگنیز صاحب کے ترک تھے جن کا دارالسلطنت آرکینج یا خیوا تھا اسلیے یہ ممکن معلوم ہوتا ہے کہ جہازران نے ناواقفیت کے سبب سے جیٹ اور ہنز کو گڈمڈ کر دیا لیکن اگر اُسکا بیان تسلیم کر لیا جاے تو اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ ہندوستان کے اوپر کے حصے میں لوگ ہنز کے نام سے آگاہ تھے اور اس سے ثابت ہوتا ہے کہ جن لوگوں کو ہنز کہتے تھے وہ چھٹی صدی تک راجپوت نہیں بنے تھے۔

ان تمام دلائل سے یہ نتیجہ نکلتا ہی کہ راجپوت سب کے سب خالص ہندو ہین۔
جواب ان تمام باتون کا مختصر سا جواب یہ ہی کہ مرور ایام کے بعد سیتھین راجپوتون مین مل کر یا راجپوت بنکر ایسے ہندوؤن مین جذب ہوئے کہ انکو اپنی اصل کے ساتھ بالکل مشابہت نہین رہی۔ وہ زمانہ ہی ایسا تھا اور پچھلے تیرھوین کے واسطے وہ موقع باقی نہین رہا اور نہ اُنھون نے اس بات کی کوشش کی کہ اہل ایران و افغان اور انگریز ہندوؤن سے مجانبت رکھتے مین نہایت مضبوطی سے قائم رہے نہ اُنکا مذہب اختیار کیا نہ اُنکی طرز معاشرت کو قبول کیا پھر یہ ہندو قومونکی فہرست مین کیسے داخل ہوسکتے بلکہ یہ تو ہندوؤنکو اُنکی قومیت مین سے نکالکر اپنی فہرست مین شامل کرنے کے کوشان رہے۔

## جاٹ

حملہ آوران ہندوستان کی مختلف اقوام مین وہ قوم بھی شریک ہی جسکو چینی یوکی اور تاتاری جیٹ بکسر اول اور بعضے انگریز مورخ جیٹی کہتے ہین اور پنجاب مین جٹ بفتح اول اور دریاے گنگا و جمنا پر جاٹ کہلاتے ہین۔ وہ ایک بڑی قوم تاتار کے سرگرین تیمور لنگ کے زمانے تک موجود تھی۔ دوسری صدی قبل مسیح مین اس قوم کو مانگ نو قوم نے جس سے ہمیشہ اسکو عداوت رہتی تھی اسکے اصلی ملک سے نکالکر چین کی سرحد تک بھگا دیا اور قریب ایک سو چھبیس برس قبل مسیح مین اس شکست یافتہ قوم نے خراسان واقع ایران کو فتح کر لیا۔ سنہ عیسوی کے آغاز مین یوکی فتح کرتے کرتے ایران سے دریاے اٹک کے پاس کے ملک تک آئے جیٹ اعظم کی سلطنت کی عظمت اور نام جسکا دار الحکومت جگ نزار (ٹینز دریاے معروف) تھا زمانہ سیرس سے چودھوین صدی عیسوی تک جب وہ بت پرستون سے مسلمان ہوئے بحال رہی ہی۔ ہرڈ ڈوٹس کہتا ہی کہ جیٹ لوگ واحد پرست تھے اور روح کے غیر فانی ہونے کا اعتقاد رکھتے تھے اور چینی مصنفون کے ذریعہ سے ڈگانس نے لکھا ہے کہ انھون نے بدھ کا مذہب اختیار کر لیا تھا جیٹ قوم کی روایتون سے اُن کا مسکن مغرب دریاے سندھ پایا جاتا ہے اور یادو مین سے اُنکا نکاس دریافت ہوتا ہے اس سے واقعات یادو کی کہ وہ زابلستان سے آئے تھے تائید ہوتی ہے اور اس قوم کے کرشن سے پیدا ہونے کا گمان رفع ہوتا ہے۔
بعض کتابون مین لکھا ہے کہ قوم ایسی و جیٹی وغیرہ ساکن یورپ مرکزی کو جو چندر بنسی نسل کا مورث اعلےٰ ہے بانی اپنی نسل کا سمجھا کرتی تھین بعینہ اُسی طرح جیسا کہ اقوام ایسی و تنگ فنک و جیٹی ساکن مشرق کیا کرتی ہین۔ قوم یوچی کہ بمقام بکشیر یا و کنار ہاے بیحون مسکون تھی آخرش بنام جیٹی مشہور ہوئی انکی سلطنت مدت دراز تک اسی قطعہ ایشیا مین رہی اور یہی ہندوستان تک پھیل گئی۔ چینی مورخ لکھتے ہین کہ یوکی لوگ جو مملکت چین اور تبت شمالی (آسمان سے باتین کرنے والے پہاڑون کی بہت سی زمین پر حکومت کر رہے تھے اُنھین ہن لوگون نے کثیر التعداد خونریزی اور بڑی بڑی معرکہ آرائیون کے بعد وہان سے نکال دیا جاٹ لوگ اسطرح ہوا نسے شکست کھا کے جلا وطن ہوے یونانی انکو بنام انڈو سیتھس جانتے تھے انکی وضع اور طور و طریقہ و عقل

طور و اطوار ترک کے ہین اور ترک وہ لوگ ہین جو منگولیا کے مغرب بحیرۂ خزر یعنی دریاے آموں یا جیحون ( اور کوہ یورال تک آباد تھے جنھون نے خوارزم۔ ماوراالنہر۔ روم۔ مصر وغیرہ پر حکومت کی چنانچہ سلجوقی سا اتابک خوارزم شاہی بادشاہ اور اونکی تمام شاخین اور ہندوستان کے وہ تمام سلطان خاندان جو محمد غوری سے ابراہیم لودھی تک ہندوستان پر حکمران رہے اور اب ترکونکی حکومت قسطنطنیہ مین ہو اور اونکی زبان خاص ہو۔

قوم جیٹی مین سے فرقہ ایسی رسم پرستش و قربانی اسپ کو کہ علامت اونکے سورج دیوتا کی ہے اپنے ہمراہ سکنڈے نیویا مین لیگئی۔ سیتھیا کی قوم جیٹی اپنے گھوڑونکو چتا پر جلاتی تھی۔ اور سکنڈے نیویا کی قوم جیٹی اپنے گھوڑے اور اپنے ہتھیارونکو مردہ نعش کے ساتھ دفن کرتی تھی اسوجہ سے کہ پیادہ یا بدہ تک نہین پہونچ سکتے ہین۔ اونکے اول مرتبہ وسط ایشیا سے دریاے سندھ کے اسی طرف آنیکا کوئی حال تحریری نہین ملتا ہو۔ غالب ہو کہ سائرس ( سیرس ) یا اوسکے بزرگون کی لڑائی ہوئی تب تکشک کے ہمزمانہ ہوئے ہین۔ جاٹ بھی مثل تک شک کے دعوے کرتے ہین کہ خاندانی نام اقوام سیتھیا کا کہ ہند پر حملہ آور ہوئین ہمیسے چلا آیا ہے اور بعض فاضلون کی راے ہے کہ جاٹ قوم سیتھین کی شاخ گیتی کی اولاد ہو اور بعض محققین جاٹون کو چندربنسی نسل سے مانتے ہین چنانچہ جب یادو ( چندربنسی ) سابنا ہن پور سے نکالے گئے اور دشت ہند کے جو ہیے اور دیا ہیہ راجپوتون مین پناہ لینے کے واسطے دریاے ستلج کے پار گئے اور وہان ریڑاول کو اپنا دارالحکومت بنایا اکثر نے مجبور ہوکر مذہب اسلام اختیار کیا اور اپنا نام جاٹ رکھا اور اسکی وقائع جادو مین کم سے کم بیس شاخین لکھی ہین تاریخ راجگان پنجاب سے مستفاد ہوتا ہو کہ تقریباً جاٹون کی تمام اقوام راجپوتون کی نسل سے ہین اور اپنا سلسلہ خاندان جیسل سے ملاتے ہین جو ایک بھائی قوم کا راجپوت اور ریاست جیسلمیر کا بانی تھا اور ۱۱۰۱ء مین ایک بغاوت کی وجہ سے اپنی مملکت چھوڑکر شمال کی جانب پرتھی راج کی قلمرو مین جو اسوقت اجمیر و دہلی کا فرمان روا اور ہندوستان کا سب سے زیادہ طاقتور راجہ تھا چلا گیا اوسکے جو تھے بیٹے ہیم ہل کے بیٹے جوندھر کے اکیس بیٹون سے ۲۱ گوت قائم ہوئے جن مین سے ایک بیٹے بیٹے رانا کے پسر منگل راؤ کا بیٹا اندر تھا جسکو انندراؤ بھی کہتے ہین اوسکے وقت تک راجپوت خاندان جیسلمیر سے برادرانہ برتاوہ قائم رہا کیونکہ اس کا خاندان اسوقت تک خالص راجپوت تھا مگر انندراؤ کے بیٹے کھیوا یا کھوشنے ہم قوم عورت سے اولاد نہ ہونے پر اولاد کی امید مین اور مولف تاریخ پٹیالہ کی تحریر کے موافق تعشق کی وجہ سے نیلی کے ایک لسیر نامی جاٹ زمیندار کی لڑکی سے شادی کرلی تو رسم ملک کے موافق اوسکی اولاد قوم راجپوت سے قوم جاٹ مین منتقل ہوگئی اور شادی بیاہ کا تعلق راجپوتون سے رفتہ رفتہ و فور اولاد کے باعث اون کی شاخین بہت سے نامون سے مشہور ہوگئین لیکن اس سے یہ نہ خیال کرنا چاہیے کہ کوئی جیٹ قوم تاتاری سے ہند مین نہین آئی بلکہ اس سے یہ معلوم ہوتا ہو کہ ان نو مسلمون نے اپنے کو جاٹ مشہور کرکے قوم جیٹ تاتاری کے مسلمانون مین شامل ہوگئے اسیطرح جیسل کے اخلاف مین سے کھیوا کی اولاد ہندو جاٹ بن گئی ایک کتبہ محررۂ پانچوین صدی سے معلوم ہوتا ہے کہ ایک ہی بادشاہ کو دونون لقب جیٹ و تکشک سے ملقب

کیا ہے اور اسکو آفتاب پرست کر صفت قدیم اہل سیتھیا کی ہے بیان کیا ہے اس مین یہ بھی درج ہے
کہ اس شاہ جیٹ کی والدہ جادو کی نسل سے ہے جس سے ثابت ہوتا ہے کہ وہ ۳۶ اقوام راجپوتان کی نسل مین سے
ہین اور نیز جادو کی نسل سے جو چندر بنسی ہین۔ جس رئیس کا کتبہ مین ذکر ہے اس کا دار الحکومت اس ملک مین
سلندرہ پور لکھا ہے اور بلا شبہ یہ سالباہن پور ہے جہان تاک کے نکلنے پر یادو بھائیون نے بود و باش کی تھی پنجاب
مین وہ پانچوین یا چھٹی صدی عیسوی مین قائم ہوئے تھے بلکہ وہ سنہ [illegible]ء مین صاحب اقتدار ہوگئے تھے اس کتبے سے پانسو
برس کے بعد تک دریاے سندھ کے مشرقی کنارے پر اور پنجاب مین جاٹون کے زبردست گروہ ہونے کا محمود فاتح
ہندوستان کے واقعات سے بخوبی ثبوت ملتا ہے کہ انھون نے بڑے زور شور سے اسکا راستہ روکا تھا۔

سنہ ۴۱۷ ہجری مطابق سنہ ۱۰۲۶ء مین محمود نے بڑی فوج سے جاٹون پر حملہ کیا کہ انھون نے گجرات کی اخیر مہم سے واپس
آنے پر اسکو بہت تنگ کیا تھا حدود ملتان بیاس ندی کے برابر جو کوہ جودھ کے قریب بہتی ہے جاٹ لوگ رہتے تھے
جب ملتان مین پہونچکر دریافت کیا کہ جس ملک مین جاٹ رہتے ہین وہ ندیون سے محفوظ ہے اسنے پندرہ سو کشتیان تیار
کرائین اور اس غرض سے کہ دشمن جو بحری جنگ مین مشاق ہین کشتیون پر چڑھ نہ جائین ہر کشتی مین چھ چار لگوائے اور
ہر کشتی مین بارہ محرابین رکھکر بعض مین آتشی گولے رکھے کہ جاٹونکی بحری فوج کو اذیت پہونچائین بادشاہ نے انکی
بیخ کنی کا قطعی ارادہ کر کے ملتان مین اس نتیجے کا انتظار کیا جاٹون نے اپنے عیال و اطفال و اسباب کو سندھ ساگر
مین بھیجدیا اور چار ہزار اور یا جیسا کہ بعض کہتے ہین آٹھ ہزار کشتیان لیکر غزنویون پر حملہ کیا سخت محاربہ وقوع مین آیا خارون
کے دھکے سے جاٹون کی کشتیان غرق ہوئین اور بعض آگ سے جل گئین کچھ بچین سو گرفتار ہوئین البتہ بعض لوگ
بچ رہے تھے کیونکہ جاٹون کا مجمع جن کی شکست پر ریاست بیکانیر قائم ہوئی انھین لوگون کا بقیہ تھا اور محمود کے ہاتھ سے
سلطنت اصلی انکی پامال و برباد ہوگئی اور اکثر نے ہندوستان مین آکر پناہ لی۔

مولف کی رائے ہے کہ دریائی لڑائی کی ضرورت تو اسوقت محسوس ہوتی ہے جبکہ غنیم پر حملہ کرنے کے لیے خشکی کا راستہ
نہو یا دشوار گذار ہو یا دریائی وسائل آمد و رفت پر تصرف کئے بغیر دشمن کو مغلوب کرنا ناممکن ہو ملتان پر تصرف
ہونے کی حالت مین محمود باسانی جاٹونکے علاقے پر خشکی کے ذریعے سے حملہ کر سکتا تھا اور دریائی راستون کی
بندش کرنے کے لیے اسکو کشتیون کا رکھنا ضروری نہ تھا کیونکہ بالائی دریاے سندھ یا اسکے معاون دریاؤن
کی چوڑائی اتنی ہے کہ اگر جاٹون کی کشتیان دریا مین آمد و رفت کرتین تو محمود کے تیر انداز کنارون پر سے بآسانی
انکو نشانہ بنا سکتے تھے اور انکی آمد و رفت کا سدباب کر سکتے تھے اسکی یہ مثال ہے کہ ترک دردانیال کے سواحل
پر قبضہ رکھنے کی وجہ سے اتحادی بیڑے کا بغیر بیڑے کے مقابلہ کرکے اسکو پسپا کرنے مین کامیاب ہوے اگر یہ
کہا جائے کہ محمود کو دریا پار کرنے کے لیے کشتیونکی ضرورت پڑی تو اس قدر کشتیان دریا مین جو کہ تنگ ہوتا ہے یکجا جمع
ہونا ناممکن ہے سمندر کے کسی فراخ حصے کو پار کرنے کے لیے ان کا جمع ہونا ممکن تھا ہان اگر محمود دریا کے کنارے
اپنی فوج کو میلون تک پھیلا کر اسے عبور کراتا تو اتنی کشتیان کارآمد ہو سکتی تھین اور جاٹون کی چار ہزار کشتیونکا

اسکے مقابلے مین آنا ممکن تھا مگر محمود جیسا تجربہ کار جنرل اپنی فوج کو اسطرح منتشر کیون کرتا۔ ماسواے ازین یہ بات قابل غور ہے کہ ہندوستان کی تواریخ مین سمندر کے کنارے کی اقوام کے سوا اس قسم کی دریائی لڑائی کسی قوم کے متعلق سواے اس واقعہ کے مذکور نہین۔

چینی مورخ لکھتے ہین کہ سنہ ۱۳۶۰ء مین توگل تاش تیمور قوم جیٹ کا بڑا خان تھا اس وقت تک یہ لوگ بت پرست تھے اس نے ترکستان کو فتح کرکے ترنس اوکسیانا پر حملہ کیا کہ وہان کا رئیس تو مفرور ہوا مگر اُسکے بھتیجے امیر تیمور چغتہ نے ملک کو فتح ہونے سے بچا لیا اور توگل تاش سے دوستی پیدا کرکے ایک ہزار جنگجویون کا افسر ہوگیا۔ سنہ ۱۳۶۹ء مین جب جیٹ کا خان مرا تیمور چغتہ اس قوم پر اتنا غالب آگیا تھا کہ مجموعہ عام نے خطاب خانی تیمور جیٹ سے تیمور چغتہ کو دلوایا سنہ ۱۳۷۰ء مین اُسنے جیٹ قوم کی ایک امیر عورت سے شادی کرکے خجند اور سمرقند کو اپنی قدیم مملکت ترنس اوکسیانا مین شامل کیا جب تک جیٹ لوگونکی خودسری رفع نہ ہوئی اس ملک مین سے کہ نوع بشر کی پرورش گاہ ہے فساد و خونریزی رفع نہوئی اور یہی سنہ ۱۳۸۳ء مین بعد چند حملونکے جنمین اُسنے شہرون کو جلا دیا اُنکی دولت کو لوٹ لیا کل قوم کو عنقریب نیست و نابود کردیا تب اطمینان سے بیٹھا۔ تاہم جیٹ لوگ پنجاب مین قائم رہے اور جو لوگ جیٹ قوم کے اٹک کے پاس کے ملک مین آے تھے وہ وہین آباد ہوگئے۔ اسی سبب سے تیمور جو تاتار مین جیٹ سے لڑا کرتا تھا دریاے اٹک پر آیا تو اُسنے اپنے پرانے حریفون کو یہان دور دراز فاصلے پر کسی بستی مین پہچان لیا۔ اُن لوگون کا نام اب بھی جیٹ یا جاٹ ہے اور اس زمانے مین بھی اٹک کے دونون کنارون پر کثرت سے موجود ہین۔ پنجاب اور راجپوتانہ اور بلوچستان کے مشرق مین دہقان جاٹ ہی ہین اور اکثر مقامون مین ان کا مذہب اسلام ہے۔

لیکن آگرہ کے قرب وجوار اور دوسرے مقامات کے کاشتکار وغیرہ جاٹونکی جیٹ سے جو تاتاری ہین اصلیت نکلنے پر صرف ایک اعتراض پیش کیا جاتا ہے وہ یہ ہے کہ وہ راجپوت قومونکی بعضی فہرستون مین شامل ہین اسلئے وہ خالص ہندو سمجھے جاتے ہین لیکن کرنل ٹاڈ جس سے یہ بات معلوم ہوئی ہے اسکو اس بیان سے بے اصل کرتا ہے کہ اگرچہ اُنکا نام فہرست مین داخل ہے مگر انکو راجپوت ہرگز نہین سمجھنا چاہئے اور کوئی راجپوت انسے شادی نہین کرتا اور ایک اور مقام پر وہ یہ کہتا ہے کہ بجز ایک نہایت مشکوک رسم کے ہندوونکی رسمین انمین بالکل نہین ہین اور وہ خود اس بات کی تائید کرتے ہین کہ انکا مخرج جیٹ ہے۔

لیکن صحیح ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ لوگ سیتھین والونکی نسل مین سے ہین اور آرین نے جاٹون کو دیش مین داخل کردیا شہاب الدین غوری نے ہندوستان کو فتح کیا اُس سے صرف بارہ برس کے بعد اُسکے جانشین قطب کو شمالی جنگل کے جاٹون سے بذات خود لڑنا پڑا کہ اُنھون نے ہانسی کو سلطنت علحدہ کرنا چاہا۔ جب رکن الدین کی بہن رضیہ بیگم کو امراے سلطنت دہلی نے قید کرکے قلعہ بھٹنڈہ مین بھیجدیا تو التونیہ نامی ایک ترک کی سردار حاکم سرہند نے اُس سے نکاح کرلیا اور گکھرون اور جاٹون اور دوسرے زمیندارونکو جمع کرکے دہلی پر چڑھائی کی

سلطان معز الدین نے فوج مقابلے کو بھیجی دونون شوہر و زوجہ شکست کھا کر سندھ کی طرف بھاگ گئے دوبارہ پھر
تیاری کر کے دہلی کیطرف کوچ کیا اور اب کے مقابلے مین ایسی شکست کھائی کر بھاگتے ہین کیتھل مین پہنچے تو انکا لشکر
منحرف ہو گیا اسلئے ہندوون نے پکڑ کر دونونکو مار ڈالا ۲۴ ربیع الاول کو شکست پائی تھی اور ۲۵ ربیع الثانی
۶۳۴ ہجری مطابق ۱۲۳۶ء کو قتل ہوئے جیسا کہ مولانا منہاج الحق نے طبقات ناصری مین لکھا ہے۔ وقائع راجپوتانہ
مین غلط لکھا ہے کہ بیگم نے جاٹونکی پناہ لی تھی۔

شروع انیسوین صدی عیسوی مین دہلی کی مغلیہ سلطنت کے تباہ ہونے کے بعد احمد شاہ درانی نے جو قندھار
کا بادشاہ تھا اور جسنے پانی پت کے میدان مین مرہٹون کو بڑی بھاری شکست دی تھی ایک شخص رنجیت سنگھ
جاٹ کو اُسکی عمدہ کارگذاری کے سبب لاہور کی حکومت پر مقرر کردیا تھا وہ ہندوستان اور افغانستان کے
فسادون سے موقع پاکر مضبوطی کے ساتھ ۳۵ برس تک پنجاب کے علاقہ پر مہاراجہ رنجیت سنگھ کے نام سے
قابض رہا۔ اسکے مرنے پر چند سال کے اندر اُسکی اولاد و قوم مین اعلےٰ درجے کا فساد اور سرکار انگریزی کی بدخواہی
ثابت ہوکر پنجاب کا ملک سرکار مین ضبط ہوا اور اُس کا ایک مشہور بیٹا دلیپ سنگھ ساڑھے چار لاکھ سالانہ پنشن
پر انگلستان بھیجدیا گیا۔ پنجاب کی ریاست کا ایک بڑا رکن سردار گلاب سنگھ تھا جو اصلی سبب جاٹون کی تباہی اور
انگریزونکی فتح کا تھا اسکو سرکاری منظوری سے تین کرور روپیہ لیکر جمون و کشمیر کا خود مختار رئیس مانا گیا اُسکی اولاد
ابتک وہان قائم ہے۔ اسکے سوا پنجاب مین پٹیالہ۔ جھیند۔ نابھہ اور کپورتھلہ وغیرہ کئی ریاستین جاٹ لوگونکی
ہین جو بابا نانک کے مذہب پر چلتے ہین اور سکھ ہین۔ سکھ شروع مین تو ایک مذہبی فرقہ تھا لیکن بتدریج ایک
قوم بن گئی انکے مذہبی پیشوا گرو نانک نے اسلام اور مذہب ہنود دونون سے عمدہ باتون کو اخذ کر لیا اور ذات کی
رسمون کو توڑ کر مساوات قائم کردی جن لوگون نے اس مذہب کو قبول کیا وہ سکھ یعنی شاگرد کے نام سے مشہور ہوگئے
لیکن بعض آرین بھی انمین آکر مل گئے اور انکی وجہ سے قوم کی عظمت زیادہ ہوگئی ہمیشہ لڑنے بھڑنے کی وجہ سے سکھ
بتدریج ایک جنگی قوم بنگئی گرو نانک نے تو انھین توحید کی تعلیم کی تھی اور انکے مذہبی خیالات کو بلند کیا تھا گرو گوبند سنگھ
نے انھین قومی علامت کے لیے فولاد دیا ہر ایک سکھ خواہ وہ ہتھیار نہ بھی باندھے کسی نہ کسی قسم کا فولاد بطور تعویذ کے
پاس رکھے گا راجپوتانہ مین اسوقت بھرت پور اور دھولپور دو ریاستین قوم جاٹ کی ہین۔

## ہندوون مین گرو یا مرشد کا عہدہ اور ذاتونکی تفریق

اول اول آرین مین مرشد یا گرو کا عہدہ موروثی نہ تھا وہ مثل ایک پیشے کے تھا بعد ازان وہ موروثی ہوا اس
قوم مین سے اکثر آدمی پیشہ جنگ چھوڑ کر فرقہ مرشدان مذہب مین داخل ہوئے ہین اور انکی اولاد نے پھر اپنا
پیشہ قدیم سپہ گری اختیار کیا دس فرزندان اکشواک مین سے (جو سورج بنسی راجپوتونکا مورث اعلےٰ ہے) تین
نے ترک دنیا کر کے فرقہ مذہبی اختیار کیا اور کہتے ہین کہ ان مین سے ایک نے جو بنام کنین مشہور رہا اول اگنی ہوتر
بنایا اور اسکی پرستش کی۔ پرمورروا (بوالامعروف) کے چھ بیٹون مین سے جو چندر بنسی ہے چوتھا بنام بیہ سرف[illegible]

اسکی اولاد مین سے پندرہ نسل کے بعد ہرتیتی پیدا ہوا اُسنے مع اپنے آٹھو بھائیون کے عہدہ مذہبی اختیار کیا اور اُنھون نے گوترشنک (بفتح کاف وکسر شین معجمہ) گوتریا قوم برہمن کو مقرر کیا یہ لفظ پنڈتون سے زبانی دریافت کرکے لکھا ہے ورنہ ہندی کے ایک نوشتے مین کُسنک مندرج ہے اور ٹاڈ راجستان مین کوسیکا آیا ہی۔

چندربنسی راجپوتون مین ییاتی کی نسل مین سے چوبیسوین راجہ نے جسکا نام بھردواجا تھا ایک نیا فرقہ مذہبی بنایا اور وہ بھی اُسکے نام سے معروف ہے وہ مرشد وہادی اکثر اقوام راجپوت کے ہین اور اسی نسل مین سے چھبیسوین راجہ منیودیو کے دو بیٹے تھے وہ دونون مذہبی کام مین سرگرم رہے اور اُنھون نے دو فرقے نئے کھڑے کئے ایک اُنمین مہاور کے نام سے معروف ہے بشکر کے برہمن اسی کی اولاد مین سے تھے دوسرا فرقہ سنسکرتی کہلاتا ہی اسکی اولاد وید خوب جانتی تھی۔ اجمیدا سے یہ ہادی مذہب کئی شاخون مین منقسم ہوے۔ لفظ اجمیدا کو ہندی حروف سے اجمد بھی لکھا ہوا دیکھا ہے اور فرہنگ مہابھارت سے اجمیڈ ریاسے معروف معلوم ہوا۔

خلاصہ یہ ہے کہ جب تک ذاتونکی تفریق اور فرقونکی تکمیل نہ تھی راجون کے ہاتھ مین اختیارات شاہی ومذہبی دونون تھے خواہ وہ برہمنی ہوتے یا پیروان مذہب بدھ اگر ہم قصہ راجہ بسوامتر اور برہمن وششٹ کو کہ رامائن کی کتاب اول مین کئی فصلون مین درج ہے رنگینی عبارات وکنایہ واشارات سے صاف کرکے دیکھین تو اس امر کی تمثیل موجود ہے کہ برہمن وفرقہ اہل سیف اختیارات حاصل کرنے کے لئے باہم فساد وجھگڑا برپا کرتے تھے اور اس سے معلوم ہو جائے گا کہ کس زمانے سے ذاتون کا بدلنا منع ہوا اور اگر رنگینی عبارات وکنایہ وغیرہ کو دور کرکے دیکھین تو وہ قصہ اُس زمانے کا حال بتاتا ہے جبکہ تفریق ذاتونکی اور قومون کی تکمیل نہ تھی اگرچہ لڑائی کے سخت ہونے سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ یہ اخیر مرتبہ ہوگا کہ کوئی فرقہ اہل سیف برہمن بنگیا ہو یعنی بعد اسکے کوئی فرقہ اہل سیف مین سے برہمن نبنا ہوگا۔ بسوامتر نے وششٹ برہمن سے شکست پانے کے بعد مثل شاہان ہنود مصیبت زدہ کے دل مین مصمم ارادہ کیا کہ رسمیات توبہ عمل مین لاکر برہمن بن جاے اُسنے اتنے استقلال سے عبادت کی کہ خواہشات نفسانی دور ہوگئین اور عنان اختیار جذبات اُسکے ہاتھ مین آگئی اسلئے دیوتاؤن اور برہما نے بناچاری اسکی اس استدعا کو کہ برہمن بنجاے قبول کیا اور وششٹ اُسکی استدعا کے بموجب بسوامتر کا دوست بن گیا۔ بسوامتر گادھی یعنی قنوج کا راجہ ادرگا دھی نامی کا بیٹا تھا اور یہ ایریشا والی اجودھیا کا معاصر تھا جو اکشواکو کی نسل مین سے چالیسوان ہے پس اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ بسوامتر رام سے دو سو سال پیشتر پیدا ہوا ہوگا اس سے ہم یہ نتیجہ نکالتے ہین کہ طریقہ ذاتون کا اب مکمل ہونیکا تھا۔ یہ واقعہ تقریباً ایک ہزار چار سو سال قبل ولادت عیسیٰ سے معلوم ہوتا ہے اور منو کے عہد سے جس کا زمانہ نو سو سال قبل مسیح سے سمجھا جاتا ہے ذاتون کا جکڑبند اس حد کو پہونچ گیا کہ اب اُنمین تغیر وتبدل بالکل ممنوع ہوگیا۔

برہمنون کا مذہب اول ہندوستان مین نہ تھا لیکن کب وہ ہند مین داخل ہوا اس کا حال بہ ثبوت کامل بیان نہین ہوا۔ فرشتہ کتب قدیمہ سے منتخب کرکے لکھتا ہے کہ بھرامجی راجہ قنوج کے عہد مین ایک برہمن ایران سے آیا

اور اسنے جادو و بت پرستی و پرستش سیارگان ہند مین داخل کی

## ہندوون کا چار ذاتون مین تقسیم ہونا

آرین کی قدیم بستیون مین جو پنجاب کے ان پانچ دریاؤن (چناب۔ جہلم۔ بیاس۔ راوی۔ ستلج) کے درمیان واقع تھین یہ قاعدہ تھا کہ ہر صاحب خانہ کسان اور سپاہی اور پوجاری کا کام دیتا تھا۔ چونکہ ایسا ہوا کہ بڑی قربانیون کے ادا سے رسوم کے واسطے راجے چند ذہین خاندان کے لوگو نکو جنہون نے خود وید تصنیف کئے تھے یا انکو بزبان یاد کر لیا تھا ہمیشہ منتخب کرتے تھے پس غالباً اس طرح پر پوجاریون کا ایک علحدہ فرقہ ہوگیا اور جون جون آرین کا زیادہ ملک پر تسلط ہوتا گیا اقبال مند سپاہیون کو اور دنکی نسبت زیادہ حصہ اراضی کا ملا جسکی کاشت وہ مغلوب شدہ غیر آرین فرقون سے کرواتے تھے اسطرح چار ذاتونکی بنا پڑی فرانس کے مشہور ڈاکٹر لیبان نے چار ذاتون کے مقرر ہونے کی بابت ایک نکتہ بعید الوقوع لکھا ہے کہ ویدی آرین کو یہ خیال پیدا ہوچکا تھا کہ وہ اپنی پرانی نسل کو اقوام مفتوحہ کے میل جول سے محفوظ رکھین اور جسوقت یہ قلیل التعداد فاتحین مشرق کی طرف بڑھے اور انھون نے دیسی اقوام سے ایک بہت بڑے گروہ کو فتح کر لیا تو یہ ضرورت اور بھی زیادہ ہوگئی اور مقننون کو اس کا لحاظ کرنا لازمی ہوگیا نسل کے مسائل کو آرین سمجھ چکے تھے انہین معلوم ہوچکا تھا کہ اگر کوئی قلیل التعداد فاتح قوم اپنی پوری حفاظت نہ کرے تو وہ بہت جلد مفتوح اقوام مین کھپ مرتی ہے اور اس کا نام و نشان باقی نہین رہتا انہین یہ بھی معلوم ہوچکا تھا کہ اگر باپ اور مان مین ذات کی یکسانیت نہو تو اولاد نہایت ناقص پیدا ہوتی ہے لیکن ذات کی سختی اور جکڑ بند نے ہندی تمدن کو ایسی تنگ حدود مین محدود کر دیا کہ پھر وہ اس سے باہر نہ نکل سکا وید کے دیوتا بت بن گئے اور منو کی خشک اور بے مزہ نظم نے ویدی بھجنون کی لطافت و روانی کی جگہ لے لی (یہان تک ڈاکٹر لیبان کا کلام ہے)

منو نے ہندوون کے حال مین وہ حیرت انگیز پہلی بات جو لکھی ہے لوگونکا چار فرقون مین تقسیم کرنا ہے اول متبرک دوم سپاہی۔ سوم محنتی۔ چہارم خدمتی۔ حیرت کی وجہ یہ ہے کہ برہمنون کو جو اول فرقہ ہے غایت درجے کی عظمت اور بزرگی اور ادنے فرقے کو نہایت درجے کی ذلت اور خواری سونچ سونچ کر دی ہے ہر چند کہ اوپر کے تینون فرقون مین باہم برابری نہین ہے پھر بھی ہر ایک کو عزت حاصل ہے کیونکہ بعض مذہبی رسوم مین تینون فرقے شریک ہوتے ہین اور معلوم ہوتا ہے کہ ان ہی تینون فرقون کے انتظام کیواسطے یہ قانون بنایا گیا ہے جیسے فرقے اور نیچ ذاتون والون سے یہ قانون صرف اسی قدر متعلق ہے جسقدر انکو تینون برتر فرقونکی خدمت سے علاقہ ہے۔ اگرچہ ان مختلف فرقون کا امتیاز نہایت مضبوطی سے قائم کیا گیا مگر انکے مخلوط نہ ہونے کیلیے جو تدبیرین مقرر کی گئی تھین انپر ایسی توجہ نہوئی تھی جیسی کہ پچھلے دنون مین ہونے لگی۔ اس آمیزش کے امتناع مین جو قانون بنے تھے انکی بنا زیادہ تر برتر فرقون کی عورتونکے فخر و تعصب پر تھی کچھ نسل کی حفاظت کے لیے نہ تھی تینون اعلے فرقون کے مردون کو آپ سے کم درجے کی عورت سے شادی کرنے کی اجازت دی گئی ہے لیکن شرط یہ ہے کہ اپنے خاندان مین اسکی کمتر مرتبہ دیوین بلکہ اسکی اولاد کم مرتبہ سمجھے۔ لیکن آپ سے برتر درجے کی

عورتون سے شادی کرنے کی اجازت نہین ہے چنانچہ برتر درجے کی عورتونکے پاس ناجائز آمد و رفت کرنے کی نسبت سخت سزائین قانون مین مندرج ہین اور اگر ان متوسط مرتبہ والونکی بیٹیون کی سات پشت تک متواتر برہمنون کے ساتھ شادی ہووے تو وہ نسل پھر متبرک ہوجاتی ہے لیکن شودر کی ایسی اولاد جو برہمنی سے ہو چنڈال ہوتی ہے اور اگر یہ چنڈال اعلے فرقون کی عورتون سے صحبت کرین اور اُنسے اولاد پیدا ہو تو ہر مرتبہ اپنے جلنے والے سے زیادہ ناپاک ہوتی جاتی ہے برہمنون کے ترجیح پا جانے کے وقت سے ہندو دھرم کی ابتدا ہوئی برہمن فرقہ تمام خلقت مین اعلے اور برتر قرار دیا گیا ہے اور تمام دنیا اور جو کچھ کہ اس مین ہے سب اسکا مال ہے اور اُسکا وجود اس تمام کائنات کی ہستی کا باعث ہے۔ سزا پانے سے برہمن آزاد ہے اور فرقونپر جو کچھ جبر و تعدی وغیرہ برہمن سے ظہور مین آئے اُسکی یاداش مین کچھ تھوڑی سی تنبیہ مقرر ہے۔

جو کام برہمن کو کرنا چاہئے وہ یہ ہے کہ آغاز جوانی تک تحصیل علوم کرے اور عین شباب مین اپنی زوجہ وغیرہ کنبے قبیلے کے ساتھ بسر کرے۔ پڑھنا پڑھانا وید شاستر کا۔ خیرات دینا اور نذر بھیٹ لینا ہوم یا جگ کرانا اور خود کرنا اور ان رسمون کے بجا لانے کا اچھی طرح پابند رہے اور چال چلن شایستہ رکھے اور تمام دنیوی فخر و عزت سے اسطرح اجتناب کرے جیسے زہر سے کرتے ہین اور ادھیڑ عمر مین جنگلون مین تارک الدنیا ہو کر بسر کرے۔ لباس اُسکا درخت کی چھال ہو یا کالے ہرن کی کھال زمین پر سوئے کوئی بستر نہ بچھائے چپ رہا کرے برسات مین کیسا ہی مینہ برسے ننگا باہر پڑا رہے جاڑون مین نمناک لباس پہنے گرمی مین دھوپ مین اپنے چارونطرف پانچ جگہ آگ جلا کر کھڑا رہا کرے اور باحتیاط تمام پوجا پاٹ انجام دیتا رہے اور بڑھاپے مین اُسپر ان ظاہری رسمون کا بجا لانا ضرور نہین صرف دھیان گیان سے لگا رہا کرے اور پوشاک بھی اور برہمنون کی مانند پہنا کرے مگر اب بھی تنہا علیحدہ رہے۔ راجہ کو لازم ہے کہ اپنا نہایت معتمد مشیر جس شخص کو بنائے وہ برہمن ہے۔

چھتری کو برہمن کی برابر تو نہین سمجھا گیا مگر پھر بھی بہت بڑی عزت بخشی گئی ہے۔ یہ بات مسلم سمجھی گئی ہے کہ برہمن بغیر سپاہی یعنی چھتریون کے اور چھتری بدون برہمنون کے اقبالمند نہین ہوسکتے اور یہ کامیابی انکی دلی اتفاق پر منحصر ہے برہمن سب فرقونپر برتری رکھتا ہے اور چھتری ویش پر۔ راجہ چھتری فرقے ہی سے ہوتا ہے فائدہ جہان کہین چھتریون اور برہمنون اور اُنکے ماننے والون کے درمیان مجادلے کا ذکر ہوا ہے وہان چھتری سے مراد اولاد عرکری یعنی بدھ ہے جسپر چندربنسی کا اطلاق ہوتا ہے۔

ویش فرقے کی کچھ بڑی عزت نہین۔ علاوہ داد و دہش کے اور ہوم کرنے اور وید پڑھنے کے ویش کا کام مویشی پالنا تجارت کرنا۔ روپیہ سود پر قرض دینا اور کھیتی کرنا ہے۔

شودر (واجب ملحوظ ہے) یعنی وہ فرقے جو خدمت کے لئے مقرر کئے گئے تھے یہ فرقہ اپنی ذلیل حالت سے کسی اعلے رتبے کو نہین پہونچ سکتا تھا بلکہ اُس سے کھیتون مین سخت محنت لی جاتی تھی اور گاؤن کے باشندون کے کل مجلس کام اُسی سے ہی متعلق تھے۔ وید و نکی تعلیم اُنکے کانون تک پہونچانے کی سخت ممانعت ہے شودر

1008

ترجمہ اگر وحشی کیا جائے تو درست ہوگا ۔ ان لوگون مین بھی دو تفریق کی تھین۔

(الف) جو برتن چھونے کے قابل تھے جیسے نائی ۔ کہار اور کمہار وغیرہ۔

(ب) جو برتن چھونے کے قابل نتھے جیسے بھنگی ۔ چمار اور کنجر وغیرہ انکو اچھوت کہتے ہین اگر کوئی اونچی ذات کا ہندو کسی اچھوت سے چھو جائے گا تو اُسے نہا دھوکر لباس بدلنا ضروری ہوگا۔

دوبارہ جنم لینے والے یعنی جنیو پہننے والے تین فرقے ازروے قانون منو کے ہندؤون کا مجمع سمجھے جاتے ہین اور شُدرون کا فرقہ ذلت وخواری کی حالت مین ایک خدمتگار ہے۔

یہ بات غور کرنے کے قابل ہے کہ ان چارون فرقون کاریگر کسی فرقے مین شامل نہین البتہ شُدر کو یہ اجازت ہے کہ جب اُسکی معمولی خدمت نہ ملے تو وہ کاریگری کا کام کرے مگر یہ نہین بیان کیا گیا کہ صنعت کن لوگون کا معمولی کام ہے دسوین باب کے چند مقامون سے مفہوم ہوتا ہے کہ ان معمولی فرقون کی آمیزش سے جو گروہ پیدا ہوا کاریگری انکا پیشہ ٹھہرا۔

چھتری اور ویش بلکہ شُدر بھی بقول برہمنون کے معدوم ہو گئے لیکن اس بات کا تسلیم کیا جانا مشکل ہے راجپوت اب بھی علانیہ دعوے کرتے ہین کہ ہم خالص چھتری کی نسل مین سے ہین۔ تمدن ہند مین ہے کہ برہمن عموماً آرین ہین چھتری اور ویش تورانی اور شُدر تورانیون اور اصلی باشندگان ملک کے میل سے بنے ہین۔ اور ڈاکٹر لیبان کی یہ بالکل غلطی ہے چھتری بھی خالص آرین ہین۔ ویش کے بعض فرقے آرین ہین اور بعض مخلوط النسل۔ اور شُدر خالص ہندوستانی الاصل ہین آب حیات مین مولوی محمد حسین آزاد نے لکھا ہے کہ چارون برنون فرقون کی تقسیم اور انکا الگ تھلگ رہنا دور کے رہنے والون کو غرور کے لباس مین نظر آیا مگر غور کرو تو یہ کچھ بری بات نہ تھی اسی کی برکت ہے کہ آج تک چارون سلسلے صاف الگ الگ چلے جاتے ہین جو ہندو ہوگا ماں باپ دونون کی جانب سے خالص ہوگا اور برابر اپنی قوم کا پتا بتا سکے گا جو دغلا ہوگا اُسکا سلسلہ باہر باہر چلا جائے گا اگر یہ قیدین اس سختی کے ساتھ نہ ہوتین تو تمام نسلین خلط ملط ہو جاتین اور نجیب الطرفین آدمی چاہتے تو ڈھوندھے نہ ملتا۔ ڈاکٹر لیبان کی کتاب کے ترجمے یعنی تمدن ہند مین لکھا ہے کہ شُدر بیچارے ملک کے اصلی باشندے اور ایک ذلیل قوم تھے جن کے ساتھ کسی قسم کا تعلق پیدا کرنا شرم کی بات تھی یہ تمام خراب خلقت تھی اور انکا درجہ حیوانون سے بھی بدتر تھا۔ اگر برہمنی خیالات کے پہلو سے دیکھا جائے تو یہ کوئی عجیب بات نہ تھی کیونکہ کتے اور گھوڑے سے ہرگز یہ اندیشہ نہ تھا کہ آرین خالص نسل کو خراب کرین لیکن سیاہ فام اقوام سے ہمیشہ یہ کھٹکا تھا کہ کہین فاتحین اقوام ان سے ملکر اپنا ستیاناس نہ کرین جس دن ان مفتوح اقوام کے ساتھ سختی مین کمی کی گئی اُسی دن یہ اندیشہ تھا کہ فاتح اقوام ان سے متاثر ہو جائے اور تھوڑے ہی دنون مین وہ آرین قوم جسپر برہمنون کو فخر تھا ان سیاہ فامون سے مرمٹے اگر یہ صاف اور شفاف آرین خون کی دھار سیتھر کی نالی مین قید نہ رکھی جاے تو یہ بہت جلد مفتوح اقوام کے گندے دلدل مین پھیل کر نیست ونابود ہو جائے لیکن باوجود ان سخت قاعدون کے بھی میل جول پوری طرح نہ رک سکا اور آخر کو ملکر آریہ نسل مین بہت کچھ فرق آ گیا اس تغیر کا

ثبوت ہمین منقش تصاویر کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے۔

## ہندو کی وجہ تسمیہ

ہندوستان مین بہت سی نسلین اور قومین آباد تھین ہر ایک قوم اور نسل کا نام جدا جدا تھا لیکن اور ملکون کے باشندون نے اُن سب کا ایک ہی نام رکھ لیا یعنی ہندو اور انکے ملک کو ہندوستان کہنے لگے تمدن ہند مین بیان کیا ہے کہ لفظ ہندو قومیت کے لحاظ سے کچھ معنے نہین رکھتا اس سے مراد صرف وہ شخص ہے جو نہ مسلمان ہو نہ عیسائی نہ یہودی اور نہ پارسی اور جو اُن چار ذاتون مین سے کسی ایک مین شامل ہو۔

تاریخ سندھ مین مولوی عبدالحلیم شرر نے ذکر کیا ہے کہ آریہ لوگ جب ہندوستان مین آئے تو اُنھون نے پہلے اُس تمام حصہ ملک پر قبضہ کر لیا جسے دریاے اٹک سیراب کرتا ہے اپنی فتوحات کا نقش گہرا اور مضبوط کرنے کے لیے ان اضلاع پر تسلط حاصل کر کے اُنھون نے اپنی حملہ آوری کی رفتار روک لی اور ہین سکونت پذیر ہو گئے۔ اسی وجہ سے اُس ابتدائی زمانے مین یہ دریا آریہ لوگون کا دریا کہلاتا تھا۔ آریہ لوگون نے قبضہ کرنے کے بعد اس دریا کا نام سندھو رکھدیا اسلیے کہ اُنکی زبان سنسکرت مین سندھو کے معنے دریا کے تھے اور نیز سمندر کا دیوتا اُنکے اعتقاد مین اس نام سے یاد کیا جاتا تھا پھر جب وہ اس ملک مین پھیلے اور اس مین دریاے اٹک پنجاب کی موجودہ ندیان اور نیز سرسوتی ندی نظر آئی تو اس سرزمین کو سپتا سندھو (سات ندیان) کہنے لگے۔ ان مین سے سرسوتی جو سب دریاؤن کے مشرق مین اور سب سے چھوٹی ہے فی الحال اکثر خشک پڑی رہتی ہے مگر حضرت مسیح سے چھ سات سو برس پہلے بڑی بھاری ندی بتائی جاتی ہے اور ہندوؤن کا اعتقاد ہے کہ وہان سے غائب ہو کے گنگا اور جمنا مین آ ملی جسکے مل جانے سے تربینی کے لفظ سے شہرت ہوئی۔ آریہ قوم نے جب مشرق کی طرف آگے قدم بڑھایا اور وادی گنگا کیطرف بڑھی تو یہ لوگ اپنی اس فتحمندی کی رفتار مین جو جو آگے بڑھتے جاتے تھے وہ وہ یہ ملک سندھ بھی وسیع ہوتا جاتا تھا بہادر فاتحون کے جھنڈے کے ساتھ ساتھ یہ نام مشرق کیطرف بڑھتا چلا جاتا تھا اور اُن تمام ممالک پر اپنا قبضہ کرتا چلا جاتا تھا جن کو آریہ لوگ فتح کر کر کے اپنا بناتے تھے قریب تھا کہ سارے ہندوستان کا یہی نام ہو جائے لیکن وادی گنگا تک پہونچ کے آریون نے اپنی مقبوضہ قلمرو کو آریہ ورت کا خطاب دیدیا مگر آریون کے ہمسایہ اپنے ہی قوم اور مغربی زبردست پڑوسی اور حریف ایرانی ایسے نہ تھے کہ آریہ لوگون کے مقرر کیے ہوے خطاب کو تسلیم کر لیتے اُنھون نے ہندوستان کو آریہ ورت نہ کہا بلکہ سندھو ہی کہتے رہے جس نام سے یہ ملک انہین مشہور تھا۔ ایرانیون نے اپنے تصرفات سے سندھو کو سندھ بنایا اور پھر کچھ ایسا تغیر ہوا کہ اُس مین لفظ سندھ بدل کے ہند ہو گیا کیونکہ ہا اور سین مہملہ باہم تبدیل ہوتے ہین) اب ایران مین سندھو سے ہند بنتے ہی غیر قومونکی زبان پر چڑھکر مغربی دور دراز ملکون کی طرف چلا گیا۔ عرب تک تو ہند ہی تھا مگر یونان تک پہنچتے پہنچتے اِنڈُر رہ گیا پھر رومی صرف و نحو کی خراد پر چڑھ کے انڈ سے انڈیا ہوا اور انگلستان مین چونکہ حرف ڈال نہین لہذا اب تقریباً ساڑھے تین ہزار برس کے بعد یہ نام جو اصل مین سندھو تھا اِنڈیا بنکے ایسی متغائر صورت مین ہم تک پہونچا ہے کہ ہم اسے نسبت

تامل کیجے بعد پہچان سکے معلوم ہوتا ہے کہ ایرانیون نے سندھو کو ہندو بنانے سے دنو کے بعد جب دیکھا کہ مغربی بلاد ہند کے لوگ اپنے وطن کو سندھ کہتے ہین تو غلطی سے یہ سمجھ گئے کہ ہند اُس ملک کا نام ہے جسے لوگ آریہ ورت کہتے ہین اُنکی پیروی مین یہی غلطی عربون سے ہوئی جسکا یہ نتیجہ ہوا کہ مغربی اضلاع ہند سندھ رہ گئے اور باقی سارا ملک ہند کہا جانے لگا۔ اس پر لطف یہ ہوا کہ آریہ ورت کے رہنے والون نے بھی اس بگڑے ہوئے نام ہند کو تسلیم کر لیا اور اسکی طرف نسبت کر کے اپنے آپ کو ہندو کہنے لگے۔ اب اس کے بعد ایرانیون کو ایک دوسرے تصرف کا موقع ملا وہ یہ کہ ہندو جنکی طرف جو ملک کی نسبت سے ہندو بنے تھے اُنھون نے ملک کو دوبارہ منسوب کیا اور یون آریہ ورت ہندوستان بن گیا۔

سیاحت ہند مین حافظ عبدالرحمٰن امرتسری نے لکھا ہے کہ سندھ کا ملک قدیم زمانے مین بہت دور تک پھیلا ہوا تھا شمالی ہند کا سارا مغربی حصہ جسمین کشمیر اور بلوچستان شامل تھے سندھ ہی شمار ہوتا تھا اور اس وجہ سے غیر قومون نے سندھ اور ہند دو علٰحدہ ملک قرار دے رکھے تھے۔ پس پنڈت لیکھرام کا کلیات آریہ مسافر مین یہ لکھنا کہ لفظ ہند و عداوت و عناد سے آریہ ورت کے باشندون کو بنظر حقارت دیا گیا ہے کیونکہ یہ مبدل ہے سندو کا جو سند بکسر سین بمعنی حرامزادہ سے بنا ہے درست نہین کیونکہ ان معنے سے اُن لوگون کا جو آریہ ورت کے باشندہ انکو ہندو کہتے ہین بلکہ خود سناتن دھرمیون کا ذہن مبّرا ہے۔ جبکہ ہندوستان کے تمام باشندے جو اُن چار ذاتون مین سے ہین اس اصطلاحی لفظ کو بلا اکراہ تسلیم کرتے ہین تو کیسی طرح قابل نفرت نہین اور ایک معیوب وجہ تسمیہ نکالنی بیجا ہے چینی سیاح ہیون تسانگ جو وفات سرور کائنات سے چار برس پیشتر سنہ ہجری (سنہ ۶۲۹ء) سے سنہ ۱۷ ہجری (سنہ ۶۴۵ء) یعنی حضرت عثمان کی خلافت کے تیسرے سال تک ممالک ہند کا سفر کرتا رہا اپنے سفرنامے مین لکھتا ہے کہ ہندوستان قدیم زمانے مین شنتو اور ہین تو کے نام سے مشہور تھا مگر اب اس کے نام کا صحیح تلفظ انٹو ہے اس سے پتہ چلتا ہے کہ ایرانیون کا بنایا ہوا نام ہند بھی یہان تک آچکا تھا اور انٹو تو یقیناً یونانیون کے ساتھ آیا جبکہ وہ سکندر کے ساتھ آئے تھے اور غالباً اُنکا بنایا ہوا نام اس چینی سیاح کے وقت مین موجود تھا بلکہ اس سے پہلے ایرانیون کا نام پھیل چکا تھا چنانچہ آستر کی کتاب مین جو حضرت محمدؐ سے ایک ہزار سال پیشتر لکھی گئی تھی اسکی پہلی آیت مین ہندوستان کا لفظ ہے اسی طرح فلاذیس جوسف مورخ اپنی کتاب مین ہندوستان کا لفظ لکھتا ہے۔

## سکندر کا حملہ ہندون پر

۳۲۷ سال قبل سنہ عیسوی کے شروع سال مین سکندر ہند مین داخل ہوا اور شہر اٹک کے اوپر دریاے سندھ کو عبور کر کے بلا مزاحمت جہلم کی جانب آگے کو بڑھا اور پنجاب کی چھوٹی ریاستون مین جو ایک دوسرے سے بدظن ہو رہی تھین قدم رکھا انمین سے ایک ریاست کے راجہ نے جسکا نام پورس تھا (جسکو سکندر نامہ وغیرہ مین فور لکھا ہے) دریاے جہلم پر سکندر کا مقابلہ کیا جو لڑائی کے لیے رتھ میدان جنگ مین لایا سکندر نے جہلم کے موڑ پر بیلیان والا کے میدان جنگ سے چودہ میل مغرب کو اپنی فوج آراستہ کی اور ایک رات کو جب اندھیرا چل رہا تھا موقع پا کر دریا

ہوا۔ پورس کے لڑائی کے رتھ گھبراہٹ مین دریا کے کنارے پر دلدل مین پھنس گئے اور جب لڑائی شروع ہوئی ہندو راجہ
کے ہاتھیون نے لڑائی سے روگردانی کی اور پھر کر اپنی ہی فوج کو پامال کیا - ابتداے جنگ مین پورس کا بیٹا مارا گیا
اور وہ خود زخمی ہوکر بھاگا مگر اطاعت قبول کرنے پر سکندر نے اُسکی ریاست واپس دی - بعد اسکے سکندر امرتسر
کی طرف جنوب و مشرق کو بڑھا اور پھر مغرب کی طرف پیچھے کو ہٹا اور کتا کی قوم کو سنگالہ پر زک دیکر دریاے بیاس پر
پہونچا اس مقام پر اُسکی کل فوج خیمہ زن ہوئی اور آخر کار گرمی اور طوفان سے جو موسم کے بدلنے پر شروع ہوے اُسکی
فوج نے ہمت ہار دی اور یہان سے وہ جہلم کو واپس گیا اور وہان سے اپنے ملک کی طرف لوٹ گیا - سکندر نے ملتان
پر مالی قوم سے سخت جنگ کی تھی اور شہر کے لینے مین وہ خود شدید زخمی ہوا تھا اسلیئے اُسکی سپاہ نے سخت برہم ہوکر کل
باشندگان شہر کو قتل کیا جب وہ اُس مقام پر پہونچا جہان پنجاب کے پانچون دریا اور دریاے سندھ ملتے تھے وہان اُسنے
عرصے تک قیام کیا اور شہر اسکندریہ کی جو اس زمانے مین اُچ کہلاتا ہے اور بہاولپور سے ۴۲ میل کی مسافت
پر ہے اور اب اس سے چالیس میل جنوب کی طرف مٹن کوٹ کیطرف وہ دریا بہتے ہین بنا ڈالی اور گرد و نواح کی ریاستون
نے اُسکی اطاعت قبول کی اور ملک سندھ مین ہوکر تری کی راہ جنوبی سمت دریاے انڈس کے دہانے تک جہان وہ
بحر عرب مین ملتا ہے گیا ڈلتا کی چوٹی پر شہر پٹالا کو از سر نو تعمیر کیا جو آج کے دن تک حیدر آباد کے نام سے سندھ کا
دار الحکومت موجود ہے سکندر کے ہمراہیون نے اُس زمانے کے ہندوستان کے رہنے والونکی رسم و راہ کا مفصل حال
لکھا اگر سکندر کا نام ہندؤن کی کسی تاریخ مین درج نہین مگر پھر بھی سکندر کے نام کو مسلمانون نے ہندوستان مین
بہت مشہور کیا اور وہ اُسکو بڑا بہادر اور جری سمجھتے تھے -

## مسلمانون کے ہندوستان پر حملے

تاریخ فرشتہ سے مستفاد ہوتا ہی کہ اہل اسلام مین سب سے پہلے ہندوستان کی سرحد پر عرب کے ایک امیر مہلب بن
ابی صفرہ نے ۴۴ھ ہجری مطابق ۶۶۴ء مین کابل و زابل ہوکر حملہ کیا اور بارہ ہزار زن و مرد پکڑ کر لیگیا اُسکے بعد بھی
کئی حملے ہوئے مگر اسیطرح کہ آئے اور چلے گئے مگر جن مورخین نے یہ لکھا ہے کہ خلیفہ بغداد مامون عباسی پسر ہارون الرشید
بھی ہندوستان سے شکست کھا گیا یہ انکی غلطی ہی مامون کبھی ہندوستان کی طرف نہین آیا -

ڈاکٹر ہنٹر لکھتا ہی کہ پہلی جنگ جو پنجاب کی سرحد پر ہندؤن اور مسلمانون مین ہوئی اُسمین چھیڑ ہندؤن کیطرف
سے ہوئی تھی کیونکہ اُس وقت راجہ جیپال والی لاہور کو بیٹھے بیٹھے یہ خیال پیدا ہوا کہ مسلمانون پر فتح پانا اس
زمانے مین اس سے زیادہ کوئی ناموری کی بات نہ ہوگی اور یہ نعمت عظمے پہلے پہلے میرے حصے مین آجاے تو خوب ہے
پس غزنی کی سلطنت کو تباہ کرنے کی ناپاک ناکام کوشش کی درتہ اُسوقت افغانونکے دل مین ہندوستان پر
حملہ کرنے کا خیال بھی پیدا نہ ہوا تھا جیپال نے فوراً اپنی فوج کو سندھ پار اُتار کے خراسان تک دوڑا دیا
مگر مشیت ایزدی اس امر کی مقتضی ہوئی کہ غرور کا سر نیچا ہو جیپال کی فوج شکست کھا گئی اُسوقت سبکتگین نے
ہندؤن کے اُن راستون کو جدھر سے وہ آئے تھے واپسی کے وقت بالکل مسدود کر دیا اور اُس وقت تک

نہ کھولا جب تک جیپال نے ۵۰ ہاتھی اور ڈھائی لاکھ روپیہ نذرانے کا دینا قبول نہ کیا جب جیپال افغانستان سے رہائی اور اپنے کئے کی سزا پاکر ہندمین واپس آیا تو اسکو اپنے وعدے کے وفا کرنیکا خیال ہوا جسکی بدولت سبکتگین سے پیچھا چھوٹا تھا مگر وہ متعصب برہمن جو امور سلطنت مین دخیل تھے راجہ کی وعدہ وفائی مین حارج ہوے اور کہا کہ مہاراج ایک جنگلی منش کو اتنا بڑا ڈنڈ دینا یہ نیک راجون کا کام نہین اس قسم کے فقرات سنکر راجہ کی نیت مین فتور پڑگیا باوجود فہمائش امراو سرداران فوج کے بھی راجہ ان بہکانے والون ہی کا پیرو رہا نتیجہ یہ ہوا کہ سبکتگین اپنے فدیے کا روپیہ وصول کرنے کی غرض سے ہند پر آیا اور جیپال اور اُسکے تمام راجپوت رئیس اور دہلی اور اجمیر اور قنوج کے راجہ جو اس وقت اُسکی مدد پر آئے تھے سب کو شکست فاش دیکر اور بے شمار مال لے کر غزنی کو واپس گیا۔

سبکتگین کے بیٹے محمود غزنوی نے بھی اپنی ۳۴ سال کی سلطنت مین ۱۷ حملے ہندوستان پر کئے منجملہ اُنکے بارہ بہت بڑے ہوئے اور ہر حملہ مین کامیاب رہا مگر کشمیر پر جو دو حملے کئے اُنمین کامیابی نہ ہوئی تھی

## ہندوستان مین اسلامی شاہنشاہی قائم ہونا

معزالدین محمد سام ملقب بہ شہاب الدین غوری کے عہد دولت سے تھوڑے پہلے ہندوستان مین چار بڑی سلطنتین تھین منجملہ اُنکے ایک دلی کی جو تنور قوم کے راجپوتونکے قبضے مین تھی دوسری اجمیر جسپر چوہان قابض تھے تیسری قنوج جو راٹھورون کے تحت حکومت تھی چوتھی گجرات جسپر بگھیلے متصرف تھے جو سولنکی کے قائم مقام ہوئے تھے مگر تنور کے سردار کے کوئی بیٹا نہ تھا اُسنے مرنے کے وقت اپنے نواسے پرتھی راج والی اجمیر کو جسے رائے پتھورا کہتے ہین گود لیا اور تنورون اور چوہانون کو ملاکر ایک کردیا اسطرح دلی اور اجمیر کی دونون ریاستین پرتھی راج کے زیر نگین ہوگئین جسکو رائے پتھورا کہتے ہین پرتھی راج کو جانگ لیش (بیائے مجہول) یعنی رئیس جنگل بھی بولتے ہین اسنے اجمیر کو اپنا پایہ تخت بنالیا تھا دلی کی حکومت اپنے سردار چاونڈرائے داہمہ کے سپرد کی تھی جسکو مسلمانون کے مورخین کھانڈے رائے لکھتے ہین۔ قنوج کا راجہ جے چند پرتھی راج کا خالہ زاد بھائی تھا کیونکہ دونون کی مائین اننگ پال تنور کی بیٹیان تھین چونکہ نانے گود لینے مین پرتھی راج کو ترجیح دی اس لیے جے چند کو اس پر رشک رہا کرتا تھا۔

ہندوستان مین اسلامی سلطنت قائم ہونے سے پہلے دہلی اور قنوج کی دو ریاستین ایسی تھین جو حملہ آور کی ٹکر کو جھیل سکتی تھین مگر یہ دونون آپسمین پھوٹ سے مرکز فساد بنی ہوئی تھین جسکے دو سبب تھے (۱) جے چند راجہ قنوج کو یہ گوارا نہین ہوا کہ پرتھی راج تنہا دہلی اور اجمیر دونون کا مالک بنے اور یہ امر بنیاد فساد ہوا (۲) جے چند نے اپنا لقب رائے رایان ہندر کھا اور واسطے ترویج اس نام کے راجسو یگ (یعنی ہندوستان کے راجاؤنکا کسی جشن یا تقریب مین جمع ہونا) کیا تھا جو علامت اس بات کی ہو کہ ہندوستان مین کوئی دوسرا راجہ اُسکا ہمسر نہین اس یگ (جگ) مین تمام خدمت گارونکے کام راجاؤنکو کرنے پڑتے تھے راجہ پرتھی راج کو

دربانی کی خدمت کے لیے بلایا گیا اس جگ کے موقع پر راجہ قنوج کی لڑکی سن بجوگیتا کا سوئمبر بھی تھا حسین لڑکی اپنے لیے شوہر پسند کرتی تھی راجہ پرتھی راج اگرچہ اس لڑکی پر فریفتہ تھا مگر اسکی خاطر دربانی کی ذلت گوارا نکرسکا اور اس رسم میں آکر شریک نہ ہوا پرتھی راج کے نہ آنے پر جے چند راجہ قنوج نے ایک بیڈھنگی سی مورت اسکی بنوا کر دربان کی جگہ دروازے پر کھڑی کردی جب سوئمبر کے لیے لڑکی دربار میں آئی اور شرمگین آنکھوں سے ہر ایک راجہ کو دیکھتی ہوئی دروازے پر پہونچی وہان جاکر پھولون کا ہار بیڈھنگی مورت کے گلے مین ڈالدیا پرتھی راج یہ حال سنکر سمند باد رفتار پر سوار ہوکر قنوج پہونچا اور رانی کو اپنے ساتھ گھوڑے پر سوار کرکے لے اڑا راجہ قنوج نے فوج لیکر پیچھا کیا مگر وہ ہوا ہوگیا یہ دوسرا واقعہ اور بھی پھوٹ بڑھنے کا ہوا جس سے پرتھی راج کے ۱۰۸ ساتھی راجاؤنمین سے ۶۵ رہ گئے اس باہمی پھوٹ نے حملہ آور کے لیئے راستہ صاف کردیا۔

پرتھی راج اگرچہ شجاع تھا لیکن عاقبت اندیش نہ تھا اپنا تمام زور و طاقت اپنے خاندان قنوج سے بیفائدہ جھگڑا کرکے برباد کی ایسے ناحق جھگڑون مین اُسکے ایک سو آٹھ سرداران فوج مین سے چونسٹھ ضائع ہوے اس عداوت کا نتیجہ ہوا کہ بقول کشور لال کایستھ مؤلف گلدستہ قنوج جے چند نے پرتھی راج سے برہم ہوکر شہاب الدین غوری کو یورش ہندوستان کے لیے بلایا تھا اور خواجہ معین الدین چشتی نے بھی لکھا تھا۔

سلطان غیاث الدین غور کا بادشاہ اور اُسکا چھوٹا بھائی شہاب الدین امیر لشکر اور حاکم غزنی تھا شہاب الدین غزنی کا انتظام کرکے ملک ہند کی تسخیر پر آمادہ ہوا اول لاہور کے بادشاہ خسرو ملک کو اسیر و دستگیر کرکے پنجاب پر قبضہ کرلیا اور ۵۸۷ھ ہجری مطابق ۱۱۹۱ء مین ہندو راجاؤنکی عملداری مین قدم بڑھایا اور قلعہ سرہند کو سر کیا اب سلطان مراجعت کی تیاری کررہا تھا کہ راے پتھورا کی لشکرکشی کا غلغلہ سنا خود پیش قدمی کرکے آگے بڑھا ادھر راے کا لشکر بھی پہونچا تلاوڑی کے میدان مین ہنگامہ کارزار گرم ہوگیا جسوقت سلطان کی فوج راجپوتونکے قلب پر جھکی ہوئی تھی اُسکا دایان بایان بازو شکست کھا کر بھاگا مگر سلطان کچھ رفیقون سمیت میدانمین جمارہا کھانڈے راے نے ہاتھی اس پر ریلا سلطان بھی گھوڑا جھکا کر بڑھا اور نیزے کا ایسا ہاتھ مارا کہ دانت توڑکر اُسکے منھ مین اُترگیا مگر سلطان کے بھی زخم کاری لگا قریب تھا کہ پشت زین سے جدا ہوجاے یہ کیفیت دیکھ کر ایک خلجی بچہ اُس کے پیچھے ہو بیٹھا اور گھوڑے کو مہمیز کرکے دشمنون کے نرغے سے صاف نکال لے گیا پھر تو باقی فوج کے بھی قدم اُٹھ گئے اور یہ ہزیمت خوردہ لشکر تباہی کے بعد لاہور مین داخل ہوا چندے قیام کرکے سلطان نے غزنی کی جانب کوچ کیا اور وہان پہونچکر فراریونکو سخت سزائین دین کھوبڑے توبڑے اُنکے منھ مین بندھوا کر شہر غور کے چارون طرف گشت کرایا جس سے یہ مطلب تھا کہ یہ لوگ آدمی نہ تھے گدھے تھے جن لوگون نے جو کھانے سے انکار کیا اُنکے سر قلم کردیے گئے سلطان نے بظاہر عیش و آرام کا نقشہ جمایا اور اپنے آپکو بے پروا بنایا لیکن خفیہ طور پر لشکر کی درستی اور سامان جنگ کے تہیہ مین شب و روز مصروف رہا

راے پتھورا غنیم کے خطرے سے فارغ البال ہوکر فتح کا نقارہ بجاتا اپنی راجدھانی مین آبیٹھا اور اس خیال سے

کہ مبادا ہیبتناک مخالفت افغانستان کہین پھر ظہور پکڑے تمام راجپوت راجاؤن کو متفق کرکے ایک بڑا ازبردست جتھا باندھنا شروع کیا اس مین وہ یہانتک کامیاب ہوا کہ جب شہاب الدین دوبارہ ہند پر آیا تو پرتھی راج کے ساتھ ڈیڑھ سو سے زیادہ راجپوت سردار مع اپنی فوجون کے تھے۔

۵۸۸ہجری مطابق ۱۱۹۲ء مین شہاب الدین ایک لاکھ بیس ہزار سوار جرار لیکر دوبارہ ہند پر حملہ آور ہوا لیکن سرداران لشکر سے اپنا منصوبہ پوشیدہ رکھا پشاور مین پہونچکر ایک بوڑھے سپاہی نے عرض کیا کہ خداوند اس لاو لشکر سے تو کسی بڑی مہم کے آثار نظر آتے ہین پھر امرا سے اس راز کے مخفی رکھنے مین کیا مصلحت ہے سلطان نے ایک آہ سرد بھر کر کہا کہ سُن پیرمرد جسدن سے مین نے راجپوتون کے مقابلے مین زک پائی حریم دولت مین بستر کو بیٹھ نہین لگائی ہنوز وہ خون آلود پیراہن نہین بدلا جو لڑائی کے وقت میرے تن پر تھا آج تک ان امیرونکا منھ نہین دیکھا جو مجھکو تنہا چھوڑکر بھاگ گئے تھے اب غیرت کا تقاضا یہ ہے کہ یا تو دشمن سے انتقام لون یا سر میدان لڑکر جان دون پیرمرد نے دعاے خیر دیکر کہا صلاح وقت یہ ہے کہ امرا کی تقصیر معاف فرمائیے انکا رتبہ بڑھائیے تاکہ آئندہ سرخرو ہون اور پچھلے قصورون کی تلافی کرین سلطان نے اُسکی صلاح مان لی ملتان پہونچکر ایک دربار کیا لشکر کے سردارونکو جمع کرکے اُنکے حال پر مہربانی فرمائی اور اپنا منشا سمجھایا سب نے تلوار کے قبضے پر ہاتھ رکھکر عہد و پیمان کو تازہ کیا اب لاہور پہونچکر راے کے نام نامہ لکھا گیا کہ یا تو ہماری اطاعت قبول کرو یا جنگ و پیکار کے لیے تیار ہو جاؤ جب پیک سلطانی راے کے در دولت پر حاضر ہوا اور راے کو سلطان کی یورش کا حال معلوم ہوا تو خواب غفلت سے آنکھ کھلی رانی سن یگتا بھی جسکی بدولت راے کی یہ نوبت پہونچی تھی بولی اے راجہ بزم عیش ختم ہوئی اب میدان رزم کو آراستہ کر اور ملک و ملت کو ترکونکی ترکتاز سے بچا الغرض راے نے سلطان کے سفیر کو سخت جواب دیکر رخصت کیا اور ہمہ تن جنگ کی تیاری مین مشغول ہوا عرصۂ قلیل مین لاکھون سوزما راجپوت اُسکے جھنڈے تلے جمع ہوگئے پرتھی راج کو اسوقت جے چند رکی مدد کا بسبب عداوت کے مطلق بھروسا نہ تھا تاہم اس زعم مین کہ ایک ہزار ہاتھی اور تین لاکھ سوار اور پیدل بے شمار اپنے پاس موجود ہین اور ڈیڑھ سو رجواڑونکی فوج کی اپنے ہاتھ مین کمان ہے ایک جے چند نہین ہے تو نہ سہی شہاب الدین کے مقابلے پر تیار ہوا جب کوچ کی ساعت نزدیک پہونچی رانی سن یگتا نے اپنے ہاتھ سے زرہ بکتر پہنا ہتھیار بدن پر سجا راے کا آخری دیدار دیکھا اور آنکھون مین آنسو بھر لائی اُدھر کوچ کے نقارے پر چوٹ پڑی ادھر رانی کا کلیجا ہل گیا راجہ اہل خاندان کو وداع کرکے راجپوت سردارونکے ساتھ رنجیت دروازے سے نکلا لشکر کو کوچ کا حکم سنایا اور منزل بمنزل تھانیسر کے میدان مین جا پہونچا دریاے سرستی کے وارپار دونون لشکر خیمہ زن ہوگئے پرتھی راج نے اپنی بے تعداد فوج کے مقابلے پر مخالف کی تھوڑی فوج دیکھکر ایک نامۂ پُر تہدید باین مضمون شہاب الدین کے نام روانہ کیا کہ اے بادشاہ غالباً تجھکو ہماری سپاہ کی تعداد معلوم ہوگئی ہوگی مگر اسکے علاوہ ہر روز اطراف و جوانب سے لشکر آتا جاتا ہے اور ہماری فوج مین شامل

۱؎ دیکھو ہفت گلشن ۱۲ ۲؎ دیکھو ہفت گلشن بعض کتابون مین تین ہزار ہاتھی مذکور ہین ۱۲

ہوتا جاتا ہے اگر اس خوفناک حالت کو دیکھکر تجھکو اپنی حالت پر افسوس نہین آتا تو نہ سہی مگر اس نامراد فوج پر کر جسکو تو اپنے ہمراہ لایا ہے ذرا رحم کر اگر تو ارادہ بے جا سے پشیمان ہوکر واپس جانا چاہے تو ہم اپنے دیوتاؤن کی سوگند کھاکر وعدہ کرتے ہین کہ مسلمانونکی فوج کا تعاقب اور اُس سے کسی طرح کی مزاحمت نہ کرینگے۔ اور اگر تونے ارادہ جنگ ٹھہرایا ہے تو یاد رہے کہ ہماری بے تعداد فوج مع تین ہزار ہاتھی کے تیرے لشکر کو تباہ کردیگی بجواب اسکے شہاب الدین نے لکھا کہ جو نامہ میرے پاس پہنچا اُس سے نہایت مروت و شفقت ظاہر ہوتی ہے مگر واضح ہو کہ مین نے جو ہندوستان پر لشکر کشی کی وہ بحکم اپنے برادر کے کی پس اگر مین یہان کے حالات سے اُس کو پورا آگاہ کرون تو ضرور وہ مجھ کو تمھارے ساتھ اس شرط پر صلح کرنے کی اجازت دیگا کہ پنجاب اور ملتان ہمارا اور باقی ہندوستان تمھارا۔

پرتھی راج جواب پاتے ہی خوش ہوگیا اور اپنے لشکر مین فتح کا شادیانہ اور طبل بازگشتی بجوا دیا تمام لشکر نے کمرین کھولدین شہاب الدین نے اسی رات کو لشکر آراستہ کرکے دریا کو عبور کیا اور صبح دم طبل جنگ آبجایا اور اپنے قاتل دشمن کی فوج پر لوٹ پڑا راجپوتون نے آنکھ کھولی تو غنیم کو سر پر موجود پایا جب تک راجپوتون نے اپنے کو سنبھالکر درست کیا اُس وقت تک بے شمار لوگون کا شہاب الدین کے لشکر نے ستھراؤ کردیا تاہم کثرت افواج و فیل کے باعث پرتھی راج نے اپنے لشکر کو سنبھالا اور چاہا کہ شہاب الدین کی فوج کو ہاتھیون سے پامال کرے چنانچہ اس ارادے سے لشکر کو آگے بڑھایا۔ اس وقت شہاب الدین نے اپنے لشکر کے چار حصے کردئے تھے اور ایک کے ساتھ خود شامل تھا ہر حصہ باری باری سے حملہ کرتا تھا مگر دلاور راجپوت بھی ایسے جی توڑکر لڑے کہ ترکون کے دل مین ہیبت بیٹھ گئی اب سلطان ظاہرا شکست کی صورت بناکر پیچھے ہٹا راجپوتون نے جو تعاقب شروع کیا تو اُنکی ترتیب درہم برہم ہوگئی اسوقت سلطان نے پلٹ کر تازہ دم فوج سے پھر حملہ کیا لیکن یہ تدبیر بھی راس نہ آئی فتح اور شکست کا کچھ فیصلہ نہ ہوا جب ہوا نہایت گرم ہوگئی اور سورج سر پر آگیا تو راسنے درختون کے سائے مین پناہ لی ڈیڑھ سو راجہ مہاراجہ اُسکے گرداگرد جمع ہوے سب نے تلوار و نیزہ ہاتھ رکھ کر عہد و پیمان کیا اخیر دم تک لڑنے کی قسم کھائی شربت پیا پان کا بیڑہ چبایا تلسی کے پتے زبان پر دھرے پیشانی پر قشقہ زعفرانی کھینچا اور ذرا دم لیا۔

اب کسی قدر دن ڈھل گیا تھا کہ سلطان غوری بارہ ہزار سوار خاصہ لیکر اپنی جگہ سے ہلا سوارون نے سرون پر مرصع خود بدن مین فولادی جوشن ایک ہاتھ مین تلوار ایک مین نیزہ باگین اُٹھائے کنوتیون سے کنوتیان ملائے دریاے مواج کی طرح اُمنڈ آئے اس پرزور حملے نے راجپوتی سپاہ مین کچھ ایسا زلزلہ ڈالا کہ یکایک ہوا بگڑ گئی چشم زدن مین کچھ سے کچھ ہوگیا وہ شاندار فوج جو پہاڑ کیطرح جمی کھڑی تھی دم کے دم مین تہ و بالا ہوگئی بڑے بڑے نامی گرامی سردار میدان مین کام آئے راے پتھورا گرفتار ہوکر مارا گیا جب سردارون کا یہ حال ہوا تو بن سری فوج کیا کرتی اور کس کا سہارا پکڑتی جسطرف جسکا مُنہ اُٹھ گیا بھاگ نکلا اور اسی ایک لڑائی سے سلطنت اسلامیہ ہندوستان مین قائم ہوگئی شہاب الدین اپنے غلام قطب الدین ایبک کو ہندوستان مین چھوڑکر آپ غزنی کو لوٹ گیا پرتھی راج کا آخری معرکہ بمقام ترونی دریاے سرستی کے کنارے پر جو تھانیسر سے سات کوس تھا وقوع

مین آیا تھا جسکے ساتھ ہندوستان سے ہنود کی حکومت جاتی رہی مسلمانون نے بڑھکر اجمیر پر قبضہ کیا اور تقرر
خراج گران ملک راجہ مقتول کے ایک رشتہ دار کو سپرد کیا۔
وقایع راجپوتانہ مین ہے کہ پرتھی راج کو شہاب الدین پکڑ کرلے گیا تھا لیکن تھوڑے دنون کے بعد چند کبیشر کی
سفارش سے کہ وہ راجہ کا قدیمی نمک خوار اور غمگسار تھا بادشاہ کو راجہ کی تیراندازی کا فن ظاہر ہوا کہ آنکھین بند کرکے
آواز پر تیر لگاتا ہے بادشاہ کو شوق پیدا ہوا انجام کار ایک روز پرتھی راج کو جیل خانے سے طلب کرکے تیر و کمان دیا
گیا کہ نشانہ لگائے اُسوقت کبیشر نے ہندی شعر مین راجہ کو یاد دلایا کہ یہ وقت حریف کے مارنے کا ہے راجہ نے سلطان سے
پوچھا کہ اجازت ہے سلطان نے کہا کہ ہان بفور سماعت آواز راجہ نے بادشاہ کو تیر کا نشانہ بنایا تب اُسی کبیشر
نے اول اُسیوقت راجہ کو قتل کیا پھر اپنے آپکو ہلاک کیا تاکہ دشمن بے عزتی اور اذیت سے نہ مارین۔ اس قصے سے
معلوم ہوتا ہے کہ تاریخی معاملات ایسی ہی گپ شپ اور لغو تحقیقات پر مبنی سمجھے گئے ہین۔ کیا اتنی چھوٹی سی عقل پر
شہاب الدین نے لاکھون سورما راجپوتون سے میدان کارزار گرم کیا شہاب الدین کو ہندی شاعری سے
کیا مس تھا کہ چند جیسے شعرا اُسکی خدمت مین بار پاسکتے اصل حال یہ ہے کہ جب وہ سنہ ۶۰۲ ہجری مطابق سنہ ۱۲۰۵ع
مین گکھڑون کی گوشمالی کرکے لاہور سے غزنی کو لوٹ رہا تھا اور دوم شعبان کو دریاے نیلاب عرف اٹک (دریا
سندھ) کے کنارے پہونچا اور مقام دھمیک مین پانی کے کنارے ٹھنڈی ہوا سے تر و تازگی حاصل کرنے کے لیے
ڈیرا کھڑا کرایا۔ کفار گکھڑون مین سے بیس آدمی جن کے باپ دادا سلطان کے حملون مین مارے گئے تھے اور اُس
قوم کے بہت سے آدمی سلطان کی ترغیب سے مسلمان بھی ہو گئے تھے کیونکہ وہ کسی دین و مذہب کے پابند نہ تھے
شہاب الدین کے قتل پر آمادہ ہوئے شب سوم ماہ شعبان کو آدھی رات کے وقت دریا سے تیر کر خیام سلطانی
مین داخل ہوئے اور اُنہین سے ایک آدمی سلطان کے سراپردے کے پاس آیا اور دربان کو چھری سے
زخمی کرکے بھاگ گیا شور و غل ہوا تو تمام آدمی حتے کہ خدمتگار تک بھی سلطان کے پاس سے آکر وہان جمع
ہو گئے اُس وقت گکھڑون نے جو گھات مین تھے سراپردے کی ایک شق کو چھری سے پھاڑا اور اندر گھس گئے
جنکے ہاتھون مین تیر اور چھریان تھین سلطان کے پاس دو ترکی غلام موجود تھے وہ گھبرا کر بدحواس ہو گئے
گکھڑون نے ۲۲ زخم چھریون کے پہونچا کر سلطان عالیجاہ کو شہید کردیا۔ جیسا کہ تاریخ فرشتہ وغیرہ مین لکھا ہے۔
اس عقل کے دھنی کو یہ بھی خبر نہین کہ جنگ پرتھی راج سے دوسری سال شہاب الدین راجہ جے چند
والی قنوج کی خبر لینے کو پھر ہندوستان مین آیا جے چند نے بہت بڑی سپاہ اور بہت سے ہاتھیون کے ساتھ
چندوار کے حدود مین سلطان کا مقابلہ کیا سلطان نے سنہ ۱۱۹۳ مطابق سنہ ۵۸۹ ہجری مین اُسکو پوری
شکست دیکر اٹاوے کے اُتر سے بنارس تک اپنے قبضے مین کرلیا تاریخ حقی مین لکھا ہے کہ اس موقع کی غنیمت
مین چھ سو چند ہاتھی سلطان کے ہاتھ آئے۔ قطب الدین ایبک جو دراصل شہاب الدین کا غلام تھا اور
اُسوقت فوج شاہی کا کمانڈر انچیف تھا اُسنے دہلی اور کول اور بڑے بڑے راجپوتون کی دار الریاستون کو

قبضے مین لاکر ہند مین اپنا تسلط کرلیا - اسکی لیاقت اور وفاداری پر شہاب الدین کو اسقدر بھروسا تھا کہ وہ خود اپنے ملک کو چلا گیا اور قطب الدین کو ہند کا نائب السلطنت مقرر کر گیا۔

جو فتوحات ہندوستان مین شہاب الدین کو نصیب ہوئین وہ سلطان محمود کی فتوحات سے بہت زیادہ تھین جس زمانے مین شہاب الدین نے وفات پائی تو اُسوقت مالوہ اور بعض آس پاس کے ضلعون کے علاوہ خاص ہندوستان اُسکے قبض و تصرف مین تھا اور سندھ اور بنگال یا مطیع ہو چکے تھے یا جلد جلد مطیع ہوتے جاتے تھے باقی گجرات مین بجز اس قدر قبض و تصرف کے جسقدر کہ اُسکے دارالامارت کے قبضے سے معلوم ہوتا ہے پورا پورا قبضہ نہ تھا اور ہندوستان کا بہت سا حصہ اُسکے سردارون کے تحت حکومت تھا اور کچھ تھوڑا حصہ یا جگیردار راجاؤن کے قبض و تصرف مین تھا اور یہ صرف اُس کے لوگون کی سہل انگاری اور تغافل شعاری تھی کہ جنگلون اور بعض بعض پہاڑون پر قبضہ نکیا۔

## ہندو فرمان رواؤن کے خاندانونکی اصلیت

جب کسی خاندان کا پتا ایک معلوم حد تک پہونچکر رہ جاتا ہے تو پرانی باتون پر فخر کرنے والے لوگ آسمانی پیدائش پہنے کو چاند اور سورج وغیرہ سے سلسلہ جا ملاتے ہین لیکن کرنل جیمس ٹاڈ نے تاتاری مؤرخ ابوالغازی اور پُرانون کے بیان کو مطابق کرکے یہ نتیجہ نکالا ہے کہ ابتدا مین اکثر لوگ مختصر لفظ اور کسی شاندار چیز پر نام رکھا کرتے تھے جیسا کہ ایلا یعنی زمین اکشواک کی بیٹی کا نام ہے اسیطرح وہ بیان کرتا ہے کہ ایک ستارے کے نام پر مغل یعنی منگل (مریخ) ایک قدیم تاتاری سردار کا نام تھا جسکے بیٹے اوگز کی اولاد چھ شخص ہوے اُن مین سے ایک کین یعنی سورج دوسرا آیو یعنی چاند اور باقی زمین پانی ہوا اور آگ کہے جاتے تھے انھین کی نسل مین سورج بنسی - چندر بنسی اور اگنی کُل کے چھتری یعنی پرمار - چوہان - سولنکی اور پریہار ہونگے - مغل چینی اور فرنگستانی قومین انھین کی رشتہ داری کا دعوے کرتی ہین۔

تمام سورج بنسی راجپوت رام کی نسل سے ہین اور اقوام بھاٹی و جاریجا جو تمام ریگستان ہند مین ستلج سے سمندر تک پھیلی ہوئی ہین بیان کرتی ہین کہ ہم خاندان چندر بنسی بدھ و کرشن سے ہین - خاندان سورج بنسی کے بانی اکشواک نے سب سے اول کوہ قاف کیطرف سے ہندوستان مین وارد ہوکر اجودھیا کو آباد کیا اور وہان اپنا راج قائم کیا چونکہ اُسکے بزرگ کا نام سورج تھا اسلیئے اُسکی نسل سورج بنسی کہلائی دوسرے بیانات سے پایا جاتا ہے کہ اکشواک تاتار سے نہین بلکہ مصر سے آیا تھا تیسری روایت یہ ہے کہ برہما کا بڑا بیٹا مریچ تھا اور مریچ کا بیٹا راجہ کشیپ ہوا راجہ کشیپ کا بیٹا راجہ ویوسوان معروف بہ سورج ہوا اس راجہ سے خاندان سورج بنسی نکلا ہندی مین اولاد اور نسل کو بنس کہتے ہین - اکشواک کے بعد بدھ جسکو مرکری بھی کہتے ہین اور وہ کسی شخص انڈو یعنے چاند نامی کی اولاد مین تھا تاتار یعنی وسط ایشیا سے جو ہندوؤن کا قدیمی وطن ہے ہندوستان مین آیا اور اکشواک کی بیٹی ایلا کو زوجیت مین لیا اس عورت سے

جو اُسکے اولاد ہوئی وہ چندر بنسی کہلائی جسکو سوم بنسی بھی کہتے ہین اہل یورپ کے اکثر مؤرخ کہتے ہین کہ اکشواک
کی ابتدا سے لیکر رام کے وقت تک ساون راجہ اودھ مین ہوے ہین اور وہ سنہ عیسوی سے دو ہزار برس یا
دو ہزار دو سو برس پہلے ہندوستان مین داخل ہوا تھا اور قبل بارہ سو برس سنہ عیسوی کے رام کا عہد تھا
بنت لی صاحب نے رام کے زایچے کو جوکہ ڈاکٹر میکہ نے لکھا ہے خوب غور سے ملاحظہ کرکے اُنکے عہد تولد کو سنہ عیسوی
سے نو سو اکسٹھ برس پہلے ٹھہرایا ہے - لَو فرزند کلان رام سے لیکر سومتر اخیر راجہ مندرجہ برہہ ان تک ۵۶ راجہ
سورج بنسی نسل مین ہوئے ہین سر ولیم جونس کی فہرست مین بجاے ۵۶ کے ۵۷ درج ہین سومتر کی وفات کے بعد سے
سورج بنس کا راج گنگا پرسے ملکون مین سے جاتا رہا چندر بنسی کا دار الحکومت مرکری کے وقت مین یا چندرمت
کے بعد پراگ تھا جسکو اب الہ آباد کہتے ہین اندرپرستھ کو بھی اولاد مرکری اور ایلا نے تعمیر کروایا تھا بعض نے لکھا ہے
کہ جدھشٹر نے اندرپرستھ کو جمنا پر بنایا تھا نام اُسکا آٹھوین صدی مین بدل کر دلی مقرر ہوا - سورج بنسی اور
چندر بنسی خاندانون کی سرحد اودھ اور آگرہ آباد جو ایسی نزدیک تھی اُس سے یہ بات دریافت ہوتی ہے کہ
سورج بنس اور چندر بنس راجون کا ملک بہت بڑا نہ تھا سورج بنس کی دو نسلین پھیلین ایک اودھ مین راج
کرتی تھی اور دوسری میتھلا یعنی ترہت مین لیکن چندر بنس جو مرکری سے پیدا ہوا تھا اسکی چھ نسلین ہوکر قریب
قریب سارے شمالی ہندوستان پر راج کرتی تھین اور پھر انمین سے خاندان جادو نے میتھلا کو بھی لے لیا تھا - بدھ
یعنی مرکری کے پروتے یایاتی کے تین بیٹے تھے (۱) اُرو (۲) پُرو (۳) یدو پہلا بیٹا کچھ مشہور نہین ہوا - پانڈو
جوکہ مہابھارت کی لڑائی مین اورون سے زیادہ مشہور ہین پُرو کی نسل مین تھے یدو کی اولاد یادو یا جادو
کہلاتی ہے یدو کی نسل مین دو بھائی کرشن اور بلدیو یا بلرام جوکہ یدھشٹر کے ہمعصر تھے بہت نامی ہین یدھشٹر
بھیم - ارجن - نکل اور سہدیو یہ پانڈو کہلاتے ہین کیونکہ انکے باپ کا نام پانڈو تھا - تمام اقوام جو بنام سورج بنسی
نامزد ہین اپنے تئین رام کے بیٹے کش کی نسل سے بیان کرتی ہین مثلاً والیان میواڑ و جیپور و مارواڑ
و بیکانیر و کشن گڑھ و رتلام و ایدر والور اور انکے بے شمار فرقے اپنے تئین اولاد رام مین ظاہر کرتے ہین
اور خاندان جیسلمیر و کچھ بھج یعنی اقوام بھاٹی و جاریجا یعنی خاندان فرولی یعنی قوم جادو خاندان چندر بنسی
کے بدھ و کرشن تک اپنا سلسلہ نسب پہونچاتے ہین - ان دونون خاندانون مین کہ باہم رقیب تھے ہمیشہ
لڑائی ہوتی رہی ان لڑائیون کا حال پرانون اور راماین مین درج ہے - چندر بنسیون کی دو شاخون کورون
اور پانڈون کے درمیان کہ دونون چچازاد تھے حضرت مسیح سے چودہ سو پچاس برس پہلے پنجاب مین تھانیسر
کے قریب کورکھیتر کے میدان مین جسے آج کرنال کہتے ہین مہابھارت کی جنگ عظیم واقع ہوئی تھی پانڈون کے
بڑے رفیق سری کرشن تھے جن کی مدد سے پانڈو کی فتح ہوئی -

## راجپوت اور اُنکے خاندان

ہندوؤنکی ابتدائی چار قسمون مین دوم قسم یعنی چھتریون کی ایک شاخ راجپوت ہین لفظ راجپوت کے معنے ہین

راجاؤن کے بیٹے ان راجپوتون مین سے بعض تو پرانے زمانے کے چھتری راج کمارونکی نسل مین سے تھے
جو آرین تھے اور باقی اُن قومونکے راجکمارونکی اولاد مین سے جو آرین کے بعد شمال کی جانب سے ہندوستان
مین آئے اور یہین ٹھہر گئے پھر صدیون تک رہتے سہتے ہندو ہی بن گئے۔ پرانے زمانے کے چھتریونکی طرح انکی
ذات بھی اور ہندوؤن سے جدا اور ممتاز تھی وہ شاہی نسل سے تھے اور حکمرانی اور جنگجوئی انکا کام تھا نہ تجارت
یا کھیتی باڑی۔ وہ بہت سی قومون یا گروہون مین منقسم تھے انمین سے ہر ایک قوم کے لوگ ایک دوسرے کے
رشتہ دار ہوا کرتے تھے ہر قوم کا ایک سردار یا راجہ ہوتا تھا اپنے سردار بلکہ اپنی قوم کے کسی آدمی کے لیے بھی لڑنے بھڑنے
مرجانے پر راجپوت تیار رہتا تھا یہ لوگ پشتہا پشت سے سپاہی پیشہ ہین اور عمر تمام اپنی سپہ گری مین بسر کرتے ہین اگرچہ
اور لوگ رسومات مذہب کے اختلاف سے الگ الگ گروہ ہوگئے مگر معاملون مین ملے جلے رہتے تھے اور معمولی حاکمون
کے سوا کوئی خاص سردار اُنکا نتھا۔ مگر راجپوتونکی قوم ایسی تھی کہ وہ مان کے پیٹ سے سپاہی پیدا ہوتی تھی اور
ہر گروہ اُنکا موروثی سردار اپنا رکھتا تھا اور ہر گروہ کا چال چلن اور رنگ ڈھنگ الگ الگ تھا اور چند در چند علاقون کے
باعث سے ہر گروہ کا ہر شخص اپنے سردار اور ایک دوسرے کا پابند ہوتا تھا اور قومی علاقون سے تعلقات مذکورہ کو نہایت تقویت پہنچتی تھی
اسلیے راجپوتونکی مختلف قومونکے خاص سردار راجہ سے نہ تعلق رکھتے تھے جو راجپوت اُن خاص سردارون سے رکھتے تھے تو راجہ اور سردارون
اور سپاہیون کا ایسا جمگھٹ ہوگیا تھا کہ وفاداری اور رشتہ داری اور سپہ گری اور نام آوری کے خیالون سے
اتفاق کی نہایت عمدہ صورت بندھی تھی علاوہ اسکے وہ طریقہ اُس اتفاق کا زیادہ ممد اور معاون تھا جو
جاگیرین دینے کا وہان جاری تھا اور ان باتون سے عالی نسبی اور بلند ہمتی اور دلاوری کے خیالات اُن
لوگون مین بہت زور شور سے پیدا ہوے اور اُنکی بہادری کی ترنگون کو دُھاڑی بھاٹ اپنی کڑکون سے
قائم رکھتے تھے اور فخر و عزت کے قصون اور عشق و محبت کے جھگڑون سے بہادری انکی بھڑکتی رہتی تھی
اور عورتونکے ساتھ ایسے ادب سے پیش آتے تھے کہ بلاد مشرق مین کوئی قوم ایسا ادب نہ کرتی تھی اور اپنے
دشمنون کے ساتھ بھی عزت سے برتاؤ برتتے تھے اور رسوم اور قاعدون کے توڑنے کو بڑی بے عزتی سمجھتے
تھے قدیم راجپوتون کے عمدہ وصفون مین وہ سادگی پائی جاتی تھی جو اور قومون سے الگ تھلگ رہنے مین
پیدا ہوتی ہے اور یہی باعث تھا کہ فنون سپہ گری اور کارپردازی کی لیاقت مین اُن لوگون سے بھی نہایت
کم تھے جن کے خیالون مین ویسی عمدہ باتین نہ آتی تھین جو اُنکے خیالون مین سمائی ہوتی تھین راجپوتون
کے مختلف قومون پر منقسم ہونے کا ایک اثر یہ تھا کہ اگرچہ حال اُنکا خانہ بدوش لوگونکا سا نہ تھا مگر جبکہ غنیم کے
زور و دباؤ سے اپنے مکانون کو چھوڑنے پر مجبور ہوتے تھے تو غول کے غول تاتاریون کی مانند اپنے مکانون
کو چھوڑتے تھے اور جہان کہ وہ جاتے تھے وہان بھی غول کے غول جا کر بستے تھے اور نئی اراضیات کو اسی مناسبت
سے آپس مین تقسیم کرتے تھے جسطرح پہلے اُنکے قبض و تصرف مین ہوتی تھین۔ غرضکہ تبدیل مکان کے سوا کسیطرح
کی تبدیل و تغیر واقع نہوتی تھی۔

اگلے زمانے مین یہ لوگ ابتداے عمر سے افیم کھانے کے عادی ہوتے تھے اور اُسکے بڑے بڑے انٹے کھاتے تھے اور لڑائی کے دن تو یہ معمول سے دُگنی افیم کھاکر ایسے مدہوش ہوجاتے تھے کہ بے فکر و اندیشہ اپنے آپکو ہر ایک جان جوکھون کے کام مین ڈالدیتے تھے یہ افیون کے نشے مین جھومتے ہوئے مرنے کے یقین سے ایک دوسرے سے بغلگیر ہوکر رخصت ہوا کرتے تھے لڑائی کے وقت یہ لوگ شاید اتنی بات کے محتاج تھے کہ کوئی انکا بیشرو اور لڑانے والا ہو۔ اُن راجپوتوں کی خاکستر پر جو معرکۂ جنگ مین کام آتے تھے ایک ستون بلند تعمیر کروایا جاتا تھا اور تمام جوار ملک مین اسطرح کی سمادھ جابجا موجود ہین مارا جانے والا وہان اپنے گھوڑے پر سوار اور آلات پتھر پر کھدا ہوتا ہے اور اُسکی عورت کی تصویر بھی جو اُسکے ساتھ ستی ہوتی ہے مع تصاویر آفتاب و ماہتاب بہ چپ و راست کھدی ہوئی ہوتی ہین چاند سورج اس بات کی علامت ہین کہ انکی شہرت و ناموری فانی نہین بلکہ جاودانی ہے۔

راجپوت مثل اپنے گھوڑے کے اپنے آلات حرب کی بھی پرستش کرتا ہے وہ فولاد کی قسم کھاتا ہے اور اپنی ڈھال۔ تلوار۔ برچھی اور خنجر کو سجدہ کرتا ہے۔

خاندان راجگان جسے راج کُل کہتے ہین تعداد مین علے العموم ۳۶ مشہور ہین ہر ایک کُل یعنی نسل کا گوترا چار یہ یعنے قاعدہ خاندانی بہ تشریح رسمیات مخصوص و عقائد مذہبی و مسکن قدیم ہوتا ہے اگرچہ آپ کو ترا چاریہ کا استعمال صرف بھاٹون پر منحصر رہگیا ہے مگر لازم یہ ہے کہ ہر ایک راجپوت کو معلوم ہو مگر اس جہل کے زمانہ مین تو یہ کیفیت ہوگئی ہے کہ اگر کسی رئیس سے گوترا چاریہ پوچھا جاے تو اپنے بھاٹ کو نشان دیگا کہ یہ جانتا ہے قرب و بعد خاندان کے دریافت کا یہی ذریعہ ہوتا ہے اور رسمیات رشتہ داری مین اسی کی پابندی ہوتی ہے اور جہان کہین تفرقۂ زمانہ سے اختلاف واقع ہوجاتا ہے اسی کے ذریعہ سے اُسکا دفعیہ ہوتا ہے اکثر کُل ساکھا یعنی شاخون پر منقسم ہوتے ہین بعض کُلون مین ساکھا نہین ہین وہ اکیکا کہلاتے ہین چنانچہ ایک ثلث کُل اکیکا ہین۔ چند اسی اقوام تجارت پیشہ راجپوتون سے نکلی ہین۔

ابتدا مین صرف دو کل تھے ایک سورج بنسی کُل اور دوسرا چندر بنسی کُل۔ اُن مین چار اگنی کُل شامل ہو کر چھ کل ہوے دیگر کُل سورج بنسی اور چندر بنسی کلونکی شاخین ہین جو ہانون کا بڑا بھاٹ چند کہتا ہے کہ ۳۶ کلون مین سے اگنی کُل سب سے بڑا ہے دیگر کُل عورتون سے پیدا ہوئے تھے مگر انکو برہمنون نے پیدا کیا ہے۔

بہت راجپوت قومین دائرۂ اسلام مین داخل ہوگئی ہین جن مین سے بہت سے راجپوتون نے ابتک ہندوانی رسم و رواج کو بالکل ترک نہین کیا۔ جہانگیر اپنے تزک مین آگرے اور اُسکے نواح کے لوگون کا ذکر کرتا ہوا لکھتا ہے کہ انمین سے کچھ لوگ ہندو اور کچھ مسلمان ہین مسلمان بھی ہندؤن کے رسم و رواج کے پابند ہین ان لوگون مین ایک عجیب بات یہ ہے کہ ہندو مسلمانون مین عام طور پر شادیان ہوجاتی ہین یہ تمام ملکانہ راجپوتون کا حال ہے۔ یہ لوگ صرف واعظان اسلام کی ابتدائی ہدایت سے اس مذہب مین داخل ہوے پھر کسی نے زیادہ توجہ انکے حالات پر نہین دی اس لیے بعض بعض انمین سے نیم مسلمان اور

نیم ہندو سے رہ گئے۔

**تنبیہ کھتری** کہتے ہین کہ ہم چھتری تھے اور اب اہین راجونکی اولاد تھے ہمارے بزرگون کی اولاد جو کنیزون سے ہوئی وہ غالب آئی ہمارے بزرگون کو ریاست سے خارج کیا اُنھون نے جب دیکھا کہ قابو کچھ نہین رہا تو تجارت کرنے لگے اور چھتری کھتری کہلانے لگے تاریخ مالوہ مین اسیطرح لکھا ہے آئین اکبری مین لکھا ہو کہ چھتری آجکل کھتری کے نام سے مشہور ہین۔

## سورج بنسی اور چندر بنسی کی اصلیت

انکی اصلیت کے باب مین ایک تو قول اوپر مذکور ہو چکا کہ ایک قدیم تاتاری سردار مغل یعنی منگل نامی کی اولاد مین سے ہین جسکے بیٹے کیُن کی اولاد سورج بنسی ہین اور آیو کی اولاد چندر بنسی۔ دوسرے بیانات سے پایا جاتا ہے کہ سورج اول بانی سلطنت مصر سے ۲۳۰ بادشاہ تخت سلطنت مصر پر بیٹھنے کے بعد **مینو یا مینس کے بیٹے اکشواک** نے سب سے اول بجانب مشرق سفر کیا اور ہندوستان مین وارد ہوکر اجودھیا کو آباد کیا اور وہان اپنا راج قائم کیا اُسکے بزرگ کا نام سورج تھا اسلیے اُسکی نسل سورج بنسی کہلائی۔

اکشواک کے بعد بُدھ جسکو مرکری بھی کہتے ہین اور وہ کسی شخص آنڈو یعنی چاند نامی کی اولاد مین تھا ساکا دیپ یعنی وسط ایشیا سے ہند مین آیا اور اکشواک کی بیٹی ایلا سے جو اُسکے اولاد ہوئی وہ چندر بنسی کہلائی۔

ہندو خود بیان کرتے ہین کہ ہم مغرب یعنی کوہ قاف سے آئے ہین اور دریاے جیحون اضلاع وسط ایشیا سے نکلے ہین اور سورج بنسی اور چندر بنسی دعوے کرتے ہین کہ اسی سرزمین مین کوہ مقدس سومیرو واقع ہے اور اسی پہاڑ سے وہ بجانب مشرق نقل مکان کرکے ہندوستان مین آئے تھے۔ اگنی پُران سے واضح ہوتا ہے کہ خاندان سورج بنسی جسکا سردار اکشواک تھا وسط ایشیا سے اول اول ہند مین داخل ہوکر وہان مسکون ہوا لیکن بناچاری بُدھ یعنی مرکری کو اُسکا ہمعصر قرار دیتے ہین بدین وجہ کہ یہ لکھا ہوا ہے کہ وہ اضلاع دور و دراز سے آیا اور اُسنے ایلا دختر اکشواک کو زوجیت مین لیا اور اہل تحقیق نے حساب سے معلوم کیا ہے کہ خاندان سورج بنسی و چندر بنسی نے ۲۲۵۶ سال پیشتر حضرت عیسےٰ کے یا ڈیڑھ سو سال بعد طوفان نوح کے ہندوستان مین حکومت شروع کی۔

جس وجہ سے ہمکو راجپوتون کے واقعات کی تاریخ قائم کرنے کی توقع کرنی چاہئے تھی وہ اُن فہرستون سے ممکن تھی جو پرانون مین راجاؤنکے دو ہمسر خاندانون یعنی سورج بنسی اور چندر بنسی کی لکھی ہین جنھون نے گنگا جمنا کے دوآبے اور اجودھیا کی سلطنتو کی بنا قائم کی اُن مین سے کسی نہ کسی سے قدیم ہندوستان کے تمام راجاؤنکے خاندان برآمد ہوئے ہین۔ سرجونس کے حساب کے مطابق ہم تین ہزار پانسو برس قبل مسیح علیہ السلام تک زمانے کا حال معلوم کرسکتے تھے لیکن خود ان فہرستونکے بیان مین ایسا تناقض ہے کہ اُسکے سبب سے کسی پر اعتبار نہین ہوسکتا۔

# راجپوتون کی نسلین

ہندوون کے عہد جدید کے بعد راجپوتون کا زمانہ آیا جسکا مطلب یہ ہی کہ اسوقت مین راجپوت راجہ سارے ہندوستان پر حکمران تھے اور اس وقت نئے ہندو دھرم نے سب ہندوؤن کے دلونمین اچھی طرحسے گھر کر لیا۔ راجپوتون کی بڑی نسلین یہ ہین (۱) سورج بنسی (۲) چندربنسی (۳) پرمار (۴) پرہار (۵) سونکلی (۶) چوہان۔

پچھلے چارون خاندان آگ کی پیدائش سمجھے جاتے ہین اسلیئے اگنی کُل یعنی آتشی نسل کہلاتے ہین راجپوت عمدہ انسانی پیدائش سے عار کرکے اسقدر اڑنے لگے کہ خود کو آسمانی اولاد قرار دئے جائے بغیر اُنھون نے صبر نہ کیا اور جن کا سلسلہ کہین ناتمام رہا اُنھون نے آگ پانی اور شیطان و سانپ وغیرہ کی نسل مین ہونے کو اپنا فخر سمجھا اس کا سبب یہ ہی کہ جب اُنکو جابجا پریشان پھرنے اور سابقہ حالات معلوم نہ رہنے سے جہالت نے گھیرا تو نئی جگہ صاحب اختیار ہونے پر اُنکے خوشامدی ثناخوان لوگون نے جسطرح کا جوڑ توڑ بتا دیا اسی کو اُنھون نے قدیم ہونے کے خیال سے خوشی کے ساتھ مان لیا اور زبروز زمانے کے نیک دبہ کی پہچان بڑھنے سے اصلیت خاندانی کو نسل انسان مین ہی بہتر جاننے لگے۔

مینو کا قول ہی کہ خاندانہاے ذیل چھتریون کے بوجہ ترک رسوم مذہبی اور نہ ملنے برہمنون کے رفتہ رفتہ چوتھے برن یعنی شودر سے بھی بدتر ہوگئے یعنی پانڈرک۔ ڈرس۔ ڈراور۔ کمبوج۔ یون۔ ساک۔ پاردس۔ پہلا وا۔ سیلینا۔ سرات۔ دراو۔ کھاسا۔

اب ہم راجپوتونکے خاندان کی تفصیل پیش کرتے ہین۔

## سورج بنسی خاندانون کی تفصیل ذیل مین دیکھو

### (۱) گہلوت

آئین اکبری مین یہ لفظ کاف فارسی کے کسرے اور ہاے کے سکون اور لام کے فتحہ اور واؤ کے سکون اور تاے فوقانی کے فتحہ سے آیا ہے دوسری جگہ ہا کو کسرہ اور لام کو ضمہ نظر سے گذرا ہے۔

حسب اقوال عوام الناس وینز بموجب گوترنسل کے راجپوت اس نسل کے خاندان سورج بنسی رام کی خاص اولاد مین سمجھے جاتے ہین رام سے لیکر سمترتک جسکا پرانون کے اخیر کرسی نامے مین ذکر ہے پشتین ملائی گئی ہین رام سے پچپن اور بقول سے ساٹھ پیڑھی کے بعد راجہ سمتر کے مرجانے پر اس گھرانے کا دخل شمالی ہندوستان سے اُٹھ گیا۔ اس راجہ تک سورج بنسی اپنے نسب نامے پہونچاتے ہین مہابھارت مین بھی اس سومتر کو راجہ رام چندر کے بیٹے کُش کی نسل مین لکھا ہی۔ شہر اجودھیا جو ملک اودھ مین واقع ہے ایک نامعلوم مدت دراز سے مہاراجہ بکرماجیت کے عہد تک سورج بنسیون کا پایہ تخت تھا مگر بسبب غلبہ فتوحات ملک مہاراجہ موصوف کے اس خاندان کی

سلطنت جاتی رہی اور اسکی شاخین تتر بتر ہوکر دوسرے ملکون مین چلی گئین - اُن مین سے ایک گجرات مین آئی
پس راجہ کنک سین کے وقت سے جسنے سنہ عیسوی سے دوسری صدی مین اپنی قدیم سلطنت کو شلاعرف اجودھیا
واقع ملک اودھ کو چھوڑکر سوراشٹر مین جو قدیمی نام علاقہ کاٹھیاواڑ کا ہے سورج بنس کا راج قایم کیا جو انقلاب نقل
ممالک ہوے لکھے جاتے ہین اُس نے موقعہ براٹ پر کہ پانڈو ونکے بن باس کا مشہور مقام ہے اپنی ریاست قایم کی اسکی
اولاد مین سے ونجے نے چند پشت کے بعد بجے پورہ آباد کیا اور اُس کا خاندان بلبھی راج کا فرمان روا ہوا اور بکرماجیتی
سمبت ۳۷۵ کے مطابق بلبھی سمبت جاری ہوا خاندان سوراشٹر کی تین چار سو برس تک بلبھی مین حکومت رہی گجنی
جسکو گنا ل بھی کہتے ہین اُن کا دوسرا دارالریاستہ ہوا جہان کے اخیر راجہ سلادت پر ایران کی طرف سے فوج کشی
ہوئی جسکا حال تاریخ مالوہ مین منشی کریم علی نے لکھا ہے کہ یہ فوج کشی ایران کے بادشاہ نوشیروان کیطرف سے ہوئی تھی
کہ اُسکا بیٹا جہاز دینر فوج لیکر آیا سورت مین راجہ سلادت سے لڑائی ہوئی ایرانیون نے فتح پائی فتح کے بعد
ایرانیون نے قتل عام کیا جسے پایا اُسے مار ڈالا یہانتک بے رحمی کی کہ ایک برس کے بچے سے سو برس کے بوڑھے تک
کی جان نہ بچی سلادت کی رانی اس خاندان مین سے زندہ رہی جو قید ہوکر شاہزادے کے پاس لائی گئی شاہزادے
نے اسکو حسین پاکر اپنی حرم سرا مین داخل کیا ہم بستری کے بعد شاہزادے سے یہ رانی حاملہ ہو گئی جب شاہزادہ
ایران کو واپس ہونے لگا رانی کا دل اپنا ملک چھوڑنے کو نہ چاہا اپنے زاد و بوم کی محبت نے اُسے ایران جانے سے
روکا اور پردیس کے سفر کا نام سنکر گھبرائی اپنے وطن مین رہنے کی فکر کی کسی تدبیر سے نکل بھاگی پہاڑ کے غار مین
جا چھپی اُس غار مین فرزند نوشیروان کے نطفے سے بیٹا جنی اور یہ وہی لڑکا ہے جو کیشوادت کہلاتا ہے پس مآثرالامرا
وغیرہ مین جو لکھا ہے کہ جب ایران کا آخری بادشاہ یزدگرد عربون سے شکست کھا کر مارا گیا اور اُسکی سلطنت برباد ہو گئی
تو اُسکی ایک دختر بھاگ کر ہندوستان مین آئی اور بلبھی بنس مین مل گئی یہ حکایت اُس اگلی روایت سے بگڑکر بنی ہوئی
معلوم ہوتی ہے - بہرصورت کیشوادت اور اُسکے جانشینون نے دو سو برس کے قریب ایڈر مین راج کیا اُسوقت
سروہی کا علاقہ بھی اُنکے قبضے مین رہا - بعد اسکے ایک اور حملہ دشمنون کا اثر ہوا اور وہان سے بھی نکالے گئے
انہین سے آشادت نے جو کیشوادت کی چوتھی پشت مین تھا مقام اہاڑ یا آڑ واقع میواڑ اور بقولے مقام انند پورہ
اہار واقع میواڑ مین قیام کیا جہان سے یہ لوگ اہاریہ کہلاے یہ لفظ راے ثقیل سے اہاڑیہ بھی نظر سے گذرا
ہے - پھر اُس کی چوتھی پشت مین باپا نے شروع آٹھوین صدی عیسوی مین چتوڑ لیا جسکے بڑے بیٹے گہل کے
نام سے یہ نسل گہلوت کہلائی - باپا راول کی اولاد مین سے شروع چودھوین صدی عیسوی مین بڑے
بھائی ماہپ نے چتوڑ کی گدی سے محروم ہوکر بزور ریاست میواڑ کے جنوبی علاقے مین پرمار نسل کے موروثی رئیس
سے ڈونگرپور حاصل کیا اور ابتک بلقب اہاریہ اُس پر قابض ہین جسکی چھوٹی شاخ مین سے شروع سولھوین صدی
عیسوی مین پرتھی راج کے چھوٹے بھائی جگمال نامی کو بانسواڑے کی علٰحدہ ریاست ملی

## (۲) سیسودیہ نسل

راہپ کے چھوٹے بھائی راہپ نے بہادری سے اپنے بزرگونکی راجدھانی چتوڑ کو دوبارہ حاصل کیا اور منڈور واقع مارواڑ کے رانا موکل پرہار کو جو اسکے خاندان کا دشمن تھا گرفتار کرکے اسکا رانا خطاب اپنے نام پر داخل کیا۔ راہپ نے ایک سیسودا گانون بسا کر اسمین رہنا اختیار کیا تھا جہان کہ اسکو ایک سسی یعنی خرگوش شگون کے طور شکار ہوا تھا اور ایک بیان ایسا بھی ہے کہ پیشتر راجپوت لوگ شراب سے برابر پرہیز رکھتے تھے اتفاقاً ایک سخت بیماری مین کسی طبیب نے رانا راہپ کو دوا کے شامل شراب پلادی جسکا حال دریافت ہونے پر وہ رنج کے مارے گرم سیسہ نگل کر مرگیا اسکے بعد چتوڑ کی گدی پر بیٹھنے والون کا خطاب راول کے عوض رانا ہوا اور ان کی عام قوم سیسودیہ کہلائی اور سیسودیہ خاندان گہلوت اور اہاڑیہ دونون پر فائق ہوا۔ اگرچہ اب ساری نسل سیسودیہ کہلاتی ہے مگر گلون یعنی نسلون مین گہلوت ہی شمار کیا جاتا ہے۔ خاص سیسودیہ نسل مین اودیپور اور پرتاپ گڑھ کے رئیس اور اہاڑیہ شاخ مین ڈونگرپور اور بانسواڑے والے ہین۔

غرضکہ میواڑ والے مہاراجہ رامچندر کے دوسرے بیٹے کش کی نسل سے ہین اور سومتر تک اپنا نسب نامہ پہونچاتے ہین۔ اور جنھون نے رامچندر کے بڑے بیٹے لو کی اولاد مانکر لوا ہے لکھا ہے یہ درست نہین کش کے سوا لو کی اولاد بھاگوت وغیرہ مین کہین نہین پائی جاتی اور کش کا کوئی بیٹا لو کے متبنٰی مانا جاوے تو اسکے لئے کوئی ثبوت نہین ملتا۔

گہلوت کل چوبیس شاخون پر منقسم ہین۔ منجملہ اسکے چند موجود ہین جنکی تفصیل یہ ہے۔

| | | | |
|---|---|---|---|
| (۱) اہاڑیہ ـــ | ڈونگرپور مین۔ | (۱۳) سورہ ـ | ایضاً |
| (۲) منگلیہ | جنگل مین۔ | (۱۴) اوہر ـ | ایضاً |
| (۳) سیسودیہ ـ | میواڑ مین۔ | (۱۵) اسیوہ ـ | ایضاً |
| (۴) پی پاڑہ ـ | مارواڑ مین | (۱۶) بنروپ ـ | ایضاً |
| (۵) کلوم ـ | تھوڑے ہین اور زیادہ غیر معلوم ہین | (۱۷) ندوریہ ـ | عنقریب معدوم ہے۔ |
| (۶) گہوڑ ـــ | ایضاً | (۱۸) ندھوتہ ـ | ایضاً |
| (۷) دُھورنیہ ـ | ایضاً | (۱۹) اوج کرہ ـ | ایضاً |
| (۸) گودھا ـ | ایضاً | (۲۰) گت چارا ـ | ایضاً |
| (۹) مگراسا ـ | ایضاً | (۲۱) دُساد ـ | ایضاً |
| (۱۰) بھیلا ـ | ایضاً | (۲۲) ببٹورا ـ | ایضاً |
| (۱۱) کم کوتک ـ | ایضاً | (۲۳) باہا ـ | ایضاً |
| (۱۲) کوٹیچہ ـ | ایضاً | (۲۴) پوروت ـ | ایضاً |

## (۳) کچھواہہ

یہ نسل رام کے دوسرے پسر کش کی اولاد ہے اسی وجہ سے کشواہہ کہلاتی ہے جس کو کچھواہہ بھی کہتے ہین۔ اودھ سے دو خاندانون نے نقل وطن کیا تھا ایک نے سون ندی پر روہتاس آباد کیا دوسرے نے کوُاری ندی کے نالو نیر بمقام لاہر سکونت اختیار کی کچھ عرصے کے بعد انھون نے مشہور راجہ نل کا مسکن قلعہ نرور تعمیر کیا کہ انکی اولاد قلعہ مذکور پر کل زمانہ انقلاب تاتاری و مغلیہ مین قابض رہی اخیر مین مرہٹون نے انکو خارج کیا اب نرور کا قلعہ مہاراجہ سیندھیا کے قبضے مین ہے۔ دسوین صدی مین اس خاندان کی ایک شاخ نے وہان سے علیحدہ ہوکر اور راجور کے قدیم باشندگان قوم مینہ وبڑ گوجر راجپوتون کو بے دخل کرکے آمیر کی ریاست قائم کی۔ بارھوین صدی مین کچھواہہ راجپوت دہلی کے چوہان بادشاہ کے امراے عظام مین سے تھے مگر اصلی عظمت انکی مثل دیگر راجگان راجپوتانہ اُس وقت سے شروع ہوئی ہے جب سے خاندان تیموریہ دہلی پر تخت نشین ہوا۔

## (۴) راٹھوڑ

اس مشہور قوم کی ابتدا مشتبہ ہے کرنل ٹاڈ کہتا ہے کہ راٹھوڑون کا کرسی نامہ رام چندرجی کے دوسرے بیٹے کش سے انھین منسلک کرتا ہے اسلیئے وہ سورج بنسی ہوے لیکن اس قوم کے بھاٹ یہ شرف انھین نہین دیتے۔ اور اولاد کش ہونے کے باوجود وہ سورج بنسی نسل کے ایک شخص کش یپ کی اولاد سے اور ایک دیتیہ عورت کے بطن سے سمجھے جاتے ہین ہرنسے (دیوتا) بھی کش یپ کی اولاد ہین اس سبب سے شیطانی نسل ہونے کا بدنما داغ لگایا جاتا ہے۔ یہ امر حیرت انگیز ہے کہ وہ کش نبھ اولاد جیچند اکے گھرانے کے جانشین ہوے جو چندر بنسی ہین اور قنوج کے بانی ہین۔ علاوہ انکے بعضے شجرہ دان تو راٹھوڑون کو کیوسیکا نسل سے بتاتے ہین۔ راٹھوڑون کے کارنامون کا مرکز گادھی پور یعنی قنوج ہے جہان وہ پانچوین صدی عیسوی مین سربرآرا تھے اور اگرچہ اس زمانے سے قبل وہ اپنا سلسلۂ نسب راجگان اودھ سے منسلک کرتے ہین لیکن انکے قول کے سوا اسکا کوئی ثبوت نہین۔

ایک اور مقام پر کرنل ٹاڈ کہتا ہے کہ راجگان مارواڑ اپنا سلسلۂ نسب کش فرزند رام چندر سے منسلک کرنے کے مدعی ہین لیکن ایسا معلوم ہوتا ہے کہ انکے شجرہ نویسون نے غلطی کی ہے اور قنوج اور کوسمبی (بوا وغیر ملفوظ) کے کیوسیکا خاندان کو اولاد کش تصور کر لیا ہے۔ حالانکہ سورج بنسی خاندانون کے شجرہ نویس اپنے شجرون مین انکو سورج بنسی نسل مین داخل نہین کرتے۔

کرنل ٹاڈ کی متذکرہ بالا تحریرون سے ظاہر ہے کہ راٹھوڑون کے حسب ونسب کے متعلق تین مختلف اقوال ہین انکی تشریح مع تبصرہ درج ذیل ہے۔

(۱) جودھپور کے راٹھوڑ راجگان اپنے آپکو سورج بنسی بتاتے ہین اور اپنا شجرۂ نسب کش فرزند رامچندرجی سے ملاتے ہین لیکن ٹاڈ کہتا ہے کہ انکے بھاٹ مذکورۂ بالا عزت انکی طرف منسوب نہین کرتے اور کہتے ہین کہ اگرچہ

وہ سورج بنسی ہیں اور اولاد کش ہیں لیکن اُنکے مورث کش بیپ نے ایک دَیت عورت سے شادی کی جسکے بطن سے راٹھوڑ نسل ہے۔ دَیت کے معنی شیطان اور دیوا ور راکشس کے ہین اسی لیے ہرن سے کش بیپ کی اولاد کو شیطانی نسل کہا جاتا ہے۔ ہمارا خیال یہ ہے کہ کش بیپ کی یہ دَیت بیوی ہندوستان کے قدیم سیاہ فام باشندگان دراوڈ مین سے تھی جن پر راکشس اور دیگر نفرت انگیز الفاظ کا استعمال راماین اور ہندؤنکی دوسری قدیم کتب مین ہوا ہے۔ اگرچہ دَیت کا اطلاق برہمنون کے شاسترون مین بدھ مذہب والونپر بھی ہوا ہے اور اس سے بدمذہب اور دہریہ اور کافر مراد ہوتا ہے لیکن میری یہان یہ راے نہین کیونکہ اول تو کش بیپ گوتم بدھ سے قبل تھا دوسرے یہ کہ بہت سے خاندان جنھون نے بدھ مت اختیار کرلیا شرافت سے خالی نہین سمجھے جاتے تیسرے یہ کہ جب اس قسم کے نفرت انگیز الفاظ کا استعمال ڈراوڈ پر ہوتا ہے تو ہم کیون زبردستی دیت کے معنے یہان بودھ کے لین اور یہ پہلے بتا آے ہین کہ کشیپ نام ایک برہمن تھا جسکی دِتی نام عورت کے بطن سے ایک لڑکا پیدا ہوا جسکا نام ہرن سے کش بیپ ہے اسکی اولاد دَیت ہوئی اس تحقیقات سے معلوم ہوا کہ یہ کش بیپ وہ کش بیپ نہین جو ہرن سے کشیپ کا باپ ہے اور دیت قوم اُس سے نکلی ہے بلکہ سورج بنسی نسل کا کوئی اور شخص ہے جس نے کسی بدقوم عورت کو خانہ آباد کرلیا تھا کیونکہ ہرن سے کشیپ مورث قوم دیت کا باپ کش بیپ مریچ پسر برہما جی کا بیٹا ہے اور برہمن مانا جاتا ہے سورج بنسی راجپوت نہین خصوصاً کش پسر رامچندر جی تو بہت پچھلے زمانے مین ہوا ہے اور کش بیپ تیسرہ برہما جی تمام ذی روحون کا باوا آدم تھا اگر یہ بیان صحیح ہے تو راٹھوڑ سورج بنسی ہین اور صرف مان کیطرف سے اُن مین نقص ہے۔

(۲) دوسرا قول یہ ہے کہ راٹھوڑ کش نب بانی قنوج کے جانشین ہین۔ کش نب کے باپ کا نام کش تھا لیکن رامچندر جی کا بیٹا نہین بلکہ آل اجمیڑھ بیاے معروف ہے یہی جو نسل بدھ سے ہے۔ اس بدھ کو گوتم بدھ بانی مذہب بودھ سے مخلوط نہ کرنا چاہیے کیونکہ یہ بدھ مشہور بانی مذہب گوتم بدھ سے صدیون قبل ساکادیپ یا سیتھیا جس کا مشہور نام وسط ایشیا ہے آکر ہندوستان مین مقیم ہوا ہندو اسے دیوتا مانتے ہین اور یہ چندر بنسی نسل کا مورث اعلیٰ ہے۔ اس قول کے بموجب راٹھوڑ چندر بنسی ہین۔ اس کا ثبوت یہ ہے کہ درمیانی گیارھوین صدی عیسوی مین نہ کہ پانچوین صدی مین، راٹھوڑ قنوج مین خاندان کش نب کی سلطنت کے وارث تھے اور جو وہ اپنا سلسلہ سورج بنسی راجگان اجودھیا سے لاتے ہین اسکا کوئی ثبوت سواے اُنکے اپنے قول کے نہین۔

(۳) تیسرا قول یہ ہے کہ راٹھوڑ۔ اجمیڑھ کی نسل سے تو ہین لیکن کش نب کی اولاد نہین بلکہ اجمیڑھ کی بیوی کیسونی کے بطن سے ہین کیسونی کی اولاد کیوسیکا کہلاتی ہے جسکو بعض کتابون مین کُسِک لکھا ہے اور فرہنگ مہابھارت مین کشک بیان کیا ہے۔ اس قول کے بموجب بھی راٹھوڑ چندر بنسی ہین

ان تینون اقوال پر غور کرنے سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ راٹھوڑ اغلباً چندر بنسی ہین کیونکہ۔

(الف) اُنکے سورج بنسی ہونے کا ثبوت سواے اُنکے کرسی نامے کے کوئی اور نہین۔

(ب) تواریخی واقعات انکو چندربنسی گھرانون کا جانشین مانتے ہین۔
(ج) سورج بنسی شجرہ نویس انکو سورج بنسی نسل سے علیحدہ بتاتے ہین۔
**تنبیہ** حق تحقیق یہ ہے کہ خاندان مارواڑ کا اپنے تئین سورج بنسی کُش کی اولاد مین سے بیان کرنا بسبب غلطی کرسی نامہ نویسون کے ہے کہ اُنھون نے سورج بنسی کُش اور چندربنسی کُش یا کیوسیکا خاندانون کو باہم مخلوط کر دیا ہے۔
راٹھوڑ خاندان کے ایک مورث اعلے سے جو کہ ایک راجہ نوِل نام قوم اشوایا الیسی سے تھا ہمکو ثبوت اصلیت اس خاندان راجپوت کا ستھیا قوم سے ہونے کا ملتا ہے۔
درمیانی گیارھوین صدی عیسوی سے انکی تاریخ تاریکی سے نکل کر صاف ہوگئی کیونکہ ۱۰۵۰ع سے انکی حکومت قنوج مین شروع ہوئی تھی جیساکہ راجہ جے چندر راٹھوڑ کے ایک کتبے سے پایا جاتا ہے۔
ہندوستان کے فتح تاتاریون کے زمانے کے قریب راٹھوڑون نے دہلی کے تنور و چوہان راجگان اور انہل واڑے کے پارنکا نسل کے ساتھ راجگان ہند پر حکمرانی کرنے کے واسطے زور آزمائی کی ہے اس حکومت کے نزاع نے اُن سب کو برباد کردیا اور اندرونی شورش سے ضعیف ہوکر دہلی کے چوہان فرمانروا نے سلطان شہاب الدین سے شکست کھائی اور اسکے مرتے ہی شمال مغرب کی حد لوٹ گئی۔ دہلی کے بعد قنوج کی نوبت آئی راٹھوڑون نے قنوج کو ایک اور ہندو خاندان سے چھینا تھا اور اگلے زمانے مین یہ سلطنت پنچالا کہلاتی تھی اُن سے ۱۱۹۳ع مین مسلمانون نے لیا جب اُسکا آخری رئیس جے چندر راٹھوڑ شہاب الدین سے شکست پاکر بھاگتا ہوا دریاے گنگا مین غرق ہوا تو اسکا پوتا مارواڑ مین پناہ پذیر ہوا۔ اس لڑکے کا نام شیوجی تھا اسکی اولاد نے مندور کے پہاڑونکی جگہ مارواڑ مین راٹھوڑونکا خاندان قائم کیا۔ راٹھوڑون کی ۲۴ ساکھا ہین۔
(۱) دھاندل (۲) بھدیل (۳) چکیت (۴) ہدُو (۵) ہُوریہ (۶) گھوکرہ (۷) بڈرہ (۸) جچی را (۹) رام دیر (۱۰) کبتریا (۱۱) ہتھوندیا (۱۲) ملاوت (۱۳) سُوندُو (۱۴) کٹیچا (۱۵) ٹہوُلی (۱۶) گوگادیو (۱۷) مہنچا (۱۸) بیچ (۱۹) سُنگار (۲۰) مُراسیہ (۲۱) جو بسُنہ (۲۲) جورا۔ چار دیگر غیر معلوم ہین۔
**نوٹ** ایک قصہ یہ مشہور ہے کہ لفظ راٹھوڑ اصل مین راشٹر تھا جس کے معنے سنسکرت مین پیٹھ کی ہڈی کے ہین اس کا قصہ اس طرح پر ہے کہ ان لوگون کے بزرگون مین سے کوئی شخص اولاد کی امید پر کسی کامل شخص کے پاس گیا جس نے اسکو ایک ایسا پانی عنایت کیا جسکو پینے سے اولاد دیدہ ہو راجپوت نے وہ پانی پی لیا لیکن جنگل مین وہ اپنی بیوی سے دور تھا اس لیے خود اُسکے پیٹ مین حمل رہ گیا معمولی میعاد گذرنے پر اسکی پیٹھ کی ہڈی یعنی راشٹر چیر کر بچہ نکالا گیا جسکی نسل راٹھوڑ مشہور ہوئی۔

## چندربنسی خاندانون کی تفصیل

### یادو

ہندوستان کی کل اقوام مین یادو جسکو جادو بھی کہتے ہین بہت مشہور تھے بُودھ یعنی مرکری کی اولاد کتری یعنی

چندر بنسی نسل سے تھا اس لقب سے مشہور ہوئی ہے۔
سری کرشن کی آٹھ رانیان تھین۔ ساتوین رانی کا نام جامبوتی تھا اور اُس کے بڑے بیٹے کا نام سامبا تھا اُسنے قبضہ اُس ملک پر حاصل کیا جو دریاے سندھ یعنی اٹک کے دونون جانب واقع ہے اس سے خاندان سندھ ساما پیدا ہوا۔ ساما سے جاریجے جا نسل چلی جسے جاریجہ بھی لکھتے ہین اور سب سے بڑی رانی کا نام رکمنی تھا جس کے پسر کلان پردمن (یا پردیومن) کے دو فرزند تھے آنرُ راد اور بجرا۔ اس بجرا سے قوم بھاٹی پیدا ہوئی بجرا کے دو فرزند تھے ایک ناب اور دوسرا کھیر (بیاے معروف) حضرت عیسے سے گیارہ سو برس پیشتر چھپن اقوام جادو مین بمقام کروچھیترا اور بعد ازان دوارکا مین جنگہاے عظیم وقوع مین آئین اور یہ بہت کمزور ہوگئے اور پردیومن مارا گیا بجرا متھرا سے اپنے والد کی ملاقات کو جاتا تھا اور اثناے راہ مین تھا اور صرف بیس کوس متھرا سے گیا تھا کہ یہ خبر اسکو پہونچی کہ کُنبے کے رشتہ دار سب برباد ہوگئے یہ سنکر وہ اُسی مقام پر مر گیا اور نابھ کو راج گدی ملی وہ واپس متھرا کو آیا مگر پھر دوارکا کو روانہ ہوا۔ ۳۶ اقوام راجپوت نے جن کو ابتک قوم جادو نے مغلوب کر رکھا تھا ارادہ معاوضہ ستانی کا کیا۔ نابھ مجبور ہوکر دوارکا سے فرار ہوا اور مارواڑ مین پناہ لی۔ نابھ کا ایک فرزند پرتھی باہو تھا اور کھر کے دو فرزند تھے ایک جھاریجا دوسرا جدبھان۔ اس جدبھان نے دوآبہ پنجاب مین حکومت قائم کی اور کامیابی کے ساتھ بہیڑہ مقام کی ریاست پائی اور اُسکی اولاد بہت ہوئی اور اُنکے رہنے کے مقام کا نام جادو کا ڈانگ (یا بقول بعض جادو کا ڈانگ) مشہور ہوا۔ پرتھی باہو پسر ناب والی مارواڑ نے نشانہاے سری کرشن مع چتر راجگی ورثے مین پاے اُس کے فرزند باہو بل کا بیاہ مسماۃ کملاوتی دختر بیجے سنگھ راجہ مالوہ کے ساتھ ہوا۔ بیجے سنگھ نے ایک ہزار خراسانی گھوڑے اور سو ہاتھی اور مروارید اور جواہرات اور زیورطلائی بیشمار دیا اور پانسو خادم مع رتھ اور پلنگ طلائی بھی دیے یہ کملاوتی جو قوم کی پنوار تھی اصل رانی ہوئی اس سے ایک فرزند پیدا ہوا جسکا نام باہو تھا یہ شخص گھوڑے سے گر کر مر گیا اِس سے ایک فرزند تھا جسکا نام سُوباہو تھا اسکی رانی نے جو دختر مندراج چوہان اجمیر والے کی تھی زہر دیا۔ اُس کا ایک فرزند تھا جسکا نام ریجھ (بیاے معروف) ہے۔ اس ریجھ نے بارہ سال راج کیا اس کی شادی سوبھاگ سندری دختر بیر سنگھ راجہ مالوہ کے ساتھ ہوئی تھی اس سے ایک لڑکا پیدا ہوا جسکا نام گج رکھا گیا جب یہ جوان ہوا تو جدبھان راجہ پورب دیس نے ناریل یعنی پیغام شادی اُسکے واسطے بھیجا جو منظور ہوا اس عرصے مین خبر آئی کہ ایک قوم چار لاکھ سوار کی جمعیت سے بسرکردگی فرید شاہ والی خراسان کے چلی آتی ہے جن کو مورخین محققین سیتھین نسل قرار دیتے ہین اور اُس سے خوف زدہ ہوکر لوگ فرار ہوتے ہین راجہ ریجھ مقابلے کے واسطے تیار ہوکر روانہ ہوا اور بیچ شہر فریقین مین جنگ ہوئی دشمن پسپا ہوا اُسکا نقصان تیس ہزار آدمی کا ہوا اور ریجھ کے چار ہزار آدمی کام آے مگر دشمن نے پھر حملہ کیا اور راجہ ریجھ نے پھر اسکا مقابلہ کیا مگر اِس مقابلہ مین وہ زخمی ہوا اور جسوقت گج اپنی زوجہ ہنساوتی دختر جدبھان شرقی کو لیکر یہان پہونچا اسوقت راجہ ریجھ مر گیا اُس نے باپ کی جگہ مسندنشین ہوکر سندھ کا عبور کرکے زابلستان مین پہونچکر کوہستان کے درمیان مین قلعہ گجنی جو اب غزنی کہلاتا ہے تعمیر کرایا

جسکا وقت اس زمانے سے دو ہزار برس پیشتر قیاسی طور پر بیان کیا جاتا ہے اور خراسان کی طرف سے جو سپاہ پھر اُس پر حملہ آور ہوئی اُسے شکست دی اور اس سے اُسکی قوت اور بھی مستحکم ہوگئی پھر راجہ جج نے کشمیر پر فوج کشی کی اور وہان کے راجہ کی دختر سے شادی کی اور اس سے ایک فرزند پیدا ہوا جس کا نام شالباہن رکھا گیا جب یہ لڑکا بارہ برس کے سن کو پہونچا تو خبر آئی کہ خراسانی دوبارہ فوج کشی کرتے ہین راجہ جج نے خوف کھا کر اپنے اہل خاندان کو جمع کرکے اور بحیلہ درشن جوالہ مکھی کے مشرق کی طرف بھیجدیا اور اپنے فرزند شالباہن کو ساتھ لیا۔ بعد اسکے دشمن پانچ کوس کے فاصلہ پر غزنی سے آپہونچا جنگ عظیم ہوئی راجہ اور شاہ دونون قتل ہوئے اور طرفین کی سپاہ کثرت سے ماری گئی اور قلعہ غزنی جو راجہ کے چچا سہدیو کے زیر تحفظ تھا دشمنون نے اسپر قبضہ کرلیا۔ ٹاڈ نے لکھا ہے کہ یہ سپاہ خراسان کی طرف سے آئی تھی اور شاہ خراسان دوبارہ ہندوون سے شکست یاب ہوچکا تھا آخری مرتبہ اُسنے شاہ روم سے مدد اس غرض سے حاصل کی کہ ملک کفار مین قرآن اور طریق اسلامیہ داخل اور قائم کرے۔ لیکن اس روشن خیال زمانے مین یہ بات خیال مین نہ آئی کہ راجہ جج کے زمانے مین مذہب اسلام شروع کب ہوا تھا بلکہ بر تقدیر صدق [illegible] ان کے نئے مقبوضہ ملک مغرب سے نکالنے والی سیتھین قوم ہوسکتی ہے۔ شالباہن نے یہ خبر سنکر پنجاب مین اپنا پاؤن جمایا اور اُس ملک پر قبضہ کرکے شالباہن پور آباد کیا اور ۳۳ سال نو ماہ حکومت کرکے راہی ملک عدم ہوا۔ شالباہن کے بیٹے بلند اور پوتے بھاٹی پسر بلند نے کئی بار فتح غزنی کے لیے زور لگا کر ناکامی کے بعد پنجاب مین دن گذارے وہان سے بھی نکالے گئے تو ستلج اور گارا ندیون کو عبور کرکے ہندوستان مین آئے وہان سے لانگھاؤن کو جن مین جوہیہ اور موہتہ اڈ وغیرہ داخل تھے خارج کرکے سمبت ۱۲۱۲ مین تنوٹ اور ڈیراول در جیسلمیر آباد کیا کہ کرشن کی اولاد کے بھاٹیون کا جیسلمیر دارالحکومت ہے۔ لیکن محققین دوربین سمجھتے ہین کہ پسران کرشن کا ہندوستان سے باہر جانا اور پھر دشمنون کے زور سے اُن لوگون کی اولاد کا افغانستان چھوڑکر ہندوستان کیطرف بازگشت کرکے دریاے سندھ پر واپس آنا اور وہان سے بھی نکالے جاکر جیسلمیر کی آبادی قائم کرنا اور بھاٹی پسر بلند پسر شالباہن کا مورث اعلے قرار پانا ایک قسم کا افسانہ ہے حقیقت مین جادون یا یادو کی قوم زابلستان سے آئی ہوئی ہے سری کرشن کی اولاد نہین اور بعض محققین انہین سیتھین نسل سے مانتے ہین اور کرنل ٹاڈ کا خیال ہے کہ بھاٹی لوگ ترکستانی مغلون وغیرہ کے رشتہ دار ہین بہرصورت یہ کچھ بھی ہون بھاٹی راجپوت کہلاتے ہین۔ یہ بھاٹی بلند کا بڑا بیٹا تھا۔ بلند کے اور فرزندون مین سے بعض کی اولاد مسلمان ہوگئی ہے مثلاً گکر پسر بلند کے آٹھ بیٹے تھے جسکی اولاد گکر کہلاتی ہے اور قریب قریب سب انہین سے مسلمان ہوگئے تھے اقوام کثیر ہین اور دریا کی مغربی جانب سکونت پذیر ہین۔ بلند کے ایک بیٹے کا نام جنج تھا جسکی اولاد جنجی کے نام سے مشہور ہے۔ جب لفظ جج کو جوہیہ کے ساتھ جو ایک قوم کلان ہے شامل کیا جاے تو لفظ ججوہیہ ہے وہ قوم جسکا ذکر بابر نے کیا ہے پیدا ہوتی ہے جوہیہ قوم جسکا ذکر تواریخ بھاٹی مین ہوا ہے اب معدوم ہے صرف نام اُس کا باقی ہے۔

بھاٹیون نے گارا ندی سے جنوب مین کل ملک پر قبضہ کرلیا مگر راٹھورون کے آنے کے بعد اُنکی طاقت بہت کم ہوگئی بھاٹیون سے دوم درجے پر یادو نسل مین جاریجے ہین اُنکی کیفیت بھی وہی ہے اُسیطرح کرشن کی اولاد مین ہین [illegible]

ہری کُل کے ساتھ نقل وطن کیا مگر معلوم ہوتا ہے کہ اُن کا گروہ اتنا بڑا نہ تھا جتنا بھاٹیون کا اور وہ لب دریاے سندھ خصوص مغربی کنارے پر سے ہندوستان مین مسکن گزین ہوے اور سکندر کے وقت مین بھی اُنھون نے اپنے بزرگون کی عظمت کو ناموری اور زور آزمائی سے قائم رکھا۔ شیام لبس جسپر یونانی فوج حملہ آور ہوئی ہری کُل مین تھا اور جسکو یونانی مورخون نے مئی نگر لکھا ہے وہ شیام نگر دارالحکومت شیام تھا۔ کرشن کو ہری بھی کہتے ہین اور بسبب سیاہ رنگ کے اُن کا نہایت مشہور لقب شیام تھا اس واسطے جاریجا رشیام پتر کہلاتے ہین اور اُنکے رئیس بلقب شیام کس مشہور ہین حال کے جاریجا راجپوتون نے جو اتفاقات زمانہ سے سندھ کے مسلمانون مین مل گئے ہین کسیقدر جہل اور کسیقدر بنظر اخفاے ذات خلوص خاندان کا دعوے چھوڑ دیا ہے اُن کا رئیس کہتا ہے کہ ملک شام سے آئے ہین اور ایرانی جمشید کے خاندان مین سے ہین اس سبب سے لفظ شیام کو جام کر دیا ہے کہ اس لقب سے جاریجا کی چھوٹی ریاستین جام راج کر کے مشہور ہین۔

یادو نسل مین سے زیادہ مشہور تو یہی دو ہین مگر اور بھی ہین جو ابتک یادو کہلاتے ہین انمین سب سے بڑا قرولی کا رئیس ہے۔ یادو کا یہ خاندان (قرولی والے) برج بھومی کی حد سے کہ متھرا کے گرد تیس تیس میل تک ہے اور اُن کے بزرگ بھی وہان ہی رہتے تھے باہر نہین گیا ہے۔ سابق زمانہ مین تھے جب وہان سے نکالے گئے تو قرولی واقع مغرب اور سبل گڑھ واقع مشرق دریاے چمبل مین قائم ہوے سبل گڑھ کا ملک جسے ڈونی کہتے ہین اس خاندان سے مہاراجہ سیندھیا نے چھین لیا ہے۔ متھرا مین خاندان قرولی کی چھوٹی شاخ کی ریاست ہے۔ یادو نسل کے لوگ ہندوستان مین پھیلے ہوے ہین اور مرہٹون مین سے بھی بڑے رئیس اسی نسل سے ہین۔

یادو کی آٹھ ساکھا یعنی شاخین ہین۔

(۱) یادو۔ رئیس قرولی
(۲) بھاٹی۔ رئیس جیسلمیر
(۳) جاریجا۔ رئیس کچھ بھج
(۴) سُم بی جا۔ مسلمان سندھ
(۵) مدے چا۔ غیر معلوم۔
(۶) بُدمن۔ ایضاً
(۷) بُدا۔ ایضاً
(۸) سُوہا۔ ایضاً

بھٹنیر جو ریاست بیکانیر کا جز ہے۔ بھاٹیون کی آبادی کی وجہ سے اُسنے یہ نام پایا۔ مرو ستھل (مارواڑ) کے قدیم جغرافیے کے بموجب شمالی حصے کا نام نیر ہے اور جب بھاٹیون کی چند شاخون نے مذہب اسلام اختیار کیا تو تمیز کے واسطے اپنی قوم کے نام سے الف محذوف کر دیا کہ بھٹی ہو گیا اور بھٹ تی (مخفف بھٹی) نیر کے ملکر بھٹنیر ہو گیا جلد دوم مآثر الامرا مین حالات دولت خان مئی مین لکھا ہے مئی شعبہ ایست از طوائف بھٹی کہ در صوبہ پنجاب برسم زمینداری و قطع الطریق میگذرانند۔

## اگنی کُل یا آگ نسبی یا آگ کی پیدائش

چار خاندانون کو ہندو مورخون نے اگنی کُل یعنی آتشی نسل قرار دیا ہے۔ پرمار۔ پریہار۔ سولنکی اور چوہان

رؤساے اگنی کل کے نہایت قدیمی کتبے پالی حروف مین جہان کہین بودھ مذہب تھا ملتے ہین انکو جو تک قوم کی نسل مین بتلاتے ہین اُس کی تصدیق اس طرح سے ہوتی ہے کہ اگنی کل وہی نسلین ہین جنھون نے حضرت عیسے مسیح سے دو صدی پیشتر ہندوستان کو فتح کیا -

چندر بنسی قوم کی مہلک جنگ وجدل کے اخیر مین سورج بنسی نے تو غالباً اپنا اقتدار پھر حاصل کر لیا مگر اگنی کل کی پیدائش خاص اس غرض سے بتلاتے ہین کہ بال یا اَسُوَر کو دیت یعنی دہریون سے کہ عبارت بدھ مذہب والون سے ہے محفوظ رکھنے کے واسطے ہوئی تھی - کوہ آبو پر برہمنی مذہب رکھنے والون اور دہریون کی لڑائی ہوئی تھی پیروان مذہب بُدھ تو کوہ آبو کو اپنے اول بُدھ مسمے آدناتھ سے منسوب کرتے ہین اور برہمن اِسُوَر یا اچلیش مخصوص الموقع دیوتا سے -

ہندو شاستر کہتے ہین کہ جنگ عظیم مہابھارت کے بعد جسمین قدیم راجگان سورج بنسی و چندر بنسی وغیرہ قریب تمام کے نیست و نابود ہو گئے تھے بدھ مذہب تمام ہندوستان مین پھیل گیا اور ہندوؤن کی متبرک کتابین پامال ہونے لگین اس حالت مین وشوامتر کی کوشش سے اِندر اور برہما اور شیو اور بشنو نے آتشی نسل کو پیدا کیا جنکی اولاد پرمار - چوہان سولنکی اور پرہار ہے ان راجپوتون کو آتشی نسل یا آگ بنسی اسلئے کہتے ہین کہ انکے مورثون کی پیدائش کوہ آبو پر آگ کے کنڈ سے ہوئی تھی جنھون نے بدھ مت والون کا استیصال کر کے برہمنون کے مذہب کو غالب کیا قیاس سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ برہمنون نے بہت سے لوگون کو اپنے مذہب مین ملا کر انکو اُن شخصون سے لڑنے کے واسطے جو انکے مذہب مین نہ تھے مستعد کیا ہوگا اور آگ کے کنڈ سے جو پیدا ہونا لکھا ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ لوگ آگ کی پوجا کے ذریعے سے راجپوتون مین شامل کئے گئے ہونگے اور مذہب کی تبدیلی بھی واقع ہوئی ہوگی -

## پرمار یا پنوار

بعض کہتے ہین کہ خاندان پرمار چندر گپت سے نکلا ہے اور ایک روایت یہ ہے کہ راجہ سومترا رام چندر کی اولاد مین اودھ کا راجہ تھا اُس کا بیٹا اگنی پال تھا اگنی پال کی اولاد مین پنوار ہین پس یہ بھی سورج بنسی ہوے مگر یہ روایت ضعیف ہے یہ قوم جیسی نام سے معلوم ہوتی ہے مقدم جنگ آور تھی مگر اگنی کل مین سب سے زیادہ طاقتور تھی اور اسکی ۳۵ ساکھا ہوئی ہین اور اکثر نے اُن مین سے بڑے ملکو نپر راج کیا ہے قدیم مقولہ ہے کہ دنیا پرمار کی ہے اور نوکوٹ مارواڑ (مارواڑ) سے بھی یہی مراد ہے کہ ستلج سے سمندر تک کی زمین اس نسل کے نو راجون مین منقسم تھی انکی چودہ دارالحکومتین اس تفصیل سے تھین - مہیشور (مہیشر) دھار - مانڈو - اجین - چندر بھاگا - چیتوڑ - آبو - چندراوتی - مؤ میدنہ - پرمادتی - امرکوٹ - بکھر - لودروہ - پٹن - انمین سے بعض کو انھون نے فتح کیا تھا اور بعض کو آباد کیا تھا - اگرچہ پرمارون کا خاندان انہلواڑہ کے سولنکی راجگان کی برابر دولتمند اور چوہانون کی برابر باتحمل کبھی نہین ہوا مگر انکی سلطنت دونون سے وسیع تر تھی اور زیادہ تر استقلال پا گئی تھی اور پرہارون سے کہ اگنی کل مین سب سے ادنیٰ اور کمتر تھا بہر صورت فائق تھی کہ عرصے تک انکو اپنے تحت مین خراج گذار رکھا ہے ہمیشہ کہ راجگان ہماکی قدیم تخت گاہ تھی

پرمارون کی اول دارالریاست ہوئی بعد ازان اُنھون نے بندھیاچل کے اوپر دھارانگر اور مانڈو آباد کیا اور
اُجین کو کہ بکرم راجہ کا دارالحکومت اور ہندوستان کا اول مناظرہ گاہ تھا انھین کا آباد کیا ہوا بتلاتے ہین ان راجوت
کے عہد کی تاریخ شاید ساتوین صدی عیسوی سے بھی پیشتر کی ثابت ہو۔ راجہ بھوج کا زمانہ تو تحقیق ہو گیا ہے یعنی
ایک کتبہ سمبت ۷۷۰ کا ملا ہے اُس سے چتوڑ پر پرمارون کے اخیر راجہ کے مرنے اور گہلوتون کے جانشین ہونیکی
تاریخ پائی جاتی ہے۔ پرمارون کا ملک نربدا کے پار تک تھا اور ہندوستان کے درمیانی ملک اور مغربی ملک
اُنکے زیر حکومت رہے سندھ دریا اُنکی قلمرو کی حد تھا اُنکی فوج دکن تک گئی تھی نربدا کے قریب حمدہ
سلطنت قائم ہوئی تھی۔
سمبت ۷۷۰ کے کتبۂ مذکورالصدر کے زمانے مین راجہ پرمار تلنگانہ مین حکمران تھا اور چند نامی چوہان بھاٹ نے
اُس کو کل ہندوستان کا راجہ اور گروہ کثیر رؤسا کا کہ اُسکے انتقال پر خود سر ہو گئے سرگروہ لکھا ہے وہی بھاٹ
لکھتا ہے کہ پرمارون نے ازخود ایسا کیا تھا۔ مگر گہلوتون نے زبردستی چتوڑ پر قبضہ کیا اس سے ثابت ہے کہ راجہ
پرمار کا جانشین ایسی سلطنت پر قابض نہو سکا۔
جب تک ہنود کا علم قائم ہے بھوج پرمار اور اسکے نورتن یعنی نو عالم شخصون کا نام ہستی کے صفحہ سے زائل
نہین ہو سکتا مگر البتہ یہ شک ہے کہ اس نام کے تین راجہ ہوئے ہین اور ہر ایک انمین سے علم کا قدردان ہوا ہے
معلوم نہین کہ وہ بھوج جو سب سے زیادہ عالم اور مشہور ہنر پرور تھا ہے کونسا تھا۔
پرمار نسل کے راجے بکرماجیت کے عہد سے بہت پہلے اُجین مین راج کرتے تھے مگر بعضے جو کہتے ہین کہ بکرماجیت
اُجین مین راج کرتا تھا اور بعضے بیان کرتے ہین کہ موری خاندان کے راجاؤن مین سے بہار کا آٹھوان راجہ
تھا اور یہ کہ اُسکا دارالحکومت پاٹلی پتر تھا جسکو اب پٹنہ کہتے ہین اور بہت سے فاضلون کی راے یہ ہے کہ
سب سے بڑے بکرم کو پندرہ سو سال گذر چکے ہین بکرماجیت تو صرف اُسکا لقب تھا اصلی نام
چندر گپت دوم تھا زبردست راجاؤن کے اُس خاندان مین وہ سب سے بڑا تھا جسے ہمارا اگلان گپت
لکھتے ہین ہم یہان اختلاف کی وجہ نہین بیان کر سکتے۔ چونکہ یہ نام آٹھ راجون سے کم کو نہین دیا جاتا اسلیے مشہور بکرماجیت کو
دریافت کرنا مشکل ہے مگر ہر ایک سے قصے افسانے سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ بکرماجیت جسکا اس قصے مین ذکر ہے ایک
دور سا ہور دیوشا لوآہن کے ہاتھ سے مارا گیا چونکہ اس نام کا راجہ جو اُجین مین راج کرتا تھا اور اُس سے سمبت
کا حساب شروع ہوتا ہے اور جسمین سے ۵۶ سال گذر جانے کے بعد حضرت عیسے عالم وجود مین آے تھے اسلیے مناسب
ہے کہ ہم اُسی راجہ کو اصلی بکرماجیت قرار دیوین۔ اور تواریخ فرشتہ مین جو حال لکھا ہے اُسکو اسی راجہ سے منسوب
کرین۔ بکرماجیت پرمار کی نسل مین سے تھا۔ لڑائی اور صلح مین وہ اپنے زمانہ کے راجاؤن سے ممتاز تھا اُسکے وقت
مین سنسکرت کی کتابون کے تصنیف کرنے کا علم کمال کو پہونچا اُسکے عہد کے بڑے فاضلون مین سے چودہ
اُسکے دربار مین جمع تھے جن مین ایک۔ کالیداس شاعر بہت ممتاز تھا۔ کہتے ہین کہ بکرماجیت آپ صرف

بے انتہا اور غیر محسوس ذات خداے تعالیٰ کی پرستش کرتا تھا جس سے یہ بات نکلتی ہے کہ وہ تکشک تکشک کے اصلی مذہب کو
مانتا تھا اور اُن دیوتاؤن اور دیبیون کی پرستش کا مؤید تھا جنکو کہ بدھ والونکے اخراج کے بعد مانتے تھے اُسنے ایک
بہت بڑی مورت مہاکال کی اپنی دار الحکومت اُجین مین کھڑی کی تھی۔ یہ مورت ترتو کی اُن بڑی مورتون
مین سے تھی جو کہ ہندوستان مین کئی جگہ پر اُسوقت مین کھڑی کی گئی تھین جب کہ ترتو کی پرستش رائج ہوئی بکرماجیت
پر بڑھاپے مین شالواہن نے جو کہ بڑا بہادر ہوا تھا حملہ کیا جسکے ہاتھ سے بکرماجیت مارا گیا شالواہن نے دکن کے اپنے
ملکسی فتح کئے کہ اُس طرف مین بکرماجیت کا سمبت سوہونے لگا اور شالواہن کا سمبت رائج ہوا۔ ابوریحان بیرونی
نے کتاب الہند کے تیرھوین مقالے مین لکھا ہے کہ فصیح نام شالی واہن ہے۔

جبکہ ولید کی فوج ہندوستان مین گھسی تخمیناً اُسیوقت سے پرمارون کا خاندان ضعیف ہونے لگا۔ موری
پرمارونکی بڑی شاخ ہے۔ پرمارونکی عظمت ظاہر کرنے کے واسطے اب اُنکی ایک بھی خود مختار ریاست نہین ہے۔ اُنکے
اقتدار کا دفتر ظاہر کرنے کو صرف مسمار مکانات موجود ہین ہندوستان کے جنگل مین دھات کا رئیس اس شاہی
نسل کا نمونہ رہ گیا ہے اور اُس راجہ کی اولاد جسنے ہمایون کو جب تخت ہندوستان سے خارج ہو کر گیا پناہ دی اور
جسکی دار الریاست امر کوٹ مین اکبر پیدا ہوا تھا معرض زوال مین آکر بلوچ حاکمونکی مطیع دوست نگر ہوئی تھی۔

پرمارون کی ۳۵ ساکھا مین سے ویہل مقدم ہے کہ اس شاخ کے رئیس چندراوتی واقع دامن کوہ اراولی
کے حکمران تھے بجونگیا کا راورانا کہ مہارانا ے اودیپور کے سولہ سردارون مین سے ہے دھات کے قدیم خاندان
سے پرمار ہے اور شاید کل نسل مین سے وہی ایک معزز قائم مقام رہا ہے۔

رؤساے اومٹ واڑہ واقع مالوہ کہ بارہ پشت سے وہان ہین پرمارون کی ایک شاخ ہین اب پرمارون
کے قبضے مین سب سے زیادہ ملک اومٹ واڑہ کا ہے۔ مگر ۱۸۱۸ء کی لڑائی کے بعد انگریزون کے قبضے مین آنے سے
خود مختار نہین رہے بہت سی شاخین اُنکی اب مسلمان ہین اور بعض دریاے سندھ کے اُس طرف ہین۔

## پرمارون کی ۳۵ ساکھا

(۱) ویہل یہ شاخ سب سے مقدم ہے اسے بہل بھی کہتے ہین۔

(۲) موری جسمین چندرگپت اور راجگان چیتوڑ جو گہلوتون سے پیشتر تھے ہوئے ہین۔ موری مدت دراز سے چیتوڑ پر
قابض و متصرف تھے۔ فرقہ گہلوت کے ہاتھ سے اس قوم کا استیصال ہوا اور گہلوتون نے اپنا قبضہ کیا۔
تحقیق یہ ہے کہ چندرگپت تک شک نسل سے تھا پرمارونکے قدیم کتبے سے کہ موری اُنھین کی بڑی شاخ
ہے اُسکا تک شک نسل سے ہونا پایا جاتا ہے اور جو کتبہ اُنکی دار الریاست چیتور سے نکلا ہے اس سے بھی یہی
امر ثابت ہوتا ہے۔

(۳) سودا (دال سے) جسکو سکندر نے شوگرہ لکھا ہے۔ رؤساے دھات و بہت بند۔

(۴) سانکلہ رؤساے پونگل و مارواڑ۔

(۵) کھیر - دارالریاست کھیرالو -
(۶) اودمرہ سودمرہ - سابقاً جنگل مین تھے اب مسلمان ہین -
(۷) ہیئے یادت - رئیس حال بجوبیان واقع میواڑ -
(۸) بکھار - دشت شمالی -
(۹) کابہ - قدیم زمانے مین سارشتو مین مشہور تھے اب سروہی مین ہین -
(۱۰) اودمنتہ - رؤسائے اودمت واڑھہ واقع مالوہ کہ بارہ پشت سے وہان ہین -
(۱۱) رتے ہار - مالوے مین چھوٹے گراسیہ سردار ہین
(۱۲) ڈھونڈا - ایضاً
(۱۳) سترتیہ - ایضاً
(۱۴) ہرآر - ایضاً

علاوہ انکے دیگر نامعلوم مثل (۱۵) جاہندا - (۱۶) ہیجے جرہ (۱۷) سگرا (۱۸) برگوتہ (۱۹) پونی (۲۰) سامبل (۲۱) بھی یار (۲۲) کل پوسر (۲۳) کل موہ (۲۴) گوہلا (۲۵) بیا (۲۶) گھورپا (۲۷) ڈھند (۲۸) دسیا (۲۹) برہرہ (۳۰) جی پرا (۳۱) چوسرا (۳۲) ڈھنتہ (۳۳) رکمو (۳۴) تیکا - وغیرہ -

## چوہان

اگنی کلومین سے زیادہ بہادر چوہان ہین (جن کا دوسرا نام چہوان ہے) بلکہ کل راجپوتون سے انکی دلیری وجوانمردی فائق ہے - اگرچہ راٹھور بہت بہادری کا دم بھرتے ہین مگر چوہان ان سے بھی سبقت لیگئے ہین - ہاڑا - کھیچی - دیوڑہ - اور سونگرہ اور دیگر چوبیس شاخون مین سے ہر ایک کی جنگ آوری کے واقعات بھاٹون کی تصانیف سے بخوبی عیان ہین - جب دیون سے لڑائی ہوئی سب ہارگئے مگر چوہانون نے شکست نہ کھائی - انہل چوہان نے جسکو اگنی پال کہتے ہین دیون کو مارا تھا برہمن خوش ہوے اسکی نسل مین پرتھی راج تھا چوہانونکے کرسی نامے مین انہل سے پرتھی راج تک ۳۹ پشتین لکھی ہین مگر یہ سلسلہ صحیح نہین معلوم ہوتا ہے کیونکہ انکی پیدائش بکرماجیت سے صدہا سال پیشتر ہوئی بتلاتے ہین پس ہم بلاخوف تردید یہ کہہ سکتے ہین کہ یہ تکشک نسل مین سے ابتدائی زمانے مین ہندوستان پر حملہ آور ہوئے تھے اور جب تک بودھ مذہب پر رہے دیت یعنی شیطان اور دیو کہلائے جب برہمنی مذہب مین آکر بودھون کو مارا تو برہمنون نے انکو فضیلت دی اور چوہان مشہور ہوے -

اگنی کلومین اول چوہانون کو وسیع ملک حاصل ہوا پرمارونکی عنقریب فرمان روائی ضرب المثل ہے مگر چوہانونکی حکومت مشکل سے دریافت ہوسکتی ہے جب پرمارونکی شان عروج پر تھی چوہانون کی طاقت زائل ہوتی جاتی تھی اور راجپوتون کے اخبر بھاٹ کا یقین کرین تو چوہان بکرم کی آٹھوین صدی مین تلنگانہ کے پرمارون کے ماتحت تھے - اگرچہ پرتھی راج نے اپنی آخرین حشمت وجلال سے اپنے بزرگون کے کل سلسلے کو آتش کدہ آبو تک

روشن کر دیا اس قدیم تاریخ کے حالات چند نے اشعار مین لکھے ہین اُسکی رو سے اگرچہ چند روزہ تھے مگر حکومت
کلی حاصل تھی ماکاوتی سے مہیشر تک اُنکی ابتدائی سلطنت دریاے نربدا پر واقع تھی اُسکے شمال وجنوب
مین وسیع قطعات ملک داخل تھے جب شمار مین زیادہ ہوئے تو جزیرہ نما مین پھیل گئے اور مانڈو اور آسیر اور گولکنڈہ
اور کوکن پر قابض ہوے اور شمال مین سرچشمہ گنگا تک پھیل گئے۔ بھاٹ نے چوہانون کی سلطنت کی کیفیت اس طرح
لکھی ہے باون قلعون مین ماکاوتی راجستھان کی آن یعنی دوہائی پھرتی تھی چوہانون نے اپنی قوت سے ٹھٹھہ و لاہور
و ملتان و پشاور بلکہ کوہ بہادری تک فتح کئے۔ اسور (اسُر) مغلوب ہوئے اور دہلی و کابل مین دہائی پھری نیپال
کا ملک ملائی قوم کو کہ چوہانون کی شاخ ہے دیا۔ دیوتون کی دعاے ممتاز ہو کر وہ ماکاوتی کو واپس گیا۔ ماکاوتی نگری گڑہ منڈلا
کا قدیم نام ہے جسکو سُست بتی نے بنایا ہے وہان کے راجہ مدت تک پال کے لقب سے ملقب رہے ہین اس وجہ سے کہ اُنکا
پیشہ چوپانی تھا اہیر جو کل وسط ہند مین پھیلے تھے اور اب صرف ایک گوشہ اہیرواڑہ مین رہ گئے ہین اسی نسل کی ایک شاخ
ہے کہ اہیر اور پال دونون ہم معنے لفظ ہین۔ بھیلا و بھوج پور و دیپ و بھوپال و ایرن و گارس پور چند قدیم قصبون
سے ہین جنکو پالی عرف پال نے آباد کیا تھا۔ ماکاوتی کے نکلے ہوے اجے پال نے اپنی بود و باش اجمیر مین کی اور اسی
نے شہر اجمیر آباد کیا لیکن جو آبادی اب اجمیر کے نام سے مشہور ہے وہ نہین ہے جو ابتدا مین آباد ہوا تھا کہتے ہین کہ راجہ اَج
نے اپنے دار الحکومت بنانے کا ارادہ کیا تو اول ناگ پہاڑ اُسکو پسند آیا اور عمارت کی طیاری شروع کی تھوڑا کام بنا ہوا تھا کہ
راجہ کا دل ادھر سے ہٹ گیا اُسے چھوڑ کر راجہ نے کوہ بیٹلی پر جسے اب تاراگڑھ کہتے ہین قلعہ کی بنیاد ڈالی اسکے
نیچے نور چشمہ مین شہر آباد کیا چونکہ راجہ کے خاندان کی آسا پورنا دیبی معروف بہ تارا تھی اُسنے قلعہ کا نام تاراگڑھ
رکھا اور آبادی کا نام اپنے نام سے اجمیر مقرر کیا میر پہاڑ کو کہتے ہین اور اَج راجہ کا نام تھا اس راجہ نے اخیر مین
ترک دنیا کر کے فقیری مین پال خطاب پایا اور اجے پال مشہور ہوا اجے پال ہمیشہ ملقب جگو یعنی رئیس عالم
کے ملقب رہا صحیح سبب تو تحقیق نہین مگر شاید صلبی اولاد نہ ہونے کی وجہ سے یہ بھی بھار تو نا کاوتی ست اجمیر مین لائے
تھے اُس زمانے تک کثیر الازدواجی رائج نہ تھی صرف ایک عورت سے اُسکے ۲۴ بیٹے ہوے کہ اُنکی اولاد اُنکے
ملکون مین بستی تھی سنہ ۶۳ ہجری مطابق ۶۸۵ء مین راجپوتانے پر اہل اسلام کا حملہ ہوا انھون نے اجمیر سانبھر کے دولہ راے
کو مار ڈالا اور اُسکا اکلوتا بیٹا لوٹ (لاو جھل) کہ سات سال کی عمر مین تھا کنگورہ پر کھیلتا ہوا تیر سے مارا گیا یہ فوج کشی
سندھ کی طرف سے ہوئی تھی چوہانون کے نزدیک یہ واقعہ بہت عظمت کا سمجھا جاتا ہے اُسکی یاد مین اُنھون نے اجمیر
کے نوعمر وارث لوٹ پُتر کو چوہانون کے نامور مقتولون مین سمجھ رکھا ہے جس تاریخ کو وہ مارا گیا تھا پاک سمجھا جاتا ہے
اور ہر ایک چوہان اُس روز اسکی پرستش کرتا ہے بلکہ گھونگرو بھی جو وہ پہنتا تھا پرستش مین داخل ہو گئے ہین
اور اس قوم مین سے کوئی نہین پہنتا ہے ٹاڈ نے اسیطرح لکھا ہے لیکن یہ واقعہ بالکل غلط ہے اسلیے کہ سنہ ۶۳ ہجری
مین تخت خلافت اسلامیہ پر مروان حکمران تھا اور سنہ ۶۵ ہجری مین عبد الملک بن مروان کی تخت نشینی عمل مین
آئی تھی اور اس وقت تک مسلمانون نے ہندوستان مین قدم نہین رکھا تھا وہ اس وقت تک سندھ کی سرحد پر

صرف معمولی مشق سپہ گری کر رہے تھے یا بعض نے کبھی دریاے اٹک کے بعض سواحل کے شہرون کو لوٹ لیا لیکن تاریخ سے پتہ نہین چلتا کہ انھون نے اس وقت تک سرزمین ہند کے اندر گھسنے کا کبھی ارادہ بھی کیا ہو اگر اسکی ذرا بھی اصلیت ہوتی تو عربی مورخ ضرور بیان کرتے محمد ابن قاسم نے سنہ ۹۳ ہجری مطابق سنہ ۷۱۲ ع مین ولایت سندھ کو فتح کیا تھا۔ بہرصورت جب اجمیر لے لی گئی تو لوٹ پوتر کا چچا مانک راے چوہان سمبت ۷۴۱ مطابق سنہ ۶۸۵ ع مین سانبھر کو چلا گیا یہان حسب قول بھاٹ کے شاکمبھری دیوی نے اسکو دشمنون کے ظلم سے پناہ دی اور جسقدر زمین ایک روز مین اپنے گھوڑے کی سواری سے گھیر سکے اسپر قابض رہنے کی کفالت دیکر اسی مقام پر قیام کیا مگر یہ بھی شرط کی کہ جسوقت تک اس مقام پر جہان سے چلا تھا پہنچ جاے پھر کر نہ دیکھے اسنے دورہ شروع کیا مگر راستے مین فرط مقبولہ کو بھول کر پیچھے کو دیکھا یہ کل سرزمین بشکل ایک نقرئی تختے کے نظر آئی یہ مشہور جھیل تھی جس نے اسکو دیوی کے نام سے سانبھر نامزد کیا اسکا رفتہ رفتہ سانبھر اس جھیل کے اندر جزیرے مین شاکمبھری دیوی کی مورت اور مندر ہے۔ قدیم چوہانون کے یہ واقعات خواہ کیسے ہی بعید از قیاس ہون علامات موقع سے انکی تصدیق ہوتی ہے اور یہی انکی صحت کی دلیل ہو کہ برتھی راج جو مانک راے کی اولاد مین تھا شمالی ہندوستان کا راجہ ہو گیا تب تک سانبھری راو کہلاتا رہا۔ مانک راے نے کہ چوہانون کا جد امجد تصور ہو سکتا ہے اجمیر پھر لی پھر اسکی بہت اولاد ہوئی کہ مغربی راجپوتانے مین دریاے سندھ تک پھیلکر مختلف اقوام کے نام سے مشہور ہے اور علیحدہ ریاستین بنائین۔

تا وقتیکہ برتھی راج چوہان نے دہلی کو نقل دار الحکومت کرکے اپنا آخری عظمت و جلال حاصل کیا چوہانونکی حکومت کے اجمیر اور سانبھر ہی دو بڑے مقامات تھے۔ کھی چی۔ ہاڑا۔ موہل۔ نربھان۔ بھدوریہ۔ بھورآے چا۔ دھنیریسا گرچہ یہ کل چوہانون مین سے نکلین کھی چیون نے بعد سرزمین مشہور سندھ ساگر دوآبہ مین کہ بہٹ اور دریاے سندھ کے درمیان اوسطھ کوس تک واقع ہے اور اسکا دار الحکومت کھینچ پور پاٹن تھا بود و باش کی ہاڑون نے اسی عرف ہانسی واقع ہریانہ مین ریاست جمائی اور ایک قوم گوال کنڈ عرف گولکنڈہ حال حیدرآباد دکن مین بھی کہ جب وہان سے نکالی گئی پھر اسیر مین آگئی۔ موہل ناگور کے قریب کے ملک مین تھی۔ بھدوریہ کی جاگیر لب دریاے چنبل ہے کہ اب تک انکے قبضے مین ہے اور بھدآور کہلاتی ہے۔ دھنیریہ شاہ آباد مین مقیم ہوے کہ یہ مقام بہت کشت و خون سے کوٹے کے ہاڑون کے قبضے مین آگیا ہے۔ ایک شاخ بمقام نادول مسکن گزین ہوئی مگر اسنے اپنا نام چوہان سے اور کچھ نہ بدلا جنگل مین بہت ریاستین تھین جنکے رئیس یا تو اپنے بھائیون کے زور سے خود مختار تھے یا اپنی قوم کے بزرگون کے ماتحت تھے۔

جاگا کی فہرست مین مانک راے سے مشہور بیسلدیو تک گیارہ راجہ شمار کئے گئے ہین انکے درمیان مین ہرش راج ہوا ہے جسکی حکومت کوہ اراولی کے برابر آبو تک اور چمبل سے مشرق مین تھی اُسنے سمبت ۱۰۲۱ سے سمبت ۱۰۴۱ تک راج کیا استورون کے مقابلے مین ایک لڑائی مین ہلاک ہو کر اری مردھن کا خطاب حاصل کیا۔ ہمیر آسہ کے بھبھاٹ سے کے بعد دُجلگن دیو ہوا کہ اسکا اول مقام تھنیسر تھا ان دونون مین سے ایک محمود غزنوی کے باپ ناصر الدین سبکتگین سے لڑا تھا حالانکہ دونون سلطان مذکور سے بہت پہلے گذرے ہین پس ناقد وغیرہ کا ایسی بے ثبوت روایتونکو

قتل کرنا حقانہ روش سے دور ہے - بعد دو میانی زمانوں کے جن مین مسلمانون سے خفیف لڑائیان ہوئین بیسلدیو راجہ ہوا - اس رئیس کا باپ ہارامور خون کے بموجب دھرم گج تھا اور جایگام کی فہرست کے بموجب بیر بلیند یو تھا کہ اسکی تصدیق دہلی کی پتھر کی لاٹ سے بھی ہوتی ہے - محمود کا آخرین حملہ بیلدیو کے زمانے مین ہوا جس نے اپنی جہان دیگر سلطان سے جنگ کرنے مین اپنا نام روشن کیا - قبل اس کے کہ بیسلدیو کا حال لکھا جاوے لازم ہے کہ اس چوہان کا بھی جس نے اپنا اور اپنے رشتہ دارون کا نام محمود کے اول حملے مین جوانمردی دکھا کر زندہ دوام کیا ہو ذکر کیا جاوے -
واچا راجہ کا بیٹا گوگا چوہان تھا کل جنگل دکھن دریائے ستلج سے ہریانہ تک اسکے قبضے مین تھا اسکا دارالحکومت مہیرو جسکو گوگا کا میڑی کہتے ہین ستلج پر واقع تھا اسکی حفاظت مین وہ مع ۴۵ بیٹون اور ۶۰ بھتیجون کے مرا جبکہ اس روز تیسرا نومین روز یکشنبہ تھا کل راجپوتانہ خصوصاً اس حصے مین جو گوگا کا تھل کہلاتا ہے یہ دن گوگا نومین مشہور ہے اور متبرک سمجھا جاتا ہے اسکے گھوڑے کا نام جوادیہ تھا راجپوتانے مین مشہور ہو گیا تھا اور اکثر گھوڑون کا یہی نام رکھتے ہین اور راجپوتانے کے زبردست بہادر گوگا کی ساکھا کی جو محمود کے عبور ستلج پر واقع ہوا تھا قسم کھایا کرتے ہین محمود ایکبار ملتان سے جنگل مین ہو کر گیا اور اول اجمیر پر حملہ کیا اُسے فتح کر کے گرد نواح کے ملک کو لوٹا اور برباد کیا مگر گڑھ بیتلی (بہر دو یاے معروف) لڑتا رہا یہان سے محمود نے چوہانون کے دوسرے شہر نادول پر حملہ کیا وہان سے جا کر نہر والا کو فتح کیا -
بیسلدیو کی مہمات چند کی ایک کتاب مین لکھی ہین راسہ کے بموجب بیسلدیو کی تاریخ سمبت ۱۰۲۱ ہے جو صحیح نہین چند نے بیسلدیو کی فوج کی بہت تعریف لکھی ہے کہ مسلمان حملہ آورون کے مقابلے کے واسطے ہندو مذہب کے چیدہ دلاور جمع ہوئے تھے صرف انہلواڑے کے سولنکی راجہ نے اس اجتماع مین شریک ہونے سے انکار کیا جس سے چوہان اُس سے ناراض ہو گئے - اس مقابلے مین اُدے دت پرمار چوہانون کا مددگار رہا چونکہ اُسکی وفات سنہ ۱۰۹۶ع مین تحقیق ہوئی ہے یہ اجتماع محمود سے چوتھے بادشاہ مودود کے مقابلے کے واسطے ہوا تھا جیسا کہ ٹاڈ کی کتاب مین آیا ہے لیکن یہ بات صحت سے بہت دور ہے کیونکہ اس وقت مین خاندان محمود غزنوی کا بادشاہ ابراہیم جو محمود سے نوین نمبر پہ ہے تخت نشین تھا ممکن ہے کہ اس سے کوئی جنگ ہوئی ہو سوا مودود وہ تو سنہ ۱۰۴۱ع سے سنہ ۱۰۴۹ع تک گذرا ہے - البتہ ابراہیم کا زمانہ سنہ ۱۰۵۹ع سے سنہ ۱۰۹۹ع تک ہے -

## نسب نامہ خاندان چوہان

(۱) انہل جس کو اگنی پال کہتے ہین بکرماجیت سے ۶۵۰ سال پیشتر ہوا - ماکاوتی نگری آباد کی اور رکونکن واسیر و گولکنڈہ فتح کئے -

(۲) سوراجہ -

(۳) مالکن - غالباً مالانی قوم کا مورث ہے -

(۴) گلن سور (بواؤ معروف)

(۵) اجے پال چکوہ جس نے اجمیر آباد کیا۔ بعض کہتے ہین کہ سمبت ۲۰۲ بکرماجیت مین ہوا بعض کہتے ہین کہ سمبت ۲۰۲ براٹ مین ہوا اور یہ زیادہ قرین قیاس ہے۔ شبدارتھ چنتامنی سے مستفاد ہوتا ہے کہ براٹ ایک راجہ ہوا ہے جسکی حکومت دلی سے دکن کیطرف اور مارواڑ سے پورب کی طرف کے ملک پر تھی۔

(۶) دو لہراے۔ مسلمانون کے اول حملہ مین اجمیر کو کھو بیٹھا اور مارا گیا۔ واقعہ سمبت ۷۴۱ مطابق ۶۸۴ء کا ہے۔

(۷) مانک راے۔ اسنے سمبت ۷۴۱ مطابق ۶۸۴ء مین شاکنبھری دیوی کے نام سے شاکنبھر گاؤن بسایا جسکو اب سانبھر کہتے ہین اسکی اولاد سانبھری راو کہلائی۔

(۸) ہرش راج۔ روایت ہے کہ یہ سلطان ناصر الدین عرف سبکتگین سے لڑا اور اسکے ۱۲۰۰ گھوڑے چھین لیے اس سبب سے سلطان گیر کہلایا۔ لیکن تحقیق سے یہ بات غلط ثابت ہوتی ہے کیونکہ سلطان مذکور کبھی دریاے سندھ سے اس پار نہین آیا پنجاب کی حکومت اسکے قبضے مین نہ تھی وہ پشاور کے علاقے مین جے پال سے لڑا تھا۔ اسنے ہندوون سے جتنی لڑائیان کین ان مین کبھی شکست نہین کھائی فیروزمند رہا اور ان محققین کو یہ بھی معلوم نہ ہوا کہ سلطان موصوف ۹۷۷ء مین تخت پر بیٹھا تھا اور ۹۹۷ء مین انتقال کیا اور ہرش راج کی حکومت سمبت ۸۱۲ سے سمبت ۸۲۷ (مطابق ۷۵۶ء سے ۷۷۱ء) تک ہے۔

(۹) بیر بیلدیو جسے دھرم گج یعنی فیل مذہب کہتے ہین بظاہر یہ اسکا خطاب معلوم ہوتا ہے محمود غزنوی کے مقابلے مین اجمیر پر مارا گیا اسکو ہمیر راسہ مین مالن دیو لکھا ہے۔

(۱۰) بیسلدیو حسب اختلاف الاقوال سمبت ۱۰۶۴ سے لیکر سمبت ۱۱۵۲ تک کے درمیانی زمانے مین ہوا ہے۔ یہ رئیس گجرات سے لڑا اور فتح پاکر اس مقام پر بیسل نگر آباد کیا اسنے دہلی پر بھی فتح پائی اور اجمیر مین بیسلہ تالاب کھدوایا جسمین ساگرمتی سے پانی آتا ہے یہ تالاب شہر سے شمال مشرق مین نصف میل پر واقع ہے بشکل بیضوی ڈھائی میل کا احاطہ ہے اور ہر طرف سے سنگین دیوار سے محیط تھا اب اکثر مقامات سے شکستہ ہو گیا ہے۔ اسنے برضا و رغبت عقائد مذہب اسلام اختیار کر لیے تھے یعنی مسلمان ہو گیا تھا اور بعد اسکے گوشہ نشینی اختیار کر کے یاد الہی مین مصروف ہو گیا جسکی تاویل مسلمانون سے تعصب رکھنے والے مورخ یون کرتے ہین کہ اسلام اختیار کرنے کے بعد اسنے اپنے اس فعل سے نادم ہو کر پراشچت یعنی کفارہ کیا تھا۔ آفرین ہے ایسی سمجھ پر۔ جس ڈھنڈھ مین اس نے بودوباش اختیار کی تھی اک خوب نیزہ مین بیسل کا ڈھنڈ کے نام سے ابتک مشہور ہے۔ بیسلدیو ۶۴ برس زندہ رہا اور وہ دہلی کے تنور راجہ جیپال کا ہمزمانہ تھا اور اسی زمانے مین گجرات مین دُرلبھ اور بھیم اور دھار مین بھوج اور اودے دت اور میواڑ مین پدم سی اور تیج سی تھے۔ میواڑ کے ایک کتبے مین ہے کہ تیج سی بیسلدیو کا رشتہ دار تھا اور مسلمانون کے مقابلے مین تیج سی نے اسکی مدد بھی کی تھی۔

(۱۱) سارنگ دیو۔

(۱۲) آنا جسنے اجمیر مین آناساگر تالاب بنوایا۔

(۱۳) بجے پال اسکے بھائی کا نام ہرش پال تھا۔

(۱۴) اجے دیو اس کا عرف انند دیو ہے اسکے دو بھائی اور تھے ایک بجے دیو اور دوسرا ادوت دیو۔

(۱۵) سُمیس وار جس نے اننگ پال تنور راجۂ دہلی کی دختر رو کابائی سے شادی کی اسکے دو بھائی اور تھے ایک کانہہ راے دوسرا جیت گوت والی رجیم کے بعد یاے معروف سے)۔ کان نہہ راے کا بیٹا ایشر داس مسلمان ہو گیا تھا۔

(۱۶) پرتھی راج یہ آخرین نامور چوہان راجہ اپنے باپ سمیسوار کے بعد بہت زبردست ہوا اور سلطان شہاب الدین غوری کے مقابلے پر کام آیا اس کا بیٹا رین سی دہلی کی ساکھا مین مارا گیا۔ پرتھی راج کا دوسرا بھائی جاہر دیو تھا اس جاہر دیو کے ایک بیٹا بجے راج تھا جسکا نام دہلی کی پتھر کی لاٹ پر ہے۔ بجے راج کا بیٹا لاکن سی تھا۔ لاکن سی کے اکیس بیٹے ہوے جنمین سے سات اصلی تھے باقی ماندہ کم اصل تھے جن کے نامون سے قومین نامزد ہوئین لاکن سی سے چھبیسوین پشت مین نوندہ سنگھ راجہ نیمرانہ ہوا۔

بیسلدیو کے نام سے دہلی کی لاٹ واقع وسط قلعہ فیروزشاہ کا کتبہ شروع ہوا ہے یہ کتبہ ۱۵ بیساکھ سمبت ۱۲۲۰ سے شروع ہوا ہے اور اُسی پر ختم ہوا ہے اور بجز بطور بزرگ پرتھی راج چوہان تلک ساکمبھری بھوپتی کے بیسلدیو کا کچھ ذکر نہین ہے پرتھی راج سمبت ۱۲۲۴ مین فرمانرواے دہلی تھا اور سمبت ۱۲۴۹ مین مارا گیا مگر کبیشر چند کے قول کی رو سے لازم آتا ہے کہ آغاز کتبہ پر سمبت ۱۲۲۳ کی جا سمبت ۱۱۲۰ سمجھے جائین کہ اُس سال مین بیسلدیو نے مسلمان حملہ آورون کا زبردست مقابلہ کیا تھا۔ لیکن اگر یقیناً سمبت ۱۲۲۰ مین تو کل کتبہ پرتھی راج چوہان کا ہے کہ اُس کے اور بیسلدیو کے درمیان کم سے کم چھ راجہ گذرے ہین پس اقرب قیاس ہے کہ آغاز کتبہ بیسلدیو کے زمانے سے منسوب ہے اور انجام پرتھی راج سے اُسنے اپنے بزرگ کی جنگ کی سالگرہ کے روز کو اپنی فتوحات کی یادگار کی تحریر کیو اسطے مناسب وقت تصور کیا ہو اور پرتھی راج کی یہ فتوحات راجوتکے لیے قابل فخر نہین کیونکہ اُسنے حملہ آور مسلمانونکو آریہ ورت سے پسپا کیا تھا چنانچہ شہاب الدین غوری کو ایکبار بڑی بھاری شکست دیکر بھگا دیا تھا پس اگر اس قیاس کے بموجب آغاز کتبہ سمبت ۱۱۲۰ مطابق ۱۰۶۳ء ہے تو یہ اجتماع جسکا ذکر چوہان بھاٹ نے لکھا ہے تحت حکومت بیسلدیو ہوا تھا اور اُسی کی یادگار کے واسطے وہ کتبہ کندہ ہوا۔ رؤساے شریک مجمع مین چار راجون کے جو اپنی اپنی فوج لیکر بیسلدیو کے پاس آے تھے چند شاعر نے ایسے نام لکھے ہین کہ اُنسے بھی سمبت مذکور اور وقت مسطور کی مطابقت ہوتی ہے چنانچہ اُن مین سے ایک اودے دت پرمار والی دھار خلف راجہ بھوج ہے اور اُسکا زمانہ اکثر کتبون سے سمبت ۱۱۱۰ اور سمبت ۱۱۱۵ کے درمیان تحقیق ہوا ہے اور اپنے عہد کے وسط مین وہ شریک مجمع ہوا ہوگا دوسرے بھومیہ بھالی ٹو والی دیراول کو اس مجمع مین شریک بتایا ہے اگر اس سے بعد کا زمانہ ہوتا تو بجاے دیراول جیسلمیر دار الحکومت حال لکھا جاتا۔ تیسرے کچھواہون کا انتر بیدسے آنا لکھا ہے یہ سر زمین گنگا و جمنا کے درمیان ہے کہ اُس زمانے مین اُنکی بود و باش نرور سے آنبیر کو منتقل نہوئی تھی چوتھے میواڑ کا لاتا چھ سی

جو بیسلدیو کا رشتہ دار اور معاصر تھا اُس کا بھی بیسلدیو کی مدد کو آنا بیان کیا ہے اور اسکا عہد بھی سنین مذکور کی حد
مین مانا گیا ہے ۔ بیسلدیو جو ستھ برس زندہ رہا اگر یہ تاریخ سمبت ۱۱۲۰ اُسکے عہد کے وسط کی سمجھی جاوے تو سمبت ۱۰۸۹
مطابق سنہ ۱۰۳۲ء سے سمبت ۱۱۵۲ مطابق سنہ ۱۰۹۶ء تک زندہ رہا لیکن چونکہ اُس کا باپ بیر بیلندیو محمود کے اخیر حملے
براجمیر کے مقابلے مین مارا گیا اس خیال سے کہ وہ اُسوقت دس برس کا ہوگا اُسکی ولادت کی تاریخ سمبت ۱۰۷۸
مطابق سنہ ۱۰۲۲ء سے سمبت ۱۱۴۱ مطابق سنہ ۱۰۸۶ء کے درمیان قائم کرنی لازم آتی ہو کہ اسی مین کتبہ دہلی کی تاریخ
داخل ہے اور حساب سے فہرست کے کل زمانون سے مطابق ہے اسواسطے صحیح تاریخ سمبت ۱۰۶۶ سے سمبت ۱۱۳۰ تک
بہ اطمینان قائم ہو سکتی ہے کتاب راسہ مین سمبت ۹۲۱ بیسلدیو کا لکھا ہے جو غلط معلوم ہوتا ہی یہ قباحت عام طور پر کبیشران
راجپوت مین ہی اور اُنکے لکھے ہوئے سمبت کی تصدیق اسباب صحیحہ سے ہونی چاہیئے نہ اُن سے جو وہ اپنے شعرو مین
درج کرتے ہین سرسید احمد خان نے سلسلۃ الملوک مین شاہان دہلی کے تخت مین بیسلدیو کا نام لکھکر اُسکی مسندنشینی سمبت ۱۱۵۲
مطابق سنہ ۱۰۹۵ء موافق سنہ ۴۸۹ ہجری مین مانی ہو جسنے ۶ سال ایک ماہ ۴ یوم سلطنت کی اور کہا ہو کہ بیسلدیو کے بعد اسکا بیٹا
امرگنگو سمبت ۱۱۵۸ مطابق سنہ ۱۱۰۱ء موافق سنہ ۴۹۹ ہجری مین مسندنشین ہوا اسکے بعد اُسکا بیٹا کھرپال سمبت ۱۱۶۳ مطابق سنہ ۱۱۰۶ء
موافق سنہ ۵۰۰ ہجری مین قائم مقام ہوا کھرپال کے بعد اسکا بیٹا سُمیر سمبت ۱۱۸۳ موافق سنہ ۱۱۲۶ء مطابق سنہ ۵۲۰ ہجری مین
گدی پر بیٹھا سُمیر کے بعد اُسکا بیٹا جاہر اسمبت ۱۱۹۰ مطابق سنہ ۱۱۳۳ء موافق سنہ ۵۲۵ ہجری مین راجہ بنا پھر ناگدیو ولد
جاہر اسمبت ۱۱۹۵ مطابق سنہ ۱۱۳۸ء موافق سنہ ۵۳۳ ہجری مین جانشین ہوا ۔ ناگدیو کے بعد اُسکا بیٹا رائے پتھورا سمبت ۱۱۹۸
مطابق سنہ ۱۱۴۱ء موافق سنہ ۵۳۶ ہجری مین مالک ہوا جو ۴۹ سال ۵ ماہ ایک دن حکومت کرکے موضع نرآین عرف تلاری
کے مقام پر معزالدین محمد بن سام عرف سلطان شہاب الدین غوری کی لڑائی مین مارا گیا ۔ بیسلدیو اور اُسکی اولاد
مین سے سات آدمیون نے ۹۵ برس سات مہینے حکومت کی بعد اسکے سلطنت مسلمانون کے گھرانے مین چلی گئی
اس تحقیق کی بنیاد ٹاڈ کی وہ قیاس دوانی جسکے مطابق مین نے اوپر تشریح کی ہے غلط ثابت ہوتی ہے

## دہلی کے وہ منار جو چوہانون کی یادگار سمجھے جاتے ہین

(۱) آثار الصنادید مین سید احمد خان کہتے ہین کہ فیروزشاہ کی لاٹ جو شاہجہان آباد مین دہلی دروازے کے
باہر تھوڑی دور پر دریا کے کنارے کوٹلہ فیروزشاہ کی عمارت مین نصب ہے یہ لاٹ عجائب روزگار ہے ایک
پتھر کی بنی ہوئی ہے اور لوگ کرنڈ کا پتھر بتاتے ہین سید صاحب نے نقشہ بنانے کے وقت اسطرلاب کے عمل سے
اس لاٹ کی پیمائش کی تو معلوم ہوا کہ اب جسقدر زمین کے اوپر ہے اُسکا طول اڑتالیس فٹ ۵ انچ ہے اور نیچے
کی موٹائی دس فٹ مدور اسکی حقیقت یہ معلوم ہوئی ہو کہ کوہ کمایون کے پاس جو ہندوستان کے شمال مین ہے
دو لاٹین پڑی ہوئی تھین اور ہندو یہ بات کہتے تھے کہ یہ دونون لاٹین ہمارے دیوتاؤن کے گایین چرانے
کی لاٹھیان ہین اور اسی اعتقاد سے ہزارون ہندو اُن کی پرستش کیا کرتے تھے اور یہ عقیدہ رکھتے تھے کہ جب
یہ لاٹین یہانسے اُٹھینگی یا ٹوٹینگی تب قیامت ہوگی فیروزشاہ نے یہ بات سنکر ہندوؤن کا اعتقاد

جھوٹ کرنے کو ایک لاٹ کو توڑ ڈالا اور دوسری کو دہلی مین لاکر رکھدیا جبسے فیروز شاہ کی لاٹ مشہور ہو گئی
یہ لاٹ بہت نامی اور نہایت مشہور ہے ہر چند تحقیقات کی کہ یہ لاٹ کب کی ہے اور کون بنائی ہے لیکن کسی
کتاب سے کچھ تحقیق نہین ہوا اور اس لاٹ پر بہت سی عبارت اگلی زبان مین اور اگلے حرفو نمین کندہ ہے کہ وہ
کسی سے پڑھی نہین جاتی اور تھوڑی سی عبارت شاستری مین کندہ ہے کہ وہ بھی سمجھ مین نہین آتی لیکن جتنے
حروف شاستری کے پڑھے گئے ہین اُنکا ترجمہ لکھدیتا ہون "سیدھ سری بکرماجیت سمبت ۱۲۲۰ بیساکھ سدی
پندرس سوا سون لکھی بشن داس نراین شاہ بہادر معز الدین کھدوادم وداز مقیاس شریف" اس سے ایسا
معلوم ہوتا ہے کہ جس زمانے مین سلطان معز الدین محمد بن سام غوری نے جو عام طور پر شہاب الدین غوری مشہور
ہے کوہ سوالک کو جو شمالی ہندوستان مین ہے تاراج کیا ہے اُس زمانے مین اس لاٹ پر کہ پہلے اُس مقام
تھی اور ہندو اُسکی پوجا کرتے تھے یہ عبارت کھدوادی۔

اور ٹاڈ کی تحقیق یہ ہے کہ یہ کتبہ پرتھی راج چوہان کا ہے کہ اُسنے جو شہاب الدین غوری کو پہلی مرتبہ شکست دیکر
ہندوستان سے بھگا دیا تھا اُسکی یادگار مین کندہ کرایا تھا اور اس لاٹ کا ذکر چند کرتا ہے جس سے
شہرت چوہان کی پیدا ہے۔

لیکن اس مین یہ کلام ہے کہ اگرچہ سمبت ۱۲۲۰ مین پرتھی راج والی ملک تھا مگر شہاب الدین غوری کے
بھائی غیاث الدین کو غور کا تخت سلطنت ۵۵۷ھ مطابق سمبت ۱۲۱۸ بکرماجیت مین حاصل ہوا تھا اور
شہاب الدین کو اُسنے غزنی کی حکومت پر بقول مصنف حبیب السیر ۵۶۹ھ مطابق سمبت ۱۲۲۹ مین بھیجا تھا اور
سب سے پہلا حملہ شہاب الدین کا بقول محرر خلاصۃ التواریخ ہند کی سرزمین پر ۵۷۰ھ مطابق سمبت ۱۲۳۰ مین
ہوا تھا تو اس صورت مین اُس لاٹ پر شہاب الدین کی طرف سے اُس کتبے کا کندہ ہونا قابل تسلیم نہیں بالفرض
اگر وہ کچھ کندہ کراتا تو زبان فارسی و حروف فارسی مین کندہ کراتا نہ کہ اُس زبان مین جسکو وہ سمجھتا نہ تھا اور
پرتھی راج کا شہاب الدین پر فتح کی یادگار مین کندہ کرانا بھی قابل اعتراض ہے کیونکہ سمبت ۱۲۲۰ تک دونون مین محاربہ
واقع ہونے کا کوئی موقع ہی نہ تھا۔

تاریخ عالم مین لکھا ہے کہ تحقیقات سے واضح ہوا کہ یہ پتھر کی لاٹ حضرت مسیح کے تولد سے تین سو برس پیشتر کی
بنی ہوئی ہے اور بحکم دیوانم پیا پیادسی راجہ سرآندیپ کے بنائی گئی ہے اسکے حروف ایک قسم کے پرانے
خط ناگری کے سے ہین۔

تاریخ فیروز شاہی کے تو ہن مقدمے مین خواجہ شمس سراج عفیف نے اس لاٹ کو اپنی جگہ سے اُکھاڑنے
اور دہلی مین لاکر قائم کرنے کے متعلق صحیح صحیح حال لکھا ہے اس مصنف بزرگوار سے فیروز شاہ بادشاہ
ہانسی مین خود ملا تھا۔

لکھا ہے کہ سلطان ایک بار ساورہ و خضر آباد کی طرف شکار کو گیا اور خضر آباد دہلی سے نوے کوس ہے

ایک پہاڑی کے دامن مین موضع ٹوپرہ (حرف اول تون اور تا دو نون آئے ہین) کی حد مین جمنا کے کنارے سے کچھ دور پتھر کی ایک لاٹ کھڑی دیکھی اسکی نسبت یہ مشہور تھا کہ یہ بھیم کی لاٹھی ہے کہ اس سے گایونکو ہانکتا تھا اور اُسی نے اپنے ہاتھون کی قوت سے بنایا تھا معلوم نہین کہ پھر کس نے اُسکو اس جگہ کھڑا کیا اور کیسے کھڑا کیا اور بھیم بہت قوی ہیکل تھا بلکہ اُس زمانے مین دوسرے آدمی اور جانور بھی بڑے بڑے قد آور ہوتے تھے۔
بادشاہ نے ارادہ کیا کہ اس لاٹ کو دہلی مین لیجاے پس اُسکو اسطرح جگہ سے اُکھیڑا کہ درخت سینبل کی روئی کے گٹھر بندھواے اور ہزارون آدمی اور چوپاے جمع کرلئے اور اُن گٹھرونکو خوب مضبوط بندھوایا اور اُنکو لاٹ کی چارون طرف رکھوادیا جب لاٹ کی جڑ کھودتے تو وہ جھک کر اپنی طرف کے گٹھرون پر رک جاتی اس طرح ہر طرف سے کھودا اور وہ جھک جھک کر گٹھرون پر ٹکنے لگی جب سب کھد گئی تب آہستہ آہستہ وہ گٹھر اُسکے تلے سے نکالے یہانتک کہ تمام لاٹ زمین پر دراز ہوگئی اسکی جڑ مین ایک بڑا مربع پتھر بطور چبوترے کے رکھا ہوا تھا اُسکو بھی نکال لیا اور اب اس لاٹ کو بانسون کے ٹکڑون اور کچے چمڑون سے سر سے پانون تک بندھوا دیا اور پھر ایک نہایت مضبوط بڑی گاڑی تیار کرائی جسمین ۴۲ پہیے تھے ہر پہیے مین طنابین بندھوائین اور چند ہزار آدمیون نے یکبارگی زور کرکے اس لاٹ کو گاڑی پر لاد دیا ہر ایک پہیے مین دس دس من کی ریشمی رسی باندھی گئی ہر رسی کو دو سو آدمی کھینچتے تھے اسطرح اُس لاٹ کو اپنی جگہ سے اُٹھا کر ندی کے پاس لاے اور بڑی بڑی کشتیان جمع کرکے ندی کے کنارے سے برابر کرکے لگادین سلطان خود اہتمام کے لیئے یہان کھڑا تھا اسطرح لاٹ کو کشتیون پر پار کرکے کھینچتے ہوے فیروزآباد مین لاے (جسکو فیروزشاہ نے اپنے عہد سلطنت مین آباد کیا تھا اور ابتک فیروزآباد گانون بستا ہے اور اسمین عالیشان قصر اور قلعہ بنوایا تھا جو اب باقی نہین) قلعہ فیروزآباد مین اس لاٹ کو پہنچوایا اور متصل مسجد جامع کے لاٹ کے استادہ کرنے کو عمارت بنوائی یہ عمارت کھرسل کے پتھر اور چونے سے بنی اور ہر ایک پوشش (حصہ یا کرسی) کی طیاری کے بعد لیٹی ہوئی لاٹ کو اُسپر چڑھاتے تھے یہانتک کہ چھ حصے تیار ہوگئے اور لاٹ اُنپر رکھدی گئی (اب یہ عمارت فیروزشاہ کا کوٹلہ کہلاتی ہے) بعد اسکے لاٹ کو کھڑا اس تدبیر سے کیا کہ ہر حصے کے تلے لکڑی کی ایک مضبوط اور بڑی چرخی لگائی گئی اور دس دس من کی ریشم کی رسیان بٹوا کر ایک سرا رسی کا اس چرخی مین باندھا اور دوسرا لاٹ کے سر مین ہر چرخی پر دو ہزار آدمی زور کرتے تھے بہت سے زور کے بعد وہ لاٹ آدھ گز اونچی اُٹھ جاتی اور جب اتنی کھڑی ہوجاتی تو روکنے کو اُسکے تلے سینبل کی روئی کے بڑے بڑے گٹھر اور لکڑیان لگادیتے تاکہ عمارت پر نہ گر پڑے چند روز تک اس طرح زور پانے پاتے پوری کھڑی ہوگئی اسکے بعد اسکے چارون طرف لکڑیان اسطرح لگادین جیسے کلس پر قالب چڑھادین اور تمام لکڑیان لوہے کی میخ کاری سے مضبوط کردین تاکہ لاٹ کسیطرف جھکنے نپاے جب لاٹ پوری کھڑی ہوچکی تو اُسکے سر کے دور پر چند حلقے سنگ سیاہ و سفید کے تیار کراکے اُنپر تانبے کے طلائی ملمع کار کلس چڑھوادئے اور بادشاہ نے نام اُسکا منارہ زرین رکھا کہتے ہین کہ یہ لاٹ ۳۲ گز کی ہے آٹھ گز عمارت کے اندر ہے اور ۲۴ گز عمارت سے باہر ہے اسکے تلے سے

حصّے مین چند سطرین خط ہندی مین کندہ ہین فیروز شاہ نے بہت سے ہندو عالم جمع کرکے پڑھوایا کسی سے نہ پڑھا گیا بعض کہتے ہین کہ کچھ ہندؤن نے اس خط کو پڑھکر بیان کیا کہ اسمین لکھا ہے کہ اس لاٹ کو کوئی بھی اپنی جگہ سے نہین ہلا سکتا مسلمان بادشاہ ہو یا ہندو مگر پچھلے زمانے مین ایک صاحب قدرت بادشاہ پیدا ہوگا جسکا نام سلطان فیروز ہوگا وہ اسکو اپنے مقام سے نکلوائیگا۔

نوٹ تاریخ فیروز شاہی کے سامنے ٹاڈ کا یہ کہنا کہ یہ لاٹ مقام نگر بودہ پر جو ایک مقام تیرتھ پر لب دریاے جمن چند میل نیچے دہلی کے واقع ہے کھڑی کی گئی تھی غلط ثابت ہو۔ اسیطرح سید احمد خان کا یہ لکھنا کہ یہ لاٹ کوہ کماون کے پاس پڑی ہوئی تھی بے اصل ہے۔

(۲) تاریخ فیروز شاہی مین یہ بھی مذکور ہے کہ منارۂ زرین سے کسیقدر چھوٹی ایک دوسری پتھر کی لاٹ قصبۂ میرٹھ کے حوالی مین تھی جسکو بھی بھیم کی لاٹھی اور اُسکے ہاتھون سے تیار کی ہوئی بتاتے تھے اس لاٹ کو بھی فیروز شاہ نے منارۂ زرین کی طرح تدبیرون سے اُٹھوا کر دہلی مین لاکر کوشک شکار مین رکھوا دیا

(۳) قطب صاحب کی لاٹ مسجد قوت الاسلام کا منارہ ہے جو راے پتھورا کا بتخانہ توڑکر بنائی گئی تھی تمدن عرب مین لکھا ہے کہ سر سید احمد خان بہادر جن کی ایک کتاب سے جو دہلی کے متعلق اُنھون نے لکھی ہے میو سیو گارستان دیتاسی نے نقل کیا ہے لکھتے ہین کہ اس لاٹ کی شان اور خوبصورتی کا بیان الفاظ مین نہین ہو سکتا اور اسکا مثل تمام عالم مین کہین نہین ہے اُنھین کا قول ہے کہ اس لاٹ کو پتھورا نے سنہ ۱۱۴۳ء مطابق سنہ ۵۳۸ھ ہجری مین بنانا شروع کیا تھا اور قطب الدین نے فقط اس کام کو جاری رکھا اور یہ سخت غلطی ہے اور حقیقت مین یہ سید صاحب پر اتہام ہے اُنکی کتاب آثار الصنادید مین کہین اسکا ذکر نہین بلکہ وہ تو یہ کہتے ہین کہ اس لاٹ کو شمس الدین التمش نے (جو قطب الدین ایبک کا غلام اور داماد اور جانشین تھا اور سنہ ۶۰۷ ہجری مطابق سنہ ۱۲۱۰ء مین دہلی کا بادشاہ ہوا ہے) اپنے عہد سلطنت مین بنایا ہے اور سید صاحب کی راے مین تتبع کتب تواریخ اور سیاق و سباق بادشاہون کے حال سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ اس لاٹ کی عمارت سنہ ۶۲۶ ہجری مطابق سنہ ۱۲۲۹ء کے بعد تمام ہوئی ہے بہر حال یہ لاٹ سلطان شمس الدین التمش کی بنائی ہوئی ہے اور یہ نشانی اُسی بادشاہ کی بلند ہمتی کی ہے بعد اُسکے جو بادشاہ ہوا اس عمارت کو عجیب و غریب سمجھ کر مرمت کرتا رہا اور مہنٹر کی تاریخ مین مذکور ہے کہ قطب الدین نے چند عمدہ عمارتین تعمیر کین چنانچہ خاص دار السلطنت مین قطب مسجد جسکے سڈول ستونونکی صفون پر عمدہ سنگتراشی کا کام ہے اُسکی یادگار ہے اور نیز قطب منار کی گاؤدم لاٹ جسپر قرآن کی سورتین پچےکاری کے کام سے لکھی ہوئی ہین پرانی دہلی کے ویرانے سے سر بلند کئے ہوئے نظر آتی ہے اے مارسڈن کی تاریخ ہند مین مرقوم ہے کہ قطب الدین نے دہلی کے قریب وہ قابل دید منار بنانا شروع کیا تھا جو اب تک قطب منار یا قطب صاحب کی لاٹ کے نام سے مشہور ہے لیکن اسکے عہد تک یہ مکمل نہین ہونے پایا تھا التمش کے وقت مین بالکل تیار ہوگیا

(۴) مسجد قوت الاسلام کے قریب ایک لاٹ کھڑی ہے اور یہ لاٹ ڈھلے ہوئے لوہے کی ہے جڑ مین اسکا محیط سوا پانچ فٹ اور طول ساڑھے اٹھارہ فٹ ہے جیسا کہ سیاحت ہند مین مذکور ہے اور سید احمد خان نے

اسکی اونچائی اسطرلاب کے عمل سے بائیس فٹ چھ انچ بتائی ہو اسپر جو اگلی حروفمین اسا گلی زبان مین کچھ عبارت کندہ ہے کہ وہ پڑھنے مین نہین آتی یہ لاٹ راے پتھورا کے عہد کی بنی ہوئی ہے اور اُسکے بنجانے مین لگی ہوئی تھی سلطان معزالدین محمد بن سام نے اسکو یہ سمجھ کر کہ چلو قیاس ہی سہی دن ہی دیکھنے کے کام آئیگا اور اس نشانی سے شوکت اسلام پائی جائے گی بدستور رہنے دیا ہوگا مگر راے پتھورا کے وقت مین بننا اسلئے ماننے کے قابل نہین کہ اُس کے وقت کی زبان اور حروف دونون صاف صاف تھے اور زمانہ موجودہ کے ہندوونکی زبان علمی اور حروف سے اُن مین کوئی اختلاف نہ تھا۔

## شاخہاے چوہان

چوہانون کی چوبیس شاخین ہوئی ہین اُنمین سے منجملہ موجودین نہایت مشہور کوٹہ و بوندی کی ریاستین ہین اُن دونون ریاستون کے رئیس ہاڑے کہلاتے ہین کیونکہ اُنکے ایک بزرگ استپال کی پیدائش ہاڑ یعنی ہڈیون سے قصے کے طور پر بائی گئی ہے وہ مغل بادشاہون کے ماتحت بڑے بہادر کارگذار تھے درمیانی چودھوین صدی عیسوی مین اُنھون نے میواڑکی مدد سے بوندی پر قبضہ کیا اور درمیانی سولھوین صدی عیسوی مین اکبر شہنشاہ کی ماتحتی قبول کی درمیانی سترھوین صدی عیسوی مین شاہجہان نے بوندی کا ایک پرگنہ جدا کرنے کے بعد بطور جاگیر اپنی طرف سے دیکر کوٹے کی علیحدہ ریاست بنائی ضعیف العمر شاہجہان شہنشاہ کے بڑے بیٹے دارا شکوہ کی رفاقت مین بمقابلے اورنگ زیب کے چھ بھائیون نے جان دی مگر اُن مین سے صرف ایک اتفاقاً جان بر ہوگیا۔ درمیانی انیسوین صدی عیسوی مین سرکار انگریزی کے حکم سے جھالرا پاٹن کے لیے تہائی علاقہ تقسیم ہوا۔ چوہانون مین سے ایک شاخ دیوڑہ بھی ہے جن کے بزرگون مین سے دیوراج نامی نے آخر چودھوین صدی عیسوی مین پرمار راجپوتون سے آبو کا قلعہ لے لیا تھا اُسکی اولاد اب ریاست سروہی پر قابض ہے راجپوتانہ مین ان تین خودمختار ریاستون کے سوا چوہانونکی پوربیہ شاخ مین اول درجے کے تین سردار۔ بیدلہ۔ کوٹھاریہ۔ اور پارسولی میواڑ کے ماتحت جاگیردار ہین۔ گاگرون اور راگھوگڑھ کے کھیچی اور جالور کے سوناگرا اور سانچور اور سوی باہ کے چوہان اور یادا گڑھ کے پوتبجہ راجپوتون اور سروہی کے دیوڑہ کے نام بہادری اور جوانمردی سے زندۂ دوام ہین کھیچی کو بابر کھینچ کوٹ لکھتا ہے۔ سوناگرا نام چوہانون نے اپنی قوم کے فرق کرنے کو رکھا تھا جس سے قدیم نام ملانی کا سوناگرا سے جاتا رہا کیونکہ وہ سوناگڑھ نام قلعے مین رہتے تھے جسکے معنے کوہ طلا ہین ٹاڈ نے اسیطرح لکھا ہے اور وقائع راجپوتانہ مین سونی گرا ہے اور بعض کتابونمین سون گرا وارد ہے۔

اکثر چوہان سردارون نے زمین نہ دینے کی غرض سے مذہب اسلام اختیار کر لیا ہے اول شخص جسنے جاگیر کے عوض اپنا مذہب تبدیل کیا پرتھی راج کا رشتہ دار ایشر داس تھا۔ قائم خانی وغیرہ آپنی ذکر روانی دیدہ و لیکن کہ زیادہ تر انمین سے شیخاواٹی مین رہتے ہین کم سے کم ہیں مشہور ترین راجپوت شاخون نے تبدیل مذہب کیا ہے۔ مگر راجپوتون کے اعتقاد کے خلاف نہین ہے کیونکہ بقول ٹاڈ منو کے قانون مین زمین کے واسطے

پھر چیز ودینی سعا لکھی ہے یہانتک کہ زمین کی خاطر جورو بھی چھوڑ دینی چاہئیے۔
ان چوہانون مین سے اوسوال مہاجن بھی نکلے ہین۔

## چوہانون مین ۲۴ شاخین ہین

(۱) چوہان (۲) ہاڑا (۳) کھی چی (۴) سون گرہ (۵) دیوڑہ (۶) پار بیہ (۷) گوگیل وال (۸) بھدوریہ (۹) نربھان (۱۰) ملانی (۱۱) پوربیہ (۱۲) سوترہ (۱۳) مدرا یچہ (۱۴) سنگرایچہ (۱۵) بھورایچہ (۱۶) بلایچہ (۱۷) تسیرا (۱۸) چچیرا (۱۹) رُوسیہ (۲۰) چندو (۲۱) نکم یا (۲۲) بھاکر (۲۳) بانکیٹ (۲۴) سانچورا

بعض کتابونمین دونام دھنیریہ اور باگیرچہ اس مین لکھے ہین اور سوترہ و چچیرا کو نہین شاید کھلوتون کے سورہ اور راٹھورون کے چچیرا کو سہوا یہان داخل کردیا ہے بعض مقامونپر نظر سے گذرا ہے کہ دھنیریہ راجپوتون کی ایک گوت ہے ان مین اور بندیلون اور پنوارون مین باہم شادی بیاہ کا سلسلہ جاری ہے اس گوت کے راجپوتون کا اصلی وطن قصبہ سہراسہ سرکار سارنگ پور صوبۂ مالوہ تھا کہ جو سلاطین مغلیہ کے دفتر مین سہار ریاباجی کے نام سے لکھا جاتا تھا۔

## مسلمان چوہان

قائم خانیون کا مورث اعلے موضع دورسے کے چوہان موٹے راو کا بیٹا کرمسی تھا جسے ۱۳۸۴ء مین دہلی کے بادشاہ فیروز شاہ تغلق کے عہد مین سید ناصر خان نے حصار مین مسلمان بنایا اور قائم خان نام رکھکر بیٹے کی مانند پرورش کیا پھر قائم خان کے دو بھائی اور بھی مسلمان ہوگئے جنکے نام زین الدین اور ظہیر الدین رکھے گئے ان تینون کی اولاد کا نام قائم خانی اور زین دانی اور جب دانی ہوا مگر اب تینون ہی قائم خانی کہلاتے ہین سید ناصر کے بعد قائم خان شاہی مصاحبت مین داخل ہوگیا اور حصار اسکو جاگیر مین ملا اسنے رفتہ رفتہ شاہی دربار مین بہت رسوخ حاصل کیا کسی قصور پر دہلی کے بادشاہ خضر خان نے خفا ہوکر دہلی کے قلعے پرسے اسکو جمنا مین گروادیا اور اسکے بیٹے تاج خان و محمد خان کو حصار سے باہر نکالدیا وہ عرصہ تک جیسلمیر اور ناگور مین رہے اور پھر دونون نے علیحدہ علیحدہ جاگیرین فتحپور اور جھونجھنون مین قائم کین جنمین ۱۷۳۰ء کے قریب تک انکی اولاد نواب کے خطاب سے حکومت کرتی رہی لیکن پھر شیخاوت کچھواہون نے دونون ریاستین کامیاب خان اور سہل خان سے چھین لین تو وہ مانڈو مین چلے آئے اور اب کامیاب خان فتح پور والے کی اولاد کو جاسن مین موجود ہے۔ قائم خانیون کی زیادہ تر آبادی شیخاوٹی مین ہی پائی جاتی ہے اور کچھ ہانسی حصار اور نارنول مین بھی جہان قائم خان کا تیسرا بیٹا اختیار خان رہتا تھا اور زیادہ تر معاش کی وجہ سے حیدرآباد دکن مین جا بسے ہین۔ بیشتر حصہ قائم خانیون کا اسلامی احکام سے واقف نہین ان مین راجپوتون کی بہت سی رسمین ابتک مروج ہین جیسے شادی مین توڑن باندھا جاتا ہے۔ نکاح کے بعد پھیرے بھی ہوتے ہین اور تیاگ بھی مراثی وغیرہ بانٹتے ہین اکثر قائم خانی راجپوتون کے موافق گلے مین طلائی پھول اور کانون مین مرکیا پہنتے ہین اور

اجنبی مسلمانون کے ساتھ کھانے پینے مین بھی پرہیز کرتے ہین۔ کیونکہ مارواڑ اور شیخاواٹی مین ان کا ایک حصہ ہے صرف اتنا فرق ہے کہ راجپوت انکو اُتار کر حقہ دیدیتے ہین اور ایک جو طلے پر دونون روٹی پکا لیتے ہین شیخاوت راجپوت بھی انکے میل جول سے گھن نہین کرتے اور بعض بعض قائم خانی ختنہ بھی نہین کراتے قائم خانی مرد دھوتی کا کثرت سے استعمال کرتے ہین اور کوئی کوئی پردہ انگرکھے کا اُلٹی جانب رکھتے ہین۔ عورتین گھاگھرا (لہنگا) اور ہاتھی دانت کا چوڑا (چوڑیان) پہنتی ہین ان مین پردہ بہت کم ہوتا ہے۔ نیز سیل ساتم اور ہولی دیوالی کا تیوہار بھی منایا جاتا ہے ماموں اور چچا کی بیٹیون سے شادی نہین کرتے مگر اپنی کھاپ مین کر لیتے ہین انکی کھاپون کا نام عقل خانی اور طاہر خانی وغیرہ انکے آبا و اجداد کے نام پر ہوتا ہے کئی قائم خانی اب پٹھانون اور سیدون کو بھی بیٹیان دینے لگے ہین مگر وہ لوگ انکو اپنی بیٹیان نہین دیتے قائم خانیون کی زیادہ تر رشتہ داری قرولی کے پٹھانون سے ہے۔ قائم خانی کھیتی۔ سپاہ گری۔ تجارت اور مزدوری کے پیشے اپنی حیثیت کے موافق کرتے ہین کوئی کوئی شیخاواٹی مین جاگیردار و جمعدار اور مارواڑ و حیدرآباد مین جمعدار و رسالہ دار بھی ہین کچھ سالون پہلے یہ چوری اور ڈاکہ زنی مین راجپوتون سے کم نہین تھے اور اب بھی ٹھگی و ڈکیتی کے محکمے مین انکی نگرانی رکھی جاتی ہے قائم خانی ڈیل ڈول مین تنومند مضبوط جفاکش اور بہادر ہوتے ہین لیکن ناخواندگی اور اکھڑپن انمین خصوصیت سے پایا جاتا ہے۔

## چالک جنھین سولنکھی یا سولنکی بھی کہتے ہین

آئین اکبری مین لکھا ہے کہ سولنکھی بضم سین مہملہ و واو مجہول و فتح لام و نون خفی و کسر کاف و ہائے خفی و سکون تحتانی ہے اگرچہ اگنی کُل کی اس نسل کی اس مدت قدامت تک تحقیق نہین ہے جیسی کہ پرمار اور چوہان کی معلوم ہے مگر سبب اس کا صرف یہی ہے کہ اسکی کتابین نہین ملتی ہین ورنہ ان کی عظمت و شہرت مین کسی طرح کوتاہی نہین ہے۔

بھاٹون کی روایت کے بموجب سولنکھی قبل اسکے کہ راٹھور قنوج پر قابض ہوئے سورون شہر لب دریائے گنگ کے راجہ تھے۔ کرسی نامے سے تصدیق ہوئی ہے کہ لوکوٹ جسے لاہور کہتے ہین انکا مسکن تھا اس واسطے ان کی ساکھا مثل چوہانون کے مادونی ہے تحقیق یہ ہے کہ آٹھوین صدی مین لانگھا اور توگرہ دو قومین ملتان اور قرب و جوار کے ملک مین رہتی تھین اور جب بھاٹیون نے جنگل مین بود و باش اختیار کی انکی بڑی مخالف تھین اور یہی لوگ واقع ساحل مالابار متصل بمبئی کے راجہ تھے۔ کلیان سے ایک شاخ سولنکھی کی لیکر خاندان چاوکات جو راس ساکن پٹن مین پیوند لگایا گیا یعنی ان دونون خاندانون مین باہم نسبت ہوئی پٹن کو انہل واڑہ بھی کہتے ہین اور نہروالہ کے نام سے مشہور ہے جیساکہ مرآت احمدی مین مذکور ہے۔ سمبت ۹۸۶ مطابق سنہ ۹۳۱ء مین بیج راج اخیر فرمانرواے چاوڑہ اس ریاست سے محروم رہا اور سولنکھی مولراج انہل واڑے کی گدی پر بیٹھا۔ اور اٹھارہ برس حکومت کی اسکے پسر چاونڈرائے کے عہد حکومت مین محمود غزنوی انہل واڑے پر حملہ آور ہوا اور اس کی بدو

نوٹ صفحۂ دس کے حاشیہ کے آخر مین جو مؤلف مرآت الہنود لکھا ہے اسکی جگہ مؤلف این کتاب پڑھیئے کیونکہ اول اول وقائع راجستان کا نام مرآت الہنود ہی تجویز کیا تھا پھر بدل دیا

چند مکانات بطور یادگار فتوحات خود تعمیر کئے منجملہ انکے ایک تعمیر بنام نہاد عروس بہشتی ایسی عمدہ تھی کہ اُسکی عظمت کو انسان کی بنائی ہوئی چیز نہین سے شاید کوئی پہنچ سکے مسلمان مورخون نے دولت مغروتہ کی تعداد اس کثرت سے لکھی ہے کہ یکایک یقین نہین آتا مگر جب انہل واڑے کی تجارت پر غور کیا جاے تو اُنکی تحریر مین مبالغہ نہین معلوم ہوتا ہے بعد معاودت محمود کے انہل واڑہ مین پھر وہی رونق ہوئی اور سدھ راے جے سنگھ کہ بانی ریاست سے ساتوین پشت مین تھا پھر فرمانروا ہوا - کرناٹک سے دامن کوہ ہمالیہ تک بائیس ریاستین اُسکے تحت حکومت ہوگئین مگر اُسکے بیوقوف جانشین نے چوہان پرتھی راج کو ناراض کر دیا اسلئے وہ راج سے محروم رکھا گیا اور پرتھی راج کے خاندان کا ایک شخص کمارپال (یا کمر پال) انہل واڑے کی گدی پر بٹھایا گیا - سدھ راے اور کمارپال دونون بدھ مذہب کے معتقد تھے - کمارپال کے جانشین بالو مالدیو کی ریاست تیرھوین صدی عیسوی مین شہاب الدین غوری کی فوج سے غارت ہوئی اور ۱۲۸۴ء مین یہ خاندان تو ختم ہوا لیکن سدھ راے کی اولاد مین سے باگھیلہ کا نیا خاندان بسیلدیو سے قائم ہوا اور مسلمانون کے ہاتھ سے جو نقصانات عائد ہوے تھے اُنکا دفعیہ ہونے لگا اور مندر سومنات نے دوبارہ رونق پائی - آخرش چوتھے راجہ کرن (یا گہیل کرن) کے عہد مین علاء الدین محمد شاہ خلجی نے انہل واڑہ کو دوبارہ اُجاڑ دیا - مندر آدھ ناتھ واقع کوہ شترنجیہ دیا سُرنجیہ کو اسلامی قربان گاہ قرار دیکر ایک مسلمان درویش مقرر کیا - بدھ کی مورتون کو شکست و ریخت کر دیا انہل واڑہ کی فصیل مسمار ہو کر بنیاد کھود دی گئی اور قدیم مندرون کے ٹکڑون سے پھر بھر دی گئی - سولنکھی نسل کے باقی ماندہ لوگ ملک مین متفرق ہوگئے اور سو برس تک بلا سرپرست رہے آخرکار انہین سے ایک شاخ باگھیلہ نے جو سدھ راے کے بیٹے باگھ راو کی اولاد مین سے ہے ملک کے ایک حصے پر قبضہ کیا جو باگھیل کھنڈ کے نام سے مشہور ہے - مہاراجہ ریوان اسی نسل سے خود مختار رئیس ہین - علاوہ باندوگڑھ کے باگھیلہ نسل کے چھوٹے چھوٹے رئیس ابتک گجرات مین ہین مشہور ترین پیتھاپور اور تھیراج ہین اور ایک روپ نگر کا ٹھاکر میواڑ کے ماتحت دوسرے درجے کے سردارون مین شامل ہے جو خاص سدھ راے کی اولاد ہونے کا دعوی کرتا ہے -

سولنکھیون کی سولہ بڑی شاخین ہین جن مین سے اکثر راجپوتانہ وغیرہ مین بستے ہین اور کسیقدر سندھ یا مسلمان ہوگئے ہین اور ایسے لوگ انبالہ وغیرہ کی طرف بھی رہتے ہین -

(۱) باگھیلہ - راجہ بگھیل کھنڈ دارالریاست باندوگڑھ اور رؤساے پیتھاپور و تھیراج و اداکچ وغیرہ
(۲) بیرپدہ - لُنواڑہ -
(۳) سپلے ہلا - کلیان پور واقع میواڑ بہ لقب راو ماتحت رئیس سلونبر -
(۴) بھُورتہ - باڑو ٹینکرا و چاہر واقع ریاست جیسلمیر اور جنگل مین مشہور غارت گر ہین اور سالوت کہلاتے ہین
(۵) کلاچہ - ایضاً
(۶) لانگھا - ملتان مین مسلمان ہین -

(۷) ڈوگرہ - پچھند مین مسلمان ہین -

(۸) بہرنگوٹ - ایضاً

(۹) سورکی - دکن مین -

(۱۰) رسنرکریا - گرناہ واقع سارشترہ مین -

(۱۱) راوکا - ٹوڈہ علاقہ جیپور مین -

(۱۲) رالی کیا - دیسوری علاقہ میواڑ مین

(۱۳) تان تیر - چاندبھر - شاکمبھر خونخوار غارت گر ہین ۱۸۱۸ع مین مہاراجہ سیندھیا نے کریم پنڈارے کو قید کیا تھا ۱۸۱۶ع مین فوج انگریزی کی یہان خونریزی ہوئی -

(۱۴) اکھیچر - زمین نہین رکھتے -

(۱۵) کھانڈورا - آنتوت وجاورہ واقع مالوہ -

(۱۶) گل ٹوڈر - گجرات مین ہین -

## پریہار یا پڑہار

اگنی کل کی اس آخری وکمترین نسل کا حال زیادہ نہین ہے پرہارون نے راجستان مین کوئی بڑا کام نہین کیا ہے اور وہ ہمیشہ دہلی کے تنورون اور اجمیر کے چوہانون کے مطیع وماتحت رہے ہین صرف ایک امر کہ ناہر راو نے خود اختیاری کے واسطے پرتھی راج کا مقابلہ کیا تھا تاریخ مین درج ہونے کی لائق ہے اگرچہ وہ کامیاب نہوا مگر اسکے نام کے ساتھ کوہ اراولی کا ایک گھاٹہ جہان معرکہ ہوا تھا مشہور ہوگیا ہے - منڈور جسے منڈاور بھی کہتے ہین پرہارون کا دارالحکومت تھا اور مارواڑ کا مقدم شہر تھا راٹھوڑون کی حملآوری سے بیشتر وہان انکی حکومت تھی وہ جودھپور سے پانچ میل شمال مین ہے اسمین چند جینیون کے مندر ہین حروف پالی کے کتبے اسمین اکثر پاتے ہین - قنوج کے مفرور راٹھورون کو پرہارون کے ملک مین پناہ ملی مگر انھون نے اس کا بدل دغابازی سے کیا یعنی چونڈا نامی راٹھور نے آخر چودھوین صدی عیسوی مین پرہارون کو بے دخل کرکے منڈور کی فصیل پر راٹھورون کا جھنڈا قائم کیا - میواڑ کے راجاؤن نے پرہارون کو پہلے ہی سے کمزور کررکھا تھا اسکا اکثر علاقہ دباکر رانا کا خطاب جو سابقاً صرف انھین کو حاصل تھا چھین کر اپنے خاندان مین جاری کیا - تیرھوین صدی عیسوی مین چیتوڑ کے راول نے منڈور فتح کیا اور اس کے رئیس کو مارا تھا - پرہار راجپوتانے مین پھیلے ہوئے ہین مگر کوئی خودمختار ریاست نہین رکھتے متفرق مقامات مین رعایا کے طور پر آباد ہین - موقع اتصال کنواری سندھ اور چنبل پر ان لوگون کی ایک آبادی ہے کہ علاقہ تنگہ جات واقع نالون کے ۲۴ دیہات مین بستے ہین وہ برائے نام مہاراجہ سیندھیا کے تحت حکومت تھے وقت اجراے سرشتہ انتظام ٹھگی ڈکیتی بنظر حفظ امن وعافیت ممالک لب دریاے چنبل دیہات مذکور علاقہ انگریزی مین داخل کئے گئے -

پرمار ون کی بارہ شاخین ہین اُن مین سے زیادہ مشہور اُن ڈوڈھ اور سوڈھ ہین جو سندھ مین ہین دونون لوگ
تو ٹی ندی پر بستے ہین -

## متفرق راجپوت قومین

### تنور

قدیم مشہور قوم ہے جسکو بعض لوگ یادؤں کی شاخ اور بعض علٰحدہ کہتے ہین لیکن صحیح ایسا معلوم ہوتا ہے کہ
وہ پانڈون مین سے نکلے ہین - بکرماجیت جسکا سنہ عیسوی سنہ سے چھپن برس پیشتر شروع ہوا ہی اس خاندان
سے تھا بعض اہل تحقیق بکرماجیت کو موری خاندان سے قرار دیتے ہین جو پرمارون کی ایک شاخ ہے -
دہلی قدیم (اندرپرستھ) جسکو یودھشٹر نے آباد کیا تھا اور حسب روایت آٹھ صدی تک ویران رہی تھی اُس کو
آننگ پال تنور نے سمبت ۸۲۰ مین پھر آباد کیا اسکے بعد عیسوی بیس پشتین ہوئین آخری رئیس پھر آننگ پال نامی
سمبت ۱۲۲۰ مطابق ۱۱۶۴ع مین ہوا وہ لاولد تھا اس سبب اپنے نواسے پرتھی راج چوہان کو گود لیکر متبنیٰ
کیا اور خود تارک ہوگیا جس سے تنور خاندان کا راج اجمیر کے چوہانون مین شامل ہوگیا اب تنورون کی کوئی
خود مختار ریاست نہین ہے - صرف نورپور وغیرہ کے جاگیردار پنجاب مین انگریزی وظیفہ خوار ہین جن کے
بزرگون مین سے راجہ باسو وغیرہ نے شاہجہان کے عہد مین کئی بار اطاعت و سرکشی کی تھی - اب تنورون کی صرف
دو ریاستین ہین ایک تنورگڈھ کنارہ راست دریاے چنبل جہان اُسکا جمنا سے اتصال ہوا ہے ؛ دوسری
پاٹن تورا واٹی علاقہ جیپور جسکا رئیس راجگان دہلی کے خاندان سے قرابت کا دعوے کرتا ہے -

### چاورا یا چورا

یہ قوم ہندوستان کی تاریخ مین ایک دفعہ بہت مشہور تھی اب برائے نام رہگئی ہے اور وہ بھی صرف بھاٹون کی
کتابون مین اُس کی اصل کا کچھ حال معلوم نہین ہے نہ شمسی نسل سے ہے اور نہ قمری سے پس غالب ہے کہ
سیتھین نسل سے ہو ہندوستان مین تو اس قوم کا نام بھی نہین جانتے - مثل دیگر اقوام نسل مذکور کے اُن صوبون
دریاے سندھ و جزیرہ نماے سوراشٹر تک محدود ہے - اگر واقع مین یہ لوگ غیر ملک کے ہین تو بہت قدیم زمانے
مین آکر رہے ہونگے کیونکہ اُنکے اکثر اشخاص کی میواڑ کے سورج بنسیون سے جس زمانے مین والی میواڑ بلبھی کے مالک
تھے رشتہ داری ہوئی ہے - چورا قوم کا دار الحکومت پہلے دیوبندر واقع ساحل سوراشٹر (گجرات) تھا اور یہ لوگ
سورج پرست تھے اور مشہور مندر سومناتھ مع چند دوسرے مندرون کے اس کنارے پر بانا تھ کے نام پر تعمیر
ہوئے تھے کہتے ہین کہ یہ سورج پرستون نے بنوائے تھے اور اس وجہ سے چورا کا نام سوزر (بفتح اول) اور اُنکے رہنے
کے ملک کا نام سوراشٹر مقرر ہوا کیونکہ سُوزر (واو معروف سے) سورج کا نام ہے اور جو سورج کو پوجتے وہ سوزر ہے -
آفت آسمانی سے یا جیسا کہ ہندو یقین کرتے ہین بحری چوری کی جزا مین جو دیو کے رئیس نے اختیار کی ہی

سمندر نے چڑھکر اُسکی دارالریاست کو غرق کردیا۔ چونکہ یہ کل ساحل بہت پست ہے اگر واقع مین ایسا ہوا ہو تو عجب نہین ہے اور شاید ایسا ہوا ہو کہ عرب لوگون نے جو اُس ملک مین تجارت کرتے تھے اپنے جہازونکی غارتگری کی علت مین اُنکو تنگ کرکے نکالدیا ہو چنانچہ اسکی تصدیق تاریخ میواڑ سے ہوتی ہے کہ وہان کے رئیس نے چورا راجپوتون کو براعظم اور جزیرہ نماے سارشترہ مین جہان سے وہ نکالے گئے تھے پھر قائم کیا پھر سمبت ۸۰۲ مین دیو کے رئیس نے انہل واڑہ پٹن کی بنیاد قائم کی تھی کہ بجاے بلبھی پورہ کے وہ شہر اس نواح کے ملک مین دارالحکومتہ ہوا۔ کتاب کھمان راسہ سے یہ بھی تحقیق ہوا ہے کہ قلعہ چیتوڑ پر مسلمانون نے اول حملہ کیا تو اُنکے مقابلہ مین قوم چورا کے سرگردہ چاتن سی نے والی میواڑ کو بہت مددی تھی لیکن یہ کھمان راسہ والے کی غلطی ہے اسوقت تک کوئی حملہ مسلمانون کی طرف سے چیتوڑ پر نہین ہوا تھا تاریخ فرشتہ سے معلوم ہوا کہ محمود غزنوی نے سارشترہ پر حملہ کرکے اُس کی دارالحکومتہ انہل واڑہ کو فتح کیا تب اُسکے رئیس کو بھی خارج کرکے بجاے اُسکے خاندان سابقہ سے جو قدامت و حسب و نسب مین مشہور تھا دابشلیم نامی رئیس کو مسند نشین کیا۔ اس نام کا پتہ نہین ملتا ہے۔ دابے ایک مشہور قوم تھی جسے لوگ چورا کی شاخ تبلاتے ہین اگر دابے اور چورا مرکب ہوکر دابشلیم غلط مشہور ہوگیا ہو تو عجب نہین ہے یا چورا سمہ جسکو بعض قدیم یادو کی شاخ تبلاتے ہین اُسمین ملا ہوا ہو۔ اب خاندان چورا مین کوئی بڑا رئیس نہین ہے صرف مانسہ وغیرہ کے چھوٹے جاگیردار گجرات مین باقی ہین۔ سارشترہ کے سارا یعنی چورا سردارون کی قدیم رشتہ داری سورج بنسیون سے باوصف انقضاے عرصہ زائد از یک ہزار سال اتبک جاری ہے اور باوجود مفلسی اور بے قدری کے چورا اتبک راناے اودیپور کی رشتہ داری کے لائق سمجھے جاتے ہین۔ چنانچہ رانا جوان سنگھ کی والدہ بھی چھوٹے سے چورا سردار گجرات کی بیٹی تھی۔ اب اُنکا کوئی خاندان ایسا نہین ہے جسکا حال لکھا جاے صرف ایام گذشتہ کی شہرت اُنکی ناموری کے واسطے کافی ہے۔

## جھالا۔ مکواہانہ

یہ لوگ کاٹھیاواڑ کے رہنے والے ہین اور اس قوم کے نام سے اُس ملک کا ایک حصہ جھالاواڑ کہلاتا ہے انکو میواڑ والونکی بدولت راجپوتانے مین عزت حاصل ہوئی اور یہ سورج بنسی اور چندر بنسی یا آتشی نسل سے نہین سمجھے جاتے لیکن وہ چندربنسی راجپوت ہونے کا دعوے کرتے ہین جسکا کوئی ثبوت نہین ملتا غالباً یہ شمالی ملک سے آئے ہوے بالا وغیرہ کے ہم قوم ہین جو اپنی طاقت اور لیاقت کے سبب راجپوتون مین شامل ہوے راجپوتانے مین اس وقت ایک ریاست جھالراپاٹن جسکو جھالاواڑ کے ساتھ بھی پکارتے ہین اس قوم والون کے قبضے مین ہے جو کہ کوٹے سے نکالکر بنائی گئی ہے اول درجے کے تین جاگیردار سادڑی۔ دیلواڑہ اور گوگندہ جھالا نسل مین سے میواڑ کے ماتحت ہین۔

جب رانا پرتاب کو شہنشاہ اکبر کی فوج نے بالکل دبالیا اور جھالا سردار نے اُس کی بڑی وفاداری و خیرخواہی کی تو اسکے جلدو مین رانا نے اُسکے ساتھ اپنی دختر کی شادی کردی اور اپنے دست راست نشست دی

مگر یہ امر کہ یہ عزت اُسکو صرف بعوض جانفشانی کے حاصل ہوئی تھی نہ بوجہ ۳۶ راج کلو مین شمار ہونے کے اس سے بخوبی ثابت ہے کہ زمانۂ مابعد کے ایک رانا نے ظالم سنگھ جھالا کے ساتھ جو راج کوٹہ کا منتظم حکران تھا اپنے ایک سردار کی دختر کی شادی بمشکل تمام منظور کی تھی اور ظالم سنگھ اور راناوت رانی کے خلف مادھو سنگھ کو اس رشتہ داری کی وجہ سے اپنے ہم مرتبہ لوگون سے اعلے ترین رشتہ داری کرنے کا منصب حاصل ہوا۔

## گوڑ

یہ نسل اگرچہ راجپوتانے مین کبھی ترقی پر نہین ہوئی مگر بزرگ سمجھی جاتی ہے اس نسل سے قدیم راجہ بنگالے کے فرمانروا تھے اور اُنکے نام سے وہان کا دارالحکومتہ لکھنوتی گوڑ مشہور ہوا۔ یہ لوگ بنگالے کے بعد اجمیر کی طرف نامور ہوسے۔ پرتھی راج کے معرکو نمین اُنکا بطور مشہور سردارون کے ذکر ہے۔
شاہجہان شہنشاہ نے راجہ بٹھلداس گوڑ کو جسکی اولاد مین راج گرمہ ضلع اجمیر کے جاگیردار ہین اُسکی بہادرانہ خدمتون کے سبب قلعہ رنتھنبور عطا کرکے مثل دوسرے راجاؤن کے پنجہزاری منصب دیا تھا سنہ ۱۸۰۹ء مین راجپوتانے کے سوا ان کا مالوے کا رہاسہا ملک بھی مرہٹون کے ہاتھ سے جاتا رہا اور بارہ لاکھ کی آمدنی مین سے اب صرف پچاس ہزار سالانہ کی جاگیر ان کے پاس رہ گئی ہے۔ گوڑون کی پانچ شاخین ہین (۱) اُنتاہر (۲) سِل ہالا (۳) تُور۔ بواو معروف (۴) دُوسینا (۵) بُودانو۔

## کاٹی

راجپوتانہ اور سارشترہ ہر دو ممالک کے مؤرخ متفق ہین کہ کاٹی قوم ہندوستان کی شاہی نسل سے ہے جزیرہ نما مغربی کی نہایت مشہور اقوام مین سے یہ قوم ہے کہ اُس ملک کا نام سوراشتر سے کاٹھیاواڑ کردیا ہے اور عوام مین اسکا تلفظ کاٹھیاواڑ ہے اس ملک کے کل باشندون سے صرف کاٹی لوگون نے ہی مذہب و وضع واطوار سے اپنی ستھیا اصل کو قائم رکھا ہے۔ سکندر کے زمانے مین اُنکی بودوباش اُس گوشے مین تھی جہان پنجاب کی پانچون ندیون کا اتصال ہوا ہے انھین کے مقابلے مین سکندر خود چڑھکر آیا تھا اور ایسا سخت مقابلہ ہوا کہ اسکی جان بمشکل بچی۔ اُس زمانے سے ابتک کاٹی قوم کا برابر پتہ لگتا آتا ہے پرتھی راج کی لڑائی مین کاٹی بڑے نامور رہے اُسکے اور اُسکے مخالف جےچندر راٹھوڑ والی قنوج یعنی طرفین کے لشکرونمین اس قوم کے سردار تھے جیسلمیر کی روایتونمین مذکور ہے کہ بھاٹیون کا کاٹیون سے مقابلہ ہوا تھا اور خود کاٹیون کی تاریخ مین درج ہے کہ دریاے سندھ کے جنوب مشرقی کنارے سے وہ آٹھوین صدی مین اس ملک مین آئے تھے اور کاٹی اب بھی سورج کی پرستش کرتے ہین جو ستھین لوگون مین جاری تھی۔

## ہن

چھتیس اقوام راج کل مین ہن بھی داخل ہین یورپ مین اس قوم نے بڑی بربادی وتباہی کی ہو انکی اصل مغل بتلاتے ہین ہندوستان مین گپت خاندان کی تباہی اس قوم کے ہاتھ سے ہوئی یہ قوم سنہ ۵۰۰ء کے قریب

پنجاب میں آکر آباد ہوئی تھی یہاں سے چلکر یہ لوگ جمنا کی تلہٹی میں پہونچے اور اسوقت کے گپت راجہ پر غالب آئے ان کے سردار کا نام تورمان تھا اس نے سنہ ۵۰۰ء کے قریب اپنے آپکو مالوے کا راجہ بنایا اور مہاراجہ کہلوایا اسکے بعد اسکا بیٹا مہرگل گدی پر بیٹھا یہ بڑا بے رحم تھا اسنے اتنے آدمی قتل کرائے کہ آخر مگدھ کا راجہ بالادت وسط ہند کے ایک راجہ یسودھرمن کی مدد سے بڑی بھاری فوج لیکر اسکے مقابلے پر آیا اور ۵۲۸ء میں ملتان کے قریب کھروڑ کے مقام پر شکست دے کر اسکو اور اسکی فوج کو ہند سے نکالدیا اگرچہ کسیوقت میں یہ لوگ کل ہندوستان میں ہوے ہیں مگر شمالی ملک کی تاریخ میں ان کا بالکل پتہ نہیں لگتا۔ چتوڑ پر مسلمانوں کا حملہ ہوا تب انگت سی نامی ہن کا سردار بھی مع اپنی جمعیت کے مقابلے کے واسطے دیگر ہنود کے شامل ہوا تھا۔ قدیم روایت سے سکونت اس قوم کی دریاے چمبل کے مشرقی کنارے پر قدیم مقام باڑولی (بواڈ مہول) پر تھی اور سناگر جاوری کا مشہور مندر ایک ہن رئیس کی شادی کا مقام ہے اور کہتے ہیں کہ وہ دوسرے کنارے پر بھی جہان بھینزوڑ ہے قابض تھا۔ یہ قوم بالکل معدوم نہیں ہوئی ہے چندگھر ترکی ساونی میں بڑودے سے تین کوس پر اور ایک گاؤن واقع جزیرہ نما میں موجود ہیں گو ذلیل ہو کر دیگر اقوام میں شامل ہوگئے ہیں۔

## بالا

مؤرخوں نے اس قوم کو راج کل میں لکھا ہے ان کا دعوے ہے کہ ہم سورج بنسی ہیں اور بالا یا بایا نامی ہمارا مورث اعلے رام کے پسر کلان لو کی اولاد میں تھا انکی اول آبادی سارشترہ کے اس مقام پر تھی جو نہایت قدیم زمانے میں ڈھانک کہلاتا تھا بعد ازان مونگی پٹن کہلایا۔ قرب وجوار کا ملک فتح کرکے اسکا بالا کھیتر نام رکھا اس ملک کا دارالحکومت بلبھی پورہ تھا اور خود ملقب بالارائے مشہور ہوے اسطرح انکو میواڑ کے گہلوتوں سے قربت کا دعوے ہے اور یہ امر بعید از قیاس بھی نہیں ہے۔ کیونکہ اس خاندان کے لوگ مدت تک سارشترہ پر حکمران رہے ہیں۔ گہلوتوں نے مہادیو کی پرستش شروع کی اس سے پیشتر سورج کی پرستش کرتے تھے اسلئے انکو سمعین ہونے میں بالاسے بہت مشابہت ہے مگر بالا اندر بنس میں ہونے کا دعوے کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ بالک پتر میں جو اٹوڑ واقع دریاے سندھ کے حکمران تھے۔ اب اسکی تصحیح غیر ممکن ہے مگر قیاس سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ وہ بھارتھ سیٹھل (دریاے جہول) نامی رئیس کی اولاد میں سے ہیں کہ اسنے ارور کو آباد کیا تھا۔ کاٹی بھی بالاؤں میں سے نکلنے کا دعوے کرتے ہیں اور انکا لقب فرمانروایان ملتان وٹھٹھہ ہے اس کی اس سے تصدیق ہوتی ہے کہ تیرھوین صدی میں بالاؤں کو میواڑ پر حملہ کرنے کی طاقت تھی اور مشہور رانا ہمیر کی اول مہم یہ ہوئی کہ اس نے چی ٹولہ کے بالا رئیس کو ملا تھا۔ ڈھانک کا رئیس بھی بالا ہے اور یہ قوم اب بھی بڑی سمجھی جاتی ہے۔

## جہٹوہ یا کمری

یہ قدیم نسل ہے اور اسکو راجپوت کہتے ہیں اگرچہ مثل جھالا کے سارشترہ سے باہر اسکو بھی کم جانتے ہیں مگر اسی طرح اس کے نام سے بھی اس ملک کا ایک حصہ جیٹواڑہ کہلاتا ہے۔ اس قوم کے رئیس کے قبضے میں جزیرہ نما

مغربی ملک ہے رئیس رانا کہلاتا ہے اور اسکا مسکن پوربندر ہے۔ جیتواڑے کے بھاٹ کہتے ہین کہ اس نسل کے ایک سو تیس راجہ زمانۂ سلف مین ہوئے ہین اور آٹھوین صدی عیسوی مین اُن مین سے ایک کی شادی دہلی کے تنور خاندان مین ہوئی تھی اُس زمانے مین جیتوہ کا نام کمر وتھا اور دار الحکومۃ گوملی تھا کہتے ہین کہ بارھوین صدی مین سہل کمر رئیس گوملی کو شمال کے حملہ آورون نے نکالا تھا اُسوقت سے کمر نام جاتا رہا اور جیتوہ رکھا گیا یہ قوم ہنومان سے کہ بہ شکل بندر ہوا ہے پیدا ہونے کا دعوے کرتی ہے اور اُسکی تصدیق مین کہتے ہین کہ ہمارے رئیس کاٹھیاواڑ کے رانا پونچھیرہ یعنی دُم دار ہوئے ہین۔

اور یہ اُنکی جہالت ہے ہنومان عَلَم ہے راجہ کرناٹک کے بھائی سگریو کے وزیر اعظم اور سپہ سالار کا جبکہ رام چندرجی کی بی بی سیتاجی کو جنگل سے لنکا کا راجہ راون جبراً اپنے ساتھ لے گیا تو رامچندر نے آغاز جنگ سے پیشتر ہنومان کو راون کے سمجھانے کو بھجوایا جب صلح و صلاح سے راون راہ راست پر نہ آیا تو ہنومان سیتا کو تسلی و تشفی دیکر واپس چلا آیا۔ بعض کہتے ہین کہ پونچھیرہ سے مراد یہ ہے کہ ان راناؤن کی پشت کی ہڈی باہر نکلی ہوئی تھی۔

## گوہل

یہ ممتاز نسل کسیقدر واجبیت کے ساتھ سورج بنسی ہونے کا دعوے کرتی ہی گوہلونکی بودوباش جوناکھیر اگرہ لونی ندی کے خم واقع میواڑ پر تھی مگر یہ معلوم نہین کہ کتنی مدت تک رہے انھون نے اس مقام کو اصلی بھیل رئیس مسمی کھیروہ سے لیا تھا اور بیس پشت تک قابض رہے۔ بعدازان بارھوین صدی مین راٹھوڑون نے انکو بیدخل کیا وہان سے سارشترہ مین جاکر انھون نے پیرم گڑھ مین قیام کیا وہ مقام بھی تباہ ہوا اب ایک شاخ بگوہ ٹھہری۔ راجہ نندن نگر معروف نندود شہر کی لڑکی سے شادی کی اور اپنے خسر کی جائداد چھین لی اس رئیس مسمی شوم بال سے نندود کے رئیس نرسنگھ تک ستائیس پشتین شمار کی جاتی ہین۔ دوسری شاخ سیہور مین مقیم ہوئی اور بھونن نگر اور گوگو شہر آباد کئے گوہلون کا مسکن بھون نگر خلیج کے ہی کے کنارے پر واقع ہے اور سارشترہ کا مشرقی حصہ گوہلواڑہ کہلاتا ہے۔

## ڈوڈیہ

اگرچہ اس نسل کا نام کل کرسی نامون مین ہے مگر اسکی تاریخ سابقہ بالکل مفقود ہوگئی ہے البتہ اس قدر معلوم ہے کہ پرتھی راج نے انکو فتح کرنے مین اپنا بڑا فخر سمجھا تھا۔ ایک ڈوڈیہ نسل کا ٹھاکر سردار گڑھ میواڑ کے ماتحت سردارون مین پچیس ہزار سالانہ کی جاگیر رکھتا ہے۔

## چندیلہ

انکو بعض مؤرخون نے راجپوتون کی ۳۶ نسلون مین سے لکھا ہے یہ لوگ بارھوین صدی عیسوی مین بہت زبردست تھے اور کل سرزمین واقع دریاے جمنا و نربدا جو اب بندیلون اور باگھیلون کے قبضے مین ہے اُنکے تحت مین تھی اُنکی پرتھی راج سے لڑائی ہوئی اس لڑائی سے چندیلے پست ہوگئے اور کھیروالون ربندیلون کو فتح آسان

ہو گئی اور اُنکے بڑے شہر کالنجر دموہنی اور موہوبہ پر بھی انھون نے قبضہ کر لیا۔

## گھیروال یا بُندیلہ

راجستان کے راجپوتون مین گھیروال نسل کا حال بالکل معلوم نہین ہے اور اگرچہ بوجہ بہادری کے اُنکو اپنی صحبت کے لائق سمجھتے ہین مگر اُنکی اصل مین اعتراض کرکے رشتہ داری کے لائق نہین سمجھتے گھیروال نسل کی قدیم ریاست کاشی یعنی بنارس مین تھی اُن کا مورث اعلے گھُورتاج دیو تھا۔ اُس سے ساتوین پشت مین جشوندانے بندوباسنی پر بڑا جگ کرکے اپنی اولاد کو بندیلہ کا لقب دیا اس سے گھیروالون کا لقب بندیلہ ہو گیا اور جس ملک مین اس نسل کی مختلف شاخین بجاے چندیلون کے مسکن گزین ہوئین وہ بندیلکھنڈ کہلاتا ہے بندیلون نے بڑی طاقت حاصل کی۔ بُندیلاان پر کی چندیلونپر فتح کی تاریخ سنہ ۱۲۰۰ء کے قریب ہے اُس سے تیرھوین پشت مین مدھوکر شاہ نے بیتوہ ندی پر شہر اورچہ آباد کیا اور نر سنگھ دیو راجہ اورچہ نے جہانگیر کے ایماسے اُسکے باپ اکبر کے وزیر ابوالفضل کو ہلاک کیا۔ زمانۂ اکبری سے انتہاے سلطنت مغلیہ تک بندیلون نے کل بڑی مہمات مین ناموری حاصل کی اور جیسی کہ دتیہ اور اورچہ کے بندیلہ رئیسون نے وفاداری وجانفشانی سے خدمات انجام دین راجپوتانے کے کل بہادر رئیسون مین سے کسی نے نہ کین۔ اورچہ کا بھگوان شاہجہان کی فوج کا ہراول اُسکا بیٹا شبھ کرن اورنگ زیب کی مہم دکن مین نہایت ممتاز سپہ سالار تھا اور دلپت میدان جاجو مین مارا گیا۔ اب بندیلے بندیلکھنڈ مین پنّا۔ چرکھاری۔ اورچہ۔ اور دتیاوغیرہ ریاستونپر خود مختار مین مگر لقب گھیروال صرف اُنکے اصلی گھرونمین ہے۔

## بڑگوجر

یہ نسل سورج بنسی ہے اور صرف یہی ایک نسل رام کے خلف کلان لو کی اولاد مین ہونے کا دعوے کرتی ہی لیکن بھاگوت وغیرہ سے لو کے اولاد ہونے کا پتا نہین چلتا اسیلیے بڑگوجرون کے اس دعوے کے لیے ثبوت درکار ہے۔ بڑگوجرون کے قبضے مین ڈھونڈھار کا بہت ملک تھا اور قلعہ راجور کہ راج گڑھ واقع ریاست الور سے پندرہ میل مغرب مین ہے اُنکا دارالحکومت تھا راج گڑھ اور الور بھی اُن کے قبضے مین تھے۔ راجور دیوتی کی قلیل ریاست کا بہت قدیم دارالحکومت تھا وہان کے حاکم بڑگوجر نسل کے راجپوت تھے۔

جس زمانے مین راجہ سوائی جے سنگھ دوم بطور صوبہ کے ملکون کی حکومت کرتا تھا بڑگوجر اپنی مختصر بائیسی سے سلطنت کی نوکری کرتے تھے اور اُس زمانے مین انوپ شہر لب دریاے گنگ مین متعین تھے ایکبار راجہ جے سنگھ نے ایک بڑگوجر کے ہاتھ سے بھالے کا زخم اُٹھاکر فتح سنگھ بن بیر پوریہ کو کہ ڈیڑھ سو ٹھاکرون کا افسر تھا پانچہزار سوارون کے ساتھ بڑگوجرونکی تباہی کے لیے بھیجا اُسنے یہ خبر سنکر کہ بڑگوجر رئیس گنگور منانے کے واسطے راجور سے جاتا ہے وہ بھی روانہ ہوا اور قاصد کی زبانی کہلا بھیجا کہ فتح سنگھ بن بیر پوتہ نے سلام کہا ہے اور خود بھی آتا ہی نوجوان بڑگوجر سے کہ لڑائی سے بالکل بے خبر تھا اور تہوار کی خوشی مین مصروف تھا قاصد کو مرڈالا اور فوج

پہونچتے ہی خود بھی مر مار کر قتل ہوا اور اسطرح بیجے سنگھ نے دھونی اور راجور سے بڑگوجرونکو بے دخل کیا اور اُنکے
ملک پر قبضہ کر لیا کل ملک جو اب اوکی ریاست مین داخل ہے اُنکے قبضے مین تھا۔ راجور بہت قدیم مقام اور
بڑگوجرون کا دارالحکومت ہے۔ چند بھاٹ نے اُس کا حال بہت لکھا ہے۔ اور پرتھی راج کی لڑائیون مین
بڑگوجرون کا بہت ذکر ہے۔

کچھواہون نے بڑگوجرون کو اس ملک سے خارج کیا تب ایکگروہ نے انوپ شہر لب دریاے گنگ مین پناہ
لی اور وہان سکونت اختیار کی۔

## سِنگار



اس قوم نے کبھی شہرت نہین پائی اُنکی صرف ایک ریاست جگ نوہن پور لب دریاے جمنا ہے

## سِکَروال

یہ قوم بھی مثل سنگار کے راجپوتانے مین کبھی مشہور نہین ہوئی ہے اور نہ اب کوئی اُن مین سے خودمختار رئیس باقی ہے
اگرچہ اُنکے نام سے کنارہ راست دریاے چنبل پر ضلع جادون سے ملحق ایک ضلع سکروار مشہور ہے اور مہاراجہ سیندھیا کے
علاقے مین داخل ہے یہ لوگ اب صرف زراعت پیشہ رہ گئے ہین اس قوم کی وجہ تسمیہ قصبہ سیکری قریب فتحپور
سے ہے کہ وہان کسی زمانے مین اُنکی خودمختار ریاست تھی۔

## بَیس

یہ قوم ۳۶ راج کُل مین سمجھی جاتی ہے مگر چند کی فہرست مین نہین اور نہ کمار پال چرتر مین اس کا کچھ ذکر ہے
اس سے سورج بنس کی ایک شاخ معلوم ہوتی ہے۔ ایک چینی سیاح ہیون تسانگ کے سفرنامے سے
معلوم ہوتا ہے کہ قنوج مین ساتوین صدی عیسوی تک یہ لوگ راج کرتے تھے اب یہ لوگ بکثرت ہین اور
ایک وسیع ضلع واقع ملک دوآبہ گنگا و جمنا اُنکے نام سے بیسواڑہ کہلاتا ہے۔

## داہیہ

یہ قدیم قوم ہے اور اسکی بودوباش لب دریاے سندھ جہان اُسکا ستلج سے اتصال ہوا ہے تھی اگرچہ اس قوم کے
لوگ چھتیس کلو مین سمجھے جاتے ہین مگر اب اُنکا کچھ پتا و نشان نہین ہے جیسلمیر کے بھاٹون کی تاریخ مین اُنکا ذکر
ہے۔ اُن کے نام اور مقام مسکن سے گمان ہوتا ہے کہ یہ وہی لوگ تھے جنکو سکندر نے داہیہ لکھا ہے۔

## جوہیہ یا جوئیہ

یہ قوم اس سرزمین مین رہتی تھی جہان داہیہ تھی اور ہمیشہ اُس سے متعلق رہی ہے مگر گاڑھا مین ہوکر ہندوستان
کے شمالی جنگل مین پھیلی تھی اور قدیم تاریخ مین جنگل دیس یعنے ہریانہ۔ بھٹنیر۔ اور ناگور
کے راجہ کہلاتے ہین۔ یہ قوم بھی اب معدوم ہے۔ جوہیہ اور داہیہ جو بیکانیر مین کسی زمانے مین راجپوت
تھے اب اہل اسلام ہین۔

## موہل

اس قوم کا صرف اسیقدر حال معلوم ہے کہ ریاست حال بیکانیر قائم ہوئی اسوقت تک بڑے خطۂ ملک پر آباد تھی یہانتک
کہ راٹھوڑون نے اُنکو تباہ کرکے نکال دیا۔ راٹھوڑون نے ناگور کو بھی قوم موہل سے فتح کیا جن کے قبضے مین چودہ سو
چالیس گانون تا بآخر پندرہ صدی تھے۔ باتفاق اقوام مالن و ملانی و مالیہ کے کہ اب سب معدوم ہین قوم موہل
مالی کی اولاد مین تھی اور مالی جن کا دارالحکومت ملتان تھا سکندر کی دشمن تھی اور ملتان اصل مین موہلستان تھا
دوسری روایت یہ ہے کہ ملانی ایک فرع یعنی ساکھا چوہان کی ہے اور مالن ملانی قوم کے مورث کا نام معلوم ہوتا
ہے اور مالی اور ملانی ایک قوم ہوگی۔ اس مالی قوم نے سکندر کا مقابلہ دریاے سندھ کی فروع پر کیا تھا یہ قوم اب نابود
ہوگئی ہے اور چھ سو سال پیشتر بھی ایسی گمنام تھی کہ بوندی کے ایک راو نے جو قوم ہاڑا سے تھا ایک مالنی عورت کے ساتھ
شادی کی تھی اور کتاب انساب سے نہین پایا جاتا تھا کہ اس سے شادی کرنی ممنوع ہے مگر ایک ذی ہوش
کبیشر یعنی شاعر نے عدم جواز اس شادی کا ثابت کیا لہذا طلاق اور کفارہ وقوع مین آیا۔

## داہریہ

کمارپال چرتر کے بموجب یہ نسل ۳۶ گلو مین سے ہے جن رئیسون نے مسلمانونکی حملہ آوری پر چتوڑ کے موری راجہ کی
حمایت کی تھی اُن مین داہر دیس پتی نامی دیبل واقع سندھ کا راجہ تھا۔ تاریخ چتوڑ مین اس رئیس کا ذکر اگرچہ مختصر ہے
مگر بڑی عزت کے ساتھ لکھا ہے۔ کیونکہ یہی داہر ملک سندھ کا کلی مالک تھا اور اُس کے دغا سے مارے جانے کا حال
ابو الفضل نے مفصل لکھا ہے۔ سنہ ۹۹ ہجری مین خلیفۂ بغداد کے سپہ سالار قاسم نے اُسپر حملہ کیا اور کمال سختی سے پیش آیا
مگر معلوم نہین کہ داہر اس رئیس کا نام تھا یا اُسکی قوم کا نام تھا۔ راجپوتانے کی تاریخ مین اسیطرح لکھا ہے اور اسمین
کئی غلطیان ہین ایک تو یہ کہ محمد بن قاسم خلفاے بغداد کا سپہ سالار نتھا اسوقت تک بغداد کی خلافت کا خواب
بھی نہین دیکھا گیا تھا وہ عبدالملک بن مروان کا سپہ سالار تھا جسکی خلافت کا پایہ تخت دمشق تھا دوسرے
محمد بن قاسم نے داہر کی زندگی تک سندھ سے آگے قدم نہین بڑھایا اور داہر کے بعد صرف کشمیر تک گیا اور اپنی
سرحد مضبوطی سے قائم کی جہان راجہ داہر اور راجہ کشمیر کی سرحد ملتی تھی اور نہ داہر دغابازی سے مارا گیا بلکہ سخت
مقابلے کے بعد کام آیا جسکی تفصیل یہ ہے کہ عبدالملک بن مروان کی خلافت کے زمانے مین حجاج بن یوسف ثقفی
والی عراقین و خراسان نے نوخیز و نوعمر محمد بن قاسم بن محمد بن حکم بن ابی عقیل ثقفی کو سندھ کی فتح کے لیے مامور
کیا جسکی عمر اُسوقت پندرہ برس کی تھی جیسا کہ بلاذری کی فتوح البلدان مین ہے اور سترہ برس کی عمر کی بھی ایک
روایت اسمین آئی ہے سندھ کے فرمانروا داہر نے اسکی فوجون کا مقابلہ دلیری اور شجاعت سے کیا پانچ دن سخت
خونریز جنگ ہوئی پانچوین دن کی جنگ مین راجہ داہر کے ہاتھی پر جسکی عماری مین وہ بیٹھا ہوا تھا جلتا ہوا
روغن نفط ایک مسلمان نے مارا اُسمین آگ لگ گئی اور شعلے اُٹھنے لگے ہاتھی گھبرا کے بھاگا اور پانی مین
گھس گیا بہت کوشش سے باہر نکالا گیا مگر اُسنے لڑائی کی طرف نہین بلکہ قلعے کی طرف رخ کیا راجہ کے دہین

جوش شجاعت و غیرت پیدا ہوئی اگرچہ زخمی تھا ہاتھی سے اُتر پڑا اور نہایت جوانمردی دکھائی لڑتے لڑتے
رہا پھر ایک عربی شخص سے جسکا نام قسم بن ثعلبہ بن عبداللہ بن حسن الطائی تھا مقابلہ ہو گیا عرب نے تلوار کا
ایک ایسا بھرپور اور نستا ہوا ہاتھ مارا کہ تلوار سر سے گردن تک کاٹ گئی اور راے داہر نے زمین پر گرتے ہی اپنی
پیاری جان کے ساتھ سندھ کے ہندو راج کا خاتمہ کر دیا۔ اسکا قتل جمعرات کے روز دسوین تاریخ ماہ مبارک رمضان
سنہ ۹۳ ہجری مطابق جون ۷۱۲ء کو وقوع مین آیا تھا اُسکی لاش کے ساتھ آلور مین رانی ستی ہوئی۔ محمد نے اُن تمام
قلعون اور شہرون پر جو آلور کی ریاست کے ماتحت راے داہر کی قلمرو مین لب دریاے سندھ پر واقع تھے قبضہ کر لیا
دیبل بھی اُسی کے ماتحت تھا اور یہ اُس عہد مین سندھ کے عظیم الشان مشہور و معروف شہرونمین تھا۔ غربی
ہند کا مرجع عام تھا اور اُسکے عظیم الشان مندر کی نہایت وقعت مانی جاتی تھی سندھ مین اُن دنون زیادہ تر مذہب
بودھ کے لوگ تھے اور یہ بت خانہ بھی اُنھین کا تھا جسمین بدھ کی مورت رکھی ہوئی تھی۔

ایک شخص جسکا نام قاضی اسمٰعیل بن علی تھا آلور مین رہتا تھا اُسکے پاس عربی زبان مین سندھ کی ایک تاریخ
تھی جسمین محمد بن قاسم کی لڑائیون کے حالات مذکور تھے ایک شخص کوفے کا رہنے والا علی بن حامد بن ابی بکر نام
آلور مین اُس سے ملا اور کتاب مذکور کو اس سے حاصل کر کے سنہ ۶۱۳ ہجری مین ترجمہ کر ڈالا اور نام اُس کا
منہاج الدین رکھا جسکی شہرت چچ نامے کے ساتھ ہوئی کیونکہ داہر والی سندھ کے باپ کا نام چچ تھا۔

اس کتاب مین لکھا ہے کہ بوقت کشتن راے داہر دو دختر او دوشیزہ از حرم راے داہر گرفتار آمدہ بودند محمد قاسم
بدست خادمان حبشی بحضرت بغداد فرستادہ بود خلیفہ وقت ایشان از اہل حرم سراے سپرد تا تیمار دارند کہ روزے
آسایند کہ شایستہ شبستان شوند۔ بعد از مدتے ذکر ایشان بر خاطر عاطر خلیفہ یاد آمد بفرمود تا ہر دو را بہ شب حاضر
آوردند ولید عبدالملک ترجمان را پرسید کہ حال ایشان تعین کند کہ از ایشان مہتر کدام ست تا او را نگاہ داشتہ آید
تا وقت دیگر آن خواہر دیگرش را باز طلبیدہ شود۔ مہتر گفت کہ نام من سورج دیوی ست کہتر گفت
کہ نام من پرمل دیوی ست مہتر را باز طلبیدہ و کہتر را باز گردانیدہ کہ او را نگاہ دارند چون او را بنشاند روے
باز کرد خلیفہ او وقت در روے نگریست و بہر حسن و جمال و کمال او مفتون شد و غمزہ خون خوار او صبر از دل او بر بودہ دست
در سورج دیوی زد و بجانب خود کشید سورج دیوی برخاست و گفت بقا باد شاہ را کہ من بندہ شایستہ شبستان
شاہ نتوانم بود۔ امیر عادل عماد الدین محمد قاسم ما را سہ روز بنزدیک خود داشت آن گاہ بخدمت دار الخلافہ فرستاد
مگر رسم شما چنین ست این فضیحت پادشاہ را روا ندارد خلیفہ را آن لحظہ غایت عشق او استیلا پذیرفتہ بود و مہار
شکیبائی از دست او بستہ از غیرت آن امکان تجسس و تفحص نداشت و پروانہ بخط خود تمہید کردہ کہ محمد قاسم
بہر موضع کہ رسیدہ است باید کہ خود را در چرم خام گیرد۔ و بدار الخلافہ مراجعت نماید۔

اسکا مطلب مع تصریح یہ ہے کہ راجہ داہر کی دو حسین و نازنین بیٹیان مسلمانون کے ہاتھ مین ماخوذ ہوئین
اُن مین سے ایک کا نام سورج دیوی اور دوسری کا پرمل دیوی تھا محمد بن قاسم نے ان لڑکیون کو بہ حفاظت تمام

حبشی غلاموں کی حراست مین بغداد روانہ کیا خلیفۂ وقت نے انکو چند روز تک آرام لینے کے لیے اپنی حرم سرا مین بھیجدیا
اسکے بعد خلیفہ کو خود ہی لڑکیان یاد آئین اور اُسکے حکم سے سامنے لا کے پیش کی گئین خلیفہ ولید بن عبدالملک نے
مترجم سے کہا کہ ان سے پوچھو کہ تم دونون مین سے بڑی کون ہے سورج دیوی نے کہا مین بڑی ہون خلیفہ نے
بڑی بہن کو اپنی خلوت مین بلایا اور چھوٹی کو دوسرے وقت کے لیے اُٹھا رکھا اب سورج دیوی نے اپنا گھونگھٹ جو
کھولا تو سلطان اُسپر ہزار جان سے عاشق ہوگیا مگر لڑکی نے عرض کیا کہ مین حضور کے بستر راحت کے قابل نہین
ہون اس لئے کہ محمد بن قاسم نے ہم دونون کو تین دن تک اپنی خلوت مین رکھکر حضور کے عشرت سرا مین بھیجا ہے شاید
یہان ایسا ہی دستور ہو مگر بادشاہون کو تو ایسی رسوائی کا متحمل نہونا چاہیے خلیفہ تو اسکے حسن پر دیوانہ ہی ہو رہا تھا یہ جملہ
سنتے ہی اسمین اتنی تاب نہ رہی کہ ذرا تحقیقات بھی کرلے فوراً قلم دوات طلب کیا اور خاص اپنے ہاتھ سے لکھکے یہ حکم نامہ
جاری کردیا کہ محمد بن قاسم جہان کہین ہو اپنے آپ کو بیل کی کچی کھال مین سلوا کے دارالخلافۃ مین پہنچا دے کہتے ہین کہ محمد
بن قاسم اودے پور مین تھا کہ اُسے یہ منشور خلافت ملا اُسنے نہایت اطاعت کیشی کے ساتھ فرمان خلافت کے سامنے
سر جھکا دیا یہ قصہ صرف چچ نامے کے بیان پر تمام مشرقی بلاد مین اور فارسی مورخون کے نزدیک نہایت مشہور ہے حتے کہ
تاریخ فرشتہ مین بھی مذکور ہے انگریزی مورخین نے بھی جن لوگون کا ہاتھ فارسی خزانون تک پہونچا ہے بڑے اعتماد و یقین
کے ساتھ اسکو نقل کیا ہے لیکن مغربی ممالک اور عربی مصنفین اس واقعہ سے اسیقدر نا آشنا ہین جسقدر کہ فارسی مورخون
اور انگریزی حکومت کی بدولت ہندوستان مین اسکی شہرت ہے۔ طبری۔ بلاذری۔ یعقوبی۔ ابن اثیر۔ ابو الفدا
اور ابن خلدون وغیرہ کی کتابین اس لغو قصے سے خالی ہین حالانکہ سب کا اس امر پر اتفاق ہے کہ ۹۶ھ ہجری
مین ولید نے انتقال کیا تو اُسکے بھائی سلیمان نے خلیفہ ہوتے ہی محض حجاج بن یوسف کے عناد سے جو ۹۵ھ ہجری
مین مرچکا تھا محمد بن قاسم کو جو حجاج کا بھتیجا اور داماد تھا ولایت سندھ سے معزول کرکے اُسکی جگہ یزید بن ابی کبشہ
سکسکی کو مقرر کرکے محمد بن قاسم کو قید کرادیا اُس کے ساتھ قتیبہ و موسے وغیرہ کی بھی جان گئی۔ اس قصے کے بے سر و پا
ہونے کا پہلا ثبوت تو یہی ہے کہ لکھا ہے کہ دونون لڑکیان بغداد روانہ کی گئین حالانکہ بنی امیہ کے آخر عہد تک
دمشق ہی دارالخلافۃ رہا بغداد کا دارالخلافۃ ہونا درکنار اسوقت تک اُس نام کا کوئی شہر مشہور و معروف
نہ تھا بغداد کو بنی عباس کے دوسرے خلیفہ ابو جعفر منصور نے ترقی دیکر شہر کے حیثیت کو پہونچایا دوسرا ثبوت
یہ ہے کہ اُس عہد سے آجتک قریب قریب محال ہے کہ دو بہنین ایک ہی مسلمان سے اپنی حیات مین ہم بستر ہو سکین
ولید کی نسبت ایسا اتہام کسیطرح قیاس مین نہین آسکتا تیسرا ثبوت یہ ہے کہ محمد بن قاسم کا اودے پور مین ہونا
غلط ہے اسلیے کہ خود چچ نامے ہی کے بیان سے وہ اودے پور نہین گیا تھا بلکہ ملتان ہی مین مقیم تھا اودے پور مین صرف
وہ سفیر گیا تھا جو خلیفہ کا خط لیکے قنوج روانہ کیا گیا تھا چوتھا ثبوت یہ ہے کہ ولید کے حکم سے محمد کا ہلاک ہونا غلط ہے
کیونکہ ولید اسوقت زندہ نہ تھا ۸۶ھ ہجری مین عبدالملک مرا تو اُس کا بیٹا ولید تخت نشین ہوا اور اسی کے عہد
مین ۹۳ھ ہجری مین داہر مقتول ہوا لیکن محمد قاسم کا واقعہ قتل ولید کے بھائی سلیمان کے ذاتی عناد سے ولید کی

وفات کے بعد ظہور مین آیا تنبیہ فلسفہ تاریخی کا یہ ایک راز ہے کہ جو واقعات جس قدر زیادہ فہرست پکڑ جاتے ہین اسیقدر انکی صحت زیادہ مشتبہ ہوتی ہے۔

## داہمہ

اس قوم کا صرف بڑا نام باقی رہگیا ہی جنکی ہمات وسخاوت کو بھاٹ بڑے فخر سے مشہور کیا کرتے تھے اسکا نام بقضائے مدت سات صدی سے صرف کتابون مین رہ گیا ہے۔ داہمہ بیانہ کا راجہ اور پرتھی راج چوہان کے زبردست سرداروںین سے تھا۔ اس خاندان کے تین بھائی سلطنت مین بڑے عہدونپر ممتاز تھے اور جس زمانے مین کہ انمین سے بڑا بھائی کیماس وزیر رہا ہے چوہانون کی تاریخ مین بڑا عمدہ زمانہ گذرا ہے وہ دشمنون کے حسد سے مارا گیا۔ دوسرا بھائی پُنڈیر سرحد پر بمقام لاہور سپہ سالار تھا اور تیسرا چاونڈرائے جس لڑائی مین پرتھی راج سے شہاب الدین شکست کھا کر لوٹ گیا تھا اسمین افسر تھا اور شہاب الدین کے ہاتھ سے مارا گیا۔ بعض کہتے ہین کہ اس وقت نہین مارا گیا بلکہ دریائے سرستی کے کنارے تھانیسر کے میدان مین جب پرتھی راج مع کل فوج سواران مارا گیا اسمین افسر تھا۔ شہاب الدین کے مورخون نے بھی داہمہ چاونڈرائے کی شجاعت کی داد دی ہے اسکا نام کھانڈے رائے لکھا ہے۔

چوہانون کی سلطنت کے ساتھ یہ نسل بھی معدوم ہوگئی پرتھی راج کا اکلوتا بیٹا رین سی چاونڈرائے کی بہن سے پیدا ہوا تھا مگر وہ دہلی کی شکست کے بعد زندہ نرہا۔ بھاٹ نے بیانہ کی عظمت اور پرتھی راج اور داہمی رانی کی کیفیت اسطرح پر لکھی ہے وڑونادھار پہاڑ کی چوٹی پر کہ اسکے وزن سے شیش ناگ دب گیا ہے بیانہ کا محل بشکل کیلاش واقع ہے۔ داہمہ کے تین پسر اور دوحسین دختر تھین خدا کرے کہ اس کل جگ مین اسکا نام ہمیشہ رہے۔ ایک دختر کی میوات کے راجہ سے شادی کی اور دوسری کی چوہان کے ساتھ اسکے جہیز مین آٹھ حسین عورتین تریسٹھ لونڈیان سو گھوڑے عراقی نسل کے دو ہاتھی دس ڈھال دولھا کے واسطے ایک سو چوبیس تیلیان سونے تھے ایک ہزار اشرفیان دی ہین۔ بھاٹ نے اخیر مین لکھا ہی کہ داہمہ نے اپنے خزانے کو سیم وزر سے خالی کیا ہے اور خلائق کی تحسین وآفرین سے بھرا ہے اور داہمی رانی سے بیش بہا جواہر یعنی رین سی پیدا ہوا ہے نوٹ بیانہ کو درونادھار بھی کہتے ہین۔

## سُرویا یا سارس پیسے

اس نسل کا صرف یہی حال معلوم ہے کہ کسوقت مین مشہور تھی اگرچہ بھاٹون کی فہرست مین درج ہے مگر اصل مین کھتری قوم سے نکلی ہے۔

## سلار

سین مہلہ کے کسرے وفتحہ دونون سے

اس نسل کا بھی صرف نام رہ گیا ہے اور بدھ مذہب کے تجارت پیشہ لوگ اب اس نسل سے ہین کہ انمین سے

اکثر کی اصل راجپوتون سے ہے۔

## دابی

کسیوقت مین یہ نسل سوراشٹر مین مشہور تھی بعض لوگ اسکو یادو کی شاخ بتلاتے ہین اگرچہ اکثر مورخون نے اسکو علیحدہ بھی لکھا ہے۔ اب نہ انکے پاس ملک ہے نہ تعداد مین زیادہ ہین۔

## رنکمبہ

تاریخ مین تو اس قوم کی بہت شہرت ہے مگر اب صرف اسی قدر دریافت ہوتا ہے کہ گہلوتون سے پہلے ماندل واقع میواڑ کی مالک تھی۔

## راج پالی

اس قوم کا حال جسکو مورخون نے راج پالے یا راج پالی کا یا صرف پالا کرکے لکھا ہے بہت کم دریافت ہوتا ہے مگر البتہ یہ صحیح ہے کہ سوراشٹر مین رہتی تھی۔

## راجپوت نسلون کی کل تعداد

ٹاڈ کی فہرست مین راجپوتون کی ۳۸ نسلین درج ہین اور چند کبیشر کی فہرست مین ۳۰ اور کمار پال چرتر زبان سنسکرت مین ۳۲ اور کمال پال چرتر زبان گجراتی مین ہی ۳۲ اور فہرست کھیچی کبیشر مین ۳۶۔

## انکے علاوہ دیگر فہرستون مین یہ نسلین اور لکھی ہین

تورکا۔ اسوریہ یا سارجہ۔ سی پٹ۔ کرجال۔ ہرنے را۔ دھن پالی۔ اگنی پال۔ سکرتکہ۔ گوبیالا۔ اوبھا یا لکہ۔ ترتندلیکہ۔ ہرپال۔ موکرہ۔ کے رسیر۔ بربے ٹہ۔ باورتیہ۔ مارو۔ چوراسیہ۔ کھانت۔ سرکھیرہ۔ راولی۔ مسانیہ۔ بلائی۔ ہالا۔ باہریہ۔ چاہل۔ مارلیہ۔ مانٹ وال۔ کال چورک۔ ابھیریا۔ اہیر۔ موکارہ۔ دابیہ۔ ڈیوٹ۔ کھرور۔ بھاگڈول۔ موٹ دان۔ موہر۔ گگیر۔ کرچیو۔ چادلیہ۔ کارہ۔ سلالہ۔ چندرک۔ چاپوٹ۔ کٹ۔ سندو۔ آنگہ۔ یاٹنک۔ ڈیڈیوتہ۔ کریت پال۔ کوٹ پال۔ کانی کل۔ چارک۔ (یا کرچرا) تنبیہ گوجر قوم کو بھی کرنل ٹاڈ نے راجپوتوںمین ملایا ہی تاریخ مالوہ کا مؤلف کہتا ہے کہ میری دانست مین یہ قوم راجپوتون سے جدا ہے کہتے ہین کہ ایک راجپوت نے کوئی عورت ویش یا شودر یا چمار قوم کی اپنی زوجہ بنالی تھی اس سے لڑکا پیدا ہوا وہ لڑکا گوجر قوم کا بانی ہوا۔

## فہرست اقوام زراعت پیشہ وچوپان

ابھیر جنکو اہیر کہتے ہین۔ گوند۔ گرمی جس کو کولبی بھی کہتے ہین۔ گوجر۔ جاٹ۔

## فہرست چوراسی اقوام تجارت پیشہ

(۱) سری سری مال (۲) سری مال۔ (۳) اوسوال (۴) بگھیروال (۵) دیندو (۶) کھنڈیلوال (۷) پیروال (۸) ہرسورا (۹) سرروال (۱۰) پلی وال (۱۱) بھمبو (۱۲) کھنڈیل وال (۱۳) ڈہل وال (۱۴) دگے ودوال

(۱۵) ڈی ساوال (۱۶) گوجروال (۱۷) سوہوروال (۱۸) اگروال (۱۹) جالیوال (۲۰) مانت وال -
(۲۱) گجوبی وال (۲۲) کورتاوال (۲۳) چھپے تڑوال (۲۴) سونی (۲۵) بھٹ وال (۲۶) ناگرو (۲۷) ماد
(۲۸) مل ہے ترا (۲۹) لار (۳۰) گیول (۳۱) کھریٹہ (۳۲) بوفوریٹی (۳۳) دسورہ (۳۴) بسروال -
(۳۵) ناگ درہ (۳۶) گربیرا (۳۷) بھیوڑہ (۳۸) میوارا (۳۹) نرسنگ پورہ (۴۰) کھٹے تڑوال
(۴۱) تیج موال (۴۲) ہنیروال (۴۳) سنرکیرا (۴۴) بیس (۴۵) سُٹوکھی (۴۶) کم بُروال (۴۷) جینوال
(۴۸) بھکیلوال (۴۹) اودوچٹ وال (۵۰) بامن وال (۵۱) سری گرو (۵۲) بھاگروال (۵۳) ملی وال
(۵۴) ٹی پوڑہ (۵۵) ٹی لوٹا (۵۶) اٹ بجگی (۵۷) لادی ساکا (۵۸) ریدپورا (۵۹) کیمجو (۶۰) کسٹورا
(۶۱) بہابوگہر (۶۲) بٹ مو (۶۳) یدموورا (۶۴) میٹھریا (۶۵) ڈھاکروال (۶۶) منگورا (۶۷) گوئیل
(۶۸) موہوروال (۶۹) جی تورہ (۷۰) کاکلیہ (۷۱) بھارتے جا (۷۲) انڈورا (۷۳) ساچورا (۷۴) بھونگروال
(۷۵) منڈاہلکو (۷۶) برہمنیہ (۷۷) باگریا (۷۸) دِندو ریہ (۷۹) بودوال (۸۰) سوڑپیہ (۸۱) اوڑوال
(۸۲) نفاگ (۸۳) ناگورہ - ایک کم ہے -

## ساکھا کا مطلب

راجپوتون کی قوم کے ہر ایک نامور آدمی کے نام سے اُسکی اولاد علیحدہ گوتر سے مشہور ہوتی ہے اسے ساکھا کہتے ہین جیسے کچھواہون مین بن بیر کی اولاد بنویر پوتہ کہلاتی ہے اور شیخ جی پسر موکل کچھواہے کی اولاد شیخاوت کے نام سے پکاری جاتی ہے اور سیسودیہ چونڈا کی اولاد چونڈاوت کہلاتی ہے کبھی کسی ملک اور خاص مقام سے بھی نام پڑ جاتا ہے جس طرح مارواڑ مین رہنے والے مارواڑ راٹھوڑ اور میرتہ والے میرتیہ کہلاتے ہین اور سیسودا گاؤن کی بود و باش سے سیسودیہ مشہور ہوئے ہین -

ا تنی راجپوت قومونکی ساکھا نہین ہین -

جالیہ - پیشانی - سوہاگنی - چاہیرہ - ران - سی الہ - پوٹیلہ - گوتجیر - مالن - اُوہر - ہُول - باچک - پاتڑ - کے رنج - گوکک - بوسہ - بیرگوت -

## راجپوتون مین مسند نشینی کا قاعدہ

راجپوتون مین یہ رواج ہے کہ اگر چھوٹا لڑکا ایک دفعہ بجاے بڑے کے قابض ریاست ہو جاے تو گو ہمیشہ ایسا نہو مگر عمداً بڑے کی اولاد ہمیشہ کو اس سے محروم ہو جاتی ہے اور بڑے کی اولاد کو عمداً چھوٹا بننے نہین دے سکتا

## سردار یا جاگیردار

راجپوتانے کی ہر ایک ریاست مین تین چار درجے کے جاگیردار ہوتے ہین جن کو کسی فوجی کارگذاری یا رئیس کی رشتہ داری سے جاگیرین ملی ہین اول گروہ کی جاگیرین پچاس ہزار روپیہ سالانہ سے لاکھ یا اس سے بھی زیادہ تک ہوتی ہین انکو سال بھر مین دسہرہ وغیرہ جشنون مین یا کسی خاص شادی وغیرہ کے موقع پر راجدھانی مین

حاضر ہونا پڑتا ہے میواڑ میں تین چار مہینے جودھپور اور جے پور میں سال تمام فوج کی معمولی جمعیت حاضر رکھنی پڑتی ہے پہلے زمانے میں یہ لوگ فوجی افسر مقرر کیے جاتے تھے جس کے ذریعے عمدہ کارگزاری دکھلانے کا پورا موقع ملتے تھے اب جنگ و فساد کا کم اتفاق ہوتا ہے کسی بڑے معاملے میں صلاح لینے اور سرکاری عہدہ داروں کی پیشوائی کا کام انکے سپرد کیا جاتا ہے ان کی تعداد دس سے بیس تک ہوتی ہے جیسے اودے پور میں سولہ جودھپور میں بارہ اور جے پور میں آٹھ گنی جاتی ہے۔ اب کسی قدر تبدیلی سے ان میں کمی بیشی ہو گئی ہے کیونکہ ریاستیں چاہتی ہیں کہ انکی لاولدی میں جاگیریں خالصہ ہو جائیں اور متبنی نہ رکھا جائے۔

پنڈت سکھدیو پرشاد جو جودھپور میں مدار المہام ریاست تھے انھوں نے وہاں اس کارروائی کا اجرا کر کے کئی جاگیریں خالصے میں شامل کرا دیں جب وہ اودے پور میں مدار المہامی کے عہدے پر آئے تو میں نے اپنی کتاب مذاہب الاسلام انکو بھجوائی جسکے شکریے میں انھوں نے مجھکو چٹھی لکھی اور جب ایکبار مہارانا فتح سنگھ جی کی دعوت کی تو مجھکو بھی مدعو کیا بعد اسکے ان سے محبت پیدا ہو گئی میں نے ایک دن ان سے ایک شیرازی معزز شخص شمشیر بیگ کی جاگیر کی ضبطی کے ذکر کے سلسلے میں کہا کہ اس کارروائی پر جاگیرداروں نے اظہار ناراضی اور عذر ضرور کیا ہو گا جواب دیا کہ انکو اور افسران گورنمنٹ کو سمجھا دیا گیا کہ جاگیر صرف جاگیردار اور اسکی اولاد کی شان اور مراتب قائم رہنے کے لیے دی جاتی تھی اس سے یہ مقصود نہیں ہوتا تھا کہ ہمیشہ کے لیے ریاست سے اسقدر ٹکڑا علیحدہ رہے پس جبکہ جاگیردار کی صلبی اولاد باقی نہ رہے تو جاگیر کا دوسرے کی طرف منتقل ہونا نامناسب تھا۔

میرے نزدیک یہ جواب باصواب نہیں کیونکہ اسطرح تو گورنمنٹ انگریزی بھی ریاستوں کی نسبت کہہ سکتی ہے کہ صلبی اولاد نہونے کی صورت میں ریاست پر غیر شخص کو متبنی کرنا ضرور نہیں۔ چنانچہ سرکار کمپنی کے عہد میں گورنر جنرل ڈلہوزی نے اس عذر پر کئی ریاستوں کو سرکاری خالصے سے ملحق کر لیا تھا جس قاعدے کو لارڈ کیننگ نے غدر کے بعد منسوخ کیا۔

ان تینوں اول درجے کی ریاستوں کے سوا لاکھ روپیہ سالانہ کی جاگیریں کسی اور جگہ نہیں ہیں صرف کوٹے کے راج میں اس قسم کے دو تین سردار ہیں۔ ایک درمیانی یا منجھلا درجہ اس قسم کے سرداروں کا ہوتا ہے جو رئیس کے اہل خاندان ہونے کے سبب خاص عزت رکھتا ہے اور جنکو بابا اور مہاراج خطاب سے پکارا جاتا ہے انکی جاگیریں بیس ہزار سے پچاس ہزار روپیہ سالانہ تک ہوتی ہیں اور انکی تعداد میں بھی تبدیلی ہوتی رہتی ہے۔ رئیس کے لاولد گذر جانے کی صورت میں جہاں ان میں سے قریب رشتہ دار اور مناسب معلوم ہوتا ہے بڑے درجے کے سرداروں اہلکار لوگوں کی صلاح اور سرکار انگریزی کی منشا سے والی ریاست کا جانشین بنایا جاتا ہے۔

دوسرا گروہ دس ہزار سے پچاس ہزار روپیہ سالانہ تک جاگیریں پاتا ہے بعض وقت انہیں سے بھی رئیس کے صلاحکار اور ملکی یا فوجی عہدہ دار بن جاتے ہیں یہ پہلے گروہ کی بہ نسبت صدر میں زیادہ حاضری دیتے ہیں اور انکی تعداد چالیس پچاس تک ہوتی ہے۔

تیسرے درجے کے جاگیرداروں کی زمین پانچ ہزار روپیہ سالانہ یا اس سے کم گذر کے لائق ہوتی ہے یہ اکثر ریاست کے جلاقہ نہین حاکمون کے پاس بطور مددگار فوج کے حاضر رہتے ہین اور کسی ضرورت پر صدر مین بھی طلب کئے جاتے ہین جہان ان سے کوئی حضوری نوکری لی جاتی ہے۔ یا کسی دوسرے سردار وغیرہ کا فساد روکنے کو انھین ریاست کی فوج کے شامل بھیجا جاتا ہے۔ ان کا شمار بڑی ریاستون مین کئی سو تک ہوتا ہے۔

یہ سب جاگیردار ریاست کو معمولی خراج اور ضرورت کے وقت معمولی امداد دیتے ہین بڑا قصور یا فساد کرنے کی سزا مین جاگیر تغیر پا کر کسی دوسرے رشتہ دار کو دی جاتی ہے اور کوئی حق دار نہ ہونے کی حالت مین خالصہ ریاست کے شامل کی جاتی ہے۔

سرداروں کے سوا دوسری قسم مین خیرات یعنی مندر۔ برہمنون اور پجاریون وغیرہ کی جاگیرین بھی جاتی ہین جن سے اکثر محصولات معاف ہین۔ تیسری قسم مین اہلکارونکی جاگیرین گنی جاتی ہین جن کی آمدنی دس یا بیس ہزار سالانہ سے زیادہ نہین ہوتین ان جاگیرون کے عوض بعض جگہ حاضری و ملکی کام لیا جاتا ہو اور بڑے قصور پر ملکی سے ضبط کر لی جاتی ہین۔

نوٹ بڑے بڑے جاگیرداروں سے بہت دفعہ ریاستون کو بجائے فائدے کے نقصان پہونچا ہے کیونکہ صرف دشمن کے مقابلے مین جاگیردار ریاستون کے مددگار پائے گئے ہین لیکن وہ خود اپنے معاملات مین ریاستون کا زیادہ دباؤ پسند نہین کرتے۔ اس طرح آپس کی رنجش اور فساد مین جو خرابیان اور نقصان ظاہر ہوتے ہین انسے باہر کے دشمنون کو فائدہ اٹھانے کا خوب موقع مل جاتا ہے۔ سردارون کو سزا سے سرکشی دینے کی ریاست کو قوت نہین اس علم سے انکے غرور و تمرد مین اضافہ ہوتا ہے بعض سردار ساروقون کو پناہ دیتے ہین اور مال مسروقہ مین سے حصہ لیتے ہین ہر ایک جاگیردار اپنے علاقے کا حاکم مطلق ہے اور فوجداری و دیوانی مین اختیارات کلی استعمال کرتا ہے۔

## راجپوتانے کی وجہ تسمیہ

سوا چھ لاکھ راجپوتونکی بستی اور زیادہ تر راجپوتون ہی کی بڑی بڑی ریاستون کے مجموعے کے سبب سے یہ خطہ راجپوتانہ مشہور ہے بعض کتابون مین ہندی کا لفظ رائے تھانہ لکھا ہے اس ملک کا نام زبان مروجہ مین رجواڑہ ہے لیکن درحقیقت یہ لفظ صحیح راجستھان ہے یعنی راجاؤن کا ملک انگریزون نے اس کو بگاڑ کر راجستان قرار دیا ہے۔

ملک ہندوستان کے مغرب مین یہ قطعہ ملک واقع ہے اس حصہ ملک مین بڑے بڑے اور معزز راج ہین یہان کے حکمران خاندان صدہا برس سے مسلسل یکے بعد دیگرے اپنی اپنی ریاست کا انتظام کرتے چلے آتے ہین۔

## حدود راجپوتانہ

عجیب اتفاق ہے کہ اس ملک کے طرفین یعنی مشرق و مغرب مین سندھ نامی ندیان واقع ہین مغربی سندھ

تو جس کو قریب پشاور مین اٹک کہتے ہین اور ملک سندھ مین ہوکر گذری ہو مشہور و معروف ہے مگر مشرق مین بھی ایک سندھ ندی ہے کہ مالوے مین سرونج سے بارہ میل جنوب مغرب مین پہاڑون مین سے نکلکر بجانب شمال نروَر اور بعدازان شمال مشرقی سمت مین سرحد بندیلکھنڈ و گوالیار تک رواں ہوکر بعد ۲۶۰ میل جمنا مین شامل ہوئی ہے۔ اس مشرقی سندھ سے مشرق کیطرف کے ہندو رئیس غیر قوم اور اس وجہ سے راجستان سے خارج سمجھے جاتے ہین۔

پس راجپوتانہ جسکی تعریف اوپر کی گئی خطوط عرض بلد شمالی ۲۳ درجہ ۱۵ دقیقہ اور ۳۰ درجہ اور خطوط طول بلد مشرقی ۶۹ درجہ ۳۰ دقیقہ اور ۷۸ درجہ ۱۵ دقیقہ کے درمیان واقع ہو اُسکے شمال مین بھٹیانہ حصار و رہتک و گڑگانوہ کے اضلاع انگریزی واقع ہین مشرق مین گڑگانوہ متھرا اور آگرہ کے اضلاع انگریزی اور راج گوالیار جنوب مین علاقہ جات مہاراجگان سیندھیا و ہلکر و گائیکواڑ و جاورہ و اضلاع انگریزی متعلقہ احاطہ بمبئی مغرب مین سندھ اور مغرب و شمال مین ریاست بہاولپور اور ملک بھٹیانہ واقع ہین۔ راجپوتانے کا طول زیادہ سے زیادہ جیسلمیر کی مغربی حدود سے دھولپور کی مشرقی حد تک پانسو میل عرض ریاست بیکانیر کے شمالی سرے سے بانسواڑے کی جنوبی حد تک چارسو نوے میل کے قریب ہے۔ رقبہ ایک لاکھ اٹھائیس ہزار نوسو ستاسی میل مربع۔ آبادی ایک کروڑ کے قریب ہے۔

## جغرافیہ راجپوتانہ

ایسے کثیر الرقبہ ملک کی قدرتی ہیئت اور کیفیت کا مختلف ہونا لازمی ہے اور واقعی یہ حال ہے کہ اُس کے ایک حصے کی صورت حال دوسرے سے بالکل مطابق نہین مثلاً جس شخص نے جنوب مشرق ممالک میواڑ و ہاڑوتی کی زرخیز اور چکنی سیاہ زمین کو دیکھا ہے وہ شمال مغرب کے ویران وحشت انگیز ریگستان کو پسند نہین کر سکتا اور اسیطرح جسنے جنوب مغربی کوہستان کی سیر کی ہے وہ مشرقی سیر حاصل و آباد ان اضلاع کو اُن سے مشابہ نہین کر سکتا۔ باعتبار قدرتی اوضاع و اطوار کے راجپوتانے کو علیحدہ قسمون مین تقسیم کیا جائے تو کل ممالک کو جو کوہ اراولی سے شمال اور شمال مغرب مین واقع ہین اور اُنکا مربع قریب ستر ہزار میل ہے اور مارواڑ و بیکانیر و جیسلمیر و شیخاواٹی اُن مین داخل ہین ایک قسمت مین شمار کئے جائینگے البتہ اس مین بھی بعض جا بجا خطہ جات سیراب ہین مگر علی العموم کل ملک ویران بیابان ہے کہ جا بجا ریت کے ٹیلے اور کہین کہین پہاڑیان ہین اور جون جون مغرب کی طرف بڑھتے جائین یہ ویرانی زیادہ نمایان ہوتی ہے اس ریگستان و مالوہ و ماڈھوتی کی ہموار زمین کے درمیان کوہ اراولی واقع ہے اُسکے اجزاے مسلسل پھیل کر ریت کو مشرق کیطرف بڑھنے نہین دیتے اور جہان یہ پہاڑی ہے وہان کوہستانی مٹی ہے اودیپور کا جزو اعظم اور بانسواڑہ و ڈونگرپور و پرتابگڑھ کی ریاستین اس قسمت مین داخل ہین یہ حصہ اگرچہ کوہستان ہے مگر قطعات اراضی جو ان پہاڑون کے درمیان واقع ہین چکنی سیاہ مٹی کے ہین اور اُنمین روئی افیم نیشکر اور گیہون اجناس اعلے پیدا ہوتی ہین۔ ہاڑوتی کی ریاستون مین کہ جنوب مشرقی قسمت ہے پہاڑ اور میدان عنقریب برابر ہین اور میواڑ کے پہاڑون کے مقابلے مین پہاڑ

کم بلند ہین تاہم انسے آمد و رفت کی راہ بند ہے اڈوتی خوشنما ملک ہے اُسمین سرد رختی بہت ہے اور زمین اُسکی اول قسم کی ہی ۔ مشرقی اور متوسط حصے مین غلہ بکثرت پیدا ہوتا ہے شمال مین الور کے قریب اور جنوب مین قرولی کے گرد و نواح کی زمین پہاڑون سے گھری ہوئی ہے مگر درمیان مین بہت کشادہ و خوشنما پہاڑ ہین اور زمین نرم ممالک متحدہ کی زمین سے بہت مشابہ ہے ۔ اس طرف کی آبادی بحساب مربع میل دیگر حصص کی آبادی سے بہت زیادہ ہے ۔

## قلعجات

ملک کے ہر حصے مین قلعے بنے ہوسے ہین بعض چھوٹی چھوٹی متفرق پہاڑیون پر ہین بعض بڑے مسلسل پہاڑون پر ہے اور بعض صرف زمین پر ۔ زمانۂ سلف کی ان یادگارون سے ملک کی تاریخ صاف نمایان ہے غرضیکہ ہر گانون مین جو کسیقدر بڑا سمجھا جاتا ہے چھوٹا یا بڑا قلعہ موجود ہے اور ہر ایک مین توپ و سامان جنگ رہتا ہے ۔ ان قلعون مین سے اکثر غیر ممکن التسخیر سمجھے جاتے تھے اور افواج ایشیائی کے مقابلے مین واقعی وہ ایسے ہی تھے مشہور تر قلعون مین رنتھنبور ۔ جالور ۔ گاگرون ۔ شیر گڑھ ۔ شاہ آباد ۔ کونبل گڑھ ۔ چیتوڑ گڑھ ۔ تارا گڑھ ۔ جیسلمیر ۔ ہنومان گڑھ ۔ بیانا ۔ آمیر ۔ گوالیار ۔ جیسلمیر ۔ اور بھرت پور ہین ۔ اور اب تک وہان کے لوگون کو اسقدر احتیاط ہے کہ پردیسی آدمی کو قلعے کے اندر بہت پس و پیش سے جانے دیتے ہین ۔

## راجپوتانے کے پہاڑ اور زمینونکی کیفیت

اس ملک مین بڑا پہاڑ ارا ولی یا ارولی ہے یہ پہاڑ کہ جنوب مغرب مین حدود سروہی و میواڑ سے شمال مشرق مین اجمیر سے بیس میل تک پھیلا ہوا ہے راجپوتانے کو دو غیر مساوی حصون مین منقسم کرتا ہے اور درمیان مغربی بے برگ ریگستان اور مشرقی و جنوبی زرخیز و سیراب سرزمین کی قدرتی حد ہے جنوبی سمت مین وہ کئی شاخون سے مشرق کی طرف پھیلا ہے اور چھوٹی چھوٹی پہاڑیون سے مسلسل ہو کر بندھیاچل سے جا ملا ہے اور شمال مین اجمیر سے آگے پست ہو گیا ہے اور علحدہ علحدہ حصون واقع شیخاوائی و راج الور مین متفرق ہو کر لب دریاے جمنا دہلی کے قریب ختم ہوا ہے ۔

ارا ولی کا آغاز عرض بلد شمالی ۲۲ درجہ ۴۰ دقیقہ اور طول بلد شرقی ۷۴ درجہ قرب و جوار چمپانیر سے سمجھا جاتا ہے اور انجام عرض بلد شمالی ۲۷ درجہ ۵ دقیقہ اور طول بلد شرقی ۷۵ درجہ پر متصور ہوتا ہے اجمیر سے جنوب مین یہ پہاڑ اقسام درختون سے مملو ہے ۔ اسمین خونخوار حیوانات مثل شیر ۔ تیندوا ۔ اور ریچھ وغیرہ اور انسان کہ خصلت و خونخواری مین حیوانات سے کم نہین ہین پناہ پذیر رہتے ہین انھین پہاڑون مین بھیل و گراسیہ رہتے ہین اُنکی جھونپڑیان گھاٹیون مین جہان اگا ہون سکے قریب متفرق محفوظ مقامات پر بنی ہوئی ہین ۔ ریاست سروہی مین ارا ولی پہاڑ زیادہ ارتفاع پا کر کوہ آبو کے نام سے مشہور ہوا ہے ابوالفضل لکھتا ہے کہ اصلی نام آبو کا اربدا چل بفتح الف و سکون راے مہملہ و ضم باے موحدہ و فتح دال مہملہ و سکون الف دوم و فتح الف سوم

وجیم فارسی و سکون لام ہے بولتے ہین یتے آبو کہنے لگے اربدا ایک بدوعلی کا نام ہے جو عورتون کے لباس مین گزرا ہو
کو ہدایت کرتا تھا اور اچل پہاڑ کے معنے مین ہے اُسکی بود و باش کی نسبت سے یہ نام پایا اس پہاڑ کے ہمین کا پھیلا
اٹرتالیس میل متصور ہے۔ برترین مقام جسکو گرو شکر کہتے ہین سطح سمندر سے ۵۰۰۰ فٹ بلند ہے باینہمہ کہ
اس بلند پہاڑ کا ہمسر اس کل سلسلے مین نہین ہے تاہم بعض مقامات اُسکے صرف ۴۵۰۰ فٹ کی بلندی کو پہونچے ہین
کرنل ٹاڈ نے اس گرو شکر کو ہندوستان کا اعلے ترین مقام لکھا ہے اور اُسکی بلندی کوہ اراولی سے پندرہ سو فٹ
زیادہ قرار دی ہے مگر کوہ آبو اراولی سے بالکل ملا ہوا نہین ہے اُس کے اور اراولی کے درمیان شمال مین بہت
پہاڑیان واقع ہین اور مشرق مین رُوہیڑے کا میدان عظیم ہے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ابتدا مین یہ پہاڑ متفرق
شکرون اور پہاڑون کا سلسلہ تھا ما بعد حرکت آب و ہوا سے سنگریزون سے بھر گیا ہے کیونکہ کنوین کھودے جاتے
ہین تو اُن مین چکنی مٹی اور ریتہ متواتر تہون مین نکلتا ہے۔ زیادہ تر پہاڑ مین سنگ خارا ہے مغرب کیطرف کوہ اراولی
سروہی و اجمیر کے درمیان ناقابل گذر نظر آتا ہے میواڑ کی طرف اُسکی بلندی عمودوار ہے مشرق کی طرف سے ایسا
نہین ہے ان پہاڑون مین درے بہت کم ہین اور جو ہین وہ سب دشوار گذار ہین۔ بجز اور ایڈر کے درمیان کہ
ڈھائی سو میل کا فاصلہ ہے صرف دیسوری گھاٹے مین ہوکر ایک سڑک ہے جسپر گاڑیان چل سکتی ہین اور وہ بھی
اب تیار ہوئی ہے کیونکہ ٹاڈ نے تو یہ لکھا ہے کہ اجمیر سے ایڈر تک گاڑی کا راستہ بالکل نہین ہے اسوجہ سے کوہ اراولی
اسم با مسمے ہے جا ہے جیسا مضبوط توپخانہ ہو اُس کو مغربی آتا سے بیچ کر شمالی کیطرف پھرنا پڑے گا اراولی کی
بلندی بہت بڑی ہے جنوب مغرب مین ہے ٹکیل یہ پہاڑیان بصورت سطح پھیلی ہوئی ہین یہ میدان سے تین سو فٹ
بلند ہے اور قرب و جوار کی چوٹیان پانچ سو فٹ سے زیادہ بلند ہین اراولی اور کوہ آبو کی ساخت قریب قریب
ایک وضع کی ہے صرف اتنا فرق ہے کہ جنوب مشرق اراولی مین بھربھٹ اور دو ڈرا زیادہ ملتا ہے اور کانکروالی
مین سفید سنگ مرمر ملتا ہے۔ گھانے راؤ سے پانچ میل پر بھی ایک ناہموار سفید سنگ مرمر کی کان ہے سانبھل
سے اودے پور تک سلسلہ اراولی کہین پچیس میل اور کہین تین میل عریض ہے اور گھاٹے سے قریب پہاڑ اسی عرض
چلا گیا ہے مگر ٹاڈ صاحب نے پہاڑ واقع درمیان کومل میر و اجمیر کو کہ بوجہ آبادی قوم میر کے میرواڑہ کہلاتا ہے
چھ میل سے پندرہ میل تک عریض لکھا ہے اور یہ بھی کہ اُس مین ڈیڑھ سو دیہات و گلہ جات تالون اور گھاٹون
مین آباد ہین پانی و چراگاہ با فراط ہین اور زراعت بھی بقدر ضرورت ملک کافی ہے مگر محنت سے ہوتی ہے۔ بیاور کے
قریب کوہ اراولی دو علحدہ سلسلون مین منقسم ہو گیا ہے جنوبی تو مشرق کیطرف جھیل کر مسودہ و نصیر آباد سے جھیلیرہ کو چلا گیا ہے اور شمالی اجمیر
کے شمال مین بشکل متفرق پہاڑیون کے کشن گڑھ و سانبھر کیطرف گیا ہے۔ اراولی کے حصے میرواڑہ کی بلندی ۲۷۰۰ فٹ ہے
اور ناگ پہاڑ جسکے دامن مین شہر اجمیر آباد ہے اور اُسکے اوپر تارا گڑھ کا قلعہ ہے اُسکی بلندی سطح سمندر سے ۳۰۰۰ فٹ ہے
سلسلنبل سے فروتر کوہ اراولی جنوب کی طرف رجوع ہوا ہے اور میواڑ و ڈونگرپور کے پہاڑون
سے مل گیا ہے اور پھر بتدریج جنوب کی طرف گذر کر کوہ بندھیاچل سے کہ ہندوستان و دکن کی سرحد ہے

چھپانیر کے قریب ملگیا ہے اگرچہ اراولی کی بلندی شمال کی طرف بھی زیادہ ہے مگر کُنا واڑہ ۔ ڈونگرپور اور
ایڈرواقع جنوب سے ابنا بھوانی اور اودیپور تک بھی بہت بلند ہے۔ اس نواح مین مالوے کی سب ندیان شمالی
سمت مین روان ہوکر اسکے پیچ و تاب کھاکر چنبل مین شامل ہوتی ہین۔ کوہ اراولی سے جنوب مشرق کی زمین
شمال مشرق کی زمین سے زیادہ نشیب اور زیادہ ارتفاع کی ہے اس نواح کے پہاڑ جنھین میواڑ ۔ بانسواڑہ ۔
ڈونگرپور اور پرتاب گڑھ کے پہاڑ داخل ہین جنوب مشرقی سمت اراولی سے مشابہ ہین ۔ جنوب ہینڈرواڑ
واقع میواڑ سے پست پہاڑون کے درمیان تالاب ڈھیبر تک راستہ ہے ۔
ریشہ پات یعنی میواڑ کی ہموار زمین کو دیکھا جائے تو اسکی ندیان دامن اراولی سے نکل کر بیرس اور بناس مین
شامل ہوتی ہین اور پٹھار یعنی پہاڑی سطح وسط ہند کے سبب سے چنبل مین شامل ہوسکی ہین ۔

پٹھار

اضلاع واقع مغرب ہند پیرس مین پہاڑ بالکل جنوبی حصص اراولی کے مشابہ ہین مگر مشرق کی طرف پہاڑون
کی شکل بالکل مختلف ہے اور تین علحدہ سلسلون سے مشرق سے مغرب کیطرف پھیلے ہوے ہین ہر ایک
سلسلے کے ارتفاع مین فرق بہت کم ہے بعض مقامات پر بالکل عمود وار ہین اور نالون سے بکثرت متقاطع
ہین یہ پہاڑ چیتوڑ سے مشرق کی طرف مہاراجہ سیندھیا کے ممالک جاؤ3 اور نیمچ اور ایک علحدہ ضلع راج میواڑ
اور ہلکر کے پرگنات رام پورہ و بھان پورہ و مکندرہ و گاگرون علاقہ کوٹہ مین ہوکر کالی سندھ ندی تک پھیلے
ہوے ہین چیتوڑ کے قریب پہاڑ سی سطح پر چڑھکر رتن گڑھ و سنگولی و کوٹہ کو کہ صرف وہی ایک قابل گذر راستہ
ہے دیکھا جائے تو تین قطعے نظر آئینگے اور چنبل پار کو نظر ڈالنے پر ہاڑوتی کی سرحد مشرقی کہ قلعہ شاہ آباد سے
محفوظ ہے دکھائی دیگی ۔ ان تین قطعون کی یہ تفصیل ہے آبو سے کوٹہ تک لب دریاے ابیتوہ ایک طرف
اور دوسری طرف آبو سے چنبل تک اور تیسری طرف چنبل سے بیتوہ تک انکے وسط مین کوٹہ پر بیتوہ ندی
سطح آب سمندر سے ایک ہزار فٹ برتر اور اودیپور کے نہر و گھاٹہ سے ایک ہزار فٹ پست تر ہے اودیپور اور دامن
کوہ آبو دونون باہم ہموار ہین اور دونون سطح آب بحر سے دو ہزار فٹ بلند ہین یہ خطہ کہ خط سرطان سے بہت قریب
ہے طول مین صرف چھ درجہ جغرافیکی برابر ہے تاہم اس مختصر عرصے مین باشندگان و پیداوار ملک مین بہت
اختلاف ہے ۔
وسط پہاڑ پر سے دیکھئے تو پہاڑیون کے سرسبز و صد ہا قلعون کی اور درمیان مین ندی نالون کے بہنے کی عجیب کیفیت
نظر آتی ہے ۔ میواڑ کی مغرب مین نہایت زرخیز ہے اور وہ ریتہ جو شمال اراولی مین بکثرت ہے اس ملک مین کہین
نہین ملتا ۔ مشرق پہاڑون کے گرد دور دور تک پہاڑی زمین ہے اور سنگریزے اس قدر ہین کہ انکے سبب سے
زراعت نہین ہوتی ہے کوٹے اور بلہ ندی کے پہاڑون کے جانبین کی زمین البتہ عمدہ و سیر حاصل ہے ۔
اب ملک پٹھار یعنی پہاڑی مسطح سرزمین وسط ہند پر غور کرنی چاہیے ۔ کوہ بندھیاچل جنوب مین اور اراولی مغرب
مین ہونے سے اسکی حدود بخوبی واضح ہین اس ملک مین مانڈل گڑھ سے براہ چیتوڑ ۔ رجادو ۔ دوانحوالی

ورام پورہ وجہان پورہ۔ وگھاٹہ مکندرہ۔ وگاگرون جہان کالی سندھ اچلیرہ اور سیرگو اسکے تنگ راستے
مین ہوکر گذری ہی اور پاربتی بوجہ کم ارتفاع مالوے سے ہاڑوتی مین آئی ہے اور پھر باگھوگڑھ وشاہ آباد
وغازی گڑھ وکسوانی وجاڈوتی کا دورہ کیاجاے اور پھر اسی مقام پر براہ ڈبلانے وا ندر گڑھ ولاکھیرے
ورنتھنبور وقرولی ودھولپور تک زمین کو دیکھا جاے تو اس ملک کے نشیب وفراز وناہمواری کا حال بخوبی معلوم ہوکہ
مغرب سے مشرق کی طرف کس قدر پستی ہے اور چمبل ندی پہاڑی زمین مین کس پیچ وتاب وزور وشور سے گذرتی
ہے اس ملک کے شمال ومشرق مین لال سوٹ علاقہ جیپور سے لیکر ہنڈون ہوکر بیانہ وروپواس واقع راج بھرتپور
تک سرخ وسفید پٹون کے پتھر کا پہاڑ ہے اس سے شمال مین ریتے کی زمین ہے چنانچہ ایسی ہی زمین پر شہر جیپور
واقع ہے۔ بیانہ وہنڈون سے قرولی بھی بذریعہ اسی قسم پہاڑ کے علیحدہ ہوتی ہے مگر اسکی زمین قرب وجوار کی زمین
سے غیر مشابہ نہین ہے۔ بعض مقامات پر جہان کشادہ ہے زراعت بکثرت ہوتی ہے مگر بعض جا پہاڑی ہونیکی
وجہ سے زراعت نہین ہوتی ہے۔

اراولی کے نہایت جنوبی حصے واقع سروہی ومیواڑ کے شمال مین متفرق سنگ خارا کے پہاڑ ہین ان پہاڑون
کے قریب تو زمین سیراب ہے مگر فاصلہ دراز پر بتدریج علے الخصوص شمال کی طرف بھوڑ ہوتی گئی ہے یہ پہاڑ
لونی ندی تک شمال مغربی سمت مین واقع ہین اور ان کا ارتفاع آٹھ سو سے گیارہ سو فٹ تک ہے اکثر کی ساخت
نہایت عجیب اور آتشی پہاڑون سے بہت مشابہ ہے۔

راجپوتانے کے اور پہاڑ جو حصص اراولی ہین سمجھے جاتے یہ ہین۔

**اول** وہ جسپر جودھپور شہر آباد ہے۔

**دوم** بوندی اور اندر گڑھ کے پہاڑ کہ مثل جزیرہ ہموار سطح پر واقع ہین۔

**سوم** کو مکندرہ جسکا درہ واقع ہاڑوتی کرنل مونسن کی بازگشت سے نامور ہوا ہے۔

**چہارم** راج محل کا پہاڑ واقع جیپور وٹونک جسکے درمیان سے بناس ندی گذری ہے۔

**پنجم** الور وقرولی کے پہاڑ۔

**ششم** میواڑ۔ ڈونگر پور اور پرتاب گڑھ کی کوہستانی زمین۔

اراولی کے سلسلے جو راجپوتانے مین پھیلے ہوئے ہین ہر جگہ انکے نام علیحدہ علیحدہ مقرر ہوگئے ہین یہ سلسلے اجمیر
مین تاراگڑھ اور مدار پہاڑ اور ناگ پہاڑ مارواڑ مین آڈولیواہ سوندا اور ریانچہ اور دھوماڑا۔ اور سٹرل سروہی
مین آبو مال او دیمبو رمین کومل گڑھ (گوگونڈا) اور جرگا بانسواڑہ مین مداریہ اور جگلیر کوٹہ مین مکندرہ کشن گڑھ
مین برالی اور موڈا جیپور مین ناہر گڑھ اور سیراٹھ اور سنگھانا اور جیلو باٹن الور مین رنج گڑھ اور رکانک باری
بھرت پور مین ڈانگ اور کالا پہاڑ اور سدھ گر کے نام سے مشہور ہین۔

راجپوتانے مین ایسی کوئی ریاست نہین ہے جسمین کوئی پہاڑ نہو لیکن بیکانیر اور جیسلمیر مین پہاڑ برائے نام ہین

## کوہِ آبو

یہ پہاڑ سروہی سے دس کوس پچھم کی طرف سطح سمندر سے پانچہزار اور بقولے پانچہزار آٹھ سو فٹ بلند راجپوتانے کے تمام پہاڑون سے اونچا ہے اس کی چڑھائی قریب تین کوس کے شمار کیجاتی ہے اس کے اوپر عجیب قدرتی نظارہ ہے کہ جس سے دلکو ایک بے نظیر خوشی اور تازگی حاصل ہوتی ہے جا بجا سرسبز اور شاداب درخت قسم قسم کے خودرو خوشبودار پھول اور صاف شفاف پانی کے چشمے نظر آتے ہین ہوا ہمیشہ تازہ اور ٹھنڈی چلتی رہتی ہے یہانتک کہ گرمیون مین بھی گرم ہوا یا لو کبھی نہین چلتی۔ اس پہاڑ مین کیوڑہ اور کیتکی اور گلاب کے جنگل ہین۔ چمپا چمیلی اور سیوتی بکثرت پھولتی ہے۔ دیلواڑہ مین جین دھرم کے کئی مندر بہت خوبصورت اور قیمتی بنے ہوئے ہین جنکی نقاشی اور نازک سنگتراشی اپنا نظیر نہین رکھتی۔ ان مندرون کے بیل بوٹون اور تصویرونکی تراش و خراش مین سنگتراشون نے اپنی صناعی کی خوب خوب جوہر نمائیان کی ہین خصوصاً عورتونکے ناز و ادا نوک پلک بانکپن اور سینون کے ابھار ظاہر کرنے مین تو کافرون نے وہ اعجاز دکھلایا ہے کہ جسکا کلمہ بڑے بڑے نازک خیال بصر اور دشوار پسند اہل دانش و بینش پڑھتے ہین ازانجملہ نیم ناتھ کے مندر مین ایک ایک طاق اور چھت کے گوشون مین وہ نازک اور باریک سنگتراشی اور نقش کاری کی گئی ہے کہ اسکی تعریف کرنے کے لیے بڑے بڑے طلیق اللسان اور شیوا زبان شاعرونکو الفاظ اور استعارے نہین ملتے۔ یہ مندر گجرات کے دولتمند ساہوکارون کے بنائے ہوئے ہین۔

ان مین جو مندر آدہ ناتھ کا ہے اسکو سمبت ۱۰۸۸ مین بمل ساہ نے بنوایا تھا اور سمبت ۱۳۷۹ مین اسکی مرمت ہوئی تھی۔ اس مندر کی سبھا منڈپ مین خوب خوب کاریگری پتھرون کے گھودنے اور مورتون کے بنانے مین کی گئی ہے مگر نیم ناتھ کا مندر جسکو تیج پال اور بسنت پال نے جو انہل پور پاٹن کے راجہ بیر دھول باگیلہ کے وزیر بھی تھے سمبت ۱۲۸۷ سے سمبت ۱۲۹۳ تک بنایا ہے قیمت اور صناعی مین سب سے بڑھکر ہے اس کی تیاری مین ۱۸ کرور روپیہ علاوہ چھپن لاکھ خرچ صفائی زمین کے صرف ہوا تھا اور عجیب یہ ہے کہ سفید سنگ مرمر جو کثرت سے یہان کام مین آیا ہے اسکی کھان مطلق اس پہاڑ مین نہین ہے اور وہ غالباً دور و دراز مقامات سے بصرف کثیر یہان آیا ہوگا۔ ان مندرون کے سوا رکھب دیو سوامی اور پارسناتھ کے مندر بھی اچھی کاریگری کے ہین مگر کام انکا سادہ ہے۔

اس پہاڑ پر بہت سے آثار قدیم اور تاریخی نشانات بھی موجود ہین ان یادگارون مین سب سے قدیم یادگارین پرمار راجون کی ہین جو اس پہاڑ کو اپنا مولد و مسکن سمجھ کر یہان مرنا یا اسکے واسطے مرنا پسند کرتے تھے۔ انکے بعد سولنکیون کو اپنی یادگار چھوڑنے کا موقع ملا۔ پھر چوہان آئے اور میواڑ کے سیسودیون نے بھی اپنی یادگارین قائم کین۔

بوجہ بود و باش اجلیش کے آبو پہاڑون کا گرو سمجھا جاتا ہے اس پر ایک روز بسر کرنے سے انسان کے

کل گناہ معاف ہو جاتے ہین اور ایک سال یہان رہنے سے نوع بشر کا گرو ہو جاتا ہے۔
ایجنٹ گورنر جنرل راجپوتانہ موسم گرما و برسات مین یہان رہتا ہے۔ کوہ آبو عرض بلد شمالی ۲۴ درجہ ۳۵ دقیقہ
طول بلد مشرقی ۷۲ درجہ ۴۹ دقیقہ پر واقع ہے۔ اس پہاڑ کا اصلی نام اربدھ ہے۔

## راجپوتانے کا ریگستان

اراولی کے مغرب کا ملک تھل کا ٹیبہ ہے اس بے آب سرزمین مین نہایت دلچسپ شے لونی ندی ہے کہ کوہ اراولی
سے مغرب مین گر کر کتنی ہی شاخون سے ریاست جودھپور کے عمدہ قطعات کی آبپاشی کرتی ہے اسکے
کنارے پرسے مارواڑ کا وسیع ریگستانی ملک جسکا اصلی نام مرُستھل ہے صاف نظر آتا ہے۔ مرستھل
سنسکرت کا لفظ ہے جسکے لفظی معنے ریگستان کی سرزمین ہین مر ریت کو کہتے ہین اور استھل جگہ کے معنے مین ہے
اور تھل اسکا مخفف ہے۔ اصطلاح مین تھل اسکو کہتے ہین جو برعکس سرسبز اراضی کے ہو ہر ایک تھل کا نام
جداگانہ ہے جیسے لونی کا تھل اور گوگا کا تھل وغیرہ مرستھل سے مراد موت کی سرزمین یعنی زمین بے آب ہے۔ ریگستان
کے ٹیلون کو بھی تھل کہتے ہین۔ تمام مرستھل صحراے ہند مین واقع ہے جنوب مین لونی ندی کے کنارے سے
اور مشرق مین سرحد شیخاواٹی سے ریگستان شروع ہوا ہے اور بیکانیر و جودھپور و جیسلمیر ریگستان مین ہین اور جسقدر
مغرب کو بڑھتے ہین اسی قدر ریت کثرت سے آتا ہے اور پہاڑ بہت کم ہین البتہ جیسلمیر کے شمال مین ایک پہاڑ
پیلے پتھرون کا مشرق سے مغرب مین واقع ہے۔ جیسلمیر کے ہر طرف ریگستانی میدان ہے صرف وہی قطعہ جہان
دار الحکومت ہے سیراب ہے وہان جو گیہون اور چاول پیدا ہوتے ہین۔ اصل مین اس ریگستان کی جگہ سمندر
تھا جنوبی راجپوتانے کا پہاڑی سلسلہ جس سے اراولی پہاڑ اور میواڑ وغیرہ کی گھاٹیان مراد ہے زمین سے برآمد
ہوا تو بیابان کی زمین کے بلند ہو جانے سے شمال مغربی علاقے کا سمندر بحر ہند وغیرہ کی صورت مین تبدیل ہو گیا
جسکا نشان تمام مرستھل اور سندھ کا ریگستان بتلاتا ہے۔ بقول کرنل جان برگ اسی سمندر کا جو کھاری پانی
بعض نشیبات سانبھر و پچبدرہ وغیرہ کی گھاٹیون مین باقی رہ گیا وہی نمک بننے کا ذریعہ ہوا۔
اگرچہ کل ملک مرستھل کہلاتا ہے مگر اصل مین یہ نام اسی ملک کا مقرر ہو گیا ہے جو ماتحت راجپوتون کے تحت
حکومت ہے اور مارواڑ کے نام سے پکارا جاتا ہے۔ جودھپور کے گرد کی زمین عجیب ہے مہاراجہ صاحب کا محل
شہر کے اوپر واقع ہے گویا ریگ کے سمندر کے وسط مین ایک جزیرہ ہے اور پہاڑ کے پتھر اکثر مقام پر زینے کے
ہم شکل ہین۔ بالوترہ واقع لب لونی ندی سے شمال و مغرب ان قطعات معروف بہ محال داؤد مرہ سوڑ مرہ اور
مغربی حصہ ملک جیسلمیر اور عریض مستطیل کہ درمیان جنوبی حدود داؤد پوترہ اور بیکانیر کے واقع ہے بالکل ویران
و بیابان ہے مگر ستلج سے کچھ ہٹ کے اُرن تک کہ طول مین پانسو میل اور عرض مین پچاس سے سو میل تک مختلف
ہے جا بجا قطعات سیراب ملتے ہین اور وہان طرفین کے لوگ مویشی چراتے ہین۔ اس ملک مین پانی کے
چشمے تیر۔ رار۔ پار۔ دور کہلاتے ہین اس ملک واقع ریاستہاے جودھپور و بیکانیر و جیسلمیر مین بجانب

شمال حدود بہاول پور تک ریت کے ٹیلے بہت بلند پہاڑ کے ہمشکل ہین انپر چھوٹی چھوٹی جھاڑیان ہین
کہین کہین سیراب قطعات ہین اور کہین برسات کے بعد پایاب سا تالاب بھی ملتے ہین مگر علی العموم کل ملک
مین پانی نایاب ہے۔

## سانبھر کی جھیل

راجپوتانے مین قدرتی جھیل صرف سانبھر کی ہے یہ جھیل جیپور وجودھپور کے علاقے مین خطوط عرض بلد شمالی ۲۶ درجہ
۵۲ دقیقہ و ۲۷ درجہ اور خطوط طول بلد مشرقی ۷۴ درجہ ۴۹ دقیقہ و ۷۵ درجہ ۲۰ دقیقہ کے درمیان واقع ہے
مشرق و مغرب مین ۲۰ میل طول اور ۲-۷ میل عرض اور قریب پچاس میل محیط ہے مگر یہ وسعت اُس کی موسم برسات
کی ہے جب پانی کی شوریت کم ہو جاتی ہے گرمی کے موسم مین پانی بہت خشک ہو جاتا ہے اور نمک بکثرت جمتا ہے
نمک دھوپ مین سکھایا جاتا ہے تاکہ خشک و سخت ہو جائے ابتدا مین سرخی آمیز ہوتا ہے اخیر مین بہت صاف
اور خوش ذائقہ ہو جاتا ہے اسکے جنوبی کنارے پر شہر سانبھر عرض بلد شمالی ۲۶ درجہ ۵۳ دقیقہ طول بلد مشرقی
۷۵ درجہ ۱۳ دقیقہ پر واقع ہے۔ اس جھیل مین نو لاکھ من سالانہ نمک پیدا ہوتا ہے شروع زمانے مین چوہانون
اور پھر شیخاوتون کے قبضے مین سانبھر کی جھیل تھی۔ اکبر کے عہد سے عالمگیر کے مرنے تک بادشاہی خالصے مین
رہی اور شاہ عالم اول کے عہد مین جس نے جےپور و جودھپور کو تھوڑے عرصے کے لیے ضبط کر لیا تھا سو اسے
جے سنگھ اور اجیت سنگھ نے اپنے ملکون کے ساتھ اس جھیل کو بھی دبا کر نصفا نصف بانٹ لیا شروع انیسوین
صدی عیسوی مین نواب امیر خان نے اسپر اپنا تھانہ قائم کیا تھا جو سرکار انگریزی کا عہد نامہ ہونے کے بعد
اُٹھا دیا گیا۔ پھر دونون ریاستون کا اسپر مشترک قبضہ چلا آتا تھا لیکن اب سانبھر جھیل پر کئی برس سے سرکار
انگریزی کا قبضہ و انتظام ہے جسکے منافع کے عوض ریاستون کو نقد روپیہ دیا جاتا ہے اسکے علاوہ اکثر ریاستون کو
ہرجانے کی بابت زر نقد دینا گوارا کر کے سرکار نے تمام جگہ سے نمک بننے کی کارروائی موقوف کرا دی ہے

نمک کیاریون مین بنایا جاتا ہے جس مقام پر ڈیڑھ فٹ پانی ہوتا ہے وہان اتنی اونچی منڈیر بناتے
ہین کہ کیچڑ خشک ہو کر جم جائے یہ منڈیر ہر طرف سے تین سو گز ہوتی ہے اور اسکی پشت پر چار پانچ انچ
عریض جھاڑیون اور لکڑیون کا پشتہ لگایا جاتا ہے تاکہ ہوا اور لہرون سے منڈیرون کا پشتہ ٹوٹ کر ردّہ
جمنے مین خلل واقع نہو اسکے اندر کیاریان بیس فٹ طول اور دس فٹ عرض کی بنائی جاتی ہین مگر انکی منڈیرین
بڑے احاطے کے پشتے سے پست ہوتی ہین۔ درخت فراش کی شاخین کیاریون مین ڈالی جاتی ہین
جون جون پانی عمدہ صاف ہوتا ہے دانہ دار نمک ان شاخون پر جمتا جاتا ہے اُنکو صاف کر لیا جاتا ہے پھر جھیل مین سے
تازہ پانی بھر دیا جاتا ہے اور جب تک موسم وفا کرتا ہے اسیطرح ہوتا رہتا ہے ایک دفعہ کے بنائے ہوئے
احاطے اور کیاریان تین سال تک کام دیتی ہین پھر مرمت طلب ہو جاتی ہین غیر خالص نمک بھی جو زمین پر
جم جاتا ہے فراہم کر لیا جاتا ہے مگر اُس کی قیمت نہین ہوتی ہے۔

## تالاب

شاید راجپوتانے کی عمدہ ترخوبیون مین مصنوعی تالاب ہین کہ اس ملک کے اکثر مقامات پہ ملتے ہین میواڑ مین ڈھیبر کا تالاب سب سے زیادہ وسیع ہے مگر باعتبار صنعت راج نگر واقع میواڑ کا تالاب راج سمندر سب سے عمدہ ہی ڈھیبر کے بند کی دیوار طول مین دو میل سے کم نہین بڑے آثار و بلندی اور عمدہ مسالے سے تعمیر ہوئی ہے اور اسکے استحکام کے واسطے خام پشتہ ہے۔ بعض مقام پر اس دیوار کی بلندی چالیس فٹ ہے اور کنارے سنگین ہے اس تالاب کا رقبہ بارہ میل ہے اور عمق بھی بہت ہے الغرض یہ تالاب ہندوستان مین عمدہ چیزون مین سے ہے۔ اسکے سوا ریاست جودھپور مین کا ٹلانہ اور ڈیڈوانہ سر ریاست جے پور مین بھیوا اور تورڑی رام گڑھ واکیٹرے کے تالاب ریاست بھرت پور مین موتی جھیل اور اٹل بند ریاست بیکانیر مین چھاپر ریاست جیسلمیر مین کانوڑ اور کھایا نہار ریاست کشن گڑھ مین گوندلاب اجمیر کے علاقے مین پشکر اور بیسلا اور آنا ساگر ہین۔

نوٹ جہانگیر اپنے تزک مین لکھتا ہے کہ مجھسے اجمیر مین لوگون نے کہا کہ پشکر تالاب کے عمق کی انتہا نہین مین نے معلوم کروایا تو اسکا عمق بارہ گز سے زیادہ نہ تھا اور دور ڈیڑھ کوس کا۔

## ندیان

راجپوتانے مین سب سے بڑی ندی چمبل ہے کہ وسط ہند سے قلعہ ہنگلاج گڑھ کے قریب اس ملک مین داخل ہوئی ہے اس قلعہ مین مہاراجہ ہلکر اپنے معزز قیدیون کو رکھا کرتے تھے۔ کوٹہ اور بوندی کی ریاستون کو علیحدہ کرکے یہ ندی جیپور و قرولی و دھولپور و ممالک سیندھیا کے درمیان سرحدی خط بنی ہے قریب چہار کوٹہ مین چمبل ندی نہایت خوبصورتی سے بہتی ہے عمیق پانی کا عمیق چشمہ سرسبز و خوشنما بلند پہاڑون کے درمیان لہرین مارتا ہوا آہستہ آہستہ چلتا ہے اس ملک مین شکاری جانور بکثرت ہین اور کوٹے کا رئیس اس شکار پر بہت نازان ہے اور اپنے مہانون کو دارالریاست سے ایک کولی کی مدد کے فاصلے پر اسکی سیر دکھاتا ہے کیونکہ سبز درخت پہاڑون کے خوشگوار سایے مین شیر لب آب آپڑے رہتے ہین اور جب انکو آدمی جاکر جگاتا ہے تو کشتی کے سوار شکاری دریا مین سے بآسانی مار لیتے ہین۔

چمبل کا مخرج مالوے مین عرض بلد شمالی ۲۲ درجہ ۲۶ دقیقہ طول بلد شرقی ۷۵ درجہ ۴۵ دقیقہ پر چھاونی مئوسے آٹھ نو میل جنوب مغرب مین ہے اور چھاونی مذکور سطح سمندر سے ۲۰۶۹ فٹ بلند ہے۔ اول شمال کو روان ہوئی ہے کوہ بندھیاچل کا سلسلہ جہان سے چمبل نکلی ہے جنیاوالا کہلاتا ہے اگرچہ مالکم صاحب نے لکھا ہے کہ یہ مخرج برائے نام ہے وہان سے پانی ہمیشہ نہین نکلتا ہے اور موسم گرما مین اکثر دور تک خشک رہتی ہے شاید ایسا ہی ہو مگر پندرہ میل کے فاصلے پر سڑک مئو دھار کے اجانہ منانہ کے گھاٹ پر ساٹھ فٹ عریض ہے اور تھوڑی بہت ہر موسم مین بہتی ہے اسّی میل کے فاصلے پر اس مین جانب چپ سے ایک ندی جسکو چم بلہ یا چمبلا کہتے ہین

شامل ہوئی ہے اور وہان سے دس میل پر اُس مین واگیبڑی ندی جنوب مغرب سے شامل ہوئی ہے وہان سے
پندرہ میل پر قصبہ تال کے قریب شمال مغرب کی طرف روان ہوئی ہے وہان سے چھ میل پر اُس مین ایک
بڑی ندی مئو لالی شامل ہوئی ہے وہان سے ناگت واڑھ کے قلعہ کے گرد پھر کر دس میل تک جنوب مشرق
کو بہی ہے وہان سے پندرہ میل کے فاصلے پر سیپرہ نامی ندی جسکا خود چمبل کی برابر ہے جانب راست سے
اسمین شامل ہوئی ہے اتصال سیپرہ سے آٹھ میل پر اسمین جانب راست سے چھوٹی کالی سندھ
شامل ہوئی ہے اس مقام سے چمبل شمال مغربی سمت مین بہتی ہے اور وہان سے بیس میل پر اس مین جانب
چپ سے سُو اور سارِڈے دو ندیان ملتی ہین یہان سے شمال مشرق کی طرف رجوع ہو کر براستہ درہ مکندرہ
ہاڑوتی کی پست زمین مین داخل ہوئی ہے وہان بیچ اور مکندرہ کی سڑک کا گجرت گھاٹ ہے یہان سے چالیس میل
پر اور اصل مخرج سے دوسو نو میل پر پھیل کر بشکل جھیل ہو گئی ہے اور پھر اسکے دوسرے کنارے سے پہاڑ مین تنگ
اور عمیق دھار ہو کر نکلی ہے کل جھیل کی سطح بجز اُس مقام کے جہان یہ دھار نشیب مین زور سے گرتی ہے ہموار رہتی
ہے یہان سے اُتار شروع ہوا ہے اور آئندہ متواتر زینے کی طرح اترتی جاتی ہے اور شور و غل بہت ہوتا ہے اور عرض
زیادہ ہوتا جاتا ہے آخر کار چار علیحدہ دھارین ہو گئی ہین۔ کچھ فاصلے پر چارون دھارین ایک غار مین جمع
ہوئی ہین اور وہان سے آگے ایک مقام پر صرف تین گز کے عرض مین بڑے زور اور عمق سے بہتی ہے اور چند سو گز
بڑھکر پانسو گز کا عرض ہو گیا ہے یہان سے پچاس میل کے فاصلے پر شہر کوٹہ کے نیچے چمبل بہت گہری ندی ہے کہ
ہر موسم مین اُسکا عبور بذریعہ کشتی ہوتا ہے۔ اور ہاتھی بھی تیر کر نکلتے ہین۔ وہان سے پچیس میل کے فاصلے
پر پار انور گھاٹ پر اسمین پایاب اُترتے ہین یہان تین سو گز کا عرض ہے اور کنارے بلند ہین پار انور گھاٹ
سے دس میل پر اُسمین ایک بڑی ندی کالی سندھ ملی ہے اور ۵۳ میل بڑھکر پاربتی کہ کالی سندھ
کے متوازی ہے شامل ہوئی ہے اس اتصال سے بارہ میل پر چمبل کا رخ شمال سے مشرقی ہو گیا ہے اور بارہ میل
پر سب سے بڑی ندی بناس کا اُس سے اتصال ہوا ہے یہان سے ۴۵ میل پر سڑک گوالیار و نصیر آباد کا
گھاٹ ہے اور وہان سے ۵۵ میل پر دھولپور شہر کے نیچے جنوب مشرق مین گذری ہے اتصال بناس
سے چمبل دریاے عظیم ہو گئی ہے اور بہت کم مقامات پر پایاب ہے۔ دھولپور کے نیچے ہمیشہ کشتی مین
عبور ہوتا ہے۔ دھولپور سے ۴۵ میل بڑھکر جنوب مشرقی سمت مین روان ہوئی ہے اور وہان سے ۳۴ میل
آئندہ قریب وجار پر گودہ راستہ گوالیار و اٹاوہ پر گھاٹ ہے مگر دسمبر مین ہاتھی و اونٹ پایاب اُترتے ہین
اس سے جنوب مشرقی سمت مین ۳۵ میل روان ہو کر جانب راست عرض بلد شمالی ۲۶ درجہ ۳۰ دقیقہ
طول بلد مشرقی ۷۹ درجہ ۱۹ دقیقہ پر جمنا مین شامل ہوئی ہے چمبل کا طول ۵۷۰ میل بشکل نصف دائرہ ہے
اور قطر قریب مئو سے ۵۴ میل فروتر اٹاوہ تک ۳۳۰ میل کا ہے پانی اس کثرت سے آتا ہے کہ اتصال جمنا
پر چمبل موسم بارش مین بارہ گھنٹے کے اندر سات آٹھ فٹ چڑھ جاتی ہے اس مین کشتی رانی کبھی نہین ہوئی

سبب یہ کہ فی میل ڈھائی فٹ کا ڈھال ہے اس وجہ سے پانی بہت زور سے جاتا ہے اور تہ زمین کی پہاڑی ناہموار ہے۔
سلطنت مغلیہ کے زمانے مین وقت درپیش جنگ وجدل فوج کی آمد و رفت کیواسطے چمبل بڑی عمدہ روک سمجھی جاتی تھی اور بابر نے اسکا متواتر ذکر کیا ہے۔

## کالی سندھ

یہ ندی مالوہ مین بندھیاچل پہاڑ کے جنوبی سمت مین عرض بلد شمالی ۲۲ درجہ ۳۶ دقیقہ طول بلد مشرقی ۷۶ درجہ ۲۶ دقیقہ پر نکلی ہے نوے میل شمال مین بہکر اسمین کنڈ گنڈہ ندی کہ وہ بھی بندھیاچل سے نکلی ہے شامل ہوئی ہے اور ساٹھ میل آگے بڑھکر آہو اور اجار ندیان اسی طرف سے گاگرون کے قریب اسمین ملی ہین اور ۵۴ میل آگے جانب راست سے پے ورج کا اتصال ہوا ہے اس طرح ۲۲۴ میل طے کر کے وہ عرض بلد شمالی ۲۵ درجہ ۳۰ دقیقہ اور طول بلد مشرقی ۷۶ درجہ ۲۳ دقیقہ پر جانب راست سے چمبل مین شامل ہو گئی ہے بمقام گنڈ گنڈ اس ندی کا اثناے راہ کوٹہ وساگر عبور ہوتا ہے اور وہان ۴۵۰ گز کا عرض ہے۔

## ماہی

بندھیاچل پہاڑ کے مقام امجہرا سے نکل کر پہلے مالوہ مین بہتی ہے پھر بانسواڑہ۔ پرتاپ گڑھ اور ڈونگرپور کی سرحد پر بہتی ہوئی علاقہ ریوا ان کانٹا مین جا نکلی ہے اسکے کنارے گلیا کوٹ بڑا گانون ہے جہان داؤدیہ بوہرون کے ایک بزرگ کا مزار ہے۔

## آہو

یہ مالوہ مین ایک چھوٹی سی ندی عرض بلد شمالی ۲۴ درجہ ۵۰ دقیقہ طول بلد مشرقی ۷۶ درجہ ایک دقیقہ پر نکلی ہے اور شمالی سمت مین روان ہو کر اجار سے شامل ہو کر گاگرون سے بجانب چپ عرض بلد شمالی ۲۴ درجہ ۳۶ دقیقہ طول بلد مشرقی ۷۶ درجہ ۱۹ دقیقہ پر کالی سندھ مین شامل ہوئی ہے اثناے راہ نصیرآباد وسراکر بلواڑہ پر آہو کا پایاب عبور ہوتا ہے۔

## آمجار

یہ بھی چھوٹی ندی ہے کہ کوہ مکندرہ مین گھاٹہ سے بارہ میل مغرب مین عرض بلد شمالی ۲۴ درجہ ۲۷ دقیقہ و طول بلد مشرقی ۷۵ درجہ ۴۴ دقیقہ پر نکلی ہے پچیس میل شمال مشرقی سمت مین اور بعد ازان ۱۵ میل جنوب مشرقی سمت مین بہکر اور مکندرہ کے جنوب مغربی گھاٹہ سے گذر کر اتصال کالی سندھ سے بارہ میل بجانب آہو مین شامل ہوئی ہے۔

## پے ورج

موروسوکری اور کگرد سے نکلی ہے اس کا نام جم نی رمی بھی ہے

## میج

یہ ندی ملک مارواڑ مین عرض بلد شمالی ۲۵ درجہ ۲۰ دقیقہ طول بلد مشرقی ۷۵ درجہ ۱۷ دقیقہ پر نکلکر اور مشرقی اُنکھ سے ریاست بوندی مین گذر کر بعد طے ۱۰۰ میل کے عرض بلد شمالی ۲۵ درجہ ۳۶ دقیقہ طول بلد مشرقی ۷۶ درجہ ۲۵ دقیقہ پر چنبل مین شامل ہوئی ہے -

## پاربتی مغربی

چونکہ مالوہ مین بھی ایک پاربتی ندی ہے اسلئے اُسکو پاربتی مغربی اور اُس کو پاربتی مشرقی کہتے ہین - بندھیاچل پہاڑ کے شمالی سمت سے قصبۂ آشٹہ کے جنوب مین بیس میل پر عرض بلد شمالی ۲۲ درجہ ۴۵ دقیقہ طول بلد مشرقی ۷۶ درجہ ۳۳ دقیقہ مین نکلی ہے - کل ۲۲۰ میل طول ہین اول اسّی میل تک شمال مشرقی سمت مین اور بعد ازان مغربی سمت مین بہکر جانب راست سے عرض بلد شمالی ۲۵ درجہ ۵۰ دقیقہ طول بلد مشرقی ۷۶ درجہ ۴۰ دقیقہ پر چنبل مین شامل ہوئی ہے اس مین راستے مین اور بھی برساتی پانی شامل ہوتے ہین برسات مین ایسی چڑھتی ہے کہ پایاب بمشکل اترا جاتا ہے اور شاہ راہ کوٹہ وساگر پر بمقام گگواس مخرج سے ڈیڑھ سو میل اُسکا پایاب عبور کرتے ہین وہان ڈیڑھ سو گز عریض ہے - یہان سے ساٹھ میل فروتر کلیان پورہ مین سڑک کوٹہ وکالپی کا اُس سے تقاطع ہوا ہے پاربتی کی دو شاخین ایک املا کھیڑہ سے اور دوسری دولت پورہ سے قریہ ... مین ملی ہین -

## بنّاس مشرقی

چونکہ ایک بناس اور بھی ہے اسلئے اسے مشرقی اور اُسے مغربی بولتے ہین - بناس مشرقی کوہ اراولی کے سلسلے واقع میواڑ سے چھاؤنی ساے مہرے پانچ میل جنوب مغرب مین عرض بلد شمالی ۲۴ درجہ ۲۷ دقیقہ طول بلد مشرقی ۷۳ درجہ ۲۸ دقیقہ پر نکلی ہے - اس ندی کی وجہ تسمیہ بَن یعنی جنگل اور آس یعنی امید دو سنسکرت کے لفظون سے اسطرح بتلاتے ہین کہ کوئی پارسا گذرنی اس ندی کے پانی مین برہنہ غسل کرتی تھی یکایک اُسنے دیکھا کہ کوئی مرد اُسکے حسن کو دیکھ رہا ہے اسپر امداد غیبی کی خواستگار ہو کر ندی مین غرق ہو گئی یہ ندی ملک میواڑ مین ایکسو بیس میل کے فاصلے تک بہتی ہے اور اُسمین جانب راست سے بیرس اور جانب چپ سے کوٹھاسری شامل ہوئی ہے شمال مشرقی سمت مین بہتی ہے اور پھر جانب چپ سے اجمیر ندی اور چند نالے علاقۂ جیپور کے اُسمین شامل ہوتے ہین - شہر ٹونک پر مخرج سے ۲۲۵ میل کے فاصلے پر اُسکا راستہ جنوب مشرق کو بدلا ہے پھر اُن پہاڑون سے جسمین قلعہ رنتھنبور ہے گذر کر بعد طے ۲۲۰ میل عرض بلد شمالی ۲۵ درجہ ۵۴ دقیقہ طول بلد مشرقی ۷۶ درجہ ۵۰ دقیقہ پر چنبل مین شامل ہوئی ہے -

## بیرس یا بیرچ

سلسلۂ اراولی پہاڑ سے ملک میواڑ مین قصبۂ گوگونداسے چند میل مغرب مین عرض بلد شمالی ۲۴ درجہ ۳۴ دقیقہ طول بلد مشرقی ۷۳ درجہ ۴۲ دقیقہ پر نکلی ہے اول شمال مشرق مین اور بعدہ جنوب مشرق مین بہتی ہے راستے کے

درمیان مین شہر اودیپور کے تالاب کا نالا اُسمین شامل ہوتا ہے پھر دیباری گھاٹے کے تالاب اودی ساگر مین مغرب کیطرف سے داخل ہوکر اُسکے جنوب مشرقی گوشے سے نکل کر خاص شہر چیتوڑ تک زیادہ تر شمال مشرق مین بہتی ہی چیتوڑ سے آگے شمال کیطرف زیادہ رجوع ہوئی ہے آخرکار عرض بلد شمالی ۲۵ درجہ ۱۰ دقیقہ طول بلد مشرقی ۷۵ درجہ ۲ دقیقہ پر جانب راست سے بناس مین شامل ہوئی ہے۔

## گمبھیر

مالوہ مین قصبۂ نیماہیڑہ سے ۲۲ میل جنوب مغرب مین عرض بلد شمالی ۲۴ درجہ ۲۰ دقیقہ طول بلد مشرقی ۷۴ درجہ ۴۰ دقیقہ سے نکلی ہے اور ۵۴ میل تک شمال مغربی سمت مین بہکر چیتوڑ سے نصف میل مغرب مین عرض بلد شمالی ۲۴ درجہ ۵۳ دقیقہ طول بلد مشرقی ۷۴ درجہ ۴۴ دقیقہ پر بیرس ندی مین شامل ہوئی ہے۔

## بان گنگا یا اُٹنگن

شمال مشرقی راج جیپور کے پہاڑون مین ایک مقام نند کنڈ سے قریب قصبۂ بیراٹھ کے نکلی ہے فاصلہ دراز تک تو صرف بطور برساتی نالے کے سمجھی جاتی ہے مخرج سے اسی میل کے فاصلے پر قریب مان پورہ چھ سو گز عریض ہی پہاڑ سے ساٹھ میل پر اُسمین گمبھیر جانب راست سے شامل ہوئی ہے اس موقع اتصال سے ۲۲ میل مخرج سے ۱۷۳ میل اُس سے سڑک آگرہ و گوالیار متقاطع ہے آخرکار جانب راست سے عرض بلد شمالی ۲۷ درجہ طول بلد مشرقی ۷۸ درجہ ۳۲ دقیقہ پر ۲۲۰ میل طے کرکے جمنا مین شامل ہوئی ہے یہ ندی صرف برسات مین بہت زور سے بہتی ہے گرمی مین خشک رہتی ہے اور ریت بکثرت ہے۔

## ساگرمتی

اجمیر سے مشرق کیطرف پہاڑون کا پانی جو اول تالاب بیسلہ اور بعد ازان آنا ساگر سے گذر کر گوبند گڑھ کی طرف روان ہوتا ہے اس نام سے مشہور ہے اور گوبند گڑھ پر سرستی مین شامل ہوکر اُسکا نام لونی ندی ہو جاتا ہے۔

## سرستی

موضع لوان علاقہ مارواڑ کے پہاڑ سے نکلی ہے اور پشکر کے تالاب سے گذر کر جنوب مین بجانب گوبند گڑھ روان ہوئی ہے وہان اسکا ساگرمتی سے اتصال ہوکر لونی نام ہے۔

## لونی

قصبۂ پوہکر قریب اجمیر سے مغرب مین کوہ اراولی کے مغربی سمت سے عرض بلد شمالی ۲۶ درجہ ۳۰ دقیقہ طول بلد مشرقی ۷۴ درجہ ۴۶ دقیقہ پر نکلی ہے۔ اور ساگرمتی و سرستی دو ندیان بمقام گوبند گڑھ ملکر اس نام سے مشہور ہوئی ہین اور وجہ تسمیہ یہ ہے کہ زمین کی خاصیت سے اس کا پانی نمکین ہے اس لیے لونی یعنی نمکین نام پایا ہے کوہ اراولی سے متوازی جنوب مغرب کی طرف بہتی ہے اور اثنائے راہ مین اُسمین بہت سی ندیان اور نالے شامل ہوتے ہین اس طرح علاقہ جودھپور کے جنوب مشرقی زرخیز ملک مین روان ہوکر بعد طے

تین سو میل کے کچھ کے رن مین گر کر سمندر مین شامل ہوئی ہے اسکا طول ۳۲۰ میل ہے۔

## سابرمتی

یہ ندی قصبۂ میرپور علاقۂ اودے پور مین عرض بلد شمالی ۲۴ درجہ ۴۴ دقیقہ طول بلد مشرقی ۷۳ درجہ ۳۰ دقیقہ پر نکلی ہے اور دو سو میل جنوبی سمت مین طے کر کے خلیج کیمبی مین عرض بلد شمالی ۲۲ درجہ ۲۰ دقیقہ طول بلد مشرقی ۷۲ درجہ ۱۲ دقیقہ پر گری ہے۔

## سوکری

یہ ندی عرض بلد شمالی ۲۵ درجہ طول بلد مشرقی ۷۳ درجہ ۲۴ دقیقہ پر نکل کر اور مغربی سمت مین علاقۂ گوڈواڑہ جودھپور مین ۱۳۰ میل کا فاصلہ طے کر کے عرض بلد شمالی ۲۵ درجہ ۲ دقیقہ طول بلد مشرقی ۷۱ درجہ ۱۴ دقیقہ پر لونی ندی مین شامل ہوتی ہے

## بناس مغربی

کوہ اراولی کی مغربی سمت مین حدود اودے پور اور گوڈواڑ علاقۂ جودھپور پر شہر اودیپور سے چالیس میل شمال مغرب مین عرض بلد شمالی ۲۴ درجہ ۵۸ دقیقہ طول بلد مشرقی ۷۳ درجہ ۲۰ دقیقہ مین نکلی ہے اور ۱۰۰ میل جنوب مغربی سمت مین بہکر عرض بلد شمالی ۲۳ درجہ ۴۰ دقیقہ اور طول بلد مشرقی ۷۱ درجہ ۱۵ دقیقہ پر کچھ کے رن مین داخل ہوئی ہے۔ ڈیسہ کی چھاونی اُسی ندی کے کنارے پر واقع ہے۔

## کھاری ۲

یہ ندی ملک میواڑ کے پہاڑون سے عرض بلد شمالی ۲۵ درجہ ۳۲ دقیقہ اور طول بلد مشرقی ۷۳ درجہ ۵۸ دقیقہ پر نکلی ہے اور مشرقی سمت مین اس ضلع کی جنوبی سرحد پر قریب ۳۰ میل بہکر مشرقی سرحد پر علاقۂ جیپور مین بناس ندی سے شامل ہوئی ہے۔ موسم برسات مین چڑھتی ہے دوسرے موسمون مین پانی کم رہتا ہو خصوصاً گرمی مین اکثر خشک ہو جاتی ہے بسبب شوریت زمین کے سجی آمیز ہے اور پانی کھاری ہے اور یہی ندی کی وجہ تسمیہ ہے پانی پینے کے کام مین مطلق نہین آتا البتہ اُس سے آبپاشی کا فائدہ ہے۔

## دائی

راج گڑھ کے پہاڑ سے نکلی ہے اور علاقۂ جیپور مین جا کر بناس مین شامل ہو جاتی ہے جس سال بارش زیادہ ہوتی ہے پھاگن تک پانی جاری رہتا ہے اور اُسی مین علاقۂ بھنائے ضلع اجمیر کے ندی نالون کا پانی شامل ہوتا ہے۔

## بلاڈوالی

اجمیر مین موضع بوڑوہ کے پہاڑ سے نکلی ہے اور بیاور کی ندی مین شامل ہو کر ماروار کو جاتی ہے صرف موسم برسات مین جاری ہوتی ہے اس ندی سے بہت تالابون مین پانی بھرتا ہے۔

انکے سوا کوٹا سری۔ باندی۔ سابی۔ اور کاٹلی وغیرہ چھوٹی اور برساتی ندیان اور بہت ہین کہ ذکر اُنکا حسب موقع ہر ریاست کے ساتھ جسمین وہ واقع ہین آئیگا۔

## آب وہوا

آب وہوا اس قطعہ ملک کی گرم اور معتدل ہے لیکن مشرقی راجپوتانہ اور گوشہ جنوب ومشرقی کی آب وہوا مضر صحت ہے بخار اور ہیضہ کی بیماری ذراسے مادے سے پھیل جاتی ہے۔ میواڑ کے علاقے مین رشتہ (نارو) کی بیماری شدت وکثرت سے ہوتی ہے۔ مغرب اور شمال ومغربی حصے مین بعض بعض جگہ پانی خراب وزہریلا ہے اور ہوا وہان کی گرم اور آسمان پر گرد وغبار ہر وقت طاری رہتا ہے۔ بارش کا تخمینہ سال بھر مین پچیس انچ ہے لیکن مغربی راجپوتانہ مین بارش بہت تھوڑی ہوتی ہے۔ علاقہ جیسلمیر مین بارش کبھی سات آٹھ انچ سے زیادہ نہین ہوتی برخلاف اسکے اطراف مالوہ کی سرزمین مین چالیس اور پچاس انچ تک بارش سال بھر مین ہو جاتی ہے۔ آبو پہاڑ جو سطح سمندر سے پانچہزار فٹ بلند مقام ہے آب وہوا کی عمدگی کے سبب سے راجپوتانے کا بہشت کہنا چاہیئے۔ ایجنٹ گورنر جنرل گرمی کے موسم مین یہین رہتا ہے۔ راجپوتانے کے راجہ مہاراجہ رئیس وحکام انگریزی سیر وتفریح کی غرض سے آبو پر آتے ہین۔ آبو پر سال مین ۶۰ سے ۱۵۰ انچ تک بارش ہوتی ہے۔

## پیداوار زمین

راجپوتانہ اگرچہ پہاڑی ریگستانی خطہ ہے تاہم مشرقی راجپوتانہ اور گوشہ شرق وجنوب مین زمین عمدہ وزرخیز ہے ہر قسم کے اناج کے علاوہ روئی اور افیم وغیرہ سبھی چیزین پیدا ہوتی ہین مگر مغربی راجپوتانہ اور شمالی ومغربی حصہ بالکل اُجاڑ ریتیلا ہے اُس مین ریت کے بہت بڑے بڑے ٹیلے ہین اور کوسون تک پانی یا آبادی کا نام تک نہین برسات موقع پر عمدہ ہو جائے تو موٹھ باجرا اور اسی قسم کے ادنےٰ اناج سال بھر مین ایک دفعہ صرف فصل خریف مین پیدا ہوتے ہین وسط راجپوتانہ بھی گو پہاڑی رقبہ ہے مگر وہان خریف وربیع دونون ہی فصلین پیدا ہو جاتی ہین۔

## کان یا معدن

راجپوتانہ مین کانین بہت ہین ریاست بیکانیر مین پتھر کا کوئلا اور ملتانی مٹی نکلتی ہے ریاست جودھپور مین مقام مکرانہ مین سنگ مرمر نکلتا ہے ریاست جیسلمیر مین مختلف رنگ کے پتھر نکلتے ہین ریاست کشن گڑھ اور راج محل علاقہ جیپور مین تانبے کی کانین ہین ڈونگرپور مین سنگ موسے (کالا پتھر) کی عمدہ کان ہے۔ کھیڈیٹری اور سنگھانا واقع علاقہ ریاست جیپور کے کئی مقامات مین نیلا تھوتھا اور پھٹکری کثرت سے نکلتی ہے اجمیر مین سیسے کی کان ہے۔ بھرت پور۔ قرولی۔ الور۔ جیپور۔ جودھپور اور کشن گڑھ وغیرہ مقامات مین سرخ۔ سفید اور سیاہ رنگ کا عمارتی پتھر بہت نکلتا ہے اور لوہا۔ تانبا۔ جست اور ابرک کی بھی کانین ہین اودیپور مین سرخ ابرک کی کان ہے اور بھیلواڑے مین تانبے کی کان ہے۔

## قابل دید مشہور مقامات

راج سروہی کے مقام ابو مین موضع دیلواڑہ واقع ہے یہان جین مذہب کے مندر بہت عمدہ عمدہ ہین کوہ آبو قدیم سے پرستش گاہ ہے دیلواڑے ہین کو وسط پہاڑ زیر گرو شکھر سے پانچ میل جنوب مغرب مین ہے جینیون کا عظیم الشان مندر واقع ہے ایک مندر چار پرستش گاہ بشکل صلیب آپسمین متقاطع ہین اُن ہین سب سے بڑی عمارت مغرب کیطرف رکھب دیو کا مندر کہلاتی ہے بقول کرنل ٹاڈ یہ مکان ہندوستان کے کل مندرون سے بڑا ہے اور آگرے کے تاج گنج کے سوا کوئی عمارت اُس کی برابر نہین ہو سکتی کہتے ہین کہ اس مقام پر پیشتر شیو اور وشنو کے مندر تھے - اس مندر کے بنانے والے نے کل روپیہ بچھا کر اور اُس روپے کو بطور قیمت زمین حاکم سروہی کو دیکر زمین خریدی بیرونی عمارت کے بڑے کمرے مین مُنھ کے مختلف دھاتون سے مرکب جینیون کے دیوتا کی مورت ہے اور مندر کے محاذی ہمیل ساہ یعنے ساہوکار انہل وارڈھا اس مندر کے بنانے والے کی پرتمان ہے یہ عمارت سمبت ۱۰۸۸ کی بنی ہوئی ہے دوسرا نیم ناتھ کا مندر ہے اُسکے کتبے سے سمبت ۱۲۹۳ (مطابق ۱۲۳۶ء) کا بنا ہوا معلوم ہوتا ہے - اور باقی مندر صرف چارسو برس سے کچھ زیادہ کے بنے ہوئے اور اُن سے کمتر درجے کے ہین مگر اب سب خراب ہوتے جاتے ہین - مندرون کے پاس چھوٹا سا خوش نما تالاب ہے -

بھرت پور مین ڈیگ کی بھون اور کامبن کے دیو مندر دیکھنے کے لائق ہین جیپور اور اُسی کے متعلق مقامات مین عمدہ عمدہ عمارات ہین جودھپور کی عمدہ عمارات پھلودی اور ران پور کے جین مندر میرتہ مین مسجد اور ناگور مین سلطان التارکین قاضی حمید الدین صاحب کی درگاہ اودیپور مین سفید گھاٹی کی ہوائی کلغی اور سفید سنگ مرمر کے محلات اور بنائے ہوئے تالاب اور اُنکے اندر محلات - اور ناتھ دوارہ و کانکرولی و آک لنگ اور رکھب دیو کے مندر بیکانیر کا تالاب اور لال گڑھ اور کشن گڑھ مین ریاست کے محلات اور مندر علی بلمیر کا گڑھ اور جین مندر اجمیر مین خواجہ صاحب کی درگاہ اور سونے کا مندر اور ڈھائی دن کا جھونپڑا - کوٹہ اور بوندی مین حکمران رئیسون کے محلات عمدہ ہین -

## صنائع

جیپور مین سنگ مرمر اور سنگ موسے کے بت - لاکھ کا چوڑا اور پیتل کے برتن اچھے بنتے ہین

سانگانیر مین چھینٹ اچھی چھپتی ہے -

کشن گڑھ کا کھارو عمدہ اور پختہ رنگ کا ہوتا ہے -

پالی مین ہاتھی دانت کے چوڑے اور کھانے کا تمباکو اور سونگھنے کی ناس عمدہ ہوتی ہے -

ناگور مین پیتل اور لوہے کا کام اچھا بنتا ہے -

میرتہ مین عمدہ - کھگی (برساتی) بنتی ہے خس جو ایک خوشبودار جڑ ہوتی ہے اسکے برتن بہت عمدہ بنتے ہین -

بیکانیر لوئی اور مصری کے لیے مشہور ہے -

سروہی کی تلوار اور برچھی قبض مشہور ہے۔
بوندی کی کٹار مشہور ہے۔
بھرتپور مین ہاتھی دانت کے چنور بنتے ہین۔
قرولی مین سنگ سرخ کے پیالے اور کونڈیان تیار ہوتی ہین۔
مکرانہ مین سنگ مرمر کے اور جیسلمیر مین مختلف رنگ کے پتھرون کے اور ڈونگرپور مین سنگ موسے کے برتن میز کرسیان۔ سنگ مزار۔ لوح بالین قبر اور چوکھٹ کواڑ بہت اچھے بنتے ہین۔
پرتاب گڑھ مین کانچ پر مینا کاری اور سونے کا کام نہایت تحفہ ہوتا ہے اسکے بوتام وغیرہ اچھے بنتے ہین۔
اودیپور مین سنہری اور روپہلی چھپائی خوبصورت ہوتی ہے۔
بھیلواڑے مین تانبے اور پیتل کے برتن نیز قلعی عمدہ ہوتی ہے۔
شیخاواٹی مین چمڑے کی چھاگلین اور دیگر اشیا اچھی بنتی ہین۔
کوٹہ کے سوتی دوپٹے۔ محمودی اور ڈوریا باریک اور عمدہ مشہور ہین۔
اجمیر مین چمیلی اور بیلے کا خوشبودار تیل اچھا تیار ہوتا ہے۔

## ریلوی لائن

سب سے لمبی ریلوی سڑک اس صوبے مین راجپوتانہ مالوہ ریلوی ہے۔ یہ لائن دہلی سے احمد آباد علاقہ گجرات تک جاری ہے۔ الور۔ باندی کوئی۔ جیپور۔ پھلیرا۔ کشن گڑھ۔ اجمیر۔ بیاور۔ سوجت۔ کھارچی اور آبو روڈ بڑے اسٹیشن ہین۔

باندی کوئی آگرہ برانچ یہ لائن باندی کوئی سے بھرت پور اور اچھنیرہ ہوتی ہوئی آگرے تک جاری ہے اور اچھنیرہ اسٹیشن سے اسی کی ایک شاخ متھرا ہوتی ہوئی ہاتھرس دمینڈھو پر ایسٹ انڈین ریلوی لائن کو پار کرکے فرخ آباد اور قنوج ہوکر کانپور کو چلی گئی ہے۔

اجمیر کھنڈوہ برانچ اجمیر سے جاری ہوکر نصیر آباد و چتوڑ گڑھ ہوتی ہوئی مالوہ کو گئی ہے اور اسی کی ایک شاخ چتوڑ گڑھ اسٹیشن سے اودیپور کو گئی ہے یہ ٹکڑا ریاست اودیپور کا ہے اور تمام بندوبست اُسکی طرف سے ہے۔
بیکانیر میرٹھ روڈ پھلیرا برانچ سے سانبھر۔ ناوان۔ میرٹھ روڈ۔ ناگور بیکانیر اور سورت گڑھ ہوتی ہوئی بھٹنڈا تک چلی گئی ہے۔ اس شاخ کا آخری حصہ ۲۴۵ میل کے قریب مہاراجہ بیکانیر کی حدود کے اندر ہین کا ہی اور تمام بندوبست ریاست ہی کی طرف سے ہے۔

مارواڑ ریلوے لائن۔ راجپوتانہ اسٹیٹ ریلوی کے جنکشن کھارچی سے پالی لونی جنکشن جودھپور ہوتی ہوئی میرٹا روڈ پر پھلیرا برانچ مین جا ملی ہے۔

مارواڑ سندھ ریلوی لونی جنکشن سے بالوترا اور باڑمیر ہوتی ہوئی سندھ کو جاتی ہے اسی کی

دس میل لمبی ایک شاخ بالوترا سے پچ بھدرا کو گئی ہے یہ لائن اور ماواڑ ریلوی لائن دونون جودھپور ریاست کی ملکیت ہین۔

پھلیرہ ریواڑی کارڈ لائن یہ لائن پھلیرہ سے بدھالا۔ کشن گڑھ۔ ریوال۔ سری مادھوپور ہوکر ریواڑی مین راجپوتانہ مالوہ ریلوے سے مل گئی ہے۔

متھرا ناگدہ ریلوی متھرا سے بھرتپور۔ ہنڈون۔ سوائی مادھوپور۔ کوٹہ اور جھالرا پاٹن کے پاس ہوکر ناگدا تک گئی ہے۔

سوائی مادھوپور برانچ یہ لائن جیپور سے شروع ہوکر سوائی مادھوپور کے پاس متھرا ناگدہ ریلوی مین جا ملائی ہے۔

دگانہ حصار ریلوی یہ لائن دگانہ سے سجان گڑھ۔ رتن گڑھ اور چورو وغیرہ مین ہوتی ہوئی حصار تک گئی ہے۔

## سلسلۂ تعلیم

بنگال وغیرہ اطراف کی طرح راجپوتانے مین کوئی یونیورسٹی نہین ہے لیکن جیپور۔ جودھپور۔ الور۔ بھرتپور۔ اودے پور۔ بیکانیر اور کوٹے کی ریاستون مین انگریزی۔ سنسکرت۔ اردو۔ اور فارسی کی تعلیم کے لیے انتظام ہے کالج اور اسکول حکمرانون کی طرف سے قائم ہین۔ بعض بعض ریاستون مین رؤسا کے لڑکون کی تعلیم کے لیے نوبل اسکول اور لڑکیون کی تعلیم کے واسطے گرل اسکول بھی ہین لیکن ابتدائی تعلیم کو باقاعدہ اور مسلسل کرنے کی اشد ضرورت ہے۔ اجمیر۔ جیپور۔ جودھپور۔ اور اودے پور مین کالج ہین ان مین سے اودے پور کا کالج ابھی چھوٹا اور نیا ہے۔ الور۔ کوٹہ۔ بیکانیر اور قرولی وغیرہ مین صرف ہائی اسکول ہین تحصیل اور قصبون کے علاوہ (جہان انگریزی اور دیسی تعلیم کے واسطے اسکول ہین) دیہات مین پنڈت اور جتی لوگ خانگی طور پر دیسی بول چال کے مفرد و مرکب حروف و الفاظ لکھ کر لڑکون کو پڑھاتے سکھلاتے ہین اور زبانی حساب بھی سکھلاتے ہین۔

معزز رئیسون کے لڑکون کی تعلیم کے واسطے اجمیر مین میو کالج اور یورپین سوجرون کے بچون کی تعلیم کے واسطے کوہ آبو پر لارنس اسکول قائم ہین۔

## منصب

شہنشاہ اکبر کے عہد مین دہ باشی یعنی دس سوارون کے افسر سے لیکر پنجہزاری یعنی پانچہزار سوارون کے افسر تک کے عہدہ دار تھے اخیر مین صرف مرزا راجہ مان سنگھ بطور ایک غیر معمولی عنایت کے منصب ہفت ہزاری پر سرفراز کیا گیا اسکے بعد امرا کی انتہائی ترقی کا درجہ ہفت ہزاری مقرر کیا گیا۔ ہندو امراء مین سوائے مرزا راجہ مان سنگھ کے کوئی امیر سنہ جلوس شاہجہانی تک منصب پنجہزاری سے زیادہ نہین بڑھا مگر دور اخیر مین مرزا راجہ جے سنگھ اور مہاراجہ جسونت سنگھ کو منصب ہفت ہزاری کا اعزاز حاصل ہوا۔ تنخواہ منصب کے لحاظ سے مقرر تھی ہر منصب دار کو باندازہ اپنے منصب کے گھوڑے ہاتھی اونٹ خچر اور چھکڑے مقررہ تعداد کے موافق اپنے پاس

موجود رکھنا لازمی امر تھا فوج کی تنخواہ جو اسکو دینی پڑتی تھی سرکار شاہی سے علیحدہ ملتی تھی۔ چار پائے کا نصف خرچ خزانۂ شاہی سے ملتا تھا سوار کی تنخواہ بلحاظ قسم گھوڑا ۱۲ روپے سے ۳۰ تک تھی پیادے چھ روپے سے بارہ روپے تک تنخواہ پاتے تھے۔

سوار اگر طاقت رکھتا تو ایک گھوڑے سے زیادہ بھی رکھ سکتا تھا انتہا ۲۵ گھوڑے تک پھر تین گھوڑے سے زیادہ کی اجازت نہ ہی۔

تین قسم کے سوار ہوتے تھے یک اسپہ و دو اسپہ و سہ اسپہ دو اسپہ وہ شخص جسکے ذاتی دو گھوڑے ہون دوسری عبارت مین وہ شخص جسکے دو گھوڑے رسالے مین نوکر ہون اور باری باری سے ایک ایک سے کام لے دو گھوڑے ایک شخص کے نوکر ہونے سے یہ مراد نہین کہ ایک اُسکے نام سے نوکر ہوتا اور دوسرا بارگیر کے نام سے بلکہ دونو نبر ایک شخص کا نام ہوتا جو دونون کا مالک ہوتا اسی پر سہ اسپہ کو تصور کرنا چاہیئے۔

## تقسیم تاریخ راجپوتانہ

راجپوتانے کا ہر ایک علاقہ مختلف نامون سے مشہور ہے لیکن دراصل چار بڑے حصے میواڑ۔ ڈھونڈھار۔ مارواڑ اور ہاڑوتی سمجھنے چاہئین باقی انھین کی شاخین ہین۔ اسلئے مین نے اس کتاب مین چار باب باندھے ہین مولوی شبلی اورنگ زیب عالمگیر پر ایک نظر مین کہتے ہین کہ ہندوون مین زور و قوت کے تین مرکز تھے جیپور جودھپور اور اودیپور ان مین سے جیپور اور جودھپور بادشاہ کے بالکل مطیع ہوگئے تھے لیکن اودیپور کی یہ حالت تھی کہ ابتدا سے لیکر اورنگ زیب کے زمانے تک حملے کے وقت اُسکی گردن جھک جاتی تھی لیکن جبکہ حملہ آور چلے جاتے تھے تو پھر وہی سرکش کا سرکش جیساکہ مولوی شبلی نے اورنگ زیب عالمگیر پر ایک نظر مین لکھا ہے۔

## باب اول تاریخ میواڑ مین

**اس باب مین ریاستہائے اودیپور۔ شاہپور۔ ڈونگرپور۔ بانسواڑہ اور پرتابگڈھ کا حال ہے**

چونکہ اس ملک کا سب سے بڑا حصہ اودیپور والون کے قبضے مین ہے اس لیے عام طور پر راج اودیپور کو ہی میواڑ کہا جاتا ہے اور باقی ریاستین اپنی دارالریاستہ کے نام سے مشہور ہین۔

## فصل اودیپور کے بیان مین

### جغرافیہ

ریاست اودیپور میواڑ مین اول درجے کی ریاست ہے اُسکے شمال مین اجمیر کا انگریزی ضلع میرواڑہ اور گوڈواڑ علاقہ جودھپور۔ مغرب مین گوڈواڑ۔ سروہی۔ مہی کانٹھ۔ جنوب مین بانسواڑہ۔ ڈونگرپور۔ پرتابگڈھ مشرق مین جاؤد اور نیمچ علاقہ گوالیار۔ نیباہیڑہ پرگنہ ٹونک کوٹہ بوندی اور جیپور کے چند دیہات واقع ہین خطوط عرض بلد شمالی ۲۳ درجہ ۴۶ دقیقہ اور ۲۵ درجہ ۵۶ دقیقہ اور طول بلد مشرقی ۷۲ درجہ ۵۰ دقیقہ اور ۷۵ درجہ ۲۸ دقیقہ کے درمیان واقع ہے اس کا طول شمال سے جنوب کو ۱۵۰ میل اور عرض ۱۳۰ میل

رقبہ بارہ ہزار چھ سو اکانوے میل مربع اور ایک روایت کے بموجب گیارہ ہزار چھ سو چودہ میل مربع اور یہ بھی دیکھا ہی
کہ اسکا رقبہ تخمیناً ۱۲۷۵۳ میل مربع ہے آبادی سنہ ۱۹۱۱ء مین ۱۲۷۲۵۱۸ متنفس تھی اس ملک کے شمال
سے مغرب کو اربلی پہاڑ دیوار کیطرح چلا گیا ہے جسکے سلسلے سوائے مشرقی علاقے کے سب جگہ پھیلے ہوئے ہین
آمدنی اودیپور کی سیاحت ہند مین حافظ عبدالرحمٰن امرتسری نے ۲۶ لاکھ روپے کی لکھی ہے لیکن اسوقت
انگریزی رپورٹ کے بموجب چالیس لاکھ روپے سالانہ کی ہے اور وجہ اس تفاوت کی یہ نظر آتی ہے کہ حافظ
عبدالرحمن کی سیاحت کے وقت اودیپوری روپیہ جسپر شاہ عالم بادشاہ غازی کا لفظ مسکوک ہے انگریزی
روپے سے کم قیمت کو چلتا ہوگا اور اندنون تجارت کی وجوہات سے اسکی قیمت چڑھکر انگریزی روپے کی
قیمت اندرون ریاست مین گر گئی ہے شمالی و مغربی علاقہ جسکو ضلع کونبھل میر کہا جاتا ہے پہاڑیون سے بھرا ہوا
اور بلند ہے لیکن اسکی زمین نہایت سرسبز ہے جسمین گنّا اسقدر کثرت سے پیدا ہوتا ہے کہ دوسری جنس کے لئے
جگہ کم ملتی ہے اور بعض طرف پہاڑی چشمے ہمیشہ جاری رہتے ہین جنکے گرد سایہ دار درخت عمدہ معلوم ہوتے ہین
جابجا آم کے درخت شریفے کے جنگل اور مختلف پھل پھولونکے جھاڑ آدمیون بغیر عجیب لاوارث نظر آتے ہین
جنمین بیشمار لنگور اور ریچھ وغیرہ جانور اپنا گذر کرتے ہین ویران مقامات کے میوے اکثر اپنے درختونسے بلا قیمت
لے لیے جاتے ہین جو آبادی مین جاکر بکتے ہین۔ میواڑ کے مغرب و جنوب مین بھی کثرت سے پہاڑ اور جھاڑی
ہے لیکن زمین شمالی علاقے کے موافق سرسبز و عمدہ نہین ہے بھیلون وغیرہ کی آبادی اسی طرف زیادہ ہے
مغربی علاقے مین سروہی کی سرحد پر جوڑہ۔ اور گھنہ اور پانٹرہ وغیرہ ایسے سردارونکی جاگیرین ہین جو خراب
علاقے اور جنگجوئی کے سبب قوانین خدمت گذاری کے کم پابند ہین اس خاص علاقے کو بھومٹ یعنی
زمیندارہ کہتے ہین اور انکی کارروائی چھاونی کھیرواڑہ کے کمانیر کی معرفت راج کے متعلق ہوتی ہے جنوبی علاقے
سے مشرق کیطرف بھی پہاڑ اور جھاڑی چلی گئی ہے جسمین سلومبر۔ سادڑی اور کانوڑ وغیرہ سردارونکے علاقے
ہین۔ انکے بعد کسیقدر پرتاب گڑھ اور اکثر جاوڑہ و نیمچ کا علاقہ حائل ہوکر بیگم پور بھینسروڑ گڑھ اور بجولیا وغیرہ
کی جاگیرین اور مانڈلگڑھ و جہاز پور وغیرہ خالصہ کے پرگنے آجاتے ہین۔ جنکے مشرقی طرف کوٹہ و بوندی کی ریاستین
پھیلی ہوئی ہین ان تمام مقامات مین کثرت سے جھاڑ اور پہاڑ ہونے کے سبب بغیر ضابطہ (محافظ) کے امن
نہین مل سکتا۔ گوشۂ مشرق و شمال یعنی پرگنۂ جہاز پور۔ شاہ پورہ و اجمیر کی طرف سے اکثر ہموار اور زیادہ آباد
عمدہ زمین آتی ہے جسکو اس ملک کے لوگ خاص میواڑ کہتے ہین اور جسمین بہت کچھ پیداوار کی ترقی ہوسکتی
ہے اس صاف علاقے مین بھیلواڑہ۔ راسمی۔ چتوڑ و ناگور وغیرہ خالصے کے پرگنے اور بنیڑہ و کاچھولہ جاگیر
شاہ پورہ وغیرہ کئی سردارون کے ٹھکانے واقع ہین۔ یہ ہموار زمین جنوب و مغرب کی طرف چلکر سو میل
لمبائی کے بعد خاص اودیپور سے آٹھ میل فاصلے پر ختم ہوتی ہے۔

# تالاب

تالاب بھی میواڑ کی خوبیون مین سے ہین جن کی اس ملک کو بڑی ضرورت تھی انمین سے بہت بڑے پانچ تالاب ہین۔

اودے ساگر دارالریاست سے چھ میل مشرقی طرف ایک ندی کے بہاؤ پر دیباری گھاٹی کے پاس پہاڑ مین رانا اودے سنگھ نے بندھ بندھوا کر یہ تالاب بنوایا۔ جو گرمی مین سیر اور سیر کی جگہ سمجھا جاتا ہی جس سے نام تالاب کا اسی رانا کے نام پر رکھا گیا ہے اسکو تین طرف پہاڑون نے گھیر رکھا ہے اور چوتھی طرف اودے سنگھ نے ایک دیوار مضبوط و بلند اور لمبی چوڑی بنائی ہے آبشار ہاے عجیب نظارہ فریب گرتے ہین جن سے دہشت و حیرت ہوتی ہے۔

راج سمدر تین میل مشرق و شمالی جانب ہے اسکو رانا راج سنگھ نے اپنے راج کے ساتوین برس مین جبکہ قحط اور وبا پھیلی ہوئی تھی رعایا کی مدد کے واسطے ایک ندی کو روکنے کے بعد نناوے لاکھ روپے کا چندہ جمع کر کے سات سال مین تیار کرایا روپیہ کا زیادہ حصہ خوشی اور خیرات مین صرف ہوا اگر سب رقم تالاب مین لگتی تو بہت زیادہ رونق دار بند وغیرہ بنجاتے اسی تالاب کے کنارے پر ایک قصبہ راج نگر بھی رانا کے نام پر بسایا گیا جو اب ایک پرگنے کا صدر مقام گنا جاتا ہے اس تالاب کی پال کو نوچوکی کہتے ہین اور جسکے برجون مین رانا کی تعریف کے شعر کالے پتھرون پر کھدے ہوے لگے ہین اس سے میواڑ کی پرانی کاریگری معلوم ہوتی ہے اور جسکو دیکھنے کے لیے انگریز لوگ اور دوسرے مالدار آدمی کئی ملکون سے آتے ہین۔

جے سمدر تالاب جسکو ڈھیبر بھی کہتے ہین اور جس سے بڑا کوئی تالاب ہندوستان مین نہین ہے اودیپور سے چونتیس میل جنوبی طرف پہاڑی علاقے مین رانا جے سنگھ نے بنوایا ہے مگر یہ تالاب باعتبار صنعت راج نگر کے تالاب سے عمدہ نہین ہے اس بند کی دیوار طول مین دو میل سے کم نہین ہے بڑے آثار اور بلندی و عمدہ مسالے سے تعمیر ہوا ہے اور اسکے استحکام کے واسطے عام پشتہ ہے بعض مقام پر اس دیوار کی بلندی چالیس فیٹ ہے اور کنارے پر سنگین ہے اس تالاب کا رقبہ بارہ میل مربع ہے اور عمق بھی بہت ہے۔

پچھولا یہ پرانا بڑا تالاب خاص اودیپور شہر کے مغربی طرف کئی میل کی لمبائی مین پھیلا ہوا ہے ابتدا مین اسکو ایک ہندو بنجارے نے ایک پہاڑی نالے کو روک کر بنوایا تھا پھر پچھلے والیان ملک نے اس پر اضافہ کیا یہ اگرچہ بہت دلپذیر اور عدیم النظیر ہے بہت چوڑا چکلا گہرا ہے بڑی پر فضا جگہ ہے۔ اس تالاب کے اندر پہاڑی قطعات پر بنے ہوئے دو مکان جو جگ مندر اور جگ نواس کے نام سے مشہور ہین بہت عمدہ معلوم ہوتے ہین جگ مندر کو رانا جگت سنگھ اول نے اور جگنواس کو رانا جگت سنگھ دوم نے بنوایا ہے اسکے شمال مین ایک اور بڑا تالاب ہے جو فتح ساگر کے نام سے مشہور ہے اسکی پال پر اچھے محل و برج بنے ہین اگرچہ

یہ تالاب پہلے سے تھا مگر پال (بند کی دیوار) کے ٹوٹ جانے سے پانی نہیں ٹھہرتا تھا مہارانا فتح سنگھ نے اسکی پال از سر نو بنوا کر فتح ساگر سے موسوم کیا اسکی پال کے نیچے بھی سہیلیون کی باڑی دیکھنے کے لائق ہے اسکے سوا گھاسا کا تالاب اور بڑسی کا تالاب اور مانڈل کا تالاب اور کپاسن کا تالاب وغیرہ اور کئی چھوٹے تالاب ہین۔

## ندیون کا حال

میواڑ مین خاص یہ ندیان ہین۔ کھاری۔ کوٹھاری۔ بناس۔ بیڑچ۔ گمبھیری۔ چندر بھاگا۔ مانسی گومتی۔ جمبل۔ آڑ کی ندی۔ دوسری گومتی۔ جام۔ اور سوم ندی لیکن وہ ندیان بڑی اور کھیتی کے لیے مفید ہین جو اربلی پہاڑ سے نکلکر مشرقی حصے مین بہتی ہوئی چنبل دریا سے جا ملتی ہین۔ ان کے نکاسون کی تفصیل اس طرح ہے۔

کھاری ندی دیوگڑھ کے پاس سے نکل کر آسیندہ اور ہورڑے ہوتی ہوئی بھوسلئے ہوکر اجمیر کے علاقے مین جا نکلی ہے۔

مانسی ندی سرسیا سے نکلکر آگوچے ہوتی ہوئی بھوسلئے کے پاس کھاری ندی مین جا ملی ہے۔

کوٹھاری کھیڑا اور کھیڑی کے پاس سے نکل کر باگور اور بجھے ہوتی ہوئی سانگانیر اور کوڈو کوٹا کے قریب نکل کر مندرائے کے پاس بناس مین جا ملی ہے۔

بناس گانو تلیرا اور ایک بھاگل کے بیچ مین نکل کر ناتھدوارا ماتری کنڈیان راسمی اور پونے ہوکر ہمیر گڑھ اور بگود کے پاس بہتی ہوئی راج محل کے پاس جا نکلی ہے اور میواڑ کے علاقے مین ایک سو بیس میل بہی ہے۔

بیڑچ ملک میواڑ مین قصبہ گوگوندا سے چند میل مغرب مین نکلکر اور اودے ساگر کے تالاب مین مغرب کیطرف سے داخل ہوکر اسکے جنوب مشرقی گوشے سے نکلکر اونا لا۔ آکولا اور دھنیت ہوتی ہوئی چیتوڑ کے پاس گمبھیری ندی مین آملی ہے اور اودے ساگر کا ناکہ بھی اسی کو کہتے ہین۔

گمبھیری ندی جو چیتوڑ کے پاس بہتی ہے نیماہیڑے کے پاس سے نکلکر چیتوڑ کے قریب بیڑچ مین ملگئی ہے۔

جمبل ندی بھینسروڑ گڑھ کے پاس ہوتی ہوئی کوٹے کے راج مین جا نکلی ہے۔

چندر بھاگا ندی آمیٹ کے قریب کے گانو سے نکل کر پوٹلا ہوتی ہوئی ماتری کنڈیان کے پاس بناس مین آملی ہے۔

آڑ کی ندی بیدلے کے پاس چکلوا اس سے نکلکر او دیپور کے پاس آہڑ اور گنگوبھے کے نیچے بہتی ہوئی اودے ساگر مین جا گری ہے۔

گومتی روپ جی چار بھجا جی کے پہاڑون سے نکلکر راج سمدر مین آگری ہے۔

سوم ندی رکبھ دیو کے پاس کے پہاڑون سے نکلکر گجرات کے علاقہ مین جا نکلی ہے۔

جام اور دوسری گومتی وغیرہ کئی ندیان انھین پہاڑون سے نکلکر ڈھیبر مین جا گری ہین ۔

## قلعے

کونبھلمیر میواڑ کی شمالی حد مین اودے پور سے پچاس میل اور جودھپور سے جنوب و مشرقی طرف نوے میل ایک بلند گھاٹے پر جہان سے ایک پیدل راستہ آدمی گھوڑے اور بیل وغیرہ کے گذرنے کے لائق نکلتا ہے یہ قلعہ رانا کونبھا کا بنایا ہوا موجود ہے جو دیوار نما پہاڑ پر دو میل طول مین چلا گیا ہے اور سطح سمندر سے تین ہزار تین سو ترسٹھ فیٹ بلند ہے اسکا محاصرہ طول طویل ہونے کے سبب مشکل ہے اکبر کے فوجی بخشی شاہ باز خان کے سوا کسی نے اسکو مقابلہ مین فتح نہین کیا اسکے مشرقی طرف آمیٹ ۔ دیوگڑھ اور بدھنور وغیرہ کی جاگیرین واقع ہین اسکو کونبھل گڑھ بھی کہتے ہین ۔

## مانڈل گڑھ

یہ قلعہ عمدہ طور سے ایک پہاڑ پر بنا ہوا ہے اس مین دو باولی دار ساگر اور ساگری نام سے مشہور ہین قلعہ پر اونچی بستی ہے قلعہ کی چڑھائی مین پانچ دروازے بنے ہوئے ہین ۔

## بھینسرور گڑھ

یہ زمین سے کچھ اونچی ٹیکری پر بہت اچھا اور مضبوط قلعہ بنا ہوا ہے جسکے مغرب براہمنی ندی اور جنوب پورب حصے مین چمبل ندی ہے اسکے شمال مین ایک کھائی ہے یہ ندیان تینون طرف کھائی کیطرح اس گڑھ کا بچاؤ کرتی ہین گڑھ پر بیٹھے ہوئے آدمی چمبل ندی سے پانی بھر سکتا ہے پورب کی طرف کوٹے کو جانے کے لیے چمبل ندی اترنی پڑتی ہے ۔

## چیتوڑ گڑھ

اس قلعہ کو چھٹی صدی عیسوی مین راجہ چیترنگ موری وغیرہ کا بنوایا خیال کرتے ہین اودیپور سے ۶۵ میل شمال و مشرقی طرف اور نصیر آباد سے سو میل جنوب مین ہے اس پر ترک و مغل بادشاہونکے زبردست عہد مین کئی بار سخت خونریز لڑائیان ہونے کا ثبوت ملتا ہے یہ قلعہ تین ہزار فیٹ بلند پہاڑی پر پھیلا ہوا ہے جسکا طول شمال سے جنوب کو تین میل کے قریب اور عرض مشرق سے مغربی طرف سوا دو میل تخمینہ کیا گیا ہے آبادی کے اندر سے اسکا ایک نہایت صاف اور چوڑا راستہ ہے جسمین دو جگہ موڑ یعنی پیچ آجانے سے چڑھائی کے تین حصے ہوجاتے ہین اس راستے مین ایک سب سے شروع دوسرا درمیانی اور تیسرا آخری دروازہ ہے اسکے سوا مشرقی طرف ایک علحدہ چھوٹا دروازہ ضرورت کے واسطے رکھا گیا جو اب بند کردیا گیا ہے قلعہ پر فتح کی یادگار کے طور پر دو منارے بنے ہوئے ہین جن مین سے مشرقی سمت والا بہت پرانا ہے اور مغربی حصے کا اس سے زیادہ بلند و خوشنما ہے جسکو درمیانی پندرھوین صدی عیسوی مین رانا کونبھا نے مالوے کے محمود خلجی پر ایکبار فتح پانے کی یادگار مین بنایا تھا لیکن میرے نزدیک یہ بات مغالطات مین شمار ہونے کے

قابل ہے اسلیے کہ کونبھا محمود خلجی اول بادشاہ مالوہ کا معاصر تھا اور اُسکے مقابلے مین سخت ہزیمت پاکر ناکامیاب
ہوا البتہ دوسرا محمود خلجی بادشاہ مالوہ رانا سانگا کا معاصر تھا اور وہ رانا کے مقابلے پر زخمی ہوکر قید مین آیا رانا نے
اُس سے جڑاؤ تاج اور کمر باندھنے کا پٹکا لیکر بلند ہمتی سے رہا کرکے مانڈو کو بھیجدیا پس تحقیقی بات یہ ہے کہ یہ منار
دوسرے محمود خلجی پر رانا سانگا کی فتح کی یادگار مین بنا ہوگا پچھلے لوگون نے بوجہ غلطی حافظہ کے سانگا کی فتح کی یادگار
کو رانا کونبھا کی یادگار سمجھ لیا اور وجہ غلطی کی یہ ہے کہ دونون کے حریفون کا نام اور قوم اور سلطنت ایک تھی یہ منار چوبیس
فٹ مربع چبوترے پر ایک سو بائیس فٹ بلند ہے اسکے اندر زینے اور دریچے بنے ہوئے ہین جن سے کئی میل دور تک
کی سیر ہو سکتی ہے بیرونی سطح پر کھدائی یعنی کندہ کاری اور مورتین کثرت سے ہین جن کے چہرے مسلمان لوگون نے
قبضہ پانے کے وقت بگاڑ دیے ہین - یہ قلعہ سمبت ۱۳۵۷ مطابق ۱۳۰۱ع مین علاءالدین محمد شاہ خلجی نے اول بار
راول رتن سی سے فتح کرکے مار ... کے ٹرپا راجہ کو دیدیا تھا اُس سے کچھ عرصے کے بعد رانا راہپ نے لیا دوبارہ
رانا گڑھ لکشمن سنگھ کے وقت مین غیاث الدین تغلق شاہ نے فتح کرکے مار داڑوالون کو دیدیا جس کو رانا ہمیر نے
راو مالدیو سے دھوکا کرکے چھین لیا - پھر ۱۵۳۶ع مین گجرات کے مالک بہادر شاہ نے رانا بکرماجت سے حملہ کرکے چھین لیا
تھوڑے دنون مین گجراتی بگڑنے لگے اور رانا بکرماجت کا پھر اُسپر قبضہ ہوگیا - ۱۵۶۸ع مین اکبر بادشاہ نے کامل
محاصرہ کرنے کے بعد رانا اودے سنگھ کے ماتحت سرداورن فتا اور ... مل وغیرہ سے فتح کرکے خالصے مین داخل
کیا جسکے بعد ڈیڑھ سو برس تک ویران اور میواڑ کے قبضے سے خارج رہا شروع اٹھارھوین صدی عیسوی کے اندر
محمد شاہ کے عہد مین دہلی کی سلطنت ضعیف ہونے پر رانا سنگرام سنگھ نے واپس حاصل کیا اور جب سے ابتک پرانے
عہد کے موافق میواڑ کے شامل چلا آتا ہے صرف اتنا فرق ہے کہ راجدھانی اسکے عوض اودیپور مین قائم ہوگئی ہے

## کھانین وغیرہ

میواڑ مین دھات کی کھانین اور کئی تعریف کے لائق چیزین پائی جاتی ہین - لوہے کی کھان گانون گنگرال اور بگود
کے نزدیک ہے - سنار لوگ اپنے اوزارون کو جس پتھر پر رگڑ کر تیز کرتے ہین وہ مانڈل گڑھ کے قلعہ پر ایک
کھان سے نکلتا ہے اور استرے سدھارنے کی سلی کا پتھر کا جھولا کے پاس سرتھا اور چار بھجا کے نزدیک
ایک کھان سے نکلتا ہے اچھی قسم کی چکنی سفید کھریا مٹی گانون منگروپ مین کھان سے نکلتی ہے - ضلع
بھیلواڑہ کے قصبہ پور مین تانبے کی کھان ہے یہان اچھی کالی تنباکو بھی ہوتی ہے - لاوہ کے پاس
گانون اگریا مین اور سراڑا ضلع کے گانون مواڑے کی کھان کے پتھرون کی اچھی پٹیان ہوتی ہین چتوڑ کے
پاس مادل وہین بڑی مضبوط لال رنگ کی پٹیان ہوتی ہین جو عمارتون کی چھت پاٹنے مین کام آتی ہین
راج نگر اور پاردولی ضلع جہازپور مین آراکش یعنی قلعی کا چونہ اچھا ہوتا ہے جو عمارتون کی سفیدی مین کام
آتا ہے راج نگر کا سفید پتھر بھی مشہور ہے بھیلواڑے مین قلعی کے برتن اور چتوڑ مین مہندی اور ہیگون مین
ہرے رنگ کے کپڑے اور کانوڑ مین برگ تنبول اور دیوگڑھ کے کمبل اچھے ہوتے ہین - بانسی اور دریاود

ان دونون علاقون کے پہاڑون مین اچھی قسم کی لکڑی ہوتی ہے - انھین پہاڑون سے کباڑہ یعنی بانس و بلیندٹیں اور ساکٹیان اچھی آتی ہین -

## شہر اودیپور اور اس کا گرد و نواح

اودیپور سے آٹھ میل مشرقی طرف ایک گھاٹا آتا ہے اس کے اندر راستے پر ایک بڑا دروازہ جسکو دیباری یعنی دیوباری کہتے ہین بنا ہوا ہے دروازے سے مغربی طرف پندرہ میل عرض اور بائیس میل طول مین ایک ناہموار بلند زمین کا میدان یعنی سطح مرتفع آتا ہے جسکو یہان کے لوگ گرروا یعنی خفیف پہاڑیا گرد و نواح یعنی شہر کے آس پاس کا علاقہ کہتے ہین اس مختصر زمین کے وسط مین جسکے شمال - جنوب اور مغرب مین تمام ملک سخت پہاڑون سے بھرا ہوا ہے اور مشرق مین صاف علاقے کی حد پر دیباری دروازہ بنا ہوا ہے خاص شہر اودیپور تالاب پچھولا کے مشرقی کنارے پر بسا ہوا ہے اسکو سمبت ۱۶۱۶ مطابق ۱۵۶۰ء مین رانا اودے سنگھ نے اکبر اعظم کے زور سے قدیم دارالریاست چیتوڑ گڑھ پر رہنا محال سمجھکر آباد کیا تھا شہر کے مغربی جنوبی بلند حصے مین تالاب کے کنارے پر والی ریاست کے محلات سنگ مرمر وغیرہ کے بنے ہوے ہین اودیپور کے پاس ایک وسیع میدان ہے اسکے گرداگرد دیوار سنگین کھچی ہوئی ہے وہ چوگان بازی کے لیے بنایا گیا ہے - عرض بلد شمالی ۲۴ درجہ ۵۲ دقیقہ طول بلد مشرقی ۷۳ درجہ ۴۱ دقیقہ ہے -

## نامی مندر

اودے پور کے شمال مین ایکلنگ کا مندر ہے جسمین مہادیو کی مورت ہے اور اسکو باپا راول نے آٹھوین صدی عیسوی مین بنایا تھا اس مندر کی تیاری کے بعد سے اودے پور کے رانا ایکلنگ کے دیوان یعنی نائب کہلانے لگے پچھلے زمانے مین غیر ملک کے دیوتا یعنی سری کرشن کی مورت میواڑ مین آنے سے ایکلنگ کی پوجا مین کچھ کمی ہوگئی ہے -

اسی جانب ناتھ دوارہ مقام مین سری کرشن کی پرانی مورت شہنشاہ عالمگیر کے خوف سے رانا راج سنگھ اول کے وقت مین متھرا سے لاکر تیرتھ کے طور پر قائم کی گئی ہے جب عالمگیر نے بنارس اور متھرا کے اکثر بڑے مندر توڑ ڈالے تو پجاری لوگ سری کرشن کی مورت کو ہر جگہ لیے پھرتے تھے رانا راج سنگھ نے ان لوگون کی سفارش مین بادشاہ کو عرضی لکھی تھی کہ ہر مذہب کے فقیر رعیت سے زیادہ حضور کو دعا دیتے ہین ان کو تکلیف دینا مناسب نہین معلوم ہوتا بادشاہ نے اپنے ارادہ کو نہ روکا اور جب متھرا کے پوجاری ہر طرف سے ناامید ہوکر میواڑ مین آسے تو رانا نے انکو ایک گانوٗن سہاڑ نام مین جسکو آجکل ناتھدوارہ کہتے ہین جاگیر دیکر ٹھہرا لیا یہ وہی مورت ہے یہ دیسی روائتین ہین لیکن فارسی تاریخون اور مسلمانون کی کتابون سے یہ باتین کسیطرح ثبوت کو نہین پہنچتین بلکہ بنارس اور متھرا وغیرہ کے بڑے بڑے مندرون کے مہنتون کے پاس اسوقت بھی عالمگیری عطیہ جاگیرین موجود ہین اور اسی جانب کانکرولی مین دوارکا دھیش کی مورت رکھی ہے -

اور اسی جانب روپ جی اور چار بھوجا مین وشنو بھگوان کے مندر ہین ان مندرون مین قسم قسم کے ملکونکے آدمی پوجا کو آتے ہین -
میواڑ کے جنوبی پہاڑون مین اودیپور سے چالیس میل پر رکھب دیو مین مت کا مشہور تیرتھ ہو کرتریا گاؤن مین جو اودیپور کے مشرق مین کپاسن کے پاس ہے جین پارکھ ناتھ کا پرانا مندر ہے -
جنوبی شور مین بھی جو جہاز پور کے نزدیک ہے جین پارکھ ناتھ کی مورت ہے اور یہ مندر ایک پہاڑ پر اچھا بنا ہوا ہے پوس بدی دسمی کو یہان اور کریڑا دونون جگہ میلا ہوتا ہے شہر مین کئی وشنو اور جینیون کے خوبصورت مندر ہین جنمین جگدیس کا مندر جو محلونکے نزدیک شمال کیطرف بڑی اونچائی پر بنا ہے بڑا ہی قابل تعریف ہے -
شہر کے شمال مین فتح ساگر تالاب کے نزدیک ایک پہاڑ کی چوٹی پر نیمچ ماتا کا مندر ہے جہان پر ساون بدی اماوس کو بڑا میلا ہوتا ہے -

## میواڑ کے خاندان کا بیان

یہ ملک سیسودیہ خاندان کے راجپوتون کے تحت مین ہے اور سورج بنس کی بڑی شاخ مین شمار ہوتا ہے جو اودھ کے راجہ رامچندر کی اولاد سے ہے اودھ کو مہابھارت کے زمانے مین کوسلا کہتے تھے وہ شمالی ہندوستان مین سورج بنسی بولے جاتے ہین اور شروع آٹھوین صدی عیسوی کے اندر چتوڑ پر قبضہ کرنے کے بعد باپا راول کے بیٹے گھل کی اولاد مین ہونے سے گہلوت کہلائے پھر راہپ کے سیسودا گاؤن مین بسا کر وہان رہنے کے سبب سیسودیہ مشہور ہوئے اس خاندان کا لقب چتوڑ لینے کے بعد راول قرار پایا تھا - لیکن شروع چودھوین صدی عیسوی مین راہپ نے منڈور واقع مارواڑ کے پڑھار رئیس کو جو رانا کہلاتا تھا شکست دینے سے رانا کا لفظ اپنے نام پر شامل کیا اور وہ ابتک اسکی قائم مقام اولاد کے لیے جاری چلا آتا ہے بادشاہ بن اورنگ زیب کی مہربانی سے مہارانا خطاب حاصل ہوا جسنے امرسنگھ دوم پسر راج سنگھ دوم کے نام پر رانا کے عوض مہارانا کا لفظ اپنے فرمانون وغیرہ مین لکھنا جاری کیا اور اس خطاب کو ابتک فخر کے ساتھ یہان کے والیان ملک اپنے نامونکے ساتھ استعمال کرتے ہین

## نوشیروان بادشاہ ایران کی طرف انتساب

مسٹر مارشمن اور کرنل ٹاڈ نے خاندان میواڑ کو ایران کے بادشاہ نوشیروان کی نسل مین داخل کیا ہو جسکے پوتے خسرو پرویز کو جبکہ وہ اپنی قدیمی سلطنت سے خارج ہو کر ملک روم مین چلا گیا تھا روم کے عیسائی بادشاہ کی بیٹی بیاہی تھی اسوقت سے کچھ اوپر دوسو برس پہلے محمد ہاشم خفی خان نے بھی اپنی کتاب مین ذکر کیا ہے لیکن وہ اسکو غلط بتاتا ہے - کرنل جیمس ٹاڈ نے مسلمانون کے ہاتھ سے سلطنت ایران تباہ ہونے کے وقت کسی لڑکی یا ایک دختر ماہ بانو کا ہندوستان مین بھاگ آنا قرار دیکر اس بات کو پختہ مان لیا ہے کہ اسکی اولاد یہان رہی لیکن جبکہ درمیانی ساتوین صدی عیسوی مین بعہد خلیفہ امیر المومنین عمر رضی اللہ عنہ تمام ایران مسلمان

عربون کے ہاتھ سے فتح اور وہان کا خاندان قید و قتل ہوا تو اگر اُسوقت کوئی ماہ بانو عورت جان بچاکر
کاٹھیاواڑ مین آئی بھی ہو تو بقول ٹاڈ کسیطرح داخل ملیچھ نسل نہین ہو سکتی کیونکہ وہ ۵۲۴ء مین برباد ی
ایران سے سو برس پہلے تباہ ہو کر کاٹھیاواڑ کو چھوڑ چکا تھا اور اگرچہ دو ہزار برس پہلے غیر ملک والون کی
یہان آمد و رفت خواہ رشتہ داری جاری تھی لیکن جب مسلمانون اور دوسرے لوگون نے آتے ہی یہانکے
باشندون کو دبانا شروع کیا تو ہندوون نے بیاہ شادی تو درکنار غیر لوگون بلکہ اپنے بھی غیر خاندانکے آدمیون
کے ساتھ کھانا پینا تک چھوڑ دیا پس یہ قرابت پچھلے زمانے مین جبکہ آنپر ایرانیون کا کوئی دباؤ بھی نہ تھا
کیونکر جائز مانی جائے

## اورنگ زیب عالمگیر اور اودیپوری بیگم

آخر وقت مین عالمگیر نے بیٹے کو ایک خط لکھا ہے اُسمین یہ فقرہ ہے اودیپوری والدۂ شاہ در بیماری با من بودہ ارادۂ
رفاقت دارد اس رقعہ کے لفظ اودیپوری نے بڑے تماشے دکھائے ہین کوئی تو کہتا ہے کہ اودیپور کے خاندان
مین سے کوئی لڑکی اُسکے نکاح مین آئی تھی کوئی کہتا ہے کہ اودیپوری کی جگہ جو دھپوری ہے سب سے زیادہ
لطیفہ یہ ہے فرنگستان کی تاریخون مین لکھا جاتا ہے کہ اودیپوری ایک عیسائی عورت کا نام تھا
وہ گوری بہت تھی وہ جارجیا کی رہنے والی تھی ایک بردہ فروش سے داراشکوہ نے اسکو خرید کیا تھا دارا کی
محبوبہ بھی تھی یہی خفی سبب تھا کہ دارانے عیسائی مذہب اختیار کیا تھا جب دارا مارا گیا تو عالمگیر نے اپنے
بھائی کی دو بیوان سے نکاح کرنا چاہا اُن مین سے ایک راجپوتنی تھی وہ تو زہر کھانے کو موجود ہو گئی عالمگیر نے
اُس سے نکاح نہ کیا مگر اس کرسچن لیڈی نے بادشاہ سے نکاح کر لیا۔ فرنگستانی تاریخون مین بہت سی ایسی
دلگی کی کہانیان ہین تذکرہ عالم مین بلاقی داس دہلوی نے عالمگیر کی اودیپوری بیگم کا نام سردی بتایا ہے
شاہزادہ اکبر اسی کے بطن سے تھا لیکن مولوی محمد علی حسینی نے راحت افزا مین تحریر کیا ہے کہ محمد اکبر دختر
شاہ نواز خان صفوی کے بطن سے تھا اودیپوری کے بطن سے کام بخش تھا۔

## تاریخی حالات ملک

اودھ کے راجہ رامچندر کا حال جسکو اول سورج بنسی راجہ اکشواک سے ساون پشت مین گنتے ہین کتاب
رامائن وغیرہ سب نے لکھا ہے اُنکے بڑے بیٹے لو کا پنجاب مین جاکر لاہور آباد کرنا جسکو پہلے لوکوٹ کہتے تھے
اور بقول تاریخ خورشید جاہی اول نام اُسکا لوہاور تھا اکثر لوگون نے بیان کیا ہے لیکن لو کی کوئی اولاد کہین سے
ثابت نہین ہوتی جسکا ذکر پہلے کیا گیا ہے اس سبب سے راجہ کنک سین بانی ملیچھ بنس کو کش کی نسل
مین سمجھنا چاہیئے جسکو ناواقفی سے دوسرے لوگون نے لو کی اولاد مین لکھدیا ہے کنک سین نامی جس نے
سورج بنسی ہونے کا دعوے قائم کیا شمالی ہندوستان سے نقل مکان کر کے حسب بیان ٹاڈ سمبت ۲۰۱
مطابق ۱۴۴ء مین سوراشٹر کی طرف جو قدیمی نام علاقہ سوٹھ یعنی کاٹھیاواڑ کا ہے اور جسکو سارشٹر بھی لکھتے ہین

جا بسا اور اُسنے وہان کی حکومت پرمار قوم کے راجہ سے چھین کر ٹرنگر آباد کیا۔ اُسکی چار پشت بعد وجیا سین نے وجیا پور اور مشہور دارالریاست بلبھی کو تعمیر کرایا جسکا موقع گجرات مین بیس میل بھاونگر سے پچھم کی طرف ہے جسجگہ بلے بسا ہے اور بلبھی مختصر ہے بلبھی پور کا بلبھی کا شمالی علاقہ بھال کہلاتا ہے وہ غالباً قوم بالا وغیرہ کے نام سے نکلا ہے جو مع کاٹی و جھالا وغیرہ کے سیتھیا نسل مین سے ہے یہ لوگ تاتار سے پنجاب اور وہانسے سوراشٹر مین گنگ سین کی طرح چلے آنے کے بعد سورج بنسی راجپوتون کے ساتھ قدیمی رفاقت اور بیاہ شادی کے سبب راجپوتانہ مین بھی آکر شریک حال ہوے آرین عہد مین گجرات کو سرکیرشن کی دوارکا کہتے تھے بعد مین اسکا نام سورٹھ یا سوراشٹر ہوا سنہ ۱۴۵ء سے ۵۲۴ء تک تین سو اسی برس کے اندر بارہ پشت اس خاندان کا راج سوراشٹر مین رہا جہان کے آخری راجہ سلادت کے وقت بلبھی سمبت ۵ مطابق ۵۲۴ء مین کسی دشمن کے ہاتھ سے جسکو اکثر مورخ ایران کے ساسانی بادشاہ نوشیروان وغیرہ کی فوج اور ڈاکٹر بھاوداا اور مسٹر فاربس وغیرہ گوجر قوم کے لوگون کو جن کے نام سے ایک علاقے کا نام گجرات مشہور ہوا خیال کرتے ہین غارت ہوا۔ شہر بلبھی تباہ ہونے پر سواے ایک رانی کملاوتی کے جسکو بعض لوگ پُشپ یعنی کنول سمجھکر پشپاوتی لکھتے ہین اور جو اُسوقت اولاد کی آرزو مین ایک دور مندر کے اندر نذر چڑھانے گئی تھی راجہ کا تمام خاندان قتل ہوا۔ رانی یہ خبر سنکر پہاڑی علاقے مین جا چھپی جہان کچھ عرصہ کے بعد اُسکے ایک لڑکا پیدا ہوا اور اُسکا نام کیشوادت رکھا گیا اسکو غلطی سے لوگون نے گوہ لکھدیا ہے۔ وہ بیٹے کو ایک برہمنی لکھماوتی نام کے حوالے کرکے خود چتا پر جل گئی یعنی ستی ہوگئی۔

بعض کتابون مین یون لکھا ہے کہ مہاراشٹر مین ایک راج تھا جسکی راجدھانی ناگارا تھی یہان کے راجاؤن کی قوت کو شال باہن نے خاک مین ملا دیا شال باہن ایک رذیل قوم کا آدمی تھا اس نے اُس راجہ کا ملک فتح کرلیا جو قوم کا راجپوت سیسودیہ کی نسل سے تھا۔ شال باہن نے اس راجہ کے سارے خاندان کو قتل کیا مگر ایک عورت اپنے بچے کے ساتھ جان سلامت لیکر نکل گئی اور ست پوری کے پہاڑون مین اُس لڑکے نے پرورش پائی یہی لڑکا چیتوڑ کے رانا کے بنس کا بانی ہوا چیتوڑ کے رانا سے اودیپور کے رانا پیدا ہوئے یہ بیان بہت گڈمڈ اور خلط و خبط ہے تمدن ہند مین ہے کہ ہم دیکھ چکے ہین کہ اودے پور کا راجہ ہی وہ شخص ہے جو ایکہزار سال سے تخت و تاج کا مالک ہے

## کیشوادت کا راجپوتانہ کے پہاڑون مین عزت پانا

کیشوادت گیارہ برس کی عمر مین کسی کا کہنا نہ مانتا تھا اور جنگلی بھیلون وغیرہ کے ہمراہ رہکر اکثر جانورون کے شکار سے اپنا دل خوش کیا کرتا تھا اُس کو چالاک و بیباک دیکھ کر میواڑ کے مغربی علاقے کے اندر آرائش کی ابنا کے گرد و نواحی بھیلون نے اپنا حاکم و راجہ بنا لیا ایک بھیل کے ہاتھ سے اسکو خون کا ٹیکا لگانا ٹاڈ وغیرہ نے غلط لکھا ہے اسکا موقع رانا ہمیر کے وقت مین آوے گا۔ کیشوادت کی اولاد آٹھ پیڑھی تک

بھارسی علاقے مین بطور سرنارسون کے گذر کرتی رہی اور کئی مقامات پر اپنے نام سے گانون آباد کیے - جو میواڑ کے
شمالی حصے مین تیرت گاہ ایکلنگ کے آس پاس پائے جاتے ہین -
گرہ دت کے وقت مین جو کیشوادت سے آٹھوین پشت مین تھا بھارسی بھیلون نے جنکی دوستی اور دشمنی پر کچھ
اعتبار نہ کرنا چاہیئے حملہ کرکے سب گھرانے کو قتل کیا صرف ایک رانی مع اپنے بیٹے باپا کے جو اسوقت تین
برس کا تھا اپنے پروہت یعنی پجاری برہمن کے گھر چھپ رہی اور وہان سے ناگدا گانون مین آکر جو اودے پور
سے دس میل شمالی طرف ہے باپا نے پرورش پائی -

## نسب نامۂ خاندان میواڑ

(۱) باپا راول (۲) راول گہل (۳) بھوج (۴) شیل (۵) کال بھوج (۶) بھرتری بھٹ (۷) ادھ سنگھ
(۸) سمہلیک (۹) کھمان (۱۰) النٹ (۱۱) نرباہن (۱۲) شکتی کمار (۱۳) شچی ورمہ (۱۴) نرورما (۱۵) کیرتی ورم
(۱۶) ویرڈ (۱۷) ویری سنگھ (۱۸) بجے سنگھ (۱۹) ارسی اول (۲۰) چونڈ سنگھ (۲۱) وکرم سنگھ (۲۲) کھیم سنگھ
(۲۳) سامنت سنگھ (۲۴) سنگھا (۲۵) متھن سنگھ (۲۶) پدم سنگھ (۲۷) جیت سنگھ (۲۸) تیج سنگھ
(۲۹) سمرسی (۳۰) رتن سی اول (۳۱) کرن سی اول (۳۲) رانا راہپ (۳۳) رانا نربت (۳۴) دن کرن
(۳۵) جیسکرن (۳۶) ناگ پال (۳۷) پورن پال (۳۸) پرتھوی پال (۳۹) بھون سی (۴۰) بھیم سنگھ اول
(۴۱) جے سنگھ اول (۴۲) گڑھ لکشمن سنگھ یا لکھم سی (۴۳) ارسی دوم (۴۴) اجے سی (۴۵) ہمیر اول
(۴۶) کھیت سی (۴۷) لاکھا (۴۸) موکل (۴۹) کونبھا (۵۰) راے مل (۵۱) سانگا یا سنگرام
(۵۲) رتن سی دوم (۵۳) بکرمادت (۵۴) اودے سنگھ (۵۵) پرتاب سنگھ اول (۵۶) امر سنگھ اول (۵۷)
کرن سنگھ دوم (۵۸) جگت سنگھ اول (۵۹) راج سنگھ اول (۶۰) جے سنگھ دوم (۶۱) امر سنگھ دوم
(۶۲) سنگرام سنگھ دوم (۶۳) جگت سنگھ دوم (۶۴) پرتاب سنگھ دوم (۶۵) راج سنگھ دوم (۶۶) ارسی سوم (۶۷) ہمیر سنگھ دوم
(۶۸) بھیم سنگھ دوم (۶۹) جوان سنگھ (۷۰) سردار سنگھ (۷۱) سروپ سنگھ (۷۲) شنبھو سنگھ (۷۳) سجن سنگھ (۷۴) مہارانا فتح سنگھ

## باپا راول کا حال

باپا اول شخص ہے جسنے موجودہ خاندان یعنی ریاست میواڑ کی بنا ڈالی اسکی اولاد کے قبضے مین اودے پور ڈونگر پور، بانسواڑہ
اور پرتاب گڑھ چار ریاستین راجپوتانے کے اندر موجود ہین جن کے سوا اور بھی کئی رئیس اس خاندان مین سے
ہونیکا دعوے کرتے ہین باپا کو ہوش سنبھالنے پر گائین چرانے کا کام سپرد ہوا جسکا راجپوت اور دوسری قومون
مین کچھ عیب نہین گنا جاتا اُسنے اپنی ماں سے سنا تھا کہ مین چیتوڑ کے موری راجہ کا رشتہ دار ہون اس واسطے
اُسنے چوپانی کے پیشے کو چھوڑکر چیتوڑ کا راستہ لیا جہان کہ خوبی قسمت نے اسکو پریشانی سے بڑے
درجے پر پہونچایا -

چیتوڑ آنے پر رشتہ داری کے سبب باپا کی بڑی قدر ہوئی اور وہ گذر کے لائق جاگیر پاکر فوج مین ایک افسر

بنایا گیا۔ تھوڑے عرصے مین موری راجہ کو کسی بڑے دشمن سے مقابلے کی ضرورت ہوئی جبپر اسکے تمام ماتحت سرداروں نے راجہ کی بدمزاجی اور باپا کی جلد ترقی سے جل کر کنارہ کیا باپا کو عمدہ موقع ملا کہ وہ تمام فوج کا افسر اعلے کیا گیا سرداروں کی جاگیرین ضبط ہوئین اور وہ شرمندگی اٹھاکر باپا کے شریک حال ہوئے۔ دشمن کو شکست دینے سے باپا نے تازہ ناموری اور قوت حاصل کی اور تمام سردار موری راجہ کو چھوڑکر باپا سے مل گئے جن کی مدد سے آسنے واپسی کے وقت چیتوڑ پر حملہ کرکے وہان قبضہ کرلیا۔

ٹاڈ نے لکھا ہے کہ راجہ موری نے جن دشمنون کو باپا نے شکست دی وہ عرب کے مسلمان معلوم ہوتے ہین جن کا افسر محمد ابن قاسم تھا لیکن یہ محض غلط ہے کیونکہ محمد ابن قاسم نے صرف سندھ کو فتح کیا تھا اور ملتان کو فتح کرکے ابھی وہ وہین مقیم تھا کہ خلیفہ ولید نے حکم دیا کہ تم آگے بڑھو اور ایک خط اپنی طرف سے راجہ قنوج کے نام لکھکر محمد ابن قاسم کے پاس بھیجا اور حکم دیا کہ اس خط کو ایلچی کے ہاتھ قنوج روانہ کرو جسکی تفصیل چچ نامہ مین یون دی ہے کہ محمد ابن قاسم نے اس کام کے لئے ابو حکیم شیبانی کو منتخب کیا اور دس ہزار سوار و نیز اسکو افسر اعلے کرکے قنوج کیطرف روانہ کیا اور خود ملتان ہی مین مقیم رہا ابو حکیم شیبانی اپنی فوج لیے ہوئے مقام اودے پور تک گیا مگر وہان تنگ جانے مین اسے تجربہ ہوگیا کہ اتنا بڑا لشکر لیکر قنوج تک جانا دشوار ہے اور سپاہیون کو بڑی تکلیف و زحمت ہوگی اس خیال سے خود تو اودیپور مین ٹھہر گیا اور اپنی طرف سے زید بن کلابی کو روانہ کیا قنوج پر اُن دنون راے جتھل راے کے بیٹے ہر چند کی حکومت تھی جو ہندوستان کے عام راجاؤن مین سربرآوردہ اور زبردست تھا تمام ہندوستان کے راجے اُسکی عظمت کو مانتے تھے قنوج کے راجہ نے ولید بن عبدالملک کا خط کھولا پڑھوایا اور نہایت برہم ہوکے جواب دیا کہ یہ ملک تقریباً ایکہزار چھ سو برس سے ہمارے زیر فرمان ہے کبھی کسی دشمن کو اتنی جرات نہ ہوئی کہ ہماری سرحد مین قدم رکھ سکے جب ہماری ایسی قوت ہے تو غنیم لوگ ایسے محال و بے سروپا ارادے اپنے دل مین پیدا کرین تو مجھے کچھ پروا نہین اور سفیر سے کہا کہ اپنے آقا کے پاس واپس جاکر کہدو کہ اب لڑائی ہی فیصلہ کرے گی یا تو مین فتحیاب ہونگا یا تم مجھپر غالب آؤگے صلح و جنگ کا اسیوقت فیصلہ ہوگا جب ایک کو دوسرے کی عظمت کا امتحان ہو جائیگا سفیر یہ جواب لیکر ابو حکیم شیبانی کے پاس آیا اور وہ مع تمام لشکر کے محمد ابن قاسم کے پاس پہونچا جب راے ہر چند کا یہ جواب محمد ابن قاسم نے سنا تو اُس نے قنوج پر حملہ آوری کا سامان شروع کیا لیکن ۹۵ھ ہجری مطابق ۷۱۳ء مین اُسکا چچا حجاج مر گیا اور ۹۶ھ ہجری مین ولید کا انتقال ہوکر اُسکا بھائی سلیمان بن عبدالملک جانشین ہوا اُسنے محمد ابن قاسم کو ولایت سندھ سے معزول کرکے واپس بلا لیا۔ اس مضمون مین اودیپور کا لفظ غلط لکھا گیا ہے اُسوقت تک اُسکی آبادی کا نام و نشان بھی نہ تھا بلکہ چچ نامے کی تصنیف کے وقت تک میواڑ مین یہ شہر آباد نہ ہوا تھا کیونکہ چچ نامہ ۶۱۳ھ ہجری مین بنا ہے اور اودیپور ۹۷۵ھ ہجری مین رانا اودے سنگھ نے اکبر سے چیتوڑ پر شکست پاکر آباد کیا ہے غالباً اودے پور کوئی اور مقام ہوگیا اودیپور

بھارٹی علاقے مین بطور قراسون کے گذر کرتی رہی اور کئی مقامات پر اپنے نام سے گانون آباد کیے۔ جو میواڑ کے شمالی حصے مین تیرت گاہ ایکلنگ کے آس پاس پائے جاتے ہین۔
گرہ دت کے وقت مین جو گیشوادت سے آٹھوین پشت مین تھا بھارٹی بھیلون نے جنکی دوستی اور دشمنی پر کچھ اعتبار نہ کرنا چاہیے حملہ کرکے سب گھرانے کو قتل کیا صرف ایک رانی مع اپنے بیٹے باپا کے جو اسوقت دو تین برس کا تھا اپنے پروہت یعنی پجاری برہمن کے گھر چھپ رہی اور وہان سے ناگدا گانون مین آکر جو اودے پور سے دس میل شمالی طرف ہے باپا نے پرورش پائی۔

## نسب نامۂ خاندان میواڑ

(۱) باپا راول (۲) راول گہل (۳) بھوج (۴) شیل (۵) کال بھوج (۶) بھرتری بھٹ (۷) اد سنگھ (۸) سہلیک (۹) کھمان (۱۰) الٹ (۱۱) نرباہن (۱۲) شکتی کمار (۱۳) شچی ورمہ (۱۴) نرورمہ (۱۵) کرتی ورمہ (۱۶) ویرٹ (۱۷) ویری سنگھ (۱۸) بیجے سنگھ (۱۹) ارسی اول (۲۰) چوند سنگھ (۲۱) وکرم سنگھ (۲۲) کھیم سنگھ (۲۳) سامنت سنگھ (۲۴) سنگھا (۲۵) متھن سنگھ (۲۶) پدم سنگھ (۲۷) جیت سنگھ (۲۸) تیج سنگھ (۲۹) سمرسی (۳۰) رتن سی اول (۳۱) کرن سی اول (۳۲) رانا راھپ (۳۳) رانا نرپت (۳۴) دنا کرن (۳۵) جس کرن (۳۶) ناگ پال (۳۷) پورن پال (۳۸) پرتھوی پال (۳۹) بھون سی (۴۰) بھیم سنگھ اول (۴۱) جے سنگھ اول (۴۲) گڑھ لکشمن سنگھ یا لکم سی (۴۳) ارسی دوم (۴۴) اجے سی (۴۵) ہمیر اول (۴۶) کھیت سی (۴۷) لاکھا (۴۸) موکل (۴۹) کونبھا (۵۰) راے مل (۵۱) سانگا یا سنگرام (۵۲) رتن سی دوم (۵۳) بکرماجیت (۵۴) اودے سنگھ (۵۵) پرتاپ سنگھ اول (۵۶) امر سنگھ اول (۵۷) کرن سنگھ دوم (۵۸) جگت سنگھ اول (۵۹) راج سنگھ اول (۶۰) جے سنگھ دوم (۶۱) امر سنگھ دوم (۶۲) سنگرام سنگھ دوم (۶۳) جگت سنگھ دوم (۶۴) پرتاپ سنگھ دوم (۶۵) راج سنگھ دوم (۶۶) ارسی سوم (۶۷) ہمیر سنگھ دوم (۶۸) بھیم سنگھ دوم (۶۹) جوان سنگھ (۷۰) سردار سنگھ (۷۱) سروپ سنگھ (۷۲) شمبھو سنگھ (۷۳) سجن سنگھ (۷۴) مہارانا فتح سنگھ

## باپا راول کا حال

باپا اول شخص ہے جسنے موجودہ خاندان یعنی ریاست میواڑ کی بنا ڈالی اسکی اولاد کے قبضے مین اودے پور ڈونگر پور بانسواڑہ اور پرتاب گڑھ چار ریاستین راجپوتانے کے اندر موجود ہین جن کے سوا اور بھی کئی رئیس اس خاندان مین سے ہونیکا دعوے کرتے ہین باپا کو ہوش سنبھالتے پر گائین چرانے کا کام سپرد ہوا جسکا راجپوت اور دوسری قومون مین کچھ عیب نہین گنا جاتا اسنے اپنی ماں سے سنا تھا کہ مین چتوڑ کے موری راجہ کا رشتہ دار ہون اس واسطے اسنے چوپانی کے پیشے کو چھوڑ کر چتوڑ کا راستہ لیا جہان کہ خوبی قسمت نے اس کو پریشانی سے بڑے درجے پر پہونچایا۔

چتوڑ آنے پر رشتہ داری کے سبب باپا کی بڑی قدر ہوئی اور وہ گذر کے لائق جاگیر پا کر فوج مین ایک افسر

بنایا گیا۔ تھوڑے عرصے مین موری راجہ کو کسی بڑے دشمن سے مقابلے کی ضرورت ہوئی جبپر اسکے تمام ماتحت سردارون
نے راجہ کی بدمزاجی اور باپا کی جلد ترقی سے جل کر کنارہ کیا باپا کو عمدہ موقع ملا کہ وہ تمام فوج کا افسر اعلے کیا گیا
سردارون کی جاگیرین ضبط ہوئین اور وہ شرمندگی اٹھا کر باپا کے شریک حال ہوئے۔ دشمن کو شکست دینے
سے باپا نے تازہ ناموری اور قوت حاصل کی اور تمام سردار موری راجہ کو چھوڑ کر باپا سے مل گئے جن کی مدد سے
آسنے واپسی کے وقت چتوڑ پر حملہ کر کے وہان قبضہ کر لیا۔

ٹاڈ نے لکھا ہے کہ راجہ موری کے جن دشمنون کو باپا نے شکست دی وہ عرب کے مسلمان معلوم ہوتے ہین
جن کا افسر محمد ابن قاسم تھا لیکن یہ محض غلط ہے کیونکہ محمد ابن قاسم نے صرف سندھ کو فتح کیا تھا اور ملتان
کو فتح کر کے ابھی وہ وہین مقیم تھا کہ خلیفہ ولید نے حکم دیا کہ تم آگے بڑھو اور ایک خط اپنی طرف سے راجہ قنوج کے نام
لکھکر محمد ابن قاسم کے پاس بھیجا اور حکم دیا کہ اس خط کو ایلچی کے ہاتھ قنوج روانہ کرو جسکی تفصیل چچ نامہ مین یون
دی ہے کہ محمد ابن قاسم نے اس کام کے لیے ابو حکیم شیبانی کو منتخب کیا اور دس ہزار سوار و نیز اسکو افسر اعلے
کر کے قنوج کیطرف روانہ کیا اور خود ملتان ہی مین مقیم رہا ابو حکیم شیبانی اپنی فوج لیے ہوئے مقام اودیپور
تک گیا مگر وہانتک جانے مین اسے تجربہ ہو گیا کہ اتنا بڑا لشکر لیکر قنوج تک جانا دشوار ہے اور سپاہیون کو بڑی
تکلیف و زحمت ہوگی اس خیال سے خود تو اودیپور مین ٹھہر گیا اور اپنی طرف سے زید بن کلابی کو روانہ
کیا قنوج پر اُن دنون رائے جتھل رائے کے بیٹے ہرچند کی حکومت تھی جو ہندوستان کے عام راجاؤن مین
سربرآوردہ اور زبردست تھا تمام ہندوستان کے راجے اُسکی عظمت کو مانتے تھے قنوج کے راجہ نے ولید بن
عبد الملک کا خط کھلوا پڑھوایا اور نہایت برہم ہو کے جواب دیا کہ یہ ملک تقریباً ایکہزار چھ سو برس سے ہمارے
زیر فرمان ہے کبھی کسی دشمن کو اتنی جرات نہ ہوئی کہ ہماری سرحد مین قدم رکھ سکے جب ہماری ایسی قوت ہے
تو غنیم لوگ ایسے محال و بے سر و پا ارادے اپنے دل مین پیدا کرین تو مجھے کچھ پروا نہین اور سفیر سے کہا کہ
اپنے آقا کے پاس واپس جاکر کہدو کہ اب لڑائی ہی فیصلہ کرے گی یا تو مین فتحیاب ہونگا یا تم مجھپر غالب
آؤ گے صلح و جنگ کا اُسیوقت فیصلہ ہوگا جب ایک کو دوسرے کی عظمت کا امتحان ہو جائیگا سفیر یہ جواب لیکر
ابو حکیم شیبانی کے پاس آیا اور وہ مع تمام لشکر کے محمد ابن قاسم کے پاس پہونچا جب رائے ہرچند کا یہ جواب
محمد ابن قاسم نے سنا تو اُس نے قنوج پر حملہ آوری کا سامان شروع کیا لیکن ۹۵ھ ہجری مطابق ۷۱۳ء
مین اُسکا چچا حجاج مر گیا اور ۹۶ھ ہجری مین ولید کا انتقال ہو کر اُسکا بھائی سلیمان بن عبد الملک جانشین
ہوا اُسنے محمد ابن قاسم کو ولایت سندھ سے معزول کر کے واپس بلا لیا۔ اس مضمون مین اودیپور کا لفظ
غلط لکھا گیا ہے اُسوقت تک اُسکی آبادی کا نام و نشان بھی نہ تھا بلکہ چچ نامے کی تصنیف کے وقت
تک میواڑ مین یہ شہر آباد نہ ہوا تھا کیونکہ چچ نامہ ۶۱۳ھ ہجری مین بنا ہے اور اودیپور ۹۷۵ھ ہجری مین
رانا اودے سنگھ نے اکبر سے چتوڑ پر شکست پا کر آباد کیا ہے غالباً اودے پور کوئی اور مقام ہو گیا اودیپور

کی جگہ چتوڑ ہونا چاہیئے چنانچہ ٹاڈ راجستان کے ایک مقام مین لکھا بھی ہے کہ محمد بن قاسم کے حملہ چتوڑ پر داہر والی سندھ نے موری راجہ کے خاندان کی مدد کی تھی اور محمد بن قاسم ڈونگرپور تک گیا تھا۔
اس جملۂ معترضہ کے بعد معلوم ہو کہ چتوڑ کے دشمن جن کو باپا نے مغلوب کیا مغربی میواڑ کے فسادی بھیلون کو سمجھنا چاہیئے جن کو کسی لوٹ مار کے عوض سزا دیگئی۔

## چتوڑ پر باپا کا قبضہ

بیان کیا جاتا ہے کہ باپا جب سمبت ۷۸۴ مطابق سنہ ۷۲۸ء مین اپنے ماموں راجہ مان موری کو نکالکر اسکے سرداروں کی سازش سے چتوڑ پر قابض ہوا تو چودہ یا پندرہ برس کا تھا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ غارت لبھی سے ایک سو نو ۱۰۹ برس کے بعد سنہ ۷۱۳ء یا سنہ ۷۱۸ء مین پیدا ہوا یہ وقت ایسا تھا کہ مسلمان بادشاہ ہندوستان مین موجود نہ تھے غرض کہ اس خاندان کو میواڑ مین قائم ہوئے بارہ سو برس کے قریب زمانہ ہوا۔
چتوڑ پر قبضہ پانے کے بعد باپا کو راول کہنے لگے کرنل ٹاڈ وغیرہ زبانی روایتون سے لکھتے ہین کہ باپا نے سو برس کی عمر مین وفات پائی اور یہ بھی بیان کرتے ہین کہ وہ آخر عمر مین خراسان کی طرف چلا گیا جہان غیر قوم کے لوگون مین بیاہ شادی کرکے بہت سی اولاد چھوڑ مرا لیکن یہ غلط ہے ایک مذہبی کتاب سے جسکا نام ایکلنگ مہاتم ہے اور جو اسوقت سے کچھ اوپر چار سو برس کی بنی ہوئی ہے یہ معلوم ہوتا ہے کہ باپا نے سمبت ۸۲۰ مطابق سنہ ۷۶۴ء مین سنیاس لیا یعنی دنیاداری کو ترک کیا یہ اسی حالت مین گوارا کیا جاتا ہے جبکہ زندگی کی امیدین نہین رہتی پس اسکے برس دو برس کے بعد باپا کا انتقال سمجھ لینا چاہیئے جسکے حساب سے اکتالیس سال کی عمر ہوتی ہے سو برس کی تعداد بے ثبوت مبالغے کے ساتھ بیان کردی گئی ہے جیسے کہ پرانے زمانے کے نامور لوگونکی عمرین ہزارون تک کہنا اولاد کا نمبر سیکڑون تک پہونچانا اور اُنکی ذات مین خدائی اوصاف قائم کردینا ایک معمولی بات ہے اور باپا کا ترک دنیاداری کرنا بطور کفارے کے ہو کا اس گناہ کے سبب سے کہ مغلوکی حالت مین اپنے ماموں موری راجہ کے پاس آیا اور عزت دینے کے عوض مین اسکے ساتھ دغا کی۔
ٹاڈ لکھتا ہے کہ باپا فتح چتوڑ سے تھوڑے عرصے کے بعد سارشترہ کو گیا اور دختر راجہ اسپ گول والی بندر دیو سے شادی کی اس رانی سے اپراجیت تولد ہوا چونکہ یہ چتوڑ مین پیدا ہوا تھا اسلیے اپنے باپ کا ولیعہد مقرر ہوا اور بڑا بیٹا اسیل یا اسیر جو دختر کابہ قوم پرمار والی گالی بار سے کہ دوارکا کے متصل واقع ہے تولد ہوا تھا حکومت ملنے سے محروم رہکر سوراشٹر کا مالک جا بنا اور وہان ایک قلعہ طیار کرکے اُسکا نام اسیرگڑھ رکھا اسکی اولاد اسیل کہلوت کہلاتی ہے یہ قول بھی غلط ہے اسلیے کہ چودہ یا پندرہ برس کی عمر مین باپا کا چتوڑ لینا مانا جاتا ہے یقین نہین آتا کہ اُسکے کوئی بیٹا موجود ہو کیونکہ باپا کی نابالغی کے علاوہ راجپوت لوگ کم عمری مین شادی نہین کرتے تھے۔ علاوہ اسکے باپا نے چتوڑ آنے تک نہایت افلاس کی حالت مین ایک برہمن کے گھر اپنی

مان کے ساتھ روٹی کپڑے پر پرورش پائی تھی جہان اُسکی مان گھر مین کام کاج کرتی تھی اور باپا گائین چرایا کرتا تھا اسی برہمن کی صحبت کی وجہ سے باپا کو مہادیو کی پرستش کی عادت پڑی تو ایسی حالت مین اس غریب کو پرمار قوم کا ایک رئیس کیسے بیٹی دیدیتا تیسرے ریاست اودیپور کے نسب نامے مین جو مختلف کبتون سے درست کیا گیا ہے باپا کا بیٹا گہل درج ہے جس سے یہ قوم گہلوت یعنی گہل کی اولاد کہلاتی ہے۔

آسیر کی بابت شاہجہان نامے مین لکھا ہے کہ اُسکو آسا اہیر نامی نے بنایا تھا اوس کا نام آسا اہیر گڑھ رکھا گیا تھا اب اُسکو لوگ کثرت استعمال سے آسیر بولنے لگے ہین۔

## ۹۔ راول کھمان

راول کھمان کو کرنل ٹاڈ نے باپا سے چوتھی پشت پر ۸۱۲ء مین راجہ ہونا لکھدیا ہے لیکن اصل یہ ہے کہ راول کھمان کو باپا سے نوین پشت مین گنا جاتا ہے اور باپا راول کی موت درمیانی آٹھوین صدی عیسوی مین صحیح مانی جاتی ہے اگر کرنل ٹاڈ کے قول پر یقین لاکر باپا کی عمر سو برس قبول کی جاے تو ۸۱۲ء مین اسکو زندہ ماننا پڑے گا کیونکہ باپا کا سال پیدائش ۷۱۳ء لکھا گیا ہے پس اسطرح باپا کے سامنے جبکہ کوئی بڑا فساد بھی درپیش نہ تھا آٹھ پشت گذر جانا اور کھمان کا راج پانا صریح غلط ٹھہرتا ہے ایک کتبے سے کھمان کے پوتے نرباہن کا عہد سمت ۱۰۱۰ مطابق ۹۵۴ء ظاہر ہوتا ہے پس کھمان کا وقت نرباہن سے پچاس برس پہلے یعنی شروع دسوین صدی عیسوی مین سمجھنا چاہئے جس سے باپا کے عہد تک پونے دو سو برس کا زمانہ اندازے کے ساتھ ٹھیک ہو سکتا ہے۔

کسی ہندی کتاب مین محمود خراسانی کا حملہ چیتوڑ کی طرف لکھدیا ہے جسکو کرنل ٹاڈ نے اس خیال سے کہ سلطان محمود غزنوی نے شروع گیارھوین صدی عیسوی مین کھمان سے بہت عرصہ بعد ہندوستان پر چڑھائی کی ہے خلاف سمجھ کر اپنے قیاس سے مامون بنا لیا ہے اسی بے ثبوت بات کو راجہ شیو پرشاد وغیرہ نے بھی جن کے پاس بڑا مسالا تاریخ کا الفنسٹن وغیرہ کی نقل کرنے کے سوا نہ تھا کرنل ٹاڈ سے لیکر اپنی پُر تعصب کتابون مین درج کردیا ہے کہ چوبیس لڑائیان ہونے پر مامون چیتوڑ سے ہٹایا گیا۔

یہ بیانات محض غلط ہین خلیفہ مامون کا عہد کھمان سے سو برس پہلے ہے وہ ۸۱۳ء سے ۸۳۳ء تک بیس برس حکومت کرکے گذر گیا کوئی خلیفہ فوج لیکر ہندوستان یا کسی دوسرے ملک مین نہین گیا سبحان اللہ کیا تاریخی معلومات ہین کہ مامون اور کھمان کے عہدون مین جو سو سال کا فاصلہ ہے ایک ہی لقمے مین ہضم کر گئے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ پچھلے زمانے مین محمود اور کھمان کی شہرت و بہادری کا حال سنکر لوگون نے غلط قصہ بنایا جسکو اوروں نے بغیر سوچے سمجھے کتابون مین لکھدیا۔ تاریخی امر سے یہ ناواقف مورخ یہانتک لکھتا ہے کہ مامون کی مہمون سے کھمان کی شہرت دوست اور دشمن مین دور تک خوب پھیلی اور مدت تک اُسکے ہموطنون کے دل مین مسلمانون سے لڑنے کے وقت اُسکے نام سے شجاعت پیدا ہوتی رہی۔

کہتے ہین کہ برہمنون کے کہنے سے اُسنے اپنے بیٹے جوگ راج کو حکومت سپرد کردی مگر پیچھے اُسنے پھر اپنا راج لے لیا اور دریافت کیا کہ برہمنون کی نصیحت مین دغا بازی تھی اسلیے بہت سے برہمنون کو مروا ڈالا اور اُنکی نسل غارت کرنے کا ارادہ کیا آخرش کہمان کو اُس کے بیٹے نے مار ڈالا مگر اُس پدرکُش سے اُسکے باپ کے امرانے بدلا لیا۔

## ۱۰- آلٹ

یہ کہمان کے بعد قوم جین کی ایک روایت کے بموجب سمبت ۱۰۲۳ مطابق ۹۶۶ء مین حکمرانی کرتا تھا۔

## ۱۱- نرباہن

یہ کہمان کا پوتا ایک کتبے کے بموجب سمبت ۱۰۱۰ مطابق ۹۵۲ء مین حکومت پر سرفراز تھا۔

## ۲۸- تیج سی

ٹاڈ کا خیال یہ ہے کہ یہ شخص سمبت ۱۱۲۰ مطابق ۱۰۶۴ء مین گدی نشین ہوا تھا اور جب مسلمانون نے بسیلدیو پر حملہ کیا تو اُسکی مدد کے لیے پشکر کے مقام پر اُسکے شامل ہوا تھا اور عرصے تک راج کرنے کے بعد پشکر کی لڑائی مین مسلمانون کے ہاتھ سے مارا گیا تھا۔ چند بھاٹ نے جو نقول بطور دیباچہ تاریخ اپنے راجہ پرتھی راج اولاد بیسلدیو کے لکھا ہے اور اُسکے ہمراہیون اور جاگیردارون کو نام بنام گنوایا ہے کہ وہ کر بیسلدیو کے شامل ہوے اُس مین تیج سی کو بڑے فخر سے ذکر کیا ہے اور کہا ہے کہ گہلوت چورونق گر مجموعی کا تھا آیا۔

## ۲۹- راول سمرسی

سمرسی راول بایاسے انتیسوین پشت مین تھا جسکی بابت کرنل ٹاڈ نے لکھا ہے کہ چتوڑ والا سمرسی پرتھی راج کی چڑھائی مین انہل واڑہ پٹن کے راجہ پر اُسکا شریک تھا اور اُسکے ساتھ گیا تھا اور پھر اسی مورخ نے سمرسی کا راجہ پرتھی راج کے ہمراہ سندھ پار جاکر شہاب الدین غوری کے مقابلے پر قتل ہونا لکھدیا ہے سمرسی اس جنگ مین شریک ہونا پرتھوی راج راسہ نام کتاب سے بیان کیا گیا ہے جو شاعری کا ایک بڑا ذخیرہ ہونے کے سوا تاریخی معاملات مین کچھ بھی قابل اعتبار نہین ہے۔ راسہ مین لکھا ہے کہ گیارھوین صدی عیسوی کے اندر سندھ پار پرتھی راج نے شہاب الدین سے آخری جنگ کی سو یہ محض غلط ہے وہ لڑائی آخری بارھوین صدی عیسوی مین سرہند مقام کے پاس جو شہاب الدین غوری کی سرحد تھا واقع ہوئی اور کامیابی کے بعد شہاب الدین نے پنجاب کے سوا جو پہلے سے اُسکے قبضے مین تھا تمام شمالی ہندوستان فتح کرلیا۔ اگر پرتھوی راج راسہ کا بنانے والا چند نام بھاٹ اُس زمانے مین موجود ہوتا تو لڑائی کے موقع اور وقت مین ہرگز ایسی غلطی نکرتا جو دوسری سندونکے مقابل صاف غلط معلوم ہوتی ہے۔ اسکے سوا سمرسی کو اُس واقعہ مین شریک کرنے کی دوسری غلطی ہے کیونکہ اُسکے عہد کے تین صحیح کتبات سمبت ۱۳۳۰ و سمبت ۱۳۴۴ء

اور سمبت ۱۳۴۳ یعنی ۱۲۷۳ء سے ۱۲۸۶ء تک کے دستیاب ہوگئے ہین جس سے ثابت ہوتا ہے کہ پرتھی راج
کے ہمراہ ان کتبون کے لکھے جانے سے سو برس پہلے ۱۱۹۲ء کی لڑائی مین کوئی اور شخص سمرسی راول کے
بزرگون مین سے کام آیا ہوگا۔ اگر سمرسی اوس وقت مین مارا جاتا تو سو برس کے بعد کتبات کندہ کرانے کو اُسکی
روح نہین آ سکتی تھی۔

## ۳۰۔ راول رتن سی اول

سمرسی کے دو بیٹون رتن سی اور کنبھ کرن مین سے پہلا راج کا مالک ہوا اور دوسرا دکن اور وہان سے نیپال
کیطرف چلا گیا۔ جسکی اولاد مین ہونے کا دعوے نیپال کے راجہ کرتے ہین۔ رتن سی کا عہد آخر تیرھوین صدی عیسوی
مین سمجھنا چاہیئے کیونکہ اُسکے باپ سمرسی کا وقت اسی عرصہ مین ختم ہونا خیال کیا جاتا ہے جیسا کہ سمت ۱۳۴۳ مطابق
۱۲۸۶ء کے کتبے سے ظاہر ہوتا ہے۔ رتن سی اول کے عہد مین علاء الدین محمد الملقب بہ سکندر ثانی نے جو خلجی
خاندان کا دوسرا بادشاہ تھا اور ۲۲ ذیحجہ ۶۹۵ ہجری مطابق ۱۲۹۵ء مین اور بقول فرشتہ ۶۹۶ ہجری مطابق ۱۲۹۶ء
مین تخت نشین ہوکر ۲۰ سال چند ماہ حکومت کرکے شب ششم ماہ شوال ۷۱۵ ہجری مطابق ۱۳۱۵ء مین راہی
ملک عدم ہوا قلعہ چتوڑ کا محاصرہ اس مراد سے کیا کہ راول کے محل مین سے پدمنی رانی جو نہایت خوبصورت بیان
کیجاتی تھی اُسکے حوالے کی جاے جیسا کہ اودیپور کی ریاست کی بنوائی ہوئی تاریخ مین مذکور ہے اور یہ انتہا
درجے کی غلطی ہے بلکہ شہنشاہ نے محض ملک گیری کے ارادے سے قلعہ رنتھنبور لیکر چتوڑ کی تسخیر کا قصد کیا
تھا فتح چتوڑ اور گرفتاری رتن سی تک اُسکو اس بات کا بالکل علم نہ تھا بلکہ وہ دہلی واپس چلا گیا اُسکے
بہت عرصے کے بعد اس بات کا حال معلوم ہوا جیسا کہ آگے چلکر تاریخ فرشتہ سے نقل کیا جاے گا اور یہ بھی
یاد رہے کہ پدمنی رتن سی کی رانی نہ تھی بیٹی تھی بہر صورت سلطان نے کامل چھ ماہ کے محاصرے کے بعد جبراً
و قہراً قلعہ مذکور محرم ۷۰۳ ہجری مطابق ۱۳۰۳ء مین فتح کرلیا جیسا کہ تاریخ فرشتہ مین مذکور ہوا اور یمین الدین ابو الحسن
امیر خسرو نے خزائن الفتوح مین قلعہ کی فتح کی تاریخ ۸ جمادی الاخرے ۷۰۲ ہجری (مطابق ۱۳۰۲ء) روز دوشنبہ
لکھی ہے یہان کے ملکی لوگون کی زبانی روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ چتوڑ کے پہاڑ کے جنوبی طرف جو اُس سے
ملا ہوا اونچا اور چوڑا ٹیلا ہے وہ اس بادشاہ نے بنوا کر ادھر سے حملہ کرایا تھا نام اس ٹیلے کا چتوڑی مشہور ہے
اور چونکہ اوپر سے راجپوت مارتے تھے بہت سے مزدورون کے کام آنے اور انکو فی ٹوکری مٹی خاطر خواہ مزدوری
دینے کے بعد یہ ٹیلہ تیار ہوا یہانتک مبالغہ کرتے ہین کہ آخر مین جب بہت مزدور کام آنے لگے تو فی ٹوکری ایک اشرفی
دیجاتی تھی) فرشتہ کہتا ہے کہ شہنشاہ یہان کچھ دنون قیام کرکے اپنے بڑے بیٹے خضر خان کو چتوڑ کی حکومت
پر چھوڑ گیا اور راجہ رتن سی والی چتوڑ کو قید کرکے اپنے ساتھ لے گیا خضر خان نے اس مقام کا نام خضر آباد
رکھا اور قلعہ کے قریب والی ندی پر پل بنوایا۔ جو ابتک سواے دو طرفہ کنارے ٹوٹ جانے کے موجود ہے
علاء الدین محمد شاہ کی حکومت کے وقت کا ایک کتبہ جسمین تاریخ ۱۰ ذی الحجہ ۷۰۹ ہجری (مطابق ۱۳۱۰ء)

درج ہین آبادی چتوڑ سے باہر پارسولی کے راستے پر ایک مقبرے کے اندر ملا ہے اُس مقبرے ہین کسی سردار کی قبر معلوم ہوتی ہے جو چتوڑ کی لڑائی کے بعد وہان مرا۔ اُس کتبے کے اشعار یہ ہین ۔

شہریار جہان محمد شاہ — آفتاب زمان و ظل اله
ابوالمظفر سکندر ثانی — شد مسلم بر وجہان بانی
عشر ذی الحجہ موسم قربان — سال بد ہفصد و نہ از ہجران
تا بود کعبہ قبلۂ عالم — باد ملک شہ بنی آدم

فرشتہ کہتا ہے ایک عرصے کے بعد بادشاہ کو یہ خبر ملی کہ راجہ کے گھر مین ایک بیٹی ہے جو نہایت خوبصورت اور پدمنی ہے راجہ کو بادشاہ نے کہلا بھیجا کہ اگر اپنی رہائی چاہتے ہو تو اُس عورت کو یہان بلا دو راجہ نے اپنے اہل و عیال کو جو میواڑ کے کوہستان مین رہتے تھے کہلا بھیجا کہ اُس لڑکی کو یہان بھیجدین جب یہ بات راجپوتون کو معلوم ہوئی تو انھون نے راجہ کی بے ہمتی پر نفرین کی اور چاہا کہ تھوڑا سا زہر پسوا کر پوڑیا اُسکے پاس بھیجدین کہ اُسکو کھا کر سو جائے اور بے غیرتی کا دھبہ لینے اوپر نہ لگائے راے کی بیٹی نہایت عقل مند تھی اُسنے یہ صلاح ناپسند کی اور کہا کہ مین جو تدبیر بتاتی ہون اُسکو کرنا چاہیئے راے بھی چھٹ آئے گا اور بے غیرتی تک بھی نوبت نہ پہونچے گی اور وہ تدبیر یہ تھی کہ بہت سے میانے اور ڈولیان تیار کرکے اُن مین مسلح راجپوتون کو بٹھایا جائے اور دہلی کو بھیجا جائے اور یہ مشہور کیا جائے کہ پدمنی اور راجہ کے تمام اہل و عیال لشکر شاہی مین آئے ہین جب شہر مین پہونچ جائین تو مجلس کے دروازے پر رات کو راجپوت پہونچکر میرے باپ کو چھڑا کر اور گھوڑے پر بٹھا کر بھگا دین اور جو کوئی مانع آئے اسکا کام تمام کرین سب نے یہ راے پسند کی اور بہادرونکی ایک جماعت سوار کرا کے دہلی کو اسیطرح بھیجی پہر رات گئے یہ تمام میانے اور ڈولیان شہر مین پہونچین اور یہ بات مشہور کردی کہ پدمنی راجہ کے تمام متعلقین کے ساتھ آئی ہے جب مجلس کے پاس پہونچے تو راجپوتون نے کود کر اور تلوارین سونت کر محافظان جیل کو قتل کرنا شروع کیا اور راے کی زنجیر کاٹ کر اُسے گھوڑے پر سوار کرا کے نکالدیا چار راجپوت شہر کے باہر انتظار مین کھڑے تھے راول اُنکے ساتھ اپنے ملک کو چلا گیا ۔ بادشاہ کو جب اس واقعہ کی خبر ہوئی تو سوار تعاقب کو دوڑائے جہان مقابلہ ہوا راجپوتون نے لڑکر پسپا کردیا اور راول ہزار خرابی اپنے ملک مین داخل ہوگیا اور اب چتوڑ کے آس پاس لوٹ مار شروع کردی بادشاہ کے پاس راول کا بھانجا حاضر تھا بادشاہ نے خضرخانی حکومت سے قلعہ کو نکالکر اس شخص کو دیدیا اُسنے وہان پہونچکر قبضہ جمالیا اور تمام راجپوت اُسکی حکومت سے راضی ہوگئے اور وہ مدت تک بادشاہ کا وفادار رہا اور ہر سال بہت سے تحائف لیکر دہلی مین بادشاہ کے پاس حاضر ہوتا ۔ خلعت اور گھوڑا اور ہاتھی پاکر لوٹ جاتا اور بادشاہ جہان اُسے بھیجتا پانچہزار پیادے اور دس ہزار سوار لیکر وہان جاتا ۔

ریاست اودے پور کے چھاپے خانے مین ریاست کے مصارف سے تحفۂ راجستان نام کتاب چھپی ہے اسمین لکھا ہے علاء الدین نے اول بار راول رتن سی سے قلعہ چتوڑ فتح کرکے مارواڑ کے پرمار راجہ کو دیدیا تھا

اس سے معلوم ہوا کہ یہ پرمار راول رتن سی کا بھانجا تھا لیکن اس کتاب مین پرمار کا لفظ غلط لکھدیا ہے پرہار چاہیئے کیونکہ اسوقت مارواڑ مین پرہار برسر حکومت تھے اور منڈور انکی راجدھانی تھی اسی کتاب سے ڈونگرپور کے حالات کے ضمن مین ثابت ہوتا ہے کہ راول رتن سی مارا گیا تھا اس سے مستفاد ہوتا ہے کہ وہ علاءالدین کے مقابلہ پر کام آیا تھا مسلمان شعرائے رتن سین اور پدماوت کی عشق بازی کے قصے مین خوب رنگ آمیزی کی ہے کہ راجہ رتن سین پدکو اُسکے حسن و جمال کا ذکر طوطے کی زبانی سنکر غائبانہ عاشق ہو کر بہت سے رفیقون کے ساتھ جوگیانہ لباس مین سنگلدیپ کو گیا اور پدماوت کو خفیہ خفیہ پیام دیکر اپنے اوپر مبتلا کر لیا۔ اور ایک شب پدماوت کے اشارے سے اُسکے ملنے کے واسطے زنانے مقامات کیطرف جاتا ہوا چور سمجھا جاکر پکڑا گیا اور اُسکی ہلاکت کا حکم صادر ہوا آخرکار پدماوت کے باپ گندھرپ سین کے پاس سدا شیو نے برہمن کے لباس مین پہونچکر طوطے کی زبان سے رتن سی کا مفصل حال سنوایا جس گندھرپ سین کو یقین ہوگیا کہ یہ چتوڑ کا راجہ ہی برہمن کے لباس مین پدماوت کو اُسکے ساتھ بیاہ دیا اور وہ رانی کو لیکر چتوڑ چلا آیا۔ علاءالدین سلطان دہلی بھی پدماوت کے حسن عالم سوز کا حال راگھو برہمن کی زبان سے سنکر اُسکا مشتاق ہوگیا اور پدماوت کو حاصل کرنے کے لیے چتوڑ پر بڑے لشکر کے ساتھ چڑھ آیا جب لڑتے لڑتے عاجز آگیا تو راجہ کو آشتی کا پیام دیا اور جریدہ قلعہ پر راجہ کے پاس گیا اور محلات کی سیر کرتے کرتے ایک مقام پر بیٹھ گیا اور راگھو کے اشارے سے اپنے سامنے آئینہ رکھ لیا پدماوت بادشاہ کی آمد کا حال سنکر لب بام پر آئی عکس اُس آئینہ مین پڑا اور بادشاہ دیکھکر محو دیدار ہوگیا اور رتن سین کی نابعث قلب کرکے بادشاہ اسکو قلعہ سے باہر نکال لایا اور اپنے لشکر مین پہونچکر اُسے قید کرکے دہلی کو لے گیا آخرکار راول کے دو بھانجون رگھورا و بادل نے یہ مشہور کیا کہ پدماوت بادشاہ کے پاس دہلی مین آتی ہے اور اسطرح بادشاہ کو چھل دیکر اوسکو قید سے چھڑا کر بھگا دیا اور وہ چتوڑ مین داخل ہوگیا یہان پہونچکر اُسے معلوم ہوا کہ ایک ہندو رئیس دیوپال نام نے پدماوت کو اپنے ساتھ مواصلت کا پیغام بھیجا تھا اسلئے اُسے غیرت آئی اور اپنے رقیب کو مار کر خود بھی مارا گیا پدماوت اور ناگمت دونون رانیان اُسکے ساتھ ستی ہوئین جب علاءالدین گورا کی سپاہ سے لڑتا بھڑتا اور اُس کو تباہ کرکے چتوڑ پہونچا تو پدماوت کے جل مرنے کا حال سنکر نہایت متاسف ہوا اور اُسکے بیٹے کنول سین کو ریاست بخش کر لوٹ گیا اول اول اس قصے کو سولھوین صدی عیسوی شیرشاہی عہد مین ملک محمد جائسی نے بھاشا زبان مین نظم کیا پھر عاقل خان رازی نے زبان فارسی مین موزون کیا اسکے بعد میر ضیاءالدین عبرت و غلام علی عشرت نے نظم اردو کے قالب مین ڈھالا

## ۳۱۔ راول کرن سنگھ

تحفۂ راجستان اور ویربنود مین لکھا ہے کہ راول رتن سی کے قتل ہونے کے بعد اُسکا بیٹا کرن سی میواڑ کے مغربی علاقے مین جا رہا اور اپنا وقت پہاڑی علاقے کی لڑائی مین صرف کیا مختلف ہندی کتابون سے ظاہر ہوتا ہے کہ اسکے دشمنون مین سے منڈور کا رانا موکل پرہار اکثر میواڑ کا علاقہ لوٹ لے جایا کرتا تھا

جسکی سزادہی کے واسطے کرن نے اپنے بیٹونکو ہدایت کی بڑے بیٹے ماہپ سے اسکا کچھ بندوبست نہو سکا لیکن چھوٹا کنور راہپ چڑھائی کرکے موکل کو منڈورسے گرفتار کرلایا جس سے باپ نے خوش ہوکر اسے ولیعہد قرار دیا اور رانا کا خطاب بھی منڈور والے سے ضبط کرکے اُسے عنایت کیا وہی ابتک خاندان میواڑ مین چلا آتا ہے۔

کرن کے بڑے بیٹے ماہپ نے جو بڑے دشمنون کے مقابل زور آزمائی کی طاقت نرکھتا تھا رنج وناامیدی کے ساتھ علیحدگی اختیار کرکے میواڑ کے جنوبی ویران علاقے مین جہان اب ڈونگرپور آباد ہے رہنا اختیار کیا اور قدیم خطاب راول اُسی کے گھرانے مین رہا جو ابتک اُسکی نامور اولاد یعنی ڈونگرپور اور بانسواڑے والون کے نام پر بولا جاتا ہے۔

## ۳۲ - رانا راہپ

رانا راہپ کو درمیانی چودھوین صدی عیسوی مین ملک حاصل ہوا وہ پہلا شخص ہے جو راول کے عوض میواڑ کا رانا کہلایا اور جسکی اولاد نے سیسود مقام مین قیام رکھنے کے سبب سیسودیہ نام پایا۔

کرنل ٹاڈ نے راہپ کی مسندنشینی سمبت ۱۲۵۷ مطابق ۱۲۰۱ع مین لکھدی ہے جو صحیح نہین ہوسکتی کیونکہ ایک کتبے سے سمبت ۱۳۴۳ مطابق ۱۲۸۶ع تک راول سمرسی کا عہد ثابت ہوتا ہے جو راہپ سے تین پشت پہلے تھا۔

کہتے ہین کہ رانا راہپ نے منڈور کے رانا موکل پر ہارسے قلعہ چتوڑگڑھ جو علارالدین کے حکم سے اُسکے قبضے مین تھا چھین لیا لیکن یہ تحقیق کے خلاف معلوم ہوتا ہے۔ سیسودیون کے قبضے مین ابھی چتوڑ نہین آیا تھا جبکہ ایک زبردست شہنشاہ تخت دہلی پر قائم تھا تو راہپ اُسکے ایک ماتحت سے چتوڑ کو کیسے لے سکتا تھا راہپ کے بعد چھ رئیس (۳۳) نرپت (۳۴) دِن کرن (۳۵) جسکرن (۳۶) پال (۳۷) پورن پال (۳۸) پتھوی پال لڑائی جھگڑون سے مارے گئے۔

## ۳۹ - رانا بھونسی وغیرہ

ایسا معلوم ہوتا ہے کہ انھون نے چتوڑ لینے کے واسطے مسلمانون سے مقابلہ کرکے جانین دین اور ذاجہانی کو ساتوین شخص (۳۹) بھونسی نے کوشش کرکے واپس لیا کیونکہ سلطان علارالدین کے بعد خود تخت گاہ دہلی مین بڑی ابتری پیدا ہوگئی تھی ایسی حالت مین دوردست علاقون پر کیسے قابو رہ سکتا۔ علارالدین کے بعد ۱۳۱۶ مین اُسکا بیٹا شہاب لدین عمر بادشاہ ہوکر ۲ ماہ کے بعد مرگیا اُسکے بعد علارالدین کا دوسرا بیٹا قطب الدین مبارک شاہ ۷۱۶ ہجری مطابق ۱۳۱۶ع مین تخت نشین ہوکر ۴ سال ایک ماہ حکومت کرکے ۷۲۰ ہجری مطابق ۱۳۲۰ع مین مارا گیا اُسکے بعد حسن خان الملقب بہ سلطان ناصرالدین خسرو ربیع الاول ۷۲۱ ہجری مطابق ۱۳۲۱ع مین بادشاہ ہوکر آخر ماہ رجب ۷۲۱ ہجری مطابق ۱۳۲۱ع مین قتل ہوا۔

بھون سی کے بعد (۴۴) بھیم سنگھ اول اور (۴۱) جے سنگھ اول کے وقت مین بھی فساد برپا رہا۔

## ۴۲۔ رانا گڑھ لکشمن سنگھ وغیرہ

لکم سی یعنی گڑھ لکشمن سنگھ کے وقت مین چیتوڑ دوبارہ ہاتھ سے نکل گیا اور وہ مع اپنے ولیعہد (۴۳) ارسی وغیرہ کے لڑکر مارا گیا۔ رانا کا دوسرا بیٹا اجے سی کیلواڑے کی طرف بھاگ گیا۔ اس جھگڑے کو کرنل ٹاڈ نے علاء الدین خلجی کی لڑائی خیال کرلیا ہے لیکن یہ غیاث الدین تغلق شاہ کا حملہ ہے جو ۷۲۱ھ ہجری مطابق ۱۳۲۱ء مین عنان سلطنت ہاتھ مین لیکر ۷۲۵ھ ہجری مطابق ۱۳۲۵ء عالم آخرت کا رہرو ہوا۔ سلطان علاء الدین بیس برس سلطنت کرکے ۱۳۱۵ء مین گذر گیا تھا اور اُسکے بیٹے مبارک شاہ خلجی کے قتل ہونے کے بعد ۱۳۲۱ء مین تغلق خاندان نے دہلی کی سلطنت سنبھالی تھی۔

اب ٹاڈ صاحب کی تحریر ملاحظہ ہو کہ ایام خردسالی مین لکشمی کا محافظ بھیم سی تھا وہ ہمیر سنگھ چوہان ساکن سیلون کی دختر سے منسوب تھا چونکہ یہ لڑکی بڑی حسین تھی اسلئے اسکو پدمنی کہتے تھے۔ اسکی خوبصورتی کی سارے ملک مین شہرت ہو رہی تھی آخرکار علاء الدین نے بھی اس کا تذکرہ سنا اور اسے اپنی بیگم بنانے کا آرزومند ہوا وہ ایک جرار فوج چیتوڑ پر چڑھا لایا اور اُسکا محاصرہ کرلیا لیکن بہادر راجپوت اپنے راجہ اور رانی کی خاطر اس عمدگی سے لڑے کہ خلجی بادشاہ چیتوڑ کو فتح نہ کرسکا تب علاء الدین نے کہا کہ میری تمنا تو صرف پدمنی کو دیکھنا ہے اور وعدہ کیا کہ اگر میری بات مان لی جائے تو اپنا لاؤ لشکر لیکر دہلی کو واپس چلا جاؤنگا بھیم سی نے جواب دیا کہ بادشاہ بالمشافہہ رانی کا چہرہ تو نہین دیکھ سکتا البتہ ایک آئینہ اُسکے سامنے رکھ دیا جائیگا جسمین پدمنی کا چہرہ تو دکھائی دے مگر وہ خود نظر نہ آئے لیکن اُسے چیتوڑ کے اندر دو ایک محافظون کے ساتھ آنا ہوگا۔ علاء الدین نے یہ بات مان لی کیونکہ اُسے معلوم تھا کہ راجپوت راجہ اپنی بات پوری کر دکھائیگا اور اُسے کچھ بھی تکلیف نہین ہونے پائیگی اسیواسطے وہ صرف دو ایک آدمیونکے ساتھ قلعہ کے اندر چلا گیا اب وہ راجپوتون کے قابو مین تھا جو چاہتے اُسے مار ڈالتے مگر وہ قول کے پورے تھے بادشاہ نے آئینے مین پدمنی کا چہرہ دیکھا یہ بات نہایت لغو ہے ایک نہایت زبردست مدبر بادشاہ ناعاقبت اندیشانہ کام اسطرح کبھی نہین کرتا اور نہ رانا یے چیتوڑ ایسی بچون کی سی حماقت آمیز درخواست کو منظور کرکے اپنے حق مین آپ کانٹے بوتا۔ اسکے بعد روشن خیال محقق مؤرخ کہتا ہے تب بادشاہ نے بھیم سی سے کہا جیسا مین نے تمھارا اعتبار کیا تم میرا بھی اعتبار کروگے میرے ساتھ قلعے سے باہر نکلو تاکہ ہم تم دوستونکی طرح ایک دوسرے سے رخصت ہون بھیم سی نے اُسکا اعتبار کیا اور اُسکے ساتھ نکل آیا مگر جونہی وہ باہر نکلے ترکی فوج کا ایک دستہ جو جنگل مین چھپا ہوا تھا گھات سے جھپٹ کر نکلا اور بھیم سی کو پکڑ کر قیدیون کی طرح خلجیون کے ڈیرے مین لے آیا تب علاء الدین نے کہا جب تک پدمنی اپنے تئین میرے حوالے کرکے میرے ساتھ شادی نکرے مین راجہ کو نہین چھوڑونگا جب راجپوتون نے یہ بات سنی تو وہ جوش اور غصے سے بھر گئے پدمنی

یہ خدشہ لگا کہ اسکا شوہر مار ڈالا جائے گا لیکن وہ زیرک عورت تھی اُسنے کہا کہ ترکون مین آن نہین ہے اُنھون نے ہمین دھوکا دیا ہے پس اسکا جواب ترکی بترکی دینا چاہیئے پھر اُسنے کہلا بھیجا کہ اگر بادشاہ راجہ کو رہا کردے تو مین علاء الدین کے پاس چلی جاؤنگی اور اپنے تئین اُسکے حوالے کردونگی لیکن چونکہ مین علاء الدین کی بیگم بننے کو جاؤنگی مجھے اپنی تمام لوگرانیان زیورات اور کپڑے بند پالکیون مین لے جانے لازم ہین تاکہ ترک سپاہی ہین دیکھ نہ سکین علاء الدین نے یہ بات خوشی سے منظور کرلی کیونکہ اُسنے سمجھ لیا کہ واقعی پدمنی اُسکی بیگم اور دہلی کی ملکہ بننا چاہتی ہے اب پدمنی کی پالکی قلعہ سے باہر نکلی اور ہر ایک کا یہی خیال تھا کہ وہ اسمین ہے لیکن اُسکی بجاے اُس پالکی مین ایک بہادر راجپوت لڑکا بدل نام تھا اُسکے ساتھ سات سو پالکیان اور تھین ترکون نے سمجھا کہ انمین خادمات اور زیورات ہین مگر ہر ایک مین ایک راجپوت سپاہی تھا اور ہر ایک پالکی کو چھ آدمی اُٹھائے تھے جو بظاہر کہار نظر آتے تھے مگر ان مین سے ہر ایک سورما سپاہی تھا جسنے اپنی ڈھال تلوار پالکی مین رکھی تھی۔ پھر پدمنی کے چچا گورا نے جو اس قافلے کا سربراہ تھا علاء الدین سے عرض کی کہ پدمنی اپنے شوہر سے آخری ملاقات کرنا اور اُس سے خدا حافظ کہنا چاہتی ہے خلجی بادشاہ جو اس خیال مین مست تھا کہ رانی اور اسکا کل زروجواہر میرے قبضے مین ہے کہنے لگا بہت اچھا بھیم سی اس خیمے مین ہے رانی اُس سے الوداع ہولے مگر پاؤ گھنٹے سے زیادہ وہان نہ ٹھہرے۔ تب پالکی خیمے مین لیگئے بدل باہر نکل آیا اور بھیم سی نے وہ زرہ پہن لی جو بدل ساتھ لایا تھا تھوڑی ہی دیر کے بعد علاء الدین اُس خیمے مین گیا اُسوقت سارے راجپوت پالکیون مین سے باہر کود پڑے قلیون نے اپنے اپنے ہتیار سنبھالے اور ترکو نبر ٹوٹ پڑے منھ دیکھتے کے دیکھتے رہ گئے بھیم سی نے ایک گھوڑا لیا اور صحیح وسلامت پدمنی کے پاس جا پہونچا ترکون اور راجپوتون مین سخت لڑائی ہوئی جسمین بہت سے مارے گئے اور تھوڑے ہی راجپوت زندہ واپس پہونچے علاء الدین نے قلعہ پر پھر حملہ کیا مگر ناکام رہا اور دہلی کو واپس چلا آیا۔ علاء الدین ایسا آدمی نتھا جو بات ایک دفعہ جی مین ٹھان لے اُسے پورا نہ کرے سال دو سال کے بعد اُسنے افغانون کی ایک آہن پوش جرار فوج لی اور سمبت ۱۳۴۶ مطابق سنہ ۱۲۹۰ء مین چتوڑ پر دوبارہ چڑھائی کی لیکن فرشتہ دوبارہ علاء الدین کی چڑھائی ۱۲ سال کے بعد بیان کرتا ہے (بیشک مذکورہ بالا سال غلط ہے کیونکہ ابھی تو سلطان علاء الدین تخت نشین بھی نہین ہوا تھا) رانا بھیم سی اپنی قوم کے بہت سے آدمی شہر کے پہلے ہی محاصرے مین گما چکا تھا جو راجپوت باقی بچے رہے تھے وہ شجاع اور وفادار تو تھے مگر ترکی جمعیت کا مقابلہ کرنے کے لیے کافی طاقت نہ رکھتے تھے چھ مہینے تک لڑائی جاری رہی راجپوت روز بروز گھٹتے چلے جاتے تھے مگر ترکی فوج بڑھانے کے لیے تازہ دم سپاہی دہلی سے آتے رہتے تھے آخر شل وہ پہاڑی جو جنوبی حد پر ہے علاء الدین کے ہاتھ آگئی اور اُسنے وہان مورچے لگائے ابتک وہ مقام

اسکے مورخون کا پتہ بتاتے ہین (چتوڑ ہی اسکا نام ہے) چونکہ اس محاصرے مین محصورین پر بڑے مصائب واقع ہوے اور انجام انکا بخیر نہ ہوا تو بھاٹون اور کبیشرون کو بڑا مضمون ہاتھ آیا کبیشر (شاعر) بیان کرتا ہے کہ رانا دن کی مہم سے فارغ ہوکر اپنے بستر پر کانٹون پر لوٹتا تھا اور سوچتا رہتا تھا کہ کیا تدبیر کرون کہ بارہ فرزندون مین سے ایک تو بچے اسی سوچ مین تھا کہ یکایک یہ آواز سنائی دی کہ مین بھوکی ہون وہ خوف کے مارے کانپنے لگا کہ اُسنے دہشتناک دیوی بھوانی دکالی کو جسکی پوجا راجپوت کیا کرتے ہین اپنے سامنے کھڑا دیکھا وہ قتل و غارت کی دیوی ہے اور لوگون کا خیال ہے کہ وہ کسی اور بات سے اتنا خوش نہین ہوتی جتنا خونریزی سے بھیم سی نے جواب مین کہا کیا تو بھوکی ہے کیا تو میری قوم کے آٹھ ہزار آدمی نہین لے چکی جو ابھی مارے گئے ہین دیوی یہ کہتی ہوئی معلوم ہوئی ہین ایسے آدمیون کی پروا کرتی ہون مجھے تو راجا چاہئین جب تک تمھاری نسل کے بارہ راجہ تخت نہین گرینگے مین چتوڑ کو نہین چھوڑونگی اور تمھارا خاندان ہمیشہ کے لیے معدوم ہو جاے گا دوسری رات بھیم سی نے پھر یہی خواب دیکھا اُسنے اپنے سردارونکو اپنا خواب سنایا اور وہ اُس آواز کی تعمیل کرنے کے لیے جو راجہ نے سنی تھی فی الفور آمادہ ہوگئے۔ رانا کے بارہ بیٹے تھے انہین سے سب سے بڑے کو گدی نشین کیا اُسنے تین دن حکومت کی اور چوتھے دن مارا گیا یونہی باقی مین سے ہر ایک باری باری سے گدی نشین ہوتا اور تین دن راج کرتا چوتھے دن ترکی فوج مین جا گھستا اور مارا جاتا۔ ہوتے ہوتے گیارہ گدی نشین جان دے چکے اور سب سے چھوٹا بھائی باقی رہ گیا تب رانا نے اپنے سردارونکو اپنے گرد جمع کرکے کہا اب چتوڑ کے لیے مین اپنی جان دیتا ہون اب میرا سر زمین پر گرے گا اور بھوانی کو وہ بارہ گدی نشین سرمل جائینگے جن کی اسے تمنا ہے۔ اب بھیم سی نے نہایت ہی سورما سپاہیون کا ایک چھوٹا سا دستہ منتخب کیا اپنے سب سے چھوٹے بیٹے کو انکا افسر بنایا اور انھین کہا کہ ترکون کے بیچ مین سے اپنا راستہ نکال لو اُسکے بعد دور دراز کیلواڑے مین چلے جاؤ اور وہان سوا اُس کا رانا بنکر اُس وقت تک حکومت کرو کہ چتوڑ مین واپس آسکو کنور پہلے تو جانے پر رضامند نہین ہوا بلکہ یہ عرض کی مین یہین رہونگا اور باپ کے ساتھ اپنی جان دونگا لیکن بھیم سی نے نہ مانا اور کہا ہمارے خاندان کو بالکل تباہ نہین ہوجانا چاہیے تم اسے قائم رکھو یون مجبور ہوکر کنور نے باپ کے حکم کی تعمیل کی اُسنے اور اسکے ہمراہیون نے دشمن کے بیچون بیچ مین سے اپنا راستہ نکال لیا اور اسکے خاندان مین سے ایک آدمی بہت عرصے کے بعد چتوڑ کا رانا بنکر واپس آیا۔

جب بھیم سی نے دیکھا کہ میرا بیٹا صحیح سلامت نکل گیا تو اُسنے اور اسکی قوم کے باقیماندہ لوگون نے اپنی نسل کا پرانا دستور برتا پدمنی کی ماتحتی مین سب عورتین ایک بڑے غار مین گئین جہان پہلے سے آگ روشن کی جاچکی تھی اور وہین شعلون مین بھسم ہوگئین۔ پھر مردون نے زرد کپڑے پہنے تلوارین ہاتھ مین لے ترکون پر ٹوٹ پڑے اور ایک ایک کرکے سب کے سب مارے گئے لیکن ہر ایک نے جسقدر ہو سکے دشمن مار گرائے جب علاءالدین اندر داخل ہوا تو ایک بھی راجپوت زندہ نہ پایا گویا کہ وہ مردونکی شہر مین چل رہا تھا۔

ایک فارسی کتبہ جو قلعہ چتوڑ سے ملا ہے اُس سے صاف ظاہر ہے کہ یہ قلعہ علاء الدین کے علاوہ کچھ عرصے کے لیے دوبارہ مسلمانون کے قبضے مین گیا جہان تغلق شاہ کے بخشی الملک اسد الدین ارسلان کی تجویز سے کوئی مسجد تعمیر ہوکر ایک کتبہ بطور یادگار اُسمین لگایا گیا اُسکے تین مصرعے جو سنہ و سال ظاہر کرتے کسی بے احتیاطی کے سبب جو مسلمانون کا دخل اُٹھ جانے کے بعد عمل مین آئی ضایع ہوکر دو حصے پتھر باقی رہ گیا ہے اُسمین بادشاہ اور وزیر کی تعریف کے چند اشعار کندہ ہین جو یہان درج کئے جاتے ہین۔

| | |
|---|---|
| .......... | خدای ملک سلیمان و تاج و تخت و نگین |
| چو آفتاب جہان تاب بلکہ ظل اِلٰہ | یگانہ ختم سلاطین عصر تغلق شاہ |
| .......... | سواد مملکت از رای او مزین باد |
| ملاذ ملک اسد الدین ارسلان جواد | کہ گشت محکم از و عدل و داد را بنیاد |
| .......... | سہ از جمادی الاولی گذشتہ بالایام |
| خدا بفضل مر این خیر را قبول کناد | جزای حسن عمل را یکی ہزار دہاد |

ایسا خیال کیا جاتا ہے کہ شہنشاہ غیاث الدین تغلق اول المعروف بہ تغلق شاہ کی طرف سے جالور کا راؤ مالدیو بھی چتوڑ کی حکومت پر رکھا گیا جیسا کہ رانا ہمیر کے بیان مین ظاہر ہوگا۔

## ۴۳۔ رانا ارسی دوم

کوئی کہتا ہے کہ یہ اپنے باپ کے ساتھ مارا گیا اور کوئی کہتا ہے کہ بربادی چتوڑ سے جان بسلامت لے گیا لیکن اس سے کچھ ہو نہ سکا لائق مسند نشینی چتوڑ کے نہ تھا مگر صحیح ایسا معلوم ہوتا ہے کہ باپ کے ساتھ مارا گیا تھا۔

## ۴۴۔ رانا اجے سی

معلوم ہوتا ہے کہ جب رانا لکم سی مع اپنے ولیعہد (۴۳) ارسی اور دوسرے لوگون کے لڑائی مین کام آیا تو اُس کا چھوٹا بیٹا (۴۴) اجے سی چتوڑ سے نکلکر میواڑ کے مغربی پہاڑون مین حکومت اور وہان کے فسادی بھیلون سے مقابلہ کرتا رہا اور کیلواڑے مین اپنا مقام مقرر رکھا۔ پہاڑی دشمنون مین سے ایک مونجا بلیچا بھیل بڑا زبردست تھا جسکو اجے سی اور اُسکے بیٹے زیر نہین کر سکتے تھے بلکہ اُسنے ایک مقام پر رانا کا مقابلہ کرکے برچھی سے اُسکے سر پر زخم دیا تھا۔ اتفاق سے کنور ہمیر جو اجے سی کے اُس بڑے بھائی ارسی کا بیٹا تھا جو چتوڑ کی لڑائی مین کام آچکا تھا مونجا کا سر کاٹ لایا۔ اجے سی اپنے بھتیجے کی بہادرانہ کارروائی سے نہایت خوش ہوا اور اُس نے مونجا کے سر کے خون سے ہمیر کی پیشانی پر ٹیکا لگاکر راج کا مالک قرار دیا جسنے پرانے وحشیانہ دستور کے موافق آس پاس کا علاقہ بطور شگون کے لوٹ کر اپنا دل خوش کیا۔

بیان کیا جاتا ہے کہ اجے سی کے دو بیٹون مین سے اجیسی تو اپنی موت سے مرگیا اور دوسرا بیٹا سوجیسی دکن کیطرف چلا گیا جسکی اولاد مین ہونے کا مرہٹون نے دعویٰ کیا۔

چھتریون کا یہ دعوے ہے کہ برہمان کے پیٹ سے سپاہی پیدا ہوتے ہین اور خدا نے سپہ گری کا کام ہماری نسل سے مخصوص کیا ہے اسلئے مرہٹون نے بھی جو سپاہیون کا فرقہ ہے چھتری ہونے کا دعوے کیا اس دعوے کو جھوٹا یا سچا ثابت کرنا نہایت مشکل ہے۔ تاریخ مین مرہٹون کا ذکر اس طرح نہین آتا۔ جب اول اول مسلمانون نے دکن پر حملہ کیا ہے تو کہین مرہٹون کا نام نہین آیا اور ایسی ابتر کم توجہی تھی کہ سترھوین صدی مین جب وہ اپنے کوہستانی و میدانی وطن سے نکلے تو اور قومین انکو ایک اجنبی اور نئی قوم سمجھتی تھین دکن کے مسلمان سلاطین کے وقت مین اکثر کوہستانی قلعون مین مرہٹے متعین کئے جاتے کبھی وہ سرکار شاہی سے تنخواہ پاتے اور کبھی جاگیرین انکو ملتین کبھی وہ دلیس مکھ (چودھری یا زمیندار) ہوتے پھر مرہٹے منصب دار ہونے لگے ان بادشاہون نے ان مرہٹون کو انکے قدیمی خطاب راجہ و نایک و راؤ کے دئے مغلون نے جو گولکنڈہ احمدنگر و بیجاپور کو فتح کرکے اپنی سلطنت مین داخل کرنے کا ارادہ کیا اس سبب سے مرہٹون کا بڑا عروج ہوا اس سے دکن کے مسلمان سلاطین کی قوت ٹوٹ گئی مرہٹون کی طاقت بڑھ گئی۔

مرہٹہ کیا چیز ہے اسکو سمجھنا چاہیئے۔

ہندوون کے جغرافیے کے موافق دکن عبارت اُس ملک سے ہے جو نربدا اور مہاندی دریاؤن کے جنوب مین واقع ہے اگرچہ دکن کے حصے بہت سے ہین مگر اُنمین پانچ بڑے حصے ہین۔

(۱) ڈراوید (۲) کرناٹک (۳) اندریا تلنگانہ (۴) گونڈوانہ (۵) مہاراشٹر۔ جب غیر ملکون کے باشندون کے ساتھ مقابلہ کرتے ہین تو ہم مہاراشٹر کے رہنے والون کو مرہٹہ کہتے ہین۔ مہاراشٹر کا باشندہ اپنے ملک مین مرہٹہ نہین کہلاتا۔ مہاراشٹر کی حدود ہر زمانے مین بدلتی رہتی ہین۔ مرہٹون کی قوم اُس سرزمین مین بستی ہے جو کوہستان کے سلسلے اور ایک خط کے درمیان واقع ہے یہ کوہستان کا سلسلہ وہ ہے جو نربدا کے جنوب کی النگ مین سلسلہ بندھیاچل کے متوازی پھیلتا ہے اور خط وہ ہے جو گوا سے ساحل بحر پر بیدر اور چاندا کے درمیان وارد ھا پر گذرتا ہوا کھینچا جاے یہ دریا اس کی مشرقی حد اور سمندر اسکی مغربی حد ہے۔

## ۴۵ - رانا ہمیرؒ

ہمیر کی پیدائش کے باب مین ایک قصہ مشہور ہے جسکی تفصیل یہ ہے کہ اسکا باپ ارسی موسم بسنت کے دنون مین شکار کھیلنے کی غرض سے کیلواڑے کی طرف گیا ناگاہ سور کے پیچھے ایک کھیت مین جا نکلا جسکی حفاظت ایک غریب چندانہ راجپوت کی بیٹی (چوہانون کی ایک شاخ ہے) کر رہی تھی اس لڑکی نے کہا کہ مین سور کو اس کھیت سے نکالدیتی ہون اُسنے ایک ڈالی بارہ فٹ لمبی توڑ کر اور اُس چبوترے پر چڑھکر جو غلے کی محافظت کے لیے بنایا تھا اس لکڑی سے مارکر سور کو باہر کھینچ لائی اور آپ وہان سے چلی گئی۔ ارسی کو اُس عورت کے اس کام سے بڑا تعجب ہوا ارسی مع اپنے سردارون کے ندی کے کنارے پر گیا اور

وہان جاکر کھانا تیار کرایا جب کھانا کھا رہے تھے اور اُس نوجوان لڑکی کی بہادری کی تعریف کر رہے تھے
کہ یکایک مٹی کا ایک ڈھیلا رسی کے گھوڑے کے پانون مین لگا اور پانون اُسکا ٹوٹ گیا یہ حال دیکھکر وہ حیرت زدہ سے
نظر کرنے لگے تاکہ معلوم ہو کہ یہ غلہ کہان سے آیا اس اثنا مین وہی عورت نظر آئی جسنے کہ سور کو مارا تھا وہ کھیت
مین سے جانور اڑانے کے لئے ڈھیلے چھوڑ رہی تھی اُس عورت نے جب دیکھا کہ اُس سے یہ حرکت سرزد ہوئی
اور گھوڑے کا نقصان ہوا وہ ارسی کے پاس آئی اور عذر خواہی کرکے پھر کام پر واپس چلی گئی۔ جب ارسی نے مع
اپنے رفقا کے شکارگاہ سے اپنے گھر کی طرف مراجعت کی راہ مین پھر وہی عورت ملی اُسکے سر پر ایک مٹکا دودھ کا تھا
اور بغل مین ایک بھینس تھی ارسی کے رفقا کے دل مین آیا کہ از راہ ہنسی و مذاق مٹکا دودھ کا اُسکے سر پر سے گرا دین
ایک نے اُنمین سے دودھ کے برتن کو ٹھیس لگائی عورت کچھ نہ گھبرائی اور اُس سوار کو زمین پر گرا دیا ارسی کو یہ عورت
پسند آگئی اور اُس سے اُسنے شادی کرکے اپنے باپ سے پوشیدہ پہاڑون مین رکھا جس سے ہمیر پیدا ہوا اور وہ اپنے
رشتہ دارون یعنی چچا اجے سی وغیرہ کے پہاڑی علاقے مین چلے آنے پر اُنکا شریک ہو گیا ہمیر کی مسند نشینی کرنل ٹاڈ
نے سنہ ۱۳۰۱ء مین بیان کی ہے جسکو غلط اور کم سے کم پچاس برس بعد جسکا خاص وقت معلوم نہین ہوا سمجھنا چاہئے
اسواسطے کہ علاءالدین خلجی کا حملہ صحیح طور پر سنہ ۱۳۰۳ء مین ثابت ہو چکا ہے چتوڑ کی تباہی اور ایک زبردست مسلمان شہنشاہ
کی موجودگی کے وقت ہمیر کی مسند نشینی جسکے پاس کوئی مقابلے کا سامان نہ تھا خیال مین نہین آسکتی ہمیر کو اجے سی نے
بہت عرصے کے بعد پہاڑی علاقے مین اپنا ولیعہد بنایا تھا ہمیر اپنے چچا اجے سی کی مرنے کے بعد میواڑ کے مغربی علاقے
مین رہ کر چتوڑ کے حاکم راو مالدیو کا ملک لوٹتا رہا۔ ہمیر کیلواڑے مین مقیم رہا اور اُسنے جھیل ہمیر پلو یہان کھدوائی
اور اسکے کنارے پر ایک مندر بنوایا۔ ہمیر کی شورش کے سبب ملک کی زراعت مین خلل آگیا اور فنون
دستکاری کم ہو گئے اس اثنا مین مالدیو نے ہمیر کو پیغام شادی کا بھیجا اور اُسنے برخلاف صلاح سردارون کے
قبول کیا اور یہ قرار پایا کہ صرف پانسو سوار اُسکے ہمراہ ہون جب وہ چتوڑ کے متصل پہونچا راو کے پانچون فرزند
اُسکے استقبال کو آئے لیکن دروازۂ شہر پر تورن یعنی علامت شادی آویزان نہ تھی یہ فریب دیکھکر وہ
خاموش رہا اور فصیل چتوڑ پر اول مرتبہ چڑھا راو مالدیو اور اُس کا فرزند بن بیر اور امرا اُسکو محلون مین
لے گئے دلہن کو اُسکے روبرو لائے اور باپ نے اپنی بیٹی کو بدون ادا کرنے کسی رسم مقررہ کے اُسکے حوالے کیا
اُنکے ہاتھ باہم ملا کر اور گانٹھ جوڑ کر سب چلے گئے جب ہمیر کو یہ معلوم ہوا کہ اُسنے بیوہ سے شادی کی ہے تو اسکو رنج ہوا
لیکن دلہن کی مہربانی اور وفاداری سے وہ غم بھول گیا جب دلہن نے اُسکو چتوڑ کو دوبارہ لینے کی تدبیر بتائی
تو اُسکا اثر تہ تک صفحۂ خاطر سے محو ہوا یہ رسم معمولی تھی کہ بوقت شادی ایک درخواست دولہ کی خواہ وہ کچھ ہی ہو
منظور ہوتی تھی اور وہ بطور جہیز کے سمجھی جاتی تھی دلہن نے ہمیر کو سمجھا دیا تھا کہ تم جال کو جو چتوڑ کے عملۂ مال کا افسر اور
قوم مہتا سے ہے طلب کرنا اس دلہن اور مہتا کو وہ لیکر کیلواڑے مین دو ہفتے کے بعد واپس آیا اس عورت سے
اول ہمیر کے کھیت سی پیدا ہوا۔ جب کھیت سی ایک برس کی عمر کا ہوا تو رانی نے اپنے باپ کو لکھا کہ مجھے چتوڑ مین

طلب کر لو تا کہ مین خورد سال بچے کو دیوتا کے مندر مین لیجاؤن چتوڑ سے سوار اُسکے لینے کیلیے آئے اور وہ اثنا بچے کو لیکر روانہ ہوئی اور چتوڑ مین داخل ہوئی حسب ہدایت مہتا اُس لشکر کو جو وہان موجود تھا اُس عورت نے اپنا طرفدار بنالیا اور اُس وقت مین دشمنون سے مقابلے کے واسطے گیا ہوا تھا ہمیر وہان پاس ہی موجود تھا باکور مین اسکو خبر لگی کہ طیاری ہوچکی جلد آؤ وہ آیا لیکن باوجود اس فریب کے اسکا مقابلا ایسا سخت ہو اکہ اندیشہ تھا کہ مبادا تدبیر نہ بن پڑے لیکن وہ تلوار ہاتھ مین لیکر بہادرانہ گھس گیا اور جو بیچ مین آیا اُسنے اُسکو تہ تیغ کیا اور محل مین داخل ہو کر رعایا کو اطاعت قبول کرنے کا اشتہار دیا۔ راؤ مراجعت کرکے قلعہ مین داخل نہ ہوسکا اور یہ خبر علاء الدین کے جانشین محمود خلجی کے پاس لے گیا ہمیر کا دل اس فتح سے ایسا بڑھا کہ وہ انتظام کرکے محمود پر گرا۔ محمود لشکر لیکر اُن ممالک کو مفتوح کرنے کے لیے جو اُسکے ہاتھ سے نکل گئے تھے آگے چلا آتا تھا محمود از راہ نادانی مشرقی بلند قطعہ زمین کی طرف گیا چونکہ وہ راہ تنگ اور بڑے موڑ توڑ کی تھی اسلئے بہت سا لشکر اسکا ناکارہ ہوگیا ان تین قطعات غیر آباد مین جو اس ملک مین میواڑ سے لیکر چمبل تک واقع ہین محمود قطعہ وسطا مین سنگولی کے مقام پر خیمہ زن ہوا ہمیر نے اُس مقام پر محمود پر حملہ کیا اور اُس کو شکست فاش دی اور قید کرلیا محمود تین مہینے مقید رہا بعد اُسکے اجمیر و رنتھنبور و ناگور و سوئی شیوپور رانا کے سپرد کرکے اور پچاس لاکھ روپیہ اور ایک سو زنجیر فیل دیکر قید سے رہا ہوا۔

لیکن یہ ٹاڈ کی غلط نگاری ہے خلجی خاندان مین دہلی کی سلطنت پر کوئی محمود نہین ہوا خاندان تغلقیہ یا تغلق شاہیہ مین سے دوسرے بادشاہ محمد تغلق شاہ بن غیاث الدین تغلق کے بعد جو ۷۲۵ھ ہجری مطابق ۱۳۲۴ع مین تخت نشین ہو کر ۷۵۲ھ ہجری مطابق ۱۳۵۱ع مین فوت ہوا اور جسکو خواجہ ضیاء الدین برنی تاریخ فیروز شاہی مین سلطان شہید محمد بن تغلق شاہ اسکے مرنے کے بعد لکھتا ہے اور جسنے رعایا کو نہایت تباہ کرکے ملک مین اختلال پیدا کردیا تھا) دہلی کی قوت کم ہو کر بنگالہ۔ جونپور۔ مالوا۔ گجرات۔ اور دکن وغیرہ مین مختلف سردار اور صوبہ دار خود مختار بن بیٹھے جو مغلون کے عہد تک قائم رہے اور یہی میواڑ کی بےغمی کا موقع تھا ہمیر کے بعد جسکی موت کا وقت معلوم نہین رانا سانگا کے عہد تک دو سو برس کے عرصے مین مالوہ اور گجرات کے زبردست بادشاہون نے میواڑ پر حملے کرکے اسکو تاخت و تاراج کیا جیسا کہ تاریخ فرشتہ کے بیانون سے ثابت ہے اور جنمین ٹاڈ دیسی روایتون کے ذریعے ہندوونکی تعریف بیان کرتا ہے۔

۴۶۔ رانا کھیت سی یا کشتیر سنگھ

جب رانا ہمیر پیرانہ سالی کی عمر مین فوت ہوا تو اسکا بیٹا کھیت سی ۱۳۶۵ع مین (جیسا کہ ٹاڈ کا قول ہے) جانشین ہوا اُسنے ملک کے مشرقی علاقے اجمین اور جہاز پور کو لنگا پٹھن سے چھین لیے اور مغربی کوہستان چوڑا وغیرہ کو فسادی لوگون سے چھین کر داخل میواڑ کیا ہمایون بادشاہ دہلی کو بکرول کے مقام پر اسنے شکست دی ٹاڈ صاحب کو انتاہ معلوم ہوا کہ کھیت سی بقول اسکے ۱۳۸۳ع مین مرا ہے اور ہمایون کا

عہد ۱۵۳۳ء سے ۱۵۵۶ء تک گذرا ہے۔ اودیپور کی تاریخ سے معلوم ہوتا ہے کہ کھیت سی اٹھارہ برس راج
کرکے اپنے ایک چارن کے ہتک کئے جانے پر باودا کے سردار کو لڑائی مین مار کر مارا گیا اسکے بعد مارنے
کا یہ ملک چتوڑ والون نے چھین لیا اور باودا مسمار ہوا اور کوئی وارث نرہا کہ بدلا لے باودہ بوندی کی ایک
شاخ تھی اور ٹاڈ یہ کہتا ہے کہ رانا باودا کے ہاڑا سردار کی لڑکی سے اپنی نسبت چاہتا تھا اسوجہ سے فساد
ہوکر اسکے ہاتھ سے مارا گیا۔ اسکا یہ قول غلط معلوم ہوتا ہے کیونکہ بنائے فساد امر اول تھا نہ دوم پہلے سے رانا
کو لوہاڑا رئیس باودہ ملک پتھار کی بیٹی بیاہی ہوئی تھی جو رانا کے ساتھ اُس موقع پر ستی ہوئی اوستی نے چتا پر بیٹھکر
پیش گوئی کی کہ جب کبھی راؤ اور رانا اہیڑے کے شکار پر متفق ہونگے جیسے مہلک واقعات سے میری امید قطع ہوئی
آیندہ کو بھی ہوتے رہینگے یہ کلام زبان زد خاص وعام ہوگیا مگر عرصہ دراز کے بعد اسکو یقین نرہا تھا صرف بطور روایت
سمجھتے تھے جب سورج مل راؤ بوندی ورانا رتن سی دوم اہیڑے کے شکار مین مجتمع ہوئے تو دونون لڑکر مارے گئے
بعد اسکے رانا راج سنگہ دوم اور اجیت سنگہ رئیس بوندی اہیڑے کے شکار مین جمع ہوئے تو راؤ کے ہاتھ سے
رانا مارا گیا۔

## ۴۷۔ رانا لاکھا یا لکش سنگھ

آخر چودھوین صدی عیسوی مین لاکھا چتوڑ کی گدی پر بیٹھا جسکا عہد ایک تانبا پتر (یعنی سند نامہ) مسمی
سے سمبت ۱۴۶۲ مطابق ۱۴۰۵ء مین پایا جاتا ہے لیکن اسکے بعد اسکی موت کا خاص وقت معلوم نہین۔
ٹاڈ کے قول سے اسکا سمبت ۱۴۳۹ مطابق ۱۳۷۳ء مین مسند نشین ہونا معلوم ہوتا ہے۔
اسنے میواڑ کے سرکش سردارون کو مغلوب کرکے بوندی کے ہاڑا کو بھی دبانا چاہا کیونکہ رانا سے اودیپور اپنے
ماتحت سردارونکی مثل اسکو بھی جانتا تھا چتوڑ پر جو علاءالدین خلجی کے حملے سے زوال آگیا تھا اب ازسرنو
اسکی حکومت سدھر گئی تھی اگرچہ ہامون ہاڑا چتوڑ کی گدی کو بزرگ جانتا تھا مگر وہ اطاعت سے انحراف کرتا تھا
اور کہتا تھا کہ یہ ملک ہم نے خود دسر بھومیون وغیرہ سے فتح کیا ہے میواڑ کے پٹے سے نہین ملا ہے رانا نے
چڑھائی کی۔ ہاڑون نے بوندی سے پانچ میل پر رانا کے لشکر پر ایسا شبخون مارا کہ رانا رات کی تاریکی
مین جان بچا کر بھاگ نکلا اور اُسکے سردار جو ہاڑون کے سامنے آئے مارے گئے۔ رانا کو اس شکست سے بڑا
صدمہ ہوا اور چتوڑ آکر پھر فوج جمع کرکے بوندی پر چڑھائی کی تیاری کی مگر نادانی سے اُسکے مُنھ سے قسم
نکل گئی کہ جب تک بوندی کو فتح نکرونگا اُسوقت تک کھانا نہ کھاؤنگا حالانکہ بوندی چتوڑ سے ساٹھ میل
کے فاصلے پر تھی رانا کو قسم مین سچا کرنے کے لیئے چتوڑ کے پاس ایک مصنوعی شہر بوندی بنایا گیا تا کہ رانا اسکو
فتح کرکے قسم مین سچا ہوجاے جب بوندی تیار ہوئی راجہ کے چند ہاڑے سپاہی جن کا افسر کمبھ رہتی
تھا ہرن کے شکار سے آرہے تھے نقلی بوندی کا حال سنکر وہ اُسکی حفاظت پر آمادہ ہوگئے رانا نے جب
نقلی بوندی کی طرف رخ کیا تو ان وفادار وطن ہاڑون کی گولیون نے اسکا خیر مقدم کیا رانا نے

اُسنے وجہ دریافت کی تو کہنے لگے کہ بوندی ہاڑون کا مولد ہے ہمارے جیتے جی آپ بوندی کے نام سے
اُن کچی عمارات کو بھی تباہ نہین کرسکتے۔ واقعی جب تک اُنکے دم مین دم رہا اُنھون نے رانا کو اندر نہ جانے دیا۔
اس طفلانہ تسلی کے بعد رانانے پھر کبھی اصلی بوندی کی طرف رخ نہ کیا۔
کرنل ٹاڈنے اسکو محمد لودھی کے مقابل چڑھائی کرکے بنگال مین مارا جانا لکھا ہے لیکن یہ محض غلط ہے۔
محمد نام لودھی خاندان مین کوئی نہین گذرا بلکہ اُسوقت دہلی مین لودھیون کی حکومت بھی نہ تھی سیدون
کے آخری بادشاہ سلطان علاء الدین عالم شاہ سے سلطان بہلول لودی بن ملک کالا نے ۱۷ ربیع الاول
۸۵۵ھ ہجری مطابق ۱۴۵۱ء کو سلطنت چھین کر لودھیون کی سلطنت جمائی جو ظہیر الدین بابر بادشاہ کے
ہاتھ سے ۹۳۲ھ ہجری مطابق ۱۵۲۵ء مین ختم ہوگئی لودھیون مین صرف تین بادشاہ تخت پر بیٹھے۔
سلطان بہلول۔ اور سلطان سکندر اور سلطان ابراہیم اور یہ پچھلا آخری بادشاہ تھا۔
کہتے ہین کہ لاکھا نے بہت سی اولاد چھوڑی۔ اوسکے بڑے بیٹے چونڈا کی نسل مین سلونبر راوت ہین جس سے
ایک بھینڈر کے سوا جو رانا اودے سنگھ کے بیٹے سکت سنگھ کی اولاد مین ہے اول درجے کے تمام موجود سیسودیہ
سردار نکلے ہین۔ لاکھا کے دوسرے بیٹے اجا اور پوتے سارنگ دیو کی اولاد مین کانوڑ راوت ہین جنکی شاخ مین ایک
دوسرے درجے کا ٹھکانا باٹھیڑے راؤ وغیرہ گنا جاتا ہے۔ سلونبر اور کانوڑ کو میواڑ کے کل سرداروں سے
پُرانا سمجھنا چاہیئے۔

## ۴۸۔ رانا موکل

لاکھا رانا کی اولاد مین سے ایک اتفاقیہ معاملے کے سبب بڑا بیٹا چونڈا راج سے محروم اور کم عمر موکل ریاست کا
مالک ہوا جسکی مختصر کیفیت یہ ہے۔
لاکھا رانا پیرضعیف ہوگیا تھا اور اُسکے بیٹے پوتے راج کے مناسب کامون پر مامور تھے رنمل والی مارواڑ کے
ہانسے اُسکی دختر کی نسبت چونڈا ولیعہد میواڑ کے ساتھ کرنے کے واسطے ناریل آیا جسوقت لانے والے پہونچے
چونڈا کہین گیا تھا مگر سیدھا راجہ نے جو اپنے امرا مین بیٹھا ہوا تھا مہمانون کو خاطرداری سے بٹھاکر کہا کہ چونڈا
ابھی آنیوالا ہے آوے تب وہی اس ناریل کو لےگا اور موچھون کو تاؤ دیکر یہ بھی کہا کہ یہ کھلونا تم مجھ سے
سفید ریش کو تو کچھ دوگے نہین اسکے مذاق کی لوگون نے تعریف کی اور اُسنے کئی مرتبہ کہا۔ چونڈا نے اُس غیرت سے
جو خانگی معاملات مین راجپوتون کو ہوتی ہے اپنے باپ کے طعنے کے سبب اس شادی سے انکار کیا۔ چونکہ ناریل
کی واپسی مین رنمل کا ہتک تھا اسواسطے ضعیف و بوڑھے رانا نے اپنے بیٹے کی سینہ زوری سے تنگ آکر خود
لینا قبول کیا مگر اس شرط سے کہ اگر اس شادی سے میرے لڑکا پیدا ہو تو چونڈا دعوے مسند نشینی
سے دست بردار ہوکر اوس کا اول درجے کا فرمانبردار سردار رہے چنانچہ چونڈا نے اپنے باپ کی خواہش
کے موافق قسم کھائی اور بڑی وفاداری سے اسپر عمل کیا سلونبر کا ٹھکانا اب اُسکی اولاد کے قبضے مین ہے

اور ریاست سے ہر ایک بخشی ہوئی جاگیر کے پروانے پر اُنکے بھالے کا نشان تصدیق کے طور پر کیا جاتا تھا اسی شادی سے ضعیف رانا لاکھا کے جو ایک بیٹا پیدا ہوا اُسکا نام موکل رکھا گیا اور ولیعہد چونڈا کو اقرار کے موافق گدی کے حق سے علیحدہ ہونا پڑا۔

موکل کی مسند نشینی کرنل ٹاڈ نے ۱۳۹۷ء مین لکھی ہے جسمین تھوڑا فرق ہے کیونکہ ایک تانبا پتر سند ناتھی سے جو ایک پتھر کی کھان کیلیے لکھا گیا تھا لاکھا کا عہد سمبت ۱۴۶۲ مطابق ۱۴۰۵ء مین پایا جاتا ہے اور ایک دوسرا کتبہ جسمین سمبت ۱۴۶۹ مطابق ۱۴۱۳ء درج ہین موکل کے وقت کا مقام دیلواڑہ واقع شمالی میواڑ کے جین مندر مین ملا ہے اس واسطے ۱۴۰۵ء اور ۱۴۱۳ء کے درمیان رانا لاکھا کی وفات اور موکل کی مسند نشینی سمجھنی چاہیے جسکا خاص وقت ابھی دریافت نہین ہوا۔

موکل نے اپنی حکومت مین چتربھج یعنی چار ہاتھ والے دیوتا کا ایک مندر میواڑ کی شمالی سرحد پر بنوایا جسکی پوجا ابتک اُس ملک مین زیادہ ہوتی ہے۔

رانا موکل اپنے دو کینزک زاد چچاؤن کے ہاتھ سے پوجا کرتے وقت مارا گیا لیکن اُس کے بیٹے کونبھا نے مارواڑ والون کی مدد سے اپنے باپ کے قاتلون کو بھی زندہ نہ چھوڑا یہ واردات سمبت ۱۴۹۰ مطابق ۱۴۳۳ء مین سمجھنی چاہیئے جسکے ایک برس پہلے فرشتہ کے بیان سے موکل کی موجودگی ثابت ہوتی ہے۔

## ۴۹ - رانا کونبھاء

اس رانا کی مسند نشینی سمبت ۱۴۹۰ مطابق ۱۴۳۳ء مین خیال کی گئی ہے اور یہ پہلا موقع ہے کہ یہان سے میواڑ کی تاریخ مین سلسلہ وار سال و سمبت کا دور شروع ہوتا ہے۔

اس رانا کے وقت مین گجرات و مالوہ کے حاکمون سے جو خود مختار بادشاہ کہلانے لگے تھے اکثر لڑائیان رہی ہین۔ کونبھا کا معاصر مالوے والا پہلا محمود خلجی ہے جو ۸۳۹ہجری مطابق ۱۴۳۶ء مین تخت مالوہ پر متمکن ہوا تھا۔

بعض دیسی کتابون مین لکھا ہے سمبت ۱۴۹۶ مطابق ۱۴۴۰ء مین محمود مالوی کونبھا کے مقابلے مین کسی جگہ شکست کھا کر پسپا ہو گیا تھا اسی کی یادگار مین قلعہ چتوڑ پر کیرتی ستنبھ یعنی ستون ناموری بنایا گیا جو ابتک درست و قائم ہے اور یہ درست نہین کیونکہ تاریخ فرشتہ مین لکھا ہے کہ مالوے کے سلطان محمود خلجی نے ۸۴۶ھ مطابق ۱۴۴۳ء مین ملک چتوڑ پر حملہ کیا تمام مین ہل چل ڈالدی قتل و غارت کا بازار گرم کر دیا بتخانون کو تڑواکر مسجدین تعمیر کرائین سلطان ہر مقام پر تین چار روز ٹھہر کر راجپوتون کو پامال کرتا اور تمام آبادیون کو ویرانہ بناتا جب قلعہ کونبھل گڑھ کے قریب پہونچا تو قلعدار نے جو کونبھا کی طرف سے مقرر تھا قلعہ نشین ہو کر لڑائی شروع کر دی قلعہ کے پاس ایک بڑا مندر تھا اسمین لڑائی کا بہت کثرت سے سامان راجپوتون نے جمع کر کے مورچے کا کام اُس سے لیا تھا سلطان نے ایک ہفتے مین اُس مندر کو فتح کر لیا اور اُسمین ایندھن

پھر واکر آگ لگوادی اور بت جو بکری کی شکل پر سنگ مرمر سے بنا ہوا تھا جلکر چونہ ہوگیا سلطان نے وہ چونہ پانو نکے ساتھ راجپوتون کو کھلوایا وہان سے فتح پاکر سلطان چتوڑ پر آیا اور اُسکے حصار کو قہر و غلبہ سے فتح کر کے ہزارون راجپوت قتل کرائے سلطان کو معلوم ہوا کہ کونبھا اُسی دن قلعہ سے نکلکر ایک پہاڑی مین چھپ گیا ہے سلطان نے فوج کے کئی ٹکڑے کر کے اُسکی گرفتاری کے لیے بھیجا ایک ٹکڑے سے کونبھا کا مقابلہ ہوگیا سخت جنگ کے بعد کونبھا ہزیمت پاکر پھر چتوڑ مین جا چھپا بادشاہ تو ملک کے ایک مقام مین ٹھہر گیا اور فوج کو تسخیر و تباہی علاقجات کے لیے پے در پے بھیجا موسم برسات سر پر آگیا اسلئے سلطان نے ارادہ کیا کہ کسی اونچی جگہ پر قیام کرے اور برسات کے نکلنے پر پھر قلعہ کا محاصرہ کرے کونبھانے ماہ ذیحجہ ۸۴۶ھ ہجری مین دس ہزار سوار اور چھ ہزار پیادونکے ساتھ شب خون مارا یہ جمعہ کی رات تھی سلطانی سپاہ کی ہوشیاری و خبرداری کی وجہ سے سخت نقصان اٹھاکر بھاگ گیا۔ دوسری رات کو سلطان نے شب خون مارا کونبھا زخمی ہوکر چتوڑ کی طرف بھاگ گیا اور بہت سے راجپوت کھیت رہے اور لشکر اسلام کے ہاتھ بہت سی غنیمت آئی۔ اب سلطان نے مانڈو کو مراجعت کی اور دوسرے سال پر چتوڑ کا معاملہ رکھا۔

۸۵۰ھ ہجری مین سلطان نے کونبھا پر پھر حملہ کیا اور اول مانڈل گڑھ کی طرف جہان رانا ٹھہرا ہوا تھا روانہ ہوا اور پے در پے کوچ کرکے بناس ندی پر مقام کیا رانا کونبھا چونکہ مقابلے کی طاقت نرکھتا تھا مانڈل گڑھ مین متحصن ہوگیا دوسرے یا تیسرے روز اُسکے راجپوتون نے قلعہ سے نکلکر لڑائی کی مگر نہایت تباہی اور بربادی کے ساتھ شکست پاکر لوٹ گئے آخر کار کونبھانے مجبور ہوکر پیش کش دینا قبول کیا سلطان نے بھی مصالحت مین بہتری سمجھی اور وہانسے خاطر خواہ نذرانہ وصول کرکے اپنے ملک کو لوٹ گیا۔

اس رانا کی بیٹی کی نسبت جیسلمیر کے راؤ دوسرے کیہر کے بیٹے جیتا سے ہوئی تھی دولہ بیاہ کے لیے روانہ ہوا اراولی پہاڑ مین برات کے پہونچنے پر دلھن کے متعلق ایک معیوب بات سنکر خفیہ تحقیقات کرائی تو اُس عیب کا دلھن مین موجود ہونا ثابت ہوا اسلیے جیتا اپنے وطن کو لوٹ گیا اور شادی نہ کی رانا کو غصہ آیا مگر شرم کی وجہ سے خاموش رہا اور اس لڑکی کی نسبت دوسری جگہ کردی یہ بات جیمس ٹاڈ کی تاریخ راجستان مین تفریح لیس تھ مذکور ہے۔

اس رانا کے وقت سے مارواڑ کا راؤ رنمل اور اُسکا بیٹا جودھا جسکے نام پر شہر جودھپور آباد ہوا میواڑ کے ریاستی کاروبار مین زیادہ دخیل رہتے تھے لیکن کونبھا کے عہد سمت ۱۵۰۰ مطابق ۱۴۴۳ء مین راٹھورون کی طرف سے اندیشہ پیدا ہوگیا اسلیے چونڈا واپس چتوڑ بلایا گیا جو کچھ عرصہ پہلے رنجیدہ ہوکر مالوہ کے بادشاہ کے پاس جا رہا تھا چونڈا بڑی ہوشیاری کے ساتھ رات کے وقت قلعہ مین داخل ہوا جسکے مقابل راٹھورون کو چتوڑ چھوڑنا پڑا مارواڑ کا راؤ رنمل جس کو نشے کی حالت مین ایک عورت نے چارپائی سے باندھ دیا تھا ہمت کے ساتھ کئی مخالفون کو مارکر کام آیا اُسکا بیٹا جودھا چالاکی سے جان بچاکر اپنے وطن پہونچا۔ چونڈا پیچھا کرتا ہوا مارواڑ کی راجدھانی تک چلا گیا اور جودھا اگرچہ اُسکے ہاتھ نہ آیا لیکن منڈور کو اُسنے جا دبایا جہان اپنے دو بیٹون

کو قتل اور ساتھا کو چھوڑ کر واپس میواڑ مین چلا آیا ۔ راٹھوڑون نے موکل کی مان کے اشارے سے کچھ غیر لوگون کو ساتھ لیکر منڈور پر حملہ کیا جہان چونڈا کا بڑا بیٹا مارا گیا اور دوسرا لڑکا میواڑ کی طرف بھاگتے ہوئے گوڈواڑ کے علاقے مین گرفتار ہوکر قتل کیا گیا اسطرح سات برس کے بعد راؤ جودھا نے اپنی دارالریاست کو واپس لیا اور پھر اطمینان سے سمبت ١٥١٥ مطابق ١٤٥٩ء مین شہر جودھپور کی بنا ڈالی جو ابتک اُسکی اولاد کا دارالحکومت ہے ۔ مالوے کے پہلے سلطان محمود خلجی نے منور گڈھ رنتھنبور کے قصبات مین سے ہے فتح کرکے اپنے سپہ سالار تاج خان کو آٹھ ہزار سوار اور ٢٥ ہاتھیون کے ساتھ قلعہ چتوڑ کی تسخیر کے لیے بھیجا اور خود کوٹے سے نذرانہ لیتا ہوا مانڈو کو لوٹ گیا ۔

مرآت سکندری مولفہ مرزا سکندر مین مذکور ہے کہ سلطان محمود مالوی نے ٨٥٩ ہجری مطابق ١٤٥٥ء مین ناگور پر لشکر کشی کی اور سلطان قطب الدین والی گجرات نے حاکم ناگور کی مدد کے لیے سپاہ بھیجی سلطان محمود یہ خبر سنکر سانبھر تک جاکر لوٹ گیا قطب الدین کا سردار قوام الملک بھی اپنی سپاہ کو لوٹا لایا جب فیروز خان بن شمس خان دندانی حاکم ناگور مرگیا اور مجاہد خان برادر فیروز خان نے شمس خان بن فیروز خان کو ناگور سے نکال دیا تو شمس خان طلب مدد کیلیئے رانا کونبھا کے پاس آیا اور رانا مدد کو اسکے ساتھ روانہ ہوا مجاہد خان رانا کی آمد کا حال سنکر سلطان محمود خلجی مالوی کے پاس چلا آیا رانا نے ناگور پہونچکر چاہا کہ عمارات کو منہدم کرادے شمس خان نے منع کیا رانا نے نہ مانا اور اپنی بات پر مصر رہا شمس خان لڑائی پر آمادہ ہوا اسلیے رانا ناراض ہوکر میواڑ مین چلا آیا اور یہان سے زیادہ فوج لیکر دوبارہ ناگور کو گیا شمس خان قلعہ ناگور کا استحکام کرکے خود سلطان قطب الدین کے پاس چلا گیا اور رانا کے مقابلے کے واسطے اُس سے امداد چاہی سلطان نے رائے امین چند مانک اور ملک گدا کو بہت سے افسرون اور فوج کے ساتھ شمس خان کی امداد کے لیے نامزد کیا ۔ ناگور کے علاقے مین ان سردارون اور رانا مین جنگ ہوئی اور طرفین کے ہزارون آدمی مارے گئے مگر لڑائی کا فیصلہ نہ ہوا اور فتح کا بھی کسیکو فریقین مین سے دعوے نہ ہوا رانا ملک ناگور کو لوٹ کر میواڑ مین لوٹ آیا ٨٦٠ ہجری مطابق ١٤٥٦ء مین مالوے کا سلطان محمود خلجی ہاڑوتی کو مغلوب کرتا ہوا میواڑ مین آیا رانا کونبھا نے مقابلہ نہین کیا بلکہ اطاعت کرکے کچھ اشرفیان اور روپے پیش کش کے طور پر بادشاہ کے پاس بھیجے چونکہ یہ سکے رانا نے اپنے نام سے جاری کئے تھے سلطان دیکھکر بہت ناراض ہوا اور پیش کش کو واپس کرکے اپنے لشکر کو تاراجی ملک کا حکم دیا ۔ لشکر نے بڑی تباہی پیدا کی اور منصور الملک کو حکم دیا کہ وہ جاکر منڈسور کا ملک ویران کرے جو رانا سے تعلق رکھتا تھا اور اسکو یہ بھی حکم دیا کہ مناسب موقع پر تھانے بٹھا کے اس ملک مین قصبہ آباد کرکے خلجی پور اُسکا نام رکھے رانا یہ خبر سنکر گھبرا گیا اور نہایت عجز و انکسار کے ساتھ سلطان کی خدمت مین پیام بھیجا کہ جسقدر پیش کش کے لیے آپ حکم دینگے حاضر کرتا رہونگا اور آیندہ کبھی اطاعت و انقیاد سے انحراف نہ کرونگا بشرطیکہ قصبۂ خلجی پور کی آبادی و تیاری موقوف کردیجاے چونکہ برسات کا موسم قریب آلگا تھا سلطان دلخواہ پیش کش وصول کرکے مانڈو کو لوٹ گیا اور ٨٦١ ہجری مطابق ١٤٥٧ء مین پھر منڈسور کی تسخیر کے ارادے سے

روانہ ہوا اور وہان پہونچکر خود تو وسط ملک مین مقام کردیا اور سپاہ کے گروہ جابجا ملک کی پامالی کے لیے روانہ کردئے تے۔

سنہ ۸۶۰ ہجری مطابق سنہ ۱۴۵۵ء مین سلطان قطب الدین گجراتی رانا سے انتقام بربادی ناگور کا لینے کو میواڑ پر چڑھ گیا اور کونبھل میر کو محصور کرلیا۔ رانا ایک دن اپنی سپاہ لیکر قلعہ مین سے اُترا قطب الدین سے جنگ کی اور ہزیمت پاکر واپس قلعہ پر چڑھ گیا سلطان نے محصورین پر سختی کی اور تمام علاقے مین فوج اور افسر بھیجکر ملک کو تباہ کرایا اور اتنی بربادی پھیلائی کہ رعایا مین سے کسیکے پاس مویشی باقی نرہے اور اتنے لونڈی غلام لشکریون کے ہاتھ آے کہ شمار سے باہر تھے۔ مورخ کہتا ہے کہ کونبھا عاجز شدہ امان خواست و خدمت لائق قبول کردہ رسن عہد و وثوق بر رقبۂ خود بستہ کہ من بعد بطرف ناگور یا بستے از اطراف اسلام لشکر نکشد۔" کونبھا کے اطاعت اختیار کرلینے کے بعد سلطان میواڑ چلا گیا۔

سنہ ۸۵۹ ہجری مطابق سنہ ۱۴۵۴ء مین کونبھا نے اجمیر پر قبضہ کرلیا وہان کے مسلمانون نے مالوے کے پہلے سلطان محمود خلجی کے پاس متواتر عرضیان بھیجین کہ یہ مسلمانون کا متبرک مقام ہندؤن کے ہاتھ سے خلاص کرادیا جاے اور جو سپاہ سلطان کی طرف سے ہاڑوتی کی تسخیر کے لیے مامور تھی اُسکے امرانے بھی لکھا کہ اجمیر مین راجپوتون نے قبضہ کرکے اسلام کا نشان مٹادیا ہے سلطان ان دنون مندسور کے علاقے مین مقیم تھا کہ بذات خاص اس کام کے لیے سپاہ لیکر روانہ ہوا کونبھا نے اپنی طرف سے وہان کے قلعہ مین کچھ جمعیت رکھ چھوڑی تھی جنکا افسر گجادھر تھا سلطان نے اجمیر کے پاس پہونچکر امرا کو حکم دیا کہ قلعہ کے چارون طرف سے حملہ کرین چاردن تک جان توڑکر راجپوت لڑے پانچوین دن گجادھر مست ہاتھی کی طرح مع اپنے ہمراہیون کے سربکف قلعہ سے نکلا اور جنگ مغلوبہ کرکے مارا گیا اُسکے باقی ماندہ ہمراہی قلعے مین لوٹے لیکن سلطان کے آدمی بھی اُنمین ملکر قلعہ مین داخل ہوگئے اور اسپر قبضہ کرکے راجپوتونکو قتل کرڈالا سلطان نے نعمت اللہ کو سیف خان خطاب دیکر وہان کے انتظام کے لیے مقرر کردیا خود مانڈل گڑھ کی طرف چلا اور اجمیر سے کوچ اور مقام کرتا ہوا بناس کے کنارے پہونچا اور اُس قلعہ کی تسخیر کے لیے چارون طرف امرا کو مع افواج کے نامزد کیا لڑائی ہوئی بہت سے مسلمان اور راجپوت طرفین سے مارے گئے موسم بارش سرپر آگیا اسلئے سلطان نے کہا کہ آیندہ بعد بارش اسکی تسخیر کیطرف توجہ کی جائے گی اور وہان سے مراجعت کی پھر ماہ محرم سنہ ۸۶۱ ہجری مطابق سنہ ۱۴۵۶ء مین تسخیر مانڈل گڑھ کے ارادے سے کوچ کیا جہان جہان بتخانے پائے برباد کرادیے اور قلعہ کے متصل پہونچکر درختون کو کٹوانا شروع کیا اور عمارات کو منہدم کرایا اور مورچے بنوانے لگا یہانتک کہ وہ حصار قلعہ سے ملگئے اُنکی مدد سے حصار کو لے لیا اور بہت سے آدمی راجپوتون کے مارے گئے لیکن راجپوت اُس قلعہ پر چلے گئے جو پہاڑ پر تھا اور اُسکے استحکام کے زعم مین بیحد مغرور تھے لیکن سلطانی توپخانے کے فیرون سے اوپر کے قلعہ کے تالابون کا پانی سوکھ گیا تو قلعہ نشین بہت پریشان ہوئے اور اطاعت گذاری کے

پیام دیئے اور دس لاکھ روپے پیش کئے اور حفظ و امن حاصل کی یہ فتح ۲۵ ذی الحجہ سنہ ۸۶۱ ہجری مطابق ۱۴۵۷ء
کو حاصل ہوئی سلطان دوسرے قلعہ پر آیا جہان بتخانہ پایا اُسکو تڑوا کر مسالے سے مسجد تعمیر کرائی اور قاضی و موذن
و خطیب اپنی جانب سے مقرر کر دیئے۔ ۱۵ محرم سنہ ۸۶۳ ہجری کو چتوڑ کی تسخیر کا عزم کیا اور سلطان زادہ غیاث الدین
کو بھیلواڑے کی طرف بھیجکر اُسکو لٹوا دیا اس کام کے بعد سلطان مانڈو کو لوٹ گیا اور سنہ ۸۶۶ ہجری مطابق
سنہ ۱۴۶۱ء مین بار دیگر راجپوتون کی پامالی کے ارادے سے حرکت کی اور اہار مین مقام کیا۔ سلطان زادہ
غیاث الدین اور تاج خان کو آگے سے میواڑ کی تباہی کے لیے روانہ کر دیا انھون نے کونبھل میر تک بربادی
پھیلانے مین کوئی دقیقہ باقی نہ رکھا۔ سلطان جب کونبھل میر کے پاس آیا تو دوسرے دن سوار ہوکر قلعہ کی شرقی
جانب کے پہاڑ پر چڑھکر ملاحظہ کیا اور کہنے لگا کہ یہ قلعہ کئی سال کے محاصرے کے بغیر مفتوح نہ ہو سکے گا اسلیے
وہان سے کوچ کرتے ڈونگرپور کے علاقے مین چلا گیا ڈونگرپور کے راول نے عاجزی کے ساتھ اطاعت کی
اور دو لاکھ روپے اور بیس گھوڑے نذر کئے۔

سروہی کی تاریخ مین لکھا ہے کہ گجرات کا بادشاہ قطب الدین سروہی کے راستے سے میواڑ پر چڑھائی
کرتا اور لوٹ مار کرکے ملک میواڑ کو برباد کر دیتا آخر کار رانا نے سد باب کے لیے سروہی پر فوج بھیجی جو نرسنگھ کی
ماتحتی مین تھی اسنے دیوڑون سے آبو کا پہاڑ چھین لیا رانا نے آبو کی آب و ہوا کو پسند کرکے وہان محل تالاب
اور مہادیو کا مندر بنایا جو ابتک آبو کے اوپر موجود ہے اور ایک بڑی فوج اُسکی محافظت کے لیے وہان
رکھی سروہی کے راؤ لاکھا سے بجز اسکے اور کچھ چارہ بن نہین آیا کہ اسنے سنہ ۸۶۰ ہجری مطابق سمبت ۱۵۱۳ مین
سلطان قطب الدین گجراتی سے جب کہ وہ میواڑ پر آتا تھا فریاد کی سلطان نے ملک شعبان نام ایک امیر
کو اُسکی مدد پر مقرر کیا مگر ملک مذکور نے کوہ آبو پر چڑھکر رانا کے سپاہیون سے شکست کھائی اور اس لڑائی
مین بہت سے مسلمان مارے گئے ملک شعبان ہار کر قطب الدین کے پاس چلا گیا قطب الدین خود سروہی
مین آیا وہین رانا کے رشتہ دار دن سے لڑا اور فتح پاکر میواڑ کو گیا مگر پھر آبو بدستور رانا کے قبضے مین رہا
دس برس کے بعد جب سنہ ۸۷۰ ہجری مطابق سمبت ۱۵۲۶ مین قطب الدین گجراتی اور محمود شاہ بادشاہ مالوہ بالاتفاق
میواڑ پر چڑھ آئے تو قطب الدین نے سروہی پہونچکر آبو رانا کے سپاہیون سے چھین لیا اور سروہی کے
رئیس کے حوالے کیا۔

بعض لکھتے ہین کہ رانا کونبھا والی چتوڑ بخوف افواج شاہی بحسب رضائے راؤ سروہی کے بطور
پناہ پذیری واسطے چندماہ کے آبو کے اوپر اچل گڑھ مین ٹھہرا تھا بعد واپسی فوج شاہی کے راؤ سروہی
نے چاہا کہ رانا واپس چلا جاے مگر اُسنے ایک ایسے مضبوط مقام کو پاکر اُسکے چھوڑنے سے انکار کیا تب
راؤ کے بیٹے نے فوج جمع کی اور پہاڑ کے اوپر جاکر رانا اور اُسکے آدمیون کو نکال دیا۔

رانا کونبھا بتیس برس راج کرنے کے بعد سمبت ۱۵۲۵ مطابق ۱۴۶۸ء مین اپنے بیٹے اودے سنگھ کے ہاتھ سے جو حکومت

کے بیٹے کے سبب سے تھا قتل ہوا۔

اُسنے اپنی زندگی میں بتیس قلعے اور کئی مندر بنوائے ان میں سے قلعہ کوبنھل میر جو میواڑ کی شمالی و مغربی حد پر اراولی پہاڑ کے سلسلے میں دو کوس پھیلا ہوا ہے میواڑ میں چتوڑ سے دوسرے نمبر پر سمجھا جاتا ہے۔ مذہبی مکانات میں سے رکھب دیو کا جینی مندر بھی میواڑ کے جنوبی پہاڑی علاقے میں جہاں اگلی ہوتروالون سے جینی مورت چھپا کر رکھی گئی ہوگی اسی رانا کی مدد خرچ سے بنا ہے۔

جواُلاسہاے نے جو نہایت تعصب سے تاریخ لکھی ہے اُسمین اوٹ پٹانگ لکھ مارا ہے کہ کونبھا نے بادشاہ دہلی کو شکست دی اس بوالعجب کو یہ بھی تحقیق نہ ہوا کہ دہلی کے کون سے بادشاہ نے کونبھا پر چڑھائی کی تھی یا کونبھا دہلی پر چڑھ کر کب گیا تھا کہتے ہین کونبھا خود شاعر تھا اور اُسنے نہایت حسین رانی سے شادی کی تھی۔

## ۴۹ - اودے سنگھ

اودے سنگھ جسکا نام ریاست کے نسب نامے سے خارج کردیا گیا ہے اپنے والد کو قتل کرکے گدی پر بیٹھا لیکن اُس کے رشتہ دار اُسکی خراب عادتون سے اور اس سبب سے کہ اُسنے باپ کو مار ڈالا تھا جو بڑا گناہ ہے جلد ناراض ہوگئے اودے سنگھ نے مدد کی امید پر اجمیر وغیرہ کا علاقہ جودھپور والونکو دیکر سروہی کے دیوڑہ سردار کو آزاد مان لیا۔ پانچ برس کے اندر سمبت ۱۵۳۰ مطابق ۱۴۷۳ء مین اودے سنگھ کو ماتحت سرداروں نے خارج کرکے اُسکے چھوٹے بھائی رائے مل کو مسند پر بٹھا دیا اور وہ لاچار مانڈو کو چلا گیا جہان کے بادشاہ کو اُسنے اپنی بیٹی بیاہ دی اور بقولے ابھی دینے کا وعدہ کیا تھا کہ اتفاقاً مانڈو کے دربار سے رخصت ہو کر نکلتے وقت بجلی گرنے سے ہلاک ہوا۔

## ۵۰ - رانا رائے مل

سمبت ۱۵۳۰ مطابق ۱۴۷۳ء مین اودے سنگھ کے میواڑ سے نکالے جانے کے بعد چتوڑ کی گدی پر بیٹھا اس رانا نے اپنی ایک بیٹی کی شادی سروہی کے راؤ جے مل دیوڑہ کے ساتھ کرکے اُسکو آبو پہاڑ جہیز مین دیدیا جو اب تک دیوڑون کے قبضے مین چلا آتا ہے یہ روایت اسی ریاست کی ہے حقیقت مین دیوڑون کا قبضہ اُسپر پہلے سے تھا۔ مہارانا سجن سنگھ نے جو تاریخ کی کتاب تیار کرائی ہے اُسمین تحریر کیا ہے ۹۰۶ ہجری مطابق سمبت ۱۵۵۹ مین فرشتہ نے لکھا ہے کہ ناصرالدین مالوہ کا بادشاہ آنبیر کا علاقہ لوٹ کر چتوڑ کی طرف آیا جہان رانا رائے مل نے اُسکی اطاعت کرلی اسلیے چتوڑ لوٹ اور بربادی سے بچگیا اور رانا کے رشتہ دار بھائی اجھوندا سنے ناصرالدین کو بیٹی دی جسکا نام رانی چتوڑی رکھا گیا۔

رانا رائے مل کے وقت مین اُنکے تینون بیٹون پرتھوی راج - جیمل - سانگا اور عم زاد بھائی یعنی رانا موکل کے پوتے اور کھیم کرن کے بیٹے سورج مل کے فسادون سے ملک بہت خراب ہوا - یہ چارون شخص رائے مل کے بعد راج لینا چاہتے تھے جن مین سے پرتھوی راج کو اُسکے بہنوئی نے جو آبو پر رہتا تھا زہر دیکر مار ڈالا

کیونکہ وہ اسکی بہن کے ساتھ بدسلوکی سے پیش آتا تھا جے مل کے ساتھ ایک راجپوت نے اپنا کھویا ہوا علاقہ دلانے کے وعدے پر اپنی بیٹی کی شادی کردینی چاہی تھی لیکن جے مل کو اقرار پورا کئے بغیر شادی پر تیار دیکھکر اُسنے قتل کرڈالا۔ رانا کا عمزاد بھائی سورج مل سانگا کا بڑا دشمن تھا یہانتک کہ اُسنے ایکبار تلوار میان سے نکالکر سانگا کو قتل کرنا چاہا لیکن سورج مل بیچ مین آگیا اور جو تلوار سانگا کے لگتی وہ سورج مل کے لگی لیکن سورج مل اور پرتھی راج تو بوجہ زخم شدید کے وہان سے ہل نہ سکے اور سانگا تلوار کے پانچ زخم اور ایک تیر آنکھ مین کھاکر بھاگا تیر کے زخم سے ایک آنکھ اوسکی جاتی رہی سورج مل پریشان ہوکر میواڑ کے جنوبی مشرقی جنگل مین جارہا جہان اُسنے ایک دیولیہ نام قلعہ بنانے کے بعد بہت سے وحشی لوگون کو اپنا تابع کرکے ایک ریاست کی بناڈالی جو اب پرتاب گڑھ کے نام سے اسکی اولاد کے قبضے مین چلی آتی ہے۔

جبکہ سب دعوے دار ٹھکانے لگ گئے تو رائمل کے بعد ایک کنور سانگا ہر طرح راج کا مالک اور حقدار رہ گیا جسنے خانگی لڑائی جھگڑون کے سبب بکریان چرانے اور تکلیفین اٹھاتے مین دن کاٹے تھے جب دہقان نے بھی جسکی بکریان چرایا کرتا تھا نکالدیا تو ایک راجپوت کی مدد سے گھوڑا او ہتھیار پاکر اجمیر کے متصل سری نگر کے پرلد سردار کے ہان نوکر ہوگیا تھا یہی سانگا ہے جسکی لڑائی بابر کے ساتھ مشہور چلی آتی ہے۔

رائے مل نے سمبت ۱۵۶۵ مطابق ۱۵۰۸ء مین وفات پائی۔

## ۵۱ ۔ رانا سانگا یا سنگرام سنگھ اول

رانا سنگرام نے جو عام طور پر سانگا مشہور ہے اپنے والد کے بعد سمبت ۱۵۶۵ مطابق ۱۵۰۸ء مین چتوڑ کا راج پاکر میواڑ کو ہر طرح ترقی پر پہونچایا۔ راجپوتانے کا بڑا حصہ اُسکے قبضے مین تھا۔

سلطان محمود ثانی بن سلطان ناصر الدین بن سلطان غیاث الدین والی مالوہ کے پاس راجپوتون کو بہت زور حاصل ہوگیا یہانتک کہ سلطان اُنکی مٹھی مین آگیا آخرکار سلطان بھی راجپوتون کے تسلط سے گھبرا گیا جن کا افسر اعلے میدنی رائے تھا اور اُسکے ماتحت راجپوت چالیس ہزار کی تعداد مین تھے راجپوتون نے ایکبار سلطان کے دار الریاست مانڈو پر قبضہ کرلیا اور خود محمود سلطان مظفر شاہ گجراتی کے پاس بھاگ گیا اور اُس سے مدد لیکر مانڈو پر لشکرکشی کی جب میدنی رائے نے اپنے مین اُنکے مقابلے کی طاقت نہ پائی تو اپنے بیٹے نتھورا ے کو کچھ سپاہ کے ساتھ یہان چھوڑا اور خود چتوڑ کو رانا سانگا سے مدد حاصل کرنے کے لیے چلاگیا اور سانگا کو بہت سار وپیہ اور ہاتھی دیکر اپنا مددگار بنالیا اور اجین کی طرف لے چلا سلطان مظفر نے بھی سانگا کے مقابلے کے لیے عادل خان فاروقی حاکم آسیر وبرہان پور کو بھیجا سلطان کی سپاہ کی امداد سے محمود نے چلاو تھا قلعہ مانڈو ۹۲۴ ہجری مطابق ۱۵۱۸ء مین فتح کرلیا کہتے ہین کہ دو ہزار کے قریب راجپوت کھیت رہے اور مسلمان بھی بہت سے مارے گئے راجپوتون کی عورتین گرفتاری کے اندیشے سے جوہر کرکے جل مرین جب یہ خبر میدنی رائے اور سانگا کو پہونچی جو ادھر آرہے تھے تو قلعہ دھار سے لوٹ گئے مظفر شاہ محمود کے قبضہ

پا لینے کے بعد لوٹ گیا جو کہ ابھی تک چاندیری و گاگرون پر میدنی راے کا قبضہ تھا اور قلعہ راے سین و بھیلسہ
و سارنگ پور پر سلہدی راجپوت کا تسلط تھا سلطان محمود نے اول حملہ گاگرون پر کیا میدنی راے نے سانگا سے
مدد مانگی اور وہ بہت سی فوج لیکر چتوڑ سے چلا سلطان محمود نے اسکی روانگی کا حال سنا تو خود بھی ادھر سے رانا
کی طرف بڑھا اور کڑی کڑی منزلین کرکے سانگا کے لشکر سے سات کوس پر ٹھہرا جب یہ حال رانا کو معلوم ہوا
کہ پے درپے طول طویل کوچون سے سلطان کی فوج تھک رہی ہے تو اُسی وقت حملہ کردیا محمود اس حملے سے بے خبر تھا
اُسکے امرا نے عرض کیا کہ سپاہ تھکی ہاری ہے اسلیے لڑائی سے کنارہ کشی بہتر ہے لیکن سلطان نے نہ مانا تھوڑے
سے عرصے مین سلطان کے بڑے بڑے ۳۲ سردار مارے گئے اور بہت سی سپاہ کام آئی آصف خان گجراتی جو سلطان
مظفر شاہ کی طرف سے کمک کو ہمراہ تھا پانسو سواران گجراتی کے ساتھ تہ تیغ ہوا لشکر مالوہ مین سے بجز سلطان
محمود خلجی اور دس سوارون کے کوئی میدان معرکہ مین باقی نرہا لیکن سلطان نے وفور تہور سے دشمن
کی پچاس ہزار سپاہ پر حملہ کردیا یہ دس سوار بھی مارے گئے اب سلطان تنہا رہ گیا اسنے اپنا گھوڑا راجپوتون مین
ڈالدیا اور سربکف ہوکر لڑنے لگا اُسکے بدن پر دو زرہین تھین سو زخم کھاے جن مین سے پچاس اندر کی زرہ سے
گذر گئے اور تیورا کر گھوڑے سے گر گیا راجپوت جب پاس آے تو پہچان لیا دریاے حیرت مین ڈوب گئے اور
اُسکی شجاعت کا لوہا مان گئے فرشتہ لکھتا ہے "رانا سانگا اورا در جاے مناسب نشانده دست بستہ پیش او
بایستاده در شرائط خدمت گذاری تقصیر نہ نموده بمعالجۂ زخمہاے سلطان پرداخت" تمام سامان سلطانی سانگا کے
ہاتھ لگا یہانتک کہ سلطان ہوشنگ والا تاج مرصع بھی اُسنے سلطان سے طلب کرلیا جب زخم مندمل ہوگئے
تو اسکے ساتھ ایک ہزار سوار دیکر مانڈو کو بھیجدیا جہان پہونچکر دوبارہ اُسنے اپنی حکومت جمائی فرشتہ رانا کے اس
سلوک کو نہایت فتوت پر محمول کرتا ہے یہ واقعہ سمبت ۱۵۷۶ مطابق سنہ ۱۵۲۰ء کا ہے راجہ ایڈر کے انتقال کے بعد
اُسکا بیٹا راجہ بھارا مل مسند نشین ہوا رانا سانگا اپنے داماد راے مل بن سورج مل کی حمایت پر آمادہ ہوا اور
بھارا مل سے ایڈر کا ملک چھین کر اپنے داماد راے مل کو گدی پر بٹھادیا بھارا مل نے سلطان مظفر گجراتی سے شکایت
کی اور راے مل کے مقابلے مین مدد چاہی سلطان نے نظام الملک کی افسری مین ایک لشکر بھیجا اور حکم دیا کہ ایڈر سے
راے مل کو نکالکر بھارا مل کو مسند نشین کردے راے مل بیجا نگر کے پہاڑون مین چھپ گیا نظام الملک نے
ایڈر پہونچکر بھارا مل کو مسند نشین کردیا اور خود بیجا نگر کے پہاڑون کی طرف گیا راے مل سے مقابلہ ہوا طرفین کے
بہت سے آدمی مارے گئے جب یہ خبر سلطان مظفر کو پہونچی تو اُسنے نظام الملک کو لکھا کہ جب کہ ایڈر قبضے مین آگیا
ہے تو راے مل کا پیچھا کرنا فعل عبث ہے اور مفت فوج کا ضائع کرنا ہے جب نظام الملک لوٹ گیا تو راے مل
نے پھر سر نکالا اور ایڈر پر حملہ آور ہوا سلطان کا افسر نصیر الملک احمد نگر کے نواح مین مقیم تھا باوجودیکہ اُسکے پاس
سپاہ قلیل تھی مگر مقابلے کو ڈٹ گیا اور ۲۷ آدمی سمیت کام آیا جب یہ خبر سلطان مظفر کے گوش گذار ہوئی
تو نصرة الملک کو حکم دیا کہ بیجا نگر پہونچکر مفسدون کا کام تمام کردے اور مانڈو پر سلطان محمود مالوی کا قبضہ

کرا کے خود بھی رانا کے مقابلے کو بڑھا ایک راجپوت جو ماندو پر راجپوتون کے قتل عام کا حال دیکھ چکا تھا سانگا کے پاس پہونچا اور من وعن وہ حال گوش گذار کیا اور عجیب یہ ہے کہ یہ مضمون بیان کر کے ہی اسکا دم نکل گیا سانگا کا چہرہ زرد ہو گیا اور جب اُسنے یہ سُنا کہ سلطان مظفر ادھر آرہا ہے تو ڈر کر چتوڑ کی طرف بھاگ گیا عادل خان نے اُسکا تعاقب کر کے بیس ہندون کی خوب خبر لی ایڈر مین سلطان کیطرف سے مبارز الملک مقیم تھا سنہ ۹۲۶ ہجری مطابق سنہ ۱۵۲۰ء کا واقعہ ہے کہ ایکدن ایک بھاٹ نے اوسکے سامنے رانا سانگا کی بہت تعریف کی اور کہا کہ آج کے زمانے مین سرزمین ہند مین کوئی ایسا راجہ نہین ہے جو راے مل کا حامی ہے تم کبتک ایڈر مین رہو گے راے مل کے ہاتھ سے ایڈر نہین نکل سکتا مبارز الملک نے نخوت و غرور کے سبب اُسکو جھڑک دیا اور کہا وہ کیا کتا ہے کہ راے مل کی حمایت کرے گا جب تک مین بیٹھا ہون وہ ادھر قدم نہین رکھ سکتا اگر مرد میدان ہے تو کس لئے نہین آتا بھاٹ نے کہا کہ عنقریب آجاے گا مبارز الملک بولا کہ اگر نہ آیا تو کتا سمجھا جاے گا اور ایک کتے کا سانگا نام رکھ کر دروازے پر بندھوا دیا اور بھاٹ سے کہا دیکھ لے اگر سانگا نہ آیا تو اس کتے مین اور اُسمین فرق نہ سمجھا جائیگا اُس بھاٹ نے چتوڑ پہونچکر یہ قصہ سانگا کے سامنے بیان کیا رانا کو غیرت آئی اور فرط ننگ و عار سے چالیس ہزار آدمی ساتھ لیکر ایڈر کے ارادہ سے اُسیوقت روانہ ہو گیا اور منزلین کرتا ہوا اسرہی تک پہونچ گیا سلطان نے یہ خبر سنکر چاہا کہ مدد بھیجے وزرا جو مبارز الملک سے نفاق رکھتے تھے اُنھون نے عرض کیا کہ رانا مین کیا مجال ہو کہ آپ سے متعرض ہو سکے اور قاصد یہ خبر لاے کہ رانا چتوڑ کوٹ کو لوٹ گیا اُس وقت یہ خبر واقع کے مطابق تھی سلطان نے قوام الملک کو احمد آباد کی حفاظت کے لیے چھوڑا اور خود محمد آباد عرف چانپانیر کو چلا گیا رانا یہ خبر سنکر لوٹا اور باگڑ مین داخل ہوا جو ایڈر سے مشرق کی سمت ہے یہان کا راول باوجودیکہ سلطان مظفر سے توسل رکھتا تھا رانا کے پاس چلا آیا اور راول و رانا دونون ڈونگر مین آئے مبارز الملک نے یہ حال سلطان کو لکھا کہ رانا ۴۰ ہزار سپاہ کے ساتھ باگڑ مین آگیا ہے اور ایڈر آنے والا ہے اور یہان صرف پانچ ہزار سپاہ ہے جنمین سے بھی بہت سے آدمی احمد آباد کو چلے گئے ہین یہ عرضی سلطان کے سامنے وزرا نے پیش نکی جیسا کہ مرآت سکندری مین لکھا ہے اور فرشتہ کہتا ہے کہ وزرا نے سلطان سے کہا کہ مبارز الملک کو کیا مناسب تھا کہ سانگا کا کتا نام رکھ کر دروازے پر بندھوا دیا - اسلئے سلطان نے مدد بھیجنے مین اہمال کیا بہر صورت کچھ بھی ہو چانپانیر سے مدد نہ پہونچی اور مبارز الملک کے پاس آدمی بہت کم تھے سانگا ان باتون سے غافل نہ تھا اسیلئے ایڈر کی طرف چلا مبارز الملک نے لڑنے کا تہیہ کیا اُسکے مصاحبون نے مشورہ دیا کہ رانا کے ساتھ چالیس ہزار آدمی ہین اگر ہمکو شکست ہوئی تو سلطنت کی بدنامی ہوگی آخرکار یہ قرار پایا کہ احمد نگر چلین وہان کے قلعہ کو مضبوط کر کے جنگ کرینگے اور اُسوقت تک مدد بھی آجاے گی اسوجہ سے سب احمد نگر کو روانہ ہوے - ان مین سے سو سوار جو سلطان کے سلحدار کہلاتے تھے مخفی طور پر رہ گئے اور اُنھون نے لڑ کر مر جانے کو ترجیح دی

انکے افسر کا نام ملک نجف اور تھا یہ تھا جب رانا کی سپاہ آئی تو یہ سو کے سو سوار پیرا باندھکر نکلے اور لڑ بھڑکر مارے گئے
مرآت سکندری والا کہتا ہے کہ ایکبار اس بھاٹ نے نظام المخاطب بہ مبارز الملک کی مدح مین ایک دوہا کہا
تھا جسکا مضمون یہ تھا کہ رانا کا لشکر کلنگ کی طرح ہے اور مبارز الملک کا لشکر شاہ باز کی مثل ہے جب رانا
ایڈر کے قریب پہونچا تو اس بھاٹ سے کہا کہ تو جسکو شاہ باز بتاتا تھا وہ کہان ہے بھاٹ نے اُن سوارون کی
طرف اشارہ کرکے کہا کہ وہ یہ ہے راستے مین خضر خان و اسد الملک و غازی خان و شجاع الملک و سیف خان
کا احمد نگر سے آتے تھے مبارز الملک سے ملے اور اوس سے کہا کہ تمکو ایڈر مین رہنا چاہیے ہم بھی ایڈر مین پہونچ جاینگے
اور بالاتفاق رانا سے جنگ کرینگے رانا احمد نگر مین آئیگا تو ہم کو یہ مناسب نہین کہ اُس سے ڈرکر اور قلعہ بند ہوکر رہین ہمکو
ایڈر مین ہی لڑنا بہتر ہے مبارز الملک نے کہا کہ یارون نے یہی صلاح دی تھی کہ احمد نگر مین چلین ورنہ مین ایڈر
چھوڑنے پر راضی نہ تھا اب جیسے سب کی مرضی ہو چونکہ یہ سب احمد نگر کے پاس ملے تھے وہین لوٹ گئے وہی بھاٹ
جس نے رانا کی تعریف مین مبارز الملک سے بیان کی تھی اُسکے پاس آیا اور مبارز الملک سے کہا کہ رانا لشکر عظیم
کے ساتھ ادھر آرہا ہے حیف ہے کہ آپ جیسا آدمی مارا جاے آپ قلعہ مین متحصن ہو جائین رانا اپنے گھوڑے کو
قلعے کے تلے پانی پلاکر لوٹ جائے گا اور اسیقدر پر اکتفا کرے گا مبارز الملک نے کہا ایسا ممکن نہین القصہ
ایک روز نہ گذرا تھا کہ رانا کی سپاہ کالی گھٹا کی طرح اُمنڈ آئی مبارز الملک کے ساتھ اسوقت صرف ۱۲ سو
سوار اور ایک ہزار پیادے تھے انمین چار سو من چلے سوارون نے آگا دیکھا نہ پیچھا رانا کی بیس ہزار
سپاہ پر اللہ اللہ کے نعرے مارتے حملہ کردیا رانا کے تمام آدمی بھاگ گئے لیکن یہان عجیب اتفاق ہوا کہ احمد نگر کی
باقی ماندہ فوج یہ سمجھ کر کہ وہ چار سو آدمی مارے گئے ہونگے احمد آباد کی طرف بھاگ گئی جب وہ چار سو آدمی
تعاقب کرکے واپس آئے تو یہان کسیکو نہ پایا مبارز الملک نے سمجھ لیا تھا کہ رانا کے ٹڈی دل لشکر سے لڑنا گویا
پتھر سے سر ملنا ہے اور احمد نگر کو چھوڑ دیا تھا مبارز الملک اور صفدر خان قصبہ بروہنی کی طرف کہ احمد آباد سے
دس کوس تھا روانہ ہوے لیکن راستہ بھولکر دوسری طرف چلے گئے اسد الملک وغیرہ سیدھے راستے پر سے چلے جنکا
رانا کے آدمیون نے پیچھا کرکے کام تمام کردیا اُسکے ساتھ جسقدر ہاتھی گھوڑے تھے اُن پر راجپوتون کا قبضہ ہوگیا۔
رانا نے احمد نگر کو لٹوا دیا اور اہل شہر کو قید کرلیا اب رانا نے شب مین اپنے امراسے مشورہ کیا کہ آیندہ کیا کرنا
چاہیئے بعض نے کہا کہ احمد آباد تک چلنا چاہیے جو یہان سے پچاس کوس ہے رانا نے جواب دیا کہ مسلمانون کے
چار سو سوارون نے ہماری بیس ہزار آدمیونکو شکست دی ہے اور ہزار کے قریب بہادرون کو مار ڈالا ہے
اگر چار ہزار جمع ہوکر لڑنے کے لیے سامنے آجائین تو تم اُنکا مقابلہ کیسے کروگے اور ہمارے بزرگون مین سے
کوئی یہانتک نہین آیا تھا اُنکو کبھی ایسی فتح حاصل نہین ہوئی بس اسیقدر پر اکتفا کرنا چاہیے ملک گجرات کے گراسیے
جو ساتھ تھے کہنے لگے کہ ضرور احمد آباد کے ملک تک چلیے بڑنگر قریب ہے اور وہان کے عام آدمی تاجر ہین اُسے
لوٹنے سے دولت کثیر حاصل ہوگی اسکے بعد واپس چلے آئیے رانا اُنکے کہنے سے دوسرے دن کوچ کرکے

برنگر پہونچا برنگر کے رہنے والے راناکے پاس آئے اور کہا کہ ہم برہمن ہین اور آپکے باپ دادے ہمیشہ سے ہماری عزت کرتے رہے ہین رانا نے اس بستی کو نہ لوٹا وہان سے ہیبل نگر کو گیا اسکو تاراج کرکے لوٹ گیا۔

اب سلطان کو اسکے امرا نے مشورہ دیا کہ حضور کی سطوت کا سب مین شہرہ ہے بنفس نفیس راناکی سرکوبی کے لیے متوجہ ہون چنانچہ ۹۲۷ھ ہجری مطابق ۱۵۲۱ء مین سلطان نے لشکر گران جسمین ایک لاکھ سوار اور سو ہاتھی تھے ملک ایاز کی افسری مین سانگا کی تادیب کے لیے روانہ کیا۔ اسکے بعد سلطان نے احتیاطاً تاج خان اور نظام الملک شاہی کو بیس ہزار سوار کے ساتھ اسکی کمک کو بھیجا ملک ایاز نے ڈونگرپور اور بانسواڑے کے علاقے برباد کرد ئے اس وجہ سے کہ ڈونگرپور کے راول نے اس فساد مین سانگا کی شرکت کی تھی اور تمام باگڑ کو لٹوادیا تھا اس کام کے بعد ایاز چتوڑ کی طرف بڑھا ایک شخص نے صفدر خان کو جو ہراول مین تھا خبر دی کہ روپ سنگھ راجہ بانسلہ سانگا کے بہت سے راجپوتونکے ساتھ اور اگرسین پوربیہ یہ دونون پہاڑ کے پیچھے موجود ہین اور شب خون مارنے کا ارادہ رکھتے ہین صفدر خان بغیر اطلاع دہی سپہ سالار کے دوسو سوار ہمراہ لیکر جلد مخالفون کے سر پر جا پہونچا لڑائی ہوئی اگرسین مجروح ہوا اور اسّی راجپوت مارے گئے باقی ماندہ نے راہ فرار اختیار کی جب ملک ایاز کو اس واقعہ کا حال معلوم ہوا تو خود سوار ہوکر صفدر خان کی کمک کو جا پہونچا لیکن یہ بہادر پہلے ہی میدان مار چکا تھا۔ اگرسین زخمی سانگا کے پاس پہونچا اور اس سے تمام حال کہا ایاز مندسور تک جا پہونچا اور اسکا محاصرہ کرلیا سانگا اپنے تھانہ دار کی مدد کو دس کوس تک آگیا تھا وہین ٹھہر کر ملک ایاز کو پیام دیا کہ کہ ازمن گناہ عظیم صادر شدہ راہ عذر مسدود ست اگر شما کار بکرم فرمودہ ازسر گناہ من درگذرید خطمے مسپارم کہ من بعد غیر از خدمت گاری کارے دیگر نکنم فیل و اسپ و بندی آنچہ در جنگ احمد نگر بدست من آمدہ ہمہ بجنسہ بخدمت میفرستم و سواے این انچہ ایشان مقرر کنند نیز راضی ام (مرآت سکندری) ایاز کے ساتھ سپاہ کثیر تھی اسلیے دو دو ہاتھ کرنے کو سانگا کی ہمت نہ بندھی ملک ایاز نے اپنی طرف سے ایسی سخت شرائط پیش کین کہ قاصد خاموش ہوگیا ایاز نے قلعہ کی تسخیر کے لیے بہت ہاتھ پاؤن مارے اس عرصے مین شرزہ خان شروانی سلطان محمود خلجی کے پاس سے آیا اور ایاز سے کہا کہ اگر مدد کی ضرورت ہو تو مین بھی یہان آجاؤن ایاز نے جواب دیا کہ بادشاہ کو ضرور آنا چاہیئے چنانچہ محمود خلجی نے کہ سلطان مظفر گجراتی کا مرہون منت تھا سلمدی پوربیہ کی سپاہ کو بھی ساتھ لیکر مندسور کی طرف کوچ کیا رانا سانگا سلطان محمود کے ادھر آنے کی خبر سنکر گھبرایا اور ہندی رائے کو سلمدی کے پاس بھیجکر کہلایا کہ ہماری صحبت قدیم کی رعایت ملحوظ رہے اور بالفعل صلح کرا دینی چاہیئے سلمدی نے بہت کوشش کی صلح نہ ہوئی ابھی ایاز نے پوری فتح نہ پائی تھی کہ دوبارہ سانگا کا قاصد پیغام لایا کہ مین سلطان کے دولت خواہون مین داخل ہوکر وہ تمام ہاتھی جو جنگ احمد نگر مین ہاتھ آئے تھے اپنے بیٹے کے ساتھ بادشاہ کے پاس بھیجتا ہون آپ کیون سخت گیری کرتے ہین چونکہ بعض امرا کا نفاق اس فتح مین خلل انداز تھا اسلئے اسنے صلح کو ترجیح دی سلطان محمود خلجی نے دوسرے امرا کی مشورت سے حملے کا ارادہ کیا لیکن ملک ایاز

کہلا بھیجا کہ اس لڑائی کا سارا اہتمام سلطان نے میرے ہاتھ مین دیا ہے آپ کیون بغیر میری رضامندی کے جنگ
کرتے ہین اس سے مین راضی نہین ہون اسلیے کہ نفاق پیدا ہو گیا ہے پس گو سر مقصود ہاتھ آنا دشوار ہے اور
دوسرے دن میدان جنگ سے چلا گیا اور خلجی پور مین پہونچکر رانا کے قاصدون کو خلعت دیکر واپس کر دیا سلطان
محمود خلجی بھی مانڈو کو لوٹ گیا جب ملک ایاز چانپانیر مین سلطان مظفر شاہ کے پاس پہونچا تو اُس نے اسکے
ناکام واپس چلے آنے پر ملامت کی اور قرار پایا کہ بعد برسات کے سلطان رانا پر خود حملہ کرے گا ایاز نے رانا کو مخفی
کہلا بھیجا کہ مین تمہارا بہی خواہ ہون سلطان پھر خود حملہ کرنے کا ارادہ رکھتا ہے اسلیے یہ بہتر ہے کہ جلد اپنے کنور کو مع
تحائف کے سلطان کی خدمت مین بھیجدو کیونکہ ادھر سے بغیر کشور کشائی واپس آنا سلطان پر نہایت شاق گذرا
ہے اگر سلطان خود لشکر لیکر وہان جا پہونچا تو یاد رکھو کہ تمام ملک پر بربادی کی جھاڑو پھر جائے گی اسلیے بیٹے کے
بھیجنے مین جلدی کرنی چاہیے تاکہ صولت غضب سلطانی سے وہانکے باشندے محفوظ رہین۔ سلطان مظفر
۹۲۶ھ ہجری مطابق سنہ ۱۵۲۰ء مین چانپانیر سے احمد آباد کی طرف آیا تاکہ فوج جمع کرکے چتوڑ پر یورش کرے وہانسے
چند دن کے بعد کانکڑ مین آیا یہان ابھی دو تین دن قیام کو گذرے تھے کہ سلطان کو خبر لگی کہ رانا کا بیٹا
بہت سے تحائف لیکر آستان بوسی کو آرہا ہے اور قصبہ مہراسہ تک پہونچ گیا ہے چند روز کے بعد وہ حاضر ہوا
سلطان نے اُس کے باپ کے قصورات کو معاف کیا اور خلعت بخشا اور لشکر کشی کا ارادہ فسخ کیا
چند روز جالوارہ کے علاقے مین شکار و تفریح کرکے احمد آباد مین آیا اور یہان رانا کے بیٹے کو دوبارہ
خلعت دیکر رخصت کیا۔

مظفر شاہ گجراتی کے مرنے کے بعد شاہزادہ چاند خان اور ابراہیم خان رانا سانگا کے پاس حفاظت کے لیے
چلے آئے تھے۔ جو اپنے بڑے بھائی بہادر شاہ کے جلوس پر واپس چلے گئے بہادر شاہ گجراتی جب ڈونگر پور مین
آیا تو ۹۳۳ھ ہجری مطابق ۱۵۲۶ء مین رانا سانگا کا بیٹا اسکے پاس جاکر ملازمت و خلعت وغیرہ سے سرفراز
ہوا جیسا کہ ہفت گلشن مین ہے اور رانا کے بھائی پرتھی راج کا بیٹا بھیرون سلطان کے پاس نوکر تھا۔ دہلی کی
سلطنت اس وقت لودی پٹھانون کے قبضے مین تھی جنکی کم لیاقتی سے بنگال۔ اور اودھ اور ملتان وغیرہ کے صوبےدار
اطاعت سے نکل گئے تھے باہمی رنج و فساد کے سبب ملتان کے صوبہ دار دولت خان نے ظہیر الدین محمد بابر بادشاہ
کو جو ترکستان سے بے دخل ہو کر افغانستان مین آبسا تھا ہندوستان مین بلایا اُسنے بارہ ہزار تیر انداز اور توپخانہ
کے ذریعے سے ابراہیم لودی کو جسکی فوج ایک لاکھ تعداد مین تھی ۹۳۲ھ ہجری مطابق ۱۵۲۵ء مین قتل و غارت
کرکے دہلی و آگرہ پر قبضہ کر لیا۔ بابر سے لودیون کے عوض جن مین کے تین بادشاہون نے تقریباً چہتر برس دہلی
کی حکومت کی مغل خاندان کا دور شروع ہوا۔ شمالی ہندوستان فتح ہونے کے بعد مختلف علاقون کے سردار
مقابلے کو تیار ہو گئے کیونکہ وہ مغلون کے نام سے جنکا بڑا نمونہ چنگیز خان و تیمور گذرے ہین سخت بیزار تھے اسلیے تمامی
علاقے کی پریشان قومین اور اکثر جگہ کے ہندو رئیس سانگا کے پاس جو دوسرون کی بہ نسبت زیادہ بلند حوصلہ تھا

جمع ہوئے رانا سانگا نے بھی ایسے شخص کے ساتھ جو دہلی وغیرہ دبا کر ہر طرف اپنی طاقت بڑھاتا جاتا تھا اور جسکا مقابلہ کچھ عرصے کے بعد دشوار ہو جاتا جلد لڑائی کرنا مناسب سمجھا کیونکہ اس وقت اُس کی ترقی روکنی آسان تھی۔

بابر لکھتا ہے کہ جب میں کابل میں تھا تو رانا سانگا نے ایلچی بھیجا تھا اور دولت خواہی کا اظہار کیا تھا اور یہ اقرار کیا تھا کہ اگر بادشاہ ہندوستان میں نواح دہلی تک آئے گا تو میں آگرے کو روانہ ہونگا میں نے دہلی کو زیر کر لیا اور آگرے کو لے لیا اُسوقت تک رانا نے کوئی حرکت نہ کی بعد ازیں اُسنے آنکر گندھار (قلعہ رنتھنبور سے شرق کو چند میل پر ہے) کا محاصرہ کیا یہ قلعہ حسن پسر مکن کے تصرف میں تھا۔

الفنسٹن صاحب بھی لکھتے ہیں کہ جبکہ بابر نے ابراہیم لودی بادشاہ پر یورش کی تھی تو سانگا نے بابر سے رفیقانہ خط و کتابت کی تھی اور جبکہ بابر دلی کا تخت نشین ہوا تو سانگا نے رشک و عداوت سے بابر کے خلاف راجاؤں کو آمادہ کرنا شروع کیا۔

غرضکہ بابر کے مستقل ارادے کا اثر اُسکے دوستوں پر یہ ہوا کہ جب وہ یہ سمجھ گئے کہ بابر اپنے دادا تیمور کی طرح ممالک مقبوضہ کو چھوڑ چھاڑ کر نہیں چلا جائیگا بلکہ یہاں جماؤ کا ارادہ رکھتا ہے تو وہ بابر کے پاس آنے شروع ہوئے اور چار مہینے کے اندر جو سلطان ابراہیم شاہ کے قبضے میں ملک تھا وہ اور اُسکے سوا وہ تمام صوبے جو ابراہیم کے قبضے سے نکل گئے تھے جونپور کی سلطنت سمیت بابر کے قبضے میں آگئے۔

اب سانگا کو بابر کی اس ترقی سے رشک پیدا ہوا اور سمجھا کہ آخر کار راجپوتانہ بھی اُسکی زد میں آئے بغیر نہ چھوٹیگا جب کہ سانگا بابر کے ہاتھ سے ہندوستان خالی کرانے کے ارادے پر شمالی ہندوستان کی طرف چلا تو اُسکے ساتھ اپنی ایک لاکھ جمعیت کے سوا رائے سین کے راجہ سلہدی کی تیس ہزار ڈونگرپور کے راول اودے سنگھ اول کی بارہ ہزار اور چندیری کے راجہ میدنی رائے کی بارہ ہزار میوات کے جاگیردار حسن خان کی بارہ ہزار لودی خاندان کے شاہزادہ محمود کی دس ہزار بوندی کے راو نربت ہاڑا کی سات ہزار سروہی کے کھیمی کی چھ ہزار ایڈر کے راو بھارا مل کی چار ہزار اور بیرم دیو میرتیہ کی چار ہزار تھی جسمیں دوسرے ماتحت لوگ ملا کر دو لاکھ اور ایک ہزار آدمی کی بھیڑ بھاڑ ہوتی تھی سانگا نے لشکر اسلام سے لڑنے کے لیے ہاتھی بھی بہت سے جمع کئے تھے۔ بابر کہتا ہے کہ بہت سردار اور امرائے کبار اور راجے جنھوں نے کبھی کسی وقت سانگا کی متابعت نہ کی تھی میری مخالفت کے لئے سانگا کے ساتھ ہو گئے سیسودیوں کے بھاٹ شیام داس چارن نے جو اپنی کتاب بیر بنود میں بابر کا یہ قول نقل کیا ہے کہ ہندوستان کے سردار اور راجے سانگا کو اپنا بزرگ مانتے تھے اور اسکی متابعت کرتے تھے یہ بابر کے قول کے خلاف ہے اور جہانگیر نے تو اپنے تزک میں یوں لکھا ہے کہ رانا سانگا سے اکثر سرداران راو مالدیو راٹھوڑ والی مارواڑ لڑے اور ہر بار سانگا مغلوب رہا اور مالدیو سانگا سے وسعت ملک میں زیادہ تھا اسیطرح سیاحت ہند میں حافظ عبد الرحمن امرتسری کا یہ کہنا بھی بے اصل ہے

کہ سانگا ہندوستان کے راجون کا مہاراجہ تھا اُسکی سالانہ آمدنی دس کروڑ روپیہ تھی میدان جنگ مین
اسّی ہزار سوار پانسو ہاتھی سات راجے تورا اور ایک سو چار راول اُسکے ہمرکاب ہوتے تھے اور شہنشاہ بابر کی
لڑائی سے پیشتر اٹھارہ لڑائیون مین کامیاب ہو چکا تھا لشتہ کلامہ بابر نے بھی یہ خبر سننے کے بعد اپنے بڑے
بیٹے ہمایون اور دوسرے سردارون کو علاقے سے بلا کر رانا کے مقابلے کی تیاری کی بابر باوجودیکہ بہت سے
امراسے بدظن تھا لیکن پھر بھی ہر ایک کو ایک طرف حفاظت کے لیے بھیجدیا اور اپنے ساتھ صرف مغلون کا لشکر
جو کابل سے ساتھ لیکر آیا تھا رکھا اور مقابلے کو آگرہ سے کوچ کیا امرائے ہند مین سے کمال خان وجلال خان
پسران سلطان علاءالدین وعلی خان فرملی ونظام خان حاکم بیانہ کو ساتھ لیا اور دل جمادی پر راسخ کر کے مقابلے کا ارادہ
کیا اگرچہ فرشتہ نے بابر کے ہمراہ بیس ہزار فوج لکھی ہے لیکن صحیح تعداد کسی کتاب مین نہین ملی خیال ہے کہ پچاس ہزار
کے قریب ہوگی مگر خود بابر چوبیس ہزار سپاہ بتاتا ہے ۔ بادشاہ کو یہ بھی معلوم ہوا کہ حسن خان میواتی رانا سے مل گیا
ہے مہدی خواجہ نے لکھا کہ پہلے اس سے کہ لشکر یہان آئے کمک کے طور پر بیانے مین ایک جماعت آ جائے تو
بابر نے وہان فوج بھیجنے کا عزم مصمم کیا اور محمد سلطان مرزا یونس علی شاہ منصور برلاس ۔ کتہ بیگ کو بطریق یلغار
کے بیانہ بھیجا ۔ جنگ ابراہیم مین حسن خان میواتی کا بیٹا طاہر خان ہاتھ آ گیا تھا اسکو بطریق اول کے بابر نے اپنے
پاس رکھا تھا اس سبب سے اُسکا باپ حسن خان ظاہر مین آمد و رفت رکھتا تھا اور ہمیشہ اپنے بیٹے کو طلب کرتا تھا
بابر کے بعض امرا کے دل مین آیا کہ حسن خان کی استمالت کے لیے اگر اُسکے بیٹے کو بادشاہ بھیجدے تو وہ موافق ہو کر
خدمت گذاری بجا لائیگا ۔ طاہر خان کو خلعت پہنا کر اور اُسکے باپ سے وعدہ لیکر بابر نے رخصت کیا جونہی
حسن خان نے بیٹے کی رخصت کی خبر سنی پہلے اس سے کہ وہ اُسکے پاس پہونچے الور سے نکل کر رانا سانگا سے جا ملا
اس وقت اُسکے بیٹے کا رخصت کرنا بے موقع تھا ان دنون مین بارش خوب ہوئی بادشاہ کے پاس شراب
کی صحبتین خوب گرم تھین ہمایون جسکو شراب سے نفرت تھی اُسکو شراب پلائی گئی ۔ روز دوشنبہ ۹ جمادی الاولے
۹۳۳ ہجری مطابق ۱۵۲۶ع کو بابر نے رانا سانگا سے لڑنے کے قصد سے سفر کیا محلون سے نکلکر میدان مین آیا تین
چار روز لشکر کے جمع کرنے کے لیے اور توزک کے واسطے قیام کیا چونکہ ہندوستانی آدمیون پر چندان اعتماد
نتھا اسلئے امرائے ہندوستانی کو ہر طرف فرمان بھیجے گئے انھین دنون مین خبر آئی کہ رانا سانگا مع تمام
لشکر کے بیانہ کے نزدیک آ گیا ہے اور تاخت و تاراج کرتا ہے جو فوج پہلے بھیجی گئی تھی وہ قلعہ بیانہ تک نہ پہونچ
سکی بلکہ اپنے آنے کی خبر تک قلعہ مین نہ پہونچا سکی قلعہ کے آدمی باہر نکل کر قلعہ سے دور بیہودہ طور پر جا پڑے بہت جلد
غنیم نے اُنکو شکست دیدی اور زیر کیا ۔ سنگر خان جنجوہ شہید ہوا کتہ بیگ زخمی ہوا لڑائی مین بعیر وہ شریک نہو سکا
قسمی وشاہ منصور برلاس اور ہر شخص جو بیانے سے آتا تھا بابر نہین جانتا تھا کہ وہ خود ڈر کے مارے آتا تھا یا اور
آدمیون کو خوف دلانے کے لیے آتا تھا دشمن کے لشکر کی خبر کہ کہان ہے ہادی لایا اُسکی بہت ستائش و
تعریف ہوئی اس منزل سے بادشاہ نے سفر کیا قاسم میر آخور کو بیلدارون کے ساتھ بھیجا کہ پرگنہ مندھاپور مین

جہان لشکر اترے گا بہت سے کنوین کھودے ۱۴ جمادی الاولے روز شنبہ کو نواح آگرہ سے کوچ کرکے اُس منزل مین پہونچا جہان کنوین کھودوائے تھے صبح کو یہان سے بھی کوچ کیا۔ بادشاہ کے دل مین خیال آیا کہ اس نواح مین ایسی جگہ جہان پانی بہت ہو اور وہ لشکر کو کفایت کرے سوائے سیکری کے کوئی اور جگہ نہین ہے یہ تردد ہے کہ رانا نے اس جگہ کو نہ لیا ہو اسلیئے بادشاہ سپاہ میمنہ و میسرہ و قلب وغیرہ کو درست کرکے سیکری کی طرف چلا درویش محمد ساربان کو قسمی کے ساتھ جو بیانہ مین گیا تھا اور ہر جانب اوسکی دیکھی ہوئی تھی پہلے سے سیکری کی ندی کے کنارے پر بھیجا اور بادشاہ نے منزل مین اترکر مہدی خواجہ اور سپاہ کے پاس کہ بیانے مین تھی آدمی بھیجکر کہلا بھوایا کہ بے تاخیر آکر رکاب کی فوج مین شامل ہو ہمایون بیگ کے نوکر میر مغل کو چند جوانون کے ساتھ رانا کے لشکر کی خبر لینے کے لیئے بھیجا وہ رات کو جاکر صبح یہ خبر لایا کہ غنیم کا لشکر بساور سے آگے ایک کوس بڑھا ہے آج ہی مہدی سلطان و سلطان مرزا اور سپاہ یلغار کر بیانہ گئی تھی آکر ہمراہ ہوئی بادشاہ نے حکم دیا کہ قراولی کا اہتمام باری باری سے مختلف امرا کرین۔ عبدالعزیز کی باری کا روز تھا اُسنے آگا دیکھا نہ پیچھا خانوہ تک کہ سیکری سے پانچ کوس ہے آگے بڑھ گیا رانا کا لشکر آگے بڑھ آیا تھا جب اُسکو سپاہ بابر کے بے تامل آنے کی خبر ہوئی تو اُسنے چار یا پنجہزار آدمیون کا لشکر بھیجا اس لشکر نے آتے ہی عبدالعزیز و ملا آپاق کی فوج کو جسمین پندرہ سو آدمی تخمیناً ہونگے آنکر گھیر لیا عبدالعزیز نے غنیم کے لشکر کا کچھ تخمینہ نہ کیا اور جنگ مین مشغول ہوا اول ہی حملے مین رانا کا لشکر بہت سے آدمیون کو قید کرکے لے گیا جسوقت بادشاہ کے پاس یہ خبر آئی تو اُسنے لگون کا ایک تار باندھ دیا۔ محب علی خلیفہ کو مع اُسکے نوکرونکے بھیجا اُسکے پیچھے ملا حسین اور بعض اور امیرون کو بعد ازان محمد علی جنگ جنگ کو بھیجا کہ پہلی کمک کے جسمین خلیفہ اور اُسکے نوکر تھے پہونچتے پہونچتے عبدالعزیز اور اُسکے ہمراہی بے دست و پا ہوگئے تھے جھنڈا اُنکا چھن گیا تھا وہ خود اور ملا نعمت و ملا آپاق کا چھوٹا بھائی قید ہوکر قتل ہوئے بمجرد پہلی کمک پہونچنے کے طاہر بیری طغائی نے تاخت کی مگر اُسکو کمک نہ پہونچ سکی وہ دشمنون مین جاکر پھنس گیا محب علی بھی دھاوا کرکے پہونچا اور جنگ مین گھر گیا اگر بالتو نے پیچھے سے حملہ کرکے اُسکو باہر نکالا دشمن نے ایک کوس تک انکا تعاقب کیا مگر جب اُسکو محمد علی جنگ جنگ کی پلٹن نظر آئی تو وہ پھر آگے نہ بڑھا۔

بادشاہ کے پاس پہلے یہ خبر آئی کہ غنیم کی سپاہ نزدیک آگئی بادشاہ نے بھی زرہ پہنی اور گھوڑون پر ساز ڈالا اور ہتیار لگائے اور سوار ہوا اور حکم دیا کہ توپون کو کھینچ کر لائین ایک کوس بادشاہ آیا مگر غنیم کا لشکر الٹا چلا گیا۔ بادشاہ کے پہلو مین ایک بڑی ندی تھی اسلیئے پانی کی مصلحت کے سبب شاہی لشکر یہین اترا۔ توپون کو پہلے سے مضبوط کرکے زنجیرون سے جکڑ دیا تھا دو توپونکے بیچ مین سات آٹھ گز کا فاصلہ تھا وہ زنجیرین کرکے بھیجی گئین تھین۔ مصطفے رومی نے روم کے دستور پر توپون کو لگایا تھا وہ بہت چست و چالاک اور توپخانے کے انتظام سے ماہر تھا استاد علی قلی اُس سے ضد و حسد رکھتا تھا اسواسطے مصطفے کو داہنی طرف ہمایون کے آگے متعین کیا۔ جسجگہ توپین نہین پہونچ سکتی تھین خراسانی و ہندوستانی بیلدارون سے خندق

کندہ کرائی۔

راناکے اس طرف تیز و تند آنے سے اور بیانے کی جنگ سے اور بیانہ سے آکر شاہ منصور اور قسمی نے جو اُسکے لشکر کی تعریف کی ان سب باتون نے بادشاہ کے لشکر کے آدمیون مین بیدلی پیدا کی اور عبدالعزیز کے زیر ہونے سے سپاہ مین خودسری پھیلی آدمیون کے اطمینان خاطر کے لیے اور لشکر کے استحکام ظاہری کے واسطے جن جگھون پر توپین نہین پہونچتی تھین وہان لکڑی کے سہ پاے لگوا کے اُن مین سات آٹھ گز کا فاصلہ رکھا اور اونکو گاے کے چمڑون کے رسون سے مضبوط و مربوط کرادیا ان اسباب و آلات کے مہیا و مکمل ہونے مین چھبیس روز لگے انھین ایام مین کابل سے ایک ایک دو دو آدمی کرکے پانسو آدمی آگئے انکے ہمراہ ایک منجم شریف نام بھی آیا بابا دوست سرجی بھی جو شراب کے لیے کابل گیا تھا آیا غزنی کی عمدہ شراب اونٹو نپر لایا اس حال مین کہ پریشان باتون سے جن کا اوپر مذکور ہوا لشکریون کو تو یون ہی تردد و توہم بہت تھا محمد شریف منجم کی جس شخص سے ملاقات ہوتی مبالغہ کے ساتھ یہ کہتا کہ ان ایام مین مریخ مغرب مین ہے جو شخص اس طرف سے جنگ کرے گا مغلوب ہوگا اگرچہ اسکی یہ مجال نہوئی کہ بادشاہ کے سامنے یہ بات کہتا مگر دوسرونکے سامنے اُسکے کہنے سے لشکر اور زیادہ بیدل ہوا لیکن بادشاہ نے ایسی پریشان باتونکو کچھ نہ سنا جو کام کرنے کے لائق تھے وہ اُسنے کئے اور جنگ کی تیاری مین ہمہ تن مصروف رہا اور روز یکشنبہ بست و یکم ماہ جمادی الاولیٰ کو شیخ جمالی کو بھیجا کہ دوآبہ و دہلی کے ترکش بندونمین سے جسقدر آدمی جمع کر سکے جمع کر کے مواضعات میوات کو تاخت و تاراج کرے جب تک اُس طرف کوئی خدشہ ہو لوٹ مار سے ہاتھ نہ اُٹھاے ملا ترک علی بھی کابل سے آیا تھا اُسکو بھی حکم ہوا کہ شیخ جمالی کے ہمراہ ہوکر میوات کو ویران اور تاراج کرنے مین تقصیر نہ کرے۔

روز دوشنبہ ۲۲ جمادی الاولے ۹۳۳ ہجری کو بادشاہ سیر کرنے کے لیئے سوار ہوا تھا اثناے سیر مین بادشاہ کے دل مین آیا کہ مجھے توبہ کا دغدغہ ہمیشہ رہتا تھا امر نامشروع کرنے سے میرا دل مکدر ہوتا تھا اُسنے کہا کہ اے نفس کب تک گناہ کریگا مرنا آنکھون کے سامنے ہے جو شخص اپنے مرنے کا یقین کرے گا وہ اس حال مین تو جانتا ہی کیا رہے گا اس تنبیہ غیبی سے متاثر ہو کر بادشاہ نے شراب پینے سے توبہ کی اور سونے چاندی کی صراحی و پیالہ و تمام ظروف مجلس شراب اُسی وقت منگا کر سب کو ٹکڑے ٹکڑے کرا ڈالا اور اُسکو مستحقون اور درویشون مین تقسیم کرادیا اس توبہ کی موافقت مین بادشاہ کے ساتھ اول عسس تھا اُسنے داڑھی منڈوانے اور رکھنے مین بھی بادشاہ کے ساتھ موافقت کی تھی اس رات اور اس کی صبح مین امرا اور مقربونمین سے اور سپاہیون وغیر سپاہیون مین سے تین سو آدمیون نے توبہ کی جو شراب موجود تھی اُسے پھینک دیا بابا دوست جو شراب لایا تھا اُسکی نسبت حکم ہوا کہ نمک ڈالکر سرکہ بنادین جس جگہ شراب پھینکی گئی تھی وہ کھودی جاے اور پتھر لگا کر وہ جگہ اونچی کی جاے اور یادگار کے لیئے اُسپر کچھ کھدوا جاے بادشاہ نے یہ منت مانی کہ اگر رانا سانگا پر ظفر پاے گا تو مسلمانون کو تمغا چھوڑ دے گا تمغا سواے زمین کے محصول کے اور تمام محصول کو کہتے ہین چنانچہ اُسنے رانا کو مغلوب و تباہ کر چکنے کے بعد

جمیع ملک مین مسلمانون کو تمغا معاف کردیا جسکی آمدنی بہت زیادہ تھی باوجودیکہ سلاطین سابق مدتون سے لیتے تھے بادشاہ نے فرمان صادر کیا کہ کسی شہر گاؤن مین راہ گذر ومعبر پر اہداری کا محصول کسی مسلمان سے نہ لین اور یہ بھی حکم دیا کہ کوئی شخص نہ شراب پئے نہ اُسکی تحصیل کی کوشش کرے نہ شراب بنائے نہ بیچے نہ خریدے نہ رکھے ان باتون سے فوجی آدمی زیادہ ناامید ہوئے کیونکہ یہ لاچاری کا نشان تھا لشکر مین سب چھوٹے بڑے گھبرا کر عالم تحیر مین ڈوب گئے تھے سارے لشکر مین ایک آدمی ایسا نہ تھا جسکے منھ سے کوئی بات مردانہ اور کوئی رائے دلیرانہ سننے مین آتی مقرب وزیر اور مدبر امیر جنھون نے اس ملک کی دولت کے مزے اوڑائے تھے نہ اُنکی باتین مردانہ تھین اور نہ اُنکی تدبیر و تقریر صاحب ہمتانہ اس یورش مین خلیفہ نے خوب خوب کام کئے تھے اور اُسنے ضبط واستحکام مین اور جہد واہتمام مین کوئی کمی نہین کی جب بادشاہ نے آدمیونکی یہ بیدلی اور اسلاح کی سستی دیکھی تو اُسکو دوسری فکر کرنا لازم آیا اُسنے اپنے تمام سردار اور سپاہیون کو جمع کرکے کہا۔ ع

ہر کہ آمد بجہان زاہل فنا خواہد بود ٭ آنکہ پائندہ و باقی ست خدا خواہد بود

جو شخص مجلس حیات مین آتا ہے وہ آخر کو پیمانۂ اجل پیتا ہے اور جو زندگی کی منزل مین قدم رکھتا ہے وہ دنیا کے خم خانے سے باہر جاتا ہے ایسی خدا ہی کی اک ذات ہے جو ہمیشہ قائم رہے گی کیا کہ خداے تعالے نے یہ سعادت ہمکو نصیب کی ہے اور ایسی دولت قریب کی ہے کہ جو مرتا ہے وہ شہید ہوتا ہے اور جو مارتا ہے وہ غازی ہوتا ہے سب کو کلام الٰہی پر قسم کھانی چاہئے کہ کوئی شخص قتال سے روگردانی کا خیال نہ کرے گا اور جب تک جان تن سے مفارقت نکرے وہ اس محاربے و مقاتلے سے جدا نہو یہ سنکر سردار و سپاہی خرد و کلان سب نے رغبت سے قرآن شریف کو ہاتھ مین لیا عہد و پیمان اوپر کے مضمون کے موافق کئے یہ بادشاہ کی تدبیر ایس طرح کی تھی کہ دور کے آدمی کو سننے سے اور پاس کے آدمی کو دیکھنے سے دوست دشمن سب کو پسند آئی۔ ان دنون سب جگہ ایک آفت و شورش برپا ہوئی ہر روز بادشاہ کے پاس ہر طرف سے ایک ناخوش خبر آتی تھی لشکر سے بعض ہندوستانی بھاگنے لگے ہیبت خان گرگ انداز سنبھل کو بھاگ گیا حسن خان باری وال دشمنون سے جاملا۔ بابر نے انکی کچھ پروانہ کی فقط اپنی سپاہ پر بھروسا کرکے کارزار پر متوجہ ہوا غرضکہ توپون اور تمام آلات جنگ کو جو تیار رکھے تھے لیکر سہ شنبہ ۹ جمادی الآخری کو نوروز کے روز کوچ کیا۔

رانا کا لشکر بھی بادشاہ کے لشکر کی حرکت سے واقف ہوا اور اُسنے جماعتین درست کین اور مقابلے کے لیے سامنے آیا لشکر کے آنے کے بعد توپین اور خندق لشکر کے آگے درست کئے گئے اُس دن لڑائی کا کچھ خیال نہ تھا تھوڑے سے آدمی آگے بڑھکر راجپوتون سے لڑے اور لڑائی کا شگون کیا چند راجپوتون کو پکڑا اور اُنکا سر کاٹ کر لے گئے۔ ملک قاسم چند سر کاٹکر بادشاہ کے پاس لایا تھا اُسنے یہ خوب کیا اس سے لشکر کے آدمیون کا دل قوی ہوا اور اُنکو اپنے اوپر بھروسا ہوا صبح کے وقت یہان سے

کرچکے کے لڑائی کا خیال تھا نظام الدین علی خلیفہ اور بعض دولت خواہوں نے بادشاہ سے عرض کیا کہ جو منزل لشکر کے
اترنے کیلیے مقرر ہوئی ہے وہ نزدیک ہے اسلیے خندق کندہ اور مورچے مضبوط کرکے کوچ کیا جاوے تو مناسب ہے
اس خندق کو بنانے کے لیے خلیفہ سوار ہوا اُسنے خندق کے لیے کئی جگہ بیلدار اور اُنکے منتظم مقرر کئے اور پھر
بادشاہ کے پاس واپس آیا روز شنبہ ۱۳ جمادی الاخرے ۹۳۳ھ ہجری کو بابر ایک کوس اپنے مورچوں سے آگے
لشکر موضع خانوہ مین پہونچا تھا کہ سانگا کا لشکر بھاری بھاری بڑے گھوڑے پر سوار ہو کر مقابلے کا حکم دیا لشکر اسلام نے
اپنی صف بندی کی اور ترکون نے سر پر اپنے خودون کو جھکایا بابر نے لشکر کی اسی طرح صف بندی کی جیسا
سلطان ابراہیم کی لڑائی مین کی تھی خاص اپنے دستے کو قلب مین رکھا اور سیدھے بازو پر چین تیمور سلطان
و مرزا سلیمان و خواجہ دوست خاوند و یونس علی شاہ منصور برلاس و درویش محمد ساربان و عبداللہ کتاب دار و
دوست ایشک آقا کو دوسرے معتمد بہادرونکے ساتھ مقرر کیا اور اسلئے ہاتھ کی طرف علاء الدین بن سلطان بہلول لودی
اور شیخ زین خوافی و میر محب علی ولد نظام الدین علی خلیفہ و تردی برادر قوچ بیگ و شیر افگن ولد قوچ بیگ و آرائش
و خواجہ حسین اور ایک اور جماعت کو مقرر کیا اور دست راست پر خود بابر رہا اور اپنے سیدھے بازو پر قاسم حسین
سلطان و احمد یوسف اور غلاقچی اور ہندو بیگ قوچین اور خسرو کوکلتاش و قوام بیگ اردو شاہ اور ولی خازن
و قراقوزی اور پیر قلی سیستانی و خواجہ پہلوان اور عبد الشکور اور ایک دوسری جماعت متعین کی اور مہدی یکہ اور
ملک قاسم برادر بابا قشقہ اور ایک اور جماعت مغلون کی بھی اسطرف مقرر کی اور اپنے اُلٹے بازو پر سیدہ محمدی
کوکلتاش و خواجگی اسد جامدار نامزد ہوئے اور اسی جانب سید مہدی خواجہ و محمد سلطان مرزا و عادل سلطان
بن مہدی سلطان و عبد العزیز میر آخور و محمد علی جنگ جنگ و قتلق قدم قراول و شاہ حسین باربیگی و جان بیگ اتکہ
و مومن اتکہ و رستم ترکمان اور امراے ہند مین سے جلال خان و کمال خان اولاد سلطان علاء الدین و علی خان
شیخ زادہ فرملی اور نظام خان بیانہ بھی متعین ہوئے اور امراے ہندوستان مین سے خان خانان و دلاور خان و
ملک داد کرانی و شیخ گھورن کو بادشاہ نے اپنے ساتھ رکھا اور بندوقچیون کو لشکر کے آگے متعین کیا اُنکی پناہ
کے لیے توپونکو زنجیرون سے جکڑ دیا اور انتظام اسکا نظام الدین علی خلیفہ کے سپرد ہوا اور سلطان محمد بخشی کو بادشاہ
نے اپنے پاس ٹھہرا رکھا تاکہ بادشاہ کے احکام افسرون کو سناتا رہے بہت سے نقیب اور چوبدار اسکے ماتحت
تھے تاکہ اُنکے ذریعے توپچیون اور افسرونکو احکام ملتے رہین جب فوج کی ترتیب درست ہوگئی تو تمام آدمیون کو
حکم دیدیا گیا کہ کوئی شخص بغیر بادشاہ کے حکم کے قدم آگے نہ بڑھاوے - پہر دن چڑھے لڑائی شروع ہوگئی سیدھی اور
اُلٹی جانب بہت معرکہ ہوا راجپوتی سپاہ بادشاہ کے سیدھے بازو کی طرف حملہ کرکے خسرو کوکلتاش اور ملک قاسم
اور بابا قشقہ پر ایسی پلی کہ تمام لڑائی کا زور ادھر آپڑا بادشاہ کے حکم سے چین تیمور سلطان اُنکی مدد کو گیا اور اُسکے
حملے سے مخالفون کو ہزیمت حاصل ہوئی اور اُنکو اس طرح بھگایا کہ کہین قدم نہ جم سکے مصطفے رومی نے توپونکو
آگے کرکے اور بندوقچیون کو آگے بڑھا کر مخالفون پر ایسی آگ برسائی کہ اُنکے حوصلے ٹوٹ گئے - راجپوتنکی

جون جون فوج آگے بڑھتی بادشاہ بھی انکے مقابلے کے لیے چیدہ چیدہ سپاہ روانہ کرتا تھا کبھی قاسم حسین سلطان اور احمد یوسف و قوام بیگ کو حملے کا حکم ملتا تھا کبھی ہندو بیگ قوچین مامور ہوتا تھا اور کبھی محمدی کوکلتاش اور خواجگی اسد کو بڑھنے کا حکم ملتا تھا اور بعد اسکے یونس علی اور شاہ منصور برلاس اور عبد اللہ کتابدار اور انکے پیچھے دوست ایشک آقا اور محمد خلیل آختہ بیگی کمک کو مامور ہوتے تھے راجپوتون کا سیدھا بازو مسلمانون کے الٹے بازو پر کئی بار حملہ آور ہوا مسلمانون کی طرف سے تیر اندازون اور بندوقچیون اور شمشیر زنون نے ایسا سختی سے جواب دیا کہ حملہ آور بہت سے مارے گئے اور بہت سے پسپا ہو کر بھاگ نکلے مومن اتکہ اور رستم ترکمان نے چیدہ سپاہ کے ساتھ بادشاہ کے حکم سے دشمن کے عقب مین جاکر سخت ضرب لگائی اور پھر ملا محمود اور علی اتکہ باشلیق ملازمان خواجہ خلیفہ انکی کمک کو گئے محمد سلطان مرزا و عادل سلطان و عبد العزیز میر آخور و قتلق قدم قراول و محمد علی جنگ جنگ و شاہ حسین باربیگی نے خوب جنگ کی اور انکی کمک خواجہ حسین نے ایک جماعت کے ساتھ کی یہانتک کہ رانا سانگا کی امید ونپر پانی پھرنے لگا دشمن کی سپاہ کثیر تھی اسلیئے بادشاہی سپاہ اوسپر غالب نہین آسکتی تھی اسلیئے بادشاہ نے اُس سپاہ کو جو توپون کے پیچھے کھڑی تھی حکم دیا کہ سپاہ کے سیدھے اور الٹے بازو سے نکلکر اور بندوقچیون کو بیچ مین چھوڑ کر ہر ایک طرف سے لڑائی شروع کرین اس تدبیر سے دشمن پر سخت ضرب پڑنے لگی اور ساتھ ہی اسکے بادشاہ نے یہ بھی حکم دیا کہ توپین بھی آگے بڑھائی جائین اور بذات خاص بھی بادشاہ آگے بڑھا اس بات کو دیکھکر دوسری سپاہ شاہی بھی حرکت مین آئی اور راجپوتون کی سپاہ پر یکبارگی حملہ شروع ہوگیا شاہی میمنہ و میسرہ کی سپاہ نے دشمن کے دونون بازوونکی سپاہ کو اتنا دبایا کہ قلب لشکر کی سپاہ مین گھس گئی اور اس دباو سے دشمن کے میدان جنگ مین قدم ٹھہرنا مشکل ہوگئے اور اُس نے راہ فرار اختیار کی بابر کو فتح نمایان حاصل ہوئی حسن خان میواتی گولی کا زخم کھاکر مارا گیا۔ راول اودے سنگھ اور مانک چند چوہان اور رائے چند بھان اور دلپت رائے اور گنگو اور کرم سنگھ و ڈونگر سی اور بہت سے بڑے بڑے راجپوتون نے میدان جنگ مین راہ عدم لی اور ہزارون سپاہی کھیت رہے اور ہزارون زخمی مسلمانون کے گھوڑونکی ٹاپون سے ملک عدم کے راہرو ہوئے اور سانگا میدان سے جان بچاکر نکل گیا۔ بادشاہ نے محمدی کوکلتاش و عبد العزیز میر آخور و علیخان وغیرہ کو حکم دیا کہ تعاقب کرکے سانگا کو گرفتار کر لائین مگر ان لوگونکی کاہلی سے وہ نکل بھاگا بادشاہ کو اس بات کا افسوس ہوا اور کہنے لگا کہ کاش یہ کام ہم خود کرتے اور ضرور اسکو گرفتار کرکے اُسکی جسارت کا مزہ چکھاتے اس فتح کی تاریخ فتح بادشاہ اسلام ہے۔ بادشاہ نے محمد شریف منجم کو ملامت کرکے اور ایک لاکھ ٹکے دیکر ممالک محروسہ سے نکلوا دیا۔

کرنل ٹاڈ دیسی رواتیون سے بیان کرتا ہے کہ سخت مقابلہ ہونے کے وقت رائے سین کا راجہ سلہدی تنور دشمنون مین جا ملا جس سے یہ شکست راجپوتونکو نصیب ہوئی ٹاڈ نے یہ خیال نہ کیا کہ یہ وقت ملنے کا ہوتا ہے اور خاصکر سلہدی کی تھوڑی سی سپاہ الگ ہو جانے سے سانگا کی قوت ٹوٹنے کے قابل تھی؟

راجپوتانہ خصوصاً میواڑ کے آدمیون مین اسلامی فتوحات و جاہ جلال سے ایک بڑا تعصب چلا آتا ہے ایک بے لاگ اور نہایت شاندار فتح پر داغ لگانے کو یہ قصہ ہی گھڑ لیا اور انکے سرپرست ٹاڈ صاحب نے مان لیا بابر جس نے

جس نے کہ حزم سے واقعہ نہیں چھوڑا وہ اس بات کو ضرور بیان کرتا اگر اسکی اصل ہوتی۔
سانگا اسی سال کے اندر میواڑ کے پہاڑی علاقے مین موت سے یا رانی کے زہر دینے سے انتقال کرگیا کیونکہ یہ رانی اپنے بیٹے بکرماجیت کی مسند نشینی کی خواہان تھی اسلئے اپنے سوتیلے بیٹونکے سوا شوہر سے بھی دشمنی رکھنے لگی تھی سانگا کا قد میانہ تھا لیکن جسم بڑا زور آور اور رنگ سفید تھا آنکھین بڑی بڑی تھین ایک آنکھ اسکی بھائی سے لڑائی مین جاتی رہی تھی ایک بازو دہلی کے لودی بادشاہ کے معرکے مین کھو بیٹھا تھا ایک لڑائی مین ٹانگ ٹوٹ کر لنگڑا ہو گیا تھا اسنے رنتھنبور کو فتح کرلیا تھا اسکے چھ بیٹے اسکے سامنے گذر چکے تھے جن مین سے بڑے بھوج راج کے ساتھ میرتہ راٹھوڑ جیمل کی رشتہ دار بہن میران بائی جسکے فقیرانہ اشعار عوام مین مشہور ہین بیاہی گئی تھی کرنل ٹاڈ نے غلط طور پر اسکی شادی رانا کونبھا کے ساتھ لکھدی ہے جو سانگا کا دادا ہے

## ۵۲- رانا رتن سی دوم

یہ سانگا کا تیسرا بیٹا تھا جو اپنے بڑے بھائیون کے مرجانے سے سمبت ۱۵۸۴ مطابق ۱۵۲۸ء مین چیتوڑ کی گدی پر بیٹھا اسکے چھوٹے بھائی بکرماجیت کو قلعہ رنتھنبور باپ کے حکم سے جاگیر مین ملا تھا اسکی ماں نے سانگا کو زہر دیا تھا یہ عورت سانگا کے بعد بابر سے سازش کرنے لگی اور اُس کے پاس وکیل بھیجکر درخواست کی تھی اگر بادشاہ مدد کرکے چیتوڑ دلادے اور بیانہ وغیرہ پرگنے حوالے کرے تو قلعہ رنتھنبور اور محمود مالوی کا جڑاؤ تاج جو دو بیٹہ جو رانا سانگا نے گرفتار کرکے لیا تھا عوض مین بابر کو دیدیا جائیگا لیکن اس بات کی نوبت نہ پہونچی کہ رتن سنگھ خانگی لڑائی مین بوندی کے راؤ سورج مل کے ہاتھ سے شکار کے موقع پر مارا گیا۔ رتن سی از راہ شیخی یہ کہا کرتا تھا کہ چیتوڑ کے دروازے دہلی و مانڈو مین اسنے مخفی طور پر آنبیر کے راجہ پرتھی راج کی بیٹی سے۔ اپنے بھائیونکی زندگی مین شادی کی تھی بروقت اس شادی کے بجائے رتن سی کے اسکی دو دھاری تلوار بھیجی گئی جیسا کہ راجپوتون کے سرداروں مین دستور ہے۔
چونکہ یہ شادی مخفی ہوئی تھی اسلیے سورج مل ہاڑا والی بوندی نے اپنی بہن سوجا بائی کی اس سے شادی کردی اور رانا کی ہمشیرہ کی شادی سورج مل سے ہوئی۔
سوجا د سورج مل افیون کھانے کا بہت عادی تھا ایک روز چیتوڑ کے مقام پر دربار مین وہ سوتا تھا ایک پوربیہ سردار نے اسکے کان مین تنکا دیکر اس سے چھیڑ کی ہاڑا کا چھیڑنا کیا تھا گویا شیر کو چھیڑا تھا اسنے بھالے کی طرف کو پوربیہ پر ایک کھانڈے کا ہاتھ جھاڑ دیا اسکے بیٹے نے خون کا بیر قائم کرلیا اور رانا سے غمازی کی کہ ہاڑا راؤ جو راول رینی زنانے مین جایا کرتا ہے اسکا مطلب اپنی ہمشیرہ سوجا بائی سے ملنے کے سوا کچھ اور ہے بنائے فساد اس اشتباہ سے قائم ہوئی اور خفیف تحریک سے شعلہ غضب مشتعل ہوگیا ایک روز سوجا نے اپنے شوہر اور بھائی دونوں کو تناول طعام کے واسطے طلب کیا یہ کھانا اسنے اپنے روبرو تیار کرایا تھا اور فرط محبت سے وقت تناول مکھیان اوڑانے کے واسطے بیٹھ گئی

اگرچہ راجپوتون کی لڑکیان شوہر کی کمال مطیع ہوتی ہین مگر جس خاندان مین بیاہی جاتی ہین اُسکا بھی اُونکو بہت
پاس ہوتا ہے اس سے اکثر نزاع پیدا ہوتے ہین. جسوقت کھانا کھا چکے سوجا نے اپنے بھائی کی نسبت کہا کہ
آپنے اپنے حصے کا کھانا شیر کی طرح جلدی کھالیا ہے اور شوہر کی نسبت کہا کہ بھوتنی کی طرح کھیلتا رہا ہے اس طعنے
نے نتیجہ ملی کہ بجز خوشی گستاخیون کے راؤ اور رانا دونون کی جان تلف گئی اور حسین سوجا کو عدم آباد مین بھیجا اُس وقت
راؤ جلدی انتقام سے فارغ آئے علاوہ اسکے ہاڑا کی ہلاکت کے واسطے اسکی اپنی تنہائی سے بھی زیادہ با اطمینان
موقع کا منتظر رہنا مصلحت وقت تھا جب راؤ رخصت ہوا رانا نے کہا کہ ہم بھی آئندہ بسنت کے موسم مین بوندی کے
جنگل مین شکار کھیلنے کے واسطے آئینگے بھاگن کا خوشگوار مہینہ آیا تب رانا اور اسکے درباریون نے آہیڑہ
یعنی شکار کی تیاری کی اور بوندی کے اراضے سے بیجار کی زمین پر چڑھے حالانکہ باوداس ستی نے پیش گوئی کی تھی
کہ جب کبھی راؤ اور رانا آہیڑے کے شکار پر متفق ہونگے ہمیشہ مہلک واقعات سے میری امید قطع ہوئی آئندہ کبھی
ہوسنا دہ ہیئے مگر بجز اسکے اظہار کی پیش گوئی اور سوجا بائی کے درمیان صدہا برس گذر گئے تھے باوجودیکہ اسکا کلام زبان زد
خاص و عام تھا کسیکو یقین نہ رہا تھا صرف بطور روایت سمجھتے تھے۔

شکار کے واسطے نانڈے کی جھیل کے مشرقی کنارے پر ہے پسند ہوا کہ اُس نشیب مین خونخوار شیر سے لیکر خرگوش تک ہر قسم
کے شکار کے واسطے ہین فوجین صف آرا حسب معمول شور و غل کرتی ہوئین اور شیر ببر گھو - چیتا - چرخ - ریچھ - ہرن سانبھر بھاڑ
نیل گائے - چکارہ - گیدڑ - لومڑی - خرگوش اور جنگلی کتون کو ہنکاتی ہوئین روانہ ہوئین ایسے ہنگامے مین راجپوت
اپنی نا اتفاقیون کو بھی بھول جاتے ہے اس ہنگامے مین رانا نے اپنے سیفے کے کینے کو نکالنا چاہا دونون رئیس شکار
مارنے کے واسطے مقامات مناسب پر بیٹھے اور ہر ایک کے پاس صرف ایک دو معتمد ملازم رہے رانا کے پاس اسی
پوربیہ سردار کا بیٹا تشنہ خون موجود تھا جسکو راؤ نے ہلاک کیا تھا رانا نے کہا کہ اب سور مارنے کا وقت ہے پوربیہ نے فوراً
راؤ پر تیر چلایا اسنے بھی عقاب کی سی آنکھون سے آتا ہوا دیکھکر اپنی کمان سے ہٹا دیا اول تیر تو شاید اتفاقیہ سمجھا جاتا
مگر جب دوسرا رانا کے دھا بھائی کیطرف سے آیا تو اسکو یقین ہوا کہ دغا ہے اس دوسرے تیر کو ہٹاتے ہوئے دیر
ہوئی تھی کہ رانا گھوڑے پر سوار ہوکر نکل گیا اور اسکو کھانڈے سے قتل کیا راؤ گر گیا مگر ہوش مین آکر اپنا زخم دوپٹے
سے باندھا اور جب رانا مغرور ہو ایکا را کہ بچگیر بھلے ہی چلے جاؤ مگر تمنے میواڑ کو ڈبویا ہے پوربیہ بھی رانا کے پیچھے تھا راؤ
کو زخم باندھتا دیکھکر کہا کہ نصف کام ہوا ہے رانا رتن سی نے زخمی راؤ پر پھر وار کیا جسوقت اسنے ہاتھ اٹھایا راؤ نے
قتل بجز [illegible] خنجر کے اخیر جہد کرکے اسکے کمربند پکڑکر گھوڑے سے گرا لیا لیکن خود اسیوقت رانا پر گر گیا دونون زمین پر
لیٹے تھے مگر رانا نیچے تھا راؤ نے اسکی چھاتی پر گھٹنا ٹیک کر ایک ہاتھ سے اسکی گردن پکڑی اور دوسرے
سے اسکی کمر سے خنجر تلاش کیا اچھا انتقام ہوا ہے کہ چھاتی مین خنجر مارا اور نیچے دشمن کو مرتا دیکھ لیا راؤ کی تشفی
ہوئی مگر اس سے زیادہ اسمین بھی جان نہ تھی دشمن کی لاش پر اسکی بھی لاش پڑی رہی رؤساے مقتول
کی زوجگان کا زندہ رہنا غیر ممکن تھا اسواسطے موقع کشت و خون پر چتا تیار ہوئین حسین سوجا نے اپنے طعنے کے

عوض شوہر اور برادر کا نقصان اُٹھاکر اپنی جان تصدق کی اور رانا رتن سی کی ہمشیرہ اُوکے ساتھ ستی ہوئی اُسی مقام پر دونون رانیون کی چھتریان تعمیر ہوئین اور سو جاکے گھاٹ کی جلی ہمیر بنائی گئین ۔

## ۵۳ ۔ رانا بکرماجیت

یہ اپنے بڑے بھائی رتن سی کے مارے جانے کے بعد سنبت ۱۵۸۸ مطابق سنہ ۱۵۳۱ء مین چتوڑ پر قابض ہوا ٹاڈ کہتا ہے کہ یہ بڑا فسادی شورہ پشت زود رنج کینہ توز مغرور اور کم عقل تھا اکثر پہلوانون کے تماشے اور اسیطرح کے جلسون مین مصروف رہتا تھا لیکن جبکہ بقول ٹاڈ یہ مسند نشینی کے وقت آٹھ سال کا تھا کیونکہ سانگا کے انتقال کے بعد پیدا ہوا تھا اور سنہ ۱۵۳۱ء مین مسند نشین ہوا اور بیرونودی روایت کے موافق سنہ ۱۵۳۳ء مین گدی پر بیٹھا تو اس حساب سے چار برس کا قرار پائیگا تو اُسکی حرکات و سکنات کب قابل ملامت ہوسکتی ہین کیونکہ بچہ مرفوع القلم ہے اُس نادان کے قول و فعل کب قابل لحاظ ہوسکتے ہین سلطان بہادر شاہ گجراتی بھی اس سے ناراض ہوگیا تھا جسکی وجہ یہ ہے کہ سلہدی پوربیہ راجہ رائسین نے بھیلسہ کے اطراف سے درخت اسلام کو جڑ سے اکھیڑکر پھینکدیا تھا اور بہت سی مسلمان شریف عورتون کو اپنی حرم بنالیا تھا اسکی عورتون کی تعداد سات آٹھ سو تک پہونچگئی تھی لیکن سب مین بھوبت رائے (یا بھوبت راؤ یا بھوپت سنگھ) کی مان باعتبار رتبہ کے بڑھکر تھی ۔

جب سلطان بہادر شاہ کو یہ پرچہ لگا تو سخت ناراض ہوا اور اُسکو بلواکر قید کردیا اور کہاکہ بغیر مسلمان ہوے جان بخشی نہین ہوسکتی اور اُسکی راجدھانی رائسین پر حملہ کیا اور قلعہ کو قریب الانہدام کردیا یہ حال دیکھکر سلہدی نے عرض کیا کہ مین مسلمان ہوتا ہون اور قلعہ خود آپکے حوالے کردونگا کیونکہ اسکو فکر پیدا ہوئی کہ اگر سلطان جبراً قہراً فتح کریگا تو تمام رشتہ دار عورتین پکڑی جاینگی اسوقت سلہدی کا بھائی لکھمن سین قلعہ مین موجود تھا سلطان نے اسکو بلایا رات کے وقت اُسنے بھائی کو مشورہ دیاکہ قلعہ کیون سلطان کے حوالے کرتا ہے تیرا بیٹا چتوڑ کو رانا کے پاس مدد حاصل کرنے کی غرض سے گیا ہے اُس کے آنے تک ہم قلعہ کی حفاظت کرتے ہین تو مسلمان ہوچکا ہے بادشاہ تجھے کچھ سزا نہ دیگا وہ اس مشورت پر خوش ہوگیا صبح کے وقت لکھمن سین سلطان سے یہ کہکر گیا کہ قلعہ کی حوالگی کا انتظام کرتا ہون جب دوپہر تک جواب نہ آیا تو سلہدی خبر لانے کے لیے پہاڑی کے دامن تک گیا اور قلعہ کے تلے کھڑے ہوکر دکھانے کو خالی کردینے کا تقاضا کیا جب کوئی جواب نہ ملا تو لوٹ آیا اس امر سے سلطان بہت ناراض ہوا اسی اثنا مین سلطان کو معلوم ہوا کہ سلہدی کے بیٹے کے ساتھ بکرماجیت چالیس ہزار سوار اور بے شمار پیادے لیکر ادھر آرہا ہے سلطان نے اول محمد شاہ آسیری اور عماد الملک کو رانا کی سپاہ کے مقابلے کے لیے روانہ کیا بعد اسکے پیچھے سے خود بھی چلا گیا اور اختیار خان کو رائسین کے محاصرے پر چھوڑ گیا جب جاسوسون نے بکرماجیت کو خبر دی کہ سلطانی سپاہ اور خود سلطان آپہونچے ہین تو ڈر کر پیچھے ایک منزل تک ہٹ گیا اور رانا کی طرف سے چند وکیل سلطان کے پاس حاضر ہوئے کہ ہم نے سنا ہے کہ سلہدی قید ہے محافظون نے اسپر کھانا پانی بند کردیا ہے اسلیے آپ کے پاس آنا مناسب معلوم ہوا تاکہ عرض کرکے سلہدی پر سختی موقوف کرادی جائے جب اُنھون نے واپسی پر بادشاہ کے ہمراہ سپاہ کی کثرت اور سامان جنگ کی

افسر اط کا حال بیان کیا تو بکرماجیت راتون رات بھاگ گیا اور سلطانی سپاہ کے تعاقب کے خوف سے ایک رات دن مین ۳۰ کوس کا فاصلہ طے کرکے چتوڑ مین داخل ہوگیا بادشاہ نے کہا کہ اسے سین کی مہم سے فارغ ہوکر چتوڑ پر لشکر کشی کرونگا اور رانا کو تباہی کے قریب پہونچا دونگا ۔

چنانچہ بہادر شاہ کے حکم سے ۷ ربیع الثانی ۹۳۹ھ ہجری مطابق ۱۵۳۲ء کو محمد شاہ آسیری اور خداوندخان فوج لیکر چتوڑ کی طرف روانہ ہوے جب یہ سپاہ مندسور پہونچی اور اس چڑھائی کا غلغلہ چتوڑ مین پہونچا تو رانا کے وکیل بادشاہ کے سپاہ سالارون کے پاس آئے اور بیان کیا کہ مالوے کا جسقدر ملک رانا کے پاس ہے وہ اس سے دست برداری کرتا ہے اور جو کچھ خدمت اُسکو فرمائی جائے گی اس کی بجا آوری کو آمادہ ہے اور اپنی ذات کو ملازمان سلطانی مین تصور کرکے ہمیشہ مطیع رہے گا محمد شاہ نے سلطان کے پاس جو مانڈو مین موجود تھا رانا کا یہ پیام شجاعت خان کے ذریعہ سے عرض کرایا سلطان رانا سے بیحد ناراض تھا کیونکہ اُس نے سلہدی کی مدد سلطان کے مقابلے مین کی تھی اسلئے محاربہ چتوڑ کا عزم فسخ نہ کیا اور رانا کے وکلا کی بات کو نہ مانا اور محمد شاہ وخداوندخان کو حکم بھیجا کہ تاتارخان بن سلطان علاءالدین بن سلطان بہلول لودی کو ایک زبردست لشکر گجراتی کے ساتھ آگے کو روانہ کرین تاکہ وہ پہلے سے پہونچکر چتوڑ کو گھیر لے تم اُسکے عقب سے توپخانہ لیکر پہونچو ۔

صاحب تاریخ بہادر شاہی جو اس لڑائی مین موجود تھا لکھتا ہے کہ تاتارخان سمجھا تھا کہ رانا کے پاس سپاہ کثیر ہے وہ قلعہ سے نکلکر ضرور مقابلہ کرے گا لیکن رانا کو اتنی جرأت نہوئی ۔

تاتارخان نے ۱۴ رجب سنہ مذکور کو تلہٹی کو فتح کرکے دوسرے روز چتوڑگڑھ کو گھیر لیا آٹھوین دن محمد شاہ اور خداوندخان ایک زبردست توپخانے کے ساتھ جا پہونچے اور چار دن طرف سے گولہ باری کرائی پھر سلطان بھی ایک شب و روز مین پانچہزار سواران مانڈو کے ساتھ یلغار کرکے جا پہونچا ۔ اتنے گولے قلعے مین اُتارے کہ شہر پناہ مین حصار کا کچھ حصہ اور محلون کے مکان گرنے لگے سلطان اپنی ذات سے اتنی محنت کرتا تھا کہ کسی سپاہی سے بھی ہونی دشوار ہے ۔

تاریخ بہادر شاہی کا مولف کہتا ہے کہ اس محاصرے مین سلطان کے پاس قلعہ شکنی کا اتنا سامان اور اسقدر سپاہ موجود تھی کہ ایسے ایسے چار قلعے ہوتے تو انکو بھی برباد کر دیتا ۔ قلعے پر توپون کی مار مار اور صلابت کوچون کی تیاری اور توپونکے قریب پہونچ جانے سے قلعہ کی دیوارین چھلنی ہوگئین اسلئے محصورین کو یقین ہوگیا کہ اب تحفظ دشوار ہے ۔

مرآت سکندری والا لکھتا ہے کہ "مادر بکرماجیت کہ زوجہ کلان رانا سانگا بود وکلا فرستادہ عرض کرد کہ پسر من قدیم الخدمت سلطان ست از بیجا بملک گجرات رفتہ در بندگی قیام نمودہ بنا بران این پیر زن عجز و تقصیر التماس مینماید کہ سلطان از سر گناہ او درگذرند و مارا بجان بخشی او حیات نو بخشند تا بعد ازین کمر بندگی بستہ در انقیاد مقیم خواہد بود و ہیچ امر از تخلف نخواہد نمود و ہر خدمتے کہ بہر طرف رجوع شود منت بجان گذاشتہ بندہ وار در تقدیم آن سعی بجا آورد و بعضے از بلاد ماندو کہ از زمان سلطان محمود خلجی در تصرف خورد ہے دارد میگذارد و کمر و تاج مرصع کہ از سلطان محمود خلجی در تصرف رانا درآمدہ و نگینے چند کہ در قیمت آن جوہریان اعتراف بنادانی کردہ بودند در روز شکست سلطان محمود بدست رانا افتادہ بعد ان

جوہر بے قیمت را باصد لک تنکہ نقد صد اسپ و دہ زنجیر فیل پیش کش میکند۔

جبکہ یہ عریضہ بکرماجیت کی ماں کی طرف سے صداقت پر مبنی تھا سلطان نے قبول کر کے ۲۷ ماہ شعبان کو پیش کش لیکر کوچ کو دیا اور چتوڑ سے ایک کوس پر ٹھہر کر برہان الملک و مجاہد خان کو ایک بڑے لشکر کے ساتھ رنتھنبور کی تسخیر کے لیے مامور کیا اور خود پانچویں رمضان کو وہاں سے کوچ کر کے مندسور کیطرف لوٹ گیا بکرماجیت دکھ اٹھا کر بھی ہوش میں نہ آیا اور اکثر ماتحتوں کو رنجیدہ رکھا سمبت ۱۵۹۲ مطابق ۱۵۳۶ء میں بہادر شاہ گجراتی دوبارہ چتوڑ پر آیا اسوقت رانا سانگا کے گزشتہ داد پچپا سورج مل دیولیہ والے کا بیٹا راوت باگھ سنگھ اپنے بزرگوں کی راجدھانی بچانے کو چتوڑ پہونچا۔ بوندی جالور اور سروہی وغیرہ کے راؤ بھی اپنی فوجیں لیکر حاضر ہو گئے۔ بہادر شاہ کے سرنگ لگا کر قلعے کی دیوار مع بڑے برج سمیت اوڑا دی جسمیں بوندی کا راؤ مع اپنے پانسو آدمیوں کے مارا گیا۔ اس حملے کو راجپوت لوگ روکتے رہے جب بچاؤ سے نا امید ہو گئے انھوں نے بکرماجیت اور اسکے چھوٹے بھائی اودے سنگھ کو چھپا کر نکالدیا اور دیولیہ کے راوت باگھ جی سیسودیہ کو اپنا افسر بنا کر ریاست کا جھنڈا اسکے سر پر کھڑا کیا وہ تمام راجپوتوں کے ساتھ جو موت کو قید سے بہتر جانتے تھے قلعہ سے نکلکر مقابلے میں مارا گیا اس لڑائی میں مقتول مرد بتیس ہزار اور جوہر کر کے جان دینے والی عورتیں بارہ ہزار سے زیادہ شمار کی گئی ہیں اور کسی قدر غیرت دار عورتیں لڑ کر بھی کام آئیں۔

کرنل ٹاڈ تواریخ راجستان میں کہتا ہے کہ اودے سنگھ کی والدہ کرناوتی نے بہادر شاہ والی گجرات کے خوف سے ہمایون کی حمایت حاصل کرنی چاہی اور اسے راکھی بھیجی اسنے اس راکھی کو بخوشی قبول کر لیا اور وہ اس راکھی کے ذریعہ سے رانی کا بھائی اور اسکے نوعمر بچے اودے سنگھ کا ماموں اور محافظ ہو گیا اسنے عہد کیا کہ میں رانی کی حتی الوسع اعانت کرونگا حتے کہ قلعہ رنتھنبور بھی وہ مانگے تو دیدونگا جبکہ بہادر شاہ نے قلعہ چتوڑ کا محاصرہ کر لیا اور نامور راجپوت سردار پیاپے کام آئے اور جنگجو جواہر بائی راٹھوڑ رانی بھی کام آئی تو کرناوتی نے چتوڑ کی حفاظت کا کوئی اور ذریعہ نہ دیکھکر ہمایون سے التجا کی کہ وہ اپنے عہد کو پورا کرے ہمایون اپنے عہد میں ثابت قدم نکلا اسنے اپنی فتوحات ملک بنگالہ کو چھوڑ دیا اور چتوڑ کو بچانے اور رانا سانگا کی بیواؤں اور خردسال بچوں کو محفوظ رکھنے کی غرض سے بنگالہ سے روانہ ہوا اگر ہمایون اتنے فاصلے پر نہ ہوتا تو چتوڑ کی تباہی پیش نہ آتی کیونکہ آئین شرافت کے بموجب اسکو رانی کی امداد کرنا ضرور تھا لیکن بہادر شاہ پر فوراً حملہ کرنے کی بجائے اسنے بہادر شاہ سے لفظی تکرار شروع کر دی جسمیں لفظ چتوڑ پر حکمت بازی کی گئی تھی اور چتوڑ پر یلغار کرنے کی بجائے مالوے پر یورش کی جو اسوقت بہادر شاہ کے تصرف میں تھا۔ اس اثنا میں بہادر شاہ نے اپنے زبردست توپخانے کی مدد سے محصورین کا قافیہ تنگ کر دیا اور قلعے کی دیوار کا ایک حصہ بارود سے اڑا دیا۔ قلعہ کو قریب التسخیر خیال کر کے ۱۳ ہزار راجپوت عورتیں جوہر کر کے مر گئیں اور باقی ماندہ راجپوت دیولیا کے سردار باگھ جی کے زیر کمان زندگی سے ہاتھ دھو کر قلعہ سے باہر نکلے اور بہادر شاہ کی سپاہ پر ٹوٹ پڑے اور کام آئے۔ بہادر شاہ چتوڑ کو فتح کرنے کے بعد صرف دو ہفتہ وہاں ٹھہرا کیونکہ ہمایون کے آہستہ آہستہ بڑھنے سے اسے فکر ہوئی اور وہ اسکے مقابلے کو روانہ ہوا۔ ہمایون نے اپنے عہد کو

بخوبی پورا کیا اُسنے بہادر شاہ کو پیاپے شکستین دین اور اُسکی سپاہ کو چتوڑ خالی کرنے پر مجبور کیا اور مالوے
کی راجدھانی مانڈو بھی چھین لیا اور چونکہ وہان کے بادشاہ نے شاہ گجرات کی مدد کی تھی اسلیے اُسنے رانا کرماجیت
کو وہان بلوایا اور اُسکے دشمن کے مفتوحہ قلعے مین اُسکے تلوار باندھی۔

ٹاڈ صاحب نے یہ جو کہا ہے کہ ہمایون اپنی بنگالے کی فتوحات کو چھوڑکر رانا کی مدد کو آیا تھا اسکے متعلق اتنا سمجھنا چاہیے
کہ وہ بنگالے مین نہین پہونچا تھا بلکہ اُسکے فتح کرنے کے ارادے سے سنہ ۹۴۱ھ ہجری مطابق سنہ ۱۵۳۴ع مین روانہ ہوکر حدود
کالپی قصبہ کنار تک وہ آیا تھا کہ اُسنے سنا کہ قلعہ چتوڑ کا محاصرہ بہادر شاہ نے کیا اور یہ ایک بڑا اولو العزم اور صاحب
حوصلہ و بلند پرواز بادشاہ تھا اُسنے اپنے زور بازو سے سلطنت کو وسعت دی تھی اور مالوے کی سلطنت کو بھی جسکا
دار الریاست شادی آباد عرف مانڈو تھا اپنے قبضے مین کر لیا تھا غرض وہ اور ہمایون برابر کی ٹکرین تھین۔

کرنل ٹاڈ کا یہ کہنا کہ بادشاہ مانڈو نے بادشاہ گجرات کی مدد کی تھی غلط ہے بادشاہ مانڈو اسوقت باقی نہ تھا
دونون ملکون کا بہادر شاہ والی تھا اور مستند مورخین کے اقوال کے بموجب ہمایون کا بہادر شاہ سے نبرد آزما ہونا
راجپوتون کی امداد کی غرض سے نہ تھا بلکہ اسکا سبب یہ تھا کہ سلطان علاء الدین دعویدار تخت دہلی جسکا نام عالم خان
تھا اور سکندر لودی کا بھائی اور سلطان ابراہیم کا چچا تھا بہادر شاہ کے پاس بغرض طلب مدد موجود تھا
اور بہادر شاہ اسکی امداد مین مصروف تھا اور ہمایون کا باغی چچازاد بھائی محمد زمان مرزا بھی بہادر شاہ کے ظل عاطفت مین
جا پہونچا تھا ہمایون نے بہادر شاہ کو لکھا کہ یا تو اُسکو پکڑکر ہمارے پاس بھیجدو یا اپنے ملک سے باہر نکالدو بہادر شاہ
نے ٹکا سا جواب دیا ہمایون جو ممالک شرقیہ کی فتح کو جاتا تھا وہ فوراً الٹا آگرے مین آیا اور سنہ ۹۴۱ھ ہجری کو بہادر شاہ
کے استیصال و تسخیر گجرات کے لیے روانہ ہوا اور مالوے کی طرف چلا سارنگ پور مین پہونچا تو بہادر شاہ چتوڑ کے
محاصرے مین ہمہ تن مصروف تھا ہمایون نے یہ قطعہ بہادر شاہ کے پاس بھیجا۔

اے کہ ہستی غنیم شہر چتوڑ — کافران را چہ طور میگیری
بادشاہے رسید بر سر تو — تو نشستہ چتور میگیری

اس قطعہ کے جواب مین بہادر شاہ نے یہ قطعہ لکھا۔

منکہ ہستم غنیم شہر چتوڑ — کافران را بجور سے گیرم
ہر کہ بکند حمایت چتوڑ — تو ببین کش چہ طور سے گیرم

اب بہادر شاہ نے اپنے امیرونکے ساتھ مشورہ کیا ایک جماعت نے مشورہ یہ دیا کہ قلعہ کی مہم سب وقت میسر ہے
اور اہل قلعہ سے کچھ ضرر بھی نہین پہونچتا مناسب یہی ہے کہ ہم قلعہ کو موقوف کرکے ہمایون کے لشکر کے روبرو ہو جاوین
صدر خان جو اہل علم وفضل کا صدر تھا اور سپاہ مین صاحب منصب والا تھا اُسنے اپنی اصابت راے سے
یہ کہا کہ محاصرہ مدت سے ہو رہا ہے تھوڑے دنون کا کام اسمین باقی ہے اول اسکو ختم کرنا مصلحت ہے ہمایون
دیندار بادشاہ ہے جب تک ہم کفار سے لڑتے ہین وہ ہم سے لڑنے نہین آئے گا اگر آئے گا تو ہمارے لیے

ترک جہاد کا عذر معقول میسر ہوگا۔ سلطان بہادر کو یہ راے پسند آئی اور اسپر عمل کیا جب ہمایون کے کان مین یہ خبر پہونچی تو وہ بہادر شاہ سے جب تک کچھ نہ بولا کہ ۳ رمضان ۹۴۱ہجری کو اُسنے قلعہ چیتوڑ فتح کیا اس کا سبب کیا تو ہمایون کا تساہل تھا یا اسلام کا پاس۔

قلعہ چیتوڑ مین بہادر شاہ کو بہت دولت ہاتھ آئی اور اُسنے وہ سپاہیون مین تقسیم کر دی۔ پھر وہ منڈسور مقام پر ہمایون بادشاہ ہندوستان کے مقابل پہونچا جہان اُسکو جان بچاکر گجرات وغیرہ کی طرف بھاگنا پڑا اور بکرمادت نے موقع پاکر چیتوڑ واپس لیا۔

میواڑ کے سرداروں نے باہمی رنج سے بکرمادت کی جگہ پرتھی راج کے بیٹے بنبیر کو جو کنہرک زادتھا رانا بنایا۔

## بنبیر

یہ خواص وال سمبت ۱۵۹۳ مطابق ۱۵۳۷ء مین گدی نشین ہوا اسنے دیکھا کہ اگر بکرمادت اور اسکا چھوٹا بھائی اودے سنگھ جیتے رہے اور کسی دن مجھسے گدی چھین جائے گی یہ کھٹکا مٹانے کے لیے اُسنے بکرمادت اور اودے سنگھ کو مار ڈالنا چاہا اودے سنگھ کی عمر تین برس کی تھی اور وہ اپنی دائی پنا کے پاس محل مین رہتا تھا ایک دن جیسے ہی پنا نے اودے سنگھ کو کھلا پلا کر سلایا ویسے ہی محل مین کچھ رونے پیٹنے کی آواز ہونے لگی پنا نے نائی سے جو اودے سنگھ کا جھوٹا اٹھانے آیا تھا پوچھا یہ کون روتا ہے نائی نے گھبراکر کہا رانا بنبیر نے بکرمادت کو مار ڈالا یہ سُنتے ہی پنا کانپنے لگی اور سوچی کہ بنبیر نے جب بکرمادت کو مار ڈالا تو اودے سنگھ کو کب جیتا چھوڑے گا اودے سنگھ کے جیتے رہنے سے اُسکو سدا یہ کھٹکا رہے گا کہ بڑا ہوکر کہین اس سے راج نہ چھین لے پنا یہ سوچ ہی رہی تھی کہ اتنے مین اُسکو کسی کے پانو کی آہٹ سی معلوم ہوئی یہ سوچ کر کہ کہین بنبیر ہی نہو پنا نے اپنا جی کڑا کرکے اودے سنگھ کو تو اٹھا کر ایک کونے مین چھپا دیا اور اپنے بچے کو اُسکی جگہ پر سلا دیا اتنے مین بنبیر ننگی تلوار ہاتھ مین لئے ہوئے آہی گیا اور پنا سے پوچھنے لگا بتاؤ اودے سنگھ کہان ہے ڈر کے مارے پنا کی گھگھی بندھ گئی اُسنے اپنے بچے کی طرف انگلی اٹھادی اُسکے انگلی اٹھاتے ہی بنبیر نے ایک ہی ہاتھ مین بچے کا کام تمام کر دیا پنا نے اپنے بچے کے مارے جانے کا کچھ بھی رنج نہ کیا اُسوقت اودے سنگھ کو ایک ٹوکری مین چھپا نائی کے ساتھ چیتوڑ سے نکل کھڑی ہوئی وہ دونون اول ڈونگرپور کے راول کے پاس پہونچے لیکن اُسنے یہ عذر کیا کہ یہان اسکے رکھنے مین میرے لیے اور اسکے لیے بھی اندیشہ ہے تب وہ بھیلونکی حفاظت کے ساتھ کومبھل میر کے حاکم بھاما ساہ مہاجن کے پاس پہونچی جہان اُسنے اندیشے کے سبب بھاما ساہ کا بھتیجا مشہور ہوکر پرورش پائی کئی سال کے بعد قلعہ کومبھل گڑھ مین جہان کہ نذر دینے کو اکثر سردار حاضر ہوگئے تھے مسند نشینی کی رسم ادا کیگئی ایک مقام پر اسیطرح نظر سے گذرا ہے لیکن ٹاڈ کہتا ہے کہ جب بکرماجیت مارا گیا تو اُسوقت اودے سنگھ کی عمر ۶ سال کی تھی اور یہان ایک بحث یہ بھی باقی رہتی ہے کہ وقائع راجپوتانہ مین لکھا ہے کہ اودے سنگھ سانگا کا بیٹا تھا جو باپ کے بعد پیدا ہوا تھا اور ٹاڈ کہتا ہے کہ سانگا کے سات بیٹے تھے دو بڑے لڑکے تو خرد سالی مین فوت ہوگئے رتن سی تیسرا فرزند تھا اور بکرماجیت جو رتن سی کے بعد بیٹھا وہ رانا کا سب سے چھوٹا بیٹا تھا کہ باپ کے بعد پیدا ہوا تھا رانا کی لڑائی

بابر سے ۱۶ مارچ ۱۵۲۷ء مطابق ۹۳۳ ہجری مین ہوئی اور جس سال رانا نے شکست کھائی وہی اسکی زندگی
کا آخری سال تھا کہ سرحد میواڑ پر بسوا مین مرگیا ٹاڈ یہی کہتا ہے کہ سانگا کا فرزند رتنسی سمبت ۱۵۸۶ مطابق ۱۵۳۰ء مین
مسند نشین ہوا اور پانچ برس حکمران رہا پھر رتنسی کی جگہ اسکا بھائی بکرماجیت جسے بھاکا مین بکرماجیت لکھتے مین سمبت ۱۵۹۱
مطابق ۱۵۳۵ء مین گدی پر بیٹھا جسکو خردسالی کی حالت مین معزول کرکے بنبیر کو بٹھایا گیا اور بیر بنود کی روایت
کے مطابق بنبیر کی مسند نشینی ۱۵۳۷ء مین ہوئی تھی غرض کہ اس حساب سے اودے سنگھ کی عمر اسوقت دس برس
کی ہوگی اور مین نے جو رتنسی کی مسند نشینی ۱۵۲۸ء اور بکرماجیت کی ۱۵۳۳ء لکھی ہے یہ بیر بنود کے موافق ہے۔
المختصر بنبیر کو کنبھل میر کا احوال سنکر بہت فکر پیدا ہوئی اور سب سردارون نے اودے سنگھ کا طرفدار بنکر اُس پر
چڑھائی کردی آخر تین برس راج کرنے کے بعد بنبیر کو قلعہ چتوڑ پر شکست کھاکر گھربار کے ساتھ دکن جانے کی اجازت ملی
لیکن بیر بنود کی اسمین ایک غلطی ہے اور وہ یہ کہ اُسکی روایت کے موافق ۱۵۳۷ء مین راج دبا بیٹھا اور ۱۵۴۰ء مین
اودے سنگھ چتوڑ کی گدی پر قائز ہوا تو پھر بنبیر کا تین برس حکومت کرنا کیسے صحیح ہوگا۔ کرنل ٹاڈ وغیرہ کا بیان ہے
کہ مرہٹون کا ایک خاندان اسی کی اولاد مین ہے۔

## ۵۴ ۔ رانا اودے سنگھ

سمبت ۱۵۹۷ مطابق ۱۵۴۱ء مین چتوڑ کی گدی پر بیٹھا۔ ٹاڈ کہتا ہے کہ اسمین ایک صفت بھی ایسی نتھی جس سے
وہ لائق ریاست متصور ہو۔ ۱۵۴۴ء مین شیرشاہ نے جودھپور کے راو مالدیو کو شکست دی اور وہ بھاگ گیا
اسوقت بادشاہ کے امرا نے عرض کیا کہ برسات کا موسم سر پر آگیا کہین توقف کرنا چاہیے بادشاہ نے جواب دیا مین برسات
وہان بسر کرونگا جہان اپنا کام بھی کرسکون اسنے چتوڑ کے قلعہ کی طرف کوچ کیا جب قلعہ کے پاس وہ بارہ کوس پہونچا
تو رانا نے قلعہ کی کنجیان بھجوادین جب شیرشاہ چتوڑ مین آیا تو اُسنے خواص خان کے چھوٹے بھائی میان احمد سروانی
و حسین خان غازی کو قلعہ چتوڑ مین متعین کیا اور خود کچھواڑ کی طرف چلا گیا۔
شیرشاہ کی وفات کے بعد جب ہندوستان مین کئی پٹھان بادشاہ بنکر آپسمین جھگڑا کرنے لگے تو انکی نااتفاقی
سے فائدہ اُٹھاکر اودے سنگھ نے پھر چتوڑ کو دبا لیا اور اُس نے سمبت ۱۶۱۳ مطابق ۱۵۵۷ء مین حاجی خان پٹھان پر
جو مغلون کے دباو سے گجرات کو جانا چاہتا تھا سامان وغیرہ چھیننے کے لیے اجمیر کے پاس حملہ کیا لیکن لڑائی
ہونے کے بعد شکست کھاکر بھاگنا پڑا۔
۹۷۵ھ مطابق ۱۵۶۷ء مین اکبرشاہ نے جو آنبیر و مارواڑ وغیرہ کے راجاؤنکو فرمانبردار بنا چکا تھا چتوڑ پر چڑھائی
کی تفصیل اُسکی اسطرح ہے کہ یکشنبہ بست و پنجم صفر کو بادشاہ آگرہ سے دھولپور باڑی اور گوالیار کیطرف چلا گیا امرا و
سردار اپنی اپنی سپاہ کے ساتھ وہان جوق جوق پہونچ گئے جب دھولپور مین بادشاہ کا قیام ہوا تو اسوقت مین
سکت سنگھ (یا سبل سنگھ) پسر رانا اودے سنگھ بھی ہمرکاب تھا بادشاہ نے اوس سے انبساط یا تنبیہ کے طور
ایسا فرمایا کہ اکثر زمیندار اور راجے ہمارے آستان بوسی کو آئے مگر رانا ابتک نہین آیا۔ میری خواہش یہ ہے کہ اسپر

حملہ کیا جائے اور اسکو قرار واقعی سزا دیجائے تو اس مہم میں کیا کیا خدمات انجام دے گا اور بدیر تک شگفتگی کے لیے سکت سنگھ یہ بات کہتے رہے اور وہ منافقانہ طرح سے قبول کرتا اور بجا آوری حکم کا اقرار کرتا رہا اور اصل مطلب کو نہ سمجھا دل لگی و ہزل کو قلبی بات مانکر رات میں لشکر سے بھاگ نکلا کہو نکہ اس سادہ لوح کو یہ خیال پیدا ہوا کہ بادشاہ اس شکار کے بہانے سے میرے باپ کی گوشمالی کا ارادہ رکھتا ہے اور میں بدنام ہو جاؤنگا کہ بادشاہ کے پاس جاکر اسکو باپ پر چڑھا لایا یہ نہ سمجھا کہ سواے مذاق کے یہان دوسرا امر مقصود نہیں یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ ایسا شہنشاہ بہ نفس نفیس رانا جیسے زمیندار پر حملہ آور ہو اگر یہ سچ بھی تھا تو بھاگنے سے تو ایسے خطرناک کام سے چھٹکارا نہ تھا بلکہ ایک قسم کی خود کشی تھی جب بادشاہ کو یہ خبر پہونچی کہ سکت سنگھ بھاگ گیا تو وہ بہت غضبناک ہوا اور ہزل و دل لگی واقعی بات کے ساتھ تبدیل ہو گئی اب بادشاہ کے دل میں یہ بات جم گئی کہ ہر ملک کا راجہ اور زمیندار تو ہمارے سلام کو حاضر ہو اگر رانا اودے سنگھ اس غرور سے کہ ملک اسکا دشوار گذار ہے اور بڑے بڑے مضبوط قلعے اسکے پاس ہیں اور بہت سے راجپوت اور دولت و مال و اسباب رکھتا ہے ہم سے سرکشی کرتا ہے اور اس کا خاندان بھی سرکشی کے واسطے ضرب المثل تھا بادشاہ نے یہ خیال کرکے اسکے استیصال کا ارادہ کیا اور وسط ربیع الاول میں ادھر چڑھائی مصمم ہو گئی جبکہ بادشاہ لشکر مالوہ کے سامان کی تقریب سے گاگرون کے علاقے میں ٹھہرا ہوا تھا آصف خان اور وزیر خان نے کہ ان حدود میں انکی جاگیرین تھیں بادشاہ کے حکم سے قلعہ مانڈل گڑھ کو فتح کر لیا بادشاہ کے پاس باوجودیکہ اس وقت سپاہ کم تھی تمام سپاہ مالوے کی لڑائیون میں شریک تھی چتوڑ پر حملے کا سامان درست کرکے آگے کو قدم رکھا اس خیال سے کہ شاید رانا بادشاہ کے ساتھ فوج کی کمی کا حال معلوم کرکے پہاڑون کے درون سے باہر نکل آے اور بہ آسانی اسکا کام ختم ہو جاے۔ جب رانا کو یہ حال معلوم ہوا کہ اکبر کے ساتھ قلعہ گیری کا سامان کم ہے تو قلعہ چتوڑ کی خوب درستی کرلی کئی سال کے لیے کھانے کا سامان جمع کر لیا اور پانچ ہزار راجپوت اسمین رکھے اور تمام علاقے کو برباد کر دیا تاکہ شاہی سپاہ کو رسد نہ مل سکے جب یہ انتظام مکمل ہو چکا رانا آپ پہاڑون میں گھس گیا کرنل ٹاڈ نے اس موقع پر قلعہ چھوڑ کر چلے جانے کے سبب رانا اودے سنگھ کو بہت بزدل اور ناقابل لکھا ہو بھاگتے وقت رانا کو اتنی سدھ بدھ نہ رہی کہ نقارہ ساتھ لے جا سکتا اسلیے اسوقت سے یہ دستور چلا آتا ہے کہ والیان اودے پور کی جلوسی سواری میں نقارہ ہاتھی پر سب لاؤ لشکر کے پیچھے پیچھے بجتا چلتا ہے بادشاہ نے اودے سنگھ کا تعاقب نہ کیا مناسب یہ سمجھا کہ قلعہ کو مسخر کیا جاے چنانچہ یوم جمعرات ۱۹ ربیع الثانی ۹۷۵ھ کو قلعہ کی حدود میں بادشاہ پہونچ گیا اسوقت بادل کی نہایت گھٹا چھائی ہوئی تھی بجلی کی کڑک نے زمین و آسمان کو تہ و بالا کر دیا تھا تھوڑی دیر کے بعد ہوا صاف ہو گئی اور قلعہ دور سے نظر آنے لگا بادشاہ خیام گاہ سے سوار ہو کر پہاڑ کے پاس جس پر قلعہ تھا آیا اور اکثر اسکے اطراف میں پھر کر ملاحظہ کیا اور اب بخشیون کو حکم دیا کہ مورچے کو سردار وار تقسیم کر دیں۔ تقسیم کے مطابق سرداران فوج اپنے اپنے مورچے پر جم گئے اور جیسے جیسے سرداران فوج پہونچتے گئے انکا مورچہ علیحدہ قرار پاتا تھا اسطرح ایک ماہ کی مدت میں تمام قلعہ کا محاصرہ ہو گیا۔ اور اس عرصے میں بعض امرا کو میواڑ کی لوٹ مار کے لیے تعین کیا۔ آصف خان کو رام پوری

کی طرف بھیجا اسنے اُس علاقے پر قبضہ جما لیا رانا اودے سنگھ کا بیٹا اودے پور اور کومل گڑھ کی طرف معلوم ہوا
حسین قلی خان کو حکم ہوا کہ رانا کو گرفتار کر لاے حسین قلی خان شہر اودے پور کی طرف گیا اور اسکی تباہی مین
کوئی دقیقہ اٹھا نہ رکھا اودے پور کے اطراف مین جہان متمرد جمع ملتے انکو تہ تیغ کر ڈالتا اور بہت لوٹ مار مچائی اور رانا
کی تلاش مین بہت کوشش کی جب اسکا پتا نہ چلا تو بادشاہ کے حکم سے اردوے شاہی مین لوٹ گیا بہادرون نے
بیحد کوشش کی لیکن قلعہ چتوڑ مسخر نہ ہوا بادشاہ کی باوجودیکہ یہ خوشی نہ تھی اور منع کرتے تھے کہ قلعہ کے آس پاس
نڈر ہو کر نہ جانا چاہیے لیکن اکثر بہادر گھوڑے دوڑا کر جاتے اور تیر اور گولی کا زخم اٹھا کر راہی عدم ہوتے کیونکہ
تیر اور گولیان قلعہ کی دیوار پر پہونچکر اُچٹ جاتی تھین اور جو تیر یا گولی قلعہ نشینون کی طرف سے آتی وہ شاہی آدمیون
کے گھوڑے یا آدمی کا کام تمام کر دیتی۔ بادشاہ نے حکم دیا کہ سلامت کوچے ایک خاص مقام سے شروع کرکے قلعہ کی
دیوار تک پہونچا کر اُس مین سرنگ لگانا چاہیے۔ سلامت کوچہ پیچدار کھائی ہوتی ہے جسکے دونون طرف سر و نیز
دو سانپ کی طرح پیچدار دیوارین بناتے ہین۔ اگرچہ مورچے بہت سے تھے لیکن تین مورچے اچھے تھے ایک خود
بادشاہی مورچہ کہ دروازۂ لاکھوتہ کے مقابل تھا اسکا اہتمام حسن خان چغتہ اور راے پتر داس اور قاضی علی
بغدادی اور اختیار خان فوجدار اور کبیر خان کے اہتمام مین تھا اس طرف سے سلامت کوچہ کھدوانا شروع کیا
دوسرا مورچہ شجاعت خان اور راجہ ٹوڈر مل اور قاسم خان میر بحر کے اہتمام مین تھا ادھر سے ایک تیر
کی زد کے فاصلے سے سلامت کوچہ بنانے لگے تیسرا مورچہ خواجہ عبد المجید آصف خان اور وزیر خان وغیرہ کے
اہتمام مین تھا اور جو کہ بڑی بڑی توپون کا اپنے مقامات سے لانا کار طویل تھا ایک بڑی توپ جسکا گولا آدھ من کا تھا
بادشاہ کے سامنے ڈھالی گئی جب اہل قلعہ کو یہ حال معلوم ہوا تو وہ بہت گھبراے اور سمجھے کہ اب عنقریب ہماری
بربادی کا سامان پورا تیار ہو جائیگا اسلیئے یہ فریب شروع کیا کہ ایک بار ساندا سلاحدار کو اور دوبارہ صاحب خان کو
بھیجکر عرض کرایا کہ ہم حضور کی درگاہ کے فرمان پذیر بنکر ہر سال پیشکش بھیجتے رہینگے سردار لوگ رات دن کی کوشش
اور صعوبت سے پریشان ہوگئے تھے اسلیئے بعض بعض نے عرض کیا کہ حضور یہ بات قبول فرماکر واپس لوٹ چلیں
لیکن بادشاہ نے قبول نہ کیا اور یہی فرمایا کہ جب تک رانا خود حاضر نہ ہوگا صلح نہین ہو سکتی۔ راجپوتون نے قلعہ کی
دیوار و نیز آدمیون کو جمع کرکے سلامت کوچے کھودنے والونکو بندوق و تیر کا نشانہ بنایا انکی طرف نشانہ باز اچھے اچھے
تھے انھون نے گولہ باری و بندوق زنی سے سنگ تراشون پر حشر برپا کر دیا کاریگر اور مزدور کچے چمڑے کو سر و نیز ڈھال
بنا کر کام کرتے تھے باوجود اس احتیاط کے دو سو کے قریب آدمی روز ہلاک ہو جاتے تھے اور روز بروز سلامت کوچے
آگے کو بڑھتے جاتے تھے بادشاہ نے روپیے اور اشرفیون کے انعام سے کاریگرونکو مالا مال کر دیا اور اس داد و دہش
کی وجہ سے وہ بڑی تندہی سے کام انجام دیتے تھے سلامت کوچے جن کے آس پاس مٹی کی چوڑی چوڑی دیوارین
مارپیچ کی جسپر گولہ بھی اثر نہ کر سکے بنائے جاتے تھے دوسری طرف سے سرنگ کاٹنے والون نے کو شغل کرکے
نقب کو قلعہ کے تلے تک پہونچا دیا اور دو جگہ سے قلعہ کی دیوار انکو قریب قریب کھوکھل کرکے ایک سرنگ مین ایکسو من

بابعد بھری اور دوسرے نقب مین آتش من اب بادشاہ نے سپاہ مین سے چیدہ چیدہ آدمیون کو حکم دیا کہ تیار رہین کہ جون ہی دھماکے سے قلعہ کی دیوار گرجاے فوراً جوان قلعہ مین گھس جائین۔ بدھ کے دن ۱۵ جمادی الآخر کو بارود مین آگ دی گئی جس برج کے تلے یہ نقب تھا جڑ سے اکھڑ گیا اور جسقدر قلعہ نشین سپاہ اسپر تعین تھی سب ہوا مین اُڑ گئی لیکن بادشاہی سپاہ سے یہ غلطی ہوگئی کہ ابھی دوسرے نقب کی بارود نے آگ نہ لی تھی کہ قلعہ مین گھسنے لگی جب دوسرا نقب اوڑا تو یہ تمام سپاہ شاہی برباد ہوگئی کوسون تک پتھر اُڑ اُڑ کر گرے پچاس کوس تک اسکی آواز پہونچی جیساکہ اکبرنامہ مین ہے اور مجمع الملوک مین ستر کوس تک آوازکا پہونچنا درج ہے انمین سے بہت سے آدمی بادشاہ کے روشناس بھی تھے ان مین سے بعض کے نام یہ ہین سید جمال الدین پسر سید محمد سادات بارہ اور میرک بہادر اور محمد صالح پسر میرک خان کوارلی وحیات سلطان وشاہ علی ایشک آقا ویزدان قلی ومرزا بلوچ وجان بیگ ویار بیگ برادران شیر بیگ یساول غرضکہ اسطرح دوسو آدمی جان بحق تسلیم ہوئے بلکہ چالیس آدمی اور بھی دوسری طرح ہلاکت کو پہونچے اسطرح کہ پھاٹک کے در مین اسلئے چھپے ہوئے بیٹھے تھے کہ جب دونون سرنگین اُڑ جائینگی تو حملہ کردینگے بہت سی مٹی اور پتھر اڑکر انپر جا پڑے اور سب کا کام تمام ہوگیا اس بات کا حال فتح قلعہ کے بعد کھلا کہ چالیس آدمی اس طرح دب گئے تھے۔

غلطی کی وجہ یہ ہے کہ ان دونون نقبونکی راہ بتی لگانے کی ایک رکھی تھی پس ایک مین تو جلد آگ پہونچ گئی اور دوسرے نقب مین دیر سے پہونچی حالانکہ جب بادشاہ کو یہ حال معلوم ہوا تھا کہ سرنگین تیار ہوگئی ہین اور دونونکو آگ ایک جگہ سے دیجاے گی تو اسنے کہا تھا کہ آگ دینے کی جگہ بھی الگ الگ ہو تو بہتر ہے مبادا بتی کے ذریعہ سے ایک سرنگ مین آگ جلد پہونچ جاے اور دوسرے مین دیر سے پہونچے اور اسوجہ سے نقصان حاصل ہو لیکن کبیر خان وغیرہ نے عرض کیا کہ اسطرح بھی جلد سے جلد دونون جگہ آگ پہونچ جائے گی ان سرنگون کے اُڑنے سے اہل قلعہ کو کم نقصان ہوا اُنکے صرف چالیس آدمی کام آے جب بادشاہی فوج کے آدمی رخنون مین سے قلعہ مین گھسنے لگے تو راجپوتون نے مقابلہ کیا ایک طرف سے یہ بہادر مقابلہ کرتے تھے اور دوسری طرف سے کاریگر قلعہ کی دیوارکی مرمت مین مصروف تھے یہانتک کہ تھوڑے عرصے مین ویسی طرح چوڑی اور اونچی دیوار بنالی اسی دن آصف خان کے مورچے مین سے بھی سرنگ مین آگ دی لیکن پوری کارگر واقع نہ ہوئی صرف تیس راجپوت کام آے۔

قلعہ نشینونکو جب شاہی فوج کی یون برباد ہونے کی خبر پہونچی تو نیا دغدغہ پیدا ہوا بادشاہ نے کہا کہ قلعہ مضبوط ہے اور اُسمین رسد کافی ہے اسلئے جلدی نکرنی چاہئے صبر وتحمل سے کام نکالنا چاہئے۔ سلامت کوچون سے بہتر اسکے مسخر کرنے کی کوئی تدبیر نہین اسلئے انکی تیاری مین زیادہ اہتمام شروع ہوا بادشاہ خود سلامت کوچون مین جاکر قلعہ کی طرف بندوقین مارتے تھے اور بنفس نفیس ہر جگہ کی دیکھ بھال کو پھرتے تھے جب لاکھوتہ مورچے کے پاس پہونچے تو دیکھا کہ لشکر اسلام کے سپاہی پناہ گاہون سے عقب کیطرف تیار [illegible] یہ سبب ہے کہ سلامت کوچے برج دیوار مین نکالی تھین بادشاہ نے ایک دیوار کی آڑ مین کھڑے ہوکر روزن سے بندوق زنی شروع کی اور جلال خان دیوار پر

سر رکھکر بادشاہ کی قدر اندازی کو دیکھ رہا تھا سو سبھی لوگ عرض کرنے لگے کہ قلعہ کے آدمیون مین ایک سپاہی بڑا نشانہ باز ہے اسکی نشانہ بازی سے بہت نقصان ہو رہا ہے اس اثنا مین جلال خان کے سر کو اُسنے تاک کر ایسی گولی ماری کہ کان کے گوشت کو چھیلتی ہوئی نکل گئی اور زیادہ نقصان نہ پہونچا بادشاہ نے کہا کہ وہ نشانہ باز نظر نہین آتا ورنہ تیرا انتقام اوس سے ضرور لیتا پھر اپنی بندوق کو اُسکی بندوق کی طرف جو روزن مین سے نظر آتی تھی سیدھا کر کے کہا کہ خیر اُسکی بندوق سے تیرا انتقام لیتا ہون جونہی بندوق چھوٹی سوراخ مین سے گولی نے گذر کر اُسکا کام تمام کر دیا اگرچہ اُسوقت یہ نہ معلوم ہوا کہ اس نشانہ باز کے گولی لگی ہے لیکن بندوق کے چھوٹنے سے یہ امر قیاس مین آتا تھا۔ تحقیق کے بعد معلوم ہوا کہ ضرور بادشاہی نشانہ نے اسکا کام تمام کر دیا ہے اس شخص کا نام اسماعیل تھا اور تمام گولہ اندازون کا افسر تھا۔ چیتوڑ گڑھ کے پاس اُس سے ملا ہوا ایک مقام ہے اُس کا نام چتوری ہے اسکے پاس مورچہ تھا بادشاہ یہان آکر انتظام کرنے لگا جہان گولی گولون کی بوچھار دیکھتا وہان سے آہستہ نکل جاتا تھا۔ یکایک ایک گولہ بادشاہ کے پاس آکر گرا بیس آدمی جو وہان کھڑے تھے لقمۂ اجل ہوے راجہ ٹوڈرمل اور قاسم خان کے اہتمام سے جو سلامت کوچہ بن رہا تھا وہ اچھی طرح تیار ہو گیا اس سلامت کوچے کے اوپر مکان اور اچھے اچھے رہنے کے مقامات بنے بادشاہ دو رات اور ایک دن اس مین رہا اور دیوار قلعہ سپاہ شاہی کے ہاتھ سے دن بدن برباد ہونے لگی راجپوت بھی خوب خوب نشانے لگاتے رہے یہانتک کہ دو شب اور ایک دن متصل جنگ جاری رہی اور سپاہ شاہی کے منھ مین ایک کھیل ارگنہ گئی ادھر راجپوت بھی ڈٹے رہے طرفین کی طاقت طاق ہو گئی یہان تک کہ پانچوین شعبان ۹۷۵ھ ہجری مطابق مارچ سنہ ۱۵۶۸ء کو وہ قلعہ مفتوح ہو گیا۔

تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ جسدن قلعہ فتح ہو گا ایک رات پہلے سے قلعہ کے چارون طرف سے سپاہ شاہی نے ہجوم کر کے دیوار کو جا بجا توڑ دیا اور دیوار کے محافظون کو قتل کر ڈالا نصف شب کے قریب اہل قلعہ نے ایک سوراخ مین ہجوم کیا ایک طرف تو وہ مارے جاتے تھے اور دوسری طرف روئی اور کپڑے اور ایندھن تگاؤن مین بھر کر اسپر روغن چھڑکتے تھے اس خیال سے کہ شاہی سپاہی جب ادھر سے گھسین تو آگ لگا کر انکو جلا دیا جاوے اسی اثنا مین بادشاہ نے ایک شخص کو دیکھا کہ وہ ہزار میخی جو سرداری کی علامت ہے پہنے ہوئے تگاؤن مین انتظام کر رہا ہے یہ معلوم نہ ہو سکا کہ کون ہے بادشاہ نے بندوق سے جسکا نام سنگرام تھا اسکی طرف گولی ماری اسکے بعد شجاعت خان اور راجہ بھگوان داس سے کہنے لگا کہ میرا دل از روے تجربہ کے گواہی دیتا ہے کہ گولی ٹھکانے پر لگی جہان خان نے عرض کیا کہ یہ شخص دیر سے اس جگہ انتظام کر رہا ہے اگر اب نہ آیا تو سمجھ لیا جاوے کہ اُسکا کام تمام ہو گیا تھوڑا عرصہ اسبات کو گذرا تھا کہ جیار قلی دیوانہ خبر لایا کہ اس سوراخ مین مخالفین مین سے کوئی باقی نہین رہا ہے اور اسی اثنا مین قلعہ مین سے کئی جگہ پر آگ روشن نظر آئی طرح طرح کے خیالات ذہن مین گذرنے لگے بھگوان داس نے عرض کیا کہ یہ جوہر کی آگ ہے کیونکہ ہندوستان کا دستور ہے کہ صندل لکڑی اور ایندھن اور روغن جمع کر کے اور عورات کو وہان لا کر سخت دل آدمیونکو مقرر کر دیتے ہین کہ جب

یقینی ہو اور مرد مارے جائین تو وہ آدمی اُن عورتونکو زندہ جلا دیتے ہین اور اسطرح جان دینے کو جوہر کہتے ہین
جب صبح کو فتح حاصل ہوئی تو معلوم ہوا کہ بادشاہ کی بندوق سے کام کردیا تھا بدنور کا جاگیردار جیمل راٹھور قلعہ
کی دیوار درست کراتے وقت اُس گولی کا نشانہ بنا تھا اور حقیقت مین وہ آگ جوہر کی تھی اور فتا کے مکان مین
جو سیسودیہ قوم سے رانا کے سردارون مین سے تھا اور راٹھوڑون کے مکان مین اور چوہانون کے مکان مین اسیطرح
کے اہتمام سے بڑے بڑے جوہر ہوے تھے اور تین سو تک عورتین جلکر خاکستر ہوگئین۔ اگرچہ جیمل کے مرتے ہی تمام قلعہ پر
ویرانی اور مایوسی چھاگئی تھی اور ہر ایک قلعہ نشین جابجا چھپ گیا تھا مگر احتیاطاً بادشاہ نے شب مین سپاہ کو اندر داخل ہونے
سے روکا لیکن حکم دیدیا کہ یورش کے لئے چارون طرف سے تیار رہین صبح ہوتے ہی سردار و سپاہی چارون طرف سے
قلعہ مین گھس پڑے اور قلعہ نشینون کو قتل کرنے اور باندھنے لگے راجپوت بھی گھبراکر لڑنے مرنے لگے سلامت کو جن
کے پاس جسقدر ہاتھی تیار کھڑے تھے اُنکو بھی قلعہ مین پہونچاکر مخالفونکی پامالی اُنسے شروع کرائی کہ جو دم سے یہ حملہ ہوا تھا
اسیوقت بادشاہ بھی ہاتھی پر سوار ہوکر قلعہ مین داخل ہوگیا مرداس چوہان جو اہل قلعہ مین نہایت دلیر نامور نامی
تھی کو دیکھکر دریافت کرنے لگا اسکا کیا نام ہے جب اُسکا نام بیان کیا گیا تو اسیوقت متہورانہ زبردستی کرکے ایک ہاتھ
سے اُس کا دانت پکڑا اور دوسرے ہاتھ سے جمدھر مارا اور کہا میرا مجرا بادشاہ سلامت سے عرض کیجو ہاتھیون نے
راجپوتون اور قلعہ نشینون کی پامالی مین بڑا حصہ لیا اور انسے بڑے بڑے کارنامے ظہور مین آئے۔ ایک راجپوت
نے جھپٹ کر ایک ہاتھی کی سونڈ پر تلوار ماری باوجود سونڈ گر جانے کے ہاتھی نے کئی حملے کئے اور مرگیا سونڈ کٹنے
سے پہلے قلعے کے تیس آدمیونکو پامال کیا تھا اور کٹنے کے بعد پندرہ کو پھر مارا۔ مدھکر ہاتھی نے بھی کارنمایان کیا تھا۔
عجیب اتفاق یہ ہوا کہ فیل کا غورہ جب وہان لایا گیا تو گھبرانے لگا اور شور و غوغا کی وجہ سے
بھاگ نکلا شگاف دیوار قلعہ کی طرف راجپوتونکی ایک بڑی جماعت نکلنے کی غرض سے جمع ہوگئی تھی اور بھاگنے کیلیے
ایک دوسرے پر سبقت کرتا تھا اسیلیے بڑی بھیڑ بھاڑ اور کشمکش تھی کا غورہ ہاتھی بھاگ کر ادھر آیا اور راستہ نہ
ملنے کی وجہ سے تمام راجپوتونکو جو جمع تھے تباہ ہلاک کردیا عظمت خان اس ہاتھی پر سوار تھا وہ زخمی ہوا اور چند روز کے
بعد ان زخمونسے وفات پائی بادشاہ قلعہ کی دیوار پر کھڑا ہوا اس دار و گیر کا تماشا دیکھ رہا تھا۔ سبدلیہ ہاتھی قلعہ مین
آیا اور راجپوتونکے مارنے اور ہلاک کرنے مین مصروف ہوا ایک راجپوت اسکی طرف دوڑا اور تلوار ماری
ہاتھی نے ضرب کی پروا نکرکے سونڈ مین اسکو لپیٹ کردے مارا اس عرصے مین دوسرا راجپوت سبدلیہ کے سامنے
آیا ہاتھی اسکی طرف جھپٹا۔ پہلا شخص بچکر پھر ہاتھی کے پیچھے گیا اور تلوار ماری اس عرصہ مین ایک مسلمان بہادر آدمی
آیا ایک راجپوت نے چھوٹی دیوار کے فاصلے سے اُسے لڑائی کے لیئے بلایا یہ مسلمان بھی کشادہ پیشانی کے ساتھ راجپوت
کی طرف بڑھا ایک اور مسلمان نے چاہا کہ مدد دے پہلے مسلمان نے کہا کہ یہ رسم مروت اور بہادری سے بعید ہے کہ اُسنے
مجھے تو اپنی لڑائی کے لیے تنہا بلایا ہے اور تم میری مدد کو آتے ہو اور بڑی کوشش کے ساتھ اُسکو دور کردیا اور
خود تنہا لڑکر راجپوت کا کام تمام کردیا ابتدا سے فتح کے وقت پچاس ہاتھی قلعہ مین داخل ہوئے تھے اور آخر تک

مین نشتو کے قریب پہونچ گئے جنھون نے سیکڑون راجپوتونکو پامال کیا۔
گوبند شیام کے تہخانے کے پاس بادشاہ پہونچا تو دیکھا کہ ایک شاہی فیلبان ایک ہاتھی نشین راجپوت کو اپنے ہاتھی سے پامال کرکے اور اسکو سونڈ مین لپٹوا کر بادشاہ کے سامنے لایا اور عرض کیا کہ مین اسکا نام نہین جانتا لیکن اس قلعہ کے سرداروئین سے معلوم ہوتا ہے کیونکہ راجپوتون کی ایک بڑی جماعت نے اسکے ساتھ جانفشانی کی ہے تحقیق کرنے کے بعد معلوم ہوا کہ فتا سیسودیہ تھا جس کی اولاد کے قبضے مین اب آمیٹ ہے جب وہ بادشاہ کے سامنے لایا گیا تو تھوڑی سی جان باقی تھی۔
اس قلعہ مین لڑنے والے راجپوتونکی تعداد آٹھ ہزار تھی لیکن رعایا مین سے جو قلعہ کی محافظت کر رہے تھے اور لڑنے مارنے مرنے مین کوئی دقیقہ نہ چھوڑا چالیس ہزار سے زیادہ آدمی تھے جب بادشاہی سپاہ قلعہ مین داخل ہوئی تو بعض آدمیون نے مندرون مین پناہ لی بعض اپنے گھرونپر مدافعت کیلئے کھڑے ہوگئے بعض تلوارین کھینچ کر اور چھوٹے نیزے ہاتھونمین پکڑ کر مسلمانونکے مقابل ہوئے غرضکہ مسلمانون نے نہایت جوانمردی کے ساتھ ان لوگونمین سے بعض کو تلوارون سے بعض کو برچھیون سے بعض کو تیرون سے خاک وخون مین لٹایا اور جو جو مندرون مین تھے وہ بھی مسلمانونکو دیکھکر نکلنے لگے اور مارے جانے لگے صبح سے دوپہر تک قتل جاری رہا تیس ہزار کے قریب قلعہ نشین مارے گئے وجہ لوگون کے زیادہ مارے جانے کی یہ ہوئی کہ جب سلطان علاء الدین نے حملہ کیا تھا اور چھ ماہ اور سات دن مین قلعہ کو مسخر کرکے اندر داخل ہوا تھا تو چونکہ اسوقت رعایا لڑائی مین شامل نہوئی تھی اسلئے ایسا جاری قتل عام نہ پڑا تھا اسوقت چونکہ نہایت سختی سے اہل قلعہ نے مقابلہ کیا اسلیے کوئی عذر نہ سنا گیا اور قتل عام کا حکم صادر ہوا اور بہت سے محصورین قید بھی ہوئے۔
بادشاہ کا غصہ ان گولندازون پر زیادہ تھا جو بکسریہ پٹھان تھے اور شاہی محاصرین کو انکے ہاتھ سے نقصان پہونچا تھا یہ ایک ہزار کی تعداد مین تھے لیکن تحقیقات کے بعد معلوم ہوا کہ انمین کا یہان کوئی آدمی موجود نہین ہے اور ایک بڑی مدبیر کے ساتھ وہ نکل گئے اسطرح کہ جسوقت سپاہ شاہی قلعہ کی لوٹ اور قتل مین مصروف تھی انھون نے اپنے اہل وعیال کو قیدیون کی طرح بناکر اور حراست مین انکی آپ رکھکر نکل گئے شاہی آدمیون نے یہ جانا کہ یہ پیادے مین جو قلعہ نشینون کو گرفتار کرکے لئے جاتے ہین اسلئے کوئی انکے حال سے متعرض نہوا اس دن اگرچہ چیتوڑ مین کوئی راستہ اور کوئی گھر اور کوئی دروازہ ایسا نہ تھا جہان کشتونکے پشتے نہ لگے ہون لیکن تین مقامونپر وہ زیادہ مقتول ہوئے ایک رانا کے محل مین بہت سے راجپوت چھپے ہوئے تھے اور یہ لوگ بار بار دو دو چار چار کرکے نکلتے اور کام آتے تھے دوسرے ایک جماعت کثیر مہادیو کے مندر مین جمع ہو گئی تھی یہ سب وہان قتل ہوئے تیسرے ایک جماعت رامپورہ دروازے کے پاس جمع ہوگئی تھی یہ ساری کی ساری یہان کام آئی شاہی لشکریونمین سے اسدن سوائے ضرب علی تواجی کے کوئی نہ مارا گیا دوپہر کے بعد بادشاہ قلعہ سے نکلکر اپنے لشکر مین چلا گیا اور تین دن وہان انتظام کی غرض سے ٹھہر کر اور تمام وہ ملک عبدالمجید آصف خان کے حوالے کرکے سہ شنبہ ۲۴ شعبان کو عین شدت گرما مین وہان سے اجمیر کی طرف کوچ فرمایا محتشم الدولہ نواب غوث محمد خان بہادر شوکت جنگ والی جاورہ کے سفرنامے

ہے سیر المتاخرین مین مذکور ہے کہ فتح چیتوڑ کے بعد جب اکبر نے اجمیر شریف کو مراجعت فرمائی تو ایک دیگ روئین کی درگاہ حضرت خواجہ بزرگوار مین چڑھائی تاریخ اُس دیگ کی امیر علاء الدولہ نے یہ لکھی ہے ع شاہ دین پرور جمشید سریر خسرو عہد محمد اکبر ساخت بے شبہہ پے فتح چیتوڑ دیگ روئین تن واژدر پیکر بہر تاریخ وے از عالم غیب دیگ چیتوڑ کشا شد یک سر چونکہ راجگان اودیپور کو سلاطین دہلی سے بہت گزند پہونچی ہے اسواسطے اُنکو ہمیشہ آرزو فتح شہر دہلی کی رہتی ہے مشہور کرتے ہین کہ ہر سال دسہرے کے دن ایک گوبر کی دہلی نقلی بناتے ہین اور جو رانا اُس عہد مین ہوتا ہے واسطے شگون بخشی کے اور اپنی ہوس پوری کرنے کے اُسپر یورش فرماتا ہے اور نعل سم سمند جہان پیما سے اُسکو برابر کرتا ہے اور اس فتح کی مبارکباد ہوتی ہے اور بڑی خوشی کے ساتھ وہان سے سواری پھرتی ہے اسکے بعد نواب نے یہ کہکر مضحکہ اوڑایا الحق لولا الحمقا لخربت الدنیا اگرچہ صاحب ریاست وحکومت ہین مگر نہایت عاقل (یعنی جملہ بعاقت سے) امراے ہنود مین لکھا ہے کہ اکبر نے جیمل و فتا کی مورتین ترشوا کر ہاتھیون پر رکھوائین اور قلعہ آگرہ یا دہلی کے دروازے پر نصب کرائی تھین اس جیمل کے بیٹے کیشوداس کی بیٹی جہانگیر کو بیاہی تھی جس سے ایک لڑکی پیدا ہوئی تھی یہ جہانگیر کے پہلے سال جلوس مین منصب ہزار و پانصدی سرفراز ہوا پھر ملک اڑیسہ مین جاگیر پائی -

چیتوڑ فتح ہونے سے چار برس کے بعد سمبت ۱۶۲۸ مطابق سنہ ۱۵۷۲ء مین رانا اودے سنگھ پچاس برس عمر پاکر گوگندہ مقام پر مرگیا - اودیپور کی ریاست مین جو تاریخ ریاست کے مصارف سے بنی ہے اُسمین لکھا ہے کہ وہ طامع تھا اور جنگی کامونکے قابل نہ تھا اسکی اولاد میواڑ مین بہت پھیلی جو راناوت کے نام سے مشہور ہے اُسنے اپنے بڑے بیٹے پرتاب سنگھ کو راج سے محروم کر کے دوسرے بیٹے جگمال کو گدی کا مالک قرار دیا تھا لیکن رانا کے بعد سرداروں نے پرتاب سنگھ کو جو ہر طرح لائق اور حقدار تھا گدی پر بٹھادیا - جگمال رنجیدہ ہوکر میواڑ سے چلدیا اور اُسنے اکبر بادشاہ کی خدمت مین رہکر سروہی کا راج جاگیر مین حاصل کیا مگر کچھ عرصہ کے بعد دیوڑہ راجپوتون کے چھاپہ مارنے سے وہ لڑکر مارا گیا اور اُسکا چھوٹا بھائی سگر جی دیوڑون سے عوض لینے کی غرض سے روانہ ہوا -

## ۵۵ - رانا پرتاب سنگھ اول

سمبت ۱۶۲۸ مطابق سنہ ۱۵۷۲ء مین راج کا مالک ہوا وہ اپنے دادا سانگا کے موافق دلیر اور بلند ہمت تھا اگر اسوقت اکبر سا زبردست بادشاہ مخالف نہ ہوتا تو وہ ساری میواڑ پر قبضہ پالیتا - ہر مرتبہ افواج شاہی نے پرتاب کو اتنا دبایا کہ وہ گرفتار ہو جائے یا خراب و آوارہ ہوکر کہین نکل جائے طبقات اکبری اور منتخب التواریخ مین اسکو رانا کیکا کے نام سے ذکر کیا ہے شاید اکبر اس لفظ سے اسکو یاد کیا کرتا ہو -

سنہ ۹۸۴ ہجری مطابق سنہ ۱۵۷۶ء مین قطب الدین خان و راجہ بھگوان داس والی آمیر کو رانا پرتاب کی تادیب کے لیے اکبر نے بھیجا جب اُنھون نے اسکا پتا نہ پایا تو عجلت کر کے لوٹ آے اسکی تلاش کے لئے زیادہ نہ ٹھہرے - اسلیے بادشاہ اُنسے ناراض ہوگیا -

جب رانا نے پھر شورش مچائی تو راجہ جگو نداس و کنور مان سنگھ و میرزا خان و بہرام خان و قاسم خان میر بحر اسکی
تنبیہہ و مغلوبی کے لیے دوبارہ بھیجے گئے مگر سرحد مین قرار واقعی کامیابی حاصل نہ ہوئی ۔
ایکبار آنبیر کا کنور مان سنگھ ولی عہدی کی حالت مین شولاپور کی مہم سر کر کے آتا تھا اودیپور کی سرحد پہ گذرا سنا کہ رانا پرتاب
کوملمیر مین ہے وکیل بھیجا اور لکھا کہ آپ سے ملنے کو دل چاہتا ہے رانا نے اودے ساگر تک استقبال کر کے
تالاب کے کنارے ضیافت کا سامان کیا جب کھانے کا وقت آیا تو رانا آپ نہ آیا بیٹے نے آکر کہا کہ راناجی کے سر مین
درد ہے وہ نہ آسکینگے آپ کھانے پر بیٹھیں اور اسی طرح کھائیں مان سنگھ نے کہلا بھیجا کہ جو مرض ہے عجب نہین کہ وہی ہو
جو مین سمجھتا ہون مگر یہ تو لاعلاج مرض ہے اور جب وہی مہمانون کے آگے تھال نہ رکھینگے تو کون رکھیگا رانا نے
کہلا بھیجا مجھے اسکا بڑا رنج ہے مگر کیا کرون جس شخص نے ترک سے بیاہ دی تو اسکے ساتھ کھانا بھی کھایا ہی ہوگا
کنور مان سنگھ اپنی حماقت پر پچتایا کہ یہان کیون آیا اور وہ صدمہ گذرا کہ دل ہی جانتا تھا چاول کے چند دانے لیکر
ان دیوتا کو چڑھائے وہی اپنی پگڑی مین رکھ لیے اور چلتے وقت کہا تیری عزت کے بچانے کو ہم نے اپنی عزت
کھوئی اور بہنین بیٹیان ترکون کو دین تمھاری یہی مرضی ہے کہ خوف مین رہو تو ہمیشہ رہو اختیار ہے اسلیے کہ
اس ملک مین تمھارا گذارا ہوگا گھوڑے پر چڑھا اور رانا کی طرف مخاطب ہو کر کہا اس وقت وہ بھی موجود ہو گیا تھا
راناجی اگر تمھاری شیخی نہ جھاڑون تو میرا نام مان نہین پرتاب بولا ہم سے ہمیشہ ملتے رہنا ۔ کسی بے لحاظ نے برابر سے
یہ بھی کہا اجی اپنے پھوپا اکبر کو بھی ساتھ لانا جس زمین پر ضیافت ہوئی تھی اسے کھدوایا ۔ گنگا جل سے دھلوا کر
پاک کیا سردارون نے پوشاک بدل ڈالی گویا سب اسکے آنے سے ناپاک ہو گئے تھے اس بات کی ذرہ ذرہ خبر اکبر کو
پہونچی بہت غصہ آیا عالی ہمت بادشاہ کے دل مین یہ خیال کانٹے کی طرح کھٹکتا رہا تھا سنہ ۹۸۴ھ مطابق ۱۵۷۶ع
مین اس رنجش کے سبب مان سنگھ بادشاہی لشکر لیکر میواڑ پر آیا کنور نے مانڈل گڑھ پر ٹھہر کر لشکر کا انتظام کیا
اور بلدی گھاٹے سے نکل کر گوگنده جا پہونچا کہ وہین رانا رہتا تھا کھمنور کے قریب رانا سے سخت مقابلہ ہوا رانا قلب
لشکر مین تھا اور رام شاہ راجہ گوالیار سیدھے ہاتھ پر اور ایک اور سردار الٹے ہاتھ پر اور رام داس پسر جے مل مقدمہ
لشکر مین جیسا کہ اقبالنامہ جہانگیری مؤلفہ مرزا محمد شریف مین ہے رامداس جیمل کا بیٹا جو نامور ان لشکر رانا سے تھا
مان سنگھ کے چچا راجہ جگناتھ کے ہاتھ سے مارا گیا وہ پہر تک لڑائی ہوئی پہاڑی زمین تھی گڑھے جھاڑی پہاڑون کے
بیچ بیچ بہت تھے ہراول اور کمک ہراول غث پٹ ہو گئے بھگوڑی لڑائی لڑنی پڑتی بادشاہی لشکر کے راجپوت
بائین طرف سے اسطرح بھاگے جیسے بکریان ہراول کو دھکہ پہلا تک کر دائین طرف کی فوج مین گھس آئے ہان
سادات بارہ اور بعض غیرت والے بہادرون نے وہ کام کیے کہ شاید ہی رستم سے ہون جس فوج مین رانا تھا اسنے
گھاٹے سے نکلتے ہی قاضی بخشی کو لیا کہ دہانہ روک کر کھڑا ہوا تھا اسے اٹھا کر کشتے پلٹے قلب مین پھینکدیا اور
جو پہلے حملے مین بھاگ گئے تھے انھون نے تو پانچ کوس تک دم ہی نہ لیا ایک دریا بیچ مین تھا اس سے بھی پار ہو گئے
لڑائی ترازو ہو رہی تھی جو مان سنگھ کی گرد اور فوج مین سے مہتر خان نے عجیب کام کیا گھوڑا دوڑاتا اور نقارہ

بجاتا آیا کہ بندگان بادشاہی یلغار کرکے آن پہونچے اس منتر نے بڑا اثر کیا بھاگتے ہوے تھم گئے بھاگے ہوے پلٹ
پڑے اور میواڑ والونکے پانون اکھڑ گئے اب رانا نے اپنے ہاتھیون کو بادشاہی ہاتھیون سے آن بھڑایا دو ہاتھی ایک دوسرے
کے مقابل ہوے حسین خان بادشاہی فیلبان مان سنگھ کے آگے بیٹھا تھا وہ گرا مان سنگھ خود آگے بڑھکر مہاوت کی
جگہ جا بیٹھا اور اس استقلال سے ڈٹا کہ اس سے زیادہ کیا ہوتا ایک فیلبان نے غنیم کی طرف سے رام پرشاد ہاتھی
آگے بڑھایا یہ بڑا اونچا اور جنگی ہاتھی تھا بہت سے جوانونکو پامال کرکے صفون کو چاک در چاک کردیا کمال خان فوجدار شاہی نے
گجراج ہاتھی کو سامنے کیا دیر تک آپسمین ریل پیل رہی بادشاہی ہاتھی دب نکلا تھا کہ اس عرصے مین رام پرشاد کا مہاوت
مارا گیا وہ گرا کمال خان نے ایسا کمال دکھایا کہ سب دنگ رہ گئے وہ نہایت پھرتی سے کود کر رانا کے ہاتھی پر جا بیٹھا
اتنے مین مان سنگھ کے سوار رانا کی فوج پر ٹوٹ پڑے رانا کے ساتھ مان سنگھ کا مقابلہ اور اوپر تلے کئی وار ہوے
آخر رانا ٹھہر نہ سکا اور مان سنگھ کے ہاتھ سے زخمی ہوکر بھاگا۔ مرزا محمد شریف نے اقبال نامہ جہانگیری مین لکھا ہے
کہ چونکہ بادشاہی آدمی دوپہر تک جانفشانی کرتے رہے اور اب ہوا بہت گرم اور تیز ہوگئی تھی اسلیے رانا کا تعاقب
نہ ہوسکا بادشاہی نوکرون مین سے پچاس آدمی کام آئے تھے اور رانا کے آدمی پانسو کے قریب مارے گئے تھے لیکن
طرفین کے مقتولون کی یہ تعداد کم معلوم ہوتی ہے۔

کرنل ٹاڈ نے اس موقع پر بادشاہی فوج کا افسر شاہزادہ سلیم اور اسکا نائب مہابت خان کو لکھا ہے اور کہا ہے
کہ رانا شاہزادہ سلیم کے ہاتھی کے پاس جا پہونچا ایسا بے جگر ہوکر گیا کہ سلیم اسکے برچھے کا شکار ہو جاتا اگر ہودے کے
فولادی تختے اسکی جان کی سپر نہ بنجاتے (اس لڑائی کی تصویرون کا پیتل کے تختے پر مرقع اودیپور کے پایتخت مین رکھا ہوا
ہے اسمین گھوڑے کا ایک پانون سلیم کے ہاتھی پر رکھا ہوا اور سوار اپنے حریف پر نیزہ مارتا دکھایا ہے) فیلبان کے
پاس بچاؤ کا سامان کچھ نہ تھا وہ مارا گیا مست ہاتھی بے مہاوت رک نہ سکا اور ایسا بھاگا کہ سلیم کی جان
بچ گئی یہان بڑا بھاری رن پڑا مغل سپاہی بڑی جان توڑ کر لڑے رانا پرتاپ نے سات زخم کھائے دشمن
اسپر باز اور جرے کی طرح گرتے تھے تین دفعہ دشمنون کے انبوہ مین سے نکلا اور قریب تھا کہ دب مرے اس عرصے
مین جھالا سردار دوڑ پڑا اور اس بلا سے رانا کو نکال لے گیا جسکے صلے مین رانا نے اسکو اپنی بیٹی بیاہ دی بائیس ہزار
راجپوتون مین سے فقط آٹھ ہزار نے بھاگ کر اپنی جانین بچائین۔

اس بیان مین شاہزادہ سلیم اور مہابت خانکی شمولیت کا قول محض غلط ہے۔ شاہزادہ سلیم اسوقت چھ برس کی عمر
مین تھا اور مہابت خان پیدا بھی نہ ہوا تھا اسکے سوا مہابت خان کو سگرجی سیسودیہ کا بیٹا ہونا بھی غلط لکھدیا ہے
وہ کابل کا رہنے والا غیور بیگ کا بیٹا تھا اور اسکا اصلی نام زمانہ بیگ ہے اس لڑائی سے تیس برس کے
بعد جہانگیر نے بادشاہ بنکر اسکو مہابت خان خطاب دیا (دیکھو تزک جہانگیری و اقبال نامہ جلد اول) کنور مان سنگھ
ہلدی گھاٹی کی لڑائی کے بعد بادشاہی حضور مین پہونچا تو بعض مسلمان مقربین نے اسپر رانا سے سازش رکھنے کی تہمت
لگائی بادشاہ کا دل تو اسکی طرف سے جلد صاف ہوگیا لیکن مسلمانون کی خاطر سے جب دوبارہ شہباز خان

میواڑ پر بھیجا گیا تو مان سنگھ کی روانگی ملتوی رہی چیتوڑ اور مانڈل گڑھ کے قلعے تو پہلے سے بادشاہی قبضے مین تھے صرف ایک قلعہ کونبھل میر جو رانا کے پاس رہ گیا تھا اسکا شاہباز خان نے محاصرہ کیا قلعہ کی ایک توپ پھٹ کر بہت سے آدمی مر جالے اور رسد کا سامان نہ رہنے کے باعث رانا قلعہ سے نکلکر مغربی پہاڑون مین بھاگ گیا اور بڑے کشت وخون سے کونبھل گڑھ شاہباز خان کنبوہ کے قبضے مین آیا پھر گوگندہ اور اودیپور وغیرہ مقامات بھی شاہباز خان نے دبا لئے اور فریدون خان وغیرہ کئی افسر ہر جگہ رانا کا پیچھا کرتے پھرے کبھی رانا بھی موقع پاکر فوج کی بھیڑ کا اسباب لوٹ لیتا اور چھاپہ مار جاتا لیکن رات دن کی تکلیف اور جگہ جگہ مارے مارے پھرنے سے جب اسکو عورتون اور بچون کی گرفتاری کا اندیشہ پیدا ہوا تو مجبوراً پرتاپ سنگھ اپنے ملک سے بیابان سندھ کیطرف چلدیا۔
آخر رانا دشمنون کو غافل پاکر اپنے علاقے مین واپس آیا اور بھاما ساہ مہاجن سے کئی لاکھ روپیہ ملنے پر اسکو اپنے ملک مین قیام رکھنے کی قدرت ہوئی اسطرح سمبت ۱۶۴۲ مطابق سنہ ۱۵۸۶ع مین چیتوڑ اور مانڈل گڑھ کے سوا جہان بادشاہی انتظام زیادہ تھا ضلع کونبھل میر اور اودیپور وغیرہ پہاڑی مقامات خالی پاکر رانا نے اپنے قبضے مین کر لئے۔
کرنل ٹاڈ نے لکھا ہے کہ ایک مرتبہ پرتاپ سنگھ نے اپنے بچون کی تکلیف سے عاجز آکر اکبر بادشاہ کے پاس فرمانبرداری کا پیغام بھیجا تھا لیکن بیکانیر کے راؤ کے بھائی پرتھوی راج نے قاصدونکے ذریعے سے غیرت دلا کر یہ ارادہ عمل مین نہ آنے دیا۔ اور لکھ بھیجا کہ سب راجپوتونکی عزت برباد ہو چکی صرف آپ سے ناموری رہجانے کی امید باقی ہے۔
اکبر بادشاہ کو بھی آخر عہد مین دکن کی لڑائیون اور بادشاہزادہ سلیم کی بغاوت وغیرہ کے سبب میواڑ سے رانا پرتاپ کو بالکل خارج کرنے یا گرفتار کرنے کی گنجائش نہ ملی۔
رانا کا بھائی سگر جبکہ رانا نے اکبر سے مخالفت کی تھی دربار اکبری مین حاضر ہوکر ملازمان شاہی مین منسلک ہوگیا تھا اور منصب دوہزاری پر سرفراز ہوکے خطاب رانا سے موصوف ہوا تھا جہانگیر نے تخت نشین ہوکر بارہ ہزار روپیہ نقد مرحمت فرمایا اور خلعت وشمشیر عطا کر کے شاہزادہ پرویز کے ساتھ رانا پرتاب کی سرکوبی کے واسطے روانہ کیا اسکے بعد دلیپ سنگھ بیکانیری رانا کی تادیب پر مقرر ہوا نہایت شجاعت اور بہادری سے ناگور کے قریب آسے لڑکر بھگا دیا سنہ ۲ جلوس مین سگر کو علم مرحمت ہوکر منصب دوہزار ویانصدی ذات پر سرفراز ہوا سنہ ۷ جلوس مین منصب سہ ہزاری ذات وہزار سوار پر مفتخر ہوکر صوبہ بہار مین متعین ہوا سنہ ۱۳ جلوس مین سگر نے وفات پائی بادشاہ نے اسکے بیٹے مان سنگھ کو منصب ہزاری ذات شش ہزار سوار پر سربلند کر کے صوبہ بہار مین متعین کیا سنہ ۱۵ جلوس مین منصب ہزار ویانصدی ذات ہفت صد سوار پر سرفراز ہوا۔ رانا کے دو بھائی جگمال ورائے سنگھ نے سنہ ۱۰۰۹ ہجری مطابق سنہ ۱۶۰۰ع مین وفات پائی۔
اس جملہ معترضہ کے بعد کہتا ہون کہ رانا پرتاب نے آخر عمر مین دو چار برس میواڑ کے ویران جنگلون اور کوہستانی مقامون مین آرام کرنے کا موقع پایا کہ موت نے مہلت نہ دی اور وہ اپنے دل مین بیشمار حوصلون کا ارمان لیکر سمبت ۱۶۵۳ مطابق سنہ ۱۵۹۷ع مین اس دنیا سے اٹھ گیا۔

# ۵۶- رانا امر سنگھ اول

اپنے باپ کے گذرنے کے بعد سمبت ۱۶۵۳ مطابق ۱۵۹۷ء مین گدی پر بیٹھا رانا پرتاپ سنگھ کے مرنے کے بعد اکبر آٹھ برس زندہ رہا لیکن ہندوستان کے مختلف جھگڑون سے اُسکو میواڑ پر رجوع ہونے کی فرصت نہ ملی اکبر کے گذرنے کے بعد اُسکے بیٹے جہانگیر نے تخت نشین ہوکر اپنے جلوس کے پہلے سال ایک بڑا لشکر اور چیدہ سردار اپنے فرزند پرویز کی ماتحتی مین دیکر رانا کے استیصال کے لیے مقرر کیا اس لشکر کے ساتھ بڑا بھاری توپخانہ اور خزانہ تھا اس عرصے مین خسرو کا قضیہ درپیش ہوگیا اسلئے اُسکے تعاقب مین بادشاہ کو پنجاب کی طرف جانا پڑا چونکہ دار السلطنۃ آگرہ بے محافظت کے رہا جاتا تھا پرویز کو چند امراے عظیم کے ساتھ واپس بلاکر آگرے مین چھوڑ دیا اسلئے رانا اس مہم مین محفوظ رہا۔ پھر سنہ ۱۰۱۴ ہجری مطابق ۱۶۰۵ء مین مہابت خان کو لشکر گران کے ساتھ روانہ کیا اسکے ہمراہ بارہ ہزار سوار اور بہت سے سردار تجربہ دار اور پانچ سو احدی اور دو ہزار گل چلے پیادے اور ستر توپین اور بہت سی شتر نالین اور ستر ہاتھی کئے اور نقد بیس لاکھ روپے دئے ۲۴ ربیع الاول سنہ مذکور کو مہابت خان تمام مذکورہ بالا لاؤ لشکر کے ساتھ رانا کی مہم پر رخصت ہوا کچھ دنون کے بعد بعض مصلحتون کیوجہ سے مہابت خان واپس بلا لیا گیا اور عبد اللہ خان کو خطاب فیروز جنگ دیکر اُسکی بجاے رانا کی مہم کا افسر بناکر بھیجا اور عبد الرزاق بخشی کو اُسکے ساتھ اسلئے کیا کہ وہ لشکر کے تمام منصب دارونکو حکم سنادے کہ عبد اللہ خان بجاے مہابت خان کے افسر لشکر ہوا ہے لیکن اس اثنا مین عبد اللہ خان نے اس بات کی ذمہ داری کی کہ مین گجرات کی طرف سے دکن کے ملک مین چلا جاؤنگا اسلئے اُسکو اُس ملک کا حاکم بناکر وہان جانے کے لیے بادشاہ نے حکم دیدیا اور راجہ باسو کی جگہ راجہ باسو لشکر مہم رانا کا افسر اعلے بنایا گیا اور پانسو سوار اُسکے اگلے منصب پر زیادہ کیے گئے راجہ باسو نے جب بہت سا اس ملک مین سہارا اور رانا کی مہم سر نہ ہوسکی تو اُسکے عوض بدیع الزمان پسر مرزا شاہ رخ بھیجا گیا اور راجہ باسو کے واسطے اُسکے ہاتھ ایک تلوار بادشاہ نے روانہ کی لیکن سب نے اس مہم کو ادھورا چھوڑا کسی نے پورا نہین کیا مختلف سردارون کی ناکامی سے جہانگیر کو اُسکی زیادہ فکر ہوئی اُسنے سگرجی کو جو اپنے بڑے بھائی رانا پرتاپ سنگھ سے رنجیدہ ہوکر بادشاہی نوکر بنگیا تھا چتوڑ دیکر رانا بنایا لیکن اُسنے قلعہ مین بیٹھے رہنے کے سوا کوئی ملکی ترقی حاصل نہ کی

جہانگیر نے ۱۰۲۲ہ ہجری مطابق ۱۶۱۳ء مین بڑے تزک و احتشام اور لاؤ لشکر کے ساتھ آگرے سے اجمیر کی طرف کوچ کیا۔

اس ضمن مین امر سنگھ کا استیصال بھی مقصود تھا اور خود تو اجمیر مین مقیم رہا اور اپنے بیٹے سلطان خرم کو ۴ ذیقعدہ سنہ ۱۰۲۲ مطابق ۱۶۱۳ء آٹھوین سال جلوس مین رانا کی تسخیر کے لیے مامور کیا اور اُسکے منصب مین ہزار سوار کا اضافہ کرکے دوازدہ ہزاری ذات اور شش ہزار سوار دو اسپہ و سہ اسپہ کے منصب پر پہونچایا جیسا کہ آل محمد نے شاہجہان نامے مین لکھا ہے۔

اور بسیر بنود مین ذکر کیا ہے کہ خرم کی چڑھائی سمبت ۱۶۷۱ مطابق ۱۶۱۴ء مین ہوئی تھی اور یہ درست نہین
راجہ سورج سنگھ والی جودھپور ۔ سیف خان بارہ ۔ تربیت خان ۔ نوازش خان ۔ کشن سنگھ برادر راجہ سورج سنگھ
رتن سنگھ ہاڑہ والی بوندی ۔ راناسگر ۔ ابوالفتح دکھنی ۔ صلابت خان بارہ ۔ سورج مل ولد راجہ باسو ۔
مرزا بدیع الزمان ولد شاہ رخ مرزا ۔ راجہ بکرماجیت بھدوریہ ۔ میر حسام الدین ولد میر جمال الدین حسین انجو ۔ سلمان بیگ
مخاطب بہ فدائی خان بخشی لشکر ۔ رزاق بے اوزبک ۔ خسرو بے اوزبک ۔ دوست بیگ ۔ خواجہ محسن ۔ معرب خان
عوافی ۔ سید شہاب بارہ ۔ خان اعظم مرزا عزیز کوکلتاش صوبہ دار مالوہ ۔ فرید خان ولد محمد قلی خان برلاس ۔
عبد اللہ خان فیروز جنگ صوبہ دار گجرات ۔ راجہ نرسنگھ دیو بندیلہ ۔ یعقوب خان ۔ محمد خان نیازی ۔ حاجی
عزیز خان جالوری ۔ شیر زہ خان معروف بہ میر حاج اور مرزا مراد ولد مرزا رستم صفوی وغیرہ شاہزادے کے
ساتھ مقرر کئے گئے ۔ سلطان خرم اس لشکر کے ساتھ سرزمین میواڑ کے دامن کوہ مین آیا یہان پانچ شیر شکار کئے
قصبہ مانڈل مین کہ سرحد ملک رانا تھی وہ فروکش ہوا سلطان پرویز اور مہابت خان جو اس ملک کی تسخیر کیلیے
آئے تھے وہ اس حد سے آگے نہین بڑھے تھے ۔ بعد اسکے ادیپور سے بارہ کوس پر مرزا خرم کی منزل ہوئی
یہان سے پانچ ہزار سوار بہ افسری محمد تقی بخشی کے جسکا آخر کو خطاب شاہ قلی ہوا روانہ کئے کہ وہ کوہستان
مین آگے جاکر وہان کے آدمیون کو تاخت و تاراج اور اسیر و قتل کرین اور خود یہ ارادہ کیا کہ کل لشکر کے ساتھ
پیچھے سے اس کوہستان مین جاوے راجہ سورج سنگھ کو سکل ملک کی ماہیت اور اہل ملک کی حقیقت سے
واقف تھا شاہزادے سے عرض کیا کہ کل لشکر کا یکبارگی اس کوہستان مین جانا مناسب نہین غنیم کو خبر ہوگی
تو وہ اسکو غنیمت جانے گا اور سب طرف سے پہاڑون کی راہ روک لے گا اس صورت مین اہل اردو بازار کی
آمد و شد بند ہوگی اور رسد آذوقہ کا پہونچنا دشوار ہوگا حضور یہین توقف فرماوین شاہزادے نے اس صلاح
کو نہین مانا اور وہ کوہستان مین داخل ہوکر ادیپور سے باہر چوگان کے میدان مین خیمہ زن ہوا ۔ ادیپور
کی عمارتین پہاڑ پر تالاب کے پاس واقع ہین وہ ہندوؤن کی روش کی اور اس ملک کے صاحبون کی کاریگری کے موافق
بنائی گئی ہین وہ سلطان خرم کو پسند نہ آئین ۔ عبد اللہ خان اس شہر مین پہلا آیا تھا اسکے لشکر کی حرکت سے اکثر
یہ مکانات خراب ہوگئی تھین ناچار پرانی بنیاد پر بہت جلد نئی عمارتین بنائی گئین پہاڑ کے اوپر میدان مین چابکدست
معمارون نے شاہزادے کے حکم سے محلات خاطر فریب دلکشا جو تالاب کے کنارے تھے بنائے اسوقت ریاست
ادیپور کا محکمہ حساب دفتر جس مقام مین ہے یہ شاہزادے کے لیے مسجد بنوائی گئی تھی ایسا بیان کئے دیسی باقفہ
کہتے ہین امراے عظام و بندہاے معتبر نے بقدر نسبت دولت خانے کے نواحی مین بڑی بڑی عمارتین بنوائین جب
لشکر کی قرارگاہ ادیپور قرار پائی تو یہان سے سرحد تک چھ تھانے شاہزادے نے مقرر کئے تاکہ غلے کی رسد
بے مزاحمت ہو اور سب کا آنا جانا آسان ہو ماندل مین جمال خان ترکی اور کپاسن مین دوست بیگ
و خواجہ محسن اور آکولہ مین سید حاجی اور متھار مین عزت خان اور ڈابک مین میر حسام الدین انجو ولد

کوہل وصنیاری مین سیف شاہ الدین تھانہ دار مقرر ہوئے۔ انکے سوا بدیع الزمان مع توپخانہ کو ہبھل میرن
سید سیف الدین خان جھالڑول مین رانا اودے سنگھ کا بیٹا سگر گوگندے مین دلاور خان کاکڑ آ بچھنہ
مین نور خان برلاس اور ہندی کا راو قطن بازا لوکھیرہ مین محمد تقی بخشی وکشن سنگھ موالا کشن سنگھ راٹھوڑ جاوندمین بیرم بیگ
جاورمین مرزا مراد ماڈری مین زاہد خان کیوٹھہ کی نال مین جودھپور کے راجہ سورج سنگھ کے راجپوت سادڑی
مین مقرر کیے گئے اور خود سورج سنگھ ناڈول مین سرحد کی حفاظت کے لیے مقرر تھا۔ اور کسی قدر لشکر مقابلے کے لیے پہاڑون
مین گشت کر رہا تھا۔ محمد تقی جو مقام لیہی سے پانچہزار سوار لیکر راجپوتون کے منازل و معابد کی تخریب کے لیے رخصت
ہو اتھا وہ موضع چھپن مین آیا اس ضلع مین ۱۱۰ محال لورہر محال کے ۵۶ قریے ہین اور اسی سبب سے اسکا نام چھپن
مشہور ہے اسنے یہان آتے ہی مکانونکو اکھیڑنا شروع کیا اور سپاہ کو ہر طرح کی دست اندازی کی اجازت دی کہ جس سے
جو کچھ اپنی قسمت وطاقت سے ہوسکے وہ کرے سپاہیون نے قتل و قید کرنا اور بڑے بڑے پرانے تھانونکو ڈھانا اور
غارت و تاراج کرنا شروع کیا چنکہ ون کی حمایت مین برہمنون اور راجپوتون نے بڑی مردانگی دکھائی اور جوہر کئے
رانا کے بیٹے بھیم نے جو تنومندی میں لاوری مین مشہور تھا محمد تقی کی فوج پر شب خون مارنے کی اجازت رانا سے پائی
اور وہ لشکر شاہی کے روبرو ہوا محمد تقی نے اس کا ایسا مقابلہ کیا کہ اپنے لشکر پر کوئی صدمہ نہ آنے دیا اور اسکو محفوظ رکھا
شاہزادے نے لشکر کے چار حصے کئے کہ وہ اس سرزمین مین ترکتازی کرین اور رانا کو پکڑین ایک فوج کا سپہ سالار
عبداللہ خان بہادر فیروز جنگ کو اور دوسری فوج کا سپہ آرا سیف خان بارہ و بیرم بیگ بخشی کو اور تیسری سپاہ کا لشکر کش
دلاور خان کاکڑ اور کشن سنگھ کو اور چوتھی فوج کا محمد تقی کو بنایا فوجونکے مارے رانا کو ہساروں مین چھپتا پھرتا اور یہ لشکر
ترکتازی کرتے پھرتے تھے اور قتل و قید و غارت و تخریب کرتے تھے عبداللہ خان نے رانا کے چھ تنومند اور نامی ہاتھی
گرفتار کیے دلاور خان کاکڑ نے بھی پانچ ہاتھی رانا کے پکڑ لئے اور بہت سے غنائم ہاتھ لگے۔

رانا کا حال ایسا تنگ کیا کہ وہ ایک دم کسی مقام مین آرام نہین کر سکتا تھا سورج مل اسکے بیٹے کے ساتھ اہل و عیال
اسکے جابجا پڑے پھرتے تھے۔ خود تھوڑے آدمیون کے ساتھ سرگردان تھا اور برسات کے موسم کا انتظار کرتا تھا کہ وہ
راہون اور گذرگاہون کو پانی سے گھیرے اور اسے دشمنون کی آگ سے بچاوے۔ سلطان خرم نے کوہستان کی
تنگناؤن مین تھانے بٹھا دیے تھے کہ جہان رانا کی خبر پائین وہان فوراً اسکو پکڑنے کو لشکر روانہ کرین۔ محمد شاہ کو
اکلنگ کے تھانونکی تخریب اور راجپوتونکی تادیب کے لیے روانہ کیا اسنے جاتے ہی تاراج شروع کی اور بہت آدمیونکو
مارا اور قید کیا رائے سندرداس سروہی کی طرف گیا وہان رانا کے اہل و عیال کا نشان بتایا تھا مگر اسکے پہونچنے
سے پہلے جتران راجہ کے اہل و عیال کو دوسری جگہ لے گیا تھا اس سرزمین مین رائے سندرداس نے قتل و غارت
اور اسیر کرنے اور منازل ہنود کے خراب کرنے مین کوئی کسر باقی نہین چھوڑی تھانون پر راجپوت بڑے دیوانہ وار لڑے اور
آخر کو جوہر کرکے مع اہل و عیال مرے اس رائے نے پادشاہ کے حقوق کا پاس کیا اور اپنے آئین کیش کا کچھ خیال
نہین کیا بتون کو توڑا اور بہت تھانونکو ڈھایا۔

## بدلها چنان شہر او خانہ ساخت — کہ ہندو تجریب بتخانہ تاخت

اس حسن خدمات کے جلدو مین راے سندرداس کو راے رایان کا خطاب ملا اور رفتہ رفتہ اسکا درجہ ایسا بڑھا کہ راجہ بکرماجیت کا خطاب مرحمت ہوا جس سے بڑھکر راجاؤن کے واسطے کوئی اور خطاب نہین ہے تھانوکی فوجون نے جہان راناکی خبرسنی وہان بے توقف وہ دوڑی گئین اور آدمیون کو قتل و قید کرنا شروع کیا اور چند نامی جگہون کو ویران کیا اور اُنکی جگہ معابد و مساجد مسلمانون کی بنائین ۔

رانا معاملہ فہمی اور کاردانی اور عواقب امور دوربینی سے بالکل بیخبر نہ تھا اور اپنے کام کی بداندیشی اور روزگار کی بہبود سے فی الجملہ بہرہ رکھتا تھا اُسنے ان دنون مین اپنے معاملے مین غور کیا اور مشاہدہ کیا کہ بادشاہ سے مخالفت کرنے سے کچھ فائدہ نہین ہوا خصوصاً اسوقت مین بیر حال بیرے حوصلے سے تنگ ہوا جو کچھ گذرا سو گذرا اس سے قطع نظر کرکے اُسنے ملاحظہ کیا کہ مال و منال تلف ہوا ملک پر زوال آیا ناموس معرض خطر مین آیا راحت و آرام حرام ہوا وہ ننگ و ناموس کے مٹ جانے کو بہت معیوب جانتا تھا بہ ناچار اضطرار و اضطراب کے ساتھ امان مانگنا اپنے اوپر واجب جانا اور اس خاندان کو بڑا فخر یہ تھا کہ ہندوستان کے کسی بادشاہ کی اطاعت مین سر نہین جھکاتا تھا بلکہ اپنے ولیعہد کو بھی کسی عالیشان بادشاہ کی خدمت مین نہین بھیجتا تھا اسلیئے ان سب باتون سے قطع نظر کی اور دیکھا کہ ان دنون مین آباد ملک ویران ہوا معمور خزانہ خالی ہوا سپاہ کشتہ و اسیر ہوئی خویشون نے مع سنتیون کے اپنا راستہ پکڑا تمام متعلقین اور پرانے نوکرون نے برسون کا تعلق توڑا رعیت پراگندہ و متفرق ہوئی غرض اُسنے اس نازک وقت مین یہی مصلحت دیکھی کہ امان طلب کیجیے اُسنے اپنے دو معتمد جنمین سے ایک اُسکا خالو تھا جسکا نام سروپ کرن یا سبھ کرن تھا اور دوسرے کا نام ہرداس جھالہ ہے سلطان خرم کے پاس اظہار اطاعت و فرمان پذیری کے لیے بھیجے اور عرض کرایا کہ شاہزادہ اگر رانا کا قصور بادشاہ سے معاف کرادے اور نشان بادشاہ کے پنجے کا اُسکے لیے منگادے جس سے اُسکے دلکو اطمینان حاصل ہوجاے تو شاہزادے کی خدمت مین خود حاضر ہو اور اپنے ولیعہد کرن کو بادشاہ کے حضور مین بھیجدے چونکہ خود رانا بوڑھا ہے اسلئے بذات خود بادشاہ کی خدمت مین حاضری سے معافی چاہتا ہے شاہزادے نے رانا کے دونون سفیرونکو مع اپنے دیوان ملا شکر اللہ اور میر سامان سندرداس کے بادشاہ کے حضور مین بھیجدیا اور تمام حال لکھ بھیجا بادشاہ کا قول ہے کہ چونکہ ہمارے اسلاف کا ہمیشہ سے یہ شیوہ رہا ہے کہ پرانے زمیندار اور راجون کے خاندانون کا بالکل استیصال نہو جاے اسنے رانا کی تقصیرات کو معاف کرکے فرمان عنایت آمیز جس سے رانا کی دلجمعی ہوجاے اور اپنے پنجے کا نشان روانہ کردیا اور شاہزادے کو ہدایت کردی کہ ملا شکر اللہ اور سندرداس کو بھی رانا کے سفیرونکے ساتھ رانا کے پاس بھیجدے تاکہ اُسکو مزید اطمینان حاصل ہوجاے جہانگیر نے اپنے تزک مین اسیطرح لکھا ہے ۔

اور ایک روایت یہ ہے کہ رانا نے اول ایک مکتوب راے رایان سندرداس کو جو جہانگیر کے حکم سے شاہزادہ خرم کے ساتھ تھا لکھا اگرچہ جہانگیر کے خود نوشتہ حالات کے سامنے اسکی ضرورت نہ تھی مگر تفننا لکھدینے مین کوئی

حرج بھی نہین جس سے سابقہ معرفت رکھتا تھا اور امان طلب کی اور تمام اوامر و نواہی بادشاہی کے ماننے کو منظور کیا
اور اپنے جانشین بیٹے کرن کو سلطان خرم کی خدمت مین بھیجنے کا وعدہ کیا راے رایان نے یہ حال سلطان خرم سے
عرض کیا سلطان خرم کی یہ پہلی مہم تھی وہ اسکو ناتمام نہین چھوڑنا چاہتا تھا اور رانا کو مستاصل کرنا چاہتا تھا اسیلیے رانا کے
فرستادے کو بے نیل مرام واپس کیا جبکہ رانا کو مایوسی ہوئی تو اسنے جہانگیر کا دامن پکڑا اور مہابت خان کا توسل ڈھونڈا
مہابت خان کے کہنے سے جہانگیر نے رانا کی درخواست کو قبول کیا اور سلطان خرم کو اپنے دستخط خاص سے لکھا کہ آن گرامی
فرزند سعادت یار رضا جوے اقبال مند بداند کہ خرسندی و خوشنودی خاطر ارجمند ما را در ضمن قبول این معنے شمرده دیده و
دانسته از استیصال رانا درگذرد و یکبارہ در صدد دلجوئی او شده دقایق ملتمسات او را بدرجۂ اجابت رسانند چنانچہ
مجرد رسیدن فرمان قضا نفاذ جہان بخشی او شوده ولایتش را بدستور معهود برقرار دارد و پسر صاحب ٹیکہ او را در رکاب
ظفر انتساب گرفتہ متوجہ درگاه والا شود فقط

اس فرمان جہانگیری کے موافق سلطان خرم نے رانا کی عرض کو قبول کیا رانا نے اپنے خالو شبھ کرن اور مقرب کرن
اور اپنے معتمد خاص ہرداس جھالا کو درگاه والا مین روانہ کیا اور وہ راے رایان کی معرفت
سلطان خرم سے ملے جنسے کہا کہ مین رانا کو ان شرایط سے پناه دیتا ہون کہ رانا خود مجھسے ملے اور اپنے جانشین
بیٹے کرن کو بادشاہ کی خدمت مین بھیجے اور جب وہ بادشاہ کے پاس سے ہوکر اپنے وطن مین آے تو اسکا بیٹا ایک ہزار
سوار کے ساتھ موکب والا کی ملازمت کرے یہ دقیقہ عہد و پیمان درست ہوا مولوی ذکاء اللہ نے تاریخ ہندوستان مین
تحریر کیا ہے کہ وه زعفرانی علم جو آٹھ سو برس پہلے گہلوت راجپوتونکے سر پر آزادانہ بلند ہوتا تھا اب وه شاہزاده خرم کے
آگے پست ہوا - جہانگیر اپنے تزک مین کہتا ہے -

جبکہ رانا کو پوری اطمینان حاصل ہوگیا تو وه مع اپنے بیٹونکے سواے ولیعہد کے روز شنبہ ۲۶ ماه بہمن کو آداب اور توره
کے ساتھ جیسا کہ بجا لانا اسکا دستور ہے شاہزادے کی خدمت مین حاضر ہوا ایک بڑا لعل شاہزادے کی نذر کیا اور
سات عمده ہاتھی جو انکی گرفتاری سے بچے ہوے تھے اور اچھے تھے اور نو گھوڑے اور جڑاؤ ہتھیار بھی پیش کیے
جسوقت رانا نے خرم کے پاؤن پکڑکر عذر تقصیرات کرنا چاہا تو شاہزادے نے رانا کا سر اٹھاکر گلے سے لگا لیا اور نہایت
عطوفت کے ساتھ باتین کین جس سے اسکو تسلی ہوگئی اور خلعت اور شمشیر مرصع اور گھوڑا با زین مرصع اور فیل خاصہ
اسلام نقری بخشا بلکہ اپنا ملبوس خاص بھی دیا جسمین کی پگڑی اتبک اودیپور کے گلاب باغ کے میوزیم مین رکھی ہوئی
ہے رانا کے ساتھ اسکے تین بیٹے بھیم - سورج مل و بگھا اور دو بھائی سہسہ اور کلیان بھی حاضر ہوے تھے رانا مرد سنجیده
معقول متین اور کم سخن تھا عمر اسکی تخمیناً پچاس سال کی ہوگی بیٹے جوان تھے خصوصاً بھیم قوی ہیکل شجاع تھا رانا کے
دونون بھائیون اور تینون بیٹون اور پانچ بڑے سردار ونکو بھی اسپ و خلعت اور خنجر مرصع اور دوسرے چالیس
سردار ونکو اسپ و خلعت اور پچاس کو صرف خلعت دیے گئے تھے شاہزادے نے رانا کو بیٹھنے کا حکم دیا - داہنے بازو
گجرات کے صوبہ دار عبد اللہ خان اور اسکے بعد جودھپور کے راجہ سورج سنگھ کو نشست ملی اور شاہزادے کے بائین طرف

رانا امرسنگھ اور اُسکے بعد دوسرے سرداروں نکو بیٹھنے کی اجازت ہوئی۔ رانا شاہزادے کے سلام و آداب کو گوگندے
کے مقام پر حاضر ہوا تھا شاہجہان نامے مین محمد امین نے لکھا ہے کہ اس لعل کا وزن ساڑھے سات مثقال کا تھا
اور رنگ بھی عمدہ تھا اور کسی قسم کا عیب نہ تھا اُس زمانے مین وزن اور بے عیبی اور خوش رنگی مین مشہور تھا (مثقال
کا متعارف وزن ساڑھے چار ماشہ ہے اس حساب سے پونے تین تولہ اور پون ماشہ بھر ہوا) جہانگیر اپنے تزک مین کہتا ہے
کہ جوہری اس لعل کی قیمت ساٹھ ہزار روپے کوتتے تھے جسقدر تعریف اس لعل کی سنی جاتی تھی ویسا درحقیقت نہ تھا
وزن اسکا آٹھ ٹانک کا تھا (ٹانک بعض کے نزدیک مثقال کا ہموزن ہے اور بعض کے نزدیک ۴ ماشہ ہے) سابقاً
راو مالدیو راٹھور والی جودھپور کے پاس یہ لعل تھا مالدیو کے بعد اُسکے بیٹے چندرسین کے قبضے مین آیا اُسنے اپنی
پریشانی اور ناکامی کے زمانے مین رانا اودے سنگھ کے ہاتھ فروخت کردیا اودے سنگھ کے بعد رانا پرتاپ کے ہاتھ مین
آیا اور پرتاپ سے امرسنگھ کو پہونچا امرسنگھ کے پاس اس سے بڑھکر کوئی چیز نہ تھی اسلیئے سلطان خرم کی ملازمت کے وقت
یہی نذر کیا بادشاہ نے اس لعل مین یہ عبارت نقش کرادی یہ سلطان خرم در حین ملازمت رانا امرسنگھ پیشکش نمود
بندگان حضور پرنور نواب سید حامد علی خانصاحب بہادر والی دارالسرور رامپور ملک روہیلکھنڈ مجھسے فرماتے تھے کہ
مہاراجہ مادھو سنگھ دوم اُنسے کہتے تھے کہ یہ لعل ہمارے خزانے مین موجود ہے بادشاہ نے ہمارے ایک بزرگ کو بخشدیا
تھا یہ جے پور کے مہاراجہ صاحب رامپور آکر نواب صاحب بہادر کے مہمان رہے تھے۔ ہندوستان کے راجون
اور زمینداروں نکا دستور تھا کہ اپنے ولیعہد کو اپنے ساتھ بادشاہ کے حضور مین نہین لے جایا کرتے تھے اسلیے امرسنگھ کا
ولیعہد کرن بھی شاہزادے کے پاس امرسنگھ کے ساتھ نہ آیا۔ شاہزادے سے رخصت ہوکر رانا چلا گیا شاہجہان نامے
بن محمد امین کہتا ہے کہ رانا کے ملک و دولت کو شاہی لشکر نے اتنا تباہ کیا تھا کہ اُسکے ولیعہد کرن کے سامان روانگی
کی تیاری کے لیے روپیہ نہ تھا راج مین نہایت عسرت پیدا ہوگئی تھی سرانجام سامان سفر کے لیے شاہزادے نے
پچاس ہزار روپے بخشے جب تہیہ اسباب ہوا چونکہ شاہزادے کی روانگی اسی دن مقرر تھی اسلیے بعجلت تمام کنور کرن
شاہزادے کے پاس حاضر ہوگیا۔ شاہزادے نے اسکو بھی خلعت فاخرہ اور شمشیر اور خنجر مرصع اور طلائی زین کے ساتھ گھوڑا
اور فیل خاصہ عنایت فرمایا اور اُسکو ہمراہ لیکر بادشاہ کے حضور مین چلا گیا ۲۰ محرم ۱۰۲۴ھ ہجری کو اجمیر مین بادشاہی لشکر
مین داخل ہوگیا۔ شاہزادے نے بادشاہ کو سلام و آداب کرنے کے بعد عرض کیا کہ اگر حکم ہو تو کرن کو سعادت سجدہ اور
کورنش کے لیے حاضر کیا جاے حکم ہوگیا بخشیون نے اسکو آداب مقررہ کے ساتھ حاضر کیا کورنش کے بعد کرن نے سجدہ
کیا (دیکھو تزک جہانگیری) اور سلطان خرم کی سفارش سے بادشاہ نے کرن کو سیدھی طرف کی صف مین سب سے
اول کھڑا ہونے کا حکم دیا بادشاہ کہتا ہے کہ چون بدست آوردن دل کرن کہ وحشی طبیعت و مجلس نادیدہ در کوہستان بسر بردہ
بود ضرور بود بنابر آن ہر روز مرحمتے تازہ مے نمودم چنانچہ دوسرے دن کی حاضری کے بعد خنجر مرصع مرحمت ہوا اور
تیسرے دن اسپ خاصہ عراقی مع زین مرصع اُسکو بخشا اور محل شاہی کی ڈیوڑھی پر بھی کرن نے اُس دن
حاضر ہوکر نور جہان بیگم کی طرف سے خلعت فاخرہ اور شمشیر مرصع اور گھوڑا اور فیل خاصہ پایا۔ بادشاہ نے ایک

مالا مال مروارید کرن کو بخشی اور بادشاہ کو یہ منظور ہوا کہ ہر قسم کی چیز اسکو دیجائے اسلیے ایک دن تین باز اور تین جرے بخشے اور ایک شمشیر خاص اور ایک بکتر اور ایک جوشن خاص اور دو انگوٹھیان دین ان مین سے ایک انگوٹھی پر لعل جڑا ہوا تھا اور دوسری پر زمرد۔ پھر ایک دن حکم دیا کہ ہر قسم کا کپڑا اور قالین اور نمدہ اور تکیہ اور ہر قسم کا عطر اور سونے کے ظروف سونخوانون مین رکھکر احدیون کے ہاتھون اور سرون پر رکھوا کر دیوان خاص و عام مین لاکر مع دو گجراتی پہلوان کے کرن کو بخشے گئے۔ آٹھوین صفر ۱۰۲۴ ہجری کو کرن کو پنجہزاری منصب ذات و سوار کا عطا ہوا اور ایک سمرنی کی تسبیح مروارید و زمرد جسکے درمیان لعل تھا ہندی مین سمرن کہتے ہین کرن کو بخشی۔ ایکبار شکار مین کرن سے بادشاہ نے فرمایا کہ اس شیرنی کے تو بہان کسے حکمیہ گوی لگا دو کرن نے اسکا عرض کیا کہ مجھکو ایک بندوق خاصہ مرحمت ہو چنانچہ اپنی خاص تفنگ رومی اسکو بخشدی پھر ایک دن تین گھوڑے اور قبلے پرم نرم خاص اور بارہ ہرن اور دس سکتے کرن کو دئے ایک دن چالیس گھوڑے اور ایک دن اکتالیس گھوڑے اور ایک دن اکیس گھوڑے بخشے تین دن مین ایک سو سے زیادہ گھوڑے اسے مرحمت ہوئے اور ۱۰ سنہ جلوس کو اپنے وطن کی طرف رخصت کیا گیا اسوقت اسکو خاصے کا گھوڑا اور ہاتھی اور خلعت اور موتیونکی کنٹھی جسکی قیمت پچاس ہزار روپیہ تھی اور خنجر مرصع جسکی لاگت مین دو ہزار روپے آئے تھے اسکو بخشے گئے غرض کہ کرن کی ملازمت سے واپسی تک جو چار مہینے بعد عمل مین آئی تمام بادشاہی انعام دو لاکھ روپے نقد اور سو سے زیادہ گھوڑے اور پانچ ہاتھی تھا اور خرم نے جو کچھ بار اسکو دیا وہ علیحدہ ہے اسی سال کرن کا بیٹا جگت سنگھ حاضر دربار ہوا اور نوازش شاہانہ سے مالا مال ہوکر اپنے اتالیق ہرداس جھالا کے ساتھ وطن کو واپس گیا رخصت کے وقت بادشاہ نے خلعت کے ساتھ بیس ہزار روپیہ نقد ایک گھوڑا ایک ہاتھی بیش قیمت شال جگت سنگھ کو اور پانچہزار روپیہ نقد ایک گھوڑا اور خلعت ہرداس جھالا کو مرحمت کیا ۱۱ سنہ جلوس مین کنور کرن پھر حاضر دربار ہوا اور چیندروز بلکہ خلعت و انعام و اکرام سے مفتخر ہوکر واپس چلا گیا امراے ہنود مین لکھا ہے کہ ۱۱ سنہ جلوس مین جہانگیر نے رانا امر سنگھ اور کرن کی صورتین کے سنگ مرمر کے بت تیار کرکر قلعۂ آگرہ مین جھروکہ درشن کے نیچے پائین باغ مین نصب کراے تھے ان بتون کا قلعے مین کوئی نشان بھی نہین پایا جاتا۔

۱۳ سنہ جلوس مین جب جہانگیر گجرات سے واپس آرہا تھا تو رانا امر سنگھ اور کرن دونون ملازمت مین حاضر ہوئے اس مہم کے بعد۔ رانا ے اودیپور اور سلطنت دہلی مین پھر کوئی مخالفت کا واقعہ ظہور مین نہ آیا رانا امر سنگھ بات کا پورا تھا پھر اسنے فرمانبرداری کے دائرے سے قدم باہر نہ رکھا بلکہ جب خرم کی ملازمت مین حاضر ہوا تھا اور عفو قصور کی التجا کی تھی تو اپنے بیٹے بھیم کو شاہزادے کی مصاحبت مین داخل کر دیا تھا بھیم نے شرافت اطوار اور اعتبار کے جوہر سے منتخب ہوکر شاہزادے کے مزاج مین ایسا دخل پیدا کیا کہ اسکی سرکار کی بہت سی خدمتین اسکے سپرد ہوگئین زمینداران گجرات کی تنبیہ اور مہمات دکن اور گونڈوانہ وغیرہ مین اس سے کارہاے نمایان ظہور مین آئے۔ جب ولایت دکن مین سردارونکی تجویزون اور صاحب صوبہ کی جیلداری سے کچھ نظم و نسق نہ ہوا تو بادشاہ نے اس مہم پر بھی

سلطان خرم کو بھیجا وہ سلخ شوال سنہ ۱۰۲۵ ہجری کو دکن کو روانہ ہوا جب اسکا لشکر رانا کی سرحد مین آیا تو امر سنگھ اسکی ملازمت وسلام کو آیا اور بعد مراسم نذر وخلعت وہ اپنے وطن کو رخصت کر دیا گیا اور اپنے پوتے جگت سنگھ کو ہزار سوار وسکے ساتھ شاہزادہ خرم کی ہمراہی کے لیے بھیجا -

صلح کے بعد امر سنگھ پانچ برس زندہ رہا - اسکے انتقال پر بادشاہی طرف سے کنور کرن سنگھ کے نام خلعت اور فرمان اور ہاتھی اور گھوڑا وصول ہوا اور اسکے چھوٹے بھائی بھیم اور بیٹے جگت سنگھ کو جو بادشاہی دربار مین حاضر تھے خلعت تعزیت عنایت کئے گئے سبل سنگھ رانا امر سنگھ کا پوتا اول شاہزادہ دارا شکوہ کی سرکار مین ملازم تھا ۲۳ سنہ جلوس مین ملازمان شاہجہانی مین منسلک ہوکر منصب دوہزاری ذات ہزار سوار پر مفتخر ہوا اور ۲۵ سنہ جلوس مین پانصدی کا اضافہ ہوکر علم مرحمت ہوا اور مہم قندہار مین تعینات ہوا ۲۶ سنہ جلوس مین دارا شکوہ کے ساتھ دوبارہ مہم قندہار پر روانہ ہوا عالمگیر کے عہد مین کھجوہ کی لڑائی مین شریک تھا اسکے بعد خان خانان میر جملہ کے ہمراہ آسام مین متعین ہوا -

## ۵۷ - رانا کرن سنگھ دوم

سمبت ۱۶۷۶ مطابق سنہ ۱۶۲۰ع مین اپنے باپ کے بعد مسند پر بیٹھا اسکے وقت مین ہر طرح امن رہا کیونکہ جہانگیر سے تو صلح ہو جانے کے سبب کسی بادشاہی فوج کی چڑھائی کا خطرہ نہ تھا اور ملکی سرکش اگلی لڑائیون سے کمزور ہو چکے تھے - رانا نے بے فکری سے اودیپور کی شہر پناہ اور رہنے کو نئے محل تیار کرائے پچھولا تالاب کے بڑے بند دیوال کی مرمت کرائی یہ سب چیزین ابتک موجود ہین -

جہانگیر کے آخر عہد مین جبکہ شاہزادہ شاہجہان باغی ہوکر ہر طرف بھاگا پھرتا تھا دیسی لوگ کچھ عرصے تک اسکا یہان چھپکر رہنا بیان کرتے ہین لیکن کسی فارسی تاریخ مین یہ ذکر نہین ملا -

البتہ اتنا ملتا ہے کہ جب شاہجہان باپ سے باغی ہوکر لڑتا بھڑتا پھرتا تھا تو اسکے ساتھ کرن سنگھ کا بھائی بھیم بھی تھا شاہجہان بادشاہی سپاہ سے دبتا ہوا آلہ آباد کیطرف متوجہ ہوا اور آخر اردی بہشت مین پٹنے مین داخل ہوا اور وہان سے جونپور اور آلہ آباد کے قصد سے کوچ کیا جب وہ جونپور مین آیا تو یہان اسکو مخبرون نے خبر دی کہ ایک فوج جرار شاہی بسرکردگی سلطان پرویز اس جانب کے لئے نامزد ہوئی ہے جب افواج شاہی قریب آ گئی تو بنگالے کے تمام زمیندار مع توپ و تفنگ فرار ہوئے شاہجہان کے لشکر کے بہادر خاصکر بھیم معرکہ مصاف خالی چھوڑنے پر راضی نہ ہوئے اور رزم کا ارادہ مصمم کیا دونون طرف سے تیر و تفنگ کے پیغام آنے جانے لگے بہت دیر تک مقاتلہ و مجادلہ ہوتا رہا آخر تھوڑے سے عرصہ مصاف کے خانہ جات کو دار البقا حیات جانکر بھیم اپنے چند راجپوتونکے ساتھ بادشاہی لشکر کو چیرتا پھاڑتا مارتا دھاڑتا سلطان پرویز کے سامنے پہونچ گیا اور ستائیس زخم کھاکر جان دیدی

تاریخ چغتائی مین سید محمد شفیع متخلص بہ وارد طہرانی نے لکھا ہے کہ شاہجہان دکن مین ملک عنبر کی حراست مین تھا - جسوقت جہانگیر کے مرنے کی خبر ملی شاہجہان نے اپنے آپکو بیمار بنا کر موت کی خبر اوڑادی لاش قلعے سے باہر آئی تو اٹھ بیٹھا اور جب سنہ ۱۰۳۷ ہجری مطابق سنہ ۱۶۲۷ع مین گجرات کی طرف سے دار الخلافہ آگرے کے

ارادے سے راناکے ملک مین آیا تو راناکرن نے از روے اخلاص وعقیدت استقبال کیا اور ۴ جمادی الاولے کو مقام گوگندہ مین ملازمت کی جہان پہلے اسکے باپ رانا امرسنگہ نے ملازمت کی تھی بادشاہ نے رانا کو پنجہزاری ذات اور پنجہزار سوار کا منصب دیا اور اسکے ملک کو بحال رکھا جگت سنگہ باپ کے ساتھ تھا بادشاہ نے حکم دیا کہ ایک ہزار سوار کے ساتھ مہم دکن مین خدمت بجالاے اور بادشاہ داخل ہوتا ہوا اجمیر کیطرف چلا گیا۔
راناکرن سنگہ امن وآرام سے آٹھ برس راج کرکے فوت ہوا۔ وہ بہادر۔ نیک طبیعت اور ماتحتون کو خوش رکھنے والا رئیس تھا۔

## ۵۸۔ راناجگت سنگہ اول

سمبت ١٦٨٤ مطابق ١٦٢٧ء مین گدی پر بیٹھا اسکے لیئے بادشاہی طرف سے ٹیکہ کا سامان اور خلعت راجہ بیرنراین بڑگوجر لایا اور بادشاہ نے رانا کو منصب پنجہزاری ذات پنجہزار سوار سے سرفراز کیا رانا نے ۳ سنہ جلوس شاہجہانی مین کلیان جہالا کے ساتھ پیشکش ارسال کیا بادشاہ نے خلعت فاخرہ اور اسپ و فیل مع ساز وسامان کے ارسال کیا ۹ سنہ جلوس مین پھر پیشکش ارسال کیا اور خلعت و شمشیر وسرپیچ مرصع دربار سے روانہ کیا گیا سنہ ۱۷ اور ۱۸ جلوس شاہجہانی مین راج کنور راناکا بیٹا پیشکش لیکر حاضر دربار ہوا اور انعام واکرام سے سرفراز ہوا۔ اسوقت امن کے سبب ملک نے زیادہ خوشحالی پیدا کی ریاست کے پرانے مقامات درست کئے گئے اور کچھ نئے تیار ہوئے پچھولا تالاب کے اندر جو شہر اودیپور کے تمام مغربی طرف پھیلا ہوا ہے سب سے بڑی ٹیکری پر جگ مندر نام محل بنوایا جو گرم موسم مین عمدہ سمجھا جاتا ہے۔ سمبت ١٧٠٦ مطابق ١٦٤٩ مین رانا یا مرا گیا جاتے وقت نربدا کی طرف شاہی آدمیون سے کچھ تکرار ہوگئی۔ شاہجہان ١٠٦٣ ہجری مین جب اجمیر جاتا تھا تو اُسنے سنا کہ جہانگیر کے زمانے مین جو رانا کو منع کیا گیا تھا کہ وہ اور نہ اُسکی اولاد قلعہ چیتوڑ کی شکست وریخت کی مرمت کرسکین ان دنون مین رانا جگت سنگہ نے جرأت کرکے جہانگیر کے قول پر لحاظ نہین کیا۔ ابدال بیگ کو حکم ہوا کہ وہ قلعہ کو دیکھ کر آے اُسنے جاکر دیکھا اور آکر عرض کیا کہ غرب کی طرف کے جو ساتون دروازے تھے کہ بایان قلعہ سے مرتب بہ مرتبہ بنائے گئے تھے اور دورو ایام کے سبب سے بوسیدہ ہوگئے تھے اور جا بہ جا سے ریختہ انمین سے بعض کو رانا نے نہایت مضبوطی کے ساتھ بنایا ہے اور بعض کی مرمت کی ہے اور بعض مقام مین کہ جہان سے برآمد ہونا مشکل تھا ایک مضبوط دیوار کوہ کی بلندی پر نظر کرکے آٹھ گز سے ۱۲ گز تک اونچی اور ساڑھے تین گز کے عرض کی بنائی ہے اور ایک برج دبالا برج جو اکبر کے عہد مین مسمار ہوا تھا نہایت مضبوط جسکا قطر ۲ گز اور ارتفاع تین گز ہو بنایا ہی بادشاہ نے حکم دیا کہ سعد اللہ خان تیس ہزار سپاہ ساتھ لیکر وہان جاے اور قلعہ کو منہدم کرے اور اگر رانا خواب غفلت سے بیدار اور مستی سے ہوشیار نہ ہو اور اطاعت نہ کرے تو اُسکے ملک کو غارت کرے جب لشکر شاہی تعین ہوا تو رعایا سے ملک فرار ہونے لگی اور شہر اودیپور کا یہ حال ہوا کہ کوئی مہاجن اور دوکاندار باقی نہ رہا سب اپنا اپنا مال وسامان لیکر پہاڑون مین گھس گئے رانا نے بھی اپنے اہل وعیال اور ریاست کے

سامان کو پہاڑ مین بھیجدیا اور ملک مین تزلزل اور تفرق پڑگیا شہر مین صرف رانا کے سپاہی رہ گئے اور رانا نے خوف وہراس سے تملق و چاپلوسی کرکے دارا شکوہ کے پاس اپنے وکیلو نکی معرفت پیغام بھیجے اور شاہزادے کی سفارش سے بادشاہ نے حکم دیا کہ رانا اگر اپنے صاحب ٹیکہ بیٹے (ولیعہد) کو درگاہ والا مین بھیجدے اور آئین پیش کش کے موافق ہزار سوار اپنے کسی رشتہ دار کی ماتحتی مین دکن مین حاضر رکھے تو اُسکا قصور معاف ہو جائیگا اور نہین تو لشکر اُسکی سرزمین مین جاکر تمام راجپوتونکے خانمان برباد کریگا۔ رانا کے پاس چندربھان قوم برہمن اور کئی معزز راجپوت سردار بھیجے گئے یہ شخص اول شیخ عبدالکریم کے ساتھ جسکے اہتمام سے آگرے کا قلعہ تعمیر ہوا تھا متعین تھا پھر علامی افضل خان وزیراعظم شاہجہان کی سرکار مین دیوان مقرر ہوا افضل خان کے مرنے کے بعد دارا شکوہ نے اپنے پاس لے لیا علامہ سعداللہ خان کے انتقال کے بعد شاہجہان نے خطاب راے سے مفتخر کرکے دفتر شاہی کا میرمنشی مقرر کیا۔ ۱۰۶۸ ہجری مین وفات پائی ہے برہمن تخلص کرتا تھا یہ شعر اُسی کا ہے۔

مرا دلے ست بکفر آشنا کہ چندین بار     بکعبہ رفتم و بازش برہمن آوردم

**ولہ**

ببین کرامت بتخانۂ مرا اے شیخ     کہ چون خراب شود خانۂ خدا گردد

چندربھان کے منشآت مین اسکے متعلق ہم عرضداشتین نظر سے گذری ہین۔

پہلی عرضداشت مین لکھا ہے کہ غلام حضور (بادشاہ) سے مرخص ہوکر دوشنبہ ۲۱ ذیحجہ ۲۷ سنہ جلوس کو اودیپور پہونچا رانا نے اُس جگہ تک جو استقبال کے لیے مقرر ہے پیشوائی کی اور فرمان والا اور سرپیچ مرصع سے مشرف ہوا اور مجھ سے گلے ملا اور تواضع کے ساتھ پیش آیا اور راستے بھر بات کرتا اپنے محلات تک لے گیا وہانسے رخصت کردیا دوسرے روز خلوت مین بلاکر اپنے معتمد آدمیون کے سامنے احکام تعمیلی کا مضمون معلوم کرنا چاہا اور کہا کہ میرے جرائم اور تقصیرات کو بتانا چاہیے۔ بندے سے جوکچھ حضور نے زبانی ارشاد فرمایا تھا وہ بے کم وکاست اول سے آخر تک اُس سے کہدیا اور سمجھایا کہ اسوقت کلمات ہوش افزا دلجوئی کے ساتھ حواس ظاہر و باطن درست کرکے سن لو اور اپنی تقصیرات کو ذہن نشین کرلو (۱) بڑا قصور قلعہ چتوڑ کی مرمت کرنا ہے جبکہ بادشاہ آفاق نے اُسکو بزور شمشیر فتح کرکے بالکل خراب و مسمار کردیا تھا اور پہلے دن یہ شرط قرار پائی تھی کہ اب اُس قلعہ مین کوئی مکان نہ بنایا جاے جو حالت اسوقت ہے وہ بحال رہے کام بالکل بند رہے اور کسی قسم کا تصرف اُسمین نہ ہو اُس حکم کا تم نے پاس ولحاظ نرکھا اُس عہد مؤکد کو بھول گئے چشم بصیرت کو بند کرکے اور اس کام کی قباحت پر نظر نہ کرکے قلعہ کے بنانے اور اُس مین مکانات کے تیار کرنے مین مصروف ہوگئے تم اپنے باپ کی زندگی سے اس کام کے مشورے مین شریک تھے اور باپ کے بعد بھی قلعو کی تیاری مین مصروف رہے اس سے زیادہ کونسی تقصیر ہوسکتی ہے کہ خلاف حکم و عہد کے کام کرنا۔

(۲) جس زمانے مین بادشاہ دارالسلطنت اکبرآباد (آگرہ) سے ایک مہم کی وجہ سے دور و دراز مقام پر

گئے ہوئے تھے تم او دیپورسے پیادہ و سوار کی بھاری جمعیت لیکر بادشاہی ملک مین چلے گئے اور اُسکا نام پاترا اور اشنان رکھا اسکو کس بات پر حمل کرنا چاہئے بادشاہ ہونکے نزدیک ملکی معاملات مین یہ بڑا قصور ہے۔

(۳) سب پر یہ بات ظاہر ہے کہ بادشاہت ہندوستان ہفت اقلیم کے آدمیون کا مرجع ہے آج عراق۔ خراسان۔ ماوراالنہر۔ بلخ۔ بدخشان۔ روم شام اور کاشغر وغیرہ کے امرا اور عالی رتبہ آدمی اس درگاہ مین کمربستہ حاضر رہتے ہین دنیادارا ن دکن کی کیا حقیقت ہے جو رعایا ہین ہر ماہ و سال مین طبقہ طبقہ ہر قسم کے آدمی ہر طرف سے درگاہ معلےٰ مین آتے ہین اور مناصب و مراتب پر سرفراز ہوتے ہین جسکو کہین بھی جگہ نہین ملتی وہ یہان آکر مرتبے کو پہونچ جاتا ہے جو کوئی یہان سے وابستہ ہوجاتا ہے پھر اُسکا جی کسی دوسری جگہ جانے کو نہین چاہتا اور اگر کسی کو جانے کی ضرورت پیش آتی ہے تو بادشاہ سے اجازت حاصل کرکے دوسری جگہ جاتا ہے بغیر اسکے نہین جا سکتا جو کوئی اپنی بدنصیبی کی وجہ سے اس سرکار والا سے چلا جاے یہ مناسب نہین کہ دوسرے اُسکو رکھین پس جو لوگ بادشاہ کی بندگی اختیار کرکے منصب و جاگیر پر سرفراز ہوئے ہین اور بادشاہی بندون مین داخل ہو جاتے ہین اُنہین سے بعض کے ذمے سرکار والا کا مطالبہ باقی ہوتا ہے اسلیے حضور سے اجازت حاصل کئے بغیر اپنی جہالت سے چلے جاتے ہین ایسے لوگون کو تم نے اور تمھارے باپ نے رکھ رکھ لیا اور اپنے یہان کا مدار علیہ بنا لیا اور اس الزام کی جوابدہی سے نہ ڈرے یہ کیسی قصور کی بات ہے۔

(۴) مہم قندھار کا معاملہ جب واقع ہوا تو تم نے اُسوقت اپنی جماعت شرکت کو بھیجی جسکا عدم وجود برابر تھا۔

(۵) دکن مین جو تمھاری طرف سے ہزار سوار بادشاہی سپاہ کی امداد کے لیے رکھنے کا دستور مقرر ہے تمنے وہان بہت تھوڑے سوار بھیجے یہ کیسی تمھاری اخلاص مندی ہے کہ ضرورت کے وقت کوتاہی خدمت مین کی۔ اس سے زیادہ قصور کونسا ہوگا۔

چونکہ یہ قصورات تم سے سرزد ہوے اور اسوقت بادشاہ کو کسی طرف کی فکر دامنگیر نتھی اسلئے تمھاری تنبیہ و تادیب کے ارادے اور ان جرائم کی پاداش کے قصد سے لشکر کثیر جمع کرکے اجمیر کو تشریف لائے اور زبردست لشکر کو چوڑ کی طرف متعین کیا بادشاہ نے یہ ارادہ کر لیا ہے کہ یارانا اگر ہماری ملازمت سے مشرف اندوز ہو یا اُسکو قرار واقعی سبق دیا جاے۔ جو کچھ اُسکو تکلیف پہونچے گی یہ اُسکے اعمال کا بدلہ ہوگا اس عرصہ مین تمھارے آدمی پہونچے اور تمھاری جانب سے عفو تقصیرات کی درخواست کی اسلیے بادشاہ نے اپنی رحمدلی سے یہ خیال کیا کہ تمھارے پرانے خاندان کا استیصال نہ کیا جاے صرف فوج جاکر قلعہ کی تعمیرات کو برباد کردے اور یہ اُس صورت مین ظہور پذیر ہوگا کہ تم خود اجمیر جاکر بادشاہ کی خدمت مین حاضر ہو کر معافی چاہو۔ اور جسقدر جمعیت تمھاری طرف سے دکن مین رکھنے کی قرارداد ہے وہ اپنے بھائی کے ساتھ بھیجو صرف کاغذی جمعیت سے کام نہین چلے گا واقع مین جمعیت مقررہ کا موجود ہونا چاہیئے اور پکا وعدہ کرو کہ پھر کبھی کوئی امر خلاف حکم بادشاہ کے تم سے سرزد نہ ہوگا۔ اور پرگنات ضلع اجمیر کے عنایت کرنیکے باب مین

بادشاہ کی جیسی مرضی ہوگی عمل مین آئیگا۔
چندربھان لکھتا ہے کہ مین نے اچھی طرح رانا کے گوش گذار کردیا کہ تمرد اور مخالفت کا انجام تمھارے حق مین اچھا نہ ہوگا اور اپنے کئے کی پوری پوری بادا ش بھگت کر دام الحیات پریشان رہوگے رانا جس کے کان کبھی ایسی تلخ درشت باتون سے آشنا نہ ہوے تھے گھبراگیا اور اُسکے چھکے چھوٹ گئے ہوش وحواس درست ہوگئے اور بہت شرمندہ ہوا سمجھ گیا کہ یہ مجھسے بڑی تقصیرات ظہور مین آئی ہین جب اسکو اپنے قصور و نکا یقین ہوگیا تو نادم تھا معافی چاہکر کہنے لگا کہ اگرچہ اکثر ان تقصیرات مین سے میرے باپ سے ظہور مین آئی ہین مگر مین سب کو اپنے اوپر لیئے لیتا ہون اور عفو کا امیدوار ہون اسکے بعد کوئی قصور مجھسے سرزد نہ ہوگا اطمینان رکھئے اپنے اسلاف سے بھی زیادہ بادشاہ کی بندگی کے راستے مین ثابت قدم رہونگا جسقدر رانا کے مشیر شریک صحبت تھے وہ بھی مان گئے کچھ چون وچرا نہ کی۔ دوسرے دن رانا نے چندربھان کو اپنے پاس بلاکر خلوت مین مشورہ کیا کہ اپنے پسر صاحب ٹیکہ (دیبعد) کو تمھارے ساتھ بادشاہ کی ملازمت کیلیئے بھیج دونگا لیکن تامل یہ ہے کہ شہر کے اور علاقے کے رہنے والے افواج شاہی کی آمد سے ڈر گئے ہین جبکہ لشکر قلعہ کو منہدم کر کے لوٹ جائیگا تو اُسوقت کنور کو اجمیر بھیجونگا چندربھان نے جوابدیا کہ بیٹے کو بھیجنے مین کسی قسم کا وہم نہ کرنا چاہیئے رانا نے جوابدیا کہ میرا دل مطمئن ہے بیٹے کو بھیجنے کے متعلق کوئی فکر نہین لیکن اس ملک کے رہنے والے وحشی ہین وہ ایسی جزئیات کے سمجھنے سے قاصر ہین اسلیئے لشکر کے چتوڑ سے واپس ہونے کے بعد بلا توقف روانہ کردونگا۔ رانا اور اُسکے مشیرون نے بہت سے ردوبدل کے بعد ایک عرضی تیار کر کے بلو کے ہاتھ جو سمجھدار آدمی ہے اور اس معاملے سے بخوبی واقف تھا بادشاہ کی خدمت مین بھیجی جسکا مضمون یہ تھا کہ قلعہ چتوڑ اور بندے کی تمام مملکت سرکار کے ملازمونکی ہے اگر شیخ عبدالکریم دیوان سرکار عالی کو استمالت کے لیئے سرفراز فرمائین تو مین اپنے بیٹے کو اُسکے ہمراہ بھیجدون اور ہزار سوار بدستور سابق دکن مین روانہ کردون۔ رانا اس بات کا منتظر ہوا کہ خبر آئے کہ فوج شاہی قلعہ کو توڑ پھوڑ کر واپس چلی گئی رانا نے بیٹے کی روانگی کا سامان سرانجام دینا شروع کردیا۔ چندربھان لکھتا ہے کہ رگھناتھ سنگھ اگرچہ راجپوت آدمی ہے لیکن معاملہ فہمی اور معقولیت سے خالی نہین وہ اپنی جمعیت کے ساتھ حاضر تھا اُسنے بھی رانا کو خلوت وکثرت دونون مین بخوبی سمجھایا اسکے بعد چندربھان نے لکھا ہے کہ یہانکا میوہ فی الحال بڑا کھیرا ہے جسے اس ملک مین کاکڑی بولتے ہین گنا بھی خراب نہین ہوتا رانا کے باغ سے چند انار لائے تھے اگرچہ سیراب تھے لیکن میٹھے نہ تھے دوپہر کے وقت ہوا تھوڑی سی گرم ہوجاتی ہے لیکن رات کو سردی پیدا ہوجاتی ہے۔ اودیپور کے تمام آدمی بھاگ گئے ہین اور سب کی نظرین اس معاملے کی اصلاح کیطرف لگی ہوئی ہین۔
دوسری عرضی مین چندربھان بادشاہ کے فرمان سے جواب مین لکھتا ہے کہ رانا عنایت شاہی کا منتظر تھا فرمان کے مضمون سے مطلع ہوکر اُسنے کنور کی روانگی کے لیئے تاکید کردی رانا کو کنور کے بھیجنے مین تامل نہ تھا خوف وہراس کی وجہ سے پریشان تھا اور منتظر تھا کہ لشکر چتوڑ سے لوٹ جائے تو اپنے کنور کو روانہ کرے اور

اُسنے روانگی کی ساعت سعید نجومیون سے معلوم کرکے ماہ محرم مین شنبہ کی سات گھڑی رات گذرے مقرر کردی وہ کہتا ہے کہ مین نے اپنی سعادت جانکر حکم عالی کی اطاعت کرلی امید ہے کہ میرے ملک و مال کو کچھ نقصان نہ پہونچے گا اور اپنے بزرگون سے زیادہ رعایت پاؤنگا جس سے ہم چشمون مین سربلندی حاصل ہوگی اور میرا بیٹا جلد واپس ہوکر مجھسے ملے گا۔ چندربھان لکھتا ہے کہ مینے رانا کی تسلی کردی۔

تیسری عرضی سے معلوم ہوتا ہے کہ رانا نے اپنے بیٹے کو ۷ محرم کو شنبے کی سات گھڑی رات گئے اودیپور کے باہر خیمون مین پہونچا دیا اور سامان کی تیاری تیزی سے ہونے لگی لیکن رانا خود اور اُسکے معتمد بھی کہتے تھے کہ جب تک لشکر شاہی چتوڑ کو خراب کرکے واپس نہ چلا جائے گا اُسوقت تک دلجمعی نہ ہوگی اور رعایا بھی اطمینان حاصل نہ کرے گی۔

فرمان شاہی سعد اللہ خان کے نام صادر ہوا کہ رانا نے مراسم بندگی و لوازم فروتنی اختیار کیئن اور اپنے آدمیونکو بھیجکر عہدنامے کے لیے التماس کی اور امان مانگی تو تم کو چاہیئے کہ فقط قلعہ کو خراب کرکے دربار مین چلے آؤ خان مذکور نے فرمان کے موافق عمل کیا۔ قلعہ کی درو دیوار و برج بارہ چودہ روز مین ڈھاکر اور خاک کی برابر کرکے بادشاہ کے پاس چلا آیا۔

چوتھی عرضی مین مندرج ہے کہ جب شیخ عبدالکریم بادشاہ کا فرمان لیکر رانا کے پاس پہونچا اور اُس سے یہ معلوم ہوا کہ لشکر کو واپسی کا حکم دیدیا گیا ہے تو رانا نے جو اسی بات کے انتظار مین تھا اپنے بیٹے کو جو ایک ہفتہ پہلے سے شہر کے باہر خیمون مین مقیم تھا عبدالکریم کے ہمراہ بھیجدیا جسکی عمر چھ سال کی تھی اور یہ سب لوگ یکشنبہ ۱۲ محرم کو اجمیر کی طرف روانہ ہوگئے۔

چندربھان نے اودیپور پہونچکر رانا کو شہر مین مقیم رکھا تھا ورنہ وہ بھی مضطرب الحال ہوکر شہر چھوڑنے والا تھا۔ اور جب رانا کو اطمینان ہوگیا تو پہاڑ سے ولیعہد کو بھی بلالیا تھا شاہجہان نامے مین محمد امین نے لکھا ہے کہ رانا جگت سنگھ کا بیٹا صاحب ٹیکہ جسکا نام راج کنور تھا شاہزادہ دارا شکوہ کے توسل سے اجمیر مین آیا اور شاہزادے کے آدمیون کے ساتھ دربار شاہی مین حاضر ہوا اُسنے سلام کے بعد ایک بڑا ہاتھی جسکا نام رام پرشاد تھا اور چاندی کا زیور پہنے تھا اور نو گھوڑے پیش کش مین نذر کئے اور اسکو بادشاہ نے خلعت و سرپیچ مرصع اور مالائے مروارید قیمتی کی بادشاہ نے اس پسر خردسال کو اپنے پایہ تخت کے قریب بلایا۔ باپ نے ابتک اُسکا نام نہین رکھا تھا بادشاہ نے خود اُسکا نام سبھاگ سنگھ رکھا اور اُسکو وطن کو رخصت کیا۔ رانا جگت سنگھ نے ہزار سوار بسرداری سگت سنگھ دکن کو روانہ کردیے۔

ان راجپوتون کے طریق دنیاسازی سے سبق لینا چاہیئے چھ برس کی عمر کے بچے کا نام نہ رکھتے حالانکہ پیدا ہوتے ہی نجومی طالع کے لحاظ کرکے نام تجویز کردیتا ہے مگر بادشاہ کے خوش کرنے کو یہی ایک فقرہ بنایا۔
اسکے بعد جگت سنگھ سے کوئی جھگڑا نہین ہوا اور وہ ۲۵ برس حکمرانی کے بعد گذر گیا۔

# ۵۹- رانا راج سنگھ اول

سمبت ۱۷۰۹ مطابق ۱۶۵۲ء مین راج کا مالک ہوا - وہ ایک سخت مزاج شخص تھا اُسنے اپنے ایک پروہت اور چارن وغیرہ کو غصے مین مار ڈالا تھا جسکے برا شجت یعنی کفارے مین غیر قوم والونکے مقابل لڑکر مارا جانا عمدہ سمجھا گیا تھا شاہجہان کے عہد مین تو کوئی جھگڑا پیش نہ آیا - بلکہ شاہجہان نے اُسکو منصب پنجہزاری ذات پنجہزار سوار سے سرفراز کیا - عالمگیر کے عہد سلہ جلوس مین اُسکے لیے خلعت وجمدھر مرصع ارسال ہوا - لیکن ۲۲ سنہ جلوس عالمگیری مطابق ۱۰۸۹ھ ہجری ۱۶۷۸ء مین بادشاہ کے خلاف یہ رانا کھڑا ہو گیا اور بظاہر مخالفت کی دو وجہین معلوم ہوتی ہین (۱) جزیہ (۲) اجیت سنگھ جودھپور والے کی حمایت -

عالمگیر نے حکم دیا کہ مطیع الاسلام اور دار الحرب مین تفریق ہونے کے لئے ہنود سے کل صوبجات مین جزیہ لیا جائے جب یہ خبر منتشر ہوئی تو دار السلطنت اور اطراف کے ہنود لاکھون کی تعداد مین جھروکے کے نیچے دریا کے کنارے پر جمع ہوئے اور بہت ضعف نالی کی اور اُسکی معافی کے لیے کہا مگر بادشاہ نے کچھ نہ سنا جب شاہجہان بیماری کے سبب ملکی کاروبار سے لاچار ہو گیا تو اُس کے چار بیٹون مین سے ہر ایک نے بادشاہ بننا چاہا اُن مین سے اورنگ زیب عالمگیر نے سب کو ٹھکانے لگا کر کامیابی حاصل کی اُسنے دکن سے آگرہ آتے وقت رانا راج سنگھ کو خاص دستخطی فرمان ونشان بھیجکر اپنا طرفدار بنانا چاہا لیکن اس بات کو عذر کرکے ٹالدیا گیا -

جب عالمگیر بھائیونپر فتح پاکر زبردست ہو گیا تو رانا نے مصلحت سے اپنے کنور سردار سنگھ کو کسیقدر جمعیت سمیت بھیجدیا اور کچھ جاگیر خیرخواہی مین طلب کی اس مطلب آشنا نے جب کوئی غرض نہ دیکھی تو سوائے پرگنہ مالپورہ کے جسپر رانا نے شاہزادونکی لڑائی کے وقت قبضہ کرلیا تھا زیادہ جاگیر دینے سے صاف انکار کردیا - پھر اسکے بہت مدت کے بعد رانا راج سنگھ نے جودھپور والے اجیت سنگھ پسر جسونت سنگھ کی اعانت شروع کی جسکی تشریح یہ ہے کہ مہاراجہ جسونت سنگھ کابل کے علاقہ جمرود مقام پر مرگیا تو اُسکے ماتحت راجپوت مہاراجہ کی رانیون سمیت بادشاہ کے حکم کے بغیر پشاور سے روانہ ہو گئے راستے مین لاہور کے مقام پر اجیت سنگھ اور دل تھمن دو لڑکے حاملہ رانیون سے پیدا ہوئے دہلی پہونچنے پر بادشاہ نے اسوجہ سے خفا ہو کر انھون نے دریاے اٹک پر بادشاہی محافظونکو قتل کیا اور پروانہ راہداری دکھائے بغیر دریا کو عبور کیا تھا رانیون وغیرہ کو نظر بند کردیا راجپوت سعو کا دیکر اور بادشاہی گارد سے مقابلہ کرکے اور بہت سے مارمر کر معہ اجیت سنگھ سمیت جودھپور پہونچے عالمگیر نے ناگور کے راو اندر سنگھ کو جو مہاراجہ جسونت سنگھ کے بڑے بھائی امر سنگھ کا پوتا تھا راجہ بنا کر جودھپور بھیجا لیکن راٹھوڑون نے اسکو مار کر نکالدیا عالمگیر نے رانا کو فرمان بھیجا کہ باغیون کی حمایت سے دست بردار ہوجاے اور جسونت سنگھ کے بچون کو حوالے کردے رانا کے نہ ماننا اسپر عالمگیر نے جودھپور پر فوجین بھیجین بالآخر رانا منور خان اجمیر کے فوجدار کے ہاتھون اتنا مغلوب ہوا کہ تاب مقاومت نہ رہی رانا نے وکلاے معتبر زبان دان لالچ کو مع پیشکشون اور عرضداشت کے بھیجا اور اطاعت کا اظہار کیا اور جزیہ دینا قبول کیا

زر جزیہ کے عوض مین اپنے ملک مین سے تین پرگنے دینے اور جودھپور والونکی اعانت نہ کرنیکا وعدہ کیا اور عفو تقصیرات کی درخواست کی جیسا کہ منشی ذکاء اللہ صاحب نے تاریخ ہندوستان مین تصریح کی ہے۔

بادشاہ نے خان جہان بہادر کو اس ضلع کے بندوبست اور باقی وصول کرنے کے لیے مقرر کیا آگرے کے مقام پر رانا کا ولیعہد بیٹا جے سنگھ جسکی طلبی کا فرمان بھیجا تھا بادشاہی دربار مین پہونچا جہان سے تھوڑے دنون کے بعد انعام وغیرہ پاکر لوٹ آیا چند روز کے بعد خبر آئی کہ رانا نے پھر تمرد اختیار کیا اور اپنے عہد و پیمان سے پھر گیا خان جہان سے عمدہ انتظام نہ ہوسکا اور اُسنے بادشاہ کو لکھ بھیجا کہ رانا سے اودیپور کی مدد سے راٹھور وغیرہ کل راجپوت شریک ہوکر بڑا فساد کرنا چاہتے ہین رانا نے اپنی فوج بھیم دیو سیسودیہ کی زیر کمان راٹھورونکی مدد پر روانہ کی تھی چنانچہ بھیم دیو بہت تیزی کے ساتھ منزلین کرتا ہوا اضلاع گوڈواڑ مین راٹھورونکی جمعیت سے آن ملا اور اُنکی طاقت کو ایک سے دہ چند کردیا۔

عالمگیر نے ناراضی کے ساتھ راجپوتانہ پر چڑھائی کی اور رجب ۱۰۹۰ہجری مطابق جولائی ۱۶۷۹ء مین رانا اور راجپوتون کی تنبیہ کے لیے اجمیر روانہ ہوا۔ اور اس دفعہ راجپوتونکے مغلوب کرنے مین اپنی ساری فراست وکیاست کو کام مین لایا بادشاہزادہ محمد معظم کے نام حکم صادر ہوا کہ وہ دکن سے اجین مین آئے اور حکم کا منتظر رہے اور بنگالے مین شاہزادہ محمد اعظم کو لکھا کہ بطریق یلغار میرے پاس آجاے۔

جب اجمیر کے قریب بادشاہ آیا تو رانا کی تنبیہ و تادیب کے لیے شاہزادہ محمد اکبر کو ایک بڑی فوج دے کر حسین علیخان بہادر سمیت خاص اودیپور اور مغربی پہاڑونکی طرف بھیجا اور شاہ قلی خان کو منور خان کا خطاب دیا اور اُسکا اضافہ کیا اور امراے کار طلب اُسکے ہمراہ کئے اور اُسکو بادشاہزادے کا ہراول بنایا اس خبر کو سنکر رانا نے اودیپور کو کہ حاکم نشین تھا ویران کیا اور اپنے اہل و عیال و آدمیونکو ہمراہ لیکر دشوار گذار پہاڑون اور درون مین چلا گیا شاہزادہ اکبر مامور ہوا کہ وہ درون مین راجپوتون کے استیصال کے لیے بعض امیرونکو بھیجے اور کچھ دلاورونکو رانا کے ملک اور زراعت کے تاخت و پامالی کے لیے روانہ کرے اور اپنے لشکر کو اطراف جودھپور مین مقرر کرے کہ جہان آبادی دیکھے اُسکو ویران کرے حسن اتفاق سے فوج شاہی کا ایک معزز افسر جسکا نام تہور خان تھا بہادر سپاہیونکا لشکر لیے ہوئے شاہزادہ محمد اکبر کی کمک پر آپہونچا اور سمبت ۱۷۳۷ مطابق ۱۰۹۱ ہجری و ۱۶۸۰ء اسوج سدی گیارس کے روز دونون لشکرونکا مقابلہ ہوا بڑی گھمسان کی لڑائی ہوئی تاریخ پالن پور مین لکھا ہے کہ سیواڑ کا ولیعہد کنور اور اندربھان وغیرہ بہت سے نامی گرامی راٹھور سردار کام آئے جے سنگھ رانا کا ولیعہد تو بعد رانا کے باپ کا جانشین ہوا یہ کوئی دوسرا بیٹا ہوگا ریاست کے مصارف سے بنی ہوئی تاریخ بیر بنود و تحفہ راجستان مین جو سردار سنگھ کا کسی قدر جمعیت کے ساتھ عالمگیر کے پاس بھیجا جانا لکھا ہے شاید وہ مارا گیا ہو۔

ان دنون مین حکم کے بموجب شاہزادہ محمد اعظم بھی چار ماہ کی راہ کو ایک مہینے سے کم مین طے کرکے بریدہ اپنی فوج جنگی کے ساتھ آگیا اُسکو حکم ہوا کہ رانا اور راٹھورونکے تعلقے اور درہاے قلب مین جاکر راجپوتونکے قتل و اسر

کرنے مین کوشش کرے اور فوج تعین کرے کہ رانا کے ملک مین جو غلے کی رسد پہونچتی ہے اسکو بند کرے اور
زراعت نہ کرنے دے رانا کی مدد کے لیے تعلقہ جسونت سنگھ سے ہزارون سوار اٹھوڑا اور راجپوت جمع ہو گئے
افواج شاہی کا مقابلہ شوخی سے کرتے تھے اور کبھی رسد غلہ پر تاخت کرتے تھے بادشاہی چند ہزار سوار و نکو دریاے
قلب کی طرف لے گئے اور انکو چارو نطرف سے گھیر لیا اور بہت سے سوارون اور پیادون کا پتہ نہ لگنے دیا لیکن
آخر کو راجپوت فوج بادشاہی سے مغلوب ہونے لگے۔ راجپوتون نے درونکی سرراہ کو بند کر رکھا تھا اور کبھی کبھی
پہاڑون سے آنکر شاہزادے کے لشکر پر غفلت کی حالت مین شب خون مارتے تھے لشکر بادشاہی خصوصاً منور خان اسکا
جماعت کو تنبیہ کرتا تھا اور ملک کی خرابی اور تبخانون اور عالی عمارات کے مسمار کرنے اور اشجار ثمردار اور باغات کے
کاٹنے اور راجپوتونکے زن و فرزند کے گرفتار کرنے مین جو غارون اور دتون مین چھپے ہوے تھے کوئی کسر باقی نرکھتا
محمد امین خان صوبہ دار گجرات کے نام حکم گیا کہ اپنی فوج کے ساتھ جلد سرحد راجپوتانہ اور احمد آباد کے درمیان استقامت
کرے اور جہان راجپوتونکی خبر سنے اور پتا پائے انکو غارت کرے۔

عالمگیر نے کچھ فوج شیخا واٹی کیطرف کھنڈیلہ کے راجپوتونپر روانہ کی دوسرا لشکر جودھپور بھیجا۔ کھنڈیلہ کے بہت سے
راجپوت بادشاہی فوج سے لڑکر مارے گئے اور انکے مندر توڑ ڈالے گئے۔ راٹھورون نے بھی کئی بار اچھی لڑائی
کی لیکن آخر مین وہ جودھپور سے نکالدیے گئے تب لاچار ہوکر درگداس راٹھور وغیرہ پچاس ہزار سوارون سمیت
اجیت سنگھ کو رانا کی پناہ مین لے آئے ۹ ذیقعدہ کو بادشاہ اجمیر سے اودیپور کی طرف روانہ ہوا۔ عالمگیر نے مانڈل
مین تہور خان کو مقرر کیا رگھناتھ سنگھ کو شیانہ مین متعین کیا اور اندر سنگھ کو ٹہج کی ضبطی کے لیے مامور کیا دھامان اور محکم سنگھ
کو قصبہ پور مین رکھا محمد اکبر میرتہ سے چلکر مقام دیباری مین بادشاہ کے پاس آ گیا اور بادشاہ اودے ساگر تالاب پر
جو اودے پور سے چھ میل مشرقی طرف ہے آپہونچا۔ یہان اسنے کئی مندر اور دیباری کا دروازہ جو گھاٹہ مین
بنا ہوا ہے توڑ ڈالا۔ اودے پور تک میدان خالی پڑا تھا شہر بغیر مقابلہ قبضے مین آ گیا۔ ۱۲ ذیحجہ کو روح اللہ خان اور
یکہ یار خان جگدیس کے بڑے مندر کو توڑنے کے لیے روانہ ہوئے یہان بیس راجپوت اور چارن بارہٹ نرو وغیرہ
لڑکر مارے گئے جو مندر کی حفاظت کو ثواب جانکر بیٹھے ہوئے تھے۔ شاہزادہ محمد اکبر نے اودے پور سے حسین علیخان
وغیرہ کو فوج سمیت رانا کے مقابلے کے لیے بھیجا ماثر عالمگیری مین آیا ہے کہ وہ درے سے گذر کر رانا تک پہونچ گیا
مگر اسکے آنے سے قبل رانا خیمے اور دوسرا اسباب چھوڑکر بھاگ گیا تھا اس سفر مین کثرت سے غلہ لشکریون کے ہاتھ
آیا جس سے ارزانی ہو گئی ساتوین محرم ۱۰۹۱ ہجری کو حسین علیخان خیمے وغیرہ جو رانا سے ہاتھ آئے تھے بیس اونٹونپر
لدواکر واپس آ گیا اور بیان کیا کہ جگدیس کا مندر جو رانا کی حویلی کے سامنے ہے اور شہر کے دوسرے ایک سو تئیس مندر ڈھائے
دونون طرف کے آدمی قتل و زخمی ہوئے عالمگیر کو اودے ساگر پر ان کارروائیونکی خبر ایک تورانی شخص شہاب الدین
دیتا تھا جو کچھ مدت کے بعد دکن کی لڑائیون مین اپنی لیاقت سے غازی الدین خان بہادر فیروز جنگ کا خطاب
اور سات ہزاری ذات سوار کا منصب پاکر بادشاہی فوج کا سپاہ سالار ہو گیا اور جسکے بیٹے قمر الدین یعنے

آصف جاہ نظام الملک چین قلیچ خان بہادر فتح جنگ نے محمد شاہ بادشاہ کے عہد مین دکن کی صوبہ داری کے عوض حیدرآباد کی خودمختار ریاست قائم کی جو ابتک اُسکی اولاد کے قبضے مین چلی آتی ہے ۔

راجپوتون نے میواڑ پر بادشاہ کی توجہ زیادہ دیکھکر دوسرے علاقون مین پاؤن پھیلائے مرآت احمدی مین ہے کہ رانا اپنی گرفتاری کے خوف سے ایک جگہ قرار نہین پکڑ سکتا تھا ایسی حالت مین اُسکے چھوٹے بیٹے بھیم سنگھ نے پہاڑون مین سے نکلکر گجرات کی طرف دھاوا کیا اور بڑنگر اور بسیل نگر اور دوسرے مواضعات کو لوٹ کر واپس چلا گیا ایڈر کا زمیندار جو مارا مارا پھرتا تھا اُسنے راجپوتون کو جمع کر کے ایڈر پر قبضہ کر لیا تاراجی گجرات کی روک کے واسطے بادشاہ نے گجرات کے صوبہ دار محمد امین خان کو جو چیتوڑ مین موجود تھا روانہ کیا ۔ راٹھوڑ مارواڑ مین پھیلے اور بعض نے اجمیر کے علاقے مین لوٹ مار کا ارادہ کیا ۔ اس حالت مین بادشاہ کو دوسرا انتظام کرنا پڑا بڑے شاہزادہ محمد معظم کو اجین سے طلب کر کے اودے ساگر پر اپنی جگہ چھوڑا دوسرے بیٹے محمد اعظم کو چیتوڑ پر رہنے کا حکم دیا اور تیسرے محمد اکبر کو جبکہ کنور جے سنگھ کے رات مین چھاپہ مارنے سے نقصان ہوا مارواڑ پر روانہ کیا خود بادشاہ اس خیال سے کہ راجپوت ہندوستان کی طرف حملے کا ارادہ نہ کرین ۲۴ صفر کو میواڑ کیطرف سے چیتوڑ ہوتا ہوا اجمیر کو لوٹا اور یہان ٹھہرا جب رانا کے معاونون کا کام تنگ ہوا غلہ نایاب کھیتی باڑی متعذر تو راٹھوڑ راجپوتون نے یہ تدبیر و تذویر کی کہ وہ اول شاہزادہ محمد معظم کے پاس گئے کہ اسکو اپنے جرائم کا شفیع بنائین یا بغاوت پر اُسکی رہنمائی کر کے اپنا رفیق بنائین بادشاہزادے نے انکی باتون پر کان نہین لگایا اور نواب بائی والدہ شاہزادہ کو جب اُسکی خبر ہوئی تو اُسنے بھی نصیحت کی اور منع کیا کہ کسی بات مین وہ راجپوتونکی امداد و معاونت سے آشنا نہ ہو اور رانا کے وکیلون کو اپنے پاس نہ آنے دے جب وہ اس شاہزادے سے مایوس ہوئے تو شاہزادۂ محمد اکبر کی طرف رجوع ہوئے ۔

## شاہزادۂ محمد اکبر کی بغاوت

یہ شاہزادہ خاندان اودے پور کی لڑکی کے بطن سے تھا جسکا نام اصلی سری تھا مین نے اس صورت کی تصویر دیکھی ہے چہرہ پتلا اور ناک پتلی اور کھڑی اور رنگ گورا پیشانی اُبھری ہوئی آنکھین بڑی بڑی اور بادامی ٹھوڑی نکلی ہوئی اور ڈھلوان ہے بال سر کے کثرت سے اور بڑے بڑے اور سیاہ ہین قامت دراز ہے حسینون مین شمار ہونے کے قابل نہین ہے ۔

جلال الدین شروانی نے اسکی کیفیت مفصل لکھی ہے یہ عقل مند تھی اسے شب و روز یہ اُدھیڑبن رہتی تھی کہ اسکے بیٹے اکبر کو کسی طرح عالمگیر کی زندگی ہین تخت سلطنت مل جائے اکبر کو چونکہ اُسکی مان کی تعلیم ملی تھی وہ راجپوتونکا بہت خیرخواہ تھا اور ہندوانی مذہب پر بھی اُسکا کبھی کبھی رجحان پایا جاتا تھا بیگم نے ایک دن عالمگیر کے سامنے اس بات پر بڑا زور دیا کہ میرا بیٹا ہر طرح قابل سلطنت ہے حضور اسی کو اپنا جانشین مقرر فرمائین عالمگیر نے ایک بڑا معقول جواب دیا اور وہ یہ تھا کہ سلطنت نہ بڑے بیٹے کا حق ہو سکتی ہے نہ چھوٹے کا جو لڑکا قابل ہوگا سلطنت

لے لے گا سروپی نے عرض کیا کہ حضور کی اس راے سے اتنا کھلتا ہے کہ خونریزی حضور اقدس کو پسند ہے اگر اپنے سامنے ہی ایک بیٹے کو تمکن کر دیا جاے تو میرے خیال مین بہتر ہوگا اور سخت خونریزی نہ ہوگی یہ سنکر عالمگیر نے پھر یہی جوابدیا یہ سچ ہے لیکن اگر وہ لڑکا جسکو تم لائق سمجھی ہو لائق نہوا اور ہمارے بعد تخت کے دعوے دار اُٹھ کھڑے ہوئے تو تم سے کہتا ہون کہ اُسوقت کی خونریزی کو کون روک سکتا ہے جب اکبر بڑا ہوا اور تین جنگون مین کامیاب ہوا تو جودھپور والے سے اکبر کی تخت نشینی کی بابت سروپی نے خط وکتابت کی اور اپنے میکے کو یعنی اودیپور بھی خط لکھا جو خط اُسنے سنسکرت مین جودھپور والے کو لکھا وہ حال جلال الدین نے نقل کیا ہے اسمین تاریخ وغیرہ کچھ نہین ہے ہم اسے دلچسپ جانکر درج ذیل کرتے ہین آپکو معلوم ہوگا کہ میرا بیٹا اکبر بڑا بہادر اور شجاع ہے اُسکی قابلیت۔ لیاقت۔ شجاعت۔ اور تدبیر سے یہ پایا جاتا ہے کہ اُس سے بہتر وارث تخت ہند کا نہین ہوسکتا مگر افسوس یہ ہے کہ عالمگیر اسکو جلتا ہوا دیکھکر ذرا ٹیڑھی نظر سے دیکھتا ہے مجھے خوف ہے کہ کہین عالمگیر کے اور بیٹے اسکو خارج نہ کردین اگر تم میری مدد کرو اور مجھے سہارا دو تو اکبر کو مین اس بات پر آمادہ کرون کہ وہ بزور اپنے باپ سے سلطنت کا خواستگار ہو اگر وہ راضی ہوجائے تو خیر اور نہ راضی ہو تو اُسے گرفتار کر لیا جاے سوا اسکے سلطنت کے حاصل کرنے کی اور کوئی صورت نظر نہین آتی اگر تم نے اکبر کی مدد مین جان لڑا دی تو یہ سلطنت پھر ہندؤنکے ہاتھ مین آجائے گی جودھپور والے نے یہ خط دیکھکر جواب دیا کہ پچاس ہزار راجپوت مین بہم پہونچا سکتا ہون اگر تمھارا بیٹا اکبر جنگ پر آمادہ ہو تو مین اُسکے پسینے کی جگہ اپنا خون بہانا فرض جانتا ہون۔ غرض کہ تذکرہ عالم مین بڑی شرح وبسط سے لکھا ہے کہ اکبر کی بغاوت پر آمادگی مین اُسکی مان کی صلاح کو بھی پوری پوری مداخلت تھی تذکرہ عالم مین اسیطرح لکھا ہے لیکن محمد علی ابن محمد صادق الحسینی نے راحت افزا مین لکھا ہے کہ محمد اعظم شاہ اور محمد اکبر دلرس بانو بیگم دختر شاہ نواز خان صفوی کے بطن سے تھے اودیپوری کے بطن سے کام بخش تھا اور تذکرہ عالم مین دلرس بانو بیگم کے بطن سے صرف شاہ اعظم کی ولادت لکھی ہے۔ اس جملۂ معترضہ کو چھوڑ کر مین بیان کرتا ہون کہ راجپوتون مین درگداس بڑا ہوشیار تھا اُسنے ایک چالاک اور لسان چارن کو پیغام صلح دیکر شاہزادۂ اکبر کے پاس بھیجا اس چرب زبان وحراف چارن نے پیغام صلح ادا کرنے کے بعد کچھ ایسی لچھے دار باتین کین کہ شاہزادہ اُسکی گفتار کا دلدادہ ہوگیا اور ادھر اُدھر کے قصے کہانیون کے ضمن مین جو سبق راٹھورون سے پڑھکر آیا تھا اُسے اپنی خوش بیانی سے اسطرح دوہرایا کہ سادہ لوح شاہزادے پر چارن کی تقریر نے پورا پورا اثر کر لیا اور اُسکے دلمین دشمنون کے ساتھ حسن سلوک اور مراعات کا خیال یہانتک پیدا ہوگیا کہ اپنے مافی الضمیر کو بھی بالکل بھول گیا جب چارن نے دیکھ لیا کہ میرا جادو اچھی طرح چل گیا اور شاہزادہ میرے دام فریب مین گرفتار ہوگیا تو اُسنے اپنی تقریر کا رنگ بدل کر اس ناعاقبت اندیش شاہزادے کو اورنگزیب سے منحرف کرنا شروع کیا اور دو چار خوشامدانہ فقرونکے بعد بولا ابھی تو خدا کے فضل سے ہمارے اقبال یعنی حضرت ظل سبحانی کا سایہ حضور کے سر پر ہے دشمن بھی دوست بنے ہوئے ہین کسیکو اتنی جرات نہین ہوسکتی کہ حضور کیطرف ترچھی نظر سے بھی دیکھے مگر حضور خطا معاف حضور کے بھائی

حضرت یوسف کے بھائیون سے بھی دس حصے بڑھکر ہین جب اسوقت مین کہ محبت شاہنشاہی حضور کی محافظ و طرفدار ہے حضور کو اپنے بھائیون کے مقابلے مین ناکامی رہا کرتی ہے تو جب وہ مطلق العنان ہوگئے تو فرمائیے حضور کا کہان ٹھکانا ہوگا حضور کے بھائیون کے جو خیالات اور جو ارادے ہین وہ کچھ مجھ ہی تک یا حضور ہی تک محدود نہین ہین بلکہ ملک کا بچہ بچہ جانتا ہے کہ وہ کیا کرنے والے ہین حضور کو حفظ ما تقدم کے بے کہنا گویا لقمان کو حکمت سکھلانا ہے لیکن گستاخانہ اتنا عرض کرتا ہون کہ حضور کو اپنے آبا و اجداد کے خیالات اور حالات سے ضرور سبق لینا چاہیے دیکھیے شہنشاہ اکبر نے تالیف اور ہر دلعزیزی کا کیا طریقہ اختیار کیا تھا اور بہادر و وفادار قوم راجپوت کے ساتھ موافقت رکھنے کی وجہ سے کس آسانی کے ساتھ ملک ہندوستان کو مسخر کر لیا تھا اعلے حضرت شاہجہان نے بھی ان ہی جان نثار راجپوتونکی بدولت تخت سلطنت حاصل کیا تھا جسوقت تخت نشینی کی بابت جھگڑے چلے ہین تو زمانہ بھر انکا مخالف تھا اور قابو یافتہ اہل دربار تو اُنکے دشمن جانی ہی تھے مگر راجپوتونکی تلوار اور حکمت عملی نے سب بھائیونکو ایسا نیچا دکھایا کہ پھر اُبھرنے ہی نہ دیا اسیطرح اگر حضور بھی براہ دور اندیشی اس وفا شعار قوم کے ساتھ رشتۂ محبت و اخلاص قائم کرکے تسخیر کا افسون پھونک دینگے تو کیا عجب ہے کہ اورنگ زیب کے جیتے جی آپ ولیعہد سلطنت بلکہ مستقل بادشاہ بنجائین۔

خلاصہ یہ ہے کہ اس پیغام رسان چارن نے دو چار وقت کی حاضر باشی مین اپنی لسانی اور چرب زبانی سے ناتجربہ کار شاہزادے کو اپنی طرف متوجہ کرکے اُسکا دل مٹھی مین لے لیا اور قوم راجپوت کیطرف سے اب شاہزادے کے دلمین اس درجہ محبت پیدا ہوگئی کہ راٹھورون کے ساتھ معرکہ آرائی کا خیال بھی ایسا محو ہوا کہ گویا بالکل تھا ہی نہین۔ اب راٹھورون نے اکبر کو امیدوار کیا کہ راجپوت چالیس ہزار سوار جرار آپکی رفاقت کے لیے اور خزانہ بیشمار آپکے خرچ کے واسطے موجود ہے شاہزادہ یہ سبز باغ دیکھکر بتقاضاے ایام شباب و رہنمونی احباب سے راجپوتونکے دام مین گرفتار ہوا بعض اُسکے ہمراہی بھی اُنکے ہم داستان ہوئے۔ بادشاہزادہ اپنے شفیق باپ شہنشاہ عالمگیر سے بدظن ہوکر علانیہ مقابلے کے لیے تیار ہوگیا۔ ابتدا مین اس خبر کی شہرت اُڑتی ہوئی شاہزادہ محمد معظم کے پاس گئی اُسکو بھائی سے ایک گونہ محبت تھی اُسکو نصیحت آمیز دو خط لکھے۔ باپ کو اپنی عرضداشت مین اس مضمون پر اشارہ کیا کہ راجپوت شاہزادے کے اغوا کے درپے ہین اس سے غافل نہ ہونا چاہیے۔ محمد اکبر کی طرف سے بادشاہ کو کوئی وسوسہ نہ تھا مگر بادشاہزادہ محمد معظم کی بدنامی حسن اہدال مین اس قسم کی ہو چکی تھی اور ابتدا مین جو راجپوت بڑے شاہزادے کے پاس پیغام لائے تھے اسکی خبر بھی بادشاہ سن چکا تھا اُسنے محمد اکبر کے حق مین محمد معظم کی تحریر کو محض افترا جانا اور جواب مین لکھا بہتان عظیم حق سبحانہ تعالے شما را ہمیشہ بر صراط مستقیم رہبری نماید و از آلودگی سخن شنوی بدخواہان محفوظ دارد۔

جب یہ سازش مخفی برملا ہوا اور خیمہ خیمہ مین سب چھوٹے بڑونکو یہ خبر معلوم ہوگئی کہ درگداس تیس ہزار سوار راجپوت لیکر اکبر سے مل گیا اور یہ خبر بھی آئی کہ محمد اکبر نے تخت پر جلوس کیا اور سکہ جاری کیا اور منور خان کو ہفت ہزاری کیا امیرالامرا کا خطاب دیا۔ مجاہد خان اور عمدہ نوکرون کے جو اُسکے ہمراہ تھے اضافے کیے جنمین سے بعض نے مجبور ہوکر قبول کیے اور بعض نے مصلحتًہ نہ قبول کیے سب کی تالیف قلوب کی اور بادشاہ کیطرف لڑنے کے ارادے سے آیا۔

ان دنون بادشاہ کی فوج راجپوتونکی تنبیہ کے لئے محمد اکبر کے ساتھ چلی گئی تھی۔ اسد خان وبہرہ مند خان کے سوا کوئی عمدہ امیر نہ تھا اور کل فوج مع خواجہ سرایون اور اہل دفتر کے سات آٹھ سو سوار تھے اسوجہ سے لشکر مین تزلزل ہوا۔ ایک عجیب ہنگامہ برپا ہوا۔

یہ موقع راجاؤن اور اکبر کے لیے اچھا نکلا کہ وہ ایسی بیخبری وکمزوری کی حالت مین عالمگیر کو بے تعداد راجپوتون کی فوج سے قید کرلین الفنسٹن لکھتا ہے کہ مشکل سے عالمگیر کے پاس ایک ہزار سوار رہ گئے ہونگے اکبر کی بغاوت یا سرکشی صرف باغی راجپوتونکے ورغلانے سے ہوئی تھی ورنہ وہ اپنے باپ کا سب بیٹون سے زیادہ مطیع تھا عالمگیر نے اول بیٹے کو راہ راست پہ لانے کی تدبیر کی اور اسکو نصیحت آمیز خط لکھا مناسب معلوم ہوتا ہے کہ شہنشاہ اور شاہزادے کی اس دلچسپ مراسلت کو اس موقع پہ بلفظہ درج کردیا جاے جو انکے درمیان ہوئی تھی۔

## نقل تحریر دست وقلم خاص عالمگیر کہ بشاہزادہ محمد اکبر بقلم آمدہ ۱۲

فرزند دلبند نور البصر لخت جگر بجان برابر بلکہ از جان عزیز عزیز تر بتوجہات خاص الخاص مستظہر بودہ بداند خدا گواہ است کہ مابدولت واقبال آن فرزند را زیادہ از ہمہ فرزندان عزیز میداشتیم ورفاہیت وآسودگی حال ومآل او ہمہ وقت پیش نہاد خاطر فیض مآثر بود اما او از بے سعادتی خود بحیلہ بازی راجپوتان ابلیس کردار آدم صفت از بہشت آغوش کنار مادر وپدر بدر شدہ آوارۂ کوہ ودشت ادبار گردیدہ تا چہ تدبیر کنم وچہ چارہ سازم از استماع احوال کثیر الاختلال پریشانی وسرگردانی وفلاکت وہلاکت او نہایت غم وغصہ سراپاے خاطر می گردد بلکہ لذات جسمانی ہم تلخ شد سواے آنکہ قطع نظر از عزت وشان وشوکت سلطانی وشاہزادگی ہزار افسوس کہ آن فرزند سادہ لوح را بر جوانی خود ہم رحم نیامد وبر اہل واطفال خود رحم نکردہ خود را بد بدترین حالت در قید وحبس راجپوتان بدنہاد بہائم صورت سباع سیرت در انداختہ ہیچو گوے بچہ گان اختیار گوارا ان افغان وخیزان وگریزان چرخ میزند ازانجا کہ عاطفت پدری نسبت بحال فرزندان ازلی ست ہر چند از ان فرزند تقصیرات عظیم سرزدہ نمیخواہم کہ درخور کردار بسزا رسد

| | | |
|---|---|---|
| گرچہ پسر تودۂ خاکستر ست | سرمہ چشم پدر ومادر ست | |

گذشت انچہ گذشت الحال ہم اگر برہنمونی بخت از کردار ناہموار خود پشیمان گردیدہ بملازمت مشرف شود تا بر صفحہ زلات وتقصیرات او قلم عفو کشیدہ آید وعنایات ونوازشات کہ در خیال نگذرانیدہ باشد در بارہ او جلوہ ظہور گیرد ہر چند ظہور عنایت را شرط حضوری لازم نیست اما چون طشت رسوائی آن فرزند از بام افتادہ صدایش گوش خاص وعام رسیدہ انسب آن ست کہ یک مرتبہ خود را بحضور رسانیدہ ننگ این بدنامی از سر خود ساقط سازد وجمعیت کہ سرکردۂ آن جماعت بود در رفاقت وہمراہی باد ارا شکوہ نمودہ از غایت اشتہار محتاج بیان نیست آن فرزند باعتقاد گفتار آنہا کہ سوداے خام کہ بخیتہ باشد جز پشیمانی نتیجہ دیگر نخواہد دید یقین داند زیادہ توفیق رفیق وراہ راست نصیب باد

# نقل عرضداشت که شاهزاده محمد اکبر در جواب همین فرمان بپادشاه اورنگ زیب عالمگیر نوشته

عرضه حضرت قبله کونین و کعبه دارین

می رساند

اصغر ترین فرزندان محمد اکبر لوازم عبودیت بتقدیم رسانیده بموقف عرض

فرمان والا شان که نامزد اصغر ترین فرزندان گردیده بود در خوشترین زمان و نیکوترین آوان پرتو ورود فرمود آداب فرمان برداری بجا آورده سوادش چون سرمه بصر بصیرت کشیده و از مضمون عنایت مشحونش مطلع گردیده دیده دل را نورانی ساخته آنچه بقلم نصائح رقم مرحمت شیم بنده چند تراوش یافته بود در جواب هر باب شرح مختصر معروض میدارد چون نقص الا مر اگر با نصاف نزدیک شود دور نخواهد بود۔

مرقوم شده بود که ما بدولت و اقبال او را از همه فرزندان عزیزمی داشتیم و او از راه بے سعادتی خود از ین نعمت عظمی بے نصیب بوده خود را در طوفان بے تمیزی افگنده خدیو صورت و معنوی سلامت چنانچه رضا جوهی و خدمت نیکو هی پدر بر ذمه پسر لازم ست پرورش و تربیت و خیر خواهی حال و کال و حقوق چند بر ذمه پدر هم از پسر ست المنة لله که تا این زمان از لوازم عبودیت و اطاعت مقصر نگشته و عنایات آنحضرت را تا کجا شرح دهد از هزار یکی و از بسیار اندکے گذارش می دهد که رعایت و حمایت فرزند کوچک پیش نهاد پدر بزرگوار همیشه و بهمه جا مقدم ست و حضرت که برخلاف آن بجانب همه فرزندان بے التفاتی فرموده پسر کلان را بخطاب شاهی نامزد فرموده ولیعهد خود گردانیدند این معنی از کدام عدالت و انصاف توان شمرد۔ در مالی پدر حق فرزندان مساوی ست یکے را برافراختن و دیگرے را برانداختن کدام شرط دین و آئین ست آن بادشاه حقیقی حکیم مطلق دگرست که در کارخانه قدرتش و حکمتش چون و چرا را راه نیست نواختن و برانداختن وابسته حکم اوست که لا تخلو عن الحکمة لیکن سبحان الله شریعت منشی و حقیقت گزینی و معرفت بینی حضرت بر عالم و عالمیان ظاهر ست ؎ تا دوست کرا خواهد و میلش بکه باشد در حقیقت مرشد و هادی این راه حضرت از راهے که حضرت خود بدولت پیمودی باشند چگونه بے سعادتی توان گفت

پدرم روضهٔ رضوان بدو گندم بفروخت ناخلف باشم اگر من بجوے نفروشم

فرزند خلف آن ست که قدم بقدم بر طریقهٔ پدر باشد و انا علی آثارهم مهتدون ؎ میراث پدر خواهی علم پدر آموز حضرت سلامت مردان رنج و محنت بر خود پسندیده اند و پادشاهان مثل حضرت صاحبقران عرش آشیانی محنت ها انگیخته بمقاصد مافی الضمیر کامیاب گردیده اند ؎ براحتے نرسد آنکه محنتے نکشد ؎ از جرائد تواریخ مبرهن ست تا که رنج ظلمات نه کشد لذت آب حیات نه چشد آنکه محنت نه برد ثمرهٔ راحت نه خورد که گل بے خار و گنج بے مار نباشد ؎

عروس ملک کسے در کنار گیرد چست که بوسه بر لب شمشیر آبدار زند

از آنجا که در پے هر رنج راحت ست بعین عنایت کارساز بنده نواز امیدواثق دارد که قریب الایام صورت مراد

بوجه احسن جلوه ظهور گیرد. و پریشانی و سرگردانی بکامرانی و شادمانی مبدل گردد.

رقم پذیر شده بود که جسونت که سرکرده آن جماعت بود در رفاقت و همراهی که باداراشکوه نمود بر عالم ظاهر ست قول این جماعت اعتبار را نشاید الخ حضرت بجا میفرمایند اما بمغز سخن نمی رسند که خود مغز ندارند در اصل و لهذا شکوه باین جماعت عناد داشت از نتایج آن دید آنچه دید اگر از اول باین ها میساخت هرگز کارش باین غایت نمیکشید حضرت عرش آشیانی باین جماعت رابطهٔ خویشی مؤکد کرده به تقویت اینها ملک هندوستان بضبط و ربط در آورده اند و این جماعت آن ست که مهابت خان باعانت اینها حضرت جنت مکانی را در حیطهٔ اختیار خود در آورده و از شجاعت این ها ظاهر ست که حضرت خود بدولت در دار الخلافه زینت بخش تاج و تخت بودند. و راجپوتان سه صد کس که کار رستمانه و بهادرانه از دست اینها بوقوع آمده بر همگنان ظاهر و هویداست و همان جسونت بود که در عین معرکه نسبت بجناب سلطنت مآب مصدر بی ادبی ها شده و حضرت دیده و دانسته چون تاب مقاومت ندیدند اغماض فرمودند و همین جسونت بود که حضرت بچندین فسون و فسانه دلداری نموده از رفاقت داراشکوه باز داشتند کر فتح و نصرت نصیب اولیای دولت شد رحمت بر نمک خواری اینها که از برای صاحبزادهٔ خود خود را فدا میکنند و در جان سپاری بهاجان دریغ نمیکنند.

پادشاه هندوستان و شاهزادهای عالی قدر و امرای والا تبار مدت سه سال ست که بتلاش سیوای مقهور اند هنوز روز اول ست و چرا چنین نباشد که در عهد حضرت وزرای اختیار و امرای با اعتبار و سپاهی خوار و نویسنده بی کار و سوداگر بی مال و رعیت پایمال. همچو ملک دکن که ولایتی ست بهشت آئین بر روی زمین چون کوه و بیابان خراب و ویران و دار السرور برهان پور که خال رخسارهٔ عالم ست تلف و تاراج و اورنگ آباد که بسبب همنامی حضرت ممتاز از هر شهرهاست از آسیب و صدمات لشکر غنیم چون سیماب در اضطراب عامل در خانه. غنیم بر سر رعیت جای که چنین ستم باشد در دعاگوی و ثنا خوانی خلیفهٔ خود چگونه مقصر نخواهند بود مردم اصیل و نجیب از خاندان قدیم گمنام و سر رشتهٔ کار خانهٔ سلطنت و مصلحت آموز دولت در کف اختیار مردم اراذل و اسافل انام جولاهه و بافندی و صابون فروش و جاروب کش خیره گرد و پیراهن فراخ و خرقهٔ دغل در بغل و دام شیطان بنام تسبیح در دست گرفته مسائل چند بر زبان میرانند و حضرت آنها را مصاحبان و مقربان و دمسازان و همداستان چون جبرئیل و میکائیل و اسرافیل اعتبار نموده اختیار خود را باعتبار آنها میگذارند و آن گندم نمایان جو فروش باین وسیله قابو جسته کبوتر را بر سر خاصه و کاه را کوه مینمایند.

بدور شاه عالمگیر غازی　شده صابون فروشان صدر و قاضی
بود جولاهه هم بافنده را ناز　که در بزم ملک هستند همراز
اراذل را شده آن دستگاهی　که فاضل بر درش جوید پناهی
بدست جاهلان آن دستمایه　که هرگز عالمان را نیست پایه
معاذ الله ازین دور پر آشوب　که تازی از خران باشد لگد کوب

حکم والا پادر ہوا انصاف وتمیز خود عنقا متصدیان سرکار تجارت و سوداگری اختیار نمودہ کہ خدمات بزرگ
وبغرض فاحش میفروشند و ہر کہ نمک میخورد نمک دان می شکند نزدیک ست کہ در بنیان سلطنت رخنہ راہ یابد چون
صورت حال برین منوال بنظر در آمد و اصلاح مزاج مقدس را علاج پذیر ندید لاجرم عزم سلطانی برین آورد
کہ ملک ہندوستان را از خار وخس ارباب تمرد و فساد مصفا ساختہ اہل علم و فضل را پیش آوردہ بنیان ظلم را منہدم
سازد تا خلق اللہ آسودہ حال و فارغ البال بودہ بجمعیت خاطر در کسب کار خود باشند و نیکنامی کہ عمر ثانی و حیات
جاودانی عبارت از ان ست بر صفحہ روزگار یادگار ماند۔

چہ خوش باشد کہ توفیق رفیق شود حضرت اختیار این کار بعہدۂ اصغر ترین فرزندان گذاشتہ خود بدولت متوجہ
طواف سعادت مآب حرمین شریفین معظم و مکرم شوند و خلق عالم را ثنا خوان و دعاگوی خود سازند اینہمہ عمر را کہ حضرت
در تحصیل دنیا کہ از خواب بے اعتبار تر و از سایہ ناپائدارتر ست صرف نمودہ اند اکنون وقت آن ست کہ توشۂ عاقبت
بہم رسانند تا کفارۂ کردار سابقہ کہ بطمع این دنیای ناپائدار با پدر بزرگوار و برادران گاہ کارزار در عالم جوانی واقع شدہ
واقع شود۔

اے کہ ہشتاد رفت و در خوابی — مگر این چند روز دریابی

وانچہ از مواعظ و نصائح خامۂ مبارک را تکلیف شدہ است نازم برین جرأت اتامرون الناس بالبر و تنسون انفسکم

تو بجای پدر چہ کردی خیر — تا ہمان چشم داری از پسرت

**قطعہ**

اے کہ دانش بمردم آموزی — انچہ گوئے بخلق خود مے نوش
خویشتن را علاج مے نکنی — بارے از پند دیگران خاموش

وآنکہ درباب آمدن مرقوم بود ہر چند کہ در آمدن سراسر سعادت خود ست لیکن بمقتضای خردسالی و تصور
اولوالعزمی ہای حضرت کہ با پدر و برادران چہ معاملہ ہا بعمل آمدہ اند البتہ توہمات این معتوب بے سبب بجا
خود نتواند بود اگر خود حضرت اقدس واعلی مع الخیر قدم رنجہ فرمایند آن ہمہ توہمات باطمینان بدل و اطمینان
بدل خواہد شد

ما بدان عتبہ عالی نتوانیم رسید — ہان مگر لطف شما پیش نہد گامے چند

بعد تشریف آوردن کہ اطمینان دلی حاصل خواہد شد با متثال اوامر شاہنشاہی بجان منت خواہد بود تا دل ان لعل

گر کشی ور جرم بخشی روی سر بر آستانم — بندہ را فرمان نباشد ہر چہ فرمائی برآنم

زیادہ حد ادب آفتاب سلطنت تابان باد۔

عالمگیر نے محمد معظم کو بتاکید فرمان بھیجا کہ بلا توقف مع تمام فوج کے بطریق یلغار حضور مین آؤ بادشاہزادہ
باپ کے حکم کے آتے ہی اسکی خدمت مین روانہ ہوا بہیرو خدمہ محل کو خدا پر سونپا دس روز کی راہ کو تین دن مین

طے کرکے باپ کے پاس نو دس ہزار سوار لیکر آگیا - ان باپ بیٹون کا لشکر ملکر بھی محمد اکبر کے ستر ہزار سوارونکا
مقابلہ نہین کرسکتے تھے - یہ عالمگیر کے لیے بڑا نازک وقت تھا مگر اُسکی عقل سلیم باقی تھی وہ یہ سوچا کہ محمد اکبر کا لشکر جو باغی
ہوا ہے وہ فقط راجپوتون کے بہکانے اور پٹیان پڑھانے سے ہوا ہے کوئی اُسکو بیسبب ساتھ عناد دلی اور بغض
قلبی نہین ہے اُسکا راہ پر لانا مشکل نہین ہے اسلیے اُسنے شہاب الدین پسر قلی خان کو بطریق ہراولی بھیجا کہ وہ محمد اکبر
کے لشکر کی خبر تحقیق لائے جسکو راجپوتون نے اپنے بندوبست سے مسدود کر رکھا تھا اور اپنے سگے بھائی
مجاہد خان سے خط و کتابت کرے وہ محمد اکبر کے ساتھ بہ تقاضاے وقت و مصلحت رفاقت مین شریک
ہوا تھا اور منتظر تھا کہ کوئی موقع ملے تو یہان سے نکل جاے - جب اُسکو اپنے بھائی شہاب الدین کے نزدیک
آنے کی خبر آئی تو اُسنے محمد اکبر سے التماس کی کہ اگر حکم ہو تو مین جا کر اپنے بھائی کو استمالت کرکے اپنے ساتھ لاؤن
محمد اکبر نے اسکو اجازت دی نقد و جنس جو لے جاسکا وہ لی باقی اسباب کو وہین چھوڑ بھائی کے پاس پہونچا
اور دونون متفق ہوکر بادشاہ کے پاس آئے بادشاہ کو انکے آنے سے بڑی خوشی ہوئی - شہاب الدین کو
شہاب الدین خان خطاب دیا - مجاہد خان سے اکبر کے لشکر کی حقیقت اور موافق و منافق اور مجبور و غیر مجبور
کی تعداد پوچھی کہ اس اثنا مین محمد اکبر کے لشکر سے لوگ ہر دمہ روشناس بادشاہ کے پاس آنے شروع ہوگئے
مجاہد خان کے آنے سے محمد اکبر کے لشکر مین خلل ہوا - خواجہ مکارم سلطان معظم کے نوکر نے خبر پہونچائی کہ محمد اکبر کے
لشکر سے جدا ہوکر حضور مین تہور خان ہراول فوج چند آدمیونکے ساتھ آتا ہے جب تہور خان گلال باڑی
مین آگیا تو اُسکو حکم ہوا کہ وہ ہتیار اُتار کر حضور مین آئے خان نے اسمین تعلل کیا تو محمد معظم نے اسکے مارنے
کا اشارہ کیا وہ اپنے اظہار تہوری اور ارادہ فاسد اور کسی اپنی مصلحت کے سبب سے محمد اکبر سے رخصت لیکر
آیا تھا جب وہ آنے لگا تو ایک نوکر نے خان کی چھاتی پر ہاتھ رکھکر اُسکو منع کیا خان نے اُسکے منہ پر تھپیڑ مارا
اور الٹا چلا کہ خیمے کی رسی مین اُسکا پاؤن الجھا اور وہ منھ کے بل گرا کہ چارون طرف سے بزن بکش کی
آواز بلند ہوئی اُسکو مار ڈالا اور سر کاٹ لیا کشتہ ہونے کے بعد اُسکے جامے کے نیچے سے زرہ نکلی تہور خان کے
کشتہ ہونے سے راجپوتون اور محمد اکبر کی فوج کے درمیان تزلزل پیدا ہوا اور ان کا پاے ثبات جگہ سے ہلا
اُسکا دربار ٹوٹا کئی راجہ و امرا اُسکے پاس سے بادشاہ کے پاس چلے آئے اور بہت سے بھاگ گئے اور
راجپوت یہ دیکھکر کہ سارا مقابلہ ہمارے سر پر آن پڑے گا اپنے گھرون کو چلے گئے
یا بادشاہ کے پاس چلے آئے عوام الناس نے یہ خبر اوڑائی کہ بادشاہ نے از روے تدبیر محمد اکبر کو فرمان لکھا اور
اُس مین درج کیا کہ اگرچہ راجپوتونکی نگہبری کرکے اور قزاولی و گرداوری کے باب مین جو ارشاد ہوا تھا تم اُسکو بجا لاے
مگر اب اُنکو ہراول بنا لینا چاہئے تاکہ ہم مقابلے سے اور تم پیچھے سے انکا اچار نکالدین اور ایسا منصوبہ کیا کہ
فرمان بجنسہ راجپوتون کے ہاتھ مین پڑا جو اس فرقے کے تفرقے کا سبب ہوا لیکن اس خط کے بنانے کی بات
بازاری گپ ہے اسکی کچھ اصل نہین ہے -

الغرض محمد اکبر کی سپاہ بڑی باد بدبہ و شکوہ کثیر تھی مگر تلوار میان سے نہ نکلی کہ اُسکو ہزیمت عظیم ہو گئی جب محمد اکبر نے دیکھا کہ راجپوتون نے اس سے روگردانی کی در گداس اور دو تین اور آدمی رانا کے اُسکے پاس رہے جنکے پاس دو تین ہزار سوار تھے کوئی رفیق اور لشکر ایسا ساتھ نہ تھا کہ کام آوے اسلیے وہ ناچار دکن کی طرف فرار ہوا اور وہ بہزار خرابی سرحد راہیری مین جا پہونچا جو سنبھا سے تعلق رکھتا تھا سنبھا اکبر کے استقبال کو آیا اور اپنا مکان رہنے کو دیا سنبھانے اول اول اکبر کی بڑی خاطرداری کی مگر پھر اُسکے آدمیونکو کافی خرچ نہ دیا اس عرصے مین یہ خبر مشہور ہوئی کہ اعتقاد خان خلف اسد خان قلعہ راہیری کی تسخیر کے لیے مقرر ہوا ہے اسلیئے محمد اکبر یہ مصلحت سمجھا کہ جسطرح ہوسکے ایران جائے چنانچہ بہزار خرابی وہ وہان پہونچ گیا اور عالمگیر کے آخر عہد مین اسکو موت آگئی۔

مسلمانون کا جزیہ عیسائی قومون مین ایک وحشیانہ ٹکس سمجھا جاتا ہے اونکو اور غیر قومون کو یہ خیال ہے کہ اسلام یہ ٹکس متعصبانہ اسلیے مقرر کرتا ہے کہ مسلمانونکی عزت عظمت اور تسلط غیر قومون پر ظاہر ہو اور یہ بھی وہ خیال کرتے ہین کہ جزیہ مسلمان بنانے کا ذریعہ جبر اُہے جب جزیہ دینے ڈالا جاتا ہے کہ اگر مسلمان ہو جاؤنگا تو اس محصول سے بچ جاؤنگا وہ لالچ مین آن کر مسلمان ہو جاتا ہے مگر اس جزیے کو ایسا خیال کرنا اور شریعت مصطفوی کو ایسا سمجھ لینا فقط غیر قومون کا تعصب مذہبی ہے جب شریعت اسلام کے موافق ہندوون پر جزیہ لگایا ہے تو مسلمانو پر زکوۃ بھی لگائی ہے۔

اس جزیے کے باب مین ٹاڈ راجستان مین اورنگ زیب کے نام خط کا ذکر ہے جسکو اورم صاحب نے تو یہ تحقیق کیا تھا کہ وہ مارواڑ کے راجہ جسونت سنگھ نے اورنگ زیب کو لکھا مگر یہ راجہ جزیہ کے حکم سے پہلے مرچکا تھا۔ ٹاڈ صاحب نے یہ تحقیق کیا کہ وہ رانا راج سنگھ نے اورنگ زیب کو لکھا تھا۔ اودیپور سے اُنکا منشی اصل کی نقل اُنکے پاس لایا تھا اُنھون نے اسکا ترجمہ انگریزی مین لکھا جسکا ماحصل اردو مین یہ ہے۔

## رانا راج سنگھ کا خط اورنگ زیب کے نام

ساری حمد قادر مطلق کے لیے ہے اور تمام ستائش پادشاہ کے لیے ہے جو شمس و قمر کی طرح تابان و درخشان ہے بندہ گو حضور پر نور سے دور ہے مگر دل سے خیر خواہ ہے اطاعت اور دولت خواہی کے کامونکے کرنے مین ساعی اور مصروف ہے میری عین تمنائے دلی یہ ہے کہ مین ایسی خدمات بجا لاؤن کہ جن سے پادشاہ ہون امیرون راجون رایون اور ایران توران شام کے امیرون اور ہفت اقلیم کے باشندون اور تری و خشکی کے مسافرون کی بہبودی اور فلاح ہو یہ میرا میلان خاطر مشہور ہے حضور کو بھی اسمین ذرا شک نہوگا مین اپنی خدمات سابقہ اور حضور کے تحمل پر نظر کرکے جناب عالی کی خدمت مبارک مین حضور کی اور خاص و عام کی صلاح و فلاح کیلیے چند التماس کرتا ہون مجھے اطلاع ہوئی ہے کہ اس بندۂ خیر خواہ کے استیصال کے لیے اتنی دولت خرچ ہو چکی ہے کہ خزانۂ شاہی خالی ہو گیا ہے اُسکے معمور کرنے کے لیے جزیہ لینا قرار پایا ہے۔

حضور کے جد اعلے محمد جلال الدین اکبر عرش آشیانی نے باون برس سلطنت عدالت اور شفقت کے ساتھ کی جس سے رعیت نے آسائش اور آرام پایا اور وہ خوش و خرم رہی۔ اُسنے عیسائی، موسوی، داؤدی، محمدی

برہمن - لامذہب - دہریہ کو ایک ہی نگاہ سے دیکھا سب پر دیا - مہربانی شفقت عاطفت فرمائی اس لطف و کرم کا معاوضہ یہ ملا کہ جگت گرو اُسکا خطاب و لقب ہوا - اسی طرح نور الدین جہانگیر جنت مکانی نے بائیس برس تک شہنشاہی کی اور رعیت کو اپنے ظل عاطفت مین رکھا اور اپنے دوستونکی نیک خواہی اور خیر خواہی کی وجہ سے فتحمند رہا شاہجہان نے بھی اپنی ۳۲ برس کی فرمان روائی مین کچھ پہلے بادشاہون سے نیک نامی کم نہین حاصل کی رحمدلی اور نکوکاری سے نیک نامی دوام پائی -

یہ حضور کے باپ دادا کی رافت و کرم و عدالت کا حال تھا جب وہ ان اصول عدالت و بزرگی کے پیرو ہوے تو جہان اُنھون نے قدم رکھا وہان فتح و ظفر ہمرکاب رہین - بہت قلعے اور ملک اُنکے قبض و تصرف مین آئے مگر حضور عالی کی مملکت مین سے بہت سا ملک نکل گیا اور آئندہ نکلنے والا ہے - سارے ملک مین تباہی اور غارتگری و قزاقی کا بازار گرم ہے اور کوئی اسکی روک ٹوک نہین رعایا ویران و برباد ہوگئی سارا ملک بھوکا مرتا ہے روز بروز دشواریان اور مشکلات جمع ہوتی جاتی ہین - جب باشاہ اور بادشاہ زادونکے گھر وںمین افلاس آگیا ہو - تو وا ے برحال امیران - سپاہ واویلا مچا رہی ہے - سوداگر شکایت کر رہے ہین - مسلمان ناراض بیٹھے ہین ہندو بینوا بے دست و پا ہو رہے ہین - بدنصیب خلقت کو رات کو روٹی میسر نہین ہوتی دن کو وہ غصہ کھاتے ہین اور رنج کے مارے سر کو دیدے مارتے ہین - کسطرح اُس بادشاہ کا جاہ و حشم باقی رہ سکتا ہے کہ وہ ایسی رعایا سے جسکا افلاس حد غایت کو پہونچ گیا ہو سخت محصول وصول کرے - اس زمانے مین مشرق سے مغرب تک یہ شہرت ہو رہی ہے کہ بادشاہ ہندوؤن سے جلکر برہمنون - سنارون - جوگیون - براگیون اور سناسیون سے جزیہ لے گا - اپنے خاندان تیموریہ کے ننگ و نام و عزت و احتشام کا کچھ خیال نہین کرے گا - بے گناہ تارک الدنیا آدمیون پر زبردستی کرے گا -

جنابعالی کو کتب الہامی پر ایمان و اعتقاد ہو تو آپکو یہ ہدایت ہو سکتی ہے کہ خدا رب العالمین ہے فقط رب المسلمین نہین ہے - ہندو و مسلمان خدا کے نزدیک سب برابر ہین اُسنے اُنکے رنگ اپنے حکم سے مختلف بنائے ہین وہی سب کو پیدا کرتا ہے - مساجد مین اذان ہوتی ہے بتخانون مین گھنٹہ بجتا ہے مگر دونون جگہ ایک ہی خدا کی عبادت ہوتی ہے - کسی غیر کے مذہب و رواج مین دست اندازی کرنا اور اُسکو بے عزت کرنا خدا کو ناراض کرنا ہے اگر کسی تصویر کو بگاڑیے تو مصور کے دل مین کینہ خود بخود بے اختیار پیدا ہوتا ہے - شاعر نے سچ کہا ہے کہ قدرت کے مختلف کامونکی عیب جوئی نہ کرو -

القصہ جو ہندوون سے جزیہ مانگا جاتا ہے وہ عدالت کے برخلاف ہے اور حضور کی صلاح دولت کے لیے مضر ہے وہ ملک کو مفلس بنائے گا - وہ ایک بدعت ہے اور ہندوستان کے قوانین و آئین کے خلاف اگر حضور کو اپنی شریعت کی پابندی اس جزیہ لینے پر مجبور کرتی ہے تو عدالت کا مقتضا یہ تھا اول رام سنگھ سے جو سارے ہندوؤن کا مذہبی جزیہ طلب کرتے بعد اُسکے اس خیر خواہ سے مانگتے جسکا مقابلہ حضور آسانی سے کر سکتے ہین - بہادر جوانمردونکو چیونٹیون کا اور مکھیون کا ستانا زیبا نہین -

یہ تعجب کی بات ہے کہ اراکین سلطنت نے غفلت کی کہ حضور کو ثواب و بزرگی کے قواعد پر ہدایت نہیں کی۔

نوٹ۔ اس خط مین یہ بات قابل غور ہے کہ رانا لکھتا ہے کہ اکبر نے باون برس سلطنت عدالت اور شفقت کے ساتھ کی حالانکہ اکبر کے ہاتھ سے رانا کے بزرگون کو زیادہ صدمہ پہونچا تھا اُسکو میواڑ کے آدمی ابتک برائی سے یاد کر کے رانا پرتاپ کو خیر و خوبی سے یاد کرتے ہین۔ علے ہذا جہانگیر اور شاہجہان کی یورشون نے بھی اُسکے ملک کا ستیاناس ملایا انکی توصیف مین تو رانا رطب اللسان ہے اور عالمگیر کو ایسے الفاظ سے یاد کرتا ہے حالانکہ ابھی تک عالمگیر کے ہاتھ سے اُسکو اس قدر نقصان نہین پہونچا تھا جتنا اکبر۔ جہانگیر اور شاہجہان کے ہاتھ سے اُسکے بزرگون کو پہونچا تھا۔

(۲) یہ جو لکھا ہے کہ اول برام سنگھ سے جو سارے ہندوون کا مُڈھ ہے جزیہ طلب کیا جاتا مطلب یہ ہے کہ کمزورونکو دبانا بزدلی ہے البتہ اپنے طاقت ور پر ہاتھ ڈالنا شجاعت اور صولت شہنشاہی کے شایان تھا لیکن ایسے زبردست سے جزیے کا سوال کرنیکی قوت نہین۔ سمجھ لینے کی بات ہے کہ رام سنگھ تو اپنے آپ کو عالمگیر کا ماتحت اور خیر اندیش سمجھتا تھا اور اُسکے حکم سے وطن کا آرام چھوڑ کر آٹھ برس تک آسام مین پڑا رہا اور عالمگیر نے اسکے ساتھ ایسی تمکنت کا برتاو کیا کہ اپنے ہاتھ سے اسکو راج تلک نہ دیا جیساکہ بادشاہون کے ہاتھ سے اسکے اسلاف کو دیا تھا اور اُسنے ذرا چون و چرا نہ کی جیپور والون مین یہ رام سنگھ پہلا شخص ہے

(۳) یہ جو لکھا ہے کہ رام سنگھ کے بعد رانا سے جزیہ مانگا جاتا مطلب یہ ہے کہ عالمگیر مین اتنی طاقت نہ تھی لیکن رانا اتنا کمزور تھا کہ سپاہ عالمگیری کا حملہ شروع ہوتے ہی پہاڑون مین جا چھپا اور مقابلہ کرنے کی جرات نہ ہوئی چنانچہ مرآت احمدی مین لکھا ہے ہمہ راناآوان کہ فواج قاہرہ بہ تنبیہ و تادیب راجپوتان خصوصاً بہ تعاقب آنا کہ از تسلط و صولت بندہا ے بادشاہی مسکن خود را گذاشتہ سیماب وار در ریگ جا استقامت نمی گرفت الخ مآثر عالمگیری مین آیا ہے حسین علیخان بیست و نہم ذی الحجہ از در گذشتہ و بر سر رانا تاخت وا و خیمہ و اسباب گذاشتہ بدر زد۔

(۴) یہ تحریر کرنا کہ عالمگیر مفلس ہوگیا تھا تردید کا محتاج نہین کیونکہ اُس کی آمدنی ۲۷ کروڑ روپے کی تھی مگر روپیہ کی قیمت یکسان نہ تھی انگریزی سیاحون نے دو شلنگ سے تین شلنگ تک بیان کی ہے۔

(۵) کوئی تاریخ اور سنہ اس خط پر نہین لکھا معلوم نہین کہ اورنگ زیب کی زندگی مین وہ لکھا گیا یا اُسکے مرنے کے بعد اگر مان لیا جاے کہ وہ اسکی زندگی مین تحریر ہوا تو یقینی اُسکے پاس نہین بھیجا گیا اگر یہ عرضداشت اس کے پاس جاتی تو اسکا جواب ضرور دیتا اُسکے فرامین و خطوط و رقعات مین کہین اسکا جواب نہین اور مسلمانونکی تاریخون مین مذکور نہین

ہندوستان مین قاعدہ ہے کہ کسی معزز محترم انگریز کو کسی چیز کا شوق ہوتا ہے تو بہت سا ہندوستانی اسباب اصلی اور غیر اصلی اُسکے میلان خاطر کے موافق جمع کر دیتے ہین مثلاً بعض انگریزونکو قدیم سکون کے جمع کرنے کا شوق ہوا ہزارون جعلی سکے بنا کر اُسکو لا دیے ایسے ہی کرنل ٹاڈ کو یہ خط اور بہت سے نوشتے ہندوستانیون نے جعلی بنا بنا کے دیدیے ہونگے جب تک کسی نوشتے کی سند معتبر نہ ہو وہ پایہ اعتبار سے ساقط ہوتا ہے

(۶) معتبر کتب تواریخ فارسی سے ثابت ہے کہ رانا راج سنگھ نے سخت تباہی اٹھانے کے بعد سنہ ۲۴ جلوس عالمگیری مطابق سنہ ۱۰۹۱ ہجری و سنہ ۱۶۸۰ء مین جزیے کے عوض مین تین پرگنے پور اور مانڈل اور بدھنور دیکر محمد اعظم کی معرفت عفو تقصیر کی درخواست کی اور شاہزادے کی سفارش سے قصور معاف ہوکر منصب پنجہزاری ذات پنجہزار سوار سے سرفراز ہوا اور کل ملک مفتوحہ واپس دیا گیا۔ جیسا کہ امرائے ہنود مین ہے۔

لین پول لکھتا ہے کہ راجپوت سانپ کو ہلکا سا خراش لگ گیا لیکن وہ مرا نہ تھا جنگ کا سلسلہ جاری رہا آخرکار اودے پور کے رانا نے جسکو راجپوتوں کی طرف سے زیادہ نقصان پہونچا تھا اور نگ زیب سے ایک معزز صلح کر لی کیونکہ اس جنگ سے اب اورنگ زیب عاری ہوگیا تھا اس صلح نامے مین نفرت خیز جزیے کا نام تک بھی نہ آیا لیکن رانا کو اپنے ملک کا ایک قلیل جز اس فعل کی پاداش مین کہ وہ شاہزادہ اکبر کا شریک ہوگیا تھا دینا پڑا اودیپور کے رانا نے تھوڑے ہی دنون مین شرائط صلح نامہ پر پانی پھیر دیا انتہیٰ اکبر ان چند سطرون مین کسقدر جھوٹ کا انبار ہے الفنسٹن صاحب فرماتے ہین خود اورنگ زیب کو لڑائی کے اختتام کی خواہش ہوئی چنانچہ اپنی تدبیر و حکمت سے اودے پور کے رانا کو آشتی کی درخواست پر آمادہ کیا اور جبکہ درخواست اسکی طرف سے گذری تو فی الفور اسکی طرف توجہ کی چنانچہ جزیے سے اغماض برتا گیا اور ملک کے جس ٹکڑے کو جزیے کے معاوضے مین لیا تھا اکبر کی اعانت کے جرمانہ مین رکھا گیا لیکن واقعہ یہ ہے کہ جودھپور اور اودیپور دونون ریاستونکو عالمگیر کی فوجون نے پامال کردیا اور رانائے اودیپور اپنے مستقر سے بھاگ کر انتہائے سرحد تک پہونچ گیا آخر جب ہر طرح سے مجبور ہوا تو شاہزادہ محمد اعظم کے ذریعہ سے سفارش کرائی اور پرگنہ مانڈل و پور اور بدھنور جزیے کے عوض مین دینے منظور کئے اور عالمگیر نے اپنی معمولی فیاض دلی سے کام لیا اور سنہ ۲۴ جلوس مین جب رانا دربار مین حاضر ہوا تو خلعت اور خطاب اور پنجہزاری منصب عطا کیا مولوی شبلی مرحوم نے اپنے رسالہ موسومہ اورنگ زیب عالمگیر پر ایک نظر مین اسیطرح لکھا ہے۔ مآثر عالمگیری مین ہے۔

چون رانا از ملک و مسکن رانده شد و تا سرحدش گریخت مفرے جز زنہار جوی و امان طلبی اور را نماند بدامان استشفاع بادشاہزادہ کریم عطا پیشہ محمد اعظم دست عجز و ضراعت در آویخت و گذرانیدن پرگنہ مانڈل و پور و بدھنور را عوض جزیہ وسیلہ عفو جریمہ آورد و ملازمت بادشاہزادہ را ذریعہ بختیاری خود اندیشید۔

مآثر الامرا مین ہے۔

چون رانا اودیپور را خالی گذاشتہ راہ فرار پیمود فوجے بسرکردگی حسین علی خان بہ تعاقب او متعین شد و پسر محمد اعظم شاہ و سلطان بیدار بخت نام زد شدند و پس ازانکہ ملک رانا لگد کوب عساکر فیروزی گردید او از وطن مالوفہ برآمدہ بے ملجا و ماوا گشت سال بست و چہارم (جلوس عالمگیری) دست ضراعت بدامان شفاعت شاہزادہ زد و پرگنہ ماندل و بدھنور در عوض جزیہ بسرکار بادشاہی گذاشت۔

غور کرو کہ ان معتبر تاریخون مین تصریح ہے کہ رانا عاجز آکر معافی کا خواستگار ہوا الفنسٹن وغیرہ کہتے ہین کہ عالمگیر نے خود مجبور ہوکر سلسلہ جنبانی کی ان تاریخون مین ہے کہ رانا نے دو تین پرگنے جزیے کے عوض مین پیش کئے۔

یورپین مورخ کہتے ہین کہ جزیے کا نام تک نہ آیا اور وہ پرگنے اکبر کی اعانت کا معاوضہ تھے اودیپور بنود مین کچھ اور ہی لکھدیا ہے کہ شاہزادے کی بغاوت سے کچھ دن پہلے رانا راج سنگھ کا آخر وقت آگیا اور خود ہی سنہ ۱۶۸۰ء مین اُسکا ہلاک ہونا مانا ہے حالانکہ تمام واقعات عالمگیر کے سنہ ۲۴ جلوس تک ختم ہوگئے اور سنہ ۲۵ جلوس مطابق سنہ ۱۰۹۱ھ مین وہ دکن کو روانہ ہوگیا تھا۔ اور ریاست اودیپور مین جو تاریخین تیار کرائی گئی ہین اُن مین صلح کی کارروائی رانا راج سنگھ کے بعد اسکے بیٹے جے سنگھ کے وقت مین مانی گئی ہے مین نے اس معاملہ کا صحیح و درست حال فارسی کی معتبر تاریخون سے اقتباس کیا ہے۔

کرنل ٹاڈ نے اس لڑائی مین بادشاہ کا پہاڑونکے اندر گھر جانا اور اعظم کا رن تھنبور بھاگ جانا محض غلط لکھا ہے شاہزادہ یا بادشاہ نہ پہاڑون مین آے اور نہ صلح ہونے سے پیشتر راجپوتانے کے باہر گئے۔ اس لڑائی کے بعد ہمیشہ کے واسطے میواڑ کی طاقت کو نقصان پہونچا جیسا کہ ناست بہاری لال کی بنوائی ہوئی تاریخ تحفۂ راجستان مین مذکور ہے اور اسی کتاب مین یہ بھی لکھا ہے کہ راج سمدر تالاب کے کنارے جہان شاہزادہ اعظم ٹھہرا ہوا تھا رانا نے آکر آداب و سلام کیا اور نذر دکھائی شاہزادہ خرم اور رانا امر سنگھ کی طرح اسوقت بھی برتاؤ ہوا دلیر خان اور حسین علیخان دہنی طرف اور رانا شاہزادۂ اعظم کے بائین طرف بیٹھے رانا نے پانسو اشرفی اور اٹھارہ گھوڑے پیش کئے اور شاہزادے کیطرف سے خلعت ہتیار ہاتھی گھوڑا اور پانچہزاری منصب دیا گیا رانا کے ہمراہیون کو سو خلعت چالیس گھوڑے اور کچھ ہتیار ملکر رخصت ہوئی پھر رانا نواب دلیر خان سے ملنے گیا جہان اُسکے لئے دو گھوڑے اور کنور کے واسطے کپڑونکے تھان اور جڑاؤ زیور دیا مین نے یہ تمام حال رانا راج سنگھ کے ضمن مین لکھدیا کیونکہ صلح سنہ ۱۶۸۰ء مین ہوئی تھی اور اسوقت وہ زندہ تھا اور کتاب مذکور مین جے سنگھ کے حال مین یہ واقعہ لکھا ہے حالانکہ خود ہی راج سنگھ کی وفات سمبت ۱۷۳۷ مطابق سنہ ۱۶۸۱ء مین مانی ہے۔

بہرصورت رانا اٹھائیس برس کے قریب حکومت کرکے سال مذکور مین گوگوندہ مقام پر سردارون وغیرہ کے زہر دینے سے دفعةً گذر گیا وہ ایک تند مزاج اور بلند ہمت شخص تھا۔

## ٦٠ - رانا جے سنگھ

یہ اپنے والد کے بعد گدی پر بیٹھا۔ اور ہر طرح بادشاہ کی اطاعت مین سرگرم رہا سنہ ۲۵ جلوس مطابق سنہ ۱۰۹۲ ہجری (سنہ ۱۶۸۱ء) مین عالمگیر دکن کو روانہ ہوا اور اخیر عمر تک انھین اطراف مین مرہٹون سے لڑتا بھڑتا رہا ان لڑائیون مین اسکی فوج مین راجپوت اسطرح نظر آتے تھے جسطرح اور مسلمان قومین چنانچہ تاریخون مین جہان فوجون کا ذکر آتا ہے راجپوتون کا نام بھی خاص طور پر آتا ہے یورپین مورخ کہتے ہین کہ راجپوت ان لڑائیون کے بعد ہمیشہ کے لیے عالمگیر سے الگ ہوگئے اور ایک راجپوت نے بھی عالمگیر کی حمایت مین انگلی نہ ہلائی۔

لیکن واقعہ یہ ہے کہ نہ صرف فوجی راجپوت بلکہ راجپوتونکے بڑے بڑے راجہ مہاراجہ اخیر وقت تک عالمگیر کے ساتھ فوجی مہمات مین شریک رہے اور مرہٹون کے پامال کرنے مین وہ مسلمان افسرونکے داہنے ہاتھ تھے

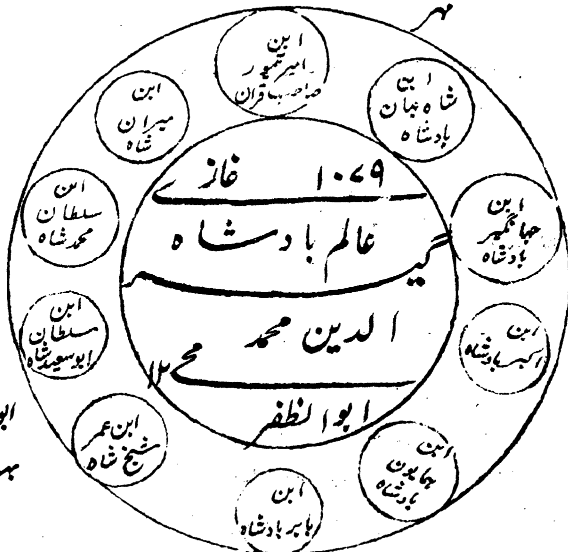
راجپوتون کی اصلی طاقت جو دھیو ربچ پورا اور اودے پور تھی اودے پور کے راناؤنکے بیٹے خود عالمگیر کی فوج مین معزز عہدونپر ممتاز تھے اور اخیر وقت تک ساتھ رہے۔

سنہ ۴۳ جلوس عالمگیری مطابق سنہ ۱۱۱۱ ہجری (۱۶۹۹ء) مین رانا جے سنگھ کا بیٹا اندر سنگھ حاضر دربار ہوکر منصب دو ہزاری ذات ہزار سوار سے مفتخر ہوا اسکا دوسرا بھائی بہادر سنگھ اسی سال منصب ہزاری ذات پانصد سوار سے سرفراز ہوا۔ رانا راج سنگھ کا بیٹا بھیم سنگھ صلح ہونے اور اپنے باپ کے مرنے کے بعد عالمگیر کے پاس چلا گیا بادشاہ نے اسکو کئی لاکھ کی سالانہ کی جاگیر دی جسمین سے اب ایک پرگنہ بنیڑہ میواڑ کے ماتحت باقی رہ گیا ہے بھیم سنگھ جبکہ دکن مین مرا تو اسکا منصب پنجہزاری تھا کہ رانا کرن سنگھ کے بھائی ٹوڈہ کے راجہ بھیم اور اسکے بیٹے راجہ رائے سنگھ کے سوا کسی دوسری ریاست کے رشتہ دار کو کبھی نہین ملا۔

رانا نے عالمگیر سے یہ درخواست کی کہ جزیے کی بابت نقد لاکھ روپیہ سالانہ شاہی خزانہ اجمیر مین داخل کرتا رہونگا اسکی بابت رانا راج سنگھ کے وقت سے جو پرگنہ پر گنہ پر وبدھنور مکفول ہین وہ واپس مرحمت ہو جائین بادشاہ نے یہ عرضداشت اسکی منظور کرلی اور منصب مین ہزار سوار کا اضافہ کرکے پنجہزاری ذات اور پنجہزار سوار اور ہزار سوار دو اسپہ سے مفتخر کیا اور خلعت اور ہاتھی دیا لیکن یہ پرگنے جزیے کے عوض مین شمار نہین کئے گئے بلکہ تنخواہ اور انعام کے طور پر دیے گئے اسکی بابت بادشاہ کا جو فرمان صادر ہوا تھا اسکی نقل یہان پیش کیجاتی ہے۔

## نقل

باسمہ سبحانہ و تعالے شانہ

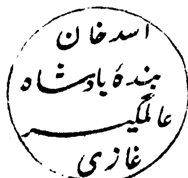


عمدۂ راجہاے دولتخواہ زبدۂ متہوران بلا اشتباہ خلاصۃ الاماثل والاقران نقاوۃ النظائر والاخوان
مورد مراحم بیکران سزاوار عنایت و احسان مطیع الاسلام رانا جے سنگھ بہ نوازش بادشاہی مفتخر و مباہی
بودہ بداند عرضداشتے کہ درین ایام فیروزی انجام بہ عتبۂ سپہر احتشام ارسال داشتہ بود از نظر انور اطہر فیض گستر
گذشت و در پیشگاہ جہانبانی بظہور پیوست کہ آن زبدۃ الاماثل تعہد نمودہ کہ اگر از درگاہ ارفع فضل و کرم پرگنہ
پُر و بدھنور بہ و مرحمت شود عوض این دو محال ہر سال مبلغ یک لکھ روپیہ بابت جزیہ بہ چہار قسط عائد خزانۂ عامرۂ
صوبہ دار الخیر اجمیر کند و مال ضامن بدہد۔ بنابرین ازراہ ذرہ پروری و بندہ نوازی آن عمدۃ الاشباہ را بموجب
اضافہ ہزار سوار و عنایت ہشتاد لک دام انعام کہ اصل و اضافہ پنجہزاری ذات پنجہزار سوار و ہزار سوار دو اسپہ
و دو کرور دام انعام باشد سربلندی بخشیدہ دو محل مسطور در تنخواہ اضافہ و انعام مرحمت فرمودہ بہ عنایت خلعت
و فیل بین الاقران سرمایۂ امتیاز عطا فرمودیم۔ باید کہ شکر و سپاس عواطف و مراحم فراوان اشرف اعلے بہ تقدیم
رسانیدہ مطابق تعہد خویش مال ضامن در اجمیر بہ دیوان آنجا دادہ ہر سال مبلغ یک لک روپیہ جزیہ
بہ اقساط مقررہ بہ خزانۂ عامرۂ صوبۂ مذکورہ واصل مے نمودہ باشد درین باب قدغن شدید دانند در سوخ ارادت
و بندگی را در بارگاہ عظمت و جلال مثمر مزید احسان و افضال و سود و بہبود حال و مآل خویشتن شناسد
نہم شوال سی و چہارم از جلوس والا نگارش یافت (سنہ ۱۱۰۱ ہجری = سنہ ۱۶۹۰ع)

## عبارت پشت

برسالۂ سیادت و نقابت پناہ شرافت و نجابت دستگاہ عمدۂ وزراے
رفیع الشان زبدۂ امراے بلند مکان ناظم مناظم لک و مال ناہج
مناہج دولت و اقبال خان شجاعت نشان
جمدۃ الملک مدار المہام اسد خان

مہر وزیر




ایکبار خانگی جھگڑون کے سبب رانا کے بیٹے مرسنگھ نے اپنی ننہال بوندی سے دس ہزار فوج لیکر میواڑ کے
بہت سے سردارون سمیت بغاوت اختیار کی رانا مدد مانگنے کو بادشاہ کے پاس جانا چاہتا تھا لیکن اُس کو
گوڈواڑ سے جواب مارواڑ کے شامل ہے بعض خیرخواہ سردار لوٹا لائے اور باپ بیٹون مین قول و اقرار کے
ساتھ صلح کرادی تین لاکھ سالانہ آمدنی کا پرگنہ راج نگر کنور کو جاگیر مین ملنے سے امن ہوا - جے سنگھ

سمبت ۱۷۵۵ مطابق ۱۶۹۹ء مین اٹھارہ برس راج کرنے کے بعد گذر گیا۔
وقایع راجپوتانہ مین لکھا ہے کہ جے سنگھ عیاش اور آرام طلب ہوگیا تھا اسکے کل زمانے مین نزاع خانگی ہوتی رہی

## ۶۱۔ مہارانا امر سنگھ دوم

سمبت ۱۷۵۵ مطابق ۱۶۹۹ء مین گدی پر بیٹھا اسنے ڈونگر پور اور بانسواڑہ وغیرہ کے رئیسون کو کبھی چین نہ لینے دیا۔ یہ شکایتین سنکر عالمگیر اکثر ناراض رہتا تھا۔ دو برس تک بادشاہی طرف سے ٹیکہ کا سامان اور خلعت وصول نہ ہوا جسکے لیے پچاس ہزار روپیہ اسد خان وزیر کو دینا پڑا۔ ایک بار رانا نے ڈونگر پور کا علاقہ لوٹ کر قدیمی دستور کے موافق زبردستی نذرانہ بھی وصول کر لیا جسکی تحقیقات کو بادشاہی طرف سے اسد خان وزیر کا بھائی بہو مند خان بخشی موقع پر بھیجا گیا لیکن اسنے رعایت سے ڈونگر پور والونکی پیش قدمی ظاہر کرکے بادشاہ کو خاموش کیا۔ سجان سنگھ وغیرہ راٹھوڑونکے ساتھ بھی جو بادشاہ کے حکم سے پُر و مانڈل کے جاگیر دار تھے اور جن کی اولاد اب اجمیر کے علاقے جونیان وغیرہ مین باقی رہگئی ہے میواڑ والونکی ہمیشہ تکرار ہوتی رہی لیکن اسد خان وزیر جو رشوت کھاکر دوست بنگیا تھا ہر موقع پر نرمی سے فیصلہ کردیتا۔

سمبت ۱۷۶۳ مطابق ۱۷۰۶ء مین عالمگیر دکن سے ہندوستان کو آتا ہوا احمد نگر مقام پر گذر گیا اُسکے بعد شاہزادون مین سے اعظم شاہ بڑے بھائی بہادر شاہ سے لڑکر مارا گیا۔ بہادر شاہ تخت نشین ہوکر چھوٹے بھائی کام بخش کے مقابلے کو دکن کیطرف روانہ ہوا اُس کے ہمراہیون مین سے مہاراجہ اجیت سنگھ تو اس وجہسے کہ اُسنے عالمگیر کے مرنے پر جودھپور لے لیا تھا اور پھر بادشاہی خالصے مین ہوگیا تھا اور راجہ جے سنگھ کچھواہہ اس سبب سے کہ شاہزادونکی لڑائی مین وہ اعظم شاہ کا شریک تھا اور اسکا وطن آنبیر ضبطی مین آگیا تھا علاقہ مالوہ سے نیواڑ مین بھاگ آئے جہان اُنھون نے بادشاہ کی مخالفت مین اتفاق کیا اس موقع پر اقرار ہوا کہ راٹھوڑ و کچھواہے بادشاہونکو بیٹی دینا چھوڑ دین تو اودے پور والے اُنکے ساتھ رشتہ داری جو رانا پرتاب سنگھ کے وقت سے چھوٹ گئی ہے پھر جاری کرین اور دوسرے راجہ اودے پور کی بیٹی کو جو اُنھین بیاہی جائے سب رانیون سے درجے مین بڑا اور اُسکی اولاد کو بغیر لحاظ عمر کے گدی کا حقدار سمجھین۔ اسکا نتیجہ خلاف امید نکلا راجہ اجیت سنگھ نے اقرار نامے کے بعد لاچ سے فرخ سیر بادشاہ کو بیٹی بیاہ دی اور سوا ے جے سنگھ نے مادھو سنگھ کو جو اودے پور والون کی لڑکی سے پیدا ہوا تھا محروم رکھکر ایشری سنگھ کو ولی عہد قرار دیا جس کی بابت لڑائی اختیار کرکے میواڑ نے اپنے کئی پرگنے کھودیے اور مرہٹون کو آپس کے بگاڑ سے راجپوتانہ مین دخل کا موقع ملگیا۔

سمبت ۱۷۶۵ مطابق ۱۷۰۸ء مین بہادر شاہ دوبارہ راجپوتانے کی طرف آیا کیونکہ جے پور اور جودھپور کو راجپوتون نے اپنے قبضے مین کرلیا تھا جب بادشاہ اجمیر مین آیا تو اُسنے اودے پور اور جودھپور کیطرف افواج بھیجین کہ ملک و مال کو پائمال اور اطفال و عیال کو قید کرین سیر حاصل آبادیون اور زراعت کو خراب کرین جب اس فوج نے کوچ کیا تو راجپوت خواب غفلت سے بیدار ہوگئے۔ وکیلون کو درمیان مین ڈالکر خان خانان

معظم خان بہادر کی معرفت اپنی تقصیرات کو معاف کرایا اُس زمانے مین سکھون نے پنجاب مین تاخت و تاراج شروع کی تھی اور آٹھ نو مہینے کے عرصے مین دارالخلافت شاہجہان آباد سے دو تین منزل تک اور سواد دارالسلطنت لاہور مین تمام مشہور قصبات و معمورے سکھون کی تاخت و تاراج سے پامال اور ویران ہوئے اور بیشمار آدمی مرے اور ایک خلقت کو سکھون نے برباد کیا اور بزرگون کی قبرون اور مزارون کا نشان نہ چھوڑا سو دو سو ہندو اور مسلمان جو سکھ گرفتار کرتے اُنکو یکجا بٹھا کر قتل کرتے کیونکہ سکھ ہندوؤنسے بھی الگ ہین وہ مورتی پوجک نہین ہین وہ ہندوؤنکے اوتارونکو بھی نہین مانتے اور شرادھ وغیرہ کے بھی قائل نہین ہین وہ چوٹی اور جنیو وغیرہ بھی نہین رکھتے وہ ویدون اور شاسترونکو بھی نہین مانتے ان کا طریقہ شادی بھی ہندوون سے بالکل الگ تھلگ ہے انکی قومیت ازروے مذہب بھی بالکل جدا ہے کیونکہ جہان ہندو بت پرست ہین وہان سکھ توحید پرست گوروُدوارونکو جو مورتیون سے پاک صاف کیا جاتا ہے اس سے بھی عیان ہے کہ سکھ مذہباً ہندو نہین ہین پس بادشاہ نے سکھون کا فساد مٹانے کی غرض سے راجپوتون کی بعض شرائط کو جو اُسکو پسند نہ تھین بتقاضاے وقت منظور کرلیا۔ اور یہ فیصلہ ہوا کہ راجہ جے سنگھ مہاراجہ اجیت سنگھ اور راناے اودیپور کے اور دوسرے راجپوتونکے وکیل سرسواری ملازمت کرین اور خلعت ملازمت و رخصت اُسی روز پہنکر بادشاہ کے کوچ کے بعد سرانجام سفر کرکے بادشاہ کے پاس پہونچ جائین تمام با نام و نشان راجپوتونکے تیس چالیس ہزار سوار ونکی جمعیت نے محلہ بناکے اور اپنے ہاتھونکو رومال سے باندھ کے سرسواری ملازمت کی اور عطاے خلعت و اسپ و فیل سے مفتخر اور مرخص ہوے۔ راجپوتونکا حال ہم نے خافی خان کی تاریخ سے نقل کیا ہے ٹاڈ راجستان اور انگریزی تواریخ مین معلوم نہین کہ کس استناد پر یہ لکھا ہے کہ جسوقت کام بخش سے بہادر شاہ لڑنے کے لیے جانے لگا ہے تو رانا امر سنگھ والی اودیپور نے ایک مخفی عہدنامہ کرلیا جسکی شرائط ٹاڈ راجستان مین یہ لکھی ہین۔

اوّل۔ شاہجہان کے زمانے مین جو ریاست چتوڑ کی صورت تھی وہ دوبارہ قائم ہو۔

دُوُم۔ گاے کشی ممنوع ہو۔

سُوُم۔ شاہجہان کے زمانے مین جو اضلاع رانا کے پاس تھے وہ سب بدستور اُسکو دئے جائین۔

چہارُم۔ ساری مذہبی رسوم و عبادت مین وہی آزادی حاصل ہو جو اکبر کے عہد مین تھی۔

پنجُم۔ رانا جس شخص کو برطرف و خارج کرے گا تو بادشاہ اُسپر مہربانی نہین کرے گا۔

ششُم۔ دکن کی خدمت کے لیئے جو راناسے سپاہ لی جاتی تھی وہ نہ لی جائے رانا نے ان شرائط کو پیش کیا اور بہادر شاہ نے قبول کیا اور کہا کہ خدا کے فضل سے ان مین کبھی انحراف نہین ہوگا۔

مارواڑ کے راجہ اجیت سنگھ سے انھین شرائط پر عہد و پیمان ہوئے مگر امداد کے لیے فوج دینے کی شرط قائم رہی ۔ جے پور کے راجہ جے سنگھ پر بڑی کڑی کڑی شرطین لگائین اور اُسکی وجہ یہ تھی کہ اگرچہ اس

راجہ نے خود مختاری کا دعوے نہین کیا تھا مگر بہادر شاہ کی مخالفت مین اعظم شاہ سے موافق ہوگیا تھا چنانچہ اسکی دارالریاست مین سپاہیون کا ایک بڑا گروہ متعین کیا اور اسکی امدادی فوج کی حکمرانی اس سے متعلق تو کی جو بادشاہی فوج کے ہمراہ گئی تھی مگر معلوم ہوتا ہے کہ اسکی خاص ریاست مین تمام اختیار اسکا ضبط کیسا تھا۔

جبکہ یورش کے زمانے مین بادشاہی فوج نربدا پر پہونچی تو اجیت سنگھ اور جے سنگھ دونون اپنی اپنی فوجین لیکر الگ ہوگئے اور اپنے اپنے گھر چلے گئے اور بہادر شاہ کے مخالف ہوگئے جب بہادر شاہ نے کام بخش کا قصہ تمام کیا تو اسنے راجاؤنکے اتفاق توڑنے کا قصد کیا۔ راجپوتون کی مملکت مین ابتک وہ نہ پہونچا تھا کہ ناگاہ سکے یہ پرچہ لگا کہ سکھون نے سرہند پر قبضہ کرلیا اور پنجاب کا ایسا حال تھا کہ اسکو راجپوتونکے مقدمے مین تدابیر مجوزہ کی تمیل وتکمیل کی فرصت نہ ملی بہادر شاہ نے اس سبب سے راجپوتون سے آشتی چاہی مگر راجپوتونکی فریبی چالونکا کھٹکا مانع ومزاحم ہوا چنانچہ وہ خود نہ گیا بلکہ اپنے بیٹے عظیم الشان کو دونون راجاؤن سے ملاقات کے لیے ایک مقام معین پر روانہ کیا جو بادشاہی فوج کے رستے پر واقع تھا یہ راجا اپنی فوجون سمیت آئے غرض کہ ساری درخواستین راجپوتونکی منظور ہوئین یہ صلح سنہ ۱۱۲۱ ہجری مطابق سنہ ۱۷۰۹ء مین ہوئی۔

بہادر شاہ نے امر سنگھ کو راناکی جگہ مہارانا خطاب بخشا اور پانچ برس کے قریب حکومت کرکے مرگیا اسکے بعد جہاندار شاہ جو میواڑ سے دوستی رکھتا تھا بادشاہ بنا اور اسوقت سے سلطنت کمزور ہوکر سردار ونکا زور زد اختیار بہت بڑھ گیا۔

سمبت ۱۷۶۷ مطابق سنہ ۱۷۱۰ء مین مہارانا امر سنگھ دوم جو ایک ضدی شخص تھا بارہ برس راج کرکے گذرگیا

## ۶۲۔ مہارانا سنگرام سنگھ دوم

سمبت ۱۷۶۷ مطابق سنہ ۱۷۱۰ء مین اپنے والد کے بعد گدی پر بیٹھا۔ اسکے سامنے مغلیہ سلطنت جو قریب قریب کل ہندوستان پر پھیلی ہوئی تھی ابتر ہونے لگی اور اطراف ممالک کے رئیس شاہی ملک پر قبضہ جما کر خود مختاری کا دم بھرنے لگے بہادر شاہ کے پیچھے جہاندار کو فرخ سیر نے سید عبداللہ خان اور حسین علی خان سادات بارہ کی مدد سے قتل کیا۔ سیدون نے فرخ سیر کو بادشاہ بنایا جو سیدون کے سامنے کچھ اختیار نہین رکھتا تھا اور ناآزمودہ کار جوان تھا۔ سیدونکی رائے پر چلتا تھا قسمت سے تاج وتخت سلطنت ملگیا تھا خاندان تیموریہ کا جوہر شجاعت تھا وہ اسکے خلاف جبن ذاتی رکھتا تھا صاحب غرض کی سخن کی تہ پر نہ پہونچتا تھا آخرکار اپنے رفیق سیدون کے ہاتھ سے مارا گیا بعد اسکے شمس الدین ابوالبرکات رفیع الدرجات کو سیدون نے بادشاہ بنایا تین ماہ دس روز کے بعد اسنے انتقال کیا سیدون نے اب رفیع الدولہ ملقب بہ شاہجہان ثانی کو تخت سلطنت پر بٹھایا یہ دونون امور فرمانروائی مین اصلا اختیار نہین رکھتے تھے بلکہ تصویر کا حکم رکھتے تھے کہ تخت پر بطور طلسم کے تعبیہ کردی تھی اور اسکے دورمین سیدونکے آدمی منصوب تھے

تین مہینے چند روز یہ بھی سلطنت کر کے گذر گیا جب رفیع الدولہ کا آفتاب حیات غروب ہوا تو روشن اختر محمد شاہ کو نیا بادشاہ بنایا اسنے سعادت خان برہان الملک اور آصف جاہ نظام الملک وغیرہ کی مدد سے سیدونکو تباہ کیا لیکن وہ خود عیاشی اور کم عقلی سے ملک کو نہ سنبھال سکا اُسکے وقت مین نادر شاہ ایرانی سلطنت کو مغلوب کر کے کئی کروڑ روپے کا جواہر اور نقد وجنس اور تخت طاؤس لے گیا اس تخت مین بیش قیمت جواہر وزنی پچاس ہزار مثقال قیمتی اسی لاکھ روپے کے لگے تھے اور ایک لاکھ تولہ سونا قیمتی چودہ لاکھ روپیے کا کام مین آیا تھا یہ تخت سات سال مین تیار ہوا تھا اور ایک کروڑ روپیہ اسمین صرف پڑا تھا۔

اس بادشاہ کے عہد مین شہنشاہت برائے نام رہگئی برہان الملک نے اودھ کا صوبہ دبا لیا جہان اوس کی اولاد مین شجاع الدولہ۔ آصف الدولہ اور واجد علی شاہ وغیرہ ۱۸۵۶ء تک حکومت کرتے رہے حیدر آباد دکن کے علاقے پر نظام الملک نے خود مختار ریاست قائم کی جہاں پر اس وقت تک اُسکی اولاد قابض چلی آتی ہی بنگال بہار۔ روہیلکھنڈ اور مدراس وغیرہ مین دوسرے کئی سردار خود سر نواب بن بیٹھے تھے جو شروع انگریزی عہد مین لڑائیاں کر کے برباد ہو گئے۔ دکن گجرات اور مالوہ وغیرہ مین مرہٹون نے بڑی قوت پیدا کر لی تھی جنکے ہاتھون مین سے بڑودہ۔ گوالیار اور اندور وغیرہ کئی ریاستین قائم رہ گئی ہین۔

آگرے کی طرف بہت سے گانون راجہ جے سنگھ اور بھرتپور والون نے دبا کر اپنی ریاست مین شامل کئے اور گجرات کا بہت سا علاقہ راجہ اجیت سنگھ نے مارواڑ مین داخل کیا اسطرح ہندوستان کی شاہنشاہی محمد شاہ کے عہد مین ابتر ہوئی لیکن میواڑ اس وقت بھی فساد جھیلنے کے خیال سے فائدہ اُٹھانے مین محروم رہا صرف پرگنات پُرو اور مانڈل وغیرہ جو بادشاہی طرف سے رن باز خان وغیرہ میواتیونکو جاگیر مین دیدیے گئے تھے اُن لوگون کو غارت کر کے واپس لیے۔

سمبت ۱۷۹۰ مطابق ۱۷۳۴ء مین مہارانا سنگرام سنگھ تیئیس برس راج کر کے گذر گیا اُسنے اپنے بعد چار بیٹے چھوڑے بڑے کنور جگت سنگھ کو ریاست میواڑ دوسرے ناتھجی کو جاگیر باگور تیسرے باگھجی کو کرجالی اور چوتھے ارجن سنگھ کو سیورتی ملی اس زمانے کے بعد کسی رئیس کی اولاد مین پہلی کئی پیڑھی کے بعد ریاست مین اولاد نہ ہونے کے سبب مہارانا سنگرام سنگھ کی نسل ہی مین سے حقدار تجویز ہو کر اب تک گدی پر بٹھائے گئے۔

## ۶۳۔ مہارانا جگت سنگھ دوم

سمبت ۱۷۹۰ مطابق ۱۷۳۴ء مین اپنے باپ کی گدی پر بیٹھا۔ اُسکے زمانے سے میواڑ مین مرہٹون کی مداخلت شروع ہوئی اور اُنھون نے میواڑ کو بہت ستانا شروع کیا اور رہا سہا ملک بھی کم ہو کر اُسمین کوئی پہلا سا طاقت کا سامان باقی نہ رہا۔ دہلی کی سلطنت ضعیف دیکھکر اکثر راجاؤن نے میواڑ کے علاقے مین ہڑہ مقام پر دوبارہ مہارانا جگت سنگھ سے عہد کیا کہ اب مغلون کو کوئی بیٹی نہ دیگا آپ ہم سے رشتہ داری جاری کرین تا کہ سب مل کر راجپوتانے کی خود مختاری پر تیار ہون اس کارروائی مین پھر کچھ کامیابی نہ ہوئی کیونکہ جے پور

اور جودھپور والے مودکو اودے پور کے برابر سمجھنے لگے تھے جس سے ایک کی ماتحتی لپسند نہ ہوکر سب لڑادی تمام ہوگئے
وقایع راجپوتانہ مین لکھا ہے کہ جگت سنگھ عیش و عشرت کے سبب سے حکومت کے لائق نہ تھا اوسکے زمانے
مین راج کو جلد زوال ہوا اول تو بھائیون مین عناد ہونے سے سرداران ریاست باہم فساد مین مصروف رہے
دوسرے مرہٹے روز بروز زبردست ہوتے جاتے تھے مالوہ و گجرات پر قابض ہوگئے تھے نادر شاہ کی معاودت
کے بعد محمد شاہ بادشاہ دہلی نے اُنکو چوتھ یعنی آمدنی ملک کی چہارم دیدی تھی اور اُنھون نے ماتحت سمجھکر راجپوتانے
کی ریاستون سے وصول کی چنانچہ ۱۷۳۶ء مین باجی راؤ پیشوا اور مہارانا کے درمیان عہدنامہ ہوا اُسکے بموجب
ایک لاکھ ساٹھ ہزار روپیہ سالانہ خراج میواڑ سے پیشوا کو ادا ہونا قرار پایا۔
مہاراجہ سوائی جے سنگھ والی جے پور نے مہارانا سنگرام سنگھ دوم کی بہن سے جیسا کہ بیر ونود مین ہے اور بقول ٹاڈ
دختر سے اس شرط پر شادی کی تھی کہ اودے پور کی لڑکی کے جو بیٹا ہو دیگر رانیون کی اولاد کلان سے بھی فائق
متصور ہوکر مسند نشین ہو اسی حال مین بمراد منسوخی شرط مذکور اپنے پسر کلان ایشری سنگھ کی شادی راوت سلومبر
کی دختر کے ساتھ کی کہ سلومبر کا راوت اودے پور کے بھائی بیٹون مین سب سے زیادہ زبردست اور راج کی
فوج کا موروثی سپہ سالار تھا ۱۷۴۳ء مین مہاراجہ سوائی جے سنگھ کے انتقال پر اُسکا بڑا بیٹا ایشری سنگھ
مسند نشین ہوا اور مادھو سنگھ جو اودے پور کے مہارانا کا بھانجا تھا محروم رہا اسپر مہارانا جگت سنگھ نے اپنے رشتہ دار
کا حق اقرار نامے کے موافق دلانے کے لیے لڑائی کی اور ایشری سنگھ نے سیندھیا سے استعانت چاہی
۱۷۴۷ء مین لڑائی ہوئی اُسمین بوجہ سازش راوت سلومبر اور عدم تندہی اپنی فوج کے مہارانا
نے شکست پائی جسکا عوض لینے کو مہارانا نے مدد کے لیے چونسٹھ لاکھ روپیہ فوج خرچ دینا منظور کرکے ہلکر کو
بلایا ایشری سنگھ نے ہتک عزت کے خیال سے زہر کھاکر جان دی اور مادھو سنگھ نے راج پانے کی خاطر
چونسٹھ لاکھ روپے کا خسارہ مہارانا نے پایا اور بعوض اس روپے کے اپنا ایک پرگنہ رامپورہ ہلکر کو حوالے کیا
اسطرح مرہٹونکی دست اندازی نے روز بروز زیادہ ہوکر میواڑ کو پریشان کردیا اور راجپوتون مین ایسی نااتفاقی
اور بے اعتباری پیدا ہوئی کہ ہر معاملے کے تصفیے کیلیے ہلکر اور سیندھیا کو بلانے لگے۔
اسکے بعد سمبت ۱۸۰۸ مطابق ۱۷۵۲ء مین مہارانا جگت سنگھ اٹھارہ برس کے قریب راج کرکے گذر گیا
اس مہارانا نے پچیس لاکھ روپیہ پچھولا تالاب کی درستی پر صرف کرکے تالاب کے اندر ٹیکری پر دوسرا محل
جگنواس نام تعمیر کرایا جو ابتک موجود ہے۔

## ۶۴ - مہارانا پرتاب سنگھ دوم

سمبت ۱۸۰۸ مطابق ۱۷۵۲ء مین مسند نشین ہوکر تیسرے برس فوت ہوگیا اسکے وقت مین مرہٹون نے
جو مالوہ اور گجرات مین پھیل گئے تھے میواڑ پر حملے کرکے کئی بار روپیہ وصول کیا اول سیندھیا دوم جنکوجی اسکے
بعد رگناتھ راؤ ایک دوسرے کے بعد حملہ آور ہوئے تھے۔

## ۶۵ - مہارانا راج سنگھ دوم

سمبت ۱۸۱۰ مطابق ۱۷۵۴ء مین راج پاکر سات برس تک تکلیف و دقت سے اپنا وقت پورا کر تا رہا اسکے عہد حکومت مین مرہٹون کے حملے اور اداے فوج خرچ کی زیر باری سے ریاست ایسی مفلس اور نادار ہو گئی کہ رئیس مارواڑ کی بیٹی کے ساتھ شادی کرنے کے واسطے ایک برہمن سے جو خراج پر مامور تھا روپیہ قرض لینیکی ضرورت ہوئی اور اُسکے نوجوان لاولد گذر نے پر اُسکا چچا ارسی ریاست کا مالک مانا گیا -

## ۶۶ - مہارانا ارسی سوم

سمبت ۱۸۱۷ مطابق سنہ ۱۷۶۱ء مین گدی پر بیٹھا اسکے وقت مین ایسے جھگڑے پیش آئے کہ میواڑ مین سے کئی پرگنے نکلکر سیندھیا ہلکر اور راٹھوڑونکے قبضے مین چلے گئے جو ابتک واپس نہین مل سکے ڈونگرپور اور بانسواڑہ کے رئیسون نے نذر اور تحفے دینا موقوف کر دیا جو رانا امر سنگھ دوسرے کے عہد سے جاری ہوا تھا - ایک مورخ کہتا ہے کہ یہ مہارانا ایسا تند مزاج تھا اور سرداروں کے ساتھ ایسی سختی اور بے دردی سے پیش آتا تھا کہ اسکی بدکرداری سے ریاست پر بڑی مصیبتین نازل ہوئین - یہانتک کہ سلومبر - بجولیہ - آمیٹ اور بدنور کے سوا باقی سب سردار ایک رتن سنگھ دعویدار کے ساتھ باغی بنگئے جو مہارانا راج سنگھ کا بیٹا کہلا کر راج لینا چاہتا تھا - یہ راج سنگھ کی وفات کے بعد پیدا ہوا تھا - باغیون نے روپیہ کا لالچ دیکر مادھوراؤ سیندھیا کو اپنی مدد پر بلایا سمبت ۱۸۲۵ مطابق سنہ ۱۷۶۹ء مین لڑائی ہونے پر مہارانا کی فوج نے سیندھیا اور دوسرے باغیون کو میدان جنگ سے مار کر اجین پر ہٹا دیا لیکن مرہٹون کی تازہ مدد آجانے سے میواڑ والون نے شکست پائی - سلومبر راؤ بہار سنگھ اور شاہ پورہ راجہ اُمید سنگھ مقابلے مین مارے گئے بنیڑے کا راجہ رائے سنگھ زخمی ہوا اور ظالم سنگھ جھالا جو کوٹہ سے نکالے جانے کے بعد یہان آکر نوکر ہو گیا تھا اور جسکے پوتے مدن سنگھ کو سرکار انگریزی کی مدد سے کوٹہ کا تہائی علاقہ ملکر ریاست جھالرا پاٹن کی بنیاد پڑی ) اس لڑائی مین مرہٹون کے ہاتھ مین گرفتار ہو گیا - باغیون نے سیندھیا کو لاکر اودیپور کا محاصرہ کرایا اس موقع پر ایک شخص امر چند کا مدارنے ایک گھاٹی پر مقابلے کی نظر سے بڑی توپ چڑھا کر سندھی سپاہیون کو جو راجپوت جاگیرداروں کی بغاوت کے سبب نوکر رکھے گئے تھے لڑائی پر برانگیختہ کیا سندھیون کے جوش سے سیندھیا دب کر صلح پر راضی ہو گیا اور شہر کے ہزارون آدمیونکی آبرو بچی اس خیر خواہی مین سندھیون کو جاگیر کے علاوہ اُنکے افسر علے عادل بیگ کو اُن سردارون کی برابر درجہ دیا گیا جو مہارانا کے سامنے بیٹھتے ہین سیندھیا کو جو چونسٹھ لاکھ روپے کے قریب فوج خرچ دینا ٹھہرا اُس مین سے تینتیس [۳۳] لاکھ روپیہ زیور اور سامان وغیرہ بیچکر نقد دیا گیا اور باقی روپے کے عوض نیمچ - جاود - مورون اور جیرن کے پرگنے رہن کئے گئے جو کئی بار کوشش کرنے پر ابتک واپس نہین مل سکے - مرہٹون کے دوسرے افسر ہلکر نے بھی جو خود مختار ہو بیٹھا تھا سنہ ۱۷۷۱ء مین میواڑ والونکو لوٹ مار کی دھمکی دیکر پرگنہ نیا ہیڑہ لے لیا - جو کچھ عرصہ کے بعد

اُسکے ماتحت افسر نواب امیر خان کی جاگیر مین شمار ہوکر سرکار انگریزی کی منظوری سے ریاست ٹونک کے متعلق کردیا گیا۔ تیسرے علاقہ گوڈواڑ جو میواڑ کی مغربی شمالی طرف اراولی پہاڑ کے پیچھے پھیلا ہوا ہے باغیون کے قبضے مین آجانے کے اندیشے سے تین ہزار سوارون کی مدد حاضر رکھنے کے اقرار پر جودھپور کے مہاراجہ بجے سنگھ کو حفاظت کے لیے دیا گیا تھا وہ بھی باوجود اقرار پر عمل نہ کرنے کے واپس نہین ملا اس مہارانا کے عہد مین ہمیشہ ملکی اور خانگی فساد رہنے سے علاقہ تباہ ہوا۔ وقایع راجپوتانہ مین لکھا ہے کہ یہ مہارانا اپنی تند خوئی اور ظلم کی پاداش مین سرداران اودیپور کی ملاوٹ سے راؤ راجہ بوندی کے ہاتھ سے سمبت ۱۸۲۹ مطابق ۱۷۷۳ء مین مارا گیا۔

باعث نزاع درمیان مہارانا اور راجہ بوندی کے بلایتہ تھا جسمین چند درخت انبہ اور چند مینون کی آبادی تھی رئیس بوندی نے اس جنگل کو اپنے علاقہ مین سمجھ کر غارتگرون کو مغلوب کرنے کے واسطے وہان قلعہ تعمیر کرایا اور فوج متعین کی۔

غارت گرون نے باغواے مفسد سرداران میواڑ اس فعل کو اپنے رئیس کے حقوق مین خلل انداز ظاہر کیا اسپر رانا مع کل سرداران ریاست و سندھیونکی تنخواہ دار فوج کے موقع متنازعہ پر آیا اور اجیت سنگھ رئیس بوندی کو اپنے لشکر مین طلب کیا وہ آیا اور رانا کے طرز وطریقہ سے ایسا خوش ہوا کہ بلایتہ اور اسکے درختان انبہ کو بالکل بھول گیا موسم بہار قریب تھا اور ماہ پھاگن جسمین گوری کے واسطے سور کی قربانی ضرور ہوتی ہے شروع ہوگیا تھا تو جوان ہاڑا نے بعوض اُسکی تواضع وعنایات کے رانا کو بوندی کے رمنہ یعنی جنگل مین اہیڑا کے شکار کے واسطے بلایا اُسنے قبول کیا اور اپنے ہمراہیون کو سبز دستار اور دوپٹے تقسیم کرکے تاریخ معینہ پر بہت تزک وتجمل سے نانندتہ کی بلند سرزمین کو روانہ ہوا اراؤ راجہ کے باپ امید سنگھ نے کہ اُنھین ایام مین بدری ناتھ سے واپس آیا تھا بفور خبر استماع شکار کے قاصد بھیجکر اپنے بیٹے اجیت سنگھ کو کہلا یا کہ یاد رہے کی ستی صدہا سال پیشتر پیشن گوئی کرچکی ہے کہ راؤ اور رانا جب کبھی اہیڑہ کے شکار مین شریک ہونگے تو موت پیدا ہوگی لیکن شوق مین اجیت سنگھ نے جواب دیا کہ ایسی پوچ وجہ سے پیام طلبی کو مسترد کرنا غیر ممکن ہے صبح ہوتے ہی رانا کمال محبت سے راؤ کو ساتھ لیکر شکار کے واسطے روانہ ہوا مگر سر شام گذشتہ کو میواڑ کے دیوان نے راؤ کے پاس آکر بہت گستاخی سے کہا تھا کہ یا تو موضع بلایتہ کو خالی کردو ورنہ سندھیون کی جمعیت بھیجکر قید کردونگا اور تنگ ظرفی سے یہ بھی کہہ اُٹھا کہ مین نے صرف وہی کہا ہے جو میرے آقا کا حکم ہے اس کلام سے راؤ کے دل مین تمام دن خلش رہا جب شکار ختم ہوا اور وہ رانا سے رخصت ہوکے چلا یکایک اُس کو اس ذلت کا خیال ہوا اور سخت ارادے سے واپس آیا مہارانا اُسکے رنج سے بالکل بیخبر تھا خوشی سے مخاطب ہوا اب تو آپ تشریف لے جادین پھر ملاقات ہوگی اس دوستانہ گفتگو سے اجیت سنگھ کی طبیعت نرم ہوئی اور

سلام کرکے لوٹ گیا مگر چند قدم چلا کہ پشیمانی غالب آئی اور وہ کل قوا انتقام کو جمع کرکے یکبارگی بھالا لیکر دوڑا اور ایسے زور سے وار کیا کہ بھالے کا پھل رانا کے جسم مین سے گذر کر گھوڑے کی گردن مین غرق ہو گیا رانا صرف یہی کہنے پایا تھا کہ او ہاڑا تمنے کیا کیا کہ سردار اندر گرسہ نے تلوار سے اُسکا کام تمام کیا ہاڑ اراؤ اس فعل سے نہایت خوش ہوکے طلائی چتر چنگی کہ میواڑ کا حکومتی نشان ہے لے گیا اور بوندی کے محل مین اسکو رکھدیا یہ قابل تحریر ہے کہ رانا اور راؤ دونون ہمزلف تھے یعنی راجہ کشن گرھکی دو بیٹیان ان دونونکو بیاہی گئی تھین اگرچہ رانی نے راؤ کی کینہ وری سے اسکو آگاہ کردیا تھا مگر رانا نے رشتہ داری کی وجہ سے کچھ خوف و اشتباہ نہ کیا اور قدیم عداوت طرفین کے رئیسون کی ہلاکت سے سیر ہوکے رفع ہو گئی تھی اور اب کچھ وجہ خصومت نہ رہی تھی اس بُرعزم واقعہ سے پہلے روز اودیپور کے دیوان نے دعوت کی تھی اور دونون رئیس مع اپنے سردارونکے شریک ہوئے تھے اور بجز دوستی و اتفاق کے کچھ ظہور مین نہ آیا تھا مگر اس حادثے کے وقوع سے لوگون کا خیال صحیح ثابت ہوا کہ سرداران میواڑ نے اپنے ظالم آقا سے رنجیدہ ہوکے اس فعل کی تحریک کی تھی۔ اور دیوان کا سخت کلامی سے راؤ کو افروختہ کرنا اُسکی تصدیق کرتا ہے جسوقت حربہ مہلک ہوا صرف ایک چوبدار نے اپنے آقا کے بچانے مین کوشش کی ورنہ اُسکے سردارون مین سے کسی نے حربہ روکنے یا قاتل کے تعاقب کرنے کا بالکل ارادہ نہ کیا بلکہ برعکس اسکے کل بہادران میواڑ اپنے آقا کی لاش اور لشکر کو چھوڑکر بھاگ گئے اور کسی نے عوض لینے پر توجہ نہ کی۔

صرف ایک کنیز ستی ہونے کے واسطے تیار ہوئی بڑے سامان سے ایک درخت چتا تیار کرا کے لاش کے ساتھ جلنے لگی۔ تھوڑی دیر مین بلاپتہ کا میدان مہارانا اور ستی کی راکھ سے سفید ہو گیا۔

دو مہینے کے اندر مرض جذام کے سبب ہاڑ اراؤ کا کل گوشت استخوان سے علحدہ ہو گیا اور وہ بہت تکلیف اور اذیت سے مرگیا پہلی بسر سیر ہو چکے تھے یہ انتک بلا انتقام باقی ہو اور اس سے یقین ہوتا ہے کہ سرداران میواڑ کی تحریک سے وقوع مین آیا تھا

## ۶۷ - مہارانا ہمیر سنگھ دوم

اپنے والد کے مارے جانے کے بعد سمبت ۱۸۲۹ مطابق ۱۷۷۲ء مین مسند نشین ہوا بقول وقایع راجپوتانہ یہ بھی ایسا ہی بدنصیب ہوا۔ اسکے عہد مین میواڑ کی تباہی کمال کو پہونچی کل سرزمین مرکز خونریزی ہونی ادھر ایک خفیف حملہ آور شور وشر کرنے لگا مفسدہ اور حملہ آوری متواتر ہوتی رہی اور اگرچہ دیوان امر چند کی کوشش سے اُسکی حیات مین فسادون کا تھوڑا بہت انسداد ہوتا رہا۔ مگر اُسکے انتقال پر بدنظمی انتہا کو پہونچی اور زوال رسیدہ ریاست مین سے سات اضلاع اور بھی جاتے رہے۔

امر چند کی نسبت ایسا لکھا ہے کہ اگرچہ سالہا سال میواڑ کا اصلی مالک وہی رہا مگر وقت وفات اُسکی تجہیز و تکفین کے واسطے بھی روپیہ میسر نہ آیا۔

مہارانا کی کم عمری کے باعث اُسکی والدہ ریاست کے اکثر کاروبار سنبھالتی رہی لیکن امر چند کا مدارالمہ کے

زیادہ اختیارات سے مہارانی کو ناراضگی رہی اور وہ آخر بیقدری کے ساتھ مرگیا جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ کفن کو بھی روپیہ پاس نہ نکلا سمبت ۱۸۳۲ مطابق ۱۷۷۵ء مین عام سرکشی کے ساتھ جاگیرداربیگون نے بغاوت کر کے بہت سے گانون خالصے مین دبالیے رانا ہمیر کی والدہ نے باوجودیکہ سلف کے حالات سے کامل تجربہ پا چکی تھی اُسپر مطلق خیال نہ کر کے بیگون کی سرکوبی کے واسطے سیندھیا سے مدد طلب کی جس نے دبائے ہوئے گانون واپس دلا کر بارہ لاکھ روپیہ باغی سردارسے جرمانے کے طور پر وصول کیا اور خالصہ سے فوج خرچ مین چھ لاکھ سالانہ آمدنی کے پرگنے رتن گڑھ اور سنگولی اور کھیتری اپنے قبضے مین کر لیے اور ارنیا اور بھیچو اور جوتھ اور نندوی ہلکر کو دیدے۔ اس طرح کئی بار جو علاقے میواڑ سے نکلکر غیرونکے قبضے مین گیا اُسکی سالانہ آمدنی اٹھائیس لاکھ روپیہ کی تھی اور اسوقت تک مرہٹون نے میواڑ سے ایک کروڑ اکیاسی لاکھ روپیہ نقد لیا تھا۔

سب خانگی فساد اور مرہٹون کے دخل کا طفیل ہے بادشاہی فوج کے مقابلے پر تمام سردار ریاست کے شریک حال رہتے تھے اور صلح ہو جانے پر کھویا ہوا ملک بھی واپس مل جاتا تھا اسوقت مین بقول کرنل ٹاڈ سردارون نے بدخواہی سے فتور اٹھا کر خود غیرون کو بلایا اور ہر معاملے مین اپنا سرپنچ بنایا۔ مرہٹون نے اپنی غارتگری کی عادت کے موافق رعایا کو ستایا اور جہانتک ہوسکا خالصے کا ملک دبایا اس ابتری کی حالت مین مہارانا ہمیر سنگھ نے نام کے لیے چھ برس حکومت کر کے سترہ برس کی عمر مین انتقال کیا اور اپنے چھوٹے بھائی بھیم سنگھ کو وارث چھوڑا۔

## ۶۸- مہارانا بھیم سنگھ دوم

سمبت ۱۸۳۴ مطابق ۱۷۷۸ء مین جبکہ اُسکی نو برس کی عمر تھی گدی پر بیٹھا اُسکے پچاس سال عہد مین بڑے تغیرات اور خرابیان پیش آئین سردارون کے بگاڑ اور مرہٹون کی لوٹ مار کے سوا ایک نئی جماعت پنڈاریونکی پیدا ہوئی اور ہندوستان کی سلطنت مغلون کی تباہی کے بعد ایک نئی فرنگستانی قوم یعنی انگریزونکے قبضے مین آنے سے کچھ امن کی صورت ظاہر ہوئی۔

سمبت ۱۸۴۴ مطابق ۱۷۸۸ء مین مرہٹون کو پریشان پاکر میواڑ کے عام راجپوتون نے ریاست کی خیرخواہی پر کمر ہمت باندھی جاوَد وغیرہ مقامات سے مرہٹون کو نکال دیا اور سردار بیگون نے بھی اُسکے تحت سے اپنا علاقہ خلاص کیا لیکن جب راجپوتونکی بھیڑ نیمچ کے قریب سرکیا کھال ندی پر بڑھی تو ہلکر کی فوج جو اہلیہ بائی کے حکم مین تھی سیندھیا سے ملکر راجپوتونکے مقابل ہوئی مہارانا کی فوج پر سخت حملہ ہوا اور اُسنے شکست پائی بہت سے راجپوت قید و قتل ہوئے اور واپس لیے ہوئے مقامات ہاتھ سے جاتے رہے۔ چونڈاوت لگ اپنی سرکشی کے سبب اس لڑائی مین شریک نہ تھے اُن مین اور سکتاوتون مین جو فساد ہوتا رہا اس سے ملک اور بھی تباہ ہوا رعایا اور سوداگرون نے امن نرہنے کے سبب اپنے کام چھوڑ دیے مہارانا کو کسی کی حمایت کی توقع ہونیکے سبب دوسرون سے مدد مانگنی پڑی چونڈاوتونکی بغاوت کا زور توڑنے کے لیے مہارانا نے ظالم سنگھ جھالا کی صلاح سے

ہو سکتا دقتوں کی موافقت کے سبب میواڑ مین آیا تھا سیندھیا کو مدد پر بلایا وہ خوشی کے ساتھ حاضر ہو گیا چتوڑ سے اودیپور تک تمام عمدہ علاقہ جو چونڈاوتون یعنی سلونبر والون وغیرہ نے دبا کر اکثر اُسمین سے سندھی سپاہیون کو جاگیر مین دیدیا تھا مرہٹون کی مدد سے واپس لیا گیا لیکن سلونبر کے راوت بھیم سنگھ نے سیندھیا سے ملکر اپنے دشمن ظالم سنگھ کو میواڑ سے نکلوا دیا اسطرح تھوڑے دن امن رہکر پھر ملک پر تباہی آئی کیونکہ مرہٹے دوپیے کے لالچی اور لوٹ مار کے عادی تھے جدھر پلہ بھاری پایا اُدھر ہی جھک گئے کبھی چونڈاوتون کا صدر مقام سلونبر دبا لیا۔ کوڑابڑ چھین لیا اور کبھی بھینڈر کے سکتاوتون سے کئی لاکھ جرمانہ وصول کیا لٹیرون کے زور سے امیر و غریب تمام لوگون مین مفلسی پھیل گئی اخیر مین مہارانا اودیپور سر گروہ راجگان ہنود کے افلاس دپے کسی کی یہ نوبت پہونچی کہ ظالم سنگھ منتظم کوٹہ دس ہزار روپیہ ماہوار دیتا تھا تب دفع الوقتی ہوتی تھی اس ذلت پر خود اُسی کے سردار و جاگیردار طعن و تشنیع کرتے تھے اُنمین سے جو زیادہ زبردست تھے اپنے اپنے قلعون کو چلے گئے اور اپنی جاگیرونکی حفاظت مین مصروف ہوئے۔ جیساکہ وقایع راجپوتانہ مین مذکور ہے۔

اتفاق سے سیندھیا اور ہلکر مین جو مرہٹون کے ہاتھ پاؤن تھے لڑائی ہوگئی ہلکر شکست کھا کر رعایا کی بدقسمتی سے میواڑ مین آیا اُسے جلدی کے سبب اودے پور مین پہونچنا تو نصیب نہ ہوا لیکن اُسنے ناتھدوارے کے مقام پر پجاریون سے پچاس ہزار روپے لیئے گو سوامی تو ناتھدوارے سے بھاگ گیا تھا دوسرے پجاریون سے یہ روپیہ وصول کیا اور کانکڑولی سے ۳۶ ہزار روپے لیے جیساکہ فارسی زبان کے امیرنامہ مؤلفہ بساول لال متخلص بہ شادان سے ثابت ہے اور تحفۂ راجستان مین لکھا ہے کہ تین لاکھ روپیہ ناتھدوارے کے پجاریون وغیرہ سے اس حیلے کے ساتھ کہ کرشن دیوتا کی کم توجہی سے مجھے شکست ملی ہے ڈنڈ کے طور وصول کر لیا۔ مقام کوٹھاریہ کا چوہان جاگیردار شری کرشن کی مورت کو لوٹ مار کے اندیشے سے اودے پور پہونچا کر واپس جاتا ہوا ہلکر کے آدمیون کے مقابلے پر مارا گیا۔ ہلکر بنیٹرہ اور شاہ پورہ سے روپیہ لیتا ہوا اجمیر پہونچا جہان اُسنے ناتھدوارے سے وصول کیا ہوا سامان حضرت خواجہ معین الدین علیہ الرحمۃ کی درگاہ مین نذر کر دیا۔ اسکے بعد سیندھیا نے اودیپور کے پاس ڈیرہ آجمایا مہارانا کا خانگی اسباب و زیور بلوا کر تین لاکھ روپیہ نقد لیا اور سردار و رعایا سے مال و سامان جو کچھ ہو سکا وصول کیا۔ جب سیندھیا اپنا مطلب نکالکر علیحدہ ہوا تو ہلکر بھی دوبارہ میواڑ مین آیا بھینڈر کو تباہ کر کے دو لاکھ روپیہ جرمانہ اور بدنور اور رلاوہ سے کچھ کم لیکر ریاست سے چالیس لاکھ کا مطالبہ کیا جسمین سے محل اور شہر والونکے زیور بیچکر بارہ لاکھ روپیہ نقد جوا کیا گیا اور باقی کے لیے ضمانت دیکر ٹالا۔ ایکبار امباجی وزیر سیندھیا نے ملک میواڑ کو مرہٹون مین بانٹ لینے کی صلاح دی لیکن ہلکر اس بات پر رضامند نہ ہوا کہ ایک قدیم اور شریف خاندان کا بگاڑنا جسکی شاخ مین ہونے کو مرہٹون نے فخر جانا ہرگز مناسب نہین ہے۔

اُسکے بعد سیندھیا اور ہلکر نے اتفاق کر کے انگریزون سے مقابلہ کیا اور شکست پانے سے اُنکا زور کم ہو گیا امید تھی کہ اُسکے بعد اودیپور کے حق مین کچھ بہتری ہو مگر لارڈ کارن واُس کی تدبیر علیحدہ اختیار ... سے اودیپور اور راجپوتانہ کی دیگر ریاستین بدستور سیندھیا۔ ہلکر۔ امیر خان اور پنڈارونکی جولانگاہ تاخت و تاراج رہین۔

## مہارانا کی دختر کشن کمار کی نسبت کا ہولناک واقعہ جسنے راجپوتانے پر آفت برپا کردی

مہارانا کی دختر کشن کمار حسن مین مشہور تھی مہاراجہ بھیم سنگھ والی جودھپور اُسپر عاشق ہوا اور اُسکے ساتھ اُسکی نسبت بھی ہوگئی مگر ۱۸۰۳ء مین مہاراجہ بھیم سنگھ مر گیا اور بجاے اُسکے مان سنگھ جودھپور کا مالک ہوا مثل ریاست کے اُسنے کشن کمار کے ازدواج مین بھی وراثت کا دعوے کیا اور ابھی سوال وجواب جاری تھے اور مہارانا نے مان سنگھ کے ساتھ نسبت کو منظور کر لیا تھا کہ اسی عرصے مین گھانے راؤ کے جاگیردار کشور سنگھ کو مان سنگھ نے نکالدیا یہ شخص مہارانا سے رشتہ داری رکھتا تھا اور اگلے زمانے مین مقام مذکور کو مہارانا کے بزرگون نے علاقہ اودیپور مین سے علیحدہ کر کے بطور جہیز کے کشور سنگھ کے بزرگون کو دیا تھا۔ مان سنگھ اور کشور سنگھ مین منازعت پیدا ہوگئی تھی اسلیئے اُسنے کشور سنگھ کو اُس جگہ سے نکالدیا۔ مہارانا بھیم سنگھ مان سنگھ سے بہت آزردہ ہوا اور اپنی بیٹی کی نسبت کی بات چیت راجہ جگت سنگھ والی جیپور سے شروع کردی اور بیان کیا کہ مان سنگھ کے ساتھ ہمکو رشتہ داری منظور نہین ہے تم اپنے آدمیونکو بھیجکر گھانے کا انتظام کرو تاکہ حریف دخل نہ حاصل کرلے مہارانا نے اس لڑکی کی تصویر بھی بھیجی تھی جگت سنگھ اس لڑکی کے حسن وجمال اور تناسب اعضا کی تعریف تو یون ہی سن رہا تھا تصویر دیکھکر اور بھی والہ وشیدا ہوگیا اور اپنے داروغہ خوشحال سنگھ کو اس کام کے انتظام کے لیے تھوڑی سی سپاہ کے ساتھ بھیجا جسنے گھانے کا بندوبست کرلیا جب مان سنگھ کو یہ حال معلوم ہوا تو اُسنے دولت راؤ سیندھیا کو جو اُس زمانے مین اودے پور کے علاقے مین مقیم تھا اس ماجرے سے اطلاع دی اور مدد چاہی چنانچہ سیندھیا نے اودیپور کو کوچ کیا اور خوشحال سنگھ داروغہ کو یہانسے نکالدیا اور گھانے کو جیپور والونکے ہاتھ سے خالی کرالیا۔ جگت سنگھ اس لڑکی کی مواصلت کا دل سے خواہان تھا اُسنے اس ارادے سے دست برداری نہ کی اور اپنے مصاحب رتن لال کو دوبارہ ایک جماعت کے ساتھ سیندھیا کی روانگی کے بعد اودیپور کو بھیجا مان سنگھ کو یہ حال معلوم ہوا تو اُسنے پوکرن علاقہ جودھپور کے ایک سردار سوائی سنگھ کو جو اُسکا رشتہ دار تھا طلب کر کے اس امر مین مشورہ کیا سوائی سنگھ در پردہ مان سنگھ سے عناد رکھتا تھا اور اُسکی بربادی کے درپے تھا اُسنے خیال کیا کہ مان سنگھ کو بھڑکا کر لڑادو مارا جائے تو اپنی امید برآئے اسلیئے صلاح دی کہ ایسے معاملات مین رئیسون کو جنگ کر کے عزت وناموس کی حفاظت کرنا چاہیئے کیونکہ نہایت بدنامی کی بات ہے کہ ایک ریاست کی منگیتر دوسری ریاست مین چلی جائے

اور اُسکو اتنا آمادہ کیا اور اپنی رفاقت اور مدد کا بھروسا دلایا کہ وہ لشکرکشی پر تیار ہوگیا اور لشکر کے ساتھ تیزی
سے کوچ کرکے پچاس کوس چلکر لشکر کے پاس مقام کیا اور اپنے بخشی اندرلاج کو ایک جماعت کے ساتھ بھیجا کہ
وہ جے پور کے آدمیون کو روکے چنانچہ بخشی مذکور شاہ پورہ پہونچکر جے پور کے آدمیون سے متعرض ہوا اور
کہا کہ اودے پور کا ارادہ ترک کرکے جے پور کو لوٹ جاؤ اسی مین بہتری ہے ورنہ لڑائی کے لیے آمادہ ہو جاؤ
جے پور والون مین راے رتن لال دانا آدمی تھا اُسنے یہان لڑنا مناسب نہ جانا اور اپنی جمعیت کو لیکر جے پور کو
اُلٹا چلا گیا اور آپ واسطے مداخلت ہلکر کے کہ جو نواب امیرخان کے اتفاق سے مالپورہ علاقہ جے پور مین پہنچگیا
تھا اور اپنی فوج کو سربارہ کے مقام پر جو وہان سے ایک منزل ہے چھوڑکر آپ جریدہ ہزار دو ہزار سوارون کے
ساتھ اپنے متعلقین کو جو دھپور سے بلانے کے ارادے سے جنھین وہان لاہور جاتے وقت چھوڑ گیا تھا
لشکر مین آیا ہلکر نے راجہ مان سنگھ سے ملاقات کرکے اپنے اہل وعیال کو جودھپور سے بلا لیا اس عرصے مین
راے رتن لال شاہ پورے سے وہان پہونچ گیا اور ہلکر اور مان سنگھ سے ملا اور اُسنے یہ مناسب سمجھا کہ
دونون ریاستون کا معاملہ اغیار کے ذریعے سے فیصل ہونے سے یہ بہتر ہے کہ باہمی سمجھوتہ ہو جائے چنانچہ
مان سنگھ سے تحریک موافقت کی اور یہ بات قرار پائی کہ اودے پور کی منگنی سے دونون راجے دست بردار
ہو جائین اور راجہ مان سنگھ کی بیٹی تو جگت سنگھ سے منسوب ہو اور راجہ جگت سنگھ کی ہمشیرہ مان سنگھ
سے منسوب ہو جائے اس عرصے مین نواب امیرخان جے پور پہونچ گیا تھا اور وہان کے معاملے کے سوال جواب
درست کرکے اور اپنی سپاہ کو وہان چھوڑکر جریدہ ہزار سوار کے ساتھ خود لشکر کی طرف چلا اور جلد یہان پہنچگیا
اور ہلکر سے ملاقات کی مان سنگھ وہان مقیم تھا اُسنے نواب امیرخان کی آمد کا حال سنکر استدعا کی کہ نواب
سے میری ملاقات کرادیجاے ہلکر نے مان سنگھ کا اشتیاق ملاقات نواب امیرخان سے بیان کیا نواب نے
کہا کہ اگر مان سنگھ میرا استقبال کرکے تعظیم کا کوئی دقیقہ باقی نرکھے تو مضائقہ نہین ورنہ تمھاری ملاقات کیطرح
منظور نہین کہ ملاقات کے وقت آدمیون کے ہجوم کے سبب سے پگڑی بھی تمھارے سر سے گر گئی تھی اور تعظیم کے مراسم
اچھی طرح ادا نہ ہوئے ہلکر نے خیال کیا کہ اگر ملاقات امیرخان کی مان سنگھ سے مجھ سے بڑھکر تعظیم و توقیر کے ساتھ
ہوئی تو اس مین میرا ہتک ہے اسلیے دونون کا ملنا اسکو گوارا نہ ہوا اور حکمت عملی کے ساتھ مان سنگھ سے تو یہ
کہدیا کہ نواب امیرخان کی سپاہ کو تنخواہ وصول نہ ہونے کی وجہ سے ہمیشہ اُسمین جھگڑا رہتا ہے اور پٹھان
لوگ کسی کے حکم کے تابع رہتے نہین مبادا ملاقات کے وقت کوئی ایسا جھگڑا اُٹھ کھڑا ہو جاے جسکا دفع کرنا
دشوار ہو اس وجہ سے بالفعل ملاقات ضرور نہین آگے کو دیکھا جائیگا جب کہ مین تم سے
ملتا رہتا ہون اور مجھ مین اور امیرخان مین مغائرت نہین تو امیرخان کے نہ ملنے مین کوئی مضائقہ نہین اور امیرخان
سے یہ بات بنائی کہ مان سنگھ کو تمھاری استدعا کے موافق منظور نہین امیرخان نے کہا کہ مین فضل آلہی سے
سلطنت کا ارادہ رکھتا ہون پس جسطرح مین چاہتا ہون اُسی طرح تلوار کے زور سے ملاقات کرلونگا

ہلکر نے راے رتن لال سے معاملہ لیتا ہر دس لاکھ روپے پر فیصل کیا اور راجہ مان سنگھ کی اعانت ترک کرنے پر
در پردہ دس لاکھ نذرانہ مقرر کرکے کہا جب مین ضلع جیپور سے نکلکر کوٹے جاؤنگا نذرانہ لونگا اور نواب
امیر خان سے کہا کہ تم روپیہ وصول کرنے کو جیپور کو جاؤ امیر خان نے آکر جیپور کے قریب ڈیرہ کیا
مصاحبان راج بہرہ یاب ملاقات ہوئے اپنے آقا سے ملنے کے پیام دئے امیر خان نے کہا کہ اگر استقبال
و تعظیم اچھی طرح کرین تو مضائقہ نہین جگت سنگھ نے پہلے کچھ عذر و انکار کیا آخر راضی ہوا گھاٹ دروازے تک
استقبال کرکے بکمال تعظیم نواب سے ملا نواب نے چند روز قیام کرکے نشان دہی زر کی تحتگی کی اور پرگنہ
ٹونک دو لاکھ کے عوض ایک سال کو سپرد کارپردازان جےپور کیا اور روپیہ وصول کرنے کے لیے
راے ہمت راے کو چھوڑا ادھر جیپور سے نواب لشکر آیا اور ہلکر کو ماجراے معاملہ سنا کر اجمیر چلا گیا چند روز
کے بعد متعلقون کو شیر گڑھ پہونچانے کے لیے ہلکر سے رخصت لینے گیا اور صلاحاً ہلکر سے کہا کہ بعد وصول معاملہ جیپور
کھانڈے راؤ کو سپاہ سے چھڑا کر مان سنگھ کے شامل حال رہو اُسنے وقت روانگی لاہور انگریزون سے
اندیشہ نہ کیا تمھارے متعلقون کو پناہ دی ہلکر بشرط ترک معاونت مان سنگھ رتن لال سے نذرانہ مقرر کر چکا
تھا گھبرایا اقبال صلاح سے پہلو تہی کرکے بولا سپاہ کے ہاتھون تنگ ہون میرا ایک دن یہان ٹھہرنا دشوار ہے
نواب امیر خان نے بہت سمجھایا ہلکر نے نہ مانا آخر ہلکر نے رتن لال سے معاملے کے دس لاکھ کی نشان دہی لیکر
نذرانے کے دس لاکھ وصول کرنے کو کوچ کرنے کا عزم کیا کھانڈے راؤ کو چھڑانے کے لیے سپاہ کے مواجب
دینے مین مصروف ہوا لاکھ روپے دیکر امیر خان کو رخصت کیا مان سنگھ اپنے پانسو سوار باستدعاے ہلکر
اسکے پاس چھوڑ کر کہ فساد اہل فوج سے امن مین رہے پشکر سے جودھپور چلا گیا ہلکر مع سواران مذکور ٹہر کر
آیا زر معاملہ جیپور اہل لشکر کو دیکر کھانڈے راؤ کو چھڑا لیا کارپردازان جیپور نے جو دیکھا کہ مان سنگھ کے سوار
ہلکر کے ساتھ ہین غلط فہمی سے سمجھے کہ ہلکر ادھیپور جاتا ہے تاکہ مہارانا کی بیٹی کو بزور لیکر سوارونکے ساتھ مان سنگھ
کے پاس بھیجدے اسلئے بدظن ہوکر میر مخدوم حیدرآبادی - واحد خان - شیخ خدابخش - میر صدر الدین
سارنگپوری - میر مردان علی - نواب جہان خان وغیرہ سرداران فوج ہلکر کو کہ وقت مصالحت ہلکر و انگریزان
آزردہ خاطر ہوگئے تھے اور اپنے مواجب پاکر ہلکر سے جدا ہو چکے تھے کارپردازان جیپور نے اپنا شریک
حال کر لیا اُدھر سوائی سنگھ رئیس پوہکرن اور صورت سنگھ رئیس بیکانیر موقع پاکر فرط عناد سے مان سنگھ کے
درپے ہوئے بولے مصالحت مین مساوات ہوگی اسمین تمھاری کسرشان ہے منسوبہ کا چھوڑ دینا راجپوتون
کی مرجات کے خلاف ہے آخران دونون نے لکھا کہ مان سنگھ کا بھتیجا دھونکل سنگھ ہم سے موافق ہے اُسے
مسند نشین اور مان سنگھ کو معزول کرین -

اب جگت سنگھ نے جودھپور پر لشکر کشی کا ارادہ کیا مہتاب راے اور محمد غفور خان کو باستدعاے معاونت
نواب امیر خان کے پاس بھیجا وکلاے جیپور شیوپوری مین آکر نواب سے ملے نواب نے اُنسے مقدمہ معاونت فیصل

کرکے جگت سنگھ سے دفعتاً صلح کر لینے کے بہ بخت رائے کو اُنکے ہمراہ کر دیا خود نواب امیر خان وہان سے کوچ کرکے مع متعلقان شیر گڈھ آیا راج رانا ظالم سنگھ سے ملا ڈیڑھ مہینہ وہان رہا نواب نے متعلقون کو شیر گڈھ مین چھوڑ کر کوچ کیا کوٹے سے ایک کوس ورے خیمہ زن ہوا اس مقام مین جمنا بھاؤ سردار علاقہ ہلکر نواب امیر خان سے بمبالغہ ساعی ہوا اعانت خواہ مان سنگھ ہوا جیت مل منشی راجہ مذکور بھی آیا اور کہا کہ اگر آپ جگت سنگھ کی کمک سے پہلو تہی کرکے مان سنگھ کی مدد کرین تو بہت سا نقد روپیہ اور کئی لاکھ کا ملک آپکو فوج خرچ مین دیگا جواب دیا کہ مین وکلاے جگت سنگھ سے اقرار مدد کر چکا ہون نقض عہد نکرونگا وکیل جودھپور مایوس لوٹے ہلکر نے بھی سمجھایا مگر امیر خان نے نمانا راے چند دیوان راج جیپور نے جگت سنگھ کو بافسون و افسانہ فریفتہ کرکے شادی کے لیے اودیپور چلنے اور مان سنگھ کو مغلوب کرنے پر آمادہ کر لیا یہ سوچ کر کہ جگت سنگھ ابھی طفل ناتجربہ کار ہے اسکے ہان مجھے ہر طرحکا اختیار رہے مان سنگھ کے عزل اور دہونکل سنگھ خرد سال کے نصب سے جس حال مین کہ رئیس بیکانیر و پوکرن مجھ سے موافق ہین اس ریاست مین بھی میرا اقتدار ہو جاے گا اودیپور مین جگت سنگھ کی شادی ہو جانے سے میواڑ کا بھی مختار ہو جاؤنگا چنانچہ راجۂ جیپور نے بالشکر عظیم بعزم جودھپور نہضت کی فوج خاص و سرداران علاقہ جیپور و سوائی سنگھ و صورت سنگھ و بالارائو سردار سیندھیا۔ سواران حیدر آبادی ہمراہی ہلکر اور فوج نواب امیر خان سب تین لاکھ سوار و پیادہ ہمرکاب تھے امیر خان بھی سانبھر سے اپنے لشکر مین آ گیا دانا رام گڈھ سے کہ قریب معسکر جیپور تھا سوال و جواب ملاقات ہوئے آخر دونون امرا سوار ہوے دو کوس وہ آئے اسی قدر یہ گئے اور بیچ مین ہاتھیون پر ملاقات ہوئی۔ جگت سنگھ نے امیر خان کو اپنے ساتھ لیجا کر بہ تکریم و تواضع اپنے ڈیرے کے پاس ایک ڈیرے مین اتارا شب کو رقص و سرود کی مجلس مین بلایا اعزاز و تواضع کے بعد مستدعی امداد ہوا امیر خان نے کہا کہ مین تمہاری نوکری تو کرتا نہین ہان اس شرط سے کہ جنگ و صلح کچھ میری صلاح لیے بغیر نکرو مین تمہارا شریک حال ہون جگت سنگھ نے مان لیا۔ امیر خان رخصت ہو کر اپنے ڈیرے مین آیا مان سنگھ بھی ملازمان و سرداران جودھپور سے ساٹھ ہزار سوار و پیادہ لیے ہوئے پربت سر پر آ گیا جگت سنگھ نے اس مقام سے کوچ کیا نواب امیر خان کو بھی کوچ کے لیے کہا لیکن جمشید خان۔ عمر خان۔ کرم علی خان رسالدار جو اسوقت امیر خان پر دھرنا رکھتے تھے کوچ پر راضی نہ ہوے امیر خان کو بھی نہ چھوڑا امیر خان نے ناچار رامپوری رسالدارون کو جگت سنگھ کے ساتھ کر دیا تمام لشکر پربت سر پہونچا ہنوز مقابلہ نہوا تھا کہ امیر خان بھی دھرنے والونکو راضی کرکے جا پہونچا مقابلہ ہوا اسر جی راو کھاٹکیہ جگت سنگھ کی طرف سے بیشتر جودھپور گیا ہوا تھا جب اسنے پالی وغیرہ اضلاع جودھپور کو غارت کیا مان سنگھ نے رسالہ چانوری اپنے دلسوز رفیقون کو کھاٹکیہ کے تدارک پر بھیجا عین جنگ مین رئیس بیکانیر و پوکرن کے اشارے سے راٹھورون نے طرح دی کھاٹکیہ سے ملگئے مان سنگھ کو پربت سر مین یہ خبر پہونچی تاب جنگ نہ تھی مع چار ہزار آدمیون سے جودھپور کو لوٹ گیا جگت سنگھ نے فتحیاب ہو کر خیمہ وغیرہ سامان پر

قبضہ کرلیا۔ ماہی مراتب نقرئی ہودج پالکی خاص سواری مان سنگھ یہ چیزین نواب امیر خان کے ہاتھ لگین امیر خان یا کا سے جگت سنگھ متعاقب گیا بکھری مین کہ مابین پربت سر و میرتہ ہے ہرکارے نے خبر دی کہ مان سنگھ میرتہ مین مقیم ہے مگر جلدی عازم جودھپور ہے نواب نے کہا کہ مان سنگھ رئیس معزز ہے اسکو دبا دبانے مین عار بے مروتی ہم پر عائد ہوتی ہے جانے دو جگت سنگھ کو لکھا کہ مان سنگھ میرتہ مین آمادہ کوچ ہے مین یہانتک متعاقب آیا گھوڑے تھک گئے ہین مین آگے نہین جا سکتا اب کیا صلاح ہے میرے نزدیک مناسب یہ ہے کہ تم فوج خاص و راجہ بیکانیر و پوکرن کے سوا سب کو جدا کرو تاکہ خرچ کم ہو جودھپور کے بند و بست کو اتنی فوج کافی ہے پھر یا خود جودھپور جاؤ اور مجھے معاملہ شادی کی درستی کو اودیپور بھیجو یا تم اودیپور کا قصد کرو جگت سنگھ کو یہ صلاح پسند نہ آئی کہا مین نے جو یہ فوج جمع کی ہے اور روپیہ صرف کرتا ہون کچھ تماشے دیکھنا چاہتا ہون تم لوٹ کر میرے پاس آ جاؤ امیر خان لوٹ آیا بخشی شیولال جو مقدمۃ الجیش کے چالیس پچاس ہزار آدمی لیکر بنسل پور تک گیا تھا راٹھورون کا زعفرانی پوشاک پہنکر جانبازی پر آمادہ ہونا سنکر ڈرا اپنے آقا سے نمک خواہ ہوا جگت سنگھ نے امیر خان کو مدد کے لیے بھیجا جو بخشی سے مل کر کوچ کر کے جودھپور پہونچا مان سنگھ محصور ہوا جگت سنگھ ضلع مارواڑ مین تھانے بٹھاتا ہوا جودھپور پر آیا شہر کا محاصرہ کیا باغ مین میرتہ دروازے فوج خاص کو اتارا اور تالاب اکھے راج کیطرف لشکر امیر خان کو۔ شیخاوتون اور سوائی سنگھ کی فوج کو اور جانب۔ غرض کہ ناگور میرتہ اور پربت سر مارواڑ کے ان مقامات پر جگت سنگھ نے قبضہ کیا۔ بخشی شیولال کو چالیس پچاس ہزار سوار و پیادہ سے تحصیل پر مقرر کیا جب شہر جودھپور و جالور و قلعہ سیوانا کے سوا مان سنگھ کے قبضے مین کچھ باقی نہ رہا آٹھ دن محصور ہوے گذرے۔ بخشی اندر راج سنگی۔ شیونانھ سنگھ رئیس کچاون۔ سرداران میرتہ۔ سلطان سنگھ ٹھاکر نیماج۔ کیسری سنگھ بخاور سنگھ اہوہ والا وغیرہ رفیقان مان سنگھ نے کہا کہ اسوقت مین دشمن زبردست ہے ایک دو دن مین شہر فتح کرلے گا ہر طرح کے نقصان کے ساتھ ہمیشہ بدنامی رہے گی ہم جگت سنگھ سے کرگ آشتی کرتے ہین شاید کچھ کام نکلے تم قلعہ مین بنے رہو مان سنگھ نے اس خیال سے کہ مبادا نہ ماننے کی صورت مین اور راٹھورون کی طرح یہ بھی دشمن ہو جائین جواب دیا کہ تم جو مناسب سمجھو کرو۔ سنگی اندر راج وغیرہ نے پیام دیا کہ اگر ہم سے کچھ تعرض نہ کرو تو ہم نکل جائین جگت سنگھ نے قبول کیا اندر راج وغیرہ نے شہر سے نکلکر متصل فوج جگت سنگھ ڈیرہ کیا مان سنگھ شہر چھوڑ کر قلعہ بند ہوا جگت سنگھ نے شہر پر قبضہ کر کے قلعہ پر مورچے جمائے اکثر مکانات شہر کو گولون سے مسمار کر کے قلعہ کو نقب سے اوڑانا چاہا لیکن قلعہ کے استحکام نے یہ تدبیر چلنے نہ دی۔ بخشی اندر راج نے دو ہزار آدمیون سے اجمیر کی جانب پہاڑ مین جا کر آمد و رفت اہل لشکر جے پور قریب پشکر بند کی۔ مان سنگھ نے غلامی خان کو جو پہلے امیر خان کی طرف سے وکالۃً ہلکر کے پاس رہتا تھا اور ان دنون کسی معاملے کی گفتگو مین ہلکر کیطرف سے جودھپور آیا ہوا تھا امیر خان کے پاس بھیجا اور مدد چاہی امیر خان نے صاف انکار کیا

اس عرصے مین باپو سیندھیا - ابناجی انگلیہ اور جان بٹیس فرنگی سرداران علاقہ سیندھیا کے جگت سنگھ
کے بلائے آئے تھے مالوے سے پھرتے مین آگئے - ابناجی کے سوا سب حسب ایماے جگت سنگھ تحصیل
زر مین مصروف ہوے وہ جودھپور آکر شہر ون مین داخل ہوا دولت راؤ سیندھیا نے ابناجی سے کہدیا
تھا کہ نواب امیرخان عالی ہمت آدمی ہے راجستان مین اُسکا دخل اچھا نہین تو اُسے اکھیڑ دینا اس لیے
ابناجی نے آتے ہی راے چند دیوان جے پور سے کہا کہ تم نے امیرخان کو رفیق بنایا ہے یہ عالی ہمت آدمی
فرصت پاکر تمھاری ریاست برباد کر دیگا ہلکر نے مان سنگھ کا کب ساتھ دیا باوجودیکہ اُسکے متعلقون کو سخت وقت
مین پناہ دی تھی تم امیرخان سے احسان کرکے کیا فائدہ پاؤگے یہ اور ہلکر ایک ہین رئیس ہو یہ کہ ان اور دیوان وغیرہ
نے جواب دیا کہ امیرخان لڑکے ہین ہم سے عہدہ برآ نہین ہو سکتے - امیرخان نے یہ ماجرا سنکر ہمت راے
اور مہتاب راے کو راے چند دیوان کے پاس بھیجا کہ تم اور ابناجی اور سوائی سنگھ اپنے کو دانا سمجھتے ہو -
سوائی سنگھ نے تو بہت آدمیونکو تباہ کیا ہے تم یا خود تباہ ہو جاؤگے یا اس عرصے مین اونکو تباہ کر دوگے
مگر یاد رکھو کہ زبردست کے سامنے عقل بیکار رہے دیوان نے خجل ہو کر کہا کہ مین نے وہ بات ہنسی مین کہی
تھی راے مذکور نے کہا کہ نواب نے بھی دل لگی کی ہے دیوان چپ ہو رہا - ابناجی کے آتے ہی امیرخان کا پانچہزار
روپیہ یومیہ بند ہو گیا ہمراہیان امیرخان تنخواہ خواہ ہوے - دھرنا دیا امیرخان نے یومیہ طلب کیا نہ ملا چند
روز ادھر اُدھر پھرا ایک ماہہ مواجب کسی سے وصول کرنے کو جاتا کہ دربردہ اُسے منع کر دیا ہمراہیان امیرخان
نے فساد کیا اور سخت تقاضے کے بعد امیرخان کو کوٹھے سے گرا دیا اوپر سے پتھر مارے ایک پتھر سے امیرخان
کا پاؤن زخمی ہوا بڑی تکلیف ہوئی ناچار امیرخان نے راے ہمت راے اور لالہ مہتاب راے کو دیوان کے پاس بھیجا پیام بھیجا
کہ اسوقت فوج کے دھرنے سے مین بہت تنگ ہون جو کچھ ہو سکے مجھے دو اس شورش سے نجات پاؤن کوئی
شنوائی نہ ہوا ابناجی حاسد اپنے ضروری کام مین مصروف تھا اُسنے یہانتک دیوان کو بہکایا کہ امیرخان کا
دلی دشمن بنایا امیرخان تنگ ہو کر چلدیا معسکر سے کوچ کرکے بسواری پالکی مع فوج پنسل پور کو کہ جانب
جیپور ایک منزل ہی آیا راجہ جگت سنگھ نے لالہ مہتاب راے کو بھیجا کہ امیرخان کا اطمینان کرکے لوٹا لائے کہدیا
کہ اُسکے لوٹ کر آتے ہی خرچ کا بندوبست ہو جائے گا امیرخان فوج کو وہین چھوڑ کر تین سو سوارون سے زخم
پا کے سبب پالکی مین جودھپور لوٹ آیا معسکر جگت سنگھ سے دو کوس پر ڈیرا کیا مگر دھرنے والون سے معرفہ ملا
جب دھرنے والون نے سختی مقصد نہ سمجھی پٹھان پوربیہ اور آفریدی دونون گروہون نے اپنے اپنے دو دو
آدمی دھرنے پر مقرر کرکے بھیجا پھر آیا یہ کر لیا کہ جو کچھ پاؤگے بالمناصفہ تقسیم کر لینگے امیرخان پالکی پر سوار ہو کر راجہ سے ملنے
چلا جگت سنگھ نے اپنے ڈیرے کے پاس ایک راوٹی امیرخان کے لیے کھڑی کروائی جسطرح پہلے پر خیمہ نصب
ہوا تھا رقص و سرود اسباب خوشی موجود تھے اب اس طرح سے کچھ نہ تھا امیرخان راوٹی مین آیا ہمراہیون
سے کہا دیکھو تمھاری عنایت سے ہم اس درجے کو پہونچے سامعین منفعل ہوئے بولے ہم دھرنے سے بیزار

ہوتے مین حضور کا ہتک عزت ہمکو گوارا نہین جب تک کوئی آمدنہ دیکھینگے ہم تنخواہ طلب نہ کرینگے اب
جانا جینا مرنا سب سرکار کی خوشی کے ساتھ ہے امیر خان نے رلنے ہمت راے کی زبانی راے چند دیوان
وغیرہ کو کہلا بھیجا کہ ان دنون کچھ تھوڑا ہی روپیہ دیدو تو دفع الوقتی ہوجاے کسی نے نہ سنا بدفعات امیرخان
کیطرف سے یہی پیام پہونچا ایک دن چار پانسو روپے ہی مانگے اُنھون نے جواب تک نہ دیا ایک روز
سب ہمراہیون کو فاقہ ہوا اتفاقاً یہ معاملہ مان سنگہ نے سنا اُسنے غلامی خان کو رقعہ خاص دیکر ایلچی کیا پیام دیا
کہ جگت سنگہ اور سوائی سنگہ کے ہاتھون جو میری خرابی ہوئی ہے اور ہورہی ہو آپ سے مخفی نہین ملک میرے
قبضے سے نکل گیا حریف نے قلعے پر مورچے جماے ہین اگر اس وقت آپ کوئی سلوک دوستانہ میرے ساتھ
کرین تو مین ہمیشہ ممنون احسان رہونگا امیر خان چونکہ جگت سنگہ سے بیحد کبیدہ ہوگیا تھا اسلیے غلامی خان
کے ساتھ اپنے ہرکارون کے جماعہ دار مان سنگہ کو راجہ مان سنگہ کے پاس بھیجا پوچھا کہ اسوقت مین ساتھ
دینے پر تم کیا عوض کروگے والی مارواڑ سخت مضطر تھا اس پیام سے خوش ہوا اُسنے اپنے ہاتھ سے
امیرخان کو لکھا کہ چار لاکھ پچاس ہزار روپیہ ماہوار حق اعانت سواے تنخواہ کمپو اندنون دیتا رہونگا
اور سالانہ چار لاکھ روپے آمدنی کی جاگیر باورچیخانے کے مصارف کے لیے دیکر تانبے کے پتر پر سند لکھدونگا
دونگا۔ امیر خان نے یہ رقعہ اپنے پاس رکھا اور یہ کہلا بھیجا کہ اچھا اب مین یہان سے علیحدہ ہوتا ہون
جو کرونگا تم دیکھ لوگے تم سنگی اندرراج کو جو اجمیر کیطرف پہاڑون مین ہے لکھ بھیجو کہ فلان شخص آتا ہے
اُسے رفاقت مین لو راجہ نے قبول کیا۔ سنگی کو لکھ بھیجا اتفاقاً سرجے راو کھاٹگیہ دولت راو سیندھیا
کا سسر جسکو اینباجی کے نفاق سے جگت سنگہ برطرف کرچکا تھا اپنی فوج میواڑ مین چھوڑکر سوال وجواب کیلیے
وہان آیا یہ شخص اینباجی کا دشمن جانی تھا امیرخان نے دشمن کے دشمن کو دوست جانکر اپنی رفاقت مین لیا اور پالکی
مین بیٹھکر چلا اور جگت سنگہ کے ڈیرے کے مقابل کھڑے ہوکر کہلا بھیجا کہ مین حق معاہدہ ادا کرچکا ہون اسوقت
تک امداد مین مجھ سے تقصیر و تغافل نہوا تمنے نقض عہد مین کوشش کی بیمروتی کی داد دی خبردار اب تم کو مجھ سے
کچھ سروکار نہین نہ پیمان درمیان اور یہ جو تم میری جان کے دشمن ہوگئے ہو بفضل الٰہی میرا کچھ نہین کرسکتے اگر کچھ
حوصلہ ہو اسوقت مین تین سو آدمیون سے تمھارے لشکر مین ہون تمھارے ساتھ تین لاکھ آدمی ہین آو حوصلے
نکالو دیکھون کتنے ہو اور لو مین چلا جگت سنگہ یہ بات سنکر گھبرایا برسر عذر آیا خوشحال سنگہ داروغہ کو بھیجکر
سمجھایا بلایا امیر خان نے اُسکی بات کو معتبر نہ جانا نہ ملا با تفاق سرجے راو کوچ کرکے اپنے لشکر مین بنسل پور
کو آگیا آگے کو کوچ کیا سنگی اندرراج بھی یہ حکم آقا مع دو ہزار سوار آملا امیر خان میرٹے کے قریب پہونچ گیا
شیولال چالیس پچاس ہزار سوار و پیادہ فوج سے امیرخان کے لشکر سے دس کوس پر آگیا اینباجی نے بابو سیتل
اور جان تبیس کو لکھا کہ امیرخان کے تدارک کے لیے بخشی کا ساتھ دین باپو سیندھیا امیرخان سے خفا ہو
گیا تھا اور اسے سنگی اندرراج نے بھی تسلی دیکر امیرخان کا جانبدار کرلیا تھا یہ قرار پایا کہ صبح کہلا اتفاق

یہان سے کوچ کرکے شیولال سے مقابل ہون یہ خبر ڈاک کے سرکارون نے جگت سنگھ تک پہونچائی راے چند
وغیرہ مفسد آگاہ ہوے گھبرائے ابناجی نے سوائی سنگھ کو بلاکر مطلع کیا پھر دونون سانڈنی پر سوار ہوے صبح سے
پہلے باپو سیندھیا کے پاس آگئے اور اسکو سمجھایا اور دولت راو سیندھیا کی خفگی سے ڈرایا آخر وہ امیرخان کی سکے ساتھ سے
سے منحرف ہوکر ان کا ہمنوا ہوگیا امیرخان صبح کو یہ سنکر باپو سیندھیا کے پاس آیا اُسنے اپنی ناچاری ظاہر کی بعد ازان
امیرخان نے وہان سے اُٹھ کر سنگی کے ہمراہیون سے کہا کہ تم مین سے جو مرد ہو میرا ساتھ دے اور جو ساتھ چھوڑے
اپنی راہ لے مین ہر حال مین مان سنگھ کا معاون ہون تم میرے شریک حال رہو یا نہ رہو سنگی نے کہا مین کوہستان
سے اور لشکر جمع کرکے لاتا ہون امیرخان یہ سنکر ناچار اپنے لشکر مین آگیا ٹھاکر شیوناتھ سنگھ کچاون والا کہ فہمیدہ آدمی
تھا اور کئی سردار یا نسو سوار ساتھ لیکر سنگی سے جدا ہوے اور امیرخان سے آملے سلطان سنگھ بنلاج والا کیسری سنگھ
آسوپ والا بختاور سنگھ اہوے والا یہ سب لراٹھوڑ اپنے اپنے خیالات کی خامی سے شریک امیرخان ہوے
امیرخان صبح کو مع ٹھاکر شیوناتھ سنگھ وہان سے کوچ کرکے پیشکر آیا بخشی شیولال متعاقب تھا گو بند گڑھ پر جو پیشکر سے
دس کوس ہے آگیا دوسرے دن امیرخان ہر سر کی راہ سے ہرسولی علاقہ کشن گڑھ مین آیا ہرسولی سے کوچ
کرکے دو کوس چلا تھا کہ فوج متعاقب نے سحر کے وقت آلیا قراولی جنگ ہونے لگی اور یون ہی جنگ قراولی
کرتے دونون لشکر چار کوس آگے بڑھے علاقہ جے پور کے ایک گانو تک پہونچے فوج جے پور غالب تھی اور
امیرخان مغلوب پانی برس رہا تھا گھوڑے کیچڑ مین دھسے جاتے تھے بہرصورت امیرخان نے خود گھوڑے پر
سوار ہوکر برنجی دو توپون سے جو ساتھ تھین دشمن پر گولے پھکولے حریف توپون کے سر ہونے سے رکے
کیچڑ بھی پیش قدمی کو مانع ہوئی بخشی نے اخوندزادہ محمد ایاس خان ساکن جیپور امیرخان کے سسر کو امیرخان
کے پاس بھیجا کہ ہمین تم سے کچھ غرض نہین بجز اسکے کہ تم علاقہ جیپور سے نکل جاؤ۔ نواب نے باقتضاے وقت
قبول کیا بہزار تکلیف و دشواری کوچ کرکے بنگاہ مین کہ وہان سے چھ کوس تھی داخل ہوا علاقہ کشن گڑھ مین
مقام ہوا بارش کے سبب خیمے نصب نہ ہوسکے وہ رات بڑی صعوبتون مین گذاری فوج متعاقب پھاگی پر
پڑی تھی کہ امیرخان وہان سے نہضت کرکے اپنی عملداری علاقہ ٹونک مین آیا اور جابجا سے تمام اپنی سپاہ
کو بلاکر اب بڑے لاؤ لشکر سے تودری علاقہ جیپور متصل ما دھوراج پورہ مین فروکش ہوا یہان سے دو کوس پر فوج
جے پور پڑی تھی صبح کو نواب امیرخان نے سبقت کی کوس بھر بڑھا جیپور والے بھی آمادہ جنگ ہوکر مقابل ہوے
تمام دن توپ و تفنگ سے جنگ ہوئی مگر بارش کی وجہ سے مقدمہ طے نہ ہوا یون ہی رات ہوگئی امیرخان نے
آدھ کوس ہٹ کر مسلح و ہوشیار رات گذاری حریف بھی مقام کو لوٹ گیا صبح کو امیرخان نے نماز کے بعد
لشکر کو پھر جمایا کچھوے لال سنگھ کو مع توپ کلان اپنے فیل نشان کے سامنے جمایا خود امیرخان سواران
خاص سے کچھوا اور توپخانہ کے پیچھے صف آرا ہوا میمنہ کو رسالداران آفریدی و رامپوریہ و کچھوے مہتاب خان
سے اور میسرہ کو جمعیت شیوناتھ سنگھ کچامن والا وغیرہ راٹھوڑون اور فوج سرجے راؤ اور کچھوے ہیلر سنگھ سے

آراستہ کیا توپ چلنے لگی دھاوے مین پٹھانون کو نقصان پہونچا اسلیے امیرخان نے جنسی کی بڑی توپون
کے گولے دشمن کی بھیر پر چھکوائے دشمن گھبرایا۔ دشمن کی طرف سے مرزا صابر بیگ کی پلٹن باڑھین ماررہی
تھی نواب نے اسپر حملہ کرکے ظفر پائی اور ٹھاکر شیوناتھ سنگھ کے ہمراہیون سے جو قریب تھے باآواز بلند کہا کہ
مین تمھارے پاس یہ جانفشانیان کرون تم کھڑے تماشا دیکھو راٹھوڑونکے ہان اسی کو جوانمردی و مروت
کہتے ہین اس طعنے سے وہ بھی بڑھے امیرخان نے سب کے ساتھ جیپور کی باقی فوج پر حملہ کیا تھوڑی دیر مین سب کو
ہزیمت دی مگر خیرات مسیح نامی عیسائی جسکے ساتھ دو پلٹنین اور چار توپین تھین اور نواب شہامت خان و
واحد خان وگرگین بیگ سواران کچھواہہ کے ساتھ ایک میدان مین جمے ہوئے تھے اور کچھ سوار ایک چھوٹے
سے گاؤن مین تھے جو دونون لشکرون کے وسط مین تھا اول اس گاؤن پر حملہ کیا اور دشمن کو گاؤن سے
نکالدیا پھر دوسرے مخالفین امیرخان کو آمادہ حملہ دیکھ کر خود بخود بھاگ نکلے۔ ساٹھ توپین سات ہاتھی بہت
سے خیمے ڈیرے بیشمار اسپ وشتر امیرخان وہمراہیان امیرخان کے ہاتھ آئے اور وہین مقام ہوا۔
اب امیرخان نے سنگی اندرراج کو ماجرا لکھکر لکھا کہ مین حق معاہدہ ادا کرچکا اور اتنک کچھ عوض نہین لیا اب
مجھے خرچ کی تکلیف ہے سپاہ کو تنخواہ دینا ہے عنقریب جگت سنگھ کے مقابلے مین کام لینا ہے کچھ روپیہ بھیجے دو اور
مجھ سے آن ملو۔ ہرکارے نے خبر دی کہ فوج مخالف ہزیمت پاکر جیپور گئی باہر والے سانگانیر پر پڑے ہین اور
شہر والے شہر مین داخل ہوئے امیرخان نے یہ سوچ کر کہ سوقت شہر کو آسانی لوٹینگے بہت نقد وجنس پائینگے
کوچ کیا جیپور سے پانچ کوس اور سانگانیر سے دو کوس پر آگئے جگت سنگھ کی بہن نے امیرخان کا عزم
دریافت کرکے دستور کے موافق باظہار کمال عجز اپنا دوپٹہ امیرخان کے پاس بھیجا اور کہا کہ اسوقت مین
کوئی میرا نگہبان نہین ہے جیسے جگت سنگھ کی بہن ہون یون ہی آپکی بنتی ہون میری آبرو کا پاس چاہیے
کچھ نذرانہ لیکر اس وقت شہر کو نہ لوٹیئے عالی ہمت نواب نے مان لیا کہا اچھا مین نے نذرانہ بھی معاف کیا مین
اب مردونکے مقابلے کو جاتا ہون تم میری بہن ہو مطمئن رہو زان بعد کوچ کرکے معظم آباد ہوتا ہوا سانبھر آیا
اور اسے لوٹا پھر سنگی اندرراج سے ملنے کو جو روپیہ کی سبیل کرنے کشن گڑھ آیا تھا علاقہ کشن گڑھ مین آیا اور
وہان سے پانسو سوارون کے ساتھ کشن گڑھ پہونچا بخشی وغیرہ راٹھوڑ ون سے ملاقات کی روپیہ وصول
کیا سپاہ کو تنخواہ و انعام دیا پھر بخشی اندرراج نے کہا کہ مجھے جگت سنگھ سے لڑنا ضرور ہے میرے نزدیک
صلاح یہ ہے کہ تم مع جمعیت سرجی راؤ و کمپو دے مختار الدولہ وغیرہ پربت سر ہوتے ناگور چلو مین سواران
خاص کے ساتھ براہ راست جودھپور پہونچونگا وہ سب صلاح مانکر روانہ ہوئے کام راٹھوڑ بھی بخشی کے
ساتھ کردئے امیرخان پشکر آیا وہان سے جریدہ حضرت خواجہ صاحب کی زیارت کو اجمیر گیا اور وہان سے
کوچ کرکے مقامات جودھپور سے جگت سنگھ کے تھانے اٹھاتا اور اپنے تھانے بٹھاتا میرتہ پہونچا سنگی اندرراج
وغیرہ راٹھوڑ بھی یون ہی میرتہ سے سات کوس پر ناگور کے راستے پہونچے سنگی نے تھانون کے تعین کے سوا

اپنے ملک کے زمینداروںکو بھی حکم دیا کہ جیپور والے پر جہاں قابو پاؤ ناک کان کاٹ لو غالباً ایسا ہوا ابھی
اب رائے چند و جگت سنگھ متردد ہوئے باہم کہا کہ پٹھانون سے عہدہ برائی دشوار ہے اپنی عمدہ فوج شکست پاکر
بیدل ہوگئی امیر خان کا جی بڑھ گیا راٹھوڑ جو شریک ہین انسے امیدِ وفا نہین باپو سیندھیا ابھی پھر گیا تھا
صلاح وقت یہی ہے کہ آبرو بچائین جیپور کو لوٹ چلین اپناجی انگلیہ و سوائی سنگھ وغیرہ نے یہ حال دریافت
کرکے دل بڑھایا تاکید پیمان اعانت سے تسلی دی جگت سنگھ نے نہ مانا بعزم جیپور کوچ کرکے ناگور آیا وہان
سوائی سنگھ نے کہا تم تو چلے مین نے تمھاری خاطر اپنون کو بیگانہ اور دشمن کرلیا مجھے کس کے سپرد کرتے ہو
جگت سنگھ نے تسلی دی کہا سیندھیا اور رجان نبیس وغیرہ سردارونکو تمھارے پاس چھوڑتا ہون ناگور سخت
جگہ ہے اپنے کام مین لگے رہو شیخاواٹی مین فوج کو چھوڑ کر مین بھی آتا ہون یون ہی سب کو مطمئن کرکے ناگور سے
چوبیس کھٹو آیا بخشی اندرراج نے امیر خان کو لکھا یہ وقت ہے دشمن کو جانے نہ دو انتقام لو امیر خان مع لشکر
فوج سے یلغار کرکے لشکرگاہ جگت سنگھ سے پانچ کوس پر آگیا جگت سنگھ اس وقت مین نہایت خوفناک تھا بہت ڈرا
رات کو ایک معتمد بھیجکر امیر خان کے ہرکاروںکے جمعدار مان سنگھ کو کہلایا کہ اپنے آقا سے اجازت لیکر میری ایک
بات سن جا جمعدار اجازت لیکر حاضر ہوا جگت سنگھ نے کہا کہ مین نے امیر خان سے بدعہدی کرکے بہت پشیمانی
و پریشانی پائی نواب میری زیادہ ذلت پسند نہ کرین میرے تعاقب سے باز رہین یہی مضمون ایک خاص رقعے
مین لکھدیا کہ مین نے جیسا کیا ویسا پایا تمنے اپنی عزت و قوت سے فائدہ اٹھایا اب سختی سے حاصل کیا امیر خان
نے اس خیال سے کہ یہ بڑا رئیس ہے اسکو ممنون رکھنا انسب ہے کہلا بھیجا کہ اچھا مین نے درگذر کی بہ تعجیل
چلے جاؤ راجہ نے باتفاق رائے چند اور اپناجی انگلیہ کی فوج ہمراہی سے پہر رات رہے کوچ کردیا یہ خبر
سنکر بخشی اندرراج وغیرہ راٹھوڑون نے بھی نقارہ بجاکر بارادہ کوچ نواب امیر خان کو کہلا بھیجا چونکہ امیر خان
کو اسوقت باقتضاے زمانہ بربادی راجہ مذکور منظور تھی معرفت خدمتگاروں کے عذر غلبۂ خواب کہلا بھیجا
اور باقی شب کو اسی حیلے مین تمام کیا اور خبر کے ہرکارونکو خفیہ سمجھا دیا کہ صبح کے وقت جب سنگھی اندرراج وغیرہ
میرے پاس آوین تو تم آکر عرض کرنا کہ جگت سنگھ شبا شب کوچ کرکے دس کوس نکل گیا غرض جب
صبح کو بخشی اندرراج وغیرہ سرداران راٹھوڑ بصلاح کوچ امیر خان کے پاس آئے تو ہرکارون نے حاضر ہوکر
راز شبینہ برملا کہا کہ وہ دس کوس پہونچ گیا اسوقت امیر خان نے بخشی مذکور سے کہا کہ اب جگت سنگھ کے
تعاقب سے کچھ فائدہ نہین فاصلہ بہت ہوگیا کسی اور تدبیر پر کاربند ہونا چاہیئے بخشی نے کہا کہ سواران جرار
اپنے اسکے تعاقب پر مقرر کرنا چاہیئے امیر خان نے بپاس خاطر اسکے سواران پنڈارہ کو تعاقب کا حکم دیا
وہ جاکر اسباب پس ماندۂ لشکر جیپور کو غارت کر لائے انجام کار امیر خان ہمراہی بخشی اندرراج وغیرہ کوچ کرکے
میرٹھا آیا وہانسے بخشی مذکور کو راجہ مان سنگھ کے پاس جودھپور روانہ کیا اور خود سپاہ کے دھرنے کی وجہ سے
میرٹھے مین توقف کیا جب بخشی جودھپور پہونچا راجہ نے اسکو عمدہ خلعت عنایت کیا اور عہدۂ دیوانی سے سرفرازی بخشی

اور امیر خان کی طلب مین خریطہ بھیجا جب امیر خان قریب جودھپور آیا تو راجہ نے استقبال کرکے بہت تعظیم و تکریم کی باغ مین اُتارا اور سامان رقص و عشرت آمادہ کرکے امیر خان کو مسند پر اپنے برابر بٹھایا اور نواب کے احسان کی ممنونی و مشکوری ظاہر کرکے کلیدہاے قلعہ جودھپور دست بستہ روبرو رکھدین اور بکمال عجز کہا کہ یہ ریاست محض آپ کے طفیل سے بچی ہے اسکا شکریہ کس زبان سے ادا کرون کہ بجز قلعہ اور کوئی مقام میرے قبضے مین نرہا تھا امیر خان نے بخوبی اُسکی تسلی خاطر فرما کر کہا مین نے یہ کلیدہاے قلعہ اپنی جانب سے تمکو دین

## مہارانا بھیم سنگھ کا نواب امیر خان کے ساتھ پگڑی بدلنا

جب نواب امیر خان نے کچھ اہونکو جودھپور سے نکالکر مان سنگھ کا تسلط اُسکے ملک پر کرادیا تو سنہ ۱۲۲۶ ہجری مطابق سنہ ۱۸۱۱ء مین اودیپور آیا اور مہارانا بھیم سنگھ سے ملاقات کرکے اُس سے کہا کہ اگر نوکری ایک کپو کی چار آنہ فی روپیہ تحصیل ملک میواڑ پر لینا منظور کرو تو انتظام اور محافظت تمہارے ملک کی کہ ہر فوج کے ورود سے خراب رہتا ہے میرے ذمے ہے۔ مہارانا نے یہ غنیمت جانا اور امیر خان سے واسطے استحکام رسوم برادری کے پگڑی بدلی اور امیر خان کی بات منظور کی۔ نواب نے اُسکی ہر طرح دلجمعی کرکے صلاح دی کہ جب تک تمہاری بیٹی زندہ ہے جھگڑا اُسکی نسبت کا راجہ مان سنگھ سے دور نہوگا بہتر ہے کہ تم اُسکو کسی حیلے سے مار ڈالو کہ دفعۃً عالم خالی ہو ورنہ مین بزور اُسکی شادی مان سنگھ سے کردونگا مہارانا نے کہا مجھکو اُس سے شادی ہرگز منظور نہین اور بزور تمہارے شادی کرنے مین میری آبرو جاتی رہے گی لیکن اگر اقرار محکم کرو کہ موضع گھانے راؤ مان سنگھ سے مجھکو دلواؤ گے تو مین بعد تمہارے چلے جانے کے تدبیر سے جسمین بدنامی نہو اپنی بیٹی کا کام تمام کردونگا امیر خان نے شرط کو قبول کیا

## نواب امیر خان کے حکم سے کشن کمار کو مہارانا بھیم سنگھ کا ہلاک کرانا

بعد روانگی نواب کے مہارانا نے دولت سنگھ سے کہ چار پشت کے فرق سے رانا کا بھائی تھا کشن کمار کی ہلاکت کیلیے کہا تو اُسنے حیرت زدہ ہوکر کہا اس زبان سے یہ حکم ہوا اُسپر لعنت ہو اور اگر مین اُسکی بجا آوری کرون تو میری نمکخواری پر خاک پڑے۔ بعد ازان مہارانا کے خواص وال بھائی جوان داس کو ضرورت شدیدہ سے آگاہ کرکے کہا گیا کہ ہر ایک شخص سے اس کام کا ہونا محال ہے اوس نے فعل قبیح کا ارتکاب منظور کیا اور نیمچہ لیکر گیا مگر جسوقت پیاری کشن کمار بچگانہ نازو انداز سے اُسکے سامنے آئی اُسکی رگ غیرت نے جنبش کی دل دھڑکنے لگا ہاتھ پاؤن پھول گئے نیمچہ گر گیا نادم و ذلیل ہوکر باہر چلا آیا۔ اسطرح اقدام ہلاکت اُسکی مان کو ظاہر ہوگیا اُسنے صداے آہ و نالہ بلند کرکے محل مین ہنگامۂ محشر برپا کیا کبھی بیرحم ہلاکون کو گالی دیتی تھی کبھی بیچارہ بیگناہ کی جان بخشی کے واسطے عجز و التجا کرتی تھی مگر تقدیر سے چارہ نہ تھا اُسکا مرنا لابد ہوا اس کام سے مردون کی حمیت و غیرت دستکش اور فولادی سختی معذور ہوچکی تھی مجبور عورتونکے ذمے یہ کام پڑا اور زہر کا کام شربت کے پیالے سے لیا گیا۔

مشاطۂ قصاب صورت نے باپ کی طرف سے پیالہ پیش کیا اُسنے کمال ادب و استقلال سے تسلیم کرکے نوش کیا

اور اسکو ترقی حشمت و اقبال کی دعا دی جب مان نے مہارانا کی نامردی اور سنگدلی پر لعنت ملامت کرکے کوسنا شروع کیا تو کشن کمار نے اسکی اسطرح تشفی اور اشک شوئی کی۔

تم میری منحوس و غم آلودہ حیات کے قطع ہونے پر کیون اتنا افسوس کرتی ہو مین مرنے سے نہین ڈرتی کیا مین لڑکی نہین ہون مجھے مرنے کا خوف کیون ہو ہم لڑکیان تو جنم سے مرنے کے واسطے ہی پیدا ہوتی ہین ہم دنیا مین اسی واسطے آتی ہین کہ جلد پھر رحلت کرین اسی پر اپنے باپ کی بدل شکر گذار ہون کہ اُسنے اتنے برسون مجھے زندہ رہنے دیا۔ تاوقتیکہ شربت جگر خراش نے اُسکے خون مین مخلوط ہونے سے گریز کیا ایسی ہی تقریر کرتی رہی اب دوسرا جام تیار ہوا اُسنے اُسی ضبط سے اُسکو بھی نوش کیا اور پھر ڈالدیا۔ اسپر بھی گویا انسانی ہمت اور ضبط کا امتحان اُسی پر منحصر تھا تیسرا اور دیا گیا اس مرتبہ طبیعت نے سم قاتل کے مقابلے اور اُسکی اذیت کی طوالت سے کنارہ کیا۔ اتنی دیر تک اُسکی جان نہ نکلنے کیوجہ سے افیون کے کسومے کا ایک گھونٹ اور دیا گیا اُسنے تبسم کیا اور پی گئی اور پھر دنیا سے سفر کر گئی اسوقت عمر اُسکی سولہ برس کی تھی۔ سنگرام سنگھ سکتاوت اس حادثے سے چار روز کے بعد اودیپور مین آیا اور مہارانا کے سامنے پہونچکر اجیت سنگھ کو جو نواب امیر خان کی طرف سے اس کام پر مقرر تھا بہت ملامت کی یہانتک کہ مہارانا نے دونون ہاتھون سے اپنا مُنھ ڈھک لیا کیونکہ دربردہ اُسی کو سناتا تھا۔ لیکن سکتاوت صاحب کی اپنی بداعمالی سے تو ریاست ایسی کمزور ہوگئی تھی اور پھر اُرادوسرون کو سکھنے لگے اگر خود مین اتنی طاقت تھی تو مرہٹون اور پنڈارون سے کیون ملک کو پامال ہونے دیا۔ نواب امیر خان نے یہ سنکر جو اقرار دلانے ضلع گھانے راؤ کا مہارانا سے کیا تھا اس بارے مین انوپ رام وکیل جودھپور سے کہ ہمرکاب تھا گفتگو کی۔

## نواب امیر خان کا میواڑ مین اپنی طرف سے انتظام قائم کرنا

نواب امیر خان نے میواڑ کا انتظام درست کرنے کے لیے جمشید خان عامل نیاہیڑہ کو اپنی طرف سے مقرر کیا اور میواڑ کی آمدنی سے گیارہ لاکھ روپیہ طلب کیا ملک کی پریشانی سے نہ ادا ہونے کے سبب جمشید خان نے اودیپور کا محاصرہ کرکے رعایا کو بڑی تکلیف دی دوسرے برس بابو سیندھیا بھی میواڑ کی صوبہ داری کے نام سے آکر شریک ہوگیا۔ یہ لوگ سمبت ۱۸۷۴ مطابق ۱۸۱۷ء تک میواڑ کو ستاتے رہے سات لاکھ روپیہ سالانہ قرار پاکر آدھا سیندھیا اور آدھا جمشید خان کو ملتا تھا۔

بہت لڑائی جھگڑون کے بعد سرکار انگریزی نے راجپوتانہ سے غارت گرون کا دخل اُٹھایا اور نواب امیر خان کو بھی مرہٹون کی طرح کئی پرگنے اُسکے قبضے مین بحال رکھکر جن پر اسکا قبضہ مستحکم تھا اور ہلکر کیطرف سے فوج خرچ کی جاگیر مین ملے تھے آرام سے بٹھایا۔ اس عرصے مین سرکار انگریزی نے دہلی کے شاہ عالم ثانی کے بعد ملک مین اپنا سکہ جاری کیا اور راجپوتانے کی ریاستون کے ساتھ عہدنامے تحریر ہوے۔

## اودیپور ملک میواڑ کی ریاست پر سرکار انگریزی کی سرپرستی

سنہ ۱۸۱۸ء مین سرکار انگریزی نے ریاست اودیپور کو اپنے ظل حمایت مین لیا - دیکھا تو ملک ویران اور شہر بے چراغ پڑے ہین مہارانا کا اختیار بالکل موقوف ہوگیا ہے افسری و ماتحتی کے کل روابط فسخ ہوگئے اور راج معرض زوال مین ہے سرکاری افسر نے سردارونکو جمع کرکے جو ملک اُنھون نے دبا لیا تھا از سر نو شامل خالصہ کیا اور سردارون کے حقوق پر لحاظ رکھنے کا مہارانا سے اقرار کرایا - مہارانا نے سرکار کی سرپرستی اور اپنی ماتحتی قبول کرکے دیگر ریاستون سے ملکی معاملات مین خط وکتابت نکرنے اور تنازعات کو سرکار انگریزی کے فیصلے پر منحصر رکھنے کا اقرار کیا اور پانچ برس تک چہارم آمدنی ریاست اور بعد ازان فی روپیہ چھ آنہ سالانہ بابت خراج ادا کرنے کا اقبال کیا - آخر مین رقم خراج مولاٹ پر کم وزیادہ ہوکر دو لاکھ روپیہ سالانہ سکہ انگریزی قائم رہا -

جب سرکار انگریزی سے تعہد ہوا تو ریاست کے سب سردار مہارانا سے بالکل خود اختیار اور علیحدہ ہو رہے تھے صاحب پولیٹیکل ایجنٹ نے جنکو ریاست کا اختیار کلی تھا مہارانا اور اُنکے سردارونکے درمیان قول نامہ منضبط کرایا جسمین یہ مدات تھین کہ کل دیہات خالصہ جو زمانۂ فساد مین حاصل ہوئے ہین ونیز وہ جو ایک سردار نے دوسرے سے چھین لیے ہین واپس کئے جائینگے رکھوالہ بھوم وغیرہ کی جدید لاگین موقوف ہو جاوینگی - دان بسوہ کہ راج کا حق ہے اسی تاریخ سے بند ہو جائیگا کوئی سردار اپنی جاگیر مین چوری نہ ہونے دیگا اور رہزنی باوری موقوف ہوگیا - تھوڑی وغیرہ چورون کو پناہ دیگا - بموجب حکم کے خاص ریاست وپرگنجات مین نوکری کرینگے - سردارونکے چار فریق ہونگے ہرایک فریق تین مہینے دربار مین حاضر رہے گا اور پھر اپنے گھر کو رخصت ہوگا دسہرہ کے تہوار پر دس روز پیشتر سالتمام مین ایک دفعہ سب سردار جمع ہونگے اور بیس روز کے بعد سواے اُن سردارونکے جنکی نوکری ہوگی سب اپنے گھرونکو واپس جاوینگے اوقات ضرورت پر جب اُنکی نوکری مطلوب ہوگی تعمیل حکم کرکے حاضر ہونگے -

کل بیٹایت اور رشتہ دار اور خاندان کے سردار جو دربار کی سند کے موجب جاگیرون پر قابض ہین علیحدہ علیحدہ نوکری کرینگے کسی دوسرے بڑے سردار کے ساتھ یا شامل رہکر نوکری نہ کرینگے سردارونکے رشتہ دار اور جاگیردار جو انھین کے دئیے ہوئے پٹون کے موجب اپنی جاگیرونپر قابض ہین اونکی نوکری کرینگے - یہ قول نامہ سنہ ۱۸۱۸ء مین مرحمت ہوا تھا اس قولنامے پر عمل درآمد نہ ہونے کی شکایت ہونے پر سنہ ۱۸۲۷ء مین دوسرا قول نامہ انگریزی پولیٹیکل ایجنٹ نے تیار کرایا جسکی روسے یہ قرار پایا کہ سردار آمدنی کا چھٹا حصہ دیا کرین اور اُسکے عوض نصف نوکری سے معاف رہین یعنی سالتمام مین بحساب فی ہزار روپیہ ایک سوار اور دو پیادون سے تین مہینے تک نوکری کیا کرین انضباط عہدنامہ کے بعد مرہٹہ اور دیگر غارتگرون کے گروہ جو مہارانا کے ملک مین مقیم تھے اُنکو وہان سے نکالا گیا مگر بدنظمی ریاست اس حد کو پہونچ گئی تھی کہ کرنل ٹاڈ اول پولیٹیکل ایجنٹ کو کل کاروبار ریاست کا اہتمام خود کرنا پڑا اُسکی تدبیرات ایسی مفید پڑین کہ تین برس کے عرصے مین رعایاے ملک فارغ البال ہوگئی اور ملک کی آمدنی بھی دوچند ہوگئی یعنی سنہ ۱۸۱۹ء مین چار لاکھ اکتالیس ہزار دو سو اٹھتیس روپیہ تھی سنہ ۱۸۲۱ء مین

آٹھ لاکھ ستتر ہزار چھ سو چونتیس ہو گئی نظم ونسق امور ریاست کا طریقہ اپنے عمل سے دکھا کر کرنیل مسطور نے حسب الحکم گورنمنٹ اختیار ریاست اہالیان راج اور دیور کو سپرد کیا مگر اُنسے اچھی طرح کام نہ ہوسکا دو برس مین قرضہ بکثرت ہوگیا ملک کی آمدنی رہن ہوگئی اور سرکار انگریزی کا خراج بقدر سات لاکھ نوے ہزار سات سو سینتالیس روپیہ چڑھ گیا۔ پھر راج کے اہلکارونکو تاکید سے زیر نگرانی رکھا گیا اور کسیقدر اصلاح بھی ہوئی مگر انجام کار انتظام ریاست پولیٹکل ایجنٹ کے اہتمام مین کئے بغیر کاربرآری نہوئی۔

باقیات خراج وزمانہ حال کے واسطے چند پرگنے علحدہ کئے گئے اور مہارانا کے مصارف کے واسطے ہزار روپیہ روز مقرر کرکے جمع وخرچ ریاست کا بندوبست قرار واقعی کیا گیا اگرچہ مہارانا کی یہ بے اختیاری خود اُسی کی نادانی کا نتیجہ تھا تاہم صرف بنظر اسلوبی امور ریاست دست اندازی ضروری متصور ہوکر بطور عارضی کی گئی اور ۱۸۲۶ء مین پھر مہارانا کو اختیار دیا گیا اور پولیٹکل ایجنٹ کی مداخلت برخاست کی گئی پھر ویسی ہی بدنظمی ہوگئی اور آمدنی ملک پھر اسیقدر کم ہوگئی جسقدر ۱۸۱۸ء مین تھی چند مہینون مین فضول خرچی اور ظلم انتہا درجے کو پہونچا راستون پر تنہا مسافرون کا گذر غیر ممکن ہوگیا اور ملک مین ہر طرف فتنہ وفساد ہوگیا۔

سمبت ۱۸۷۷ مطابق ۱۸۲۱ء مین مگرہ میرواڑہ پہاڑی علاقہ جسکا صدر مقام اب ٹاڈگڈھ ہے اور جسمین زیادہ حصہ میواڑ کا ہے بدانتظامی رہنے کے سبب دس برس کی میعاد پر انگریزی قبضے مین رکھا گیا پھر کچھ بہتری دیکھ کر سرکاری مرضی سے مہارانا نے آٹھ برس زیادہ کئے ۱۸۴۳ء مین مہارانا نے اُس علاقے کے بدستور انتظام انگریزی مین بلا تعیین میعاد مگر تاخوشی سرکار انگریزی رہنے کا اقرار کیا ۱۸۴۷ء مین سرکار نے چاہا کہ عہدنامہ باضابطہ کے ذریعہ سے اس علاقے کو برائے دوام علاقہ انگریزی مین شامل کیا جاے۔ مہارانا نے اسکے عوض مین اپنے پرانے پرگنون گوڈواڑ - نیمچ - جاود اور جیرن وغیرہ کی واپسی کا دعوے کیا چونکہ اُسکی حکومت ایسی پوچ اور ظالمانہ تھی کہ اُسکو اضلاع مذکور کا دینا مناسب معلوم نہوا اسلیے کچھ طے نہ ہوا اور دیہات میواڑ علاقہ میرواڑہ غیر معین صورت سے بدستور انگریزی انتظام مین رہے۔

سمبت ۱۸۹۵ مطابق ۱۸۳۸ء مین مہارانا بھیم سنگھ نے پچاس برس ابتری کے ساتھ حکومت کرکے انتقال کیا اسکے پچانوے لڑکے اور لڑکیون مین سے ایک کنور جوان سنگھ باقی رہا جو ریاست کا مالک ہوا۔

## ۶۹ - مہارانا جوان سنگھ

اپنے والد کے گذرنے کے بعد شروع سمبت ۱۸۸۵ مطابق ۱۸۲۸ء مین مسند نشین ہوا نحوست وقت سے اس مہارانا کی عادات ایسی خراب تھین کہ ہمیشہ عیش وعشرت مین مصروف رہتا تھا۔ اسنے سمبت ۱۸۸۸ مطابق ۱۸۳۲ء مین اجمیر جاکر لارڈ ولیم کیونڈش بین ٹنگ صاحب گورنر جنرل ہندوستان سے خانگی طور پر ملاقات کی اُسمین ایسی لیاقت نہ تھی کہ اپنے والد کے عہد کی خرابیون کو امن کی حالت مین جو انگریزی سلطنت کے قائم ہوجانے سے حاصل تھا دور کرتا یہ بیان انگریزی افسرونکی رپورٹون کے موافق ہے لیکن دیسی تواریخ

فیاضی وغیرہ کے سبب ہر طرح اُسکی تعریف وتعظیم کا خیال رکھتے ہین ملکی انتظام کی ابتری سے آمدنی کم اور
عیش وآرام کے اسباب مین خرچ زیادہ پڑنے سے بیس لاکھ کے قریب قرض ہوگیا اور آٹھ لاکھ سرکاری خراج
چڑھ گیا بدنظمی اس غایت کو پہونچی کہ حسب حکم کورٹ آف ڈائرکٹرز اُسکو ہدایت کرنی پڑی کہ اگر اپنے عہد کا بقایا
تو خراج کے عوض مین ملک یا کسی دیگر قابل اطمینان جائداد کو سرکار انگریزی کے قبضے مین لانا لازم آئے گا لیکن
وہ اسکے تھوڑے دنو نکے بعد سمبت ۱۸۹۵ مطابق ۱۸۳۸ع مین دس برس سے کچھ زیادہ راج کرکے بغیر اولاد کے
گذر گیا جس سے گود لینے کی ضرورت پڑی۔

## ۷ - مہارانا سردار سنگھ

یہ باگور مقام کا جاگیردار اور مہارانا سنگرام سنگھ سے چوتھی پشت مین ہونے کے سبب قریب رشتہ دار تھا اسلئے
گود بیٹھ کر ریاست کا مالک ہوا - اسکو ملک کے ساتھ بڑے قرض کا بار بھی وراثت مین ملا یہ مہارانا بہت بدمزاج
اور تند خو تھا اکثر سردار اُس سے بہت تنگ وناخوش ہوگئے اور مغربی جنوبی علاقے کے بھیلون وغیرہ نے جنکے
بعض سردار بھی شریک خیال کئے جاتے تھے فساد اُٹھایا - مہارانا نے اپنی مدد کے واسطے سرکاری فوج طلب
کی جو نہین ملی لیکن میجر رابنس صاحب کی معرفت ماگھ بدی ۱۳ سمبت ۱۸۹۶ مطابق یکم فروری ۱۸۴۰ع کو سردارونکے
ساتھ ایک نیا عہد نامہ لکھا جاکر صفائی ہوئی -

مجملاً مضمون اُسکا یہ ہے کہ سردار ونکے مع فوج تین مہینے تک دربار مین حاضر رہنے کا قاعدہ بدستور جاری رہے گا
اور میعاد مقررہ سے زیادہ کوئی سردار اودیپور مین نہین ٹھہرایا جائیگا مہارانا کو اختیار ہے کہ کسی سردار کو حاضر
رہنے سے معاف کرے مگر قبل انقضاے اس میعاد کے کہ وہ سردار حاضر رہتا کسی اور سردار کو بجاے اُسکے طلب
کرنے کا اختیار نہین ہے سردارونکو لازم ہے کہ اپنے ہمراہیونکی کامل تعداد رکھین -

سرکار انگریزی کا خراج تو ملک کی آمدنی سے ہی دیا جاے گا اور اُسکی بابت سردارون سے کچھ مطالبہ
نہ ہوگا مگر سردارون کے ذمے جسقدر فوج رکھنا بموجب نقشہ مرتبہ کے واجب ہے اُس سے نصف
رکھا کرین بعوض معافی نصف کے چھٹوند زر نقد یعنی فی روپیہ دو آنہ سات پائی ادا کیا کرین کہ اس آمدنی
سے راج کی نوکری کے واسطے ایک فوج بھرتی کیجاے گی وقت ضرورت پر اگر مہارانا انکو مع کل فوج کے طلب
کرے اور وہ دیوا ڑے با نوکری پر بھیجے تو جس سردار کی فوج اسطرح بھیجی جائیگی اُسکی چھٹوند مین منہائی کیجائیگی اگر کوئی سردار
وقت معہودہ سے دس روز بعد تک چھٹوند ادا نکریگا اسکی اراضی ودیہات بقدر بقایا مستوجب ضبطی ہونگے اور پھر واگذاشت نہ کئے
جاوینگے اور مہارانا نے اقرار کیا کہ کسی سردار کے دیہات کو بلا سبب ضبط نہ کریگا اور نہ دوسرے کو دلوائے گا -

اودیپور کے جنوبی علاقے کے کوہستانی اضلاع مین جنھین مگرہ کہتے ہین بھیل اور گراسیہ کہ غیر معتبر یعنی دوغلی نسل
کے راجپوت جاگیردار ہین زیادہ آباد ہین یہ لوگ براے نام اودیپور کے علاقے مین ہین مگر ایسا حق ملکیت رکھتے ہین
کہ اُنمین مہارانا کا کچھ اختیار نہین ہے دیہات قرب وجوار سے خراج اور راستون پر مال تجارت اور مسافرونکا

محصول لیتے ہین اور اُنکی حفاظت و امنیت کے جواب دہ متصور ہین۔ ان اقوام کے قدیم حقوق اور دیہات مقبوضہ مین ریاست سے اکثر خلاف مصلحت مداخلت کرنے کا تہیہ ہوا اس سبب سے اُنھون نے مفسدہ کیا اور اسکے دفعیہ اور اس قوم کو مغلوب رکھنے کے واسطے انگریزی فوج کے رکھنے کی ضرورت ہوئی اور یہ بھی دریافت ہوا کہ ایک انگریزی افسر کی دوامی نگرانی کے بغیر اس ملک مین امن و عافیت قائم نہین رہ سکتی اسلیے ۱۸۴۱ء مین اس ملک مین ایک لاکھ بیس ہزار روپیہ سالانہ کے خرچ سے ایک پلٹن بھیلون کی حفاظت و انتظام کے واسطے سرکار کی طرف سے رکھی گئی اسکی بابت مہارانا نے بھی خراج کے علاوہ پچاس ہزار روپیہ سالانہ فوج خرچ کے نام سے دینا منظور کیا جو ابتک ادا کیا جاتا ہے۔

سمبت ۱۸۹۹ مطابق ۱۸۴۲ء مین چار برس راج کرکے مہارانا سردار سنگھ نے اس جہان سے کوچ کیا اور ریاست کو ایسی زیرباری مین چھوڑا کہ جسکی درستی اُسکے وارث اور چھوٹے بھائی سروپ سنگھ کو کرنی پڑی۔

## ۷۱۔ مہارانا سروپ سنگھ

سمبت ۱۸۹۹ مطابق ۱۸۴۲ء مین اپنے بڑے بھائی کے بعد راج کا مالک ہوا اُس کے وقت مین ریاست کی پہلی زیرباریون کے سبب پولیٹیکل افسرون نے بہت بار خراج کم ہونے کے لیے سرکار انگریزی مین درخواستین بھیجین جن پر لحاظ ہوکر جون ۱۸۴۶ء مین تین لاکھ روپیہ اودیپور کے عوض دو لاکھ سکہ انگریزی کے حساب سے سالانہ خراج قرار پایا۔

اس مہارانا نے ماتحت سردارونکو جو کئی پشت سے ریاست کی بدانتظامی کے سبب خودسر بن رہے تھے دبانا چاہا بڑے جاگیرداران سلونبر اور دیوگڑھ وغیرہ نے جنکے بعض گانون ضبط کر لیے گئے تھے ریاست کی فوج سے کئی بار مقابلہ کیا۔ کرنل راآبنس کی معرفت جو قول نامہ ۱۸۴۴ء مین تحریر ہوا تھا اُسپر کچھ عمل نہ ہوا تھا اسلیے سمبت ۱۹۱۱ مطابق ۱۸۵۴ء مین کرنل سرہنری لارنس کی معرفت جو بعد کو لکھنؤ کے بلوے مین مارا گیا مہارانا اور سردارون کے درمیان ایک دوسرا اقرارنامہ تیار ہوا کہ ماتحت سردارون کو معمولی خراج ادا کرنا جو تین آنہ فی روپیہ سے بھی کم ہے منظور اور مقررہ میعاد پر خدمت مین حاضر ہونا ضرور ہے۔ ریاست سے بھی اُنکے درجے وار لحاظ رکھنے کا اقرار کیا گیا جاگیردار دیوگڑھ پر ریاست کی فوج کو اُسکے ضبط کیے ہوے علاقے مین سے نکالدینے کے سبب پچیس ہزار روپیہ جرمانہ کیا گیا لیکن فساد پھر جاری ہوگیا جو آٹھ برس کے بعد مہارانا شنبھو سنگھ نے رفع کیا۔

مگر اس قولنامہ پر صرف مہارانا صاحب اور چار سرداران مفصلۂ ذیل مہتا شیر سنگھ راؤ دیوگڑھ۔ راؤ بجلیو گڑھ اور راؤ کانوڑ کے دستخط ہوئے اور کسی کی طرف سے اُسکی شرائط کا ایفا نہ ہوا اسواسطے سرکار نے اس کو منسوخ و کالعدم کر دیا مگر جن سردارون نے دستخط کیے تھے اُنکی حفاظت کی سرکار کفیل ہوگئی چنانچہ اس کفالت کے ذریعہ سے مہتا شیر سنگھ کی جاگیر جو مہارانا نے ۱۸۶۱ء مین ضبط کر لی تھی واپس دلائی گئی تحفۂ راجستان مین

لکھا ہے کہ مہارانا سروپ سنگھ نے ایک ایسی ظالمانہ کارروائی کی جس سے تمام سردار اور کل رشتہ دار رنجیدہ ہوگئے۔ اُسنے اپنے بھتیجے اور متبنی کنور شاردول سنگھ کو جو رئیس بننے کا بہت خواہش مند تھا اور جسکی طرف سے زہر دلوانے وغیرہ کا شبہ ہوگیا تھا ایک تنگ و تاریک خشک کنوئین مین جسکو یہان کی اصطلاح مین حمام کہتے ہین ڈلوادیا جو چند روز کے اندر بھوک اور پیاس وغیرہ کی تکلیف سے مرگیا۔

اپنے نام کا روپیہ جاری کیا جو پُرانے اودیپوری روپے سے جسپر شاہ عالم کا نام ہے بوجہ چھوٹی ٹکسال ہونیکے نہ پورا نام مسکوک ہوتا ہے اور نہ سنہ جلوس سمبت مانوس صاف معلوم ہوتا ہے یہ شاہ عالم اورنگ زیب کا بیٹا ہے ایک سنہ زیادہ پر چلایا نام اسکا سروپ شاہی روپیہ رکھا اسمین بجاے اُردو حروف کے ہندی مین ایک طرف چترکوٹ اودیپور اور دوسری جانب دوستی لندن مسکوک کرایا اٹھنی اور چونی بھی اسی سکے کی جاری کی دوانی بھی دیکھنے مین آئی مگر چلتی نہین البتہ موجودہ زمانے مین اس سکے کی دوانیون کا زیادہ رواج ہے جو اودیپوری آنے کی برابر چلتی ہے لیکن اس سکے مین سال و سمبت درج نہین کیا جاتا۔

سمبت ۱۹۱۳ مطابق ۱۸۵۷ء مین جبکہ انگریزی فوج وغیرہ نے بغاوت کی تو مہارانا سروپ سنگھ نے جسکا پہاڑی ملک لٹیرون کے واسطے پناہ کی جگہ ہوسکتا تھا سرکار انگریزی کے ساتھ خیر خواہی کا برتاؤ رکھا۔ فرمانبردار لشکر کے جو سرکاری آدمی ضرورت سے اس ملک مین ہوکر گذرے اُنکو ہر طرح رسد وغیرہ کی مدد دی اور جو انگریز آس پاس سے جان کی حفاظت کو آئے اُنھین خاطرداری کے ساتھ راجدھانی مین مہمان کیا۔

غدر کے دنون مین پرگنہ نیماہیڑہ کے ایک جاگیردار نے جو بخشی کہلاتا تھا سرکشی کی جسپر کرنل شوور پولیٹیکل افسر نے نیماہیڑہ پر میواڑ والون کا قبضہ کرادیا لیکن فساد دور ہونے کے بعد اس عذر سے کہ یہ پرگنہ سرکاری عہدنامے کے موافق رئیس ٹونک کی ملکیت قرار پاچکا تھا اور ایک ماتحت جاگیردار کی برخلافی سے ریاست کو باغی نہین سمجھا جاسکتا پرگنہ مذکور مع وصول شدہ جمع کے ٹونک کو واپس دلایا گیا۔

آخر وقت مین مہارانا سروپ سنگھ کا کمر سے نیچے کا بدن بیماریون سے بیکار ہوگیا مگر اُسکا انتظام بدستور قائم تھا۔ اسی حالت مین مساجد مین اذانین بند کرادین جسکا قصہ ابتک وہان کے پُرانے لوگ بیان کیا کرتے ہین تاہم نہایت جزرس اور منتظم مہارانا کہلاتا ہے اور اُسکی کارروائی سے ملک نے ترقی کی تھی۔ تحفۂ راجستان مین ہے کہ بے وجہ اُسکے مزاج مین مذہبی تعصب اور غیر قوم والون سے بیر زیادہ تھا اُسکے کاروبار سے رعایا کے سوا اکثر سردار اور اہلکار ناخوش رہتے تاہم تدبیرون سے ریاست مین بہت سا کارخانہ اور سامان درست ہوگیا۔

اُسنے سمبت ۱۹۱۸ مطابق ۱۸۶۱ء مین ۱۷ نومبر کو اپنی حکومت کے بیسوین برس انتقال کیا۔

## ۷۲ - مہارانا شنبھو سنگھ

یہ مہارانا سروپ سنگھ کے بھتیجے کا بیٹا ہے اِسکا باپ شاردول سنگھ قید مین مارا گیا تھا یہ گود دئے جاکر چودہ برس کی عمر مین مسند ریاست پر بٹھایا گیا اسکے باپ کی عداوت کی وجہ سے مہارانا سروپ سنگھ اسکو گود نہین لیتا تھا بلکہ گج سنگھ شیوراتی والے کو لینے کی مرضی تھی اپنی رانی کے سمجھانے سے شنبھو سنگھ کو منتخب کیا۔

انگریزی دستور کے موافق اٹھارہ برس سے کم عمر آدمی کو ملکی کام مین نابالغ سمجھا جاتا ہے اسلیے مہارانا کی
کم عمری کے سبب ریاست مین کوئی آدمی باہمی دشمنی سے بے لاگ نظر نہ آنے سے تمام کاروبار پولیٹکل افسر کی
نگرانی مین کیا جانا ضروری جانکر بحکمہ ایجنسی چھاؤنی نیمچ کے عوض خاص اودیپور مین متعین ہوا سرکاری حکم سے
دو پنچ اور ایک سرپنچ قرار دیکر کارروائی دیکھی گئی تو اسمین بہت جلد آپس کی دشمنی اور ضد سے ابتری
نظر آئی تب سرکاری ہدایت سے پولیٹکل افسر کو دو پنچ مددگار کے طور پر ملکر تمام کام سپرد ہوا جسمین مہارانا بھی
شریک رکھا جاتا تھا تاکہ اس کو ہر طرح سے کارروائی کی عادت اور لیاقت پیدا ہوجاے - اس تدبیر سے ملکی
آمدنی بڑھی شہر سے نیمچ اور کھیرواڑہ تک پختہ سڑکین تیار کی گئین اور شفاخانہ و مدرسہ جاری ہوا - مہارانا کی
نابالغی کے زمانے مین سررشتہ مال کی اصلاح شروع ہوئی تھی اور زمیندارون سے بندوبست کیا گیا تھا مگر یہ
بندوبست اہلکاران راج کی معرفت ہوا اس سبب سے چھ لاکھ روپیہ جمع مین باقی رہ گیا پٹہ جات منسوخ ہوے
اور بندوبست از سرنو خام ہوا - سمبت ۱۹۲۱ مطابق ۱۸۶۵ء ۱۷ نومبر کو مہارانا بالغ سمجھا گیا اور اُسکو حکومت کے
اختیارات اور تیس لاکھ روپیہ نقد جو سرکاری خزانے مین تھا سونپا گیا -
اُنکے مشیرون نے اسکو خود کام کرنے سے منع کیا مگر کرنل نکسن صاحب پولیٹکل ایجنٹ کی صلاح سے اُس نے
مشیرون کی ممانعت پر مطلق خیال نہ کیا اور کام کرنے سے باز نہ آیا منتظمان ریاست مین سے مہتا گوکل چند
تو اپنے علاقہ مانڈل گڑھ چلا گیا پنڈت لچھمن راو راج کا کارکن اور ٹھاکر ظالم سنگھ بیالی والا یہ دونون مہارانا کے
اول مشیر رہے سروپ سنگھ کے آخر عہد مین راوت کیسری سنگھ والی سلومبر مرگیا اہالیان قبیلہ نے متوفی کے بعید
رشتہ دار جودھ سنگھ نامی کو مسندنشینی کے واسطے تجویز کیا وہ خلاف حکم دربار و خلاف دستور موجہ جاگیر
پر قابض ہوگیا - ریاست کی خواہش یہ تھی کہ راو بھد لیسر کو جو وارث جائز ہے مسندنشین کرے مگر بمقابلے جودھ سنگھ
قابض جاگیر کے اُسکی امداد کی قابلیت نہ دیکھکر انگریزی فوج ملنے کی پولیٹکل ایجنٹ سے درخواست کی مگر
گورنمنٹ ہندوستان نے فوج بھیجنا نامنظور کرکے ریاست اور مجمع سرداران کو اطلاع دی کہ سرکار انگریزی
کو منظور نہین ہے کہ ریاست اودیپور کو مدد دیکر اُسکے فرائض سے سبکدوش کرے اور فوج انگریزی کی دست اندازی
سے پیشتر سردارون کو لازم ہے کہ بغور و تامل سمجھکر لکھین کہ سلومبر کی مسندنشینی کی بابت کل سردار متفق الراے ہین
یا نہین اس کا یہ نتیجہ ہوا کہ جودھ سنگھ نے دو لاکھ روپیہ ریاست مین داخل کیا اس کا قبضہ بحال رہا اور راوبھیال نگر
کی نسبت یہ حکم ہوا کہ وہ خود مواضع چاونڈ سے متبنے لیا گیا ہے اسلیے دوبارہ متبنے نہین ہوسکتا - اکتوبر ۱۸۶۶ء
مہارانا سلومبر جاکر بعد اداے رسم ماتم پرسی وہان کے سردار جودھ سنگھ کو لے آیا مہارانا سروپ سنگھ نے
اس رسم کو ادا نہ کیا تھا اس سے چونڈاوت راجپوت بالاتفاق اس سے مخالف ہوگئے تھے اور اُسکے
عہد مین بڑی خرابی رہی تھی -
ستمبر ۱۸۶۶ء مین ٹھاکر نیمبہیڑہ اور راو دیوگڑھ کے درمیان فساد ہوا اُس مین ۱۳ آدمی مارے گئے اور ۲۲

زخمی ہوئے اور دہیتھنا نعمہ قرق ہوا۔

۱۸۵۷ء مین آمیٹ کے سردار پرتھی سنگھ کے مرجانے کے بعد اسکی ٹھکرانی نے بھالی والے ظالم سنگھ کے بیٹے امر سنگھ کو گود لیا تھا لیکن ریاست کی تلوار بندی سے پہلے دوسرے قریبی رشتہ دار چتر سنگھ نے مہارانا سروپ سنگھ کی منشا کے موافق زبردستی آمیٹ پر قبضہ کرلیا تھا سلومبر نے امر سنگھ کی طرفداری اور دیوگڈھ نے چتر سنگھ کی مددگاری اختیار کی مہارانا شنبھو سنگھ نے فساد مٹانے کی نظر سے امر سنگھ کو آمیٹ کے موافق نشست اور ایک بڑا گاؤن دیکر کچھ روپیہ نقد آمیٹ سے ملنا مقرر کردیا جسکے بعد آمیٹ چتر سنگھ کے بیٹے راوت شیوناتھ سنگھ کے قبضے مین رہکر راوت امر سنگھ کے لیے مینجہ کا ٹھکانا علیحدہ قائم ہوا۔

۱۸۶۲ء مین راوت رنجیت سنگھ جاگیردار دیوگڈھ کا انتقال ہوا اُسنے باعتبار پنچ سرداری کوٹھاری کیسری سنگھ کی ذلت مین بہت کوشش کی تھی اسکا بیٹا کشن سنگھ ۲۵ سال کی عمر مین جانشین ہوا مگر باوجود جاری ہوسکنے کے تاوقت اطاعت وادائے نذرانہ جاری رہے گی وہ مدت تک مہارانا کو سلام کرنے کے واسطے حاضر نہ ہوا آخر کار مہارانا نے ایجنٹ گورنر جنرل کے ایماسے رسم جانشینی ادا کردی۔

حسب صلاح پولیٹیکل ایجنٹ مہارانا نے ہولی پر فحش تصویر وعکاس بازار رکھنا منع کردیا اور سواری کے وقت بکرا مارنے کی جاہلانہ رسم بھی موقوف کردی۔

۱۸۶۳ء مین مہارانا نے لچھمن راؤ کارکن کو برخاست کرکے کوٹھاری کیسری سنگھ کو دیوان ریاست مقرر کرنا چاہا مگر چونکہ مہارانا کی نابالغی کے زمانے مین کیسری سنگھ سے کہ پنچ سردار تھا ایک ناپسندیدہ حرکت ظہور مین آکر اُسکی موقوفی بحکم گورنمنٹ ہوئی تھی اسواسطے اُسکی بحالی بھی بلا اجازت گورنمنٹ ناممکن متصور ہوکر درخواست اجازت کی گئی گورنمنٹ نے مہارانا کی درخواست کو منظور کیا کیسری سنگھ کے ازسرنو مقرر ہونے سے سب کو اطمینان ہوا اگرچہ یہ شخص کام تندہی سے کرتا تھا مگر چونکہ اُسکا میلان فراخ تدبیری پر نہ تھا اسوجہ سے بندوبست مال قدیم رواج پر رہا اور رعایا مفلس ہوتی رہی۔ افسران گورنمنٹ کی رپوٹون مین لکھا ہے کہ مہارانا کے مشیر باتدبیر نہونے سے بڑا نقصان تھا چند مصاحب جو صحبت مین رہتے تھے اس لائق نہ تھے یہ لوگ مہارانا کو عیاشی اور ناواجب حرکات پر آمادہ کرتے تھے اور ریاستی کاروبار سے غافل رکھتے تھے۔

مہارانا کل کام برائے نام خود کرتا تھا اسلیئے بڑی ابتری رہتی تھی اور گورنمنٹ سے بھی محکمہ جات مقرر کرنے کی فرمائش ہوئی اسپر مہارانا نے باقاعدہ محکمہ جات عدالت فوجداری و دیوانی مقرر کئے۔

۱۸۶۴ء مین بارش کم ہوئی تھی اس سبب سے جون ۱۸۶۵ء مین میواڑ کے جھیل اور تالابون مین پانی معمولی عمق سے پندرہ فٹ کم رہ گیا۔ کشش بارش سے پیداوار خریف کا بہت نقصان ہوا کہ بجز اضلاع جنوبی کل ملک مین اس فصل کی پیداوار بہت کم ہوئی اور شہر مین غلہ جمع نہ تھا اس سبب سے بازار مین گرانی ہوئی ستمبر و اکتوبر مین غلہ بمشکل میسر آتا تھا اور شب و روز فکر و تردد رہتا تھا مگر معافی محصول و دلجوئی و خاطرداری بیوپاریان

اور اُنکو خرید غلہ کے واسطے زر پیشگی دینے اور سرکاری غلے کے کھتے کھولنے کی فراخ تدبیرون سے ریاست میواڑ نے اس آفت کا بخوبی مقابلہ کیا اور ہر طرح کوشش کرکے بازار مین غلے کی رَو بہا دی ۔ نرخ البتہ گران رہا یہ سمبت ۱۹۲۵ کا قحط راجپوتانے مین مشہور ہے اور پچیسے کے نام سے پکارا جاتا ہے شروع سمبت ۱۹۲۷ مطابق ۱۸۷۰ء مین لارڈ میو صاحب ویسرائے ہندوستان جس کی یادگار مین میو کالج قایم کیا گیا ہے اجمیر آیا راجپوتانے کے اکثر بڑے رئیس دربار مین طلب ہوئے بڑی بحث کے بعد مہارانا شمبھو سنگھ بھی اجمیر گیا جہان اُس کو سب رئیسون سے اول نشست دی گئی مہارانا صاحب کے بعد جیپور و جودھپور والون نے دوسری نشست کے لیے کوشش کی جسمین جودھپور کا مہاراجہ تخت سنگھ اپنی منشا کے خلاف کارروائی دیکھ کر واپس چلا گیا ۔ دربار کے دنون مین میواڑ کے پولیٹیکل افسر کو جھالراپاٹن کے مہاراج رانا پرتھوی سنگھ کی پیشوائی کے واسطے بھیجا گیا تھا راستے مین رئیس نے پولیٹیکل افسر سے مہارانا کی ملاقات کے لیے خواہش ظاہر کی ۔ میواڑ کے سردارون نے جو خود کو بعض دوسرے راجاؤن کی برابر خیال کرتے ہین اس ملاقات مین اس بنا پر اعتراض کیا کہ جھالراپاٹن والونکا بزرگ راج رانا ظالم سنگھ کوٹے کا نوکر تھا جسکا درجہ میواڑ کے سردارون کی برابر بھی نہین ہو سکتا ۔ کرنل نکسن پولیٹیکل افسر نے جو مہارانا کے مزاج مین زیادہ دخیل تھا اُس سے کہا کہ انگریزی سرکار نے رئیس جھالراپاٹن کو خود مختار راجہ بنایا ہے جسکو دوسرا کوئی رد نہین کر سکتا اُسکو دوسرے راجاؤن کی برابر عزت ملنے کی امید آپ کی مدد کے سوا نہین کی جاتی جو سرکاری خاطر سے گوارا کرنی چاہیے ۔ اس پر مہارانا نے سردارونکی مرضی کے خلاف منظور فرما کر خانگی ملاقات مین مہاراج رانا کو اپنی بائین طرف مسند پر جگہ دی لیکن بڑے درجے کے سردار ناخوشی کے سبب اس موقع پر شریک نہ ہوئے ۔

مہارانا نے جاگیر باگور کی مسند نشینی کا مقدمہ کہ مدت دراز سے زیر تجویز تھا ۱۸۷۰ء مین فیصل کیا کہ باگور کے مہاراج سمرتھ سنگھ نے جو اپنے چھوٹے بھائی سوہن سنگھ کو مہارانا سروپ سنگھ کی منظوری سے گود لیکر مسند نشین کیا تھا وہ کسی طرح بے دخل نہین ہو سکتا ۔ اُس سے بڑے بھائی سکت سنگھ کا دعوی ناجائز ہے مگر مہاراج سکت سنگھ کی معاش کے واسطے یہ تجویز ہوئی کہ اُسکو باگور کی جاگیر سے بارہ ہزار روپے کی جمع کے دیہات علیحدہ کردئے جاوین پانچہزار کے دیہات پہلے سے اُسکے قبضے مین تھے سات ہزار کے اور دئے جاوین دوسرے سال مہاراج سکت سنگھ نے فساد کے لیے سر اُٹھایا ریاست کی فوج اسپر بھیجنی پڑی جو اسکو قید کر لائی اُسکے ساتھ مین اُسکا کنور سجن سنگھ بھی حراست مین آیا ۔

۲ دسمبر ۱۸۷۱ء کو کرنل بروک ایجنٹ گورنر جنرل راجپوتانہ نے بڑے تکلف کے دربار مین بموجودگی صاحبان انگریز مقامات گرد و نواح و سرداران ریاست مہارانا کو سرکار کی طرف سے تمغاے ستارہ ہند درجہ اول دیا اور مہارانا نے بہت خوش ہو کر شکریہ ادا کیا ۔

فروری ۱۸۷۲ء مین کسی سے صلاح لیے بغیر جیتمل کے سردار کے بیٹے کو دربار مین سردار گھانسے راؤ علاقہ جودھپور کی نشست عطا کی کہ وہ عرصے سے غیر حاضر ہے اور سالہا سال سے اپنی نشست کھو بیٹھا تھا

بھینڈر کی اس ترقی پر جو لیہ - دیوگڑھ بیگون - دیلواڑہ - آمیٹ - گوگوندا اور کانوڑ کے سردارون کو رنج ہوا اُنھون نے بالاتفاق عہد کیا کہ نہ دربار مین جاوین اور نہ بھینڈر والے سے نیچے بیٹھین مگر دسہرہ پر بھینڈر والا سے کہدیا گیا کہ نہ آوے جب سب حاضر ہوئے -

جون ۱۸۶۲ء مین مہارانا نے ایسا مقدمہ فیصل کیا کہ ۱۸۵۶ء سے زیر تجویز تھا اور موضع تسوار یہ بطور خونبہا ٹھاکر لامہ کو دیکر فیصلہ مہارانا سروپ سنگھ کا بحال رکھا - لامہ اور روپا ہیلی کے سردارون مین سرحد کا تنازعہ تھا روپا ہیلی والے نے یکایک حملہ کر کے سردار لامہ کے بیٹے اور دو بھائی اور ایک ٹھاکر اجمیر کو مار ڈالا اور پانچ آدمیونکو مجروح کیا جنرل لارنس نے کہ اُس زمانے مین پولیٹکل ایجنٹ تھا تسوار یہ موقع واردات کو ضبط کیا اور مہارانا سروپ سنگھ نے لامہ کو دئے جانیکا حکم دیا اس حکم کی تعمیل کے واسطے مارچ ۱۸۶۳ء مین ایک اہلکار مع فوج ریاست بھیجا گیا مگر دریافت ہوا کہ ملازمان ٹھاکر مقابلے پر آمادہ ہین اسپر کمک بھیجی گئی اور کل سرداران گردو پیش کو ہدایت ہوئی کہ اپنی اپنی جمعیت سے حکم راج کی تعمیل کرین چنانچہ سب ٹھاکرون نے تعمیل کی مگر سرداران دیوگڑھ و آمیٹ نے واجبیت حکم دربار پر اعتراض کر کے تعمیل نکی آخرکار روپا ہیلی والون نے کہ ٹھاکر صغیر سن اور دوم درجے کا سردار ہے تسویہ خالی کر دیا -

سمبت <u>۱۹۳۱</u> مطابق ۱۸۷۴ء ۷ اکتوبر کو مہارانا شنبھو سنگھ نے ستائیس برس کی عمر مین بارہ برس دس مہینہ بیس روز راج کرنے کے بعد تین مہینہ سخت بیمار رہکر ناسور جگر کی تکلیف سے وفات پائی - اُسکے عہد مین ہائی اسکول طیار ہوا اور ایک شنبھو نواس مکان محلون کی جنوبی طرف پچھولہ تالاب کے کنارے پر پرانی عمارت توڑوا کر بنایا گیا جس سے بہتر گرم موسم مین آرام کے لیے کوئی جگہ نہین ہے -

کرنیل رئٹ پولیٹکل افسر نے بیدلہ راؤ بخت سنگھ کی مدد سے زنانہ ڈیوڑھی کا عمدہ بندوبست رکھا جو عورتین پرانے رواج کے موافق اپنے مالک کے ساتھ جان ضائع کرنی چاہتی تھین اُنکو بغیر کسی فساد کے روکدیا - یہ پہلا موقع تھا کہ میواڑ مین رئیس کے انتقال پر ستی ہونے کی ناقص رسم بندکی گئی -

## بھیلون کا فساد

شروع ۱۸۶۳ء مین خالصے کے بھیل ایسے سرکش ہو گئے کہ مگرے کے حاکم نے ریاست کو لکھا کہ تاوقتیکہ ان مین سے دو ایک نہایت شریر و سرکش پالون کو سزا نہ دیجاے اس ملک مین امن رکھنا اور تعمیل حکم کرانا غیر ممکن ہے اسپر ریاست کو چند مفسد و سرکش پالونکی سرکوبی کر کے اپنی حکومت قائم کرنی لازم آئی مگر راج کمزور ہو رہا تھا بجاے اسکے کہ فی الفور سزا دیجاتی سامان نہ ہونے کے سبب سے فوج کی تیاری اور روانگی مین توقف ہوا بھیلون نے حکام کی یہ سستی اور غفلت دیکھکر اور بھی وارداتین کین ستمبر مین اُنکی شورش انتہائی درجہ کو پہونچی مہارانا کو حکام انگریزی کی طرف سے صلاح دیگئی کہ پہاڑی اضلاع مین مناسب مقامات پر فوجین متعین کر کے سزادہی کا بندوبست کرے مگر قبل عمل درآمد اس تجویز کے سرغنہ پالون کو طلب کر کے ہدایت کی کہ مجرمونکو فوراً گرفتار کرا دو اور مال مغصوبہ واپس کر دو

ورنہ بصورت خلاف ورزی سزاے سخت دیجائے گی مگر چونکہ یہ ہدایت بلا سزا تھی اسپر کچھ عمل نہوا - مہارانا کو
اس قوم کی سزادہی وتربیت و انسداد فساد کا بہت فکر ہوا اور چاہا کہ ایک دفعہ حکومت قائم کرکے اس ضلع
کو تحت انتظام خاص مین رکھے مگر یہ امر مشکل معلوم ہوا کیونکہ ان مفسدون کو ضبط مین لانے کے واسطے جو تحمل
وچستی و دیانت و لیاقت چاہیئے راج کی حکومت مین کہان تھی - اہالیان راج علے العموم یہ سمجھتے ہین کہ بھیلونمین
عقل وتمیز و دیگر قواے انسانی نہین ہین اور اس سبب سے انکو صرف ظلم وتشدد کے ذریعہ سے مغلوب رکھا
چاہتے ہین - بھیلونکی سزادہی کے لیے ریاست کی فوج اور جاگیردارونکی جمعیت بہ تعداد دو ہزار کس ادیپور
مین جمع ہوکر ۱۹ - اپریل سنہ ۱۸۶۹ء کو بہ سرداری ظالم سنگھ بابلی والا پہاڑی اضلاع مین آئی اور نتھارا
سے اڑا - کریرا اور بھورائی کی پالونپر متواتر حملہ آور ہوئی طرفین سے کشت وخون بہت کم ہوا مہارانا کی فوج سے
صرف چار آدمی مارے گئے اور بارہ زخمی ہوئے اور بھیلون کی طرف ۱۲ مقتول و ۴۹ مجروح سنے گئے
حسب دستور بھیل پہاڑون مین بھاگ گئے مگر قحط وبیماری کی وجہ سے انھون نے جلد اطاعت
قبول کرلی اسکا نتیجہ بہت اچھا ہوا -

سنہ ۱۸۷۲ء و سنہ ۱۸۷۳ء مین بھیلون نے پھر شورش کی اور کئی وارداتون کے مرتکب ہوئے راج کی فوج کا
دھنک واڑہ پال کے بھیلون سے مقابلہ ہوا اگرچہ راج کی فوج قواعد و ہتیار مین بہت ناقص تھی اور کسی
غیر فوج کا مقابلہ کرنے کے واسطے بالکل کار آمد نہ تھی مگر بھیلونکی سزادہی مین کہ انکے پاس سواے تیر وکمان اور
پہاڑونکی پناہ کے اور کوئی ذریعہ نہین ہے بخوبی کارگر ہوئی یہ بیان انگریزی افسرونکی ریوٹون سے مقتبس ہے اور
مین نے راج میواڑ کی بدنظمی اور ابتری کی باتون کو کچھ نرم کرکے لکھا ہے - یہان کی سپاہ کے حال پر مزید روشنی
دوسری ریوٹون سے انھین افسرونکی ڈالتا ہون راج کی سپاہ کے آدمی نہایت شکستہ حال ومحتاج
ہین سوارونکے گھوڑے بالکل ناکارہ ہین انمین زیادہ تر سندھی اور میواڑ کے ہندو ومسلمان ہین اور کچھ پردیسی بھی ہین سہ بندی
پیادگان بے قواعد و بد اسلحہ ہے سوارون کی تنخواہ پندرہ سولہ روپیہ سکہ ادیپوری ہے اسمین وہ گھوڑے اور
ہتھیار رکھتے ہین اور اسی مین خورد ونوش وپوشش کا بندوبست کرتے ہین اور اسیطرح سپاہی پیادے
ادیپوری چھ روپے ماہوار پر دفع الوقتی کرتے ہین جسکی قیمت انگریزی چہوداوپے سے ۱۲ کو اور کبھی اس سے
بھی کم ہوتی تھی اور ان چھ روپے مین سے بیڑہ خرچ وغیرہ کے دام کٹ کر پورے چھ ملتے ہین اور تنخواہ دو مہینے کے
بعد یعنی سال بھر مین چھ بار ملتی ہے اسلیے سپاہی بنیون سے قرض سخت سود پر لیکر زیربار رہتے اور ایڑیان رگڑتے ہین
ستمبر سنہ ۱۸۸۱ء مین بدریافت اس امر کے کہ باغی مینون کا گروہ رعایاے علاقہ گوڈواڑ سے سرحد جورہ کے
پہاڑونمین آکر پناہ پذیر ہوا اسکی سزادہی کے واسطے فوج کا بھیجنا ضرور پڑا اس مین کھیرواڑہ اور کوٹڑہ کی
مختلف جمعیتین اودے پور سے راج کی فوج اور راو جورہ کے ملازم شامل ہوے راو کے بھائی ٹھاکر بھیم سنگھ
نے ایک گروہ کو انکی جاے پناہ مین جا پکڑا لڑائی مین انکو شکست دی اور اسکے سرگروہ تیلا دبیاے معروف کو

مار ڈالا اور دوسرے چارون کو زخمی کیا مگر درختونکی کثرت سے کل گروہ بھاگ گیا کوئی گرفتار نہ ہوا اس فوج کشی اور بھاکر بھیم سنگھ کی مقابلہ آرائی سے گوڈواڑا اور سروہی کے مینون اور بھیلون نے فی الفور میواڑ کے پہاڑون کو چھوڑ دیا۔

## ۷۳۔ مہارانا سجن سنگھ

یہ مہارانا شمبھو سنگھ کا عمزاد بھائی اور مہاراج سکت سنگھ کا بیٹا تھا باپ کے ساتھ حراست مین آیا اور مہارانا شمبھو سنگھ کی وفات کے بعد بڑی مہارانی اور سرداران وغیرہ کے اتفاق سے متبنے ہوکر اسوج بدی ۳ سمبت ۱۹۳۱ مطابق ۷ اکتوبر ۱۸۷۴ء کو مسند ریاست پر بیٹھا۔ اسوقت اسکی عمر پندرہ برس کی تھی کسی قدر انگریزی۔ اردو اور ہندی سیکھنے پایا تھا کہ سمبت ۱۹۳۲ مطابق ۱۸۷۵ء مین مہارانا کو سردارونکی تجویز سے مہاراجہ ایڈر کی بہن کے ساتھ شادی کرنے کو وہان جانا پڑا۔ اس سفر کے تھوڑے دنون کے بعد انگلستان و ہندوستان کے ولیعہد شاہزادہ بہادر ویلز کی پیشوائی کے واسطے پولیٹکل افسر وغیرہ کے ساتھ بمبئی جانے کا اتفاق ہوا۔ ان اسباب سے پڑھنے لکھنے مین ہرج ہو تا گیا سمبت ۱۹۳۲ مطابق ۱۸۷۵ء ماہ ستمبر مین دیوان مہتا پنا لال جو مہارانا شمبھو سنگھ کے انتقال پر بعض لوگونکی مخالفت سے اجمیر جلا وطن کردیا گیا تھا محکمہ خاص کی ابتری کے سبب واپس بلایا گیا۔

اسی سال مین مہارانا کے چچا باگور کے مہاراج سوہن سنگھ نے جو خود کو ادیپور کی مسندنشینی کا حقدار خیال کرتا تھا زیادہ سرکشی کی۔ اسپر کھیرواڑے کی انگریزی بھیل بلٹن مع ریاست کی فوج و توپخانہ کے میجر کننگ کمانیر کھیرواڑہ کی ماتحتی مین باگور کے محاصرے کو بھیجی گئی اگرچہ بسبب کثرت بارش وطغیانی پانی کے روانگی مین توقف ہوا مگر میجر صاحب نے اپنا کام بلا خونریزی انجام دیا اور مہاراج سوہن سنگھ کو گرفتار کرکے ۸ اکتوبر کو اودےپور لے آیا اسکے کامدار اور دیگر متوسلین جیلخانہ مین بھیجے گئے اور وہ خود پانسو روپے ماہوار تنخواہ پر بنارس بھیجدیا گیا جہانسے کئی برس کے بعد اسکو میجر اڈورڈ بیراڈفرڈ ایجنٹ گورنر جنرل راجپوتانہ کی سفارش پر مہارانا کے حکم سے مختصر جاگیر ملکر اودےپور مین رہنے کی اجازت ہوئی جنوبی کوہستان کے مقامات منڈوہ اور نگھیل مین ڈاکہ کشی کے دو مقدمات شروع سال ۱۸۷۵ء مین وقوع مین آئے اور منڈوہ مین نوبت بہ ہلاکت پہونچگئی اور راؤ جورہ سے اس کا انسداد بالکل نہ ہوسکا اور باشندگان قرب وجوار بہت خائف و متردد ہوئے اس صورت مین سپرنٹنڈنٹ اضلاع کوہی کی تحریک کے موجب پولیٹکل ایجنٹ نے فوج بھیجنے کی تیاری کی اگر یہ فوج فی الفور روانہ ہوجاتی تو یقین تھا کہ فوج کے پہونچتے ہی یا حملہ شروع ہوتے ہی بھیل اطاعت پذیر ہوجاتے مگر نحوست اتفاق سے اسی زمانہ مین باگور پر فوج کشی ہوگئی اور یہ کام التوا مین رہا جب وہ مہم ختم ہوئی تو صدر مین اتنا جلد دوسری طرف فوج کشی کرنے کی نسبت بحث ہوئی اس سے توقف ہوا آخر کار بھیل بلٹن اور راج کی متفق فوج بہ تحت میجر کننگ ۱۷ مارچ کو اودےپور سے روانہ ہوئی اس توقف سے بھیلون کو مستعد مقابلہ ہونے کی فرصت مل گئی کہ لڑائی کے واسطے تیار ہوگئے اور اپنے مویشی ومال قرب وجوار کی پالونمین دوست آشناؤنکے پاس بھیجدئے اور پہاڑونمین

چھپنے کی غرض سے غلہ جمع کرلیا تاہم فوج کشی کا نتیجہ اچھا ہوا یعنی دونون سرگروہ مع اُنکے بڑے آدمیونکے گرفتار ہوئے صدہا مویشی اور غلہ ناتیار پر ریاست کا قبضہ ہوگیا اور بھیلون کو بخوبی ثابت ہوگیا کہ بندوقین خواہ کیسی ہی ناقص ہون اُنکے تیر و کمان سے ہر طرح بہتر ہین آخر کار ایک مضبوط تھانہ قائم کرکے راج کی فوج واپس آئی اور بھیلون کو بعد اقرار نیک چلنی آئندہ گے آباد ہونے کی ہدایت ہوئی تھوڑے عرصے کے بعد لارڈ نارتھ بروک گورنر جنرل ہندوستان راجپوتانہ کا دورہ کرتا ہوا اودیپور آکر یہان کی مہمانی سے بہت خوش واپس آگیا۔

مندر ناتھ دوارہ کے گوشائین دگوسوامی گردھاری لال نے سرداروں کا طریقہ اختیار کرکے دربار سے سرکشی کی سنہ ۱۸۷۰ع مین اُسپر فوج بھیجی گئی مگر ریاست کی حکومت قائم کئے بغیر برخاست ہوگئی اور گوشائین کے دیہات علاقہ میواڑ عرصے تک قرق رہے تاہم شرارت سے باز نہین آیا پھر یہ حکم ہوا کہ گشائین کا وکیل پولیٹکل ایجنٹ کے پاس نہ رہنے پائے اس امر سے امید تھی کہ وہ اطاعت پذیر ہوکر اپنے ظلم و تعدی کے طریقے کو چھوڑ دے مگر دریافت ہوا کہ زنانہ ڈیوڑھی سے اُسکی رعایت ہوتی ہے اسلیئے وہ بدستور خودسری و عدم تعمیل کئے جاتا ہے اور اسکو دیکھکر دیگر سرداران خراج گذار ریاست کو حوصلہ شرارت و متمردی ہوتا ہے آخرکار سنہ ۱۸۷۵ع مین تحقیق ہوا کہ جب تک گشائین حال کو بیدخل و خارج کرکے۔ اسکے بیٹے کو قائم مقام نہ کیا جائے رفع نزاع نہ ہوگا۔ دسمبر سنہ ۱۸۷۵ع مین اوسکی تنبیہ کے واسطے فوج تیار ہوئی تب اُسنے پولیٹکل ایجنٹ کو لکھا کہ معاملات ملکی مین ریاست کا ماتحت رہکر احکام کی تعمیل کرونگا جیلخانہ کے قیدیون کو چھوڑ دونگا دیہات متعلقہ مندر مین رعایا کو تکلیف نہ دونگا ریاست سے مقدمات دیوانی و فوجداری کی مثلین طلب ہونگی تو بھیجتا رہونگا اور جو پردیسی آدمی نوکر ہین انکو موقوف کردونگا چنانچہ اُسنے اکثر پردیسی آدمی موقوف کردئے اور قیدی بھی بہت سے رہا کردئے مگر امثلہ مطلوبہ نہین بھیجین اور اختیارات دیوانی و فوجداری مین ریاست کی مداخلت نہ ہونے دی اور اطاعت کرنے سے صاف انکار کردیا تب سنہ ۱۸۷۶ع مین گرفتار ہوکر میواڑ سے باہر رہنے پر مجبور کیا گیا وہ پہلے متھرا اور پھر بمبئی کو چلا گیا اُسکے کم عمر بیٹے گووردھن لال کے ہوشیار ہونے تک ریاست نے انتظامی کارروائی اپنے ہاتھ مین لے لی۔

اسکے دوسرے برس مہارانا بڑی بحث کے بعد دہلی کے دربار قیصری مین جو لارڈ لٹن ویسرائے کی حکومت مین قرار پایا تھا شریک ہوا اس موقع پر مہارانا کی ذاتی سلامی انیس کے عوض اکیس توپ مقرر ہوئی اور ریاست کے دو عزت دار اہلکار دیوان مہتا پنالال اور کوٹھاری چھگن لال کو رائے کا خطاب عطا ہوا۔

سمبت ۱۹۳۴ مطابق سنہ ۱۸۷۷ع مین مہارانا کو ریاست کے کامل اختیارات حاصل ہوئے اور اس نے اکثر باتونکا نیا انتظام شروع کیا اول ایک کونسل اجلاس خاص نام سے عدالت اپیل کے عوض مقرر ہوئی جسمین کسیقدر سردار اور عزت دار اہلکار داخل کئے گئے کئی برس کے بعد بعض لوگون نے اس نام کو بدلکر مہدراج سبھا مشہور کیا اس برس علاقے مین نئے حاکم بھیجے گئے جنکو دیوانی و فوجداری اور مال کے یکجائی اختیارات عطا ہوئے اسوجہ سے رعایا پر حاکمون کا بڑا دباؤ پڑا حالانکہ ارباب دانش صیغہ مال اور عدالتی کام ایک ہاتھ مین ہونے کو

بڑا جانتے ہین اور سرکار انگریزی مین انکے الگ کیئے جانے کی تدبیر ہو رہی ہے۔
خاص فوج کی تنخواہ مین کچھ اضافہ ہو کر انگریزی قواعد سکھانا جاری کیا گیا شہر کے انتظام اور صفائی کے لیے محکمہ پولیس قائم ہوا۔ ہر گلی کوچہ مین گاے بیل وغیرہ جانور جو بے قید پھرا کرتے تھے ایک علیحدہ مکان مین رکھ دیے گئے۔ آوارہ کتے بھنگیون کے ذریعہ سے پکڑوا کر ایک مکان مین بند کر دئے گئے اور کچھ عرصے کے بعد جنگل مین چھوڑ دئے جانے لگے۔ جانورونکی گرفتاری پر شہر کے مہاجن دوکاندارون نے جنکا یہان بڑا زور ہے ایک روز ہڑتال کر دی تھی جو انکے سرغنہ مگر سیٹھ وغیرہ کو تنبیہ کرنے سے رفع ہوئی۔ اسی برس کرنل امپی پولیٹیکل افسر کی سفارش سے مہارانا نے پادری ڈاکٹر شیپرڈ کو شہر کے شمالی طرف چھوٹا تالاب کے کنارے پر مشن کے واسطے ایک مختصر زمین بخشی مشن والون نے ریاست کی اجازت سے اپنا ایک شفاخانہ اور مدرسہ بھی شہر کے اندر قائم کیا اور بعد کو شہر کے باہر ایک گرجا بھی بنایا اور لاوارثون و محتاجون کو عیسائی بنانے مین بہت ترقی ہوئی۔
سمبت ۱۹۳۷ مطابق ۱۸۸۱ء مین جنوبی علاقے کے پہاڑی بھیلون نے بلوہ کر کے ریاست کے تھانہ دار اور سوار وغیرہ لوگونکو قتل کر ڈالا خبر ہونے پر ادے پور سے فوج کا ایک گروہ رکھب دیو کی طرف بھیجا گیا اگرچہ بھیلون نے جو کسی غریب مسافر کو لوٹ لینے کے سوا ہتیارہ والون سے لڑائی کی جرات نہین رکھتے کوئی مقابلہ کیا لیکن دوسرے علاقون ڈونگرپور اور بانسواڑہ وغیرہ کی طرف فساد پھیل جانے کے اندیشے سے پولیٹیکل افسر نے ریاست کی فوج کو حملہ کرنے کی صلاح نہ دی جو لٹیرون کے واسطے مفید ہوگئی یہ پہلا موقع ہے کہ بھیلون کے علاقے سے بغیر کافی سزا دئے فوج لوٹ آئی۔ مہارانا شنبھو سنگہ وغیرہ کے عہد مین گی باران وحشیون کا سخت تدارک کیا گیا تھا جس سے بہت عرصے کے لیئے امن ہو گیا تھا اس فساد کا بڑا سبب بعض لوگونکے بہکانے کے سوا یہ ہے کہ قدیم سے بھیل ذلیل قوم کے لوگ ریاست کے آدمیون کا اسباب سر پر اٹھا کر بیگار کے طور پر پہنچایا کرتے تھے۔ اور غیر مسافر سے اس خدمت کی اجرت لیکر لوٹ مار سے بچانے کے ذمہ دار ہوتے تھے۔ کسیقدر افغانی لوگ جنکو اس ملک مین ولایتی کہتے ہین اور جو مدت سے راجپوتانے کے بعض علاقون مین نوکری سے گذر کرتے ہین میواڑ کے پہاڑی ضلع مین معزز تھے بھیل ان مضبوط اور سخت آدمیون سے ڈر کر سرکاری حکمون کی تعمیل جلد کیا کرتے تھے۔ ریاست کے ایک دو بڑے اہلکارون نے علاقے مین جا کر بھیلون کی بیگار وغیرہ موقوف کر دی اور ولایتی لوگون کو ظالم قرار دیکر میواڑ سے نکلوا دیا۔ نتیجہ یہ نکلا کہ بھیلون نے جنمین دفعۃً ایسی رعایت کی سمائی نہ تھی جان مال کا ایسا نقصان کیا جس کا کچھ بھی عوض حاصل نہ ہو سکا۔ فسادی لوگ رعایت کی حالت مین اس غلط خیال سے کہ ہمین کوئی سزا نہین دے سکتا زیادہ بدی کرنے لگتے ہین۔ محض وحشی اور بیرحم لٹیرونکو تیز دارونکے مقابل ایکدم بے لگام چھوڑنا کب مناسب سمجھا جا سکتا ہے یہ لوگ شور و فساد سے عام امن مین بعض دفعہ خلل ڈالتے ہین جنکو سزا دینے کی بابت بعض افسر درگذر کر جاتے ہین لیکن جنگلی رعایا کو جسکے پاس روپیہ کم ہوتا ہے جرمانہ وغیرہ سے تنگ کرنا البتہ بیجا ہے اور لوٹ مار دور کرنے کی غرض سے جسمین اکثر غریبون مسافر اور محنتی بیوپاریون کی جان و مال کا نقصان ہوا کرتا ہے فسادیون کو

فوجی تنبیہ اور جسمانی سزا دینا نہایت منرور اور بیشک مفید ہے۔

سمبت ۱۹۳۸ مطابق سنہ ۱۸۸۲ء نومبر کے مہینے مین لارڈ رپن ویسراے ہند نے چتوڑ کے مقام پر آکر مہارانا کو اول درجے کا تمغا ستارہ ہند بلکہ قیصرہ ہند کی طرف سے دیا۔ مہارانا نے اس موقع پر چتوڑ کے راستے اور مکانون کی درستی مین چار لاکھ روپیہ صرف کر کے نائب سلطنت کو دور و نزدیکی خاطرداری کے ساتھ مہمان رکھا۔

اس سال مین مہاراج سکت سنگھ کو جو مہارانا کا اصلی والد ہے اور جسکو جاگیر کے عوض پچہتر ہزار روپیہ سالانہ نقد ملتا تھا۔ باگور کی جاگیر جو پہلے اُسکے حقیقی بھائی سوہن سنگھ سے ضبط ہو چکی تھی عطا کی گئی۔

سمبت ۱۹۳۹ مطابق سنہ ۱۸۸۳ء مین راوت کوٹھاریہ پر جو اول درجہ کے سردارون مین سے ہے قرضے کی فریاد اور سرحدی فیصلے کی تعمیل نکرنے کے سبب کسیقدر فوج بھیجی گئی جو کامیابی کے بعد جلد واپس بلائی گئی۔

اسی سال مہارانا کے محل مین ایڈر والی چھوٹی مہارانی سے ایک کنور پیدا ہوا یہ بڑی خوشی کی بات تھی جو چار پشت سے مہارانا بھیم سنگھ کے بعد کسی رئیس کو حاصل نہوئی تھی۔ لیکن سرد موسم مین غفلت اور بے احتیاطی کے سبب پیدائش سے چار پہر کے بعد بچے کی جان ضایع ہو گئی اور کل راگ ورنگ ماتم و غم سے بدل گیا۔

سمبت ۱۹۴۰ مطابق سنہ ۱۸۸۴ء مارچ کے مہینے مین جودھپور کا مہاراجہ جسونت سنگھ اور کشن گڑھ والا راجہ ساردول سنگھ دوستانہ طور پر اودیپور آئے جو تین ہفتہ کے قریب قیام رکھنے کے بعد اپنی ریاستون کو واپس گئے۔

اس برس بوہیڑہ مقام کی جاگیر پر جو دوسرے درجے کے سردارون مین زیادہ آمدنی کی جگہ ہے جھگڑا ہوا۔ بوہیڑہ کے راوت اُدیوت سنگھ نے ایک دور کے رشتہ دار کیسری سنگھ کو اپنے مرنے سے چند روز پہلے ریاست کی منظوری بغیر وارث بنا دیا تھا بھینڈر کے جاگیردار مدن سنگھ نے قریب رشتہ داری کے سبب اپنے چھوٹے بھائی کو بوہیڑہ کی جاگیر ملنے کے لیئے مدد مانگ کر انصاف چاہا مہارانا کے حکم سے راج کی فوج نے اُس مقام کا محاصرہ کر لیا توپ کی کاروائی سے گانوٴن مین آگ لگی اور کیسری سنگھ نے پچھلی رات مین کچھ سامان لیکر بوہیڑہ سے نکل جانا چاہا فوج والون نے پیچھا کیا جس سے کچھ آدمی ہلاک اور زخمی ہوئے اور کیسری سنگھ کو فوج مع کامدار وغیرہ گرفتار کر کے اودے پور لے آئی ریاست کے نوکرون مین سے رسالدار بہادر گلشیر خان گولی لگنے سے مارا گیا اُسکے بیٹے کے نام معقول تنخواہ مقرر کی گئی۔ پچھمی لال مہتا حاکم جہاز پور کو فوج کی افسری پر جانے کے سبب پانوٴن مین سونا عطا ہوا جو اس ملک مین عزت کی نشانی ہے اور فوج خرچ کے طور پر ایک گانوٴن منگوا کر نام خالصے مین رکھا جا کر بوہیڑہ کی باقی جاگیر سردار بھینڈر کے چھوٹے بھائی رتن سنگھ کو دی گئی۔ اسی عرصے مین مہارانا نے چتوڑ سے اودیپور تک ریل نبوانے کا ارادہ کیا تھا جو تجویز اُسکے مرنے کے بعد عمل مین آئی۔

سمبت ۱۹۴۱ مطابق سنہ ۱۸۸۴ء ۲۳ دسمبر کو مہارانا نے جودھپور کے سفر سے واپس آکر جہان وہ اپنی بیماری کے باعث آب و ہوا بدلنے کو گیا تھا ایک دم ضعف بڑھ جانے سے دس برس ڈھائی مہینہ ریاست کر کے چھبیس برس کی جوان عمر مین انتقال کیا۔ موت کی تقریب پر بہت سی رسمی خیرات ہو کر دو لاکھ روپیہ میواڑ کے علاقے مین مدرسے

اور شفاخانے بننے کے لیے والٹر صاحب رزیڈنٹ کی صلاح سے امانت رہا جو اب اُن کامون مین صرف ہورہا ہے
اس مہارانا کی طبیعت مین کسی قوم یا مذہب اور غیر جگہ کے لوگون سے کچھ تعصب نہ تھا ملکی انتظام کے سوا اُس نے
بہت سے رونق و آرام کے سامان جمع کئے۔ شہر مین صفائی کی تاکید رہکر مناسب مقامات پر روشنی کا بندوبست ہوا
سڑک اور محلون مین درستی ہوکر جا بجا میوے اور پھولون کے درخت لگائے گئے۔ شکارگاہ ناہر مگرہ مین نیا مکان
اور باغ تیار کرایا گیا شہر کے باہر مغربی شمالی طرف ایک قلعہ سجن گرھ اور شہر کے مغربی جنوبی طرف ایک بڑے عمدہ
سجن نواس باغ کی بنا ڈالی جسمین ہر طرح کے پھول پھل۔ میوے اور خشکی وتری کے جانور موجود کئے گئے اور اب
یہ مقام گلاب باغ کے نام سے شہرت پذیر ہے اُسکے حکم سے راجدھانی مین اخبار جاری ہوا۔ غیر ریاستون جیپور اور
جودھپور وغیرہ کے مہاراجہ رام سنگھ اور جسونت سنگھ سے میل ملاپ کے ساتھ دوستی وموافقت کا سلسلہ مضبوط کیا۔
تحفہ راجستان مین لکھا ہے کہ بعض لوگ اس مہارانا کو سخت مزاج اور بخیل طبیعت خیال کرتے ہین لیکن اصل یہ ہے
کہ وہ لازمہ ریاست تھا تیز مزاج اور صاف دل رئیس اگر ظالم بھی ہو تو اس سے ملک کو نقصان نہین ہوتا ماتحت
لوگ اپنا کام ڈر کر محنت اور درستی سے انجام دیتے ہین۔

## ۴۷۔ مہارانا فتح سنگھ جی

موجودہ مہارانا صاحب جو شیورتی مہاراج گج سنگھ کے چھوٹے بھائی اور متبنے تھے اور مہارانا سنگرام سنگھ کی اولاد مین
سے مہارانا سجن سنگھ کے قریب رشتہ دار ہین مہارانیون۔ سرداروں اور کرنل والٹر رزیڈنٹ کے اتفاق سے سمبت ۱۹۴۱
مطابق ۱۸۸۴ء ۲۴ دسمبر کی شام کو مسند نشین ہوے یہ جسکے چند روز کے بعد پہلے مہارانا کی ماتم پرسی کے واسطے مہاراجگان
جیپور۔ جودھپور۔ کشن گرھ اور ایڈر علیحدہ علیحدہ طور پر آئے اور تھوڑے دن قیام کے بعد اپنی اپنی ریاستون کو چلے گئے
سمبت ۱۹۴۲ مطابق ۱۸۸۵ء ۲۳ اگست کو مہارانا صاحب کے پورے اختیارات ملنے کی رسم ادا ہوئی اسی سال
۸ نومبر کی شام کو لارڈ ڈفرن صاحب ویسرائے ہند دورہ اور ملاقات کے طور اودے پور مین داخل ہوے اور
دو روز قیام کے بعد ۱۱ نومبر کو صبح کے ۸ بجے واپس چلے گئے۔ پھر اپنے اپنے عہد حکومت مین لارڈ کرزن ومنٹو و ہارڈنگ
و چیلمسفورڈ و ریڈنگ ویسرایان ہند اودے پور مین آتے رہے۔
سمبت ۱۹۴۳ مطابق ۱۸۸۷ء ۱۶ فروری کو جشن جوبلی یعنی فرمانرواے ہند و انگلینڈ کی پچاس سال حکمرانی کی تقریب پر مہارانا صاحب
کو خطاب ستارۂ ہند درجہ اول ملا۔
سمبت ۱۹۴۴ مطابق ۱۸۸۷ء ۲۶ نومبر کو مہارانا صاحب کے دوسرا کنور پیدا ہوا جسکی خوشی مین بہت سی خیرات وانعام
کے علاوہ ریاست کی بقایا کا سوا سات لاکھ روپیہ ماتحتون کو معاف کیا گیا۔ مگر وہ زندہ نہ رہا۔
ذاتی طور پر مہارانا صاحب نہایت مستعد رحمدل اور پابند وضع قدیم رئیس ہین شکار وغیرہ مین اُنکو چلنے پھرنے کی بہت
مشق ہے چال چلن سادہ اور نیک ہے یہانتک کہ لارڈ کرزن جب اودے پور مین آئے تو اُنکے سادہ چلن کو
قابل تقلید والیان ملک بتا گئے۔

مہارانا لارڈ کرزن ویسرائے اور جارج پنجم شہنشاہ ہندوستان کے دہلی دربارونمین شرکت کی دعوت پر گئے تھے۔
ایکبار مہارانا شملے کو ویسرائے سے ملنے کی غرض سے گئے تھے ۱۹۱۸ء کے سال نو کی تقریب پر مہارانا جی۔سی۔ وی۔ او
بنائے گئے ۱۹۲۴ء مین جبکہ مہارانا دہلی مین ایوان رؤسا مین شرکت کی غرض سے آئے تو بعض اخبارات نے انکے
دہلی مین آنے اور پرانے خاندانی اس عہد کو کہ پایۂ تخت دہلی مین کوئی اودیپور کا مہارانا داخل نہو توڑنے کے متعلق
رائے زنی کی لیکن یہ خیال نہین کیا کہ اگر کوئی والی ریاست گدی سے اُترنے کو پسند نہ کرے اور ضرورت ہو کر ویسرائے
کے دربار مین حاضر ہو کر ایجنٹ گورنر جنرل کو خوش کیا جائے تو فرمائیے کہ اور صورت ہی اس الجھن کو سلجھانے کی کیا ہوسکتی ہے
اسی سال خبارات مین یہ بات گشت کرتی رہی کہ ایجنٹ گورنر جنرل راجپوتانہ نے مہارانا کو لکھا کہ چونکہ آپ ریاست کے
تمام اختیارات اپنے ہاتھ مین رکھنا چاہتے ہین اسلیے ویسرائے کی مرضی ہے کہ آپ ریاست سے دست بردار ہوجائیے
مہارانا کی سواری جس راہ سے گذرتی ہے سرراہ بہت سی عورتین جمع ہوجاتی ہین کیونکہ سب کو ایک ایک اٹھنی جوبیان کا سکہ
ہے دیجاتی ہے اور یہ اٹھنیان اودیپوری روپیے مین سولہ آتی ہین۔

## ولیعہد بھوپال سنگھ جی کے ہاتھونمین اختیارات کا آنا

منصرم (منیجر) بیگون ملک میواڑ نے ایک پمفلٹ برخلاف بیجے سنگھ پتھک پریسیڈنٹ سیوا سنگھ راجپوتانہ اجمیر ۱۹۲۳ء
مین شائع کیا ہے اُسمین لکھا ہے کہ چند سال پہلے اس شخص نے بجولیا مین لڑکے پڑھانے کا کام شروع کیا لیکن جبکہ اُسنے
قوم دھاکڑ کو جو کاشتکار ونمین ایک قوم ہے اپنے فائدے کے لیے موزون پایا اُنکو اس بہانے سے اپنی طرف
مخاطب کیا کہ وہ جاگیر بجولیا کے خلاف لاگتون اور کمی حاصل کا عذر پیدا کرین چونکہ یہ بات دھاکڑون کے فائدے
کی تھی لہذا وہ اس امر مین کامیاب ہوگیا اور اثر بزرگی مضبوط کرنے اور ترقی دینے کو پنچایت قائم کرا کر مذہبی قسمین
دین تاکہ اُسکے اثر اور بزرگی مٹنے کا اندیشہ ہی نہ رہے اور دعوے اور پیروی دعوے وغیرہ کی کل کارروائی اپنی ہی
رائے پر رکھنے کے لیے بظاہر پنچایت کے نام سے جاری کی گئی بعد اسکے اُسنے جاگیر بیگون مین یہی ترکیب شروع کی
اور سب سے پہلے مسمی کاکو دھاکڑ ساکن بیری سال تو اس جاگیر بجولیا کو موضع لاتہ جاگیر بیگونمین آباد کیا اور رفتہ رفتہ
دھاکڑون کو موافق بنالیا اور یہان بھی ظاہر نام کے لیے پنچایت قائم کردی اور دھاکڑون نے محصول دینا بند کردیا جس سے
جاگیر مین انتظامی نقصان پیدا ہوگیا اور اس سے فائدہ اُٹھا کر دھاکڑون نے وقتاً فوقتاً جرائم از قسم نقصان رسانی
استحصال ناجائز ضرب شدید اور حبس بیجا کئے اور کوئی دھاکڑ پنچایت کے اثر سے باقی نہین رہا کیونکہ عام طور پر یہ خوف
دلایا کہ جو کوئی پنچایت کے حکم کے خلاف کام کریگا ایسا شخص ذات مین عمر بھر شریک نہین کیا جائے گا دھاکڑون نے
ڈھائی سال تک جاگیردار کو محاصل نہ دیا لیکن اس بچت کا روپیہ چند ہی گھرونمین محفوظ رہا باقی گھرون سے کسی نہ کسی
حیلے سے نکلوالیا کاشتکار بیجے سنگھ پتھک کے اس چکمے مین آگئے تھے کہ مہاتما جی حاصل معاف کرادینگے اسلیے چندے
دل کھول کر دیے اور اُسنے بڑے بڑے مضامین اخبارات مین ریاست کی شکایت اور رعایا کی بربادی کے
بیان مین لکھوائے اور بجے سنگھ نے طرح طرح کے دباؤ سے کاشتکارونکو فوج شیطانی کی شکل مین کرلیا حالانکہ اصل معاملہ

کاشتکار رعنکے نام سے مشہور لاگتون کا ہی پیدا کیا گیا تھا لیکن آگے کو اُسنے اصل مقصد بتا کر رعایا کو بہا نمک حلال کو غلط بنایا کہ وہ فساد و بغاوت پر آمادہ ہوئی اور ۱۹۲۱ء مین پانچ چھ ہزار آدمی انتظامات کی شکایتین لیکر علاقے سے آکر شہر مین جمع ہوئے جو افسر ہمارا نا صاحب سے دل مین کبیدہ رہتے تھے یہ موقع اُنکو اچھا ہاتھ آیا اور آخری نتیجہ یہ ہوا کہ ولیعہد کے ہاتھوں مین ملکی کارروائی کی باگ آگئی ولیعہد کی خوش انتظامی کو مضبوط کرنے کے لیے احکام تہ دل سے کوشش کرنے لگے حتے کہ راجپوتانے کے ایجنٹ گورنر جنرل نے ۱۹۲۲ء کو خود مقام متنازعہ پر پہونچکر فہمائش کی لیکن رعایا پر کچھ اثر نہ ہوا اور نا واجب باتین جاری رکھین یہانتک کہ ریاست کو فوجی تہدید سے کام لینا پڑا کہتے ہین کہ بجے سنگھ کے بھیجے ہوئے آدمیون کے بہکانے سے جو بنتا کہلاتے ہین دھاکڑون نے دوسری رعایا کو اسلیے سخت تکلیف دی کہ وہ اُسکے بتائے ہوئے رستے پر نہین چلتے تھے بجے سنگھ کے اثر کا یہ حال تھا کہ جب دھاکڑون سے مالگذاری رکوا دی تو بڑے جاگیردار کے ماتحت جاگیرداروں کو سخت تکلیف ہونے لگی یہانتک کہ اُنمین سے جاگیردار نند داس نے جمیر جاکر بجے سنگھ کی بہت منت و سماجت کی اُسنے پنچایت کے نام چٹھی لکھی کہ اس کا حاصل دیدیا جو مگر در پردہ منع کردیا آخر کار ریاست کی جد و جہد سے بجے سنگھ گرفتار ہوگیا اور کسوقت وہ علیل تھا اور رعایا کی بغاوت و سرکشی ریاست نے بڑی کوشش سے دور کی۔

دھاکڑون کی دیکھا دیکھی جنوبی کوہستان کے بھیل بھی منحرف ہوئے اور یہان ایک بنیے نے جو موتی لال کوٹھاری کہلاتا ہے انکی سرغنائی اختیار کی اور یہ فساد سروہی اور گجرات تک پھیل گیا اسلیے سرکاری سپاہ نے انکی گوشمالی کی موتی لال تو ہاتھ نہ آیا مگر بھیلون کا خون بہا گیا۔

یہ سوچنے کی بات ہے کہ اس بہار سی ملک مین جاگیردارون اور بھومیہ سردارون کے علاقون کے بھیلون کی مثل خالصے کی پالون کے ہر تیسری یا چوتھے سال سزا ہی نہین ہوتی اسکا سبب مین تمکو بتاؤن کہ ان جاگیرون مین منتظم و اہلکار نہین بدلتے ہین اور بھیلون کو اُنکا اختیار ہے بلکہ اہلکاران مذکور انتظام آئندہ کی ذمہ داری سے خائف رہتے ہین اور ریاست کے اہل کار و تھانہ دار انتظام آئندہ پر کچھ نظر نہین رکھتے۔ اور نہ بھیلون کو اُن کا مدارون کا کچھ اعتبار رہتا ہے کیونکہ یہ کامدار بدلتے رہتے ہین اور جب تک اپنی ڈیوٹی پر رہتے ہین اُنکی یہ خواہش رہتی ہے کہ جب تک وہ کام پر ہین روپیہ پیدا کرلین (یہ بیان ہم نے انگریزی افسرون کی رپورٹون سے چن چن کر اخذ کیا ہے) ولیعہد کے حکم سے خاص اودیپور مین ایک کالج کھولا گیا۔ اور کچھ ملازمان فوج وغیرہ کی تنخواہون مین اضافہ ہوا۔ اور شہر مین روشنی کے لیے لالٹینین زیادہ لگائی گئین۔

ولیعہد برسون سے مرض مین گرفتار ہے اور رتلے کا دھڑ تقریباً بیکار رہے اپنے آپ بغیر دوسرے شخصون کے سہارے کے ایک قدم نہین چل سکتا۔ اور ہر ممکن طریقے سے روپے کو ریاست کے کامون مین زیادہ لگانا چاہتا ہے۔

## فصل ۔ جاگیرداران و سرداران درجۂ اول

| نمبر شمار | نام جاگیر | خطاب | قوم | [illegible] | سالانہ آمدنی | خرچ [illegible] | کیفیت |
|---|---|---|---|---|---|---|---|
| ۱ | بڑی سادڑی | راج | جھالا | ۸۴ | ۴۰۰۰۰ | ۱۰۰۰ | |
| ۲ | بیدلہ | راؤ | پوربیہ چوہان | ۶۱ | ۵۰۰۰۰ | ۴۵۰۰ | |
| ۳ | کوٹھاریہ | راوت | ایضاً | ۶۰ | ۲۵۰۰۰ | ۱۵۰۰ | |
| ۴ | سلونبر | راوت | چونڈاوت سیسودیہ | ۱۰۰ | ۱۱۰۰۰۰ | معاف | سب سے پرانا ٹھکانا ہے ۔ |
| ۵ | بجولیا | راوسوائی | پنوار | ۷۶ | ۵۰۰۰۰ | ۳۵۰۰ | |
| ۶ | دیوگڑھ | راوت | سانگاوت سیسودیہ | ۸۱ | ۱۵۰۰۰۰ | ۷۰۰۰ | آمیٹ کی شاخ ہے |
| ۷ | بیگون یا بیگم | راوت سوائی | میگھاوت سیسودیہ | ۱۶۲ | ۵۰۰۰۰ | ۶۴۰۰ | دیوگڑھ سے نشست پر تکرار ہے |
| ۸ | دیلواڑہ | راج | جھالا | ۱۴۷ | ۶۰۰۰۰ | ۶۰۰۰ | |
| ۹ | میجہ | راوت | جگاوت سیسودیہ | ۶ | ۲۰۰۰۰ | | مہارانا شمبھو سنگھ کے عہد میں ٹھکانہ قائم ہوا |
| ۱۰ | آمیٹ | راوت | ایضاً | ۵۰ | ۴۰۰۰۰ | ۴۴۰۰ | سلونبر کی شاخ ہے |
| ۱۱ | گوگوندہ | راج | جھالا | ۱۰۳ | ۴۰۰۰۰ | ۲۵۰۰ | |
| ۱۲ | کانوڑ | راوت | سارنگدیو سیسودیہ | ۸۳ | ۴۵۰۰۰ | ۳۱۰۰ | سلونبر کے سوا سب سے بڑا ہے |
| ۱۳ | بھینڈر | مہاراج | سکتاوت سیسودیہ | ۸۹ | ۶۴۰۰۰ | ۴۰۰۰ | مہارانا اودے سنگھ کے بیٹے سکت سنگھ کی اولاد ہے |
| ۱۴ | بدھنور | ٹھاکر | راٹھور میرتیا | ۶۰ | ۶۰۰۰۰ | ۴۰۰۰ | جیمل میرتیا کی اولاد |
| ۱۵ | بھینسروڑ | راوت | کشناوت سیسودیہ | ۱۲۱ | ۹۰۰۰۰ | ۷۵۰۰ | مہارانا بھیم سنگھ نے اول درجہ میں لیا ۔ |
| ۱۶ | بانسی | راوت | سکتاوت سیسودیہ | ۵۵ | ۲۰۰۰۰ | ۶۰۰ | سکت سنگھ کی اولاد |
| ۱۷ | کوراواڑ | راوت | کشناوت سیسودیہ | ۵۳ | ۲۰۰۰۰ | معاف | مہارانا بھیم سنگھ نے اول درجہ میں لیا ۔ |
| ۱۸ | پارسولی | راؤ | پوربیہ چوہان | ۴۱ | ۲۰۰۰۰ | ۶۰۰ | بیدلہ کی شاخ |
| ۱۹ | آسیند | راوت | سیسودیہ | ۳۸ | ۶۰۰۰۰ | ۱۳۰۰ | مہارانا جوان سنگھ نے اول درجہ میں لیا ٹھیکانا ضبط ہے |

### مہارانا کے قریبی رشتہ دار

| نمبر شمار | نام جاگیر | خطاب | قوم | [illegible] | سالانہ آمدنی | خرچ [illegible] | کیفیت |
|---|---|---|---|---|---|---|---|
| ۲۰ | باگور | مہاراج | سیسودیہ | ۳۵ | ۴۵۰۰۰ | ۱۵۰۰ | مہارانا سنگرام سنگھ کی اولاد قابض تھی اب خالصہ ہے |
| ۲۱ | کرجالی | مہاراج | ایضاً | ۱۱ | ۱۸۰۰۰ | ۲۵۰ | مہارانا سنگرام سنگھ کی اولاد قابض ہے |
| ۲۲ | شیورتی | مہاراج | ایضاً | ۲۰ | ۲۵۰۰۰ | | ایضاً |

## مسند کے سامنے بیٹھنے والے

| نمبر شمار | نام جاگیر | خطاب | قوم | دیہات جاگیردار | سالانہ آمدنی | خراج ریاست | کیفیت |
|---|---|---|---|---|---|---|---|
| ۲۳ | بنیڑہ | راجہ | سیسودیہ | ۷۴ | ۶۰۰۰۰ | ۶۰۰۰ | مہارانا راج سنگھ اول کی اولاد |
| ۲۴ | شاہ پورہ | راجہ دھراج | ایضاً | ۶۵ | ۴۰۰۰۰ | ۳۲۰۰ | مہارانا امر سنگھ اول کی اولاد |
| ۲۵ | سردارگڑھ | ٹھاکر | ڈوڈیہ راجپوت | ۱۲ | ۲۵۰۰۰ | ۱۲۵۰ | غیر نسل |
| ۲۶ | | جمعدار | سندھی مسلمان | ۴ | ۶۰۰۰ | | غیر قوم |
| ۲۷ | | پروہت | برہمن | ۶ | ۱۵۰۰۰ | | غیر ذات |
| **سرداران درجہ دوم جو بتیس کہلاتے ہین** | | | | | | | |
| ۱ | ہمیرگڑھ | راوت | | ۱۱ | ۱۵۱۴۱ | ۱۹۴۰ | |
| ۲ | چاونڈ | راوت | | ۱۱ | ۵۷۵۹ | ۷۰۰ | |
| ۳ | بھدیسر | راوت | | ۳۹ | ۲۱۶۰۰ | ۹۰۰ | |
| ۴ | بوہیڑہ | راوت | | ۲ | ۲۰۷۰ | ۲۵۰ | وقایع راجپوتانہ مین اسی طرح لکھا ہے لیکن آمدنی اس سے بہت زیادہ مشہور ہے۔ |
| ۵ | بھوناواسی | راوت | | | | | |
| ۶ | پی پلیا | راوت | | ۱۶ | ۳۵۲۶۰ | ۱۶۰۰ | |
| ۷ | بیمالی | راوت | | ۱ | ۳۹۴۵ | ۸۰۰ | |
| ۸ | رامپورہ | ٹھاکر | | ۲ | ۳۸۵۰ | ۴۵۰ | |
| ۹ | خیرآباد | مہاراج | | ۴ | ۵۳۶۸ | ۳۸۰ | |
| ۱۰ | مہوہ | مہاراج | | ۵ | ۵۳۰۰ | ۷۰۰ | |
| ۱۱ | کونڈہ | راوت | | ۵ | ۲۵۶۹ | ۲۵۰ | |
| ۱۲ | تھانہ | راوت | | ۵ | ۲۰۱ | | سالتمام نوکری کرتا ہی چھٹوند معاف ہی |
| ۱۳ | کیلوہ | مہاراج | | ۱ | ۶۰۰ | | ایضاً |
| ۱۴ | تانہ | راج | | ۱۷ | ۶۹۹۰ | ۷۰۰ | |
| ۱۵ | کیلوہ دوسرا | راٹھوڑ | | ۲۲ | ۱۳۷۷۰ | ۱۶۰۰ | |
| ۱۶ | روپاہیلی کلان | راٹھوڑ | | ۱۱ | ۱۴۵۶۷ | ۱۵۰۰ | |
| ۱۷ | بھگوان پورہ | راوت | | ۳ | ۳۴۵۱ | | سالتمام نوکری کرتا ہی چھٹوند معاف ہی |
| ۱۸ | نتاول | مہاراج | | ۱ | ۱۸۰۰ | | ایضاً |

| نمبر شمار | نام جاگیر | خطاب | تعداد دیہات | سالانہ آمدنی | چھٹوند سالانہ | کیفیت |
|---|---|---|---|---|---|---|
| ۱۹ | نبھیٹرہ | راٹھوڑ | ۷ | ۶۵۷۱ | ۱۳۰۰ | |
| ۲۰ | بمبوری | پوار | ۲ | ۳۵۲۰۰ | ۶۵۰۰ | |
| ۲۱ | ستنواڑ | مہاراج | ۴ | ۷۵۱۰ | ۱۲۰۰ | |
| ۲۲ | کراوا | راجہ بہادر | ۷ | ۱۱۷۰۰ | ۲۰۰۰ | |
| ۲۳ | امرگڑھ | راوت | ۳۰ | ۸۳۲۶ | ۱۵۰ | |
| ۲۴ | لسانی | چونڈاوت | ۹ | ۱۷۸۰ | ۱۲۰۰ | |
| ۲۵ | اٹھانہ | راوت | | | | ماتحت مہاراجہ سیندھیا |
| ۲۶ | سنگرام گڑھ | راوت | ۸ | ۸۰۰۰ | ۹۵۰ | |
| ۲۷ | دھریاود | راوت | ۱۱۹ | ۱۳۹۲۲ | ۲۰۰۰ | |
| ۲۸ | پھولیچہ | چوہان | ۴ | ۱۷۶۸ | ۲۰۰ | |
| ۲۹ | بجے پور | سکتاوت | ۷۴ | ۲۵۷۷۵ | ۴۰۰۰ | |
| ۳۰ | بمبورہ | راوت | ۱۴ | ۷۸۰۰ | ۱۳۰۰ | |
| ۳۱ | روپ نگر | سولنکی | ۳۰ | ۱۲۰۶۸ | ۱۶۰۰ | |
| ۳۲ | باٹھیرا | | | | | |

چھوٹے درجے کے جاگیرداروں کی تعداد تین سو تیس ہے جنکے پاس ۱۵۷ دیہات ہین کہ سالانہ آمدنی اُنکی ۴ لاکھ، ۹۱ ہزار ۲ سو اکاون روپیہ ہے اسمین سے ۵۹۰۲۱ چھٹوند کا داخل ہوتا ہے۔

## فصل شاہ پورہ

پرگنہ شاہ پور کا رقبہ چار سو میل اور کا چھولہ تین سو میل مربع کے قریب ہے۔ ڈیڑھ لاکھ روپیہ سالانہ خالصہ کے سوا اسی قدر آمدنی کی زمین جاگیر انعام اور خیرات وغیرہ مین بٹی ہوئی ہے۔

یہان ایک مدرسہ ہے جسمین ہندی اردو اور کسی قدر انگریزی پڑھائی جاتی ہے سرکار کی طرف سے یہان ڈاکخانہ بھی قائم ہی اور شفاخانہ بھی مقرر ہے یہان کے رئیس راج میواڑ اور سرکار انگریزی دونون کے خراج گذار ہین یعنی بابت پرگنہ کا کاچھولہ ماتحت راج میواڑ اور بابت پرگنہ پھولیہ ماتحت سرکار انگریزی ہین۔

شاہ پورے والے سیسودیہ خاندان مین رانا امر سنگھ اول کے تیسرے بیٹے سورج مل کی اولاد مین ہین۔

### نسب نامہ خاندان شاہ پورہ

(۱) سورج مل ولد رانا امر سنگھ اول والی میواڑ (۲) سجان سنگھ (۳) دولت سنگھ (۴) راجہ بھارت سنگھ (۵) راجہ امید سنگھ (۶) اودت سنگھ (۷) راجہ رن سنگھ (۸) راجہ بھیم سنگھ (۹) راجہ دھراج امر سنگھ

(۱۰) راجہ دھراج مادھو سنگھ (۱۱) راجہ دھراج جگت سنگھ (۱۲) راجہ دھراج لچھمن سنگھ (۱۳) راجہ دھراج ناہر سنگھ (۱۴) ولیعہد امید سنگھ۔

## احوال تاریخی

راجہ دھراج شاہ پورہ کے بزرگ خاندان شروع مین میواڑ کے ماتحت جاگیردار تھے کچھ عرصے کے بعد میواڑ سے رنجیدگی کے سبب شاہجہان بادشاہ کے پاس جاکر وہان سے پرگنہ پھولیا حاصل کیا۔ دہلی کی سلطنت مین خلل آنے لگا تو ان کا بغیر کسی سہارے کے علاقے پر قابض رہنا مشکل تھا اسلیے انھون نے پھر میواڑ مین ماتحتی کا سلسلہ قائم کیا اور کارگذاری کے عوض اول پرگنہ کاچھولا اور پھر راجہ دھراج خطاب پاکر وہان کی خراج گذاری اختیار کی۔ جس کا بیان اسطرح پر ہے۔

مہاراج سورج مل کے تین بیٹون سجان سنگھ۔ بھاو سنگھ اور بیرم دیو مین سے پہلا پلانہ کے ٹھکانے پر ولیعہد رہا دوسرے کو میواڑ سے نارپلی کی جاگیر ملی جسکی اولاد ابتک وہان موجود ہے تیسرے نے بادشاہی نوکری مین ڈھائی ہزاری منصب پاکر انتقال کیا۔ بڑا سجان سنگھ سمبت ۱۶۸۲ مطابق ۱۶۲۶ء سے اپنے والد کیطرح میواڑ مین نوکری دیتا رہا۔ ایک بار شکار مین مہارانا جگت سنگھ سے رنجش ہوگئی۔ جسپر وہ میواڑ چھوڑکر اپنے رشتہ دار بھائی راجہ راے سنگھ کی معرفت جو ٹوڈہ کے راجہ بھیم سنگھ کا بیٹا تھا شاہجہان بادشاہ کی خدمت مین حاضر ہوا اور وہان سے اُس کو سمبت ۱۶۸۹ مطابق ۱۶۳۲ء مین پرگنہ پھولیا جو میواڑ سے تغیر ہوا تھا اور جس کی آمدنی لاکھ روپیہ سے زیادہ ہے عنایت ہوا۔ راجہ سجان سنگھ کی اولاد کا بیان ہے کہ اس پرگنے مین اُسنے شاہجہان بادشاہ کے نام پر شاہ پورہ آباد کیا۔ اور راسٹیر کے جاگیردار جو ساہ جی سیسودیہ کی اولاد مین ہین یہ کہتے ہین کہ رانا اودے سنگھ کے بیٹے اور راوت سنگھ کے بھائی ساہ جی کے نام پر شاہ پورہ بسایا گیا تھا جسکو راجہ سجان سنگھ نے کسی وقت دبا لیا۔ لیکن اسمین کوئی شک نہین کہ موجودہ بڑی آبادی سجان سنگھ کے سبب ہوئی جس نے سمبت ۱۶۸۸ مطابق ۱۶۳۲ء مین اپنے رہنے کو عمدہ مکانات وغیرہ بنوائے۔

## سجان سنگھ

سورج مل سیسودیہ کا بیٹا اور رانا امر سنگھ کا پوتا تھا ۱۰ سنہ جلوس شاہجہانی مین منصب ہشت صدی ذات سہ صد سوار پر سرفراز تھا ۱۷ سنہ جلوس مین شاہزادہ مراد بخش کے ساتھ مہم بلخ و بدخشان پر متعین ہوا ۲۲ سنہ جلوس مین منصب ہزاروپانصدی ذات ہفت صد سوار پر مفتخر ہوکر شاہزادہ اورنگ زیب کے ساتھ مہم قندھار مین مامور ہوا ۲۵ سنہ جلوس مین منصب دوہزاری ذات ہشت صد سوار پر ترقی پاکر دوسری مرتبہ اور ۲۶ سنہ جلوس مین تیسری مرتبہ مہم قندھار مین شریک ہوا ۲۹ سنہ جلوس مین اپنی بھتیجی کی شادی مین شرکت کے واسطے جو بمقام متھرا مہاراجہ جسونت سنگھ سے قرار پائی تھی رخصت لیکر متھرا روانہ ہوا ۳۰ سنہ جلوس مین معظم خان کے ساتھ اورنگ زیب کی کمک کے واسطے دکن کو روانہ ہوا جب شاہجہان کی بیماری کیسبب سے دارا شکوہ نے جملہ امرای دکن کو

دربار مین طلب کیا یہ بھی حاضر دربار ہوا۔
سمبت ۱۷۱۵ مطابق ۱۶۵۹ء مین جبکہ شاہجہان کے بیٹون نے تخت کے لیے لڑا ئیان کین راجہ سجان سنگھ بڑے شاہزادہ داراشکوہ کی طرف سے مہاراجہ جسونت سنگھ اور نواب قاسم خان وغیرہ کے ہمراہ مالوے مین اورنگ زیب کے مقابلے پر گیا اور توپ خانہ پر حملہ کرتے ہوئے مع اپنے پانچ بیٹون فتح سنگھ۔ ہری سنگھ۔ ہٹی سنگھ۔ جگمال۔ انوپ سنگھ اور دوسرے ماتحت لوگون کے کام آیا۔

## دولت سنگھ

راجہ سجان سنگھ کا دوسرا بیٹا ہے اسنے اپنے باپ کے بعد سمبت ۱۷۲۱ مطابق ۱۶۶۵ء مین علاقے کی حکومت پائی اور وہ سمبت ۱۷۴۲ مطابق ۱۶۸۶ء مین جبکہ عالمگیر بادشاہ دکن کی لڑائیون مین مصروف تھا اپنی موت سے گذر گیا۔

## راجہ بھارت سنگھ

دولت سنگھ کے بعد اُسکے بڑے بیٹے بھارت سنگھ کو شاہ پورہ حاصل ہوا اور وہ سمبت ۱۷۶۷ مطابق ۱۷۱۰ء مین شاہ عالم بہادر شاہ کی طرف سے راجہ کا خطاب اور ساڑھے تین ہزاری منصب پاکر سمبت ۱۷۷۹ مطابق ۱۷۲۳ء مین جسکے کئی برس پہلے اُسکے بیٹے نے گدی دبالی تھی مرگیا۔

## راجہ امید سنگھ

راجہ بھارت سنگھ کے بیٹے امید سنگھ نے مہارانا اودے پور کی خدمت مین رہکر بہت سے کام انجام دئے اور عمدہ کارگذاری کے عوض پرگنہ کاچھولہ خراج پر جاگیر مین پایا وہ سمبت ۱۸۲۵ مطابق ۱۷۶۹ء مین مہارانا کی فوج کے شامل رہکر اجین مقام کے پاس مرہٹون کے مقابلے پر مارا گیا۔

## راجہ رن سنگھ

راجہ امید سنگھ کے بعد اسکا پوتا اور اودت سنگھ کا بیٹا رن سنگھ پانچ برس راجہ رہکر گذر گیا۔

## راجہ بھیم سنگھ

سمبت ۱۸۳۱ مطابق ۱۷۷۵ء مین یہ شخص مسند نشین ہوکر تیس برس کے بعد انتقال کرگیا۔

## راجہ دھراج امر سنگھ

بھیم سنگھ کے بعد اسکا بیٹا امر سنگھ سمبت ۱۸۵۳ مطابق ۱۷۹۶ء مین وارث بنا جسنے مہارانا اودے پور کے حکم سے بعض لٹیرون کو پوری سزا دینے کے عوض راجہ دھراج خطاب پایا۔ پھر کسی رنج کے سبب مہارانا نے اُس سے اگرچہ جہاز پور کا پرگنہ ضبط کرلیا مگر کاچھولہ باقی رہا اور وہ سمبت ۱۸۸۴ مطابق ۱۸۲۷ء مین انتقال کرگیا۔

## راجہ دھراج مادھو سنگھ

یہ راجہ دھراج امر سنگھ کے بعد راجہ ہوا جس سے سرکار انگریزی نے پرگنہ شاہ پورہ ضبط کرکے تین برس کے بعد بادشاہی سند سے حق ثابت ہونے پر واپس دیا۔ وہ سمبت ۱۹۰۲ مطابق ۱۸۴۶ء مین مرگیا۔

## راجہ دھراج جگت سنگھ

مادھو سنگھ کے بعد جگت سنگھ نے علاقے پر قبضہ حاصل کیا جس سے سمبت ۱۹۰۴ مطابق ۱۸۴۷ء مین سرکاری عہد نامہ ہوکر شاہ پور کی بابت دس ہزار روپیہ سالانہ علاوہ اُس رقم تین ہزار دو سو روپیہ سالانہ کے جو کاچھولہ کی بابت مہارانا اودیپور کو دیجاتی ہے سرکاری قرار پایا آٹھ برس کے عرصے مین راجہ دھراج جگت سنگھ مرگیا اور لچھمن سنگھ وارث رہا۔

## راجہ دھراج لچھمن سنگھ

سمبت ۱۹۱۱ مطابق ۱۸۵۴ء مین علاقے پر قابض ہوا سمبت ۱۹۲۵ مطابق ۱۸۶۹ء کو پرگنہ شاہ پورہ کی نگرانی کمشنری اجمیر سے علیحدہ ہوکر ایجنسی ہاڑوتی کے متعلق کی گئی۔ اس کے وقت مین ناقص کارروائی سے قرضہ بڑھ گیا کئی بار سرکاری ہدایتین ہونے پر بھی کچھ عمل نہ کیا گیا تو پولیٹیکل ایجنٹ انتظام کے واسطے شاہ پورہ کو روانہ ہوا راستے مین خبر ملی کہ انھین دنون مین سمبت ۱۹۲۶ مطابق ۱۸۶۹ء ۲ نومبر کو راجہ دھراج گذر گیا۔ ایجنٹ کو ایک خریطہ پیش کیا گیا کہ راجہ صاحب نے اپنی بیماری مین ٹھاکر بشنیا گمبھیر سنگھ کے بیٹے رام سنگھ کو گود لیا تھا لیکن دھائے بائی کامدار کے سوا کوئی اور شخص اس بات سے واقف نہ تھا اسلئے تحقیقات ہوکر ٹھاکر دھنوپ کے بیٹے ناہر سنگھ کو جو راجہ امید سنگھ کے چھوٹے بیٹے ظالم سنگھ کی اولاد مین ہے وارث ٹھہرایا گیا اور سات مہینہ کے بعد بشنیا کے کنور رام سنگھ کو گدی چھوڑنی پڑی۔

## راجہ دھراج ناہر سنگھ جی

یہ سمبت ۱۹۲۷ مطابق ۱۸۷۰ء جون مہینہ مین شاہ پورہ کے مالک قرار دئے گئے انکی کم عمری اور ناتجربہ کاری کے سبب ایک سرکاری اہلکار منشی سالگ رام مختار کیا گیا لیکن وہ کچھ عرصے کے بعد مرگیا۔ سمبت ۱۹۲۸ مطابق ۱۸۷۱ء جنوری مہینہ مین سرکاری طرف سے راجہ صاحب مسند نشین کئے گئے اور آٹھ مہینے کے بعد انھین دسہرہ کے تیوہار اور تلوار بندھانے کے واسطے اودیپور جانا ضرور ہوا جہان سے واپس آکر شوق کے ساتھ کچھ اردو اور ہندی پڑھنا سیکھا۔ لیکن سمبت ۱۹۲۹ مطابق ۱۸۷۲ء مین چار مہینہ تک دوبارہ اودیپور کی حاضری سے یہ شغل چھوٹ گیا دوسرے سال مہارانا شنبھو سنگھ کے انتقال اور مہارانا سجن سنگھ کے مسند نشین ہونے پر راجہ دھراج کو پھر اودیپور جانا پڑا اور تھوڑے دنون کے بعد دہلی کے دربار مین جانے کا اتفاق ہوا۔

سمبت ۱۹۳۳ مطابق ۱۸۷۶ء مارچ مہینہ مین راجہ صاحب کو حکومت کے پورے اختیارات ملے دو تین برس کے اندر جو کئی لاکھ روپیہ قرض ہوگیا تھا ادا کر دیا گیا۔

سمبت ۱۹۴۰ مطابق ۱۸۸۳ء مین ماتحت جاگیردارونکی فریاد ایجنسی ہاڑوتی اور رزیڈنسی آبو پر پہونچی کہ ٹھاکر بشنیا کی طرح جو اپنی جاگیر ضبط ہو جانے سے مختصر تنخواہ مین تکلیفین اٹھاتا ہے ہر ایک پر سختی کی جاتی ہے پنڈت موہن کشن ورنے کامداری سے استعفا دیا اور سرکاری منشا سے بابو رام جیون لال سکول ماسٹر

اجمیر کی تقرری بطور کارپرداز کے عمل مین آئی - اس سال راجہ دھراج نے آریہ سماج کے بانی مبانی سوامی دیانند کی پیروی کے سبب جو بت پرستی وغیرہ کو ناجائز ٹھہراتے تھے انکی یادگار کمیٹی کو اپنا اجمیر کا باغ جسکی قیمت دس ہزار روپیہ سمجھی گئی تھی عنایت کیا - اسی برس کے آخر مین مہارانا سجن سنگھ کے انتقال اور مہارانا فتح سنگھ کے مسند نشین ہونے پر راجہ دھراج اودیپور گئے - سمبت ۱۹۴۴ مطابق ۱۸۸۸ء مین اُنکی رانی گذر گئی اور وہ خود بہت بیمار ہو کر جانبر ہوئے راجہ دھراج نے متھرا کے مقام پر فروری ۱۹۲۵ء مین آریہ سمیلن کے ایک جلسے مین کہا ہے کہ مین چھوٹی عمر مین گانون مین رہتا تھا ۱۴ سال کی عمر مین شاہ پورہ کی گدی پر بیٹھا مین اپنے عیسائی اتالیق کے اثر سے ناستک بنگیا پھر سوامی دیانند جی کی صحبت سے اُنکے خیالات کا پابند ہو گیا اور شاہ پورے مین جب وہ آئے تو منوسمرتی وغیرہ کئی کتابین اُن سے پڑھین یہ غلط ہے کہ سوامی جی کو زہر دیا گیا سری کرشن برہمن اور کلو برہمن جن پر زہر دینے کا شبہ تھا اب میرے یہان نوکر ہین -

## فصل اودیپور کے اضلاع کوہی

اودیپور کا وہ حصہ جو بنام مگرہ (کوہستان) مشہور ہے اور اُسکا انتظام سپرنٹنڈنٹ کھیرواڑہ کو مفوض ہے اودیپور سے جنوب مین سرحدی کانٹھہ تک اور شرق مین سرحد ڈونگرپور سے سروہی تک قریب ستر میل شمال وجنوب اور سو میل مشرق ومغرب ہے - یہ ملک چھوٹی جاگیر و زمین جنکے سردار اصیل راجپوت اور دوغلے راجپوت ہین منقسم ہے سرداران مذکور ریاست اودیپور کے خراج گذار ہین سرکار انگریزی کو خراج نہین دیتے ان سردارون کے دو فریق ہین -

اوّل فریق - سلومبر کا راؤ - اور گوگوندے کا راج ہین -

دوم فریق - کوڑا اوڑے کا راؤ - جھاڑول کا راج - جامنڈ کا راؤ - تھانہ کا ٹھاکر - جاداسی کا راؤ - پاڑہ کا ٹھاکر - جبانی کا ٹھاکر پاڑہ تھانہ کا ٹھاکر - ماوڑی کا راؤ - اور گھنہ کا راؤ - پنروا کا رانا - جوڑہ کا راؤ ہین -

سابقاً اس ملک مین بھیلون کی آبادی تھی جب راجپوتون نے فتح کیا اُنھون نے عمدہ زرخیز قطعات اراضی اُنسے چھین لئے اور بھیل پہاڑونکے قرب وجوار کے جنگل مین رہنے لگے اب اس ملک مین بھیل راجپوت اور گراسیون کی آبادی ہے -

گراسیہ ایک قوم ہے جسکی حالت یہ ہے کہ راجپوتون نے کسی وقت بھیل اور مینہ وغیرہ ذات کی عورتون کو خانہ انداز کر لیا تھا جنکی اولاد ایک علیحدہ دوغلی نسل قرار پاکر گراسیہ کہلانے لگی -

یہ لوگ موسم بارش مین بقدر مصارف سالتمام باجرہ ومکا وجوار وغیرہ غلہ کاشت کر لیتے ہین - اسکے سوا سَن وتل - اڑد - چاول اور کہین کہین ہلدی اور ادرک بھی کاشت کرتے ہین - راجپوت اور کسی قدر بھیل بھی ربیع مین گیہون - جو - نخود - سرسون اور نیشکر کی کاشت کرتے ہین اور بہت اچھی فصل پیدا ہوتی ہے - ان اضلاع مین زیادہ تر پہاڑ اور پہاڑسی زمینین ہین اُمین کچھ زراعت نہین ہو سکتی ہے اور کل ملک سے ایک ثلث بلکہ چہارم پر بھی

کبھی زراعت نہین ہوئی ہے اور رقبہ کثیر بن اور جھاڑی سے بھرا ہے کہ بسبب ضرورت باشندگان ملک زرعہ ہو سکتا
ان اضلاع مین چھوٹی ندیون کی دھار و نمین لوہے اور تانبے کے ریزے ملتے ہین اس سے ظاہر ہے کہ ان اضلاع
مین کئی قسم کی معدنی پیداوار ہو سکتی ہے اور کہین کہین سونا بھی ملتا ہے مگر یہ امر مشتبہ ہے کہ اُس سے محنت و خرچ
کا معاوضہ کافی ہو سکتا ہے یا نہین بالفعل صرف ایک کان جاورمین ہے کہ سابق مین آباد تھا اب ویران ہے اور
اودے پور سے بجانب سڑک کھیرواڑہ پچیس میل کے فاصلے پر واقع ہے کسی زمانے مین یہ کانین مشہور تھین اور
فرمانروایان میواڑ کو اُنسے آمدنی کثیر ہوتی تھی اُن مین جست اور چاندی و دیگر دھاتو نکے کارخانے سنہ اٹھارہ سو بارہ
وتیرہ عیسوی کی قحط سالی تک بکثرت جاری تھے اُسوقت سے رعیت تباہ ہو کر دیہات ویران ہو گئے اور جاور بھی انمین ہے
بھیل لوگ قدیم سے بدپیشہ مشہور ہین کہ چوری و غارتگری بخوف و خطر کمال بیرحمی سے کرتے ہین مگر جب سے
کھیرواڑہ و کوٹرہ مین چھاؤنیان ہوئی ہین علے العموم کسیقدر بھیلون نے اور علے الخصوص بھومیہ جاگیردار وغیرہ
بھیلون نے عادات غارت گری کو کچھ کچھ چھوڑکر نیک چلنی و شائستگی اختیار کی ہے انسداد غارتگری کی غرض سے
بیلپیہ اور پرشاد کے درمیان جھاڑی کٹ گئی ہے اور اودیپور و کھیرواڑہ کی سڑک پر رکب دیو کے جاتریون
کی آمد و رفت بکثرت جاری ہے۔

ان اضلاع مین انتظام عدالت کا اختیار ریاست اودیپور کو ہے اور سپرنٹنڈنٹ اُسکا نگران حال
ہے مگر یہ کا حاکم کل مقدمات فوجداری مین سپرنٹنڈنٹ کو رپورٹ کرتا ہے مگر تحقیقات و تجویز اُنکی ریاست کے
اختیار مین ہے اس دوہری حکومت کی وجہ سے ہمیشہ ابتری اور نزاع رہتی ہے۔
چونکہ ریاست کی حکومت قوی نہین ہے اسلئے بھیل لوگ جبر و تعدی کے بغیر اُسکو مطلق خیال مین نہین لاتے اور جو مراتب
بلا رو رعایت و عادلانہ سماعت سے بآسانی فیصل ہو جاوین اُنکے واسطے سرکشی و فساد کرتے ہین۔
ان اضلاع کی جمع مع آمدنی جاگیرات خراج گذاران چار پانچ لاکھ روپیہ سالانہ کی ہے مگر ریاست مین صرف
ایک لاکھ ساٹھ ہزار روپیہ سکہ اودے پوری وصول ہوتا ہے۔
بھیل لوگ بے سبب ارتکاب جرائم کا ارادہ نہین کرتے اور بذاتہ نیت مین اچھے ہین مگر جہل اور سریع الاعتقادی
سے سیانہ و بھوپا کی باتون پر گمراہ ہو کر باتہام ڈاکن آدمیونکو اذیت پہونچانے اور ہلاک کرنے پر آمادہ ہو جاتے ہین اور
اکثر جرائم اُنکے باہمی فسادسے ظہور مین آتے ہین اکثر صورتون مین سبب نزاع زمین و عورت کے جھگڑونسے
پیدا ہوتا ہے اور زیادہ تر شراب خواری کی حالت مین قدیم عداوتونکو یاد کرکے باہم فساد کرتے ہین۔
دستور بولاوہ کا یعنی بہ اخذ اجرت غارتگری سے محفوظ رکھنے کی کفالت کا کل پہاڑی ملک مین جاری ہے
ہر ایک گاؤن مسافر و بیوپاری وغیرہ کو اجرت پر چوکیدار دیتا ہے اور جو کوئی یہ اجرت نہ دیوے تو بشرطیکہ مسلح جمعیت
سے اپنی حفاظت نکرے ضرور نقصان اُٹھاویگا۔
سرحد میواڑ و گجرات پر سُرجی نامی بھیلون کا گرو اپنی قوم کے لوگون کو تلقین کرتا پھرتا تھا ایک خدا کی پرستش

اور صلح پیشہ اور خیر طلبی کی ہدایت کرتا تھا اُسکے پیرو کل جرائم وگناہ وشراب خواری وہلاکت جاندار سے پرہیز کرنیکی قسم کھاتے اور پیداوار زمین سے حیات بسر کرنے اور غسل کرکے کھانا کھانے کا عہد کرتے۔

# فصل۔ تاریخ ڈونگرپور

## جغرافیہ

ریاست ڈونگرپور جسکو باگڑ بھی کہتے ہین ایک مختصر ریاست میواڑ کے جنوبی حصے مین واقع ہے۔ اسکے شمال مین مقام سلونبر اور رکھب دیو علاقہ اودے پور مغرب مین ہی کانٹہ جنوب مین ریوا کانٹہ اور بانسواڑہ مشرق مین بانسواڑہ کا علاقہ اور دھریاود وغیرہ علاقہ اودے پور ہے۔ لمبائی مشرق سے مغرب کو چالیس میل چوڑائی جنوب سے شمال کو پینتیس میل رقبہ ۱۴۴۷ میل مربع آبادی ۱۵۹۱۹۲ آدمی سے کچھ زیادہ آمنی خالصہ ڈیڑھ لاکھ روپیہ سالانہ سمجھی جاتی تھی لیکن اب جو آمدنی ۴۰۰۲۴۴ روپیہ سالانہ کو پہونچ گئی ہے۔ فوج مین ایک سو سوار اور تین سو پیدل خیال کئے جاتے ہین۔

خطوط عرض بلد شمالی ۲۳ درجہ ۲۵ دقیقہ اور ۲۴ درجہ ۳ دقیقہ اور طول بلد مشرقی ۷۳ درجہ ۴۰ دقیقہ اور ۷۴ درجہ ۱۸ دقیقہ کے درمیان واقع ہے۔

دارالریاست ڈونگرپور کہ بڑا شہر اور قلعہ ہے دامن کوہ پر چھاؤنی کھیرواڑہ سے ۱۴ میل جنوب مشرق مین اثنائے راہ نیمچ وڈیسہ نیمچ سے ۱۳۹ میل جنوب مغرب مین اور ۱۲ میل جنوب مشرق مین ڈیسہ سے خطوط عرض بلد شمالی ۲۳ درجہ ۵۰ دقیقہ اور طول بلد مشرقی ۷۳ درجہ ۵۰ دقیقہ پر واقع ہے۔ یہ شہر گیپ ساگر تالاب کے کنارے بسا ہوا ہے۔ علاقے مین مالگذاری کے حساب سے چھ پرگنے اور فوجداری کے انتظام پر نو تھانے رکھے گئے ہین ملک مین ہر طرف جھاڑی اور پہاڑی پھیلی ہوئی ہے۔ بعض میدانون مین گیہون اور چاول وغیرہ غلہ پیدا ہوتا ہے۔ عام باشندون مین بھیلون کا ایک بڑا گروہ ہے دسوین حصے کے قریب بھیل اور باقی برہمن راجپوت اور مہاجن وغیرہ دوسری قوم کے لوگ آباد ہین۔

## قوم

رئیساں ڈونگرپور جنکو راول کہا جاتا ہے اور انگریزونکے عہد سے مہاراول لکھے جاتے ہین اودےپور کے سورج بنسی خاندان کی بڑی شاخ مین ہین جسطرح ایک خاص سبب سے مہارانا لاکھا کے بڑے بیٹے چونڈا نے جسکی اولاد اب سلونبر کی جاگیر پر قابض ہے ریاست کی ولیعہدی سے علحدگی اختیار کی تھی اور چھوٹے بھائی موکل جی کو راج ہاتھ آیا اسی طرح مہارانا کرن سنگھ اول کے دو بیٹون ماہپ اور راہپ مین سے پہلے نے دشمنون کے مقابلہ سے تنگ آکر ناامیدی کے ساتھ میواڑ کے جنوبی ویران حصے مین جہان اب ڈونگرپور آباد ہے پناہ لیکر ریاست کا دعوے چھوڑ دیا تھا اور دوسرے بھائی راہپ نے سیسودگانون لبا کر منڈور کے رانا موکل کو گرفتار کیا جس سے وہ پہلا سیسودیہ رانا کہلایا اور سیسودیہ خاندان اور رانا خطاب اودے پور والون کے لیے خاص قرار پایا کچھ عرصے کے بعد راہپ کی اولاد نے قدیم راجدھانی قلعہ چتوڑ کو بھی دشمنون کے قبضے سے نکالکر تمام ملک میواڑ پر حکومت جاری راہپ کے بڑے بھائی

ماہپ نے میواڑ کے جنوب مین یعنی ڈونگرپور وغیرہ کیطرف رہنا اختیار کیا اور بزور بازو پرمار نسل کے موری رئیس سے ڈونگرپور حاصل کیا۔ چتوڑ کے رئیسون کا قدیم خطاب راول اُسی کے گھرانے مین رہا جو ڈونگرپور اور بانسواڑہ والون کے نام پر اب تک بولا جاتا ہے اور ڈونگرپور والے اہاڑیہ سیسودیہ کہلاتے ہین۔

## مختصر تاریخی احوال

ڈونگرپور کی ریاست بادشاہ علاء الدین محمد شاہ خلجی کے حملے تک جو اُسنے سمبت ۱۳۵۸ مطابق ۱۳۰۲ء کو چتوڑ پر کیا تھا علیحدہ قائم نہ ہوئی تھی بعد راول رتن سی اول کے قتل ہونے کے بعد اُسکا بیٹا راول کرن سی مغربی پہاڑون مین جارہا جہان دشمنون کے ہاتھ سے اُسکو تکلیف پہونچتی رہی شروع چودھوین صدی عیسوی مین کرن سنگھ کے بڑے بیٹے ماہپ سے میواڑ کی حقیقت چھوٹ کر ریاست ڈونگرپور کی بنا پڑی۔ نین سی مہتا جو عالمگیر کے عہد مین بیکانیر کا ایک معتبر شخص تھا اپنی کتاب تاریخ راجپوتانہ مین بیان کرتا ہے کہ سو برس کے قریب ماہپ اور اُسکے بیٹے پوتے میواڑ کے جنوبی علاقے مین پریشان پھرتے رہے۔ چوتھی پشت مین ڈونگا بھیل کو جو جنگلی لوگون کا سردار تھا ماہپ کی اولاد نے دھوکے سے مارکر ڈونگرپور پر قبضہ کرلیا اور کچھ عرصہ کے بعد گلیا کوٹ کو تاتل راجپوتون کے قبضے سے جبکہ وہ کسی شادی مین گئے ہوئے تھے نکالکر حاصل کیا۔

بعض کتابون اور اکثر پرانے کاغذات سے ایسا پایا جاتا ہے کہ ڈونگرپور کبھی آزاد اور کبھی چتوڑ وادیپور والونکے ماتحت رہا۔ سمبت ۱۵۸۴ مطابق ۱۵۲۸ء مین ڈونگرپور کا راول اودے سنگھ باگڑی چتوڑ کے راناسانگا کے ہمراہ اُس لڑائی مین گیا تھا جو بابر بادشاہ سے بیانہ کے قریب ہوئی تھی۔ رانا کے طرفدارون مین راول اودے سنگھ بھی مارا گیا جسکے دو بیٹون پرتھوی راج اور جگمال مین جھگڑا ہوکر رانا رتن سی دوم کی سفارش اور بہادر شاہ گجراتی کے حکم سے ریاست دو ٹکڑے ہوئی پہلے کے قبضے مین ڈونگرپور رہا اور دوسرے کے حصے مین مشرقی جنوبی علاقہ یعنی بانسواڑہ آیا جو ابتک علیحدہ ریاست کے طور اُسکی اولاد کے تحت مین ہے (دیکھو تاریخ فرشتہ احوال بہادر شاہ گجراتی)

رانا سانگا اور اُسکے بڑے بیٹے رتن سی دوم کے گذر جانے کے بعد میواڑ مین بہت سی ابتری پھیلی اور مغل بادشاہونکی سلطنت زور پا گئی۔ اُنمین سے اکبر بادشاہ نے سمبت ۱۶۲۴ مطابق ۱۵۶۸ء مین قلعہ چتوڑ فتح کیا اور اُسکے نو برس کے بعد وہ اجمیر سے نکلکر میواڑ کے علاقے مین گشت کرتا ہوا مالوہ کو چلا تو راستہ مین بانسواڑے کے قریب ٹھیرا۔ اُسوقت بانسواڑہ کے راول پرتاپ سنگھ اور ڈونگرپور کے راول آسکرن نے جو راول اودے سنگھ کا پوتا تھا حاضر ہوکر بادشاہی اطاعت قبول کی اور مثل دوسرے رئیسون کے کارگذاری دکھلانے پر منصب اور خطاب حاصل کئے۔ اکبر کی اولاد مین سے محمد شاہ بادشاہ کے شروع عہد سمبت ۱۷۷۰ مطابق ۱۷۱۲ء تک جبکہ مہارانا سنگرام سنگھ میواڑ مین حکومت کرتا تھا ڈونگرپور کے رئیس اکثر دہلی والونکے ماتحت رہے اور کبھی کبھی اودیپور والونکے دباؤ سے اُنکو بھی تحفے اور نذر وغیرہ دیدیا کرتے تھے۔

سمبت ۱۸۰۶ مطابق ۱۷۵۰ء کے بعد جب دہلی کی سلطنت ابتر ہوکر میواڑ بھی خانگی جھگڑون سے پریشانی

بڑا اور مرہٹے طاقت پاکر ہر طرف پھیلنے لگے تو ڈونگرپور کی ریاست مثل اور مقامات کے اُنکے پنجے مین آگئی اور اُنھون نے رئیس کا ناک مین دم کردیا اور مبلغ پینتیس ہزار روپیہ سالانہ خراج مقرر کیا کہ اول سیندھیا د ہلکر اور دھار مین باہم تقسیم ہونا ٹھہرا تھا مگر اخیر مین صرف دھار کے حصے مین بلا شرکت غیرے رہا۔
جب مرہٹے کئی جگہ سرکار انگریزی سے شکست پاکر لاچار ہوئے اور اُنکا دخل راجپوتانہ کی ریاستون سے اُٹھادیا تو سمبت ۱۸۷۴ مطابق ۱۸۱۸ء مین جبکہ مہاراول جسونت سنگھ دوم راج کرتا تھا ڈونگرپور کی ریاست سرکاری فرمانبردار بنکر حفاظت مین آئی اور اسوقت مین عہدنامہ ہوکر مبلغ ۳۵ ہزار روپیہ سالم شاہی بحساب فی روپیہ چھ آنہ آمدنی کل ریاست پر بابت خراج سالانہ دینا قبول کرکے مرہٹون کے چنگل سے رہائی پائی ریاست کے ذمے مرہٹون کا اُسوقت تک خراج بتعداد کثیر باقی تھا اُسکے عوض بذریعہ عہدنامہ صرف ۲۵ ہزار روپیہ ادا ہونا قرار پایا اور تین سال کے خراج مین تخفیف ہوکر آئندہ کے واسطے اٹھائیس ہزار تین سو ستاسی روپیہ سکہ انگریزی سالانہ مقرر ہوا

## جلال الدین اکبر سے رشتہ داری کے تعلقات

۹۸۴ھ ہجری مین اکبر نے راے لون کرن کچھواہا شیخاوت زمیندار پرگنہ سانبھر اور راجہ بیربر کو ڈونگرپور کے راول کے پاس روانہ کیا راول مذکور اپنی بیٹی کو حرم سرائے شاہی مین داخل کرنا چاہتا تھا مگر بعض آدمیونکی وجہ سے رکا ہوا تھا اُنھون نے منصب سفارت کو اس عمدگی سے انجام دیا کہ راول نے انھین کے ساتھ اپنی لڑکی کو حرم سراے شاہی مین بھیجدیا۔ امراے ہنود مین اسیطرح مذکور ہے۔
اکبرنامہ مین ۲۲ سنہ جلوس کے واقعات مین لکھا ہے کہ آئین دوموتمن بارگاہ اقبال را بسرفرازی راے ڈونگرپور راے لون کرن رخصت فرمودہ بودند اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ڈونگرپور کے راول کا نام بھی لون کرن تھا اور میرے نزدیک آسکرن ہونا چاہئے اس ریاست مین لون کرن کسی راول کا نام نہین ہوا ہے۔ آس کرن ہی وہ شخص ہے جس نے خاندان مغلیہ کے بادشاہون مین سب سے پہلے اکبر کی اطاعت کی ہے۔ اس مقام پر مصنف نے پرگنہ سانبھر کے زمیندار کچھواہہ شیخاوت کا نام بھی لون کرن لکھا ہے اور ڈونگرپور کے راول کا نام بھی یہی بتایا ہے جیسا کہ صفحہ جلد سوم اکبرنامہ مطبوعہ مطبع منشی نولکشور مین مندرج ہے لیکن کتب خانہ ریاست رامپور کے ایک قلمی نسخے مین صرف یہ ہے "بسرفرازیٔ راے ڈونگرپور رخصت فرمودہ بودند" اور دوسرے قلمی نسخے مین راے کا لفظ بھی محذوف ہے۔

## نسب نامہ والیان ڈونگرپور

(۱) ماہپ (۲) سیہڑدیو (۳) دوداجی (۴) راول بیرسنگھ (۵) بھرتنڈ (۶) ڈونگرسی (۷) کرم سنگھ اول۔ (۸) کانڑدیو (۹) پتاجی (۱۰) گیباجی (۱۱) سوم داس (۱۲) گنگ جی (۱۳) راول اودے سنگھ اول (۱۴) راول پرتھوی راج (۱۵) راول آسکرن (۱۶) راول سہنس مل (۱۷) راول کرم سنگھ دوم (۱۸) راول پونجا

(۱۹) مہاراول گردھر (۲۰) راول جسونت سنگھ اول (۲۱) راول کھمان سنگھ (۲۲) راول رام سنگھ (۲۳) راول شیو سنگھ (۲۴) راول بیری شال (۲۵) راول فتح سنگھ (۲۶) مہاراول جسونت سنگھ دوم (۲۷) مہاراول دلیپ سنگھ (۲۸) مہاراول اودے سنگھ دوم (۲۹) مہاراول بجے سنگھ۔

انمین سے جسکا حال کچھ معلوم نہین ہوا اُسکا نام قلم انداز کر دیا جائے گا۔

## ۱۔ راول ماہپ بانی ڈونگرپور

یہ میواڑ کے رانا کرن سنگھ اول کا بڑا بیٹا تھا جس نے شروع چودھوین صدی عیسوی مین مسلمان بادشاہونکی حملہ آوری کے سبب چتوڑ کی حکومت سے نا امید ہوکر میواڑ کے جنوبی ویران علاقے مین ڈونگرپور کی طرف رہنا اختیار کیا تھا اور کچھ عرصے کے بعد علیحدہ ریاست قائم کی۔

## ۲۔ سیہڑ دیو

اسنے درمیانی چودھوین صدی عیسوی مین گجرات کے لوگون سے کچھ لڑائیان کین۔

## ۳۔ دوداجی

اسنے گدی پر بیٹھکر اپنے علاقے کو کسیقدر بڑھایا۔

## ۴۔ راول بیر سنگھ

اُسنے ڈونگا بھیل کو جو ایک لٹیرا تھا ایسے موقع پر قتل کیا جبکہ وہ ایک مہاجن کی لڑکی سے زبردستی شادی کرنے مین مصروف تھا۔ کہتے ہین اسنے ڈونگرپور شہر آباد کرکے اپنی راجدھانی قرار دیا۔ لیکن نینسی مہتا کا بیان ہے کہ ڈونگا بھیل کو اُسکے ساتھیون سمیت راول نے اپنی بیٹی کی شادی مین مہمان کے طور پر بلاکر بھیجون کو خوراک کے شامل دھتورہ کھلا دیا اور بیہوش ہو جانے پر مکان مین آگ لگاکر سب کو جلا دیا۔

## ۶۔ ڈونگرسی

خیال کیا جاتا ہے کہ راجدھانی کا نام اسکے نام پر ہی ڈونگرپور کہا گیا۔

## ۸۔ کانڑ دیو

اسکے وقت مین شہر نے زیادہ رونق پائی۔

## ۹۔ پتاجی

اسنے پاتیرہ تالاب اور شہر کا پاتیرو دروازہ بنوایا۔

## ۱۰۔ گیبا یا غیبجی

اُسنے شہر ڈونگرپور کے شمالی طرف غیب ساگر تالاب بنوایا جو ابتک موجود ہے اس تالاب کے اندر ایک مکان بھی تعمیر کرایا گیا تھا جسکو باول محل کہتے ہین۔

## ۱۳- راول اودے سنگھ اول

یہ سمبت ۱۵۸۴ مطابق ۱۵۲۷ء مین بارہ ہزار سوار لیکر چتوڑ کے رانا سانگا کے ہمراہ بابر بادشاہ سے لڑنے کو بیانہ کے قریب گیا اور مقابلے مین مارا گیا اسکا حال معلوم نہین (دیکھو تزک بابری)

## ۱۴- راول پرتھوی راج

یہ اپنے باپ کے مارے جانے کے بعد گدی پر بیٹھا - اسکے وقت مین بانسواڑے کی ریاست ڈونگرپور سے علحدہ قائم ہوئی جسکا حال اسطرح پر ہے کہ اسکی حکومت کے تین برس گذرنے پر سمبت ۱۵۸۷ مطابق ۱۵۳۰ء مین سلطان بہادر شاہ گجراتی نے ایڈر ہوکر باگڑ یعنی ڈونگرپور کے علاقے پر چڑھائی کی کسی قدر لوٹ مار ہونے کے بعد راول پرتھوی راج نے بہادر شاہ کے پاس حاضر ہوکر اسکی اطاعت قبول کی اور راول کے چھوٹے بھائی جگمال نے جان بچاکر رانا سنگرام کے پاس چتوڑ مین پناہ لی رانا نے اس خیال سے کہ باگڑ کے دو حصے ہو جانے پر طاقت گھٹ کر ہمارے مقابل سرکشی کا موقع نہ ملے گا جگمال کی سفارش کرکے اسکو بہادر شاہ کے پاس بھیجدیا بہادر شاہ نے باگڑ علاقے کے دو برابر حصے کرکے ڈونگرپور راول پرتھوی راج کے قبضے مین چھوڑا اور جگمال کو بانسواڑہ حوالے کرکے جدا رئیس بنادیا جہان ابتک اس کی اولاد حکومت کرتی ہے -

## ۱۵- راول آسکرن

اسنے سمبت ۱۶۳۳ مطابق ۱۵۷۶ء مین بانسواڑے کے قریب وہاں کے رئیس پرتاپ سنگھ سمیت میواڑ سے علحدگی کی امید پر اکبر بادشاہ کی خدمت مین حاضر ہوکر اطاعت اختیار کی اور ہمیشہ بادشاہی نوکری کرتا رہا -

## ۱۶- راول سہس مل

اسنے سورپور کی ندی کے کنارے پر مادھورائے کا مندر تعمیر کرایا -

## ۱۸- راول پونجا

یہ سمبت ۱۶۶۶ مطابق ۱۶۰۹ء مین مسند نشین ہوا اسنے پونج پور گاؤن بساکر ایک مندر بنوایا اور شاہجہان کے عہد مین عمدہ کارگذاری کے عوض ڈیڑھ ہزاری ذات و سوار کا منصب پایا (دیکھو بادشاہ نامہ) دکن مین خانجہان لودی کی تباہی مین یہ بھی شریک تھا جو شاہجہان سے باغی ہوکر ادھر بھاگا تھا -

## ۱۹- راول گردھر

اس کو شاہجہان کی طرف سے ایک ہزاری منصب ملا تھا -

## ۲۰- راول جسونت سنگھ اول

یہ عالمگیر کے عہد مین تھا زیادہ حال معلوم نہین -

## ۲۱- راول کھمان سنگھ

اسنے سمبت ۱۷۵۵ مطابق ۱۶۹۹ء مین عالمگیر بادشاہ سے چتوڑ وغیرہ کی مرمت ہونے کے سبب میواڑ والون کی

شکایت کی کیونکہ چتوڑ کا رانا امر سنگھ دوم ڈونگرپور اور بانسواڑہ دونون کو تکلیفین دیتا تھا اور ایک بار ڈونگرپور کا علاقہ لوٹ کر قدیمی دستور کے موافق زبردستی نذرانہ بھی وصول کر لیا لیکن اسدخان وزیر کے بھائی نے جو موقع پر بادشاہ کی طرف سے تحقیقات کو آیا تھا الٹی ڈونگرپور والونکی پیش قدمی ظاہر کر کے اُنکی شکایت رد کرادی۔

## ۲۲۔ راول رام سنگھ

اسنے بھیلون کو سزا دیکر پونا واڑہ کیطرف کئی گانون دبالئے اور کئی قلعے بھی بنوائے تھے۔

## ۲۳۔ راول شیو سنگھ

اُسنے ڈونگرپور کی شہرپناہ تیار کرائی اسکی تجویز سے ایک خاص تول اور ناپ جاری ہوکر اسکے نام پر پنی بندش کی شیوشاہی پگڑی سرداروں وغیرہ کے واسطے مقرر ہوئی۔

## ۲۴۔ راول بیری شال

اس کے وقت مین مرہٹون نے بہت لوٹ مار مچائی۔

## ۲۵۔ راول فتح سنگھ

اس کے وقت مین مرہٹون اور پنڈارون کا بہت زور ہوگیا۔

## ۲۶ راول جسونت سنگھ دوم

اس سے سندھیون نے ڈونگرپور چھین لیا جو سرکار انگریزی کی مدد سے واپس ملا یہ فتح سنگھ کا بیٹا ہی یہ منہی باتونین زیادہ مصروف رہتا تھا۔ اس کے وقت مین سرکار انگریزی سے عہدنامہ ہوکر ۳۵ ہزار روپیہ سالم شاہی جسکے ستائیس ہزار تین سو ستاسی روپے سکہ انگریزی ہوتے ہین ریاست دھار کو دینا موقوف ہوکر سرکار انگریزی کو ملنا قرار پایا۔ اس عہدنامے پر ماہ سدی ۱۵ اسمت ۱۸۷۶ مطابق ۲۹ جنوری ۱۸۱۸ع کو مہاراول جسونت سنگھ اور جنرل سرجان میلکم انگریزی مختار کے اول اسسٹنٹ الگزنڈر میکڈونلڈ نے دستخط کئے۔ اسکے علاوہ ۱۸۲۰ع مین آٹھ ہزار چار سو روپیہ سالانہ فوج خرچ کی بابت دوسرا اقرارنامہ لکھا گیا تھا لیکن ریاست کی زیرباری اور کم آمدنی پر لحاظ کر کے منسوخ یعنی رد سمجھا گیا۔

سمت ۱۸۸۰ مطابق ۱۸۲۴ع مین بعض سرکش جاگیردارونکے بہکانے سے علاقے کے بھیلون نے فساد کیا مہاراول نے کمزوری کے سبب انگریزی سرکار سے مدد مانگی بھیلون نے سرکاری فوج جانے پر بغیر مقابلے کے اطاعت قبول کی اور مئی ۱۸۲۵ع مین ایک اقرارنامہ کیپٹن میکڈونلڈ نے سرکاری طور پر لکھوا کر فوج کیمپ کو واپس بھیجدی جسکا مضمون یہ ہے۔

(۱) ہم اپنے تیروکمان اور کل ہتیار دیدینگے۔

(۲) مفسدہ گذشتہ مین جو کچھ لوٹا ہے اُسکا عوض دینگے۔

(۳) آئندہ کو ہم شہر و دیہات اور سڑک پر غارتگری نہ کرینگے۔

(۴) کسی سارق دغا نگر پسپا ٹھاکر یا کسی اور دشمن سرکار انگریزی کو خواہ ہمارے ملک کا ہو یا پردیسی اپنے گانؤن مین پناہ نہین دینگے۔
(۵) سرکار کمپنی کے احکام کی تعمیل کرینگے اور عندالضرورت حاضر ہونگے۔
(۶) علاوہ اپنے جائز اور قدیمی حقوق کے ہم راول صاحب اور ٹھاکرون کے دیہات سے کچھ نہین لینگے۔
(۷) راول صاحب والی ڈونگرپور کو خراج سالانہ دینے مین کبھی انکار نہ کرینگے۔
(۸) اگر کوئی رعایا سرکار کمپنی مین سے ہمارے گانؤن مین ٹھہرے گا تو اُسکی حفاظت کرینگے۔
(۹) اگر ہم حسب اقرار اپنے عمل نہ کرین تو سرکار انگریزی کے مجرم متصور ہونگے۔
دوسری برس سرکار مین شکایت ہوئی کہ مہاراول خود نیک چلن اور منصف مزاج نہین ہے اُسکی ناقص عادتون سے ہمیشہ ظلم و فساد رہنے کا اندیشہ ہے۔ اسلیے ایک اقرارنامہ انگریزی سرکار نے لکھواکر اسکو ریاست سے بیدخل کیا اور اُسکے گود لیے ہوئے بیٹے دلپت سنگھ کو جو پرتاپ گڑھ کے مہاراوت ساونت سنگھ کا پوتا تھا راج کی حکمرانی کا اختیار دیا۔

## ۲۷ - مہاراول دلپت سنگھ

سمبت ۱۸۸۱ مطابق ۱۸۲۵ء مین ڈونگرپور پر قابض ہوا اسکے وقت مین ملکی آمدنی کم ہوکر ہر طرف سے ٹھاکرونکا فساد شروع ہوا جبپر اُسنے سرکار انگریزی سے مدد کی درخواست کی سرکار سے ہدایت ہوئی کہ بھیل وغیرہ لٹیرے لوگون نے فساد مین جسکا اثر عام رعیت پر پہونچا ہے مدد مل سکتی ہے لیکن جاگیردارونکی سرکشی مین خود رئیس کو جو اُن کا بزرگ اور ریاست کا ذمہ دار ہے اپنی حکومت کے قیام کے لیے ہر طرح کا بندوبست رکھنا چاہیئے۔
دلپت سنگھ ڈونگرپور مین انیس برس راج کرنے پایا تھا کہ سمبت ۱۹۰۰ مطابق ۱۸۴۴ء مین اُسکے دادا پردادا پرتاپ گڈھ کے مہاراوت ساونت سنگھ کے بغیر اولاد مرجانے پر وہان کے لوگون نے اپنے رئیس زادے کو واپس لینا چاہا اگرچہ دھرم شاستر کے قاعدے سے ڈونگرپور مین گود آنے کے سبب دلپت سنگھ کا حق پرتاپ گڑھ سے جاتا رہا تھا لیکن ڈونگرپور کے سردارونکی بدخلاقی اور اپنے وطن کے جاگیردارونکی وفاداری سے اُسنے پرتاپ گڑھ کو پسند کرکے دونون ریاستون کے شامل کرلینے کا ارادہ چھوڑا آخر مین یہ تجویز قرار پائی کہ مہاراول دلپت سنگھ کوئی لڑکا گود لیکر ڈونگرپور کی گدی پر بٹھادے اور خود پرتاپ گڑھ جاکر اپنے دادا کی ریاست کا مالک رہے۔

## ۲۸ - مہاراول اودے سنگھ

سمبت ۱۹۰۲ مطابق ۱۸۴۶ء مین مہاراول دلپت سنگھ نے ٹھاکر سابلی کے بیٹے اودے سنگھ کو گود لیکر ڈونگرپور کی ریاست پر قائم کیا لیکن اُسکی کم عمری کے سبب سرکار انگریزی سے اجازت دی گئی کہ مہاراوت دلپت سنگھ پرتاپ گڑھ کا راجہ ہوکر ڈونگرپور کا انتظام بھی رشتہ دارونکے طور پر کرتا رہے۔ یہ سب کارروائی جسونت سنگھ معزول مہاراول کو ناپسند ہوئی اور اُسنے خود دوبارہ حکومت حاصل کرنے اور ٹھاکر منگلا کے بیٹے کو گود لینے کی

کوشش کی لیکن یہ تدبیر پوری ہونے پائی کہ سرکار انگریزی نے اُسکو سرکشی کے الزام مین بارہ سوار وپیہ ماہوار تنخواہ مقرر کرکے ریاست سے علٰحدہ متھرا مقام پر ہمیشہ رہنے کے واسطے بھیجدیا - آٹھ برس تک ڈونگرپور اور پرتاپ گڑھ کی حکومت ایک جگہ مہاراوت دلپت سنگھ کو حاصل رہی لیکن پھر انتظامی دشواری اور سرداروں کی عدم فرمانبرداری سے سمت ۱۹۰۹ مطابق ۱۸۵۲ء مین سرکار انگریزی کے حکم کے موافق مہاراوت دلپت سنگھ پرتاپ گڑھ کے سوا ڈونگرپور کی ریاست سے بیدخل ہوا - اور مہاراول اودے سنگھ کے ہوشیار ہونے تک ایک سرکاری کارگذار شخص منشی صفدر حسین انتظام پر رکھا گیا چند سال کے بعد مہاراول اودے سنگھ جوان اور ہوشیار ہوگیا اور اپنا کام خود کرنے لگا -

سابق مین سرکار انگریزی نے ڈونگرپور سے بندوبست حفاظت راستہ اور بھیلون کی وارداتون کا انسداد کرادیا تھا وہ موقوف ہوگیا اور بھیل ازسرنو سرکش و بداطوار ہوگئے تا بحدیکہ مہاراول خود دورے کے واسطے گیا تب مَدَّوپال کے بھیلون نے اُس کا مال واسباب لوٹ لیا اور ظروف نقرئی سے گئے اسیطرح پولٹیکل ایجنٹ کے لشکر کا اسباب لیگئے تھے ۱۸۶۶ء مین دیول پال نے باغی ہوکر کھیرواڑہ اور ڈونگرپور کی سڑک پر ایسی شرارت کی کہ تاوقتیکہ کھیرواڑے کی بھیل پلٹن کی جمعیت نے اسکی سرکوبی نکی حرکات ناشایستہ سے باز نہ آئے جہان سوم اور میہی ندیان ملی ہین بنیشر مہادیو کا مندر ہے اس مقام کی بابت ڈونگرپور اور بانسواڑہ کی ریاستون مین بارہ سولہ برس تک سخت تنازعہ رہا اس سبب سے میلہ بند ہوگیا تھا تاہم بنیشر مہادیو اور موجی بھگت کی زیارت کے واسطے ماہ سدی ۱۵ کو جاتری بکثرت آتے تھے سرکاری افسرونکی تحقیقات کے بعد وہ زمین ڈونگرپور کو مل گئی اور اسکے بعد مہاراول کی کوشش سے پھر میلہ جاری ہوگیا - یہ میلہ دو ہفتہ رہتا ہے اور قریب بیس پچیس ہزار کے آدمی جمع ہوتے ہین -

سمبت ۱۹۲۵ مین اور اُسکے دوسرے برس مہاراول نے قحط سالی کے سبب سائر کا سرحدی محصول رعایا کے آرام کی نظر سے معاف رکھکر کئی گانو کے اندر تالاب اور ڈونگرپور کی شہر پناہ وغیرہ کا کام شروع کردیا جس سے محتاجونکے گذارے کی صورت نکل آئی جو محنت کرنے سے لاچار تھے اُنکو خیرات خانون سے غلہ اور کھانا دیا گیا اسطرح تیس ہزار روپیہ غیر معمولی کامون مین صرف ہوا اور خوش انتظامی کے سبب کسیطرح ناگوار نہ گذرا -

سمبت ۱۹۲۷ مطابق ۱۸۷۰ء مین مہاراول کو اپنی اولاد کے بیاہ شادی کے لیے فکر پیش آئی - دختر کی شادی ریاست جودھپور کے ولیعہد کے ساتھ قرار پاکر ملتوی رہی اور سمبت ۱۹۲۹ مطابق ۱۸۷۲ء مین مہاراول جیسلمیر کے ساتھ جبکہ وہ ڈونگرپور آیا ۵۴ ہزار روپے کا سامان جمع کئے جانے پر ہوگئی - کنور کمان سنگھ کی شادی سمبت ۱۹۳۱ مطابق ۱۸۷۴ء مین جبکہ وہ بیس سال کی عمر مین تھا مہاراجہ رتلام کی دختر کے ساتھ کی گئی کنور کی شادی مین بدھوا یعنی ماتحت لوگون سے جو روپیہ بطور چندہ لیا جاتا ہے کسی سے وصول نہ کیا گیا کیونکہ وہ ایک برس پہلے لڑکی کے بیاہ مین لے لیا گیا تھا - بدھوا مین بقدر ایک لاکھ سولہ ہزار تین سو چالیس روپیہ طلاوہ نان

ور عایائے ریاست سے لیا گیا تھا۔

سمبت ۱۹۳۸ مطابق ۱۸۸۱ء مین مہاراول نے بعض ماتحتون کی صلاح سے اپنے کینزک زادہ رشتہ دار ٹھاکر گنبھیر سنگھ کے ناتھ دوارہ مقام مین بندوق سے خودکشی کرنے کے بعد اسکی بیس ہزار روپیہ سالانہ آمدنی کی جاگیر لاولد ہونے کے سبب ضبط کر لی جبپر گنبھیر سنگھ کی عورتون نے گود لینے کے ارادے پر سرکار انگریزی مین کئی جگہ نالش وفریاد کی لیکن مہاراول کی طرف سے انکو خرچ اور گذر کے لائق زمین دینے کا وعدہ کئے جانے کے سبب کہین شنوائی نہوئی اسپربھی ان عورتون نے اپنے ساتھ بدسلوکی کے اندیشے سے ڈونگرپور آنا گوارا نہین کیا۔

## ۲۹- مہاراول بجے سنگھ

۱۷ جولائی ۱۸۸۷ء کو پیدا ہوئے اور اپنے دادا اودے سنگھ کے انتقال کے بعد ۱۳ فروری ۱۸۹۸ء کو مسند نشین ہوئے اور بالغ ہونے کے بعد انکو ۱۹۰۸ء مین اختیارات کامل ملے انھون نے میو کالج اجمیر مین تعلیم پائی انکی صغرسنی کے زمانے مین پولیٹیکل اجنٹ ایک خاص انتظامی افسر (چیف ایگزیکیوٹو آفیسر) اور دو ممبرون کی امداد سے انتظام کرتے تھے ۱۹۰۴ء مین وہ خراج جو ریاست گورنمنٹ انگریزی کو دیتی ہے ۱۷۵۰۰ روپیہ سالانہ مقرر ہوا اونکی سلامی ۱۵ ضرب توپ ہے ۱۹۰۸ء مین انکی شادی راجہ سیلانہ کی لڑکی سے ہوئی جس سے تین اولاد یعنی ایک لڑکا اور دو لڑکیان ہوئین لڑکا ولیعہد ہے ہزہائنس کو زبان انگریزی اور صیغۂ تاریخ سے خاص شوق ہے انکے عہد مین فیس معاف ہونیکے علاوہ طلبا کو کتب بھی دیجانے لگین جس سے تعلیم مین خاص ترقی ہوئی چنانچہ ڈونگرپور مین دو مذہبی سکولون کے علاوہ ایک زنانہ سکول بھی ہے آبپاشی تجارت وزراعت مین بھی خاصی ترقی ہے کئی مفید قانون جاری کئے گئے چنانچہ فوجداری مقدمات مین اسیسرون کا دستور بھی قائم رکھا ہے میونسپلٹی بھی ہے۔ انکو جون ۱۹۱۲ء مین کے سی آئی۔ای کا خطاب دیا گیا۔

ڈونگرپور کے جاگیرداروںکے قبضے مین ڈیڑھ لاکھ روپیہ سالانہ کے قریب آمدنی کے دیہات ہین۔

### ڈونگرپور کے اول نمبر کے تعظیمی سردارونکی فہرست

| نمبرشمار | نام جاگیر | قوم جاگیردار | سالانہ آمدنی | تعداد خراج | کیفیت |
|---|---|---|---|---|---|
| ۱ | بنکوڑہ | چوہان | ۱۴۰۲۵ | ۳۶۰۲ | پہلا خراج ۲۵۰۰ تھا۔ |
| ۲ | بیچھیواڑہ | چوہان | ۲۸۱۰ | ۴۲۵ | |
| ۳ | پیٹ | چوہان | ۵۷۱۵ | ۱۵۴۷ | پہلا خراج ۲۲۰۱ تھا۔ |
| ۴ | گوان | میرتیہ راٹھوڑ | ۶۴۴۸ | ۳۰۳ | |
| ۵ | موڈونہ | چوہان | ۵ ۷۵ | ۱۲۷۵ | |
| ۶ | چیتڑی | چوہان | ۵۴۰۵ | ۶۰۱ | یہ علاقۂ بانسواڑہ مین گڑھی کا جاگیردار ہے |
| ۷ | ٹھاکردہ | چوہان | ۶۴۴۴ | ۱۴۰۸ | یہ بانسواڑہ کے ماتحت کیسٹر کا جاگیردار ہے |

| نمبر شمار | نام جاگیر | قوم جاگیردار | سالانہ آمدنی | تعداد خراج | کیفیت |
|---|---|---|---|---|---|
| ۸ | بماسہ | چوہان | ۱۶۰۵ | ۲۸۵ ۲ | |
| ۹ | سلج | سیسودیہ | ۱۷۶۵ | ۱۱۰ | یہ سیسودیہ چونڈاوت ہے۔ |
| ۱۰ | ماڈھ | سولنکھی | ۲۳۴۵ | ۵۳۱ ۴ | |
| ۱۱ | سابلی | اہاڑیہ | ۷۰۴ | معاف | مہارادل کا بھائی ہو نذرانہ مسندنشینی کے سوا خراج نہین دیتا |
| ۱۲ | نانلی | اہاڑیہ | ۱۶۳۲ | ایضاً | ایضاً |
| ۱۳ | رانگڑھ | چونڈاوت | ۲۴۶۵ | ایضاً | خراج نہین دیتا نذرانہ مسندنشینی لیاجاتا ہے |
| ۱۴ | لوداول | چوہان | ۱۴۵۰ | ایضاً | ایضاً |

درجۂ دوم کے بھی تعظیمی ۲۰ سردار ہین انکے سوا درجہ دوم وسوم مین ایسے خراج گذار سردار ہین جنکو تعظیم نہین دی جاتی۔

# فصل۔ تاریخ بانسواڑہ ۴

## جغرافیہ

راج بانسواڑہ میواڑ کے انتہائے جنوب مین ایک چھوٹی سی ریاست ہے اُسکے شمال مین دھریاود علاقہ میواڑ اور ڈونگرپور۔ مغرب مین ریوا کانٹہ علاقہ گجرات جنوب مین جھابوہ اور رتلام مشرق مین پرتاب گڑھ کا علاقہ پھیلا ہوا ہے طول شمال سے جنوب کو پچاس میل اور عرض مشرق سے مغرب کو چونتیس میل۔ رقبہ ایک ہزار نوسو چھیالیس میل مربع۔ آبادی ۱۰۷۴۶۸ آدمی آمدنی خالصہ دولاکھ روپیہ سالانہ تھی لیکن اسوقت ۶۰۴۲۰۰ روپیہ سالانہ رئیس کی سلامی ۱۵ ضرب توپ ہی یہ ریاست خطوط عرض بلد شمالی ۲۳ درجہ ۱۰ دقیقہ اور ۲۳ درجہ ۴۸ دقیقہ اور خطوط طول بلد مشرقی ۷۴ درجہ دو دقیقہ اور ۷۴ درجہ ۴۱ دقیقہ کے درمیان مین ہے۔

اس ریاست کے درمیانی علاقے مین مہی ندی سے پیداوار اچھی ہوتی ہے اور آبادی بھی زیادہ ہے لیکن سرحد مین ہرطرف اُجاڑ ہے۔ جہان فسادی بھیل کثرت سے رہتے ہین وہ ریاست سے سزا ملنے پر بھی جب موقع ملتا ہے لوٹ مار سے باز نہین رہتے۔

شہر بانسواڑہ مؤ اور ڈیسہ کی سڑک پر مؤ سے ۱۲۳ میل شمال مغرب مین اور مہی ندی کے کنارہ چپ سے آٹھ میل مغرب مین واقع ہے اُسکی بہت وسیع شہرپناہ ہے مگر اس احاطہ کے اندر زیادہ تر رقبے پر باغات ہین آبادی صرف ایک جزء پر ہے۔ مہارادل صاحب کا محل شہر سے بلندی پر مضبوط اور قلعہ کے ہمشکل عمارت ہے اُسکے قریب ایک تالاب ہی جسکے گھاٹ پختہ بنے ہوئے ہین اور درختونکی سرسبزی سے رونق معلوم ہوتی ہے شہر مین ہنود کے چند عمدہ مندر ہین اور بازار بہت وسیع ہے زیادہ تر برہمنونکی آبادی ہے اور کچھ مسلمان اور مہاجن وغیرہ بھی آباد ہین۔ یہ شہر عرض بلد شمالی ۲۳ درجہ ۳۰ دقیقہ اور طول بلد مشرقی ۷۴ درجہ اور ۲۴ دقیقہ پر

واقع ہے۔ مگر قدیم شہر بانسواڑہ جسکو جگمال نے بونگر یو امعروف دنون غنہ نامی بھیل سے یہ ملک فتح کرکے آباد کیا تھا اس دارالریاست حال سے کسی قدر فاصلے پر واقع ہے۔ بانسواڑہ کے سوا اس راج مین مین قصبے موضع خوشحال گڑھ۔ کالنجرہ اور سنگواڑہ بھی بڑے سمجھے جاتے ہین ان مین سے کالنجرہ جسے کنجرہ بھی کہتے ہین بہت پرانا قصبہ ہے وہان ایک قدیم مندر ہے کہ آج کل متروک پڑا ہے۔ بشپ ہیبر نے لکھا ہے کہ یہ عظیم الشان عمارت جینیون کا مندر ہے اسمین گنبد اور منارے بہت ہین کل عمارت چند حصون مین منقسم ہے چھتین سنگین ہین اور کل در و دیوار بار یک اور عمدہ نقش ونگار سے منقوش ہین۔ سابقاً جینی لوگ بہت دولت مند اور تجارت پیشہ تھے مگر مرہٹون کے ظلم و زیادتی سے سب چھوڑ کر چلے گئے۔

## قوم

بانسواڑہ کے رئیس ڈونگر پور کیطرح سورج بنسی گھلوت نسل سے اہاڑیہ شاخ مین ہین جو قدیم نام میواڑ کے راجپوتون کا ہے۔ یہ ریاست اسوقت سے تقریباً چار سو برس پہلے ڈونگر پور مین شامل تھی جسکی بنیاد چیتوڑ سے علیحدہ ہو کر تقریباً چھ سو برس پہلے پڑی ہے۔

## نسب نامہ ریاست بانسواڑہ

(۱) جگمال بانی بانسواڑہ ولد راول اودے سنگھ اول والی ڈونگر پور (۲) پرتاب سنگھ (۳) کلیان سنگھ (۴) اگرسین (۵) اُودے بھان (۶) سمر سنگھ (۷) کشل سنگھ (۸) عجب سنگھ (۹) بھیم سنگھ (۱۰) بشن سنگھ (۱۱) پرتھوی سنگھ (۱۲) بیجے سنگھ (۱۳) امید سنگھ (۱۴) بھوانی سنگھ (۱۵) بہادر سنگھ (۱۶) مہاراول لچھمن سنگھ (۱۷) مہاراول شنبھو سنگھ (۱۸) مہاراول پرتھی سنگھ۔

## مختصر تاریخی احوال

بانسواڑے کا راج ڈونگر پور کی چھوٹی شاخ مین ہے جسکے علیحدہ ہونیکی بابت مختلف بیانات پائے جاتے ہین بانسواڑے والے دعوے کرتے ہین کہ ہمارے بزرگ جگمال نے تلوار کے زور سے ملک دبایا۔ ڈونگر پور والے کہتے ہین کہ ہمارے بزرگ پرتھوی راج نے خوشی کے ساتھ آدھا علاقہ چھوٹے بھائی جگمال کو دیدیا۔ اودیپور والون کا بیان ہے کہ ہم نے دونون بھائیون پرتھوی راج اور جگمال مین جھگڑا دیکھ کر ڈونگر پور کی طاقت کم کرنے کے لیے علاقے کے دو ٹکڑے کر دیے لیکن تاریخ فرشتہ کی تحریر سے اصل حقیقت اسطرح معلوم ہوتی ہے کہ جب ڈونگر پور کا راول اودے سنگھ اول سمت ۱۵۸۴ مطابق سنہ ۱۵۲۷ء مین رانا سانگا کے ہمراہ جاکر بابر بادشاہ کے مقابلے پر بیانے کی لڑائی مین مارا گیا تو رواج کے موافق اُسکا بڑا بیٹا پرتھوی راج راول بنا اُسکے تین برس راج کرنے کے بعد سلطان بہادر شاہ نے جو گجرات کا زبردست بادشاہ تھا ڈونگر پور پر چڑھائی کی اور چیتوڑ کے رانا رتن سنگھ کی سفارش سے باگڑ کا علاقہ راول پرتھوی راج اور اُسکے چھوٹے بھائی جگمال کو دو برابر حصون مین تقسیم کرلیا اس معاملے کی بابت تاریخ فرشتہ کا بیان جو اسوقت سے تین سو سے زیادہ برس پہلے کی تصنیف ہے اور جسکو کسی ریاست کی رعایت منظور نہ تھی یہان لکھا جاتا ہے۔

سنہ ۹۳۷ ہجری مطابق سمبت ۱۵۸۷ و ۱۵۳۱ء) مین سلطان بہادر شاہ ڈونگرپور اور بانسواڑہ کی طرف آیا جہان
اُسنے بہت لوٹ مار مچائی - اس علاقے (باگڑ) کا راجہ پرتھوی راج لاچار ہوکر بادشاہ کی خدمت مین حاضر ہو گیا
اور اُسکے ایک بیٹے نے مذہب اسلام اختیار کیا - پرتھوی راج کا چھوٹا بھائی جگا (جگمال) جو پہاڑون مین بھاگا پھرتا
تھا گرفتاری کے خوف سے رانا رتن سی کے پاس چلا گیا تاکہ اُسکی معرفت قصور معاف کرا کر بادشاہ کی خدمت مین
حاضر ہو سکے - بہادر شاہ شکار کیواسطے قصبہ بانسواڑہ مین آکر ٹھہرا - اسوقت رانا سانگا کے بیٹے رتن سی نے قاصد
بھیجکر عاجزی کے ساتھ جگا کے قصورونکی معافی چاہی بادشاہ نے اُسکی درخواست کو منظور فرما کر جگا کو اپنی خدمت
مین بلا لیا - سلطان نے گھاٹ کرگانو مین ایک بڑی مسجد بنوا کر وہ مقام پرتھوی راج کو دیدیا - باقی باگڑ کا تمام علاقہ
اُسپر پرتھوی راج اور اُس کے بھائی جگا کو برابر دو حصون مین بانٹ دیا اور بہادر شاہ کچھ روز شکار کھیل کر مالوے
کی طرف چلا گیا (تاریخ فرشتہ - چوتھا مقالہ - بہادر شاہ گجراتی کا بیان)

یہ ریاست کبھی میواڑ والونکی زیردست بنی - کسیوقت گجرات والونکو اسنے تحفے اور پیش کش دئے اور ایک عرصے
تک دہلی کے بادشاہونکی ماتحت رہی - آخرکار سرکار انگریزی نے مرہٹون کے پنجے سے چھوڑا کر اپنا خراج گذار بنایا -

اکبرنامے کا بیان ہے کہ سنہ ۲۱ جلوس مطابق سمبت ۱۶۳۳ و ۱۵۷۶ء مین جبکہ اکبر بادشاہ اجمیر سے چلکر
میواڑ کا علاقہ دیکھتا ہوا مالوے کو جاتا تھا اسوقت جگمال کے بیٹے پرتاپ سنگھ نے اُسکی اطاعت قبول کی
اور مثل دوسرے رئیسون کے منصب اور خطاب پاکر فوجی کام انجام دئے - سمبت ۱۶۵۰ مطابق ۱۵۹۴ء مین
راول پرتاپ سنگھ کے پوتے راول اُگرسین نے سرکشی کر کے بادشاہی علاقہ لوٹنا شروع کیا - مالوے کے صوبہ دار
مرزا شاہرخ نے جو اکبر کیطرف سے مقرر تھا - چڑھائی کر کے بانسواڑہ دبا لیا لیکن راول نے پہاڑون مین رہکر مالوے
کے گاؤن لوٹنا نہ چھوڑا یہ حال دیکھکر مرزا شاہرخ بانسواڑے سے اپنے صوبے کو سنبھالنے کے لئے واپس گیا
اور راول نے میدان خالی پاکر بانسواڑے پر قبضہ کر لیا - دوسرے سال مرزا دوبارہ بانسواڑے پر فوج لایا لیکن
اسوقت راول نے مقابلہ نہ کیا بلکہ بادشاہ کے واسطے کچھ تحفے اور نذر کا سامان مرزا کو دیکر صلح کر لی - اور پھر کبھی اطاعت
کے سوا بادشاہی آدمیون سے لڑائی کا اتفاق نہ ہوا - سمبت ۱۶۹۵ مطابق ۱۶۳۹ء مین راول اُگرسین
کے پوتے راول سمرسی نے دہلی مین جہانگیر بادشاہ کے پاس حاضر ہو کر تیس ہزار روپیہ تین ہاتھی - ایک پاندان اور
ایک خنجر نذر کے طور پیش کیا اور شاہجہان کے عہد مین اُسنے اپنی کارگذاری سے ایک ہزاری ذات و سوار کا منصب
حاصل کیا - راول سمرسی کے پوتے راول عجب سنگھ نے عالمگیر بادشاہ کے عہد مین اودیپور کی سرحد پر جھگڑا کیا جسپر
اودے پور کے مہارانا امر سنگھ دوم نے زبردستی عوض لینا چاہا لیکن بادشاہی وزیر نواب اسد خان نے نرمی کے ساتھ
فیصلہ کرا دیا - دہلی وغیرہ سے تعلق چھوٹ جانے کے بعد سمبت ۱۷۵۰ مطابق ۱۶۹۴ء مین اودیپور کے
مہارانا بھیم سنگھ نے جبکہ وہ شادی کرنے کے لیے ایڈر کو جاتا تھا راول بیجے سنگھ سے نذر کے طور
کئی ہزار روپیہ لیا جانا مقرر کیا تھا -

## راول امید سنگھ

دہلی کی سلطنت ضعیف ہو جانے پر راجپوتانے کی اکثر ریاستین خودسر ہوگئی تھین لیکن مرہٹون نے انکو مغلوب کر کے بہت تکلیف پہونچائی اور یہانکے رئیس و رعایا کو یہانتک تنگ و تباہ کیا کہ سرکار انگریزی کی فتح ہونے پر راول نے صرف اس شرط پر کہ مرہٹون کو ملک سے نکالدیا جاے سرکار کا خراج گذار ہونیکی درخواست کی اور سیندھیا۔ ہلکر اور دھار کی افواج کو خارج کرنے کی غرض سے ملک کی آمدنی مین سے فی روپیہ چھ آنہ خراج دینا منظور کیا۔ اس مراد سے سمبت ۱۸۶۸ مطابق ۱۸۱۲ء مین راول امید سنگھ نے وکیل کو مع مسودہ عہدنامہ رزیڈنٹ بڑودہ کے پاس بھیجا اُسنے ہدایت کی کہ رزیڈنٹ دہلی سے درخواست کرین اسپر وکیل اُسکے پاس گیا اور اگرچہ اسوقت عہد پختہ نہوا مگر پانچ برس کے بعد وکیل نے انھین کاغذات کے ذریعہ اور انھین شرائط پر ۱۶ اکتوبر ۱۸۱۸ء کو عہدنامہ منضبط کیا مگر راول امید سنگھ نے شاید اس خیال سے کہ خوف کا وقت گذر گیا یا شرائط کو جو خود اُسی کی درخواست کے بموجب تجویز ہوئی تھین بہت سخت اور خلاف مطلب اپنے تصور کر کے عہدنامے کو تصدیق نہ کیا اور اُسپر عمل کرنے سے انکار کیا اول تو سرکار انگریزی نے اُسی عہدنامے کو واجب التعمیل قرار دیکر اُسپر عملدرآمد رکھنے کی ہدایت کی تھی مگر اُنھین ایام مین ریاست دھار سے عہدنامہ سرکاری منضبط ہوا اور اُسکے بموجب جو خراج کہ ڈونگرپور و بانسواڑہ سے اُس ریاست مین لیا جاتا تھا سرکار انگریزی مین منتقل ہوا۔

اس پہلے عہدنامے کے بعد راول امید سنگھ نے انتقال کیا اور اُسکا بیٹا بھوانی سنگھ گدی پر بیٹھا۔

## مہاراول بھوانی سنگھ

سمبت ۱۸۷۵ مطابق ۱۸۱۹ء مین گدی پر بیٹھا۔ جسکے ساتھ پھاگن سدی ۲ سمبت ۱۸۷۶ مطابق ۱۵ فروری ۱۸۲۰ء کو کپتان الگزنڈر میکڈونلڈ نے جنرل سرجان مالکم صاحب انگریزی مختار کی طرف سے بانسواڑے جاکر ایک دوسرا عہدنامہ تحریر کیا۔ جسکے مطابق ۳۵ ہزار روپیہ سکہ سالم شاہی جو مرہٹون کو بطور خراج دیا جاتا تھا سرکار انگریزی کے لیے مقرر ہوا۔ سمبت ۱۸۸۱ مطابق ۱۸۲۵ء مین آٹھ ہزار سالانہ فوج خرچ ریاست پر تجویز ہو کر کم آمدنی کے سبب ڈونگرپور کیطرح معاف ہوگیا۔

بانسواڑے مین بھیل اور دوسرے غارت گردن کی شرارت سے بہت فساد رہا اسکے انسداد اور مفسدون کو سزا دینے مین محنت و کوشش عمل مین آئی اُسوقت سے اس ملک مین امن۔ امان ہوگیا رفع بدنظمی کے بعد آمدنی ملک مین بہت اضافہ ہوا مہاراول اور اُسکا دیوان کہ دوست بھی تھا دونون عیش و عشرت مین مبتلا اور کاروبار ریاست سے بے پروا ہو جاتے تو اُس سے زیادہ اضافہ ہوتا انکی زیادتی کا نتیجہ روز بروز ظہور پذیر ہونے لگا جو روپیہ سرکاری خراج مین دیا جاتا تھا مہاراول بھوانی سنگھ اُسکے مختار نے عیش و عشرت مین خرچ کر دیا علاوہ کا خراج باقی رہگیا تب پولیٹکل ایجنٹ کو جہد بلیغ کرنی پڑی مہاراول نے بمشکل تمام دیوان کو موقوف کرنا قبول کیا اور کسیقدر زر خراج واجب الطلب مین سے بھی ادا کیا۔ اور غارتگری کی وارداتین

بکثرت ہونے لگین اُنکے انسداد کار یاست پرتاپ گڈھ کی مدد سے بندوبست کرایا گیا دیوان کی موقوفی کے بعد مہارا ول تھوڑے عرصے تک زندہ رہا اور لاولد مرگیا۔

## مہارا ول بہادر سنگھ

سمبت ۱۸۹۱ مطابق ۱۸۳۴ء مین بہادر سنگھ جو مہارا ول بھوانی سنگھ کا قریب رشتہ دار اور زیادہ حقدار تھا۔ اکثر جاگیرداروں کی صلاح اور پولیٹیکل افسر کے اتفاق سے مسندنشین ہوکر کئی برس کے بعد بغیر اولاد گذر گیا۔

## مہارا ول لچھمن سنگھ

درمیانی انیسوین صدی عیسوی (شاید ۱۸۴۲ء) مین یہ مہارا ول متبنے کیا گیا اسکے متبنے کئے جانے پر ٹھاکر مان سنگھ نے جو قریب رشتہ دار ریاست مین تھا اپنے بیٹے کے مسندنشین ہونے کے واسطے دعوے کیا۔ جھگڑا دور ہونے کی غرض سے تیرہ سو روپیہ سالانہ اُسکے معمولی خراج مین کم کیا گیا جس سے وہ خاموش ہو بیٹھا یہ مہارا ول مسندنشینی کے وقت دس برس کی عمر مین تھا اسلئے کئی سال تک منشی شہامت علی وغیرہ نے سرکاری حکم سے راج کا کام انجام دیا۔

اس ریاست کے وسط کی زمین ماہی ندی سے دارالحکومت تک سیراب اور آباد ان ہے گرد و نواح کے جنگلون مین بھیل بکثرت اور نہایت سرکش و بدپیشہ ہین ۱۸۵۷ء کے غدر مین اُنکو بندوقین بہت ہاتھ آگئی ہین جب سے نہایت مفسد ہوگئے ہین مہاراجہ سیندھیا کے علاقہ مالوہ کے زمیندار بانسواڑہ و پرتاپ گڑھ کے بھیلون کو چوتھ یعنی چہارم پیداوار بطور حق حفاظت و امداد وقت ضرورت کے دیتے ہین مگر فی زمانہ ملک مین ترقی ہونے سے زمیندارون نے ادائے زرچوتھ مین انکار کیا اسپر بھیلون نے فساد کیا اور ۱۸۷۵ء مین بانسواڑہ کے بھیلون نے پہاڑی گنگا راول موضع کھیری پر حملہ کیا مگر اُنکو شکست ہوئی اور گنگا راول کا بھائی جیجا راول (بیاہی معروف) مارا گیا اس سے خون کا جھگڑا پیدا ہوگیا کہ مدت تک چلتا رہا اور اس وجہ سے کہ مہاراجگان ہلکر و سیندھیا کے ممالک سے بھی بندوبست کامل نہ ہوا اس فساد کے انسداد کی صورت ظہور مین نہ آئی۔ انھین ایام مین ریاست سونتھ (بواؤ معروف) تحت گورنمنٹ بمبئی کے بھیلون سے لڑائی ہو رہی تھی اور پوسینہ (بواؤ دیا ئے جھول) واقع گجرات ماتحت ایجنسی ماہی کانٹھہ مین فساد تھا اور علاقہ سروہی کے بھاکر بھیل باغی ہورہے تھے اسلئے بنظر انسداد فساد بھیلون کے ریاست بانسواڑہ کی طرف سے وکیل پولیٹیکل ایجنٹ مغربی مالوہ کے پاس مقرر کرایا گیا اور اُسی وقت مین بانسواڑے کے دیوان نے بھیلون کو ارتکاب واردات سے باز رکھا گو یہ بندوبست بطور عارضی کارآمد ہوا کوئی تدبیر کہ ہمیشہ کو فساد رفع کرنے کے واسطے کافی ہو عمل مین نہ آئی۔

بانسواڑے کے بھیل ہندو ہین مسلمانون کا کھانا کھانے سے پرہیز کرتے ہین برہمنون کو بزرگ سمجھتے ہین مگر اُنکو مارتے ہین کثرت سے شراب خوار اور افیونی ہین اور مہوے کی شراب پیتے ہین اُنکی شادی و غمی اور ولادت کی رسمیات وہی ہین جو ہنود مین جاری ہین مگر جو لوگ مرض ہیضہ سے مرین اُنکو داغ نہین دیتے دفن کرتے ہین۔

سنہ ۱۸۶۷ء مین کرنل میکنین سپرنٹنڈنٹ چھاؤنی کھیرواڑہ نے بانسواڑے کی سخت بدانتظامی کی رپوٹ کی۔
راوکشل گڑھ جو لاکھ روپیہ سالانہ سے زیادہ آمدنی کا جاگیردار ہے اور جسکے ۶۵ گاؤن رتلام کی ماتحتی مین علحدہ
مین بانسواڑہ سے خودسری کا دعوے کرنے لگا۔ ریاست مین زبردست سردارون کے دبانے کی طاقت نتھی۔ اسکے فیصلے کے
واسطے سرکار انگریزی نے مداخلت کی اُسنے یہانتک سرکشی و عدول حکمی کی کہ عندالطلب پولیٹکل ایجنٹ
کو اُسنے صاف جواب دیا کہ میری ریاست بانسواڑہ سے بالکل علحدہ ہے اگر بانسواڑہ کی معرفت مجھکو تحریر آویگی تو انکا ہرگز جواب نہ دونگا۔ ہرچند فہمائش
ہوئی کہ سرکار کا عہدنامہ بانسواڑے سے ہے تم سے نہین ہے تم بانسواڑے کے ماتحت ہوگے اُسپر مطلق اثر نہوا اسکو راجہ رتلام کا ہم قوت و ماتحت ہونے کے
بانسواڑے کے ساتھ دعوے ہمسری کی جرات ہوئی کہ عندالطلب پولیٹکل ایجنٹ بانسواڑے مین آیا مگر مہارادل
سے ملاقات کرنے کے واسطے نہ گیا تحقیقات سے اُس کا دعوی خودسری محض بے اصل ثابت ہوا اور یہ بھی دریافت
ہوا کہ سنہ ۱۸۵۹ء مین راوکشل گڑھ اور راجہ رتلام کے نزاع کی تحقیقات ہوئی تب فیصلہ ہوچکا ہے کہ راوکشل گڑھ ریاست
بانسواڑہ کا ماتحت ہے رتلام سے تعلق نہین رکھتا۔ سرکار نے اُس سے صاف طور پر کہدیا کہ تم بانسواڑے کی تابعداری
اختیار کرو تم خودمختار نہین مانے جا سکتے۔ ریاست کا باقی خراج ادا نہ کرنے اور ایک مجرم کو بھگا لیجانے کی تہمت مین
کشل گڑھ پر کئی مہینے تک سرکاری ضابطہ رکھا جا کر کوٹھاری کیسری سنگھ کامدار کی مخبری اور تحقیقات کی رو
سے بانسواڑے کی طرف سے پیش کئے ہوئے دعوے کے کاغذات جعلی ثابت ہونے پر سرکار انگریزی کو ریاست
سے سخت ناراضی پیدا ہوئی جس سے ہمیشہ کیواسطے ایک سرکاری افسر اسسٹنٹ پولیٹکل اجنٹ کے نام سے سمبت ۱۹۲۶
مطابق سنہ ۱۸۷۰ء شروع جنوری مین میواڑ رزیڈنسی کے ماتحت بانسواڑے مین رہنا تجویز ہوا تاکہ بانسواڑے کے
اندرونی پیچیدہ جھگڑے اور پرتاب گڑھ کے سرحدی معاملے۔ موقع کی نگرانی اور تحقیقات سے طے ہوا کرین چونکہ
یہ محکمہ بانسواڑے کی تکرار اور بے اعتباری کے سبب جو دراصل مہاجن کامدار ونکی شرارت سے پیدا ہوئی قائم کرنا پڑا
اسلئے بخلاف دوسرے مقامات کے افسر و عملہ وغیرہ کا تمام خرچ جسکی تعداد پندرہ ہزار روپیہ سالانہ ہے راج بانسواڑہ
پر جرمانے کے طور ڈالا جا کر پرتاب گڑھ کو اُس سے بری رکھا گیا۔

کانگڑہ کے مقدمے مین ذک اُٹھانے سے مہارادل پست ہوگیا اور بعض خودغرض اہلکار ونکی شکایت کرنے لگا
کہ اُنھون نے اس مقدمے مین بیوجہ اُسکا نام شامل کرکے بدنام کردیا اُسکا بیان ہے کہ جس جرم مین مجھکو سزا ہوئی
ہے اُسکا بانی کوٹھاری کیسری سنگھ تھا گورنمنٹ نے اُسکو بےقصور سمجھا ہے اقبال تحریری صرف بنظر ترحم اہلکارونکو
عتاب گورنمنٹ سے بچانے کے واسطے کیا تھا اور اسمین بھی کوٹھاری کیسری سنگھ نے دبایا تھا کہ اگر نہ کروگے تو
ریاست ضبط ہوجائے گی۔

جب سے کانگڑہ کے مقدمے مین حکم اخیر ہوا کوشل گڑھ کے راؤ نے اپنی جاگیر کو ریاست سے علحدہ سمجھ لیا
سرکاری متواتر ہدایت و تاکید پر کہ ریاست بانسواڑے مین خراج ادا کرے اور رئیس کی اطاعت کرے عرصے تک
تعمیل نہ کی آخرکار جنوری سنہ ۱۸۷۱ء مین خراج داخل کیا مگر غرور و خودسری سے باز نہ آیا۔ نذرانہ تلوار بندی یعنی

مسند نشینی جسکی بابت ریاست سے متواتر تاکید تھی اور راو کو اُسکے ادا کرنے مین مطلق انکار تھا حسب سفارش پولیٹیکل ایجنٹ بحکم گورنمنٹ معاف ہوگیا۔

سنہ ۱۸۶۱ء مین کوشل گڑھ مین مسماۃ چندو بھیلنی عمر ہشتاد سالہ کو بجُرم کا مدار راو ڈاکن ہونے کی علت مین لٹکا کر مار ڈالا تحقیقات کے بعد جرم ثابت ہو کر سرکار کے حکم سے قادر بوہرہ کامدار کوشل گڑھ جو بجید مرتشی تھا اور دستہ بھوپا ڈاکن پکڑنے والے کو سزاے قید پانچ پانچ سال اور علی کوتوال کوشل گڑھ کو قید ایک سال ہوکر مجلس اجمیر مین بھیجے گئے اور راو کوشل گڑھ پر دو ہزار روپیہ جرمانہ ہوا اُسمین سے ایک ہزار روپیہ مسماۃ چندو متوفیہ کے دو بیٹون کو بطور خونبہا دلوایا گیا۔ بھیلون اور دوسری راجپوتانے کی ذلیل قومون کا ڈاکن پر بہت اعتقاد ہے اور اُنکا مارنا اور لٹکانا مروج عوام تھا صرف زمانہ حال مین کم ہوگیا ہے۔

سمبت ۱۹۲۷ مطابق سنہ ۱۸۷۰ء مین گڑھی کے ٹھاکر رتن سنگھ نے جو نوے ہزار روپے سالانہ کا جاگیردار ہے مہارانا ے اودیپور کو اپنی بیٹی بیاہ کر وہانسے راو کا خطاب پایا اسپر بانسواڑے مہاراول کو خاص اسوجہ سے کہ خطاب لینے کی اجازت کیون نہین لی رشک وحسد ہوا دوسرے رتن سنگھ نے بلا استمزاج مہاراول بٹیاب مقتے الیا تیرے عندالطلب حکام انگریزی مجرمان مرتکب واردت کو سپرد نہین کیا۔ مہاراول نے اُسکے باغ واقع بانسواڑہ کا ایک حصہ سڑک بنانے کے حیلے سے لے لیا دوسرے اُسکے علاقے مین محصول راہداری کہ حسب بیان اُس کے ہمیشہ معاف رہا ہے وصول کرنا شروع کیا عرصہ تک طرفین سے بہت شکایت رہی مگر چونکہ یہ سردار یہان کے معزز و زبردست ٹھاکرون مین سے تھا اور بخلاف راو کشل گڑھ کے کہ وہ معزور نامعقول تھا صاف طبیعت عدالت باز تھا اور ہر ایک کی صلاح پر عمل کرتا تھا اور ریاست کے سب آدمی اُسکی عزت و توقیر کرتے تھے لوگون نے متوسط ہوکر صلح کرادی کہ مہاراول نے خطاب راو عطیہ مہارانا صاحب قبول کر لیا۔ اور باغ کے عوض اور زمین دیدی اور محصول راہداری کی نسبت بھی مناسب تجویز کردی۔

اسی سال گوڑہ کا ٹھاکر باغی ہوگیا اُسنے بانسواڑہ مین بہت طرح سے فساد کئے مدت تک ریاست کی فوج اُسکو گرفتار نہ کر سکی وقت تعاقب اودیپور اور ڈونگرپور کے علاقے مین چلا جاتا تھا اور وہان اُسکو پناہ ملتی تھی ۷ اپریل سنہ ۱۸۷۱ء کو اُسکا ریاست کے سپاہیون سے مقابلہ ہوا اور انکے ہاتھ سے مارا گیا مہاراول نے کئی جاگیردار و بنیر بغیر دریافت گود لیے جلنے کے باعث سزا تجویز کی جسکی بابت پولیٹیکل افسر نے فیصلہ کرا کر ہدایت کی کہ ریاست کو ملکی معاملات کے سوا قومی کارروائی مین دخل دینے کا اختیار نہین ہے اسی عرصے مین مہاراول نے دارالضرب یعنی ٹکسال کھولکر اپنا نیا روپیہ چلانا چاہا۔ لیکن یہ کارروائی سرکار انگریزی کے حکم سے بند کی گئی کیونکہ جس ریاست مین بادشاہی عہد سے پرانی ٹکسال جاری نہین ہے وہان کا کیس نیا سکہ چلانے کا مجاز نہین ہوسکتا۔

سمبت ۱۹۳۱ مطابق سنہ ۱۸۷۵ء مین گانو بوری رپیٹری کی ملکیت کی بابت پرتاب گڑھ اور بانسواڑہ کی ریاستون مین تنازعہ اور سخت مقاتلہ ہوا اس مین پرتاب گڑھ کے ۲۹ آدمی مقتول

اور ۵۴ آدمی مجروح ہوئے اور بانسواڑہ کے دو آدمی مقتول اور چار مجروح ہوئے اور پرتاب گڑھ کا ۱۴ ہزار ساتسو نو روپیہ اور چار آنے کا مال و اسباب غارت ہوا تحقیقات سرکاری سے بانسواڑے کی زیادتی پائی جانیپر سرکاری حکم سے بانسواڑیکا کامدار چمن لال کوٹھاری ایک ہزار روپیہ جرمانہ دیے جانے کے بعد دس برس کیواسطے ملک سے نکالا گیا اور اُسکے پانچ شریک اہلکار پانچ پانچ برس کے واسطے قید کئے گئے دوسرے برس گانوا جندہ جو پندرہ برس سے بیجا طور پر بانسواڑے نے دبا رکھا تھا پرتاب گڑھ کو دلا یا گیا اور گانوا نتیار سے بھی بانسواڑیکا دعوے خارج اور پرتاب گڑھ کا قبضہ بحال رکھا گیا۔ کوہاری علاقہ اودیپور۔ سوبیانہ علاقہ بانسواڑہ اور انتیار علاقہ پرتاب گڑہ کی سرحد ایک جگہ ملنے کے سبب سرکاری تجویز سے سرحد کے پختہ مینارے تعمیر کرائے گئے جن کو تینون ریاستون نے قبول کرلیا یہ مہاراول پُرانی باتون کا زیادہ پابند اور نئے طور و طریق کو ملکی و خانگی کارروائی مین ناپسند کرتے دالا تھا۔ آخر مین مذہبی تعصب کم ہونے لگا۔ اس مہاراول نے باقاعدہ بہت سی رانیون سے شادی کی چنانچہ ۱۸۸۰ء تک نوبر شمار پہونچ چکا تھا اور کنیزین اُسکے علاوہ تھین اور اُن سے بہت سی اولاد پیدا ہوئی مہاراول لچھمن سنگھ نے عرصہ دراز تک حکومت کے بعد ۱۹۰۵ء مین انتقال کیا۔

## مہاراول شنبھو سنگھ

یہ مہاراول لچھمن سنگھ کا بڑا بیٹا تھا اور ۱۴۔ اکتوبر ۱۸۶۸ء مین پیدا ہوا تھا اس سے باپ کو کسی خانگی اندرونی معاملے پر عداوت ہوگئی تھی یہانتک کہ شنبھو سنگھ کو بانسواڑہ چھوڑنا پڑا اور کچھ دنون نیمچ کی چھاؤنی مین اور کچھ عرصے تک اودیپور مین رہا۔ سرکار ریاست سے اسکو تنخواہ دلاتی تھی لچھمن سنگھ کے انتقال پر سرکار نے اسکو حقدار مانکر تیس اپریل ۱۹۰۵ء کو مسند نشین کیا اور اُسکے انتقال کے بعد اُسکا بیٹا والی ریاست ہوا۔

## مہاراول پرتھی سنگھ

پرتھی سنگھ اپنے باپ مہاراول شنبھو سنگھ کا دسمبر ۱۹۱۳ء مین جانشین ہوا اور ۱۴ مارچ ۱۹۱۴ء کو اُسے پورے اختیارات ملے۔ مہاراول کی سلامی ۱۵ ضرب توپ ہے۔

## جاگیرات

ریاست بانسواڑہ مین کل گیارہ سو اٹھاسی گانون سمجھے جاتے ہین اسمین سے پانسو ۴۳ گانون خالصے کے ہین جنکی آمدنی اب ۲۴۰۰۰۰ روپیہ سالانہ ہے ایک سو بارہ گانون خیرات انعام اور موکری کے طور پر برہمن۔ چارن اور اہلکارون کی جاگیر مین ہین جنکی آمدنی پچیس ہزار روپیہ سالانہ ہے اور پانچسو ۴۳ گانون راجپوت لوگونکے قبضے مین ہین جن کی آمدنی تین لاکھ روپیہ سالانہ کے قریب ہے اس ریاست مین چودہ سردار اول درجے کے ہین اور اٹھارہ جاگیردار دوسرے درجے کے سمجھے جاتے ہین۔

## بانسواڑے کے اول درجے کے تعظیمی سردار

| نمبر شمار | نام جاگیر | قوم جاگیردار | گانوؤں کی تعداد | سالانہ آمدنی | خراج | کیفیت |
|---|---|---|---|---|---|---|
| ۱ | موٹاگانو | چوہان | ۷ | ۸۰۰۰ | ۵۷۱ | اول درجہ تعظیمی |
| ۲ | بیتوالہ | چوہان | ۷ | ۸۰۰۰ | ۸۷۵ | ایضاً |
| ۳ | ارتھونہ | چوہان | ۲۴ | ۱۶۰۰۰ | ۹۵۱ | ایضا |
| ۴ | گڑھی | چوہان مخاطب بہ راو | ۱۵۱ | ۸۴۰۰۰ | ۳۰۰۰ | ایضا |
| ۵ | سورپور | بھائی | ۵ | ۴۰۰۰ | ۳۶۱ | مہارادل صاحب کا رشتہ دار بھائی۔ |
| ۶ | کھانڈو | بھائی | ۴۰ | ۳۲۰۰۰ | ۴۰۰ | ایضاً |
| ۷ | گنورا | چوہان | ۱۱ | ۱۰۰۰۰ | ۶۲۶ | اول درجہ تعظیمی |
| ۸ | گنگلگڑھ | راٹھوڑ مخاطب بہ راو | ۱۶۹ | ۷۰۰۰۰ | ۱۱۰۰ | اسکی کچھ جاگیر رتلام کے ماتحت بھی ہے۔ |
| ۹ | لواڑا | میرتیہ راٹھوڑ | ۷ | ۲۰۰۰ | ۳۶۸ | |
| ۱۰ | آریواڑہ | راٹھوڑ | ۱ | ۱۰۰۰ | ۱۷۲ | |
| ۱۱ | خوشحال گڑھ | سکتاوت | ۱۲ | ۴۰۰۰ | معاف | صرف مسند نشینی کا نذرانہ دیتا ہے۔ |
| ۱۲ | نواگانو | چوہان | ۱ | ۱۰۰۰ | ۴۶۳ | |
| ۱۳ | تور | چوہان | ۵ | ۲۰۰۰ | ۷۹۱ | |
| ۱۴ | کھیڑا ردہینہ | چوہان | ۲ | ۱۰۰۰ | ۷۰ | |

## بانسواڑے کے دوسرے درجے کے سردار

| نمبر شمار | نام جاگیر | قوم جاگیردار | گانوؤں کی تعداد | سالانہ آمدنی | خراج | کیفیت |
|---|---|---|---|---|---|---|
| ۱ | امجہ | بھائی | ۵ | ۶۰۰۰ | ۸۲۵ | |
| ۲ | بسئی | چوہان | ۳ | ۳۰۰۰ | ۶۲۸ ۳/۴ | |
| ۳ | چھاج | چوہان | ۸ | ۳۰۰۰ | ۶۴۰ ۶ | |
| ۴ | بھوکھیہ | چوہان | ۱۹ | ۴۰۰۰ | ۷۷۴ | |
| ۵ | بھیم سور | ادھ | ۵ | ۳۵۰۰ | ۹۳۲ ۹ آنہ | |
| ۶ | گلگیہ | چونڈاوت | ۴ | ۳۵۰۰ | ۱۳۱ ۱۲ آنہ | |
| ۷ | اُمارا | چوہان | ۱ | ۱۰۰۰ | ۲۱۵ ۱۱ آنہ | |
| ۸ | بیجواڑہ | چوہان | ۴ | ۳۵۰۰ | ۴۲۵ | |
| ۹ | بھواسہ | چوہان | ۳ | ۴۴۰۰ | ۱۸۸ ۱۱ آنہ | |

| نمبر شمار | نام جاگیر | نام قوم جاگیردار | تعداد جمعیت | آمدنی سالانہ | خراج | کیفیت |
|---|---|---|---|---|---|---|
| ۱۰ | موئی واسہ | چوہان | ۱ | ۱۰۰۰ | ۱۵۲ - ۱۱ آنہ | |
| ۱۱ | کمانسہ | اودہ | ۳ | ۲۰۰۰ | ۲۴۵ - ۱۳ آنہ | |
| ۱۲ | دیودہ | اودہ | ۱ | ۱۵۰۰ | ۲۳۳ - ۰۲ آنہ | |
| ۱۳ | ڈیلواڑہ | چوہان | ۲ | ۱۰۰۰ | ۲۲۵ - ۴ آنہ | |
| ۱۴ | نرہ مالی | سکتاوت | ۵ | ۴۰۰۰ | ۲۴۸ - ۱۰ آنہ | |
| ۱۵ | کونڈلہ | کوبھاوت | ۸ | ۲۵۰۰ | ۲۶۰ - ۵ آنہ | |
| ۱۶ | سنکلیہ | سکتاوت | ۴ | ۲۰۰۰ | معاف | صرف نذرانہ مسند نشینی دیتا ہے۔ |
| ۱۷ | تولیہ بیل | راٹھوڑ | ۱ | ۵۰۰ | ۲۵۰ | |
| ۱۸ | رائے سر | سیرتیہ | ۲۰ | ۸۰۰۰ | معاف | راؤ کوشل گڑھ کا رشتہ دار ہے۔ |

## فصل - تاریخ پرتاب گڑھ

### جغرافیہ

پرتاب گڑھ کا علاقہ جسکو کانٹھل کہتے ہین میواڑ کے جنوبی مشرقی گوشے مین ہے اسکے شمال و مغرب مین اودیپور جنوب مین بانسواڑہ۔ مشرق مین مالوہ یعنی رتلام۔ ہولکر اور سیندھیا کا علاقہ پھیلا ہوا ہے۔ اس کا طول شمال سے جنوب کو پچاس میل۔ عرض مشرق سے مغرب کو پچیس میل۔ رقبہ آٹھ سو چھیاسی میل مربع ہے آبادی ۱۲۷۰۴ نفر اس کا موقع خطوط عرض بلد شمالی ۲۳ درجہ ۱۴ دقیقہ اور ۲۴ درجہ ۱۴ دقیقہ اور خطوط طول بلد مشرقی ۴۴ و ۷۴ دقیقہ و ۷۵ درجہ کے درمیان ہے۔

آمدنی خالصہ ساڑھے تین لاکھ روپیہ سالانہ تھی لیکن موجودہ زمانے مین ۱۳۲۰۰۵ روپیہ سالانہ کو نوبت ہوگئی ہے ضلع باگڑ کا ایک حصہ اور کل ضلع جو کانٹھل نام سے معروف ہے اس ریاست مین داخل ہے۔ سرزمین کوہستانی اور کم مزروعہ ہے۔ بلندی کی وجہ سے پالا بہت پڑتا ہے وہ زمین جسکو کانٹھل کہتے ہین پست ہے اسمین عمدہ غلہ کم ہوتی ہے بھیلونکی آبادی زیادہ ہے اور بن مین عمارتی درخت بہت عمدہ اور بکثرت ہوتے ہین ان درختونکی لکڑی بہت موٹی اور بڑی نہین ہوتی ہے مگر مضبوطی مین ڈونگرپورا اور بانسواڑہ کی لکڑی سے بہتر ہوتی ہے۔ عمارتی درختون کے سوا بانس بھی عمدہ ہوتا ہے جو ڈونگرپور اور بانسواڑہ کے علاقے مین نہین ملتا۔

شہر پرتابگڈھ بلند زمین پر مالوہ یعنی کانٹھل مین سطح سمندر سے ۱۶۵۸ فٹ بلند ہے اثنائے راہ نیچ دیرودہ نیچ سے ۲۳ میل جنوب مین عرض بلد شمالی ۲۴ درجہ ۵ دقیقہ طول بلد مشرقی ۷۴ درجہ ۵۸ دقیقہ پر واقع ہے یہان کے رئیس آبادی سے آدھ میل فاصلے پر اکثر اپنا قیام رکھتے ہین دسہرہ وغیرہ پر دیولیہ کو جاتے ہین جو ریاست کا پرانا دار الحکومت ہے

اس ملک مین سے قریب دو لاکھ روپے سالانہ آمدنی کا ملک جاگیرداروںکے قبضے مین ہے پرتاب گڑھ کی آب و ہوا

عمدہ سمجھی گئی ہے لیکن وہان کے باشندے باوجود مالداری کے بہت بے احتیاطی سے رہتے ہین۔

## قوم

پرتاپ گڑھ والے جو میواڑ کے خاص سیسودیہ سورج بنسی خاندان کی چھوٹی شاخ مین ہین پہلے راوت کہلاتے تھے گورنمنٹ انگریزی کی فرمانبرداری کے بعد سے مہاراوت کہلاتے ہین اسوقت سے چارسوبرس سے کچھ پہلے چتوڑ کی دوسری نامی لڑائی مین دیولیہ والونکا ایک بزرگ راوت باگھ سنگھ بہادرشاہ گجراتی کے مقابل رانا بکرما دت کا قائم مقام بنکر مارا گیا تھا اس سبب سے میواڑ والونکی طرح جو خود کو ایکلنگ دیوتا کا دیوان یعنی نائب کہتے ہین پرتاپگڈھ والے بھی اپنے نام پر دیوان کا لفظ بول چال مین شامل کرتے ہین۔

پرتاپ گڑھ والونکے بزرگ شہنشاہ دہلی کے امرامین سے تھے راوت پرتھوی سنگھ پر فرخ سیر بادشاہ کی ایسی مہربانی تھی کہ اُسکو اپنے شہر مین ٹکسال کھولنے کی اجازت دی اور عالمگیر ثانی کے عہد سے سالم سنگھ کو دوبارہ ٹکسال کھولنے کی اجازت ملی جس نے اس سکے کو اپنے نام سے منسوب کیا لیکن نام اسپر بدستور شاہ عالم کا رہا جو اورنگزیب عالمگیر کا بیٹا تھا اُسوقت سے وہان دارالضرب مین اٹھارہوین صدی کے آخر تک سالم شاہی روپیہ بنتا رہا پچھلے رئیسون مین سے بعض نے دارالضرب مین غیر خالص وکم وزن روپیہ تیار کراکے کاسد بازاری کی کہ اس سبب سرکار انگریزی کو تاکید وتنبیہ کرنی پڑی۔

## نسب نامۂ ریاست پرتاپ گڑھ

(۱) کھیم کرن ولد رانا موکل والی اودیپور (۲) سورج مل (۳) باگھ سنگھ (۴) رائسنگھ (۵) بیکاجی (۶) تیج سنگھ (۷) بھان سنگھ (۸) سنگھاجی (۹) جسونت سنگھ (۱۰) ہری سنگھ (۱۱) پرتاپ سنگھ (۱۲) پرتھوی سنگھ (۱۳) رام سنگھ (۱۴) امید سنگھ (۱۵) گوپال سنگھ (۱۶) سالم سنگھ (۱۷) ساونت سنگھ (۱۸) دلپت سنگھ (۱۹) اودے سنگھ (۲۰) مہاراوت رگھوناتھ سنگھ۔

## سلسلہ وار تاریخی احوال

ریاست پرتاپ گڑھ اسوقت سے تقریباً پانسوبرس پہلے چتوڑ کے ملک مین سے نکلی ہے اور وہ اس حساب سے بانسواڑہ کی بہ نسبت جو تقریباً چارسوبرس پہلے ڈونگرپور سے علحدہ قائم ہوا سوبرس پرانی ہے۔ یہان کے رئیس اگرچہ بہت عرصے تک اودیپور کے ماتحت رہے لیکن دوسرے سردارون سے اُنکی نشست اور عزت بڑھکر رکھی گئی تھی سپھر ڈونگرپور وغیرہ کی طرح پرتاپ گڑھ نے شاہجہان کے عہد مین مغلونکی اطاعت قبول کی تھی اور عالمگیر ثانی کے وقت مین راوت سالم سنگھ کو اپنے نام کا سالم شاہی سکہ جاری کرنے کی بھی اجازت مل گئی جسکا موقع ڈونگرپور اور بانسواڑے کو حاصل نہین ہوسکا سالم شاہی روپیہ جو انگریزی ۱۳ آنے کے قریب اور کبھی اس سے بھی کم ہوتا تھا باگڑ اور مالوے کے علاقے مین کثرت سے چلتا تھا جسکی جگہ اب انگریزی روپے نے لی ہے۔ محمد شاہ کے بعد اس ریاست کو مرہٹون نے بہت ستایا تھا جن کی ماتحتی سے سرکار انگریزی نے

علحدہ کرکے ایک عہدنامے کے ساتھ خراجگزار بنایا۔

## ۱۔ راوت کھیم کرن

سمبت ۱۴۹۰ مطابق ۱۴۳۴ء مین جبکہ چیتوڑ کا رانا موکل اپنے ایک رشتہ دار کے ہاتھ سے مارا گیا تو اُسکے دو بیٹون کونبھا اور کھیم کرن یا کھیم سنگھ مین سے پہلا چیتوڑ کی گدی پر بیٹھا اور دوسرے کو بڑی سادڑی اور دھریاود وغیرہ کا علاقہ جاگیر مین ملا۔ کھیم کرن کی اولاد کچھ عرصے تک وہان قائم رہنے کے بعد پرتابگڈھ کو ترقی کرکے بدل آئی اور اُسنے وہان نئی حکومت جمائی

## ۲۔ راوت سورج مل

کھیم کرن کا بیٹا سورج مل سمبت ۱۵۵۰ مطابق ۱۴۹۴ء مین بڑی سادڑی کا مالک بنا کرنل ٹاڈ کا بیان ہے کہ سورج مل سے چیتوڑ کے ولیعہد پرتھوی راج اور سانگا کی جو رشتے مین اسکے بھتیجے ہوتے تھے اکثر ملک کے واسطے لڑائیان ہوتی رہین۔ لیکن آخر مین سورج مل نے رانا رائے مل کے عہد مین چیتوڑ کے راج سے علحدہ ہوکر جنوبی مشرقی ویران علاقے مین جہان جنگلی لوگ رہتے تھے ایک دیولیہ نام قلعہ بناکر ریاست پرتاب گڑھ کی بنا ڈالی لیکن پرتاب گڑھ والے خیال کرتے ہین کہ دیولیہ کی آبادی دو پشت بعد بیکا جی کے عہد مین ہوئی ہے۔ سورج مل کے بیٹون مین سے راجدھر۔ رندھیر۔ اور سہس مل تو رانا کی طرف سے بادشاہی فوج کے مقابلے مین مارے گئے اور باگھ سنگھ ولیعہد رہا۔ سہس مل کے بیٹے کانہل کی اولاد مین سے دھموتر کا ٹھاکر وغیرہ سہاوت کہلاتے ہین۔

## ۳۔ راوت باگھ سنگھ

سمبت ۱۵۸۰ مطابق ۱۵۲۳ء مین مسندنشین ہوا یہ راوت چیتوڑ کے رانا بکرماجیت کی بدمزاجی اور اپنی جاگیر ضبط ہونے کے سبب رنجیدہ ہوکر بادشاہ مالوہ کے پاس چلا گیا جہان اُسنے ڈیڑھ لاکھ سالانہ آمدنی کی جاگیر پاکر باگھواڑہ مقام بسایا۔

سمبت ۱۵۹۲ مطابق ۱۵۳۶ء مین جبکہ سلطان بہادر شاہ گجراتی نے چیتوڑ پر دوسری چڑھائی کی تو اُسوقت بوندی۔ جالور۔ سروہی وغیرہ کے راؤ اپنی فوجون سمیت چیتوڑ مین آ موجود ہوئے تھے ان سب سردارون نے رانا بکرماجیت اور اُسکے چھوٹے بھائی اودے سنگھ کو جو کچھ عرصے کے بعد رانا ہوا نسل قائم رکھنے کی غرض سے بچاکر نکالدیا اور اسکے قریبی رشتہ دار راوت باگھ سنگھ کو جو اپنے بزرگون کے ملک کی مدد کے واسطے مالوے سے چلا آیا تھا اپنا افسر بناکر ریاست کا جھنڈا اور چتر اُسکے سر پر قائم کیا راوت نے تمام راجپوتون سمیت قلعہ سے نکلکر دشمنون پر حملہ کرنے کے بعد جان دی کیونکہ اسوقت دشمنون کے ہاتھ سے جان سلامت لیکر بھاگ سکنا تھا۔ اسیوقت سے دیولیہ کے راوت خود کو رانا کا قائم مقام بننے کے سبب ایکلنگ کا دیوان کہنے لگے ہین۔

## ۴۔ راوت رائے سنگھ

سمبت ۱۵۹۲ مطابق ۱۵۳۶ء مین چیتوڑ مقام پر مسندنشین ہوا جبکہ گجراتی لوگ دہلی کے بادشاہ ہمایون کے خوف سے قلعہ چھوڑکر چلے گئے تھے۔

یہ راوت قلعہ چیتوڑ رانا کو حوالے کرکے بڑی سادڑی چلا آیا اسکے چھوٹے بھائی خان سنگھ کی اولاد خاناوت کہلاتی ہے۔ راوت کے بعد اسکے چار بیٹون بیکا۔ اودے کرن۔ آس کرن اور پورن مل مین سے پہلا ولیعہد

## ۵۔ راوت بیکا

سمبت ۱۶۰۹ مطابق ۱۵۵۲ع مین مسند نشین ہوا۔ اسنے میواڑ چھوڑ کر مندسور کے بادشاہی حاکم سے ملاقات کی۔ اسکے ساتھ سورج مل کا پوتا کانھل بھی نیا ہیڑے کی جاگیر چھوڑ گیا تھا۔ تھوڑے دنون کے بعد اوت نے غیاث پور اور بسار مین رہکر سونگرے راجپوتون سے سہاگ پور چھین لیا اور اسیطرح دوسرے پرگنے کھیروٹ کوٹڑی اور نتور وغیرہ دبا لئے اور اپنے چچا کانھل کو دھموتر جاگیر مین دیا۔

سمبت ۱۶۱۷ مطابق ۱۵۶۰ع مین راوت نے دیومینی کے خاوند اور اسکے مددگار بھیلونکو مارکر کانٹھل کا ویران علاقہ قبضے مین کیا اور دیومینی کے ستی ہونے سے اسکی درخواست پر دیوگڑھ کو آباد کرکے راجدھانی قرار دیا۔ پندرہ برس کے بعد جبکہ رانا پرتاپ سنگھ اول سے بادشاہی فوج کے افسر کنور مان سنگھ کچھواہہ کا مقابلہ ہلدی گھاٹے پر ہوا تو راوت کی طرف سے اسکا چچا کانھل رانا کی ماتحتی مین لڑکر مارا گیا اور کئی برس پیچھے راوت کا دوسرا بیٹا کرشن داس بھی اسیطرح کام آیا جسکے خونبہا مین رانا نے گانون اگران عنایت کیا۔ راوت نے کرشن داس کے بیٹے سمرسی کو دہلی کے بادشاہ کی خدمت مین روانہ کیا جہان سے وہ بادشاہی فوج کے ساتھ بیکانیر جاکر فتح کے بعد واپس آگیا۔ راوت کے تیسرے بیٹے سرجن داس کے پوتے محکم سنگھ نے گانون محکم پورہ بسایا تھا جو تھوڑے دنون سے کسیطرح بانسواڑے والون کے قبضے مین چلا گیا ہے۔ راوت کے وفات پانے کے بعد اسکا بڑا بیٹا تیج سنگھ قائم مقام ہوا۔

## ۶۔ راوت تیج سنگھ

اس نے سمبت ۱۶۳۵ مطابق ۱۵۷۹ع مین مسند نشین ہوکر تیج ساگر تالاب بنوایا اور پندرہ برس راج کرکے اپنے بعد کنور بھان سنگھ کو وارث چھوڑا۔

## ۷۔ راوت بھان سنگھ

سمبت ۱۶۵۰ مطابق ۱۵۹۴ع مین مسند نشین ہوا اسکے نو برس کے بعد رانا کے ماتحت جاگیردار جودھ سنگھ سیسودیہ نے مندسور مین فساد کیا۔ مقابلے مین جیرن مقام پر راوت بھان سنگھ اور مندسور کا حاکم لکھمن خان وغیرہ جودھ سنگھ کو قتل کرکے مارے گئے۔ راوت کی چھتری جیرن مین موجود ہے۔ اسنے کوئی اولاد نہین چھوڑی تھی اسلئے اسکا چھوٹا بھائی سنگھا ولیعہد مانا گیا۔

## ۸۔ راوت سنگھا

سمبت ۱۶۶۰ مطابق ۱۶۰۴ع مین مسند نشین ہوکر انیس برس کے بعد گذر گیا۔ اسکا بڑا بیٹا جسونت سنگھ ولیعہد تھا اور چھوٹے بیٹے جگناتھ کی اولاد سنگھاوت کہلاتی ہے

## ۹ - راوت جسونت سنگھ

سمبت ۱۶۷۹ مطابق ۱۶۲۲ء مین مسند نشین ہوا - اسکے مہا سنگھ - ہری سنگھ - کیسری سنگھ اور راو دے سنگھ چار بیٹے تھے سمبت ۱۶۸۹ مطابق ۱۶۳۳ء مین اودے پور کے رانا جگت سنگھ اول کے بلانے پر راوت مع ولیعہد مہا سنگھ کے چینا باغ مین جا کر ٹھہرا جو اودیپور کے باہر مشرقی طرف ہے - رانا راوت سے اودیپور کے عوض بادشاہی اطاعت اختیار کر لینے کے سبب بہت رنجیدہ تھا اسلیئے اُس نے دھوکے سے رام سنگھ راٹھور کو بڑی فوج دیکر باغ مین بھیجا - راوت جسونت سنگھ رات مین حملہ ہونے کے بعد اپنے بڑے بیٹے اور ایک ہزار ساتھیون سمیت بہادری سے لڑکر مارا گیا دیولیہ مین دوسرا کنور ولیعہد ہوا اور تیسرے کیسری سنگھ سے جسونت سنگھوت شاخ چلی -

## ۱۰ - راوت ہری سنگھ

اُسنے سمبت ۱۶۹۱ مطابق ۱۶۳۴ء مین مسند نشین ہونے کے بعد دہلی جاکر بادشاہ کے حضور مین رانا کے ظلم اور اپنے باپ وغیرہ کے قتل کا حال عرض کیا - وہان سے اسکو خلعت انعام اور منصب ملکر حاکم مندسور کے نام فرمان جاری ہوا کہ دیولیہ کی زمین سے اودیپور والون کا دخل اٹھا دیا جاے - دہلی سے واپس آکر ہری سنگھ نے اپنے علاقے پر قبضہ حاصل کیا اور بتیس گاؤن بردان اور جہاتا پرگنے کے اودیپور مین سے دبا لئے جن کی بابت عالمگیر بادشاہ ناخوش ہوا - راوت نے چالیس برس راج کرکے وفات پائی اُسکے چار بیٹون پرتاپ سنگھ - امر سنگھ محکم سنگھ اور مادھو سنگھ مین سے بڑا ولیعہد ہوا اور باقی کو علیحدہ جاگیرین ملین -

## ۱۱ - راوت پرتاپ سنگھ

سمبت ۱۷۳۰ مطابق ۱۶۷۳ء مین مسند نشین ہوا اسنے ایک بیاہ بیکانیر اور دوسرا ایڈر مین کیا تھا - سفر مین سلونبر کے مقام پر ٹھہر کر وہان کے راوت کشن سنگھ کے ایک پوتے منوہر داس کو اپنے ہمراہ لے آیا جسے سمبت ۱۷۳۵ مطابق ۱۶۷۹ء مین بڑ لیا وغیرہ دیا اُسکی اولاد یعنی چونڈاوتون کی جاگیر مین دو ٹھکانے سیلار پورہ اور بڑ لیا اب تک اس راج مین چلے آتے ہین -

راوت پرتاپ سنگھ نے سمبت ۱۷۵۴ مطابق ۱۶۹۸ء مین اپنے نام سے پرتاپ گڑھ بسا کر قلعہ بھی تیار کرایا اسکے وقت مین اودیپور کے رانا نے بادشاہی اطاعت کی ناراضگی سے جو دھیپور سے کنور رام سنگھ کو کانٹھل یعنی پرتاپ گڑھ کا علاقہ جہیز مین دینا چاہا لیکن کنور مذکور دیوگڑھ کے پاس بہو نچکر بی بارہ راجپوتون کے ہاتھ سے جو سیسودیون کی ایک شاخ ہے قتل ہوا -

راوت پرتاپ سنگھ چونتیس برس راج کرنے کے بعد فوت ہوا اور اُسکے دو بیٹون پرتھوی سنگھ اور کیرتی سنگھ مین سے پہلا ولیعہد ہوا اور دوسرے کے نام سے کیرتی گڑھ بسایا گیا -

## ۱۲ - راوت پرتھوی سنگھ

سمبت ۱۷۶۴ مطابق ۱۷۰۷ء مین مسند نشین ہوا یہ سمبت ۱۷۷۰ مطابق ۱۷۱۳ء مین فرخ سیر بادشاہ کے

پاس دہلی گیا جہان سے اسکو راوت کے سوا راو کا خطاب عنایت ہوا اور پرتاپ گڑھ مین ٹکسال کھولنے کی اجازت ملی۔

اس کے وقت مین رتلام والون نے پرتاپ گڑھ پر چڑھائی کی لیکن وہ ناکام واپس گئے اور انکا کسیقدر علاقہ لوٹ لیا گیا راوت اپنے راج کے تین برس گذر گیا اس کے پانچ بیٹون مین سے بڑا بہادر سنگھ اودے پور کے رانا سنگرام سنگھ کے پاس بھیجا گیا تھا جسکے لیے وہان سے دھریاوڈ جاگیر کے طور پر تجویز ہوا تھا لیکن وہ اودے پور مین گذر گیا اور اسکا بیٹا رام سنگھ پرتاپ گڑھ مین ولیعہد کیا گیا۔

## ۱۳۔ راوت رام سنگھ

سمبت ۱۷۷۳ مطابق ۱۷۱۶ء مین مسند نشین ہو کر چھ مہینہ راج کرنے کے بعد لاولد انتقال کر گیا جس سے اس کا چچا امید سنگھ جانشین کیا گیا۔

## ۱۴۔ راوت امید سنگھ

سمبت ۱۷۷۳ مطابق ۱۷۱۶ء مین مسند نشین ہو کر پانچ برس کے بعد بغیر اولاد مر گیا اور اسکا چھوٹا بھائی گوپال سنگھ راوت مانا گیا۔

## ۱۵۔ راوت گوپال سنگھ

سمبت ۱۷۷۹ مطابق ۱۷۲۳ء مین مسند نشین ہوا۔ اسوقت محمد شاہ بادشاہ کے ضعیف عہد مین مرہٹون نے راجپوتانہ و مالوہ مین زور پکڑا۔ سمبت ۱۷۸۸ مطابق ۱۷۳۲ء مین باجے راؤ پیشوا۔ ملہار راؤ ہلکر اور رانا نے ڈونگرپور کا محاصرہ کیا۔ راول شیو سنگھ کے بلانے سے راوت گوپال سنگھ ڈونگرپور گیا اس کی فہمائش سے ڈونگرپور اور بانسواڑہ کا خراج پیشوا کو ملنا قرار پا کر محاصرہ اٹھایا گیا۔ پھر مرہٹے راوت کے ہمراہ پرتاپ گڑھ آکر چند روز مہمان رہنے کے بعد چلے گئے۔ راوت نے شہر مین اپنے نام پر بازار گوپال گنج بنوایا اور تھوڑے دنون کیلئے اپنے ولیعہد سالم سنگھ کو اودے پور بھیجا جہان سے خوشی کے ساتھ وہ واپس آگیا۔ اس راوت نے چونتیس برس راج کر کے وفات پائی۔

## ۱۶۔ راوت سالم سنگھ

سمبت ۱۸۱۴ مطابق ۱۷۵۸ء مین مسند نشین ہوا اسنے پرتاپ گڑھ کی نئی شہر پناہ بنوا کر سالم پورہ گاؤن بسایا اور بادشاہ عالمگیر ثانی کی خدمت مین دہلی جا کر وہان سے دوبارہ ٹکسال کا حکم لانے کے بعد سالم شاہی روپیہ جاری کیا وقائع راجپوتانہ مین لکھا ہے کہ سالم سنگھ پر محمد شاہ کی ایسی مہربانی تھی کہ اسکو اپنے نام سے سکہ جاری کرنے کی اجازت دی لیکن محمد شاہ ۱۷۱۹ء مین مسند نشین ہوا تھا اور ۱۷۴۸ء مین عالم بقا کو سدھارا تھا اور ۱۷۵۸ء کو مرا اس کے بعد مین کب موجود تھا اگرچہ انگریزی روپے نے اسکی جگہ لیلی ہے پھر بھی ابتک باگڑ اور مالوہ وغیرہ کے علاقے مین اکثر چلتا ہے۔

سمبت ۱۸۱۹ مطابق ۱۷۶۲ء مین تکوراؤ ہلکر تین مہینہ تک پرتاپگڑھ کا محاصرہ کر کے ناکام واپس گیا اور دو برس کے بعد ملہار راؤ ہلکر نے کچھ روپیہ لینے پر صلح کی۔ اودے پور مین مہارانا سروپ سنگھ نے مہارانا سے جو بغاوت کی تھی اسکو

اس راوت نے رفع کیا۔ سمبت ۱۸۲۴ مطابق ۱۷۶۷ء مین ایک شادی کے موقع پر سالم سنگھ مہمان ہوکر اندور گیا جہان خاطرداری کے ساتھ پیشوائی ہوکر مہاراجہ ہلکر نے برابر نشست دی۔

سمبت ۱۸۲۶ مطابق ۱۷۶۹ء مین جبکہ رانا ارسی سوم کے برخلاف ایک دعوے دار رتن سنگھ نے سردارون کی سازش سے فساد اٹھایا اور مادھوراؤ سیندھیا کو ساتھ لاکر اودیپور کا محاصرہ کرایا تو راوت سالم سنگھ مدد کیواسطے مہارانا کے پاس گیا جس سے راوت راؤ کا خطاب جو بادشاہی طرف سے عنایت ہوا تھا مہارانا نے بھی تسلیم کیا اور دھریاوڈ کا پرگنہ قدیمی حق سمجھکر راوت کو دیدیا۔ صلح ہوجانے کے بعد سالم سنگھ واپس چلا آیا اور دوارکا مین ایک خیرات مقرر کی جو اب تک جاری ہے۔ یہ راوت ستو برس راج کرکے فوت ہوا اُسکے دو بیٹون سانونت سنگھ اور لال سنگھ مین سے پہلا ولیعہد ہوا اور دوسرے کو ارنود جاگیر مین ملا جسکی اولاد سالم سنگھوت کہلاتی ہے۔

## ۱۷- راوت سانونت سنگھ

سمبت ۱۸۳۱ مطابق ۱۷۷۵ء مین مسندنشین ہوا۔ پرگنہ دھریاوڈ کی جاگیر کے عوض پرتابگڈھ کے بعض ماتحت سردار اودیپور مین حاضری دیا کرتے تھے۔ کم عمر راوت کی والدہ نے اُسکے ہوشیار ہونے تک جاگیردار ونکا اودے پور جانا ملتوی رکھا۔ مہارانا بھیم سنگھ کے عہد مین دھریاوڈ کا پرگنہ میواڑ کے خالصے مین شامل ہوکر پھر کبھی واپس نہین ملا اس راوت کے وقت مین مرہٹون کے ہاتھ سے ملک نے بہت نقصان اُٹھایا۔ ان دنون شاہ عالم ثانی دہلی مین نام کو بادشاہ تھا۔ اسلیے وہان کی مدد سے نا امید ہوکر پندرہ ہزار روپیہ سالانہ خراج جو بادشاہی سرکار مین ادا کیا جاتا تھا ہلکر کو دینا منظور کیا لیکن اُسنے زبردستی بہتر ہزار روپیہ مقرر کیا جو ریاست برقرار رہنے کے سبب قبول کیا گیا راج مین یہ سب روپیہ نقد ادا کرنے کی گنجائش نہونے سے کچھ گھوڑے وغیرہ جانور اور ہتیار اور سامان روپیہ کی کمی کے موافق دیا جاتا تھا۔ سمبت ۱۸۶۹ مطابق ۱۸۱۲ء مین راوت نے مرہٹون کے ظلم سے نکلنے کی امید پر سرکار انگریزی کا خراجگذار ہونا پسند کیا۔ لیکن لارڈ کارن والس کی تجویزون سے ریاست کی دستگیری نہو سکی جس سے چودہ برس اور بھی مرہٹونکے ہاتھ سے تکلیفین اُٹھانی پڑین۔ سمبت ۱۸۷۵ مطابق ۱۸۱۸ء ۹- اکتوبر کو کپتان میکڈانلڈ کی معرفت پرتابگڈھ سے بھی دوسری ریاستون کی طرح حفاظتی حق کا بہتر ہزار سات سو روپیہ سالم شاہی سالانہ خراج مہاراجہ ہلکر کے عوض سرکار انگریزی کو دیا جانا قرار پایا۔ لیکن ہلکر کو مندسور کے عہدنامے سے ملکی نقصان اُٹھانے کے عوض سرکار انگریزی نے اس خراج کی برابر روپیہ اپنے خزانے سے دینا منظور کیا۔

پرتابگڈھ پر خراج کے علاوہ بارہ ہزار سالانہ کا فوج خرچ بھی رکھا گیا تھا جو دو برس کے بعد جب بیس ہزار ہوکر ڈونگرپور وغیرہ کی طرح بالکل معاف کیا گیا۔ اول اول رئیس پرتاب گڈھ نے پچاس سوار اور دو سو پیادہ کی فوج سرکار انگریزی کی نوکری مین رکھنے کا اقرار کیا تھا جب اُسکا ایفا نہو سکا تو نقد روپیہ قبول کیا مگر اس پر کبھی عمل نہونے سے یہ اقرار منسوخ ہوگیا۔

راوت سانونت سنگھ اور اُسکے کنور دیپ سنگھ کی نااتفاقی سے بارہ برس تک ریاست مین بڑی خرابی

برپا رہی۔ راوت نے راج کا انتظام کنور کو سونپ دیا تھا لیکن اُسنے چند لوگونکو جو اُسکے کام مین خلل انداز تھے ہلاک کرڈالا سرکار انگریزی نے اسکو ریاست سے بیدخل کرکے دیولیہ مین رہنے کا حکم دیا۔ کنور نے دوبارہ پرتاپگڈھ آکر فساد کیا اور سرکار نے اسکو قید کرکے قلعہ گرنار مین بھیجدیا۔ سمبت ۱۸۸۲ مطابق ۱۸۲۶ء ۲۱ مئی کو دیپ سنگھ کا اُسی قلعہ مین انتقال ہوگیا اور راوت ساونت سنگھ جسنے چند سال پیشتر کاروبار ریاست ترک کردیا تھا از سر نو انصرام کرنے لگا کنور کے انتقال سے پیشتر راوت نے اُسکا قصور معاف کردیا اور سرکار انگریزی مین بھی اُسکی رہائی کی درخواست کی تھی یقین ہے کہ منظور ہوجاتی مگر تا وقتیکہ حکم منظوری صادر ہو اُسکی عمر نے وفا نہ کی کنور دیپ سنگھ بڑا بہادر لیکن بدمزاج تھا وہ اپنے ملک کے لیے مرہٹون سے لڑا تھا اور اُنکی فوج مین شامل بھی رہا تھا جسکے سبب غارتگرون کی سی بیرحمی اُسکی طبیعت مین جم گئی تھی۔

کنور کے دو بیٹون کیسری سنگھ اور دلپت سنگھ مین سے راوت نے بڑے کو اپنا ولیعہد بنا کر دوسرا ڈونگرپور کے رئیس جسونت سنگھ کو جو سندھیون سے لڑکر دوبارہ اپنے راج پر قائم ہوا تھا گود دیا تھا۔ راوت کا بڑا پوتا کیسری سنگھ سمبت ۱۸۹۰ مطابق ۱۸۳۳ء مین فوت ہوگیا اور اُسکے دس برس کے بعد سمبت ۱۹۰۰ مطابق ۱۸۴۴ء مین راوت ساونت سنگھ نے ساٹھ برس کے قریب راج کرکے وفات پائی۔ جس سے اُسکے دوسرے پوتے کو ڈونگرپور چھوڑکر واپس آنا پڑا۔

## ۱۸۔ مہاراوت دلپت سنگھ

سمبت ۱۹۰۰ مطابق ۱۸۴۴ء مین پرتاپگڈھ کی گدی کا کوئی وارث نہ رہنے سے اپنے دادا کی جگہ ڈونگرپور سے واپس آیا جہان کہ وہ انیس برس پہلے گود لیے جاکر راج کرچکا تھا۔ ڈونگرپور کے سردارونکی نااتفاقی کے سبب سرکاری حکم سے یہ تجویز قرار پائی کہ دلپت سنگھ ایک لڑکا گود لیکر ڈونگرپور کی گدی پر بٹھادے اور آپ پرتابگڈھ کا مالک رہکر دونون جگہ کا کام سنبھالتا رہے۔ اُسنے سمبت ۱۹۰۳ مطابق ۱۸۴۶ء مین سابلی کے کنور اودے سنگھ کو اپنی پسند کے موافق ڈونگرپور مین رکھدیا۔ اودے سنگھ کی کمعمری کے سبب دلپت سنگھ آٹھ برس اور ڈونگرپور کا کام کرتا رہا پھر دو جگہ کے کام مین مشکل پڑنے کے سبب پرتاپگڈھ آرہا اور ڈونگرپور سے کچھ واسطہ نہ رکھا۔

سمبت ۱۹۱۴ مطابق ۱۸۵۷ء کے غدر مین مہاراوت نے اپنی فوج بھیجکر سرکار کو مدد دی اپنے علاقے مین باغیون کا جماؤ نہ ہونے دیا اس خیرخواہی کے عوض سرکار سے نیکنامی کا خریطہ حاصل ہوا۔

یہ مہاراوت علاوہ انیس برس ڈونگرپور مین راج کرنے کے پرتاپگڈھ مین اپنی حکومت کے بیسوین برس سمبت ۱۹۲۰ مطابق ۱۸۶۴ء مین انتقال کرگیا اور اُسکا کنور اودے سنگھ وارث رہا۔

## ۱۹۔ مہاراوت اودے سنگھ

سمبت ۱۹۲۰ مطابق ۱۸۶۴ء مین اپنے والد کے بعد پرتاپگڈھ کا مالک ہوا۔ یہ اس وقت سترہ برس کی

عمر مین تھا لیکن اسکی ہوشیاری سے ریاست مین جلد امن پیدا ہوا کہ اُسنے علاقے کے تمام فسادی بھیلون وغیرہ کو سخت سزائین دیکر لوٹ مار سے باز رکھا۔ سمبت ۱۹۲۲ مطابق ۱۸۶۵ء ۱۷ دسمبر کو کرنل ایڈن گورنر جنرل راجپوتانہ نے مع کرنل نکسن پولیٹکل ایجنٹ اودیپور پرتاب گرھ آکر سرکاری طرف سے مہاراوت کو پورے اختیارات کا خلعت دیا۔ اس کے دوسرے برس مہاراوت آگرے کے مقام پر گورنر جنرل کے دربار مین شامل ہوا۔ اس سفر سے اُسکی طبیعت مین آب وہوا کی قدر بڑھ گئی اور اس خیال سے شہر پرتاب گڑھ کے مشرقی طرف ایک نئی چھاونی اپنے رہنے کو آباد کی۔

سمبت ۱۹۲۴ مطابق ۱۸۶۸ء مین رپورٹ ہوئی کہ مہاراوت عیش وآرام کی طرف زیادہ مائل ہوگیا ہے اور دو اہلکار نور الدین و نظام الدین ریاست مین ظلم وخرابی پیدا کرتے ہین اسلئے پولیٹکل افسر کی تحریر پر دونون اہلکار موقوف کئے گئے۔ لیکن اُن کا قصور معاف ہوکر بپاس انکار باشندہ رتلام کا مدار مقرر کیا گیا جو سات برس کے بعد ایک سرکش سپاہی کے ہاتھ سے سخت زخمی ہوکر جسکو عوض مین سزاے موت دیگئی مرگیا۔

سمبت ۱۹۲۵ مطابق ۱۸۶۹ء کے قحط مین مہاراوت نے محتاجون کی بہت پرورش کی غلہ وغیرہ کا محصول بالکل معاف کرکے غیر علاقے کے مویشی وغیرہ کو اپنے علاقے مین چرائی کی اجازت دی۔ اسکے علاوہ عام طور پر مہاراوت اپنے زیادہ خرچ کے سبب قرضدار ہوگیا۔ لیکن اُسکے ادا ہونے کا قسطوار عمدہ بندوبست کر دیا۔ عام رعایا ٹھاکر اور ساہوکار وغیرہ اُس سے ہر طرح خوش تھے ظاہر یا پوشیدہ کسی کو اُسکی طرف سے شکایت نہین تھی اکثر موقع پر مہاراوت نے مجرمون کا پیچھا کرکے اُنکو سزا دی۔ جسپر اجنٹ گورنر جنرل راجپوتانہ نے پرتاب گڑھ کا فوجداری انتظام کل راجپوتانہ خصوصاً میواڑ کے پہاڑی حصے مین نہایت پسند کیا ہے۔

سمبت ۱۹۳۲ مطابق ۱۸۷۵ء نومبر کے مہینے مین مہاراوت نے نیمچ جاکر گورنر جنرل بہادر سے ملاقات اور ایک مہینہ بعد راجہ سیلانہ کی بیٹی سے شادی کی۔ سمبت ۱۹۳۹ مطابق ۱۸۸۳ء مین مہاراوت نے نیمچ کے مقام پر مہاراجہ تکوجی راو ہلکر والی اندور سے ملاقات کی پہلے دستور کے موافق برابری کا برتاو عمل مین آیا۔ مہاراوت نے کئی بار مہارانا سجن سنگھ والی اودیپور سے بھی ملنے کے لئے شوق ظاہر کیا لیکن بعض تعظیم وتکریم کی شرطین طے نہ ہونے کے سبب یہ بات ملتوی رہ گئی۔

مہاراوت کے ایک غیر اصیل بیٹے کے سوا کوئی اولاد رانی سے نہ تھی لیکن بڑی امید بلکہ ناامیدی کے بعد سمبت ۱۹۴۲ مطابق ۱۸۸۵ء ماہ مارچ مین اُسکے کنور پیدا ہوا۔ سمبت ۱۹۴۳ مطابق ۱۸۸۶ء سے مہاراوت نے سیٹھ فرامجی بیکاجی پارسی کو اپنا قائم مقام بنا دیا اور اُسکی صلاح وتدبیر سے سب معاملات طے ہونے لگے۔ مہاراوت کا ولیعہد کنور گذر گیا اور خود بھی ۱۸۹۰ء مین انتقال کیا چونکہ رانی سے کوئی بیٹا نہ چھوڑا اسلئے گود لینے کی ضرورت پڑی۔

## ۲۰۔ مہاراوت رگھوناتھ سنگھ

یہ ۱۸۵۹ء مین پیدا ہوئے اور بیٹنے کی حیثیت سے فروری ۱۸۹۰ء مین مسندنشین ہوئے اور چونکہ وہ بالغ تھے

سنہ ۱۸۹۱ء مین انکو اختیارات کامل ملے۔ دربار دہلی ۱۹۱۱ء مین مہاراوت کو کے سی آئی ای کا خطاب ملا انھون نے ریاست کی کمزور حالت کو دیکھکر ترقی تجارت کے خیال سے انگریزی سکہ رائج کیا۔
انکی تین شادیان ہوئین پہلی مہاراجہ بن گن کی دختر سے جس سے ایک لڑکا اور ایک لڑکی پیدا ہوئی لڑکی کی شادی مہاراجہ بیکانیر سے ہوئی لڑکا یعنی کنور مہومان سنگھ ولیعہد ریاست ہے جسکی شادی جون سنہ ۱۹۱۲ء مین مہاراج دیپ شمشیر جنگ بہادر رانا سابق وزیر اور کمانڈر انچیف نیپال کی بیٹی سے ہوئی دوسری شادی مہاراج سوالیا کی دختر سے ہوئی اور تیسری شادی راجہ پیپان گن واقع اجمیر کی چھوٹی لڑکی سے چنانچہ اس رانی سے بھی ایک لڑکا اور ایک لڑکی ہے لڑکی کی شادی کنور سیالنا سے ہوئی۔

## جاگیرداران پرتاپ گڑھ کا

اس ریاست کے چھوٹے بڑے ماتحت جاگیردار پچاس سے زیادہ سمجھے جاتے ہین جن مین سے اکثر کو مہاراوت نے نئے گاؤن بھی عطا کئے ہین۔ کل ریاست کی پیداوار سات لاکھ روپے سالانہ کے قریب خیال کی جاتی تھی جسمین آدھے سے کچھ زیادہ خالصہ اور قریب آدھی آمدنی کے گاؤن ماتحت سردارون۔ چارنون اور اہلکارون وغیرہ کی جاگیر مین تقسیم ہین اب ریاست کی آمدنی تو ۱۳۲۰۰۵ روپے کو پہونچگئی لیکن جاگیردارونکی ترقی آمدنی کا حال نہ کھلا

### پرتاپ گڑھ کے اول درجے کے سیسودیہ سردارونکا نقشہ

| نمبر شمار | نام سر ٹھکانہ | قوم سردار | تعداد دیہات | آبادی | سالانہ آمدنی | سالانہ خراج | کیفیت |
|---|---|---|---|---|---|---|---|
| ۱ | دھموتر | سہاوت | ۱۱ | ۳۲۳۳ | ۶۰۰۰۰ | ۶۱۰۰ | |
| ۲ | جھانتلا | سیسودیہ | ۵ | ۸۴۷ | ۱۱۰۰۰ | ۱۴۱۶ | |
| ۳ | بریلیا | چونڈاوت | ۲ | ۷۸۲ | ۸۰۰۰ | ۱۳۲۲ | |
| ۴ | کلیان پور | رنگلوت | ۲ | ۵۷۶ | ۷۰۰۰ | ۲۱۹۵ | |
| ۵ | راے پور | خاناوت | ۸ | ۱۴۷۷ | ۳۵۰۰۰ | ۴۳۶۲ | |
| ۶ | انبیرامہ | خاناوت | ۴ | ۳۸۹ | ۹۰۰۰ | ۱۹۲۹ | |
| ۷ | اچلودا | سیسودیہ | ۷ | ۹۷۶ | ۷۰۰۰ | ۱۸۳۳ | |
| ۸ | ارنود | سیسودیہ | ۶ | ۲۸۹۶ | ۳۰۰۰۰ | ۲۰۲۵ | |
| ۹ | سالم پور | سیسودیہ | ۴ | ۱۰۴۳ | ۱۱۰۰۰ | ۱۷۶۹ | |
| میزان | | | ۴۹ | ۱۲۲۱۹ | ۱۷۸۰۰۰ | ۲۲۹۵۱ | |

## باب دوم ڈھونڈھار کے بیان مین

احسن السیر مین محمد اکبر شگفتہ نے لکھا ہے کہ اجمیر کا راجہ مبیلا سلطان محمود غزنوی سے لڑا اور آٹھ دن تک

جنگ جاری رکھنے کے بعد اسکو شکست فاش ہوئی سلطانی فوج قلعہ تاراگڑھ پر چڑھ گئی بیسلدیو گرفتار ہوا سلطان نے اُسکے قتل کا حکم دیا راجہ نے اُسوقت مذہب اسلام قبول کرکے نجات پائی سلطان نے بوجہ قبول کرنے دین اسلام کے اسکو ملک مفتوحہ بھی عطا کیا مگر اُسنے منظور نہ کیا اور سلطان سے کہا کہ سواے ایزد پرستی کے اب اور کچھ آرزو نہیں ہے اور یہ نیت گوشہ نشینی مقام بلندیعنی ڈھونڈھ پر اُسنے بود و باش اختیار کی فوت ہونے کے بعد اسی مقام پر مدفون ہوا وجہ تسمیہ ڈھونڈھا کی یہ ہے بیسلدیو کا ڈھونڈھ جیپور سے قریب ہیں میل کے فاصلے پر سمت اجمیر رہا ہے۔

## اس باب مین ریاستہاے جےپور اور الور اور قرولی کا بیان ہے

## فصل۔ جےپور کے حال مین

راج جیپور مع شیخاواٹی خطوط عرض بلد شمالی ۲۵ درجہ ۴۰ دقیقہ و ۲۷ درجہ ۴۰ دقیقہ اور خطوط طول بلد مشرقی ۱۷ درجہ ۸ دقیقہ و ۷۷ درجہ ۲۰ دقیقہ کے درمیان واقع ہے۔ اُسکے شمال مین راج بیکانیر اور اضلاع انگریزی حصار فیروزپور گوڑگانوہ اور راج پٹیالہ کے پرگنات نارنول وکانونڈ کی سرحد ملی ہے مشرق مین بھرتپور اور الور کا علاقہ پھیلا ہوا ہے جنوب مین جہازپور علاقہ اودیپور۔ ٹونک۔ بوندی۔ گوالیار۔ قرولی اور اجمیر مین مغرب مین بیکانیر۔ راج جودھپور کشن گڈھ و سرکاری ضلع اجمیر مین۔ یہ ریاست طول مین قریب ۱۵۰ میل اور عرض مین ۱۴۰ میل ہے اور رقبہ پندرہ ہزار پانچسو نواسی میل مربع آبادی ۱۹۱۱ع مین ۲۶۴۴۰۷۲ نفر آمدنی جیپور کی اسوقت تراسی لاکھ روپیہ سالانہ ہے ملک کی ہیئت بہت مختلف ہے وسط مین زمین بلند ہے اُسکا ارتفاع سطح سمندر سے ۱۴۰۰ فٹ سے ۱۶۰۰ فٹ تک ہے اس بلند زمین کا اعلے ترین حصہ کہ جنوب مغرب سے شمال مشرق کی طرف یعنی جھیل سانبھر جہان کوہ اربلی مسلسل ہوا ہے کھیتڑی اور تور اواٹی کے کوہستان تک واقع ہے اور میدان ریگ مین اکثر مقامات خصوص ٹونک پر دو ہزار فٹ بلند اور کھڑا ہوا ہے اس ملک کا تقاطع کرتا ہے یہی بلند دھار ملک کی سیرابی کا باعث ہے اور شمال مغرب مین شیخاواٹی و بیکانیر وغیرہ کے ریگستان اور جنوب مشرق مین علاقہ جیپور کی سیر حاصل سرزمین کے درمیان قدرتی حد ہے۔ اس حد سے جیپور کی طرف ہر مقام پر کنوون مین پانی سطح زمین کے قریب ہے مگر شیخاواٹی کی طرف اس دھار سے جسقدر زیادہ فاصلہ ہوگا اُسی قدر کنوون مین پانی زیادہ عمق پر ملے گا اور طرفہ یہ ہے کہ جسطرف پانی زیادہ عمق پر ملتا ہے اُسیطرف کی زمین نشیب کی ہے اس سے ثابت ہوا کہ جتنا شمال و مغرب کیطرف بڑھتے ہین زمین پر ریت زیادہ ہوتی جاتی ہے اس سلسلے مین جہان جہان گھاٹے ہین وہین موسم گرما کی تند ہواے کوسون تک ریت کے ٹیلے جمع ہین۔

شہر جیپور کے قریب بھی بالو ریت کی یہی کیفیت ہے مگر اسکا سبب اور ہے پہاڑون کے مقاطع سلسلونکی وجہ سے تین چار مربع میل زمین پر اُن سے مغرب مین ریت جمع ہو گئی ہے یہ عجیب قطع ملک ریگستان کا مختصر نمونہ ہے۔ ریت کے ٹیلے ہوا کے زور سے ایک مقام سے دوسرے مقام کو بدل جاتے ہین مگر حد معینہ سے باہر نہین جاتے جنوب اور مشرق کی سرسبز زمین دائی اور بناس دو ندیون سے سیراب ہوتی ہے اسمین کہین کہین

چھوٹی پہاڑیون کے سوا سب جگہ چکنی مٹی اور میدان نظر آتے ہین جہان افیم - گنا اور گیہون وغیرہ قیمتی چیزین پیدا ہوتی ہین اور دیہات بہت آباد ہین انہین سے بیشتر کھنگار وت راجپوتون کے قبضے مین ہین کہ یہ لوگ کچھوا ہو نکی بارہ کوٹھری مین سے ہین -

شمالی طرف ڈھلاؤ کے سبب جدھر پہاڑونکا پانی بہتا ہے کاٹلی ندی شیخاواٹی کے ملک مین گذرتی ہے وہ کسی جگہ برسات پانی سے بڑے زور کے ساتھ بہتی ہے جسکا کہین ایک میل سے بھی زیادہ پھیلاؤ ہوجاتا ہے لیکن شیخاواٹی کے میدان مین بہتے بہتے کم قوت ہوکر بیکانیر کی سرحد پر ساکھو مقام کے قریب ریت مین جذب ہوجاتی ہے کاٹلی ندی مین خربوزے اور تربوز بہت پیدا ہوتے ہین -

جیپور کے مشرقی حصے مین چھوٹے چھوٹے بہت پہاڑ ہین اور سرحد قرولی کے قریب میدانہین بہت نالے ہین یہ پہاڑ الور کے سلسلے کی شاخین ہین حد مشرقی کا ملک ہنڈون کے قریب ریت کا ہے مگر سیر حاصل ہے اس ملک مین روئی اور افیم بکثرت پیدا ہوتی ہے جیپور سے مشرق مین زمین پست ہے شہر سے آگرے کی طرف پہاڑ سے نکلتے ہی مسافر کو معلوم ہوتا ہے کہ گویا آسمان سے زمین مین نزول کرتا ہے اور دو میل مین تین سو چار سو فٹ اترنا ثابت ہوتا ہے یا ان گنگا ندی کے برابر چلکر بھرتپور کے علاقے مین پہونچتا ہے کہ وہ سمندر سے صرف سات سو فٹ بلند ہے وہانکی زمین چکنی اور زرخیز ہے اور ریت بہت کم مقامات پر ہے -

## آب و ہوا

آب و ہوا نہایت صحت بخش ہے ریت اور بلندی کے سبب سے ایسے مقامات کم ہین جہان پانی ٹھہرتا ہو اس سے عفونت کا بخار بالکل نہین ہوتا ہے موسم سرما مین خصوص شیخاواٹی مین سردی بہت سخت ہوتی ہے بعض اوقات سفید پالہ جو رات کے وقت گرتا ہے دوپہر تک رہتا ہے - شمال مین لو بہت سخت چلتی ہے مگر ریت مین گرمی نہین رہتی اس سبب سے راتین خوشگوار ہوتی ہین اور صبح کو سردی ہوجاتی ہے -

## بارش

بجز شیخاواٹی کے کل ملک مین بارش بافراط ہوتی ہے جیپور و شیخاواٹی کے کل متقاطع خطا سے جنوب مشرق مین شل دیگر اضلاع کے قحط کم ہوتا ہے زمین کے جنوب مغربی اور جنوب مشرقی دونون حرکات بارش آور کنارے پر واقع ہونے سے دونون موسمون مین بارش ہوتی ہے اگر ایک موسم مین کمی رہے تو دوسرے کی بیشی سے اسکا معاوضہ آجاتا ہے جیپور مین خاص بارش کا اوسط علے العموم ۲۲ سے ۲۸ انچ تک ہے -

## سانبھر کی جھیل

یہ جھیل جیپور اور مارواڑ کی سرحد پر واقع ہے برسات کے موسم مین اسکا طول ۲۰ میل اور عرض آٹھ میل ہوجاتا ہے مگر ایسا پایاب ہوتا ہے کہ آدمی ہر جگہ پھر سکے اسکے جنوب مشرقی کنارے پر قصبہ سانبھر آباد ہے اسکے سامنے گرمی کے موسم مین جھیل کا حصہ سیاہ گدلے پانی کا دو میل طویل اور ایک میل عریض عمیق ترین

مقام ہوتا ہے یہ جھیل مع ساٹھ دیہات متعلقہ کے جے پور اور جودھپور کی مشترک ملکیت تھی وقتاً فوقتاً انقلاب زمانہ سے موقع پاکر دیہات علحدہ کر لئے گئے آخرکار علاوہ سانبھر کے صرف بارہ گانون مشترک رہ گئے یہ جھیل اب سرکار انگریزی کے قبضے مین ہے۔

تعجب ہے کہ جھیل مین اسقدر نمک کہانسے آتا ہے کوئی شور ندی اُس مین شامل نہین ہوتی ہے اور اُسکے کنارے نیز جو شمال مین نوحہ اور جنوب مین سانبھر نام کی آبادیان ہین اُنکے کنودن مین بالکل شیرین پانی ہے نہ اُسکے گرد مین کوئی نمکین پہاڑ ہے غالباً یہ مادہ جھیل کے کسی مختصر حصے مین موجود ہے کہ نمکین چشمے کے سبب سے کبھی خشک نہین ہوتا یا اُسی کے اندر نمکین پہاڑ ہے کہ کسی اور مقام پر زمین سے نہین نکلا ہے دلدل مین غرق ہوجانیکے خوف سے کسی نے اس جھیل کا امتحان نہین کیا ہے۔

## کہانین

لوہا۔ تانبا۔ سیسہ۔ پھٹکری اور نیلا تھوتھا بھی کھیتڑی وغیرہ کی طرف پیدا ہوتا ہے اور الور کی طرف سرحدی پہاڑون مین سنگ مرمر کیطرح کا ایک سفید پتھر نکلتا ہے جو عمارت کے کام مین بہت خرچ ہوتا ہے لیکن کرانہ علاقہ جودھپور کے سنگ مرمر کے مقابل جو ہمیشہ صاف رہتا ہے اور جسمین سرد و گرم ہوا کم اثر کرتی ہے جیپور کا پتھر کم درجہ ہے وہ کچھ مدت کے بعد زرد پڑ جاتا ہے۔

باگور کے پہاڑ مین کہ کھیتڑی کے قریب اور قلعہ کھیتڑی سے بلندی پر واقع ہے تانبے کی دھات مین سے دریاے مجہول) نکلتا ہے اُسکا میناکاری مین بہت خرچ ہے کہ دہلی و جیپور و حیدرآباد کو بکثرت بھیجا جاتا ہی راجمحل مین لالڑی بھی نکلتی ہے مگر اُس کا رنگ سیاہ اور چمک کم ہوتی ہے۔

## تعداد دیہات وغیرہ

جیپور کے اندر نوٹے قصبے یا پرگنے گنے جاتے ہین جن مین کل چھ ہزار گانون ہین اُنمین سے دو ہزار کے قریب خالصے مین۔ ڈیڑھ ہزار کے قریب سردارون کی جاگیر مین اور ڈھائی ہزار سے کچھ زیادہ انعام و خیرات وغیرہ مین سمجھے جاتے ہین۔ اس ریاست مین قلعہ رنتھنبور۔ قصبہ آنبیر اور شہر جیپور مشہور اور عمدہ مقامات ہین۔

## رنتھنبور

راج جیپور کے جنوبی سرحد پر جیپور سے پچھتر میل بوندی کی طرف ایک مضبوط قلعہ ہے کہ ایک پہاڑ پر جسکے ہر طرف عمیق اور پیچدار نالے ہین اور صرف ایک تنگ راستے سے اُس کی بلندی پر پہونچ سکتے ہین اور ہر طرف سے بلند کھڑے ہوئے پہاڑون سے محروس ہے واقع ہے۔

اوپر جاکر پہاڑ کی بلندی ایسی سیدھی ہوگئی ہے کہ صرف زینون سے اُسپر چڑھتے ہین اور راستے مین متواتر چار دروازے آتے ہین پہاڑ کی چوٹی پر کہ ایک میل طویل اور اسی قدر عریض ہے بڑے آثار کی سنگین فصیل بنی ہوئی ہے جو پہاڑ کی بلندی و پستی کے موافق بلند و پست ہوگئی ہے اور بنظر استحکام و حفاظت جابجا برج اور

مورچے ہین احاطے کے اندر حاکم یعنی قلعدار کی سکونت کے واسطے محل ہے اور ایک مسلمان پیر کا مزار ہے
اور مسجد ہے اور قلعہ کی سپاہ کے واسطے مکانات ہین برساتی چشمون اور تالابون سے کہ قلعہ کے اندر ہین
پانی آتا ہے قلعہ سے مشرق کی طرف بذریعہ تنگ وسنگین زینے کے ملا ہوا قصبہ ہے یہ قلعہ جیسا کہ توپونکی ایجاد سے
پیشتر ناممکن التسخیر سمجھا جاتا تھا ویسا ہی زمانہ حال کے سامان جنگ کے مقابلے مین اسوجہ سے کہ ہر طرف بلند
پہاڑون سے لگاؤ ہے کارآمد نہین ہوسکتا -

رن پہاڑ کو کہتے ہین تھنبور جوشن پوش کے معنے مین ہے یعنی جوشن پوش پہاڑ ٹیفن تھلر نے لکھا ہے کہ اس
قلعہ کو رانا ہمیر نامی رجپوت رئیس نے تعمیر کرایا تھا یہ قلعہ چتوڑ سے دوسرے درجے پر راجپوتانے مین سمجھا جاتا ہے شمس الدین
التمش نے اس قلعہ کو فتح کیا تھا ہفت گلشن محمد شاہی مین بیان کیا ہے کہ سلطان رضیہ نے اسپر لشکر قطب الدین حسین
کی سرکردگی مین اُن مسلمان محصورین کی رہائی کے لیے بھیجا تھا جو سلطان رکن الدین بن فیروز شاہ کے وقت
سے محصور تھے اور وہ اُنکے چھڑانے مین کامیاب ہوا سنہ ۶۹۰ ہجری مطابق سنہ ۱۲۹۱ء مین دہلی کے بادشاہ سلطان
جلال الدین فیروز شاہ خلجی نے قلعہ رنتھنبور کا محاصرہ کیا جب دیکھا کہ بغیر خونریزی مسلمانون کی جماعت کثیر
کے قلعہ ہاتھ نہین آسکتا تو وہان سے ہٹ گیا احمد حبیب نے عرض کیا کہ بادشاہ اور جہان کشا جب کسی کام کا ارادہ
کرتے ہین تو اُسکے سخت اور دشوار ہونے کا اندیشہ اور آدمیون کے مارے جانے کا خیال نہین کرتے
اور غیرت اُنکو اس کام سے پیچھے قدم رکھنے پر مانع آتی ہے خداوند عالم نے قلعہ بغیر فتح کئے مراجعت کی آدمی
کیا کہتے ہونگے بادشاہ نے جواب دیا کہ ایسے قلعہ کے مقابلے مین مین مسلمانونکے ایک رونگٹے کے ضایع ہونے کا روادار
نہین ہوسکتا کفار کی جو کچھ بربادی ہوسکتی تھی کرچکا ایک رنتھنبور نہ ٹوٹ سکا تو کیا مضائقہ یہ منظور نہین کہ اپنے
نام ونمود کے لیے مسلمانون کو ضایع کراؤن جلال الدین کے جانشین علاء الدین خلجی کے عہد مین اسپر راجہ
ہمیر دیو چوہان جو پرتھی راج کا رشتہ دار تھا اور ہٹیلا ہمیر کے نام سے مشہور ہے قابض تھا اُسنے سنہ ۶۹۷ ہجری
مطابق سنہ ۱۲۹۷ء مین ایک امیر شاہی موسوم بہ میر محمد شاہ اور جماعت باغی کو جو اپنے آقا کے غضب سے جالور سے
مفرور ہوکر آئے تھے اس قلعہ مین پناہ دی تھی علاء الدین کے وزیر نصرت خان نے اس قلعہ کا محاصرہ کیا مگر
قلعہ والون نے منجنیق کے ذریعہ ایسا پتھر پھینکا کہ اتفاقاً نصرت خان کے لگا اور وہ مرگیا بے سری فوج واپس
چلی گئی سنہ ۶۹۹ ہجری مطابق سنہ ۱۲۹۹ء مین علاء الدین نے بذات خود آکر حملہ کیا خزائن الفتوح مین امیر خسرو
نے لکھا ہے کہ مسلمانون نے تھیلون مین مٹی بھر کر قلعہ کی فصیل کے گرد پشتہ بنانا شروع کیا جب یہ پشتہ قلعہ کی
دیوار کے مغربی برج سے مل گیا تو یکبارگی حملہ کرکے قابض ہوگئے اور راجہ کو مع اہل قبیلہ وسپاہ کے قتل کیا
میر محمد شاہ اور دوسرے باغی مسلمان بھی قتل کرائے گئے جب میر محمد شاہ کو زخمی بادشاہ کے سامنے لایا گیا تو بادشاہ
نے فرمایا کہ اگر تیرا معالجہ کراکے تندرست کرادون تو اُسوقت تو میرے ساتھ کیا سلوک کرے گا اُسنے جواب دیا کہ
آپ کو قتل کرکے ہمیر دیو کے بیٹے کو بادشاہ بنادونگا بادشاہ نے اُسکو ہاتھی کے پاؤن سے کچلوادیا - اور جو

ہمیر کے ساتھ کے ہندو اُس سے مخالف ہوکر بادشاہ کے پاس چلے آئے تھے یہ کہکر کہ جب اپنے ولی نعمت سے دغا کی تو مجھکو وفاداری کی ان سے کیا امید ہوسکتی ہے اُن سبکو قتل کرا دیا اُن مین راجہ کا دیوان رنمل بھی شامل تھا جو مارا گیا۔

اس راجہ کی اولاد قصبہ نیمرانہ علاقہ اُلور ملک راجپوتانہ مین ہے ۱۳۹۸ء مطابق سنہ ۸۰۱ ہجری مین امیر تیمور اپنے تاتاریون کا ٹڈی دل لئے ہوے ہندوستان مین داخل ہوا اور تغلق خاندان کے بادشاہ محمود کو عین شہر دہلی کی فصیل کے نیچے شکست دیکر دارالسلطنت مین داخل ہوا اور اس سے ہندوستان مین شورش پیدا ہوئی تو یہ قلعہ مسلمانون کے قبضے سے جاتا رہا لودھیون کے عہد مین سلطنت کی ابتری کے موقع پر سلطان محمود خلجی اول مالوہ کا بادشاہ نہایت زور پکڑ گیا یہانتک کہ بہلول لودی اسکو بہت سا روپیہ بطور پیش کش بھیجنے لگا اس سلطان نے ۸۵۴ شہ ہجری مطابق سنہ ۱۴۵۰ء مین بیانے تک ملک کو مسخر کرکے بیان کے حاکم کو مطیع کر لیا اور واپسی مین قصبہ بنور کو کہ رنتھنبور کے پاس واقع تھا فتح کر لیا اور ۸۶۱ شہ ہجری سابق ۱۴۵۷ء مین ہاڑوتی کی فتح کے بعد سلطان نے اپنے شہزادہ غیاث الدین کو فتح رنتھنبور کیلئے مقرر کرکے اُسے تسخیر کرا لیا اسوقت مین تخت دہلی پر بہلول لودی قائم تھا میواڑ کی تاریخ مین لکھا ہے کہ کچھ مدت کے بعد میواڑ کے رانا سانگا کا یہان دخل ہوگیا بابر کے ہاتھ سے اُسکے مغلوب ہونے کے بعد شیر شاہ نے اس قلعہ کو لے لیا اور اُسکی اولاد مین ابتری ہونے اور دوبارہ مغلون کے زور پانے کے سبب سنہ ۱۵۵۳ء مین جھجھار خان بدایونی قلعہ دار نے بوندی کے راو سرجن ہاڑا کو کچھ روپے کے عوض مین یہ قلعہ حوالے کر دیا سنہ ۱۵۶۹ء مین مغل بادشاہ اکبر کے چڑھائی کرنے پر راو سرجن نے یہ قلعہ بادشاہ کو سونپ دینے کے بعد بادشاہی اطاعت اختیار کی۔ جو وجہ تسمیہ اوپر لکھی ہے یہ اکبرنامے سے لی ہے جہانگیر نے ۱۰۲۷ کے واقعات مین اپنی توزک مین لکھا ہے کہ سلطان علاؤالدین خلجی نے جب فوج کشی کی تو مدتہائے مدید کے محاصرے مین بڑی محنتون اور کوشش سے فتح پائی تھی میرے والد نے ایک مہینہ بارہ دن مین فتح کر لیا مین نے قلعہ مذکور کو دیکھا دو پہاڑ برابر برابر ہین ایک کا نام رن ہے دوسرے کا تھنبور قلعہ تھنبور پر ہے دو لفظ ملا کر رنتھنبور مشہور ہو گیا اگرچہ قلعہ نہایت مضبوط ہے اور پانی بھی بہت ہے مگر رن بڑی مضبوط فصیل ہے اور حصار کی فتح اسی پر منحصر ہے چنانچہ والد بزرگوار نے فرمایا کہ توپین رن پر چڑھا دو اور قلعہ کے اندر کی عمارتون کو سامنے دھر لو پہلی ہی توپ کو آگ دی تو راو سرجن کی جو کھنڈی پر گولہ لگا اُسکا ہمت کی بنیاد اکھڑ گئی اور قلعہ حوالے کر دیا۔ صوبہ اجمیر مین تراسی محالات کی سرکار ہو جانے سے اُسکی عظمت قائم ہو گئی تھی اور نہ فقط بوندی و کوٹہ مع ممالک متعلقہ کے بلکہ شیوپور کی کل ریاست اور جنوب بان گنگا کی سب چھوٹی جاگیرین جو اب ریاست جیپور مین داخل ہین اُسی مین شامل تھین الغرض کل سلطنت مین بجز محمد آباد واقع بنگالہ کے رنتھنبور سب سے بڑی سرکار تھا کتب خانہ ریاست مین ایک قلمی رسالہ دستورالعمل راجہ ٹوڈرمل کے نام سے رکھا ہوا ہے اُسمین لکھا ہے کہ سرکار رنتھنبور مین ۷۵ محال تھے شاہجہان کے عہد مین یہ قلعہ راجہ بٹھلداس گوڑ کو عنایت ہوکر کچھ مدت کے بعد پھر بادشاہی خالصے مین آگیا۔

جب محمد شاہ اور احمد شاہ کے بعد دہلی کی سلطنت ابتری کو پہونچی اور مرہٹون کے زور سے قلعدار کو اسکے سنبھالنے کی طاقت نرہی تو اُس نے اس نظر سے کہ مرہٹون کے ہاتھ آکے ہمیشہ کو سلطنت سے علیحدہ نہ ہو جائے اُس نے کسی راجپوت رئیس کو سپرد کرنا چاہا اول اُسنے بوندی سے درخواست کی مگر ہاڑا نے اس خوف سے کہ اگر اسکو محفوظ نہ رکھہ سکا تو بادشاہ کا معتوب ہونا پڑے گا انکار کیا مجبوراً اُس نے ۱۷۵۶ء مین یہ قلعہ راج جیپور کی حفاظت مین دیدیا جو سلطنت دہلی کے برباد ہو جانے سے ابتک مہاراجہ جیپور کے قبضے مین چلا آتا ہے۔

## آمیر

یہ قصبہ جو پہلے راجدھانی تھا جیپور سے چار میل شمال مین پہاڑونکے اندر ایک مختصر تالاب کے کنارے پر واقع ہے اُسکے مندر و مکانات اور گلیان پہاڑون کے ناوپر کر تالاب سے ملے ہین متفرق ہین ان گلیون مین کہ بہت پیچدار ہین اور درختونکی کثرت سے تاریک نظر آتی ہین بہت کم آبادی رہگئی ہے اور اب بجز برہنہ خاک آلودہ لٹادھاری بیراگیون کے کہ ویران مکانات اور مندرون مین رہتے ہین کوئی بود و باش نہین کرتا ہے۔ تالاب کے مغربی کنارے اور پہاڑ کے دامن پر آمیر کا عظیم الشان محل اور سلّا دیوی کا مندر ہے اوسکی تعمیر بہت مضبوط اور عریض آثار و نکی اور کاشمیر کی ابتدائی تعمیرات سے بہت مشابہ ہے۔ تالاب کے مغربی کنارے پر پہاڑ کے دامن مین مردانہ و زنانہ محلات اور بلندی پر ایک قلعہ بنا ہوا ہے اس قصبے اور قلعے کو راجہ مان سنگھ اور مرزا راجہ جے سنگھ اول نے بہت آراستہ کیا تھا لیکن نیا شہر جیپور آباد ہو جانے کے بعد یہ مقام راج کے خاص خزانے اور قید خانے کا کام دیتا ہے کہتے ہین کہ سلّا دیبی کے مندر مین ہنود کے زیادہ جاہلانہ اور بیرحم زمانے مین ہر روز آدمی مارا جاتا تھا جسکے عوض اب بکرا مارا جاتا ہے جیسا کہ اودیپور مین آنبا ماتا کے مندر مین روزانہ بکرے کی جان لیجاتی ہے امبا بمعنی جگ ماتا کے نام سے امبیر نامزد ہوا ہے جسکا آنبیر اور پھر آمیر ہوگیا انسانی قربانی کا نام پرس میدھ ہے۔

## باہن ڈون

براہ آگرہ و متھرا آگرے سے ۱۰ میل جنوب مغرب مین ہے سابق مین یہ بڑا قصبہ تھا مرہٹون کی ظلم و تعدی سے تباہ ہو گیا مگر اب بھی بہت آبادی ہے۔

## پاٹن

یہ مقام توراوا ٹی کی تحصیل کا صدر ہے۔ اس علاقے مین پہاڑ بکثرت ہین اور انکے درمیان کی زمین بہت سیراب ہے یہان کا رئیس جیپور کا خراجگذار ہے مینون کی آبادی بہت ہے جو زیادہ تر چوری مویشی اور غارتگری کے عادی ہین اور اکثر یہ پیشہ چھوڑ کر کاشتکاری کرنے لگے ہین قصبۂ پاٹن پہاڑ کے قلب مین دامن کوہ پر آباد ہے اور پہاڑ پر قلعہ ہے قلعہ اور آبادی کے درمیان وسط بلندی کوہ پر رئیس کا محل ہے دہلی سے سو میل جنوب مغرب مین ہے۔

## سانگانیر

جیپور سے ۹ میل جنوب مین ایک قصبہ ہے یہان کپڑے کی رنگت کا بڑا کارخانہ ہے اور عمدہ چھینٹین اور رومال تیار ہوتے ہین

## پالی

جھیل کے کنارہ چیپ پر واقع ہے جیپور سے ۸۸ میل جنوب مشرق مین۔

## شہر جے پور یا جے نگر

یہ نئی راجدھانی جنوب کے سوا ہر طرف پہاڑون سے گھری ہوئی ہے اور اس مین ۱۹۲۱ء کی مردم شماری کی رو سے ایک لاکھ بیس ہزار ۲۰۷ آدمی بستے ہین جسکی لمبائی مشرق سے مغرب کی طرف دو میل کے قریب اور چوڑائی شمال سے جنوب کو تخمیناً ایک میل ہے پختہ شہر پناہ جسمین خوبصورت برج اور دروازے بنے ہوے ہین آثار مین اتنی کم چوڑی ہے کہ ادنے توپخانے کے مقابلہ کو بھی کافی نہین سمجھی جاتی اور ایسی نیچی ہے کہ اکثر طرف ریتہ اڑکر فصیل اور کنگورون تک جمع ہوگیا ہے دروازونکے آگے جو تعداد مین سات ہین گھوگس یعنی پیچدار پردے کی دیوارین ہین ان مین توپونکے واسطے دمدمے اور بندوقون کے مورچے بنے ہوئے ہین اگرچہ کبھی فصیل شہر پناہ کے گرد خندق تھی تو اسکا نشان مٹا دیا ہے راجاؤنکے بناے ہوئے شہرون مین جیپور کی خوبصورت قطع کو کوئی مقام نہین پہونچتا صدر بازار جو مشرق سے مغرب کو چلا گیا ہے اسکا راستہ چالیس گز چوڑا ہے یہ بازار دو میل طویل ہو اور اسیطرح شمال سے جنوب کو جو ایک میل تک آڑی لائن گئی ہے وہ بھی اسی قدر چوڑی ہے دوسرے درجے کے بازارون کی چوڑائی بیس گز اور تیسرے نمبر والے کوچونکی چوڑائی نو گز رکھی گئی ہے ہر ایک سیدھی اور آڑی لائن یعنی شہر کی لمبائی اور چوڑائی والی سڑک جہان ملتی ہے اس مقام پر ایک چوک نظر آتا ہے جسکو پانچ چوپڑ کہتے ہین۔

قاعدے کے ساتھ مکان اور راستے بنائے جانے کے سبب کل شہر بارہ حصون مین تقسیم ہو سکتا ہے اور بڑے بازارونمین تمام دوکانین پختہ اور ہمشکل بنی ہوئی ہین جنپر بلند بالاخانے ایک رنگ مین نہایت بارونق دکھائی دیتے ہین حقیقت مین درست قطع پر آباد ہونے کے لحاظ سے شہر جیپور کا جواب تمام ہندوستان مین نہین پایا جاتا۔ کلکتہ اور بمبئی مین جو اول درجے کے بڑے شہر ہین آدمیونکی کثرت اور انگریزی سوداگرون وغیرہ کی عالیشان کوٹھیان اور ہر قسم کا قیمتی سامان موجود ہونے کے سوا سب مکانونکی ایک سی کیفیت نہین ہے۔

مہاراجہ کے محلات اور اُس کا باغ وغیرہ شہر کے بڑے درمیانی چوپڑ مین جو آدھ میل لمبا ہے بنے ہوئے ہین محل کا اول مکان یعنی ہوا محل بازار کے کنارے پر آٹھ منزل بلند ہے جس کے گرد برج اور چھتریان تعمیر کی گئی ہین احاطے کے اندر سنگین ستونون کے کئی بڑے اور چھوٹے دیوان خانے ہین۔ باغ جسکے گرد مورچہ دار فصیل اور اندر فوارے اور سرو و شمشاد وغیرہ کے درخت ہین نہایت خوش وضع ہین کل محلات بارہ گنے جاتے ہین اور ہر ایک سے دوسرے کو جانے کے لئے باغ یا ہال مین ہو کر راستہ ہے۔ سب سے عمدہ مکان دیوان خاص سنگ مرمر کا بنا ہوا ہے اسی سفید پتھر نے بازارو کوچون مین اکثر مندرون اور کئی مسجدون سے شہر کی خوبصورتی بڑھا دی ہو تحفۂ راجستان مین لکھا ہو کہ

یہان کے آدمی جن مین بقول یک تجربہ کار کے غیرت کم اور مروّت زیادہ ہے بہت عیش طلب اور بے تعصب
سمجھے جاتے ہین سیر محتشم مین کہ نواب غوث محمد خان والی جاورہ کا سفرنامہ ہے اس شہروالون کے متعلق ایک
فقرہ درج کیا ہے کہ جس گھر مین عورت عیاش نہین وہ صاحب خانہ لشاش نہین لیکن اب تہذیبی زمانے مین یہ فقرہ کتاب
کے لیے بدنمائی کا ثبوت دیتا ہے۔ مہاراجہ جے سنگھ کی عظیم الشان رصدگاہ ابتک صحیح و سالم و درست ہے مگر فی زمانہ
یہان کوئی پنڈت اُسکا استعمال نہین کرسکتا علاوہ بڑے بڑے دوائر درجہ نما وار تفاع محرف وسمت الراس
و ستون وغیرہ کے کہ پختہ مسالے سے تعمیر ہوئے ہین پیتل کے بڑے اور بہت وزنی دائرے لگے ہوئے ہین اگر
کوئی سمجھنے والا ہو تو یہ چیزین تحقیقات علم نجوم اور گردش اجرام فلکی کے واسطے نہایت کارآمد ہین۔
مہاراجہ سوائی جے سنگھ والی آمیر ڈھونڈھار نے اٹھارھوین صدی عیسوی کے شروع مین کہ ۱۷۲۸ء تھے
اس شہر کو آباد کرکے اپنے نام سے نامزد کیا تھا اور اپنی بود و باش اور کل راج کا کارخانہ قدیم شہر آمیر سے یہان کو منتقل
کیا تھا کہ جب سے روز بروز آبادی کم ہوکر آمیر ویران ہوگیا ہے۔
شہر کی تمام خوبیون پر ریت مین پانی کا نہ ملنا ایک بڑی مصیبت تھا اسلئے مہاراجہ رام سنگھ دوم نے آبادی سے تین کوس
کے فاصلے پر ایک ندی کو روک کر نلونکے ذریعہ سے شہر مین پانی پہونچایا۔ اور تمام شہر مین گیس کی روشنی بھی کرائی ہے
شہر کے باہر اجمیری دروازے کے قریب اسی مہاراجہ کا لگایا ہوا رام نواس باغ بھی بڑی رونق اور سیر کی جگہ ہے
جسکے گرد زیادہ خوشنمائی کے لیئے دیوار کے عوض لوہے کا جنگلہ قائم کیا گیا ہے۔ اُسکے اندر کئی مکان اور حوض بنے
ہوئے ہین مختلف جانور چوپائے درند اور پرند کٹہرون مین بند نظر آتے ہین اور بہت سی عجیب وغریب چیزین جا بجا
موقع اور قرینے سے سجائی گئی ہین۔ ہر طرف صاف سڑکین پانی کے نل اور فوارے عجیب بہار دیتے ہین۔

## کچھواہہ قوم

اس نسل کے راجپوتون کو دعوے ہے کہ ہم راجہ رام چندر والی اجودھیا عرف اودھ کے دوسرے بیٹے کش کی
اولاد مین ہین اسلیے وہ گہلوت اور راٹھوڑ کی طرح سورج بنسی نسل مین سمجھے جاتے ہین انکو کشواہہ کش کی اولاد مین
ہونے کی وجہ سے کہتے ہین جسکو کچھواہہ بھی لکھتے ہین ٹاڈ نے کچھواہا کو کچھوا سے ماخوذ سمجھکر کہا ہے کہ یہ قوم اس ملک مین
ایسی پھیل گئی تھی جیسے جانور کچھوا پانی مین ہوتا ہے اور یہ بالکل لغویات ہے ستارۂ تاریخ مالوہ مین سید کریم علی نے لکھا ہے
کہ کچھواہا راجپوت کے متعلق کئی کہانیان مشہور ہین اگرچہ ایسی کہانیان لکھنا اب تاریخ نویسی سے بعید ہے لیکن بسبب
اسکے کہ راجپوت ایسی باتون کو بہت صحیح مانتے ہین جو یہ باتین نظرانداز کردی جائین تو کتاب کو صحیح نہین سمجھتے اور مجھے
یہ منظور ہے کہ کتاب سب کو عزیز ہو اسلئے اُنکی تفصیل کرتا ہون (۱) راجہ رامچندر جی کی رانی ایک دن اشنان کرنے کو
ندی پر گئی اور اپنے بیٹے کو ایک دشی کے پاس جو ندی کے کنارے پر رہتا تھا بٹھا گئی نہانے کی حالت مین رانی نے دیکھا کہ ایک
بندریا اپنے بچے کو پیٹ سے چپٹائے درختو پر کودتی پھرتی ہے رانی نے بندریا سے مخاطب ہوکر کہا کیا احمق ہے آخر
حیوان مطلق ہے اگر کود پھاند کے وقت بچہ چھاتی سے چھوٹ جائے زمین پر گر کر مرجائے مجھے تیرے بچے پر رحم آتا ہے

کیسی تو مان ہے اور کیا تیرا کلیجا ہے بندریا کو خدا نے قوت گویائی دی وہ بولی کہ رانی سُن تو احمق ہے یا مین احمق ہون باوصف اسکے کہ حیوان مطلق ہون میری محبت مادری اس سے ہویدا ہے کہ میرا بچہ ہر دم میری چھاتی سے لگا رہتا ہے تیری بیدردی مین کیا شبہ ہے کہ تو نورِ نظر کو آنکھون کے اوجھل چھوڑ آئی بندریا کی بات سنکر رانی کے دل پر چوٹ لگی لڑکے کو اپنے جلدی سے اُٹھا لائی وہ رشی لڑکا اُٹھا لانے سے آگاہ نہ ہوا معبود کے دھیان مین آنکھ بند تھی رانی کے آنے اور لڑکے کو لیجانے سے تھوڑی دیر کے بعد جب چونکا لڑکے کو نہ پایا بہت گھبرایا ندامت سے سر جھکایا اور دل مین کہا رانی جب لڑکے کو نپائے گی سر پیٹے گی چلائے گی مجھ سے لڑکے کو پوچھے گی مجھے شرمندگی ہوگی سوچ کر اُٹھا گھانس لایا اور پتلا بنایا اور اُس پتلے مین جان پڑنے کی جناب کبریا مین دعا کی اُسکی دعا قبول ہوئی وہ پتلا مثل رانی کے لڑکے کے ہو گیا کھیلنے لگا جب رانی غسل کر چکی اپنے لڑکے کو گود مین لیے رشی کے پاس آئی وہان دوسرا لڑکا اپنے بیٹے کے ہمشکل پایا رہا نہ گیا پوچھا یہ کس کا نورِ چشم ہے جو میرے بیٹے کے ہمشکل ہے رشی نے کہا اسے لیجا یہ بھی تیرا بیٹا ہے الغرض رانی سب حال سے آگاہ ہوئی اُس لڑکے کو اپنے گھر لیگئی دونو نکو پرورش کیا ایک کا نام لو اور دوسرے کا نام کش رکھا زبان سنسکرت مین کش کچھ گھانس کو کہتے ہین کش کی اولاد جو گھانس کے پتلے سے جاندار ہوا کچھواہہ راجپوت ہوئے (۲) دوسری روایت یہ ہے کہ سورسنگھ عرف سلدھل دیو کش پسر راجہ رامچندر کی اولاد مین بہت پشتون کے بعد ایک آدمی تھا سمبت ۱۰۲۳ مین ڈھونڈھار کے ملک مین آیا اس ملک مین کوئی رئیس نہ تھا یہان کا راجہ ہوا جب یہ مر گیا دلاراے عرف دل راے راجہ ہوا سمبت ۱۰۸۲ مین گدی پر بیٹھا گوجرون سے لڑا دوسا بھانڈا فتح کیا جب یہ بھی مر گیا گوگل جی عرف کاگل دل سمبت ۱۰۹۳ مین گدی پر بیٹھا اس نے جنگل مین گھانس کٹوائی اور وہان باجی نام شہر بسایا بسبب گھانس کاٹنے اور شہر بسانے کے اسکا لقب کچھواہہ ہوا (۳) تیسری روایت یہ ہے کہ اس گوگل جی کا بیٹا ہنونت تھا گوگل جی نے اپنے بیٹے کا بیاہ موڑا مین چوہانون کے خاندان مین کیا ایکبار گوگل جی اپنے سمدھی کے گھر گیا اُسنے کہا کہ بڑگوجرون کے سبب میرا ناک مین دم ہے اسوجہ سے نہایت رنج و غم ہے اگر تم مدد کرو تو یہ فساد مٹتا ہے گوگل جی نے یہ سنکر بڑگوجرون پر چڑھائی کی بہت بڑی لڑائی ہوئی اکیس ہزار آدمی طرفین کے مارے گئے بڑگوجر لڑائی جیتے گوگل جی بھاگا جموا ماے کے گھاٹ پر پہونچا وہان دیبی کا مندر تھا اُسکی پوجا کرنے لگا ایک دن دیبی مٹی کے کھلونے بناتی تھی بہت خوش بیٹھی تھی گوگل جی نے من اولاے آخر سب حال کہہ سنایا دیبی نے ایک لکڑی گوگل جی کو دی اور یہ بات کہی کہ اس لکڑی کو لیجا جو لوگ لڑائی مین مارے گئے ہین انھین لکڑی چھوا وہ سب زندہ ہو جاینگے اور تیری مدد کرینگے تو راجہ ہوگا مدت تک تیرا راج بنا رہیگا گوگل جی وہ لکڑی لیگیا لکڑی سے مردون کو جلایا اور دیبی کی مہربانی کا حال اُسنے کہا اور پھر جموائی دیبی کے پاس گیا دیبی نے مہربان ہوکے فرمایا گھاٹ سے اگر نیچے جاے گا اپنا مطلب پاے گا گوگل جی گھاٹ اُتر کے راج گڑھ گیا وہ ملک اُسکے ہاتھ آیا راج کرنے لگا جموائی دیبی کا مندر بنایا اُسکی پوجا کرتا تھا اس دیبی کا نام کچھوائی تھا اس دیبی کی پوجا مین مصروف رہنے کی وجہ سے گوگل جی کچھواہہ مشہور ہوا۔

ابو الفضل نے کچھواہہ قوم کو چندراوت مین سے بتایا ہے جسکی کتاب آئین اکبری کی اصل عبارت یہ ہے
چندراوت بفتح جیم فارسی و کون نون خفی و دال و را و الف و فتح واو و تاے فوقانی روشناس این الوس کچھواہہ
بفتح کاف و سکون جیم فارسی و ہاے خفی و واو و الف و فتح ہا و ہاے مکتوب ۔

## کچھواہون کی تاریخ

کش یا اُسکے بیٹے پوتون مین سے کسی نے اپنی موروثی دار الریاست سے نقل وطن کرکے سون ندی کے کنارے پر
روہتاس مشہور قلعہ تعمیر کیا تھا اور چند پشتون کے بعد ایک مشہور شخص راجہ نل نے جسکے عشق کا قصہ دمنتی رانی کے
ساتھ مشہور ہے اس قصے کو مثنوی نل و من کے نام سے فیضی برادر ابو الفضل نے فارسی مین نظم کیا ہے سمبت ۳۵۱
مطابق ۲۹۵ء مین مغرب کی طرف چل کر نرور مین جسکو قدیم لوگ نئے شندھ کہتے تھے قلعہ اور سلطنت بنائی بعض
یہ بھی روایت کرتے ہین کہ نرور پہونچنے سے پیشتر اُسنے لاہر واقع کچھواہا گار اور گوالیار بھی آباد کئے تھے مگر اسکی تصدیق
اچھی طرح نہین ہوتی ہے تیتیسوین پشت مین سوراسنگھ ہوا اُسکے پسر ڈلہا راے نے جسکو عام لوگ ڈھولا راے
بولتے ہین باپ کے مرنے کے بعد موروثی ریاست سے مخروج ہوکر سمبت ۱۰۲۳ مطابق ۹۶۷ء مین ڈھونڈھار کا راج
قائم کیا ۔ جو مشرقی شمالی راجپوتانہ مین ہے کہتے ہین کہ سوراسنگھ رئیس نرور کا انتقال ہوا تو اُسکے بھائی نے راج چھین کر
صغیرسن ڈھولا راے کو اُسکے موروثی حق سے محروم کیا اُسکی والدہ مفلسون کا لباس پہنکر اور لڑکے کو ٹوکرے مین
اپنے سر پر لیکر مغرب کی طرف روانہ ہوئی اور قصبہ کھوگنگ مین جو شہر جیپور کے موقع سے پہاڑون مین پانچ میل کے
اندر تھا اور اُسمین مینون کی آبادی تھی پہونچی اور مینہ رئیس کی کنیز سے ملکر روٹیون کے عوض مزدوری کرنیکی التجا کی
مینہ کی رانی نے اُسکو کنیزون مین نوکر رکھا ایک روز اُسنے کھانا پکایا اور مینہ رئیس نے جسکا نام رالن سی تھا کھایا تو
اُسکو اپنے معمولی کھانے سے ایسا خوشگوار معلوم ہوا ۔ پکانے والی کو طلب کرکے اسکی کل سرگذشت دریافت کی اور
جب اُسکو اس آفت زدہ عورت کے خاندان کی عظمت کا حال معلوم ہوا تو اسکو اپنی بہن اور ڈھولا راے کو
بھانجا قرار دیکر بہت عزت و توقیر سے رکھا اور کچھ زمین گذارے کے لیے دیدی ایک قدیم تواریخی شعر ہندی سے اس
مینا رئیس کی قوت کا اندازہ ہوسکتا ہے ۔ باون کوٹ چھپن درواجہ + مینا مرد نائن کا راجہ
یعنی باون قلعے اور چھپن دروازے مینا راجہ کے ہین ۔ جب یہ لڑکا چودہ برس کا ہوگیا تو اُسکو کھوگنگ کا خراج
ادا کرنے کے واسطے دہلی کو کہ وہان تنوَر راجہ حکمران تھا بھیجا وہان اُسکو پانچ برس رہنے کا اتفاق ہوا اور
یہ خیال پیدا ہوا کہ مینہ رئیس کی ریاست کو لینا چاہیئے اس باب مین اُسنے مینون کے ڈھولی یعنی ڈوم یا بھٹ سے
مشورہ کیا اُسنے صلاح دی کہ ہولی کے تیوہار پر کل مینے جمع ہوکر ایک تالاب مین غسل کرتے ہین اُسوقت یہ کام
کرنا چاہیئے چنانچہ اُسنے ایسا ہی کیا کہ دہلی سے اپنے ہم قوم راجپوتون کا گروہ ہمراہ لاکر جس تالاب مین مینے نہاتے
تھے اُسی کو اُنکی نعشون سے بھر دیا اور اُنکے ساتھ نمک حرام ڈھولی کو بھی قتل کیا کیونکہ جس نے ایک آقا سے
دغا کی اُسپر دوسرا کیونکر اعتبار کرسکتا ہے ۔ ایک فارسی کی قلمی تاریخ مین لکھا ہے کہ چونکہ قدیم سے اُنکے خاندان کا

معمول دغا و فریب پر تھا سب کچھواہون کو اس بات پر آمادہ کر لیا کہ آدمیون کو مار ڈالین اور ملک کے ہم مالک بنجائین ایک دن مینون کی دعوت کی اور خوب شراب پلائی جب سب بدمست ہوگئے تو اُنکو قتل کر ڈالا اور اُس دن سے ملک پر قبضہ کر لیا (یہ نسخہ لالہ روشن رائے سے منقول ہے) گھوگنگ پر قبضہ کرکے وہ دوسہ کو گیا وہان بڑگوجر نسل کا راجپوت راجہ تھا اُسکی دختر کو اپنے ازدواج مین لانا چاہا اُسنے کہا کہ یہ امر کیونکر ہوسکتا ہے کہ ہم تم دونون سورج بنسی ہین اور اب تک سو پشت کا تفاوت نہین ہوا ہے مگر جب یقین ہوا کہ یہ تعداد معینہ پشتین گذر گئی ہین تو شادی کر دی اس بڑگوجر راجہ کے اولاد نتھی اسلیئے اُسنے اپنے داماد کو راج کا اختیار دیا اسطرح اضافہ ملک سے زور پاکر سیرہ قوم کے مینون کو جن کا سردار راج کا رئیس راو نتھو تھا فتح کرنا چاہا کہ اسپر بھی کامیاب ہوا اور مقام مفتوحہ جدید کو اپنی بود و باش کے واسطے بہتر سمجھکر وہان دار الحکومت بنایا اور اپنے بزرگونکے نام سے بلج کلم نام رام گڑھ رکھا بعد ازان ڈھولا نے ماروبی دختر رئیس اجمیر سے شادی کی جبیر وہ عاشق ہوگیا تھا ڈھولا مارو کا قصہ راجپوتانے مین بابالوگ گاتے پھرتے ہین یہ ہندو فقیرون کا ایک گروہ ہے ڈھولا مارو کا سانگ بھی ہولی پر بنایا جاتا ہے ایک دفعہ جمنوا دیبی کے مندر سے مع ماروبی رانی کے واپس آتا تھا کہ اثنائے راہ مین مینون نے یہ تعداد گیارہ ہزار فراہم ہوکر اُسپر حملہ کیا ڈھولا نے اُنسے لڑائی کی اور اکثر آدمیون کو مارا مگر خود بھی مارا گیا اور اُسکے ساتھی بھاگ گئے۔

ماروبی رانی حاملہ تھی ڈھولا رائے کے بعد اُس سے ایک لڑکا پیدا ہوا جسکا نام کنکل رکھا۔

## کنکل

اُسنے اپنے باپ کا ملک دشمنون کے قبضے سے نکالا اس نام کی جگہ کانکل بھی لکھا ہے۔

## میدل راو

یہ کنکل کا بیٹا ہے اسنے سوساوت مینون سے شہر آنبیر کہ اُسکے سردار بھاٹو راو کا دار الریاست تھا فتح کیا اور نادائینونکو مغلوب کرکے گیٹر گھٹی کا ضلع اپنے علاقے مین شامل کیا اور خاص قصبہ آنبیر کو جو انبا ماتا کے نام پر آباد ہوا تھا اپنی راجدھانی بنایا۔ اور بھاٹون کے مارڈالنے کے بعد راو کہلانے لگا۔

## ہون دیو یا ہنوجی

یہ شخص میدل راو کے بعد راجہ ہوا اور اسکے وقت مین بھی مینون سے لڑائیان ہوتی رہین۔

## کون تل

ہون دیو کے بعد کون تل قائم مقام ہوا اُسکی حکومت گرد و نواح کی کل پہاڑی قوم پر پھیل گئی جسوقت وہ کھنسوار کے چوہان رئیس کی دختر سے شادی کرنے کے واسطے چلنے لگا تو مینون نے اُسکی پہلی خونریزیونکو یاد کرکے اور ہر طرف سے جمع ہوکے اس سے کہا کہ اگر یہ حد سے باہر جاتا ہے تو راج کے نقارے اور نشان کو ہماری حفاظت مین چھوڑ جا اُسنے انکار کیا اسپر لڑائی ہوئی مینون نے شکست کھائی اور اُسکی حکومت ڈھونڈھار مین اور بھی استقلال پکڑ گئی نوٹ نسب نامہ راجگان جیپور مین اس نام کی جگہ جانڑ دیو نام تاریخون مین مندرج ہے۔

## پجون

کونتل کے بعد پجون ہوا اس نام کی جگہ پرجون اور پوجن اور پجو بھی لکھا ہوا ہے چند شاعر نے پرتھی راج راسا مین جو ایک قصے کی کتاب ہے جہان اور لوگون کے حالات کو مبالغے کا رنگ دیا ہے وہان اسکی بھی تعریف لکھکر شاعرانہ بہادری مین مشہور کردیا ہے اور اسکو پرتھی راج کا بہنوئی قرار دیا ہے چند کا قول ہے کہ عظمت خاندان اور پرجون کی ذاتی لیاقت سے اسکی شادی پرتھی راج چوہان راجہ دہلی کی ہمشیرہ سے ہوئی تھی۔ پرتھی راج نے ہندوستان کے ایک سو آٹھ چھوٹے بڑے زمیندارون اور راجون کو طلب کیا اسمین پرجونکو عمدہ مقام پر جگہ دی اور اپنی فوج کے ایک گروہ کا افسر مقرر کیا اور یہانتک مبالغہ کیا اور اسکی بہادری کا راگ گایا کہ ایک دفعہ جس زمانے مین وہ سرحد کا حاکم تھا شہاب الدین غوری کو درخیبر پر اسکے ہاتھ سے شکست دلاکر اوسکا غزنی تک تعاقب کرایا ہے۔ فارسی کی تاریخین جنمین ہر ایک کلی اور جزی واقعہ کو شرح وبسط سے لکھا ہے اس بات سے خالی ہین۔

پجون نے چندیلہ راجپوتون سے مہابر فتح کیا اور وہان کا حاکم مقرر ہوا۔

فارسی کی قلمی تاریخ جیپور جو کتب خانۂ ریاست مین موجود ہے اور اسکو ۱۱۲۶ھ ہجری مین مقام لکھنؤ مین لالہ روشن رائے سے نقل کیا ہے اسمین مندرج ہے کہ پرتھی راج نے پجونکے ساتھ اپنی بیٹی کا بیاہ کرکے آسام کے ملک کے انتظام کے لیے بھیجدیا وہ مدت تک وہان رہا اور پھر دہلی کو واپس آگیا اور پرتھی راج سے معاہدہ کرلیا کہ جب اوسکی لڑائی جے چند والی قنوج سے ہوگی تو وہ اس جنگ مین پرتھی راج کے ساتھ جانفشانی کرے گا چنانچہ ۵۰۰ھ ہجری مین پرتھی راج جے چند کی لڑکی کو جسپر وہ عاشق تھا اڑانے کے لیے قنوج کو جانے لگا تو اپنی فوج مین سے ایک سو سولہ کے قریب جودھا جوان اور نامی سردار جنمین پرجون بھی تھا چن کر ساتھ لیے اور منزل بمنزل چلکر قنوج کے پاس ایک باغ مین مخفی طور پر قیام کیا اور اپنے آنے کی خبر جے چند کی بیٹی کو بھیجدی دونون مین طلب صادق تھی اسلیے شب مین پرتھی راج اسکو اڑاکر گھوڑے پر بٹھاکر دہلی کیطرف لے چلا۔ اور سردارون سے کہدیا کہ اگر راجہ جے چند کی فوج تعاقب کرے تو اسکو اتنا لڑائی مین لگا لینا چاہئے کہ مین صحیح سلامت دہلی پہونچ جاؤن۔ جب جے چند کو اس واقعہ کی خبر ہوئی تو غصے سے آگ ہوگیا اور پرتھی راج کے خون کا پیاسا بن گیا اور اپنے سردارونکو حکم دیا کہ پرتھی راج کو کمان کے گوشے مین باندھ لادین چنانچہ جے چند کے آدمیون نے تعاقب کیا لیکن پرتھی راج کے سردارون نے اپنے آقا کے پاس نمک کی وجہ سے انکو راستے مین مصروف کرلیا اسلیے ایک ایک سردار صف سے نکلکر لڑنے لگا اور گڑھ مکتیسر تک اسی طرح لڑائی ہوتی رہی پرجون اسی مقام پر کام آیا اور دوسرے سردار بھی مارے گئے صرف سولہ سردار بچکر دہلی تک نکل گئے راجہ جے چند کے آدمی مجبور ہوکر ناکام لوٹ گئے۔

## مالےسی یا ملےسی

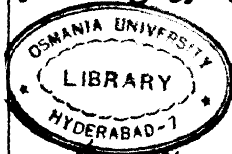
پجون کے مارے جانیکے وقت اسکا بیٹا ملےسی بھی قنوج کی لڑائی مین موجود تھا جسنے بہت سے دشمنون کو

قتل کر کے پرتھی راج کے معتبر سرداروں میں درجہ پایا اور ریاست آمیر میں اپنے باپ کا جانشین ہوا - آپنے بھی اکثر نمایان کام کئے اُنمین سے زبردست ایک فتح تھی کہ منڈور کے رئیس پر حاصل کی تھی مالے سی کے بعد بیجل اور راج دیو اور کونتل (بواو مجہول) یہ تین راجے ہوئے اُنکے عہد مین کوئی امر قابل تحریر وقوع مین نہ آیا۔

## کنتل یا کُونتل

(بواو معروف)

یہ کونتل کے بعد جانشین ہوا اسکے تین بیٹے تھے (۱) جونسی ولیعہد (۲) ہمیر جسکی اولاد مین دمی کے گوگاوت مین (۳) لکھوجی جسکی اولاد بالنسری مین ہے۔




## جون سی

(واو معروف و نون موقوف سے)

اسکے دو بیٹے تھے ایک اُدے کرن ولیعہد دوسرے کی اولاد کُمبانی بالنس کھوہ مین ہے ٹاڈ صاحب نے کُمبانی قائم کی اولاد بتائی ہے اور بعض کتابون مین کُمبانی خود اس دوسرے لڑکے کا نام بتایا ہے جسکی اولاد بالنس کھوہ مین ہے

## اُدے کرن

جون سی کے بعد اُدے کرن مالک ہوا۔ اسکے پسر بالوجی نے ڈھونڈھار سے علیحدہ ہو کر پنجاب کے ضلع امرتسر مین رہنا اختیار کیا اور اُسکے پوتے شیخ جی نے جو موکل کا بیٹا تھا راجستان کے شمالی ریگستان مین قیام کیا جسکی شیخاوت اولاد کے پھیلنے سے اس علاقے کا نام شیخاوائی ہو گیا - سیکر - کھیتڑی - اور بساد وغیرہ کے شیخاوتون کے سوا الوا اور اونیارہ کے نروکے راجپوت راجہ اُدے کرن کے ایک پڑپوتے نرو نام کی اولاد مین سے ہین اسکی باقی اولاد مین سے بنبیل پوتہ اور بیل پوتہ اور شیوبرن پوتہ شمار کئے جاتے ہین - نرسنگھ اسکا ولیعہد تھا ۔

## نرسنگھ

اپنے باپ اُدے کرن کے بعد راجہ بنا - بنبیر اسکا ولیعہد تھا -

## بنبیر

نرسنگھ کے بعد ملک کا مالک ہوا اسکے اتنے بیٹے تھے (۱) اُدھرن یا دوسرا اُدے کرن ولیعہد (۲) برن جی (۳) جروجی (۴) ملک (۵) دیت (۶) بردجی - ان سب کی اولاد بنبیر پوتہ کہلاتی ہے -

## اودے کرن دوم

اسکا ولیعہد چندرسین تھا زیادہ حال معلوم نہ ہوا -

## چندرسین

اسکی اولاد مین سے پرتھی راج ولیعہد (۲) دوسرے کی اولاد کُمباوت مہار مین ہے اور ٹاڈ راجستان مین کھومبو کی اولاد کھمباوت مہار مین تحریر کی ہے -

## پرتھی راج

راجہ پرتھی راج ڈلہارا سے اٹھارھوین پشت مین تھا اور جنھون نے میدل راؤ کا نام نہین لکھا اُنکے نزدیک سترھوین پشت مین تھا اسکے سترہ بیٹے ہوئے جن مین سے بارہ جوان ہوکر بچے جن کو اُسنے بارہ جاگیرین دین اسی سبب سے جے پور کے ماتحت کچھوا ہونکی بارہ کوٹھریان یعنی بڑی جاگیرین کہی جاتی ہین جن مین اب ترقی و تبدیلی ہوکر تعداد بڑھ گئی ہے اور کوٹھری کا لفظ بھی موقوف ہوکر ٹھکانہ کہتے ہین ان بارہ کوٹھریون کے نام یہ ہین (۱) بگرو ر-بائے موحدہ کے فتحہ اور واو معروف سے (۲) رتوار بفتح رائے مہملہ اول وسکون تائے فوقانی (۳) چوموہن بفتح جیم فارسی وواو ودوم معروف (۴) اچرول بفتح الف وسکون جیم فارسی (۵) ڈگی بکسر دال ثقیل (۶) شیو برت بواؤ معروف (۷) لانبہ را-نون غنہ سے (۸) دونی ضم دال مہملہ وواو معروف سے (۹) بانس کھوہ (۱۰) مہار بفتح میم (۱۱) نیندر-بکسر نون اول ویائے معروف ونون دوم غنہ سے (۱۲) پاٹ کوہ تائے ثقیل وواو مجہول سے انمین سے بعض کوٹھریان اب معدوم ہوگئی ہین اور بعض علحدہ جاگیرین پہلے رئیسون کے وقت سے کوٹھری مشہور ہوگئین-

راجہ پرتھی راج سندھ ندی پار دیول کی زیارت کو جاتے ہوئے اپنے ایک بیٹے بھیم کے ہاتھ سے جو دیوانہ خیال کیا جاتا تھا مارا گیا لیکن بھیم کو بھی اُسکے بیٹے آسکرن نے بھائیون کے اغوا سے مار ڈالا اور کفارے کے طور پر تیرتھ یاترا کرکے نرور مین گوشہ گزین ہو گیا-پرتھی راج کے مرنے کے بعد اُسکے بیٹون مین سے لڑائی جھگڑے کرکے بھارمل نے آنبیر کا راج پایا جو ہمایون اور اکبر بادشاہ کا ہمعصر تھا-

## راجہ بھارمل

راجہ بھارمل پہلا شخص ہے جو راجپوتانے کے تمام راجاؤن سے اول مغل بادشاہون کا فرمانبردار بنا- اسوقت سے مسلمانونکے ساتھ زیادہ سابقہ پڑنے کے سبب ہرایک رئیس کا سال وسمبت اور تاریخی احوال صاف طور پر ملتا ہے جسکے پہلے دسھونڈھار کا راج قائم ہونے کے سوا کسی راجہ یا کسی معاملے کا ٹھیک زمانہ معلوم نہین ہوسکا اس نام کو ہندی کی کتابونمین بھارمل لکھا ہے اور فارسی و اردو کی کتابونمین بہارامل- سب سے پہلے اُس نے ملازمت اکبری مین شامل ہونے کا فخر حاصل کیا سنہ ۹۶۳ ہجری یعنی پہلی سال جلوس اکبری مین مجنون خان قاقشال نارنول کی حکومت پر سرفراز ہوا جب وہان پہونچا حاجی خان شیرشاہ سور کا غلام اُسپر چڑھ دوڑا اس حملے مین راجہ بھارمل حاجی خان کے ساتھ تھا جب مجنون خانکی حالت محاصرے مین تنگ ہوئی تو کمسن سال راجہ نے نہایت مروت و انسانیت سے صلح کرا کر اسکو محاصرے سے نکلوا دیا مجنون خان دربار مین پہونچا راجہ کی محبت و مروت عالی خاندانی اور عالی ہمتی کی اکبر کے سامنے تعریف کی کمال کے جوہری نے اُسی وقت فرمان طلب لکھا کر ایک امیر کے ہاتھ روانہ کیا راجہ فرمان کے پہونچتے ہی معقول ساز و سامان کے ساتھ آنبیر سے روانہ ہوا اور اُس حالت خوشی مین جبکہ اکبر ہیمون کی مہم سے فتحیاب ہوکر جشن منا رہا تھا دربار مین حاضر ہوا بادشاہ نے راجہ اور اُسکے

ساتھیون کی بہت عزت وخاطر کی اور خلعت اور انعام واکرام سے مالا مال کیا۔
راجہ کی رخصت کے وقت بادشاہ ایک مست ہاتھی پر سوار ہوکر شکار وغیرہ کو جانا چاہتا تھا اتفاق سے ہاتھی بگڑنے لگا تو بادشاہی نوکر ڈر کر بھاگنے لگے لیکن راجہ کے آدمی اپنی جگہ سے نہ ہٹے اسپر بادشاہ نے خوش ہوکر اُنکی پرورش کا خیال اپنے دل مین رکھا اور راجہ کو جلد واپسی کی تاکید۔
اکبر نے مرزا اشرف الدین حسین کو میوات کا صوبہ دار مقرر کرکے بھیجا تھا اُسنے وہان پہونچکر قرب وجوار کے علاقون پر بھی ہاتھ پھیکنا شروع اور آنبیر کو لینا چاہا۔ بھارمل کا بھتیجا سوجا پسر پورنمل شرکت ریاست کیوجہ سے مرزا سے ملگیا اور ساتھ ہوکر لشکر لے گیا چونکہ گھر کی پھوٹ تھی مرزا غالب آیا اور راجہ پر خرچ مقرر کرکے جگناتھ اُسکے چھوٹے بیٹے اور راج سنگھ پسر آسکرن اور کھنگار پسر جگمل اسکے بھتیجونکو بطور یرغمال اپنے ساتھ لے گیا۔
۹۶۸ھ ہجری مین بادشاہ حضرت خواجہ معین الدین کے مزار کی زیارت کے لیے اجمیر جارہا تھا جب قصبہ دیوسہ مین مقام ہوا تمام قصبہ خالی نظر آیا بادشاہ نے سبب دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ لشکر شاہی کی آمد سنکر تمام قصبے کے لوگ اپنے عیال و اطفال کو لیکر پہاڑونمین جا چھپے داروغہ بادشاہ کو یہ حال معلوم کرکے سخت تعجب اور افسوس ہوا اور فرمایا کہ ہماری ہمیشہ خواہش رہتی ہے کہ رعایا کو ہم سے فیض پہونچے پھر اس خوف کی کیا وجہ چغتی خان نے کہا کہ مرزا اشرف الدین حسین حاکم میوات نے بھارمل وغیرہ پر بڑی زیادتی کی ہے اُسکے خوف سے بیچارے پہاڑونمین گھس کر گذارہ کررہے ہین اب بادشاہ کی آمد سنکر رعایا بھی ڈر کے مارے قصبہ چھوڑکر بھاگ گئی ہے اکبر نے اس قصبے کے زمیندار کے بلائے جانے کا حکم دیا اور چغتی خان کو راجہ بھارمل کے لانے کے واسطے روانہ کیا راجہ کا بھائی روپ سی اس قصبے کا زمیندار تھا وہ ڈر کے مارے خود تو نہ آیا اپنے بڑے بیٹے جےمل کو دربار مین روانہ کیا بادشاہ نے کہا کہ یہ ٹھیک نہین ہے وہ خود آئے آخرکار روپ سی دربار مین خود حاضر ہوا اکبر نے بہت خاطر کی اور نوازشہائے شاہانہ سے مسرور کیا اکبر کی اس عنایت کو دیکھکر قرب وجوار کے زمیندارون کے دل سے خوف جاتا رہا اور وہ دربار مین حاضر ہونے لگے سانگانیر کے مقام پر چغتی خان نے راجہ بھارمل کو بھی لاکر پیش کیا بادشاہ نے بڑی محبت اور دلداری سے اُسکی تشفی کی اُسکے عہد کے سب سے بڑے منصب پنجہزاری پر سرفراز کرکے امرائے خاص مین داخل کیا۔ ٹاڈ کا یہ کہنا کہ ہمایون نے بیٹھا تو نکلے ہاتھ سے شکست پانے سے پہلے اُسکو پنجہزاری منصب اور آنبیر کا راج دیا تھا درست نہین منصب اُسوقت مین تھا کب۔ راجہ کے دل مین بادشاہ کے اس فیاضانہ برتاؤ سے محبت والفت کا ایسا جوش پیدا ہوا کہ رفتہ رفتہ اپنے یگانون اور اُسمین کچھ فرق نرہا چند روز کے بعد بھگوانداس راجہ کا بیٹا اور مان سنگھ پوتا بھی آگئے اکبر نے ان دونون کو ساتھ لیا اور راجہ بھارمل کو رخصت کیا مگر دل ملگئے تھے چلتے وقت کہدیا کہ جلد چلے آنا اور سامان کرکے آنا تاکہ پھر جانے کی تکلیف نہ کرنا پڑے
۹۶۹ھ ہجری مطابق ۱۵۶۱ء مین اکبر کے اجمیر سے لوٹتے وقت قصبہ سانبھر مین بھارمل کی بیٹی مان سنگھ کی پھوپھی بیگمات اکبری مین شامل ہوکر محل کا سنگار ہوگئی اور یہ سب سے پہلی راجپوت لڑکی تھی جسے خاندان

مغلیہ کی حرم سرا میں داخل ہونے کا فخر حاصل ہوا اسکا نام شنتلی یا جیارانی تھا اور عارف النسا بیگم خطاب تھا ابو الفضل اکبرنامے میں کہتا ہے کہ خود راجہ نے استدعا کی تھی کہ میں اپنی لڑکی محلات شاہی میں داخل کرنا چاہتا ہوں اور منتخب التواریخ و مخزن التواریخ سے معلوم ہوتا ہے کہ ابتدا اکبر کیطرف سے ہوئی تھی اور پہلے تو راجہ نے دین کی مخالفت سے نہ مانا آخر لاچار ہو کر راضی ہو گیا شرف الدین حسین مرزا بھی سانبھر میں سلام کو حاضر ہوا بادشاہ نے اس سے جگناتھ اور راج سنگھ اور کھنگار کو طلب کر لیا تاکہ بھارمل کی دلجمعی میں کسیطرح کا دغدغہ نہ ہے اجمیر سے واپسی پر بھارمل نے بہت چاہا کہ بادشاہ اسکی راجدھانی میں چلکر مہمان بنجائے مگر آگرے کو پہونچنے کی جلدی تھی جواب دیا کہ پھر کبھی دیکھا جائیگا اور اسکو رخصت کر کے اسکے بیٹے بھگوانداس اور پوتے مان سنگھ اور دوسرے رشتہ داروں اور جاگیرداروں کو ہمراہ لیکر آگرے میں آ گیا۔

راجہ بھارمل اپنی اخیر عمر تک نہایت ذمہ داری اور اعتبار کی خدمتوں پر مامور ہوتا رہا جب اکبر نے ۹۷۹ھ ہجری میں ابراہیم حسین مرزا کی تنبیہ کے واسطے گجرات کی طرف کوچ کیا راجہ کو اپنے بجائے وکیل مطلق بنا کر فتح پور میں چھوڑا ابراہیم حسین مرزا وہاں سے بھاگ کر آگرے کی طرف آ گیا اور ارادہ کیا کہ بادشاہ گجرات اور سورت کے علاقوں میں فوج لئے پھرتا ہے آگرہ دہلی اور لاہور مشہور شہر ہیں سب جگہ میدان خالی ہے دھاوے مارونگا بادشاہی خزانے میں شہر آباد ہیں لوٹ مار سے سامان لیتا جاؤنگا جہاں قدم تھم گئے جم جاؤنگا کچھ نہ ہوا تو ملتان سے سندھ ہو کر پھر گجرات میں آ جاؤنگا راجہ بھارمل مرزا کا رخ دیکھکر فوراً تاڑ گیا اسیوقت دہلی وغیرہ مقامات میں فوجیں بھیجیں اور امرائے اطراف کے پاس خطوط دوڑا دئے اور ایسا انتظام کیا کہ مرزا جہاں پہونچا نامردی نے سامنے سے نشان ہلا دیا وحشت کے عالم میں پنجاب کا رخ کیا لیکن بھارمل کا خط حسین خان ٹکریہ کے پاس پہونچ چکا تھا کہ ابراہیم دو جگہ شکست کھا کر دہلی کے اطراف میں پہونچا ہے اور یہ پایہ تخت کا مقام ہے خالی پڑا ہے اس فرزند کو چاہئے کہ جلد اپنے تئیں وہاں پہونچائے یہ بہادر ایسے معرکوں کا عاشق زار تھا خط دیکھتے ہی اٹھ کھڑا ہوا کانگڑہ سے حسین قلی خان روانہ ہوا غرض کسی جگہ مرزا کو ٹھہرنا نصیب نہ ہوا اور لاہور و ملتان کے راستے میں اسکا کام تمام ہو گیا بادشاہ بھارمل کی خوش انتظامی سے بہت خوش ہوا اور روز بروز اعزاز و اکرام زیادہ کرنے لگا۔

اس راجہ کے مرنے کا وقت معلوم نہیں اسکے چار بیٹے تھے (۱) بھگوانداس ولی عہد (۲) مادھو سنگھ (۳) سور سنگھ (۴) جگناتھ۔

## راجہ بھگوانداس

راجہ مذکور اپنے باپ کے ساتھ ۹۶۴ھ ہجری میں دربار اکبری میں حاضر ہوا۔ اس نام کو بھگونت داس بھی لکھدیتے ہیں ۹۸۰ھ ہجری میں جب خان اعظم گجرات میں گھر گیا اور حسین مرزا وغیرہ چغتائی باغی شاہزادے افواج دکن کو ساتھ لیکر اسکے گرد چھا گئے اکبر ایکدن فتح پور سیکری میں دربار کر رہا تھا کہ فوراً سوانح نگار کا پرچہ لگا اور یہ حال معلوم کر کے اسی وقت کوچ کر دیا اور ۲۷ دن کی راہ سات دن میں طے کر کے احمد آباد

جا پہونچا راجہ بھگوانداس مع اپنے ولیعہد کنور مان سنگھ کے اس یلغار مین بادشاہ کے ساتھ تھا اکبر کے خاصہ گھوڑون مین ایک سفید براق بادرفتار گھوڑا تھا جسکا نام بہضار رکھا تھا جس وقت لڑائی کے واسطے بادشاہ اسپر سوار ہوا گھوڑا بیٹھ گیا سب ایک دوسرے کا مُنھ تکنے لگے کہ شگون اچھا نہ ہوا یہ حال دیکھکر راجہ بھگوانداس آگے بڑھا اور کہا حضور فتح مبارک اکبر نے جواب دیا سلامت باشید لیکن کیونکر راجہ نے جواب دیا کہ اس رستے مین تین شگون برابر دیکھتا چلا آیا ہون -

(۱) ہمارے شاستر مین لکھا ہے کہ جب فوج مقابلے کو تیار ہو اور سیناپتی کا گھوڑا سواری کے وقت بیٹھ جائے تو فتح اُسی کی ہوگی -

(۲) ہوا کا رخ حضور ملاحظہ فرمائین کہ کسطرح بدل گیا بزرگون نے لکھدیا ہے کہ جب ایسی صورت ہو سمجھ لیجیے کہ مہم اپنی ہے

(۳) راستے مین برابر دیکھتا آیا ہون کہ گدھ چیلین اور کوے برابر لشکر کے ساتھ چلے آتے ہین اسے بھی بزرگون نے فتح کی نشانی لکھا ہے -

راجہ بھگوانداس کی اس تقریر سے اکبر اور کل ساتھیون کو بہت خوشی حاصل ہوئی آخرکار میدان مین جاکر پرے جمائے اکبر راجہ بھگوانداس کو ساتھ لیکر ایک بلندی پر کھڑا ہوا میدان جنگ کا اندازہ دیکھ رہا تھا تھوڑی دیر کے بعد راجہ بھگوانداس سے کہا کہ ہراول پر زور زیادہ ہے اور طور بے طور ہوا چاہتا ہے اپنی فوجین تھوڑی اور غنیم کا ہجوم زیادہ ہے چلو ہم تم ملکر جا پڑین کہ پیچھے سے مشت کا صدمہ زبردست پڑتا ہے یہ کہکر دونون نے گھوڑے کی باگین اُٹھائین اسد عاوکرتی ۹۸۰ھ ہجری کی جنگ گجرات مین اکبر ایک مقام پر کھڑا ہوا تیر مار رہا تھا راجہ بھگوانداس اور مان سنگھ اکبر کے پہلو مین تھے غنیم کے تین سپاہی انھین تاڑ کر آئے ایک کا رخ راجہ بھگوانداس پر اور دو کا اکبر پر تھا راجہ بھگوانداس نے گھوڑا بڑھایا سوار نے نیزہ مارا راجہ نے وار بچاکر برچھا مارا وہ گھائل ہوکر بھاگا جو دو سوار اکبر پر آتے تھے اُنپر مان سنگھ چلا اکبر نے للکارا کہ خبردار قدم نہ اُٹھانا اور بار بار سے گھوڑا اُڑاکر آپ اُنپر چلا - قرب وجوار مین اور سردار بھی لڑ رہے تھے کسیکو خیال نہوا - راجہ بھگوانداس چلایا کہ کنورجی (مان سنگھ) کیا ہوا دیکھتے ہو اور کھڑے ہو اُسنے کہا کیا کرون مہابلی خفا ہوتے ہین راجہ نے خفا ہوکر کہا کہ وقت خفگی دیکھنے کا نہین ہے اسی عرصے مین دونون سوار جس زور سے آئے تھے اسی زور سے بھاگ گئے - ایک مقام پر بادشاہ گھر گیا اُسوقت راجپوتون کا یہ عالم تھا کہ بادشاہ کے گرد پھرتے تھے اور اسطرح مر مر کر گرتے تھے جیسے پتنگے چراغ کے آس پاس تڑپتے ہین اور نہین ٹلتے راجہ بھگوانداس کا بھتیجا راجہ بھگونت کمال دلاوری سے لڑا اور مارا گیا غرض کہ یہ مہم اکبر کے اقبال خداداد اور جان نثار و بھی جان نثاری وبہادری سے اول سے آخر تک خوشی کے ساتھ ختم ہوئی ۹۹۳ھ ہجری مین اکبر نے حال و استقبال کی مصلحتون پر نظر کر کے سوچا کہ ولیعہد سلطنت (شاہزادہ سلیم) کا تعلق خاندان کچھواہہ سے زیادہ کیا جاے بعد گفت وشنید کے راجہ بھگوانداس کی بیٹی سے شادی قرار پائی بادشاہ مع امراے دربار کے راجہ کے گھر گیا اہل ہنود کی ساری رسمین مثل پھیرے اور ہون وغیرہ کے عمل مین آئین ۹۹۴ھ ہجری مین شاہزادی سلطان النسا

اور ۹۹۵ھ ہجری مین شاہزادہ خسرو اس رانی کے بطن سے پیدا ہوئے اور شاہ بیگم اور دوسری روایت کے مطابق آرام جان اسکو خطاب دیا گیا۔
۲۳ جلوس مین راجہ بھگوانداس صوبہ پنجاب کا صوبہ دار مقرر ہوا۔
۹۹۴ھ ہجری مین راجہ بھگوانداس صوبہ کابل کی حکومت سے سرفراز ہوا وہان اسکو خاندانی مرض نے دیوانہ کر دیا جب حکیم نے نبض پر ہاتھ رکھا راجہ نے جمدھر کھینچ کر اپنے مار لیا شاہی طبیبون کے معالجے سے تھوڑے دنون مین شفا پائی اور کنور مان سنگھ کو کابل کی صوبہ داری پر جانا پڑا ۹۹۵ھ ہجری مین حرم سرا اور محلون کا انتظام اسکے سپرد کیا گیا اور یہ خدمت پہلے بھی اکثر اُسکے سپرد ہوا کرتی تھی سفر مین حرم سرا کی سواریون کا انتظام بھی کیا کرتا تھا اس سال سکی اور کل خاندان کچھواہہ کے امرا کی جاگیرین صوبہ پنجاب سے صوبہ بہار مین منتقل کی گئین اور راجہ بھگوانداس کو قلعہ رہتاس جاگیر مین ملا ۹۹۶ھ ہجری مین جب اکبر کشمیر کی سیر کو جانے لگا اسے لاہور کا انتظام سپرد کر گیا۔ راجہ ٹوڈرمل بھی یہین رہا۔ بادشاہ روز جمعرات غرہ شعبان سنہ مذکور کو سری نگر مین پہونچا اور یہان سے ۲۷ رمضان کو سیر کابل کا عزم کیا کابل مین خبر پہونچی کہ راجہ ٹوڈرمل اور بھگوانداس مر گئے اول راجہ ٹوڈرمل کا انتقال ہوا راجہ بھگوانداس اُسکے جنازے کے ساتھ گیا تھا لوٹ کر پیٹ مین درد اُٹھا قے کی اور پیشاب بند ہو گیا پانچ دن اسی حالت مین مبتلا رہکر سفر آخرت اختیار کیا بادشاہ کشمیر سے واپس آرہا تھا راستے مین یہ حال معلوم ہو کر بہت افسوس کیا کنور مان سنگھ کے پاس فرمان تعزیت ارسال کر کے منصب پنجہزاری پر سربلند کیا اور خطاب راجگی سے موصوف کر کے خلعت و اسپ ارسال فرمایا۔ ۲۰ محرم ۹۹۷ھ ہجری کو بادشاہ نے کابل سے ہندوستان کو مراجعت کی۔
اُس زمانے مین مسلمان بادشاہ ہونے کی وجہ سے ہندو مسلمانون سے بڑی تالیف کے ساتھ پیش آتے تھے چنانچہ بھگوانداس نے لاہور مین مسلمانون کے واسطے ایک جامع مسجد تعمیر کرائی تھی جسمین اکثر آدمی نماز جمعہ ادا کرتے تھے اسکی نسبت صاحب مآثر الامرا لکھتا ہے از اعمال خیر او در لاہور مسجد جامع بودہ کہ اکثر مردم بہ اداے نماز جمعہ قیام داشتند طبقات اکبری مولانا نظام الدین احمد سے مستفاد ہوتا ہے کہ بھگوانداس امیر الامرا تھا چنانچہ اُسکی عبارت یہ ہے راجہ ٹوڈرمل کہ وکیل السلطنت و مشرف دیوان و راجہ بھگوانداس کہ امیر الامرا بود در لاہور ودیعت حیات سپردند۔

## راجہ مان سنگھ

لالہ روشن راے سے منقول شدہ تاریخ مین مذکور ہے کہ اسکا باپ اکبر کے حکم سے جب لاہور کے سرکشون کا فساد مٹانے کے لئے گیا اور اس مہم کو سرانجام دیکر لوٹتے وقت ایک گاؤن مین اوس کا مقام ہوا اُسکی فوج کا ایک راجپوت شغلا ہوا کھیتون کی طرف نکل گیا ایک کھیت کے پاس ایک نوجوان خوشکل عورت حفاظت کر رہی تھی اُسنے گوپھن مین پتھر رکھکر پرندون کی طرف پھینکا تاکہ اُٹھائین یہ پتھر اتفاقیہ اُس راجپوت کی پیشانی مین لگ گیا جسکے صدمہ سے وہ مر گیا دوسرے آدمی اُس لڑکی کو پکڑ کر بھگوانداس کے پاس لے گئے اُسوقت چندر جوتشی راجہ کے پاس موجود تھا

وہ راجہ سے کہنے لگے کہ مہاراج یہ لڑکی صاحب طالع ہے اسکے بطن سے ایسا صاحب نصیب اور شجاع اور نامور لڑکا پیدا ہوگا کہ اسکو بادشاہ کے حضور مین بڑا عروج حاصل ہوگا اور اپنے وقت مین راجپوتون مین اپنا نظیر نہ رکھے گا اپنی تلوار کو سمندر کے کھاری پانی سے دھوئے گا راجہ کو منجمون کے قول پر اعتماد تھا اسلیے اسکے مان باپ کو کہلا بھیجا کہ مین اس سے عقد کرنا چاہتا ہون اُنھون نے کہا کہ ہمکو رضا و رغبت منظور نہین زبردستی آپکو اختیار ہے مگر ہان ہمارے مکان پر آپ آکر بیاہ باقاعدہ کرین اور ہماری دعوت کھاوین تو مضائقہ نہین راجہ نے قبول کر لیا اور اُس سے شادی کی ہم بستری سے نو ماہ کے بعد ایک لڑکا پیدا ہوا جو یہی مان سنگھ ہے۔

۹۶۹ھ ہجری مین رتن پور کے مقام پر اپنے باپ بھگوان داس کے ساتھ دربار اکبری مین حاضر ہوا اکبر نے دونون باپ بیٹون کو ساتھ لیا اور دار السلطنت کو روانہ ہوا اور اسکے دادا بھارمل کو رخصت کرکے حکم دیا کہ سامان کرکے جلد چلے آنا۔ اکبرنامے مین لکھا ہے کہ مان سنگھ کو اکبر نے فرزند کا خطاب دیا تھا۔

جب اکبر گجرات کو خود فوج لیکر گیا راجہ مان سنگھ اس مہم مین باپ کے ساتھ شریک تھا جب بادشاہ ایسے مین کہ پٹن سے بیس کوس کے فاصلے پر ہے پہونچا تو یہان مان سنگھ آیا اور پس ماندہ ٹھانون کا بہت سا مال غنیمت لوٹ کر ساتھ لایا دونون باپ بیٹے قلعہ سورت کے محاصرے کیلیے امرا کے ساتھ بھیجے گئے اس مہم مین مان سنگھ نے کارہای نمایان انجام دیے باوجود اسکے کہ نوجوانی کا عالم تھا گرجب اکبر سرنال کے قریب پہونچا اور لڑائی کے واسطے سب ہمراہیون کو سنبھالا تو مان سنگھ آگے بڑھکر بولا "ہر اول غلام باشد" اکبر نے جواب دیا "ہنگام لشکر تقسیم افواج توان کرد وقت ست کہ ہمہ یک دل و یکرو کارکنند" مان سنگھ نے پھر کہا "در ہر صورت قدمے بیشتر جان نثار شدن فرض عقیدت و اخلاص ست" اکبر کو اسکی خاطر عزیز تھی چند بہادر ونکے ساتھ آگے روانہ کردیا کامیابی کے بعد بادشاہ خان اعظم مرزا عزیز کو گجرات کی حکومت سپرد کرکے ماہ ذیحجہ ۹۸۰ھ ہجری مین دار السلطنت کو لوٹ آیا ابھی پورے تین ماہ بھی واپسی کو نہ گذرے تھے کہ گجرات مین پھر فسادات شروع ہو گئے اور محمد حسین مرزا اختیار الملک دکھنی کے ساتھ ملگیا دکن کے اور بھی کئی سردار آن ملے اور تمام احمد نگر وغیرہ کے اطراف مین پھیل گئے۔ انجام یہ ہوا کہ خان اعظم بھاگ کر احمد آباد مین گھس بیٹھا غنیم نے چودہ ہزار لشکر جمع کرکے احمد آباد کا محاصرہ کیا خان اعظم نے اکبر کو لکھا کہ اگر حضور تشریف لائین تو جان بچیگی ورنہ کام تمام ہے اکبر فتح پور مین دربار کر رہا تھا دفعتہً یہ پرچہ پہونچا اُسیوقت راجہ بھگوانداس کنور مان سنگھ اور عمدہ عمدہ سردارون اور سپاہیون کو لیکر سانڈنیون پر سوار ہوا اور ۲۴ ربیع الثانی ۹۸۱ھ ہجری کو جانب گجرات روانہ ہوا ۲۷ دن کا راستہ ۷ دن مین لپیٹ کر ساتوین دن احمد آباد سے تین کوس پر دم لیا غرضکہ بڑا معرکہ ہوا مان سنگھ اور بھگوانداس اور بہت سے راجپوتون نے جانفشانی و جانبازی کو حد سے گذار دیا محمد حسین مرزا قید ہوا اختیار الملک محمد حسین مرزا کی قید اور لشکر کی تباہی کا حال سنکر بے اختیار ہوگیا اور محاصرہ چھوڑ کر بھاگا راستے مین سہراب بیگ نام ایک امیر نے جا پکڑا اور سر کاٹ کر بادشاہ کے پاس لے آیا دو دن کے بعد بادشاہ وہان سے روانہ ہوکر دار السلطنت کو واپس آیا ایکبار گجرات سے لوٹتے ہوے مان سنگھ نے اودے ساگر تالاب پر قیام کیا جہان اودے سنگھ کے رانا نے پیشوائی کے ساتھ

اسکی دعوت کی لیکن کھانے کے وقت مان سنگھ کے ساتھ شریک ہونے کی بابت رانا نے کچھ عذر کہلا بھیجا جس سے وہ ناراض ہوکر چلا گیا ۹۸۴ھ ہجری مطابق ۱۵۷۶ء مین اکبر مقام اجمیر مین تھا کر مان سنگھ کو درگاہ حضرت خواجہ صاحب مین لے گیا خلوت کرکے مدد چاہی خلعت اور گھوڑا اور تمام لوازم سپہ سالاری دیکر رانا کی مہم کو گوگنڈہ و کومل میر کو روانہ کیا بڑے بڑے بہادر سردار اور پانچہزار رقمی سوار بادشاہی خاصہ کمک کو ساتھ کئے اور اسکی اپنی فوج الگ تھی اجمیر سے تین کوس تک برابر امیر و نکے سراپردے لگے تھے دریاے لشکر طوفان کی طرح حدود میواڑ مین داخل ہوکر ہلدی گھاٹہ مین راناسے سخت مقابلہ ہوا اور آخرکار اُسے شکست ہوئی رام پرشاد ایک بڑا اونچا جنگی ہاتھی راناکے پاس تھا بادشاہ نے کئی دفعہ مانگا تھا اُسنے نہ دیا تھا وہ بھی لوٹ مین آیا بادشاہ نے اُسکا نام پیر پرشاد رکھا مجمع الملوک کا یہ بیان غلط معلوم ہوتا ہے کہ رانا بغیر لڑے بھڑے بھاگ کر پہاڑون مین گھس گیا اور عفو تقصیر کی درخواست کی۔

۹۸۹ھ ہجری مین اکبر نے کنور مان سنگھ کو محمد حکیم مرزا کی فوج کے مقابلے کے واسطے پنجاب کو روانہ کیا محمد حکیم مرزا اکبر کا سوتیلا بھائی اور کابل کا حاکم تھا جو لشکر لیکر چلا تھا اکبر کا حکم راجہ مان سنگھ کے پاس پہونچا کہ ہم خود آتے ہین مرزا کو آگے بڑھنے دو اور روکو مت مان سنگھ حسب الحکم پیچھے ہٹتا گیا اور مرزا بڑھتا ہوا لاہور تک بڑھ آیا راجہ بھگوانداس اور مان سنگھ مع دوسرے سردار و نکے شہر کے دروازے بندکر کے بیٹھ رہے جب اکبر سرہند تک آ پہونچا تو مرزا خواب غفلت سے بیدار ہوکر بھاگا راجہ مان سنگھ حسب الحکم پشاور روانہ ہوا اور وہان سے شاہزادہ مراد کے ساتھ آگے بڑھا اور کئی خونریز معرکے مارکر مرزا کو شکست دی پشاور اور سرحدی ملک کا انتظام اور اختیار راجہ مان سنگھ کے سپرد ہوے راجہ نے اٹک کے کنارے پر ایک قلعہ تعمیر کرایا اور افغانون مین بہت اچھی رسائی پیدا کی ۹۹۴ھ ہجری مین محمد حکیم مرزا نے انتقال کیا بادشاہ نے راجہ مان سنگھ کے نام حکم بھیجا کہ فوراً کابل پہونچکر ملک پر قبضہ کرلو جب مان سنگھ نے دریاے اٹک کو عبور کیا بڑے بڑے سرحدی پٹھان اور سردار سلام کو حاضر ہونے لگے کابل مین پہونچکر اپنی حسن تدبیر اور لطف اخلاق سے سب کے دلونکو مسخر کرلیا جو لوگ خیالات فاسدہ سے گمراہ ہو رہے تھے سب کو رسائی سے راہ راست پر لاکر حکمت عملی کی قید مین مسلسل کرلیا اور اپنے بیٹے جگت سنگھ کو وہان چھوڑکر بہت سے امیرون اور سردار و نکے ساتھ راولپنڈی کے مقام پر اکبر کے پایۂ تخت کو بوسہ دیا اکبر بہت دلداری سے پیش آیا پچپین لاکھ چھیاسٹھ ہزار روپے انعام مین دئے وظیفے اور جاگیرین مرحمت کین یوسف زئی وغیرہ کا سرحدی علاقہ مرحمت ہوا کابل کی حکومت پر اول راجہ بھگوانداس سرفراز ہوا اور جب وہ بیمار پڑا تو مان سنگھ اُسکی جگہ روانہ کیا گیا۔

۹۹۵ھ ہجری مین دربار افغانستان سے شکایتین پہونچین کہ راجپوت اہل ملک پر زیادتیان کرتے ہین اسپر اکبر نے مان سنگھ کو صوبۂ بہار مین تبدیل کردیا وہان پہونچکر اُسنے راجہ پورن مل کندھوریہ اور سنگرام سنگھ وغیرہ سرکشونکو تدبیر اور شمشیر کے زور سے زیر کیا اور اُنسے اطاعت کے ساتھ تحائف گران بہا لیکر ۵۴ ہاتھیون کے ساتھ دربار مین روانہ کئے۔

سنہ ۹۹۷ ہجری (سمبت ۱۶۴۴ مطابق سنہ ۱۵۸۸ء) مین راجہ بھگوانداس نے لاہور مین انتقال کیا بادشاہ نے خلعت تعزیت کے ساتھ خطاب راجگی اسپ بازین زرین اور پنجہزاری منصب ارسال کیا اس سال راجہ نے اڑیسہ پر چڑھائی کی قتلو خان وہان کا حاکم مارا گیا افغانون مین پھوٹ پڑگئی بہت سے سردار ٹوٹ کر راجہ سے آن ملے جو باقی رہے اُن سے آخر مین اس شرط پر صلح ہوگئی کہ ملک مین اکبری خطبہ پڑھا جائے گا خراج اور تحائف سالانہ پیش کش کیا کرینگے جب حکم ہوگا ادائے خدمت کو حاضر ہونگے غرضکہ راجہ نے ۱۵۰ ہاتھی اور بہت سے تحفہ تحائف اُنسے لیکر دربار مین ارسال کئے جب تک علیسے خان زندہ رہا عہد و پیمان کا سلسلہ درست رہا چند سال کے بعد نوجوان افغانون نے پھر مخالفت کی اُنھون نے اول جگناتھ کا علاقہ مارا پھر بادشاہی ملک پر ہاتھ ڈالنے لگے مان سنگھ خود عہد شکنی کے لیے بہانہ ڈھونڈھتا تھا فوج جرار لیکر مقابلے پر آمادہ ہوا بڑی بڑی لڑائیان ہوئین آخرکار مان سنگھ نے فتح پائی اور ملک کو بڑھاتے بڑھاتے دریاے شور تک پہونچا دیا جگناتھ کا ملک مع بندر کے قبضے مین آگیا۔

سنہ ۱۰۰۰ ہجری مین جشن سالانہ کے موقع پر اکبر نے شاہزادہ خسرو کو جو جہانگیر کا بیٹا اور مان سنگھ کا بھانجا تھا منصب پنجہزاری پر سرفراز کرکے صوبۂ اڑیسہ کو جاگیر مین مرحمت کیا راجہ مان سنگھ کو اُسکا اتالیق مقرر کیا۔ اور راجہ مان سنگھ کو بنگالے کی صوبہ داری پر مفتخر کرکے اودھر روانہ کیا اور اُسی ملک پر اُسکی تنخواہ مجرا کردی اسی سال کوچ بہار کے راجہ نے مان سنگھ کے پاس حاضر ہوکر اکبری اطاعت اختیار کی بادشاہ نے اس صلے مین راجہ مان سنگھ کو پرگنہ جوند انعام مین مرحمت فرمایا۔

لالہ روشن راے سے نقل شدہ نسخے مین ذکر کیا ہے کہ مان سنگھ بڑے مرتبے کو پہونچ گیا کوٹے اور بوندی کے راجون کے معاملات و سوال و جواب اُسکی راے پر موقوف ہوگئے ستارا کا قلعدار بادشاہ کی اطاعت نہین کرتا تھا بادشاہ کے حکم سے مان سنگھ نے اُسپر چڑھائی کی اور وہان پہونچکر کہلا بھیجا کہ اطاعت شاہی کرنی چاہیے اسی مین خیر ہے ورنہ مین تمھارا تدارک قرار واقعی کرونگا اُسکے قلعے مستحکم تھے اسلیے سر طاعت و انقیاد نہ جھکایا مان سنگھ نے مینون کو حکم دیا کہ آج رات مین جاکر اُسکی پگڑی لے آؤ پھر اگر غفلت سے ہوش مین نہ آیا تو سر کاٹ لائیو مینے اس فن مین کمال رکھتے تھے رات مین قلعہ پر چڑھ گئے اور قلعدار کے سونے کی جگہ پہونچکر پگڑی لاکر مان سنگھ کے سامنے رکھدی قلعدار جب بیدار ہوا تو پگڑی نہ پائی بیحد متحیر ہوا اسی فکر مین تھا کہ راجہ مان سنگھ کا قاصد پگڑی لیکر پہونچا اور راجہ کی طرف سے پیام دیا کہ بادشاہ سلامت کی اطاعت کرلینی چاہیے ورنہ کل کو دھڑ پر سر نہوگا۔ قلعدار ڈر گیا اور اطاعت کا پیام دیا اور مان سنگھ کے ساتھ بادشاہ کے حضور مین چلا آیا۔

مان سنگھ بادشاہ سے رخصت حاصل کرکے اجمیر مین ٹھہرا ہوا تھا اسوقت ایران کا ایلچی ہندوستان کا حال دریافت کرنے کو آیا تھا وہ مان سنگھ سے بھی اجمیر مین ملا جس وقت ایلچی مان سنگھ کے پاس گیا تو وہ آنا ساگر تالاب پر بیٹھا ہوا تھا سفیر سے ملاقات ہونے کے بعد مان سنگھ نے اپنا رومال تالاب مین ڈال کر

ابرو کا اشارہ کیا مسلح راجپوت جو اُسکے پاس کھڑے ہوئے تھے انمین سے ہزار دو ہزار آدمی تالاب مین رومال نکالنے کو کود پڑے اور جنکو تیرنا نہ آتا تھا وہ بھی کود ے ڈوبنے سے نڈر ی اور رومال دست بدست نکال لائے اس موقع پر بہت ڈوب بھی گئے سفیر سخت حیران ہوا کہ اس نڈر اُ نے اس قدر آدمی ایک سہل بات پر تلف کرا دیے اور اُس نے سمجھ لیا کہ ہندوستان کا فتح کرنا محال ہے جب سفیر اکبر کی خدمت مین پہونچا اور مان سنگھ کا یہ قصہ عرض کیا تو بادشاہ نے خوش ہوکر اس جان فشانی کے صلے مین خلعت فاخرہ اُسکے پاس روانہ کیا **نوٹ** کیا یہ حکایت بادشاہ اور مان سنگھ دونون کی جہالت ظاہر کرنے کو قلمبند کی گئی ہے اور اس (فرضی) سفیر مین اگر دانشمندی ہوتی تو وہ ضرور اس طفلانہ کام سے یہ بات استنباط کر لیتا کہ جس سلطنت مین کامون کے بست کشادکی عنان ایسے ناعاقبت اندیش اور چھچھورے ہاتھون مین ہے وہ شجاع اور مدبرین کے مقابل میدان کارزار مین دم بھر بھی نہین ٹھہر سکتے اور ایسے لوگون سے حکومت چھین لینا کوئی مشکل کام نہین کیونکہ ایسے آدمی کاموقعے موقعون کی اہمیت کا اندازہ نہین کرسکتے پس ان سے جہان بانی اور جہان گیری امور سرانجام پانا مشکل ہین۔ غرضکہ یہ حکایت محض فرضی اور خیالی افسانہ ہے۔

۱۰۰۸ھ ہجری مین اکبر نے جہانگیر کو مہم رانا پر روانہ کیا مان سنگھ کو بڑے بڑے امیرونکے ساتھ سپہ سالار کرکے ہمراہ کیا بنگالے کی حکومت جگت سنگھ اُسکے بیٹے کو مرحمت کی افغانون نے اس موقع کو غنیمت سمجھا اور بغاوت کرکے بھدرک کے مقام پر بادشاہی فوج کو شکست دی اور چارونطرف پھیلکر بنگالے کا بہت سا حصہ دبا بیٹھے جہانگیر اس مہم پر جانا نہ چاہتا تھا جب یہ حال سنا رانا کی مہم ملتوی کرکے مان سنگھ کو بنگالے روانہ کردیا اور خود الہ آباد پہونچکر عیش کی بہار لوٹنے لگا اکبر اسوقت قلعہ آسیر کے محاصرے مین مصروف تھا جب یہ حال سُنا خیال کیا کہ شاہزادہ کا رانا کی مہم سے واپس آنا مان سنگھ کی ترغیب سے ہوا ہے اس خیال سے اُسے بہت رنج ہوا مگر کچھ نہ بولا۔ مان سنگھ نے بنگالے پہونچکر جابجا فوجین روانہ کین اور تدبیر و شمشیر کے زور سے ایک عرصہ کے بعد بغاوت کی آگ بجھائی اور ڈھاکہ مین آکر خاطر جمع سے حکمرانی کرنے لگا۔

۱۰۱۳ھ ہجری مین شاہزادہ خسرو کو دہ ہزاری منصب ملا مان سنگھ بدستور اتالیقی کی خدمت پر سرفراز رہکر منصب ہفت ہزاری ذات شش ہزار سوار مفتخر ہوا اب تک کوئی ہندو اور مسلمان امیر پنجہزاری منصب سے آگے نہین بڑھا تھا پہلے پہلے یہ اعزاز اسی راجہ کو حاصل ہوا۔

امرائے اکبری مین راجہ مان سنگھ اور خان اعظم مرزا عزیز کوکلتاش کو اکبر کے بعد شاہزادہ خسرو کی بادشاہت کا بڑا ارمان تھا خسرو راجہ مان سنگھ کا بھانجا اور خان اعظم کا داماد تھا۔ خان اعظم تو اس آرزو مین ایسا مست تھا کہ اپنے رازدارون سے اکثر کہا کرتا تھا کہ کاش ایک کان مین کوئی کہے کہ خسرو بادشاہ ہوگیا اور دوسرے کان مین حضرت عزرائیل موت کا پیغام دیدین اگر ایک مرتبہ خسرو کی بادشاہت کی خبر سن لون تو مجھے مرنے کا افسوس نہ ہوگا راجہ مان سنگھ کا اگرچہ یہ حال نہ تھا مگر درپردہ وہ بھی اسی کوشش مین مصروف تھا اکبر کو بھی یہ سب

خبرین تھین مگر جہانگیر کے ساتھ اُسے محبت نہین بلکہ عشق تھا۔ ۱۰۱۴ھ ہجری مین بیمار پڑا مان سنگھ اور خان اعظم دونون دربار مین موجود دیتھے اور دونون کے آدمی ہتیار بند چارونطرف پھیلے ہوئے تھے اکبر نے بعض خیرخواہان سلطنت سے مشورہ کرکے یہی مناسب سمجھا کہ مان سنگھ کو بنگالے بھیجدینا چاہیے چنانچہ اُسی حالت مین راجہ مان سنگھ کو خلعت رخصت مرحمت کرکے حکم دیا کہ بنگالے چلے جاؤ اسکے پاس بیس ہزار لشکر خاص اسکا نوکر تھا خسرو کو لیکر بنگالہ کو روانہ ہوگیا خان اعظم نے جب سنا کہ مان سنگھ مع خسرو کے بنگالے جاتا ہے اُسیوقت اپنے قبائل کو اسکے گھر بھیجدیا اور کہلا بھیجا کہ اب میرا بھی یہان رہنا مناسب نہین راجہ نے جواب دیا کہ دل تو میرا بھی یہی چاہتا ہے کہ اس وقت مین تم سے جدا نہوؤن مگر مجبور ہون پس تاریخ راجستان مین جو لکھا ہے کہ اکبر نے راجہ مان سنگھ والی آمیر کو زہر دیکر مارنا چاہا اس غرض سے اُسنے شیرین گولیان بنوائین چند گولیون مین زہر ملایا اور باقی ماندہ اسکا شبہ رفع کرنے کو بلا زہر رکھین یہ چاہتا تھا کہ زہر کی گولیان راجہ کو دیکر بلا زہر کی خود کھائے مگر اتفاق سے اسکے برعکس ہوا یعنی زہر آلود گولیان کھاکر مرگیا یہ نہایت غلط قصہ ہے راجہ اُسوقت دارالسلطنت مین تھا کہان۔ بدھ کے دن ۱۲ جمادی الآخر ۱۰۱۴ھ ہجری مطابق ۱۶۰۵ء کو اکبر نے ۶۴ برس کی عمر مین دنیا سے انتقال کیا۔ اور شاہزادہ سلیم بادشاہ بنکر جہانگیر کے لقب سے مشہور ہوا جشن تخت نشینی کے موقع پر سب امرا دربار مین طلب ہوے مان سنگھ بھی بنگالے سے آیا جہانگیر کی یہ بات قابل تعریف ہے کہ پہلی باتو نکو دل سے بھلادیا خود لکھتا ہے کہ راجہ مان سنگھ کو جو میرے باپ کا وفادار اور معتبر امیرون مین سے تھا بدستور سابق صوبہ بنگالہ کی حکومت پر سرفراز کیا اُسنے بعض باتین ایسی کی تھین کہ اپنے حق مین اس عنایت کی امید نرکھتا تھا پھر بھی خلعت چارقب شمشیر مرصع اسپ خاصہ بازین زرین مرحمت فرماکر بنگالے کو جو پچاس ہزار سوار ونکی جگہ ہے روانہ کیا۔

چند مہینے کے بعد شاہزادہ خسرو باغی ہوگیا جو پنجاب کو بھاگتا ہوا گرفتار کرلیا گیا۔ یہ بغاوت راجہ مان سنگھ اور خان اعظم کے بہکانے سے خیال کی گئی مگر عالی حوصلہ بادشاہ نے مان سنگھ کے کاروبار مین کوئی تغیر ظاہر نہ کیا۔ آخر سال سنہ ۳ جلوس مین مان سنگھ بنگالے سے طلب ہوکر دربار مین حاضر ہوا اس موقع پر جہانگیر نے تزک جہانگیری مین لکھا ہے

راجہ مان سنگھ نے قلعہ رہتاس سے جو ولایت پٹنہ اور بہار مین واقع ہے آکر ملازمت حاصل کی چھ سات فرمان گئے جب آیا وہ بھی خان اعظم (مرزا عزیز) کی طرح میری بزرگ سلطنت کے بدخواہ اور مکار لوگون مین سے ہے جو انھون نے مجھ سے کیا اور جو مجھ سے انکے ساتھ ہوا خدا اے رازدان بخوبی جانتا ہے کہ کوئی کسی سے اسطرح گذارہ نہین کرسکتا۔ اس (راجہ) نے سو ہاتھی نر و مادہ نذر مین پیش کش کئے جن مین سے ایک بھی اس قابل نہ تھا کہ فیلان خاصہ مین داخل ہوسکے چونکہ یہ میرے باپ کے بنائے ہوئے نوجوانون مین سے ہے اسلئے مین اسکی خطائین اُسکے منھ پر نہ لایا اور عنایت بادشاہانہ سے سرفراز کیا۔

سمبت ۱۶۶۵ مطابق ۱۶۰۹ء مین راجہ مان سنگھ کے بڑے بیٹے جگت سنگھ کی بیٹی جہانگیر کو بیاہی گئی چار لاکھ کا جواہر اور ساٹھ ہاتھی مان سنگھ نے جہیز مین دیے جیسا کہ مجمع الملوک مین ہے۔ وہ رخصت حاصل کرکے وطن گیا۔

پھر جہانگیر کے حکم سے دکن پہونچا اور وہان خدمتین بجالایا۔ بادشاہ نے اپنی رنجش کے سبب راجہ مان سنگھ کو چھ برس تک دکن کی مہم سے نہ بلایا اور پچیس برس راجہ کہلانے کے بعد اُسکا وہین انتقال ہوگیا مان سنگھ نے اپنی جنگی مہمات اور خوش چلنی سے اپنی نسل کو بڑی فوقیت دی تھی اس سبب سے اُسکی اولاد مان سنگوت کہلاتی ہے۔ راجہ مان سنگھ کے پندرہ سو رانیان اور پاسبانین تھین جب مرا تو ساٹھ رانیون نے ستی ہوکر اُسکی ساتھ رفاقت کا حق ادا کیا ہر ایک رانی سے ایک ایک دو دو بچے ہوئے مگر بچپن ہی مین مرتے گئے۔ جگت سنگھ۔ ہمت سنگھ۔ درجن سنگھ۔ سبل سنگھ۔ سکت سنگھ۔ سگت سنگھ۔ بھاؤ سنگھ جوانی کو پہونچے مگر سب اسکو داغ مفارقت دے دے کر اُسکے سامنے ہی چل بسے صرف بھاؤ سنگھ جیتا چھوڑا۔

**جگت سنگھ** لالہ روشن رائے سے منقول نسخے مین لکھا ہے کہ اسکی مان اپنے شوہر سے خفا ہوکر محل سے نکلکر باہر رہنے لگی ایک دن جگت سنگھ نے مان سے دریافت کیا کہ تمکو ہمارے باپ نے کس قصور پر محل سے نکال دیا ہے مجھ سے صاف صاف بیان کرو ورنہ تمھین مارڈالونگا مان نے جوابدیا کہ میرا کوئی قصور نہین ہے ایک دن تیرے باپ نے مجھ سے سخت کلامی کی تھی مجھے بات کی برداشت نہ ہوئی اسلئے خود خفا ہوکر باہر چلی آئی ہون جگت سنگھ باپ کے پاس گیا اور کہا کہ مجھے بادشاہ کی خدمت مین جانے کی اجازت دیجیے راجہ نے کہا کیا ناگور کا پٹہ میرے واسطے لائے گا کس قسم کی بہتری وہان جاکر میرے لئے کرے گا جگت سنگھ نے باپ کو سلام کیا اور چلا گیا اور جہانگیر بادشاہ کی خدمت مین پہونچکر سلام و مجرے سے مشرف ہوا بادشاہ نے اسپر نظر شفقت مبذول کی جگت سنگھ کی خواہش یہ تھی کہ کوئی اہم خدمت شاہی میرے ہاتھ سے ظہور مین آجاے تاکہ بادشاہ کی نظر و نمین زیادہ وقار پیدا ہو اُس زمانے مین ایک مفسد نے بغاوت پر کمر باندھی تھی جگت سنگھ نے حضور مین عرض کرایا کہ تابعدار کو اس مہم پر مامور کیا جاے گو بادشاہ کی مرضی اُسکے بھیجنے کی نہ تھی مگر اُسنے یہانتک اصرار سے عرض کرایا کہ بادشاہ نے اجازت دیدی جگت سنگھ منزل مقصود کو روانہ ہوا اور اُس مفسد کا قلع و قمع کرکے فتحمند واپس دارالسلطنت کو ہوا بادشاہ اُسکی اس کارگذاری سے بہت خوش ہوا اور فرمایا کہ کچھ آرزو ہو تو بیان کر دست بستہ عرض کیا کہ حضور کی مرحمت خسروانہ تے کوئی ہوس باقی نہین رکھی ہے اگر ناگور کا پٹہ مرحمت ہو جاے تو توجہات خداوندی سے بعید نہوگا بادشاہ نے ناگور کی سند اُسکو مرحمت کی اور بھی دوسری بہت سی عطیات سے مالا مال کیا اور وطن کو رخصت کر دیا جب یہ خبر اُسکے باپ مان سنگھ کو پہونچی تو دو منزل تک استقبال کرکے اپنے ہمراہ شہر مین لے گیا اور تمام ریاست کا کاروبار اُسکے سپرد کر دیا اُسنے جہانگیر کی خوب خوب خدمتین کین چنانچہ صوبہ اجین کا انتظام اسکے اختیار مین دیدیا گیا اکبر بھی اُسکی خدمات سے خوش تھا لیکن اسنے جہانگیر کا عہد کب پایا تھا اسلئے جہانگیر کا لفظ اکبر کی جگہ غلطی سے لکھا گیا ہوگا یہ باپ کے ساتھ ملازمت اکبری مین داخل ہوکر منصب نہصدی سے سرفراز ہوا تھا اکبر کی اسپر خاص عنایت تھی اسوجہ سے دربار مین زیادہ حاضر رہتا تھا سنہ ۹۹۴ ہجری مین مرزا جعفر (آصف خان) کے ساتھ راجہ باسو کی تنبیہ پر مامور ہوا۔

اکبر نے سنہ ۱۰۰۲ ہجری مین مان سنگھ کو راناکی تنبیہ پر مامور کیا تو بنگالے کی حکومت پر کنور جگت سنگھ کو سرفراز کیا

نوجوان کنور خوشی خوشی آگرے مین تہیہ سفر مین مصروف تھا کہ موت کے فرشتے نے آپکارا اور عین جوانی کے عالم یعنی ۲۳ برس کی عمر مین شراب خانہ خراب کا شکار ہو گیا۔ جگت سنگھ کے بڑے بیٹے مہا سنگھ اور بقولے مہان سنگھ نے جہانگیر کے عہد مین باندھو کے راجہ بکرماجیت کی بغاوت دور کی تھی جسکے عوض سمبت ۱۶۶۹ مطابق ۱۶۱۲ء مین اسکو تین ہزاری ذات اور دو ہزار سوار کا منصب ملا مہا سنگھ کی اولاد مین بھلاے والے ہین جو رئیس کے اولاد نہ ہونے پر راج کے مستحق سمجھے جاتے ہین جگت سنگھ ولیعہد کے دوسرے بیٹون مین سے ارجن سنگھ کی اولاد ہو لیس مین سکت سنگھ کی پھاولی مین کلیان سنگھ کی چاندلاے ہین اور ہمت سنگھ کے راجاوت کہلاتے ہین۔

ہمت سنگھ بنگالے مین باپ کے ساتھ تھا ۱۰۰۵ہجری مین امتلاے اسہال اور اسہال سے بدحال ہو کر انتقال کیا شیخ ابوالفضل اکبرنامے مین لکھتا ہے جو امر دتھا انتظام اور سربراہی کی لیاقت سرشت مین تھی موقع وقت پر چوکتا نہ تھا اُسکے مرنے سے تمام فوج کچھارا مین کہرام مچ گیا بادشاہ کی دلداری نے زخمون پر مرہم رکھا سب کو تسلی ہو گئی۔

درجن سنگھ شاہی ملازمت مین منصب پانصدی پر سرفراز تھا بنگالے مین باپ کے ساتھ متعین تھا ۱۰۰۵ہجری مین عیسے خان افغان نے بغاوت کی مان سنگھ نے درجن سنگھ کو بغاوت فرو کرنے کے واسطے روانہ کیا سردار مین ایک نمک حرام غنیم سے مل گیا اور خبر دیتا رہا دشمن ایک جگہ بیخبر آن پڑا سخت لڑائی ہوئی درجن سنگھ بہت سے ہمراہیونکے ساتھ مارا گیا

سبل سنگھ ۴۰ سنہ جلوس اکبری تک منصب پانصدی پر سرفراز تھا۔

سکت سنگھ ملازمت شاہی مین منسلک اور ۴۰ سنہ جلوس تک منصب چارصدی پر سرفراز تھا۔

سگت سنگھ بھی شاہی ملازمت مین داخل تھا اور ۴۰ سنہ جلوس تک منصب دوصدی سے مفتخر ہوا۔

اڑیسہ فتح ہونے کے بعد مشرقی حصہ سندربن مین اس پر فضا مقام آک محل مین جسے شیر شاہ نے اپنی گلگشت اور تفریح کے واسطے نامزد کیا تھا راجہ مان سنگھ نے ایک شہر کا بنیادی پتھر رکھا شہر کو بساکر اکبر نگر اور قلعہ تعمیر کراکر سلیم نگر نام رکھا جو راج محل کے نام سے مشہور ہو گیا اور اسوقت تک موجود ہے لیکن مرآت آفتاب نما مین یون لکھا ہے کہ ۳۹ سنہ جلوس اکبری مین راج محل تیار ہوا اور راجہ مان سنگھ جب بنگالے کو گیا تو اُسکو حاکم نشین مقام مقرر کرکے اکبر نگر نام رکھا بنگالہ۔ کشمیر اور آگرے مین اُسنے بہت نفیس عمارتین اور باغات تیار کرائے تھے کشمیر کی عمارت کی تعریف جہانگیر نے تزک جہانگیری مین اور آگرے کے کٹڑہ راجہ مان وغیرہ کی تعریف منشی سبل چند نے اپنی تاریخ آگرہ مین کی ہے مگر افسوس کہ اب اُنکے نشانات اوراق تاریخ ہی پر باقی رہگئے راجہ کی زندگی مین ولیعہد کنور جگت سنگھ کے مرجانے سے اُسکا بیٹا مہا سنگھ راجپوتانہ کے دستور کے موافق راج پانے کا حقدار تھا کیونکہ اُسکا باپ بڑا بیٹا تھا اور باپ کے سامنے مر گیا تھا جہانگیر کی مان سنگھ کے دوسرے بیٹے بھاؤ سنگھ پر خاص نظر عنایت تھی لہذا بھاؤ سنگھ کو راجہ مان سنگھ کا جانشین مقرر کیا اور مہا سنگھ کی دلداری کے لئے اُسکے منصب مین اضافہ کرکے گڑھ کا ملک انعام مین مرحمت کیا اور پھر خطاب راجگی کے ساتھ علم و نقارہ عطا ہوا ۱۱ سنہ جلوس مین منصب سہ ہزار و پانصدی سے مفتخر ہو کر مہم دکن مین متعین ہوا ۱۰۲۶ہجری مین بالاپور کے مقام پر کثرت شراب نوشی سے بیمار ہو کر ۳۲ برس کی عمر مین عدم آباد کو

راہی ہوا جے سنگھ اول اسی مہا سنگھ کا بیٹا تھا۔
اکبر نے کچھواہوں کو بڑے اوج پر پہونچایا تھا لیکن جہانگیر کی رنجش سے مان سنگھ کے بعد راٹھوڑ لوگ بادشاہی دربار مین زیادہ عزت دار ہوگئے۔
لیکن مرزا کے خطاب سے یہی خاندان مخصوص رہا چغتائی خاندان مین عام طور پر شاہزادے مرزا کے خطاب سے موسوم ہوتے تھے چونکہ اکبر خانگی امورات اور کل کاروبار مین راجہ مان سنگھ کے ساتھ بیٹوں کی طرح برتاؤ کرتا تھا ہوجہ سے پیار سے جسطرح خانان کو مرزا خان اور خان اعظم کو مرزا عزیز کہتا تھا اسی طرح مان سنگھ کو مرزا راجہ کہکر پکارتا تھا اکبر کے بعد جہانگیر نے بھاؤ سنگھ کو اور شاہ جہان نے جے سنگھ اول کو اس خطاب سے موصوف کیا۔

## مرزا راجہ بھاؤ سنگھ

راجہ مان سنگھ کا چھوٹا بیٹا اور امراے عہد اکبری مین منصب ہزاری پر سرفراز تھا جہانگیر نے تخت نشین ہوکر پہلے سال جلوس منصب ہزار و پانصدی اور تیسرے سال منصب دو ہزاری ذات دو ہزار سوار سے سرفراز کیا اسکو سمبت ۱۶۷۱ مطابق ۱۶۱۵ء (۱۰۲۳ھ ہجری) مین جہانگیر کی مہربانی سے راج ملا اور میرزا کا لفظ جو شاہی خاندان والون کے نام پر بولا جاتا تھا میرزا راجہ مان سنگھ کی طرح اسکے واسطے بھی تجویز ہوا اور منصب بھی چار ہزاری ذات و سہ ہزار سوار کردیا اس موقع پر جہانگیر نے اپنے تزک مین لکھا ہے۔
مرزا بھاؤ سنگھ اسکا (مان سنگھ کا) خلف رشید تھا شاہزادگی کے ایام مین میری خدمت زیادہ سے بھی زیادہ کرتا تھا ہندو ونکے رسم ورواج کے بموجب مہان سنگھ (مہاسنگھ) پسر جگت سنگھ راجہ مان سنگھ کے پوتے کو ریاست پہونچتی تھی کہ سب بھائیون مین بڑا تھا (یعنی جگت سنگھ) اور وہ راجہ کی زندگی ہی مین مرگیا ہے۔ اس بات کی رعایت نہ کی بھاؤ سنگھ کو مرزا راجہ کا خطاب دیکر چار ہزاری ذات تین ہزار سوار کے منصب پر ممتاز کیا اور آنبیر کا علاقہ کہ اسکے باپ دادا کا وطن تھا مرحمت کیا اور اس خیال سے کہ مہان سنگھ بھی راضی رہے اسکے منصب مین پانصدی کا اضافہ کرکے گڑھہ کا ملک اسے انعام مین عطا کیا۔
بھاؤ سنگھ نشے کا استعمال زیادہ کرتا تھا اور بادشاہ کے کام سے پہلو بچاتا تھا اور بادشاہ کے حضور مین اکثر رہتا تھا۔ ۲۲ محرم ۱۰۲۴ھ ہجری کو راجہ بھاؤ سنگھ رخصت لیکر اپنے وطن آنبیر کو روانہ ہوا چلتے وقت بادشاہ نے مرغوب کشمیری کا خلعت مرحمت کیا ۱۱ جلوس مین منصب پنجہزاری کے سرفراز ہوا ا وہ شاہزادہ خرم کے ساتھ دکن بھیجا گیا اور سمبت ۱۶۷۷ مطابق ۱۶۲۰ء مین زیادہ شراب خواری سے اسکے جوان بھتیجے مہاسنگھ کا وہین انتقال ہوگیا سمبت ۱۶۷۷ مطابق ۱۶۲۰ء مین راجہ بھاؤ سنگھ کو خلعت ملنے کے بعد دوبارہ دکن کی لڑائی پر بھیجا گیا اور وہ دو برس کے بعد آٹھ برس راجہ رہکر وہین لاولد گذر گیا جس سے اسکا بھتیجا مہاسنگھ کا بیٹا جے سنگھ اول گدی کا حقدار مانا گیا یہ بیان جہانگیر بادشاہ نے اپنی کتاب مین اسطرح لکھا ہے۔

صفر ۱۰۳۱ھ ہجری (مطابق سمبت ۱۶۷۸ و ۱۶۲۲ء) ان دنون مین عرض ہوا کہ مرزا راجہ بھاؤ سنگھ دکن کے صوبے

مین مرگیا - وہ زیادہ شراب پینے کے سبب نہایت کمزور اور دُبلا ہو گیا تھا - ایک بار بیہوشی کے وقت حکیمون نے بڑی تدبیرون کے بعد اسکے سر پر داغ لگائے لیکن وہ ہوش مین نہ آیا ایک رات دن بیخبر پڑا رہکر دوسرے دن گذر گیا دو عورتین اور آٹھ لونڈیان اسکے ساتھ جل مرین اسکے بڑے بھائی جگت سنگھ اور بھتیجے مہان سنگھ نے بھی زیادہ شراب سے جان کھوئی تھی لیکن بھاؤ سنگھ نے اُنکے احوال سے کچھ عبرت نہ پائی اور اپنی قیمتی جان تباہ کی وہ بہادر نیک ارادہ اور ہوشیار تھا - شاہزادگی کے دنونمین میری خدمت مین رہکر پانچہزاری منصب تک پہونچا تھا اُسکے کوئی اولاد نتھی اسلیے اُسکے بڑے بھائی جگت سنگھ کے پوتے جے سنگھ کو چھوٹی عمر مین راجہ کا خطاب اور دو ہزاری ذات و سوار کا منصب عنایت کر کے مینے حکم دیا کہ آنبیر کا علاقہ قدیمی دستور کے موافق اُس کی جاگیر رکھا جاے تاکہ اُسکا کارخانہ خراب نہ ہو -

## مرزا راجہ جے سنگھ اول

راجہ مہا سنگھ کا بیٹا اور مرزا راجہ مان سنگھ کا پڑپوتا تھا نو دس برس ہی کا تھا کہ باپ کا سایہ سر سے اُٹھ گیا جہانگیر کا عہد تھا اُسنے نوجوان کنور کو دیکھنے کے واسطے بلایا سنہ ۱۰۲۲ ہجری مین بارہ برس کی عمر مین دربار مین آیا اور ایک ہاتھی نذر کیا قدردان بادشاہ نے اس عمر مین منصب ہزاری ذات پانصد سوار پر سرفراز کر دیا اور از راہ مراحم خسروانہ ایک ہاتھی بخشا سنہ ۱۰۳۰ ہجری مین مرزا راجہ بھاؤ سنگھ کی وفات کے بعد منصب دو ہزاری ذات و پانصد سوار پر مفتخر ہوا اور خطاب راجگی سے سربلند ہوا اور آنبیر کی موروثی گدی کا جانشین ہوا - سنہ ۱۰۳۲ھ مین منصب سہ ہزاری ذات و پانصد سوار سے ممتاز ہوا اسکے بعد مہمات دکن مین مامور ہوا - شاہجہان کے بادشاہ ہونے کے بعد جب خانجہان لودی ناظم صوبہ دکن نے علم بغاوت بلند کیا اُسوقت راجہ اُسکی ماتحتی مین متعین تھا اول اُسنے مجبوری اُسکا ساتھ دیا اور موقع ملتے ہی وہان سے بھاگ کر دربار شاہجہانی مین حاضر ہوا بادشاہ نے خلعت - جمدھر مرصع - علم و نقارہ مرحمت فرما کر منصب چارہزاری ذات سہ ہزار سوار پر سرفراز فرمایا اور قاسم خان جوینی کے ساتھ سرکشان مہابن کی تادیب کے واسطے مامور کیا اور اس مہم کے بعد خانخانان مہابت خان کے ساتھ نذر محمد خان والی بلخ کے مقابلے کے واسطے جسنے کابل پر حملہ کیا تھا روانہ ہوا سنہ ۲ جلوس شاہجہانی مین خواجہ ابوالحسن تربتی کے ساتھ خانجہان لودی کے تعاقب پر مامور ہوا - اور اُسکو دھولپور کے مقام پر شکست دیکر دکن کی طرف بھگا دیا جہان وہ دو برس کے بعد بادشاہی سردار ارادت خان - جودھپور کے راجہ گج سنگھ - آنبیر کے راجہ جے سنگھ - بیکانیر کے راو سور سنگھ - ڈونگرپور کے راول پونجا اور رانا جگت سنگھ اول کے رشتہ دار مہاراج ارجن سنگھ وغیرہ سیسودیہ کی کوشش سے اپنے ساتھیون سمیت مارا گیا سنہ ۳ جلوس مین منصب چار ہزاری ذات چار ہزار سوار پر سربلند ہو کر امیر الامرا شایستہ خان کے ساتھ نظام الملک والی حیدر آباد کی سرکوبی کے واسطے روانہ ہوا سنہ ۵ جلوس مین یمین الدولہ آصف خان کے ساتھ مہم بیجاپور مین شریک ہو کر ہمت مردانہ کے جوہر دکھائے اور اس مہم سے فارغ ہو کر رخصت حاصل کر کے وطن کو روانہ ہوا سنہ ۶ جلوس مین بارگاہ شاہجہانی مین

حاضر ہوا اسی سال بادشاہ کے سامنے سندر ہاتھی اور سدھکر ہاتھی لڑ رہے تھے انمین سے سدھکر ہاتھی لڑتے لڑتے
شاہزادہ اورنگ زیب کی طرف جھپٹا شاہزادے نے نہایت استقلال سے گھوڑے کی دونون رکابونپر کھڑے ہوکر
ایسا برچھا پیشانی پر مارا کہ چار انگل گھس گیا ہاتھی نے غصے مین بھر کر گھوڑے کے پیچھے پیدانت مارا گھوڑا لڑ کر
گر گیا اور شاہزادہ تلے آپڑا فوراً کھڑے ہوکر تلوار ماری کہ اس عرصے مین راجہ جے سنگھ نے سیدھی طرف سے آکر
چاہا کہ گھوڑے سے اتر کر ہاتھی کو بھگاوے مگر اُسوقت اتنی مہلت نہ تھی اسلیئے گھوڑے ہی پر سے آکر ہاتھی کے برچھا مارا
اس عرصے مین ہاتھی اپنے مقابل ہاتھی کو دیکھکر اُسکے پیچھے دوڑ پڑا سید آل محمد صالح وغیرہ نے اسیطرح لکھا ہے اسی سال
جے سنگھ کو خلعت و اسپ مع طلائی زین کے مرحمت ہوکر شاہزادہ محمد شجاع کے ساتھ مہم دکن پر متعین ہوا ۸ سنہ جلوس مین
مہم کے خاتمے پر خان زمان کے ساتھ دولت آباد مین تعینات ہوا اور منصب پنجہزاری ذات چار ہزار سوار پر ترقی پائی اور
۱۴ ربیع الثانی سنہ ۱۰۴۵ ہجری کو دربار مین حاضر ہوا ۹ سنہ جلوس مین خان دوران خان کے ساتھ ساہوجی بھوسلا
کی تادیب پر مامور ہوا بادشاہی فوج نے دکن پہونچکر قلعہ دیوگڑھ کا محاصرہ کیا تو سرنگ اُڑنے پر سب سے پہلے بہادر خان
اور راجہ جے سنگھ نے دھاوا کرکے قلعہ پر قبضہ حاصل کیا۔ ۸ رجب سنہ ۱۰۴۶ ہجری کو جب بادشاہ اجمیر سے اکبر آباد جاتا ہوا
قصبۂ معز آباد سے جو راجہ جے سنگھ کی جاگیر مین تھا گذرا راجہ کے اہلکارون نے چند عمدہ گھوڑے ایک ہاتھی اور بیس ہزار
روپیہ نقد بطور نذرانہ پیش کیا بادشاہ نے گھوڑے اور ہاتھی قبول فرمائے اور زر نقد واپس کیا اسی سال ۲۵ شوال کو
راجہ دربار مین حاضر ہوا بادشاہ نے خدمات دکن کے صلے مین کھپوہ مرصع مع پھول کٹارہ اسپ مع زین طلا کے
عنایت فرماکر پنجہزاری ذات پنجہزار سوار سے مفتخر کیا اور پرگنہ چاٹسو جو صوبۂ اجمیر مین راجہ کے قریب واقع اور محالات
خالصہ مین شامل تھا جاگیر مین مرحمت کیا اور چونکہ راجہ مہمات دکن مین لگاتار خدمتین انجام دے چکا تھا لہذا
۱۴ ذی الحجہ سنہ ۱۰۴۶ ہجری کو بادشاہ نے خلعت ایک ہاتھی بیس گھوڑیان عنایت کرکے راجہ کو وطن کو رخصت کیا
کہ کچھ مدت تک آرام حاصل کرے ۲۴ شوال سنہ ۱۰۴۷ ہجری کو وطن سے واپس آیا اور خلعت اور اسپ مع زین
مطلا اور فیل عطا ہوکر شاہزادہ محمد شجاع کے ساتھ صوبہ کابل کو روانہ کیا گیا۔ سنہ ۱۰۴۸ ہجری مین وہانسے طلب ہوا اور
راول پنڈی کے مقام پر ۲۳ ذیقعدہ سنہ ۱۰۴۸ ہجری کو بادشاہی ملازمت مین پہونچا بادشاہ نے ایک ہاتھی اور
موتیون کی مالا مرحمت فرمائی۔ ۱۲ ذی الحجہ سنہ ۱۰۴۸ ہجری کو قبیدان بادشاہ نے راجہ کے حسن خدمات کا لحاظ فرماکر
موروثی خطاب مرزا راجہ سے مفتخر فرمایا ۲۷ رجب سنہ ۱۰۴۹ ہجری کو رخصت لیکر پھر وطن کو روانہ ہوا جہان سے ۲۲ ذیقعدہ
سنہ ۱۰۵۰ ہجری کو واپس آیا اور ۶ ذی الحجہ سنہ ۱۰۵۰ کو خلعت جمدھر میناکار مع پھول کٹارہ اسپ مع زین مطلا مرحمت
ہوکر شاہزادہ مراد بخش کے ساتھ صوبہ کابل مین تعینات ہوا وہانسے سمبت ۱۶۹۹ مطابق سنہ ۱۶۴۲ء مین نورپور علاقہ
پنجاب کے باغی راجہ جگت سنگھ تونور کی تادیب پر مامور ہوا مہم مذکور الصدر مین نہایت شجاعت و بہادری
اور عرق ریزی سے قلعہ مئو کو فتح کیا اُسکے انعام مین منصب ایک ہزار سوار دو اسپہ سہ اسپہ مقرر ہوکر منصب پنجہزاری
ذات پنجہزار سوار سے سرفراز ہوا اور قلعہ مذکور کی محافظت اُسکے سپرد ہوئی اور جب راجہ جگت سنگھ کا قصور معاف

ہوگیا یہ اسکو اپنے ساتھ لیکر ۲۵ ذی الحجہ ۱۰۵۱ھ ہجری کو دربار مین حاضر ہوا اور محرم ۱۰۵۲ھ ہجری مین خلعت و جمدھر مرصع مع پھول کٹارہ اور اسپ وفیل سے سربلند ہوکر شاہزادہ دارا شکوہ کے ساتھ مہم قندہار پر روانہ کیا گیا۔ ۲ رجب ۱۰۵۲ھ کو قندہار سے واپس آیا اور ۲۳ شعبان ۱۰۵۲ھ کو رخصت لیکر آنبیر کو روانہ ہوا۔ ۱۰۵۳ھ ہجری مین بادشاہ اجمیر گیا جوالی پرگنہ چاٹسو مین یکم رمضان ۱۰۵۳ھ کو راجہ بادشاہ کی ملازمت مین حاضر ہوا اور تیسرے دن نو گھوڑے ایک ہاتھی پیش کش کیا۔ ۸ رمضان کو اجمیر کے مقام پر راجہ نے اپنے سوارونکو بادشاہ کے ملاحظے مین پیش کیا پانچہزار سوار شمار مین آئے ۱۵ رمضان کو بادشاہ نے راجہ کو خلعت مرحمت فرماکر آنبیر کو رخصت کیا یکم ربیع الثانی ۱۰۵۴ھ ہجری کو دربار مین حاضر ہوا اور ایک ہاتھی پیش کش کیا۔ اسی سال دکن کی حکومت پر سرفراز ہوا ۱۰۵۶ھ مین وہانسے طلب ہوا اور ۱۴ ربیع الثانی کو کابل کے مقام پر بادشاہ کی ملازمت مین حاضر ہوا۔ ۱ جمادی الاولے ۱۰۵۷ھ کو خلعت وجمدھر اسپ وفیل عنایت ہوکر منصب پنجہزاری ذات پنجہزار سوار اور دوہزار سوار دواسپہ سہ اسپہ سے ممتاز ہوا اور بادشاہ نے دو لاکھ روپیہ نقد عطا فرماکر اورنگ زیب کے پاس مہم بلخ پر رخصت کیا ۱۰۵۸ھ مین منصب کے اور ایک ہزار سوار دواسپہ سہ اسپہ مقرر ہوئے اور شاہزادہ اورنگ زیب کے ساتھ مہم قندہار پر مامور ہوا اور وہان سے واپس آکر منصب پنجہزاری ذات پنجہزار سوار اور چار ہزار سوار دواسپہ سہ اسپہ سے سرفراز ہوا اور راجہ کے بیٹے کیرت سنگھ کو میوات (الور وغیرہ) کا علاقہ جسکی مالگذاری ستر لاکھ دام (۴۰ دام = ایک روپیہ) تھی جاگیر مین مرحمت ہوا۔ ۱۰۶۱ھ ہجری مین شاہزادہ اورنگ زیب کے ساتھ دوبارہ مہم قندہار پر روانہ ہوا اور ۱۰۶۲ھ مین شاہزادہ سلیمان شکوہ کے ساتھ صوبہ کابل مین متعین ہوا اور وہین سے دارا شکوہ کے ساتھ تیسری مرتبہ مہم قندہار مین شریک ہوا ۱۰۶۳ھ مین رخصت لیکر اپنے وطن آنبیر کو روانہ ہوا۔

۱۰۶۴ھ مین وہانسے واپس آکر نواب سعد اللہ خان وزیر اعظم کے ساتھ قلعہ چتوڑ کی منہدمی کے واسطے روانہ ہوا۔

۱۰۶۷ھ ہجری دسمبر ۱۶۵۷ء مطابق ۱۶۵۹ء مین شاہجہان ایسا بیمار ہوا کہ زیست کی امید نہ رہی ایام بیماری مین دارا شکوہ کا جو ولیعہد سلطنت اور باپ کے پاس موجود تھا ایسا اقتدار بڑھا کہ تمام مالی وملکی انتظامات اسکی راے سے انجام پانے لگے دوسرے شاہزادون محمد شجاع و اورنگ زیب اور مراد بخش نے اس اختیار و اقتدار کو رشک وحسد کی نگاہ سے دیکھا اور اپنی اپنی حصول سلطنت کے منصوبون کے خلاف تصور کرکے درپردہ جنگی تیاریان شروع کردین دارا شکوہ نے بادشاہ کی بیماری کو مخفی رکھنا چاہا۔ راستے بند کردئے مسافرون کو چلنے سے روکا مگر اس طرز عمل نے الٹا نتیجہ پیدا کیا اور شاہزادون نے مردہ یا قریب المرگ سمجھ کر خود مختاری کا ڈنکہ بجا دیا اور اپنی اپنی فوجین لیکر دار السلطنت کی طرف کوچ کیا جب انکے کوچ کی خبرین دار السلطنت مین پہونچین ایک تہلکہ پڑ گیا اگرچہ شاہجہان نے جسے اس عرصے مین بہت کچھ صحت ہو چکی تھی اور اسکی لائق بیٹی جہان آرا بیگم نے اپنی اپنی تدبیر سے اس آگ کو بجھانا چاہا شاہزادونکے پاس قاصد پر قاصد دوڑاے کہ ما بدولت کو اب آرام ہے اگر تم اپنے صوبونکو لوٹ جاؤگے تو تمھاری اس حرکت سے چشم پوشی کی جائے گی لیکن شاہزادے یہی کہتے اور سمجھتے رہے کہ جو خطوط

دربار سے شاہی مہرین لگ کر آتے ہین وہ جعلی اور بالکل دارا شکوہ کی بناوٹ اور ایجاد ہین حضرت یا تو مر گئے یا قریب مرگ ہین اگر بالفرض ہماری خوش نصیبی سے وہ زندہ ہین تو ہم اُنکی قدمبوسی کے مشتاق ہین غرضکہ شجاع بنگالے سے اورنگ زیب اور مراد بخش متفق ہو کر دکھن سے چل کھڑے ہوئے اور جب باوجود فہمائش کے یہ اپنے صوبونکو واپس نہ ہوے تو بادشاہ یا دارا شکوہ نے انکے روکنے اور تنبیہ کے واسطے بجاے کاغذی گھوڑونکے فوجی طاقت سے کام لینا چاہا جسونت سنگھ والی جودھپور کو اورنگ زیب اور مراد بخش کے مقابلے پر مالوے کو رخصت کیا راجہ جے سنگھ منصب شش ہزاری ذات شش ہزار سوار دو اسپہ سہ اسپہ پر مفتخر ہو کر شاہزادۂ سلیمان شکوہ کے ساتھ شجاع کے مقابلے کے واسطے روانہ کیا گیا مرآت عالم مین لکھا ہو کہ جے سنگھ کے منصب مین ہزاری ذات اور ہزار سوار دو اسپہ سہ اسپہ کا اضافہ ہو کر کل منصب شش ہزاری ذات اور پنجہزار سوار کا مقرر ہوا تھا اور ایک لاکھ روپے نقد بھی اُسکے ساتھ کئے تھے ڈاکٹر برنیر لکھتا ہو کہ شاہجہان نے راجہ جے سنگھ کو جو اُسوقت کے راجاؤن مین سب سے زیادہ قابل شخص تھا بطور مشیر خاص پوتے کے ساتھ کیا اور اُسکو پوشیدہ یہ ہدایت کی کہ حتے الامکان جنگ نہ ہونے دینا اور شجاع کو اس امر کی فہمائش مین کہ وہ اپنے متعلقہ صوبے کو واپس چلا جاے کوئی دقیقہ اُٹھا نہ رکھنا لیکن سلیمان شکوہ کی بلند حوصلگی اور نوجوانی سے راجہ کی کوششین انسداد جنگ کے باب مین بے سود رہین اور دونون فوجین ایک دوسرے سے ملتے ہی (بنارس کے قریب) برسر پیکار ہو گئین دونون طرف سے بڑی سختی اور سرگرمی سے حملے ہوے اور ایک بڑی کوشش کے بعد شاہزادۂ محمد شجاع کو مغلوب ہونا پڑا اُسکو آخر سراسیمہ ہو کر بھاگ نکلا اور اگر قصداً راجہ جے سنگھ اور دلیر خان پیچھے نہ ہٹے رہتے تو صرف شجاع کی فوج ہی نہ تباہ ہو جاتی بلکہ خود بھی گرفتار ہو جاتا لیکن دور اندیش راجہ نے ازراہ دانائی مناسب نہ جانا کہ شاہی خاندان کے شاہزادے اور اپنے آقا کے بیٹے پر ہاتھ ڈالے اور شجاع کو بھاگ جانے کی مہلت دینے مین بادشاہی ہدایت پر عمل کیا اس لڑائی کے بعد راجہ جے سنگھ منصب ہفت ہزاری ذات ہفت ہزار سوار پنجہزار سوار دو اسپہ سہ اسپہ سے سربلند ہوا اور حسب الطلب شاہزادۂ دارا شکوہ آگرے کی طرف روانہ ہوا۔ اب اُدھر کی سنو اس عرصے مین اورنگ زیب اور مراد بخش کی متفقہ فوجین اُجین مین جسونت سے اور ساموگڑھ مین دارا شکوہ سے میدان مار چکی تھین اور خاص دار السلطنت مین عالمگیری اقبال کا پھریرا اُڑنے لگا تھا جب راجہ جے سنگھ اور دلیر خان سلیمان شکوہ کے ساتھ آلہ آباد سے تین منزل اور آگے بڑھ آے یہ حال سنا اور عالمگیری اقبال کے طلسم کو دیکھ کر دنگ رہ گئے۔ عالمگیر نے ساموگڑھ کی فتح پا کر راجہ جے سنگھ کو سلیمان شکوہ کی رفاقت سے توڑنا چاہا کاغذی گھوڑون کے ذریعہ سے منتر چلنے لگے جے سنگھ اور دلیر خان اول تو متردد اور متامل رہے لیکن آخر کار عالمگیر کے حُبِ عمل سے تسخیر ہو گئے باوجود اسکے اس دور اندیش راجہ نے سلیمان شکوہ پر ہاتھ ڈالنے سے پرہیز کیا اور اُسکو کل واقعات سے مطلع کر کے یہ نیک صلاح دی کہ اول تو جسطرح ممکن ہو دہلی پہونچکر اپنے باپ کے ساتھ شامل ہو جاے اور اگر یہ نہ ہوسکے تو آپ سری نگر کے پہاڑون مین چلے جایئے وہان کا راجہ آپکو بہت خاطر سے رکھے گا اور اس محفوظ جگہ مین کچھ دن ٹھہر کر آپ حالات اور واقعات پر

نظر رکھیے اور حسب مقتضائے وقت کاروائی ہوجیے۔ لیکن بعض تاریخون سے معلوم ہوتا ہے کہ راجہ نے کچھ سپاہی بھیجکر سلیمان شکوہ کا مال و اسباب لوٹ لیا جب کہ وہ سری نگر بھاگ کر جارہا تھا اور خود متھرا کے مقام پر بارگاہ عالمگیری مین حاضر ہوگیا۔ اور ایک کروڑ دام (ڈھائی لاکھ روپیہ) سالانہ آمدنی کے محالات سے مفتخر ہوکر دریائے ستلج کے پار سے خلیل اللہ خان کے ساتھ دارا شکوہ کے تعاقب پر مامور ہوا۔

لیکن ڈاکٹر برنیر اپنے سفرنامے مین لکھتا ہے کہ جب اورنگ زیب دارا شکوہ کے تعاقب سے ملتان سے لوٹکر اپنی معمولی سرعت کے ساتھ کوچ کرتا ہوا چلا آتا تھا راجہ جے سنگھ کو چار یا پنج ہزار راجپوتون کے ساتھ اپنی طرف آتا دیکھکر حیرت مین آگیا اُسوقت حسب معمول تھوڑے سے آدمیون کے ساتھ اپنی فوج سے آگے آگے تھا اور اُسکو پہلے خبر لگ چکی تھی کہ راجہ دہلی مین ہے مگر اُسنے ایسی عجیب سرعت سے ایسی بعید مسافت طے کی کہ لاہور اور ملتان کے راستے مین آملا لیکن اورنگ زیب کی ہوشیاری متانت اور اُسکی اُس عام لیاقت نے کہ وہ کسی ناگہانی مشکل کے پیش آجانے پر نہایت چستی سے اُسکا فی الفور انتظام کرلینے کی لیاقت رکھتا تھا اُسے بڑی مصیبت سے بچا لیا چنانچہ اُسنے مطلق کچھ خوف و اضطراب ظاہر نہ کیا بلکہ یہ دکھانے کو کہ اُسکا آنا اسکی بڑی خوشی کا باعث ہے گھوڑا بڑھاکر نہایت کشادہ پیشانی کے ساتھ ہاتھ سے جلد آیئے جلد آیئے کا اشارہ کرتا ہوا آگے بڑھا اور پکار کر سلامت باشید راجہ جی سلامت باشید بابا جی اور جب دونون نزدیک ہوے تو پھر کہا کہ خوش آمدید خوش آمدید مین بیان نہین کرسکتا کہ مجھے آپکے آنے کا کسقدر انتظار تھا بہت ہی خوب ہوا کہ آپ آگئے مگر لڑائی ختم ہوگئی اور دارا شکوہ تباہ و برباد خاک چھانتا پھرتا ہے مینے میر بابا کو اُسکے پیچھے بھیجدیا ہے امید کہ جلد گرفتار ہوجاے گا اسکے بعد نہایت مہربانی اور التفات کے اظہار کی غرض سے موتیونکی مالا جو خود پہنے ہوئے تھا راجہ کے گلے مین ڈالدی اور کہا کہ ہماری فوج بہت تھکی ہوئی ہے اسلیئے آپ کو بہت جلد لاہور پہونچ جانا چاہیئے مبادا وہان کچھ بدانتظامی اور شورش ہوجائے اور مین آپکو لاہور کا صوبہ دار مقرر کرکے کل نظم و نسق کا اختیار دیتا ہون اور مین بھی آپکے پاس پہونچتا ہون۔ لیکن رخصت کرنے سے پہلے مجھکو واجب ہے کہ سلیمان شکوہ کے معاملے مین جو آپنے کارگذاری کی ہے اُسکا شکریہ ادا کرون مگر آپنے دلیر خان کو کہان چھوڑا مین اُسکو خوب سزا دونگا آپ جلد لاہور تشریف لے جایئے اچھا خدا حافظ۔

جب دارا شکوہ لاہور سے ملتان کی طرف بھاگا راجہ جے سنگھ کے نام حکم پہونچا کہ ہمارے آنے تک لاہور مین مقیم رہو جب بادشاہ لاہور پہونچا نہ معلوم کسی مصلحت یا خود راجہ کی خواہش سے راجہ کو وطن جانے کی رخصت مرحمت فرمائی اور خود شجاع کے مقابلے کے واسطے بنگالے کیطرف روانہ ہوا جب جسونت سنگھ نے کھجوہ کی لڑائی مین اورنگ زیب سے بیوفائی کی اور لشکر کا مال و اسباب لوٹ کر بھاگا تو فوج بھرتی کرکے دارا شکوہ کا ساتھ دینا چاہا راجہ جے سنگھ نے اس موقع پر اُسکو ایک خط لکھا جو شاہی فرمان کے ساتھ جسمین قصورونکی معافی اور انعام کا وعدہ کیا گیا تھا ایک خاص آدمی کے ساتھ اُسکے پاس روانہ کیا جسکا یہ نتیجہ ہوا کہ وہ جودھپور سے میرٹے تک آکر لوٹ گیا۔

۲۹ جمادی الاخری ۱۰۶۹ہجری کو اجمیر کے قریب موضع دیورائی مین داراشکوہ اور اورنگ زیب سے لڑائی ہوئی اس لڑائی مین راجہ جے سنگھ عالمگیر کے ساتھ تھا بیچارے داراشکوہ کی قسمت نے مطلق یاوری نہ کی اگرچہ اُسنے میدان ہمت مین بہت قدم جمایا لیکن بدقسمتی نے ایسا دھکا دیا کہ پھر بھاگنا پڑا عین حالت جنگ مین راجہ جے سنگھ ایسے مقام پر پہونچ گیا تھا کہ داراشکوہ بالکل اُسکے قابو مین تھا لیکن اس نامور اور عالی ہمت راجہ نے اُسکا بہت ادب کیا اور کہلا بھیجا کہ اگر گرفتاری سے بچنا منظور ہے تو فوراً میدان جنگ سے علیحدہ ہو جاؤ شاہزادے نے راجہ کا شکریہ ادا کیا اور اہل وعیال کو لیکر فوراً چلتا ہوا داراشکوہ کے بھاگنے کے بعد بادشاہ نے راجہ جے سنگھ اور بہادر خان کو اُس کے تعاقب پر مامور کیا اورنگ زیب نے جے سنگھ کو گجرات کی طرف جانے کے وقت یہ فرمان لکھا تھا۔




زبدۂ دلاوران تہوردستگاہ خلاصۂ جانبازان ہواخواہ نقاوۂ مخلصان ارادت کیش قدوۂ خیرطلبان عقیدت اندیش عمدۂ راجگان اخلاص شعار مطیع الاسلام مرزا راجہ جے سنگھ بہ توجہات خاص اختصاص یافتہ بداند عرضداشتے کہ درین ہنگام فیض ارتسام از سیت پور ارسال داشتہ بود در فتح پور از نظر انور گذشت یقین کہ تا حال از احمدآباد روانہ پیش شدہ باشد باید کہ از راہے کہ مناسب داند بہ سرعت تمام رفتہ در دستگیر ساختن آن آوارۂ دشت ادبار داراشکوہ مساعی جمیلہ بتقدیم رساند و موجب مراعے عظیم خویش داند۔ ماہ ہشتم شوال بنواحی دارالخلافت شاہجہان آباد خواہیم رسید

در شعبان ۱۰۶۹ہجری تحریر یافت

اب بادشاہ کو صرف سلیمان شکوہ کی فکر باقی رہ گئی سلیمان شکوہ سری نگر کے پہاڑون مین پہونچ گیا تھا راجہ جے سنگھ کی معرفت راجہ سری نگر کو خط لکھا گیا کہ اگر سلیمان شکوہ کو پکڑ کر بھیجدوگے تو بڑے بڑے انعام ملینگے ورنہ تمہارے حق مین بہت برا ہوگا اول تو راجہ سری نگر نے یہی جواب دیا کہ خواہ میرا تمام ملک چھین جائے مگر کبھی ایسی

بغیرتی اور نامردی کی حرکت کا مرتکب نہونگا لیکن جب بادشاہ نے تربیت خان اور رعداندازخان وغیرہ
کئی امیرونکو سری نگر کی تسخیر کے واسطے بھیجا اور راجہ جے سنگہ نے بہی خط لکھا تو وہ راجہ جے سنگہ کی معرفت سلیمان شکوہ کے
سپرد کردینے کا وعدہ کرکے معافی کا خواستگار ہوا اور جے سنگہ کا بیٹا رام سنگہ سری نگر جاکر سلیمان شکوہ کو لایا جب سب
جھگڑے طے ہوگئے تو بادشاہ نے کمال مرحمت سے اول ایک لاکھ نقد اور سلسلہ ہجری مین پانچ لاکھ روپے سالانہ
کی جاگیر راجہ جے سنگہ کو انعام مین مرحمت فرمائی اور اُسکا اعزاز واکرام کرنے لگا اور اُسکے بیٹے کیرت سنگہ کی بیٹی اپنے بیٹے
محمد اعظم سے منعقد کی جس سے ایک بیٹا پیدا ہوا بادشاہ نے اُسکا نام محمد کریم رکھا۔

## راجہ جے سنگہ کی عالمگیر کے حکم سے سیوا مرہٹے پر چڑھائی

سیوا عجیب بہادر اور چالاک آدمی تھا مسلمانون سے سخت تعصب رکھتا تھا اُسکی اصلیت یہ ہے کہ بھوسلہ
ایک خاندان کا لقب تھا باپ جی اُس قوم کا ایک شخص تھا جو دیوگڑھ عرف دولت آباد مین رہتا تھا اس کے
بیٹے مالوجی کے کوئی اولاد نہ تھی احمد نگر مین ایک فقیر شاہ شریف تھا اُسکی دعا سے مالوجی کے بیٹا پیدا ہوا جسکا نام
فقیر کی وجہ سے شاہ جی رکھا گیا مالوجی ایک چالاک سلحدار تھا جس نے حسن خدمت گذاری سے جادورا ے
کی بیٹی سے اپنے بیٹے کی شادی کرلی اس بیوی سے شاہ جی کے گھر سیوا پیدا ہوا جب سیوا کی ماں شاہ جی
سے ناراض ہوکر کہ اُسنے دوسری شادی کرلی تھی پونہ مین اپنے میکے کو چلی آئی تو سیوا ساتھ تھا سیوا کی پیدائش
کا زمانہ ۱۶۲۷ء ہے اسوقت مین تین سلاطین کا تخت دکن مین ڈگمگا رہا تھا اور مغلون کے ہاتھ سے اُسکی ماں
ایک قلعہ سے دوسرے قلعہ مین لیے پھرتی تھی آخرکار وہ گرفتار ہوگئی سیوا کو سپاہ گری کے فن کی تعلیم ایک برہمن
نے دی تھی پہلے سیوا بھی بڑا شکاری تھا اُسکے بعد لٹیرون کی صحبت سے وہ لوٹ مار کرنے لگا اُسکے بعد ایک
جماعت پیدا کرکے شہر اور قلعون پر حملہ کرنا شروع کیا مرہٹون کی ترقی کا زمانہ عالمگیر کے عہد سے شروع ہوا ہے پہلے
سلاطین دکن مرہٹون کو بطور کمک کے ملازم رکھ لیا کرتے تھے اور بطور بے قاعدہ فوج کے اُنسے مدد لیتے
تھے جب سیوا نے بیجاپور کی سلطنت مین جو پہاڑی قلعے تھے اور وہ دارالسلطنت سے دور ہونے کی وجہ سے
اکثر قلعدار کے فوج سے خالی رہتے تھے اُنکو اپنے قبضے مین کیا اسپر والی بیجاپور نے سیوا کے باپ شاہ جی کو
قید کردیا باپ کے قید کے زمانے تک یہ لوٹ مار چھوڑکر خاموش بیٹھا رہا باپ کی رہائی کے بعد اُسنے افضل خان
میر لشکر بیجاپور کو دھوکے سے مار لیا اور راج گڑھ کو اپنی راجدھانی بنا یا اُس وقت علی عادل شاہ فوج لیکر
آیا اور اُسنے اُسکے قلعے اور بہت سا ملک مفتوح چھین لیا سیوا اُسکے مقابلے کی تاب نہ لیا اور اورنگ زیب اس
عہد مین دکن کا ناظم تھا سیوا سلطنت مغلیہ کا ادب کرتا تھا جب شاہ جہان کی علالت سے شاہزادون مین باہمی
جنگ وجدال ہوا اور اورنگ زیب دکن سے دارالسلطنت دہلی مین چلا آیا تو سیوا نے مہلت پاکر شاہی
حدود مین دست اندازی شروع کی اور رات کے وقت قلعہ جنیر کو جو پادشاہی سرحد پر تھا حملہ کرکے لوٹ لیا تو
عالمگیر نے اپنے ماموں شایستہ خان امیرالامرا کو سیوا کی تنبیہ کے لیے بھیجا چنانچہ سنہ ہجری مین امیرالامرا نے

قصبہ سوپہ اور قلعہ چاکنہ کو فتح کر لیا اور سیوا امیر الامرا کے خوف سے بھاگتا پھرا امیر الامرا قصبہ پونہ مین اُس حویلی مین
جو سیوا کی بنائی ہوئی تھی مقیم تھا مگر ایک رات کو سیوا ایک مصنوعی برات بنا کر لایا اور امیر الامرا پر چھاپہ مارا امیر الامرا
زخمی ہوا اور اُس کا فرزند ابو الفتح ہلاک ہوا سیوا نے شہر سورت کہ جسے اُس زمانے مین باب لجج کہتے تھے خوب لوٹا
سلاطین دکن بوجہ ضعف سلطنت کے اُسکے مقابلے سے عاجز آ گئے وہ اپنے ملک کے حدود وسیع کرکے اور بہت سے
قلعے چھین کر راجہ بن بیٹھا ایک بڑی جماعت اُس کے پاس ہو گئی ڈف صاحب کی تاریخ مرہٹہ مین لکھا ہے کہ سیوا جی نے
حرفت جہاز سازی اور ہندوستان کی بحری سرگرمیون کی خوب ہمت افزائی کی تھی کئی ایک گودیان تعمیر کی گئی تھین
جہان جنگی جہاز بنتے تھے ۱۶۹۸ع مین بمبئی سے لیکر ونگورا تک تمام ساحل بحری مرہٹی جنگی بیڑے کے کمانڈر
انگرہ کے قبضے مین تھا اور چونکہ اُسکے قبضے مین ایسے مسلح جہازونکا زبردست بیڑہ تھا جسکی جہازون مین تیس یا چالیس توپین ہوتی تھین اسلیئے وہ
یوروپین تجارت کے لیے ایک خطرہ بنگیا یہ تو پچھلے زمانے کی بات ہے عالمگیر کے عروج کے وقت کی بات بیان
کیجاتی ہے کہ چونکہ اُس کا ملک کنارۂ سمندر پر واقع تھا اسلیئے بعض بندرگاہین جو اسکے قریب اور تصرف مین تھین
وہان جو جہاز مل جاتا اُسکو موقع پا کر لوٹ لیتا ایک مرتبہ ایک عظیم الشان جہاز طوفان مین پڑ جانے سے کنارے پر
آ گیا سیوا نے اُسکا کل مال لوٹ لیا اور اسمین جو لوگ تھے وہ اکثر مسلمان تھے سیوا نے ان سب کو قید کر لیا اور
طرح طرح ان کو ایذائین پہونچائین چونکہ اس جہاز کی غارتگری سے اُسکو بہت بڑی دولت حاصل ہو گئی تھی اسوجہ سے
اُسکی قوت بہت بڑھ گئی اسلیئے اُسنے ظاہری طور پر اسلامی سلطنت کی توہین شروع کی اور بعد غارتگری شہر سورت
کے حاجیون کے جہازونکو جو بندرگاہ سورت سے روانہ ہوا کرتے تھے غارت کیا یہ ایسی بات نہ تھی کہ عالمگیر کے غصے کی
آگ کو مشتعل نہ کر دیتی اسلیئے اُسنے ایک بڑی فوج مہاراجہ جسونت سنگھ کے زیر فرمان سیوا کے استیصال کو بھیجی جب اُس سے
خاطر خواہ یہ مہم سر نہ ہو سکی تو راجہ جے سنگھ کے ساتھ سپاہ کثیر اور زبردست توپخانہ مقرر کرکے اُدھر بھیجا اُسکی امداد کیلیئے
جلال خان المخاطب بہ دلیر خان۔ داؤد خان۔ راجہ رائے سنگھ سیسودیہ۔ احتشام خان شیخ زادہ۔ راجہ سجان سنگھ
بندیلہ۔ کیسری سنگھ۔ راجہ نرسنگھ گوڑ۔ پورنمل بندیلہ۔ زبردست خان۔ بادل خان بختیار۔ برق انداز خان اور
دوسرے سردارونکو متعین کیا جے سنگھ کے ساتھ چودہ ہزار سپاہ تھی۔ ۱۹ ربیع الاول ۱۰۷۵ھ ہجری مطابق ۱۶۶۵ع
کو راجہ بادشاہ سے رخصت ہو کر ۲۴ شعبان کو اورنگ آباد پہونچا اور وہان شاہزادہ محمد معظم سے شرف نیاز حاصل
کرکے دسوین ماہ مذکور کو شاہزادے سے رخصت ہو کر منزل مقصود کیطرف روانہ ہو کر ۲۵ شعبان کو قصبہ پونہ مین
جہان مہاراجہ جسونت سنگھ شاہی افواج کے ساتھ مقیم تھا جا پہونچا اور جسونت سنگھ سے افسری مہم کا چارج لیکر
اسے سبکدوش کر دیا جسونت سنگھ بادشاہ کے پاس روانہ ہو گیا جے سنگھ نے پونا مین رہکر اُسکے تمام اطراف کا
انتظام شروع کر دیا قطب الدین خان کو سات ہزار سوار کے ساتھ جیری کی طرف بھیجا کہ وہان رہکر غنیم سے باخبر رہے
اور حکم دیا کہ قلعہ لوہ گڑھ کے سامنے مناسب مقام پر تین ہزار سوار کا تھانہ مقرر کر دے اور ایک تھانہ قلعۂ ناردرگ
کے سامنے قائم کرے اور ہر ایک تھانہ مین زبردست فوج رکھے اور خود تمام لشکر کے ساتھ ملک کا دورہ کرکے

خبرداری اور ہوشیاری رکھے اسیطرح جہان جہان مرہٹون کے زور کا مظنہ تھا وہان وہان سپاہ متعین کردی اور
جے سنگھ نے خود قلعہ پورندھر اور رودرمال کے فتح کرنے کا ارادہ کیا یہ دونون قلعہ بہت مستحکم تھے سات شوال کو ساسوری
کی طرف کوچ کیا جسکے نزدیک وہ دونون قلعے پہاڑی پر واقع تھے اور احتشام خان کو پونہ کی حراست کے لیے
چھوڑ دیا اسکے ساتھ رندولہ خان و بیرم دیو سیسودیہ و زاہد خان و جان نثار خان و خواجہ ابو المکارم اور ایک دوسری
جماعت جسمین چار ہزار سوار تھے مقرر کی۔ خود موضع لونی مین پہونچا جو پونہ سے پانچ کوس پر ساسور کی طرف واقع ہے۔
یہان سے دو راستے ملک بادشاہی کی طرف جاتے تھے اور باغی ان دونون راستون سے ملک بادشاہی پر یورش
کرتے تھے یہان ایک تھانہ مقرر کیا اور راؤ بھوبت سنگھ کو تین سو سوار اور تین سو پیادہ بندوقچی کے ساتھ اس تھانے کا
افسر بنایا۔ جے سنگھ ۲۰ رمضان کو ساسور سے ایک منزل پر جا پہونچا دلیر خان کو کہ لشکر کے ہراول مین تھا فوج ہراول
اور توپخانے کے ساتھ آگے سے روانہ کردیا کیونکہ راستے مین ایک سخت پہاڑی کو عبور کرکے ساسور مین پہونچتے تھے
پس فوج ہراولی سے اس پہاڑی کا انتظام اور دشمن کی دیکھ بھال مقصود تھی اور صبح کو خود بھی تمام سپاہ کے ساتھ جے سنگھ
نے کوچ کیا جب اُس پہاڑی کے سامنے پہونچا تو داؤد خان کو کہا کہ تم اپنی سپاہ کے ساتھ یہان اُسوقت تک ٹھہرے
رہو کہ تمام لشکر اس ٹیکری اور زمین بلند سے گذر جاے اور بعد اسکے خود روانہ ہونا غرض کہ اس ٹیکری سے گذر کر دو کوس
آگے پڑاؤ کیا۔ دلیر خان جو پہلے سے آگے گیا ہوا تھا اور ساسور کے پاس پہونچ چکا تھا اس بات کی تلاش مین سوار کھڑا تھا
کہ کسی اچھی جگہ اُترے کہ یکایک دشمن کی فوج نمودار ہوئی دلیر خان نے اپنی سپاہ کو لڑائی کے لیے حکم دیکر آمادہ کارزار
کیا آخرکار مرہٹے تاب مقابلہ نہ لاکر بھاگ نکلے اور قلعہ پورندھر و قلعہ رودرمال کی طرف جو ایک دوسرے کے مقابل
دمگولی کے ٹیلے سے واقع تھے چلے گئے خان مذکور نے پیچھا کیا مرہٹے لڑتے اور بھاگتے جاتے تھے یہانتک کہ
اُس پہاڑ کے دامن مین پہونچ گیا اور بہت سے مرہٹون کا کام تمام کردیا بعض مرہٹے قلعہ مین گھس گئے اور بعض
جنگل کی طرف بھاگ گئے۔ دلیر خان کی سپاہ نے قلعہ پر دھاوا بولدیا اور پہاڑ پر چڑھ گئی اور پہاڑ کی کمر مین
جو آبادی تھی اُسکو جلا کر برباد کردیا۔ قلعہ کے محاصرے کے لیے سپاہ کچھ اور اوپر چڑھی دونون قلعون کے آدمیون
نے توپ کے گولے اور بندوقین اور بان مارنا شروع کئے دلیر خان نے قدم پیچھے نہ ہٹایا اور جلد قلعہ پورندھر کے پاس چڑھکر
مورچہ بنا لیا اور جے سنگھ کو تمام حال لکھ بھیجا اُسنے اپنی فوج مین سے فوراً ایک افسر کو تین ہزار سپاہ کے ساتھ روانہ
کیا اور اُسکے ساتھ راجہ راے سنگھ اور قباد خان اور ترسین اور راندرمن بوندیلہ اور بادل بختیار اور ایک جماعت
کو اُسکے ہمراہ کیا۔ دلیر خان اور اُسکے معاونون نے دونون قلعون کا خوب محاصرہ کرلیا جے سنگھ نے بیلدارون
کی جماعت اور بہشتی اور سیسہ اور بارود اور دوسرا لڑائی کا سامان اور توپخانہ اور مورچہ بندی کا اسباب بھی بھیجا
داؤد خان جو ٹیکری کے پاس کھڑا تھا وہ بھی دلیر خان کے پاس چلا آیا۔ اب شاہی سپاہ نے مورچے درست کرکے
دونون قلعون کو فتح کرنے کا ارادہ محکم کرلیا دلیر خان کے دونون بھتیجے غیرت و مظفر اور دوسرے افغان اور اسکے بھائی
دہیری بھان گوڑ بھی قلعہ پورندھر و رودرمال کے تلے تک پہونچ گئے اور مورچے تیار کرلیے۔ آتش خان کو

توپخانے کے ساتھ اور ترکتاز خان وغیرہ کو جے سنگھ نے اپنے سامنے مقرر کیا کیرت سنگھ تین ہزار سوار کے ساتھ اور چند دوسرے منصبدار قلعہ پورندھر کے دروازے کے سامنے مقرر ہوئے اور سیدھے ہاتھ کو راجہ نرسنگھ گوڑ اور کرن راٹھوڑ اور جگت سنگھ اور سید مقبول عالم نے اپنے اپنے مورچے جمائے اور راجہ رائے سنگھ راٹھوڑ دراج سنگھ اور کچھ اور بادشاہی افسروں نے قلعہ پورندھر کے پیچھے کھڑکی کے سامنے مورچے قائم کرکے مستعد جنگ ہوئے اور رسول بیگ اور روزبھان مع ایک سپاہ کے داؤد خان کے سیدھے بازو پر کھڑے ہوئے اور چتربھوج چوہان کچھ سپاہ کے ساتھ قلعہ رودرمال کے سامنے متعین ہوا اتر سین اور اندر من بوندیلہ اور دوسرے سپاہی و سردار اس قلعہ کے پیچھے مورچے جاکر مستعد جنگ ہوئے دوسرے دن جے سنگھ کوچ کرکے ساسور کے پاس آیا اور قلعہ سے دو کوس پر لشکرگاہ بنائی اور خود سوار ہو کر قلعہ کے پاس آکر اہتمام سپاہ کا ملاحظہ کیا اور پھر لوٹ گیا۔ جاسوسوں نے خبر دی کہ نیتاجی سیوا کا ایک قریبی رشتہ دار ایک بڑی سپاہ لیکر پرینڈہ کی طرف گیا ہے جے سنگھ نے سید منور خان بارہ و شرزہ خان وحسن خان وجوہر خان و جگت سنگھ وغیرہ کو جو تھانہ سوتر میں تھے اسکے تعاقب اور لڑائی کیلئے بھیجا جب یہ لوگ پرینڈہ تک پہونچے تو دشمن یہ حال سنکر بھاگ کر لوٹ گیا۔ اسکے بعد جے سنگھ نے اپنا لشکر بھی اٹھا کر پہاڑ کے دامن میں موجودگی کے پاس مقام کر دیا۔ اکثر اہل لشکر کے ڈیرے پہاڑ کی کمر میں واقع تھے خلاصہ یہ ہے کہ غب و روز شاہی آدمی قلعہ پر گہلے اور گولیاں برساتے تھے دونوں قلعوں کے پناہ گزین بھی مدافعت میں کوتاہی نہیں کرتے تھے جے سنگھ روز مورچوں میں جاکر دیکھ بھال کرتا ایک برج قلعہ رودرمال کا متواتر توپوں کے گولوں سے ٹوٹ گیا دلیر خان کے آدمی جرات کرکے اسپر چڑھ گئے اور وہاں جو لوگ متحصن تھے وہ دوسری پناہ گاہ میں گھس گئے اب مسلمان اس برج پر چڑھکر اسکی مضبوطی میں مصروف ہو گئے اس یورش میں چار آدمی دلیر خان کے ہمراہیوں میں سے مارے گئے اور سات آدمی قلعہ نشینوں کے کام آئے اور چار زخمی ہوئے جب جے سنگھ کو یہ حال معلوم ہوا تو اپنے راجپوت بھی شرکت کو بھیجے مبارزین نے اتنی کوشش کی کہ محصورین اسکی تاب نہ لا سکے اور وہ اب قلعہ کو روک نہ سکتے تھے آخرکار انھوں نے جے سنگھ کے پاس پیغام بھیجا اور امان طلب کی راجہ نے انکو امان دی پس محصورین قلعہ سے نکلکر دلیر خان کے پاس آگئے اور وہ قلعہ عالمگیری سپاہ کے سپرد ہو گیا قلعہ نشینوں کے دو سردار ونکو دلیر خان نے خلعت دیکر باقی اور لوگوں کو اپنے آدمیوں کے ساتھ جے سنگھ کے پاس بھیجدیا راجہ نے کئی شخصوں کو خلعت دئے اور جب انھوں نے وطنوں کو جانے کی اجازت چاہی تو سب کے ہتیار لیکر رخصت کر دیا۔ جے سنگھ کے ساتھیوں میں سے قلعہ کی تسخیر کے وقت پچاس سوار اور تیس پیادے کام آئے اور ۱۲۲ سوار اور ۱۰۷ پیادے زخمی ہوئے اس قلعہ کی فتح کے بعد جے سنگھ نے داؤد خان اور راجہ رائے سنگھ کچھواہہ اور شرزہ خان اور امر سنگھ چونڈاوت و محمد صالح ترخان و سید زین العابدین بخاری واچل سنگھ اور اپنے چند سرداروں وسپاہیوں اور دوسرے شاہی سپاہیوں کو جنکی تعداد سات ہزار سوار کے قریب تھی حکم دیا کہ دو طرف سے سیوا کے ملک میں گھس کر لوٹ مار کریں اور اسکو مجبور کر دیں اس سپاہ کو رخصت کرکے قطب الدین خان کو جو ایک شایستہ لشکر کے ساتھ جنیر کی طرف مقرر تھا اور لودی خان کے

لشکر کو کہ تلوکن کی طرف متعین تھا لکھا کہ وہ لوگ بھی ہر طرف سے سیوا کے ملک مین گھس کر اسکو تباہ کرین
اور شریر رعایا سے ملک کے قتل و غارت مین کوتاہی نہ کرین قطب الدین خان اور لودی خان نے ملکر سرکش
ان ڈاکوون کو دبایا اور اُنکے مویشی گرفتار کئے تاکہ سیوا ہر طرف سے عاجز آکر پناہ مانگے اور وہ رعایا نام بدعملین
اور بد طریقہ تھی گوشمالی پاے بندگان خدا کو ابتری اور ستمگری سے نہ ستاسکے ایک شب مخالفین کا گروہ شب خون
کے ارادے سے کیرت سنگھ کے مورچون مین گھس گیا چونکہ ادھر کے سب لوگ ہوشیار تھے اسلیئے دشمن ناکام واپس چلا گیا
پھر ایک شب دشمن کا ایک سردار روز بھان نام شب خون کے ارادے سے رسول بیگ کے مورچہ پر حملہ آور ہوا چونکہ
اسکے آدمی غافل سو رہے تھے دشمن نے مورچے مین گھسکر ایک توپ کے پیالے مین کیل ٹھونک دی اور ایک سپاہی
کو قتل اور چودہ کو زخمی کیا جب اس ہنگامے کا شور زبردست خان کے مورچے مین پہونچا تو وہ اور دلیر خان کا نوکر محمود
ایک جماعت کے ساتھ دشمن کی سرکوبی کو جا پہونچے اور اسکو مارنے لگے چار آدمیونکو قتل کیا اور بہت سے زخمی کئے
اور باقی خراب و خستہ ہوکر بھاگ کر اُس قلعہ مین جو دشمن کی پناہ گاہ تھا داخل ہوگئے دوسرے دن ایک گروہ
قلعہ کی کھڑکی سے نکلا تاکہ اپنے ساتھیون کی لاشین اٹھا لیجاے ادھر بڑے دل خان اور سوبھکرن بندیلہ اور دوسرے
شاہی نوکر موجود تھے اُنھون نے دشمن پر حملہ کر دیا اسلیئے بغیر حصول مقصود کے بھاگ نکلا آٹھ آدمی ادھر کے مارے گئے
اور چار دشمن کے مقتول ہوئے اور زخمی بھی بہت سے ہوے۔

اب داؤد خان اور راجہ راے سنگھ کا حال سنیئے کہ وہ ۱۲ شوال کو روہیرہ کے نواحی مین قلعہ راجگڑھ کے پہاڑ کے
دامن مین پہونچکر تاخت و تاراج مین مصروف ہوئے اور پچاس کے قریب گاؤن کو جلا کر برباد کر دیا چار گاؤن
پہاڑونکی گھاٹیون مین تھے اور وہان دشمن کا جماؤ تھا جو مغل لشکر کی قراولی مین تھے اُنھون نے وہان پہونچکر
لڑائی شروع کر دی اب داؤد خان کو خبر دی اُسنے راجہ راے سنگھ کو فوج ہراولی کے ساتھ اور اچل سنگھ کچھواہہ
کو جے سنگھ کے راجپوتون کے ساتھ اُنکی مدد کے لیے بھیجا تمام مخالف بھاگ نکلے اور چارون گاؤن برباد کر دیے گئے
اور تمام رعایا قید ہوئی اور چوپاے پکڑ لیے گئے اور سب دوسرا مال و اسباب بھی لوٹ لیا گیا۔ دوسرے دن
اور رات اس سرزمین مین مقام کرکے صبح کو راجگڑھ کی طرف کوچ ہوا راستے مین بہت سے گاؤن اور بستیان جلا کر
برباد کر دین یہانتک کہ اُس قلعہ کے تلے جا پہونچے اور اطراف کے گاؤنکو برباد کرنا شروع کیا۔ قلعہ کی جماعت مین
سے بہت سے آدمی قلعہ مین سے نکلکر پہاڑ کی کمر پر صف باندھکر لڑنے کو کھڑے تھے لیکن شاہی فوج کے خوف سے
تلے اُترنے کی تاب نہ تھی زمین یہان کی پہاڑی تھی جابجا نشیب و فراز تھے جے سنگھ کی بھیجی ہوئی سپاہ نے
لوٹ مار خوب کرکے دو کوس پلٹ کر کونجن کیوڑے کی ٹیکری کے پاس مقام کیا رات کو خوب ہوشیاری رکھی
دوسرے دن سیوا پور مین سپاہ پہونچی داؤد خان یہان سے قلعہ کندانہ کی طرف چلا گیا اور اُدھر کے گاؤن کو برباد
کرنے لگا اور قطب الدین خان اپنے ہمراہیون کے ساتھ درہ بور کھپورا اور نامی کھورہ اور قلعہ کنواری کیطرف جا کر
اس طرف کا علاقہ برباد کرنے لگا اور ادھر کے بہت سے آدمی اور مال و مویشی پکڑ لئے۔

۴ شوال کو داؤد خان اور قطب الدین خان پھر باہم ملگئے اور قلعہ لوہ گڑھ کی طرف روانہ ہوگئے جب یہ فوج قلعہ کے تلے پہونچی تو پانسو سوار اور ہزار پیادے قلعہ مین سے نکلکر لشکر کے قراول سے لڑنے لگے جب یہ خبر داؤد خان کو پہونچی تو راجہ رائے سنگھ و اچل سنگھ کو کچھ سپاہ کے ساتھ مدد کے لیے بھیجا انکے پہونچنے کے بعد مخالفین مغلوب ہوکر بھاگ نکلے۔ سپاہ شاہی نے قلعہ کے پاس کی تمام آبادیون کو ویرانہ بنادیا۔ بہت سے آدمی اور مویشی پکڑ لئے اور رات کو وہین ٹھہری دوسرے دن پھر سوار ہوکر دامن قلعہ لوہ گڑھ و ایسا گڑھ و پنگی و تکونہ کو جلاکر خراب و ویران کردیا اور پھر جائے قیام مین سپاہ لوٹ آئی۔ سیوا کا ادھر کا تمام علاقہ تاخت و تاراج ہوچکا تھا اسلیے دوسرے دن معاودت کے ارادے سے کوچ کیا اور قصبۂ پونہ کے پاس مقام کیا جے سنگھ نے قرار دیا تھا کہ قطب الدین خان اپنی سپاہ کے ساتھ پونا مین تھانہ جمائے اسلئے وہ وہان رہ گیا داؤد خان اور راجہ رائے سنگھ اور دوسرے آدمی چودہ روز کے بعد چوتھی ذیقعدہ کو بڑے لشکر مین پہونچ گئے۔ قطب الدین خان جو پونا کے پاس تھا اُسے خبر ملی کہ مخالفونکی ایک بھاری جماعت قلعہ نارورک کے پاس قیام گزین ہے اسلیئے قطب الدین خان نے اس قلعہ کی تاخت کے ارادے سے کوچ کیا اور اس طرف کا علاقہ برباد کردیا اور مخالفین کا گروہ جہان سامنے آیا اُسے سزا کو پہونچایا قطب الدین خان اس دن لوہ گڑھ کے نیچے ٹھہر گیا جب یہ معلوم ہوا کہ مخالفین کا گروہ پہاڑ پر چڑھ گیا ہے تو ان سے لڑنے کو اپنی سپاہ کا ایک حصہ بھیجا جو سامنے آیا اُسے قضا کے گھاٹ اُتارا بہت سے بھاگ بھی گئے اور تین سو کے قریب آدمی قید ہوئے اور تین ہزار کے قریب مویشی پکڑے گئے۔

اب قلعہ پورندھر کے سامنے ایک بڑا دمدمہ لکڑی اور تختون سے بنوا کر گولہ انداز اور برق انداز تمام آلات کے ساتھ اسپر چڑھاکر قلعہ پر آتش باری کرائی اور یہ دمدمہ اُس برج کے مقابل تھا جو سیوا نے قلعہ کی مضبوطی کے لیے بنوایا تھا جب مخالفون کو اسکا حال معلوم ہوا تو اُنھون نے گولے گولیان۔ پتھر۔ اور دوسری جلانے والی چیزین پھینکنا شروع کین اس عرصے مین اور دوسرے راجپوت دلیر خان کے آدمیون کے ساتھ مدد کو آگئے اور ذبردست خان اور آتش خان کا بھی توپخانہ آپہونچا لڑائی خوب ہونے لگی بھگونت سنگھ جے سنگھ کا ایک سردار اور پانسو آدمیون کا افسر تھا وہ اور دلیر خان کا ایک آدمی اور دوسرے راجپوت مارے گئے اور مخالف بھی بہت سے کام آئے۔ جے سنگھ نے سبھکرن بندیلے اور ترکتاز خان اور ایک دوسری جماعت کو بھی مدد کے لیے بھیجا۔ دلیر خان اور کیرت سنگھ دمدمے کے پاس کھڑے ہوگئے اور لڑائی کے لیے تاکید کرتے تھے۔ سیوا کا بنایا ہوا برج سفید توپونکے صدمے سے ٹوٹ پھوٹ گیا اور اُسمین بڑا سوراخ ہوگیا۔ سپاہی یکبارگی یورش کرکے برج سفید کے تلے تک پہونچ گئے۔ دشمن نے برج سفید اور پہن برج (جو برج سیاہ کہلاتا تھا) کے درمیان کی زمین مین بہت سی بارود بچھا دی تھی اس گمان سے کہ اسلامی سپاہ برج سفید پر قبضہ کرلینے کے بعد برج سیاہ کی طرف آئے تو اُڑجائے مگر دشمن نے بے وقت بارود کو آگ دی جس سے خود ہی اُسکے اسّی آدمی اُسمین جلکر خاکستر ہوگئے۔ برج سفید پر قبضہ ہوچکنے کے بعد لشکر شاہی چاہتا تھا کہ برج سیاہ پر بھی قبضہ کرے مگر جے سنگھ نے اس خیال سے روکدیا کہ ایک تو شب قریب

آگئی تھی اور دوسرے دشمن نے دونون برجون کے درمیان کے نشیب مین آگ لگا دی تھی جے سنگھ نے حکم دیا کہ آج برج سیاہ پر حملہ بند کرکے برج سفید کے پاس مورچے بنالئے جائین۔ شب کے وقت مخالف کی سپاہ برج سفید سے نکلکر برج سیاہ مین چلی گئی یہ برج اور اسکے پاس کا برج جو سیوا کے بنائے ہوئے تھے اسلامی سپاہ کے قبضے مین آگئے تو مین برج سیاہ کی طرف لگا دین اور دونون برجون کے مابین جو نشیب تھا اسے پٹوانا شروع کیا پانچ پہر دن مین اُسے مٹی اور پتھرون سے پٹوا دیا اور اسی زمین پر ایک اونچا مورچہ بنواکر برج سیاہ کے مقابل رکھا اور توپین اُسپر چڑھاکر علے الاتصال اتنے گولے گروائے کہ برج سیاہ مین سوراخ پڑگئے جا بجا سے ٹوٹ گیا بہت سے برج نشین مرگئے اور زخمی بھی ہوے اب دشمن نے اس برج اور اسکے پاس والے برج دونون کو خالی کرکے دیوار کی آڑ مین پناہ لی اور برج سفید و سیاہ شاہی سپاہ کے قبضے مین آگئے۔

اس زمانے مین قباد خان تھانہ دار پونہ کو معلوم ہوا کہ دشمن کی ایک جماعت موضع برگوب مین جمع ہے اوسنے عبداللہ اور ابوالقاسم اپنے دونون بیٹون کو ایک گروہ کے ساتھ اور رندولہ خان و خواجہ ابوالمکارم وراجی و بھائی پسران افضل بیجاپوری اور دوسرے بادشاہی سپاہیون کو اُدھر بھیجا وہان دشمن کے تین سو سوار تھے وہ تو بھاگ گئے مگر رعایا مین بہت سے آدمی اور مویشی پکڑکر سپاہی اپنے ساتھ لے آے۔

اب سیوا سمجھا کہ اگر اسیطرح سپاہ شاہی سے مقابلہ کرتا رہا تو بالکل کمزور ہوجائے گا اور قلعہ پورندھر جسمین عزیز و اقربا پناہ گزین ہین عنقریب مغلوب و مسخر ہوا چاہتا ہے اور اُسکی تسخیر کے بعد قلعہ راج گڑھ پر حملہ ہوگا جہان وہ خود تمام مال و اسباب و خزانہ و اہل و عیال کے ساتھ متحصن تھا اور اُسکو بھی اسیر ہونا پڑے گا اسلئے اُسنے جے سنگھ کے پاس سفیر بھیجکر معذرت کی راجہ نے جواب دیا کہ اگر صدق نیت سے یہ بات منظور ہے تو جریدہ بغیر ہتیار وںکے مجھسے آکر ملے اُسکی ذات کو کچھ نقصان نہ پہونچے گا۔ آخرکار ے ذیحجہ کو تھوڑے سے آدمیون کے ساتھ راجگڑھ سے روانہ ہوا رات ہی مین اُسکی روانگی کا حال جے سنگھ کو معلوم ہوگیا تھا جب دن نکلا تو دلیر خان اور کیرت سنگھ کو جنکا مورچہ پورندھر کے حصار سے بہت نزدیک جا پہونچا تھا پیغام دیا کہ مورچے اور آگے بڑھاکر یورش کا انتظام کرین دشمنون نے حصار سے نکلکر مدافعت کا ارادہ کیا لیکن محاصرین نے پے در پے حملون سے اُنکو بھگا دیا اور اُنکے سات آدمی کھیت رہے اور بہت سے مجروح ہوے جے سنگھ اور دلیر خان اور کیرت سنگھ کے بھی چند ساتھی کام آئے ابھی لڑائی گرم تھی کہ جاسوس خبر لائے کہ سیوا قریب سیواپور کے آپہونچا ہے اور وہانکے تھانے دار سردار خان کی رفاقت مین ملاقات کے لیے آرہا ہے جے سنگھ نے اپنے منشی اودے راج اور اُگرسین کچھواہہ کو استقبال کے لیے بھیجا اور کہلایا کہ اگر آنے سے یہ مقصود ہے کہ بادشاہ کی تابعداری کی جائے اور تمام قلعون کو شاہی افسرونکے حوالے کردیا جائے تو شوق سے چلے آوین کہ بادشاہ کے مورد تفضلات ہونگے اور اگر یہ ارادہ نہین ہے تو آنا ضرور نہین کیونکہ عنقریب زور و قوت کے ساتھ شاہی سپاہ تمام قلعون اور ملک پر قابض ہونے والی ہے اودے راج کو سیوا نے یہ جواب دیا کہ مین آپکے پاس آپہونچا ہون جو کچھ بندگی دولت خواہی کے مناسب ہوگا عمل کرونگا اور اودے راج کے پہونچنے سے

تھوڑی دیر بعد ہی لشکر مین خود پہونچ گیا ۔ جے سنگھ نے جانی بیگ بخشی کو بھیجا کہ سیوا کو لے آے جب وہ خیمے مین
داخل ہوکر جے سنگھ سے ملا تو اجہ نے اس سے معانقہ کیا اور اپنے پاس بٹھالیا ۔ سیوا نے معذرت کے بعد کہا کہ قلعہ
پورندھر اور دوسرے بہت سے قلعون کو امید فضل شاہی پر نذر کرتا ہون اور آیندہ سے بادشاہ کا مطیع رہونگا
جے سنگھ نے اُسکا عذر قبول کرکے جان ومال سے امان دی اور غازی بیگ میر توزک کو اشارہ کیا کہ سیوا کے
ایک آدمی کو ساتھ لیجاکر دلیر خان اور کیرت سنگھ سے کہے کہ چونکہ سیوا نے اطاعت قبول کرلی ہے اور ہم نے اُسکی
خاطر سے اہل قلعہ کو امان دی ہے اسلیے اب انکو تباہ نہ کیا جاے بلکہ جان بخشی کی جائے اور وہان سے سیوا کے
اہلکار سپاہیونکو رخصت کرکے اپنے آدمیون کے قبضے مین لے لین سیوا کے آدمی نے قلعہ کے دروازے پر
پہونچکر سارا حال کہدیا اور کہا کہ بے چون وچرا قلعہ خالی کردو اور اب تم سے سپاہ شاہی تعرض نہ کرے گی اُنھون نے
قبول کیا ۔ سیوا جریدہ آیا تھا جے سنگھ نے اُسے اپنے لشکر مین ٹھیرایا اور اُسکی بہت خاطر کی ۔ دوسرے دن قرارداد
کے موافق قلعہ کے تمام آدمی کیا عورت اور کیا مرد جن مین چار ہزار جنگ جو سپاہی تھے قلعہ سے نکلے اور بادشاہی
ملازم اُس قلعہ مین داخل ہوگئے اور اپنا تصرف کرلیا ۔ جے سنگھ نے سید محمد جواد کو جو بیوتات لشکر کا دیوان تھا حکم دیا
کہ جاکر ہتیار اور ذخیرہ رسد وتوپخانہ اور دوسری اشیا ضبط کرلے ۔ سیوا نے آج اور دوسرے پانچ قلعے جنکے نام
یہ ہین لوہ گڑھ ۔ ایسا گڑھ ۔ پنگی ۔ تکونہ اور روہیرہ پیش کش کئے ۔ جے سنگھ نے راجہ سجان سنگھ بوندیلہ کو جو قلعہ پورندھر
کے پیچھے راجگڑھ کے راستے مین سپاہ لیے ہوے پڑا تھا حکم دیا کہ اپنے چھوٹے بھائی اندر مین کو کچھ سپاہ کے ساتھ
قلعہ روہیرہ پر قبضہ کرنے کے لیے بھیجدے اور قباد خان تھانہ دار پونہ کو لکھا کہ ڈیڑھ ہزار سوار ونکے ساتھ جاکر
دوسرے قلعون پر قبضہ جمالے ۔

سیوا نے اپنے آنے سے قبل جے سنگھ کے پاس آدمیون کو بھیجنا شروع کردیا تھا اور اُنکے ذریعہ سے راجہ نے
اُسکو بار بار کہلایا تھا کہ بادشاہ کی اطاعت کے بغیر فائدہ نہ ہوگا ادھر راجہ نے عالمگیر کو عرضداشت لکھکر اُسکے قصور
کی معافی کی درخواست کی تھی اور ایک فرمان معافی وخلعت عنایتی اوسکے لیے چاہا تھا چنانچہ جے سنگھ کی خاطر سے
بادشاہ نے یہ چیزین بھیجدی تھین جبدن یہ چیزین راجہ کے پاس پہونچین اوسی دن سیوا حاضر ہوا تھا چنانچہ
پچھلے دن مین بادشاہ کے حکم اور خلعت کا جے سنگھ نے استقبال کیا ۔ اور اُس نے جب سیوا کو یہ خبر پہونچائی تو
فی الجملہ اُسکے دل کو اطمینان ہوگیا اب جے سنگھ نے سیوا سے کہا کہ اس ملک کے تمام قلعے جو اُسکے قبضے مین ہین
بادشاہ کے سپرد کردے بہت سی گفت وشنید کے بعد یہ قرار پایا کہ ۳۵ قلعون مین سے جو زمان حکومت نظام الملک
سے اُس سرزمین مین ہین اور سیوا کا اونپر قبضہ ہے اُن مین سے ۲۳ قلعے جن مین پورندھر اور رودرمال جیسے
بڑے بڑے قلعے بھی شامل تھے اور اُنکے متعلق کا سارا ملک جسکی آمدنی دس لاکھ ہن تھی خزانہ عامرہ مین لکھا ہے کہ
ہن طلاے مسکوک کا نام ہے یعنی وہ ایک قسم کی اشرفی جو دکن مین رایج تھی سیوا نے بادشاہ کے ملازمون کو دینا
چاہے اور کہا کہ بارہ قلعے جنکے متعلقہ ملک کی آمدنی ایک لاکھ ہن ہے بدستور سابق اُسکے پاس رہین اور سیوا اپنے

ملک کو لوٹ جاے اور اپنی بجاے اپنے بیٹے سنبھا کو جو آٹھ برس کا تھا جے سنگھ کے پاس بھیجدے اور وہ بادشاہی چاکرون مین شمار ہو کر راجہ کے ساتھ رہے اور جب کوئی مہم اس ملک مین پیش آئے تو سیوا اُسکے سرانجام مین کوشش کرے اس اقرارداد کے بعد جے سنگھ نے دو گھوڑے ساز طلائی کے ساتھ اور ایک ہاتھی دیکر رخصت کیا اور کیرت سنگھ کو سیوا کے ساتھ کردیا کہ وہ جاکر قلعوں پر قبضہ کرلے اور قلعہ کنڈانہ کی قلعداری زاہد خان کے ہاتھ مین دیدی یہ قلعہ بہت زبردست تھا اور اسیطرح قلعہ پورندھر زبردست تھا دونون ایک سا استحکام رکھتے تھے جو قلعے بادشاہی ملازمون کو دینا ٹھہرے اُنکے اسما یہ ہین۔ یہ نام مختلف کتابون مین مختلف حروف سے لکھے ہوئے ہین مین نامہ مظفری مؤلفہ منشی محمد مظفر حسین سے صحیح کرکے لکھتا ہون۔

(۱) پورندھر (۲) رودرمال (۳) کنڈانہ (۴) کھند کلہ (۵) لوہ گڑھ (۶) ایساگڑھ (۷) تنکی (۸) تکونہ (۹) روہیرہ (۱۰) ناردرگ (۱۱) ماہولی (۱۲) بھنداردرگ (۱۳) پس کھول (۱۴) روپ گڑھ (۱۵) بکتگڑھ (۱۶) مورنجن (۱۷) مانک گڑھ (۱۸) سروپ گڑھ (۱۹) ساکر گڑھ (۲۰) مرک گڑھ (۲۱) انکولہ۔ (۲۲) سون گڑھ (۲۳) مان گڑھ۔

۱۴ ذیقعدہ کو سیوا نے اپنے بیٹے سنبھا کو جے سنگھ کے پاس بھیجدیا اور راجہ نے بادشاہ سے استدعا کرکے سنبھا کے لئے منصب کی درخواست کی تھی بادشاہ نے اُسکے لیے پنجہزاری ذات و سوار کا منصب بھیجا اور ایک فرمان بھی اُسکے ساتھ بھیجا جسمین مہربانی کا مضمون تھا ۲ ربیع الاول کو یہ فرمان وغیرہ راجہ کے پاس پہونچے۔ راجہ نے سنبھا کو ایک دربار کرکے جانی بیگ بخشی کے ہاتھ سے دلوادیا اور اپنی طرف سے خلعت اور ایک ہاتھی ساز نقرئی کے ساتھ دیا۔ چند روز کے بعد سیوا بھی راجگڑھ سے آگیا۔

عادل خان حاکم بیجاپور سے اس سے قبل بعض تقصیرات سرزد ہوئی تھین اور اُسنے پیشکش نہ بھیجا تھا اس زمانے مین اس امر کی درستی اور اصلاح کے لیے اپنے ایک سردار ملا احمد نائیر کو بھیجا ۲۶ ربیع الاول کو بیغیر لشکر سے ۶ کوس پر پہونچا تھا جے سنگھ نے اپنے منشی اودے راج کو اُسکے استقبال کے لیے بھیجا اور تین دن کے بعد جے سنگھ نے راجہ راے سنگھ اور کیرت سنگھ کو ملا احمد کے لانے کے لیے بھیجا انھون نے لاکر راجہ سے ملاقات کرائی جسنے بہت عزت سے ملاقات کرکے دو عربی گھوڑے ساز طلائی کے ساتھ اور ایک ہاتھی چاندی کے حوضے کے ساتھ اور زر نقد اور کپڑا دیکر رخصت کردیا عادل خان نے بھی راجہ کے لیے دو ہاتھی اور گھوڑے سے جڑاؤ ہتیار اور جواہر ملا احمد کے ہاتھ بھیجے تھے وہ اُس نے پیش کردئے اسوقت سیوا جے سنگھ کے دربار مین بیٹھا ہوا تھا ایک اسکو اجازت نہ تھی کہ ہتیار لگاکر آئے جے سنگھ نے سیوا کو ایک تلوار اور ایک جمدھر ساز مرصع کے ساتھ دیکر لگانے کی اجازت دی جب بادشاہ کو یہ حال معلوم ہوا کہ جے سنگھ نے سیوا کو مغلوب کرلیا تو خلعت خاص اور شمشیر خاصہ ساز مینا کار کے ساتھ اور ایک ہاتھی نقرئی سامان اور زربفت کی جھول کے ساتھ بھیجا اور اُسکے منصب مین دو ہزار سوار دو اسپہ سہ اسپہ مقرر کئے یہانتک کہ منصب اُسکا اصل اور اضافہ ملاکر ہفت ہزاری ذات و ہشت ہزار سوار

دو اسپہ وسہ اسپہ کا ہوگیا او ر جے سنگھ کے بیٹے رام سنگھ کو جو بادشاہ کے پاس موجود تھا خلعت اور کچھ مرصع زیور اور
ایک ہتنی بخشی - دلیر خان و داؤد خان و راجہ رائے سنگھ سیسودیہ کو بھی خلعت بھیجے دلیر خان کے ایک ہزار سوار دو اسپہ
وسہ اسپہ ہوئے جسکا منصب اصل و اضافہ ملاکر پنجہزاری ذات و پنجہزار سوار کا ہوگیا جنمین سے دو ہزار سوار دو اسپہ سہ اسپہ تھے
اور راجہ سجان سنگھ بوندیلہ کا منصب سہزاری ذات وسہ ہزار سوار و پانصد سوار دو اسپہ وسہ اسپہ کا ہوا اور کیرت سنگھ
دو ہزار و پانصد ذات و دو ہزار سوار کو پہونچا اور ترکتاز خان منصب سہ ہزاری ذات و چھ سو سوار سے سربلند ہوا۔

## عالمگیر کے حکم سے جے سنگھ کی عادل شاہ والی بیجاپور کے ملک پر یورش

والی بیجاپور کے بادشاہ کی مخالفت کی یہ وجہ تھی کہ اُسنے حسب معاہدہ ایک کروڑ روپیہ پیش کش کا جو اسپر چاہیے تھا
ادا نہین کیا شاہجہان بادشاہ کے عہد سلطنت مین جب اورنگ زیب صوبہ دکن کا ناظم تھا اور ملک بیجاپور مین
طوائف الملوکی سے نہایت بدنظمی پھیلی ہوئی تھی تو اورنگ زیب نے بیجاپور پر لشکر کشی کر کے قلعہ بیدر اور قلعہ کلیان
فتح کر لئے تھے اور قریب تھا کہ ملک بیجاپور پر بھی قبضہ کر لیتا کہ عادل شاہ نے منت و عاجزی کر کے ایک کروڑ
روپیہ دینے کا وعدہ کیا اورنگ زیب نے جان و مال اور نام و ناموس کا احسان رکھکر اپنا لشکر اُسکے ملک سے ہٹالیا
اور خود اورنگ آباد چلا آیا - اُسکے بعد شاہجہان بادشاہ کی علالت کا واقعہ پیش آیا اورنگ زیب تخت و تاج کے لیے دکن
سے دارالسلطنت کو چلا آیا اور ایک عرصہ دراز تک مدعیان سلطنت کے ساتھ جنگ و جدل کرتا رہا اسلیے والی
بیجاپور کو عرصے تک آزادی کا موقع مل گیا اور زر معاہدہ کے ادا کرنے مین تساہل و بے پروائی کرنے لگا جب بادشاہی
فرمان تاکید کا جاتا وہ بیجا بہانے بناتا حالانکہ سلاطین سلف کے اندوختہ اُسکے پاس جمع تھے مگر وہ اپنی ناداری کے عذرات
لکھتا تھا ان سب باتوں کے ساتھ جب سیوا نے اُسکے ملک پر غلبہ پایا اور چند قلعے چھین لیے جنمین کہ قلعہ پنالہ کہ بہت بڑا
قلعہ اس ملک کا تھا وہ بھی لے لیا تو عادل شاہ بہت گھبرایا اور اُسنے اورنگ زیب کو عرضی نہایت خوشامد و عاجزی
سے لکھی اور سابق و حال کے پیش کش کے ادا کرنے کا وعدہ کیا چنانچہ اورنگ زیب نے سیوا کی تنبیہ و تادیب کیلیے
فوج قاہرہ بھیجی اور اُسکی ایسی گوشمالی کی کہ اُسنے پناہ مانگی اور والی بیجاپور اُسکے پنجۂ ظلم سے محفوظ رہا ان سب احسانات
کے باوجود والی بیجاپور نے مکر و شرارت سے ہاتھ کوتاہ نہ کیا سیوا کی لڑائی کے وقت جب اورنگ زیب نے عادل شاہ
کو لکھا کہ ایک طرف سے بادشاہی لشکر سیوا کے استیصال مین کوشش کرے اور دوسری طرف سے بیجاپور کا لشکر
اُسکا قلع و قمع کرے عادل شاہ نے بظاہر بادشاہ کے حکم سے کچھ اپنا لشکر سیوا کی حدود مین متعین کیا جس سے بادشاہ
کی اطاعت ثابت ہو لیکن باطن مین وہ یہی سمجھتا تھا کہ سیوا کے فساد کا مٹنا میری خرابی حال کا مقدمہ بنیگا
وہ یہی چاہتا تھا کہ لشکر شاہی اور اہل بیجاپور کے درمیان مین سیوا حائل رہے اسلیے مصلحت کار کے لیے سیوا
کے پاس دلی موافقت کے نامہ و پیام بھیجے اور اُسکے ساتھ بہاستان ہو کر اُسکی مدد کی زر نقد اور رسد اُسکے
پاس بھیجی اور قطب الملک والی گولکنڈہ حیدرآباد کو اُسکی کمک کے لیے آمادہ کیا لیکن ان سب جوڑ توڑ

کے ساتھ عالمگیر کو عرضیان برابر بھیجتا رہا اور اپنا رسوخ جتاتا رہا جب بادشاہ کو اُسکے مکر کا یہ سب حال معلوم ہوا
اور سیوا کی مہم سے لشکر فارغ ہوا تو راجہ جے سنگھ کو عالمگیر کا حکم پہونچا کہ وہ تمام ملک جو سیوا سے فتح کیا ہے اُسکا
انتظام کرکے ولایت بیجاپور پر حملہ کرے اور تمام ملک مین ہل چل ڈالدے اور قلعۂ بیجاپور کے تلے تک نہ جائے
اور اُسکے محاصرے کا ارادہ نہ کرے جسقدر ممکن ہو اُس ملک کو لوٹ مار سے برباد کردے اور جہان دشمن کی
سپاہ پائے اُسے تباہ کرے تاکہ عادل خان نادان کو غفلت سے تنبیہ ہو جائے چنانچہ ۱۰۷۶ہجری مین جے سنگھ
مع اُس فوج کے جو اُسکے ساتھ سیوا کی مہم سے فارغ ہوئی تھی ۲۲ جمادی الاولےٰ سال مذکور کو قطب الدین خان
و دلیر خان و داؤد خان و راجہ رائے سنگھ اور سیوا کے ساتھ قلعہ پورندھر سے کوچ کرکے منزل مقصود کی طرف
روانہ ہوا ترتیب اُسنے اپنی سپاہ کی یہ رکھی کہ درمیان مین اپنی رکاب کی سپاہ خاص کو رکھا اور اُلٹی طرف جُدل خان
و جگت سنگھ ہاڈہ و مانکوجی و ناروجی و سید علی بیجاپوری و بھوجراج کچھواہہ و اودے بھان راٹھور و سید منور خان بارہ
و زبردست خان و رام سنگھ و برق انداز خان و بادل بختیار و جانی خان بخشی و محمد لطیف دیوان لشکر شاہی و خواجہ
جلد صد خان پسر عالی خان اور جے سنگھ کی چیدہ سپاہ جو سب ملکر بارہ ہزار آدمی کا مجموعہ تھا مقرر ہوئی انکے علاوہ
سرفراز خان و غالب خان و تاجی و رستم زادہ و بردل خان و سید نجابت بارہ و پورنمل بوندیلہ و نرسنگھ گوڑ و لودی خان
و چتر بھوج چوہان و آتش خان داروغہ توپخانۂ شاہی مع پانسو بندوقچیون کے اور رانا اودیپور کے ہزار سوار کہ
سب ملکر سات سات ہزار آدمی تھے اس جانب متعین ہوئے اور سیدھے ہاتھ کی افسری داؤد خان کو ملی اور راجہ
سبحان سنگھ اور شرزہ خان دکھنی و جوہر خان حبشی و راؤ امر سنگھ چندراوت و محمد صالح ترخان و مسعود خان
و سرجی بھوسلا اور افضل بیجاپوری کا بیٹا اندرمن بوندیلہ و سید زین الدین خان بخاری و سید مقبول عالم مع
ایک جماعت لشکر کے کہ چھ ہزار آدمی تھے اُسکے ساتھ متعین ہوئے اور ہر اول کی افسری راجہ رائے سنگھ سیسودیہ کے
سپرد ہوئی۔ جادون رائے سرہٹہ و ماناجی و شرزانجی و بھوجی و دولت مند خان اور ایک دوسرا گروہ مرہٹون کا
اور سوبھ کرن و شترسین بوندیلہ و نرسنگھ گوڑ و تیز رو اسماعیل نیازی اور ایک جماعت جو سب چھ ہزار آدمی تھے
یہ سب اُسکے ساتھ متعین ہوئے اور قطب الدین خان و ہلال خان و دلاور خان و داؤد چرام و جوجی اور ایک
جماعت مرہٹون کی و سید علی اکبر بارہ و خدا وند حبشی و شیخ عبد المجید شیرازی و میر عصمت اور دوسرا گروہ منصبداروں کا
لشکر کے عقب کی حفاظت کے لیے مقرر ہوا اور کیسری سنگھ مع ایک سپاہ کے قلب لشکر اور ہر اول کے درمیان
متعین ہوا اور فتح جنگ خان و حسن خان و عبد الرسول اور ایک دوسری جماعت الٹی طرف کے لشکر کی امداد
و حفاظت کے لیے مقرر کی اور مغلون کی دو فوجین کرکے ایک سوار خان کی ماتحتی مین تھی اور دوسری ترکتاز خان کی
افسری مین اسواسطے مقرر ہوئین کہ سیدھی اور الٹی طرف بطور قراولی کے کام کرین (یہ حالات کامل معروف
بہ عالمگیر نامہ قلمی مولفہ منشی محمد کاظم مین آدمیون اور مقامون اور دریاؤن کے نامون کو کاتب نے مختلف
مقامون پر ایسا مشتبہ لکھا ہے کہ انکی نسبت یہ نہین کہہ سکتے کہ صحیح ہین یا غلط)

ابھی یہ تمام لشکر جے سنگھ کے ساتھ دو منزل چلا تھا کہ ابو محمد نبیرہ بہول خان جو عادل خان کا سردار تھا راجہ
جے سنگھ کے پاس اپنے مالک سے باغی ہو کر چلا آیا راجہ نے اُسکی خاطر داری کی اور ایک مرصع تلوار
اور دو گھوڑے اور کچھ کپڑے اپنی طرف سے دئے جب بادشاہ کو اسکے آنے کا حال معلوم ہوا تو منصب
پنجہزاری ذات اور چہار ہزار سوار کا عطا کیا اور حکم دیا کہ راجہ جے سنگھ کے ساتھ شریک مہم رہے۔ راجہ نے اسکو
سید محی طرف کی سپاہ مین مقرر کر دیا یہ تمام لشکر ۷ جمادی الاخری کو قلعہ پٹن (یا پھلتن) سے دس کوس کے
فاصلے پر پہونچا قلعہ ولایت بیجاپور کی سرحد پر واقع تھا جے سنگھ نے سیوا اور اُسکی فوج کے ایک حصے کو
اس قلعہ کو فتح کرنے کے لیے بھیجا اور آپ مقام کر دیا تین دن کے بعد معلوم ہوا کہ مخالف کی فوج تاب مقابلہ لا کر
بے لڑے بھڑے اُس قلعہ کو خالی کر گئی جے سنگھ نے نارو جی (یا مارو جی) اور بھلاجی کو کچھ فوج کے ساتھ اُس کی
حفاظت کے لیے مامور کیا اور خود ۱۱ تاریخ ماہ مذکور کو دریاے نیرا (یا ہیلر) کے کنارے مقام کیا۔ اور نیتاجی کو
اُسکی سپاہ کے ساتھ قلعہ منگل بیدھ کی فتح کے لیے مقرر کیا جہان سے بیجاپور سولہ کوس پر واقع تھا۔ سیوا نے
اپنی ایک دوسری سپاہ قلعہ مابورہ کی تسخیر کے لیے جو پھلتن سے سات کوس پر واقع تھا بھیجی تھی آج خبر آئی
کہ اسکی سپاہ نے قلعہ مابورہ پر بھی قبضہ کر لیا۔ جے سنگھ مع تمام سپاہ کے دریاے نیرا سے کوچ کر کے آگے کو
روانہ ہو کر اور ہر روز فوج کو ترتیب دیکر آگے چلتا۔ چند منزل پر خبر پہونچی کہ قلعہ کھٹاون کے آدمی بادشاہی سپاہ
کی آمد کا حال سنکر قلعہ کو خالی کر کے بھاگ گئے ہین راجہ نے مسعود خان کے ساتھ تین سو بندوقچی اور چند منصبدار
کر کے اس قلعے پر قبضہ کرنے کو روانہ کیا۔ ۲۱ ماہ مذکور کو راجہ مقیم تھا کہ جاسوسون نے خبر دی کہ نیتاجی اپنے
ہمراہیون کے ساتھ قلعہ منگل بیدھ کے پاس پہونچا قلعہ نشین ڈر کر قلعہ خالی کر کے بھاگ گئے ہے جے سنگھ نے
اودے سنگھ بھدوریہ کو قلعہ کی حفاظت کے لیے بھیجا اور سرفراز خان کے سپرد علاقے کی حکومت کی دوسرے دن
کوچ ہوا قلعہ منگل بیدھ یہان سے دو کوس پر تھا اسلیے جے سنگھ خود اسکے ملاحظے کو گیا دیکھا تو قلعہ نہایت عالیشان
اور مضبوط پایا پتھر کا بنا ہوا تھا چارونطرف گہری خندق تھی دو توپین دس زنبورک اور تین سو بان اُس مین
موجود تھے۔ راجہ نے اپنی طرف سے توپچی اور بان انداز اور دوسرے آدمی مقرر کئے اور تھوڑا غلہ بھی کھانیکو
بھیجدیا۔ ۲۵ ماہ مذکور کو اثناے راہ مین غنیم کے قراول دور سے نمایان ہوئے اور رات کو انھون نے اُس
لشکر کے پاس آکر چند بان پھینکے راجہ کے حکم سے موچون سے سپاہی بڑھے اور مار بھگایا۔ بعد اسکے جاسوس
خبر لاے کہ سپاہ دشمن کا ایک انبوہ یہان سے پانچ کوس پر مقیم ہے راجہ نے دوسرے دن یہان مقام کیا۔
اور دلیر خان و راجہ راے سنگھ و قطب الدین خان و قباد خان و کیرت سنگھ و فتح جنگ خان و ابو محمد و سیوا
وغیرہ کو اُنسے لڑنے کے لیے بھیجا۔ دشمن کی سپاہ انکی آمد کا حال سنکر اپنے کیمپ کو چھوڑ کر ذرا پیچھے ہٹ کر جم گئی
جب ادھر کی فوج کیمپ مین پہونچی تو اُسے خالی پایا یہان سے فدا اور آگے بڑھی تو اب دشمن کی سپاہ نظر آئی
یہ کوئی بارہ ہزار کے قریب سوار تھے جنکے افسر جادون کلیانی و اکوجی بھوسلہ وغیرہ تھے یہ تمام سپاہ مدافعت کو

صف آرا تھی ادھر سے دلیر خان و راجہ رائے سنگھ و کیرت سنگھ نے حملہ شروع کیا۔ دشمن نے اپنی سپاہ کے چار حصے
کیئے ایک حصہ شاہی سپاہ کے میمنہ پر حملہ آور ہوا اور دوسرے نے میسرہ کی طرف حملہ کیا اور تیسرا سپاہ شاہی کے درمیانی
حصے کے پیچھے گیا اور ایک حصے نے قراول کی فوج پر دھاوا کیا راجہ رائے سنگھ میمنہ کی سپاہ پر حکمران تھا اس پر
نہایت سختی سے حملہ ہوا سبھکرن اور ترسین رائے سنگھ کے آگے تھے خوب لڑے یہانتک کہ اپنے مقابلوں کو بھگا دیا
یاقوت حبشی جوان ہین کا سردار تھا اور پندرہ دوسرے نامی آدمی کام آئے اور جھنڈے اور گھوڑے اور بہت سا
سامان ان کا چھوٹ گیا دلیر خان دشمن کے دوسرے حصون سے لڑتا رہا بہت سی لڑائی کے بعد مخالف وہانسے
چلے گئے جب شام کا وقت ہوا اور لشکر جو کوس پر مقیم تھا تو سردارون نے تعاقب مناسب نہ سمجھا اور لشکرگاہ کو
لوٹ گئے جب دشمن کو معلوم ہوا کہ بڑھی ہوئی سپاہ لوٹ گئی تو واپس ہو کر لشکر کے دونون طرف سے بان مارنے
لگے جے سنگھ کے لشکر مین سے آدمی اسکی لڑائی کے لیے نکلے تو بھاگ گیا سپاہ جب لشکر مین لوٹنے لگی تو پھر غنیم کے آدمی
نمودار ہو کر حملہ کرنے لگے۔ غرض دشمن نے اس طرح لڑائی شروع کی کہ جب جے سنگھ کے سپاہی جوابدہی کو آمادہ
ہوتے تو بھاگ نکلتا اور جو کمرین کھولڈالتے تو پھر لڑائی شروع کردیتا اس عرصے مین مخالف کے ایک جتھے نے نیناجی
پر جو جے سنگھ کی سپاہ کے پچھلے حصے کی محافظت پر مع فوج کے مقرر تھا ہلہ بول دیا نیتاجی لڑنے لگا کہ ایک اور حصہ
مخالفون کا اُسپر ٹوٹ پڑا اسپر کیسری سنگھ و فتح جنگ خان اسکی اعانت کو پہونچ گئے اور مخالفین بھاگ نکلے
اسوقت ایک گولہ جزائل کا جادون کلیانی کے مجمع مین سے گرا اور اس سے کئی آدمی مارے گئے۔ پھر دشمن کے
ایک اور گروہ نے راجہ رائے سنگھ پر حملہ کیا لیکن کیسری سنگھ اور قطب الدین خان کے اسکی کمک کو پہونچ
جانے پر بھاگ گیا۔ دلیر خان شام کے وقت اپنی سپاہ کے ساتھ لشکرگاہ مین پہونچ گیا اسی تاریخ اودے سنگھ
قلعدار منگل بیدھ کی تحریر پہونچی کہ اگلے دن صبح کے وقت دشمن کی تین فوجین جو تقریباً چھ ہزار آدمیون پر
مشتمل تھین اس قصبے مین آئین اور قلعے کے دروازے کے قریب صف بندی کرکے کھڑی ہوگئین باوجودیکہ
جے سنگھ نے احتیاطاً سرفراز خان سے کہدیا تھا کہ اگر دشمن کی بھاری فوج ادھر آئے تو اُس سے جنگ کا ارادہ
نہ کرے کیونکہ اُسکے ساتھ آدمی کم تھے لیکن اُسنے ہدایت پر عمل نہ کیا اور اپنی شجاعت کے گھمنڈ پر اپنے تھوڑے
سے ساتھیون کے ساتھ دشمن سے لڑنے لگا خود بھی مارا گیا ساتھی بھی بہت سے کام آئے اس واقعہ کے بعد
اُسکے بیٹے بقیہ سپاہ اور ہاتھیون کے ساتھ قلعے مین چلے گئے مخالفین دروازے تک آئے مگر قلعہ پر سے مار مار
ہونے کے سبب لوٹ گئے جے سنگھ نے دو دن تک وہان قیام کرکے ۲۹ کو کوچ کیا منزل کے قریب یکم رجب کو
جاسوس خبر لائے کہ دشمن کا ایک بھاری لشکر آرہا ہے جے سنگھ نے مقصود علی دانشمندی کو قراول کے طور پر
بھیجا کہ معلوم کرے کہ کل کتنی سپاہ ہوگی اُس نے واپس ہو کر کل حال بیان کیا اور کہا کہ دشمن سرعت کے ساتھ
ادھر آرہا ہے راجہ نے قباد خان اور آتش خان داروغہ توپخانہ کو لشکر کی محافظت کے لیے مقرر کرکے رائے سنگھ
اور قطب الدین خان کو حکم دیا کہ اپنی اپنی سپاہ کے ساتھ لشکرگاہ سے [illegible] کھڑے ہو جائین اور خبردار رہین اور

آپ ساری سپاہ کے ساتھ منزل کے قریب سے لوٹ کر غنیم سے مقابلہ کے لیے روانہ ہوا آدھ کوس چلا تھا کہ غنیم کی سپاہ
نمودار ہوئی اور ابو المحمد پسر بہجرہ اور سید یاس دیشمی معروف بہ شرزہ خان و خواص خان و بہلول خان و محمد اخلاص خان
و شیدی مسعود و شیدی عبدالعزیز نواب عبدالکریم تمام فوج کے ساتھ مرتب ہوئے اور اپنے قاعدے کے موافق ایک
لشکر سیدھی طرف اور ایک الٹی طرف مصروف ہوا لڑائی ہونے لگی جے سنگھ نے دلیر خان کو فوج ہراول کے ساتھ
اس فوج پر حملہ کرنے کا حکم دیا جو الٹی جانب سے آرہی تھی اور آپ دشمن کے قلب پر حملہ کر دیا کیرت سنگھ و فتح جنگ خان
اور سیوا کو اپنے آگے آگے بھیجا اچل سنگھ کچھواہہ راجپوتوں کی ایک جماعت کے ساتھ اس جماعت سے پیشتر دوڑ کر دشمنوں
پر حملہ آور ہوا۔ غنیم نے اپنی عادت کے موافق بسپائی اختیار کی جے سنگھ کی سپاہ نے اسکا تعاقب کیا اور اتنی نزدیک
ہو گئی کہ اب بھاگنا مشکل ہو گیا اسلیے دشمن پلٹ پڑا اور تمام آدمی اسکے تلواریں لے کر لڑنے لگے اچل سنگھ اور اسکے
آدمیوں نے داد شجاعت دی دشمن کے سو کے قریب آدمی کام آے اور بہت سے زخمی ہوئے آخرکار غنیم کی سپاہ
بھاگ نکلی جے سنگھ کی سپاہ نے تین کوس تک تعاقب کیا داود خان نے اس فوج سے لڑائی شروع کی جو اس کے
مقابل تھی اور اسکو مار بھگایا۔ راجہ سجان سنگھ نے کہ ہراول میں تھا خوب کام کیا دلیر خان الٹے ہاتھ کی فوج پر حملہ آور ہوا
جب نوبت تیر و بندوق سے گذر کر تلوار پر پہونچی تو دشمن بھاگ نکلا۔ رجب کی دوسری تاریخ جے سنگھ کی سرکردگی میں لشکر
بیجاپور سے پانچ کوس کے فاصلہ پر پہونچکر ٹھہر گیا اور سات دن تک یہاں مقیم رہا۔ عادل شاہ نے بیجاپور کے مضبوط قلعہ کو
نہایت مستحکم کرکے بہت سی توپیں رہکلے اور دوسرے تعداد سامان مدافعت جمع کر لیا اور مقررہ آدمیوں کے
سوا تیس ہزار کرناٹکی سپاہ اور رکھی اور اچھی طرح رسد جمع کر لی اور نورس پور اور شاپور کے تالابوں کو توڑوا ڈالا اور
قلعہ کے آس پاس دور تک باڑیوں اور کنووں میں سینڈھ کے درخت اور کوڑا اور مٹی بھروا دی اور تمام آبادی
کو جو قلعہ کے باہر تھی اجڑوا دیا بادشاہ خود تو قلعہ میں متحصن ہو گیا اور شرزہ خان مہدوی و شیدی مسعود و شیدی
عبدالعزیز دیکوجی راجہ پسر شاہ بھوسلا اور چند دوسرے سردار و نکو سپاہ کے ساتھ حکم دیا کہ عالمگیر کے ملک میں پھیل کر
اسکو تاخت و تاراج کریں غرض اسکی یہ تھی کہ عالمگیری سپاہ یہ خبر سنکر خود اپنے ملک کی حفاظت کے لیے الٹے پاؤں
لوٹ جائے گی اور کچھ سپاہ کو حکم دیا کہ جے سنگھ کی سپاہ سے اور دور رہکر اسے ستاتی رہے۔ جے سنگھ نے اپنی
سپاہ میں سے بعض کو الٹے بازو پر مقرر کیا اور بعض کو سیدھے بازو پر اور بعض کو لشکر کے سامنے رکھا اور مرہٹوں میں
سے بعض کو الٹے ہاتھ کی طرف کی سپاہ کو مدد پہونچانے کے لیے مامور کیا اور بعض کو عقب کی خبرداری کے لیے
مقرر کیا۔ کبھی اس طرف کی جماعت دوسری طرف کی حفاظت کو بھیجی جاتی اور کبھی دوسری طرف کی اس طرف کی مدد کیلیے
روانہ کیجاتی۔ ایک دن جادون راے اور دوسرے دکھنی قاعدے کے موافق الٹے بازو کی طرف آگے کو گئے تھے
کہ خبر پہنچی کہ غنیم کے قراول نمایاں ہوئے ہیں راجہ راے سنگھ اور قطب الدین خان جے سنگھ کے ایما سے ادھر
کو بڑھے دو کوس کے فاصلے پر عادل خان کے قراولوں سے مقابلہ ہو گیا طرفین میں سے ایک نے دوسرے
پر چند بان چھوڑے بقیہ دن ایک سپاہ دوسری سپاہ کے مقابل یونہی کھڑی رہی جب شام ہو گئی تو راجہ گ

مرہٹہ سپاہ لشکرگاہ کی طرف لوٹی عادل خان کے آدمیون نے تیز دستی کی اور گروہ گروہ راجہ کے لشکر کی طرف بڑھے
ادھر سے بھی سپاہ تیار ہوکر مقابل ہوئی نانا جی بھونسلہ اور دوسرے مرہٹے جو راجہ رائے سنگھ کے دہنے بازو کی
طرف تھے آکر رائے سنگھ کی جماعت پر حملہ آور ہوے رائے سنگھ نے انکا مقابلہ کیا کچھ مارے گئے کچھ زخمی ہوے باقی
پسپا ہوگئے اسیطرح عادل شاہ کی سپاہ کے ایک گروہ نے قطب الدین خانکی سپاہ پر حملہ کیا قطب الدین خان
کے دو ہزار سوار بڑھکر جواب دینے لگے جے سنگھ کو اس لڑائی کا حال معلوم ہوا مورچون سے دلیر خان وداؤد خان وکیرت سنگھ
کو مدد کے لیے بھیجا اور آپ بھی سوار ہوکر لشکرگاہ سے دور جاکر لڑنے کو کھڑا ہوگیا داؤد خان اور کیرت سنگھ کچھ دور نکلے تھے
کہ رستے مین رائے سنگھ اور قطب الدین خان مع اپنی اپنی سپاہ کے لوٹتے ہوئے ملے جو دشمن کو بھگا کر واپس
آرہے تھے یہ سب شامل ہوکر پہر رات گذرنے کے قریب جے سنگھ کے پاس پہونچ گئے ۔ اسکا یہ ارادہ نہ تھا کہ
قلعہ بیجاپور کا محاصرہ کرسکے کیونکہ نہ کوئی بڑا توپخانہ جو ایسے قلعہ کے فتح کرنے کے لیے درکار ہے ساتھ تھا اور نہ دوسرے
قلعہ شکن آلات ہمراہ تھے اسلیئے بیجاپور کے علاقے کی بربادی پیش نظر رکھی بیجاپور کے پاس نہ کوئی رسد پہونچنے کا
ذریعہ بیجاپوریون نے باقی چھوڑا تھا نہ پانی کا ذریعہ باقی رکھا تھا اسلیئے راجہ اور اسکے ساتھیون نے قرار دیا کہ جو لوگ
اہل بیجاپور کی سپاہ سے نکلکر بادشاہی ملک کی تاخت وتاراج کے لیے اسمین گھس گئے ہین انکو نکالنے کے لیے لوٹ
چلنا چاہیے اسلیئے رجب کی نوین تاریخ کو بیجاپور کے پاس سے کوچ کرکے منگل بیدھر کی طرف آئے اور وہانسے
چل کر ۱۵ تاریخ کو دریاے بھیونرہ (یا بھیونرہ) کے پاس مقام ہوا جے سنگھ لشکرگاہ کے قریب پہونچا تو سلیقہ کی
صف بندی کرکے کھڑا ہوگیا دشمن کی سپاہ اپنی عادت کے موافق عالمگیری سپاہ کے پچھلے حصے کے پیچھے پیچھے لگی چلی
آتی تھی سیدھی اور الٹی جانب سے نمودار ہوئی انمین سے ایک حصے نے دلیر خان کی طرف رخ کیا اور ایک حصے نے
داؤد خان پر حملہ کیا اور ایک حصے نے راجہ سجان سنگھ سے معرکہ کیا لیکن ادھر سے ایسا جواب دیا گیا کہ تمام مخالف
شکست پاکر لوٹ گئے جب دشمن کی سب سپاہ بھاگ گئی تو جے سنگھ کے ساتھیون نے آرام و قیام کیا ۔ لیکن
رات پڑنے کے بعد پھر دشمن کے سپاہی حملہ کرنے لگے اور ادھر سے سپاہ شاہی جواب دیکر بھگانے لگی ۔ ان دنون
جے سنگھ نے سیوا کو قلعہ پنالہ کی طرف بھیجدیا تاکہ وہ ادھر متوجہ رہے اور اگر ممکن ہو تو قلعہ مسخر کرے اب معلوم ہوا
کہ شرزہ مہدی اور دوسرے بیجاپوریون کے سردار جو بادشاہی علاقے مین پھیل پڑے تھے وہ یہ سنکر کہ سپاہ شاہی
جے سنگھ کی ماتحتی مین ہماری سرکوبی کو ادھر آرہی ہے بادشاہی ملک سے نکل آئے ۔ اور بیجاپور کے وہ سردار جو
سپاہ لیکر جے سنگھ کے پیچھے پیچھے آرہے تھے یہ سب ملگئے جاسوسون نے پرینڈہ کی طرف سے پہونچکر خبر دی کہ
سکندر برادر فتح جنگ خان بیجاپوریون سے مخالفت کرکے جے سنگھ کے لشکر مین آرہا تھا اور پرینڈہ سے
چار کوس پر ٹھہرا ہوا تھا کہ شرزہ مہدی اور بیجاپوریون کے دوسرے سردارون نے جو اس سے قریب تھے یہ حال
سنکر اسکو پیام دیا کہ ہم سے ملاقات کرے اُسنے صدق نیت کی وجہ سے جواب دیا کہ اب میرا اور تمہارا ملنے کا مقام
جنگ کا میدان ہے بیجاپوریونکے چھ ہزار سوار اُسپر حملہ آور ہوئے اُسکے ساتھ صرف سو سوار تھے چالیس سوار تو

خود اُسکے ذاتی تھے اور ساٹھ پرینده سے اُسکے ساتھ ہو لئے تھے جب دشمن کے سوار اُسکے سر پر آگئے تو اُسکے ذاتی
سوار تو بوجہ نمکخواری کے رفاقت مین رہے اور دوسرے بھاگ نکلے سکندر نے غایت جوانمردی و غیرت سے گھوڑے
سے اُتر کر مقابلہ کیا اور کام آیا اُسکا بیٹا اور دو سردار زخمی ہوکر رہ گئے تھے دشمنون نے انکو پکڑ کر شولا پور پہونچا دیا۔
دشمن کی تمام سپاه متفق ہوکر جے سنگھ کے پیچھے پیچھے سیلے کی طرح لگی چلی آتی تھی راجہ اس ارادے سے کہ اُنپر قابو
پاکر سزا دے دریاے بھونرہ (یا بھیونرہ) کے کنارے تین مقام کئے بیجاپوریونکی یہ عادت تھی کہ یکجا ہوکر نہین لڑتے تھے
بلکہ اِدھر اُدھر دوڑتے اور حملہ کرکے بھاگ جاتے تھے اس جگہ دشمن قابو مین نہ آسکا اسلیے یہان سے کوچ کرکے دوسرے
مقام پر دریا کے کنارے پڑاو کیا چندروز تک یہان ٹھہرے۔ دیانتداے کہ عادل شاہ کا ایک معتمد تھا اپنے آقا
کی طرف سے جے سنگھ کے لشکر مین آیا اور اُسکی طرف سے پیام عذر اور اظہار عجز و ندامت کا لایا اور تھوڑے سے مرصع
ہتیار بھی بطریق تحفے کے پیش کئے اس زمانے مین جے سنگھ نے سید عبدالعزیز بخاری کو منگل بیدھ کی قلعداری پر تعین کیا
اور پہلے قلعدار اودے سنگھ کو اُسکی امداد مین رکھا اور قلعہ کی حفاظت و حراست کا بھاری سامان اُسکے ساتھ
کیا اور خود ایک زبردست سپاه کے ساتھ شولاپور اور پرینده کے درمیان رہنے کی تجویز کی اور یہان بھاری بھاری
سامان چھوڑ کر ہلکے سامان کے ساتھ دوباره بیجاپور کے ملک پر چڑھائی کا مصمم اراده کیا چنانچہ ۲۴ ماه مذکور کو سپاه کے
ساتھ دریا کو عبور کیا جاسوس خبر لائے کہ سیوا جو تبالہ (یا تبالہ) کی تسخیر کے لیے مقرر ہوا تھا اُس قلعے کے پاس پہونچا اور پچھلی
رات کے وقت حملہ کیا محصورین کو خبر ملگئی تھی جان توڑکر مدافعت کی سخت لڑائی واقع ہوئی ایک جماعت مقتول
و مجروح ہوئی سیوا غالب نہ آسکا اسلیے اپنے قلعہ کھلنہ کو جو اُسکے ملک مین شامل ہے اور قلعہ تبالہ سے بہت کم فاصلہ پر واقع
ہے چلا گیا اور اپنی سپاه کے ایک حصے کو دشمن کے ملک کو لوٹنے اور تباہ کرنے کے لیے بھیجدیا ہے اسوقت اُس کا
سپہ سالار نیتاجی اُس سے مخالفت کرکے بیجاپوریون سے جاملا ہے۔ ۲۶ ماه مذکور کو پرینده کے مواضعات مین
سے موضع لوہری مین ٹھہرنے کی غرض سے جے سنگھ نے کوچ کیا اور دوپہر کے قریب ایک نالے کے کنارے جو
لوہری کے پاس تھا پہونچا تو نالے کے عبور کرانے اور بھیر کی حفاظت کے لیے لشکر کی الٹی طرف آپ ٹھہر گیا اور
قراولونکو ہر طرف بھیجا کہ دشمن کی خبر لائین اور دلیر خان نے فوج ہراول کے ساتھ قاعدے کے موافق آگے سے پہونچکر
لشکرگاه کے سامنے اپنی سپاه کی صف بندی کرلی تھی اسوقت دشمن کی سپاه کا ایک حصہ ظاہر ہوا داود خان
جے سنگھ کے اشارے سے نالے کو عبور کرکے دوسرے کنارے پر فوج کی صف بندی کرکے کھڑا ہوگیا اور
دلیر خان اپنی جگہ سے اور بھی ہٹ گیا اور اُس جگہ ٹھہرا جہان مخالف کا پاؤن پہونچ سکے جے سنگھ قطب الدین خان کو
لشکر کے پیچھے اور راے سنگھ کو الٹی طرف اپنی جگہ مقرر کرکے خود جلد نالے کو عبور کرکے دلیر خان اور داود خان کی سپاه کے درمیان
مین ٹھہر گیا سات ہزار کے قریب آدمی غنیم کے بڑے لشکر سے نکلکر راجہ اور داود خان کے سامنے صف باندھ کر
کھڑے ہوگئے انمین سے بعض نے دلیر خان کی طرف رخ کیا جے سنگھ نے کیرت سنگھ اور فتح جنگ خان کو کچھ
سپاه کے ساتھ دلیر خان کی مدد کو بھیجا تھوڑے عرصے کے بعد اُن سات ہزار سوارون مین سے کہ راجہ اور

داؤد خان کے مقابل تھے ایک حصے نے نکلکر دلیر خان کی طرف تیزی سے بڑھکر اُسپر حملہ کیا جے سنگھ یہ حال دیکھکر اپنے
ساتھ کی سپاہ کے ساتھ خان مذکور کے پاس پہونچ گیا اور پہر دن رہے دشمن کے سوار دلیر خان سے لڑنے لگے
خوب تیغ زنی ہوئی جہان جہان دشمن کا حملہ جے سنگھ کی سپاہ پر ہوتا دلیر خان وہان وہان مدد کو پہونچتا آخرکار
دشمن کے سوار بغیر کسی کامیابی کے بھاگ نکلے اور اُس سپاہ سے مل گئے جو راجہ اور داؤد خان کے مقابل کھڑی
تھی جے سنگھ نے دلیر خان کو بلاکر اپنے بازو پر کھڑا کر لیا اور کیرت سنگھ و فتح جنگ خان کو اپنے سامنے بھیج کر لڑائی
شروع کرائی۔ کیرت سنگھ اور راجہ کے راجپوت اور فتح جنگ خان اور دوسرے نامجو آدمی خوب لڑے اس لڑائی
مین ہرناتھ نے ۱۲ زخم کھاکر وفات پائی۔ جے سنگھ کے بہت سے راجپوت زخمی اور قتل ہوے سید مظفر خان بارہ دام سنگھ راٹھور
اور اُسکا بھائی قلب لشکر سے نکلکر دشمن پر مردانہ حملے کرنے لگے جے سنگھ نے بھی بذات خود قدم بڑھایا آخرکار دکھنی مغلوب
ہوکر بھاگ نکلے دو کوس تک اُن کا تعاقب ہوا جے سنگھ اب فوج کو مرتب کرکے اور کیرت سنگھ کو اپنے پچھلے حصے
کی حفاظت کے لئے تعین کرکے قیام گاہ کو روانہ ہوا ایک پہر اور تین گھڑی رات گئے منزل گاہ مین داخل ہوگیا
ایک سو نوے آدمی جے سنگھ کے ساتھیون مین سے کام آئے اور ڈھائی سو کے قریب زخمی ہوئے اور بہت سے
گھوڑے زخمی و قتل ہوئے اور بیجاپوریون کے چار سو سے زیادہ آدمی قتل و زخمی ہوے۔ جے سنگھ نے تمام لشکر کے
ساتھ ایک مقام کیا اور تین کوچ و مقام کے بعد پہلی شعبان کو قلعہ پرینڈہ سے بیس کوس پر پہونچگئے۔ ۲۴ روز وہان
مقام ہوا۔ یہان خبر پہونچی کہ قطب الملک نے عادل شاہ کی مدد کے لیے سپاہ بھیجی ہے قبل اس سے شرزہ نام اپنے ایک
سردار کو چار ہزار سوار اور دو ہزار پیادہ ونکے ساتھ اُسکی مدد کو بھیجا تھا اب اپنے خواجہ سرا رضا قلی کو کہ جسکا
خطاب نیک نام ہے چھہ ہزار سوار اور ۱۵ ہزار پیادون کے ساتھ مدد کو روانہ کیا ہے اور بیجاپور
سے ۶ کوس پر یہ سپاہ پہونچ گئی ہے اور رضا قلی بیجاپور کے قلعہ مین داخل ہوگیا ہے اور
کتھاون کے قلعدار مسعود خان کی تحریر سے معلوم ہوا کہ عادل خان کا ایک افسر فیدی جو
بہت سی سپاہ کے ساتھ قلعہ کے پاس آیا تھا قلعہ والونکی ایک گولی کا نشانہ بنگیا اور اُسکے ساتھی پریشان ہوکر
چلے گئے آٹھوین ماہ مذکور کو اودے سنگھ کی تحریر قلعہ منگل بیدہ سے آئی اُسکا یہ مطلب تھا کہ بیجاپور کی سپاہ کثیر
نے اُس قلعہ کا محاصرہ کر رکھا ہے اسلیے جے سنگھ نے داؤد خان۔ راجہ رائے سنگھ اور قطب الدین خان کا ایک
جماعت کے ساتھ اُدھر بھیجکر حکم دیا کہ دشمنون کو قلعہ کے پاس سے بھگا دین جب محاصرین کو اس سپاہ کے قریب
پہونچنے کی خبر معلوم ہوئی تو محاصرہ اُٹھاکر چلے گئے۔ ۲۴ تاریخ شعبان کو داؤد خان اور راجہ رائے سنگھ اور
قطب الدین خان واپس آگئے قلعداران ظفر آباد دھلیان وادسہ واودک کی تحریرین اس مضمون کی پہونچین
کہ چند بیجاپوری افسر بادشاہی ملک مین گھس کر تاخت و تاراج کر رہے ہین اور سیوا کا وہ افسر جو قلعہ تپالہ کے پاس
سے اُسکا خلاف کرکے بیجاپور والونکے پاس چلا گیا تھا وہ شورش مچا رہا ہے۔ جے سنگھ نے ۲۵ ماہ مذکور کو پرینڈہ
کے اطراف سے کوچ کرکے دھاراسون اور تلجاپور کے راستے سے روانہ ہوکر ارادہ کیا کہ دشمن کے ملک کو لوٹے

کھسوٹ اور دشمن کی جسقدر سپاہ اُدھر تھی اُسے کچل ڈالے ناروجی بسونت رائے (یا ناردجی بسونت رائے) قلعہ بیلتن
مین تھا اُسنے وہانسے لکھا کہ قلعہ مذکور مین پانی بہت کم ہے اگر یہان کا محاصرہ کر لیا جاے تو پانی کی قلت کیوجہ
سے محصورین تنگ ہوجاوینگے جے سنگھ نے مقتضاے وقت کے موافق بیلتن کو مہداجی کی جاگیر مین مقرر کردیا
یہ شخص سیوا کا داماد تھا اور بادشاہی ملازمت مین داخل ہوگیا تھا اور کہدیا کہ وہان جاکر دشمن سے خالی کرلے
اور ناروجی بسونت رائے کو اپنے پاس بلالیا۔ پرگنہ دھوکی علاقہ بیجاپور مین قلعہ کلنی تھا اور وہان بیجاپوریونکی ایک
جماعت متحصن تھی غالب خان و ناروجی راگھو و آتش خان کو تھوڑے سے توپخانے کے ساتھ اُسکے فتح کرنیکے
لیے جے سنگھ نے بھیجا جب سپاہ قلعہ کے تلے پہونچی تو اہل قلعہ نے ڈرکر امان چاہی اسمین صرف سو سپاہی اور دو سو
آدمی رعایا مین سے تھے۔ شرزہ راؤ کے سپرد اس قلعہ کی حفاظت ہوئی ساتوین رمضان [illegible] ہجری کو تلجاپور
مین سپاہ عالمگیری پہونچی چھ روز یہان مقام رہا۔ معلوم ہوا کہ ساہو وغیرہ بیجاپور کے کئی افسر اٹھائیس شعبان کو
قلعہ کلیان کے پاس پہونچکر قلعہ پر حملہ آور ہوئے تھے بادشاہ کی سپاہ کے آدمیون نے جو جے سنگھ کے حکم سے قلعہ مین
متعین تھے توپین اور بندوقین اور بان اُنپر مارنا شروع کئے ساٹھ آدمی اُن مین سے کام آئے اور بہت سے زخمی
ہوئے اور باقی ماندہ مجبور ہوکر ہٹ گئے۔ جاسوس خبر لائے کہ بیجاپوریون کا بڑا لشکر کلیان واوسہ کی طرف [illegible]
ظفرآباد کی طرف چلا گیا ہے ۱۴ ماہ رمضان کو جے سنگھ تمام سپاہ کے ساتھ تلجاپور سے کوچ کرکے قلعہ نلدرک سے تین
کوس پر پہونچا ۱۵ کو مقام کیا اور دوسرے دن گنجولی کے قلعہ کی طرف کوچ کیا اور جو کہ پہلے سے تنک راو کو ایک بڑے
گروہ کے ساتھ گنجولی کی تسخیر کے لیے بھیجدیا تھا خبر آئی کہ وہ مع ساتھیون کے وہان پہونچ گیا اور مخالفونکی جو فوج قلعے
اور قصبے مین تھی لڑنے لگی چند آدمی طرفین کے کام آے تلوار کا زخم تنک راو کے ہاتھ مین آیا لیکن رات کے وقت
سب مخالف بھاگ نکلے اور قصبے و قلعے پر تنک راو کا قبضہ ہوگیا۔ رمضان کی بیس تاریخ کو گنجولی کے پاس لشکر
عالمگیری جا پہونچا اور قلعہ کو گروا دیا دوسرے دن ساڑھے سات کوس کوچ ہوا۔ غالب خان و دیاجی ریا دتاجی
و راگھو دکھلوجی (یا کھیلوجی) اور ایک حصہ فوج کا اور تھوڑا سا توپخانہ و آتش خان سلیکہ کی تسخیر کے لیے متعین ہوے
اور جے سنگھ چند روز مع لشکر کے یہین مقیم رہا جب سلیکہ کے پاس سپاہ پہونچی تو قلعہ نشینون نے مقابلہ نہ کیا بلکہ اطاعت
کرلی راجہ نے سلیمان بیجاپوری کو اسپ و خلعت دیکر قلعہ کی حراست کے لیے مقرر کیا۔ اوپر ذکر ہوچکا ہے کہ سیوا کی
سپاہ کا افسر اعلے جو اُس سے مخالفت کرکے بیجاپوریون سے جاملا تھا جے سنگھ نے اُسکی تالیف قلب کی اور سمجھایا
تو وہ بیجاپوریون کی رفاقت ترک کرکے عالمگیری ہواخواہون مین شامل ہونے کو راجہ کے پاس چلا آیا۔

سیوا نے راجہ سے کہا تھا کہ مین شہنشاہ کے حضور مین جانا چاہتا ہون جے سنگھ نے اُسکی استدعا کا حال بادشاہ
کی خدمت مین لکھ بھیجا تھا وہان سے حکم آیا کہ وہ تنہا یہان آجاے چنانچہ سیوا مع اپنے بیٹے سنبھا اور تھوڑے سے
نوکرون کے جے سنگھ سے رخصت ہوکر بادشاہ کی ملازمت کے ارادے سے چلا گیا۔

جے سنگھ نے دتا اور اُسکے ہمراہیون کو فوج ہراول مین سے منتخب کرکے اور ترکتاز خان کو اُس فوج مین سے

جو ہراول اور خود راجہ کے درمیان مین تھی چھانٹ کے ایک جماعت کے ساتھ اپنے لشکر کے طلایہ پر مقرر کیا
دنا سلیکہ سے دو کوس آگے بڑھکر کہی کے آدمیون کی حراست مین مصروف ہوگیا اسی اثنا مین شرزہ ہندی نے جو
سع بیجاپوری سپاہ کے وہان سے قریب مقیم تھا ترکتاز کے مقابلے کے لیے فوج بھیجی خان مذکور اس فوج سے مدافعانہ جنگ
کرنے لگا اُسکے چند آدمی زخمی ہوگئے اور خود شرزہ تین چار ہزار سوارونکے ساتھ دتا پر ٹوٹ پڑا اور اُسکو چار دن
طرف سے گھیر کر مع ساتھیون کے ہلاک کردیا اُسکے ساتھ رستم زاد تھا وہ زخمی ہوکر گر پڑا جسے بیجاپوری پکڑ کر لے گئے
بسونت رائے اور راگھو دتا کے کچھ آدمیونکے ساتھ وہان سے بھاگ نکلے جب جے سنگھ کے لشکر مین پہونچے تو بسونت رائے
زخمون کے صدمات سے مرگیا۔ اسی دن ابو القاسم خان پسر قباد خان قرادلی کے طور پر لشکرگاہ سے نکلا دشمنون کا
ایک گروہ وہان آیا اور اُس سے لڑنے لگا۔ اُسکے ساتھ اتنی سپاہ نہ تھی کہ مدافعت کرسکتا اسلیے لڑتا بھڑتا وہان سے
نکل گیا پچھلے دن مین دلیر خان کو اس بات کی اطلاع دی دلیر خان فوراً فوج ہراول کے ساتھ ادھر روانہ ہوگیا
اور جہان ابو القاسم خان سے جنگ واقع ہوئی تھی وہان پہونچا رات کو مقام کیا۔ ڈیڑھ سو کے قریب [illegible]
کے آدمی کام آئے تھے اُنین سے مسلمانونکو تو دفن کرادیا اور ہندوونکو جلوادیا راجہ رائے سنگھ بھی جے سنگھ سے حکم
سے پچھلی رات کو پہونچ کر دلیر خان سے جاملا۔ دلیر خان دوسرے دن دشمنون کو دفع کرنے کے لیے کہ جنگاہ سے
تین کوس پر مقیم تھے سوار ہوا دشمن باسعدر سپاہ عالمگیری کے پہونچ جانے سے خائف ہوکر فرار ہوگئے ۵ شوال
کو جے سنگھ کی سپاہ سلیکہ سے اوسہ کو روانہ ہوئی ساتوین شوال کو مقام [illegible] جے سنگھ نے قطب الدین خان اور
داؤد خان کو اُنکی جمعیتون کے ساتھ کہی کی حراست کے لیے روانہ کیا۔

یہ خبر آئی کہ بیجاپور اور گولکنڈہ کا لشکر تین حصون مین منقسم ہوگیا ہے ایک لشکر اُسمین سے شرزہ خان مہدوی
کی سرکردگی مین ہے اور دوسرا خواص خان حبشی کی ماتحتی مین اور تیسرا بہلول خان کی سرداری مین۔ جے سنگھ
اس انتظار مین رہا کہ یہ سپاہ کدھر کا رخ کرتی ہے اسی دن دوپہر کے قریب خبر آئی کہ شرزہ خان اپنی سپاہ کو لیکر
کہی کی طرف چلا گیا ہے اور اُسنے سپاہ شاہی کے تھوڑے سے اونٹ جو اُس طرف تھے پکڑ لیے ہین اور باقی
دو فوجون نے داؤد خان اور قطب الدین خان کے مقابلے کا ارادہ کیا ہے جے سنگھ نے یہ خبر سنتے ہی دلیر خان کو
سپاہ ہراول کے ساتھ [illegible] بھیجا خان مذکور اُسی طرف جدھر داؤد خان و قطب الدین خان مصروف
پیکار تھے روانہ ہوا تھوڑی دور چلا تھا کہ اسکا مقابلہ اُس سپاہ سے ہوگیا جو دشمن کی [illegible] داؤد خان اور
قطب الدین خان کی سپاہ کے عقب پر حملے کی غرض سے آرہی تھی دلیر خان نے ان دشمنونپر پے در پے دھاوے
کرکے بھگا دیا اور اُنسے فارغ ہوکر آگے بڑھا اور ایسے وقت مین قطب الدین خان اور داؤد خان کی سپاہ
کے قریب جا پہونچا کہ وہ کہی کی مویشیون کو دشمن کے دست برد سے بچا کر جے سنگھ کے لشکر مین روانہ کرکے
اطمینان سے دشمن سے برسرپیکار تھے اسوقت لودی خان اور نعمت خان و غیرت خان دلیر خان کے دونون
بھتیجے اُسکے آگے آگے تھے ان لوگون نے دشمنونپر حملہ کیا اور بہت سے آدمی اُنکے ہلاک کیے کہ اُسی

عرصے مین سپاہ دشمن کا دوسرا حصہ اپنے ساتھیون کی کمک کے لیے آموجود ہوا دلیر خان ہاتھی سے اتر کر گھوڑے پر سوار ہو گیا اور تیزی سے دشمن کی کمکی فوج پر جا پڑا بہت سے دشمن مارے گئے اور باقی بھاگ نکلے دور تک اُنکا تعاقب کیا گیا۔ جے سنگھ نے دلیر خان کے جانے کے بعد ملاجی و ینتاجی و شیدی کو دوسرے حبشیون اور چند مغل مبارزون اور تھوڑے سے بندوقچیون کے ساتھ لشکر کی حفاظت کے لیے چھوڑا باقی سپاہ کو لیکر اپنے آدمیون کی مدد کے لیے روانہ ہوا جب یہ میدان معرکہ کے قریب پہونچا تو اُس وقت دشمن کی سپاہ سیدھی جانب سے نمودار ہوئی جے سنگھ نے اُسپر حملہ کیا فتح جنگ خان اور کیرت سنگھ نے سامنے کی سپاہ کے ساتھ خوب کام کئے پھر ایک ٹکڑا دشمن کا الٹی طرف سے نمودار ہوا جے سنگھ نے اپنی سپاہ میسرہ کو لیکر خود اُسکا مقابلہ کیا اور اُسکو نقصان پہونچایا۔ سبھکرن و سترسین بوندیلہ جو جے سنگھ کے سامنے تھے دلیرانہ لڑے آخر کار دشمن کی سپاہ پیچھے ہٹ گئی اور جے سنگھ نے دور تک تعاقب کیا تعاقب کے بعد اُس طرف روانہ ہوا جدھر داؤد خان اور قطب الدین خان مصروف جنگ تھے راستے مین خبر ملی کہ اُنھون نے بھی اپنے سامنے سے دشمن کو پسپا کر دیا ہے جے سنگھ اُدھر کا قصد ترک کر کے لشکرگاہ مین آگیا اس معرکے مین عالمگیری سپاہ کے دو سو آدمی کام آئے اور ۴۶۵ مجروح ہوے دشمن کا بھی نقصان کثیر ہوا دوسرے دن جے سنگھ کو خبر ملی کہ الیاس مہدوی مخاطب بہ شرزہ خان جو دکھن کے مشہور بہادرون مین سے تھا بندوق کی گولی ہونٹھ پر کھا کر زخمی ہو کر گر گیا تھا اُسکے آدمی اُسکو اُٹھا کر لے گئے اور اُسکا چھوٹا بیٹا سخت زخمی ہوا ہے اور اس لڑائی مین بیجاپور اور گولکنڈہ کی سپاہ بارہ ہزار سے زیادہ تھی۔ تاریخ بیجاپور موسوم بہ بساتین السلاطین مولفہ مرزا ابراہیم زبیری مین مرقوم ہے کہ بیجاپوری شرزہ خان اور اُسکے بیٹے کو دشمن کے ہجوم مین سے نکال لے گئے مگر شرزہ خان اپنے لشکر کیطرف جاتے ہوے رستے مین گھوڑے سے گر گیا دیکھا تو مردہ پایا۔

نوین شوال کو سپاہ عالمگیری کوچ کر کے موضع سات شورہ ضلع اوسہ مین پہونچکر ٹھہری اور آٹھ دن وہان مقام کر کے آدونی کو چلی گئی اکیسوین شوال کو دریاے نیرہ کے کنارے جو اوسہ کے متعلقات سے ہے مقام ہوا جہان سے بیجاپور آٹھ کوس کے فاصلے پر ہے یہان بھی چند روز قیام رہا تیسری ذیقعدہ کو رات کے وقت دشمن کی سپاہ نے دریا کے دوسرے کنارے پر کھڑے ہو کر تین ہزار کے قریب بان مارے ان مین سے بعض آدمیون کے لگے بعض چوپایون کے لگے پانچوین ذیقعدہ کو یہان سے کوچ ہو کر اسی ندی کے کنارے ایک اور بستی مین مقام ہوا دسوین ذیقعدہ کو ایک گڑھی کے پاس جسکا نام تیرکی تھا اور پرگنہ دھوکی سے متعلق تھی اور بیجاپور کے محال مین شمار ہوتی تھی لشکر پہونچا جے سنگھ نے وہان احتیاطاً یہ کیا کہ فوج کو جابجا بانٹ دیا اور اکثر سپاہ کیمپ مین داخل ہو گئی پچھلا حصہ سپاہ کا ابھی نہ پہونچا تھا کہ اس عرصے مین جاسوس خبر لاے کہ بیجاپور اور گولکنڈے کا سارا لشکر مجتمعاً پچھلے حصے کی سپاہ پر حملہ آور ہوا ہے۔ جے سنگھ نے سپاہ قلب اور اوس فوج کو جو کہ ہراول اور جے سنگھ کے لشکر کے درمیان مین متعین تھی اور اس فوج کو جو کہ چارون طرف کی فوج کو کمک پہونچانے کے لیے مقرر تھی دشمن کی طرف بھیجا دلیر خان اور دوسرے سردارونکو بھی کہا کہ جلد اپنی اپنی

سپاہ کے ساتھ اُدھر چلے جائیں جب دشمن کے قریب پہونچے دلیر خان جے سنگھ کے لشکر کے سامنے گیا اور راجہ رائے سنگھ خان مذکور کے بازو پر کھڑا ہوا۔ دشمن کی سپاہ سے خواص خان اور شرزہ خان مہدوی کا بیٹا اور دوسرے بیجاپوری اور حیدر قطب الملک کے آدمی سات ہزار کے قریب داؤد خان اور قطب الدین خان کے سامنے صف آرا ہوئے اور بہلول خان تمام بیجاپوری افغانون کے ساتھ اور انکوجی بھوسلہ اور مانک جی کھراہ اور دوسرے بیجاپوری مرہٹے کہ سپاہ زبردست تھی دلیر خان کے مقابل ہوئے اور چند بان مارے دلیر خان توپخانے کی لڑائی کا مقید نہ رہ کر تلوار کی لڑائی پر آمادہ ہوا اور دلیرانہ گھوڑا دشمنون کی طرف بڑھایا اور دشمنون کے مقابل پہونچکر تلوار اور تبر اور برچھے کی لڑائی شروع کرائی سخت لڑائی کے بعد دشمن پسپا ہو گئے غیرت اور نعمت جو دلیر خان کے بھتیجے تھے خوب لڑے اور اسکا تیسرا بھتیجا احمد اوسخت زخمی ہوکر گھوڑے سے گر گیا اور ابو محمد نبیرہ بہلول خان نے بھی کارہائے نمایان کئے کرن راٹھوڑ اور اُسکا بھائی بھی اچھی طرح لڑا۔ آتش خان داروغہ توپخانہ اور حسن بیگ منک باشی اور دوسری جماعت برق اندازون کی بھی جو اُس لشکر کا مقدمہ تھی دلیرانہ رزم آرا ہوئی۔ دلیر خان جدھر دشمن کا غلبہ دیکھتا اُدھر پہونچکر مردانہ کام کرتا۔ جے سنگھ جو دلیر خان کی سیدھی جانب تھا خوب معرکہ آرا ہوا۔ دشمنون نے راجہ جادون پر یکایک حملہ کردیا جو جے سنگھ کے دہنے بازو پر اور لشکر سے دور تھا اس حملے مین اُسکے ساتھ کے بہت سے آدمی مارے گئے اور کچھ زخمی ہوئے راجہ رائے سنگھ اُسکی مدد کو پہونچ گیا اور دشمنون کو بھگا دیا اور سات کوس تک اُنکا تعاقب کیا۔ جے سنگھ داؤد خان و قطب الدین خان کو خواص خان اور شرزہ مہدوی کے بیٹے کے مقابلے کیلئے چھوڑ کر خود دلیر خان کی کمک کو بڑھا معلوم ہوا کہ دلیر خان کے ہمراہی دشمنونکو اپنے سامنے سے بھگا کر اُنکے تعاقب مین چلے گئے ہین اور خان مذکور صرف تین سو آدمیون کے ساتھ میدان جنگ مین موجود ہے جے سنگھ نے جلدی اُس پہاڑی کو جو اُسکے اور دلیر خان کے درمیان مین حائل تھی طے کیا اور خان مذکور کے پاس جا پہونچا کیرت سنگھ اور فتح جنگ خان جو جے سنگھ کی فوج کے مقدمے مین تھے جلد دلیر خان سے ملگئے دشمن کی بڑی فوج ہار کر بھاگ گئی تھی اور دن ڈھل گیا تھا جے سنگھ نے یہ بہتر سمجھا کہ دشمن کا تعاقب بند کر کے لشکر گاہ مین لوٹ چلین اسلئے دلیر خان کو کہلا بھیجا کہ متفرق شدہ سپاہیونکو جمع کر کے لشکر گاہ مین چلا آئے فتح جنگ خان کے ہاتھی کو بان کا صدمہ پہونچا تھا اسلئے سرکشی کرتا تھا اور جے سنگھ کے دلیر خان کی طرف روانہ ہوتے وقت پیچھے رہگیا تھا اسوقت شرزہ خان کے بیٹے اور خواص خان وغیرہ نے پہاڑی کے دامن مین اُس ہاتھی کو گھیر لیا جب جے سنگھ کو یہ حال معلوم ہوا تو اپنے تھوڑے سے ساتھیونکو پہاڑی پر پہنچادیا جب مخالفون نے دیکھا کہ یہ لوگ بہت کم ہین تو ہاتھی کو چھوڑ کر ان لوگون سے لڑنے کو مصروف ہوئے اسوقت فتح جنگ خان اور کیرت سنگھ پہونچکر ان سے مقابل ہوئے اور بہت سے مخالفون کو مارا اور زخمی کیا اور باقی کو بھگا دیا جے سنگھ ہر طرف اپنے آپکو پہونچاتا تھا شام کے قریب دشمنون سے میدان صاف ہو گیا اس لڑائی مین قطب الملک کا سردار حیدر کہ اول تیر کا زخم ران پر کھا کر مجروح ہوا اور پانسو سے زیادہ آدمی بیجاپور اور گولکنڈہ کے کام آئے جنمین موسے خان افغان سردار لشکر بہلول خان کا تھا اور

انکو بی پسر نایک کمراره وغیره چند مرد اربھی راہی عدم ہوئے اور ہزار کے قریب آدمی زخمی ہوئے اور جے سنگھ
کے ساتھیون سے ایک سو ۵۳ آدمی مارے گئے اور سات سو چار تو سے زخمی ہوئے جے سنگھ تین دن تک یہان
ٹھہرا رہا پھر کوچ کرکے دو دن مین ۱۵ ذیقعدہ کو دریاے مانجرہ کے کنارے پہونچا جو فتح آباد معروف بہ دھارور
سے دو کوس پر واقع ہے۔ دشمن قزاقی کے طور پر لڑتا تھا کبھی جمکر مقابلہ نہین کرتا تھا اور جے سنگھ کے ساتھ ساز و سامان
زیادہ تھا دشمن کا تعاقب نہ ہوسکتا تھا کیونکہ وہ صرف سوار ہوتے تھے کہ لڑتے لڑتے جب کمزور ہونے لگے بھاگ نکلے
اسلیے جے سنگھ نے تمام بھاری سامانو نکو چھوڑ دیا اور سردارونکو بھی حکم دیکر سامان کم کرایا اور تھوڑا سا سامان لیکر جریدہ طور پر
دشمن کے تعاقب کا ارادہ کیا بھاری سامانون کو فتح آباد مین بھیجدیا اور برم دیو سیسودیہ و جگت سنگھ ہاڈہ وغیرہ
کو دو ہزار اور ساٹھ آدمیونکے ساتھ حفاظت کو چھوڑا اور ۲۲ ذیقعدہ کو دریاے مانجرہ کے کنارے سے کوچ کرکے دھارور
کی طرف جہان بیجاپوریون کا جماؤ تھا روانہ ہوا ساڑھے سات میل طے کیے تھے کہ جاسوسون نے خبر پہونچائی کہ غنیم
لشکر عالمگیری کی آمد کی خبر سنکر یہان سے تلجاپور کی طرف چلا گیا، ۲ ذیقعدہ کو سپاہ نے دریاے سین کو عبور کیا
اور موضع لہری علاقہ پرینڈہ مین نزول ہوا کیونکہ یہان سے تین کوس پر شولاپور مین دشمن کی موجودگی کی خبر ملی تھی جب عادل شاہ
کو یہ حال معلوم ہوا کہ میری سپاہ لشکر عالمگیری کا کچھ بگاڑ نہ سکی تو اسنے ابو المحمد کو اس لشکر کے ساتھ جو دکھن مین
خاص خیل کے نام سے شہرت پذیر تھا اپنے پاس بلالیا اور اپنے سردارون کو لکھا کہ لشکر عالمگیری کے مقابل ہوکر
نہ لڑین اور جب تک وہ لشکر ادھر رہے میرا تمام لشکر شولاپور مین مقیم رہے قطب الملک نے بھی اپنے لشکر کو کہ بیجاپور والون
کی مدد کیلئے بھیجا تھا واپس حیدر آباد کو بلالیا عالمگیری سپاہ نے بیجاپور کے علاقے کو کئی بار اتنا لوٹا کھسوٹا اور برباد کیا
کہ تمام ملک بے چراغ ہوگیا لیکن یہ سپاہ بھی لڑتے لڑتے تھک گئی تھی گھوڑے اور دواب بہت تلف ہوگئے تھے سواے
اسکے برسات کا موسم آگیا تھا آمد و رفت کی مجال نہ تھی اسلیے جے سنگھ اور دلیر خان نے مصلحت یہ جانا کہ چند روز
زخمیون کے علاج کے لیے اور سیسہ و بارود کے جمع کرنیکے واسطے اور لشکر کے آرام کرنے کی غرض سے قصبۂ دھارور
سے متصل جاکر ٹھہرنا چاہیے کہ وہان کاہ و دانہ کے جمع ہونے کی امید ہے بادشاہ کو عرضداشت بھیجی اس ضمن مین
دکھنیون کا حال یہ ہوگیا کہ قلعہ کے اندر جنگ کا سامان آخر ہوا آذوقہ تمام ہوا کمانین بےکار تیرونکے پر اڑ گئے
تلوارونکی دھارین کند ہوئین ان سببون سے جان سے عاجز ہوئے دونون طرف کے سردار مصالحت کے لیے
بیتانہ جو ہوے اہل بیجاپور المفلس فی امان اللہ کا اظہار کرکے امان طلب ہوئے اور فی الواقع عادل شاہ کے خزانون
اور کارخانون مین صاحب لاف و گزاف راوتون اور بن دھار کی تلوارون اور گھوڑونکے گوشت اور استخوان
کے سوا کچھ چیز باقی نہین رہی تھی ملک پامال ہوچکا تھا جب عالمگیر سے حقیقت حال عرض ہوئی تو اسنے حکم بھیجا
کہ جے سنگھ محاصرہ چھوڑکر اور لشکر کو ساتھ لیکر اورنگ آباد چلا جاے اور برسات یہان گذارے اور تھوڑے سے
اپنے سردارون اور سپاہ کو اپنی جاگیر مین بھیجدے تاکہ برسات وہان بسر کرکے آرام حاصل کرلین اور خود اورنگ آباد
مین مقیم رہے مرزا ابراہیم زبیری بساتین السلاطین مین جے سنگھ وغیرہ سرداران عالمگیری کے مہم کے ناتمام چھوڑ جانےکو

بیجاپوریون کی قوت مدافعت پر حمل کر کے لکھتا ہے ہجوم غنیم قوی و دشمن صعب را کہ از پیشگاہ بادشاہ ہندوستان تعہد تسخیر دکن بر ذمۂ خود گرفتہ با فواج بحر امواج آمدہ بود قرین مذلت و خواری و ہمدوش تباہی ذگون سازی گردند و از ولایت خویش بدر کردند۔

چونکہ قلعہ منگل بیدہ مین سامان کثیر تھا اُسکی حفاظت یہانسے چلے جانے کے بعد دشوار تھی اسلیے جے سنگھ نے دلیر خان اور راجہ رائے سنگھ کو بھیجا کہ وہان کا تمام توپخانہ اور گولا بارود اُٹھالادین اور غلے کے ذخائر بھی ساتھ لے آوین اور جو کچھ نہ آسکے اوسے برباد کر دین اور جہانتک ممکن ہو قلعہ کے برجون وغیرہ کو بھی مسمار کر دین اور یہ کام کرنے کے بعد لوٹ آئین ساتوین ذیحجہ ۱۰۷۶ ہجری کو جے سنگھ مع تمام لاؤ لشکر اور دلیر خان وغیرہ کے دریاے بھیونرہ (یا بھیونرہ) کے کنارے سے روانہ ہوا اور پرینڈہ کی طرف کوچ کیا۔ نوین ذیحجہ کو دریاے سین کو عبور کیا اور پھر موضع بھوم مین پہونچکر ساتوین ربیع الثانی ۱۰۷۷ ہجری تک یہان مقام کیا۔

عالمگیر بادشاہ آگرے کے پاس مقیم تھا سیوا یہان بادشاہ کے حضور مین پنجہزاری منصب والونکے شامل کئے جانے سے رنجیدہ ہوکر چالاکی سے پھر دکن کو بھاگ گیا بادشاہ نے جے سنگھ کے پاس اس مضمون کا فرمان بھیجا کہ سیوا کے داماد کو پکڑ کر دلیر خان کے سپرد کر دے اور دلیر خان اُسکو گرفتاری کی حالت مین یہان لے آئے۔ سیوا کا داماد فتح آباد (دھارور) مین متعین تھا ۶ رجمادی الاولے کو اُسے راجہ کے پاس پکڑ لائے اور دلیر خان کے سپرد کر دیا چنانچہ وہ جے سنگھ سے رخصت ہو کر بادشاہ کے پاس روانہ ہو گیا اور جے سنگھ ۲۹ جمادی الاولے ۱۰۷۷ ہجری کو اورنگ آباد پہونچ گیا۔

تین برس کے بعد بہت سی لڑائیان کر کے راجہ جے سنگھ دکن سے واپس آتا ہوا برہانپور کے مقام پر ساون بدی چودس سمبت ۱۷۲۴ مطابق ۱۶۶۷ء (۲۸ محرم ۱۰۷۸ ہجری) کو گذر گیا اس راجہ نے جومان سنگھ کے بعد دوسرا نامی شخص کچھوا ہونمین تھا چھیالیس برس راج کیا۔ تذکرۂ عالم مین لکھا ہے کہ جے سنگھ جو دکن مین عالمگیر کیطرف سے داد مردانگی دے رہا تھا اُسکو شاہزادہ معظم نے ملانا چاہا شاہزادے کی چٹھیان جے سنگھ کے نام پکڑی گئین جب عالمگیر کو پورے طور پر ثابت ہو گیا کہ معظم سلطنت لینا چاہتا ہے تو اُسنے اُسے قید کر دیا سات برس تک قید مین رہا۔

کرنل ٹاڈ وغیرہ نے دیسی لوگون کے بیان سے لکھا ہے کہ بادشاہ نے جے سنگھ کو سیوا کے بھاگ جانے مین صلاح کار جانکر اُسکے چھوٹے بیٹے کیرت سنگھ سے افیون مین زہر دلوا دیا جس سے راجہ نے انتقال کیا اور وقایع راجپوتانہ مین یہ لکھا ہے کہ جے سنگھ کے تحت حکومت بائیس ہزار راجپوت سوار تھے اور بائیس زبردست سردار اُسکے محکوم تھے اس سے اُسکو کمال غرور تھا اُسکی عادت ہو گئی تھی کہ اپنے سرداروں کو جمع کر کے اور دونون ہاتھون مین دو پیالے لیکر کہتا کہ ایک دہلی یعنی عالمگیر ہے اور دوسرا ستارہ یعنی سیوا ہے پھر ایک کو دست چپ سے پھینک کر کہتا کہ ستارہ تو یہ جاتا ہے اور دہلی میرے دست راست مین ہے جب چاہونگا اسیطرح اُسکو بھی توڑ دونگا

یہ خبر اورنگ زیب کے بھی کان مین ہونچی اُسنے اسکے غرور و سرکشی سے رنجیدہ ہوکر کیرت سنگھ سے ایلچ مین زہر دلواکر مرواڈالا اور کیرت سنگھ کی اولاد ہمیشہ کو گود دے جانے سے محروم رہی بڑا بیٹا رام سنگھ پہلے سے ولیعہد تھا صرف یہی دو بیٹے تھے مجمع الملوک سے معلوم ہوتا ہے کہ ایک بیٹا کشن سنگھ نامی اور بھی تھا یہ کشن سنگھ شاہجہان کے عہد مین سورت مین متعین تھا پھر دہلی کی حکومت اُسکے سپرد ہوئی سیوا کی مہمات مین بھی کارہاے نمایان اُس سے ظہور مین آئے برہان پور مین مرا اسکی جگہ کیرت سنگھ مقرر ہوکر دکن کو گیا یہ واقعہ شاہجہان کے عہد کا ہے۔
راجہ جے سنگھ کی یادگار سے اورنگ آباد مین چاردیواری کے باہر غرب رویہ اوس کا آباد کیا ہوا پورہ جے سنگھ پورہ کے نام سے مشہور ہے آگرے مین بھی اُسنے اکثر نفیس عمارتین تعمیر کرائی تھین اور اُسی مقام پر ایک محلہ آباد کرکے اسکو جے سنگھ پورہ کے نام سے موسوم کیا تھا۔

## راجہ رام سنگھ اول

۵ ذی الحجہ ۱۰۵۰ ہجری کو باپ کے ساتھ دربار شاہجہانی مین حاضر ہوا بادشاہ نے ایک ہاتھی مرحمت کیا۔ ۱۰ رمضان ۱۰۵۳ ہجری کو خلعت و اسپ مرحمت ہوا ہم ۲ صفر ۱۰۵۶ء کو مع پانسو سوارونکے آنبیر سے آکر لاہور اور کابل کے درمیان مین بادشاہ کی خدمت مین حاضر ہوا بادشاہ نے منصب ہزاری ذات ہزار سوار پر سرفراز کیا اسکے بعد منصب مین متواتر اضافہ ہوکر ۳۱ جلوس تک منصب سہ ہزاری پر مفتخر ہوا اور باپ کے ساتھ خدمات شاہی بجالاتا رہا جنگ ساموگڑھ مین داراشکوہ کے ساتھ تھا جب باپ نے عالمگیر کی رفاقت اختیار کی یہ بھی باپ کے ساتھ دربار عالمگیری مین حاضر ہوکر مورد نوازش ہوا ۱ سنہ جلوس عالمگیری مین سلیمان شکوہ کے لانے کیواسطے سری نگر بھیجا گیا اور وہان سے سلیمان شکوہ کو لیکر دربار مین حاضر ہوا اور خلعت و انعام سے مفتخر ہوا ۸ سنہ جلوس مین سیوا مرہٹہ سے صلح ہونے کے بعد جب وہ دربار عالمگیری مین آیا اور کھڑے ہونے کی جگہ اور رسوم دربار سے کچھ ایسا ناراض ہوا کہ اُسے رام سنگھ سے علیحدہ لیجاکر سخت شکایت کی بادشاہ کو یہ حرکت ناگوار گذری اور اسکو رام سنگھ کی نگرانی مین دیدیا تو رام سنگھ کی غفلت یا سازش سے نگرانی مین کوتاہی کرنے سے ۲۷ صفر ۱۰۷۶ ہجری کو بھیس بدلکر آگرے سے ایسا بھاگا کہ پھر قابو مین نہ آیا عالمگیر کو سیوا کے اسطرح بھاگ جانے سے رام سنگھ پر سازش کا شبہ ہوا اور اسکو منصب سے معطل کرکے دربار مین آنے کی ممانعت کردی ۲ محرم ۱۰۷۸ کو راجہ جے سنگھ نے برہانپور مین انتقال کیا جب بادشاہ کو یہ حال معلوم ہوا رام سنگھ کا قصور معاف کرکے خلعت مع جمدھر مرصع شمشیر مع ساز مرصع اسپ عربی مع ساز طلا فیل مع جل زربفت و ساز نقرہ مرحمت کیا اور خطاب راجگی سے موصوف کرکے منصب چارہزاری ذات چارہزار سوار سے مفتخر کیا اور باپ کی کل جاگیر اُسکو عطا کی راجاؤنکو بادشاہ کے ہاتھ سے راج تلک ملا کرتا تھا جسے عالمگیر نے بدلکر اپنے وزیر اسد خان سے رام سنگھ کو تلک دلوایا اور کچھ ماہ کے بعد یہ بھی ملتوی رکھکر سلام و آداب ہی کافی سمجھا گیا اسی سال بنگالے کی سرحد پر گوہاٹی مین آسامیون نے فساد برپا کیا۔ بادشاہ نے راجہ کو منصب پنجہزاری ذات پنجہزار سوار سے سربلند کرکے اس مہم پر مقرر کیا

اور رخصت کے وقت خلعت و اسپ مع ساز طلا جمدھر مرصع مع علاقہ مروارید کے مرحمت کیا اور اسکے ساتھ نصرت خان۔ کیرت سنگھ بکانیری۔ رگھناتھ سنگھ نیر تیہ اور بیرم دیو سیسودیہ بھی بھیجے گئے جہان کا انتظام ہوجانے کے بعد آٹھ برس پیچھے واپس آیا۔ سنہ ۱۲ جلوس مین منصب کے ایک ہزار سوار دو اسپہ سہ اسپہ مقرر ہوئے سنہ ۱۳ جلوس مین منصب پنجہزاری ذات پنجہزار سوار دو اسپہ سہ اسپہ پر ترقی ہوئی سنہ ۱۰۸۰ ہجری مین خلعت و اسپ کے ساتھ بیش قیمت جواہرات انعام مین مرحمت ہوئے اور اسی سال وفات پائی کہ سمبت ۱۷۲۶ مطابق سنہ ۱۶۶۹ء تھے۔

اس کا کنور کرشن سنگھ دکن کے علاقے مین کسی بادشاہی سردار کے ساتھ تکرار مین سخت زخمی ہوکر ایک ہفتے کے اندر ۱۰ ربیع الثانی سنہ ۱۰۹۵ ہجری (سمبت ۱۷۳۹ مطابق سنہ ۱۶۸۳ء مین مرچکا تھا اسلیے کنور مذکور کا بیٹا بشن سنگھ راجہ ہوا۔

## راجہ بشن سنگھ

اسکو سمبت ۱۷۴۶ مطابق سنہ ۱۶۹۰ء سے راج پانے کے بعد عالمگیر بادشاہ کی فوج کے ساتھ دکن کی لڑائیون مین رہنا پڑا لالہ روشن راے سے منقول شدہ تاریخ مین لکھا ہو کہ اسکو عالمگیر نے دکن مین ایک سال تک رکھا جو کہ بادشاہ کو ہندوستان مین مفسدہ پیدا ہوجانے کا کھٹکا تھا اسلیے راجہ بشن سنگھ کو ادھر بھیجدیا تاکہ ناظمون کے ساتھ ملک حفاظت ملک مین کوشش کرے بشن سنگھ اکثر متھرا مین رہتا تھا اور جسطرح ناظم کہتا تھا کام کرتا تھا۔

دوسری کتابون مین لکھا ہے کہ باپ کے مرنے کے بعد ۱۵ ربیع الثانی سنہ ۱۱۰۰ ہجری کو منصب ہزاری ذات چارصد سوار پر سربلند ہوا اور خطاب راجگی سے موصوف ہوکر اول راٹھوڑونکی تنبیہ پر مامور ہوا اسکے بعد اسلام آباد عرف چاکسنکی فوجداری پر مامور ہوا۔ اور سمبت ۱۷۴۹ مطابق سنہ ۱۶۹۲ء مین اسنے گڑھی سنکھر فتح کی جہان کی قلعداری چار برس تک اسکے نام رہی۔ وہ سمبت ۱۷۵۶ مطابق سنہ ۱۷۰۰ء مین دس برس راج کرکے مرگیا کسی نے اسکی وفات کی تاریخ مین سنہ ۱۱۱۱ ہجری اور کسی نے سنہ ۱۱۱۲ لکھے ہین۔ اسکے دو بیٹے تھے بڑا بجے سنگھ۔ چھوٹا جیمون بادشاہ نے بڑے بیٹے بجے سنگھ کو خطاب راجہ جے سنگھ کا عطا فرمایا جو راجہ جے سنگھ سوائی کے نام سے مشہور ہوا اور جیمون کو بجے سنگھ نام دیا بعض کتابون مین اسکا عرف چمن جی بتایا ہے۔

## راجہ دھراج سوائی جے سنگھ دوم

یہ مہاراجہ جسکا اصلی نام بجے سنگھ تھا اور جو کچھوا ہونکی تاریخ مین راجہ مان سنگھ اور جے سنگھ اول کے بعد تیسرا نامور شخص ہے عالمگیر کے عہد مین سمبت ۱۷۵۶ مطابق سنہ ۱۷۰۰ء مین راج کا مالک ہوا جس کا مختصر ذکر مآثر عالمگیری مین اس طرح لکھا ہے۔

رمضان سنہ ۱۱۱۱ ہجری (مطابق سنہ ۱۶۹۹ء) مین آنبیر کا زمیندار بجے سنگھ اپنے باپ کے مرنے سے راجہ خطاب پاکر جے سنگھ نام سے مشہور کیا گیا اور اسکے چھوٹے بھائی کو بجے سنگھ نام دیا گیا۔ راجہ کو اسوقت ڈیڑھ ہزاری ذات

اور ایک ہزار سوار کا منصب عنایت ہوا۔

فالہ روشن رائے سے منقول نسخے مین لکھا ہے کہ جے سنگھ دوم مسند پر بیٹھا تو اُسکے بھائی جیون نے جسے بجے سنگھ عالمگیر نے نام دیا تھا حسد و بغض سے چاہا کہ عالمگیر کے پاس دکن مین جاکر مسلمان ہو جاے اور اپنی بہن شاہزادے کے نکاح مین دیدے چنانچہ اول اپنا معتمد بادشاہ کے پاس بھیجا پھر خود بھی دکن کا عزم کیا جے سنگھ کو تشویش پیدا ہوئی اپنے صلاح کار مشیرون سے مشورہ کیا توپ سنگھ سردار پیل کھیڑہ نے راجہ سے کہا کہ مین آپکے کام کی درستی کیلیے بادشاہ کے پاس جاتا ہون اگر بادشاہ نے میری عرض پر توجہ کی تو فبہا ورنہ راجپوتی جوہر دکھاؤنگا جیون نے سمجھ لیا کہ بڑا سردار جاتا ہے میری بات سرسبز نہ ہوگی اور بادشاہ راجہ کا بھی پاس کرے گا اسواسطے ارادہ ملتوی کیا اور جو جائداد ملی اُسپر صبر کیا۔

راجہ کا عالمگیری خطاب ایسا چمکا کہ اصل نام سے زیادہ مشہور چلا آتا ہے۔

سنہ ۱۱۱۲ ہجری د سمبت ۱۷۵۷ مطابق ۱۷۰۰ء مین عالمگیر کے پوتے بیدار بخت اور جملۃ الملک اسد خان کے ساتھ قلعہ کھیلنا کی تسخیر پر مامور ہوا تھا اور باوجود نوجوانی اور ناتجربہ کاری کے کہ اُس وقت تک حد بلوغ پر بھی نہ پہونچا تھا قلعہ کے فتح کرنے مین عمدہ کارگذاری دکھلا کر دوہزاری ذات و سوار کا منصب پایا تھا۔ راجہ جے سنگھ کا چھوٹا بھائی جو اپنے باپ کے مرنے کے بعد دربار عالمگیری سے خطاب بجے سنگھ سے موصوف ہوکر شاہزادہ محمد معظم بہادر شاہ کے ساتھ صوبہ کابل مین متعین تھا اب شاہزادے کی رفاقت مین منصب سہ ہزاری پر سرفراز تھا۔

عالمگیر کے انتقال کے بعد محمد معظم بہادر شاہ نے تخت پر بیٹھکر اس سبب سے کہ اجیت سنگھ جودھپور والے نے شاہزادون کی لڑائی کے وقت زبردستی جودھپور پر قبضہ کرلیا تھا اور راجہ جے سنگھ نے بد ساہزادہ اعظم شاہ کا ساتھ بہادر شاہ کے مقابلے مین دیا تھا سمبت ۱۷۶۴ مطابق ۱۷۰۷ء مین راجپوتانے پر چڑھائی کی اجمیر مین دونون راجے اُسکے پاس حاضر ہوگئے لیکن بادشاہی فوج نے آنبیر اور جودھپور کو دبا لیا۔

دوسرے سال بہادر شاہ اپنے تیسرے بھائی کام بخش کے مقابلے کو دونون راجاؤن کے ساتھ جو دہلی مین اُسکے پاس حاضر تھے دکن کو روانہ ہوا تو راجہ جے سنگھ اور اجیت سنگھ اپنی ریاستین ضبط ہونے کے سبب مقام اجین سے رات مین علحدہ ہوکر صلاح و مشورے کے لیے مہارانا امر سنگھ کے پاس اودیپور پہونچ جانے کچھ عرصے کے بعد دونون راجاؤن نے فوج درست کرکے جودھپور کو لے لیا اجیت سنگھ نے جے سنگھ کو اپنی بیٹی بیاہنے کے بعد کچھ فوج ساتھ دیکر آنبیر پر قبضہ کرادیا۔

سمبت ۱۷۶۶ مطابق ۱۷۱۰ء مین بہادر شاہ دکن سے فارغ ہوکر پھر اجمیر آیا۔ اور ان دونون راجون کی تنبیہ کے واسطے فوجین مامور کین اسی اثنا مین پنجاب سے سکھون کے تاخت و تاراج کی خبر آئی اور بادشاہ کو وہان جانا ضرور معلوم ہوا ادھر راجپوتون نے بھی خان خانان معظم خان اور مہابت خان [illegible] اپنے عفو تقصیر کی خواستگاری کی اور جے سنگھ اور اجیت سنگھ بادشاہ کے پاس حاضر ہوئے بادشاہ نے مصلحت وقت کا

خیال کرکے محض زبانی وعدہ اطاعت پر سب کا قصور معاف کرکے راجاؤن کا قبضہ اُنکے علاقے پر بحال رکھا
کے بعد دہلی کو چلا گیا جسدن بادشاہ نے اجیت سنگھ کی نسبت حکم دیا کہ اسکو بجاے راجہ کے مہاراجہ لکھا جایا کرے
اُسدن جے سنگھ نے جمدھر انگوٹھی اور گلاب پاش مرصع نذر کیے تھے اور خلعت خاص پایا تھا۔

سمبت ۱۷۶۹ مطابق ۱۷۱۲ء مین بہادر شاہ کے مرجانے سے بادشاہی انتظام وزیر اور سردارونکی خودسری
اور نااتفاقی سے روز بروز بگڑتا گیا جس سے راجپوتانے والونپر بھی وہان کا دباؤ کم ہوگیا۔ بہادر شاہ کا بڑا بیٹا
جہاندار شاہ گیارہ مہینے بادشاہ رہکر اپنے بھتیجے فرخ سیر سے شکست کھانے کے بعد مارا گیا فرخ سیر نے مسند نشین
سلطنت ہوکر سوائی جے سنگھ کو راجہ دھراج خطاب دیا لیکن یہ بادشاہ ایسا کمزور تھا کہ اُسکے وقت مین عبداللہ خان
قطب الملک وزیر اعظم اور اُسکے بھائی امیر الامرا حسین علی خان کا دور دورہ ہوگیا بادشاہ کی کوئی حقیقت نہ رہی یہی
دونون بھائی اُسکو بادشاہی پر پہونچانے والے تھے۔

فرخ سیر نے جے سنگھ کو خلعت شش پارچہ وجیغہ مرصع اور ایک ہاتھی اور دو گھوڑے عراقی وعربی اور مالاے مروارید
قیمتی چالیس ہزار روپے کی اور نقد کئی لاکھ روپے دیکر اوائل ماہ شوال ۱۱۲۹ ہجری مین چورامن جاٹ کی
سرکوبی کے لیے بھیجا آٹھ مہینے تک طرفین سے لڑائی جاری رہی چورامن آخرکار تنگ ہوگیا تو اُسنے قطب الملک
عبداللہ خان سے اُسکے مدارالمہام کے ذریعہ سے صلح کی سلسلہ جنبانی کی اور پیام دیا کہ پچاس لاکھ روپیہ قطب الملک
کو دونگا اور تیس لاکھ روپیہ بادشاہ کے حضور مین پیش کرونگا اگر میری تقصیرات کو معاف کرا دیا جاے عبداللہ خان
نے یہ بات منظور کرکے بادشاہ سے عرض کیا کہ اس مہم کو آٹھ ماہ کا عرصہ گذر چکا اور ابھی تک چورامن مغلوب نہوا
خدا جانے معاملہ کہانتک طول کھینچے چالیس لاکھ روپیہ اس مہم کے سرانجام کے لیے راجہ جے سنگھ کو دیا گیا ہے
اور پچاس ہزار روپیہ ماہانہ سنجر خان اور شمشیر خان کو راستے کی حفاظت کے لیے دیا جاتا ہے راجہ کو جو کچھ روپیہ
دیا گیا تھا وہ سب خرچ ہوچکا ہے اور دوسرے روپے کی ضرورت ہے۔ چورامن کے وکلا آئے ہین اُسکی جانب
سے پیغام اطاعت لائے ہین اگر قصور اُسکا معاف ہو جاے تو اپنے بیٹے اور بھائی بھتیجے کے ساتھ حاضر حضور ہو اور
تیس لاکھ روپے پیشکش کے طور پر نذر کرنے کو کہتا ہے بادشاہ نے عبداللہ خانکی سفارش منظور کرلی۔ وزیر نے اسکے
بعد راجہ جے سنگھ کو اپنی مہر سے ایک خط لکھا کہ تم جو چورامن کی تنبیہ کو بھیجے گئے اسکی تخریب بربادی مین تمنے پوری
کوشش کی جسکا حال معلوم ہونے پر بادشاہ کے حضور مین بالتفصیل عرض کیا گیا اور جیسی تمنے جانفشانی دکھائی
اور چورامن کو عاجز کیا یہ کام تمہارا ہی تھا اب اُس مقہور نے عجز والحاح کے ساتھ تقصیرات کی معافی چاہی ہے اور
عفو تقصیرات اور حفظ جان ومال کا خواستگار ہوا ہے اسلیے پنجہ وقول اُسکے پاس بھیجا گیا ہے تمکو چاہیے کہ خود بھی
اسکی تسلی ودلاسا کرکے حضور مین روانہ کرو اگرچہ اُسکی تقصیرات ایسی عنایات کی مقتضی نہ تھین لیکن چونکہ حضور والا
سے کہ سراپا احسان وکرم ہین امان جان چاہی اور سایہ عالی مین پناہ لی اسلیے اُسکی تقصیرات معاف کی گئین
اور قول وپنجہ اسکو دیا گیا اسلیے تم اُسکے حال سے اب مزاحمت نہ کیجیو اور اُسکی تنبیہ وتادیب کی کارروائی کو

موقوف کر دیجو جب بادشاہ کی طرف سے معافی کا فرمان جلد شاہانی مہر سے راجہ جے سنگھ کے پاس پہونچا تو اُسنے تعمیل کی اور اپنے آدمی مورچون سے واپس بلالیے اور راجہ مع فوج کے دہلی کو چلا گیا بادشاہ کے حکم سے صمصام الدولہ خان دوران خان جم جنگ استقبال کر کے بادشاہ کے حضور مین لے گیا جے سنگھ نے ہزار اشرفی نذر دکھائی خلعت ششش پارچہ اور ایک ہاتھی اور ایک گھوڑے اور کنٹھی اور سرپیچ مرصع سے سرفراز ہوا یہ بیان فرخ سیر کی فارسی کی تاریخ مین مندرج ہے سیر المتاخرین مین لکھا ہے کہ چونکہ چورامن کا پیام و سلام جے سنگھ سے بالا بالا ہوا تھا اور اُسکی استدعا قبول ہو گئی جے سنگھ کو بہت رنج ہوا اور غمزدہ بادشاہ کے حضور مین آیا بادشاہ بھی اس کار روائی سے آزردہ خاطر ہوا۔ شاید یہی وجہ ہے کہ پھر آگے کو اُسنے سلطنت کے مقابلے مین بھرت پور والونکی ترقی مین زیادہ کوشش کی چنانچہ لالہ روشن راے سے منقول شدہ تاریخ جے پور مین لکھا ہے کہ خاندان سورج مل جاٹ کی ترقی کا باعث جے سنگھ تھا خود جے سنگھ نے دوبارہ ڈیگ مین پہونچکر ڈیگ کے قلعے اور بھرت پور کی تیاری کا اُسکو مشورہ دیا اور جاٹ لوگ جتنی ہنگامہ آرائی اور فتنہ و فساد کرتے اور جے سنگھ کو اونکے تدارک کے لیے حکم ہوتا راجہ عذر لکھ بھیجتا اور جاٹونکے تدارک پر متوجہ نہ ہوتا لیکن اس مین کلام ہے کیونکہ جاٹون کا طاقت پانا اُسکے ملک کے لیے مضر تھا قطب الملک عبد اللہ خان فرخ سیر بادشاہ کے پاس دہلی مین موجود تھا اور اُسکا بھائی حسین علیخان انتظام کے لیے دکن کو گیا ہوا تھا کیہان قطب الملک سے بادشاہ کا بگاڑ ہو گیا حسین علیخان اپنے بھائی کے لکھنے سے دہلی کی طرف چلا اور یہ بات برملا ہو گئی کہ امیر الامرا کے آتے ہی بادشاہ کی خیر نہین راجہ جے سنگھ بادشاہ کے پاس موجود تھا اُسنے کہا کہ اب بھی موقع ہے کچھ کر لیجے ورنہ امیر الامرا کے پہونچ جانے کے بعد کوئی تدبیر کارگر نہ ہوگی مگر کم ہمت بادشاہ سے کچھ نہین ہوا یہانتک کہ امیر الامرا نے دہلی کے قریب پہونچکر شہر سے دو تین کوس پر ڈیرے ڈالے بادشاہ سادہ لوح باوجودیکہ دیکھتا تھا کہ مخالفت کا نقارہ اور عدم اطاعت کا ڈھول بے باکانہ کیسا دھوان دھون بج رہا ہے مگر وہ ہوش مین نہ آیا کبھی غضب مین آکر آستین چڑھاتا دونون بھائیون کو زجر و تہدید کرتا کبھی آشتی پر وہ اتفاق کرتا راجہ دھیراج جے سنگھ جو کمر لڑنے کے واسطے سرکشون کی گوشمالی کے لیئے کمربستہ ہو کر مصلحت بتاتا تو اس سے فائدہ نہ ہوتا امیر الامرا کے آنے پر چار پانچ روز گذر گئے جو اُسکے بھائی سید عبد اللہ نے اپنے بھائی کی زبانی بادشاہ سے بیان کیا کہ اگر بادشاہ راجہ جے سنگھ برہم کار کو وطن کو رخصت کرے اور توپخانے کی خدمات اور دیوان خاص کی اور خواصون کی داروغگی ہمارے متوسلون کو عنایت فرماتے اور قلعہ مین ہمارا بندوبست ہونے دے تو بلا وسوسہ امیر الامرا آکر ملازمت کرے گا غرضکہ اُس کی بات منظور کر لی اور جے سنگھ کو خلعت و سرپیچ مرصع اُس کے مکان پر رخصتانہ کے طور پر بھیجدیا اور بادشاہ نے اپنے ہاتھ سے رقعہ لکھا۔

امارت و ایالت پناہا وقت کی بعض مصلحت اس بات کی مقتضی ہے کہ وہ امارت مرتبت کل کو کہ نیک ساعت ہے اپنے وطن کو روانہ ہو جائین تاکہ اپنے محالات کے انتظام مین مشغول ہون ہا بدولت نے تمکو رخصت وطن کی دی ہے خلعت خاصہ اور سرپیچ مرصع رخصت کے لیے تمکو بھیجا جاتا ہے اب انتظار رخصت حضور ہرگز نہ کرین کل ضرور

ہو جائین گو راجہ نے مبالغے کے ساتھ عرض کرایا کہ دشمنون کے قول پر اسقدر اعتماد نہ کرنا چاہیے محض دھوکا و فریب
ہے مصلحت یہی ہے کہ فدوی یہان سے جاے اور حضور کو دشمنون مین مجبور رکھے بلکہ صلاح دولت یہ ہے کہ
حضور قلعہ سے باہر تشریف لے آئین اور خیمون مین ٹھہر جائین جان نثار رکاب سعادت مین حاضر ہے کسی کو مجال و
طاقت نہین کہ عدم ہوسکے بادشاہ نے اسکی عرض پر کان نہ دھرا مجبوراً جے سنگھ سوم ماہ ربیع الاول ۱۱۳۱ ہجری
کو علی الصباح اپنے وطن آنبیر کو روانہ ہوا اور ادھر فرخ سیر ان دونون بھائیون کے ہاتھ سے قتل ہوا دونون
بھائیون کو جے سنگھ سے دلی عداوت پیدا ہو گئی کیونکہ اُسنے فرخ سیر کو آمادہ کرنا چاہا تھا کہ وہ ان سیدون کا
استیصال کرے پس فرخ سیر کے مارے جانے اور رفیع الدرجات کے مسند نشین ہونے کے بعد سید دونون بھائی
بادشاہ کو ساتھ لیکر آگرہ سے راجہ جے سنگھ کی مہم کے لیے روانہ ہوئے اور فتح پور سیکری مین ایک ماہ تک مقیم رہے
اور اب ارادہ کیا کہ اجمیر جاکر حضرت خواجہ صاحب کی زیارت سے مشرف ہون اگر وہان راجہ جے سنگھ سوائی
بادشاہ کے سلام کو حاضر ہوا تو خیر ورنہ اُسکو سزا دین مہاراجہ اجیت سنگھ راٹھوڑ بادشاہ کے ساتھ تھا اور
وہ اپنے وطن کو رخصت ملنے کے لیے بہانے ڈھونڈھتا تھا اُسنے کہا کہ اگر مجھکو رخصت کر دین تو راجہ جے سنگھ کو مطیع
و منقاد کرون چونکہ راجپوتون کے فتنہ و فساد کا دفع کرنا مقصود تھا اُسکو صوبہ داری احمد آباد و دیگر خلعت اور ہاتھی اور
گھوڑا بادشاہ سے دلوا کر رخصت کیا مگر سید سیکری سے بادشاہ کو لیے ہوے آگرے واپس آگئے اور اسی عرصے مین
بادشاہ کا انتقال ہو گیا جیسا کہ تاریخ فرخ سیر مین مرقوم ہے مجمع الملوک سے معلوم ہوتا ہے کہ نیکو سیر نے جو بغاوت
کر کے اکبر آباد عرف آگرہ مین قدم جمایا تھا اسکی اعانت کے لیے جے سنگھ بھی اکبر آباد پہونچا یہ واقعہ رفیع الدولہ
ملقب بہ شاہجہان ثانی کی تخت نشینی کے بعد کا ہے امیر الامرا حسین علی خان لشکر لیکر تدارک کو روانہ ہوا
اُسکے ہراول مین حیدر قلی خان تھا جسنے اول سے پہونچکر اکبر آباد کا محاصرہ کر لیا اور قطب الملک بھی بادشاہ
کو ساتھ لیے ہوے آ پہونچا قلعہ کی طرف توپون کا مُنھ کر کے ایسے گولے مارے کہ عمارتین خراب ہو گئین آخر کار
جے سنگھ نے وکلا بھیجکر قطب الملک سے عفو قصور کرایا اور نیکو سیر کی حمایت سے دست کشی کی اور مرات افزا مین
اسکی حقیقت یون لکھی ہے کہ فرخ سیر کے بعد صفی خان رضوی قلعدار اکبر آباد نے اس خیال سے کہ شاید زمانہ اسکی
موافقت کرے نیکو سیر پسر سلطان اکبر بن عالمگیر کو اکبر آباد مین تخت پر بٹھا دیا اور اعانت کے لیے نظام الملک اور راجہ
جے سنگھ کو خط لکھے امیر الامرا اور قطب الملک کے کانون مین یہ خبر پہونچی تو دونون نے شاہجہان آباد سے اکبر آباد پر یورش
کا ارادہ کیا لیکن اس ضمن مین رفیع الدرجات کی وفات کا واقعہ پیش آگیا بعد تخت نشینی رفیع الدولہ کے اُس طرف
کوچ ہوا جب محمد شاہ کے عہد مین دونون بھائیون کی ترکی تمام ہوئی راجہ جے سنگھ حسب الطلب دربار مین حاضر ہوا بادشاہ
نے بہت اعزاز و اکرام کیا اور اُسنے اپنے رسوخ سے محصول جزیہ کو معاف کرایا ایک کتاب مین لکھا ہے کہ راجہ جے سنگھ
و گردھر بہادر نے اس بات پر نظر کر کے کہ افواج کی آمد و رفت اور گرانی سے اکثر پرگنون کے باشندے بڑے
پریشان حال ہو رہے ہین محمد شاہ سے عرض کیا کہ جبتک رعایا بحال ہو اور ملک کا بندوبست ہو جزیہ معاف

قتل کردیا جاے بادشاہ نے معاف کردیا مگر یہ بات درست نہین معلوم ہوتی اسلیے کہ اجیت سنگھ والی جودھپور نے سادات کیساتھ شریک ہوکر اپنے داماد فرخ سیر کو معزول و نابینا کرایا اور ابو البرکات رفیع الدرجات کو اسکی جگہ تخت نشین کردیا تو پہلے ہی دن کے دربار مین اسکی درخواست پر جزیے کی معافی کا حکم دیا جسکی بابت کل ہندون نے مارواڑ کے مالک کا احسان مانا اور راجہ جے سنگھ تو اسوقت معتوب تھا اور نہ ابھی محمد شاہ تخت پر بیٹھا ۔

ارون صاحب کی تاریخ فرخ آباد کے ترجمے مین لکھا ہے کہ صمصام الدولہ نے ۱۱۳۵ھ ہجری مین صوبہ آگرہ جے سنگھ سوائی کو دلوادیا کچھ دنون کے بعد جے سنگھ چورامن جاٹ کی سرکوبی کو روانہ کیا گیا کیونکہ اُسنے عبداللہ خان کے دیوان کی مدد کی تھی بدن سنگھ برادر زادہ چورامن جے سنگھ کا مددگار ہوگیا راجہ نے غنیم کو تدبیر و شمشیر کے زور سے سیدھا کیا اور ۹ صفر ۱۱۳۵ھ ہجری مطابق ۸ نومبر ۱۷۲۲ع کو تھون کا قلعہ فتح کرلیا اور جاٹون کی روزافزون طاقت کو جو خصوص آنبیر کے حق مین مضر تھی پست کیا ۔ ۱۱۴۵ھ ہجری مین راجہ جے سنگھ صوبہ مالوہ کی حکومت پر ممتاز ہوا جب مرہٹون نے مالوے مین لوٹ کھسوٹ مچائی تو راجہ نے اپنے دوست نواب محمد خان والی فرخ آباد سے مدد چاہی اُسکا حال شکستہ ہو رہا تھا اُسنے جواب مین لکھا کہ آپکے پاس علاوہ اپنے موروثی وطن کی ریاست کے جسکی آمدنی ایک صوبے کی آمدنی کی برابر ہے ایک ثلث صوبہ مالوہ اور ایک چہارم صوبۂ دہلی اور نظامت اکبرآباد کی ہے مرہٹے اسوقت راجپوتونکے ساتھ موافقت ظاہر کرتے ہین لیکن یہ صرف اُنکی فیلسوفی ہے خدا جانے وہ کہانتک کی خبر لینگے ایک ہندوستان مین کیا وہ تمام بنگالے مین پھیلے ہوئے ہین اس امر کا غالباً آپکو یقین واثق ہوگا کہ جب کبھی اُنھون نے کہین محفوظ مقام پالیا تو وہ آپکو بھی گدی سے اُتار دینگے اور جن مقامات کی وہ حفاظت کا اقرار کرتے ہین انھین پر قبضہ کرنے کا قصد کرینگے ۔ اسکے بعد راجہ نے بہت اصرار سے محمد خان کو بلایا زر نقد بطور امداد کے بھیجا ۔ رمضان ۱۱۴۶ھ کو محمد خان نے مع اپنی فوج کے کوچ کیا لیکن اس عرصے مین مرہٹون کا مالوے مین ایسا قدم جم چکا تھا کہ اُنکا نکالنا مشکل ہوگیا آخرکار بہت سے پیغام و سلام اور خط و کتابت کے بعد اسپر تصفیہ ہوا کہ باجی بادشاہ کی اطاعت قبول کرے اور بادشاہ کی طرف سے صوبہ مالوہ کی حکومت اسکو عطا کی جاے چنانچہ اس قرارداد کے بموجب ۸ ربیع الاول ۱۱۴۹ھ ہجری کو راجہ نے صوبہ مالوہ کی حکومت کا چارج باجی راؤ کو دیدیا اور وہان سے رخصت ہوکر اپنے وطن جا پہونچا مورخ کہتے ہین کہ اس کا باعث صرف دونون کی ہم مذہبی تھی مگر غالباً باعث ترغیب کے سوا کچھ اور بھی ہوگا اس فعل کی نسبت خود اسی کے ہم وطن کہتے ہین کہ جے سنگھ نے دکھنیون کو ہندوستان کی کنجی سپرد کردی لالہ روشن راے والے نسخے مین مذکور ہے کہ محمد شاہ کے عہد مین صوبہ اجین و صوبہ آگرہ اُس سے متعلق تھے امراے بادشاہ کو یہ بات ناگوار تھی جے سنگھ بھی امرا کی ان باتون سے ناخوش تھا مخفی باجی راؤ سے سازش کرکے اسکو بلالیا اور مرہٹون نے صوبہ اجین کو جے سنگھ سے چوتھ کے عوض لے لیا ۱۷۳۹ع مین نادر شاہ حملہ آور ہوا تو جے سنگھ بنظر حفظ فوائد خود اس لڑائی سے کنارہ کش رہا لیکن صحیح یہ ہے کہ اس محاربے مین جے سنگھ نے اپنی طرف سے کرپارام کو سات ہزار سوار کے ساتھ مدد کو بھیجا کرپارام ہمیشہ محمد شاہ کے ساتھ رہتا تھا ۔

جے سنگھ کے سوتیلے بھائی بجے سنگھ کو اُسکی مان نے جان کا خطرہ سمجھکر اپنے میکے کھیچی واڑہ مین بھیجدیا تھا جب وہ
جوان ہوا تو دربار مین بھیجا گیا بذریعہ تحفہ تحائف خصوص زیور و جواہرات کے جو اُسکی مان نے دلے تھے اُس نے
قمر الدین خان وزیر سے موافقت پیدا کی اول تو اُسنے صرف پرگنہ بسوہ کہ راج جے پور کے بہترین پرگنات مین سے
ہے لینا چاہا تھا مگر جب یہ جے سنگھ نے دینا منظور کیا تو اپنی مان کی تحریک سے اُسنے اور بھی پاؤن پھیلائے اور
ریاست حاصل کرنے کی غرض سے پانچ کروڑ روپیہ اور پانچہزار سوار کی نوکری دینا منظور کیا بادشاہ نے ضمانت
مانگی تو وزیر خود ضامن ہوگیا اُسکو آنبیر ملنے اور جے سنگھ کے بیدخل ہونے کی سند تیار ہوتی تھی کہ خان دوران خان نے
جو جے سنگھ کا پگڑی بدل بھائی تھا کرپارام وکیل جیپور حاضر باش دربار کو اِس حال سے مطلع کیا اُسنے جے سنگھ کو
اطلاع دی خط کے پہونچتے ہی جیپور مین شور ہوگیا اور ہر ایک کو جے سنگھ کی بیدخلی صریح نظر آنے لگی کیونکہ قمر الدین خان
بااختیار مطلق تھا جے سنگھ نے خط معتمد ناظر کو حوالے کیا اُسنے کہا کہ اس معاملے مین زور کر نہین سکتے دولت سے کار برآری
غیر ممکن ہے پس فقط فریب سے عقدہ کشائی ہوسکتی ہے۔ حسب صلاح ناظر سرداروں سے مشورہ کیا موہن سنگھ ناتھاوت
جاگیردار چومون کہ رئیس کا موروثی سپہ سالار اور آنبیر کا پٹیل تھا اور دیپ سنگھ کھومبانی جاگیردار بانس کھوہ اور زور آور سنگھ
شیوبرن پوتہ اور ہمت سنگھ نروکا اور کشل سنگھ جھلائے والا اور بھوج راج موج آباد والا اور فتح سنگھ مادلی والا یہ
سب سردار جمع ہوئے اُن سے کہا کہ تمنے مجھکو آنبیر کی گدی پر بٹھایا ہے میرے بھائی کو جو بسوہ لینے پر رضامند ہے نواب
قمر الدین خان وزیر زبردستی آنبیر دیتا ہے اُنھون نے کہا کہ آپ اطمینان رکھین بشرطیکہ آپ اپنے بھائی کو بسوہ دیدین
ہم اسکا بندوبست کردینگے راجہ نے اُسیوقت بسوے کا پٹہ لکھوا کر اور سب طرح مرتب کرکے سرداروں کو سپرد
کیا اور اپنی طرف سے اُنکو مختار کیا آنبیر کے پنچون یعنی سرداروں نے بجے سنگھ کے پاس اپنے وکیل بھیجے اُسنے جواب دیا
کہ مجھکو بھائی کا اعتبار نہین ہے اسپر اُنھون نے اپنے اور بچہا ہونکی بارہ کوٹھری کی سیتارامی یعنی کفالت دی اور کہلا بھیجا
کہ اگر جے سنگھ اپنے قول پر ثابت قدم نرہے گا تو ہم تمھاری طرف ہونگے اور خود تمکو آنبیر کی گدی پر بٹھا دینگے اُسنے اونکی
ثالثی اور بسوے کا عطیہ منظور کیا مگر جب قمر الدین خان سے یہ حال کہا گیا اُسکی تسلی نہ ہوئی آخر الامر وزیر نے خان دوران خان
اور کرپارام کو متعین کیا کہ اُسکو بسوہ پر قابض کرا آوین سرداروں نے اس غرض سے کہ دونون بھائیون مین سلوک ہوجاے
بجے سنگھ کو ملاقات پر آمادہ کیا مگر اُسنے آنبیر جانے سے انکار کیا اسواسطے ملاقات کے واسطے چومون کا مقام مقرر ہوا اور
اخیر مین سانگانیر کہ جیپور سے چھ میل جنوب مغرب مین ہے قرار پایا۔ بجے سنگھ نے وہان ڈیرا کیا جب جے سنگھ بھائی سے
ملاقات کرنے کے واسطے چلنے لگا ناظر ماجی کی طرف سے پیغام لایا کہ دونون لالجی کی ملاقات اور راضی نامہ مین بھی اپنی
آنکھ سے دیکھون تو کیا ہرج ہے راجہ نے سرداروں سے پوچھا اُنھون نے کہا کچھ ہرج نہین ہے۔ ناظر نے زنانہ سواری
کے واسطے مہاڈول اور تین سو رتھ تیار کئے مگر بجاے ماجی کے سواری کے مہاڈول مین اگرسین بھائی بیٹھا اور ایک ایک
رتھ مین دو دو صلاح پوش سوار ہوئے اس دغا سے راجہ اور ناظر کے سوا کوئی آگاہ نہ تھا شہر سے سواری روانہ ہوئی
جو لوگ ملے اُنکو اس رفع نزاع کی خوشی مین فرضی ماجی کے ہمراہی زر کثیر بخشتے چلے گئے۔ سانگانیر مین سواری پہونچی

دونون بھائی ملاقی ہوئے جے سنگھ نے لسوے کا پٹہ دیکر براہ محبت کہا کہ اگر تمکو آمیر لینی ہو تو مین اسکو چھوڑ دونگا اور لسوے پر قناعت کرونگا بجے سنگھ نے فرط شفقت سے مغلوب ہوکر جواب دیا کہ میری مراد پوری ہوئی اختتام ملاقات کے وقت ناظر ماجی کی طرف سے پیغام لایا کہ اگر سردار علیحدہ ہو جاوین تو مین وہان آکر اپنے بچون کو دیکھون ورنہ وہ دونون میرے پاس آجاوین جے سنگھ نے سردارون سے پوچھا کہ جیسا تم کہو ویسا کیا جاوے سردارون نے صلاح دی [illegible] سے علیحدہ [illegible] چنانچہ دونون ہاتھ مین ہاتھ ڈالکر محل کے اندر گئے دروازے پر پہونچکر جے سنگھ نے اپنی تلوار مرے کھولکر ناظر کو سپرد کردی اور کہا کہ یہان اسکی کیا ضرورت ہے بجے سنگھ نے بھی اس نظر سے کہ میری طرف سے اعتبار مین کوتاہی نہو اسیطرح تلوار کھولکر دیدی ناظر نے دروازہ بند کیا اور اندر قدم رکھتے ہی بجے سنگھ بجائے ماجی کی پر محبت آغوش کے بھائی کے فولادی پنجے مین گرفتار ہوگیا اُسنے فوراً ہاتھ پاؤن باندھکر اور ملاڈ دل مین رکھکر فرضی زنانہ سواری کو روانہ کیا ایک گھنٹے کے بعد جے سنگھ کے پاس خبر پہونچی کہ قیدی بحفاظت تمام پہونچکر محل مین قید کردیا گیا ہے تب وہ اپنے سردارونکے پاس آیا اُنھون نے دیکھا کہ صرف راجہ مع چند آدمیون کے آتا ہے ایک دوسرے کی طرف تکنے لگے اور پوچھا بجے سنگھ کیا ہوا راجہ نے جواب دیا میرے پیٹ مین ہے ہم دونون ایشن سنگھ کے بیٹے ہین اور مین بڑا ہون اگر تمہاری یہ خواہش ہے کہ وہ راج کرے تو مجھکو مار ڈالو اور اُسکو نکال لو مین نے تو تمہارے واسطے اپنا ایمان کھویا ہے اگر بجے سنگھ حسب ارادہ اپنے ہمارے اور تمہارے دشمنون کو لے آتا تو تم ضرور مارے جاتے یہ سنکر سردار حیرت مین آگئے اور خاموش محل سے نکل گئے چھ ہزار سوار شاہی جو بجے سنگھ کی حفاظت کے لیے متعین ہوئے تھے باہر کھڑے تھے اُنھون نے پوچھا کہ بجے سنگھ کہان ہے جے سنگھ نے جواب دیا تمھین کچھ کام نہین ہے یا تو چلے جاؤ ورنہ تمہارے گھوڑے مانگ لئے جاینگے اُنکو بجز اسکے کہ چلے جائین کچھ چارہ نہوا مجبور ہوکے چلے گئے اور اسطرح بجے سنگھ فخرالدین خان کی صلاح نہ مانکر ایک ایمان فراموش بھائی کے ہاتھ مین جان پھنسائی۔ بجے سنگھ کی موت و زندگی کا پتہ نہ لگا ٹاڈ کا بیان ہے کہ بجے سنگھ کے جیبون مین سے ایک شراب خواری تھی یہانتک کہ ایک دفعہ نشے کی حالت مین کیل بیکانیر اندر بخت سنگھ راجہ بیکانیر کی تحریک سے ابھے سنگھ والی مارواڑ سے نااتفاقی پیدا کرکے اور جودھپور پر فوج کشی کرکے شکست فاش کھائی۔

لیکن لالہ روشن رائے کے نسخے سے اسکا فتحیاب ہونا پایا جاتا ہے اور لڑائی کی تفصیل اُسمین یون دی ہے کہ ابھے سنگھ کا بیاہ جے سنگھ کی بیٹی کے ساتھ ہوا تھا ابھے سنگھ اس رانی کی قدر و منزلت کم کرتا تھا رانی نے اپنے باپ کو اس برتاؤ کی شکایت لکھی جے سنگھ نے معتمدون کو بھیجکر فہمائش کرائی ابھے سنگھ نے نہ مانا اسلئے جے سنگھ نے جودھپور پر لشکر کشی کی ابھے سنگھ نے بھی مقابلے کو سپاہ جمع کی اور اپنے بھائی بخت سنگھ ناگور کے مہاراج کو لکھا کہ اسوقت مین میری مدد کرنی چاہئے بخت سنگھ بھائی کا شریک ہوگیا اور جودھپور کے پچاس ہزار سوار ساتھ لیکر اور شہر سے دو کوس نکلکر جے سنگھ کا مقابلہ ہوا اور گھوڑے پر سوار ہوکر جے سنگھ کی فوج مین سے ہوکر ایک سرے سے دوسرے سرے تک نکل گیا جے سنگھ نے اپنے لشکریونکو تاکید کردی تھی کہ بخت سنگھ ہلاک نہ ہوجاے باوجود اسکے بخت سنگھ

کے ساتھ صرف پانسو سوار رہ گئے اور باقی مارے گئے یا بھاگ گئے راجہ جے سنگھ کو فتح حاصل ہوئی ایسے سنگھ مغلوب ہوکر مدارات سے پیش آیا اسلئے جے سنگھ جیپور کو لوٹ گیا کیونکہ اسکا ارادہ اس سے زیادہ نہ تھا۔

کہتے ہین کہ عالمگیر نے اسکو سوائی کا خطاب دیا تھا جسکا یہ مطلب ہے کہ یا اول جے سنگھ سے سوایا یعنی کچھ زیادہ ہے لیکن یاد رہے کہ عالمگیر بہت بڑے تدبر اور دل و دماغ کا شہنشاہ تھا وہ ایسے خطاب دیتا یہ محل تعجب ہے ایسے الفاظ تو محمد شاہ کے منھ سے موزون معلوم ہوتے ہین اس جے سنگھ نے کون سے ایسے کام عالمگیر کے سامنے کئے تھے کہ وہ اسکو جے سنگھ اول سے سوایا سمجھتا عالمگیر نے تو منصب دو ہزاری ذات دو ہزار سوار سے بھی زیادہ نہ کیا۔

جے سنگھ نے سمبت ۱۷۸۴ مطابق ۱۷۲۸ء مین اپنے نام پر عمدہ شہر جیپور بسا کر اسکو آنبیر کے عوض راجدھانی قرار دیا راجور کا علاقہ جو الور کی طرف ہے بڑگوجر راجپوتون سے چھین لیا۔ شیخاوانی کے سردار جو بادشاہی نوکری خود مختار راجاؤن کی طرح دیا کرتے تھے آپس کے جھگڑون سے جے سنگھ کے خراج گذار بنگئے۔

جے سنگھ کو منظور خاطر یہ تھا کہ چھوٹے راجون کو ماتحت حکومت کرے اور جس کام کی انجام دہی کا صوبہ دار مالوہ و اجمیر و آگرہ ہوجانے سے اسکو قابو تھا سلطنت مغلیہ کے فتنۂ و فساد مین اُسنے بہت عقلمندی سے اپنا مطلب حاصل کیا اور فرخ سیر کے اخراج کیا اسکو امید ہوئی کہ اب میری تدبیر و نکا پھل ملیگا۔ اُسنے اپنے ملک مین آکر اضلاع واقع حدود دیر جو اُسکی رسائی کے اندر تھے قبضہ کرنا چاہا مگر جو رئیس اُسکے تحت مین بطور حکام فوج شاہی نوکری کرتے تھے انکو بھی اپنا مطیع کرنے کا ارادہ کیا اس زمانے مین حدود آمیر کے اندر اکثر اطاعت گزین سردار تھے مثلاً لالسوٹ (دیوا و مھول) و گگہ وغیرہ مانند بیلے معروف) کچھوا نہ چوہان کہ نہ جے پور مین نوکری کرتے تھے اور نہ کچھ خراج دیتے تھے مگر بطور امراے سلطنت آمیر کے جھنڈے کے ساتھ اپنی اپنی فوج سے بادشاہ کی نوکری کرتے تھے تا ہمیکہ کچھواہون مین سے شیخاوت بھی والی آمیر کو اپنا سرپرست نہین سمجھتے تھے۔

راجور کے بڑگوجر اور بیانہ کے جادون (دیو او مھول عنون عنہ) اور چند دیگر خاندانون کا یہی حال تھا سلطنت کے زوال پر انکو اتنی طاقت نہ تھی کہ اپنی حفاظت کر سکین اسواسطے اُنھون نے بطور جاگیرداران تحت آمیر اپنی اپنی فوج سے نوکری کرنا اور ریاستون پر قابض رہنا منظور کیا لیکن اُنکے ساتھ مین ہاڑونکو بھی جے سنگھ نے اپنا مطیع کرنا چاہا یہ اُسکی کمال نادانی اور سینہ زوری تھی لیکن جے سنگھ کو بہت نقصان اوٹھاکر بوندی پر کامیابی حاصل ہوئی اور بعد اُسکے اپنے بہنوئی راو بدھ سنگھ کو نکالنے مین کامیاب ہوگیا اور اُسکے سرداران ماتحت مین سے والی اندرگڑھ کو مسند نشین کرنا چاہا مگر دیو سنگھ نے براہ نیک نیتی اس عطیے کو منظور نہ کیا تب اُسنے سردار کرؤڑ سے وہی سوال کیا وہ طمع سے باز نہ رہ سکا اسکی بے وفائی مین دو طرح کی بے ایمانی ہوئی کیونکہ ماتحت سردار ہونے کے علاوہ وہ قلعہ تاراگڑھ واقع بالا شہر و محل کا معتمد افسر تھا۔

پھر جو دھیپور والون کی طرح جنھون نے سلطنت کی ابتری سے گجرات کا کسی قدر علاقہ ماڑواڑ مین شامل کیا آگرہ اور دہلی کے سرحدی گانون دبالئے اگر میواڑ کی قدیم

ریاست اور مارواڑ کے زبردست مہاراجہ اجیت سنگھ اور ابھے سنگھ اُس
وقت موجود نہ ہوتے تو سوائی جے سنگھ ہاڑوتی یعنی کوٹہ و بوندی کی طرح جسا ن
کئی بار اُس نے دباؤ ڈالا تھا تمام راجپوتانے کو اپنے تحت مین لانے کی کوشش کرتا
اسی خیال سے اُس نے خود کو سب راجاؤن سے بڑا جتانے کے لیے قدیم دستور کے
موافق اشومیدھ جگ (پرستش قربانی اسپ) کی نظر سے ایک گھوڑا خاص شہر مین پھرواکر
(ایک ماتحت ٹھاکر کے لڑکر مارے جانے کے بعد جس نے گھوڑے کو پکڑ لیا) اپنا دل
خوش کیا۔
سوائی جے سنگھ اُس اتفاق مین بھی شریک تھا جو مغلون کے برخلاف اودے پور۔ جے پور
اور جودھ پور والون مین اس مطلب سے ہوا تھا کہ راٹھوڑ اور کچھوا ہے دہلی والون کو
بیٹیان دینا چھوڑ کر میواڑ سے رشتہ داری کرین تو وہان کی لڑکی سے جو بیٹا پیدا
ہو وہ بغیر لحاظ عمر کے راج کا وارث مانا جائے گا اسی بنا پر سوائی جے سنگھ کی
شادی اودے پور مین ہوئی جس سے مادھو سنگھ پیدا ہوا۔ لیکن اُس نے
اس تعہد کے خلاف انصاف و مصلحت ہونے سے آگاہ اور اپنے فعل سے پشیمان ہوکر
اُس کے نتائج بد کے انسداد کی تدبیر کی یعنی ایشری سنگھ پسر کلان کی شادی دختر
ناگیروار سلونبر کے ساتھ کر دی وہ آج اودے پور کا زبردست سردار ا ور وہان کی فوج کا
موروثی سپہ سالار تھا اور مادھو سنگھ کو چار پرگنے ٹونک۔ رامپورہ
بھاگی اور مال پورہ دیگر علیحدہ جائداد مقرر کر دی بلکہ بعوض پرگنات رام پورہ و
بھان پورہ کہ اُس کو راج اودے پور سے ملے تھے بجمعیت ایک ہزار سوا
اور دو ہزار پیادون کے اُس راج مین بطور جاگیردار نوکری کرنے کی اجازت
دی تھی۔
سوائی جے سنگھ علم نجوم سے دلچسپی رکھتا تھا بدھیادھر متوطن بنگالہ سے تحقیقات
نجوم مین اُس کو مشورہ تھا جس کی تجویز سے شہر جے پور آباد ہوا ہے اور وہ جین مذہب
رکھتا تھا اسی وجہ سے راجہ جینیون سے بہت اُنس رکھتا تھا محمد شاہ نے بتیرہ نجو
کی اصلاح کا کام جے سنگھ کو تفویض کیا تھا ابتدا مین اُسنے الغ بیگ سمرقندی
کے آلات کا استعمال کیا تھا مگر اُن سے اُس کی کار برآری نہ ہوسکی۔ مختلف مقامات
کے مناظرون سے سات برس مین اُس نے نقشہ حرکات اجرام فلکی مرتب کرایا اور
اُس کا زیچ محمد شاہی نام رکھا اُس کے ذریعہ سے اتبک نجوم کے کل حساب او

مرتب بہتر ہوتی ہے مرزا خیر اللہ بیگ کے ذریعے سے جو علوم ریاضی مین بے نظیر عالم تھا مقامات اجین جے پور اور دہلی مین بیس لاکھ روپے کے صرف سے اجرام فلکی کے مشاہدے کے واسطے رصدگاہین بنوا کر انکو زیج محمد شاہی کے نام سے موسوم کیا لیکن چونکہ عمل رصد کی تکمیل کے واسطے تیس برس کی مدت کی جو کہ مدت تمام دورۂ زحل کی ہو ضرورت تھی اور جے سنگھ قبل اختتام اس مدت کے انتقال کر گیا لہذا یہ عظیم الشان علمی کام ناتمام رہا اور آیندہ پھر کسی نے اسکی طرف توجہ نہ کی اجین وغیرہ مین ان رصدگاہون کی عمارت کے نشانات ابتک موجود ہین پرتگال کے ڈیلاہائر صاحب کے نقشے مین بدھیا دھر کی تصحیح مد دسے جے سنگھ نے نصف درجے کی غلطی چاند کی گردش مین اور اس سے کم دوسرے سیارونکی حرکت مین ثابت کی اسیھی کہ اسکے بموجب گرہن پندرہ پل یعنی چوتھائی گھڑی پہلے یا پیچھے نکلتا ہے اسکو علوم وفنون کی ترویج کا بڑا شوق تھا۔

جے سنگھ کے مسند نشین ہونے پر آنبیر کے راج مین صرف تین پرگنات یعنی آنبیر۔ دیوسہ اور لسوہ تھے مغربی پرگنات ضبط ہوکر اجمیر کے بادشاہی ضلع مین داخل ہوگئے تھے ٹھاکران شیخاوالی اپنے مربی راج سے قوی تر اور خودسر ہوگئے تھے راج کی حدود یہ تھین جنوب مین چاٹسو کا تھانہ۔ مغرب مین سانبھر کا تھانہ شمال مغرب مین ہستنہ کا تھانہ اور مشرق مین دیوسہ ولسوہ تھے اور بارہ کوٹھری بند جاگیردارونکے قبضے مین بہت قلیل ملک تھا اور میواڑ کے زیردست سردارون سے مغلوب ہورہے تھے چنانچہ پیشوا اسلونبر کے سردار کو رئیس جیپور کی برابر سمجھتا تھا۔

جے سنگھ نے اپنی دانشمندی اور چالاکی سے جیپور کی ریاست اپنی اولاد کے لیے ایسے اوج پر چھوڑی کہ اسکے بعد کئی بار فساد ونقصان ہونے پر بھی راجپوتانے مین آمدنی اور آسودگی کے لحاظ سے بہتر حالت مین ہے۔ راجہ دھیراج سوائی جے سنگھ نے دسہرہ کے دن شعبان اور بقول ۲۳ تاریخ ۱۱۵۶ھ ہجری مطابق کنوار سدی چھ دس سمنت ۱۸ بکری روز چہار شنبہ کو چند روز کی علالت کے بعد ۵۷ سال کی عمر مین وفات پائی نہایت سخت عارضے مین مبتلا تھا اُسنے مدت سے بادہ خواری اور غذاے لحمی کی کثرت کی تھی اور بہت فربہ ہوگیا تھا آخرکار فربہی سے عدم کی نوبت پہونچی اعضا پھٹ گئے انگلیان وغیرہ گل گل کر گر گئین جیسا کہ تاریخ فرخ سیر وغیرہ مین لکھا ہے اس کے ساتھ تین رانیان اور چند کنیزین ستی ہوئین۔

## راجہ ایشوری سنگھ (ایشری سنگھ) یا ایسری سنگھ

اپنے باپ کے بعد سمنت ۱۸ مطابق ۱۷۴۳ء مین جیپور کی گدی پر بیٹھا اور اسکے چھوٹے بھائی مادھو سنگھ کے قبضے مین ٹونک اور رامپورہ رہا۔ ٹونک کو زبردستی دبا لیا تھا اور رام پورہ میواڑ سے ماتحتی کے اقرار پر لیا۔

ایسری سنگھ والی جیپور نے اپنے باپ کی تدبیرونکی پیروی کرکے چاہا کہ کوٹہ اور بوندی میرے مطیع رہین مگر کوٹے والے نے اسکی پروا نہ کرکے امید سنگھ راجہ بوندی کی مدد کی اسپر ایسری سنگھ نے فوج کشی کرکے کوٹے کا محاصرہ کیا اور اس مہم مین سورج مل والی بھرتپور اور مرہٹون کو مدد کے لیے بلایا تین مہینے تک ہر طرح کوشش کی مگر کچھ نہ ہوا گرد ونواح شہر درختونکو قطع اور باغات کو تلف کرکے مجبور ہوکر بےنیل مرام واپس آیا سیندھیا حاکم فوج کا ایک ہاتھ

ریاست اور مارواڑ کے زبردست مہاراجہ اجیت سنگھ اور ابھے سنگھ اُس وقت موجود نہ ہوتے تو سوائی جے سنگھ ہاڑوتی یعنی کوٹہ و بوندی کی طرح جہان کئی بار اُس نے دباؤ ڈالا تھا تمام راجپوتانے کو اپنے تحت مین لانے کی کوشش کرتا اسی خیال سے اُس نے خود کو سب راجاؤن سے بڑا جتانے کے لیے قدیم دستور کے موافق اشومیدھ جگ (پرستش قربانی اسپ) کی نظر سے ایک گھوڑا خاص شہر مین پھرواکر (ایک ماتحت ٹھاکر کے لڑکر مارے جانے کے بعد جس نے گھوڑے کو پکڑ لیا) اپنا دل خوش کیا۔

سوائی جے سنگھ اُس اتفاق مین بھی شریک تھا جو مغلون کے برخلاف اودے پور، جے پور اور جودھپور والون مین اس مطلب سے ہوا تھا کہ راٹھوڑ اور کچھواہے دہلی والون کو بیٹیان دینا چھوڑ کر میواڑ سے رشتہ داری کرین تو وہان کی لڑکی سے جو بیٹا پیدا ہو وہ بغیر لحاظ عمر کے راج کا وارث مانا جائے گا اسی بنا پر سوائی جے سنگھ کی شادی اودے پور مین ہوئی جس سے مادھو سنگھ پیدا ہوا۔ لیکن اُس نے اس تعہد کے خلاف انصاف و مصلحت ہونے سے آگاہ اور اپنے فعل سے پشیمان ہوکر اُس کے نتائج بد کے انسداد کی تدبیر کی یعنی ایشری سنگھ پسر کلان کی شادی دختر جاگیردار سلونبر کے ساتھ کردی وہ آج اودے پور کا زبردست سردار اور وہان کی فوج کا موروثی سپہ سالار تھا اور مادھو سنگھ کو چار پرگنے ٹونک۔ رامپورہ بھاگی اور مال پورہ دیگر علحدہ جائداد مقرر کردی بلکہ بعوض پرگنات رامپورہ و بھان پورہ کہ اُس کو راج اودے پور سے ملے تھے بجمعیت ایک ہزار سوار اور دو ہزار پیادون کے اُس راج مین بطور جاگیردار نوکری کرنے کی اجازت دی تھی۔

سوائی جے سنگھ علم نجوم سے دلچسپی رکھتا تھا بدھیادھر متوطن بنگالہ سے تحقیقات نجوم مین اُس کو مشورہ تھا جس کی تجویز سے شہر جے پور آباد ہوا ہے اور وہ جین مذہب رکھتا تھا اسی وجہ سے راجہ جینیون سے بہت اُنس رکھتا تھا محمد شاہ نے زیجہ نجوم کی اصلاح کا کام جے سنگھ کو تفویض کیا تھا ابتدا مین اُسنے الغ بیگ سمرقندی کے آلات کا استعمال کیا تھا مگر اُن سے اُس کی کاربرآری نہ ہوسکی۔ مختلف مقامات کے مناظرون سے سات برس مین اُس نے نقشہ حرکات اجرام فلکی مرتب کرایا اور اُس کا زیچ محمد شاہی نام رکھا اُس کے ذریعہ سے اتبک نجوم کے کُل حساب اور

مرتب بہترہ ہوتی ہے مرزا خیر اللہ بیگ کے ذریعے سے جو علوم ریاضی مین بے نظیر عالم تھا مقامات اجین۔ جے پور اور دہلی مین بیس بیس لاکھ روپے کے صرف سے اجرام فلکی کے مشاہدے کے واسطے رصدگاہین بنوا کر انکو زیج محمد شاہی کے نام سے موسوم کیا لیکن چونکہ عمل رصد کی تکمیل کے واسطے تیس برس کی مدت کی جو کہ مدت تمام دورۂ زحل کی ہو ضرورت تھی اور جے سنگھ قبل اختتام اس مدت کے انتقال کر گیا لہذا یہ عظیم الشان علمی کام ناتمام رہا اور آئندہ پھر کسی نے اسکی طرف توجہ نہ کی اجین وغیرہ مین ان رصدگاہون کی عمارت کے نشانات ابتک موجود ہین بنگال کے ڈیلائر صاحب کے نقشے مین بدھیادھر کی تصحیح ہو کر دے جے سنگھ نے نصف درجے کی غلطی چاند کی گردش مین اور اس سے کم دوسرے سیارونکی حرکت مین ثابت کی اور یہ بھی کہ اسکے بموجب گرہن پندرہ پل یعنی چوتھائی گھڑی پہلے یا پیچھے نکلتا ہے اسکو علوم و فنون کی ترویج کا بڑا شوق تھا۔

جے سنگھ کے مسند نشین ہونے پر آنبیر کے راج مین صرف تین پرگنات یعنی آنبیر۔ دیوسہ اور بسوہ تھے مغربی پرگنات ضبط ہو کر اجمیر کے بادشاہی ضلع مین داخل ہو گئے تھے ٹھاکران شیخاوائی اپنے مربی راج سے قوی تر اور خودسر ہو گئے تھے راج کی حدود یہ تھین جنوب مین چاٹسو کا تھانہ۔ مغرب مین سانبھر کا تھانہ شمال مغرب مین ہستنہ کا تھانہ اور مشرق مین دیوسہ و بسوہ تھے اور بارہ کوٹھری بند جاگیردارونکے قبضے مین بہت قلیل ملک تھا اور میواڑ کے زبردست سردارون سے مغلوب ہو رہے تھے چنانچہ پیشوا اسلونبر کے سردار کو رئیس جیپور کی برابر سمجھتا تھا۔

جے سنگھ نے اپنی دانشمندی اور چالاکی سے جیپور کی ریاست اپنی اولاد کے لیے ایسے اوج پر چھوڑی کہ اسکے بعد کئی بار فساد و نقصان ہونے پر بھی راجپوتانے مین آمدنی اور آسودگی کے لحاظ سے بہتر حالت مین ہے۔ راجہ دھراج سوائی جے سنگھ دشہرہ کے دن شعبان اور بقوسم ۱ تاریخ ۱۱۵۶ہجری مطابق کنوار سدی چودس سمنت ۱۸ بکری روز چہار شنبہ کو چند روز کی علالت کے بعد ۵۷ سال کی عمر مین وفات پائی نہایت سخت عارضے مین مبتلا تھا اُسنے مدت سے بادہ خواری اور غذاے لحمی کی کثرت کی تھی اور بہت فربہ ہو گیا تھا آخرکار فربہی سے عدم کی نوبت پہونچی اعضا پھٹ گئے انگلیان وغیرہ گل گل کر گر گئین جیسا کہ تاریخ فرخ سیر وغیرہ مین لکھا ہے اس کے ساتھ تین رانیان اور چند کنیزین ستی ہوئین۔

## راجہ ایشوری سنگھ (ایشری سنگھ) یا ایسری سنگھ

اپنے باپ کے بعد سمنت ۱۸ مطابق ۱۷۴۳ء مین جیپور کی گدی پر بیٹھا اور اسکے چھوٹے بھائی مادھو سنگھ کے قبضے مین ٹونک اور رامپورہ رہا۔ ٹونک کو زبردستی دبا لیا تھا اور رامپورہ میواڑ سے ماتحتی کے اقرار پر لیا۔

ایسری سنگھ والی جیپور نے اپنے باپ کی تدبیرونکی پیروی کرکے چاہا کہ کوٹہ اور بوندی میرے مطیع رہین مگر کوٹے والے نے اسکی پروا نہ کرکے امید سنگھ راجہ بوندی کی مدد کی اسپر ایسری سنگھ نے فوج کشی کرکے کوٹے کا محاصرہ کیا اور اس مہم مین سورج مل والی بھرتپور اور مرہٹون کو مدد کے لیے بلایا تین مہینے تک ہر طرح کوشش کی مگر کچھ نہ ہو سکا گرد و نواح شہر کے جنگلونکو قطع اور باغات کو تلف کرکے مجبور ہو بہ ناکامی ہٹ آیا سیندھیا حاکم فوج کا ایک ہاتھ

توپ کے گولے سے اثر کرد ہین رہا گرنا کامیابی کے بعد لوٹنا پڑا کوٹے سے واپس آکر ایسری سنگھ نے امید سنگھ پسر راو بدھ سنگھ والی بوندی پر حملہ کرنے کے واسطے نانک پنتھیون کی جمعیت متعین کی امید سنگھ نے اس فوج کو شکست دی ایسری سنگھ نے پھر جیپور سے اٹھارہ ہزار آدمیون کی فوج نارائن داس کھتری کی ماتحتی مین بھیجی اسکو شکست فاش ہوئی اور دیوا بگوے کنگو. رونبر جیپور کا پھریرا اڑنے لگا۔

ایسری سنگھ دہلی محمد شاہ کی ملازمت کو گیا تھا خبر پہونچی کہ اودیپور کے مہارانا جگت سنگھ نے فوج کشی کی ہے راٹھور اور کچھواہون نے اودیپور والو کی بیٹی سے اولاد ہونے پر بغیر لحاظ عمر کے جو ولیعہد ماننے کا عہد کیا تھا اسکے موافق مادھو سنگھ نے راج گا دعوے کرکے مہارانا جگت سنگھ دوم کو جو اسکا رشتہ دار تھا اپنی مدد پر بلایا تاکہ مادھو سنگھ کو جے پور کی ریاست مل جائے اور ایشری سنگھ معزول کردیا جاے جب ایشری سنگھ کو یہ حال معلوم ہوا تو راجہ آیا مل کو مرہٹون کے پاس بھیجکر سیندھیا کو اپنی مدد کے لیے روپے کے عوض بلایا محمد شاہ بادشاہ سے بھی مدد چاہی بادشاہ کی طرف سے معین الملک پسر قمرالدین خان امداد کے لیے متعین ہوا ایشری سنگھ کی مدد کو ایک لاکھ سوار جمع ہوگئے میواڑ کی فوج کو جو رانا جگت سنگھ کی ماتحتی مین تھی خود میواڑ کے سردارون کی سازش سے کیونکہ راوت سلونبر کی بیٹی ایشوری سنگھ کو بیاہی تھی راج محل کے مقام پر شکست دی اور مہارانا دب کر مغرور ہوا۔

ریاست جیپور کا نظم انتظام بدستور سابق قائم ہوگیا۔ ایشری سنگھ کے مصاحب خراب تھے انکے مسلط ہوجانے سے بڑے بڑے راجپوت جاگیردار دل مین ناخوش رہنے لگے۔

رام سنگھ پسر ابھے سنگھ والی جودھپور کا بیاہ ایشری سنگھ کی بیٹی کے ساتھ ہوا تھا جودھپور کے سردارون نے رام سنگھ کو بوجہ بدمزاج ہونے کے جودھپور کی حکومت سے معزول کرکے اسکے چچا بخت سنگھ کو مسند نشین کردیا رام سنگھ جودھپور سے چلا گیا اور ایشری سنگھ کو لکھا کہ آپ میری مدد کرین اور یہ بھی لکھا کہ سانبھر کا حصہ اس امداد کے عوض مین آپکو دیدونگا مگر ایشری سنگھ نے سانبھر کے لینے سے انکار کردیا اور رام سنگھ کی امداد پر آمادہ ہوکر کیسوداس پسر آیامل کو مرہٹون کے پاس بھیجکر انکی فوج دکن سے بلائی جسکو خرچ مین پچاس لاکھ روپیہ دینا ٹھہرا جب مرہٹون کی فوج آگئی تو اپنی فوج بھی ملاکر ایشری سنگھ جودھپور کی طرف روانہ ہوا اور قریب تھا کہ بخت سنگھ پکڑا جاے یا مارا جاے اس عرصے مین مرہٹون نے کیسوداس سے روپے مانگے اسنے رام سنگھ سے کہا رام سنگھ نے جواب دیا کہ فی الحال روپیہ مہیا نہین ہے کام پورا ہوجانے پر دیکھا جاے گا کیسوداس نے اسکے مقابلے مین سخت کلامی کی رام سنگھ نے ایشری سنگھ کے پاس پہونچکر شکایت کی ایشری سنگھ کیسوداس پر نہایت خفا ہوا اور اسکو سامنے بلاکر زہر کا پیالہ آگے رکھوا دیا اور حکم دیا کہ اسکو پی جا اسنے عرض کیا کہ اگر مین نے کفران نعمت کیا ہو تو اس سزا کا سزاوار ہوسکتا ہون اور جبکہ ابتک آپکا نمک حلال ہون تو یہ سزا کیون دی جاتی ہے ایشری سنگھ نے کہا کہ تمہاری خیریت اسی مین ہے کہ بیچون وچرا پی جا وہ زہر پی گیا اسکے پاس ایک انگوٹھی تھی جسکے نگینے کو چوسنے سے زہر اثر نہین کرتا تھا آدمیون نے یہ خبر ایشری سنگھ کو پہونچادی اسنے حکم دیا کہ بیش قبض سے کام تمام کردو چنانچہ وہ مارڈالا گیا جب مرہٹون نے یہ حال معلوم

امداد سے دست بردار ہو کر لوٹ گئے اور ایشری سنگھ کو یہ کہلا بھیجا کہ دو سال کے بعد تمہارے ساتھ بھی یہی سلوک کیا جائیگا غافل مت رہیو۔ ایشری سنگھ ناکامیابی کے ساتھ جیپور کو لوٹ گیا۔

سمبت ۱۸۰۳ مطابق ۱۷۴۶ء مین قندہار کے بادشاہ احمد شاہ ابدالی نے ہندوستان پر حملہ کیا تو محمد شاہ کی طرف سے قمرالدین خان وزیر کے ساتھ ایشوری سنگھ اپنی فوج سمیت مقابلے کو بھیجا گیا حسین شاہی معروف بورانی نام اور تاریخ مظفری مین لکھا ہے کہ ایسری سنگھ نے اس لڑائی مین اپنے اسلاف کی شجاعت کے گھمنڈ پہ بارہ ہزار راجپوت سوارونکے ساتھ زعفرانی کپڑے پہن لیے اور یہ اس قوم کے بہادرونمین لڑکر مارے جانے کیلیے مقرر ہے لیکن اس نے اس لباس کا پاس نہ کیا اور وزیر کے مارے جاتے ہی جان بچا کر اور اپنے نام و ننگ کو بٹہ لگا کر بغیر لڑے بھڑے میدان جنگ سے بھاگ نکلا اس معاملے مین ایک روایت یہ ہے کہ اسکے ملک پر مرہٹون نے حملہ کرکے فساد پھیلا دیا تھا اسلیئے وہ جیپور کو سیدھا بھاگ گیا وجہ اسکی یہ ہے کہ سمبت ۱۸۰۰ مطابق ۱۷۴۳ء مین دوبارہ مہاراجہ جگت سنگھ دوم نے ٹونک رام پورہ وغیرہ پرگنے اور چونسٹھ لاکھ روپیہ نقد دینا قبول کرکے ہلکر کو اپنے رشتہ دار مادھو سنگھ کی حمایت پر بلایا اور راو بدھ سنگھ کی بیوہ رانی نے بھی جو سوائی جے سنگھ کی سوتیلی بہن تھی ہلکر کے پاس جاکر دستگیری کی التجا کی کہ بوندی کو ایشری سنگھ کے قبضے سے نکال لے ایشری سنگھ نے اپنی بدمزاجی سے سردارون کو اپنا دشمن بنا لیا تھا انھون نے رؤساے بوندی و میواڑ سے خفیہ سازش کرکے انکی تدبیرونکی کامیابی مین ہمہ تن کوشش کی جیپور کا رئیس مرہٹون کی آمد سنتے ہی انکے مقابلے کے واسطے اپنی دارالحکومت سے روانہ ہوا اسکو مرہٹون کی فوج کی تعداد کی غلط خبر دی گئی تھی اور عین اسوقت مین اسکو معلوم ہوا کہ دغا ہوئی اور جس دیوان کو قتل کیا تھا اسکے بیٹون نے بدلا لینا چاہا اس طرح نمک حرامی کرنیکا نتیجہ جو ہونا چاہیے تھا وہی ظہور مین آیا اسپر کسی ہندی شاعر نے حسب حال دوہا لکھا ہے ؎

جب ہی چھوڑی ایسر راج کرن کی آس ❊ منتری موٹا ماریہ کھتری کیشو داس ❊ یعنی جسوقت ایشری سنگھ نے کیشو داس کھتری زبردست وزیر کو قتل کیا اُسی وقت سے اسکے راج کرنے کی امید قطع ہوگئی ہر سہائے و گوبند سہائے پسران وزیر مقتول نے مرہٹون سے سازش کرکے انکی فوج کی تعداد اپنے آقا کے روبرو بہت کم ظاہر کی اور اسکو نہایت قلیل جمعیت سے مقابلے کے واسطے لائے اس فوج کثیر کا مقابلہ کرنا سراسر دیوانگی ہوتی مجبوراً بھاگ کر بگرو مین پناہ لی وہان سے دس روز کے محاصرے کے بعد اقرارنامہ واگذاشت بوندی لکھدیا بعض کتابون مین لکھا ہے کہ اس فوج کثیر کے مقابلے کے لیے ایشری سنگھ نے اپنے جاگیردارونکو حکم دیا کہ شرکت اور مدد کرو انھون نے جواب دیا کہ ہم سے آپکو کیا سروکار آپکے مصاحب کافی ہین تاہم آپ مقابلے کو نکلینگے تو جو کچھ ہم سے ہوسکیگا وقت پر عمل مین آئیگا ایشری سنگھ سمجھ گیا کہ سب مجھسے کنارہ کرتے ہین کوئی مدد نہین کریگا اسلیے ہتک عزت کے اندیشے سے آٹھ برس راج کرکے زہر کھا کر مرگیا ملہار راو نے ایشری سنگھ کی خودکشی کی خبر سنکر مادھو سنگھ کو اودیپور سے بلایا اور دونون ایک ہاتھی پر بیٹھکر داخل شہر جیپور ہوے اور مادھو سنگھ کو آسانی کے ساتھ جیپور کا راج اور ہلکر کو مفت مین کئی پرگنے بہت سے روپے سمیت مہارانا سے ملگئے اور مادھو سنگھ سے بھی روپیہ لیکر جیپور سے

واپس چلا گیا اور باقی روپے کی جے پور سے وصولی کے لیے اپنا ایک سردار چھ سات ہزار سوارون کے ساتھ نواح جے پور مین چھوڑ گیا۔

## راجہ مادھو سنگھ اول

یہ راجہ سمبت ۱۸۰۷ مطابق ۱۷۵۰ع مین اپنے بڑے بھائی کے بعد راج پاکر انتظام مین مصروف ہوا اگرچہ مرہٹون کو چھوڑ گیا تھا وہ روز سوار ہوکر شہر مین آتے تھے اور طرح طرح سے رعایا کو دق کرتے تھے مجبور ہوکر راجپوتون نے تین چار ہزار سوارونکو قتل کر دیا۔

پھر مادھو سنگھ دہلی کو احمد شاہ بادشاہ کے سلام کے لیے گیا اور شرف باریابی حاصل کر کے امراے حضور جو باہم مناقشہ رکھتے تھے اُنمین صفائی کرادی اور جیپور کو لوٹ آیا۔

قلعہ رنتھنبور جو اپنی مضبوطی اور ناقابل التسخیر ہونے کی وجہ سے مشہور تھا بے کسی قسم کی دردسری کے مادھو سنگھ کے قبضے مین آگیا جسکی تفصیل یہ ہے کہ سلطنت کی کمزوری کی وجہ سے کئی سال سے ملہار راؤ نے اسکا محاصرہ کر رکھا تھا اور فتح کرنے کے لیے بہت زور لگا رہا تھا قلعدار بادشاہی نے سمجھ لیا کہ اب غلہ اور سامان ضروری ختم ہونے کو آیا ایک نہ ایک دن دشمن کے قبضے مین اسکا چلا جانا ضرور ہے مجبوراً اُسنے مادھو سنگھ کے حوالے کر دیا جانا تک راجہ جے سنگھ برسون تک اسکی فکر مین رہا مگر نہ لے سکا۔ مادھو پورہ متصل قلعہ رنتھنبور اُسنے آباد کیا و مادھو سنگھ نے جا جا کر دور سے اس قلعہ کو دیکھون چنانچہ درے کیطرف پہاڑ پر ایک مکان مادھو بلاس نام بنایا اور لاکھون روپیہ لگایا مگر وہان سے قلعہ نہ دیکھ سکا مادھو سنگھ کو قلعہ رنتھنبور پر قابض ہونے سے کوٹہ و بوندی کو ماتحت جیپور کرنے کی تفصیلت کا حیلہ ہاتھ آگیا اور اس ذریعہ سے ہاڑوتی کی کونٹری پر راج جے پور کی تحصیل خراج کا دعوے قائم ہوگیا ورنہ کسیطرح کا استحقاق نہ تھا۔ مگر اس دعوے سے کہ بجز سرپرستی اور تخفیف سالانہ آمدنی کے کچھ مقصود نہین ہے بہت رنج و عناد پیدا ہوا۔ جیپور کے اس دعوے سرپرستی سے کوٹے اور بوندی پر ظالم سنگھ کوٹے والے کی شہرت و ناموری شروع ہوئی ہے اس زمانے مین مالک ریاست راو درجن سال تھا اسکی ہمت و جوانمردی کب مقتضی ہوسکتی تھی کہ جیپور کے ہمسر رئیس کے دعوے کو کہ اتفاقاً رنتھنبور پر قابض ہوجانے سے اور بہ حیثیت صوبہ بادشاہی اپنی دانست مین رتبہ شاہی حاصل کرنے سے کیا گیا تھا قبول کرے سمبت ۱۸۱۸ مطابق ۱۷۶۱ع کی جنگ بٹوارہ نے اس دعوے کو ہمیشہ کے واسطے رد کر دیا۔ اگر بوندی کی فوج بھی اس لڑائی مین کوٹے والونکے شامل ہوجاتی تو اپنے ماتحت برادرونکو جیپور کی خراجگذاری سے کہ مجبوراً ابتک ادا کرنا پڑتا ہے بچا لیتی۔ بٹوارہ کی جنگ کی کیفیت یہ ہے کہ مادھو سنگھ نے ہاڑون سے خراج لینے کا ارادہ کیا اور اس کام کے لیے اپنی کل فوج جمع کی سمبت ۱۸۱۸ مطابق ۱۷۶۱ع مین ہاڑون سے اقبال خراجگذاری کرانے کی مہم آغاز کی احمد شاہ ابدالی کے حملے سے مرہٹے شکستہ حال ہوکے دعوے سلطنت سے باز رہے تھے اور راجپوت خود مختار ہوگئے تھے مادھو سنگھ نے انجامے راہ ہاڑوتی مین اونیارہ پر حملہ کر کے اسکو اپنے راج مین شامل کر لیا وہان سے لاکھاریہ کو لیا اور دکھنیون کو نکالکر اسپر بھی

قبضہ کیا اس فتوحات سے اُسے پار اور چمبل ندیون کے موقع اتصال پر بمقام پالی گھاٹ عبور کیا سلطان پور کے ہاڑا
سردار پر جسکے ذمے اس گھاٹ کی حفاظت تھی ناگہانی حملہ ہوا مگر اُسنے بھی اپنے بھائیون کو جمع کرکے مقابلہ کیا گرتے وقت
وہ دونون ہاتھ پھیلا کے زمین کو چپٹا جیپور والون مین سے بعض لوگ خوش ہوئے مگر جو دور اندیش تھے اُنھون نے
اسکو شگون بد سمجھا کہ مرنے کے وقت بھی ہاڑا زمین کو نہین چھوڑتا ہے اس فتح سے خوش ہوکے نصرت مند براہ خاص کوٹہ
کے بھٹورہ تک پہونچے وہان اُنکو پانچہزار ہاڑے ایک باپ کی اولاد مقابلے کے واسطے تیار ملے اگرچہ تعداد مین
جیپور کی فوج زیادہ تھی مگر ہاڑے اپنی زمین و عزت بچانے کے واسطے جان دینے کو مستعد تھے کل کچھواہے سوارون
نے یکبارگی حملہ کیا مگر فتح کے یقین سے اُنھون نے اپنے گھوڑون کو پہونچنے سے پیشتر تھکا دیا تھا۔ ہاڑون نے استقلال اور
مضبوطی سے مقابلہ کیا اور اُنکے حملے سے منتشر و آشفتہ نہ ہوے اُنکی کمک اور آئی پیادہ و سوار شامل ہوگئے اور کشت و
خون ہونے لگا اسوقت کوٹے کے فوجدار ظالم سنگھ جھالا نے عجیب بات کی کہ عین لڑائی کے وقت گھوڑے سے
اترکے مع اپنے ہمراہیون کے پیادہ پا لڑنے لگا اور جس دانائی نے اُسکو مشہور و نامور کیا ہے اول مرتبہ ثابت کرکے
فتح حاصل کی۔ ملہار راو ہلکر اپنی بقیہ فوج سے اسی نواح مین مقیم تھا مگر شکست پانی پت سے ایسا پست ہمت ہوگیا تھا
کہ فریقین سے کسی کے شریک ہونے کی جرأت نکر سکا۔ ظالم سنگھ نے اُس سے جاکر التجا کی کہ اگر تم لڑ نہین سکتے ہو تو
صرف جیپور کی فوج کے گرد پھر کے لشکر کو لوٹو اُسے یہ اشارہ کافی تھا فوراً آپہونچا غارتگری لشکر کی خبر سنتے ہی کوٹہ والون
نے جوش و خروش سے حملہ کیا اور جیپور کی فوج ششدر ہوکے بھاگی ہاڑون کی تلوار نے اُنکے تعاقب مین خون کا
سیلاب جاری کردیا سرداران ماچیڑی والیسرہ دوانکہ و بارول واچرول اور امیر کے کل اُدت دبوا و جھول
اور آوت کوٹے کے پانچہزار ہاڑون کو پشت دیکر بھاگے بوندی والے اگرچہ جمع ہوئے تھے مگر شریک جنگ نہ ہونے
سے اپنی کوٹریونکو خراج سے بچانے کا عمدہ موقع کھو بیٹھے مغرورونمین سے اکثر لوگ قید ہوئے آنبیر کا پچرنگا جھنڈا ہاڑون
کے ہاتھ آیا۔ جنگ بھٹورہ نے دعوے خراج کا یکبارگی فیصلہ کردیا کہ اُسوقت سے کچھواہون نے کبھی نام نہین لیا ہے
اس فتح کی یادگار مین ہاڑے ہر سال دسہرہ کے اجتماع مین مصنوعی آمیر بناکر اُسکو فتح کرتے ہین راجہ مادھو سنگھ
نے نروکا پرتاپ سنگھ جاگیردار ماچیڑی کو کسی قصور پر جلاوطن کردیا تھا جو بھرتپور کے راجہ جواہر سنگھ کے پاس جا رہا تھا
اور وہان سے اُسکی جاگیر مقرر ہوگئی۔ جواہر سنگھ نے جیپور کے معاملات مین ابتری دیکھکر ضلع کما نا طلب کیا اور
نہ پایا تو وہ ناراض ہوا جواہر سنگھ کی روز افزون ترقی سے جیپور کے رئیس اور سردارونکو گونہ حسد تھا اور وہ اسی
ناراضی کی وجہ سے لشکر لیکر بغیر اطلاع کئے جیپور کے علاقے مین ہوکر پشکر اشنان کے واسطے گیا اور وہان راجہ
بجے سنگھ والی مارواڑ سے بتبادلہ دستار رابطہ اتحاد و اتفاق مستحکم کیا یہ امر باختلال ملک ہر سہلے و گور سہلے مشیران
ریاست راجہ مادھو سنگھ والی جیپور کو ناگوار ہوا کہ اُنکی صلاح سے اُسنے ایک خط بھیجکر لکھا کہ میری ریاست مین سے
معاودت نہ کرین اور سرداران ریاست کو بھی مقابلے کے واسطے جمع کیا راجہ جواہر سنگھ نے راجہ جیپور کی اس تحریر پر کہ
بیوجہ اور بے معنی تھی لحاظ نہ کرکے اسی رستے سے مراجعت کی اثنائے راہ مین جیپور کی فوج سدراہ ہوئی تو مقابلہ ہوکر بھی

اپنے ملک والون یعنی جیپور کی فوج مین آملا اور بشمول دیگر کچھواہون کے بھرتپور والون سے برسر مقابلہ ہوا اور اپنی پناہ دہی اور مہمان نوازی کا حق فراموش کیا ماونڈہ کے مقام پر دونون افواج مین سخت مجادلہ و خونریزی وقوع مین آئی جواہر سنگھ باوصف نقصان کثیر ملازمون کے صحت و سلامتی سے داخل بھرت پور ہوا اگرچہ راج جیپور وہانکے اکثر یا کل نامی بہادرون کے مارے جانے سے تباہ و برباد ہوگیا ماچیری یعنی الور کی علیحدہ ریاست ہونیکا باعث یہی لڑائی تھی کیونکہ مادھو سنگھ نے لڑائی کے بعد پرتاب سنگھ کے قصور معاف کرکے اسکو ماچیڑی کی جاگیر واپس دیدی جسکو اسنے کچھ عرصے کے بعد ترقی دیکر دہلی کے آخری بادشاہ شاہ عالم ثانی کی سند سے خود مختار ریاست بنا لیا۔ مادھو سنگھ نے اس جنگ کے ختم ہونے سے چوتھے دن تپ کے عارضے سے سمبت ۱۸۲۵ مطابق ۱۷۶۸ء مین سترہ برس راج کرکے وفات پائی۔ مولوی محمد مخدوم نے تاریخ آنور و تجارامین وفات کا سمبت ۱۸۲۴ لکھا ہے جس کے بعد رئیسون کی کم عمری اور کم عقلی اور کامدارونکی شرارت اور خود مطلبی سے ریاست نے بہت نقصان اٹھایا اسکے دو بیٹے تھے (۱) پرتھوی سنگھ ولیعہد (۲) پرتاپ سنگھ۔

## راجہ پرتھوی سنگھ

یہ چھہ سات برس کی عمر مین اپنے والد کے بعد راجہ ہوا اور اسکے چھوٹے بھائی پرتاپ سنگھ کی ماں چونڈاوتنی راج کا انتظام کرنے لگی ٹاڈ صاحب کہتے ہین کہ یہ رانی بڑی بلند نظر اور مستقل مزاج تھی مگر اسکے منظور نظر فیروز نامی فیلبان نے اسکو بدنام کر رکھا تھا رانی نے زیادہ مہربانی سے فیلبان مذکور کو مصاحب کا درجہ دیدیا تھا اور پنچایت سرداران راج مین مقرر کیا تھا جس سے اکثر سردار ناراض ہوکر اپنی جاگیرونکو چلے گئے۔ رانی نے بلا امداد سرداران اجراے کار ریاست کرنا چاہا اور اس غرض سے ابناجی نامی پردیسی کے تحت مین فوج نوکر رکھکر اسکی معرفت ملک کی جمع وصول کی۔ آخر ہت رام دیوان اور خوشحالی رام بوہرہ مصاحب تھے اگرچہ یہ دونون شخص بہت ہوشیار تھے مگر فیلبان رانی کے مزاج پر ایسا حاوی تھا کہ اسکے روبرو کسیکی پیش نہین جاتی تھی ادھر سے پور کی ریاست مین بنائی ہوئی تاریخ مین ہے کہ پرتھوی سنگھ مسند نشینی سے نو برس کے بعد سمبت ۱۸۳۴ مطابق ۱۷۷۷ء فوت گذر گیا جسکی موت گھوڑے سے گرکر بیان کیجاتی ہے لیکن پرتاپ سنگھ کی ماں چونڈاوت رانی پر اسکے بیٹے کو راج ملنیکی غرض سے زہر دینے کا بھی الزام لگایا جاتا ہے اور روشن راے سے جو نسخہ منقول ہے اسمین لکھا ہے کہ اسنے کشتے کا استعمال کیا اسمین غلطی ہونے سے خرابی پیدا ہوگئی جس سے مرگیا۔

پرتھوی سنگھ کی باوجودیکہ ہنوز سن تمیز کو نہین پہونچا تھا اور ماجی چونڈاوتنی کے پاس رہا کرتا تھا دو شادیان ہوگئی تھین ایک بیکانیر مین دوسری کشن گڑھ مین کشن گڑھ والی رانی سے مان سنگھ نام لڑکا پیدا ہوگیا تھا اسکو بخوف ہلاکت اول کشن گڑھ لے گئے اور جب وہان بھی صورت امن کی نظر نہ آئی تو گوالیار کے لشکر مین بھیجا گیا جہان مدت تک سیندھیا کی حفاظت مین رہکر ریاست کی امید دوسرے جہان کو اپنے ساتھ لے گیا جیساکہ تحفہ راجستان مین بیان کیا ہے۔

# راجہ پرتاب سنگھ

اسکو اپنے بڑے بھائی کے بعد سمبت ۱۸۳۴ مطابق ۱۷۷۸ء مین راج ملا دہلی کا آخری بادشاہ شاہ عالم ثانی اپنے سال نوین جلوس مین سردارون کا فساد دور کرنے کو فوج لیکر جیپور آیا راجہ بادشاہ کی سند کے پیے شہر سے نکلا عبدالاحد خان نے بہت چاہا کہ میرے ذریعہ سے ملازمت کرے مگر اسنے مرزا نجف خان کے آنے تک سلام ملتوی رکھا اور مرزا کے آنے کے بعد بادشاہ کی ملازمت سے مشرف ہوا راجہ نے ایک ہزار اشرفی اور دو لاکھ روپیہ نذر مین پیش کیا بادشاہ نے بھی خلعت اور راج تلک دیکر نارنول وغیرہ کا علاقہ جو ضبطی مین آگیا تھا جیپور والون کو واپس دیا اور آپ دہلی کو لوٹ گیا تھوڑے دنون کے بعد ماچیڑی والے پرتاپ سنگھ نروکا کو جسکی اولاد مین [illegible] الور ہین مغلوب کرنے کے لیے راج گڑھ پر چڑھائی کی اتنا زور سے حملہ کیا کہ نزدیک تھا کہ قلعہ خالی ہو جاے اور راؤجند کو گرفتار ہو جاے خوشحالی رام دیوان نے سفارش کرکے صفائی کرادی اور راجہ جے پور کو لوٹ گیا اسکے بعد پرتاپ سنگھ نروکا نے بادشاہی سردار نجف خان کو آگرے سے جاٹون کی بیدخلی اور بھرت پور کی ضبطی مین بہت مدد دی جس سے بادشاہ نے اسکو راؤ راجہ خطاب اور جاگیر کی سند بلا وساطت جیپور عنایت کی اس ذریعہ سے پرتاپ سنگھ کو خود مختار ریاست اور قائم کرنے کا حوصلہ ہوا ادہر چونڈاوتنی رانی نے بھی اپنی طرف سے فیروز فیلبان کو بادشاہی دربار مین سپہ سالار افواج جیپور بناکر روانہ کیا اور اسنے افسر فوج شاہی کے لشکر مین راؤ راجہ پرتاپ سنگھ سے مساوی درجے کی ملاقات کی راؤ نے دل مین حسد اور بظاہر دوستی کرکے ایک دعوت کے موقع پر کھانے مین زہر دوا کر مروا ڈالا جب فیلبان مر گیا تو راؤ راجہ بھی انتظام جیپور مین خوشحالی رام کا شریک ہو گیا اسی اثنا مین راجہ جے پور کی والدہ مختار کا بھی انتقال ہو گیا اور اب خوشحالی رام خزانچی جو پہلے راؤ راجہ کا نوکر تھا جیپور مین بہت زور پکڑ گیا۔ ابھی راجہ پرتاپ سنگھ ایسا ہوشیار نہین ہوا تھا کہ بلا اعانت انتظام راج کر سکتا راؤ راجہ اور بوہرہ خوشحالی رام دونون حریص تھے انمین بہت جلد نااتفاقی پیدا ہو گئی خوشحالی رام نے فوج شاہی کا ایک دستہ بافسری ہمدان خان طلب کیا اس پر وہ نزاع و فساد پیدا ہوا کہ جسکے سبب سے مرہٹون کی مداخلت ہوئی۔

سمبت ۱۸۴۳ مطابق ۱۷۸۶ء مین راجہ پرتاب سنگھ نے ہوشیار ہو کر مرہٹون کو راجپوتانے سے نکالنے کے لیے جودھپور کے راجہ بیجے سنگھ سے مدد چاہی جسنے اپنے ماتحت جاگیردار دی کی فوج کو دیکر اسکے پاس بھیجدیا۔ راجہ اپنے مددگارون کے ساتھ جن مین بادشاہی افسر اسماعیل بیگ اور ہمدانی وغیرہ بھی شامل تھے مقام تونگہ پر لال سوٹ کے قریب مقابلے کو پہونچا۔ لڑائی مین راٹھوڑون نے سیندھیا کے توپخانے پر بہادرانہ حملہ کیا اور سیندھیا کی فوج کو جس مین جنرل ڈیبائنی کی پلٹن بھی تھی شکست فاش دی سیندھیا میدان جنگ سے بھاگ کر متھرا کو گیا اور کئی سال تک اس شکست کے نقصان کی تلافی نہ کر سکا راجپوتون کو فتح کامل حاصل ہوئی راٹھوڑون نے دھابھائی کو بھگاکر اجمیر پر قبضہ کر لیا اور [illegible] باجگذاری منسوخ کردیا جنرل کونٹ ڈیبائنی کو اس شکست سے بڑی غیرت آئی اسنے بامداد مادہوجی سیندھیا کے عمدہ قواعددان فوج تیار کی اور یہ سپاہ راجپوتانہ کو روانہ ہوئی راٹھوڑ بھی

دوبارہ کچھوا ہونکی مدد کو آپہونچے لیکن اُنکے کسی خوشامدی بھاٹ نے ایک دوہا اس مضمون کا بنایا کہ۔

راٹھوڑون نے جیپور والونکی ڈوبی ہوئی عزت کی ناؤ کو بچایا ہے۔

اس سے کچھوا ہون نے رنجیدہ ہوکر سیندھیا کے ساتھ خفیہ عہدنامہ کرلیا کہ ہم لڑائی سے علیحدہ رہینگے راٹھوڑون نے دشمن کے اپنے علاقے تک پہونچنے اور حملہ کرنیکا انتظار نکرکے مقام پاٹن واقع تورا واٹی پر کہ جیپور سے شمال مین ہے کچھوا ہونکے شامل ہوکر سیندھیا کی فوج کا مقابلہ کیا اپنی عادت معہودہ کے موافق راٹھوڑون نے ڈپا ئنی کی تو پہ پر حملہ کیا اور جو مقابل مین آیا اُسے تہ تیغ کیا مگر مدد نہ پہونچنے پر توپخانے گراب گولونکی مار مار سے ہزارون طعمۂ اجل ہوکر مجبور میدان جنگ سے بھاگے راستے مین عام زمینداروں نے اُنکی سواری و کل سامان چھین لیا اس پر جیپور کے بھاٹون نے جواب مین اس مضمون کا کبت بنایا کہ راٹھوڑ لوگ گھوڑا۔ جوڑا۔ پگڑی۔ موچھین اور تلوار بھاری سمجھ کر میدان مین چھوڑ بھاگے اس فضول نا اتفاقی سے جو راجپوتانے کی خرابی کا باعث ہوئی مرہٹون نے راٹھوڑونکو دوسری بار مقام میرٹھ پر شکست دیکر ساٹھ لاکھ روپیہ بطور جرمانہ لیا اور جسقدر روپیہ میسر نہ آیا اُسکے عوض مین مال و اسباب فروخت کرایا۔

سمبت ۱۸۴۷ مطابق سنہ ۱۷۹۰ع مین پاٹن کی لڑائی اور راٹھوڑون سے اتحاد فسخ ہونے کے بعد تکاجی راؤ ہلکر نے جیپور پر حملہ کرکے سالانہ خراج مقرر کیا جو کچھ عرصے تک فوج خرچ کے طور نواب امیرخان کو اور آخر کار مہاراجہ جگت سنگھ کے وقت مین سرکار انگریزی کو دیا جانا قرار پایا۔ جیپور کے جاگیر دار باوجودیکہ سیر حاصل زمینون پر قابض تھے مگر راجہ کی اطاعت مین دریغ کرتے تھے کیونکہ راجہ آرام طلب اور عیاش آدمی تھا اور مصاحب بھی ایسے ہی تھے یہی وجہ ہے کہ نروکا راؤ راجہ پرتاب سنگھ جو تین چار ہزار سوار کی نوکری کی تا جیٹری کی جاگیر رکھتا تھا رفتہ رفتہ جے پور کا بہت سا علاقہ دبا کر ایک والی ملک بنگیا اسیطرح دوسرے جاگیرداروں نے بھی زور پیدا کرلیا۔

راجہ پرتاب سنگھ کے عہد مین خانگی جھگڑون اور مرہٹون کی لوٹ مار سے راج جیپور نہایت تباہ حالت کو پہونچا اور غارتگرونکو متواتر روپیہ دیا گیا اس سے خزانہ خالی ہوگیا مگر جیپور کے خزانے مین اس کثرت سے روپیہ تھا کہ باوجودیکہ مادھو سنگھ نے حصول ریاست کے واسطے زر کثیر برباد کیا اور ایام نابالغی پرتھی سنگھ و پرتاب سنگھ مین مصارف عظیم ہوتے رہے اور سنہ ۱۷۸۷ع مین تونگا کی فتح پر راجہ پرتاب سنگھ نے صرف خیرات مین چھ مین لاکھ روپیہ تقسیم کیا لیکن پھر بھی مالی حالت خراب نہ ہوئی راجہ پریشانی کے وقت سمبت ۱۸۵۹ مطابق سنہ ۱۸۰۳ع مین چھبیس برس راج کرکے مرگیا۔ اور اُسکا بیٹا جگت سنگھ وارث رہا۔

## راجہ جگت سنگھ

سمبت ۱۸۵۹ مطابق سنہ ۱۸۰۳ع مین اپنے والد کے مرنے سے راج پانے کے بعد سرکار انگریزی کے ساتھ عہدنامہ قبول کیا اس عہدنامے کا اول نتیجہ یہ ہوا کہ ریاست جیپور نے نواب وزیر علیخان کو جو لکھنؤ کی حکومت سے خارج ہونے کے بعد بنارس کے ریذیڈنٹ چیری صاحب اور دوسرے افسرونکو قتل کرکے جیپور مین پناہ پذیر ہوا تھا گرفتار کرادیا باوجودیکہ راجہ نے اس سے پگڑی بدلی تھی اور راجہ کی ماں نے اسکو بیٹا بنایا تھا۔ منشی ذکاء اللہ صاحب

تاریخ ہندوستان مین لکھتے ہین کہ جب وزیر علیخان کے جیپور مین پناہ پذیر ہونے کی خبر گورنمنٹ مین پہونچی تو کپتان کولنس رزیڈنٹ مہاراجہ سیندھیا نے راجہ جے پور کو لکھا کہ تم وزیر علی کو ہمارے حوالے کردو تو ہم تکو بہت روپیہ دینگے راجپوتون کا دھرم ہے کہ جو شخص انکی پناہ مین آئے خواہ وہ قاتل ہی کیون نہو اسکو بھی دشمن کے حوالے نہین کرتے مگر یہ وقت تو انقلاب کا تھا سارے دھرم کرم اپنی جگہ پر چھتے راجہ نے دیکھا کہ مزو بدنامی مین زرد جواہر ہاتھ لگتے ہین اسلیے اُسنے کچھ اسکا دھیان نہین کیا کہ ہمیشہ کو کلنگ کا ٹیکہ لگے گا سرکار انگریزی سے روپیہ اور وزیر علی سے جواہر لیکر سرکار کے حوالے اس شرط کے ساتھ کر دیا کہ وہ جان سے نہ مارا جاسکے نہ اُسکے پانوٗن بیڑیان پڑین مہمان کی مہمانداری کا یہ حق ادا کر دیا کہ اُسکی جان بچادی ہر صورت جس منشا سے سرکار نے عہدنامہ کیا تھا وہ اسکو حاصل ہوگئی۔

اگرچہ اس گرفتاری سے راج جے پور کی ہندوستانیون مین بدنامی ہوئی مگر یہی ثبوت کامل اس بات کا ہے کہ ریاست جے پور اپنے عہد و پیمان پر ثابت قدم رہی۔ لیکن اُس زمانے کے مدبرون نے اس وفاداری کا احسان نہ مانا اس سے جیپور کی عافیت اور سرکار انگریزی کی نیک نامی مین خلل واقع ہوا یعنی سنہ ۱۸۰۵ع مین بعہد حکومت لارڈ کارن والس گورنر جنرل جنکو ریاستون سے عہد و پیمان کرنا قرین مصلحت نہ معلوم ہوا عہدنامہ فسخ ہو کر جیپور کو بے مدد چھوڑا گیا کہ مرہٹون نے سرکار انگریزی کا رفیق ہونے کی وجہ سے زیادہ ترپیا کا نہ تاخت و تاراج کیا تاہم جگت سنگھ نے بشمول لارڈ لیک ہلکر سے بدل و جان مقابلہ کرکے اپنی طرف سے تعہد کو قائم رکھا اور لیک صاحب نے سرکار انگریزی کی حفاظت بدستور جاری رکھنے کا اقرار کیا مگر سر جارج بارلو صاحب کو بھی اپنے متقدم لارڈ کارن والس صاحب کی رائے پسند ہوئی اور لارڈ لیک کے عذرات پر مطلق التفات نہ کیا اسی موقع پر جیپور کے وکیل نے لارڈ لیک سے کہا تھا کہ ہندوستان مین انگریزی عملداری ہونے کے وقت سے صرف اسی مرتبہ سرکار انگریزی نے اپنے ایمان کو آسائش پر موقوف رکھا ہے اس عہدشکنی پر حکام انگلستان نے بہت اعتراض کیا اور سنہ ۱۸۱۳ع مین حکم صادر ہوا کہ جب موقع ہو جے پور کو از سر نو حفاظت انگریزی مین لیا جائے مگر بسبب درپیشی جنگ نیپال بہتر متصور ہوا کہ جبتک بشمول تدبیر عام استیصال پنڈارون کے پیش نظر نہو اس حکم کی تعمیل ملتوی رہے ریاست کو سرکاری عہدنامے پر وثوق نرہا تھا باوجودیکہ اُسنے ابتدا عہدنامے کی پابندی مین راجپوتی آن توڑی اور اپنے سرنا یعنی پناہ دئے ہوئے مفرور کو سپرد کر دیا حالانکہ پناہ دہی مفرور کے استحقاق کی برابر کسی امر کو راجپوت رئیس باعث عزت و ناموس نہین سمجھتے ہین اور جو شخص ریاست مین پناہ پذیر ہو اسکو سپرد کرنا باعث ہتک و ذلت بلکہ موت معصیت سمجھا جاتا ہے۔

ریاست نے انگریزی سرکار مطلب کا پابند خیال کرکے سنہ ۱۸۱۸ع کے عام عہدنامے سے انکار کیا لیکن جب سرکار نے وہانکے ماتحت ٹھاکرونکو خود مختار بنادینا چاہا تو لاچار راجہ کی طرف سے ٹھاکر بیری سال نے سر چارلس مٹکاف رزیڈنٹ کی معرفت عہدنامہ تحریر کیا جس کی رو سے خراج سرکار کو دینا اس طرح طے پایا۔ سال اول

بوجہ زیرباری معاف ۔ سال دوم چار لاکھ سکہ دہلی ۔ سال سوم پانچ لاکھ ۔ سال چہارم چھ لاکھ ۔ سال پنجم سات لاکھ سال ششم آٹھ لاکھ روپیہ سالانہ جب تک آمدنی ریاست چالیس لاکھ سے تجاوز نہ کرے اور چالیس لاکھ روپے سالانہ سے زیادہ خالصے کی آمدنی ہونے پر خراج بھی قاعدے کے ساتھ بڑھایا جانا قرار پایا ٹاڈ صاحب کہتے ہین کہ جگت سنگھ کی طرح بدوضع اور بدمزاج کوئی راجہ اُسکے خاندان مین نہین ہوا ۔

ایک ہندو مورخ جو ریاست کا طرفدار ہے لکھتا ہے کہ جگت سنگھ اپنی قوم اور زمانے مین سب سے زیادہ عیاش اور بدچلن رئیس ہوا ہی اگر اُسکے عہد کے واقعات لکھنے کے قابل ہوتے تو اُسکی تاریخ ایک علحدہ جلد ہوتی مگر وہ ایسے لغو اور فحش ہین کہ اُنکے لکھنے مین اپنے وقت کا ضایع کرنا اور ناظرین کے دلون مین مطالعہ کتاب سے نفرت پیدا کرنا ہے مگر مختصر یہ ہے کہ اُسکے عہد مین غیر ریاستونکی حملہ آوری شہرون کا محاصرہ غارتگرون کی تاخت و تاراج ملک کی خرابی رعایا کی تباہی متواتر جاری رہی ۔ رسکپور نامی ایک ادنی کسبی نے وہ فروغ پایا کہ اُسکے مقابلے مین عمدہ خاندان کی رانیان گرد ہوگئین اسپر یہانتک عنایتین ہوئین کہ اُسکو راج کے نصف ممالک کی رانی کر دیا اور راج کا کل سامان بلکہ راجہ سوائی جے سنگھ کا کتب خانہ تک نصف اسکو تقسیم کردیا جے مندر کا خزانہ جسکی حفاظت مین کالی کھوہ کے مینے دل و جان تصدق کرتے تھے مفت فضول خرچی مین تلف کردیا ۔ تجارت مین خلل واقع ہوا زراعت جلد موقوف ہوگئی کسی روز روڑا رام خیاط مختار ہوا دوسرے روز کوئی بقال ہوا تیسرے روز برہمن مقرر ہوا اور ہر ایک باری باری سے ناہرگڑھ کے جیل خانے مین بھیجا جاتا تھا ۔

رسکپور کا نام سکے مین درج کرادیا راجہ کے ساتھ ہاتھی پر سوار ہوکر نکلتی تھی سرداروں کو حکم تھا کہ مثل رانیون کے اُس کا ادب و تعظیم کرین مصر شیو نرائن برہمن اُسکو بائی جی کہکر بولتا تھا مگر چاند سنگھ سردار دونی نے ہر اُس جلسے مین جسمین وہ کسبی موجود ہوتی شریک ہونے سے انکار کیا اس علت مین اسپر دو لاکھ روپیہ کہ اُسکی چار سال کی آمدنی تھی جرمانہ ہوا سرداران ریاست راجہ اور اُسکی حکومت سے ایسے تنگ ہوگئے تھے کہ ایک دفعہ اُسکو گدی سے اُتارنے کی تجویز کی اور اگر رسکپور کو ناہرگڑھ مین قید نہ کر دیا جاتا تو یقین ہے اس تجویز پر ضرور عمل کرتے ۔

سمبت ۱۸۷۵ مطابق ۱۸۱۸ع ۔ ۲۱ دسمبر کو راجہ جگت سنگھ نے سترہ برس راج کرکے اپنی بدنام زندگی اختتام کو پہونچائی اُسکی وفات پر کسی کو افسوس نہ ہوا بلکہ کل راجپوتون نے بالاتفاق کہا کہ آج بیکنٹھ کا دروازہ کھلا ہے منشی جوالا سہائے نے وقائع راجپوتانہ مین انھین الفاظ سے لکھا ہے ۔ راجہ جگت سنگھ لاولد تھا مسند نشینی کے واسطے کسی کو گود لینا ضرور ہوا اور کچھواہون مین کوئی ایسا نہ تھا جو بلا اعتراض راجہ ہوسکے اس واسطے بعض لوگون نے زور کرکے نکالے ہوے راجہ موہن سنگھ کچھواہہ کو جسکا علاقہ سیندھیا نے چھین لیا تھا گدی پر بٹھا دیا لیکن وہ رانیون اور بڑے سردارون کی ناراضگی کے سبب علحدہ کردیا گیا اور ایک بھٹیانی رانی کے آٹھ مہینے کا حمل تصدیق کئے جانے کے بعد سمبت ۱۸۷۵ مطابق ۱۸۱۹ع ۲۵ ۔ اپریل کو ایک لڑکا پیدا ہوا جسنے تیسرے جے سنگھ کے نام سے شہرت پائی باشندگان جیپور کو اس وقت جو خوف تھا کہ رنج فساد کے چلنے سے سرکار انگریزی مداخلت کرکے ملک ضبط کرلیگی وہ جاتا رہا ۔

اس جگت سنگھ نے راجپوتانے مین ایک اور طرح بھی فساد عظیم پیدا کرایا جسکی تفصیل یون ہے کہ مہارانا بھیم سنگھ کی دختر جسکی منگنی پہلے جودھپور کے مان سنگھ سے ہوکر بھیم سنگھ نے چھڑالی تھی مہارانا کے ایما سے جگت سنگھ کو تحریک کی گئی اور اُس کے عشق باز مزاج کو کشن کمار کے حسن وجمال نے اپنی طرف ایسا کھینچا کہ اُس نے شادی کرنے کی درخواست کی۔ دونون رقیبون یعنی راجہ مان سنگھ والی جودھپور اور راجہ جگت سنگھ والی جیپور کے درمیان سوائی سنگھ سردار جودھپور کی شرارت اور فتنہ پردازی سے فساد عظیم برپا ہوا نواب امیر خان نے جسکو اول راجہ جیپور نے بلایا تھا اور پھر راجہ کے نقض عہد کرکے اُس سے مخالفت کرلی اسلیے والی جودھپور نے خرچۂ جنگ مقرر کرکے اپنی طرف کرلیا جیپور والونکو خوب تباہ کیا بلکہ قریب قریب سارا راجپوتانہ تباہی مین مبتلا ہوگیا کسی قسم کی بدنامی نتیجی جوان دونون راجون اور اُنکے ہمراہیون نے حاصل کی۔ قتل غارت کا بازار برابر گرم رہا مگر دونون رئیسون مین سے کوئی اپنے دعوے سے دست بردار نہ ہوا اور ملک مین سیلاب خون جاری ہوا انجام کار نواب کے مشورے سے قرار پایا کہ سبب فساد گم ہوجائے کہ کشن کمار جو راجستان مین بربادی پھیلو کے باعث وبال راجستان سمجھی گئی مار دیا جائے۔

## راجہ جے سنگھ سوم

یہ سمبت ۱۸۷۵ مطابق ۱۸۱۹ء مین پیدا ہونے پر سر ڈیوڈ اکٹرلونی انگریزی سفیر دہلی کی صلاح ومنظوری سے راج کا مستحق مانا گیا اور جوگانون سردارون نے خالصے کے دبالیے تھے وہ اُنکے قبضے سے نکالے جاکر قدیم دستور کے موافق راج اور جاگیردارونکے معمولی برتاؤ کی ہدایت کردیگئی۔ دوسری سال رانی مختار کی ناقص اور بدنام کارروائی سے فساد ہوکر محل کے اندر فوجی رام وغیرہ کئی اہلکار مارے گئے جس پر انگریزی سرکار نے نگرانی کے خیال سے ایک پولیٹکل افسر کپتان سٹوئرٹ کو خاص جیپور مین مقرر کیا۔ رانی نے راول بیری سال دیوان کے برخلاف ایک نمکحرام جھوتارام کو مصاحب بنالیا۔ لیکن پولیٹکل افسر نے سرکاری منشا سے بد صلاح کارون کو بیدخل اور راول کو با اختیار کرادیا۔ تین برس کے بعد راول دیوان جان کے خوف سے ایجنسی مین جا چھپا جسکو سر ڈیوڈ اکٹرلونی نے دیوانی سے موقوف کرکے رانی کو اختیار سونپ دیا لیکن جھوتارام پھر سخت نالائق ثابت ہونے پر کئی برس کے لیے جلاوطن کیا گیا۔ سمبت ۱۸۸۲ مطابق ۱۸۲۶ء مین میجر لو پولیٹکل اجنٹ نے انتظام کی نظر سے سردارونکو جمع کرکے راے لینی چاہی جنمین سے کسی نے بھی راجپوتانے کی عادت کے موافق سب کے سامنے اپنا منشا ظاہر نہ کیا تب میجر صاحب نے ایک ایک کو علیحدہ کمرے مین لیجاکر اونکی راے کا اندازہ لیا تو معلوم ہوا کہ اکثر بڑے درجے کے سردار راول کے برخلاف اور رانی سے رضامند مین اسپر سر چارلس مٹکاف نے راول کو دوبارہ بے اختیار کرکے جھوتارام کو واپس آنے کا حکم دیدیا فوج نے باقی تنخواہ نہ ملنے کی فریاد مین شہر پر توپخانہ اجمایا یہ بغاوت پولیٹکل اجنٹ کے سمجھانے اور تنخواہ ملجانے سے دور ہوئی۔

سمبت ۱۸۸۸ مطابق ۱۸۳۲ء مین لارڈ ولیم بینٹنگ گورنر جنرل نے اجمیر آکر راجپوتانے کی تمام افسری

دہلی سے علحدہ کرکے کرنل لاکٹ کو اول بار اجنٹ گورنر جنرل راجپوتانہ مقرر کیا۔ اسی برس شیخاوٹی مین زیادہ لوٹ مار ہونے کے سبب نمک کی سانبھر جھیل پر کچھ عرصے تک انگریزی فوج رکھی جاکر اُسکا چودہ لاکھ روپیہ سالانہ خرچ جیپور کے ذمے ڈالا گیا۔ راج پر بارہ لاکھ روپیہ سرکاری خراج باقی رہنے اور بہت سی خرابیون کے وقت راجہ کی والدہ اسی سال کے اندر انتقال کرگئی جس سے جھوتارام نمک حرام کو اپنے مختار رہنے کی غرض سے نوجوان رئیس کے ہلاک کرنے اور ایک بچے کو وارث بنانے کے سوا کوئی تدبیر نہ سوجھی۔ سمبت ۱۸۹۱ مطابق شروع ۱۸۳۵ع مین راجہ جے سنگھ تیسرے نے ستر برس کی عمر مین محل کے اندر دفعۃً مرنے پر جلد داغ دیا گیا جس سے جھوتارام پر زہر دینے کا الزام قائم ہوا۔ کرنل آلوس اجنٹ گورنر جنرل کے جلد جیپور آنے کے بعد قتل کا کوئی پختہ ثبوت نہ ملنے سے جھوتارام قلعۂ دیوسہ مین دائم الحبس کیا گیا اور کنور رام سنگھ کی والدہ چندراوت مختار ہوئی۔ جس سے پھر ثابت ہوا کہ عورتون کے کامل اختیار اور اُنکے نالائق مددگارون سے تباہی کے سوا کوئی اچھا نتیجہ نہین نکلتا۔

## مہاراجہ رام سنگھ دوم

یہ سمبت ۱۸۹۱ مطابق ۱۸۳۵ع مین جبکہ سوا برس کی عمر کا تھا رئیس مانا گیا اور اُسکی والدہ محافظ اور مختار قرار دیگئی کئی مہینہ کے بعد پولیٹکل اجنٹ نے جھوتارام کے طرفدارونکو برطرف اور راول کو دیوان بنانا چاہا اُس موقع پر اجنٹ گورنر جنرل راجپوتانہ جب اپنے اسسٹنٹ مسٹر بلیک وغیرہ کے ساتھ راول کے اختیار ملنے کا حکم سناکر محلون سے واپس چلا تو فسادیون مین سے ایک شخص نے اجنٹ گورنر جنرل کو تلوار سے زخمی کیا مسٹر بلیک نے فوراً مجرم کو پکڑکر قیدخانے مین بھجوایا اور اجنٹ گورنر جنرل پالکی مین پڑکر ایجنسی پہونچا شہر والون نے بلیک صاحب کے کپڑے خون سے بھرے ہوئے دیکھکر شور مچا دیا کہ یہ صاحب کم عمر مہاراجہ کو مار کر جاتا ہے اس غلط افواہ سے سیکڑون آدمی اُسپر دوڑ پڑے اور وہ شہر کا دروازہ بند پاکر ہاتھی پر سے ایک مندر کی چھت پر کود گیا۔ جہان اُسکو پہرے والے مینون نے بیرحمی سے قتل کرڈالا۔ تین چپراسی۔ ایک چوبدار اور ایک فیلبان بھی اس بلوے مین مارے گئے۔ راول نے قاتل مینون کو پھانسی دلواکر سرکاری کمیشن کو بہت مدد دی جسکی تحقیقات سے جھوتارام کا دوست دیوان امرچند وہدایت اللہ وغیرہ قتل اور خود جھوتارام و حکم چند ہمیشہ کو قلعہ چنار مین قید کیے گئے۔

اس بیہودہ فساد کے سبب راول اور رانی مختار کو راج کی ضبطی کا خوف ہوا لیکن انگریزی سرکار نے رئیس کی کم عمری کے لحاظ سے فسادی اور قاتل مجرمون کو معمولی سزائین دینے کے سوا کسیطرح کا نقصان ریاست کو نہین پہونچایا۔

سمبت ۱۸۹۵ مطابق ۱۸۳۹ع مین کرنل سرجان صدرلینڈ اجنٹ گورنر جنرل نے فضول جھگڑون کے سبب پولیٹکل اجنٹ کے ماتحت ریاستی کاروبار انجام پانے کے لیے ایک کونسل قائم کرکے دیوانی

و فوجداری وغیرہ کی کچہریان بھی مقرر کردین مہارانی نے اپنی بے اختیاری سے ناراض ہوکر کئی بار فساد کرایا
جو سرکاری فوج کے ذریعہ سے دور کیا گیا۔ پولیٹکل اجنٹ نے ریاست کی زیرباری اور خرچ کو زیادہ دیکھ کر
سالانہ خراج کی کمی اور باقی خراج کی رقم معاف ہونے کے واسطے اجنٹ گورنر جنرل کی معرفت سرکار مین رپوٹ
کی جسپر کامل غور ہوکر سمبت ۱۹۰۰ مطابق ۱۸۴۳ء سے معمولی خراج جو تھا یعنی چار لاکھ روپے سالانہ کے حساب سے
لینا قرار پایا اور سمبت ۱۹۰۵ مطابق ۱۸۴۲ء مین گورنر جنرل کے حکم سے چالیس لاکھ روپیہ بقایا کا بالکل معاف
ہوگیا اسکے سوا سانبھر پر سے قبضہ اٹھا کر سرکار نے شیخاواٹی برگیڈ کا تمام خرچ اپنے ذمے لیا۔ اسی سال
پولیٹکل اجنٹ کی راے سے ریاستی سردارون نے ستی ہونا اور لونڈی غلام بیچنا قانونی جرم مانکر چارنون
وغیرہ کو بیاہ شادی کے موقع پر بہت سا روپیہ دینا بیجا قرار دیا اور ان باتونکی روک کے واسطے علاقے مین
تاکیدی اشتہار جاری کردئے۔ لیکن کونسل کے ممبرون اور شیو سنگھ اور اسکے بھائی لچھمن سنگھ نے سوا لاکھ
آمدنی کی جاگیرین اپنے رشتہ دارونکو دیکر تین لاکھ روپے سے زیادہ کا غبن کیا اسپر اجنٹ گورنر جنرل کے حکم سے
کچھ جاگیرین ضبط اور غبن کا روپیہ وصول ہوکر لچھمن سنگھ وغیرہ شہر سے نکالدیے گئے۔ پولیٹکل افسر کی خوش تدبیری
سے سڑکین۔ شفاخانے اور کئی باغ طیار کئے گئے جنسے ہمیشہ ترقی ہوتی رہی۔

سمبت ۱۹۱۰ مطابق ۱۸۵۳ء مین پنچایت پر سے پولیٹکل افسر کی نگرانی رفع ہوکر مہاراجہ کو ریاستی انتظام
سپرد کردیے گئے۔ راول اپنی ذی اختیاری اور فضولخرچی سے راج کو زیربار اور مہاراجہ کو غافل از کار رکھنا
چاہتا تھا۔ لیکن اجنٹ گورنر جنرل کی نیک صلاح سے مہاراجہ نے راول کو برطرف کردیا۔

سمبت ۱۹۱۴ مطابق ۱۸۵۷ء کے غدر مین مہاراجہ نے ڈھائی ہزار آدمی شہر کی حفاظت کو رکھ کر چھ ہزار فوج
پولیٹکل افسر کے ہمراہ کردی۔ جو گوڑگانوہ وغیرہ کی طرف سے بہت سے انگریز ونکو امن کے ساتھ قلعہ آگرہ مین پہنچا
آئی اور پولیٹکل اجنٹ کی عورت اور بچونکو مہاراجہ نے محل مین پناہ [illegible] تھا اس خیرخواہی کے عوض
گورنر جنرل نے پرگنہ کوٹ قاسم جو دہلی کے آخری وظیفہ خوار بادشاہ سے ضبط ہوا راج کو عطا کیا۔ سمبت ۱۹۲۰
مطابق ۱۸۶۳ء مین مہاراجہ نے جودھپور جاکر دو شادیان کین اور اسی برس اسکو حضور ملکہ معظمہ کی طرف سے
اول درجے کا تمغاے ستارۂ ہند (جی۔ سی۔ ایس۔ آئی) حاصل ہوا۔ اسی سال پنڈت شیودین مصاحب
کے مرجانے سے مہاراجہ نے نواب فیض علیخان فوج بخشی کو مصاحب اعلے بناکر اسکے ماتحت اول چار شخصون
اور پھر آٹھ شخصونکی کونسل مقرر کی۔

سمبت ۱۹۲۲ مطابق ۱۸۶۶ء مین مہاراجہ نے چھوٹے مدرسے کے عوض بڑا کالج قائم کیا سمبت ۱۹۲۵
کے قحط مین مہاراجہ نے غریبون کی پرورش کرکے علاقے مین غلے کا محصول معاف کردیا جسپر انگریزی سرکار نے
اسکی ذاتی سلامی سترہ کے عوض انیس توپ کردی۔ اسی سال یعنی ۱۸۶۹ء مین انگریزی سرکار کے ہرجا
محصول کا روپیہ دینا منظور کرنے کے بعد جیپور اور جودھپور سے سانبھر کو لیکر نمک پر اپنا بندوبست کرلیا

سمبت ۱۹۲۷ مطابق سنہ ۱۸۷۱ع مین انگریزی سرکار نے نواب فیض علیخان کو ممتاز الدولہ خطاب اور سی۔ ایس۔ آئی کا تمغا عطا ہوا اور وہ دو برس کے بعد راج کوٹہ کی خرابی کے سبب سرکاری طرف سے وہان کا پولیٹکل منسٹر مقرر ہو گیا اور کئی سال تک عمدگی سے انتظام کرتا رہا۔ لارڈ میو گورنر جنرل کے جزیرۂ انڈمان مین جسکو عام لوگ کالا پانی کہتے ہین ایک قیدی شیر خان کے ہاتھ سے مارے جانے پر مہاراجہ کو جو انکا بڑا دوست تھا سخت رنج ہوا اسلیئے اُس نے دلی محبت سے میو صاحب کی قد آدم برنجی تصویر میو ہاسپٹل کے سامنے بلند چبوترے پر نصب کی جو رام نواس باغ کے اندر قائم ہونے سے زیادہ خوشنما نظر آتی ہے اسی سال مہاراجہ نے آنکھ کی تکلیف سے شملے جاکر مشہور ڈاکٹر مکنا مارا سے قدح (عمل جراحی) کرایا اور تندرست ہوکر واپس آیا

سمبت ۱۹۲۹ مطابق سنہ ۱۸۷۳ع مین نواب فیض علی خان دیوان نے جو چندروز کے بعد کے۔ سی۔ ایس۔ آئی۔ کا تمغا پاکر کوے کا منتظم ہوا اپنے عہدے سے استعفا دیا اور فتح سنگھ راٹھوڑ اُسکی جگہ مقرر ہوا سمبت ۱۹۳۱ مطابق سنہ ۱۸۷۵ع مین مہاراجہ جو کئی برس پہلے نواب گورنر جنرل کی کونسل مین ممبر کے طور شریک رہ چکا تھا بڑودے کے مہاراجہ گائکواڑ کی تحقیقات کرنے والی کمیشن مین ممبر کیا گیا جسکے نتیجے مین گائکواڑ سرکاری رزیڈنٹ کو زہر دلوانے کے الزام سے معزول کیا جاکر پونا بھیجدیا گیا۔ اسی سال اول لارڈ نارتھ بروک گورنر جنرل اور پھر شاہزادہ ایڈورڈ البرٹ صاحب بہادر انگلستان و ہندوستان جیپور مین تشریف لائے جسکی یادگار مین مہاراجہ نے ایک عالیشان مکان البرٹ ہال تعمیر کرایا۔ سمبت ۱۹۳۳ مطابق سنہ ۱۸۷۷ع جنوری مین مہاراجہ کو ملکۂ معظمہ کے شاہنشاہی لقب اختیار کرنے پر خطاب مشیر خاص ملکہ اُس کی ذاتی سلامی اکیس توپ کردی گئی۔

سمبت ۱۹۳۷ مطابق سنہ ۱۸۸۰ع مین مہاراجہ رام سنگھ دوسرے نے دستون کی بیماری سے انتقال کیا وہ نہایت سادہ مزاج رحمدل فیاض۔ اپنے قول کا پابند اور بے تعصب رئیس تھا۔ انگریز افسر اور ہندوستانی رئیس ہمیشہ اُسکی ملاقات سے خوش دل اور شکر گذار رہتے تھے۔ دراصل سوائی جے سنگھ کے بعد راج جیپور مین اُس سے بہتر شخص کوئی نہین گذرا اس مہاراجہ کے کوئی اولاد نہ تھی [illegible] جاگیردار کا چھوٹا بیٹا جو کچھ مدت سے آپس کی رنجیدگی کے سبب نواب ٹونک کے پاس جا رہا مختصر جاگیر پر گذر کرتا تھا جےپور مین بلانے جانے کے بعد مادھو سنگھ دوم کے نام سے راج کا مالک بنایا گیا۔

## مہاراجہ مادھو سنگھ دوم

یہ مہاراجہ سنہ ۱۸۶۱ع مین پیدا ہوا تھا اور سمبت ۱۹۳۷ مطابق سنہ ۱۸۸۰ع مین گود لیے جاکر گدی پر بٹھایا گیا شروع مین کونسل کی نگرانی پر ایک خاص پولیٹکل افسر کپتان ٹالبٹ مقرر ہوا اس کونسل مین دس ارکان تھے کونسل کے زمانے مین ریاست کے کاروبار نے نمایان ترقی کی۔ کچھ عرصے کے بعد سرکاری نگرانی ریاست کے

کام سے اُٹھائی گئی۔ سمبت ۱۹۴۲ مطابق ۱۸۸۶ء مین مہاراجہ کے یے اختیارات کا خریطہ اور خلعت سرکار سے آگیا جسکے کئی مہینہ پہلے لارڈ ڈفرن گورنر جنرل دورہ مین جیپور کا احوال ملاحظہ فرما گئے تھے۔ دوسرے سال مہاراجہ نے لیڈی ڈفرن فنڈ یعنی زنانہ اسپتالون کے چندے مین ایک لاکھ روپیہ اور ملکہ معظمہ کی جوبلی یعنی پچاس سالہ حکمرانی کے یادگاری مکان کی تعمیر مین پچاس ہزار روپیہ دیا۔ سمبت ۱۹۴۵ مطابق ۱۸۸۸ء مین مہاراجہ کو انگریزی سرکار سے خطاب و تمغاے ستارہ ہند درجہ اول ملا اور ۱۹۰۱ء مین خطاب جی سی آئی ای مرحمت ہوا جنوبی افریقہ کے فنڈ مین ایک معتدبہ رقم مہاراجہ نے دی۔ ۱۸۹۹ و ۱۹۰۰ء کے قحط مین مہاراجہ نے اپنی رعایا کو کافی مدد دی اور بطور افتتاحی اور ابتدائی امداد کے سولہ لاکھ روپیہ خرچ کیا۔ اور شہنشاہی گورنمنٹ کی اعانت کے یے ٹرینسپورٹ کور جسمین ایک سپرنٹنڈنٹ آٹھ افسر چھ سو بچانوے نان کمیشنڈ افسر اور جوان ایک ہزار ایک سو چھتیس ٹٹو چار سو نوے گاڑیان اور تو تانگے شامل ہین قائم کیا رسالہ ایک انگریزی افسر کی زیر نگرانی ہے اور ہمیشہ اپنے کام کے لیے آمادہ رہتا ہے چنانچہ دو مرتبہ اسکو میدان جنگ مین بھی جانے کا اتفاق ہوا۔ مہاراجہ کی ابتدائی مسند نشینی سے آخر تک ریاست نے انتظام تعمیرات عامہ مین ایک کرور تراسی لاکھ بانوے ہزار نو سو تیس روپیہ صرف کیا ہے جس سے ملک مین جابجا پختہ و خام سڑکین نکالی گئی ہین آبپاشی کا انتظام نہایت وسعت سے کیا گیا ہے ریاست کی تعمیرات مین ایک قابل دید عمارت البرٹ ہال ہے جسکا بنیادی پتھر پرنس آف ویلز نے جواب شہنشاہ معظم ہین اُس زمانے مین اپنے ہاتھ سے رکھا تھا جب وہ ہندوستان کی سیر و سیاحت کے یے تشریف لائے تھے یہ ہال اس ریاست کا عجائب خانہ ہے۔ جیپور سوائی مادھوپور ریلوے کی بھی ایک شاخ ہے جسکا طول نہتر میل ہے۔ تعلیمات کا انتظام بھی قابل تعریف ہے خاص جیپور مین تین کالج ہین مہاراجہ کالج۔ سنسکرت کالج۔ اورنٹل کالج۔ تعلیم نسوان کی غرض سے تین اسکول ہین سالانہ خرچ تعلیمات کا ترانوے ہزار آٹھ سو اسی روپیہ ہے علاوہ میو ہسپتال کے جابجا ملک مین متعدد شفاخانے ہین اس مد مین چھیاسی ہزار سات سو اکتالیس روپے صرف ہوتے ہین۔ مہاراجہ مرنے سے کچھ عرصے پہلے علیل تھا مگر چند ہفتے سے طبیعت بہت زیادہ خراب ہو گئی تھی آخرکار نمونیا سے انتقال ہو گیا ساٹھ سال کی عمر تھی۔

افسوس ہے کہ مہاراجہ کی وفات سے ایک ایسا ہندو رئیس اُٹھ گیا جو پرانی وضع کا پابند تھا اور اُس کے وقت مین نائبان ریاست مطلق العنان رہتے تھے خود مہاراجہ زیادہ تر کار ریاست مین اسیلیے مداخلت نہین کرتا تھا کہ مصاحب اعلے کا کام نائب کرتا تھا اور دیوانی و فوجداری اور محکمہ مال وغیرہ جن مین تمام علاقے کا اپیل ہوتا ہے کونسل کے ماتحت ہین اور راج کے ہر پرگنے مین ایک ناظم اور اُس کے ماتحت چند تھانہ دار رہتے ہین۔

## مہاراجہ مان سنگھ دوم

۸ ستمبر کو جیپور مین آنجہانی مہاراجہ کی جگہ مسند نشین ہوے انکی عمر ۱۲ سال کی ہے انکو مہاراجہ متوفی نے اپنی وفات سے ایک سال قبل متبنے کیا تھا۔

## استحقاق مسند نشینی جیپور

راج جیپور کی مسند نشینی کا استحقاق راجاوت نسل مین ہے کیونکہ راجاوتون کا خاندان بڑا ہے اور پسند کرنیکے واسطے اشخاص بکثرت موجود ہین اگرچہ راجاوت کا لقب پرتھی راج کے خلف کلان کی اولاد کو مخصوص ہے اور چھوٹے بیٹون کی اولاد کو کٹھری دار ہے مگر بعض اوقات یہ سب راجاوت کہلاتے ہین جھلاے کا رئیس راجاوت سردار ہے جو مہاراجہ جیپور کے خاندان مین بہت قریبی رشتہ دار ہے جھلاے ایک قصبہ ہے اور یہان قلعہ بھی ہے اور یہ مقام براستہ نصیر آباد و گوالیار بر نصیر آباد سے ۸۲ میل مشرق مین ہے۔

اول متبنے ہونے کا حق جھلاے والون کو ہے کہ یہ جگت سنگھ خلف مان سنگھ اول کی اولاد مین ہین دوم اولاد مان سنگھ کے مساوی الدرجہ سردارونکو ہے جنمین جیندلاے وہمت سنگوت وڈھولیہ و بھارمل داخل ہین تیسرے سورنگھ و مادھوسنگھ کی اولاد سمجھی جاتی ہے اور پسلرن پرتھی راج کی اولاد اس سے بہت دور مانی جاتی ہے۔

## فصل شیخاواٹی کے بیان مین

یہ جیپور کا شمالی مغربی علاقہ بالکل ریگستان ہے جہان سال بھر مین ایک فصل بارش کے ذریعہ سے ہوتی ہے اور کنوین بہت کم ہین اور پانی اسقدر عمق پر ہے کہ اُنسے آبپاشی نہین ہوسکتی ہے تعمیر چاہ کا خرچ پانچ ہزار روپے سے آٹھ ہزار روپے تک ہے کنوون کو بڑے عمق پر غرق کرنا پڑتا ہے اور چونکہ اُنکے اندر پانی سوت سے نہین نکلتا ہے بلکہ ریت مین چھنکر آتا ہے اسواسطے یہ بھی ضرور ہے کہ حوض نما ہونے کی غرض سے اُنکا محیط وسیع تر ہو علاوہ اسکے ریت نکلنے کا بھی خطرہ رہتا ہے جس کنوین مین ریت نکلتا ہے وہ چھوڑ دیا جاتا ہے چنانچہ قصبون اور دیہات کے قریب اکثر کنوؤن کی کوٹھیان بشکل مینار موجود ہین۔ جب کنوان بہمہ وجوہ تیار ہو جاتا ہے اس سے فائدہ بھی بہت ہوتا ہے گرد و پیش کے دیہات کے مویشی پانی پینے کو آتے ہین اون پر محصول لیا جاتا ہے خشک موسم مین مویشی ان کے قرب وجوار مین رکھے جاتے ہین اور وہان کی چراگاہون کی بھی قدر زیادہ ہو جاتی ہے جہان کنوان ہوتا ہے وہان ہی آبادی زیادہ ہوتی ہے اسی وجہ سے دیہات بڑے بڑے واقع ہوے ہین جہان زمین مین کنکر کی تہ نکلتی ہے وہان گاؤن آباد ہو جاتا ہے شیخاواٹی زراعت کا ملک نہین ہے سال تمام مین ایک فصل ہوتی ہے اور کبھی کبھی وہ بھی نہین ہوتی کل ملک ریت کے ٹیلون سے بھرا ہے اسمین صرف آک اور پھوک پیدا ہوتے ہین پھوک ایک بے برگ درخت ہوتا ہے اُسکے پھولون کو آدمی کھاتے ہین شاخون سے اونٹونکو عمدہ چارہ ملتا ہے اور اُسکی جڑسے کہ زمین مین دور تک پھیلتی ہے جلاکر کوئلے بناتے ہین کہ جلانے کے کام آتے ہین مقدم پیدا وار جوار باجرہ۔ مونگ اور موٹھ ہے ریت کے

ٹیلون کو بڑے ہونے سے بذریعہ اونٹونکے کاشت کرتے ہین جس سال بارش کثرت سے ہوتی ہے اس قدر پیداوار ہوتا ہے کہ زمیندار اچھی طرح خرچ کرلین تب بھی مویشیون کے واسطے بہت بچ رہتا ہے مگر اچھی بارش کم ہوتی ہے خفیف بارش زراعت کی بالیدگی اور ریت کو اڑنے سے باز رکھنے کے واسطے کافی نہین ہوتی اور بارش کثرت سے ہوتی ہے تب ریت اڑ کر زراعت کو دبا لیتا ہے۔

آنبیر کے گیارھوین راجہ اُدے کرن کے پوتے یعنی موکل جی کے بیٹے شیخ جی کچھواہہ کے نام سے یہ ملک شیخاواٹی کہلاتا ہے۔ کیونکہ اُسکی اولاد یہان بڑی تعداد مین آباد ہے۔ شیخاوتون سے پہلے اس علاقے پر قائم خانیون کا قبضہ تھا جو چوہان نسل مین سے مسلمان ہوگئے ہین۔ راجہ اودے کرن جس نے قائم خانیون کو تابع کیا تھا اُسکے پوتے موکل جی نے اولاد ہونے کیلیے ایک مسلمان فقیر شیخ برہان الدین کی بہت خدمت کی جو خراسان وغیرہ کی طرف سے اس ویرانے مین آرہا تھا۔ جب موکل جی کے ایک بیٹا پیدا ہوا اور اُسکی پیدائش شیخ مذکور کی دعا سے خیال کی گئی تو لڑکے کا نام شیخا یا شیخ جی رکھا گیا اور شیخ کی ہدایتون کے موافق بہت سی اسلامی رسمین اختیار کرلی گئین جن پر ابتک عمل چلا آتا ہے۔ شیخاوت ہندو دیوتاؤن کی طرح مسلمانون کے پیغمبر اور پیر ون کی پوجا کرتے ہین۔ بچہ پیدا ہونے پر کلمہ پڑھاتے ہین کھانے کے لیے بکرے اسلامی طور پر ذبح کراتے ہین۔ سور کا گوشت بالکل نہین کھاتے۔ شیخ برہان کے مرنے کے بعد اُسکی قبر پر عمدہ عمارت بنائی گئی جسکی تعظیم و زیارت کا رواج ہوگیا۔ شیخاوت لوگ کچھواہونکی ہر ایک شاخ سے تعداد مین زیادہ اور محنت کشی مین بڑھکر ہین۔ کھیتڑی۔ سیکر۔ اور کھنڈیلہ کے راجہ اور منوہر پور وغیرہ کے جاگیردار شیخ جی کی نامور اولاد مین سے مانے جاتے ہین۔ شیخاوت جو اپنی ریگستانی خاصیت کے سبب کل کچھواہون مین زبردست ہین انہین سے بادشاہ اکبر اور جہانگیر وغیرہ کے عہد مین راجہ گردھر۔ راؤ منوہرداس اور راو رائے شال درباری نے بڑی عزت اور ناموری حاصل کی تھی۔

شیخاوتون مین راجگان کھنڈیلہ اپنے مورث اعلے راجہ گردھر کے نام سے گردھرجی کہلاتے ہین اگرچہ وہان پانہ یعنی حصص صرف دو ہین اور ہر ایک مین علیحدہ راجہ ہے مگر اس خاندان مین جتنے آدمی غریب یا امیر ہین سب بلقب راجہ معروف ہین تا بحدیکہ جو افلاس و کم استعدادی سے مزدوری کرتے ہین وہ بھی راجہ کہلاتے ہین اور اس نواح مین ایک عام مقولہ ہے کہ گردھرجی کے سب راجہ۔

منوہر پور کا راؤ قدیم سردار اور ذی رتبہ ہے مگر بخلاف کل شیخاوتون کے کہ خراج گذار ہین راؤ منوہر پور جاگیردار ہے کہ اُسکے سواے راج مین نوکری کرتا ہے سیکر کا سردار بلقب راو راجہ مشہور ہے اُسکے علاقے مین خاص سیکر اور رام گڑھ و لچھمن گڑھ و فتح پور وغیرہ قصبات دولتمند ساہوکار ونکی آبادی کے ہین اور اُس کے بھائی بیٹون مین سے چند ٹھاکر جیسے چھوٹکھ۔ باٹودہ اور شیام گڑھ وغیرہ کے بہت زبردست ہین چنانچہ ٹھاکر ڈونگر سنگھ عرف ڈونگ جی جس نے بار وٹھیہ یعنی باغی ہو کر چند سنگین وارداتون کا ارتکاب کیا تھا اور گرفتار ہوکر

آگرے کے جیل خانے مین قید ہوا اور اسکا بھتیجا جواہر سنگھ جیل خانہ توڑ کر اسے فرار کرلایا موضع پتھوٹھ علاقہ سیکر کا رہنے والا تھا اس دونگ جی کا قصہ بالوگ راجپوتانے مین گاتے پھرتے ہین شیخ جی کے وقت سے ابتک شیخاوت بہت بڑھ گئے ہین - محمد شاہ کے وقت مین دہلی کی سلطنت ضعیف ہو جانے سے راجہ سوائی جے سنگھ نے شیخاوتونکی قوت کم کرنے کے لیے اُنکے خانگی نزاع کو موقع غنیمت سمجھکر ہر ٹھاکر کے مرجانے کے بعد یہ دستور جاری کیا کہ جب کوئی ٹھاکر مرتا اُسکی اولاد جائداد کو برابر حصونمین تقسیم کرلیتی صرف سیکر اور کھیتڑی کی ریاستین اس خلل انداز تقسیم سے بچ رہین سیکر مین جب چھوٹے بھائی نے دعوی کیا اُسی کو مار ڈالا اور کھیتڑی مین کسی راجہ کے ایک سے زیادہ لڑکا پیدا نہوا - اس تقسیم سے شیخاوتون کی خود مختاری جاتی رہی اور اُنکی طاقت ٹوٹ گئی اور آپس کے جھگڑون مین مدد اور فریاد کے لیے جیپور کے دوسرے سردار ونکی طرح وہان کا ماتحت ہونا پڑا ہر ایک قصبہ ہر ایک گانون ہر ایک گھر ہر ایک کھیت برابر تقسیم ہوتا جاتا ہے - سلطانہ - گانگیاسر - کھیالی اور ٹائیلین غیرہ دیہات مین اتنے ٹھاکر ہین کہ ہر ایک کے حصے مین صرف چند بیگہ اراضی ہے -

شیخاوتون مین سب سے بڑا گروہ شیخاواٹی کے بڑے حصے پر بتعداد کثیر پھیلا ہوا ہے سادول سنگھ والون کا ہے اسکے بزرگون نے قائم خانی نواب سے فتح کر کے جھونجھنون پر قبضہ کیا تھا اس خاندان مین اول نامور شخص اور کل ٹھاکرون کا مورث اعلی سادول سنگھ تھا اسکے پانچ بیٹے ہوئے کشن سنگھ - نول سنگھ - زور آور سنگھ - کیسری سنگھ اور اکھے سنگھ ان مین سے اکھے سنگھ لاولد رہا باقی چارون نے اور اسیطرح اُنکی اولاد نے ملک موروثی مساوی حصون مین تقسیم کیا کہ اسطرح اوقات مختلفہ پر بساو - سورج گڑھ - نول گڑھ - منڈاوہ ڈونڈلود - آلسیسر - ملسیسر - منڈریلہ - اسماعیل پور - چکھوڑہ - پرسرام پورہ - دیوڑاواس - چنداوہ - ہیرڑوہ - بدن گڑھ ڈیوڑہ - گانگیا - ٹائیلن اور سلطانہ بیسیون جائداد ہوگئین اور ان مین سے بھی اکثر مین دو - چار اور بعض مین بیس تیس حصے دار ہوگئے ہر ایک کی مختلف آمدنی ہے - ڈونڈلود - سورج گڑھ - نول گڑھ اور منڈاوہ وغیرہ کی بیس بیس تیس تیس ہزار اور غایت درجہ بساو کی ساٹھ ہزار روپیہ سالانہ آمدنی ہے اس مین سے ہر ایک حسب حصہ وحیثیت اپنے خراج دیتا ہے پرانی تاریخ کے مطابق سیکر اور کھیتڑی کی آمدنی چار چار لاکھ اور کل شیخاواٹی کی پندرہ لاکھ روپیہ سمجھی جاتی ہے جسمین سے تین لاکھ روپیہ سالانہ کے قریب راج جیپور کو خراج وصول ہوتا ہے - اس علاقے کا صدر مقام قصبہ جھونجھنون پندرہ ہزار آدمیونکی آبادی ہے جسمین سب کا حصہ ہے اور راج کا ناظم بھی وہین قیام رکھتا ہے -

علاوہ صاحب جائداد شیخاوتون کے اُنکی چند شاخین ایسی ہین کہ کچھ آمدنی نہین رکھتین صرف چند دیہات مین بکثرت آباد ہین ان مین بڑا گروہ سلہدی والون کا ہے کہ اُنکا اول بزرگ سلہدی سنگھ ٹھاکر سادول سنگھ کا بھائی تھا مگر اپنی کوتہ اندیشی اور تند مزاجی سے شریک جائداد نہ ہوسکا اُسکی اولاد کھیرواڑ - جاکھل - نگلی موہن واڑی گھرسب - دیونتہ - اور بچاروڑہ وغیرہ چھ سات دیہات مین رہتی ہے اور راج جیپور یا ٹھاکران سادول سنگھ کی نوکری کر کے وجہ معیشت پیدا کرتی ہے -

کل شیخاوت جو کچھ اہون کی ایک شاخ ہین اور راجاوت جو مہاراجہ جیپور کے ہم قوم ہین خراج کے سوا
ڈکری دینے کے پابند نہیں ہین دوسرے جاگیردار جن سے خراج نہیں لیا جاتا اُنکو چاکری مین حاضر رہنا
ضروری سمجھا جاتا ہے۔

راجپوتون کے سوا شیخاواٹی مین اور خصوصاً کھیتڑی و شمال مشرقی حصے مین ایک اور قوم بہ تعداد کثیر
مینون کی ہے راج جیپور مین قلعہ اور خزانون کے محافظ ہونے کے سبب سے مینون کا بہت نفوذ ہے۔
اُنکی شاخین کل ملک مین پھیلی ہوئی ہین سا البتہ یہ لوگ بہت دجوانمردی مین بوندی و میواڑ کے کھیراڑ کے مینون
سے کمتر ہین مگر چوری اور دزدی کی ڈاکہ زنی و غارتگری کی عادات و تدبیرون مین اُن سے فائق ہین۔

## کھیتڑی

اس مختصر ریاست کا تعلق سرکار انگریزی سے بہت مدت رہا ہے۔ سنہ ۱۸۰۳ء مین راجہ ابھے سنگھ والی
کھیتڑی لارڈ لیک کے شامل ہوا تھا اور کھیتڑی خود اختیار ریاست متصور ہوکر اُس سے معاہدہ ہوا کہ
اگر سرکار انگریزی اور جیپور کے درمیان نااتفاقی رہی تو کھیتڑی سرکار انگریزی کی طرف متصور ہو
جنگ مرہٹہ کے زمانے مین راجہ نے اپنا ملک اور فوج سرکار کو سپرد کردی اور اپنے بھائی کو مع راجپوت سوارونکے
جنرل مونسن کے ساتھ مہم گجرات پر بھیجا اور یہ تمام راجپوت جنرل کی ضرورت کے وقت دریاے چمبل
کے کنارے پر لڑکر مع اپنے افسر کے مارے گئے اس حسن خدمت کے صلہ مین لارڈ لیک نے راجہ کھیتڑی
کو پرگنہ کوٹ پتلی نوے ہزار روپیہ سالانہ جمع کا عطا کیا راجہ کھیتڑی کے پاس اس پرگنے کے علاوہ اور ملک
بھی ہے جسکی بابت ریاست جیپور کو خراج دیتا ہے راجہ کے تمام علاقے کی آمدنی چھ لاکھ روپیہ سالانہ کی ہو
ریاست کھیتڑی باعتبار پرگنہ کوٹ پتلی علیا سرکار انگریزی رزیڈنسی جیپور سے متعلق ہے اور ویسے یہ ریاست
ماتحت راج جیپور ہے۔ کھیتڑی مین تانبے کی کانین بہت ہین مگر بدنظمی سے کانین اور کھدوالی خراب
ہو رہے ہین سابق مین اُنکے تین گھر تھے اب ایک بھی نہین رہا ہے اتین باہم نزاع ہوا تھا اور راجہ کی
عدم موجودگی سے فیصلے کی امید نہ تھی اور کانون مین محنت کرنے سے کچھ ثمرہ نہ ملا مجبور چھوڑ کر چلے گئے بڑی کانکنی
اجرا مین سب سے زیادہ پانی نکالنے کی مشکل ہے اول تو دھات کی صفائی کے واسطے جلانے کی لکڑیون
کی کمی اور گرانی ہے دوسرے اُسکے گلانے کی دیگر مشکلات ہین۔

کوٹ پتلی دراصل توراواٹی مین ہے مگر کھیتڑی سے متعلق ہونے کی وجہ سے شیخاواٹی مین سمجھا جاتا ہے
کوٹ بمعنی قلعہ اور اُسکے قریب موضع پتلی ہے دو لفظون سے کوٹ پتلی مرکب ہوا ہے انیسوین صدی کے شروع
مین یہ قلعہ بہت مستحکم تھا اُسپر مرہٹے قابض تھے لارڈ لیک نے اُنکو بیدخل کرکے قلعہ مع پرگنہ راج کھیتڑی کو دیدیا

## سیکر

شیخاواٹی کی ایک ریاست کا صدر ہے ٹاڈ صاحب نے راؤ راجہ سیکر کی آمدنی بقدر آٹھ لاکھ روپیہ

سالانہ کی لکھی ہو مگر یہ اندازہ اسکا صحیح نہین ہے رئیس کی آمدنی چار پانچ لاکھ روپیہ سالانہ ہے اور چالیس ہزار روپیہ راج جیپور مین خراج دیتا ہے سنہ ۱۸۳۵ع مین انگریزی فوج گئی تب سیکر بلا مقابلہ خالی ہوگیا تھا۔
سنہ ۱۸۴۶ع مین سیکر مین بہت پرخطر فساد برپا ہوا رام پرتاپ سنگھ والدہ راو راجہ لچھمن سنگھ نے قبل وفات اپنے اسی ہزار روپے سالانہ کی جاگیرین اپنے تین کنیزک زاد لڑکون اور ایک بالک رام سنگھ کو دی تھین چودہ برس تک وہ قابض رہے جب سنہ ۱۸۳۱ع مین سرکار نے اُس ملک کا انتظام کیا تب بھی کسی نے اعتراض نہین کیا لچھمن سنگھ کے بعد اُسکے بیٹے راو راجہ پرتاپ سنگھ نے ریاست سیکر مین اتنا ملک کم ہونے کی کرنل سدرلینڈ سے شکایت کی حسب اجازت کرنیل مذکور پنچایت نے انکو بیدخل کرنے کا حکم دیا جیپور کی فوج پولیٹکل ایجنٹ کے ساتھ سنگراوت کے حلے مین فوج سیکر کی مدد کے واسطے گئی عرصے تک سنگراوت کا محاصرہ رہا آخرکار فتح ہوا راو راجہ نے پاٹودہ و جھونٹھر جو مسکن ڈونگر سنگھ و جواہر سنگھ و بھوپال سنگھ مین فوج کشی کی ٹھاکران مذکور راو راجہ کے بھائی ہین مگر اُنھون نے کنیزک زاد بھائیون کی مدد کی تھی۔ ڈونگر سنگھ جو فوج شیخاواٹی مین رسالہ دار رہا تھا ساہوکار متھرا کی لڑکی کو لیجانیکی غرض سے اُسکے گھر پر حملہ کرنے کے جرم مین اول آگرے کے جیل خانے مین قید ہوا تھا جواہر سنگھ و بھوپال سنگھ جھونٹھر چھوٹ جانے کی وجہ سے بارہ بھیس ہوگئے تھے آگرے کے جیلخانے پر یکایک حملہ کرکے ڈونگر سنگھ کو نکال لے گئے ان سرکش لوگون نے ملک کو تاخت تاراج کیا اور نصیرآباد کے خزانے مین پہرہ والونکو مار کر ۵۲ ہزار روپیہ کہ پہلے روز تقسیم تنخواہ کے واسطے آیا تھا لوٹ لے گئے انجام کار ڈونگر سنگھ علاقہ جودھپور مین گرفتار ہوکر دہین کی ریاست کے سپرد ہوا جواہر سنگھ کی تحقیقات ہوئی مگر شہادت کامل نہ ہونے کی وجہ سے رہائی پاکر علاقہ بیکانیر مین پناہ پذیر ہوا اور سنہ ۱۸۵۵ع مین مع بھوپال سنگھ اور کنیزک زاد بھائیون کے سیکر مین مسکن گزین ہوا۔
سنہ ۱۸۵۰ع مین راو راجہ پرتاپ سنگھ سیکر والا لاولد مرگیا بھیرون سنگھ نامی بہ عمر سولہ سال دعویدار مسند پیدا ہوا۔ راو راجہ لچھمن سنگھ کے انتقال پر اُسکی رانی میرتنی جی حاملہ تھی اُسکے میکے مین بمقام گھانے راو بھیرون سنگھ پیدا ہوا تھا حمل کی نسبت سبکو اعتراض تھا اور راجہ پرتاپ سنگھ نے اپنی حیات مین بھیرون سنگھ کو کبھی اپنا بھائی قبول نہین کیا تھا اسکا سبب فریق ثانی نے یہ بیان کیا کہ اگر راجہ پرتاپ سنگھ قبول کرلیتا تو حسب رواج شیخاواٹی سیکر کا آدھا علاقہ دینا پڑتا سرداران شیخاواٹی سیکر مین جمع ہوئے اور سب نے ملکر بھیرون سنگھ کے حق مین رائے دی کہ وہ مسند نشین ہوا مگر اُسکی اصلیت مین مدت تک سب کو شبہ رہا۔
۱۱ مارچ سنہ ۱۸۶۶ع کو سیکر مین راو راجہ بھیرون سنگھ کا انتقال ہوا چند مہینون سے بیمار تھا اسواسطے راج جیپور نے پیشتر سے انتظام عدم ارتکاب واردات کردیا تھا ٹھاکر بدھ سنگھ سرویری کا لڑکا مادھو سنگھ متبنٰی ہوکر مسند نشین ہوا سیکر کے سب لوگ اُس سے رضامند تھے اور کل رشتہ داران و برادران اہلکاران راج جیپور کی موجودگی مین پگڑی بندھی مسند نشینی کے وقت اُسکی عمر پانچ سال کی تھی ٹھاکر شیام سنگھ

یک جدی خاندان سیکر نے دعوے سند نشینی کیا تھا مگر پیش نہ گیا مہاراجہ جیپور کا اس ریاست پر عرصہ تک عتاب رہا اور راج سے رئیس کی سند نشینی منظور نہین ہوئی وجہ یہ کہ اگرچہ باوصف عذرات و اشتباہ اکثر غرض مند اور دعویدار لوگون کے مہاراجہ نے مادھو سنگھ کے متبنے ہونے پر کچھ اعتراض نہین کیا تھا مگر بوجہ سرپرست ہونے کے نذرانہ سند نشینی لینا چاہتا تھا سیکر والون نے اول بلحاظ دستور قدیم اپنی ریاست و رواج ملک کے اُسکے ادا کرنے مین عذر کیا تھا مگر آخرکار جب مہاراجہ نے باجراے اشتہار عام اپنے کل توابعین رئیس و جاگیرداردن سے نذرانہ سند نشینی لینے کا عام قاعدہ جاری کر دیا تو مکند سنگھ منتظم سیکر نے بھی منظور کر لیا اور یہ ٹھہرا کہ دولاکھ روپیہ نذرانہ تین قسطون مین ادا ہو نا قرار پا کر اپریل ۱۸۷۰ء مین رئیس کی سند نشینی منظور ہوئی۔

## بساؤ

یہ ٹھکانہ جھونجھنون سے ۲۲ میل شمال مغرب مین ہے یہان نذرانہ سند نشینی جیندر سنگھ کی سند نشینی و تہنیت پر بقدر چالیس ہزار روپیہ قرار پایا تھا یہان کا جاگیردار ٹھاکر کہلاتا ہے۔

## راج جیپور کے کچھواہہ سردارون کا نقشہ مع تعداد جاگیر بموجب ریکھ و تعداد اسپان و معافی و ماتحت سرداران وغیرہ

| بموجب نقشہ مرتبہ کرنل بروک | | | | | | | دوسرے نقشون سے | | | |
|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|
| نمبر شمار | نام شاخ | مورث اعلیٰ | نام جاگیر و ٹھکانہ | اندازہ آمدنی سردار اعلیٰ | تعداد ماتحت سردار | کل سردارون کی آمدنی | تعداد جاگیر بموجب ریکھ | تعداد اسپان بموجب ریکھ | معافی | باقی نوکری کے سوار |
| ۱ | پورن پوت | | نیمڑہی | ۱۰۰۰۰ | ۱ | ۱۰۰۰۰ | ۲۱۴۰۰ | ۳۵ | ۴ | ۳۱ |
| ۲ | پچانیوت | پچاین | لامبو | ۱۸۰۰۰ | ۳ | ۲۵۰۰۰ | ۴۲۲۷۰ | ۶۲ | ۸ | ۵۴ |
| ۳ | ناتھاوت | ناتھو | چومون | ۷۰۰۰۰ | ۱۰ | ۲۲۰۰۰۰ | ۴۱۷۴۵۲ | ۷۸۳ | ۲۰۰ | ۵۸۳ |
| ۴ | سرتانوت | سرتان | سوڑت | ۲۲۰۰۰ | | ۲۲۰۰۰ | ۵۶۲۰۲ | ۱۲۴ | ۱۵ | ۱۰۹ |
| ۵ | کھنگاروت | کھنگار پسر پرتھی راج | ڈگی | ۵۰۰۰۰ | ۲۲ | ۶۰۰۰۰ | ۵۲۱۴۳۸ | ۱۰۳۳ | ۱۷۰ | ۸۶۳ |
| ۶ | راجاوت | — | چندلائے | ۳۰۰۰۰ | ۱۶ | ۱۹۸۱۳۷ | ۳۳۱۴۴۵ | ۶۱۲ | ۱۱۳ | ۴۹۹ |
| ۷ | بلبھدروت | بلبھدر | اچرول | ۳۹۰۰۰ | ۲۱ | ۱۳۰۰۰۰ | ۱۳۶۰۰ | ۱۹ | ۱۷ | ۸۲ |
| ۸ | کلیانوت | کلیان | رتوار | ۲۵۰۰۰ | ۱۹ | ۳۴۵۰۰۰ | ۱۹۶۴۹۷ | ۳۳۷ | ۳۶ | ۳۰۱ |
| ۹ | چتربھجوت | چتربھج | سیکرو | ۱۴۰۰۰ | ۶ | ۱۰۰۰۰۰ | ۸۳۷۰۲ | ۱۴۹ | ۲۰ | ۱۲۹ |
| ۱۰ | گوگاوت | — | ڈوڈنی | ۷۰۰۰ | ۱۳ | ۱۹۸۰۰۰ | ۷۱۱۶۱ | ۱۲۱ | ۴۰ | ۸۱ |

| [illegible] | [illegible] | [illegible] | [illegible] | کل سرداروں کی آمدنی | [illegible] | [illegible] | [illegible] | [illegible] | نام شاخ | نمبر شمار |
|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|
| ۳۷ | ۱۳ | ۵۰ | ۳۸۵۳۲ | ۲۴۰۰۰ | ۲ | ۲۱۰۰۰ | بالنکوہ | | کھنبانی | ۱۱ |
| ۳۶ | ۸ | ۴۴ | ۲۹۵۶۲ | ۴۱۰۰۰ | ۶ | ۲۸۰۰۰ | مہار | | کُم باوت | ۱۲ |
| ۲۱۴ | ۶۲ | ۲۷۲ | ۱۵۵۱۰۶ | ۵۰۰۰۰ | ۳ | ۱۰۰۰۰ | ننیڈرہ | سورت سود بن بیر | شیوبرہم پوتہ | ۱۳ |
| ۴۴ | ۸ | ۵۲ | ۲۴۲۷۵ | ۲۶۶۰۰ | ۳ | ۱۹۰۰۰ | پاٹکرہ | | پورن مل جی | ۱۴ |
| ۲۳۰ | ۳۶ | ۲۶۰ | ۴۴۴۴۶ | ۳۰۰۰۰۰ | ۶ | ۲۰۰۰۰ | اُن یارہ | — | کرموکا | ۱۵ |
| ۶۱ | ۴ | ۶۵ | ۳۵۰۴۰ | ۳۵۰۰۰ | ۴ | ۱۵۰۰۰ | نُوان | | بانکاوت | ۱۶ |
| | | | | ۲۱۹۴۸۴۷ | ۱۳۶ | جمع | | | | میزان |

## دوسرے جاگیرداران راج جیپور

| باقی نوکری والے | سعاف زمین | تعداد سرداران جاگیر | تعداد جاگیر جو بحساب جاگیر | نام شاخ | نمبر |
|---|---|---|---|---|---|
| ۵ | ۱ | ۶ | ۳۱۰۰ | کچھواہہ | ۱ |
| ۲۷۳ | ۶۰ | ۳۳۳ | ۲۲۳۵۶ | راٹھوڑ | ۲ |
| ۲۲۳ | ۳۲ | ۲۵۵ | ۱۱۰۳۸۹ | شیخاوت | ۳ |
| ۲۲ | ۲ | ۲۴ | ۱۲۸۰۰ | سوما سرپوتہ | ۴ |
| ۵۱ | ۸ | ۵۹ | ۳۰۴۸۰ | بڑگوجر | ۵ |
| | ۲ | ۲ | ۱۶۰۰۰ | گوڑ | ۶ |
| ۱۵ | ۹ | ۲۴ | ۱۲۲۹۱ | چندراوت | ۷ |
| ۸ | ۱ | ۹ | ۴۵۰۰ | چادون | ۸ |
| ۴۵ | ۱ | ۴۶ | ۲۵۷۲۱ | دھیراوت | ۹ |
| ۰ | ۲ | ۲ | ۸۱ | پنوار | ۱۰ |
| ۰ | ۱۷ | ۱۷ | ۱۹۲۰۰ | راناوت | ۱۱ |
| ۳۴ | ۳ | ۳۷ | ۲۱۹۲۰ | چوہان | ۱۲ |
| ۹۰ | ۷ | ۹۷ | ۵۴۲۰۰ | بالاپوتہ | ۱۳ |
| ۸ | ۱ | ۹ | ۴۹۰۰ | سیکروال | ۱۴ |
| ۰ | ۱ | ۱ | ۸۴۱ | راج گڑھکا | ۱۵ |

| نمبر شمار | نام شاخ | تعداد جاگیر روپیہ | تعداد اسپان موجودہ | معافی | باقی نوکری والے |
|---|---|---|---|---|---|
| ۱۶ | ہمیردے کا | ۵۳۵۳۵ | ۳۹ | ۱۵ | ۱۲۴ |
| ۱۷ | ہاڈہ | ۳۴۲۵ | ۴ | ۴ | ۰ |
| ۱۸ | اوگراوت | ۲۲۰۰ | ۲ | ۲ | ۰ |

نوٹ۔ آج کل کوٹھری کا لفظ جیپور کی کسی جاگیر پر استعمال نہین پاتا سب ٹھکانے کہلاتے ہین کوٹھری کا لفظ الور کے جاگیرداروں پر اطلاق پاتا ہے جیسا کہ نواب امیرالدین احمدخان والی لوہارو نے مجھسے زبانی بیان کیا ہے۔

# فصل - تاریخ الور

## جغرافیہ

الور گوشہ مشرق شمالی راجپوتانہ مین آمدنی کے لحاظ سے دوسرے درجے کی ریاست ہے کہ درمیان خطوط عرض بلد شمالی ۲۷ درجہ ۴ دقیقہ اور ۲۸ درجہ ۱۳ دقیقہ اور خطوط طول بلد مشرقی ۷۶ درجہ ۷ دقیقہ اور ۷۷ درجہ ۱۴ دقیقہ۔ واقع ہے اسکے شمال مین سرکاری ضلع گوڑگانوہ اور کوٹ قاسم علاقہ جیپور۔ مغرب مین نابھہ۔ پٹیالہ اور جیپور کا علاقہ۔ جنوب مین راج جیپور اور مشرق مین بھرتپور کا علاقہ پھیلا ہوا ہے۔ اسکی لمبائی شمال سے جنوب کو اسی میل اور چوڑائی پورب سے پچھم کو پینسٹھ میل رقبہ تین ہزار ایک سو اکتالیس میل مربع۔ آبادی ۹۰۰۰ آدمی سالانہ آمدنی بیس لاکھ روپیہ اور فوج سوار و پیدل چار ہزار بیان کی جاتی تھی لیکن اسوقت آمدنی مین اضافہ ہوکر ۹۹۴۷۹ ۳۲ روپیہ کی نوبت پہونچگئی ہے

اس ریاست کا علاقہ پوربی حصے کے سوا اکثر پہاڑی ہے جسمین زراعت کے لائق ہر جگہ میدان اور ہموار زمین بھی پائی جاتی ہے۔ تمام علاقے مین دو ندیون سونگانہ اور ساجی نام مین سے پہلی ہمیشہ کم زیادہ جاری رہتی ہے اور دوسری برسات کے سوا اور موسم مین نہین بہتی۔ یہان کا علاقہ اگرچہ عام طور پر ڈھونڈھاڑ کی شاخ کہلاتا ہے۔ لیکن اس زمانے مین چار علیحدہ نامون سے مشہور ہے ایک ڈھونڈھار جسمین مالاکھیڑ راجگڈھ۔ راج پور اور ٹھلہ پرگنے ہین دوسرا نیہڑہ جسمین تھانہ غازی۔ پرتاپگڈھ عجب گڑھ اور بلدیو گڑھ پرگنے ہین۔ تیسرا راٹھ جسمین مانڈن۔ بیرڑود سبھرواڑ۔ منڈاور۔ کرنی کوٹ۔ تیجرانہ بہروڑہ جیندولی۔ تتارپور۔ حاجی پور۔ ہمیرپور۔ بانسور۔ اور رام نگر پرگنے ہین۔ چوتھا میوات جسمین خاص الور۔ رام گڑھ۔ بہادر پور۔ گوبندگڑھ۔ میل کھیڑہ۔ کشن گڑھ۔ اسماعیل پور۔ تجارہ اور ٹپوکرہ پرگنے ہین سب علاقے مین انتظامی غرض سے بارہ تحصیلین مقرر کی گئی ہین۔

## قوم میو۔ اور خانزادہ وغیرہ

میوات کے علاقے مین ایک قوم میو کے لوگ زیادہ رہتے ہین۔ جو کسی تغلق وغیرہ بادشاہ کے عہد مین ہندو سے مسلمان بنائے گئے ہین۔ انکی نسبت خیال کیا جاتا ہے کہ وہ راجپوت اور میتون سے ملکر پیدا ہوئے ہین۔ جاٹ اور گوجرون کی طرح وہ بھی اکثر چوری۔ غارتگری اور کھیتی سے گذر کرتے ہین۔ میوات کے پرگنہ تجارا مین جو الور سے تیس ۳۰ میل شمال مین ہے ایک قوم خانزادہ نام قدیم سے آباد ہے جسکو چندر بنسی سریکرشن کی جادو نسل مین سے بیان کیا جاتا ہے سری کرشن کی بارھوین پشت مین ایک شخص لکھن پال تھا جسنے شہر بیانہ کے قریب قلعہ تھن گڑھ بنایا ۵۹۲ھ ہجری مین شہاب الدین غوری نے یہ قلعہ فتح کرکے بہاءالدین طغرل کو دیدیا لکھن پال کا بیٹا باندپال مدت تک ادھر اُدھر مارا مارا پھرا آخرکار اُسنے سمبت ۱۱۷۳ مین اجان گڑھ آباد کیا اسکے بعد بیٹا اسکا انتی پال جانشین ہوا انتی پال کا بیٹا اُدھان پال ہوا اور اُدھان پال کا بیٹا السراج ہوا۔ السراج کے چند بیٹے تھے اُنمین سے لکھن پال پسر السراج کے دو بیٹے سانبر پال اور شیوبر پال ہوئے یہ دونون فیروز شاہ کے عہد مین جو ۷۵۲ھ ہجری مطابق ۱۳۵۱ء مین تخت نشین ہوکر سنہ ۷۹۰ھ ہجری مطابق ۱۳۸۸ء مین فوت ہوا مسلمان ہو گئے انکے مسلمان ہونے کے باب مین دو قول ہین ایک یہ کہ رغبت دلی سے اسلام مین داخل ہوئے تھے اور بعض کہتے ہین کہ غارتگری کی سزا مین قتل کے مستحق ہونے پر مسلمان ہوکر جانبری ہوئی خانزادون کا بیان ہے کہ ہمارے بزرگون کو خان جادو کا خطاب ملا تھا عوام غلطی سے خانزادہ کہنے لگے۔ لیکن محققین کا گروہ اسپر ہے کہ اسلام کے بعد بادشاہ نے خانہ زاد کا خطاب دیا تھا جو عزت کی نشانی سمجھا جاتا تھا اور جو کوئی معزز ہندو مسلمان ہوتا تھا وہ خانہ زاد شاہی کہلاتا تھا۔ بہرصورت سانبر پال ایک شیر کو مارنے کی وجہ سے ناہر بہادر کے خطاب سے مخاطب ہوا اور شیوبر پال بہجو خان کہلایا شیوبر پال کے نو بیٹون مین سے ملک علاءالدین نامی کی اولاد زیادہ پھیلی اور ان خانزادون کا کتابون مین سلسلہ زیادہ مذکور ہے۔ ان دونون صورتون مین وہ نومسلم چندر بنسی راجپوت ثابت ہوتے ہین جن کی رشتہ داری اکثر شریف لوگون اور اُن نومسلمون سے ہوتی ہے جو چوہان وغیرہ قوم مین سے مسلمان ہونے کے بعد الور اور ہریانے کے علاقے مین رانگڑ کہلاتے ہین۔ خانزادے لوگ چار یا نسو برس سے اکثر نامور چلے آتے ہین نواب حسن خان جو میوات کی حکومت کے سبب فارسی کی تاریخون مین حسن خان میواتی کے نام سے مشہور ہے اور جو بابر بادشاہ کے مقابلے پر رانا سانگا کے ہمراہ دس ہزار سوار لیجا کر مارا گیا تھا اور جسکی بیٹی سے اکبر کے وزیر نواب بیرم خان کا بیٹا عبدالرحیم خان خانان سپاہ سالار پیدا ہوا تھا اسی خانزادہ قوم مین سے مانا جاتا ہے عہد شاہجہان مین فیروز خان خانزادے نے رسوخ حاصل کرکے خطاب نوابی پایا اور شاہ آباد کو آباد کیا۔ سو ڈیڑھ سو برس کے قریب سے جاگیر حکومت جاتی رہنے کے سبب خانزادے انگریزی سوارون وغیرہ مین نوکری یا تجارا وغیرہ مقام مین زمینداری کرتے ہین۔

میو اور خانزادوں کے سوائے الور کے علاقہ میں مختلف برہمن، بنیئے، راجپوت، کایستھ جاٹ۔ گوجر اور اہیر رہتے ہیں جن میں سے راجپوت جاگیرداری اور کھیتی سے برہمن اور بنیئے کھیتی اور سوداگری سے۔ کایستھ نوکری سے۔ جاٹ۔ گوجر اور اہیر کھیتی اور نوکری سے اپنا گذر کرتے ہیں دوسری ریاستوں کی طرح میووں کے سوا الور کے جاٹ اور گوجر لوٹ مار کے بہت کم عادی ہیں۔

## علاقہ اور آبادی

علاقہ اور الور کے پہاڑ جن کو اراولی پربت کا شروع کنارہ سمجھنا چاہیئے برساتی موسم میں درست اور گھاس سے سرسبز رہتے ہیں ان میں کانوں کی کوئی کارآمد چیز پیدا نہیں ہوتی۔ جھری گاؤں کے پاس کسی قدر سفید پتھر نکلتا ہے پہاڑوں اور جنگل میں شیر۔ چیتے۔ سانبھر۔ نیل گائے ہرن اور سور وغیرہ جانور کثرت سے رہتے ہیں۔ جکار اور راجہ کے سوا کوئی شکار نہیں کر سکتا۔ سوروں سے کھیتی کا زیادہ نقصان نظر آیا تو انتظام ایجنسی میں بہت سے مارے جا کر پہاڑوں کے سوا دوسری جگہ کم رہ گئے ہیں۔

شہر الور جو عرض بلد شمالی ۲۷ درجہ ۳۴ دقیقہ طول بلد مشرقی ۷۶ درجہ ۴ دقیقہ پر آباد ہے پچاس ہزار آدمی کی آبادی ہے اپنے تمام علاقے کے وسط میں ایک پہاڑ کے نیچے بسا ہوا ہے پہاڑ پر مضبوط قلعہ کے اندر ایک محل جار کنڈ ایک تالاب سلیم ساگر اور ایک باوڑی بنی ہوئی ہے۔ مغرب کے ڈھلاؤ کی طرف ایک اندھیری دروازہ طویل راستے کے ذریعہ سے ضرورت کے لیئے شہر کے قریب رکھا گیا ہے اور شہر پناہ کی پختہ دیوار اس دروازے تک پہونچائی گئی ہے اور یہ دروازہ بہت نشیب میں ہے کہ سات سو سیڑھی چڑھکر قلعے کے ڈنڈے پر پہونچتے ہیں اور درمیان بالا قلعہ اور شہر الور فراز کوہ پر دو برجیں بنی ہوئی ہیں ایک کا نام جھینگی اور دوسری کا کابل خرد ہے شہر پناہ کی دیوار سے بالا قلعہ تک ان برجوں سے طرفین کو پختہ دیوار ملی ہوئی ہے۔ آبادی کے گرد کی شہر پناہ اور خندق خام ہے شہر کے پانچ دروازے گھسوس سمیت پختہ بنے ہوئے ہیں قلعے کے اندر جار کنڈ اور ایک تالاب ہے شہر پناہ سمبت ۱۸۴۰ مطابق ۱۷۸۳ء میں راو راجہ پرتاپ سنگھ نے تیار کرائی تھی شہر کے کنارے پر ایک بڑے پختہ تالاب میں نہر و نکے ذریعے سے پانی کی آمد رکھی گئی ہے۔ اور اسکے مشرقی طرف ریاست کے خوبصورت محلات قائم ہیں جنکے شمال کی طرف ایک باغ میں مختلف قسم کے جانور پلے ہوئے ہیں شہر کے باہر دروازے کی طرف کیڈل گنج بازار۔ مدرسہ۔ شفا خانہ۔ کوتوالی اور سرائے جو میجر طامس کیڈل پولیٹکل ایجنٹ کے انتظام میں بنائے گئے اور کمپنی باغ ہے جو راو راجہ شیو دان سنگھ نے طیار کرایا تھا بہت رونق ہوگئی ہے۔ شہر سے دو میل فاصلے پر جنوبی مشرقی طرف موتی ڈونگری نام ایک بلند مکان بنا ہوا ہے جسکے گرد پانچسو بیگھہ خام زمین میں بنے بلاس باغ ہر قسم کے درختوں سے بھرا ہوا ہے۔ انکے سوا راج اور سرداروں کے کئی باغ دور تک شہر کے گرد چلے گئے ہیں جو عمدہ نظر آتے ہیں۔ الور کے جنوب میں مالاکھیڑہ دروازے باہر ایک وسیع احاطہ پختہ چاردیواری کا بنام اکھاڑہ گھوڑا چیر مشہور ہے۔

## تاریخ

الور کے نروکے راجپوت کھتری وغیرہ کے شیخاوتون کی طرح کچھواہونکی شاخ مین ہین وہ آنبیر کے بارھوین راجہ اُدے کرن کی اولاد مین گنے جاتے ہین اور اسکے پرپوتے نروجی کی نسل مین ہونے کے سبب نروکے کہلاتے ہین جنکا نسب نامہ اسطرح ہے۔

(۱) بیر سنگھ ولد راجہ اُدے کرن رئیس آنبیر (۲) مہراج (۳) نروجی (۴) لالہ جی (۵) اوداجی (۶) لاڈ خان (۷) فتح سنگھ (۸) کلیان سنگھ (۹) اگر سنگھ (۱۰) تیج سنگھ (۱۱) زور آور سنگھ (۱۲) محبت سنگھ (۱۳) راؤ راجہ پرتاب سنگھ اول رئیس الور۔

یہ دعوے کیا جاتا ہے کہ اُدے کرن کا بڑا بیٹا بیر سنگھ ایک قرارنامے کے سبب جو کھنڈیلہ کے راجہ نے اُدے کرن کے ساتھ اپنی بیٹی کی شادی کرنے کے وقت اس مضمون کا لکھا لیا تھا کہ میری بیٹی سے لڑکا پیدا ہونے پر بغیر لحاظ عمر کے ولیعہد مانا جائے آنبیر کی گدی سے محروم رہکر کسی گاؤن کا جاگیردار بنا اسکے بعد مہراج۔ اور نروجی جس سے نروکے کہلائے۔ لالہ جی۔ اوداجی۔ لاڈ خان اور فتح سنگھ نے بھی وہین دن کاٹے۔

فتح سنگھ کے بعد کلیان سنگھ نے آنبیر کے مرزا راجہ جے سنگھ کے دوسرے بیٹے کیرت سنگھ کے تحت جسکو شاہ جہان بادشاہ کی طرف سے پرگنہ کامہ جاگیر مین ملا تھا فسادی میودن کا خوب انتظام کیا تھا سمبت ۱۷۲۰ مطابق ۱۶۶۳ع مین کیرت سنگھ کے مرجانے پر اسکے ساتھی لوگ ہر طرف پریشان ہوئے تو انمین سے کلیان سنگھ نروکا جیپور کے علاقے مین آرہا جسکو وہان ماچیڑی اور رام پورہ دو گاؤن کچھ زمین سمیت جاگیر مین ملے۔ اسکی اولاد مین سے اگر سنگھ۔ تیج سنگھ۔ زور آور سنگھ اور محبت سنگھ چار شخص معمولی جاگیر پر قابض رہے۔ پانچوین بہادر اور چالاک پرتاپ سنگھ نے بھرتپور اور جیپور کے راج مین سے علاقہ دباکر سمبت ۱۸۳۲ مطابق ۱۷۷۵ع مین علیحدہ ریاست الور کی بنیاد ڈالی جسکی خودمختاری قائم رہنے کے لیے اسنے آخری بادشاہ شاہ عالم ثانی سے سند مع منصب حاصل کی اور اپنی زندگی مین ہر طرح مضبوطی کرکے اپنی اولاد کے لیے قابض رہنے کے سوا کوئی کام باقی نہ چھوڑا۔ اس وقت سے تقریباً ڈیڑھ سو سال پہلے اس ریاست کی بنا پڑکر وہان چھ رئیس راؤ راجہ پرتاب سنگھ۔ راؤ راجہ بختاور سنگھ۔ راؤ راجہ بنے سنگھ۔ راؤ راجہ شیو دان سنگھ۔ مہاراجہ منگل سنگھ اور مہاراجہ جے سنگھ مسندنشین ہوئے جن مین سے راجہ شیو دان سنگھ کے سوا کوئی راج کی گدی پر پیدا نہین ہوا۔

## راؤ راجہ پرتاپ سنگھ

جیٹھ بدی تیج سمبت ۱۷۹۷ بکرمی مین پیدا ہوا تھا وہ جیپور سے مادھو سنگھ اول کے عہد مین گرفتار کیے جانے کے خوف سے بھرت پور کو بھاگ گیا تھا اور جیپور و بھرت پور والون کی لڑائی کے وقت اپنے رشتہ دارون کا شریک ہوگیا جس سے اس کو قدیمی جاگیر واپس مل گئی۔ سمبت ۱۸۲۴ مین مہاراجہ مادھو سنگھ کے مرنیکے بعد

جیپور مین ابتری پھیلنے سے اُسنے دہان کا پرگنہ راجگڈھ اور تھانہ غازی اور بھرتپور کے میواتی گاؤن دبا لیے راؤ راجہ پرتاپ سنگھ سنہ ۱۷۷۰ء سے ۱۷۷۵ء تک بادشاہی سردار نجف خان کو بھرتپور اور آگرے کا قبضہ دلانے مین اسکا مددگار رہا جس سے نواب نے راؤ کو اجھیڑی کی سند راؤ راجہ کا خطاب اور پانچہزاری منصب ماہی مراتب سمیت شاہ عالم ثانی سے دلادیا اس سے جیپور کو الور پر بزرگی یعنی حکومت کا دعوے نرہا سمبت ۱۸۲۰ مین پرتاپ سنگھ نے قلعہ راجگڈھ راجپور تعمیر کرائے اور سمبت ۱۸۲۵ مین راج گڈھ قدیم آباد کردہ راجہ باگ سنگھ بڑگوجر سے مغرب مین رقبہ موضع کربی باس و محمد پور مین شہر راج گڈھ بسایا اور بنیاد قلعہ ڈالی اور بعد ونی مین ایک بند ہے جسے رام ساگر کہتے ہین اور راجہ سوائی جے سنگھ نے سمبت ۱۷۸۰ مین بنایا تھا جل محل تیار کیا اور تالاب کی پال کے نیچے باغ لگایا اور مکسر سدی تیج سمبت ۱۸۳۲ مطابق ۲۵ نومبر ۱۷۷۵ء کو قلعہ الور پر دخل پایا پہلے اس مین وہ چوہان راجپوت رہتے تھے جو نکمپ کے لقب سے مشہور تھے سمبت ۱۵۴۹ مین علاول خان خانزادے نے نکمپون کو قتل کرکے یہ قلعہ تیار کیا تھا پہلے یہان ایک وسیع احاطہ کورہ پارہ یعنی صرف پتھرون کا بغیر چونے کے چنا ہوا تھا اُس مین نکمپ رہتے تھے جب حسن خان پسر علاول خان بابر کے مقابلے مین مارا گیا تو مغلون نے اُسپر قبضہ کرلیا جب سلطنت دہلی کو ضعف حاصل ہوا تو اسپر جاٹ قابض ہوگئے چونکہ جاٹ یہان کے سپاہیون کو تنخواہ نہ دیتے تھے اُنھون نے پرتاپ سنگھ سے گیارہ ماہ کی تنخواہ وصول کرکے قلعہ اُسکے حوالے کردیا جیساکہ تاریخ الور دتحار مین مولوی محمد مخدوم ساکن تھانہ بھون ضلع مظفرنگر نے لکھا ہے اور بعض کہتے ہین کہ بھرتپور کے ماتحت قلعہ دار نول سنگھ اور اُسکی فوج سے زبردستی قلعہ چھین لیا تھا۔ راؤ راجہ نے قابض ہوکر شہر الور کی شہرپناہ اور خندق تمام بنوائی اور وسط بازار مین ترپولیہ تعمیر کرالیا اور ہر چہار جانب چوپڑ کا بازار ترتیب دیا اور قلعے مین محل بنایا اور زیر قلعہ پرتاپ بند تالاب تیار کرایا سمبت ۱۸۲۹ مین قلعہ مالاکھیڑہ اور سمبت ۱۸۳۰ مین قلعہ بہادرپور بنوایا راؤ راجہ کے قبض و تصرف مین سے تھل - ریٹر سبے راٹھ - آنبیلہ - بھابھرہ - تالہ دھور - پرا کسپورہ - ڈُبی عرف ہردیوگڑھ - اور باوڑی کھیڑہ بھی آگئے مگر کچھ مدت کے بعد شامل راج جیپور ہوئے - مرآت آفتاب نما مین بیان کیا ہے کہ شاہ عالم ثانی کے سنہ ۱۹ جلوس مین جو ۱۱۷۳ ہجری مطابق ۱۷۵۹ء مین مسندنشین ہوا تھا بادشاہ کو اطلاع ہوئی کہ اجھیڑی کا زمیندار پرتاپ سنگھ مرہٹون اور جاٹون سے ملکر آگرے کے ضلع مین شورش کررہا ہے اور وہان کا حاکم محمد خان انسداد فساد مین مصروف ہے بادشاہ نے امیرالامرا نجف خان کو انتظام کے لیے روانہ کیا اسنے اول گڑھی ساتھرک مین پہونچکر چالیس پچاس ہزار سرکشون کو کہ وہان جمع تھے کچل کر گڑھی کو فتح کیا بہت سے بھاگ گئے اور تین چار ہزار مارے گئے زن و فرزند اُنکے گرفتار ہوئے اسکے بعد مفسدون نے اطاعت کرلی امیرالامرا گڑھی کو فتح کرکے آگرے پہونچا اور راؤ راجہ وغیرہ متمردون کی تباہی کے درپے ہوا نجف خان نے راؤ راجہ کو پے در پے شکستین دیکر مغلوب کردیا اور وہ وہان سے بھاگ کر دشوار گذار قلعون مین چھپ گیا اور وہان بیٹھ کر نہایت عاجزی کے ساتھ اطاعت شعاری کے پیام دینے لگا لیکن امیرالامرا نے اوسکی چاپلوسی کی باتون پر التفات نہ کرکے بالکل اُسکے قلع و قمع کا ارادہ کرلیا جب راؤ راجہ امیرالامرا کو راضی نکرسکا تو عبدالاحد خان کی معرفت بادشاہ سے عفو قصور کا

خواستگار ہوا اور پیش کش مین بہت سا روپیہ نذر کرنے کا اقرار کیا بادشاہ نے افراسیاب خان کی سفارش پر
راؤ راجہ کے کام کی درستی کے لیے خود اُدھر روانگی کا ارادہ کیا کا اس عرصے مین ذوالفقار الدولہ نجف خان کی عرضی
پہونچی کہ پرتاب سنگھ نے التماس پر توجہ نہ کی جاوے اسلیئے بادشاہ نے روانگی ملتوی کی پرتاپ سنگھ مجد الدولہ کے توسط
سے بار بار بادشاہ کے حضور مین عرض کرتا کہ میری صفائی نجف خان سے کرادی جاوے اول تو بادشاہ نے توجہ نہکی
مگر پے در پے عرضیان آنے سے اُسکا خیال ہوگیا اور اب یہ ارادہ کیا کہ خود جاکر نجف خان کو سمجھائین اور راؤ راجہ
کی طرف سے اُسکا دل صاف کردین مگر آخر مین پتہ لگا کہ راؤ راجہ جو کچھ عرض کرتا ہے وہ فریب سے خالی نہین تو
بادشاہ نے اُسکی درخواست کو بالکل رد کردیا۔
نقل ہے کہ پرتاب سنگھ نجف خان کی ملاقات کو آیا نجف خان نے چاہا کہ اُسے گرفتار کرلے یہ حال کسی ذریعے سے
پرتاپ سنگھ پر کھل گیا اُسنے فوراً رخصت مانگی اور بھاگ جانے کا ارادہ کیا۔ جب اُسکی عزیمت کا حال نجف خان
کو معلوم ہوا تو لشکریون کو حکم دیا کہ اُسکا راستہ روک لین اور پکڑ کر لے آئین لیکن وہ فوراً تیز رفتار گھوڑے پر سوار
ہوکر ہوا ہوگیا نجف خان کے آدمی اُس تک نہ پہونچ سکے یہان اُسکا لشکر تمام لٹ گیا ہاتھی گھوڑے اور بیس لاکھ
روپے ضبط ہوکر نجف خان کی سرکار مین آئے اور اُسکے سوا بہت سا سامان لشکریون کے ہاتھ لگا۔ لیکن راؤ راجہ نے
جلد اس نقصان کا عوض نکالنے کو جیپور کا پرگنہ بسوہ لوٹ کر بیس لاکھ روپے کا مال حاصل کیا۔ اور سمبت ۱۸۳۶ مطابق
سنہ ۱۷۸۰ع تک کچھ جیپور کے گانوں اور زیادہ بھرتپور کے پرگنے دباکر راج کو اتنا بڑھایا کہ بغیر کسیکی مدد کے دوسرے
رئیسون کے مقابلے کے لایق بنگیا جن دو ریاستون کا علاقہ دبایا گیا اُنھین سے راؤ راجہ کو فائدہ اُٹھانے کا سبق
ملا تھا جیسے کہ جیپور والون نے بادشاہی خالصے کی زمین دبائی اسیطرح بھرتپور والون نے اُسمین سے علیحدہ اپنی ریاست
جمائی ویسے ہی رئیس الور نے ان دونون کے پرگنے چھین کر حکومت پائی۔ ایسی حالت مین جبکہ مرہٹے ملک کو لوٹ کا
دسترخوان سمجھتے تھے راؤ راجہ نے وہ ہمت اور دلیری کا کام کیا جسکو راجپوت لوگ سیکڑون برس سے بھول چکے
تھے۔ راؤ راجہ کے ساتھ مسلمان راجپوت ہوشدار خان و نبی بخش خان و الٰہی بخش خان نے کار نمایان کیئے
تھے۔ راؤ راجہ پوس بدی ۵ سمبت ۱۸۴۷ بکرمی مطابق ۲۶ دسمبر سنہ ۱۷۹۰ع کو پچاس سال کی عمر مین مرگیا اُسکے بعد ٹھاکر
تھانہ کا بیٹا بختاور سنگھ جو قریب رشتہ داری کے سبب گود لیا گیا تھا مالک بنا۔

### راؤ راجہ بختاور سنگھ

اسکے گود لیے جانے کی نقل اسطرح ہے کہ راؤ راجہ پرتاب سنگھ نے اپنے ہم قوم ٹھاکرون کو اُنکے لڑکون سمیت ایک
دربار مین جمع کیا سب لڑکے علیحدہ علیحدہ کھیل کی چیز دن مین مصروف ہوئے اور بختاور سنگھ ڈھال تلوار کا کھلونا
راؤ راجہ کے پاس گدی پر جا بیٹھا جسکو اُسنے قدرتی پسند انتخاب سمجھکر اپنا وارث قرار دیا بختاور سنگھ نے بھی
ملک کو خوب توسیع دی اور دوسرون کا ملک دبایا چنانچہ ہریانہ تک اُسکی حکومت جا پہونچی کہ بعد مین انگریز نے
مثل بیٹھر۔ آنبیلہ سبھا بھرہ۔ پراگ پورہ باوڑی کھیڑہ وغیرہ قبض و تصرف سے نکالکر شامل راج جیپور رہو ے۔

بختاور سنگھ سمبت ۱۸۵۰ مطابق ۱۷۹۴ء مین کچھ دن علاقہ ماروار سے شادی کرکے واپس آتا تھا تو راستے مین مہاراجہ
جے پور اُسکے باپ کی ماتم پرسی کے طور پر ملنے کو آیا اور یہ بھی اُسکے پاس گیا اور مہاراجہ نے ماتم پرسی کے شکریے مین دوسہ اور بسوہ
وغیرہ پرگنے جے پور کو چھوڑ دئے لیکن مولوی محمد مخدوم وغیرہ کی تاریخ مین لکھا ہے کہ راؤ راجہ نے مہاراجہ جے پور کو پرگنہ
دوسہ و بسوہ و گوڑہ دئے تھل و تالاب مشمولہ دیئے راٹھوڑ باوڑی کھیڑہ وغیرہ سے کرا سے کہ اُسوقت الور مین داخل
تھے نذر کرکے خلعت ماتمی حاصل کیا۔ اگرچہ ملک زیادہ تھا مگر خطاب راجگی سے اُسوقت تک سرفراز نہ تھا اسکے
حصول کے لئے سرگرم کوشش ہوا اور نبی بخش خان وغیرہ کی سعی سے خطاب مہاراؤ راجہ مع ماہی مراتب
سرکار شاہی سے حاصل کرکے رئیسو مین شمار پانے لگا۔ نبی بخش خان و ہوشدار خان وغیرہ جو عہد پرتاپ سنگھ مین مختار
کاروبار ریاست تھے انہین اپنی بااختیاری وکارگذاری سے نہایت تکبر آگیا اپنے زعم مین مہاراؤ راجہ کا کچھ وجود نہ
سمجھتے تھے بلکہ ایک روز الہی بخش خان نے گفتگو بے ادبانہ سے ارتکاب گستاخی بھی کیا اسوجہ سے بختاور سنگھ
اُن لوگون سے مکدر ہوگیا اور اُنکو زہر سے مروا ڈالا ان لوگون کے بعد نواب احمد بخش خان خلعت وکالت ریاست
سے سرفراز ہوا جو کہ اسوقت سرکار انگلشیہ کا دہلی پر قبض و تصرف ہوگیا تھا نواب احمد بخش خان نے اطاعت سے حکام
انگریزی مین رسوخ حاصل کرکے باہم راؤ راجہ اور سرکار انگریزی مین طریقہ اتحاد جاری کیا ۱۴ نومبر ۱۸۰۳ء مطابق ۲۶ رجب
سنہ ۱۲۱۸ ہجری کو عہدنامہ لکھا گیا اسی سال مرہٹون سے راؤ راجہ کی لڑائی مقام کٹھومر پر ہوئی۔

تفصیل اسکی یہ ہے کہ مرہٹون نے داتا فوجدار ساکنہ بدیرہ وماہی برہمن ساکن کٹھومر کو بلا وجہ قتل کر ڈالا تھا اسکی اولاد
بختاور سنگھ کے پاس فریادی ہوئی۔ بختاور سنگھ نے بھگوان داس لوگرہ کو فوج دے مرہٹون کے آدمیون کی
سرکوبی کے لیے متعین کیا جسنے مرہٹون کے آدمیون کو جو اُس قلعے مین متعین تھے مار ڈالا اور اپنے پانسو آدمی
قلعے مین رکھ کر الور کو واپس چلا گیا یہ خبر مہاراجہ سیندھیا کو ہوئی اُسنے فوج کا ایک کمپو انتقام کے لیے بھیجا یہ فوج
کٹھومر مین پہونچکر قلعے کی محاصرگار ہوئی الور کے آدمی اگرچہ کم تھے مگر غیرت سے دشمن کی کثرت کو خیال مین
نہ لائے اور لڑکے داد مردانگی دی لیکن آخرکار سب مارے گئے۔ قلعے پر مرہٹون کا قبضہ ہوگیا۔ اس عرصے مین ان
مرہٹون کو خبر ملی کہ جنرل لارڈ لیک الور کی فوج کو بھی ساتھ لئے ہوئے ادھر آرہا ہے فوراً گھبرا کر قلعہ چھوڑ بھاگے
اور دوسرے قلعہ کشن گڑھ کی طرف چلے گئے اور رام گڑھ کے پرگنے مین [illegible] مقام پر کنارے
پہ ٹھہرے اور کھانا پکانے اور خورد و نوش مین مشغول ہوئے [illegible] لارڈ لیک نے لاسواڑی اور سین تھری کے
میدان مین اُنکے سر پر پہونچکر آگ برسانی شروع کی [illegible] اور بھاگ بھی گئے۔ لارڈ لیک نے
انکے لشکر کو تہ و بالا کردیا اور بھاگے ہوئے مرہٹون کا نواب [illegible] خان اور ٹھاکر سہرت سنگھ کلیا نوت نے پیچھا کرکے
بہت نقصان پہونچایا اس خیرخواہی کے صلے مین راؤ راجہ بختاور سنگھ کو [illegible] اور منڈاور۔ دربارپور بیرانہ۔ رتائے۔
ماندھنی۔ کھیلوٹ۔ بیجوار۔ سراے۔ [illegible] کے سبب نواب احمد بخش کو سرکار انگریزی
کی طرف سے پرگنہ فیروزپور انعام مین ملا اور راؤ راجہ نے اپنی طرف سے حسن خدمات کے صلے مین نواب احمد بخش خان کو نئے علاقے مین سے

پرگنہ لوہارو دہ جاگیر مین عنایت کیا نواب احمد بخش خان کے بیٹے شمس الدین خان سے جو ولیم فریزر رزیڈنٹ دہلی کے قتل کرنے کے جرم مین مارا گیا پرگنہ فیروز پور ضبط ہو کر ضلع گڑگانوہ مین شامل کیا گیا۔ اور لوہارو اسکی اولاد کے قبضے مین صوبہ پنجاب کے ماتحت چلا آتا ہے لاسواڑی کی لڑائی یکم نومبر ۱۸۰۳ء کو واقع ہوئی اور گیارہ روز کے بعد ۱۲ نومبر ۱۸۰۳ء مطابق ۲۶ رجب ۱۲۱۸ھ ماگھن بدی ۹ سمبت ۱۸۶۰ کو لارڈ لیک نے راج الور سے عہد نامہ کیا اور راجہ کو پرگنہ دادری اور بدھوانہ کے دور ہونے کے سبب عوض مین کشن گڑھ اور تجارا دئے گئے۔

راؤ راجہ کے پاس اتنے پرگنے رہے مالا کھیڑہ۔ بہادر پور۔ راجگڑھ۔ ریتی۔ تھلہ۔ بلدیو گڑھ۔ عجیب گڑھ۔ پرتاپ گڑھ۔ نرائن پور۔ تھانہ غازی۔ بانسور۔ حاجی پور۔ بہروڑ۔ سوبروڈ۔ نیمرانہ۔ مانڈن۔ کرنی کوٹ۔ منڈاور۔ کشن گڈھ۔ فتح آباد۔ بلوہرہ۔ اسماعیل پور۔ جیندولی۔ باگھوڑہ۔ تجارا۔ ٹپوگڑھ۔ مدام گڑھ۔ مبارک پور۔ گوبند گڈھ۔ پیپل کھیڑہ۔ کٹھومر۔ سونکھر۔ لچھمن گڑھ۔ بڑودہ میو۔ موج پور اور کیرہ یہ نام مولوی محمد مخدوم نے لکھے ہین اور کتاب کا تب نے غلط نقل کی ہے۔

میوون نے مہاراؤ راجہ کے وقت مین مفسدہ برپا کیا اُسنے اُنکی سرکوبی کے لیے فوج بھیجی جسکا افسر اول کشن گڈھ کا انتظام کرکے تجارا مین آیا اور قلعۂ اندور کو مفسدون سے فتح کر لیا جسکی تاریخ یون موزون کی ہے۔

چو دیوان میو در میوات بودند　　همے کردند با مردم بسے جور
خدا از خسر نمودہ خلق میوان　　بہر کس حملہ‌ے کردند چون ثور
بغر بابس مظالم ہا نمودند　　خدا فریاد رس شد اندرین دور
با مرش راؤ راجہ گشت حاکم　　ازان ہم کس بیاوردہ بدل غور
چو آمد فوج شیران بہر تنبیہ　　ز شر دیوان تہی گشتند فی الفور
بگوشم گفت ہاتف کو براجہ　　مبارکباد فتح قلعہ اندور

اندور کا قلعہ جو پانون کی اُس شاخ نے بنایا تھا جسکا لقب نکمپ تھا انقلاب زمانہ سے سب نیست و نابود ہوگئے پھر خانزادے اُسپر قابض رہے خانزادونکے بعد پٹھانون کے قبضہ مین آیا پٹھانون کے بعد مغلونکے ہاتھ مین پہونچا شدہ شدہ راؤ راجہ کے قبضے مین آگیا ٹوٹ پھوٹ رہا تھا اُسنے مرمت کرائی۔

سمبت ۱۸۴۳ مین قلعہ پیپل کھیڑہ فتح ہوا اور سمبت ۱۸۶۲ مین قلعہ گوبند گڑھ تعمیر کرایا اور سمبت ۱۸۶۵ مین زنانہ محل جو پرانا محل کہلاتا ہے مع مندر واقع الور بنایا قلعہ سموچی و لچھمن گڑھ و کھیڑہ و مدام گڑھ بھی اسی نے بنوائے تالاب ساگر سمبت وسیع پختہ تعمیر کا سمبت ۱۸۶۹ مین بنوایا اسمین پہاڑ کی بارش کا پانی پختہ نہرون سے جمع ہوتا ہے اور وقت ضرورت پختہ نہر کے ذریعے سے نکالا جاتا ہے سمبت ۱۸۷۰ مطابق ۱۸۱۳ء مین راؤ راجہ نے علاقہ جیپور مین سے دو قلعے دوبی عرف ہردیو گڑھ اور سکراسے اور ملک قرب و جوار دبا لیا جسکو خلاف عہد نامہ ہونے کی وجہ سے انگریزی رزیڈنٹ دہلی نے واپسی کے لیے لکھا اور تاکید کی لیکن راؤ راجہ نے انکار کیا چونکہ یہ شیخ شکستگی

عہد نامہ تھی گورنمنٹ نے جبراً جیپور کو واپس دلانے کے لئے فوج بھیجی جب سپاہ الور سے ایک منزل پر پہونچی تو
بختاور سنگھ نے ڈر کر ملک واپس دیا اور تین لاکھ روپیہ بابت خرچ فوج کشی ادا کیا سرکار کا ارادہ تھا کہ اگر دشمنی بالکل ہو جاتی تو جو اضلاع
لارڈ لیک نے اسکو دیے تھے واپس لے لیے جاتے اور اگر اسکے روپے سے لازم آتا تو اسکی کل ریاست ضبط کی
جاتی راؤ راجہ نے نیا محصول جاری کر کے رعایا سے چھ لاکھ روپیہ وصول کیا۔ ۱۲۳۵ ہجری مین راؤ راجہ نے شکار
کے لیے الور سے عزم کیا شکار کھیلتا ہوا موضع علاول پور مین جو الور کے پاس ہے مقیم ہوا اور پہلوانون کو کشتی لڑانے
کے لیے اکھاڑہ بنانے کا حکم دیا۔ جہان اکھاڑہ بنا تھا وہان کسی بزرگ کا مزار تھا پاسوانون نے راؤ راجہ سے کہا
کہ اکھاڑے کے پاس مسلمانون کی قبرون کا ہونا مناسب نہین فوراً حکم دیا کہ مزار کو اکھڑوا ڈالو چنانچہ قبر اکھیڑ دی گئی اسی شب
راؤ راجہ نے متوحش خواب دیکھی صبح کو بیمار ہو گیا درد کی تکلیف ایسی طاقت طاق ہو گئی ایسی حالت مین الور واپس
آیا اور میان فدا حسین فقیر رسول شاہی کے پاس جنکا بہت معتقد تھا حاضر ہوا اور دعا کے لیے استدعا کی میان صاحب
نے تسلی و دلاسا دیکر کہا کہ محل مین چلے جاؤ۔ چنانچہ وہ محل مین آیا لیکن درد کی شدت سے بیتاب و بدحواس تھا پھر آدمی کو
میان صاحب کے پاس بھیجا وہ میان صاحب سے راجہ کا حال بیان کر رہا تھا کہ اتنے مین میان فدا حسین کا
ایک خادم نامی نشۂ بھنگ کی ترنگ مین بول اٹھا کہ راجہ ہم سے کیا کہتا ہے وہ ہمیشہ شکار ہرن اور گیدڑ کا کرتا تھا اس
مرتبہ اس نے شیر کا شکار کیا ہے جو کچھ ہونا ہو گا ظہور مین آئے گا ہم کو طاقت نہین کہ مدد کرین جس مزار کو راجہ نے توڑا
ہے از سر نو اسکو بنائے اور نذر و نیاز سے معذرت خواہ ہو تاکہ وہ خطا معاف کرین یہ سنکر فرستادہ واپس آیا اور تمام حال
راؤ راجہ سے بیان کیا اس بیان کا نصف لفظ حق سے وہ بھنا گیا۔ اور رسول شاہیون کی تباہی کا حکم دیا میان فدا حسین
یہ خبر سنکر کوٹ قاسم کو بھاگ گئے۔ اوجھا برہمن اور رنجل ناتھ جوگی اور پرتا مینہ نے کہ راج مین اختیار رکھتے تھے
راؤ راجہ کے ایما سے بڑے بڑے ظلم کئے جسکا نمونہ یہ ہے رسول شاہ کی قبر کو جو رسول شاہیون کا پیشوا تھا اور
سنہ اللہ ہجری مین راہی عالم آخرت ہوا تھا مع گور مولوی محمد حنیف مرید رسول صاحب کے کہ اسکی تاریخ وفات چراغ احمد
ہے کھدوا کر ان مین سورون کا خون چھڑکا اور اس جگہ بت رکھے اور انکی ہڈیون کو گدھے پر بار کر کے عملداری سے
باہر بھیجدیا کہ ایک تکیہ نگ علی شاہ واقع فیروز پور مین دفن ہین اور جو رسول شاہی ہاتھ آیا اس بیگناہ کے ناک
کان کٹوا ڈالے کیونکہ اسکو انکی طرف سے اپنے اوپر جادو کرنے کا شبہ ہو گیا تھا اور ایک مٹکا اُن ناک کانون سے
بھر کر نواب احمد بخش خان کے پاس جو ناراض ہو کر اپنی جاگیر کو چلا گیا تھا بھیجدیا اور الور و بہادر پور کے ہر ایک مزار
پر سے نقارہ۔ شامیانہ اور چادر اٹھا منگائی۔ اور مزار غالب شہید و خانقاہ مخدوم کمال چشتی ہمشیرہ زادہ سلیم چشتی کو
اور انکے سوا الور کے دوسرے مزارات کو اور مزار سید جلال الدین واقع بہادر پور کو منہدم کرایا۔ اور مسجدون اور
کنوون مین سور کا خون ڈلوایا اور اذان و نماز و ذبح کی قطعی ممانعت کر دی۔ مسلمانون کو نماز عید الضحے اور قربانی
نصیب نہ ہوئی۔ البتہ تجارا مین مرزا مینا بیگ رسالدار نے اپنی دلاوری و سپہ گری سے نماز عید قریب عیدگاہ غازی گڈھ
(جو اکبر کے عہد مین ایک مدرسہ درویش تھا) ادا کی اور قربانی بھی کرائی اس سے مزاحمت کی کسیکو جرأت نہ ہوئی

میان فدا حسین کا بھائی دہلی کے سیاہ و سفید کا مختار یا بادشاہ کا وزیر تھا اُسکے ذریعہ سے میان فدا حسین نے بادشاہ سے الور کے مسلمانون کی مظلومی کا حال عرض کرایا۔ بادشاہ نے انگریزون سے سفارش کرکے الور پر فوج کشی کرائی جب فوج بہادر پور تک پہونچی تو راؤ راجہ گھبرایا نواب احمد بخش خان نے اُس سے کئی لاکھ روپیہ لیکر فوج کو بہ اسلوب سے حکمت عملی کے ساتھ واپس کرایا۔ الور و تجارا کی تاریخ مین مولوی محمد مخدوم نے اسیطرح لکھا ہے اور دوسرے مورخ کہتے ہین کہ اُس ظالمانہ کارروائی کی تحقیقات کے لیے ایک انگریزی افسر مقرر ہوا تھا لیکن اسی برس راؤ راجہ کے انتقال کی وجہ سے سرکاری طرف سے دئے ہوئے پرگنے ضبط کر لینے کی تجویز ملتوی رکھی گئی۔ ۵ رمضان ۱۲۲۶ ہجری کو کولانی کی لڑائی مین مرزا منا بیگ رسالدار مجروح ہوا اور شروع ۱۲۲۵ھ مین میو ون نے سرکشی اختیار کی اور دیہات کو لوٹنے لگے مچل صاحب ملازم ریاست فوج لیکر تجارے مین آیا مفسدونکو سزا دیکر امن قائم کیا ماگھ سدی ۲ سمبت ۱۸۷۱ مطابق ۱۵ صفر ۱۲۳۰ ہجری کو چوبیس برس راج کرنے کے بعد راؤ راجہ نے چالیس سال کی عمر مین وہرنا پانڈو سے انتقال کیا۔
اُسکے مرنے کے بعد موسیٰ نام طوائف سے جو اُسکے ساتھ ستی ہوگئی ایک بیٹا بلونت سنگھ اور ایک لڑکی چاند کنور (جسکا بیاہ کان سنگھ ٹھاکر ستار پور سے ہوا تھا) باقی رہی اور بھتیجا بنے سنگھ راجپوتانے کے قاعدے سے متبنے سمجھا گیا جس سے کچھ مدت تک راج کے دو حصے ہوگئے

## راؤ راجہ بنے سنگھ اور بلونت سنگھ

بختاور سنگھ کے انتقال کے بعد ٹھاکرون نے بلونت سنگھ کی مسند نشینی ناجائز قرار دیکر بنے سنگھ برادرزادہ بختاور سنگھ کو مسند نشین کرنا چاہا لیکن مسلمان اور چیلے اس بارے مین اُنسے متفق نہ ہوئے اور بلونت سنگھ کے جانبدار ہوگئے اسلیے رفع فساد ضرور ہوا اور دونون کی مسند نشینی پر اتفاق کیا گیا چنانچہ ماہ سدی چیت سمبت ۱۸۷۱ کو دونون مسند نشین ہوئے نواب احمد بخش خان نے سب سے اقرار نامہ تحریر کرایا کہ بعد بلوغ نصف نصف مال و ملک اُنکو تقسیم کیا جاوے اس سے تین برس کے بعد پرگنہ تجارا و ٹپوکڑہ کا نواب احمد بخش خان نے ٹھیکہ لیا تاریخ ۱۲ ربیع الاول ۱۲۳۳ ہجری کو نواب کا دخل پرگنہ تجارا و ٹپوکڑہ مین ہوگیا کالے خان منتظم مقرر ہوا جسجگہ ریاست کا محل ہے وہان سابق مین مسجد تھی جسکو جاٹون نے اپنے عہد مین بنوایا تھا اسی جگہ کالے خان نے اپنے رہنے کو بنگلہ بنوایا جب دونون راجے سن بلوغت کو پہونچے آپس مین اختلاف کرنے لگے اب ریاست کے اہلکارونکے دو فریق ہوگئے۔ نواب احمد بخش خان کو ابتدا سے بلونت سنگھ کی جانبداری ملحوظ تھی اسوجہ سے بنے سنگھ کے جانبدار نواب کے دشمن ہوگئے اور ملا و خوشحال و جہاز چیلون اور نند رام دیوان نے ایک میو سے کہا کہ اگر تو نواب کو مار ڈالے تو چھ ہزار روپیہ نقد اور ایک گاؤن تجھکو دیا جائیگا اُس نے اس کام پر آمادگی ظاہر کی۔ آٹھ ماہ تک داؤن گھات مین رہا مگر موقع نہ پایا آخرکار ۲۰ شعبان ۱۲۳۲ ہجری کو دہلی مین قابو پاکر رات کو خوابگاہ مین جا گھسا اور سوتے مین نواب پر تلوار کے تین وار کئے تیسری ضرب مین تلوار ٹوٹ گئی تب وہان سے نکلکر بھاگا اپنی دانست مین وہ کام تمام کر چکا تھا لیکن نواب کی زندگی باقی تھی کوئی زخم کاری نہ لگا اور پنجۂ قضا سے نجات پائی جراحت خفیفہ کا

ڈاکٹری علاج ہونے لگا تھوڑے عرصہ مین شفائے کلی پاکر غسل صحت کیا یہ مجرم فرار ہوکر الور پہونچا اور
انعام مقررہ کا خواستگار ہوا تر غیب دہندے ادائے انعام مین حیلہ حوالہ کرنے لگے اسلئے باہم نزاع پیدا
ہوکر راز آشکارا ہو گیا میو کو بلونت سنگھ نے گرفتار کر لیا اور اُسنے مفصل ماجرا بیان کیا اُسکے بیان پر ملا و خوشحال
و جاز چیلے اور سندرام دیوان قید کئے گئے راموں خواص فرار ہوکر دہلی کو چلا آیا اور اول نواب احمد بخش خان
کی فرودگاہ پر حاضر ہوا نواب نے اسپر توجہ نہ کی اُسنے منشی کرم احمد سر رشتہ دار جنرل اکٹرلونی رزیڈنٹ کو کئی لاکھ روپیہ
دینا کرکے اپنا ممد و معاون بنایا اور جنرل صاحب سے درستی معاملہ کی شکل نکالی اور وہ اسپر توجہ کرنے لگے یہانتک کہ
ایک دن ملاقات کے وقت نواب احمد بخش خان کو الور کے معاملے اور بلونت سنگھ کے کام مین سفارش کرنے سے منع
کردیا جب راموں خواص نے اپنے تیر تدبیر کو نشانے کے سر پر پایا تو جنرل صاحب سے کہا کہ بعض مفسدون نے
بلونت سنگھ کو اغوا کرکے الور مین فساد کا نقش جمانا چاہا ہے اگر حکم ہو تو اسکا انسداد عمل مین آئے اُنھون نے اسکو
اجازت دیدی راموں خواص نے اتنا سہارا پاتے ہی بنے سنگھ کو لکھ بھیجا کہ بجز بلونت سنگھ کے اُسکے دوسرے
مددگارون کا جلد کام تمام کردین - یہ شہ پاکر بنے سنگھ کے طرفدار راجپوتون نے جمع ہوکر شہر کے دروازون کا بندوبست
کرلیا اور محل پرورش کی بنے سنگھ کو تو اکھے سنگھ کی حویلی مین پہونچا دیا اور نصف شب سے جنگ و جدال شروع کردی
پہر دن چڑھے بلونت سنگھ زنانے مکان مین چلا گیا اُسکے جانب داروں مین سے دس آدمی مارے گئے اور
مابقی نے ہتیار ڈالکر امان چاہی خود تو صحیح و سالم چھوڑ دئے گئے مگر اسباب سارا چھین لیا گیا ٹھاکر بلی جی -
کپتان فاسٹ اور شامی صاحب قید ہوئے اور بلونت سنگھ نظر بند رہا یہ لڑائی الور مین محل پراسہ کے نام
سے مشہور ہے یعنی محل کے اندر واقع ہوئی تھی یہ خبر سنکر جنرل اکٹرلونی نے بنے سنگھ کی طرفداری کی اور اُسکی
حق داری مانکر صدر کو رپورٹ کی اور نواب احمد بخش خان نے اسکے برخلاف بلونت سنگھ کی جانب داری
مین گورنر جنرل کی خدمت مین تحریر بھیجی جہان سے رزیڈنٹ کو الور کے معاملات مین نواب کی راے کے ساتھ کام
کرنے کی ہدایت ہوئی اسپر مجبوراً رزیڈنٹ کو نواب سے اتفاق کرنا پڑا چونکہ اُس زمانے مین کلکتے کی طرف کچھ خرخشہ
تھا فوج اُس جانب بھاگی تھی اس سبب سے الور کے فیصلے مین تعویق ہوئی نواب احمد بخش خان نے فیروز پور کر
اجارہ تجارا اور ٹپوکڑہ سے دست کشی اختیار کی ۲۰ محرم ۱۲۳۲ھ ہجری کو بھوانی بخش عاملی تجارا پر راموں خواص
کی طرف سے مقرر ہوکر گیا اور تجارے کے انتظام نے راج سے پھر تعلق پکڑا تھوڑے دنون کے بعد جنرل اکٹرلونی
جیپور دالوسا کی طرف چلا راموں خواص اور نواب احمد بخش خان ہمراہ تھے - خواص مذکور رخصت لیکر الور کو آتا تھا
کہ اثناے راہ مین معلوم ہوا کہ قتل نواب کے محرک و ساعی ملا و خوشحال وغیرہ قید سے رہا ہوئے یہ سنتے ہی طائر ہوش
نے پرواز کیا الور پہونچکر اہلکارون کو زجر و توبیخ کرکے بدستور سابق رہائی یافتون کو قید مین ڈالا جنرل اکٹرلونی
جیپور سے کوچ کرکے الور کو آرہا تھا قیدیون کی رہائی کا حال سنکر برہم و افسردہ ہوا راموں خواص اور اکھے سنگھ
ٹھاکر استقبال کی غرض سے الور سے راہی ہوکر راج گڑھ پہونچے خواص مذکور تو وہین رہا اکھے سنگھ نے مقام

دوسرے مین جرنیل کے لشکر مین پہنچ کر راؤ مون خواص کا سلام و پیام پہنچایا جرنیل نے کہا کہ ہمکو خواص بدعہد سے
سروکار نہین الور کا جانا ہم نے موقوف کیا ہمارے لشکر کا کوچ بھرتپور کی طرف ہوگا اکھے سنگھ نے اس معاملے سے
خواص کو مطلع کیا وہ گھبرایا اور دوڑا ہوا گیا جب جرنیل سے ملا اُسنے کہا کہ قیدیون کی رہائی سے تمنے بدعہدی کی
اور ہم سے سروکار نہ رکھا اگر اب بھی تمکو ہماری خوشنودی منظور ہے تو قیدیون اور اُنکے رہا کرنے والونکو دہلی پہونچادو اور
نصف ملک و مال بلونت سنگھ کو دیدو ورنہ لڑائی کے لیے آمادہ رہو خواص آرے بلے کرکے چلا گیا اور کچھ تعمیل حکم نہ کی
ہنگام مراجعت دہلی جرنیل اکٹرلونی نے مقام فیروزپور سے پھر الور کو تحریر کیا کہ اس مرتبہ اتمام حجت کی جاتی ہے کہ حسب الحکم
تعمیل کرو ورنہ فوج کشی ہوگی جب اس کا کچھ جواب نہ آیا تو اُنکی سرکشی کی رپورٹ گورنر جنرل کو کرکے فوجی دباؤ ڈالنے
کی منظوری منگالی اور بھرتپور کی فتح کے بعد الور کی طرف کوچ کیا ابھی الور کی حد مین فوج نہ پہونچی تھی کہ تزلزل پیدا
ہوگیا جب کچھ چارہ نہ ہوا تو مجبوراً بلونت سنگھ کو رہا کرکے ساز و سامان اور شان تجمل کے ساتھ رزیڈنٹ کے پاس
بھیجدیا موضع گگ رائپے مقام علاقہ بھرتپور مین پہونچکر اوس سے بلونت سنگھ ملا - اب احمد بخش خان ساعی تھا کہ
نصف ملک بلونت سنگھ کو دیا جاے لیکن بہت سی بحث و گفتگو کے بعد علاقہ الور مین سے چار لاکھ روپیہ سالانہ کی جاگیر
جو اسوقت الور کی تہائی آمدنی تھی بلونت سنگھ کو مدد معاش کے لیے دی جانی تجویز ہوئی اسلئے دو لاکھ آمدنی کا پرگنہ
تجارا و ٹپوکڑہ و ماندن و کرنے کوٹ و منڈاور دیا گیا اور دو لاکھ روپیہ سالانہ نقد بعوض کشن گڑھ و کٹھومر مقرر ہوکر
اقرارنامے مین یہ شرط لکھی گئی کہ اُس کے بعد خاص اولاد جاگیر کی حقدار رہی گی اور لاولد ہونے کی صورت مین جاگیر
واپس راج الور کے شامل ہو جاے گی چنانچہ معاہدہ تحریر ہوکر ماہ شعبان سنہ ۱۲۴۱ ہجری مین بلونت سنگھ تجارے آگیا
اور کالے خان کے تیار کراے ہوے بنگلے مین سکونت اختیار کی اور بنیاد مسجد پر محل کی تعمیر شروع کرائی اور محل کے
قریب باغ مع بنگلہ کے تعمیر کرایا اس سے فارغ ہوکر اندھیری باغ کالی ندی پر لگایا اور اُسکی رانی نے موضع خلیل پور
کے متصل الور کی سڑک کے کنارے پر تیارہ بنواکر خیرات جاری کی اور شاہ راہ فیروزپور پر اپنا باغ علیحدہ بنوایا
جب نیباکا کال پڑا غربا کی پرورش کی نظر سے شاہزادہ علاء الدین کے بند خام کے پختہ بنانے کو مدد لگائی گئی اُسکی
تعمیر ہوکر پہاڑی پر قلعہ بنانے کی تجویز ہوئی وہان ایک مسجد قلندری اور ایک مزار کسی بزرگ کا تھا اُسکو منہدم کرکے
ربیع سمبت ۱۸۹۲ مین مہورت تیاری قلعہ عمل مین آئی شب و روز اُسکی تیاری کی تاکید تھی اکثر بلونت سنگھ آپ جاکر
اُسکی تعمیر مین تمام روز پہاڑ پر بسر کرتا تھا اور پہاڑی کے دامن مین ایک شہر کی آبادی کی تجویز کی گئی چنانچہ امرا کے
مکانات بننے لگے اسی اثنا مین ایک بیٹا پیدا ہوا بلونت سنگھ اس سے بہت خوش ہوا کہ یکایک ولادت سے تیرہ ماہ کے بعد
لڑکا مرگیا۔ رانی کو اتنا غم ہوا کہ لڑکے کی وفات سے ایک سال کے بعد رنج و اندوہ مین گھل گھل کر قابض ارواح کے
سپرد جان کی بلونت سنگھ پر غم کے دو پہاڑ ٹوٹ پڑے اور اب اُسکے جنون مین کیا کسر رہی رات دن تڑپتا تھا
نہ سدھ قلعے کے بنوانے کی رہی نہ خورد و نوش کا ہوش تھا اسیطرح غم مین گھٹ گھٹ کر بمشکل ایک سال جیا اور
قلعے کی تعمیر کے تمام ہونے سے قبل بنگلے مین بیمار رہ کر بنگلا باغ مین آیا اور ۱۳ محرم سنہ ۱۲۶۱ ہجری کو خود مختار

جاگیر پانے سے بیس برس کے بعد بغیر اولاد کے گذر گیا جس سے اُسکا تمام علاقہ پھر الور مین داخل ہوگیا۔

مہاراؤ راجہ بنے سنگھ بلونت سنگھ کے قید ہونے کے دن سے بلا مشارکت دوسرے کے حکمرانی کرتا تھا چونکہ اُسنے نواب پر حملہ کرانے والون کو سزا دینے کے عوض بڑے بڑے عہدے دیدیے تھے اس لئے رزیڈنٹ نے اُس سے ملاقات نکی اور اُسکے سفیر کو گورنر جنرل کی حضوری نصیب نہ ہوئی اسپر سرکاری مہربانی سے ناامید ہوکر مہاراؤ راجہ نے راج جیپور کا ماتحت بننا چاہا لیکن سرکار انگریزی سے اس خلاف عہدنامہ کارروائی کے سبب اسپر کچھ جرمانہ ہوکر ممانعت کی گئی۔

ابتداے عہد مین اہلکار بالکل محیط تھے کارخانہ راج کا زمیندارانہ طور کا تھا ملازم اپنی اپنی فلاح کے خواہان تھے کیکو راج کی بہبود کا خیال نہ تھا بنے سنگھ یہ حال دیکھتا اور کسی سے کچھ نہ کہتا اور وقت کا منتظر تھا آخر قابو پاکر بلا حیلے کا اسطرح استیصال کیا کہ اُسکے مارے جانے کا حال کسی پر نہ کھلا۔ اور اکثر دخیل کارون کو حسن تدبیر سے بیدخل کر دیا کہ وہ جلسہ باقی نہ رہا اسپر بھی بہتری کی شکل نظر نہ آئی خسارے کا عالم بدستور رہا چنانچہ عہد دیوانی حکناتھ بیجناتھ مین بعض اوقات کارخانون مین نوبت فاقے کی گذرتی تھی۔ ۱۸۳۸ء مطابق سمبت ۱۸۹۴ مین راؤ راجہ نے انتظام کی ابتری سے تنگ آکر آغا صاحب خوشنویس کی معرفت رزیڈنسی دہلی کے میر منشی اموجان کو سات سو روپیہ ماہوار تنخواہ پر دیوان ریاست اور نواب فیروزپور کے نوکر مرزا اسفندیار بیگ کو تین سو روپیہ تنخواہ پر نائب دیوان مقرر کیا ان اہلکارون نے شہر اور پرگنون مین عدالتین قائم کرکے تمام قرضہ بیباق ادا کیا ہو کارد ٹھیکہ اور بیجا دباؤ علاقے سے اُٹھا دیا۔ اُنکے ہاتھ سے ملک کے انتظام نے رونق پائی سررشتہ فوجداری کا قائم ہوا تھانے مقرر کئے گئے۔ بندوبست مال بخوبی کیا گیا اسوجہ سے راج نے ترقی کی پھر راؤ راجہ نے فراغدلی سے کارخانونکی درستی مین توجہ دی۔ اور بلونت سنگھ کے مرنے سے ریاست مین سامان اور بھی بڑھگیا اور علاقے کے اضافے سے آمدنی زیادہ ہوگئی اور اُسکی تنخواہ کی بچت سے بڑی آسودگی پیدا ہوئی اسلئے جلوس ریاست کا سامان مہیا کیا عمارات عالی اور خوشنما تیار کرائین شیش محل۔ سی تل نواس۔ موتی ڈونگری کا محل بنوایا گیا الور سے دس میل کے فاصلے پر جنوب و مغرب مین پہاڑونکے درمیان بندھ سی لی سیڈھ تیار کرایا کہ چند کوس کے احاطے مین عمیق پانی بھرا رہتا ہے اور کنارے پر عمدہ محل اور باغات ہین اور وہان سے شہر الور تک سمبت ۱۹۰۲ مین پختہ نہر بنوائی ہے کہ اُسکی آبپاشی سے زراعت اور باغات گرد و نواح شہر کو بہت فائدہ پہونچا ہے اور خوب رونق دیسری ہے باغ بنے بلاس۔ اور تعمیر گھوگس لال۔ دروازہ و حضوری دروازہ و احاطہ گھوڑا پھیر و چھتری لب ساگر و فیل خانہ و رتھ خانہ و اصطبل سے الور کو رونق دی اور بہت سے اہل کمال کو جمع کیا جیسے مولانا فضل حق صاحب خیرآبادی نامور منطقی اور پنڈت روپ نراین و دولی رام شاستری اور ممن اور میان جان چابک سوار اور تانرس خان کلاونت و امرت و رحیم سین ستاریہ و سکھدیو و صدیق پہلوان و میر باقر علی پنجے باز و میان میر و آغا صاحب خوشنویس شاگرد رشید میان میر پنجہ کش و شیخ ابراہیم شمشیر ساز و عبداللہ کنک کہر ایک

انمین سے اپنے اپنے فن مین وحید عصر و یکتاے روزگار تھا آغا صاحب خوشنویس سے پچاس ہزار روپے کے
مصارف مین کتاب گلستان لکھوائی تھی شوار گری کا سلسلہ اس مہاراؤ راجہ کے وقت سے جاری ہوا - بیواڑہ
سمبت ۱۹۰۰ مین مفتوح کیا قلعہ خوشحال گڑھ بھی انہی نے بنوایا - گھوڑے بھی عمدہ عمدہ جمع کئے گئے تھے اسکے عہد حکومت
مین انتظام کی کیفیت یہ تھی پرگنات جنوبی منشی امو جان کے سپرد تھے اور پرگنات شمالی دیوان مانک چند کے تفویض
تھے اور اسکی پانسو روپے ماہوار تنخواہ تھی اور مرزا اسفندیار بیگ دیوان حضور کا تھا اور پرگنہ لچھمن گڑھ جو کوٹھار سے
متعلق تھا وہ خواجہ فرحت اللہ خان کے سپرد تھا اور ایک کچہری کا اجلاس خاص نام تھا اسمین چند عہدہ دار
اور سردار مقرر تھے مثل مرزا محمود بیگ منصرم میونارہ اور منشی امو جان اور پنڈت روپ نرائن اور ٹھاکر بلدیو سنگھ
قلعدار بالا حصار اور راجہ بدم سنگھ معروف بہ راجہ جی اور بخشی راؤ ہر بخش وغیرہ اور سرپنچ اس محکمہ مین دیوان
مرزا اسفندیار بیگ تھا اسمین مقدمات تنازعات سرحدات یا ریاست غیر وغیرہ اور جملہ محکمون کا مرافعہ
اور تغلب کے مقدمات اور فوجداری مقدمات لائق تجویز سشن طے ہوتے تھے پس تین شخص ہمیشہ اجلاس کرتے
تھے بصورت اختلاف راے مہاراجہ کے سامنے پیش ہوکر فیصل ہوتے تھے مولوی محمد مخدوم کا بیان ہے کہ راؤ راجہ
اپنی ذات سے ریاست کے کامون کی نگرانی کرتا تھا کسی ملازم کا محتاج و دست نگر نہ تھا -

کئی برس کے بعد منشی نے رشوت کے ذریعہ سے بدنیتی پھیلائی اور مرزا نے دیانت داری سے اُس کی مخالفت
اختیار کی اول تو منشی نے مرزا کو ملکی کام سے علیحدہ کرا کے مدرسے کی نگرانی پر رکھدیا - لیکن آخر مین مرزا نے
منشی پر رشوت لینا ثابت کرکے اُسکو قید کرایا جو سات لاکھ روپیہ ڈنڈ دیکر رہا ہوا - مرزا نے دیوانی کا عہدہ پاکر
پانچ برس تک عمدگی سے کام کیا - لیکن سمبت ۱۹۱۲ مطابق ۱۸۵۵ء مین راؤ راجہ فالج کی بیماری سے ضعیف ہوکر
پھر منشی امو جان اور اسکے بھائی فضل اللہ خان و انعام اللہ خان کے دم مین آگیا اور انکو دوبارہ مختار بنا دیا -
۱۸۵۷ء کے غدر مین جبکہ راؤ راجہ بیمار تھا اُسنے قلعہ گوگا گڑھ تیار کرایا اور بارہ سو آدمیون کی جمعیت باغی فوج کے
مقابلے کو آگرے کی طرف روانہ کی کہ اچھنیرہ پر باغیون کے بریگیڈ نیمچ و نصیر آباد نے اسپر حملہ کرکے تباہ کردیا
اسمین راج کا بہت نقصان ہوا - اور انتظام پرگنہ فیروز پور کے لیے منشی امو جان بھیجا گیا لیکن میو ونکی
سرکشی سے انتظام نہ ہوسکا اور بہت صرف پڑا -

آخر وقت مین مہاراؤ راجہ نے مرض فالج سے بہت اذیت اُٹھائی اور میدا چیلہ وغیرہ نے مرزا کے اشارے
سے کئی آدمیونکو جادو کرنے کے الزام سے بیگناہ مروا ڈالا اس سخت ظلم کے بعد جو کم علمی اور ضعف الاعتقادی سے
ریاستون مین ہوجایا کرتا ہے راؤ راجہ کی جان نہ بچی اور صلاح کارون نے بھی بد نتیجہ دیکھا - میدا چیلہ جیپور مین قتل
ہوا مرزا کچھ مدت کے بعد اندھا ہوکر ریاست سے نکالا گیا -

اور ساون بدی ۹ سمبت ۱۹۱۴ مطابق ۱۸۵۷ء کو راؤ راجہ بنے سنگھ بیالیس سال راج کرنیکے بعد
پچاس برس کی عمر مین مرگیا -

## مہاراؤ راجہ شیودان سنگھ

یہ تیرہ برس کی عمر کے اندر اگست ۱۸۵۵ء مطابق سمت ۱۹۱۲ مین اپنے والد کے بعد مسند نشین ہوا اسکی کم عمری سے کئی سال تک سرکاری نگرانی لازم تھی لیکن ہندوستان مین غدر و فساد کے باعث اور منشی اموجان کی کارگذاری کے اعتبار سے کوئی مداخلت نہ کی گئی منشی اموجان نے لکھدیر سنگھ کو اپنے سے موافق کر لیا اسواسطے کہ ٹھاکر مذکور حقوق قدیم کے سبب سے حفاظت و انتظام کے لیے محل مین رہتا تھا اور ٹھاکر کو ایک جدید گانون پرگنہ تھانہ غازی مین دلوا دیا اور کچھ سپاہ پیدل و سوار کی تنخواہ کرا دی اور ٹھاکر سے یہ قرار پایا کہ جو کچھ رشوت مین پیدا ہو اسمین سے نصفا نصف تقسیم کر لین چونکہ طمع مین نزاع پیدا ہوتا ہے ٹھاکر لکھدیر سنگھ کو چند ماہ مین بیدخل کر دیا اور مرزا اسفندیار بیگ کو بیکار کر کے اموجان راؤ راجہ کا نائب بنا اور فضل اللہ خان دیوان کل ہوا اور انعام اللہ خان بخشی ہوا اور یہ چاہا کہ دیوان مرزا اسفندیار بیگ کو قید کر کے محاسبہ لیا جاوے اور ٹھاکر کے نام حکم جاری کر دیا کہ اپنے گانون بیجوارہ کو چلا جائے اور راؤ راجہ کو بھنگ اور شراب کی طرف راغب کیا اور راجہ اس قدر بے قید و بے تکلف ہو گیا کہ راجپوتی مذہبی پابندی بھی باقی نہ رکھی۔ اقرار حسین اور حکیم محمود علی اپنے اپنے خاصدان لاتے تھے راؤ راجہ اکثر ان کا بنایا ہوا پان نوش کرتا تھا اموجان بجز احمق لوگونکے ریاست مین اور کا دخیل ہونا نہین چاہتا تھا اور راؤ راجہ کو اسکی خاطرداری ملحوظ تھی اسنے اموجان کی راے کے مطابق لکھدیر سنگھ ٹھاکر کو بھی خارج کیا کم عمر رئیس لکھنا پڑھنا چھوڑ کر ایکدم ناچ و رنگ اور فضول باتون مین مصروف ہو گیا اور اموجان کے رشتہ دارونکی صحبت مین رہکر جنھون نے اسپر مصیبت ڈالی راجپوتون کو بالکل بقدر اور جانورونکی برابر سمجھنے لگا۔ اموجان مرزا اسفندیار کی بیخ کنی کا موقع دیکھتا تھا ایک دن موقع پاکر اسنے اکھیٹے کھم والے مکان کو جسمین مرزا رہتا تھا اپنی سکونت کے لیے مانگا راؤ راجہ نے اسکی استدعا قبول کی اور مرزا کو مکان کے خالی کر دینے کا حکم دیا چند عرصے تک مرزا لیت و لعل کرتا رہا جب منشی اموجان بہت متقاضی ہوا تو مرزا نے فتنہ اٹھایا کہ راجپوتونکو جتلایا کہ اموجان اور اسکے بھائی راؤ راجہ کو مسلمان کرنا چاہتے ہین اور ٹھاکرون کو ایسا اغوا کیا کہ وہ بلا تحقیق و تصدیق ۷ اگست ۱۸۵۸ء مطابق سمت ۱۹۱۵ مین رات کے وقت اموجان اور فضل اللہ خان و انعام اللہ خان کے مکان پر چڑھ گئے اور محمد نصیر پسر فضل اللہ خان و عارف علی خدمتگار اموجان کو قتل کیا اور بدر الدین چوبدار کو مجروح کیا منشی اموجان اور اسکے بھائیون نے بھاگ کر اپنی جانین بچائین تمام رات ہنگامہ بسیار رہا صبح کے وقت راؤ راجہ نے ٹھاکر روپ سنگھ جاگیردار لادد کی معرفت مفسدون کو اس امر پر رضامند کیا کہ اموجان اور اسکے بھائیون اور دوسرے متعلقین کو دلی کی طرف چلا جانے مین معترض نہون چنانچہ ٹھاکرون نے مان لیا اور وہ نکل گئے اس معاملے کی خبر سنکر کپتان نکسن پولیٹکل اجنٹ بھرتپور سے جلد الور مین آیا اور اس نے راؤ راجہ کو راجپوتونکی تباہی پر مستعد اور ملکی کام سے بیخبر دیکھکر پنچایت اور مجلس قائم ہونیکی صدر مین رپورٹ کر دی جو منظور ہو کر دسمبر ۱۸۵۸ء مین کپتان امپی کی تقرری عمل مین آئی اور راؤ راجہ ایک برس تک خود مختار رہنے کے بعد کام سے بیدخل کیا گیا پولیٹکل ایجنٹ نے ٹھاکر لکھدیر سنگھ کو ممبر پنچایت کا افسر اعلے کر دیا یہ شخص راجپوتون کا سرغنہ اور

راؤ راجہ بنے سنگھ کا ہمزلف تھا کہ اوسکی کسردی والی رانی اُسکی سالی تھی۔ رئیس نے دوسرے برس ٹھاکر لکھدیر سنگھ کو قتل اور ایجنسی کو زبردستی خارج کرانا چاہا لیکن پولیٹیکل افسر نے خبر پاکر صلاح کار ون کو قید کی سزا دی۔ اَسفند یار بیگ نکالا گیا۔ کپتان ایمپی نے بہت اچھا انتظام کیا ابتداے سمبت ۱۹۱۶ سے سمبت ۱۹۱۹ تک بندوبست سہ سالہ مقرر کیا بعد اختتام اس میعاد کے سمبت ۱۹۱۹ سے سمبت ۱۹۲۹ تک بندوبست دہ سالہ کیا زمیندار لوگ بندوبست سے آسودہ ہوگئے زر محاصل بلا وقت عین وقت پر داخل خزانہ ہوتے لگا کئی لاکھ روپیہ پس انداز ہوکر خزانہ قلعہ میں بھیجا گیا اور کچہریات کے لیے مکان محل کے دروازے کے باہر بنا اور بازار اور کوچون فرش بندی ہوئی اور شفاخانہ تیار ہوا اور سڑک الور و تجارا کے درمیان تعمیر ہوئی اور راؤ راجہ کی شادی جھالرا پاٹن مین ہوئی۔ کپتان ایمپی کے بعد کپتان ہملٹن آیا اجنٹی کی کوٹھی اسنے بنوائی۔ ایجنٹی کے انتظام مین مالگذاری کا نیا بندوبست ہونے سے راج کی سالانہ آمدنی پندرہ لاکھ تک ہوگئی۔

اور نیمرانہ کا تصفیہ بھی طے پایا جسکی تفصیل یہ ہے کہ یہان کے ٹھاکر نے چند سال تک الور سے خودسر ہونے کا دعوے کیا جو ہر بار نامنظور ہوا ۱۸۶۱ء مین پھر دعوے ہوا تحقیقات کامل کی گئی تو یہ ثابت ہوا کہ یہ ضلع رئیس الور نے چندربھان نیمرانہ کے جاگیردار کو بتقررہ ۴۴۸۶ روپیہ خراج کہ جو مرہٹون نے نیمرانہ پر لگایا تھا دیا تھا اور بباعث مفسدہ چندربھان کے سرکار انگریزی کی منظوری سے یہ اراضی پھر الور مین ۱۸۱۵ء تک ضبط رہی لیکن سنہ مذکور مین ایک حصہ واپس دیا گیا تھا اور جب جاگیردار نیمرانہ نے باقی ماندہ کی واپسی کا دعوے کیا تو سرکار انگریزی نے مداخلت سے انکار کیا اسواسطے ۱۸۶۲ء مین آخرکار یہ فیصلہ ہوا کہ نیمرانہ جاگیردار ہے۔

## دوبارہ اختیارات

پانچ برس بیدخل رہنے کے بعد ۱۴ دسمبر ۱۸۶۳ء مطابق سمبت ۱۹۱۹ مین راؤ راجہ کو دوبارہ حکومت کے اختیارات ملے۔ اُس نے دوبارہ اختیار پاتے ہی ٹھاکر لکھدیر سنگھ افسر پنچایت کو اُسکی جاگیر پر نکالکر کلکتے مین گورنر جنرل سے ملاقات کی پنڈت روپ نرائن کو کہ محکمہ پنچایت کا ممبر تھا گرداور مقرر کیا گیا اور پنڈت رام نرائن ڈپٹی کلکٹر مقرر ہوا اور منشی رشک لال بدستور متصرمی فوجداری پر رہا۔ یکم جون ۱۸۶۴ء کو میان جان چابکسوار مارا گیا جسپر اُسکے ورثہ گورنمنٹ انگریزی مین نالشی ہوئے اور کہا اصل قاتل خود راؤ راجہ ہے اور کوئی نہین سرکار نے کئی انگریز بھیجکر تحقیقات کرائی انجام کو مقدمہ تو خارج ہوا مگر اجنٹی لور اجنٹ عہدہ سے برخاست ہوے اور تحقیقات ہوکر جو حکم اس باب مین سرکار سے آیا وہ قابل عبرت تھا اور راؤ راجہ کی اُس سے برات قرار پائی وجہ قتل راؤ راجہ کی ذاتی عداوت تھی۔ اور سبب عداوت تین طرح بیان کیا گیا ہے
(۱) وجہ قتل زوجہ مقتول نے اس طرح بیان کی کہ راؤ راجہ بنے سنگھ نے بچپن مین راؤ راجہ شیودان سنگھ کی تادیب و اتالیقی کے لیے میان جان مقتول کو مامور کیا تھا پس جیساکہ دستور ادیب و اتالیق کا ہوتا ہے مقتول بلا حفظ مراتب راؤ راجہ کے ساتھ ادا کرتا تھا اگرچہ اُسکو ایسی ادب آموزی اور تعلیم ناگوار گذرتی تھی مگر بوجہ خوف اپنے والد کے دم نہین مار سکتا تھا جب شیودان سنگھ خود مختار ہوا تو میان جان کو بشکل تمام بیچھا چھڑا کر

جے پور آبیٹھا تھا وہان سے گھوڑی کی سواری سیکھنے کے بہانے سے طلب کرکے صلہ وحق اُس ادب آموزی خردسالی کا اپنے ادیب باوفا کے ساتھ یہ ادا کیا کہ جان سے مار ڈالا ۔

(۲) دوسری روایت یہ ہے کہ راؤ راجہ کی رانی ہوا خوری کے واسطے جاتی تھی اور محل سے پالکی مین سوار ہو کر گڈلسی کے قریب جو پھاٹک پہ کھڑی تھی آئی اُس کی پالکی کے ساتھ میان جان جو اُسوقت شراب کے نشے مین سرشار اور غرور مین بھرا ہوا تھا اُگر سکنے لگا کہ مجھکو حکم ہوا ہے کہ پالکی کے ہمراہ جاؤن بڑے خلط ملط سے رانی سے بات چیت کرنے لگا یہانتک کہ رانی ناراض ہو کر چلائی راؤ راجہ فوراً دوڑا آیا اور اُسکے گھونسا مارا ہمراہی نوکرون نے اُسے ٹکڑے کر ڈالا راجپوتون نے جو اُسوقت موجود تھے دیکھا تو چلاتے آئے کہ راجہ صاحب یہ آپنے کیا کیا آپکی عزت مین خلل آجائیگا لاش فوراً اُٹھوا کے راجگڈھ کی سرحد مین دفن کرادی گئی اور راؤ راجہ الور واپس آیا پھاٹک پر شہر مین میجر ملٹن اجنٹ سے ملاقات ہوئی اور تین گھنٹے تک تخلیے مین گفتگو کی ۔

(۳) تیسری روایت یہ ہی ۔

کہ راؤ راجہ شادی کے لئے شاہ پورے گیا اس شادی مین مہاراجہ رام سنگھ والی جیپور شریک ہونے والا تھا لیکن نہین آیا مہاراجہ جے پور کے شریک شادی نہ ہونے کی یہ وجہ فرض کی گئی کہ میان جان نے جسپر مہاراجہ رام سنگھ بہت مہربانی رکھتا تھا اُسکے روبرو حلفیہ بیان کیا تھا کہ راؤ راجہ مسلمان ہے یہ شخص اپنے فن مین کامل تھا اسلئے اسکی خاطر جیپور مین بھی ہوتی رہتی تھی اور اُسکے جورو بچے وہین رہتے تھے جب میان جان جیپور سے راج الور مین پہونچا تو اُسکو غالباً معلوم ہو گیا کہ راؤ راجہ صاحب کو اُس سے کچھ رنجش ہے اسواسطے رخصت جیپور جانے کی مانگی لیکن راؤ راجہ نے رخصت منظور نہ کی اور ناچار اُسکو راجگڈھ آنا پڑا جو الور سے چھ کوس پر ہے ایکدن راؤ راجہ نے اسکو کھانا کھانے کے لیے محل راجگڈھ مین بلایا اور وہان اُس نے میان جان پر ایک ہاتھ تلوار کا مارا پھر غلامون اور خدمتگارون نے اُسکے ٹکڑے کر ڈالے بعد اسکے لاش اُسکی خفیہ پائی محل مین دفنائی گئی راؤ راجہ نے اپنی بریت کے لیے ایک معزز ٹھاکر کو باشتباہ قتل قید کر دیا اور برادران مقتول کو جو الور مین تھے اُسیوقت قید کرنیکا حکم دیا جو آخر کار راضی نامہ دیکر چھوٹ گئے ۔

جسکی تحقیقات مین کپتان ہملٹن پولیٹکل افسر کی سستی معلوم ہو کر محکمہ ایجنسی بالکل توڑ دیا اور کپتان مذکور فوجی صیغہ مین تبدیل کر دیا گیا ۔ میجر نکسن اسکی تحقیقات کے لیے خود آیا اور اسنے لاش زمین سے نکلوائی جو سفید چادر مین لپٹی ہوئی تھی اور سر تن سے جدا بائین ہاتھ کے نیچے پڑا تھا ۔ جرنل دہلی کے ماہ ستمبر ۱۸۶۴ع کے پرچے مین اسیطرح چھپا تھا اور اخبار کوہ نور نے تو یہانتک لکھدیا تھا کہ اس جا بک سوار کو راؤ راجہ نے خود اپنے ہاتھ سے قتل کیا تھا

ایک روایت اور بھی زبانی مجھ سے بیان کی گئی مگر مین نے دجوہ ارتکاب قتل کے باب مین اخبارات کی پر اعتماد کیا جنکو ادھر اخبار کے دفتر مین ایک رسالے کی شکل مین جمع کر دیا گیا ہا دوسرے زبانی اقوال کو گپ سمجھا مولوی محمد مخدوم کہتا ہے کہ راؤ راجہ نے سنبھل کر بہت عمدہ انتظام کیا لیکن حضرات دہلی کی کچھ روک ٹوک نہ ہوئی

اُنھون نے اُسکے مزاج کو لہو و لعب کی طرف راغب کردیا کئی رنڈی بھڑوونکو جیپور سے اپنے ہان بلوا لیا
جنمین ایک رنڈی مہاراجہ رام سنگھ کی بھی منظور نظر بتائی جاتی ہے اسلیے وہ بہت رنجیدہ ہوا جیساکہ تحفۂ راجستان
مین ذکر کیا ہے ۔ ٹھاکر لکھدیر کی وجہ سے بھی حکام گورنمنٹ راو راجہ سے آزردہ ہوگئے اسکی خیرخواہی گورنمنٹ مین
مشہور تھی راو راجہ سے اُسکے بگاڑ کی وجہ یہ تھی کہ جب کپتان امپی نے اپنی اجنٹی کے زمانے مین اُسکو محکمۂ پنچایت
کا افسر اعلےٰ کردیا تو اُسنے بوجہ اگلے جھگڑے فساد کے منشی اموجان کو الور سے نکالدیا اور منشی کے ہنگامے مین
مرزا اسفندیار بیگ کا شریک تھا جو نکہ راو راجہ منشی اموجان کو بہت چاہتا تھا اور دیگر ارکان ریاست سے
زیادہ عزیز رکھتا تھا اس وجہ سے وہ ٹھاکر سے رنجیدہ ہوا اور دوبارہ اختیارات حاصل ہوے تو آہستہ آہستہ
اُسکے سب گانؤن جاگیر کے ضبط کرکے الور سے باہر کردیا وہ جیپور جاکر رہنے لگا جب اُسکے علاقے کی ضبطی کی خبر گورنر
جنرل کو ہوئی تو اُسنے افسوس کیا اور راو راجہ کو لکھ بھیجا کہ اگرچہ ہم آپکے علاقے کے انتظام مین دست اندازی
نہین کیا چاہتے تاہم اسطرح کا امر ہمین ناپسند و ناگوار ہے آپ آیندہ کے لیے بہت ہوشیار رہین ۱۸۶۶ء مین راو
راجہ نے شاہ پور سے جاتے ہوے اثناے راہ مین جیپور کے علاقے مین ایڈن صاحب اجنٹ گورنر جنرل سے ملنا چاہا
اور ۳۰ جنوری سنہ مذکور کو موضع کانوتہ مین جو جیپور سے سات آٹھ کوس ہے ملاقات کی غرض سے گیا اور
حصول ملاقات کے لیے اُسکو خریطہ بھیجا رزیڈنٹ نے جواب دیا کہ راو راجہ جیپور مین آکر مجھ سے ملاقات
کرے اُسنے جواب لکھا کہ مین چند شرطون سے جیپور مین آسکتا ہون اول یہ کہ کوئی بھائی بیٹا مہاراجہ جیپور کا
میرے استقبال کو آے دوسرے توپخانۂ جیپور سے میری سلامی کی توپین سر ہون تیسرے جیپور مین میرا
نقارہ بجے اگر یہ شرائط نامنظور ہین تو آپ موضع کانوتہ مین مجھسے ملاقات کرین اسکے جواب مین مہاراجہ
جیپور کی منشا معلوم کرکے رزیڈنٹ نے لکھا کہ نہ توپخانہ جیپور سے سلامی مل سکتی ہے نہ راو راجہ کا نقارہ
بج سکتا ہے البتہ پیشوائی کے لئے کوئی بھائی بیٹا چلا جاے گا اسوجہ سے راو راجہ جیپور مین نہ گیا اور یکم فروری
کی صبح کو اجنٹ گورنر جنرل و پولیٹیکل اجنٹ بگھی مین سوار ہوکر مع ٹھاکر لکھدیر سنگھ کے موضع کانوتہ مین آے اور
بلا کسی طرح کے تکلف کے رسمی ملاقات ہوئی اور ملاقات کے وقت ٹھاکر لکھدیر سنگھ کے بارے مین کہا کہ
حسب دستور سابق اسکو چار گانؤن الور سے ملنے چاہئین اور پہلے کے موافق اسکی عزت و توقیر کیجائے راو راجہ
نے جواب دیا کہ مین لکھدیر سنگھ کو اپنی ریاست مین ایک انچ زمین بھی ہرگز نہ دونگا یہ ریاست آپ کی نذر ہے
لیجیے مین لندن جاتا ہون اور لکھدیر کا وکیل جو ملاقات کا پیام لیکر گیا تھا اُسکو جھڑک کر نکالدیا اس سبب سے
اجنٹ گورنر جنرل ناراض ہوا اور جیپور کو چلا گیا جب کوئی صورت لکھدیر کے واسطے نہ نکلی تو وہ ہنگامہ پرداز ہوا
پنڈت روپ نرائن بندوبست مین سرگرم تھا جب تک انتظام ہو اُسنے ۲۸ مئی ۱۸۶۶ء کو گڑھی لال پلدہ
پر یورش کی ریاست کی سپاہ سے جنگ ہوئی قلعدار اور سپاہی مارے گئے لکھدیر کی فتح ہوئی ۔ ۳۰ مئی کی جنگ
مین ۳۵ نوکر لکھدیر کے مع دو افسرون کے کام آے اور دیہات مین بلوا ہوا تجارہ اور پچھمن گوڑ مین بھی

فساد تھا نرائن پور غارت ہوا۔ لال پورہ کے قلعے کی مرمت لکھدیر نے کرائی اور قلعہ کندہ کو بھی لے لیا لیکن راج کی فوج نے اُسکو شکست دیکر قلعہ لال پورہ چھین لیا لکھدیر سنگھ کے بھتیجے نے ریاست کے شرقی حصے مین بلوہ کر دیا طرفین کے سوار مارے گئے ۸ جون کو ماندل کے گھاٹ پر جنگ ہوئی لکھدیر کا ایک رشتہ دار کام آیا ۵ اجون کو ٹھاکر بلونت سنگھ و ہر دیو سنگھ قلعہ دار نے حملہ کیا لکھدیر سنگھ نے لال پورہ پر پھر تاخت کی ور طرفین کے آدمی مجروح و مقتول ہوسے اور دو شتر راہی جھالرا پاٹن لٹ گئے گڑھی لال پورہ لکھدیر نے پھر لے لی۔ ۲۴ جون کو جنگ ہوئی جسمین بچاس سپاہی بلد یو پلٹن کے مارے گئے ۲۵ جون کو بھی طرفین کا نقصان ہوا اور ۲ گانؤن علاقہ بھرت پور کے خاک سیاہ ہوئے موضع کروری لوٹ کر اُسکے مویشی مخالف لے گیے۔ گو لاکے پاس لکھدیر سنگھ نے مردانہ جنگ کی جسمین ریاست کی فوج ہتیار چھوڑ کر بھاگ آئی اس اثنا مین راؤ راجہ الور مین آگیا اُسنے دو سپنے لکھدیر کو قتل کرنے کے لیے بھیجے جنھین لکھدیر نے مروا ڈالا اور قبل جولائی جنگ بلدیو گڑھ مین ریاست کے ۹ ہکلے چھن گئے ۱۴ جولائی کو موضع بگو نہ غارت ہوا اور ۱۵ جولائی کو خبر آئی کہ طرفین مین بمقام راجگڑھ جنگ ہوئی سو پیادے ریاست کے مارے گئے اور دس نمبردار ٹھاکر کے آدمی لے گئے یہ فساد آخر جولائی مین موقوف ہوا۔ صاحب اشرف الاخبار نے ۱۸۶۹ء کے ایک نمبر مین لکھا تھا کہ ایک معتبر نے الور کی خبر دی کہ راؤ راجہ نے کئی خریطے ٹھاکر لکھدیر کی شکایت مین گورنر جنرل اور اجنٹ گورنر جنرل کو بھیجے وہانسے جواب آیا کہ آپکو جسوقت اختیار دیا گیا تھا کہا تھا کہ اہل دہلی سے پرہیز کیجیے اُنکو اپنے یہان دخل نہ دیجیے آپنے سراسر اسکے برخلاف کام کیا اُنھین کو شیر تدبیر اُنھین کو مصاحب اُنھین کو تھانہ دار اُنھین کو پیشکار اُنھین کو تحصیلدار کیا بس یہ امر صاف منشاء گورنمنٹ کے خلاف ہے اگر رضامندی چاہتے ہو تو یک قلم اُنکو اپنے حضور سے دور کرو چنانچہ فوراً راؤ راجہ نے دہلی کے آدمیون کو چار ناچار رخصت کر دیا ٹھاکر لکھدیر کے جھگڑے مین بہت روپیہ اُٹھا۔ اور کچھ راجہ کی فضول خرچی سے مصارف آمدنی سے بڑھ گئے خزانہ قلعہ کا روپیہ صرف مین آنے لگا آخر کار قرض پر نوبت پہونچی۔ سمبت ۱۹۲۵ مطابق ۱۸۶۹ء مین کفایت خرچ کے لیے تخفیف شروع کی گئی نوکرون کی تنخواہین گھٹائین چندہ بند کیا گیا خیرات یکقلم موقوف ہوئی جاگیرین ضبط ہوئین مگر اس سے کیا ہوتا تھا کہ مصارف بیجا برسر ترقی تھے چنانچہ باڈی گارڈ اور رجمنٹ کی بھرتی ہونے سے اور بھی صرف بڑھ گیا پنڈت روپ نرائن یہ حال دیکھکر کنارہ کش ہوا۔ عہدہ گرداوری پر منشی رشنک لال اور فوجداری پر شیخ عبدالرحیم اور ڈپٹی کلکٹری پر شمشاد علی سرفراز کیے گئے۔ منشی رشنک لال نے بڑے جوڑ توڑ سے انصرام اخراجات انجام دیا۔ اسی سال مین راؤ راجہ نے ہر قصبے اور گانؤن مین مدرسے مقرر کیے جنھین سولہ ہزار روپیہ سالانہ کے خرچ سے پانچہزار لڑکے تعلیم پاتے تھے۔ اور اسی عرصے مین راؤ راجہ کے جھالرا پاٹن والی رانی سے کنور پیدا ہوا۔ اس خوشی مین راؤ راجہ نے بہت روپیہ خرچ کیا۔ عام طور پر شہر کے باشندونکو دعوت دی گئی جسمین ہندونکو کئی قسم کی مٹھائی بانٹی اور مسلمانون مین کئی قسم کے کھانے تقسیم کیے ورمحل مین چار جگہ رقص و سرود کی محفلین برپا ہوئین صبح سے شام تک اور شام سے صبح تک ناچ گانے کا

چرچا رہتا تھا عام اجازت تھی کہ جسکا جی چاہے شریک ہو۔ روشنی کے لیے محل سے موتی ڈونگری تک ٹٹیان نصب ہوئین۔ موتی ڈونگری کے مقابل اور کمپنی باغ کے برابر نقار خانہ چوبی کپڑے سے منڈھے گئے یہ تیاری ہو رہی تھی کہ حضور ملکہ معظمہ کے دوسرے بیٹے شاہزادے صاحب اڈنبرا کی آمد ہوئی راؤ راجہ حسب الطلب کلکتے کو گیا اور وہان شاہزادے سے ملکر سیر وشکار نواح الور کی دعوت دی۔ کلکتے سے واپسی کے بعد اُنکی مہمانی کا انتظام ہونے لگا اسلیے کنور کی ولادت کی تقریب کی تمام محفلین اور جلسے ملتوی ہو گئے شاہزادے ڈیگ کی سیر کرکے الور آئے پہلے دن روشنی مین تیل کی بو سے متنفر ہوکر روشنی بند کرا دی۔ لیکن دوسرے دن موتی ڈونگری پر محل اور قلعے پر خوب روشنی ہوئی۔ شاہزادے صاحب محل مین شب کی دعوت مین شریک ہوئے راؤ راجہ نے تحائف مین ایک تلوار بھی دی جسکو شیخ ابراہیم شمشیر ساز نے بنایا تھا اُسمین دورویہ گلکاری تھی اور کمر مین موج دریا کی طرح موتی رواں تھے۔

شاہزادے کی روانگی کے بعد کنور کی ولادت کی خوشی کے جلسے ہونے لگے فوج کی تنخواہ چڑھ گئی اور ملازمان جنگی تکلیف پانے لگے۔ ایکبار رسالے والون نے تنخواہ کے لیے عرض کیا راؤ راجہ نے انکی سرکشی پر محمول کرکے سب رسالونکو توڑ دیا۔ ٹھاکر منگل سنگھ جاگیردار گڈھی اور دوسرے ٹھاکر جنکی جاگیرین ضبط ہو چکی تھین پہلے ہی سے کشیدہ خاطر ہو رہے تھے اُنھون نے اہل فوج سے اتفاق کرلیا۔ جوا ہر سنگھ جاگیردار کھیڑلی کی جاگیر کے ضبط ہونے کی وجہ سے تمام جاگیردار دغدغے مین تھے اور متفکر تھے کہ کہین راؤ راجہ ہم پر بھی ہاتھ نہ ڈالین خلاصہ یہ کہ سب بلوے کے لیے آمادہ ہوئے۔

یہ خبر سنکر کپتان جمیس بلیر پولیٹکل اجنٹ اجنٹی راجپوتانہ شرقی الور کے ملک مین آیا اور راجگڈھ مین ٹھہر کر ان کو جمع کرکے صلح کے لیے فہمائش کی لیکن راؤ راجہ نے نہ مانا وہ مجبور ہوکر واپس چلا گیا۔ ادھر جاگیردار لوٹ مار اور فتنہ و فساد کرنے لگے ایکطرف اُن کی دست درازی سے ملک تباہی مین تھا دوسری طرف جلسے ہو رہے تھے موتی ڈونگر مین ارباب نشاط جمع تھے رات دن راؤ راجہ کا مشغلہ تھا یا روشنی اور آتشبازی کا تماشہ ہوتا تھا آخرکار کپتان طامس کیڈل اجنٹ مقرر ہوکر شر و فساد کے انسداد کے لیے آیا اُس نے آتے ہی راؤ راجہ کو سمجھایا جب صاحبون نے فہمائش کا اثر نہ ہونے دیا تو اُس نے ابتری کے سبب رئیس کے دوبارہ بیدخل ہونے کی رپورٹ کی اور بذات خود انتظام کے انصرام کی طرف مصروف ہوا سال بھر سے جو جلسے جاری تھے بند کیے پلٹنیں توڑی۔ باڈی گارڈ کو موقوف کیا۔ اخراجات غیر واجب روکے۔ قرض اور تنخواہ ملازمان ادا کرنے کی تدبیر کی۔

یہ حال دیکھکر شیخ عبدالرحیم و ابراہیم سوداگر و شمشاد علی بیگ خوف مواخذہ سے گھبرائے ابراہیم سوداگر نکل گیا۔ شیخ عبدالرحیم اور شمشاد علی مستعفی ہوکر جانے کو تھے کہ یہ حال معلوم ہوا کہ اگر اور راجہ کی عزت و چشم پوشی قابل ناز ہے کہ اُسنے انکا ال پر ذرا خیال نہ کیا اور مواخذے سے سبکدوش کرکے چلا جانے دیا اور اُنکی وجہ سے اپنی رہی سہی اختیاری بھی جاتی رہی۔ اب ٹھاکرون نے راؤ راجہ کی معزولی اور اُسکی جگہ کنور شیو پرتاپ سنگھ کی مصوبی کی تدبیر کی

ابھی نبیرہ مراد آرزو کے نشانے پر نہ پہونچا تھا کہ کنور مذکور مرگیا اور رانی جھالی بھی بیماری سے انتقال کرگئی ابھی اس سانحہ ہوش ربا دو واقعہ روح فرسا سے راو راجہ کو افاقہ ہوا تھا کہ اجنٹی کے تقرر اور اسکی بے اختیاری کا حکم آگیا ۔جس سے اسکو زیادہ پریشانی ہوئی۔

## دوبارہ بے اختیاری

اکتوبر ۱۸۷۰ء مطابق سمت ۱۹۲۷ میں سات برس حکومت کے بعد راو راجہ دوبارہ بے اختیار کیا گیا جسپر اسنے رنج سے فقیری جتلانے کو گیروا کپڑے رنگ لیے اسنے سات برس کے اندر ساڑھے بیس لاکھ کا خزانہ اور سولہ لاکھ قرض لیکر ساڑھے چھتیس لاکھ روپیہ راج کی سالانہ آمدنی کے علاوہ خرچ کرڈالا۔ صرف کمپنی باغ اس مہاراو راجہ کی تعمیر کی یادگار ہے کہ چند سے سے بنایا اور بندرسی لی سیدھ کے جنگل محل اور مندر بنارس کی تعمیر شروع کرائی تھی مگر یہ دونون مقام ناتمام رہے۔ راو راجہ بے اختیاری مین بھی سواری وسامان کے سوا جیب خرچ کا پندرہ ہزار روپیہ ماہوار وقت سے پہلے خرچ کرکے تکلیف اٹھاتا تھا تنخواہ کے علاوہ اسنے ستانوے ہزار روپیہ قرض لیکر خرچ کرڈالا جسپر عام ساہوکارون اور سوداگرون کو قرض دینے کی ممانعت کی گئی رئیس نے طیش مین آکر پولیٹکل افسر اور کھڑیہ کو مروا ڈالنا چاہا لیکن خبر ہونے سے اُسکے صلاح کار پھر قید کیے گئے ضمیمہ اودھ اخبار نمبر ۲۱ مطبوعہ ۱۹ مارچ ۱۸۷۱ء مین لکھا ہے کہ ہمین سے وہ ایسے لوگون کے ہاتھ مین رہے کہ آج افسوس کرنا پڑتا ہے بعد مرنے اُن کے والد کے اُنکی تربیت ابتر ہوگئی اسکا الزام انپر اسلیئے نہین کہ وہ ناسمجھ تھے مگر اُنکے اتالیق اور قدیم کارندون پر ہے جنکے وہ اختیار اور صحبت مین تھے بعد اختیار پانے اور بلوغ کے خیر سے اب ۲۲ سال کے ہو چلے اور چار رانیان ہین اور صاحب اولاد ہین او صحبت حکام سے ملے اور انقلاب غدر دیکھا اور دو دربار عام شاہی دیکھے اور اکثر والیان ملک کو دیکھا سنا اور کلکتہ بھی ہو آئے تو اب جو نقص خواہ عادت وارستگی سابق سے ہو یا صحبت سے ان سب حالات کا اعتراض خود راجہ صاحب پر اسلیئے ہے کہ گو ایسا علم نہین مگر وہ اپنے نیک و بد کو خوب سمجھتے ہین مگر اپنے رویے وتہذیب کو کامل نہین کرتے جسکے وہ شایان ہین ۱۸۶۹ء کے پانیر کے ایک پرچے مین لکھا ہے کہ راجہ اور اپنے چال چلن اور فکر عقل سے باز نہین مبتلا ہین جسکو وہ آسانی سے دفعہ کر سکینگے اگرچہ ان کا چال چلن بیجا ہے تاہم شک ہے کہ آیا کل صاحبان اردو اخبار جیسا کہ اُنکا مذموم ٹھہراتے ہین وہ ویسے ہی ہین۔ اسوجہ سے گورنر جنرل نے اجازت دی کہ جہان چاہے وہان رہے مگر دکن کی طرف نہ آسکیگا اُسکا تعلق اور سے جاتا رہا اور وہان سے پنشن بھی بند ہوگئی۔

راو راجہ اپنے نام کے ساتھ سوائی کا لفظ تحریر کرتا تھا اور اپنی مہر مین بھی یہ لفظ کندہ کرا لیا تھا وہ کہتا تھا کہ مین راجہ سوائی جے سنگھ کے خاندان سے ہون کپتان کیڈل کے آتے ہی مفسدہ پردازی کا دروازہ بند ہوگیا اور ریاست کو زیر باری سے نکالنے اور خرچ بیجا سے بچانے کے لیئے تحصیل اور صدر کے خزانون کو ممانعت قطعی کی کہ بغیر اجازت پولیٹکل افسر کے کسیکو ایک حبہ نہ دیا جائے اور دس لاکھ روپیہ انگریزی سرکار سے پانچ فیصد

سیکڑہ سود پر اور ڈیڑھ لاکھ روپیہ متھرا کے سیٹھ سے قرض لیا جاکر سات لاکھ روپے مین فوجی نوکرون اور رنڈی بھڑ دون کو بے باق کیا گیا کمی اخراجات کی کلھاڑی اپنا کام کرنے لگی - خود ان پلٹن جو نئی بھرتی کی تھی موقوف کی رنڈی بھڑوون اور فضول آدمیون کو علیحدہ کیا اور سی رعایا پر توجہ کی پرگنات بانسور و تھانہ غازی و پرتاپ گڑھ و راج گڑھ و لچھمن گڑھ و کٹھومر مین جس جس کی غارت گری ہوئی تھی مفسدون سے اُنکے راضی نامے کرائے سمت ۱۹۳۰ مطابق ۱۸۷۳ء مین مالگذاری کا نیا بندوبست ہونے سے آمدنی مین سات لاکھ کی ترقی ہوکر بیس لاکھ روپے سالانہ خالصے کی جمع وصول ہونے لگی - اسی سال دلی سے الور تک ریل جاری ہونے پر رئیس نے بڑی دھوم سے انگریزی افسرون کی دعوت کی -

افسوس ہے کہ وہ خود مختاری کی امید و رنج مین آٹھ برس ذی اختیار اور آٹھ برس معزول رہکر سمت ۱۹۳۱ مطابق ۱۸۷۴ء ۱۱ - اکتوبر کو ضعف دماغ کی بیماری سے اپنی انتیسوین سالگرہ کے بعد انتقال کر گیا اسکے بعد ایک لڑکا جسونت سنگھ رہا جنکو مان کی طرف سے شریف نہ سمجھا جاکر نروکہ راجپوتونکی بارہ کوٹھریون مین سے گود لینے کی ضرورت پڑی - انگریزی سرکار سے منگل سنگھ ٹھاکر تھانہ اور لکھدھیر جاگیردار بیجواڑہ کی بابت بڑے سردارون سے رائے لینے کا حکم آیا زیادہ لوگون نے پولیٹکل افسر کی صلاح سے کم عمر منگل سنگھ کو پسند کر کے گدی پر بٹھایا -

## مہاراجہ منگل سنگھ

یہ گود لیے جاکر سمت ۱۹۳۱ مطابق ۱۸۷۴ء ۱۴ دسمبر کو چودہ برس ایک مہینے کی عمر مین مسند نشین کیا گیا اور ٹھاکر لکھدجی یعنی لکھدھیر سنگھ اور اُسکے ساتھیون نے سرکشی کی جو سیقدر جاگیرین ضبط کیے جانے سے دور ہوئی لکھدھیر سنگھ نے اگلے رئیس کو ہر طرح دق کیا تھا لیکن اب وہ انگریزی منشا کے خلاف کارروائی سے فائدہ نہ اٹھا سکا اور اُسنے ہدایت کے موافق آخری عمر اجمیر و جیپور مین رہکر پوری کی - دوسرے دعوےدار کنور جسونت سنگھ نے ابراہیم سوداگر وغیرہ کی مدد سے کئی برس تک راجہ بلونت سنگھ کی طرح تجارا وغیرہ ملجانے کی کوشش کی مگر سرکاری طرف سے کچھ توجہ نہ ہوئی اسلیے اُسکو گذارے کے لائق تنخواہ پر جو رئیس نے مقرر کردی صبر کرنا پڑا -

سمت ۱۹۳۲ مطابق ۱۸۷۵ء ۲۲ اکتوبر کو راو راجہ میو کالج اجمیر مین تعلیم کے لیے سب رئیس زادون سے پہلے داخل ہوا - ایک برس تک اُسنے پڑھنے لکھنے پر خوب دل لگایا لیکن پھر سیر و شکار کا شوق زیادہ ہونے سے پنڈت من پھول سی - ایس - آئی - اتالیق نے استعفا دیا اور کپتان این - سی - ماڈلی اُس کے عوض مقرر ہوا - کپتان نے سمت ۱۹۳۳ مطابق ۱۸۷۶ء کی رپوٹ مین جس سال کہ راو راجہ کی شادی مہاراجہ کشن گڑھ کی بیٹی کے ساتھ ہوئی لکھا ہے کہ وہ (راو راجہ) انگریزی زبان لکھنے پڑھنے کی بہ نسبت اچھی طرح بول سکتا ہے فارسی کسی قدر سیکھی ہے اور اردو سے خوب واقف ہے - اسی سال پنچایت کے ممبرون مین سے پنڈت روپ نراین دیوان اور ٹھاکر منگل سنگھ گڑھی والے کو انگریزی سرکار سے رائے بہادر خطاب عطا ہوا -

سمبت ۱۹۳۲ مطابق ۱۸۷۵ء نومبر کے مہینے مین راؤ راجہ کو سرکاری طرف سے حکمرانی کے کامل اختیارات ملے جسکی خوشی مین اُسنے کسان رعایا کو باقیات کا دس لاکھ روپیہ چھوڑدیا اور سمبت ۱۹۴۲ مطابق ۱۸۸۵ء مین اُسکو انگریزی سرکار سے تمغاے ستارہ ہند درجہ اول حاصل ہوا۔ سمبت ۱۹۴۳ مطابق ۱۸۸۶ء مین راؤ راجہ نے پچاس ہزار روپیہ ملکۂ معظمہ قیصرہ ہند کی جوبلی کے یادگاری مکان کے چندے مین دے کر خیرخواہی ثابت کی۔

سمبت ۲۴۵ مطابق ۱۸۸۹ء کے شروع پر انگریزی سرکار سے راؤ راجہ کو خطاب مہاراجہ موروثی طور پر عنایت ہوا۔ شمالی ہندوستان کے قریب کے اثر سے الور کا سررشتۂ تعلیم ترقی پر ہے۔ انگریزی و فارسی مدرسے ہر پرگنے مین قائم ہین اور دارالریاست کے ہائی اسکول مین انٹرنس تک تعلیم دی جاتی ہے۔ مہاراجہ منگل سنگھ نے ۱۸۹۲ء مین انتقال کیا۔

## مہاراجہ جے سنگھ

مہاراجہ جے سنگھ اپنے باپ منگل سنگھ کے بعد مسند نشین ہوے انکو پورے اختیارات ۱۹۰۳ء مین ملے۔

# فصل۔ قرولی کی تاریخ مین

## جغرافیہ

قرولی متعلق راجپوتانہ مین ایک چھوٹی سی پرانی ریاست ہے جو خطوط عرض بلد شمالی ۲۵ درجہ ۵۳ دقیقہ اور ۲۶ درجہ ۴۸ دقیقہ اور خطوط طول مشرقی ۷۶ درجہ ۴۴ دقیقہ اور ۷۷ درجہ ۳ دقیقہ کے درمیان واقع ہے اسکے شمال مین بھرتپورا اور جے پور مغرب مین جے پور۔ جنوب مین جے پور اور گوالیار۔ مشرق مین گوالیار اور دھولپور ہے رقبہ ۱۲۴۲ میل مربع آبادی ۱۵۶۷۸۶ خالصہ کی آمدنی ۶۲۷۷۶۲ روپیہ سالانہ سے قریب اور فوج سوار و پیدل کا تخمینہ دو ہزار ہے اس ریاست کا اکثر علاقہ سخت پہاڑی ہے اور برساتی نالون سے جنوب مشرقی طرف چنبل دریا کے پاس بڑے غار پھیلے ہوے ہین۔ بارش کے موسم مین شمالی مغربی پہاڑ نہایت سرسبز ہوکر اونٹ وغیرہ جانورونکے لئے چارے کا بڑا ذریعہ ہوجاتے ہین کہ جسکے واسطے انگریزی علاقے کے اونٹ بھی وہان چرائی کو آتے ہین آبادی مین جادو راجپوتونکے سوا اکثر گوجر اور کسی قدر جاٹ۔ مالی۔ کاچھی۔ مینہ وغیرہ شامل ہین کھیتی سے اپنا گذر کرتے ہین اور جاگیردار دستکے دباؤ سے لوٹ مار کم کرتے ہین۔

سردارون مین سے ہاڈوتی۔ امرگڑھ۔ رانونرہ اور عنایتی مقام کے سردار اول درجے مین شمار ہوتے ہین جنکا رئیس سے کچھ جھگڑا نہیں ہے۔ کم درجے کے ٹھاکرون مین سے اکثر راج کے برخلاف اور شاکی رہتے ہین انتظام کی نظر سے علاقہ چار تحصیلون قرولی۔ مندرایل۔ ادت گر اور ماچلپور مین تقسیم کیا گیا ہے اور ان مقامات کے علاوہ بہادرپور۔ گرلہ اور جیرتہ کل سات جگہ پر تھانے مقرر ہین۔

قصبۂ قرولی جو گوالیار سے نواسی میل مغربی طرف اور اگرہ سے ۸۰ میل جنوب مغرب مین اور دہلی سے ڈیڑھ سو میل جنوب مین عرض بلد شمالی ۲۶ درجہ ۳۰ دقیقہ طول بلد مشرقی ۷۷ درجہ ۱۰ دقیقہ پر واقع ہے اسکے گرد پختہ شہرپناہ بنی ہوئی ہے اور دو میل کے قریب تک ہر طرف ناہموار زمین اور سخت ندی نالے پھیلے ہوئے ہین جس سے دشمنون کی رسائی وہان دشوار معلوم ہوتی ہے آبادی کے گرد درختون وغیرہ سے ہر قسم کی سرسبزی ہے مکانات اینٹ اور پتھرون کے پختہ بنے ہوئے ہین لیکن گلی کوچے اکثر تنگ اور میلے رہتے ہین۔ شہرپناہ کے باہر دو پہاڑون پر قلعے موجود ہین اُنمین سے رئیس کے رہنے کا قلعہ بہت عمدہ ہے جسکے اندر بلند برجون اور محل کے علاوہ کئی باغ بھی لگے ہوئے ہین۔

راج قرولی مین کل گاؤن چار سو پانچ ہین جنمین سے خالصے کے ڈھائی سو گاؤن کی سالانہ آمدنی چھ لاکھ ۲۷ ہزار ۸ سو باسٹھ روپیہ ہے باقی ڈیڑھ لاکھ سالانہ آمدنی کے گاؤن جاگیر خیرات اور نوکری وغیرہ مین تقسیم ہین اور ریاست کے تمام چھوٹے بڑے ماتحت جاگیردار ہین اونکی تعداد چالیس ہے۔

## قوم

راج قرولی کی قدیم تاریخ کچھ نہین ملتی لیکن اس ملک مین انکا وطن بہت پرانا خیال کیا جاتا ہے۔ راجگان قرولی خاص جادو نسل سے چندربنسی راجپوت ہین۔

## تاریخ

یہ لوگ علاقہ برج یعنی متھرا کے آس پاس سے کبھی دور نہین گئے۔ ایک بار انھون نے بیانے پر قبضہ کر لیا تھا جہان سے وہ مسلمان بادشاہونکے دور مین بیدخل کئے گئے اور پھر انھون نے چنبل دریا کے کنارے پر قرولی اور سبل گڑھ کو آباد کیا۔ سمبت ۱۵۱۱ مطابق ۱۴۵۴ء مین مالوے کے بادشاہ محمود خلجی قرولی فتح کرکے اپنے خالصے مین شامل کر لی اور جادو راجپوت پہاڑون وغیرہ مین گذر کرتے رہے۔ شاہنشاہ اکبر کے وقت مین جبکہ گجرات و مارواڑ کے سوا راجپوتانے کے بھی مضبوط مقامات اسکے عمل مین آگئے تو اسنے اپنی بلند ہمتی سے جیسا کہ وہ خاندانی لوگونکے ساتھ مہربانی کا برتاؤ کیا کرتا تھا قرولی والونکو بھی کچھ جاگیر اور منصب دیا راجہ گوپال جادو اجمیر مین بادشاہی قلعدار رہکر سمبت ۱۶۴۶ مطابق ۱۵۸۹ء مین مرگیا جسنے کئی سال پہلے بادشاہی فوج کے ہمراہ رہکر بنگالہ وغیرہ کا فساد دبانے مین عمدہ بہادری دکھلائی تھی اور جسکا بیٹا کلیان داس سمبت ۱۶۶۲ مطابق ۱۶۰۵ء مین بادشاہی منصبدار سردار تھا۔ دہلی کی سلطنت ضعیف ہونے پر مرہٹون نے راجپوتانے کی دوسری ریاستونکی طرح قرولی کو بھی اپنا زیردست بنایا سمبت ۱۸۵۲ مطابق ۱۷۹۶ء مین مہاراجہ سیندھیا نے سبل گڑھ چھین کر قرولی کو قدیم رئیس کے قبضے مین چھوڑ دیا۔ راجہ قرولی پچیس ہزار روپیہ سالانہ خراج کے طور پر پیشوا کو دیتا تھا جسکے عوض ماچلپور کا پرگنہ سونپ رکھا تھا سمبت ۱۸۷۳ مطابق ۱۸۱۷ء مین انگریزی سرکار نے راجپوتانہ وغیرہ سے مرہٹون کا دخل اٹھایا تو سب سے اول راجہ قرولی نے عہدنامے کے ساتھ سرکاری اطاعت قبول کی اور اسکا خراج بالکل معاف ہوکر پرگنہ ماچلپور چھوڑ دیا گیا۔ راجہ نے درخواست کی تھی کہ چنبل کے جنوبی طرف والے پرگنے جو سیندھیا نے دبالئے ہین سرکاری خراج قائم ہوکر اسکو دلائے جائین لیکن

انگریزی سرکار نے سیندھیا کے ساتھ عہدنامہ طے ہوجانے کے سبب یہ نئی کارروائی منظور نہ کی۔ اس رنجش مین سمبت ۱۸۸۱ مطابق ۱۸۲۵ء مین راجہ ہربخش پال نے عہدنامے کے برخلاف بھرت پور کی لڑائی مین سرکار کے مخالف راؤ درجن سال کو فوج بھیجکر مدد دی لیکن کچھ عرصے کے بعد سرکاری اطاعت کے سوا کوئی حرکت اُس سے ظاہر نہوئی

## راجہ ہربخش پال دیو

اس راجہ نے عہدنامے کے بعد جیپورا اور قرولی کی سرحدی تکرار دن مین انگریزی سرکار کے منشا کے موافق عمل کیا وہ سمبت ۱۸۹۴ مطابق ۱۸۳۷ء مین لاولد مرگیا اور اُسکا رشتہ دار بھتیجا پرتاپ پال اس شرط پر رئیس قرار پایا کہ اگر راجہ کے اصلی لڑکا پیدا ہوگا تو وہ گدی چھوڑ دیگا۔

## راجہ پرتاپ پال

اسکے متبنیٰ ہونے کے بعد ایک رانی نے اپنا حاملہ ہونا بیان کیا تھا جسکے غلط ثابت ہونے پر اسکو سمبت ۱۸۹۵ مطابق ۱۸۳۹ء مین اجنٹ گورنر جنرل راجپوتانہ نے رئیس مقرر کیا اگلے راجہ کی رانی اور والدہ ناراض ہوکر تیور جا رہین راجہ پرتاپ پال سمبت ۱۹۰۴ مطابق ۱۸۴۷ء مین لاولد مرگیا جسکے عہد مین فساد اور قرضے کی زیرباری کے سوا کوئی عمدہ کام نہوا۔

## راجہ نرسنگھ پال

اسکو ریاستی سردارون نے رئیس بنایا لیکن انگریزی سرکار نے قرضے کا بندوبست ہونے تک یہ بات منظور نہ کی اور قرضہ اندرونی فساد دور کرنے کے لیے ایک پولیٹکل اجنٹ مقرر ہوا۔ سمبت ۱۹۰۸ مطابق ۱۸۵۲ء ۱۰ جون کو راجہ مرگیا جسنے دور کے رشتہ دار بھرت پال کو گود لینے کی منشا ظاہر کی تھی۔

## راجہ بھرت پال

اسکے پیچھے سمبت ۱۹۰۹ مطابق ۱۸۵۲ء مین کرنل ہنری لارنس نے گورنمنٹ سے مسندنشینی کی درخواست کی لیکن لارڈ ڈلہوزی صاحب نے جو گود لینے کی رسم کو روا نہ رکھتے تھے اطلاع پہونچتے ہی قرولی کی ضبطی کا حکم بھیجا تو بھی پارلیمنٹ انگلستان نے خلاف رواج قرولی کی ضبطی کو راجپوتانے کے دوسرے رئیسون کی رنجیدگی کا سبب خیال کرکے گورنر جنرل کی تجویز نامنظور کی اور بھرت پال کو تابع تک پولیٹکل افسر کو انتظام رکھنے کی ہدایت ہوئی۔ ریاستی سردارون نے کامیابی کے بعد بھرت پال کی مسندنشینی بیجا سمجھ کر مدن پال نامی کو زیادہ حقدار مانا یہ بات راجپوتانے کے اکثر رئیسون کی طرفداری اور تحقیقات سے صحیح معلوم ہوکر بھرت پال تین برس بعد لاحاصل امیدواری سے علیحدہ ہوا۔

## مہاراجہ مدن پال

اسکے سمبت ۱۹۱۱ مطابق ۱۸۵۴ء مین سرکاری منظوری سے مسندنشین ہونے پر ایجنسی کا انتظام جو تین برس سے خالصے کے طور پر تھا اُٹھا لیا گیا اور دوسرے سال محکمہ ایجنسی بالکل برخاست ہوکر رئیس کو قرضہ ادا کرنے کی ہدایت کیگئی سنہ ۱۸۵۷ء کے غدر مین مہاراجہ مدن پال نے انگریزی افسرون کو مدد دیکر بڑی خیرخواہی ظاہر کی جسکے عوض ایک لاکھ ستر ہزار روپیہ سرکاری قرضہ معاف ہوکر سر ریاست کے لیے پندرہ کی جگہ سترہ توپ کی سلامی اور مہاراجہ کو نیک نامی کا خلعت عطا ہوا انھین دنون مین دہلی سے پریشان ہوکر حکیم احسان اللہ خان

قرولی مین آیا جسکو مہاراجہ نے پانچ سو روپے ماہوار سے بڑی خاطر سے رکھا کچھ عرصے کے بعد سے مال کی درستی کے لیے ایک پولیٹیکل افسر مقرر ہوا جو منشا پوری ہونے کے بعد سمبت ۱۹۱۷ مطابق ۱۸۶۱ء مین واپس لیا گیا۔

سمبت ۱۹۲۲ مطابق ۱۸۶۶ء مین مہاراجہ کو تمغاے ستارۂ ہند درجہ اول سرکار سے ملا۔ ۱۸۶۹ء مین مہاراجہ نے راو سروہی کی بہن کے ساتھ شادی کی اور قحط کے سبب سرکار سے دو لاکھ روپے قرض لیکر رعایا کی پرورش مین صرف کیے۔

یہ مہاراجہ سمبت ۱۹۲۶ مطابق ۱۸۶۹ء ۱۷ اگست کو پندرہ برس راج کر کے مرگیا اسکا بھتیجا لچھمن پال راؤ ہاڑوتی راج کا وارث تھا لیکن ایک رانی کے حاملہ بیان کیے جانے سے اُسکو گدی نصیب نہ ہوئی اور وہ ایک مہینے کے اندر مرگیا۔ جس سے جے سنگھ پال جو راؤ ہاڑوتی ہو گیا تھا گدی پر بیٹھا۔

## مہاراجہ جے سنگھ پال

اسنے سمبت ۱۹۲۶ مطابق ۱۸۶۹ء کے اندر قرولی مین گود آکر میجر دالٹر پولیٹیکل اجنٹ کی صلاح سے بیجا فضول مصارف تخفیف کیے جس سے بہت سا قرضہ جلد ادا ہو گیا یہ مہاراجہ چھ برس راج کرنے کے بعد سمبت ۱۹۳۲ مطابق ۱۸۷۵ء ۱۹ نومبر کو انتقال کر گیا اور اسکا بھتیجا ارجن پال جسکے لیے وہ پولیٹیکل افسر سے کہہ گیا تھا راج کا وارث مانا گیا۔

## مہاراجہ ارجن پال

سمبت ۱۹۳۲ مطابق ۱۸۷۶ء یکم جنوری کو کرنل رائٹ پولیٹیکل افسر اور ٹھاکرون کی تجویز سے مسند نشین ہوا۔ راج کے ماتحت ٹھاکر عنایتی اور بھورتن والے کو جن مین سے ایک کی آمدنی چھ ہزار اور دوسرے کی دس ہزار سالانہ ہے اور جو سرکشی سے غارت گرون کو پناہ دیتے تھے رئیس نے فوجی دباؤ اور جرمانے کی سزا سے درست کیا

سمبت ۱۹۳۸ مطابق ۱۸۸۱ء مین قرولی کے جاگیردارون اور زمیندارون نے سخت سرکشی اور فریاد کی جسپر مہاراجہ کے ملکی اختیارات سرکاری حکم سے ضبط ہو کر پولیٹیکل ایجنسی کو ملے اول کپتان مالبٹ اور پھر کرنل یوٹن سمتھ نے نیا انتظام کیا صدر مین اپیل کے واسطے ایک پنچایت قائم ہوئی۔

سمبت ۱۹۴۳ مطابق ۱۸۸۶ء ستمبر کے مہینے مین مہاراجہ ارجن پال نے دس برس اور آٹھ مہینے راج کر کے وفات پائی اور مہاراجہ کا نوجوان بھتیجا بھنور پال راج کا وارث مانا گیا۔

## مہاراجہ بھنور پال

یہ ۲۴ فروری ۱۸۶۴ء کو پیدا ہوئے اور ۴ اگست ۱۸۹۶ء کو مسند نشین ہوئے اُنکی تعلیم میو کالج اجمیر مین ہوئی تھی ۱۸۹۷ء مین جوبلی ہزایمپریل ہائینس کے سی۔ آئی۔ ای کا خطاب ملا اور ۲۲ جون ۱۸۹۷ء کو جی سی۔ آئی۔ ای کا ملا اُنھون نے ہنڈون کی سڑک ہے جو نزدیک ترین ریلوے اسٹیشن کو جاتی ہے درست تیار کرائی اور مدن پول دہ نند کالپور کے تالاب تقریباً ایک لاکھ روپیہ صرف کر کے تیار کرائے۔

وہ اعلے درجے کے نشانہ باز اور شکار کے بہت شائق ہین۔

# تیسرا باب

## مارواڑ یعنی مغربی شمالی راجپوتانے کے بیان مین

اس مین ریاستہاے جودھپور۔ بیکانیر۔ جیسلمیر۔ سروہی اور کرشن گڑھ کا حال ہے

## فصل جودھپور کی تاریخ مین

### جغرافیہ

ملک جودھپور جو مارواڑ کے نام سے مشہور ہے راجپوتانے مین اول درجے کی ریاست ہے اور وسعت یعنی زمین کے حساب سے بہت بڑا علاقہ ہے مارواڑ کا نام مارو یا مارو دیس بھی ہے دراصل سنسکرت مین مرو ریگ کے معنی مین ہے اس کو مارو کہنے لگے بہرصورت مارواڑ کے ریگستان مین جو شمالی طرف پنجاب اور مغربی طرف سندھ تک چلا گیا ہے اس وقت تین ریاستین جودھپور۔ بیکانیر اور جیسلمیر واقع ہین جو راٹھور نسلوں کے راجپوتون کے تحت حکومت ہین لیکن سروہی و کرشن گڑھ کو بھی قریب ہونے کے سبب انھین کے شامل ایک باب مین ہم نے بیان کیا ہے۔

چونکہ اس ملک کا سب سے بڑا اور عمدہ حصہ جودھپور والون کے قبضے مین ہے اس لئے عام طور پر راج جودھپور کو ہی مارواڑ کہا جاتا ہے۔ اور باقی ریاستین اپنے دارالریاستہ کے نام سے معروف ہین علاقہ جودھپور کے شمال مین شیخاواٹی۔ بیکانیر اور جیسلمیر مغرب مین جیسلمیر کچھ کی کھاڑی اور سندھ جنوب مین گجرات سروہی اور اودے پور مشرق مین اودیپور۔ اجمیر اور کرشن گڑھ اور جیپور ہے۔ طول شمال و مشرق یعنی سانبھر اور مارو تھر سے جنوب و مغرب یعنی سندھ کی سرحد تک تین سو تیس میل۔ عرض اودیپور سے جیسلمیر تک ایک سو ساٹھ میل کل رقبہ ۳۴ ہزار ۹ سو ترسیٹھ میل مربع آبادی ۲۰۵۰۱۳۱ آدمی اور فوج سوار و پیدل چھ ہزار سے کچھ زیادہ شمار کی جاتی ہے یہ ملک درمیان خطوط عرض بلد شمالی ۲۴ درجہ ۳۶ دقیقہ و ۲۷ درجہ ۴۰ دقیقہ اور طول بلد شرقی ۷۰ درجہ ۴ دقیقہ و ۷۵ درجہ ۲۳ دقیقہ کے واقع ہے اب آمدنی جودھپور کی اٹھاسی لاکھ روپیہ سالانہ ہے جودھپور کے مشرقی جنوبی علاقۂ گوڈواڑ کے سوا جو ہر طرح سرسبز و آباد ہے باقی ہر طرف اکثر جنگل اور ریگستان نظر آتا ہے۔ جنوب مین جالور و سوانہ کی طرف پہاڑی سلسلے پھیلے ہوئے ہین اور بعض

اور جگہ بھی ٹیکریان ہین لیکن کوئی بڑا پہاڑ نہین ہے۔ علاقے مین اکثر گانؤن ایسے ہین کہ جہان بارش بغیر دوسرے ذریعہ سے کچھ پیدا نہین ہوسکتا اور پینے کے واسطے بھی چار پانچ کوس سے گاڑیون پر لاد کر پانی لایا جاتا ہے کیونکہ ریت کی زمین مین کنوان کھودنے کا مقدور سب گانؤن والون کو نہین ہے۔ اس ریگستانی ملک مین لونی ندی جو مشرقی طرف پشکر کے قریب سے نکلکر جنوبی مغربی سرحد پر جا گرتی ہے بڑی قدر کے لائق ہے۔

اس ندی کے شمالی مغربی طرف ریت اور خشک ملک زیادہ ہے اور جنوبی مشرقی طرف پہاڑیان اور برساتی ندی نالے اکثر نظر آتے ہین جہان پیداوار بھی اچھی ہوتی ہے اور لٹیرے لوگ بھی کسی قدر رہتے ہین قحط اگرچہ ایسی بلا ہے کہ ہر ملک مین اُسکی مصیبتین قدرتی فیض یعنی عام بارش کے بغیر کسی کی مدد سے رفع نہین ہوسکتین لیکن مارواڑ کے ریگستان مین جہان کافی بارش سے بھی بخوبی حاجت روائی نہین ہوتی اُس کی سختی نہایت مشکل درجے کو پہونچ جاتی ہے۔

جو شخص اجمیر سے مغربی سمت کو جودھپور کے لئے روانہ ہو اُسے تین کوس پر پشکر مقام سے ریت کا سمندر طے کرنا پڑتا ہے اور اسی قدر فاصلے پر جودھپور کی سرحد شروع ہوتی ہے۔ جہان نشان کے واسطے منارے کھڑے ہوے ہین۔ آگے بڑھکر اجمیر سے بیس کوس فاصلے پر خالصے کا پرگنہ **میرتہ** آتا ہے جس کے نام کی اصلیت زیادہ ریتے مین آباد ہونے کے سبب **مہاریتہ** معلوم ہوتی ہے اس کے گرد سُرخ پتھر کی شہر پناہ کہین درست اور کہین ٹوٹی ہوئی موجود ہے عام مکانات بھی پختہ اور خوبصورت نظر آتے ہین ایک بڑی مسجد اور تکیہ بھی یہان بنا ہوا ہے۔ قصبے کی آبادی دس ہزار کے قریب سمجھی جاتی ہے اس مقام کے نام سے راٹھور راجپوتون کی ایک شاخ میرتیہ بھی کہلاتی ہے جو بہادر مشہور ہے۔ **جے مل میرتیہ** نامی یہین کا جاگیردار تھا جس سے یہ مقام چھین کر راو مالدیو نے اپنے دوست ماتحت سردار **جگمل** میرتیہ کو دیدیا تھا اکبر بادشاہ کے حکم سے ناگور و اجمیر کے صوبہ دار شرف الدین حسین مرزا نے تین دن سخت لڑائی کے بعد یہ قصبہ جگمل سے چھین کر جے مل کے حوالے کیا لیکن جب شرف الدین نے بادشاہ سے بغاوت کی تو اُس کی دوستی کے سبب جے مل کو بھی یہان سے علٰحدہ ہونا پڑا اور وہ اکبر اور مالدیو دونون کے برخلاف کامیابی کی امید نہ دیکھ کر میواڑ مین رانا اودے سنگھ کے پاس پہونچا جہان اُس کو **بدھنور** کی بڑی جاگیر ملی جو کئی بار ضبط و بحال ہوکر اب تک اُسکی اولاد کے قبضے مین چلی آتی ہے۔ جے مل میرتیہ جب اکبر نے چتوڑ پر حملہ کیا وہان لڑکر مارا گیا اور اُسکی اولاد اب تک میواڑ کے اول درجے کے سردارون مین داخل ہے۔

میرتہ سے بیس کوس مغربی طرف کسی قدر سیاہ کنکریلی اور خشک زمین طے کر کے ٹھاکر نیماج کی جاگیر کا **پیپاڑ** مقام آتا ہے اس قصبے کی شہر پناہ درست نہین ہے اور آبادی بھی بے رونق معلوم ہوتی ہے یہان سے نکل کر پھر ریت شروع ہوتا ہے اور پیپاڑ سے بیس کوس پر ریت کے سمندر مین **شہر جودھپور اور قلعہ** ایک ٹاپو کی طرح نظر آتا ہے شہر کے تین کوس شمالی طرف پُرانی راجدھانی **منڈور** ہے جہان

کچھ مدت سے رئیسون کے مرنے کے بعد چھتریان (ہندوؤن کے مقبرے) بنائے جاتے ہین اب اُس جگہ ایک مختصر باغ اور مکان کے سوا کچھ آبادی نہین ہے صرف برساتی ندی کو روک کر ایک بند تیار کرایا ہے جس سے کھیتی وغیرہ کو فائدہ متصور ہے یہ مقام عرض بلد شمالی ۲۶ درجہ ۲۱ دقیقہ و طول بلد مشرقی ۷۳ درجہ ۸ دقیقہ کے درمیان واقع ہے جودھپور سے مشرقی شمالی طرف پچھتر میل کے فاصلے پر مشہور شہر اور قلعہ **ناگور** ویران جنگل مین آباد ہے جہان گائے بیل عمدہ ہوتے ہین۔ آبادی کی شہرپناہ کے اندر خوبصورت قلعہ بنا ہوا ہے جس پر بڑے معرکے گذرے ہین ہندوستان مین مسلمانون کے شروع عہد سے اجمیر کی طرح ناگور بھی اُنکے قبضے مین اکثر رہا اور وہان اُنکے بڑے مکان اور مقبرے موجود تھے جن کو پچھلے زمانے مین توڑ کر بخت سنگھ نے اپنے محل وغیرہ تیار کرائے قوم راٹھور نے ناگور کو قوم موہل سے فتح کیا جنکے قبضے مین چودہ سو چالیس گانون تا بہ آخر پندرہ صدی تھے تغلق بادشاہون کے آخر عہد مین جبکہ دہلی کی سلطنت کمزور ہوئی ہے اور دکھن۔ گجرات اور مالوے کے حاکم خودمختار بن کر بادشاہ کہلانے لگے تو اجمیر وغیرہ مالوے والون کے قبضے مین گیا اور ناگور مقام گجرات والون کے حصے مین آیا جہان اُنکے رشتہ دار فیروز خان اور شمس خان وغیرہ بہت عرصے تک قابض رہے اور اُسکے ساتھ میواڑ کے رانا کونبھا اور موہل کی کئی بار لڑائیان ہوئین جن کے صدمے اس شہر و قلعہ کو اُٹھانے پڑے لیکن وہ فتح نہوا۔ ہمایون بادشاہ کے زور سے گجراتیون وغیرہ کے کمزور ہونے پر اور پھر خود ہمایون کی تباہی سے اجمیر و ناگور دونون مقام جودھپور کے راو مالدیو نے دبا لیئے۔ نئے پٹھان بادشاہ شیر خان نے مارواڑ کی سرحد پر آکر لڑائی مین راٹھورون پر فتح پائی اور مالدیو نے ان مقامات سے ہاتھ اُٹھایا لیکن شیر شاہ کے مرنے کے بعد اُسکی اولاد کو ضعیف پاکر راو مالدیو نے دوبارہ ناگور وغیرہ کو دبا لیا جب دہلی مین پھر مغلون کا دور ہوا تو انہین اکبر بادشاہ کے ماتحت سردار حسین قلی خان نے اجمیر کو حاجی خان سے اور ناگور کو راو مالدیو سے چھین کر خالصے مین داخل کیا مالدیو کے مرنے کے بعد اُسکے بیٹے چندرسین نے ایک بار موقع پاکر ناگور کو دبا لیا لیکن اکبر کے فوجی بخشی شہباز خان نے اُسکو دوبارہ فتح کرلیا۔ جب مالدیو کے پرپوتے اور راجہ اودے سنگھ کے پوتے راجہ گج سنگھ نے اپنے بڑے بیٹے امر سنگھ کے عوض دوسرے کنور جسونت سنگھ کو ولی عہد بنایا تو شاہجہان بادشاہ نے جو گج سنگھ کے باپ کا بھانجا تھا مہربانی کے ساتھ امر سنگھ کو راو کا خطاب اور خالصے مین سے قلعہ ناگور مع علاقہ کے جاگیر مین دیدیا جس کی اولاد کئی پشت تک وہان قابض رہی۔ محمد شاہ کے عہد مین دہلی کی سلطنت کمزور ہوجانے پر جودھپور کے مہاراجہ ابھے سنگھ اور اُسکے چھوٹے بھائی بخت سنگھ نے راو امر سنگھ کی اولاد سے ناگور چھین کر اُنکو مختصر جاگیر دیدی بخت سنگھ ناگور کا مالک بنا اور اُس نے بڑے بھائی سے مخالفت ہونے پر یہ قلعہ کبھی نہین چھوڑا یہانتک کہ مہاراجہ ابھے سنگھ کے مرنے کے بعد بخت سنگھ نے اپنے بھتیجے مہاراجہ رام سنگھ سے جودھپور بھی چھین کر مارواڑ کی مہاراجگی حاصل کی اُس وقت سے ابتک یہ مقام جودھپور کے خالصے مین چلا آتا ہے مشرقی شمالی گوشے مین جودھپور سے ستر کوس پر پرگنہ **مارروٹ** ہے جس کے ... جنوبی طرف

**نمک کی سانبھر جھیل** پھیلی ہوئی ہے جو بادشاہی خالصے مین سے مہاراجہ سوائی جے سنگھ اور اجیت سنگھ نے دبا کر نصفا نصف بانٹ لی تھی - اب اُس پر انگریزی انتظام ہے - اسی طرف جودھپور سے ۴۵ کوس پر ٹھاکر **کوجامن** کی بڑی جاگیر ہے جہان ایک بلند قلعہ - خوبصورت آبادی اور عمدہ باغ بنا ہوا ہے خاص شمال مین جودھپور سے ساٹھ کوس پر خالصے کا پرگنہ **پھلودی** جو بیکانیر والون سے چھین لیا گیا ہے اور بڑی جاگیر کا قصبہ **پوکرن** آباد ہے - مغربی جنوبی طرف جودھپور سے تیس کوس قریب **چھدرہ** مقام ہے جہان عمدہ سفید نمک پیدا ہوتا ہے جودھپور سے چونتیس ۳۴ کوس پر جنوب و مغرب کو **سوانہ** کا مشہور قلعہ ہے جس کے قریب کچھ پہاڑی سلسلے پائے جاتے ہین - اکبر بادشاہ کے وقت مین اس قلعہ پر کئی بار فوجین آئین جن کے افسر سید قاسم بارہ اور بیکانیر کے راو رائے سنگھ وغیرہ تھے - راو چندرسین نے مقابلہ کرکے کئی سال تک اس قلعہ پر جما رکھا آخر مین شہباز خان نے اس کو فتح کیا اور راجہ اودے سنگھ راٹھور کو بادشاہی اطاعت کے سبب جودھپور کے ساتھ واپس ملا -

مارواڑ کے جنوبی مغرب طرف ضلع **ملانی** جہان کے گھوڑے وغیرہ عمدہ گنے جاتے ہین پھیلا ہوا ہے یہان کے راٹھور راجپوت نہایت سرکش ہین کسی کو یا ٹوی نہین مانتے راج کی اطاعت نکرنے اور غیر علاقون مین غارتگری کرنے کے سبب مہاراجہ مان سنگھ کے وقت سے سرکار انگریزی نے یہان اپنا انتظام رکھا ہے - خراج کی بابت چار ہزار روپیہ سالانہ پولٹیکل افسر کی معرفت جودھپور کو دیا جاتا ہے - لیکن اس سے چوگنا انتظامی خرچ قدیمی حق قائم رکھنے کے لئے ریاست کو دینا پڑتا ہے - **جالور** جہان کا قلعہ عمدہ گنا جاتا ہے جودھپور سے جنوبی مغربی طرف اٹھتیس کوس سوکری ندی کے کنارے پر آباد ہے یہ مقام بھی مدت تک اجمیر و ناگور کی طرح گجراتی بادشاہو نکے ماتحت پٹھان سردارون کے قبضے مین تھا اور مغلون کے عہد مین بھی عمدہ کارگذاری کے سبب وہ لوگ یہان قائم رہے - مہاراجہ جسونت سنگھ کے افغانستان مین مرجانے کے بعد جب عالمگیر بادشاہ کے حکم سے اٹھائیس برس تک جودھپور ضبط رہا تو اجیت سنگھ پندرہ برس تک علاقے مین خالی لڑائی جھگڑے کرتا پھرا - آخر اُس کا وفادار راٹھور درگداس بادشاہی خدمت مین حاضر ہوگیا اور عالمگیر نے جو اُس وقت دکن کی لڑائیون مین پھنسا ہوا تھا قلعہ جالور مع سانچور دہان کے پٹھان سردار مجاہد خان سے لیکر اجیت سنگھ کو جاگیر مین دیدیا - اس کے تیرہ برس کے بعد بادشاہ کے انتقال ہونے پر مہاراجہ نے جودھپور وغیرہ کو بھی دبالیا - جالور اُس وقت سے ابتک مارواڑ کے خالصے مین داخل چلا آتا ہے - مجاہد خان کو بادشاہ نے جالور کے عوض پرگنہ پالن پور جاگیر مین عنایت کیا تھا جہان پر اب تک اُس کی اولاد نواب کے خطاب سے سرکار انگریزی کے ماتحت پانچ لاکھ روپیہ سالانہ آمد کے علاقے پر حکومت کرتی ہے -

پرگنہ **گوڈواڑ** جودھپور کی جنوبی سرحد پہ واقع ہے جسکی برابر سرسبز و آباد زمین تمام مارواڑ مین

نہین ہے یہ پرگنہ میواڑ کے تحت مین تھا سمت ۱۸۲۴ مطابق ۱۷۶۸ء مین میواڑ کے اکثر ماتحت سردارون نے
رانا ارسی سے بغاوت کی تھی جس کے سبب کچھ عرصے کے بعد فسادیون کے قبضے مین آجانے کے خیال سے یہ پرگنہ
جودھپور کے مہاراجہ بجے سنگھ کی حفاظت مین تین ہزار سوار مدد کے طور پر حاضر رکھنے کے عوض دیا گیا۔ لیکن
فوجی مدد یا علاقے کی واپسی دونون چیزون مین سے ایک بات بھی حاصل نہوئی یہ ڈیڑھ سو برس کے عرصے سے
جودھپور کے تحت مین چلا آتا ہے اس کے مغربی طرف **ایرن پورہ** گانون پر انگریزی چھاونی ہے
جہان پر ایک بے قواعد پیادہ پلٹن اور کچھ بنگال احاطے کے سوار رہتے ہین اس کا خرچ ایک لاکھ پندرہ
ہزار روپیہ سالانہ جودھپور سے لیا جاتا ہے گوڈواڑ کے علاقے مین **ٹھاکر گھانے راو** کی ساٹھ ہزار
روپیہ سالانہ کی بڑی جاگیر ہے جس کا ماتحتی تعلق مارواڑ مین پرگنہ جانے کے پہلے میواڑ سے تھا۔ پرگنہ خالصہ کا
صدر مقام **دیسوری گانون** کچی شہر پناہ کے اندر دو ہزار آدمیون کی بستی جودھپور سے چالیس کوس
کے فاصلے پر ہے۔ گانون سے ڈیڑھ کوس پر سرحد کے طور **دیسوری کی نال** یعنی گھاٹہ شروع ہوتا ہے
جس مین سے میواڑ کا راستہ ہے۔ اس گھاٹے مین سے جسکے دونون بازو پر تین کوس تک بلند پہاڑ کھڑا ہوا ہے
گاڑی وغیرہ اچھی طرح گذر سکتی ہے۔ ایک کنارے پر جودھپور کی طرف سے چند سوار اور دوسرے سرے پر اودے پور
کی طرف سے ماتحت ٹھاکر جھیلواڑہ کے کچھ راجپوت حفاظت کے لئے رہتے ہین جنکی موجودگی سے گھاٹے کے اندر
کوئی خطرہ نہین سمجھا جاتا۔

دیسوری سے اٹھارہ کوس شمالی طرف اور جودھپور سے بائیس کوس جنوب کو قصبہ **پالی** آٹھ ہزار
آدمی کی آبادی ہے یہ مقام آسثھان راٹھور نے جو مارواڑ مین پہلا شخص راٹھورون کی ریاست جمانے والا
گذرا ہے شروع تیرھوین صدی عیسوی مین برہمن لوگون سے جو اس مقام کے قیام کے باعث **پلی وال**
(پالی والے) کہلاتے ہین چھین لیا تھا اب یہ خالصے مین ایک پرگنے کا صدر ہے اور اس طرف سے اجمیر
والی سڑک احمد آباد کو جاتی ہے جس پر اب سرکاری ریل جاری ہوگئی ہے اور جس مین سے ایک ساٹھ میل
کی شاخ مہاراجہ نے جودھپور تک تیار کرائی ہے۔ پالی سے اجمیر کو جاتے ہوے جودھپور سے اٹھائیس کوس
جنوب و مشرقی طرف سڑک سے کئی کوس فاصلے پر **سوجت** مقام آباد ہے جس مین سرخ پتھر کے پختہ مکانات
نہایت خوبصورت معلوم ہوتے ہین قصبے کے مغربی طرف سرخ پتھر کی ایک پرانی گڑھی لڑائی یا بے مرمت
رہنے کے سبب ٹوٹی پڑی ہے جو رانا کونبھا کی بنائی ہوئی بیان کی جاتی ہے۔ مارواڑ کا تمام علاقہ بائیس ۲۲
پرگنون مین تقسیم کیا گیا ہے جن پر ایک حاکم اور تھانہ دار رہتا ہے۔ تعلیم کے لئے کالج اور ہائی اسکول شہر مین
ہین اور علاقے مین بھی بعض جگہ مدرسے جاری کئے گئے ہین۔

## شہر جودھپور

اجمیر سے مغربی جنوبی طرف ساٹھ کوس کے فاصلے پر عرض بلد شمالی ۲۶ درجہ ۱۹ دقیقہ طول بلد مشرقی

۴۷ درجہ ۱۲ دقیقہ پر آباد ہے۔ اُس کے شمالی طرف دیوار کی طرح کئی میل تک پہاڑ چلا گیا ہے اور باقی تین طرف ریت کا میدان پڑا ہے شہر پناہ پانچ میل گھیر کی ہے جس کے اندر ساٹھ ہزار آدمی بستے ہین اور ابھی کچھ اور بھی آبادی کی گنجائش نظر آتی ہے۔ مکانات یہان اکثر سرخ پتھر کے خوبصورت بنے ہوے ہین۔ بازار وغیرہ زیادہ کشادہ نہین ہے شہر مین پانی کم نصیب ہونے سے کئی تالاب بھی بنائے گئے ہین جن مین سے مشرقی طرف گلاب ساگر عمدہ ہے اس مین ایک پختہ نہر کے ذریعہ سے جس کے دونون کنارے بلند ہونے کے سبب شہر کی گندگی اور بدرو داخل نہین ہوسکتی جنگل سے برساتی پانی لایا جاتا ہے جو چھ مہینے تک پینے کے کام مین آتا ہے تالاب کے قریب ایک مختصر باغ بھی ہے جہان ریاست کی اکثر کچہریان بنی ہوئی ہین۔ شہر کے شمالی مغربی بلند حصے پر مہاراجہ صاحب کا مضبوط قلعہ ہے جو بیس کوس تک کے فاصلے سے صاف نظر آتا ہے اور جس کی جنوبی مشرقی طرف بڑی بڑی توپین جمی ہوئی ہین۔ قلعہ کی لمبائی پانسو گز اور چوڑائی ڈھائی سو گز بیان کی جاتی ہے جسکے مغربی شمالی حصے پر ریاست کے زنانہ و مردانہ بلند محلات تعمیر کئے گئے ہین۔ قلعہ کی باقی زمین ہموار ہے جسپر سے شہر اور دور تک جنگل کی سیر ہوسکتی ہے۔ قلعہ کے مغربی دامن مین ایک مختصر تالاب رانی ساگر نام فصیل کے اندر قلعہ والون کی ضرورت کے لئے بنا ہوا ہے جس مین سے پانی کی سخت تکلیف معلوم ہونے پر شہر والون کو بھی سیراب ہونے کی اجازت ملجاتی ہے۔

اس شہر کو راو جودھا راٹھور نے سمت ۱۵۱۵ مطابق ۱۴۵۹ء مین آباد کرکے منڈور کے عوض اپنا دارالریاست قرار دیا۔ سمت ۱۵۴۸ مطابق ۱۴۹۲ء مین راو کے بیٹے سوجا پر دوسرے بیٹے بیکانیر والے بیکا نے چڑھائی کرکے جودھپور کا محاصرہ کیا لیکن توپ گولہ اُس زمانے مین نہونے سے فتح کرنا آسان نہ تھا اس لئے بیکا کچھ ہتھیار وغیرہ سامان لینے پر لوٹ گیا۔ راو مالدیو کے بعد اُس کے جانشین بیٹے راو چندرسین سے اجمیر کے صوبہ دار حسین قلی خان اکبر شاہی نے قلعہ جودھپور چھین لیا جو چندرسین کے بعد اُس کے بھائی اودے سنگھ کو اطاعت مین رہنے سے ایکیس برس کا عرصہ گذرنے پر مع علاقہ (سواے ناگور) واپس ملا مہاراجہ جسونت سنگھ اول کے مرجانے پر عالمگیر نے جودھپور وغیرہ ناگور کے راؤ اندر سنگھ کو عنایت کیا لیکن وہ کم طاقتی سے نکالدیا گیا اس پر بادشاہ نے جودھپور اور کل علاقہ ضبط کرکے خالصے کے طور پر صوبۂ گجرات کے متعلق کردیا۔ راٹھورون نے کئی بار زور مارا لیکن کامیاب نہوے۔ اٹھائیس ۲۸ برس ضبطی رہنے کے بعد عالمگیر کے انتقال پر سمت ۱۷۶۳ مطابق ۱۷۰۷ء مین مہاراجہ اجیت سنگھ نے جودھپور وغیرہ دبالیا۔ شاہ عالم بہادر شاہ نے فوج بھیج کر پھر ایک برس کے قریب ضبط رکھا لیکن دوبارہ مہاراجہ نے اودیپور اور جیپور والون کی فوجی مدد سے اپنا وطن مع سانبھر وغیرہ کے حاصل کرلیا۔ محمد شاہ کے وقت ۱۷۲۶ء مین بادشاہی فوج شہر کے پاس لوٹ مار کرکے واپس چلی گئی اور مہاراجہ ابھے سنگھ نے بادشاہی رضامندی حاصل کرلی مہاراجہ مان سنگھ کے وقت ۱۸۰۶ء مین نواب امیر خان نے جیپور والون کی طرفداری مین شہر کو لوٹنے کے بعد شمالی

پہاڑی سے گولے مارنے کے سبب قلعہ کے بعض مقامات کو نقصان پہونچا یا پھر انگریزی عہد ۱۸۳۹ء مین بھی اس مہاراجہ کے ظلم کی شکایت ہونے پر کئی مہینے تک سرکاری فوج قلعہ کے اندر رکھی گئی اور اُس کے خیر خواہ ثابت ہونے پر واپس لے لی گئی اس کے بعد یہان کبھی کسی غیر کا قبضہ یا حملہ نہین ہوا شہر کے باہر جنوبی مشرقی طرف مہاراجہ جسونت سنگھ دوسرے نے قلعہ کے محلون مین رہنا ناپسند ہونے کے سبب اپنے قیام کے لئے ایک مختصر باغ اور انگریزی قطع کے کئی بنگلے و مکان تیار کرا کر اُنکو عمدہ سامان سے سجایا - اُس جگہ کو عام لوگ راعی باغ یعنی اونٹون کے چرواہے کا باغ کہتے ہین -

## قوم

راٹھور لوگ خود کو سورج بنسی نسل مین سے بیان کرتے ہین مگر اُنکے بھاٹ اس بات کو قبول نہین کرتے اور ہان کی طرف سے اُن مین نقص نکالتے ہین -

اُنکی تعداد راجپوتانے مین اس وقت اتنی زیادہ ہے کہ کچھواہون کے سوا کوئی دوسرا گروہ اُنکی برابر لاکھون کی تعداد مین نہین ہے ڈیڑھ سو برس کے قریب اُن کا راج قنوج مین رہا جہان کمدھج کہلاتے تھے اور جہان سے اُنکی تیرہ شاخین علٰحدہ ہوئین راجپوتانے مین آنے کے بعد اُنکی بہت سی شاخین ہوگئی ہین کیونکہ ہر ایک نامور آدمی کے نام سے اُسکی اولاد علٰحدہ گوتر سے مشہور ہوتی ہے جیسے چونڈا کی اولاد چونڈاوت اور کونپا کی نسل کونپاوت کہلاتی ہے کبھی کسی ملک اور خاص مقام سے بھی نام پڑجاتا ہے جس طرح مارواڑ مین رہنے والے مارور اٹھور اور میرتیہ والے میرتیہ کہلاتے ہین قنوج مین ان لوگون کا بڑا راج تھا وہان سے تباہی کے بعد جے چندر کا پر پوتا شیوجی مارواڑ مین پناہ پذیر ہوا اور یہان جاؤ کرنے پر راو مالدیو کے عہد تک ترقی کرتے رہے اور اُن کا خطاب راؤ مشہور رہا اکبر بادشاہ نے اودے سنگھ کو راجہ کہنے کا حکم دیا شاہجہان نے اپنے آخر وقت مین راجہ جسونت سنگھ کو سات ہزاری ذات و سوار کا منصب جو شاہزادون کے بعد گنا جاتا تھا اور مہاراجہ کا خطاب جو کسی دوسرے کو نہ ملا تھا عنایت کیا بادشاہی دربار مین محمد شاہ اور احمد شاہ کے عہد تک وہ جاتے رہے اور اُن کا درجہ اول راجاؤن مین گنا جاتا تھا -

## تاریخی احوال

قنوج مین راٹھورون کی چھہ پیڑھی یعنی (۱) شری چندر (۲) مہی چندر (۳) چندر دیو (۴) مدن پال دیو (۵) گوبند چندر (۶) جے چندر کے حکومت کرنے کے بعد جے چندر پر وہان کی حکومت کا خاتمہ ہوا -

کرنل ٹاڈ نے قنوج مین راجہ نین پال راٹھور کا قبضہ آخر پانچوین صدی عیسوی مین لکھا ہے کہا ہے کہ اُس نے سمت ۵۲۶ مطابق ۴۷۰ء مین قنوج کو فتح کر کے راجہ اجے پال والی قنوج کو قتل کیا اُسی وقت سے یہ قوم قنوجیہ راٹھور مشہور ہوئی لیکن یہ بات غلط ہے کیونکہ ایک چینی سیاح ہیون تسانگ وہان ساتوین صدی عیسوی تک بیس راجپوتون کا راج لکھتا ہے دسوین صدی عیسوی کے ایک کتبے سے اُس جگہ ایک غیر قوم کی

حکومت کا ثبوت ملتا ہے راجہ بجے چند رکے ایک کتبے سے سمت ۱۲۲۶ مطابق ۱۱۶۹ء مین قنوج لینا پایا جاتا ہے اور ۵۸۹ھ مطابق ۱۱۹۳ء مین جے چند پر وہان کی حکومت ختم ہوئی اس لئے کہا جاسکتا ہے کہ ڈیڑہ سو برس کے قریب راٹھور وہان راجہ رہے بہرحال اُنکو یہ عزت حاصل ہے کہ راجپوتانے مین آنے سے پہلے وہ ہندوستان کے ایک عمدہ حصے پر خودمختاری کے ساتھ راج کر چکے ہین اور اس وقت بھی بڑے راجاؤن مین اُنکا شمار ہے۔ قنوج کے آخری راجہ جے چند رکے پرپوتے شیوجی کی اولاد کئی جگہ رئیس بنی ہوئی ہے۔ راجپوتانے مین جودھپور۔ بیکانیر اور کرشن گڑھ۔ مالوے مین رتلام وسیتامؤ وغیرہ اور گجرات مین ایڈر کے راجہ اُسی کی اولاد مین ہونے کا فخر کرتے ہین۔ ان چھہ ریاستون مین سے جودھپور کا درجہ بڑا ہے۔ کیونکہ باقی دوسری ریاستین چھوٹی ہونے کے علاوہ یہین کے خاندان مین سے علحدہ ہوکر لوگون نے پیدا کی ہین جس کا بیان آگے موقع پر آوے گا۔

شروع تیرھوین صدی عیسوی مین راٹھور لوگ مارواڑ مین آئے اور آخر چودھوین صدی عیسوی مین اُنھون نے مارواڑ کا صدر مقام منڈور حاصل کیا۔ اس حساب سے اُنکو راجپوتانے مین رہتے ہوے سات سو برس اور راج کرتے ہوے پانچ سو سے کچھ زیادہ سال کے قریب گذرے۔

شروع گیارھوین صدی عیسوی مین سلطان محمود غزنوی نے ہندوستان پر حملے کرکے پنجاب کا علاقہ دبالیا تھا جہان دو سو برس تک اُس کی اولاد حکومت کرتی رہی پھر ایک بہادر قوم غوری نے غزنویون کے عوض عروج پاکر پنجاب کو اپنے تحت مین لیا جس مین سے معزالدین محمد سام عرف شہاب الدین غوری نے دہلی واجمیر کے راجہ پرتھوی راج چوہان سے ایک بار شکست کھانے کے بعد ۵۸۸ ہجری مطابق ۱۱۹۲ء مین سرہند کے قریب لڑائی ہونے پر پرتھوی راج کو قتل کرکے اُس کا تمام ملک دبالیا دوسرے برس شہاب الدین اور اُسکے نائب قطب الدین ایبک نے قنوج کے راجہ جے چند راٹھور پر چڑھائی کی راجہ بھی بہت سی فوج ساتھ لیکر مقابلہ کو بڑھا۔ چندوا مقام پر لڑائی مین جے چند شکست پاکر بھاگتے ہوے دریاے گنگا مین ڈوب گیا یا دشمنون کے ہاتھ سے قتل ہوا اُس کا سامان تین سو ہاتھی اور کل ملک دشمنون کے قبضے مین آیا اگرچہ راٹھورون کا نام کنارۂ دریاے گنگا سے معدوم ہوگیا لیکن شیوجی کی اولاد نے راجپوتانے مین اپنے قدم جمالئے اور اُسکی آنکھ بند ہونے کے بعد اُسکے جانشینون نے اپنی قوم مین ایسی استواری اور ایسا استحکام پیدا کردیا کہ آج تک ایک بڑی ریاست پر قابض ہین۔ خدا کی شان تو دیکھئے کہ پرتھوی راج نے جے چند رکی بیٹی سنجوگتی کو چھیننے کے بعد ایک سال پورا ہوتے ہی اُسکی ہتک عزت کی سزا شہاب الدین سے پائی اور پھر خود جے چند دوسرے سال اُسی شہاب الدین کے ہاتھ برباد ہوا کیونکہ دونون کی قوت باہمی عناد سے کمزور ہوکر سلطان غوری کا شکار ہوگئی دونون قریبی رشتہ دار تھے اگر باہم اتحاد و امداد کا سلوک روا رکھتے تو افغانستانی قومین اُنپر غالب نہ آتین۔

شہاب الدین نے اپنے معتبر نوکر قطب الدین کو ہندوستانی علاقے سپرد کرکے یہان کا مالک بنادیا جس نے تھوڑے عرصے کے بعد بنگالہ وغیرہ بھی اپنے عمل مین کرلیا اس طرح پنجاب سے لیکر دہلی۔ قنوج اور بنارس یعنی روہیلکھنڈ اور بنگالے کی شرقی سرحد تک تمام شمالی ہندوستان مسلمانون کے قبضے مین آگیا جو چھ سو برس تک کسی دوسرے کو نہین مل سکا۔ اور راجپوت قومین ویران مقامات راجپوتانہ اور دکن کی طرف پریشان ہوئین جن مین سے پرتھوی راج چوہان اور جے چندر راٹھور کی اولاد کو راجپوتانے مین پناہ ڈھونڈھنی پڑی مارواڑ مین آنے کے بعد راٹھورون کا زمانہ تین حالتون مین تقسیم ہوسکتا ہے **پہلا** قنوج چھوٹنے پر شیوجی سے برم دیو تک جس مین وہ زمیندارون کی طرح کچھ زمین اور گانون پر قابض رہے اس ایک سو ستر برس کے عرصے مین دس پشتین گذرین **دوسرا** زمانہ راو جونڈا کے منڈور لینے سے راو مالدیو تک جس مین وہ ترقی کرکے خودمختار رئیس رہے **تیسرا** دور موٹا راجہ اودے سنگھ سے اس وقت تک جس مین کچھ مغل بادشاہون کی مہربانی اور کسی قدر اپنی طاقت سے اُنھون نے بڑے بڑے مقامات پر اپنا راج پھیلایا دوسرے دور مین راٹھورون کے بزرگ (سردار) راو کہلاتے تھے جب اودے سنگھ شہنشاہ اکبر کی خدمت مین حاضر ہوکر فرمان بردار بنا تو شہنشاہ نے اُس کو راجہ کا خطاب عنایت کرکے حکم دیا کہ اب جو کوئی اس گروہ (راٹھور) کا سردار بنے اُس کو راجہ خطاب سے پکارا جائے اور اگر چھوٹا بھی بھائی راجہ بن جائے تو بڑے کو راو کہا جائے اس راٹھوڑ فرقے کا حال دوسرے راجپوتون کے برخلاف ہے کیونکہ دوسرون مین بڑا بیٹا ولی عہد کیا جاتا ہے اور راٹھورون مین جسکی مان سے راجہ کو زیادہ محبت ہوتی ہے وہ جانشین کردیا جاتا ہے موٹا راجہ سے دو پشت کے بعد یہان کے والیان ملک کا خطاب مہاراجہ مقرر ہوا۔

## ۱۔ شیوجی راٹھور

راجہ جے چندر کے بعد بردئی سین اور سیت رام نے کچھ نام حاصل نہین کیا۔ لیکن جے چندر کے پوتے سیت رام کا بیٹا شیوجی دوسرے آدمی ساتھ لیکر راجپوتانے کے مغربی ریگستان مین پہونچا۔ بیکانیر کے موقع سے جو اُس وقت آباد نہ ہوا تھا دس کوس کولومد مقام کے سولنکھی رئیس نے اُس کو خاندانی سمجھکر اپنے پاس رکھا اور اپنے دشمن جاڑیجہ رئیس کے مقابلے پر اچھی کارگذاری دکھلانے کے سبب جس مین شیوجی کے بہت سے ساتھی قتل ہوئے سولنکھی نے اپنی بہن کے ساتھ اُسکی شادی کردی اس کے بعد شیوجی نے گجرات پہونچ کر لاکھا جاڑیجہ کو قتل کیا اور واپس آکر مارواڑ مین لونی ندی کے کنارے پر **میہوہ** مقام کے راجپوتونکو ایک دعوت مین قتل کیا۔ تھوڑے دنون پیچھے اُس نے گوہل راجپوتون کو بھی جو اب گجرات مین آباد ہین خارج کرکے اُنکے کھیڑ مقام پر قبضہ کرلیا۔ شیوجی کے مرنے کے بعد اُس کا بڑا بیٹا آستھان قائم مقام ہوا۔

## ۲۔ آستھان

پالی مقام کے پالی وال برہمنون نے میر اور مینہ وغیرہ لٹیرون کے ظلم سے بچنے کے لئے شیوجی کو بہادر سمجھکر

اپنے علاقے مین لا بسایا تھا اور آستھان اسی مقام پر سونکھنی سے پیدا ہوا تھا ٹاڈ کہتا ہے آستھان سے ایک کام ایسا ظہور مین آیا جس سے پایا گیا کہ راجپوتان سابق چندان پابند قول وقرار کے نہ تھے یعنی آستھان نے جو ہمیشہ ملک گیری کی فکر مین رہتا تھا ہولی کے تیوہار پر برہمنون کے سردار وغیرہ کو نشہ وغفلت کی حالت مین قتل کر کے پالی کا تمام علاقہ دبا لیا اس کے بعد آستھان نے اپنے دوسرے بھائی سونگ کو ایڈر کے رئیس بھیل وغیرہ سے ایسے موقع پر راج وغیرہ دلایا جبکہ وہ ایک شادی مین نشہ پیکر غافل تھا تیسرے بھائی اجمل نے کاٹھیاوار مین اوک منڈلہ مقام دبا لیا جسکی نسل بھدیل مشہور ہے۔

## ۳- ڈھوہڑ

آستھان کے آٹھ بیٹون مین سے بڑا ڈھوہڑ باپ کا جانشین ہوا اُس نے قنوج پر حملہ آوری کا ارادہ کیا تھا لیکن اس بات سے نا اُمید ہو کر منڈور لینے کی کوشش مین جان کھوئی۔

## ۴- رائے پال

دھوہڑ کے سات بیٹون مین سے بڑا رائے پال باپ کا قائم مقام ہوا اُس نے مینڈور کے پرہار رئیس کو مار کر اپنے باپ کا عوض لیا۔ اگرچہ منڈور تو جلد اُسکے قبضے سے نکل گیا لیکن اور علاقے مین ہر طرف اُسکے تیرہ بیٹون نے جماؤ کر لیا۔

---

رائے پال کے بعد چھہ شخص (۵) کانہل (۶) جا لکھن یا جالن سی (۷) چھاڈا (۸) ٹیڈا (۹) سلکھا (۱۰) بیرم دیو۔ ایک دوسرے کے بعد جانشین ہوے۔ جنھون نے بھاٹی راجپوتون وغیرہ کو دبا کر علاقہ بڑھایا انمین پچھلا بیرم دیو جسکی اولاد ملک مین بہت ہے جوئیہ راجپوتون کے ہاتھ سے مقابلے مین مارا گیا۔

شیوجی سے بیرم دیو تک دو سو برس کے زمانے مین جو راٹھوڑ سردار گذرے اُنکے احوال مین صیح سال وسمت نہین ملے اسلیئے قیاسی اور غلط سنہ چھوڑ دیے گئے۔

## ۱۱- راو چونڈا راٹھوڑ

راو چونڈا راٹھوڑون مین بڑا نامی شخص گذرا ہے جس سے تاریخ مارواڑ مین نیا دور شروع ہو کر راو مالدیو تک پونے دو سو برس کے عرصے مین وہ ترقی کے ساتھ خود مختار رئیس بنے۔ چونکہ ہر ایک قسمت آزمانے والی قوم کو کبھی تکلیف اور کبھی آرام کی صورت پیش آتی ہے اسی طرح چونڈا نے بھی اپنے شروع زمانے مین ایسی مصیبت اُٹھائی کہ ایک بار اُسکو کالو مقام کے کسی چارن سے پناہ مانگنی پڑی تھوڑے دنون کے بعد اُس کی ہمت بڑی شہرت کا سبب ہوئی اُس نے اپنی قوم کے تمام آدمیون کو جو علاقے مین پھیلے ہوئے تھے جمع کر کے سمت ۱۴۵۱ مطابق ۱۳۹۵ء مین قنوج کی تباہی سے پورے دو سو برس کے بعد منڈور پر حملہ کیا اور

دہان کے پرہار رئیس کو جو راو کے خطاب سے مشہور تھا قتل کرکے مارواڑ کی راجدھانی پر اپنا جھنڈا کھڑا کیا جس سے وہ منڈور کا راو بن گیا۔ یہ پہلا موقع ہے کہ مارواڑ کی تاریخ مین صحیح سال لکھا گیا۔

چونڈا نے حکومت پاکر بھی اکثر دشمنون سے لڑائی جاری رکھی اُس نے ایک دفعہ ناگور والے حاکم کی فوج پر جو گجراتی بادشاہون کے ماتحت تھا فتح پائی لیکن قلعہ پر قبضہ حاصل نہو سکا۔ اسی طرح بھاٹیون سے بھی وہ اکثر لڑتا رہا یہان تک کہ سمت ۱۴۶۵ مطابق ۱۴۰۹ء مین ناگور کے پاس دشمنون سے مقابلہ کرکے ایک ہزار راجپوتون سمیت مارا گیا۔ اور اُس کے چودہ بیٹون مین سے بڑا رن مل کئی برس کے بعد اپنے بھائی کانہ کے لڑائی مین مارے جانے پر وارث بنا۔

## ۱۲- راؤ رنمل

راؤ رنمل سمت ۱۴۷۴ مطابق ۱۴۱۸ء مین گدی پر بیٹھا۔ اس کی بہن ہنس بائی نام میواڑ کے بوڑھے رانا لاکھا کو بیاہی گئی تھی جس سے موکل جی کے پیدا ہونے پر بڑے بھائی چونڈا نے راج کا دعوے چھوڑ کر مالوے مین رہنا اختیار کیا تھا۔ موکل جی کے مارے جانے کے بعد کونبھا کی کم عمری کے سبب رنمل مع اپنے بیٹے جودھا کے ملکی کام سنبھالنے کی خاطر چیتوڑ مین رہتا تھا لیکن میواڑ کے سردارون کو راٹھوڑون کا تمام ریاست مین حاوی ہونا ناپسند ہوا اس لئے اس خوف سے کہ راٹھوڑ میواڑ مین اپنی حکومت نہ جما لین وہان کے سب لوگون نے رانا کونبھا کے چچا چونڈا کو جو ناراض ہوکر بادشاہ مالوہ کے پاس جا رہا تھا مدد کے واسطے بلایا۔ سمت ۱۵۰۱ مطابق ۱۴۴۴ء مین چونڈا نے آتے ہی یکایک رات کے وقت قلعہ پر دخل کر لیا راؤ رنمل جسکو نشے کی حالت مین ایک عورت نے چارپائی سے باندھ دیا تھا ہمت کے ساتھ کئی مخالفون کو مار کر کام آیا اور اُس کا بیٹا جودھا جان بچا کر اپنے ساتھیون سمیت بھاگ کر وطن پہونچا لیکن چونڈا نے راٹھورون کا پیچھا نہ چھوڑا اور اُن کا خاص دارالحکومت منڈور دبا لیا جو سات برس تک سیسودیون کے قبضے مین رہنے کے بعد راؤ جودھا نے واپس لیا۔ رن مل کے قتل ہونے کے بعد اُسکے چوبیس بیٹون مین سے جودھا ولی عہد بنا اور دوسرون نے علیحدہ جاگیرین پائین

## ۱۳- راؤ جودھا

راؤ جودھا اپنے باپ کے بعد سات برس تک اپنی راجدھانی سے بے دخل رہا اُس نے سمت ۱۵۰۶ مطابق ۱۴۵۰ء مین سوجیت لیکر دوسرے برس بڑی جمعیت کے ساتھ منڈور پر حملہ کیا۔ چونڈا سیسودیہ کے دو بیٹے کونتل اور منجا اس لڑائی مین کام آئے اور منڈور مقام راٹھورون نے واپس لیا سمت ۱۵۱۵ مطابق ۱۴۵۹ء مین راؤ جودھا نے منڈور کے عوض ایک پہاڑی کے پاس اپنے نام پر شہر جودھپور کی بنیاد ڈالکر پہاڑی کے ایک بلند حصے پر مضبوط قلعہ طیار کرایا جس سے دور تک ملک کی نگرانی ہوکر دشمنون سے بچاؤ کیا جائے۔ یہ شہر منڈور سے جنوب مین پانچ میل کے فاصلے پر واقع ہے اور پرانے شہر کی فصیل کا مال

نئے شہر کی تعمیر مین بہت کچھ خرچ ہوا ہے نئی راجدھانی آباد کرنے سے تیس برس کے بعد سمت ۱۵۴۵ مطابق سنہ ۱۴۸۹ء مین ۶۱ سال کی عمر پاکر راؤ جودھا انتقال کرگیا - جودھپور کو بسے ہوئے اس وقت ساڑھے چارسو برس سے کچھ زیادہ عرصہ گذرتا ہے -

## ۱۴- راؤ سانتل

راؤ جودھا کے بیٹون مین سے اکثر نامور ہوے بڑا سانتل جس نے پوکرن مقام سے پانچ کوس پر سانتلمیر بسایا تھا تین برس راج کرکے ایک لڑائی مین پٹھانون کے ہاتھ سے مارا گیا اسکے بعد دوسرا بیٹا سوجا یعنی سورج مل جودھپور کی گدی پر بیٹھا تیسرے کا حال معلوم نہین - چوتھے دودا نے سانبھر پر قبضہ حاصل کیا تھا جس کی اولاد میرتے مین رہنے سے میرتیہ راٹھوڑ کہلاتی ہے - جمیل میرتیہ جو چتوڑ پر اکبر بادشاہ کے مقابلے مین مارا گیا اور جس کی اولاد میواڑ مین اب بدھنور کی جاگیردار ہے اسی دودا کا پوتا تھا جودھا کے چھٹے بیٹے بیکا نے مارواڑ مین شمالی طرف جاٹون وغیرہ کا ملک دبا کر شہر بیکانیر آباد کیا جہان پر ابتک اُسکی اولاد راج کرتی ہے - بیکانیر والون کا بیان ہو کہ بیکا سوجا سے بڑا تھا اسی لئے اُس نے سانتل کے بعد جودھپور کا دعوے کیا -

## ۱۵- راؤ سورجمل عرف سوجا

یہ اپنے بڑے بھائی سانتل کے بعد جودھپور کی گدی پر بیٹھا - بیکانیر کی تاریخ مین لکھا ہے کہ اسوقت بیکانیر کے راؤ بیکا نے جو راؤ جودھا کے بیٹون مین سانتل سے چھوٹا اور سوجا سے بڑا تھا کل مارواڑ کا دعویدار بنکر جودھپور پر چڑھائی کی اور سورجمل نے راؤ جودھا کی ڈھال تلوار اور چتر وغیرہ چیزین جو قابل عزت گنی جاتی تھین بیکا کو دیکر صلح کر لی - سمت ۱۵۷۲ مطابق سنہ ۱۵۱۶ء مین بیپاڑ مقام پر سے بعض غارتگر پٹھان ایک سو چالیس عورتین پکڑ کرلے چلے اور راؤ سوجا نے اُن کا پیچھا کیا سخت مقابلہ ہونے کے بعد عورتین تو اُنکے پنجے سے چھڑالی گئین لیکن اس ہنگامے مین راؤ سوجا کی جان گئی - راؤ کے پانچ بیٹون مین سے بڑا باگھا جوانی مین مرچکا تھا اس لئے اُس کا بیٹا اور راؤ کا پوتا گانگا ولیعہد مانا گیا راؤ کے دوسرے بیٹے اودا کی اولاد مین بیناج - جیتارن اور راے پور وغیرہ کے ٹھاکر ہین جو اوداوت کہلاتے ہین -

## ۱۶- راؤ گانگا

اس نے سمت ۱۵۷۲ مطابق سنہ ۱۵۱۶ء مین اپنے دادا کے بعد راج پایا اسکے ایک چچا سانگا نے گدی کا دعوی کیا تھا لیکن وہ مقابلے مین قتل ہوا اور اُس کے مددگار پٹھانون نے جو ناگور پر قابض تھے شکست پائی سمت ۱۵۸۴ مطابق سنہ ۱۵۲۸ء مین جب میواڑ کا رانا سانگا مقام بیانہ کی طرف بابر بادشاہ سے مقابلے کو گیا تو اس موقع پر مارواڑ کے راے مل اور رتن سنگھ میرتیہ وغیرہ بھی اُس کے ہمراہ تھے جو وہان لڑائی مین کام آئے - اس

لڑائی کے چار برس کے بعد اور مسند نشینی کے سولھوین برس راؤ گانگا کو اُسکے بے رحم بیٹے مالدیو نے حکومت کی
حرص مین جھروکے سے گرا کر مار دیا جبکہ وہ افیون کی پینک مین غافل بیٹھا تھا -

## ۱۷- راؤ مالدیو

سمت ۱۵۸۸ مطابق سنہ ۱۵۳۲ ع مین اپنے بے گناہ باپ کی جان کھو کر راج کا مالک ہوا یہ راٹھور ومین
بڑا زبردست و نامی رئیس گنا جاتا ہے جس کے وقت کا ساعروج قنوج چھوٹنے کے بعد کبھی حاصل نہین ہوا
سیسودیے سانگا سے - راٹھور مالدیو سے اور کچھواہے سوائے جے سنگھ کے نام سے ہمیشہ فخر کرتے ہین راؤ
سمت ۱۵۶۸ مین پیدا ہوا تھا -

ان دنون مین ہمایون تو اپنے بھائیون کی بغاوت کے سبب راجپوتانے کی طرف توجہ نہ کر سکا اور
میواڑ مین رانا سانگا کے بعد کئی ایسے کم عقل رئیس قائم ہوئے جنھون نے فضول خانگی جھگڑون سے اپنی طاقت کو
نقصان پہونچایا اس لئے راؤ مالدیو کی ہمت کے آگے اُسکو ترقی کرنے مین کوئی روکنے والا نظر نہ آیا - اُسنے ہر طرف
بغیر خیال دوست و دشمن کے قدم بڑھانا شروع کیا - بہت جلد ناگور و اجمیر جو گجراتی حاکمون کے قبضے مین تھے دبا لیے
سمت ۱۵۹۶ مطابق سنہ ۱۵۴۰ ع مین جنوبی طرف جالور و رسوانہ اور بھادراجون فتح کرکے لونی ندی کے کنارے پر
میہوہ وغیرہ مقامون کے خود سر جاگیردارون کو تابع کیا - اس کے دو برس کے بعد راو بیکا کی اولاد مین سے
راؤ کلیان مل کو بیکانیر سے بے دخل کیا - مغربی طرف جیسلمیر کے بھاٹیون سے بکم پور وغیرہ چھین کر اپنے آدمیون کو
بسا دیا جہان اب تک وہ مالدوت لیٹرے مشہور رہتے ہین اس طرح چارون طرف علاقہ بڑھا کر حفاظت کے خیال سے
راو نے جودھپور کی پختہ شہر پناہ بنوائی - میرتیہ - پیپاڑ - پھلودی اور پوکرن وغیرہ مقامات پر مضبوط قلعے
اور مکان تیار کرائے - ماتحت سردارون کے زور نہ پکڑنے اور خالصہ کم نہونے کی غرض سے زیادہ جاگیرین
جو بر پشت مین راٹھوڑون کو مل جایا کرتی تھین دینا موقوف کیا اور راؤ رنمل اور راؤ جودھا کی اولاد مین
خاص جاگیرین قائم رکھکر ایسا انتظام کیا جس سے وہ زیادہ نہ بڑھ سکین -

سمت ۱۵۹۹ مطابق سنہ ۱۵۴۳ ع مین ہمایون بادشاہ اپنے بھائیون کی بغاوت اور شیر خان پٹھان کے
ملک دبا لینے سے سندھ وغیرہ کی طرف پریشان پھرتا ہوا امداد کی اُمید پر پھلودی مقام تک راو مالدیو کے ملک مین آیا
جس نے بادشاہ کو بہت دفعہ بلایا تھا اثنائے راہ مین جو بادشاہ کے ساتھ دور بین تھے وہ مالدیو کے مکر و غدر سے
اندیشہ مند تھے اور حزم و احتیاط کی باتون سے بادشاہ کو آگاہ کرتے تھے بادشاہ کے حکم سے میر سمندر جو نہایت
ہوشمند تھا مالدیو کے پاس گیا اور اُسکے دل کی تمام باتون کو دریافت کرکے بادشاہ کے پاس لوٹ آیا اور عرض کیا
کہ راو نے جو اخلاص کی تمہیدین کی تھین وہ سچی نہ تھین اس وقت راو نے کچھ میوہ بادشاہ کے پاس بھیجدیا
اب مالدیو کی بے وفائی اور باتون مین بھی ظاہر ہونے لگی جب بادشاہ کا لشکر مالدیو کی راجدھانی کے پاس آیا
تو سنگا ناگوری کہ مالدیو کے معتمدون مین سے تھا بادشاہ کے لشکر مین بطور سوداگرون کے آیا اور بہت جستجو مین رہا

کہ کوئی الماس گران بہا ہو تو اُسکو خریدے اُسکی اوضاع سے خیر نہین معلوم ہوتی تھی بادشاہ نے فرمایا کہ اِس مشتری کے خاطرنشان یہ بات کر دو کہ ایسے جواہر گران بہا خریدنے سے میسر نہین ہوتے جوہر شمشیر آبدار سے ہاتھ آتے ہین جبکہ اُسکے ساتھ کسی بادشاہ کی راے بھی ہو یا بادشاہون کی عنایت سے میسر ہوتے ہین اس فرزور کے آنے سے اندیشہ زیادہ تر ہو گیا اور سمندر کی دریافت پر بادشاہ نے تحسین کی۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ بادشاہ کے نمک حرام دو نوکر راجہ کے پاس گئے اور انھون نے راجہ کو سمجھایا کہ بادشاہ کے پاس لعل و گوہر بڑے بیش قیمت ہین وہ بادشاہ سے طلب کرے شاید اسکی تصدیق کے لئے اُس نے سنگا کو بھیجا ہو تنگدستی کے وقت بادشاہون مین حزم و احتیاط زیادہ ہو جاتی ہے اس لئے ہمایون نے شمس الدین اتکہ کو راجہ کے پاس بھیجا اور راے مل سونی کو بھی بھیجا کہ بہت جلد وہان جائے اور اپنی فراست سے وہان کا حال دریافت کرکے اطلاع دے اگر وہان سے لکھکر اطلاع نہ دے سکے تو اشارت معہود مین آگاہ کرے مالدیو کی وفاد وفاق کی علامت یہ ٹھہری کہ وہ اپنے قاصد کو کہدے کہ بادشاہ کے پاس جا کر اپنی پانچون انگلیون کو ملا کر پکڑے اور خلاف و نفاق کی اشارت یہ کہ فقط چھوٹی اُنگلی کو ہاتھ مین پکڑے اب بادشاہ کا لشکر قصبہ پھلودی سے کہ راجہ کے موطن جودھپور سے ساٹھ کوس پر تھا دو تین منزلین طے کرکے جوگی ندی کے کنارے پر فروکش ہوا راے مل سونی کا قاصد آیا اور اُس نے چھوٹی اُنگلی کو پکڑا اس اشارے کی حقیقت معلوم ہوگئی کہ راجہ کا ارادہ مکر و دغا کا ہے اُس نے ایک جماعت کثیر کو بادشاہ کے استقبال کے لئے بھیجا جس کا ارادہ کچھ اور ہی تھا اُسے مالدیو پر دغابازی کا شبہہ اس سے اور بھی زیادہ ہو گیا کہ بادشاہ کا ایک کتابدار ہندوستان مین کسی شکست مین بھاگ گیا تھا اور وہ مالدیو کے پاس جا کر اُس کا نوکر ہو گیا تھا اُس نے بادشاہ کو لکھا کہ خدا کے واسطے آپ یہان سے جس قدر جلد ممکن ہو تشریف لے جائیے مالدیو کا یہ فاسد ارادہ ہے کہ حضور کو گرفتار کرکے شیرشاہ کے حوالے کرے۔ شمس الدین اتکہ مالدیو کے پاس تھا مالدیو نے اُسکے لیے ایسا انتظام کر رکھا تھا کہ وہ بادشاہ سے کسی طرح خط و کتابت نکر سکے گویا اُسکو آزاد قیدی بنا رکھا تھا مگر یہ اتکہ اُسکے اٹکانے سے نہ اٹکا جب مالدیو کی نیت مین اُس نے فساد دیکھا تو وہ چھپ کر بادشاہ کے پاس چلا آیا اور اُس نے وہان کا سارا حال عرض کیا جس سے بادشاہ کو یقین ہو گیا کہ مین خطرناک حالت مین ہون اُس نے بے تامل پھلودی کی طرف کوچ کر دیا جیسلمیر کی راہ سے امرکوٹ جانے کا ارادہ کیا۔

ابوالفضل نے لکھا ہے کہ ایک گروہ تو آدمیون کا یہ کہتا ہے کہ مالدیو ابتدا مین بادشاہ کا خیراندیش تھا مگر آخر کو جب اُس نے بادشاہ کی بے سامانی اور قلت جمعیت دیکھی تو اُسکی نیت مین فساد آگیا یا شیرخان نے مواعید فریب آمیز اُس سے کئے اور اُس نے شیرشاہ کا غلبہ دیکھا یا شیرشاہ نے اُسکو ہمایون کی خدمت و اعانت کرنے سے ڈرایا بہر تقدیر وہ راہ ہدایت و سعادت سے پھرا اور ورق اخلاص کو الٹ دیا

ایک جماعت یہ کہتی ہے کہ ابتدا سے انتہا تک اظہار بندگی کرنا اور عرائض عبودیت بھیجنا بالکل نفاق پر مبنی تھا
نظام الدین احمد نے تاریخ طبقات اکبری مین مالدیو کی نسبت لکھا ہے کہ جب ہندوستان سے ہمایون
خارج ہوا اور شیر شاہ کی فتح نے چارون طرف اپنے پانون پھیلائے تو افغانون اور راجپوتون کے درمیان مڈبھیڑ
ہونے لگی مالدیو نے ہمایون کو اس لئے بُلایا تھا کہ اُس کے سہارے سے وہ اپنے قوی دشمن شیر شاہ کا مقابلہ
کر سکے مگر جب اُسکے ملک مین بادشاہ آگیا اور اُسکو معلوم ہوگیا کہ بادشاہ کے پاس سپاہ نہایت قلیل ہے
اور وہ بھی خستہ حال اور پریشان ہے اور اُس مین کوئی قابلیت مالدیو کی امداد کی نہین ہے اور شیر شاہ
کی سپاہ ضلع ناگور مین جو اُس کے ملک کی سرحد پر ہے دھمکیان دے رہی ہے اور شیر شاہ نے ایلچی بھیجکر بہت سے
وعدے وعید کئے تو اُس نے کمال بے مروتی سے یہ امر قرار دیا کہ جس طرح ہوسکے بادشاہ کو گرفتار کر کے شیر شاہ
کے حوالے کرے خلاصہ یہ ہے کہ راجہ سمجھتا تھا کہ بادشاہ کے ساتھ ہونا شیر شاہ سے جھگڑا مول لینا ہے شیر شاہ کو
وہ ایسا زبردست جانتا تھا کہ اپنی ہستی اُس کے سامنے نہ گنتا تھا۔ بادشاہ کے آنے سے اُسکو یہ اندیشہ بھی تھا
کہ کہین اُسکے پکڑنے کو شیر شاہ سارا لشکر لیکر اُس کے ملک پر نہ چڑھ آئے غرض ایسے ایسے اندیشون سے
اُس نے شیر شاہ سے وعدہ کرلیا کہ ہمایون کو پکڑ کر اُسکے حوالے کردے گا۔

بادشاہ نے مراجعت کی یہان تک کہ وہ پھلودی سے چلکر ساتلمیر مین پہونچا جو جیسلمیر کے ملک مین تھا
بادشاہ چلا جاتا تھا کہ صبح کو کیا دیکھتا ہے کہ لشکر کے پیچھے سے تین فوجین سوارون کی چلی آتی ہین مورخ
قیاساً ہر فوج کی تعداد پانچ سو آدمیون کی بتاتے ہین تحقیق کے بعد معلوم ہوا کہ یہ سپاہ مالدیو کی تھی بادشاہ
کے ساتھیون مین سے شیخ علی بیگ اور درویش کوکہ اور روشن بیگ اور ایک اور جماعت کل بائیس آدمی
دشمنون کی طرف روانہ ہوے یہ حسن اتفاق ہے کہ جس وقت وہ پہونچے تو سوار ایک تنگ راہ مین آگئے تھے
اور شیخ علی نے اول ہی تیر مین مخالفون کے سردار کو ہلاک کیا ادھر سے جو تیر شست سے نکلا مخالفون
مین سے ایک معتبر کو اُس نے خاک پر گرایا دشمنون مین طاقت مقاومت نرہی اور تھوڑے لشکر نے بڑے
لشکر کو بھگا دیا اور بہت سے آدمیون کو قید کیا۔

یہان سے بادشاہ فتحیاب ہوکر جیسلمیر مین راول لون کرن کے آدمیون سے لڑتا ہوا بڑی تکلیف کے
ساتھ امرکوٹ پہونچا جہان اُس کے اکبر شاہزادہ پیدا ہوا۔ پھر وہ ہندوستان سے ایران کو شاہ طہماسپ
اوّل کے پاس چلا گیا۔

سمت ۱۶۰۰ مطابق ۱۵۴۴ء مین پٹھان بادشاہ شیر شاہ سور نے مالدیو پر چڑھائی کی جس کی
تفصیل یہ ہے کہ شیر شاہ کو جب یہ حال معلوم ہوا کہ مالدیو راجہ مارواڑ نے مسلمانون پر بڑا ظلم ڈھا رکھا ہے
اور ملک ناگور و اجمیر کو تعدی اور ظلم سے لے لیا ہے تو بادشاہ نے اُس پر چڑھائی کا ارادہ کیا اور ۹۵۰ ہجری
مین حکم دیا کہ اُس کا لشکر ناگور۔ اجمیر اور جودھپور کی طرف کوچ کرے کوئی مورخ لکھتا ہے کہ اُس کا لشکر

اسّی ہزار تھا کوئی اُسکو بے شمار بتاتا ہے جب یہ لشکر آگرے سے سفر کر کے فتح پور سیکری مین پہونچا تو شیر شاہ نے حکم دیا کہ سارا لشکر تیار ہوکر ایسا مرتب و مسلح چلے جیسے جنگ کے واسطے چلتا ہے ہر منزل مین قلعہ و خندق بنائی جائے اثنائے راہ مین ایک منزل ریگستان مین ہوئی وہان ہر چند سعی کی ریگ سے قلعہ نہ بن سکا تو بادشاہ کے پوتے محمد خان پسر عادل خان نے یہ تجویز ایجاد کی کہ ٹاٹ کے تھیلون مین ریت بھر کر قلعہ بنایا جائے شیر شاہ نے اس حسن تدبیر پر پوتے کو شاباشی دی جب مالدیو کو شیر شاہ کی چڑھائی کا حال معلوم ہوا تو وہ بھی پچاس ہزار راٹھور ونکے ساتھ اجمیر کے قریب مقابلے کو پہونچا شیر شاہ جب غنیم کے نزدیک آیا تو یہ حکمت چلا کہ ہندی خط مین خطوط مالدیو کے امرا کی طرف سے اس مضمون کے لکھوائے کہ ہم اس راجہ کے قہر و ستم کے خوف سے سرتابی کر کے برسون کے بغض نکالینگے ورجنگ مین اُسکو گرفتار کر کے حضور کے پاس لائین گے حضرت بادشاہ کچھ فکر و اندیشہ نکرین ان خطوط کو ایک خریطے مین بند کر کے ایک اپنے آدمی کو دیا کہ مالدیو کے خیمے کے نزدیک جا کھڑا ہو اور جب وہ سوار ہو تو اس خریطے کو اُسکی راہ مین ڈالکر چھپ جائے اس آدمی نے ہدایت کے موافق کام کیا جب مالدیو کے وکیل نے راہ مین پڑا ہوا خریطہ دیکھا تو اُسے اٹھایا اور اُن خطوط کو مالدیو کے پاس لے گیا مالدیو نے چونکہ بہت سے راجون اور زمینداروں کو تہ و بالا مغلوب کر کے ملک بڑھایا تھا اور باپ کو مار کر راج پایا تھا وہ پہلے ہی سے زمینداروں اور سرداروں سے اندیشہ مند تھا ان خطوط نے اس اندیشے کو بڑھایا اور واپس جانے کا ارادہ کیا ہر چند راجپوتون نے سمجھایا کہ آپ کیا کرتے ہین مگر اُس نے کچھ نہ سُنا جب ان راجپوتون کو اُن خطوط کے مضامین پر علم ہوا تو اُن کو اس بے وفائی و تہمت بے جا کا بڑا قلق ہوا اُنھون نے راو سے کہا کہ اب ہم اس تہمت کے مٹانے کے واسطے اپنی ہمت دکھاتے ہین حیف ہے کہ ہم راجپوتون پر بے وفائی کا نام آئے غرض یہ کہ چند سردار جن مین جے چندیل اور گوہا بڑے سورما تھے دس بارہ ہزار سوار لیکر شیر شاہ کے لشکر پر حملہ آور ہوے اور راو اُس شک کے سبب جو اُسکے دل مین جما ہوا تھا جودھپور کو بھاگ آیا۔ راجپوتون نے وہ ہنگامہ کارزار گرم کیا کہ قریب تھا کہ مسلمانون کو شکست ہو جائے شیر شاہ اس وقت درود و وظائف مین بیٹھا ہوا تھا کہ ایک سپاہی اُس کو بُرا بھلا کہتا ہوا آیا کہ تو یہان پڑھ رہا ہے وہان لشکر کو شکست ہوتی ہے مگر اُس نے سپاہی کو جواب کچھ نہ دیا اشارے سے گھوڑا منگایا اور جب گھوڑا آیا تو سوار ہوا کہ فتح کی خبر آئی خواص خان نے جے چندیل اور گوہا کو مع اُنکی سپاہ کے مار ڈالا جب شیر شاہ کو ان راجپوت سردارون کی جوانمردی کا حال معلوم ہوا تو اُس نے لطیفہ کہا کہ ایک مٹھی باجرے پر سلطنت دہلی ہاتھ سے چلی تھی اس لطیفے مین لطف یہ تھا کہ مارواڑ کا ملک ریگستانی ہے اُس مین سوائے باجرے کے اور پیداوار اچھا نہین ہوتا۔

شیر شاہ نے خواص خان اور عیسے خان نیازی اور بعض اور اُمرا کو ملک ناگور مین متعین کیا اور خود مراجعت کی خواص خان نے قلعہ جودھپور کے قریب ایک شہر آباد کیا اور اپنے نام پر خواص پورہ اُس کا نام رکھا۔ اور کُل ملک ناگور۔ اجمیر اور قلعہ جودھپور اور مارواڑ کے اضلاع کو اپنے قبض و تصرف مین لایا۔ مالدیو کو جب ان خطوط کا اصل حال معلوم ہوا کہ وہ جعلی تھے تو اُس کے دل پر بڑا صدمہ ہوا اور گجرات کی سرحد پر قلعہ سوانہ مین وہ بھاگ گیا۔

شیر شاہ کے مرنے کے بعد سمت ۱۶۰۵ مطابق ۱۵۴۹ء مین راو مالدیو نے دوبارہ اپنے ملک کے ساتھ اجمیر و ناگور کو دبالیا لیکن سمت ۱۶۱۳ مطابق ۱۵۵۷ء مین پٹھانون کے سردار حاجی خان نے اجمیر واپس لیا۔ ہمایون کے مرجانے کے بعد جس نے کہ افغانستان سے آکر پنجاب وغیرہ پر قبضہ کرلیا تھا اُس کے ہونہار بیٹے اکبر نے باپ کے ارادون سے زیادہ کام کیا بہت جلد دہلی و آگرہ وغیرہ لیکر آنبیر کے راجہ بھارمل کو فرمان بردار بنانے کے بعد راجپوتانہ کی طرف توجہ کی۔ سمت ۱۶۱۴ مطابق ۱۵۵۸ء مین اُس کے ماتحت سردار شاہ قلی خان محرم نے حاجی خان کو نکالکر اول اجمیر و جیتارن اور پھر ناگور و سانبھر کو آسانی سے دبالیا۔ اکبر کی زبردست سلطنت سے راو مالدیو کو بہت نقصان پہونچا مشرقی علاقے اکثر مارواڑ سے نکلکر بادشاہی خالصے مین شامل ہوتے گئے چنانچہ سمت ۱۶۱۹ مطابق ۱۵۶۲ء مین ناگور کے صوبہ دار شرف الدین حسین مرزا نے تین دن تک سخت لڑائی کے بعد راو کے ماتحت سردار دیویداس اور جگمال راٹھور سے میرتہ بھی لے لیا بلکہ بقول محرر مجمع الملوک کے جودھپور کے قلعہ کا بھی محاصرہ ہوا اور مالدیو نے عورتون اور بچون کا جوہر کیا اور قلعہ فتح ہوگیا۔ ٹاڈ نے لکھا ہے کہ سمت ۱۶۲۵ مطابق ۱۵۶۹ء مین مالدیو نے اپنے پسر چندرسین کو مع تحائف اکبر کے پاس بھیجا جو اُس وقت اجمیر مین تھا لیکن اکبر بوجہ بے پروائی راجہ کے کہ خود حاضر نہوا نہایت ناراض تھا اور اُسے **جنگلی راجہ** کہتا تھا اسی سال مین اس لڑائی کے تھوڑے دن کے بعد تینتس برس راج کرکے راو مالدیو نے وفات پائی۔

اُس نے دستور کے خلاف اپنے تیسرے بیٹے چندرسین کو راج کا مالک بنایا تھا باقی گیارہ بیٹون مین سے بڑا رام سنگھ پہلے اکبر کے پاس اور پھر میواڑ مین جارہا دوسرے اودے سنگھ کو اکبر کی خدمت مین رہنے سے چندرسین کے بعد راج ملا۔ چوتھے کا نام رائے مل تھا۔ دسوین آسکرن کی اولاد نے ضلع اجمیر مین جونیان وغیرہ کی جاگیر پائی۔ انکے سوا اورون کی نسل مارواڑ مین کئی جگہ پھیلی ہوئی ہے۔

## ۱۸۔ راو چندرسین

سمت ۱۶۱۹ مطابق ۱۵۶۲ء مین راج کا مالک ہوا۔ اس کا ارادہ تھا کہ اپنے نامور باپ کی طرح آزادی سے راج کرے لیکن اسی سال مین اجمیر کے صوبہ دار حسین قلی خان نے جودھپور کو آگھیرا جس سے راو چندرسین جان بچاکر سوانہ کی طرف چلدیا اور رام سنگھ پسر کلان مالدیو اکبر کے پاس چلا گیا اور شہر و قلعہ بادشاہی قبضے مین جاکر کئی برس کے بعد اُس کے بڑے بھائی اودے سنگھ کو ملا۔ آٹھ برس کے بعد سمت ۱۶۲۷ مطابق ۱۵۷۱ء مین جب اکبر بادشاہ اجمیر ہوکر ناگور آیا تو وہان جودھپور ملنے کی اُمید پر چندرسین کو حاضر ہونا پڑا کیونکہ اُس کا ہم قوم دشمن راو کلیان مل بیکانیری اپنے بیٹے رائے سنگھ کو لیکر بادشاہ کے پاس جودھپور لینے کی فکر مین آموجود ہوا تھا لیکن بادشاہ نے جودھپور کسی کو ندیا۔ راو چندرسین اس کے بعد سوانہ مین رہکر لوٹ مار کرتا رہا جس مین بادشاہی آدمیون کے ہاتھ سے اُس کے مددگار راول میگھراج کا بھائی مان سنگھ سوجا اور دیوی داس راٹھور وغیرہ مارے گئے۔ شاہ قلی خان صوبہ دار اور راو رائے سنگھ بیکانیری نے سوانہ کو آگھیرا

توچندرسین گرفتاری کے خوف سے پتا راٹھور کو قلعہ مین رکھکر پہاڑون کی طرف چلدیا۔ جب انکی کوششون سے قلعہ مسخر نہوسکا تو بادشاہ نے سید احمد و سید قاسم و سید ہاشم و جلال خان وغیرہ کو تسخیر کے لئے مقرر کیا اور اگلا لشکر واپس بلالیا۔ بادشاہی سردارون کو سوانہ کی مہم پر زیادہ مصروف دیکھکر چندرسین کے بھتیجے کلا راٹھوڑ نے ناگور دوبالیا اس لئے سادات بارہ اور بڑے بڑے سردار اُدھر مصروف ہوگئے اور سوانہ کی تسخیر کا کام تعویق مین پڑا جب بادشاہ نے دیکھا کہ پانچ برس سے سوانہ فتح نہوا اور ناگور بھی ہاتھ سے گیا تو بخشی شاہ بازخان کو بڑی فوج کے ساتھ ماروار پر بھیجا شاہ بازخان سوانہ کے سات کوس قریب پہونچا تھا کہ راٹھوڑون نے ایک مضبوط قلعے مین جس کا نام دونارہ ہے اپنے اہل وعیال کو جمع کرکے مقابلے کا سامان کیا شاہ بازخان نے اُنکو بادشاہ کی طاعت گذاری کا پیغام دیا لیکن سرکشی سے باز نہ آئے اس لئے شاہ بازخان نے سلامت کوچے کھدواکر قلعے کو مفتوح کرلیا اور یہان سے آگے بڑھکر سوانہ کو جا گھیرا اور یہان بھی سلامت کوچے کھدواکر قلعے کی بربادی کی تدبیر کی تھی کہ اہل قلعہ نے اطاعت اختیار کرکے قلعہ حوالے کردیا شاہ بازخان نے اسکی حفاظت راو مردان کے سپرد کردی اسی طرح اُس نے سنہ ۲۱ جلوس مطابق سمت ۱۶۳۳ و سنہ ۱۵۷۶ء مین ناگور اور دوسرے چھوٹے بڑے قلعے راٹھوڑونسے چھین لئے۔

شہبازخان مضبوط مقامات پر تھانے بٹھا گیا تو چار برس تک چندرسین نے پہاڑون مین پریشانی اُٹھائی اگرچہ ایکبار پھر ہمت کرکے اُس نے ضلع اجمیر کے کئی گاؤن لوٹ لئے لیکن واپسی کے وقت جبکہ پائندہ خان مغل اور قاسم بارہ وغیرہ نے پیچھا کیا تو چندرسین پر بڑی مصیبت اور تکلیف گذری جس سے وہ پہاڑونکے پاس پہونچنے تک سمت ۱۶۳۷ مطابق سنہ ۱۵۸۱ء مین اپنے باپ سے اُنیس ۱۹ برس کے بعد انتقال کرگیا۔ اور کچھ عرصے کے بعد اسکی اولاد کو بادشاہی اطاعت کرنے سے ضلع اجمیر مین بھنال کی جاگیر ملی۔

## ۱۹۔ موٹا راجہ اودے سنگھ

یہ جب اکبر کی خدمت مین حاضر ہوکر فرمانبردار بنا تو شہنشاہ نے اس کو سمت ۱۶۴۰ مطابق سنہ ۱۵۸۴ء مین موروثی مقام جودھپور وغیرہ سونپ دیا اس راجہ نے اپنی بہن کو اکبر کی زوجیت مین دیدیا یہ وہی لڑکی ہے جو جودھا بائی کے نام سے مشہور ہے اور شاہزادہ سلیم کی مان ہے اور بادشاہ نے راحت جان خطاب دیا تھا ٹاڈ اس بات سے بہت ناراض ہے اور اس کو بھی اودے پور کے رانا اودے سنگھ کی طرح منحوس خیال کرتا ہے اس شادی کے بعد راجہ اودے سنگھ منصب ہزاری پر سرفراز ہوا اور وطن کی حکومت بطور جاگیر کے قرار پائی وقائع راجپوتانہ مین ذکر کیا ہے کہ جب اکبر کی جودھا بائی کے ساتھ شادی ہوکر جودھپور کے خاندان شاہی سے رشتہ داری ہوگئی تب بادشاہ نے بجز اجمیر کے صرف ممالک منضبطہ ہی کو واگذاشت نہین کیا بلکہ مالوے کے اکثر مالامال اضلاع عطا کئے اُنسے مارواڑ کی آمدنی دوچند ہوگئی اپنے بہنوئی بادشاہ کی دستگیری سے اودے سنگھ نے اپنے بھائی بیٹون کی طاقت کو کم کیا دوسرے بڑے سردارون کے بازو جھاڑے اور اکثر قدیم جاگیرداروں کی جاگیرین ضبط کین کہ اس طرح ضبطی و بندوبست جدید سے چودہ سو گاؤن خالصے مین

شامل ہوے راجہ دس برس پہلے یعنی ۲۲ سنہ جلوس اکبری مین صادق خان کے ہمراہ اونچھہ کے راجہ مدھکر بندیلے پر بھیجا گیا جس کی بغاوت دور کر کے قلعہ تروز چھین لیا ۲۸ سنہ جلوس رسمت ۱۶۴۲ مطابق ۱۵۸۵ء مین وہ مرزا عبدالرحیم خان خانان کے ساتھ گجرات گئے آخری بادشاہ مظفر پر روانہ کیا گیا تھا جہان فتحیابی ہوئی اور ۲۸ سنہ جلوس مین زمیندار سروہی کی تادیب پر مامور ہوا آخر عمر مین راجہ اودے سنگھ اس قدر بھاری ہو گیا تھا کہ گھوڑے وغیرہ کی سواری نہین کر سکتا تھا اس سبب سے اُسکو بادشاہ نے موٹا راجہ خطاب دیا جس کے بعد مارواڑ کے رئیس راؤ کے عوض راجہ کہلانے لگے۔ اکبر ابتدا مین اس کو جنگلی راجہ کہتا تھا جس لفظ سے اُس کے باپ کو ہمیشہ یاد کیا کرتا تھا اس نے اپنی بیٹی کو جس کا نام بعض نے مان متی لکھا ہے اور بعض نے روپی اور بعض نے ویدکاری ولی عہد سلطنت جہانگیر سے بیاہ دیا تھا یہ لڑکی بوجہ اپنے علم وفضل کے جگت گوسائین کے خطاب سے موصوف تھی یہ شاہزادہ خرم یعنی شاہجہان کی مان ہے اور حیات النسا خطاب ہے۔

یہ راجہ بارہ برس راج کر کے سمت ۱۶۵۲ مطابق ۱۵۹۶ء مین دمے کی بیماری سے انتقال کر گیا اور چار رانیان اسکے ساتھ ستی ہوئین۔ موٹا راجہ کی اولاد مین سترہ بیٹے اور سترہ بیٹیان تھین جن مین سے تیسرا بیٹا سورج سنگھ باپ کی وصیت سے راج کا مالک ہوا۔ ساتوین دلیپت نے بادشاہی خدمت سے بہت عزت حاصل کی تھی جس کے پوتے رتن سنگھ نے شاہجہان کے حکم سے صوبہ مالوہ مین جاگیر پا کر اپنے نام پر قصبہ رتلام آباد کیا اور وہ ابتک اُسکی اولاد کی راجدھانی ہے۔ نوین کرشن سنگھ نے اپنی کارگذاری کے عوض جہانگیر بادشاہ سے ضلع اجمیر مین جاگیر پا کر اپنے نام پر کرشن گڈھ بسایا جو ابتک اُسکی نسل والون کے قبضے مین چلا آتا ہے۔

## ۲۰ - راجہ سورج سنگھ یا سور سنگھ

راجہ اودے سنگھ راٹھوڑ کا بیٹا اور راجہ مالدیو کا پوتا تھا۔ سمت ۱۶۵۲ مطابق ۱۵۹۶ء مین راجہ ہو کر منصب ہزاری پر سرفراز ہوا اور شاہزادہ مراد کے ساتھ صوبہ گجرات مین متعین ہوا۔ جب شاہزادہ مہم گجرات سے مہم دکن پر مامور ہوا راجہ بھی اُسکے ساتھ روانہ ہوا اور وہان پر شاہزادے اور ابوالفضل کے ماتحت رہ کر ناسک وغیرہ مقام کے لینے مین جنگ مین شریک رہا ۴۴ سنہ جلوس اکبری مین بہادر پسر مظفر گجراتی نے فساد برپا کیا راجہ فوج لیکر اُس کی تنبیہ کے واسطے روانہ ہوا بہادر بغیر لڑے مارا گیا سنہ ۱۰۰۸ھ ہجری مین مراد نامراد دنیا سے سدھارا بجائے اُس کے شاہزادہ دانیال مہم دکن پر مامور ہوا راجہ شاہزادۂ موصوف کے ساتھ متعین ہوا۔ ۴۵ سنہ جلوس اکبری مین میان راجو دکھنی اور ۴۷ سنہ جلوس مین خداوندخان حبشی نظام شاہی کے مقابلے مین مصدر خدمات پسندیدہ ہو کر ۴۸ سنہ جلوس مین شاہزادۂ دانیال کی سفارش سے نوبت ونقارہ کے اعزاز سے مفتخر ہوا اور مارواڑ کے آنے کی رخصت ملی اور اُس کا مصاحب گوبندداس بھاٹی جمعیت کے ساتھ دکن مین متعین رہا سمت ۱۶۶۵ مطابق ۱۶۰۹ء مین اکبر کے انتقال کر جانے کے بعد راجہ سورسنگھ جہانگیر کے حکم سے منصب چار ہزاری ذات دو ہزار سوار پر سرفراز ہو کر خانخانان مرزا عبدالرحیم کی کمک پر مہم دکن مین متعین ہوا وہان سے

کئی برس کے بعد واپس آیا اور سمت ۱۶۷۱ مطابق سنہ ۱۶۱۵ء مین شاہزادہ خرم (شاہجہان) کے ساتھ مہم رانا پر مامور ہوا اور مہم کے بعد شاہزادۂ موصوف کے ساتھ دکن مین تعینات ہوا ۱۰ سنہ جلوس مین حسب الطلب دربار مین حاضر ہوا۔ جہانگیر نے منصب پنجہزاری ذات تین ہزار سوار پر سربلند کیا اسی سال رتن راوت اور سنگار نام دو ہاتھی پیش کش کئے جہانگیر کو رتن راوت بہت پسند آیا اور بیس ہزار روپیہ اُسکی قیمت تشخیص کی۔

اسی سال اجمیر مین جبکہ بادشاہ پشکر تالاب کی سیر کو گیا ہوا تھا راجہ کے چھوٹے بھائی کرشن گڑھ کے رئیس کرشن سنگھ نے مارواڑ کے دیوان گوبند داس بھاٹی کی جاے قیام پر دشمنی کے سبب حملہ کیا راجہ سورج سنگھ لڑائی کا حال سنتے ہی جمعیت اسمیت بھاٹی کی مدد کو تیار ہوا اُس جگہ سے نکلتے ہی کرشن سنگھ کے ساتھ مقابلہ ہوگیا جو گوبند داس کو مار کر فارغ ہوچکا تھا اس موقع پر کرشن سنگھ اپنے بھتیجے کرن سنگھ اور ۳۶ راجپوتون کے ساتھ مارا گیا اور راجہ کے تیس آدمی قتل ہوئے بادشاہ نے یہ خبر سنکر افسوس کے سوا کسی کو سزا دینے کے قابل نہ سمجھا۔

اسی برس راجہ سورج سنگھ دو مہینے کی رخصت پر وطن آیا جہان سے اپنے کنور گج سنگھ کو ساتھ لیکر دہلی پہونچا اور تیسری بار دکن جاکر چار برس کے بعد سنہ ۱۰۲۸ ہجری (سمت ۱۶۷۶ مطابق سنہ ۱۶۲۰ء) مین راج پانے سے پچیسوین سال دہین اُس کا انتقال ہوگیا اُس نے بہت سا وقت بادشاہی نوکری مین صرف ہونے پر اپنے ملک کو ترقی پر پہونچا کر راجدھانی کو زیادہ رونق دار بنایا۔ اُس کا تیار کرایا ہوا سور ساگر تالاب شہر جودھپور سے باہر شمال مغربی طرف ابتک موجود ہے جسکے کنارے پر مکانات اور ایک باغ لگا ہوا ہے۔

راجہ کے بیٹے گج سنگھ کو جہانگیر بادشاہ نے راج تلک (قشقۂ ریاست) دیا جس کا ذکر وہ اپنی تزک مین اس طرح تحریر کرتا ہے۔

سنہ ۱۰۲۸ ہجری (سمت ۱۶۷۶ مطابق سنہ ۱۶۲۰ء) مین راجہ سورج سنگھ کے مرنے کی خبر مجھکو ملی جو دکن مین اپنی موت سے گذر گیا۔ وہ راو مالدیو کا پوتا ہے اور یہ ایسا شخص تھا جو رانا کے ساتھ برابری کا دعوے کرتا تھا۔ راجہ سورج سنگھ میرے بزرگ باپ (اکبر) کی اور میری مہربانیون سے بڑی عزت اور منصب پر پہونچا۔ اُس کا ملک اُس کے باپ اور دادا کے وقت سے بھی بڑھ گیا ہے اُس کے بیٹے کا نام گج سنگھ ہے جسکو اُس نے اپنی زندگی مین ملکی کام سونپ دیے تھے گج سنگھ کو مین نے ہوشیار دیکھکر تین ہزاری ذات دو ہزار سوار کا منصب۔ راجہ کا خطاب۔ اور نیزہ عنایت کیا اور اُسکے چھوٹے بھائی (سبل سنگھ) کو پانسو ذات اور ڈھائی سو سوار کا منصب اور وطن مین جاگیر دی۔

## ۲۱ - راجہ گج سنگھ

اپنے باپ راجہ سورج سنگھ کے ساتھ سنہ جلوس جہانگیری مین دربار مین حاضر ہوا ۱۴ سنہ جلوس سمت ۱۶۷۶ مطابق سنہ ۱۶۲۱ء مین جودھپور کا مالک ہوکر اور منصب سہ ہزار ذات دو ہزار سوار سے مفتخر ہوکر

دکن بھیجا گیا جہان عمدہ کارگذاری دکھانے کے سبب دو برس کے بعد اُسکو بادشاہی طرف سے نوبت و نقارہ ملکر چارہزاری ذات و تین ہزار سوار کا منصب عطا ہوا۔

سمت ۱۶۸۰ مطابق ۱۶۲۴ء مین شاہزادۂ شاہجہان کے بغاوت کرنے پر بادشاہ زادہ پرویز اور مہابت خان کے ہمراہ گج سنگھ کو بھی لڑائی پر جانا پڑا۔ جہانگیر نے اس خیال سے کہ شاہجہان جودھپور کے راجہ اودے سنگھ کی بیٹی سے پیدا ہوا ہے اور راٹھوڑ اُسکے طرفدار نہ بنین راجہ گج سنگھ کی بہن کے ساتھ بادشاہ زادہ پرویز کا بیاہ کرا دیا (یہ لڑکی سورج سنگھ والی جودھپور کی بیٹی ہے) اور راجہ کا منصب پانچہزاری تک بڑھا دیا مقابلہ ہونے پر شاہجہان شکست کھا کر بنگالہ و دکن کی طرف بھاگتا پھرا اور سمت ۱۶۸۴ مطابق ۱۶۲۸ء مین جہانگیر و پرویز کے مرجانے سے آگرے مین آکر بادشاہ بن گیا۔ اس موقع پر راجہ گج سنگھ جو خانجہان لودی صوبہ دار مالوہ کا ساتھ چھوڑ کر دو مہینے سے اپنے وطن آرہا تھا جلوسی دربار مین گیا جہان اُس کو نیزہ۔ نقارہ۔ ہاتھی۔ گھوڑا۔ تلوار خلعت ملا۔ دوسرے برس خانجہان لودی صوبہ دار خاندیس کے باغی ہونے پر ارادت خان کے ساتھ راجہ گج سنگھ اور بیکانیر و بوندی وغیرہ کے رئیس مقابلے کو بھیجے گئے لڑائی مین راؤ چندرسین کا بیٹا کرسی جیمل میرتیہ کا پوتا راجہ گردھر اور بلبھدر وغیرہ مارے گئے اور دو برس کے بعد خانجہان مع تمام ساتھیون کے قتل ہوا۔ ۳ سنہ جلوس مین مہم نظام الملک اور اُسکے بعد مہم بیجاپور مین متعین ہو کر کارہائے نمایان انجام دیے ۶ سنہ جلوس مین دربار مین حاضر ہوا اور خلعت و اسپ سے سرفراز ہوا اس کے بعد راجہ گج سنگھ کسی مہم پر نہ بھیجا گیا اُس کا بڑا بیٹا امر سنگھ فوجی کام انجام دیتا رہا ۱۰ سنہ جلوس مین ایک برس کی رخصت لیکر جودھپور روانہ ہوا ۱۱ سنہ جلوس مطابق سمت ۱۶۹۴ مین راجہ گج سنگھ اپنے دوسرے بیٹے جسونت سنگھ کو ساتھ لیکر اُسکی ولیعہدی منظور کرانے کے لئے شاہجہان کے دربار مین گیا جہان چند روز کے بعد آگرے کے مقام پر تاریخ جیٹھ سدی ۴ سمت ۱۶۹۵ مطابق ۱۶۳۹ء ۲ محرم ۱۰۴۸ ہجری مین انیس ۱۹ برس راج کرکے گذر گیا۔ اُسکے مرنے پر بڑے بیٹے کا محروم رہکر دوسرے کو راج ملنے کا سبب پرانے بیانات کے ساتھ بادشاہ نامہ شاہجہانی مین مولوی عبدالحمید لاہوری نے اس طرح پر لکھا ہے۔

۲ محرم ۱۰۴۸ ہجری کو راجہ گج سنگھ نے جو بادشاہی رشتہ داری۔ بڑی کارگذاری بہت طاقتوری اور زیادہ صاحب لشکری سے ہندوستان بھر کے راجاؤن مین بڑا تھا زندگی کا سامان طے کیا (مر گیا) قدردان شاہنشاہ نے راجہ کے بیٹے جسونت سنگھ کو خلعت۔ جمدھر۔ چارہزاری ذات و تین ہزار سوار کا منصب اور راجہ کا خطاب اُس کے باپ کی وصیت کے موافق دیا۔ اس راجہ نے ایک ہزار اشرفی۔ بارہ ہاتھی اور کسی قدر جڑاؤ ہتھیار نذر کے طور پیش کئے۔ راجہ جسونت کے بڑے بھائی امر سنگھ کو جو بادشاہی حکم سے بادشاہزادۂ شجاع کی خدمت مین کابل گیا ہوا تھا ہزار سوار کی ترقی سے تین ہزاری ذات و سوار کا منصب اور راؤ کا خطاب بخشا گیا پہلے زمانے مین راٹھوڑون کے بزرگ (سردار) راؤ کہلاتے تھے جب سورج سنگھ کا باپ

راجہ اودے سنگھ شہنشاہ اکبر کی خدمت میں حاضر ہوکر فرمانبردار بنا تو شہنشاہ نے اُس کو راجہ کا خطاب عنایت کرکے حکم دیا کہ اب جو کوئی اس گروہ (راٹھوڑ) کا سردار بنے اُس کو راجہ کے خطاب سے پکارا جائے اور اگر چھوٹا بھائی راجہ بن جائے تو بڑے کو راؤ کہا جائے۔ اس راٹھوڑ فرقے کا حال دوسرے راجپوتوں کے برخلاف ہے کیونکہ دوسروں میں بڑا بیٹا ولی عہد کیا جاتا ہے اور راٹھوڑوں میں جس کی ماں سے راجہ کو زیادہ محبت ہوتی ہے وہ جانشین کردیا جاتا ہے جیسے راجہ اودے سنگھ کا بیٹا سورج سنگھ جو تین بھائیوں سے چھوٹا تھا باپ کی اُس کی ماں پر زیادہ مہربان ہونے کے سبب راجہ بن گیا اور بڑا سکت سنگھ راؤ کہلایا۔

## ۲۲۔ مہاراجہ جسونت سنگھ اوّل

راجہ گج سنگھ کا چھوٹا بیٹا تھا اُس زمانے میں راٹھوڑوں میں عام راجپوتوں کے رواج جانشینی کے خلاف یہ دستور تھا کہ راجہ کو اپنی جس رانی سے محبت زیادہ ہوتی تھی اُس کے بیٹے کو وہ اپنا ولی عہد کرکے جانشینی کے واسطے وصیت کرتا تھا اسی رسم کے مطابق راجہ گج سنگھ نے جسونت سنگھ کو اپنا ولی عہد مقرر کرکے بادشاہ سے اُس کی جانشینی کے واسطے عرض کردیا تھا چنانچہ جب ۲ محرم سنہ ۱۰۴۸ ہجری کو گج سنگھ نے انتقال کیا تو شاہجہان نے جسونت سنگھ کو اُس کا جانشین مقرر کرکے خلعت اور جمدھر مرصع علم ونقارہ اسپ مع زین طلا اور فیل مرحمت فرماکر خطاب راجگی سے مفتخر کیا جسونت سنگھ نے ہزار اشرفیاں کی بارہ ہاتھی اور چند مرصع آلات پیش کش کئے اُس پر شاہجہان کی بڑی مہربانی تھی کہ راج ملنے کے تھوڑے دنوں کے بعد وہ اُس کو پنجہزاری ذات پنجہزار سوار کا منصب دیکر اپنے ساتھ کابل لے گیا اور اُس کی کم عمری کے سبب راج کے انتظام پر بادشاہی منصب دار راج سنگھ راٹھوڑ کو مارواڑ میں مدار المہام کرکے بھیجدیا اور منصب اس کا ہزاری ذات چارصد سوار مقرر کیا۔ ۹ ذیقعدہ سنہ ۱۰۴۹ ہجری کو رخصت وطن حاصل کرکے اپنے وطن جودھپور کو روانہ ہوا۔ ۶ ذیحجہ سنہ ۱۰۵۰ ہجری کو دربار میں واپس آیا۔ دو برس کے بعد راج سنگھ کے مرجانے پر مہیش داس راٹھوڑ کو جو راجہ اودے سنگھ کا پوتا اور رتلام کے آباد کرنے والے رتن سنگھ کا باپ تھا دوہزاری ذات وسوار کا منصب اور جالور جاگیر میں دیکر مارواڑ کا دیوان بنایا۔ ۱۱ محرم سنہ ۱۰۵۱ ہجری کو جسونت سنگھ کے منصب کے ہزار سوار دو اسپہ سہ اسپہ قرار پائے سنہ ۱۰۵۲ ہجری میں خلعت جمدھر مرصع مع پھول کٹارہ علم ونقارہ اسپ وفیل عطا ہوکر شاہزادہ دارا شکوہ کے ساتھ مہم قندھار پر متعین ہوا اور وہاں سے واپس آکر ۱۲ ربیع الثانی سنہ ۱۰۵۳ ہجری کو رخصت لیکر جودھپور روانہ ہوا۔ ۸ رمضان سنہ ۱۰۵۳ ہجری کو بمقام اجمیر ملازمت شاہی میں حاضر ہوا سمت ۱۷۰۱ مطابق سنہ ۱۶۴۵ع میں راجہ جسونت سنگھ کے بڑے بھائی امر سنگھ نے جس کو بادشاہی طرف سے ناگور جاگیر میں ملا تھا شاہجہان کے سامنے صلابت خان درباری بخشی کے سینے میں دوڑکر کٹار ماری جس سے وہ مرگیا اُسی وقت خلیل اللہ خان اور ارجن سنگھ گوڑ نے امر سنگھ کو تلواروں سے قتل کیا امر سنگھ کی لاش باہر لائے جانے پر اُس کے راجپوتوں نے کئی پہرہ دار گرزبرداروں کو

جان سے مارا اور خود بھی سب لڑکر ہلاک ہوئے تحقیقات سے معلوم ہوا کہ راو امر سنگھ کے آدمیون نے جو ناگور مین رہتے تھے بیکانیر کی سرحد پر کچھ زمین دبالی تھی جس کا حال بیکانیر کے راجہ کرن سنگھ کے لکھنے کے موافق صلابت خان نے بادشاہ سے عرض کرکے امین بھیجنے کی تجویز ٹھہرائی تھی اس بات کو امر سنگھ نے بیکانیر والون کی طرفداری خیال کرکے ناحق صلابت خان کی اور اپنی جان کھوئی۔ ناگور کی جاگیر بادشاہ نے امر سنگھ کے بیٹے رائے سنگھ کے نام پر بحال رکھی تھی جو چار پشت کے بعد جودھپور کے مہاراجہ ابھے سنگھ نے ضبط کرلی۔ یکم ذی الحجہ سنہ ۱۰۵۴ ہجری کو جسونت سنگھ کو عارضی طور سے صوبہ دارالسلطنت آگرہ کی حکومت عطا ہوئی۔ ۱۴ ربیع الثانی سنہ ۱۰۵۶ھ کو جمدھر مع پھول کٹارہ عربی گھوڑا مع سنہری ساز کے مرحمت ہوکر عزت افزائی ہوئی ۸ ربیع الثانی سنہ ۱۰۵۶ھ کو منصب پنجہزاری ذات پنجہزار سوار دو ہزار سوار دو اسپہ سہ اسپہ سے ممتاز ہوا۔ ۱۳ ذی الحجہ سنہ ۱۰۵۶ھ کو منصب کے پانصد سوار اور دو اسپہ سہ اسپہ اضافہ ہوئے سنہ ۲۱ جلوس مین منصب پنجہزاری ذات پنجہزار سوار سہ ہزار سوار دو اسپہ سہ اسپہ پر منتخر ہوا۔ سنہ ۲۲ جلوس مین شاہزادہ اورنگ زیب کے ساتھ مہم قندھار پر روانہ ہوا۔ سنہ ۲۵ جلوس مین منصب ششش ہزاری ذات ششش ہزار سوار و پنجہزار سوار دو اسپہ سہ اسپہ پر سربلند ہوکر خطاب مہاراجہ سے منتخر ہوا جو اُس وقت تک راجپوتانے مین کسی کو نہ ملا تھا اور اسی سال رخصت حاصل کرکے وطن کو روانہ ہوا سنہ ۳۲ جلوس مطابق سنہ ۱۰۶۸ ہجری سمبت ۱۷۱۴ مطابق سنہ ۱۶۵۸ع) مین شاہجہان ایسا بیمار ہوا کہ عام طور سے مرنے کی خبر اُڑ گئی شجاع بنگالے سے اورنگ زیب اور مراد بخش دکن و گجرات سے اپنی اپنی فوجین لیکر دارالسلطنت کو روانہ ہوئے ولیعہد سلطنت دارا شکوہ نے اُنکے مقابلے اور روکنے کے واسطے فوجین روانہ کین چنانچہ جو فوج اورنگ زیب اور مراد بخش کے روکنے کے واسطے روانہ کی گئی اُس کی سپہ سالاری مہاراجہ جسونت سنگھ کو سپرد ہوئی رخصت کے وقت بادشاہ یا دارا شکوہ نے ۲۵ ہزار فوج کے سوا ایک لاکھ روپیہ نقد سو گھوڑے ایک ہاتھی اور حکومت صوبہ مالوہ مہاراجہ کو عطا فرماکر منصب ہفت ہزاری ذات ہفت ہزار سوار پنجہزار سوار دو اسپہ سہ اسپہ سے سرفراز فرمایا جو شاہزادون کے بعد وزیر وغیرہ کو ملتا تھا۔

مہاراجہ یوم ولادت سے ناز و نعم اور چوچلون مین پلا تھا مگر پھر بھی ایک دن بھی تکلیف و مصیبت مین بسر ہوا تھا اور مسند نشینی کے بعد شاہجہان کی مصاحبت مین آرام سے رہنے کے سوا اب تک کہین تنہا لڑائی جانے کا کام نہ پڑا تھا اور اس وقت اُس کو بڑا افسر ہونے کے ساتھ ہی پہلی بار ایسی لڑائی پیش آئی جس مین ایک جوان بخت و جوان سال اور زبردست و ہوشیار دشمن یعنی اورنگ زیب سے مقابلہ تھا مہاراجہ اُجین مین آیا جب اُس نے سُنا گجرات سے مالوے کی طرف مراد بخش آتا ہے تو وہ قاسم خان اور سارے لشکر کو لیکر بانس برکی راہ سے لڑنے کے قصد سے مراد کی سر راہ پر آگیا اور کاچرعدہ سے تین کوس پر آکر ٹھہرا جس سے مراد بخش اٹھارہ کوس پر تھا اور جاسوسون کو بھیجا کہ مراد بخش کی عزیمت کی خبر سے محقق طور پر

اطلاع دین اورنگ زیب نے دریاے نربدا کے گذرون اور راستون کا بندوبست ایسا کر رکھا تھا کہ صوبۂ دکن اور خاندیس کی کوئی خبر راجہ کے پاس نہین پہونچ سکتی تھی اس کو یہ خبر ہی نہین ہوئی کہ اورنگ زیب برہان پور سے مالوے کی طرف چلا ہے وہ صرف مراد بخش سے لڑنے کے لئے آمادہ وتیار رتھا جب مراد بخش کو راجہ کی اور اُس کے ساتھ لشکر شاہی کے آنے کی خبر ہوئی اور اُس نے دیکھا کہ مجھ مین اس لشکر کے مقابلے کی تاب وتوان نہین ہے تو مراد بخش نے اورنگ زیب کی ہدایت وارشاد سے جو اُسنے اپنے مراسلات مین کی تھی کاچرودہ سے اٹھارہ کوس کے فاصلے پر اُس راہ کی سمت بدلی جس پر آتا تھا اور دیبال پور کے نواحی مین اورنگ زیب سے آن ملا راجہ جسونت سنگھ نے کاچرودہ مین چار مقامون کے بعد سُنا کہ مراد بخش جس راہ پر آتا تھا اُسے بدل کر دوسری راہ پر چلا گیا اب وہ اُس راہ کی تفتیش مین ہوا اور اب تک اُسکو خبر نہوئی کہ اورنگ زیب کا لشکر دریاے نربدا سے پار آگیا ہے اس عرصے مین راجہ شیورام گوڑ نے جو مانڈو مین تھا راجہ کے پاس نوشتہ بھیجا جس مین اورنگ زیب کے نربدا سے پار ہونے کا حال مجمل لکھا تھا اور یہ بھی ہوا کہ قلعہ دھار مین جو دارا شکوہ کے نوکر تھے وہ اورنگ زیب کے لشکر کے قریب آنے سے ڈر کر قلعہ کو چھوڑ کر بھاگے اور راجہ سے جا کر ملے راجہ نے یہ خبر سُنکر کاچرودہ مین جس راہ سے آیا تھا اُسی راہ سے بازگشت کی اور جنگ کے ارادے سے دھرمات پور سے ایک کوس پر آیا کہ اورنگ زیب کے لشکر کا سد راہ ہو اورنگ زیب یہ نہین چاہتا تھا کہ لڑائی ہو اور مسلمانون کا خون ہو دھرمات پور مین آنے سے پانچ چھ روز پہلے کب راے کو کہ ایک برہمن فہمیدہ تھا مہاراجہ جسونت سنگھ کے پاس بھیجا اور یہ پیغام دیا کہ ہمارا ارادہ جنگ کا نہین ہے صرف باپ کی ملازمت کی نیت ہے ہمارے ساتھ تم بادشاہ کی خدمت مین چلو یا ہمارے سر راہ سے ہٹ کر جودھپور اپنے وطن چلے جاؤ نہین تو لڑائی مین تمھارا بڑا نقصان ہوگا مہاراجہ نے اس پیغام کو کچھ نہ سُنا اور جنگ و پیکار کے لئے آمادہ ہوا کب راے کو اُلٹا بھیجدیا جب اورنگ زیب کو یقین ہوگیا کہ لڑنا ضرور پڑے گا تو وہ تدبیر جنگ اور توزک سپاہ مین مصروف ہوا - روز جمعہ ۲۲ رجب ۱۰۶۸ سنہ ہجری مطابق ۱۶۵۸ء کو سپاہ کے ساتھ اُس سے لڑنے کا ارادہ کر لیا بہت سے ہاتھی اور توپخانہ آراستہ کر کے جنگ کی تیاری کی اپنے لشکر کے ہراول پر شاہزادۂ محمد سلطان اور نجابت خان کو مقرر کیا اور انکے ساتھ شجاعت خان خلف نجابت خان وسید مظفر خان بارہ واحمد خان خویشگی ولودی خان وبردل خان وکمال خان لودی وسید نصیر الدین دکھنی وجمال بیجاپوری والہام اللہ وعبد الباری انصاری ومیر ابو الفضل ماموری وقادرداد انصاری وغیرہ کو امداد کو رکھا اور ذوالفقار خان وبہادر خان رہادی داد خان وسید دلاور خان وزبردست خان وسادات خان وحمید کاکر وغیرہ کو تھوڑے سے توپخانے کے ساتھ شاہزادے کے ہراول مین مقرر کیا اور توپخانے کا اہتمام مرشد قلی خان کے سپرد کردیا اور مراد بخش کو فوج

میمنہ مین متعین کیا۔ اور میسرہ کی طرف شاہزادہ محمد اعظم کو ایک سپاہ کے ساتھ مقرر کیا ملتفت خان اور ہمت خان اور کار طلب خان و سپہدار خان و راجہ اندرمن دھندھیرہ و ہوشدار خان و بختیار خان و میر بہادر دل و منعم خان و شیخ عبدالعزیز و سید یوسف و اسمعیل نیازی و یعقوب و دلاور ازبک خان و نعمت اللہ ولد حسام الدین خان و سید حسن و کرن کچھی راجہ سارنگدھ و غیرت بیگ و مرید دھندا اور ایک اور جماعت کو اس طرف مقرر کردیا اور شیخ مرزا اور اُس کا بھائی سید میر و عبدالرحمن و غازی بیجاپوری و فتح خان روہیلہ و اسمعیل محمد خویشگی و کیسری سنگھ بھورتیہ و رگناتھ راٹھور و مسعود منگلی و سید منصور و بادل بختیار و سیف الدین بیجاپوری وغیرہ کو سیدھے بازو پر مقرر کیا۔ صف شکن خان و خواص خان و سکندر روہیلہ اور دوسرے امراے دکھنی مثل جادون راو و رستم راو و دولت مند خان و داجی و باجی و منوجی و بسونت راو کو اُلٹے ہاتھ کی طرف بھیجا۔ قراولی مین عبداللہ خان و قزلباش خان و دوست بیگ برادرزادہ محمد شریف توکلی و رعداندازبیگ وغیرہ کو رکھا اور خود عالمگیر قلب لشکر مین رہا اور اپنے ساتھ اصالت خان و مخلص خان و تہور خان و قلیج خان و جوہر خان و عنبر خان و ذوالقدر خان و غیرت خان و میر ابراہیم توربیگی و بھگونت سنگھ ولد راو شترسال ہاڑا و سوبھکرن بندیلہ و الہ یار بیگ میر توزک و بیگ محمد خویشگی کو رکھا۔

جب مہاراجہ جسونت سنگھ کو یہ حال معلوم ہوا کہ عالمگیر اس تیاری کے ساتھ میدان مین آیا ہے تو براہ مکاری دفع الوقتی کی غرض سے عالمگیر کی خدمت مین سفیر بھیج کر عرض کرایا کہ خانہ زاد کو مقابلے کا داعیہ نہین ہے حضور سے لڑنے کی طاقت نہین رکھتا اگر قصور معاف فرما دیا جائے تو سلام کو حاضر ہو جاؤن۔ عالمگیر نے سمجھ لیا کہ فرصت ڈھونڈھتا ہے اس لئے جواب دیا کہ اب ہم سوار ہو چکے توقف کے کیا معنی اگر جسونت سنگھ اپنے قول مین سچا ہے تو اپنے لشکر سے نکلکر تنہا نجابت خان کے پاس چلا آئے وہ شاہزادہ محمد سلطان کے پاس اُسے لے جائے گا اور شاہزادہ اُس کو اپنے ہمراہ ہمارے حضور مین لے آئے گا اور اُس کے قصورات کی معافی کرائے گا چونکہ جسونت سنگھ کی غرض فریب سے خالی نہ تھی پھر جواب نہ بھیجا اور لڑائی کے لئے سوار ہوا اور قاسم خان کو اپنے لشکر کے ہراول کا سردار بنایا اور بڑے بڑے سردار راجپوتون کو جیسے مکند سنگھ ہاڑا اور شاہ پور کے سجان سنگھ سیسودیہ اور سجان سنگھ بوندیلہ اور امر سنگھ چندراوت و رتلام والے رتن سنگھ راٹھور و ارجن گوڑ و دیالداس جھالا و موہن سنگھ ہاڑا و خوشحال بیگ کاشغری و سلطان حسین ولد اصالت خان اور دوسرے بادشاہی معتبر آدمیون کو اُس سپاہ مین مقرر کیا اور اُس لشکر کے بخشی بہادر بیگ کو جو توپخانے کا افسر بھی تھا تمام توپخانے کے ساتھ لشکر کے سامنے رکھا اور جانی بیگ داماد قاسم خان اور دوسرے امرا کو بھی لشکر کے سامنے متعین کیا اور مخلص خان و محمد بیگ و یادگار بیگ کو جو تورانی سپاہیون مین نامی تھے قراولی کو مقرر کیا مہیش داس دگوردھن راٹھور راجپوتون کی نہایت چیدہ سپاہ کے ساتھ فوج کے اگلے حصے مین بھیجے گئے اور چیدہ چیدہ راجپوتون کا ایک گروہ جو قریب دو ہزار کے تھا اور بھیم داس ولد راجہ بیلداس گوڑ وغیرہ بادشاہی راجپوتونکو بھی

اپنے ہمراہ لیکر قلب لشکر مین ٹھہرا اور راجہ راے سنگھ سیسودیہ کو عمدہ راجپوتون کی ایک جماعت کے ساتھ
قلب لشکر کی معاونت پر رکھا۔ افتخار خان و سید شیر خان بارہ اور سید سالار اور یادگار مسعود و محمد مقیم ولد شاہ
بیگ خان منصب دارون کو الٹی طرف متعین کیا بالوجی و پرسوجی و راجہ دیبی سنگھ بوندیلہ کو اس لشکر کی حفاظت
کے لئے چھوڑا جو بنگاہ کے پاس تھا جسونت سنگھ ایسی زبردست تیاری اور بھاری لشکر کے ساتھ عالمگیر کی
لڑائی کو مصروف ہوا پانچ چھ گھڑی دن چڑھے لڑائی شروع ہوئی بان اور گولے اور گولیان طرفین کیطرف سے
برسنے لگے عالمگیر کا لشکر تھوڑا تھوڑا بڑھنے لگا اور تیر و بان و بندوق سے دشمن کو تنگ کرنے لگا یہان تک کہ
جسونت سنگھ کی سپاہ مین سے مکند سنگھ ہاڑا اور رتن سنگھ راٹھور رتلام والا و دیالداس جھالا و ارجن گوڑ
اور شاہ پوری کا سجان سنگھ سیسودیہ اور دوسرے سردار بیش دستی کر کے دھاوا کرتے ہوئے عالمگیر کے توپخانے پر
پہونچکر لڑنے لگے مرشد قلی خان و ذوالفقار خان کے پاس باوجودیکہ دشمن کی سپاہ کی برابر سپاہ نہ تھی مگر یہ
جمکر انکا مقابلہ کرنے لگے اس ہنگامے مین مرشد قلی خان مارا گیا اور ذوالفقار خان جان دینے پر آمادہ ہوکر
گھوڑے سے اتر پڑا اور لڑائی مین مصروف ہوا جو تھوڑے سے آدمی ساتھ تھے اُن ہی کی استعانت سے
مردانہ جنگ کرنے لگا۔ یہانتک کہ راجپوت توپخانۂ عالمگیری کے پاس سے ہٹ گئے اگرچہ ذوالفقار خان
کے ساتھی خستہ و شکستہ ہوگئے تھے مگر اپنے مقامون پر جمے رہے۔ اب جسونت سنگھ کے راجپوتون نے عالمگیر
کے ہراول کو جا دبایا اور انکی مدد کو جسونت سنگھ کی اور سپاہ بھی آگئی اور خوب معرکہ پڑا شاہزادے اور
نجابت خان وغیرہ نے بھی جمکر اچھی طرح مقابلہ کیا اگرچہ راجپوت جان توڑکر کوشش کر رہے تھے مگر
عالمگیر کے آدمیون کے پاؤن بدستور جگھون پر جمے ہوے تھے یہ حال دیکھکر مرتضےٰ خان سپاہ ہراولی کے
ساتھ مدد کو پہونچ گیا اور صف شکن خان الٹے بازو کی فوج کو بڑھالایا اب جم کر لڑائی ہونے لگی عالمگیر
ہاتھی پر سوار یہ حال دیکھ رہا تھا فوراً اپنی رکاب کی سپاہ کو لیکر مدد کو پہونچ گیا اور اس طرح اپنی اگلی سپاہ کو
قوت پہونچائی اس حملے سے راجپوت بہت خستہ اور مقتول ہوے مکند سنگھ ہاڑا و شاہپوری والا سجان سنگھ
سیسودیہ و رتلام والا رتن سنگھ راٹھور و ارجن گوڑ و دیالداس جھالا و موہن سنگھ ہاڑا وغیرہ مہاراجہ کے
حملہ آور بڑے بڑے سردار کام آئے اور بے تعداد راجپوت سپاہی و سوار مقتول ہوئے اس سخت وقت مین
ٹوڈہ کا راجہ راے سنگھ سیسودیہ و راجہ سجان سنگھ بوندیلہ و امر سنگھ چندراوت جسونت سنگھ کی فوج مین سے
بھاگ نکلے مراد بخش کہ سیدھے بازو پر تھا اُس نے دشمن کی سپاہ پر جدھر سے بھاگڑ پڑگئی تھی ایسی ضرب
لگائی کہ وہ تاب نہ لاسکی اس حملے سے بالوجی و پرسوجی بھی ڈرکر میدان سے بھاگ گئے اور دیبی سنگھ
مراد بخش کے پاس آکرادھر ملگیا اور اُس سے کہا کہ عالمگیر سے عفو قصور کرا دے جب مراد بخش کی پیلو مہاراجہ
جسونت سنگھ کی الٹی طرف کی سپاہ کی طرف سے گذری تو افتخار خان اعسرہ نے اُس پر حملہ کیا
لیکن مارا گیا یہ حال دیکھکر جسونت سنگھ میدان جنگ سے بھاگ نکلا قاسم خان اور بقیہ سپاہ نے بھی

راہ فرار اختیار کی اور عالمگیر کو یہ عظیم الشان فتح حاصل ہوگئی تمام توپخانہ اور ہاتھی قبضے مین آگئے عالمگیر نے مفرورون کا تعاقب کرایا اور حکم دیا کہ دشمن کے لشکر کے مسلمانون سے تعرض نہ کیا جائے اور اُن کا مال واسباب نہ لوٹا جائے۔ عالمگیر کے ساتھیون مین سے سوا ے مرشد قلی خان وذوالفقار خان وکندرزو وشیخ عبدالعزیز ورگناتھ سنگھ راٹھور کے اور کوئی سردار کام نہ آیا یہ لڑائی اُجین کے قریب بلوچپور گانون پر جس کا نام بعد کو فتح آباد ہوا واقع ہوئی۔

جسونت سنگھ کے ذاتی آٹھ ہزار راجپوتون مین سے لڑکر پانسو کے قریب باقی رہ گئے جو اُس کے ساتھ بھاگ آئے اس واقعہ کے بعد جسونت سنگھ نے آگرے جانا مناسب نہ جانا اور ان بچے کھچے سپاہیون کے ساتھ سیدھا اپنی راجدھانی کو چلا گیا اس شکست کو زیادہ راجہ کی سوٗ تدبیری اور ناواقفیت فن جنگ سے منسوب کیا جاتا ہے اور لکھا ہے کہ اُس نے اپنے لشکر کو ایسی اونچی نیچی جگہ پر قائم کیا تھا اور ندی سے کچھ پانی کاٹ کر لشکر کے اردگرد کیچڑ کر دی تھی جس سے اُس کی سوار فوج لڑائی کے وقت اچھی طرح کام نہ دے سکی ڈاکٹر برنیر لکھتا ہے کہ جسونت سنگھ کی رانی نے جو رانا اودیپور کی بیٹی تھی جب سُنا کہ اُس کا شوہر پانسو سپاہیون کے ساتھ معرکے سے جان بچا کر نکل آیا ہے تو اُس نے بجاے اس کے کہ اس آفت سے بچنے کی مبارکباد دیتی اور تسلی کرتی فوراً حکم دیا کہ قلعے کے دروازے بند کر دو ایسے بےعزت نامرد کو مین قلعہ مین ہرگز نہ آنے دون گی ایسا شخص اور میرا شوہر۔ میرے باپ کا داماد اور ایسا بےعزت مین ہرگز اس کا مُنھ دیکھنا نہین چاہتی جو شخص ایسے نامور رانا کا رشتہ دار ہو چاہیے کہ اُس کی شجاعت اور نیک نامی کی تقلید کرے اور اگر فتح نہ پاسکے تو بہادری سے جان دیدے اور اس سے تھوڑی دیر کے بعد اُس کے دل مین کچھ اور خیالات گذرے اور کہا میرے لئے ابھی چتا تیار کرو مجھے دھوکا ہوا میرا شوہر حقیقت مین مارا گیا اور یہی سچ ہے پس اب مین زندہ رہنا نہین چاہتی اور تھوڑے عرصے کے بعد پھر غصے مین آکر لعن طعن کرنے لگی اور اسی حالت مین اُس کو آٹھ دن گذر گئے اور شوہر کا مُنھ نہ دیکھا لیکن آخر اُس کی مان اُس کے پاس آئی تب کچھ تسلی وتشفی کرکے سمجھایا کہ گھبراؤ نہین مہاراجہ ذرا دم لیکر اور از سر نو فوج جمع کرکے اورنگ زیب پر پھر حملہ کر دے گا۔

ڈاکٹر برنیر کی یہ بات واہی معلوم ہوتی ہے اُس تاریک زمانے مین اس کو رانی کی باتین معلوم ہونے کی کیا سبیل تھی اور اس قصے کے غلط ہونے پر دلیل یہ ہے کہ رانی کو اپنے اسلاف کی شکست کا تجربہ پہلے سے تھا کیونکہ جسونت سنگھ کو رانا امر سنگھ کی پر وتی بیاہی تھی اور امر سنگھ جہانگیر وشاہ جہان سے اور امر سنگھ کا باپ پرتاب سنگھ اور دادا اودے سنگھ اکبر سے لڑکر مغلوب ہوئے۔

دوسری بھاری لڑائی مین آگرے کے قریب ساموگڑھ مین داراشکوہ کی طرف سے رستم خان بہادر بوندی کا راؤ شترسال ہاڑا۔ اور کرشن گڑھ کا روپ سنگھ راٹھور وغیرہ مقابلے مین کام آئے داراشکوہ

بھاگ کر سندھ کی طرف چلا گیا اور اورنگ زیب نے فتح کے بعد چھوٹے بھائی مراد بخش کو قید کر کے آنبیر کے مرزا راجہ جے سنگھ کی معرفت جو بنگالے کی طرف سے اُس کے پاس آ گیا تھا مہاراجہ جسونت سنگھ کو قصورون کی معافی کے ساتھ دلی بُلا لیا جہان سے بادشاہ زادۂ شجاع کے مقابلے کو الہ آباد کیطرف کوچ ہوا۔ ۷ ربیع الاوّل سنہ ۱۰۶۹ ہجری کو بادشاہ مع مہاراجہ جسونت سنگھ کے شاہزادۂ محمد سلطان کے لشکر سے کوڑہ جہان آباد مین جا ملا - ۱۹ ربیع الاوّل سنہ ۱۰۶۹ھ کو خیمہ گاہ اور کارخانجات شاہی کو اُسی جگہ چھوڑ کر نوے ہزار سوارون کے ساتھ لڑنے کو روانہ ہوا کھجوہ کے مقام پر جو کوڑہ اور جہان آباد سے پانچ کوس کے فاصلے پر اب ضلع فتحپور قسمت الہ آباد مین ہے میدان کارزار قائم ہوا چونکہ شجاع کی سپاہ اور توپخانے کے پیچھے ہٹ جانے سے اورنگ زیب کو شب خون کا اندیشہ ہو گیا تھا اس لئے رات کو وہ اپنے لشکر گاہ کو واپس نہ گیا بلکہ اُس کی تمام فوج اور تمام امیر جس ترتیب سے میدان جنگ مین قائم تھے وہین اُتر پڑے اورنگ زیب کا حکم تھا کہ گھوڑون کی زین اور سپاہیون کی کمرین اُسی طرح بندھی رہین نماز عشا کے وقت تک وہ میر جملہ اور دیگر امیرون اور سردارون کو ہوشیار اور خبردار رہنے کی تاکید کرتا پھرا اور نماز سے فارغ ہو کر اپنے مختصر خیمہ گاہ مین جو میدان جنگ مین لگا دیا گیا تھا جا کر سو رہا آخر شب کو ایک عجیب ہنگامہ برپا ہوا مہاراجہ جسونت سنگھ نے جو اورنگ زیب کا بدخواہ ساتھ تھا اور وقت کا متلاشی تھا اس موقع کو غنیمت سمجھا اور شجاع سے کہلا بھیجا کہ ادھر مین شور و فساد برپا کرتا ہون اُدھر سے آپ آئین اور اس تدبیر سے اورنگ زیب کو تباہ کر ڈالین غرضکہ اس قرارداد کے بموجب جسونت سنگھ جو اُسوقت لشکر کے دائمین پرے پر متعین تھا ٹے بڑے راجپوت امیرون کو ساتھ لیکر میدان جنگ سے پیچھے کو نکل بھاگا اور اول شاہزادہ محمد سلطان کے کیمپ کو جو سر راہ واقع تھا اور بعد ازان اور امیرون اور خود بادشاہ کے لشکر گاہ اور کارخانجات کو بے دھڑک لوٹتا ہوا چلا گیا اس جا دئیے سے اورنگ زیب کے لشکر مین عجیب پریشانی اور ابتری پیدا ہوئی اور بہت سے لوگ رات ہی کو شجاع سے جا ملے مگر ابھی کچھ رات باقی تھی کہ اورنگ زیب اس حال کی خبر پا کر تخت روان پر سوار ہوا اور کمال استقلال سے ہنس ہنسکر اپنے رفیقون اور امیرون کو تسلی دینے لگا کہ خوب ہوا کہ ہمارا لشکر منافقون کے خس و خاشاک سے پاک ہو گیا اگرچہ اس ناگہانی حادثے کی وجہ سے نصف فوج رہ گئی تھی مگر واہ رے اورنگ زیب تیرا اقبال اور استقلال آناً فاناً مین باقی ماندہ فوج کو ترتیب دیکر مناسب مقامات پر جما دیا اور صبح ہوتے ہی ایک بڑے ہاتھی پر سوار ہو کر میدان جنگ کو گرما دیا اور ایسا جی توڑ کر لڑا کہ شجاع ۱۱۴ توپین بہت سے ہاتھی اور دیگر مال و اسباب چھوڑ کر بھاگ نکلا بادشاہ نے میر جملہ اور شاہزادۂ محمد سلطان کو تو اُس کے تعاقب پر روانہ کیا اور خود نہایت چُستی سے دارا شکوہ اور جسونت سنگھ کی طرف پھرا اور آگرہ ہوتا ہوا اجمیر پہونچا جسونت سنگھ نے شجاع کی شکست کا حال سُنکر جب دیکھا کہ معاملہ برعکس ہو گیا تو لوٹ کا مال و اسباب لیکر جلد جلد کوچ کرتا ہوا جودھپور پہونچ گیا اور اس مال و دولت سے جو کھجوہ سے لوٹکر لایا تھا ایک مضبوط فوج بھرتی کرنی شروع کی اور دارا شکوہ کو جم

اُس وقت گجرات مین تھا کہلا بھیجا کہ آپ بلا توقف آگرے چلے آئیے مین راستے مین اپنی تمام فوج سمیت آملون گا چونکہ گجرات مین دارا شکوہ کے پاس ابھی بائیس۲۲ ہزار سوار اور ایک اچھا توپخانہ فراہم ہو گیا تھا لہذا وہ اس متلون مزاج راجہ کی عرضی پہونچنے پر احمد آباد سے چل کھڑا ہوا جسونت سنگھ بھی جودھپور سے بیس۲۰ کوس آگے بڑھ آیا تھا جے سنگھ نے یہ خیال کرکے کہ لڑائی کے تمام رنگ ڈھنگ سے اورنگ زیب ہی کے غلبے کی اُمید ہوتی ہے اُس کی خوشنودی حاصل کرنے کی غرض سے دارا شکوہ کی طرفداری چھوڑ دینے کی صلاح مصلحت جانی اور جسونت سنگھ کو لکھا کہ تمنے اس مین کیا فائدہ سوچا ہے کہ ڈوبتے کے ساتھی بنتے ہو اگر تم اسی بات پر قائم رہوگے تو اس کا کچھ فائدہ ہونا تو معلوم مگر ہان تمھارا خاندان اور تم بے شک برباد ہو جاؤگے بیچارے راجپوتون کا خون کرانے سے باز آئیے اگر تم دارا شکوہ کو بجائے خود چھوڑ دوگے تو اورنگ زیب تمھاری پچھلی خطائین سب معاف کردے گا اور اُس شاہی خزانے کا بھی مطالبہ نکرے گا جو تم نے کھجوہ کی لڑائی مین لوٹ لیا تھا بلکہ فوراً گجرات کی صوبہ داری پر فائز کئے جاؤگے اور ایسے صوبے کی حکومت مین جو تمھارے علاقے سے متصل ہے جو فوائد ہین وہ تم بخوبی سمجھ سکتے ہو مرزا راجہ جے سنگھ کا خط اور اورنگ زیب کا فرمان جسونت سنگھ کو ملا اور اُس سے متنبہ ہو کر واپس لوٹ گیا اجمیر کے قریب دارا شکوہ اور اورنگ زیب سے لڑائی ہوئی اور دارا شکوہ شکست کھا کر بھاگا جسونت سنگھ نے دو۲ قصور کئے تھے ایک دارا شکوہ کی حمایت دوسرے مقام کھجوہ پر غداری اور بغاوت اس لئے عالمگیر نے رائے سنگھ راٹھور کو راجگی کا خطاب دیا اور محمد امین خان کو اُس کی مدد پر مقرر کرکے مارواڑ کی طرف روانہ کیا اور اُس سے کہا جب جسونت سنگھ کا استیصال ہو جائے گا تو مارواڑ تجھے دیدیا جائے گا لیکن عورتون اور اہل قرابت نے جسونت سنگھ کو طعن وتشنیع کی تو اُس نے جے سنگھ کی معرفت عفو تقصیرات کی درخواست کی جیسا کہ مجمع الملوک مین کہا ہے بادشاہ نے مکرر اُسکے قصورون کو معاف کیا اس لئے چارونا چار دربار مین حاضر ہو گیا۔ آثر عالمگیری مین محمد ساقی مستعد خان نے لکھا ہے کہ مہاراجہ جسونت سنگھ از وطن آمدہ سرعجز وندامت بر آستان دولت سود وخاقان مروت کیش بمراحم خسروانہ امتیاز بخشیدہ از تشویر تقصیر برآوردند یعنی بادشاہ نے اُسکی تقصیرات سے چشم پوشی کرکے خطاب ومنصب بدستور قائم رکھا اور سمت ۱۷۱۶ مطابق سنہ ۱۶۶۰ء مین صوبۂ گجرات کی صوبہ داری پر سرفراز فرمایا اور اس کے بیٹے پرتھی سنگھ کو اپنے پاس بُلا لیا۔ جہان سے دو۲ برس کے بعد سنہ ۱۰۷۴ء ہجری مین نواب شایستہ خان کی نیابت مین سیوا مرہٹہ کی سرکوبی کے واسطے دکن جانے کا حکم ہوا سیوا نے اہل ہنود کے دلون مین ہندوستان کے آریہ ورت کو ملیچھون سے پاک وصاف کرنے کا جذبہ اُبھار دیا تھا اور اُس نے منافرت کو اُبھار کر چھیڑ خانی پیدا کرنے کی تحریک مین منتقل کر دیا تھا اور اپنی زہر آلود تقریرون مین اہل ہنود کے دلون مین مظلوم ہونے کا غلط خیال جما کر اُنکی آتش انتقام کو اس درجہ بھڑکا دیا تھا کہ وہ ہر جگہ بدلہ لینے کے لئے تیار ہو گئے لیکن چونکہ جسونت سنگھ کے دل مین اورنگ زیب کی طرف سے کدورت تھی کوئی

کار نمایان انجام نہ دیا بلکہ اُلٹا سیوا سے سازش کر گیا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ سیوا نے ایک رات دھوکے سے
شائستہ خان کی حویلی مین گھسکر اُس کو زخمی کیا اور اس سے تھوڑے ہی دنون کے بعد اُس نے بندرگاہ
سورت کو لوٹ لیا اور جسونت سنگھ نے اُس سے یہ بھی نہ پوچھا کہ تیرے مُنھ مین کے دانت ہین اس سے
بادشاہ کو یہ شبہہ پیدا ہو گیا کہ سیوا کے اور جسونت سنگھ کے باہم خفیہ سازش ہے اور شائستہ خان پر حملہ کرنا
اور سورت کو لوٹنا یہ سب اُسکے علم و اشارے سے ہوا ہے اس لئے جسونت سنگھ کو دکن سے واپس بُلا لیا گیا
مگر وہ دہلی آنے کی جگہ اپنی ریاست کو چلا گیا۔

اور دکن کی صوبہ داری پر بادشاہ زادہ معظم اور نیابت مین راجہ جے سنگھ بھیجے گئے لکھوا ہے راجہ نے
خیر خواہی سے سیوا کو لڑائیون مین لاچار کر کے بادشاہی حضور مین بھیجدیا جہان سے وہ پانچہزاری
منصب والون کے شامل کھڑا کئے جانے پر رنجیدہ ہو کر چالاکی سے بھاگ کر پھر دکن چلا گیا سمت ۱۷۲۳
مطابق سنہ ۱۶۶۷ء مین بادشاہ زادہ معظم کے ہمراہ مہاراجہ جسونت سنگھ دوبارہ دکن بھیجا گیا جہان چار برس
رہ کر اُس نے بادشاہ زادے کو بغاوت پر طیار کیا۔ عالمگیر نے کوئی واقعہ پیش آنے سے پہلے سمت ۱۷۲۷
مطابق سنہ ۱۶۷۱ء مین بادشاہ زادے کی عوض مہابت خان کو دکن کا صوبہ دار بنایا اور مہاراجہ کو وطن
کی رخصت ملی جہان سے تھوڑے دنون کے بعد وہ کنور پرتھی سنگھ سمیت بادشاہی دربار مین حاضر ہوا
جب عالمگیر کے ساتھ بارہ برس تک مہاراجہ نقصان رسانی کے ساتھ پیش آتا رہا اور باوجود اغماض
بادشاہ کے در پردہ دق کرنے کے منصوبے باندھتا رہا تو بادشاہ نے اُس کو دکن کے عوض افغانستان کی
طرف بھیجدیا جہان کوئی ہم قوم اور ہم مذہب اُس کو موافقت کے لئے نہین مل سکتا تھا۔ مہاراجہ
جسونت سنگھ سمت ۱۷۲۸ مطابق سنہ ۱۶۷۲ء مین صوبہ دار کابل کا مددگار ہو کر جمرود کی تھانہ داری پر
جو پشاور سے پانچ کوس مغربی طرف ہے گیا اور آٹھ برس وہان رہ کر پوس سدی ۸ سمت ۱۷۳۵ مطابق
سنہ ۱۶۷۹ء مین مر گیا پچاس برس کی عمر پائی راجہ رائے سنگھ راٹھور کے بیٹے اور راجہ امر سنگھ راٹھور
کے پوتے اندر سنگھ ناگور والے نے ۳۶ لاکھ روپیہ دربار عالمگیری مین پیش کیا اور خطاب راجگی سے موصوف ہو کر
سردار قوم راٹھور ہوا اور حکومت جودھپور پر سرفراز ہوا۔

## جسونت سنگھ کی وفات سے اجیت سنگھ کی مسند نشینی تک واقعات

جسونت سنگھ کے کوئی اولاد نہ تھی لیکن اُس کے کارپردازون نے دربار مین اطلاع دی کہ اُسکی
دو بیویون کو حمل ہے لاہور پہونچ کر اُنھون نے دربار شاہی مین رپوٹ کی کہ دونون بیویون سے
دو لڑکے پیدا ہوئے اُس کے ساتھ درخواست کی کہ ان لڑکون کو منصب اور ریاست اور خطاب
عطا کیا جائے مآثر عالمگیری مین ہے حکم اقدس و اعلے صادر شد کہ ہر دو پسر را بدرگاہ سپہر بارگاہ بیاورند
و ہرگاہ پسران بسن تمیز خواہند رسید بہ عنایت منصب و راج نوازش خواہند یافت تیمور کے دربار کا

یہ ایک عام آئین تھا کہ جب کوئی عہدہ دار چھوٹے بچے چھوڑ کر مر جاتا تھا تو بادشاہ خود اُنکو طلب کر کے اپنے دامن تربیت مین پالتا تھا اور شاہزادون کی طرح اُنسے سلوک کیا جاتا تھا اسی اصول کے موافق عالمگیر نے جسونت سنگھ کے بچون کو طلب کیا تھا۔

جسونت سنگھ کا جو طرز عمل ہمیشہ رہا اُس کے افسرون پر بھی وہی رنگ چھا گیا تھا چنانچہ اُنھون نے شاہی حکم کے وصول ہونے کا انتظار بھی نہ کیا اور دلّی کی طرف روانہ ہوئے دریاے اٹک پر میر بحر نے اس بنا پر روک دیا کہ پروانۂ راہداری دکھاؤ اسی پر آمادۂ جنگ ہوئے اور بہت سے آدمیون کو قتل کر کے بزور دریا کے پار اُترے دار السلطنت کے قریب آئے تو اُنکی گستاخانہ اور باغیانہ حرکات کی بنا پر عالمگیر نے حکم دیا کہ شہر سے باہر مقام کرین اور کوتوال کے نام حکم صادر کیا کہ اُنکی فرودگاہ پر پہرے بٹھا دئے چند روز کے بعد راجپوتون نے اپنی ذاتی شجاعت کے سوا یہان فندوفریب کی قدرت دکھائی کہ بادشاہ سے درگداس اور چند سردارون نے جانے کی رخصت مانگی بادشاہ نے اس سبب سے کہ آدمیون کے کم ہوجانے سے رانی اور لڑکون کو بس مین رکھنا زیادہ آسان ہوجائیگا اُنکی درخواست منظور کر لی اُنھون نے راجہ کے لڑکون کو غلامون کے لڑکون کی صورت اور غلامون کے لڑکون کو راجہ کے لڑکون کے ہم شکل بنایا رانی کو مردانہ لباس اور لونڈی کو رانی کا زیور اور لباس پہنایا یہان عورتون کی پردہ نشینی کام کر گئی ورنہ اس کا ہونا مشکل تھا سوار راجپوتون کو خیمے کے اندر بٹھا کر اُنسے کہا کہ ہم رانی اور کنورون کو لیکر چلتے ہین اگر یہ راز کھل جائے تو تم ان جعلی لڑکون اور رانیون کی حراست مین اس قدر کوشش کرنا کہ پانچ چھ گھنٹے اُس مین لگ جائین اُنکے جانے کے بعد دو تین پہر گذر گئے تو بادشاہ کو اس کی خبر ہوئی اُس نے تحقیق کی تو کوتوال نے عرض کیا کہ لڑکے اور رانیان خیمے مین ہین بادشاہ نے جانے والون کے پیچھے آدمی دوڑائے اور خیمے کی رانی اور لڑکون کو قلعہ کے اندر بُلایا اس پر راجپوتون نے کہا کہ ہم رانی اور لڑکون کو نہین دینگے اُنکی عوض جان دینگے اس پر بادشاہ نے فوج بھیجی راجپوت اُنسے بمقابلہ پیش آئے بہت سے اُن مین سے مخالفون کو مار کر مرے جو بچے وہ بھاگے جعلی رانیان اور لڑکے بادشاہ کے پاس آئے اُس نے اُنکو حرم سرا مین بھیجا بیگمون نے اُنکو اپنا متبنے بنایا رانی کو بیگمون کا پرستار بنایا اپنی غفلت چھپانے اور ہوشیاری دکھانے کے لئے بادشاہ کو یقین دلایا کہ اصلی لڑکے اور رانی یہی ہین جو بادشاہ کے محل مین ہین درگداس اور راجپوت تو اس معرکے سے زندہ بچ کر پراگندہ ہوگئے مگر پھر جمع ہوگئے اور وطن کو چلے پیچھے پر لڑائی ہونے کے سبب سے رانی کو اتنی فرصت ملی کہ وہ جودھپور مین مع دونون بیٹون کے صحیح وسلامت داخل ہوئی۔

بادشاہ مدت تک اس شبہ مین رہا کہ اجیت سنگھ جس کو یہان سے لیکر بھاگے ہین وہ جسونت سنگھ کا اصلی بیٹا نہین ہے راجپوتون نے مہاراجہ کا نام باقی رہنے کے لئے اُس کو بیٹا بنایا ہے اور اصلی اولاد اُس کی میرے پاس ہے۔

مآثر عالمگیری مین واقعات سنہ ۲۲ جلوس مطابق سنہ ۱۰۹۰ ہجری مین لکھا ہے کہ جسونت سنگھ کابل مین مرگیا اُس کا کوئی بیٹا نہ تھا اُس کے معتبر نوکر سونگ اور رگناتھ داس بھاٹی اور رنجھور اور درگا داس (درگداس) وغیرہ نے بادشاہ سے عرض کیا کہ مہاراجہ کی دو رانیان حاملہ ہین جب اُس کے متعلقین لاہور مین آئے تو دونون رانیون سے بیٹے پیدا ہوئے نوکران مسطور نے دونون بیٹون کے پیدا ہونے کی اطلاع بادشاہ کو کی اور منصب وراج کے عطا کرنے کی درخواست کی بادشاہ نے حکم دیا کہ دونون بیٹونکو ہمارے پاس لائین جسوقت لڑکے سن تمیز کو پہونچین گے اُنکو منصب وراج عنایت ہوگا راجپوتون کا گروہ دلی مین آیا اور التماس مرقوم مین مبالغہ والحاح کیا اس اثنا مین ایک بیٹا باپ سے جاملا (مرگیا) جب بادشاہ کو معلوم ہوا کہ اس فرقے کا ارادہ یہ ہے کہ پسر دوم اور دونون رانیون کو جودھپور لے جاکر بغاوت کیجیئے تو ۲۶ جمادی الاخری سنہ ۱۰۹۰ ہجری کو حکم ہوا کہ روپ سنگھ راٹھور کی حویلی مین جو مہاراجہ کی دو رانیان ٹھہری ہوئی ہین اُنکو مع پسر کے نورگڑھ مین لے آئین فولادخان کوتوال و سید حامد خان وغیرہ اس لیئے مقرر ہوئے کہ اس فرقے کو ارادۂ فاسد سے باز رکھین اگر وہ لڑین تو اُنکی گوشمالی کی جائے حسب الحکم امرا کاربند ہوئے لوازم نصیحت ترغیب وتخویف کے ساتھ بجالائے مگر راجپوتون نے نمانا اور وہ لڑے اور بہت مرے اور بادشاہی آدمی مارے گئے جب راجپوتون نے اپنا حال تنگ دیکھا تو اُنھون نے دونون رانیون کو جو مردانہ لباس پہنے ہوئے تھین مارڈالا اور پسر دوم کو کسی شیر فروش کے گھر مین چھپا دیا تھا اُس کو سراسیمگی مین چھوڑ کر فرار ہوئے فولادخان کو پسر دوم کی حقیقت معلوم ہوئی تو وہ شیر فروش کے گھر سے اُس بیٹے کو بادشاہ کے حضور مین لایا بادشاہ نے حکم دیا کہ راجہ کی لونڈیان جو اسیر ہوکر آئی ہین اُنکے ہمراہ وہ زیب النسا بیگم کے سپرد ہو اور لڑکے کا نام محمدی رکھا جائے خان مذکور دوسرے روز لڑکے کا زیور اور اشیا لایا اس آشوب مین راجہ کا اور دونون رانیون اور راجپوتون کا اسباب لوٹیرے لوٹ کرلے گئے۔ جو بچا وہ بیت المال کے کوٹھے مین داخل ہوا دونون رانیون کی اور رنجھور اور تیس اور سردارون کی لاشین شمار مین آئین باقی ماندہ ۲۴ جمادی الاخری سنہ ۱۰۸۹ ہجری کو بھاگ کر جودھپور پہونچ گئے اور درگاداس (دُرگداس) کے بہکانے سے راجپوتون نے دو جعلی بیٹے رن متھن (جو مرگیا تھا) اور اجیت سنگھ راجہ جسونت سنگھ سے منسوب کیئے اور فتنہ انگیزی شروع کی۔ لیکن عالمگیر نے اُس کو جعلی قرار دیکر راٹھورون کی سرکشی کے سبب جودھپور کو خالصے مین داخل کیا لیکن راٹھورون سے طاہرخان فوجدار جودھپور عہدہ برآنہو سکا اور ناگور کا راؤ اندر سنگھ بھی نظم نسق نکر سکا اس کو بادشاہ نے اپنے پاس بُلا لیا بادشاہ نے جودھپور کی تسخیر کے لئے سربلند خان کو تازہ لشکر دیکر روانہ کیا ۲۶ رجب کو بادشاہ سے معروض ہوا کہ اجمیر کے فوجدار منورخان کی راٹھورون سے تین روز تک خوب لڑائی رہی اور منورخان کو فتح ہوئی اور راٹھورون کا سرغنہ راج سنگھ راٹھور بہت سے آدمیون کے ساتھ مارا گیا تو اُس نے تعلقہ

جودھپور کے معموروں کے سرکش راجپوتوں کے پرگنات کے تاخت وتاراج کرنے کے لئے افواج متعینہ سربلند خان کی ماتحتی مین سپاہ کے آجانے سے راٹھوڑ مارواڑ سے نکلکر میواڑ پہونچے جہان اُنکی اعانت مین راج سنگھ رانائے اودیپور نے کمرہمت چست کی تو اوائل ذی الحجہ سنہ ۱۰۸۹ ہجری مین بادشاہ اجمیر کو روانہ ہوا اور رانائے اودیپور کو فرمان تہدید آمیز لکھا کہ وہ جزیہ دینا قبول کرے اور راجہ جسونت کے فرزند کو جودھپور کے علاقے سے نکالے جب بادشاہ اجمیر مین آیا اُس نے ۶ محرم سنہ ۱۰۹۰ ہجری کو مہاراجہ جسونت سنگھ کے ملک کی ضبطی کے لئے خان جہان بہادر کو بھیجا وہ ۲۴ ربیع الثانی کو جودھپور سے واپس آیا اُس نے وہان بتخانوں کو ڈھایا اور کئی چھکڑے بتون سے بھرے ہوئے بادشاہ کے پاس لایا مورد تحسین وآفرین ہوا بادشاہ نے حکم دیا بتون کو کہ اکثر مرصع وطلائی ونقرئی وبرنجی ومسی وسنگی تھے دربار کے جلوخانے اور جامع مسجد کے زینوں کے نیچے ڈالدین کہ وہ پامال ہوں مدتوں پڑے رہے اور پھر اُنکا نام ونشان باقی نرہا رانا راج سنگھ اول نے راٹھوڑوں کی حمایت مین ایک سال تک لڑائی کی جب ملک اُس کا بالکل برباد ہوگیا اور تاب مقاومت نرہی تو سرداروں نے اُس کو زہر دیکر ماردیا اور جے سنگھ نے اُسکی جگہ مسند نشین ہوکر بادشاہ سے معافی چاہی ۔

اب راٹھوڑ پھر اپنے وطن کی طرف پھیلے جہان سمت ۱۷۳۸ مطابق سنہ ۱۶۸۲ع مین جبکہ بادشاہ دکن کو چلا گیا تھا میرتہ مقام پر ایک دوسری لڑائی وزیر اسد خان کے بیٹے اعتقاد خان سے جو بعد کو ذوالفقار خان کہلایا پیش آئی اس جنگ مین سوننگ ۔ عجیب سنگھ ۔ سانول داس ۔ بہاری داس اور گوکل داس وغیرہ راٹھوڑ کام آئے باقی لوگون نے میواڑ مین پُرا اور مانڈل کا علاقہ جالوٹا جہان بادشاہی طرف سے کرشن گڑھ کا رئیس مان سنگھ فوجدار بنا ہوا تھا اس کے بعد راٹھوڑ لوگ سروہی کے پہاڑون مین چلے گئے جہان اُنکا کم عمر راجہ اجیت سنگھ پوشیدہ رکھا گیا تھا جس کی تفصیل یہ ہے کہ اجیت سنگھ کی سوتیلی مان ات سکھ دیوڑہی سروہی والے اکھے راج کی بیٹی تھی راٹھوڑ درگداس اور مکند داس اجیت سنگھ کو سروہی مین لے گئے اور ات سکھ دیوڑہی کی گود مین جو اُس وقت اپنے بھائی راو اودے سنگھ کے پاس تھی ڈالکر یہ کہگئے کہ اس سے تمھارے خاوند کا نام چلے گا یہ خبر اودے سنگھ کو ہوگئی اور اُس نے محل مین اپنی بہن سے پوچھا کیا جودھپور کے دھنی کا لڑکا یہان ہے بہن نے جواب دیا کہ جو جودھپور کے دھنی کے ہی بیٹا ہوتا تو مین کیون تیرے گھر رہتی اور کیون تو طعنہ دینے کو آتا دو ایک روز کے بعد راو تو آبو کو چلا گیا اور آنند کنور بائی یعنی اجیت سنگھ کی مان نے بنظر احتیاط اجیت سنگھ کو پرورش کے واسطے پروہت جے دیو کے حوالے کیا راو نے کور نے پروہت کو بلاکر بھی وہی سوال کیا اُس نے جواب دیا کہ مین تو دکانداری کرکے اپنی روٹی پیدا کرتا ہون مجھے ایسی باتون سے کیا واسطہ ہے اور پھر وہ سروہی چھوڑ کر گجرات کی طرف روانہ ہوا اور کالندری کے ٹھاکر نے اُسکو اپنے گانون مین رکھ لیا ۔ بعدہ کبھی مکنداس سروہی مین آنند کنور بائی کے پاس آیا اُس نے پروہت جی دیو کو رقعہ لکھدیا کہ یہ ہمارا معزز سردار ہے اور یہی مہاراجہ کو لایا تھا اس کو

مہاراجہ کے درشن کرا دینا اور اس کے سوا اور کسی کو بھید مت دینا کہیچی مذکور اُس رقعہ کے ذریعہ سے مہاراجہ کے درشن کر کے نو برس تک پروہت جے دیو کے دروازے پر دھونی رمائے ہوئے بیٹھا رہا اجیت سنگھ کے چیچک وہین نکلی یہ خبر کہیچی نے راٹھوڑون کو دی درگداس وغیرہ سردار بڑی دھوم دھام سے نقارہ - نشان - ہاتھی اور پالکی لیکر آئے اور اجیت سنگھ کے باہر آکر موضع پالڑی مین سب نے درشن کئے اور سروہی مین آکر بڑے جلوس سے سیتلا کی پوجا کی -

اعتقاد خان مارواڑ مین دورہ کرتا ہوا اُس کو صوبہ گجرات کا ایک ماتحت ضلع مقرر کر کے دکن کو چلا گیا راٹھور جب موقع پاتے پہاڑون سے نکلکر بادشاہی تھانون پر حملہ کرتے سمت ۱۷۴۲ مطابق ۱۶۸۶ء مین اُنھون نے سوانہ کا قلعہ جاگیر اجہان کا تھانہ دار پُردل خان میواتی مقابلہ کر کے مارا گیا اور راجپوتون نے کچھ روز کے بعد خوشی سے پہاڑون مین اپنے راجہ کے درشن کئے - سمت ۱۷۴۴ مطابق ۱۶۸۸ء مین درجن سنگھ ہاڑا جو بوندی سے نکالا گیا تھا پُرمانڈل کی لوٹ مین راٹھوڑون کا شریک بنکر دشمنون کے ہاتھ سے مارا گیا -

سمت ۱۷۴۶ مطابق ۱۱۰۱ھ ۱۶۹۰ء ہجری مین نواب شجاعت خان صوبہ دار گجرات و مارواڑ نے جب یہ خبر سُنی کہ اجیت سنگھ کے نائب درگداس اور دوسرے حامی راٹھوڑون نے تمام اضلاع مارواڑ مین لوٹ مار مچا رکھی ہے تو وہ عجلت کے ساتھ یلغار کرتا ہوا احمد آباد سے جودھپور پہونچا اور اس فتنہ و فساد کے فرو کرنے مین مصروف ہوگیا لیکن چونکہ وہ اچھی طرح سمجھتا تھا کہ جب تک ملک مارواڑ کے تمام سرحدی اضلاع کا قرار واقعی بندوبست نہ کیا جائے گا یہ آگ ٹھنڈی نہین ہوسکتی اجیت سنگھ اور درگداس کی شورش کی وجہ سے کوئی شخص مارواڑ کی حکومت کو قبول نہین کرتا تھا شجاعت خان نے براہ دور اندیشی کمال خان عرف کرن کمال رئیس پالن پور وجالور کو لکھ بھیجا کہ تم کوہ اراولی کے درون اور گھاٹیون کی ناکہ بندی کر دو تاکہ راٹھوڑ علاقہ مارواڑ کو اپنی لوٹ مار سے تباہ و برباد نکر سکیں یہ حکم پاتے ہی کمال خان نے پالن پور کا انتظام اپنے ولی عہد فیروز خان کے سپرد کیا اور خود جودھپور پہونچ کر راٹھوڑون کی آمد و رفت کے عام راستے روک لئے اور سوندھا پہاڑ کی گھاٹیون کا محاصرہ کر کے ایسا بندوبست کیا کہ ایک متنفس کو بھی باہر نکلنے کا موقع نہ ملا یہ کمال خان مجاہد خان کا بیٹا تھا اور سمت ۱۷۶۲ مطابق ۱۷۰۶ء و ۱۱۱۸ھ ہجری مین فوت ہوا -

سمت ۱۷۵۱ مطابق ۱۶۹۵ء مین اجیت سنگھ کی شادی اودیپور کے رانا کی بھتیجی کے ساتھ ہوئی اور اس وقت بادشاہ کے دل سے وہ شبہ دور ہوا کہ جو اُس نے سمجھ رکھا تھا کہ راٹھوڑون نے ملک لینے کی فکر مین اجیت سنگھ نامی کو مہاراجہ جسونت سنگھ کا جعلی بیٹا بنا لیا ہے -

مرآت احمدی مین لکھا ہے کہ ۱۱۰۷ھ ہجری مطابق سمت ۱۷۵۱ مطابق ۱۶۹۵ء مین درگداس نے ہمیشہ کی آوارگی سے تنگ آکر گجرات کے صوبہ دار شجاعت خان کے کامدار ایشور داس کے ذریعہ سے بادشاہ کے حضور مین عرض کیا اگر پیشگاہ سلطانی سے میرا قصور معاف ہو کر براہ پرورش جاگیرات منضبطہ

واگذاشت فرمائی جاوین تو فدوی شاہزادہ اکبر کے فرزندون کو حضور مین بھیجدے اورنگ زیب نے درگداس کی درخواست منظور کرلی اور فوراً نواب شجاعت خان کے نام اس مضمون کا فرمان جاری کیا کہ جو فوج شاہی راٹھوڑون کے تعاقب مین متعین ہے واپس بلالی جائے اور اجیت سنگھ اور اُس کے نائب درگداس کو ہر طرح مطمئن کرکے شاہزادہ اور شاہزادی کو حضور شاہی مین بھجوادیا جائے درگداس نے صرف شاہزادی صفیۃ النسا کو ایسرداس کے ساتھ شجاعت خان کے پاس بھیجا اور شاہزادے بلند اختر کو اپنے پاس رکھا یہ دونون بچے راٹھورنی کے بطن سے تھے شجاعت خان نے صفیۃ النسا کو حفاظت کے ساتھ بادشاہ کے پاس پہونچادیا بادشاہ نے لڑکی کو دیکھ کر اس خیال سے کہ اس کو ایسی صحبت مین قرآن پڑھنا کب نصیب ہوا ہوگا ایک آتون اس کام کے لئے مقرر کی شاہزادی نے دادا سے کہا کہ درگداس نے ایک ملانی اجمیر سے بلاکر اُس سے مجھے قرآن پڑھوادیا ہے اور اُسکی تعلیم سے مین نے قرآن حفظ کرلیا ہے بادشاہ اس بات سے بہت خوش ہوا اور درگداس کی معافی کا حکم بھیجدیا اور شجاعت خان کو لکھا کہ اُس سے شاہزادہ بلند اختر کو بھی لیکر ہمارے پاس پہونچادو اور شجاعت خان کو یہ بھی حکم دیا کہ درگداس کو ایک لاکھ روپیہ اس طرح دیدیا جائے کہ پچاس ہزار روپیہ اُس کے جودھپور مین پہونچ جانے کے بعد اور پچاس ہزار احمد آباد مین چلے آنے کے بعد دیا جائے اور اُس سے رسید لیکر ہمارے پاس بھیجدی جائے اور پرگنہ میرٹہ اُس کی جاگیر مین مقرر کردیا جائے شجاعت خان خود احمد آباد سے مارواڑ مین آیا اور ایسرداس کو درگداس کے پاس بھیجا اور کئی بار آنے جانے اور عہد وپیمان مؤکد ہونے کے بعد درگداس شاہزادے کو لیکر شجاعت خان کے پاس آیا اور اُس نے دونون کو بادشاہ کے پاس پہونچادیا بعض کتابون مین لکھا ہے کہ درگداس سنہ ۴۲ جلوس عالمگیری مین شجاعت خان صوبہ دار گجرات کے توسل سے ہاتھ باندھے ہوئے عالمگیر کے دربار مین حاضر ہوا بادشاہ نے خان موصوف کی سفارش سے قصور معاف کرکے ملازمت شاہی مین داخل کیا اور خلعت و جمدھر مرصع عطا کرکے منصب سہ ہزاری ذات دو ہزار سوار سے مفتخر کیا۔

دوسرے سال درگداس کی عرض پر اجیت سنگھ کو بادشاہ نے جالور کا علاقہ جو کسی زمانے مین راٹھوڑون کے قبضے مین تھا بہاری پٹھان نواب مجاہد خان کے بیٹے کمال خان سے لیکر جاگیر مین دیا اور نواب کمال خان کو پالن پور عوض مین حوالے کیا جہان اُس کی اولاد اب تک رئیس بنی ہوئی ہے راجپوتانے والون کا قول ہے کہ اجیت سنگھ نے جالور خود دبالیا تھا جسکو بادشاہ نے درگداس کی عرض پر بحال رکھا۔ اور پالن پور والون کا بیان ہے کہ پالن پور پہلے سے نواب کے قبضے مین تھا جالور کا معاوضہ کچھ نہ ہوا۔

تاریخ ٹاڈ راجستان مین مرقومۂ بالا واقعہ کو اس طرح لکھا ہے کہ سمت ۱۷۵۳ مطابق سنہ ۱۱۰۹ ہجری و سنہ ۱۶۹۷ع مین جب درگداس کی وساطت سے اجیت سنگھ کو دوبارہ پیام صلح دیا گیا تو ضمناً بادشاہ نے اُس کو منصب پنجہزاری پر سرفراز فرمانے کا وعدہ بھی کیا مگر اُس نے تجویز سلطانی کا شکریہ ادا کرکے

عرض کیا کہ اگر بجائے اس منصب کے جالور۔ سورنجی اور سانچور ہین سے ملک مین شامل فرمائے جائین
تو عین عزت افزائی ہے چونکہ اورنگ زیب کے شاہ زادے کی اولاد کے ساتھ جو سلوک کیا گیا تھا وہ درحقیقت
قابل قدر تھا اس لئے اُس کی یہ درخواست منظور فرمائی گئی سنہ ۱۱۱۲ ہجری مطابق سنہ ۱۷۰۰ع مین حاتم بیگ
گرزبردار جالور آیا تاکہ اجیت سنگھ کو بادشاہ کے حضور مین بھیجدے اور وہ لیت و لعل کرتا رہا جیسا کہ مرآت
احمدی مین آیا ہے اور ٹاڈ کے بیان مین یہ بات لغو ہے کہ بادشاہ نے خود اپنی طرف سے سلسلہ جنبانی کر کے
اجیت سنگھ کو صلح کی طرف مائل کرنا چاہا اس کا ثبوت کسی تاریخ فارسی سے نہین ہوتا اور اجیت سنگھ کی
عالمگیر کی زندگی تک حالت بھی ایسی طاقت کو نہ پہونچی تھی۔ ایسے مورخین کے قربان جائیے بڑون کی بڑی باتین
ہوتی ہین سمت ۱۷۵۸ مطابق سنہ ۱۷۰۲ع مین شجاعت خان کے مرجانے پر گجرات کی صوبہ داری جس سے متعلق
مارواڑ بھی تھا بادشاہ زادہ محمد اعظم کے نام ہوئی اور جودھپور مین ناظم قلی فوجدار مقرر ہو کر آیا اسکے دوسرے
برس چوہان رانی سے اجیت سنگھ کے ایک لڑکا پیدا ہوا جس کا نام ابھے سنگھ رکھا گیا اسی برس درگداس
جو چار برس سے بادشاہ زادہ اعظم کے پاس حاضر تھا مارواڑ مین بھاگ آیا اس کی اور اجیت سنگھ کی
مفسدہ پردازی سے جودھپور کے علاقے مین اتنی بے چینی تھی کہ کوئی وہان کی حکومت قبول نہین کرتا تھا
بادشاہ نے شاہ زادے کو لکھا کہ یا تو درگداس کو ہمارے پاس پہونچا دو یا اُس کا وہین کام تمام کردو درگداس
شاہزادے کی طلب پر پٹن سے جہان اُس کی جاگیر تھی بادشاہ زادے کے پاس آیا اور دریائے سابرمتی کے پاس
موضع اپنج مین اترا جو دن ملاقات کا قرار پایا تھا اُس دن شاہ زادے نے تمام سپاہ کو مستعد رکھا اور
یہ مشہور کیا کہ شکار کو سوار ہوگا آج گیارس تھی درگداس کا برت تھا اُس کو کہلایا کہ حاضر ہو اُس کا ارادہ تھا
کہ کھانا کھا کر آئے لیکن جب لشکر پیام گیا اور فوج کی کمربندی کا شہرہ ہوا تو اُس کے دل مین دغدغہ پیدا ہوا
اور اپنی تمام جماعت کو ہمراہ لیکر کھانا بغیر کھائے ڈیرون کو آگ لگا کر مارواڑ کیطرف بھاگ نکلا جب شاہزادے
کو اُسکی مفروری کا حال معلوم ہوا تو بہت سے افسرون کو اُس کی گرفتاری کے لئے بھیجا۔ درگداس کا پوتا
جوان تھا اُس نے دادا سے کہا کہ آپ برابر چلے جائین مین تعاقب کرنے والون سے سمجھ لون گا درگداس نے چاہا
کہ کھڑا ہو کر خود بھی مقابلہ کرے لیکن پوتے کے مبالغہ کرنے اور تنگی وقت کی وجہ سے خود چلا گیا اُس کا پوتا
اور دوسرے راجپوت لڑ کر مارے گئے درگداس رات مین پٹن پہونچ کر اور اپنے اہل و عیال کو لیکر وہان سے
پہاڑون مین مارواڑ کے گھس گیا بادشاہی تعاقب کرنے والی فوج پٹن مین پہونچی اور اُس کے کوتوال کو
پکڑ کر مار ڈالا مرآت احمدی مولفہ علی محمد خان مین اسی طرح ہے لیکن دوسرے برس درگداس شاہی حکم سے
پھر احمد آباد چلا گیا اور پرگنہ میرتہ جو بھاگ آنے کے سبب ضبط ہو گیا تھا اجیت سنگھ کو جاگیر مین دلوایا۔
سمت ۱۷۶۲ مطابق سنہ ۱۷۰۶ع مین گجرات کی صوبہ داری ابراہیم خان کے نام مقرر ہوئی اور دوسرے سال
درگداس بادشاہی فوج مین سے مارواڑ چلا آیا۔ سمت ۱۷۶۳ پھاگن بدی چودس مطابق سنہ ۱۷۰۷ع مین

احمدنگر مقام پر عالمگیر بادشاہ کا انتقال ہوگیا۔ بڑا بادشاہ زادہ بہادر شاہ کابل سے اور دوسرا اعظم شاہ دکن سے تخت لینے کے واسطے آگرے کو چلا ایسی حالت مین جبکہ ہر ایک بادشاہی آدمی اپنی فکر مین پڑا راٹھورونکو اپنی کامیابی کا اچھا موقع ملا فوراً خبر پاتے ہی جالور سے بڑی تیاری ہوئی اور اجیت سنگھ نے درگداس وغیرہ راٹھورون کی مدد سے بادشاہی فوجدار ناظم قلی کو نکالکر جودھپور پر قبضہ کرلیا۔

## ۲۳- مہاراجہ اجیت سنگھ کی مسند نشینی

مہاراجہ اجیت سنگھ نے اپنے باپ کے انتقال سے اٹھائیس برس کے بعد اٹھائیس برس کی عمر مین عالمگیر کے مرجانے پر سمت ۱۷۶۳ مطابق ۱۷۰۶ء مین جودھپور دباکر ماروار کی مہاراجگی حاصل کی۔ اس وقت سوجت اور سوانہ اور پالی وغیرہ بھی جنکو بادشاہی نوکر چھوڑکر چلدیے تھے راٹھورون کے قبضے مین آگئے بہادر شاہ نے تخت پر بیٹھکر دوسرے برس راجپوتانے پر چڑھائی کی کیونکہ وہ اجیت سنگھ کے جودھپور دبا لینے اور سوائی جے سنگھ کے اعظم کی ہمراہی کرنے کے سبب دونون سے ناراض تھا۔ علاوہ اسکے اخبار نویس کی تحریر سے بادشاہ کو یہ بھی معلوم ہوا کہ اجیت سنگھ نے مسلمانون پر نہایت سختی کی ہے گاؤکشی کو منع کیا ہے اذان دینے کی ممانعت کردی ہے اُن مساجد کو ڈھایا ہے جو اورنگ زیب کے عہد مین بتخانون کو مسمار کرکے بنی تھین اور اپنے نئے نئے مندر بنانے شروع کئے ہین رانا ے اودیپور کی فوج اور جے سنگھ راجہ کی رفاقت سے ایسا مغرور ہوا ہے اس لئے بادشاہ ۷ شعبان ۱۱۱۹ سنہ ہجری کو راجپوتون کی گوشمالی پر متوجہ ہوا اور آنبیر وطن جے سنگھ کی راہ سے منزل پیما ہوا اجمیر اور چتوڑ کے درمیان خیمہ زن ہوا کہ رمضان آگیا مقامات کا حکم دیا راجپوتانہ پائمال وغارت کرنے کے لئے فوج بسرداری شاہزادہ عظیم الشان روانہ کی اور ہراول مین جملۃ الملک خان خانان بہادر و صمصام الدولہ کو مقرر کیا جب لشکر شاہی نے ملک و مال جان وعیال کی خرابی بہت کی راجپوتون اور رعایا کے زن و فرزند کو اسیر کیا اور آباد قصبات و دیہات کو جلایا لوٹا کھسوٹا تو راجپوتون کے صاحب فوج سردار مال وعیال و اطفال کے ساتھ دشوار گذار پہاڑون مین داخل ہوئے جو اشجار خاردار سے پُر تھے اجیت سنگھ اور اُس کے معاونون نے جانا کہ جان کی سلامتی اور مال وعیال کا امان انقیاد اور اطاعت مین ہے تو اُنھون نے خانخانان اور اُس کے بیٹے خان زمان کی طرف رجوع کی اپنی عاجزی ظاہر کرکے امان چاہی اور عبودیت قبول کی اور پیغام دیا کہ خان زمان و قاضی القضات قاضی خان جودھپور مین آنکر مساجد کی تعمیر اور بتخانون کی تخریب اور احکام شرعی کا اجرا کرین نمازین پڑھین اذانین دین گائین ذبح کرین اور ارباب عدالت کو مقرر کرین جزیے کے احکام نافذ کرین اور ہمارے اعمال کو معاف کرین اور جودھپور اور اُسکے اطراف کے معمورون مین ارباب عدالت قاضی و مفتی اور مساجد مین امام و مؤذن مقرر کرین اجیت سنگھ و جے سنگھ باتفاق درگداس اجمیر مقام پر قصورون کی معافی کے لئے بادشاہ کے پاس حاضر ہوگئے لیکن بہادر شاہ نے آنبیر و جودھپور کو ضبط کرکے وہان اپنی

فوج رکھدی۔ مہاراجہ اجیت سنگھ سوای جے سنگھ اور درگداس وغیرہ بادشاہ کے ہمراہ دکن گئے جہان سے جلد اُنکو بادشاہ کی اردلی مین دکن کی طرف کوچ کرنا پڑا لیکن دونون راجہ اپنے علاقون کی ضبطی کے رنج سے نربدا ندی پر اپنے ڈیرے کھڑے چھوڑ کر شکار کے بہانے سے میواڑ کو چلے آئے مہارانا امرسنگھ نے ان کو خاطر داری سے رکھکر بادشاہزادہ جہاندار شاہ کی معرفت آنبیر و جودھپور واپس ملجانے کے واسطے بہت سفارش کی لیکن بادشاہ نے دونون راجاؤن کے حاضر ہوئے بغیر اُنکا ملک دینا منظور نہ کیا تب سمت ۱۷۶۵ مطابق ۱۷۰۹ء مین مہاراجہ اجیت سنگھ اور سوای جے سنگھ مہارانا کی مدد سے فوج جمع کرتے ہوئے مارواڑ پہونچے جہان بادشاہی فوجدار محراب خان نے جودس گیارہ مہینے سے حاکم بنا ہوا تھا شہر جودھپور بغیر مقابلہ حوالے کردیا اور راٹھوڑون نے دوبارہ اپنی راجدھانی مین داخل ہوکر خوشی کی تھوڑے دن آرام لیکر راٹھوڑ لوگ مہاراجہ جے سنگھ کے ساتھ سانبھر کی طرف روانہ ہوئے جہان بادشاہی نوکر سید حسین خان وغیرہ کے مقابلے مین مارے جانے کے بعد راٹھوڑ اور کچھواہون نے سانبھر کو آپس مین بانٹ لیا۔

مجمع الملوک مین لکھا ہے کہ بادشاہ ان دنون دکن کی طرف متوجہ تھا اسد خان کو راجپوتونکی گوشمالی کے لئے حکم دیا جب وہ وہان پہونچا تو راجپوت پہاڑون مین گھس گئے سمت ۱۷۶۶ مطابق ۱۷۱۰ء مین بہادر شاہ دکن سے لوٹ کر دوبارہ اجمیر مین آیا اور راجپوتون کی تنبیہ کی فکر مین تھا کہ پنجاب سے سکھون کے فساد کی خبر آئی بادشاہ نے مصلحت وقت پر نظر کرکے سختی مناسب نہ جانی اور خان خانان کے ذریعے سے راجپوتون کا قصور اس شرط پر معاف کردیا کہ ملازمت مین حاضر ہوکر اپنے اپنے وطن کو لوٹ جائین غرضکہ ۱۱۲۱ سنہ ہجری مین اجیت سنگھ اور جے سنگھ سوائی اور دوسرے راجپوت سردار تیس چالیس ہزار سوارون کے ساتھ اپنے اپنے ہاتھ رومالون سے باندھے ہوئے گھوڑون پر سوار شاہی لشکر مین حاضر ہوئے اور سب کا قصور معاف ہوکر ہر ایک کو خلعت اور اسپ و فیل مرحمت ہوئے اور سب اپنے اپنے وطن کو واپس ہوگئے بادشاہ نے اجیت سنگھ کو حکم دیا کہ درگداس مارواڑ مین نہ رہے۔

اجیت سنگھ نے بادشاہ کے خوش رکھنے کو یا اپنی مرضی سے قدیم مددگار و فادار کی علحدگی قبول کی جو آخر عمر مین مہارانا کے پاس اودے پور چلا گیا اور بے مروتی کا الزام اجیت سنگھ کے نام باقی رہ گیا۔

تاریخ بہادر شاہی مین لکھا ہے کہ بادشاہ نے اجیت سنگھ پر چڑھائی کے وقت رانا امرسنگھ کو لکھا کہ ہمارے لشکر کے اس طرف آنے سے تم کسی قسم کا خوف دل مین نہ لانا اپنے مقام پر بیٹھے رہو۔ رانا کی طرف سے گیارہ سردار بادشاہ کے سلام کو حاضر ہوئے اور اُس کا بھتیجا عجب سنگھ ملازمت سے سرفراز ہوا۔ بادشاہ نے مکند سنگھ اور بخت سنگھ معتمدان اجیت سنگھ کو اپنے حضور مین بلا کر اُنسے کہا کہ ہم خود جودھپور اور میرٹھ کو جاتے ہین اسپر اُنھون نے عرض کیا کہ حکم ہو تو ہم دونون جودھپور جاکر راجہ مذکور کو حضور کے پاس لے آئین حکم ہوا کہ جاؤ پھر بادشاہ کو خبر ملی کہ محراب خان فوجدار جودھپور میرٹھ کے سات کوس

قریب پہونچ گیا تھا اجیت سنگھ کے آدمی اُس سے لڑے اور شکست کھا کر بھاگ گئے خان مذکور نے میرتے پر قبضہ کرلیا ہے اجیت سنگھ کو بادشاہ نے ایک فرمان لکھا تھا جس کے جواب مین اظہار اطاعت کے مطلب سے اُس نے عرضی بھیجی۔ اجمیر مین مرزا راجہ جے سنگھ کا ایک باغ تھا بادشاہ نے وہ شاہزادہ عظیم الشان کو بخشدیا ۲۹ ذیقعدہ کو بادشاہ میرتے کے پاس جا پہونچا۔ ۳ ذی الحجہ سنہ ۱۱۲۰ ہجری مطابق سمہ جلوس کو بادشاہ سے عرض ہوا کہ بخشی الملک خان زمان اجیت سنگھ کو اپنے ساتھ لارہا ہے جس کے واسطے لشکر شاہی مین آجانے کا حکم ہوجائے بادشاہ نے حکم دیا کہ خان زمان راجہ کو جملۃ الملک مدارالمہام سپہ سالار خانخانان بہادر ظفر جنگ وفادار کے ڈیرے پر لیجائے جب وزیر کے مقام پر راجہ پہونچا تو اُس نے اپنی سرکار سے ایک خلعت اور دو گھوڑے نقرئی ساز کے ساتھ دیے ۴ ذیحجہ کو بادشاہ تخت روان پر سوار ہوا تھا کہ راجہ اجیت سنگھ گناہگار اور مجرمون کی طرح دستار سے اپنے ہاتھ باندھے سامنے آیا اور سر ادب جھکا کر رسم زمین بوس ادا کیا سو اشرفی اور ہزار روپے نذر مین پیش کیے بادشاہ نے اُس کا قصور معاف کرکے قریب بلا کر اسلام خان داروغہ دیوان خاص اور توشہ خانہ کو حکم دیا کہ اُس کو بارگاہ کے ایک مقام مین لیجا کر خلعت خاصہ اور تصویر و آویزۂ مرصع سے سرفراز کرے پانچوین تاریخ کو بادشاہ نے حکم دیا کہ اجیت سنگھ دیوان خاص مین باریاب مجرا کیا جائے اور اُس کو اُلٹی جانب کھڑے ہونے کا حکم ہوا اور موتی کے چار دانے اُسکو بخشے گئے ۱۸ ذیحجہ کو بادشاہ نے اجیت سنگھ کو خلعت دیا اور حکم کیا کہ اُسکو بجائے راجہ کے مہاراجہ لکھا کرین۔

سمت ۱۷۶۸ مطابق سنہ ۱۷۱۲ء مین مہاراجہ نے بادشاہی حکم سے ہمالیہ کی پہاڑی ریاست ناہن وغیرہ کا فساد دور کرنے کے بعد وطن کی رخصت لی۔

بہادر شاہ کے انتقال کے بعد اُس کا بڑا شاہزادہ جہاندار شاہ تخت نشین ہوکر گیارہ مہینے کے اندر اپنے بھتیجے فرخ سیر اور سیدون کے ہاتھ سے قتل ہوا اور ذوالفقار خان وغیرہ نامی سردار بھی جو عالمگیر کا زمانہ دیکھے ہوئے تھے مروا دیے گئے اس سے رہی سہی مغلون کی طاقت اور رعب مین فرق آگیا ایسی طوائف الملوکی مین کسی کو اتنی فرصت نہوئی کہ راجپوتون کی طرف متوجہ ہوتا۔ فرخ سیر کے جلوس پر راجہ جے سنگھ نے دلی مین حاضری دی اور مہاراجہ اجیت سنگھ چپ بیٹھا رہا اس لئے سمت ۱۷۷۱ مطابق سنہ ۱۷۱۵ء مین سید حسین علی خان امیر الامرا اور شایستہ خان چند امرا اور بڑے لشکر کے ساتھ اُس کی تادیب کے لئے جودھپور روانہ ہوئے اس فوج کے خوف سے اجیت سنگھ مع اپنے مال و اسباب کے جودھپور چھوڑ کر تھر اگذار پہاڑون مین جا چھپا اور اپنے وکیلون کو مع بہت سے تحفہ تحائف کے امیر الامرا کی خدمت مین بھیجکر جان کی امان اور تقصیرات کی معافی کا خواستگار ہوا اُدھر دربار مین امرا کے باہمی نفاق کا بازار گرم تھا اور امیر الامرا کے پاس بھائی کے متواتر خط آرہے تھے کہ مجھ مین اور بادشاہ مین روز بروز عداوت اور فساد بڑھتا جاتا ہے جسقدر جلد ممکن ہو یہان پہونچو ان حالات سے مجبور ہوکر قطب الملک عبداللہ خان کے ایما سے اجیت سنگھ سے ان شرائط پر

صلح کر لی کہ مہاراجہ اپنی بیٹی کی شادی فرخ سیر سے کرے اور پیش کش معتبر دینا قبول کرے اور بیٹے کو ملازمت کے لئے بھیجے امیر الامرا حسین علی خان شایستہ خان کو مہاراجہ کی لڑکی لانے کے لئے چھوڑ کر بادشاہ کے پاس آیا جس کے ساتھ مہاراجہ کو دلی جا کر اپنی بیٹی فرخ سیر کے ساتھ بیاہ دینی پڑی اور ۲۲ ذی الحجہ ۱۱۲۷ھ ہجری کو نہایت دھوم دھام سے اجیت سنگھ کی لڑکی کی شادی فرخ سیر کے ساتھ ہوئی۔ اس لڑکی کا نام شنتی کماری اور خطاب گیتی آرا بیگم تھا جیسا کہ تذکرۂ عالم مین ہے مہاراجہ اجیت سنگھ کو اس امر کے جلد و مین چھ ہزاری ذات و سوار کا منصب اور گجرات کی صوبہ داری ملی جو چھ برس تک بحال رہی۔

سید حسین علی خان اور اُس کے بھائی قطب الملک عبداللہ خان کا اقتدار حد سے زیادہ گذر گیا اور سلطنت کا کل نظم و نسق انھین دونون بھائیون کے ہاتھ مین آ گیا تو بعض ہوا خواہان سلطنت مغلیہ اور خود فرخ سیر انکے استیصال کی تدبیرین سوچنے لگے انھین تدبیرون مین ایک یہ بھی تھی کہ اجیت سنگھ کو گجرات سے بلا کر نوازشات شاہی کا امیدوار کیا اور سیدون کے مقابلے پر آمادہ کرنا چاہا لیکن وہ بہت سیانا اور زمانے کا رنگ پہچانے ہوئے تھا یہان آ کر اُلٹا سیدون سے مل گیا اور اُنکی عنایت سے فرخ سیر کی طرف سے بھی خطاب مہاراجہ سے موصوف ہوا۔ اور جبکہ امیر الامرا دکن کی مہم مین مصروف تھا تو مہاراجہ بادشاہ اور سید عبداللہ خان مین صلح کا واسطہ ہوا اور آخر ماہ شوال ۱۱۳۰ھ ہجری مین صلح ہوگئی دکن مین بادشاہ کی صلح کی خبر امیر الامرا حسین علی خان کو پہونچی تو اُس نے دلی کی طرف چلنے مین توقف کیا پھر خبر آئی کہ صلح باقی نہین رہی اور قطب الملک کا نوشتہ بھائی کے بُلانے کے لئے گیا تو پھر وہ وہان سے بہت سے اُمرا اور پچیس ہزار سوار اور توپخانہ اور دس گیارہ ہزار برقنداز ہمراہ لیکر دلی کی طرف روانہ ہوا قطب الملک کے ساتھ اجیت سنگھ کی دوستی تھی اس لئے بادشاہ اُس سے بھی ناراض تھا ایک دن بادشاہ شکار کو سوار ہوا یہ قرار دیا کہ مراجعت کے وقت وہ قطب الملک کی ملاقات کو جائے گا مہاراجہ اجیت سنگھ کا داماد بادشاہ تھا مگر وہ عبداللہ خان کی دوستی کی وجہ سے قابو کا انتظار کر رہا تھا اس کا گھر سر راہ واقع تھا بادشاہ کو مرکوز خاطر یہ تھا کہ جب اُس کی سواری مہاراجہ کے گھر کے قریب پہونچے گی تو وہ نذر لیکر مجرے کے واسطے آئے گا تو وہ اہتمام کر کے اُس کو قید کرلے خواہ یہ بات بادشاہ کے دل کی راجہ کو معلوم ہوئی ہو یا نہ معلوم ہوئی ہو مگر الخائن خائف فقط گمان وظن سے وسواس و ہراس پیدا ہو کر بادشاہ کی مراجعت سے پہلے سید عبداللہ خان کے مکان مین پناہ کے لئے مہاراجہ چلا گیا بادشاہ اس خبر سے بد دماغ ہوا اور قطب الملک کی طرف بھی جو سلام کو منتظر کھڑا تھا متوجہ نہوا اور دولت خانے کو براہ راست چلا گیا جب یہ خبر مشہور ہوئی کہ امیر الامرا سپاہ کثیر کے ساتھ دلی کی طرف آ رہا ہے تو بادشاہ قطب الملک کے مکان مین آیا اور اُس سے از سر نو عہد و پیمان کیا اور مہاراجہ اجیت سنگھ کو بُلا کر نئے سر سے بھائی بنایا مگر یہ شخص سادات کا ایسا دوست تھا کہ جتنے شقے اسکو

بادشاہ نے حسین علی خان کو قتل کرنے کے لئے لکھے تھے وہ سب اس نے امیر الامرا کو دیدئے - امیر الامرا کے راستے مین جے سنگھ سوای کے جس قدر گانون آتے تھے لٹوا دیتا تھا اور جو کوئی اُس کا سردار پیش کش لیکر حاضر ہوتا قبول نکرتا امیر الامرا نے دہلی کے پاس پہونچکر مقام کیا چونکہ فرخ سیر فطرتی طور پر شجاعت سے معرا تھا باوجود نہایت عداوت اور ارادہ استیصال سادات کے کچھ نکر سکا اور مجبور ہو کر قلعہ مین سادات کا انتظام ہوجانے کو راضی ہوگیا قطب الملک اور اجیت سنگھ نے داخل قلعہ ہوکر مردم بادشاہی کو دروازون سے اُٹھادیا اور جابجا اپنا بندوبست کر لیا بادشاہ کے پاس سوائے چند خواجہ سراکے اور کوئی عمدہ امیر قلعہ مین نرہا اس کے بعد حسین علی خان ترک شاہانہ کے ساتھ بادشاہ کے پاس گیا اور چند کلمات ملال آمیز زبان پر لایا اور بادشاہ کے آداب ملوکانہ کی بجا آوری سے انکار کرکے لشکر مین لوٹ آیا اسپر بھی بادشاہ کو طالع خفتہ نے بیدار نہ کیا تیسرے دن پھر قطب الملک اور اجیت سنگھ قلعہ مین آئے اور اب بالکل بادشاہی آدمیون کو قلعہ سے نکال دیا اور اپنے آدمی دروازون پر مقرر کردیے دیوان خاص اور خوابگاہ اور عدالت حضور کی کنجیان اپنے پاس رکھ لین اس انتظام اور اطمینان کے بعد حسین علی خان تجمل اور کروفر کے ساتھ شہر مین آکر ٹھہرا اور قلعہ کے چارون طرف اپنی طرف سے پہرے لگادیے قطب الملک اور راجہ اجیت سنگھ نے اُس کی طرف سے بادشاہ کے پاس پہونچکر عرض کیا کہ حضور نے ہماری تمام جان فشانیون کی کچھ قدر و منزلت نہ کی آئندہ کو کیا اُمید ہوسکتی ہے بادشاہ جاہل باوجود مشاہدہ کرنے حالات مذکورہ کے کچھ نہ سمجھا ایام حبشن کا بوچ وعدہ کرتا رہا حتے کہ سخت کلامی کی نوبت پہونچی ایسی باتین بیان کین کہ بادشاہ کو برداشت نہوئی - اور محل کی راہ لی اسی گفتگو مین رات ہوگئی قلعہ کے دروازے بند ہوگئے امیر الامرا کی فوج تمام کوچہ و بازار مین مسلح استادہ رہی رات کے وقت شہر مین فوجکا کوئی نہین جانتا تھا کہ قلعہ مین کیا گذرا مرہٹون نے جو شہر کے بازارون مین کھڑے تھے یہ ہنگامہ سُنا تو دکانین لوٹنے لگے لیکن شہر والون کے مقابلہ کرنے پر بھاگ نکلے اُمرائے قدیم اس واقعہ کا حال سُنکر تیار ہوکر قلعہ تک آپہونچے جب معلوم ہوا کہ قلعہ پر سیدون کا قبضہ ہے تو لوٹ گئے اس ہنگامے کے وقت طویلہ بادشاہی مین جس مین سات ہزار گھوڑے تھے آگ لگ گئی کچھ گھوڑے جل گئے اور باقی ماندہ سید عبد اللہ خان حسین علی خان نے باہم تقسیم کر لئے سید عبد اللہ خان اور اجیت سنگھ اپنے اعیان کے ساتھ شورے اور اندیشے کر رہے تھے کہ صبح ہوتے کیا ہو تاریخ فرخ سیر مین لکھا ہے کہ بادشاہ نے اجیت سنگھ کو اپنے ہاتھ سے اس مضمون کا شقہ لکھا کہ دریائے جمنا کی طرف قلعہ کی مشرقی سمت خالی ہے اگر ہوسکے تو اپنی ایک جماعت مقرر کردو کہ مین اُدھر سے نکلکر گھر مین چلا جاؤن اور ایک خواجہ سرا کے ہاتھ راجہ پاس بھیجا خواجہ سرا نے رقعہ جیب مین ڈالا اور بڑی تدبیرون سے سیدون کے آدمیون سے بچ کر راجہ کے پاس پہونچا اور رقعہ اُس کو دیدیا راجہ نے پڑھکر جواب مین لکھا کہ وقت ہاتھ سے نکل گیا اب مجھ سے کچھ نہین ہوسکتا اور ایک روایت یہ بھی ہے کہ راجہ نے وہ رقعہ عبد اللہ خان کو دکھادیا جس نے پڑھکر چوڑا من جاٹ کو بُلاکر تاکید کردی کہ جمنا کی طرف قلعہ کی مشرقی سمت

محافظت رکھے تاکہ کوئی اُدھر سے نکل نہ جائے صبح کو سید عبداللہ خان واجیت سنگھ نے افسانہ وافسون سے پیغام بادشاہ کے پاس بھیجا کہ وہ محل سے نکلے مگر فائدہ نہوا یہان تک کہ سید اور دوسرے آدمی زنانے مین گھس گئے جشنون اور ترکنون کو جو دروازے پر مدافعت کو آمادہ تھین دفع کرکے جستجو شروع کی بام محل کے گوشے مین چھپا ہوا پایا بڑی بے حرمتی سے کھینچ کر باہر لائے اُس کی مان بہنین۔ لڑکیان اور سب بیگمات نہایت الحاح وزاری کرنے لگین مگر ایسے وقت مین رحم کہان بلکہ اُن بیچاریون کا زیور چھین لیا۔ اور بادشاہ کی آنکھون مین سلائیان پھروا کر ترپولیا کے اوپر جائے تنگ و تاریک مین محبوس کردیا وہ اپنے مزاج سے مجبور تھا یہان بھی اُس سے نرہا گیا کبھی معافی کا خواستگار ہوتا کبھی راجہ جے سنگھ سے ملاقات کی خواہش ظاہر کرتا ان وجوہات سے دونون بھائیون نے خیال کیا کہ یہ جھگڑا اُس وقت تک طے نہوگا جب تک اس کا کام تمام نہو جائے اس لئے گلے مین پھانسی ڈالنے کا حکم دیا جس وقت گلے مین پھانسی ڈالی فرخ سیر نے دونون ہاتھ سے پکڑلی اور بے فائدہ ہاتھ پیر ٹیکنے لگا جلادون نے لکڑی سے ہاتھ پیر خوب سیدھے کئے تا آنکہ بصد حسرت و یاس دُنیائے فانی سے سفر کیا اُس کی خرابی کی تاریخ فاعتبروا یا اولی الابصار سے نکلتی ہے سیدون کا جذبۂ جبر وظلم فرخ سیر کو معزول ونابینا اور قتل کرنے کے بعد بھی ٹھنڈا نہین ہوا چنانچہ مرآت آفتاب نما مین لکھا ہے کہ فرخ سیر کو زہر سے مار کر احتیاطاً تلوے چروا دئے۔

فرخ سیر کی قید و معزولی کے بعد شمس الدین ابوالبرکات رفیع الدرجات پسر خرد رفیع الشان بہادر شاہ کے پوتے اور محمد اکبر خلف اورنگ زیب کے نواسے کو تخت سلطنت پر بیس برس کی عمر مین بٹھایا اول روزہ دیوان مین راجہ اجیت سنگھ اور راجہ رتن چند کی آرزو کے موافق جزیے کی معافی کا حکم دیا گیا مہاراجہ اجیت سنگھ نقد و جواہر سے مالامال ہو کر احمد آباد کو جاتا تھا کہ بازار کے دونون طرف کلمات لایعنی اور صریح دشنام بازاری اُسے سناتے اور کہتے کہ داماد کا خون بہا سیدون سے لیکر اور اپنا مُنھ کالا کرکے اس شہر سے باہر جانا چاہتا ہے راجہ ان باتون سے ایسا تنگ ہوا کہ ایک دو آدمیون کو جان سے مارا اور ایک دن چند کشمیریون کو اس تقصیر مین گرفتار کیا اور سادات کے حکم سے ان کو گدھے پر سوار کرکے تشہیر کی ۱۱۳۱ھ مین رفیع الدولہ کے عہد مین اُس نے اپنی بیٹی کو محل سرائے شاہی سے مع تمام جواہرات اور بیش قیمت آلات کے جنکی قیمت ایک کرور روپے سے زیادہ تھی بُلالیا اور یہ موقع اُس کے ہاتھ آجانے کی حکایت مجمع الملوک مین یون لکھی ہے کہ جب امیر الامرا حسین علی خان رفیع الدولہ ملقب بہ شاہ جہان ثانی کی مسند نشینی کے بعد اکبر آباد کو روانہ ہوا اور پیچھے سے قطب الملک بھی رفیع الدولہ کو ساتھ لیکر اُدھر کو راہی ہوا تو شاہ جہان آباد خالی رہ گیا اب اجیت سنگھ کے آدمیون نے ناظر سے سازش کرکے اُس کی بیٹی کا لباس بدلوا کر محل سے نکال لیا اور جودھپور کو لے گئے بہت سا جواہرات جو اُس کے کپڑون مین تھا وہ بھی ساتھ چلا گیا غرضکہ فرخ سیر کے بعد دو شاہزادے رفیع الدولہ اور رفیع الدرجات تین تین مہینے نام کے لئے سلطنت کرکے مر گئے

اور سیدون نے روشن اختر کو محمد شاہ کے لقب سے بادشاہ بنایا جس نے اُن کا دباؤ ناپسند کرکے سعادت خان برہان الملک اور نظام الملک وغیرہ کی مدد سے تباہ و برباد کر دیا اجیت سنگھ کو محمد شاہ کی مسند نشینی سے پیشتر ہی گجرات کی حکومت اُسی رفاقت کے صلے مین عنایت ہوئی تھی جو اُس نے کسی زمانے مین سادات بارہ قاتلین فرخ سیر کے ساتھ کی تھی اور اجمیر کی حکومت خود محمد شاہ نے اس شرط پر دی تھی کہ اگر بادشاہ اور سیدون کے درمیان لڑائی کا ہنگامہ برپا ہو تو اُس مین کسی کی طرفداری وہ نکرے اور اگر کسی کی اعانت کرے تو بادشاہ کی۔ غرض اجمیر و احمد آباد کے دونون صوبے اجیت سنگھ کو محمد شاہ کے بقاے دولت تک حسب ضابطۂ بادشاہی ملے تھے اجیت سنگھ سادات کا شریک و رفیق تھا اُس کو اپنا رفیق و معین بنانے کے واسطے محمد شاہ کی ماں نے یہ تدبیر کی تھی کہ دونون صوبون کا فرمان مع پنجے کے نشان کے اُس کے پاس بھجوا دیا تھا لیکن یہ مہاراجہ سلطنت مغلیہ بلکہ کُل مسلمانون کا آخر دم تک دشمن رہا اُس نے ان دونون صوبون کے آدمیون پر وہ ستم ڈھایا کہ خدا کی پناہ بہت سے باشندے وہان سے بادشاہ کے حضور مین استغاثے کے لئے آئے یہان اہل دربار کو اجیت سنگھ سے کینہ اس لئے چلا آتا تھا کہ وہ سادات کا رفیق پرلے درجے کا تھا اجیت سنگھ بھی مسلمانون کے ساتھ ناحق کاوشین کرتا تھا بادشاہ نے دونون سے اُس کو خارج کیا گجرات کی صوبہداری حیدر قلی خان کو اور اجمیر کی مظفر علی خان کو جو صمصام الدولہ و راجہ جے سنگھ والی جے پور کے متوسلین مین سے تھا عنایت کی جب مہاراجہ اجیت سنگھ کی معزولی کی خبر اس صوبۂ گجرات مین منتشر ہوئی تو اُس کے نائب نے چاہا کہ حیدر قلی خان کے آنے تک شہر کو غارت اور تاجرون کو تاراج کرکے باہر چلا جائے مہر علی خان بخشی معزول جو اجیت سنگھ کی نیابت چند روز کر چکا تھا اور اُس کے محاسبے سے آزردہ تھا اور حیدر قلی خان بھی بخشی مذکور اور صفدر خان بابی سے ملول و مکدر تھا ان دونون نے اتفاق کرکے اس نظر سے کہ راجپوت کا ظلم دفع ہوگا اور حیدر قلی خان کی خوشنودی حاصل ہوگی اور حُسن خدمت کے حقوق اُس پر محقق ہون گے ایک جماعت افاغنہ اور رعایا کی جمع کرکے اجیت سنگھ کے نائب کے سر پر جا چڑھے ایک جنگ ہوئی اور راجپوتون کی جماعت کثیر کشتہ و زخمی ہوئی نائب مغلوب و محصور اپنی حویلی مین ہوا اور صفدر علی خان کے خواہر زادے کی اعانت سے خفت و خواری کے ساتھ شہر بدر کیا گیا وہ اپنے وطن جودھپور کی راہ مین دست اندازی کرتا ہوا چلا گیا مظفر علی خان جو اجمیر کا صوبہ دار مقرر ہوا بسبب عُسرت و بے سرانجامی کے قصبۂ ریواڑی سے جو دلی سے تیس کوس یا پچاس میل ہے آگے نہ بڑھا تھا کہ یہ خبر آئی کہ اجیت سنگھ مہاراجہ جودھپور اجمیر مین آ گیا اُس کے پاس تیس ہزار سوار اور اطراف کے زمیندار اور راجپوت ہمراہ ہین اس سبب سے بھی مظفر علی خان نے ریواڑی مین چند روز توقف کیا مہاراجہ اجیت سنگھ نے اجمیر مین داخل ہو کر اول منادی پھروائی کہ تمام قصاب اور سب دُکاندار و اہل حرفہ اپنے پیشے مین بے اندیشہ و خرخشہ مصروف ہون مؤذنون اور خادمون کو بُلا کر اپنی بدنامی دور کرنے کے لئے اور قواعد اسلام کی تبعیت کے اظہار کے لئے تاکید کی کہ

وہ اپنی مساجد کی تعمیر کریں اور تمام ارکان بادشاہی کو بلا کر اُس نے محمد شاہ کا وہ فرمان دکھایا کہ جس مین قول و قسم لکھے ہوئے تھے کہ محمد شاہ کے بقائے عمر و دولت تک اجمیر و احمد آباد کی صوبہ داری اجیت سنگھ کے پاس بحال رہے گی اب اُس نے اپنے عرائض اور اُس فرمان کی نقل دیوان بادشاہی کے ساتھ صمصام الدولہ و روشن الدولہ کے پاس بھجوائی اور عرضداشت مین یہ درخواست کی کہ احمد آباد کی صوبہ داری حضور کی مرضی کے لئے نذر کرتا ہون مگر اجمیر کی صوبہ داری کا اُمیدوار و خواستگار ہون اگر وہ بحال رہیگی تو ہم چشمون مین میری آبرو نرہے گی اور جب آبرو نرہی تو جان لیکر کیا کرون گا اس لئے اُمیدوار ہون کہ دونون صوبون مین سے کوئی ایک صوبہ عنایت ہو ان دونون صوبون کے ساتھ میرا سر اور میری جان وابستہ ہے جب مہاراجہ اجیت سنگھ کے یہ نوشتے آئے تو صمصام الدولہ قلت زر اور دشواری جنگ پر نظر کر کے مصالحت اور ترک منازعت پر مائل ہوا اور کہا کہ صوبہ اجمیر مین اکثر بزرگون کے مزار ہین اور دار الخلافہ کے نزدیک ہے اس لئے صوبہ گجرات اجیت سنگھ کے لئے بحال رکھنا مناسب ہے اور صوبہ اجمیر بادشاہ کے کسی مخلص کو دینا چاہئے مگر بادشاہ کا اور بعض ارکان دولت کا خصوص حیدر قلی خان کا ارادہ یہ ہوا کہ اجیت سنگھ کی تنبیہ و تادیب کرنی چاہئے حیدر قلی خان کے ساتھ اور امرا شریک نہوے تو اُس نے برہان الملک نواب سعادت خان کو بلایا جو اس وقت آگرے کی صوبہ داری پر سرفراز تھا وہ فوراً آیا سامان کارزار درست ہوا مگر اور امرا اُسکے ساتھ متفق نہوے پھر بادشاہ نے بھی اعانت مین پہلوتہی کی اتنے مین یہ خبر آئی کہ مظفر علی خان کا توسارا اسباب سپاہ نے اپنی تنخواہ مین لے لیا اور اُسنے صوبہ داری کا فرمان اور خلعت بادشاہ کی خدمت مین واپس کر دیا اور خود جیپور چلا گیا اُس کے تعاقب مین بعض زمیندارون اور مفسدون نے بادشاہی ملک کو تاخت و تاراج کیا مہاراجہ اجیت سنگھ نے نارنول کو خوب لوٹا یہان کے فوجدار بازید خان سے اُس کا مقابلہ نہوسکا پھر اجیت سنگھ سے صمصام الدولہ نے لڑنے کا ارادہ کیا افواج مغلیہ نے اُس کے ساتھ اتفاق نہ کیا حیدر قلی اُس کے ساتھ متفق ہوا اور خیمے باہر نکلوائے خلوت مین صمصام الدولہ نے بادشاہ سے کہا کہ لڑنا مصلحت نہین ہے اگر اجیت سنگھ کی فتح ہوئی تو بادشاہی کا کیا ٹھکانا ہے اور اگر اُس کو شکست ہوئی تو وہ پہاڑون مین جا چھپے گا بس روپیہ اور لشکر کہان ہے جو اس کا علاج کرے گا پھر قمر الدین خان نے اس کا بیڑا اُٹھایا اور سید عبد اللہ خان اور نجم الدین علی خان کی رہائی کی درخواست کی تو وہ نامنظور ہوئی مہاراجہ اجیت سنگھ نارنول پر قبضہ کر کے لڑواڑی مین آیا اُس کی روک تھام مین سپہ سالار کے نفاق و عدم اتفاق سے اور کام کرنے مین نارضامندی ہونے سے سارے عزم اور ارادے بیکار رہے اور آخر الامر صمصام الدولہ شہر سے باہر نکلا اور اجیت سنگھ کی دلجوئی بار بار کی لیکن وہ اپنے ارادے سے باز نرہا اجیت سنگھ جو یہ چاہتا تھا کہ اگر اجمیر اُس کو ملجائے گا تو وہ گجرات کو چھوڑ دے گا اس کا متوقع وہ کیا گیا نظام الملک اورنگ آباد سے

بادشاہ کے پاس آتا تھا اُس کے آنے پر تمام تدابیر و انتظام ملکی موقوف رہا۔

تاریخ ہندی رستم علی میں سال پنجم جلوس محمد شاہ کے سوانح میں لکھا ہے کہ اجیت سنگھ کی تنبیہ کے لئے شرف الدولہ ارادت مند خان اُمرا کی جماعت کے ساتھ بھیجا گیا اُس نے علانیہ بغاوت اختیار کی تھی اور اجمیر و سانبھر پر قبضہ کر کے وہ نارنول میں آیا شرف الدولہ کے ساتھ راجہ جے سنگھ سوائی والی جے پور اور نواب محمد خان بنگش والی فرخ آباد اور گوپال سنگھ راجہ بھداور تھے ایک لاکھ سوار اور دو لاکھ سے زیادہ پیادے ساتھ تھے اجیت سنگھ اس خبر کو سُنکر حواس باختہ ہوا اور نارنول سے بھاگا اور گڈھ بیٹی کے قلعہ میں پناہ لی یہاں وہ چند روز ٹھہرا پھر ایک سانڈنی پر سوار ہو کر جودھپور چلا گیا اور امرائے شاہی کی معرفت درخواست کی اور اپنے بیٹے دھونکل سنگھ کو امرائے شاہی کے حوالے کیا کہ وہ بادشاہ کے پاس اُس کو لے جائیں خافی خان لکھتا ہے کہ مہاراجہ اجیت سنگھ کو نظام الملک کی آمد آمد کی خبر نے خواب غفلت سے بیدار کیا اور اُس نے پیغام دیا کہ میں صوبہ احمد آباد سے ہاتھ اُٹھاتا ہوں اور صوبہ اجمیر کے بحال رہنے کی درخواست کرتا ہوں آروں کی تاریخ فرخ آباد کے ترجمے میں لکھا ہے کہ ۱۷۲۳ء میں شرف الدولہ ارادت مند خان کے زیر حکم ایک لشکر اجیت سنگھ والی مارواڑ کی تنبیہ کے لئے بھیجا گیا تھا قبل اس کے کہ سپاہ اُس کے ملک میں پہونچے اجیت سنگھ اپنے چھوٹے بیٹے بخت سنگھ کے ہاتھ سے ۱۷۲۴ء مطابق سمت ۱۷۸۰ میں) مارا گیا ابھے سنگھ عرف دھونکل سنگھ ولد اجیت سنگھ نے نواب محمد خان والی فرخ آباد کی وساطت سے غاشیہ اطاعت بادشاہی دوش پر رکھا تاریخ فرخ سیر میں لکھا ہے کہ محمد شاہ نے بخت سنگھ کو سنہ ۹ جلوس میں پنجہزاری کے منصب اصل و اضافہ ملا کر پہونچا دیا تھا۔

مولوی ذکاء اللہ نے لکھا ہے کہ اُس کے بیٹے ابھے سنگھ نے قتل کیا تھا اس قتل کا سبب مورخوں نے جدا جدا بیان کیا ہے ایک یہ کہ اجیت سنگھ نے بادشاہ سے مخالفت اختیار کی تھی اس لئے قمر الدین خان وزیر نے ابھے سنگھ سے وعدہ کیا کہ باپ کو مارڈالتے تو اُس کو جودھپور کی ریاست مل جائے گی اسلئے اُس نے باپ کے خون سے ہاتھ لال کئے وہیلر کوئی لکھتا ہے کہ کسی راجپوت کی لڑکی سے ابھے سنگھ کی نسبت ٹھہری تھی مگر اُسکے باپ اجیت سنگھ نے اُس سے خود شادی کرنی چاہی اس لئے بیٹے نے غیرت میں آکر باپ کو مارڈالا یہ عورت اجیت سنگھ کے ساتھ ستی ہوگئی۔

## ۲۴- راج راجیشر مہاراجہ ابھے سنگھ

مہاراجہ ابھے سنگھ کو سمت ۱۷۸۱ مطابق ۱۷۲۶ء میں محمد شاہ نے راج تلک دیکر راج راجیشر خطاب عنایت کیا بادشاہی فوج جو علاقہ لوٹتی ہوئی جودھپور تک پہونچی تھی دلی میں واپس بلالی گئی اور ناگور کی سند بھی راؤ امر سنگھ کی اولاد کے عوض ابھے سنگھ کو ملی۔ اُس نے دلی سے آکے ناگور کو جا گھیرا جہان کا آخری راؤ اندر سنگھ اُس کے پاس پناہ مانگنے کو حاضر ہوگیا لیکن ابھے سنگھ نے ناگور ضبط کر کے

وہان اپنے چھوٹے بھائی بخت سنگھ کو قائم کیا اور راؤ کو گذر کے لائق مختصر جاگیر حوالے کی۔ تھوڑے دنون کے بعد
ابھے سنگھ نے سروہی پر چڑھائی کرکے وہان کے راؤ اور دوسرے سرکشون کو کچھ عرصے کے لئے فرمانبردار بنایا سمت ۱۷۸۳
مطابق ۱۷۲۸ء مین ابھے سنگھ کے دوبارہ دلّی جانے کے بعد جب گجرات کا صوبہ دار مبارز الملک سربلند خان بہادر
دلاور جنگ مرہٹون کے مقابلے کو روانہ ہوا تو اُس کے ہمراہ مہاراجہ ابھے سنگھ۔ نرور کا راجہ چتر سنگھ کچھواہہ اور
میواڑ کے مہارانا سنگرام سنگھ دوم کی فوج بھیجی گئی۔ سورت کے قریب مقابلہ ہونے پر مرہٹے دکن کو بھاگ گئے
اور بادشاہی فوج واپس آئی۔

سمت ۱۷۸۷ مطابق ۱۷۳۲ء مین جبکہ اودھ اور دکن کے صوبہ دار خودمختار بن بیٹھے تھے گجرات کے صوبہ دار
سربلند خان بہادر دلاور جنگ کی طرف سے بھی یہی شبہ پیدا ہوا اس لئے ابھے سنگھ کے نام گجرات کی صوبہ داری
مقرر ہوکر روانگی کے وقت اُس کو خاص خلعت۔ ہاتھی۔ گھوڑا۔ اٹھارہ لاکھ روپیہ نقد اور پچاس توپین
دی گئین۔ ابھے سنگھ دلّی سے جودھپور ہوتا ہوا بیس ہزار سے زیادہ بادشاہی اور دیسی فوج لیکر احمد آباد کے
پاس پہونچا اور سربلند خان بہادر بھی یہ خبر پاکر شہر سے باہر آٹھہرا۔ مہاراجہ نے شہر کے باہر ایک گانوٗن مین
مورچے جمائے شہر کے باہر دونون طرف سے دو دن تک توپین چلتی رہین۔ تیسرے اور چوتھے روز بندوق۔
تیر۔ اور تلوار وغیرہ سے خوب لڑائی ہوکر دونون فریق کے سیکڑون آدمی مارے گئے۔ پانچوین روز آپس مین
صلح ہوکر ملاقات کے وقت مہاراجہ اور نواب پگڑی بدل بھائی بنے۔ اس لڑائی مین بخت سنگھ زخمی ہوا
اور نواب کو رخصت کے وقت دوستانہ طور پر ایک لاکھ روپیہ اور باربرداری کے لئے اونٹ وغیرہ دیے گئے۔
نواب دلّی پہونچ کر اُس عذر سے کہ میرے بغیر لڑائی روانہ ہونے پر فوج کے آدمی جو کئی برس سے تنخواہ نہ ملنے
کے فریادی تھے مجھے مار ڈالتے کشمیر کے صوبے پر بھیجا گیا مہاراجہ کا عمل جم جانے کے بعد دوسرے سال باجی راؤ
پیشوا مرہٹہ نے چوتھ کے حیلے سے قصبۂ بڑودہ دبالیا اور مہاراجہ کی فوج شہر کو واپس نہ لے سکی لیکن نواب
نظام الملک جس کی اولاد مین اب حیدرآباد والے نواب ہین دکن سے بادشاہی لوگون کی مدد کو سورت تک آیا
تو مرہٹے بڑودہ چھوڑ کر بھاگے اور مہاراجہ نے قاصد و خط بھیجکر نواب کا شکریہ ادا کیا اس کے بعد کئی برس تک
گجرات کی صوبہ داری مہاراجہ کے نام رہی جس کے متعلق ہونے کے سبب رئیس ایڈر۔ کچھ۔ ڈونگرپور۔
پالن پور اور سروہی وغیرہ مہاراجہ کو حاضری دیا کرتے تھے۔

پیلاجی گائیکواڑ اگرچہ ۱۷۲۳ء مین بڑودے سے خارج ہوگیا تھا مگر اب تک اُس مین اس قدر
دم باقی تھا کہ مہاراجہ ابھے سنگھ نے اپنی حکومت کا استحکام اس مین سمجھا کہ کسی طرح اُسکو ٹھکانے لگادے
چنانچہ ابھے سنگھ نے بظاہر پیلاجی راؤ کے ساتھ محبت اور دوستی کا سلسلہ پیدا کرکے سفارت کے بہانے سے
اپنے ایک ملازم راجپوت کو اُس کے پاس ڈاکور مین جو احمد آباد سے گوشۂ جنوب و مغرب مین مہی ندی
کے کنارے پر آباد ہے بھیجا اس راجپوت نے کان مین کچھ بات کہنے کے حیلے سے پیلاجی راؤ کے پیٹ مین زہر

بُجھی ہوئی کٹاری ایسی ماری کہ جس کے زخم سے پیلاجی تڑپ تڑپ کر نہایت تکلیف کے ساتھ ہلاک ہوگیا۔
اس پر اُس کے بھائی بندون کے ایسی آگ لگی کہ وہ گجرات پر چڑھ گئے اور اُس کو برباد کردیا اور آس پاس کی قزاق قومون بھیل اور موگیون کو برانگیختہ کردیا کہ وہ کبھی مسلمانون کے مطیع نہووین غرض ان جنگلی قومون اور گائیکواڑ کے خاندان نے ملکر ملک گجرات کو آپس مین تقسیم کرلیا بلکہ اُنھون نے جودھپور جا کر ہاتھ مارا جسکے سبب سے مہاراجہ ابھے سنگھ اپنی ریاست کے واسطے گجرات کو چھوڑ کر چھراج بھنڈاری کو اپنی نیابت پر مقرر کرکے چلا آیا اور اس نائب سے کچھ نہوسکا۔ ساہوکارون اور زمینداروں پر روپے کے لالچ مین راٹھورون نے بہت ظلم کیا جس کی زیادہ فریاد ہونے سے گجرات کا صوبہ ابھے سنگھ سے اُتار کر بادشاہ نے کسی اور سردار کو دیدیا تحفۂ راجستان مین ہے کہ مہاراجہ ابھے سنگھ ایک لڑاکو اور آوارہ مزاج رئیس تھا آرام سے بیٹھنا پسند نہین کرتا تھا اُس نے گجرات سے بے فکر ہوکر بیکانیر لینے کا ارادہ کیا جس پر اُس کا چھوٹا بھائی ناگور کا بخت سنگھ حسد کے سبب برخلاف ہوکر جیپور اور بیکانیر والون کا شریک بن گیا اور ان سب نے مہاراجہ ابھے سنگھ کو تنگ کرکے اکیس لاکھ روپیہ فوج خرچ کے نام سے وصول کیا۔ لیکن یہ بھی کہتے ہین کہ بخت سنگھ نے کچھواہون کو واپسی کے وقت لوٹ لیا۔ اس جھگڑے کے بعد مہاراناے اودیپور کی معرفت راجپوتون مین میل ملاپ ہوگیا۔

ابھے سنگھ کی زندگی مین نادرشاہ نے ہندوستان پر حملہ کیا تھا اور محمد شاہ جو آخری شہنشاہ کہلانے کا مستحق تھا سمت ۱۸۰۴ مطابق ۱۷۴۷ء مین ملک آخرت کو انتقال کرگیا جسکے بعد اُس کا بیٹا احمد شاہ تخت نشین ہوا اُس نے دوسرے برس گجرات کی صوبہ داری بخت سنگھ کو دی تھی جو مرہٹون کے زور سے زیادہ عرصے تک قائم نرہی۔

مہاراجہ ابھے سنگھ سمت ۱۸۰۶ مطابق ۱۷۵۰ء مین سینتالیس برس کی عمر پاکر سولہ برس راج کرنے کے بعد دُنیا سے سفر کرگیا اور اُس کے بیٹے رام سنگھ کے وقت مین بخت سنگھ کو کامیابی کا موقع ملا۔

## ۲۵- مہاراجہ رام سنگھ

سمت ۱۸۰۶ مطابق ۱۷۵۰ء مین اپنے باپ کے بعد گدی پر بیٹھا لیکن وہ ایسا سخت مزاج تھا کہ مارواڑ کے اکثر سردار علیحدہ ہوکر اُسکے چچا بخت سنگھ سے جا ملے جو بہت دنون سے راج لینے کی فکر مین تھا ایک برس کے اندر بخت سنگھ نے مہاراجہ رام سنگھ کو میرتے کے قریب بھاری شکست دیکر اُس کا زور توڑ دیا اور سردارون کی مدد سے جودھپور دبالیا۔

## ۲۶- مہاراجہ بخت سنگھ

سمت ۱۸۰۷ مطابق ۱۷۵۱ء مین اپنے بھتیجے کو خارج کرکے مارواڑ کا مالک بنا۔ اُس نے اپنی چالاک طبیعت سے سردارون وغیرہ کو ایسا راضی کرلیا کہ دوبارہ ملک نکل جانے کا اندیشہ نرہا۔ لیکن رام سنگھ کا

وفادار پروہت جگودکن سے مادھو راؤ سیندھیا کو مدد پر بلا لایا یہ پہلا موقع تھا کہ خانہ جنگی کے سبب مارواڑ
مین مرہٹون کا قدم داخل ہوا - اس وقت مرہٹے جو لڑائی کم اور لوٹ زیادہ پسند کرتے ہین تمام ملک اور
رعیت کو لٹا اکر دیکھ کر واپس چلدیے - جیپور کی تاریخ مین جو لالہ روشن راے سے منقول ہے اس واقعے کو
اور طرح سے لکھا ہے جسکو ایشری سنگھ کے حالات مین دیکھنا چاہیئے -

سمت ۱۸۰۹ مطابق ۱۷۵۳ء مین جبکہ مہاراجہ بخت سنگھ اجمیر کے قریب ٹھہرا ہوا تھا اُس کی بہن
اور جیپور کے راجہ مادھو سنگھ کی رانی نے کھانے مین زہر دلوا کر رام سنگھ کے دشمن کا کام تمام کیا - اور مہاراجہ
کے بیٹے بجے سنگھ کو اُس کی گدی پر قائم رہنے کے واسطے تمام جھگڑون کا بار اُٹھانا پڑا - مہاراجہ بخت سنگھ
ایک بہادر - چالاک اور خود مطلب شخص تھا - اُس نے بدبختی سے باپ کو قتل کیا اور بھائی کے ساتھ آخرین
بے وفائی برت کر بھتیجے سے زبردستی راج چھین لیا جس کے عوض مین وہ زیادہ آرام نہ پاکر تین برس کے
اندر زہر سے ہلاک ہوا - اُس کی اولاد مین سے تین شخص بجے سنگھ - بھیم سنگھ اور مان سنگھ گدی پر بیٹھکر
پھر نسل قطع ہو گئی اور نسو برس کے اندر مہاراجہ جیت سنگھ کے بیٹے آنند سنگھ کی اولاد مین سے نوجوان
بچا کر ایڈر چلا گیا تھا - گود لینے کی حاجت پڑی -

## ۲۷ - مہاراجہ بجے سنگھ

سمت ۱۸۰۹ مطابق ۱۷۵۳ء مین مارواڑ کی حکومت پر قائم ہوا - اُس کی مسندنشینی احمد شاہ نے
منظور کی اور راجاؤن مین سے بیکانیر اور کرشن گڑھ والے جو راٹھور خاندان مین سے ہین ماتم پرسی
اور مبارکباد کے لئے جودھپور آئے دوسرے برس مہاراجہ ابھے سنگھ کے بیٹے رام سنگھ نے راجہ جیپور اور
مرہٹون کی مدد سے مارواڑ پر چڑھائی کر کے میرٹھہ کی لڑائی مین مہاراجہ بجے سنگھ کو شکست دی اور پیچھا کر کے
اُس کو ناگور مین جا گھیرا - مرہٹون کا افسر آپاجی سیندھیا ایک مارواڑی راجپوت کے ہاتھ سے مارا گیا
اور اُنھون نے مہاراجہ بجے سنگھ سے فوج خرچ مین کئی لاکھ روپے نقد اور رام سنگھ سے اجمیر مقام جو دلی کی
سلطنت کے ضعف سے بخت سنگھ کے وقت مین مارواڑ کے شامل ہو گیا تھا لے کر رام سنگھ کو اُسکی قسمت پر
چھوڑ دیا جو مدت کے بعد پریشانی کے ساتھ سمت ۱۸۲۹ مطابق ۱۷۷۲ء مین جے پور مین مرگیا - مرہٹون سے
شکست پانے کے بعد سردارون نے ملک کو تباہ اور مہاراجہ کو بہت دق کیا جس سے مہاراجہ کے خیرخواہ
دھائے بھائی نے باہر کی تنخواہ دار فوج نوکر رکھی جو اپنے مالک یا افسر کے سوا دوسرون کی پروا نہ کرے -
لیکن پریشانی مین روپے کی کمی سے اس قدر آدمی جمع نہو سکے جس سے فسادی سردارون کی طاقت
توڑی جاتی - لاچار مہاراجہ سردارون کو منانے کے لئے بیسلپور مقام پر گیا اور واپس آکر اُنکے ساتھ شہر مین
رہنا قبول کیا - اتفاق سے مہاراجہ کا گرو آتمارام مرگیا اور اُس کی میت کی رسمین ادا کرنے کے لئے مہاراجہ
کو رانیون سمیت قلعہ پر جانے کا موقع ملا جس کی پیروی سے تمام سردارون کو بھی وہان جانا لازم آیا -

مہاراجہ نے اپنی تکلیفون کا فوراً بدلا لیا۔ اہوہ۔ نیماج اور راس وغیرہ کے زبردست سردار مہاراجہ کی تنخواہ دار فوج کے ہاتھ سے لڑکر قتل ہوے اور ٹھاکر دیبی سنگھ جو مہاراجہ اجیت سنگھ کا بیٹا اور بجے سنگھ کا چچا مشہور ہو کر پوہکرن مین گود جانے کے بعد فسادیون کا سرغنہ بنا تھا قید مین سر پھوڑ کر مر گیا اُسکے بیٹے سبل سنگھ نے باپ کا عوض لینے کو سر اُٹھایا لیکن وہ بال اور ایک دوسرے مقام پر چڑھائی کرنے مین مارا گیا۔

مہاراجہ بجے سنگھ نے سردارون کے تباہ کرتے ہی زور پکڑا۔ مارواڑ کی غارتگر قومون کو سزا دیکر عمر کوٹ مقام سندھ کے حاکم سے چھین لیا جو اب مارواڑ کی مغربی جنوبی سرحد سے بہت دور ہے۔ کچھ عرصے کے بعد جیسلمیر کا کسی قدر علاقہ دبا لیا اور سمت ۱۸۲۷ مطابق ۱۷۷۱ء مین ایک زرخیز پرگنہ گوڈواڑ فوجی مدد کے عوض اودیپور سے حاصل کیا جبکہ وہان خانگی فسادسے اس بات کی ضرورت تھی سمت ۱۸۴۳ مطابق ۱۷۸۷ء مین مرہٹون کا فساد دور کرنے کے لئے جے پور کے راجہ پرتاب سنگھ کی شرکت مہاراجہ بجے سنگھ نے بھی قبول کرکے اپنے راجپوت مدد کو بھیجدیے جن کی بہادری سے تونگہ مقام پر لال سوٹ کے قریب سیندھیا کو بڑی شکست ملی اور راجپوتانے کے تمام مقامات سے اُسکو ہاتھ اُٹھانا پڑا چنانچہ مقام اجمیر بھی ایکبار پھر مارواڑ مین شامل ہوا۔ اس لڑائی سے چار برس کے بعد مرہٹون نے بڑی فوج کے ساتھ عوض لیا اور اسوقت مین جیپور والون نے مارواڑیوالون کی امداد مین ایک فضول بات پر نااتفاقی کرکے کوتاہی کی راٹھورون کو شکست عظیم ہوئی یہ لڑائی پاٹن کے مقام پر ہوئی تھی دوسری لڑائی میرتے کے مقام پر ہوئی اس مین بھی راٹھورون کو مرہٹون نے کچل ڈالا اور راجپوتانے کا صدر مقام اجمیر اور کچھ عرصے کے لئے ایک دفعہ مرہٹون کے قبضے مین جاکر مارواڑ سے ہمیشہ کو علیحدہ ہوا مہاراجہ بجے سنگھ نے مرہٹون کو ساٹھ لاکھ روپے فوج خرچ مین سے کچھ نقد اور باقی سامان وغیرہ دیکر پیچھا چھوڑایا۔

آخر عمر مین مہاراجہ بجے سنگھ ایک پاسبان عورت کا بہت مطیع ہو گیا تھا جس کے بیٹے کو اُس نے وارث قرار دیکر ولیعہد ظالم سنگھ کو محروم رکھنا چاہا تھا جب خواص والا لڑکا مر گیا تو مہاراجہ نے اپنے ایک پوتے مان سنگھ کو جو چھوٹے کنور گمان سنگھ کا بیٹا تھا خواص کے گود رکھدیا۔ سردارون نے ایسی کارروئیون سے رنجیدہ ہوکر مالکوسنی کے گانوُن مین جماؤ کیا جہان اُنکے منانے کے واسطے مہاراجہ کو جانا پڑا۔ لیکن سردارون نے کچھ حیلکرکے پاسبان عورت کو مہاراجہ کے پاس آتے ہوئے مارڈالا اور اُس کے پوتے بھیم سنگھ کو جو پانچوین کنور بھوم سنگھ کا بیٹا تھا گدی پر بٹھانے کے واسطے قلعہ سے بُلالیا۔ مہاراجہ نے فوراً بھیم سنگھ کو سوجت کا پرگنہ اور سوانہ کا قلعہ جاگیر مین دیکر راضی کرلیا جہان وہ خوشی کے ساتھ چلا گیا۔

مہاراجہ بجے سنگھ نے بھیم سنگھ کی خرابی کے لئے اپنے بیٹے ظالم سنگھ کو عمدہ علاقہ گوڈواڑ جاگیر مین دیکر اس بات پر آمادہ کیا کہ وہ اپنے بھتیجے کو مار کر اپنا ولی عہدی کا حق حاصل کرے ظالم سنگھ کے مقابل بھیم سنگھ شکست پاکر پوہکرن ہوتا ہوا جیسلمیر جارہا اور مہاراجہ بجے سنگھ خانگی جھگڑون اور اپنی پسندیدہ خواص کے

مارے جانے کے رنج سے اساڑھ سمت ۱۸۵۰ مطابق سنہ ۱۷۹۳ جولائی مین اکیاون سال کی عمر کے اندر اکتالیس برس راج کر کے مر گیا۔ اُسکے بیٹے ظالم سنگھ اور پوتے بھیم سنگھ دو دعوے دارون مین سے پچھلا کامیاب ہو کر راج کا مالک بن گیا۔ مہاراجہ بجے سنگھ کی اولاد اس طرح پر تھی۔

مہاراجہ بجے سنگھ۔

| فتح سنگھ کم عمری مین مرگیا | ظالم سنگھ | سانونت سنگھ بسور سنگھ | شیر سنگھ | بھوم سنگھ بھیم سنگھ۔ دھونکل سنگھ | گمان سنگھ مان سنگھ | سردار سنگھ |
|---|---|---|---|---|---|---|

## ۲۸- مہاراجہ بھیم سنگھ

سمت ۱۸۵۰ مطابق سنہ ۱۷۹۳ء مین اپنے دادا کے مرنے کی خبر پاتے ہی جیسلمیر سے جا رپہر مین جودھپور پہونچکر گدی پر بیٹھ گیا اور حقدار ظالم سنگھ جو سیسودیہ رانی سے پیدا ہوا تھا گھبرا کر میواڑ کو بھاگ گیا جہان کچھ عرصے کے بعد مہارانا کی وظیفہ خواری مین رہ کر فصد لینے مین ایک بے موقع رگ کے کٹ جانے کے سبب سے مر گیا۔ مہاراجہ بھیم سنگھ نے راج پاکر چاہا کہ گدی کا کوئی دعوے دار زندہ نہ چھوڑا جائے اس لئے اُس نے اپنے دس برس حکومت کا زمانہ رشتہ دارون کی تباہی مین صرف کیا۔ مہاراجہ کا باپ بھوم سنگھ اور اُسکے چار چچا فتح سنگھ۔ ظالم سنگھ سانونت سنگھ اور گمان سنگھ تو پہلے سے مر چکے تھے۔ صرف دو چچا شیر سنگھ اور سردار سنگھ اور دو رشتہ دار بھائی یعنی سانونت سنگھ کا بیٹا سور سنگھ اور گمان سنگھ کا بیٹا مان سنگھ باقی تھے جن مین سے سردار سنگھ قتل کیا گیا۔ شیر سنگھ آنکھین نکالے جانے کے بعد سر پھوڑ کر مر گیا اور سور سنگھ بھی گرفتاری کے بعد مار ڈالا گیا۔ مہاراجہ بجے سنگھ کی اولاد مین سے صرف ایک مان سنگھ ایسا قسمت ور نکلا جو بھیم سنگھ کے بعد راجہ بننے کو اُسکے ظلم سے بچ رہا۔

مہاراجہ بھیم سنگھ نے سب دعویدارون کو ٹھکانے لگا کر مان سنگھ کی گرفتاری کا ارادہ کیا جو قلعہ جالور مین رہ کر علاقے کو تباہ کیا کرتا تھا۔ ایک بار پالی کے دھاوے مین مان سنگھ کا پیچھا کیا گیا اور وہ گھوڑے سے گر کر دشمنون کے پنجے مین آنے ہی کو تھا کہ اہوہ کے ٹھاکر نے اپنے گھوڑے پر بٹھا کر جالور پہونچایا۔ مہاراجہ کی فوج جالور کے محاصرے کو گئی لیکن اُس کی بدمزاجی سے اکثر سردار مان سنگھ کے طرفدار بن گئے۔ اور جب ٹھاکرون پر طلبی کے ساتھ تاکید و سختی کی گئی تو وہ رنجیدگی سے غیر ریاستون مین چلے گئے۔ اُن مین سے اکثر کی جاگیرین تو آسانی سے منضبط ہوگئین لیکن نیماج مقام ایک برس مقابلے کے بعد فتح ہوا اور وہان کا قلعہ خاک مین ملا دیا گیا۔ اس کارروائی سے فرصت پاکر مہاراجہ کی تنخواہ دار فوج جالور پہونچی جہان اُس نے مان سنگھ کو ایسا تنگ کیا کہ وہ رسد وغیرہ کے نہ رہنے سے حاضر ہو جانے کے لئے طیار ہی تھا کہ سمت ۱۸۶۰ مطابق سنہ ۱۸۰۴ء مین مہاراجہ بھیم سنگھ

مر جانے سے فوج والوں نے مان سنگھ کو قیدی بنانے کے عوض اپنا مالک مان کر قلعہ سے باہر آنے کی درخواست کی اور وہ اپنے گرو کی معرفت جس نے پہلے سے کسی طرح مہاراجہ کے مرنے کی خبر پانے کے بعد پیشین گوئی کا حیلہ کر کے مان سنگھ کو کامیاب ہونے کی اُمید دلائی تھی قلعہ سے نکلکر مارواڑ کا مالک بنا۔

## ۲۹- مہاراجہ مان سنگھ

اس نے سمت ۱۸۶۰ مطابق ۱۸۰۴ء میں ریاست پاکر سرداروں کی بدخلافی کے سبب اپنی تمام عمر فکر اور اندیشے میں کاٹی ٹھاکر دیبی سنگھ کا پوتا اور سبل سنگھ کا بیٹا سوائی سنگھ جسکے باپ اور دادا سرکشی میں مارے گئے تھے اور جو سختی سے مارواڑ کی حکومت اپنی کٹار کے میان میں بتلایا کرتے تھے تھوڑے ہی دنوں میں مہاراجہ مان سنگھ کی مخالفت پر اُٹھا اُس نے اپنے ساتھی سرداروں کی سازش سے مشہور کیا کہ مہاراجہ بھیم سنگھ کی ایک رانی حاملہ ہے اور لڑکا پیدا ہونے پر ملک کا وارث سمجھا جائے گا اس بات پر سب کے اتفاق کر لینے سے مہاراجہ نے وبکر پیدائش کے بعد کنور کو ناگور و سوانہ جاگیر میں دینے کا وعدہ کر لیا۔ رانی سے جس لڑکے کا پیدا ہونا مانا گیا اُس کو حفاظت کی غرض سے پوکرن بھیجے جانے کے بعد دھونکل سنگھ نام سے شہرت دیکر ناگور و سوانہ ملنے کا تقاضا شروع ہوا لیکن مہاراجہ نے اُس کو جعلی قرار دیکر جاگیر دینے سے صاف انکار کر دیا اور مہاراجہ کے خوف سے رانی نے بھی دھونکل سنگھ کو اپنا بیٹا قبول نہ کیا جس سے سوائی سنگھ اور اُس کے ساتھی کچھ عرصے کے لئے چُپ ہو رہے۔

جب سوائی سنگھ کا زور دھونکل سنگھ کے معاملے میں نہ چلا تو اُس نے جیپور کے راجہ جگت سنگھ سے مہاراجہ مان سنگھ کو اودیپور کے مہارانا بھیم سنگھ کی بیٹی کے ساتھ شادی کرنے کی بابت لڑا دیا پرگنے کھائے جو بیلور سے کئی کوس فاصلے پر ہے کچھوا ہے اور راٹھوڑ لڑنے کو تیار ہوئے مقابلے کے موقع پر مارواڑ کے میرسیہ اور چانپاوت وغیرہ سردار دشمنوں سے جا ملے اور مہاراجہ نے کچاون۔ اہوہ۔ جالور اور نیماج کے چار جاگیرداروں کے سوا کسی کو اپنے پاس نہ پایا ہولکر جس نے لارڈ لیک کے مقابلے پر شکست پاکر ایک بار مارواڑ میں پناہ لی تھی اور مہاراجہ نے وقت روانگی لاہور انگریزوں سے اندیشہ نکر کے اُس کے اہل و عیال کو اپنے پاس رکھا تھا اُس نے اس وقت مہاراجہ مان سنگھ کی امداد سے پہلو تہی کی جس کی وجہ نواب امیر خان کا مورخ تو یہ بتاتا ہے کہ وہ مہاراجہ جیپور کے ایک معتمد اہلکار رائے رتن لال سے بشرط ترک حمایت مان سنگھ نذرانہ مقرر کر چکا تھا اور دوسرے یہ کہتے ہیں کہ ہلکر مہاراجہ مان سنگھ کی مدد کو ٹھاکر کوس پر آگیا تھا ٹھاکر سوائی سنگھ جاگیردار پوکرن نے دس لاکھ روپے کی ہنڈی لوٹنے کے مقام پر دسول پلٹنے کے قرار سے لوٹا دیا۔ مہاراجہ مان سنگھ اس حالت میں بھی حملہ کر کے جان کھونا چاہتا تھا لیکن چاروں خیرخواہ سردار اُس کو سر نہ اور بیاپ رستے سے جودھپور لے آئے اور پیچھا کرنے والے اُنیارہ کے سردار کو مہاراجہ کے نوکر مہدال خان نے راستے میں روک لیا اٹھارہ توپیں اور ڈیرے ہاتھی و ماہی مراتب نقرئی ہودج و پالکی خاصہ مخالفوں نے لے لئے سوائی سنگھ نے

منظور کئے ہین امیر خان نے دام تزویر بچھانے کے لئے دوبارہ وکیل مذکور کو بھیجکر کہلایا کہ مجھکو تمھارا قول و قرار منظور ہے لیکن تفصیل اقساط و تقرری میعاد معین کر دینا چاہیئے سوای سنگھ نے جواب دیا کہ جس روز امیر خان میری ملاقات ہو اُس سے عرصۂ تیرہ یوم مین تیرہ لاکھ روپیہ دونگا اور ستائیس لاکھ روپیہ اُس وقت دونگا کہ مان سنگھ کو جودھپور سے نکالکر دھونکل سنگھ کو اُس کی جگہ مسند نشین کر دیا جائے گا اور کہا کہ اگر نواب محمد شاہ خان میری دلجمعی کر دین تو امیر خان سے ملنے کو چلون غرض امیر خان نے یہ بات منظور کر کے مختار الدولہ محمد شاہ خان کو سوای سنگھ کے پاس جانے کا حکم دیا مختار الدولہ سوای سنگھ سے ملکر امیر خان کے پاس لوٹ آیا اور عرض کیا کہ سوای سنگھ اپنی تسلی اور جمع خاطر کو مجھ سے قسم چاہتا ہے اس مین آپ کی کیا مرضی ہے امیر خان نے فرمایا کہ اس باب مین مجھ سے استفسار کی کیا حاجت تھی جو امر موجب نمک حلالی اور درستی لشکر اسلام کا ہو بلا تامل عمل مین لانا بجا تھا۔ ہر چند بباعث اُس کی دغا بازی کے کہ ترقیات نواب کا بدخواہ تھا اُس کی بربادی منظور تھی لیکن چونکہ مختار الدولہ نے یہ امر بطور مسئلہ دریافت کیا تھا اُس کی تسلی کو ثقات لشکر نے کہا کہ واسطے خیر خواہی سردار اسلام اور درستی لشکر مسلمین کے خون ایک کافر بدخواہ مفسد کا فریب و دغا سے روا و درست ہے۔

غرضکہ مختار الدولہ نے اُس کو مطمئن کر کے واسطے ملاقات نواب امیر خان کے مقام حضرت سلطان التارکین پر کہ مابین ناگور و سونڈوہ ہے راضی کیا چنانچہ سوای سنگھ دلجمعی کر کے تقریباً دو ہزار سوار کے ساتھ وہان آیا اور اس طرف سے مختار الدولہ نے جاکر امیر خان کی جانب سے گفتگوے اصلاح امر کی اور سوگند سے اپنے کلام کو مؤکد کیا لیکن باوجود اس امر کے سوای سنگھ کو دغدغۂ خاطر تھا اور بالکل اطمینان نہ تھا اس لئے مختار الدولہ نے بہت اصرار کے ساتھ وہان امیر خان کو بلوایا نواب نے سوای سنگھ سے کہا کہ اگر تم اپنے وفاے عہد اور ایصال زر قرارداد مین ہم سے سچے رہو گے اور خلاف اتحاد عمل مین نہ لاؤ گے تو جملہ عہد و پیمان میرا تم سے درست و بجا ہے ورنہ در صورت خلاف و اختلاف برعکس اُس کا ظہور مین آئے گا۔ سوای سنگھ نے یہ بات سُنکر باظہار مصالحت اپنی جماعت کے ساتھ متصل لشکر امیر خان کے ڈیرہ کیا۔ لیکن چونکہ دل اُس کا غبار فریب سے صاف نہوا تھا نواب کو مطمئن کر کے دھوکا دینا چاہا اُسوقت مان سنگھ کے وکیل نے کہ امیر خان کے ہمراہ حاضر تھا احوال ملاقات امیر خان سے سوای سنگھ کے ساتھ اور ڈیرہ کرنا اُسکا قریب قیام گاہ نواب کے دیکھکر اپنے مہاراجہ کو خفیہ تحریر بھیجی کہ یہان امیر خان نے سوای سنگھ سے رابطۂ اتحاد محکم کر لیا ہے اور دھونکل سنگھ کی مسند نشینی کا ارادہ ریاست جودھپور پر کیا ہے آپ کو مطلع کرتا ہون مہاراجہ جودھپور نے کہ دانشمند اور امیر خان کی جانب سے مطمئن تھا جواب مین وکیل کو لکھ بھیجا کہ نواب کی جو مرضی ہو عمل مین لاوے تم فقط اُسکے ہر حال سے ہمکو اطلاع دیتے رہو۔

چونکہ سوای سنگھ کے دل مین فریب و دغا تھی باوجود قسم و اقرار محبت کے اُس نے خفیہ چار آدمی

مقرر کئے اور ہر ایک کو سو سو اشرفیان دیکر ایک ایک گانْون دینے کا وعدہ کرکے کہا کہ تم امیر خان کے لشکر مین جاکر بامید نوکری شامل ہوؤ اور موقع پاکر اُس کو قتل کر دو چارون اُس کام کا بیڑہ اُٹھا کر آئے اور اپنے آپ کو مسلمان ظاہر کرکے اخوند زادۂ محمد ایاز کے ایک خیمے مین جو نواب کے خیمے کے متصل واسطے اُن مسافرون کے کہ نوکری کی طلب مین آیا کرتے تھے کھڑا ہوا کرتا تھا ٹھہرے ۔ اتفاقاً ایک رفیق صادق مان سنگھ کا کہ بظاہر سوای سنگھ کے شامل ہو گیا تھا اس راز سے مطلع ہوکر مہاراجہ مان سنگھ کو اطلاع پرواز ہوا مہاراجہ نے اس تمام حال سے بہ تفصیل قوم و وطن اُن چارون کے نواب امیر خان کو اطلاع دی اور لکھ بھیجا کہ اخوند زادے کے خیمے مین ٹھہرے ہوئے ہین ۔ امیر خان پیش قبض بغل مین لیکر دو تین خدمتگارون اور ایک مشعلچی کے ساتھ اُس خیمے کی طرف آیا اور سب کو باہر چھوڑ کر مُنھ رومال سے لپیٹ کر خیمے مین گھسا اور اُن چارون کو آہستہ جگا کر اُن مین بیٹھ گیا اور آہستہ اُنسے کہا کہ جس کام کو آئے ہو اُس کی کیا تدبیر ہے اُنھون نے ایک اجنبی آدمی دیکھ کر کہا کہ ہم نوکری کو آئے ہین اور کچھ یہان ہمارا کام نہین امیر خان نے کہا کہ تم نوکری کو نہین آئے ہو بلکہ بغرض واسطے قتل امیر خان کے آئے ہو وہ بولے صاحب یہ کیا بات ہے ہم کو کیا تم برباد کیا چاہتے کہ اس بات کا الزام رکھ کر نوکری سے باز رکھو امیر خان نے کہا کہ تمھارا اخفا ہونا بیجا ہے مجھے بھی سوای سنگھ نے اسی کام کو بھیجا ہے اور تمھارا حال مجھ سے کہدیا ہے کہ سو سو اشرفیان نقد ہر ایک کو دیکر ایک ایک گانْون جاگیری بعد برآمد کار تمکو دینا کیا ہے پھر تمھارا نام و نشان مجھکو بتا کر مجھکو بھی سو اشرفیان دی ہین چنانچہ یہ نام ہین اور سوای سنگھ نے کہدیا ہے کہ تمھارے اتفاق سے اس کام کو پورا کرون لہذا مشورے کو تمھارے پاس اس وقت مین آیا ہون وہ یہ سُنکر چُپ ہو رہے امیر خان نے بفراست جان لیا کہ خاموشی دلیل رضا ہے اُنسے آہستہ کہا کہ یہان سے الگ چل کر اپنی تدبیر مجھ سے کہو اور مین بھی اپنی قرارداد سے تمکو مطلع کرون وہ چارون امیر خان کے ساتھ خیمے سے نکلکر روانہ ہوئے خدمتگار و مشعلچی بھی کہ باہر پوشیدہ کھڑے تھے امیر خان کے اشارے پر پیچھے چلے اُن لوگون نے انکو دیکھکر امیر خان سے پوچھا یہ کون ہین امیر خان نے کہا یہ میرے رفقا ہین اس کام کے پورا کرنے کو ساتھ لایا ہون ۔ غرض لشکر سے باہر ایک طرف بیٹھے امیر خان نے کہا کہ تدبیر قتل تمنے کیا سوچی ہے ہر ایک نے جدا جدا اپنا منصوبہ بیان کیا امیر خان نے جب اُن کا بیان اُنکی زبان سے سُن لیا تو مشعلچی کو کہا کہ مشعل روشن کرے پھر مُنھ سے رومال کھولکر خدمتگارون کو قریب بُلا کر اُن چارون سے کہا کہ اے اہل فریب تم جس سے دغا کرنے آئے ہو وہ مین ہون اب کہو مجھ سے کس طرح دغا کروگے امیر خان کی اس تقریر سے وہ کانپنے لگے اور نادم و پشیمان ہوکر اُس کے قدمون پر گر پڑے امیر خان نے اُن مین سے ایک کو رخصت دی کہ جاکر سوای سنگھ سے یہ حال کہدے اور تین کو اخوند زادے کے پاس قید کیا اور کہا کہ اس قدر غفلت کرنا میرے خون کے تشنہ دشمنون کو اپنے پاس رکھنا تمھاری دانائی و مروت سے بعید ہے اُسنے عذر لاعلمی پیش کیا ۔

امیر خان وہان سے اپنے خیمے مین آیا اور سوچا کہ سوای سنگھ باوجود قسم اور اقرار کے فکر دغا و خون ریزی میں ہے

جس کے حکم سے بخشی اور دیوناتھ کو اُس کے سپاہیون نے قلعہ پر جاکر مار ڈالا - گرو کے مارے جانے کے بعد امیر خان نے جودھپور کا تعلق چھوڑا اور مہاراجہ نے رنج و دیوانگی کے سبب ریاستی کاروبار اپنے بیٹے چھتر سنگھ کو سونپ دیے لیکن اُس کم عمر کو عیاشی مین پڑنے کے سبب دشمنون نے جلد زہر سے مار دیا بیٹے کے بے موقع مرجانے سے مہاراجہ پر زیادہ دیوانگی چھائی اُس نے ایک خدمت گار کے سوا جو کھانا پکا کر لاتا تھا سب کو بے اعتبار جانکر کسی کو پاس نہ آنے دیا یہانتک کہ ایک انگریزی اہلکار منشی برکت علی تنہا اُس کا حال پوچھنے کو گیا اور سرکاری عہدنامہ ہونے کے بعد اُس نے تکلیف سے رہائی پائی -

سمت ۱۸۷۳ مطابق ۱۸۱۷ء مین سرکار انگریزی نے ہندوستان کے اندر امن قائم ہونے کے واسطے راجپوتانے کے اکثر رئیسون کو غارتگرون سے علحدگی اختیار کرنے کی ہدایت کی - جودھپور سے بھی اس موقع پر ایک وکیل دہلی گیا اور جو عہدنامہ کنور چھتر سنگھ کے مرجانے سے ملتوی رہ گیا تھا دسمبر ۱۸۱۷ء مین طے پایا اس کے دوسرے برس مسٹر ویلڈر اور تیسرے سال کرنل ٹاڈ جودھپور گئے جنھون نے مہاراجہ کو تسلی اور نیک صلاحین دیکر ملکی انتظام پر مائل کیا - سرکاری توجہ کے خیال سے سرکش سردار مہاراجہ سے کسی قدر ڈرنے لگے - لیکن اہلکارون نے رعیت پر ظلم کرکے اکثر جاگیرین بے سبب ضبط کرلین - مہاراجہ نے اپنے مطلب کے واسطے ایک دم سنبھالا لیا - دیوان اکھے راج وغیرہ کو قید کرکے بہت سا روپیہ وصول کرنے کے بعد ان سب ظالمون کو بڑی بے رحمی سے مروا کر قلعہ کے نیچے پھکوا دیا - پھر نئی فوج کے ذریعہ سے جاگیرداروں پر سختی شروع کی جو تنگ ہوکر مارواڑ سے نکل گئے سمت ۱۸۷۹ مطابق ۱۸۲۳ء مین جلاوطن سردارون نے پولٹیکل افسر سے اپنی جاگیرین بے جا ضبط ہونے کے سبب فریاد کی جس پر پولٹیکل اجنٹ نے بڑی مشکل سے صلح کرائی لیکن اس کا پورا اثر کئی برس کے بعد ہوا - سمت ۱۸۸۰ مطابق ۱۸۲۴ء مین علاقہ میرواڑہ کے اکیس[۲۱] گانون بینے اور میر لوگون کا فساد دور کرنے کو آٹھ برس کے واسطے انگریزی انتظام مین دیے گئے دوبارہ نو برس کی میعاد مقرر ہوئی پھر یہ گانون ہمیشہ کے واسطے سرکاری ضلع اجمیر کے متعلق رکھے گئے - اسی طرح زیادہ تکرار رہنے کے سبب ملانی کا علاقہ بھی پولٹیکل افسر مارواڑ کی نگرانی مین لیا گیا جہان سے سرکاری معرفت چار ہزار روپیہ سالانہ خراج لینے اور کل انتظامی خرچ دینے کے سوا ریاست کو کچھ تعلق نہین ہے -

پوس بدی ۲ سمت ۱۸۹۲ مطابق دسمبر ۱۸۳۵ء مین ایک دوسرا عہدنامہ سرکار انگریزی اور مہاراجہ جودھپور کے درمیان طے پایا جس کی رو سے پہلے عہدنامے کی آٹھوین دفعہ جس مین ڈیڑھ ہزار سوار مدد کے طور پر سرکار کو دیے جانے کا ریاست نے ذمہ لیا تھا تبدیل ہوکر اُس کے عوض ایک لاکھ پندرہ ہزار روپیہ سالانہ نقد فوج خرچ کے نام سے سرکار انگریزی کو دیا جانا قرار پایا - اس کے چند روز بعد ریاست نے مقام عمرکوٹ پر قبضہ دلانے کا دعوےٰ پیش کیا جو سمت ۱۸۶۳ مطابق ۱۸۰۷ء سے مارواڑ کے

شامل ہوگیا تھا اور پھر جس کو سمت ۱۸۶۹ مطابق ۱۸۱۳ء مین تالپور سندھ کے امیرون نے دبالیا تھا۔
سرکار انگریزی نے سندھ کے فتح ہونے کے بعد اس سرحدی مقام کو اپنے قبضے مین رکھنا مناسب سمجھ کر
عمرکوٹ کی دس ہزار سالانہ آمدنی کے عوض ریاستی خراج ایک لاکھ آٹھ ہزار سالانہ مین کمی کرکے سمت ۱۸۸۱
مطابق ۱۸۲۴ء سے اٹھانوے ہزار خراج قائم رکھا جس کی تعداد فوج خرچ کے ملانے سے دو لاکھ تیرہ ہزار ہوگئی
آخر وقت مین مہاراجہ کے مزاج پر ناتھ لوگ یعنی جوگی جنھون نے جالور مین اُس کا ساتھ دیا تھا بڑے
حاوی ہوگئے تھے اُنکی بے جا حرکتون (شہر کی عورتین پکڑ لینے اور ملکی کاروبار مین دخل دینے) سے عام رعیت
اور جاگیردارون کو نہایت شکایت تھی اس لئے سمت ۱۸۹۵ مطابق ۱۸۳۹ء مین کرنل سرجان سدرلینڈ ایجنٹ
گورنر جنرل راجپوتانہ فوج کے ساتھ انتظام کی درستی کے واسطے جودھپور آکر ٹھہرا رہا۔ اس عرصے مین جاگیردارون
اور رعایا کو رضامند کرکے انگریزی فوج بندوبست کے لئے خاص جودھپور مین رکھنی پڑی جو امن ہوجانے پر
پانچ مہینے کے بعد اُٹھالی گئی لیکن اس وقت سے ایک پولٹیکل افسر کا قیام ہمیشہ کے واسطے جودھپور مین قرار
پاگیا۔ پولٹیکل افسر نے ایکبار کئی جوگیون کو جنھون نے ایک برہمن کی لڑکی پکڑ لی تھی مارواڑ سے نکلوادیا۔ اس
غم مین مہاراجہ مان سنگھ نے کھانا پینا کم کرنے اور ضعف بڑھ جانے سے سمت ۱۸۹۹ مطابق ۱۸۴۳ء ۵ دسمبر کو
چالیس سال کے قریب راج کرکے بغیر اولاد انتقال کیا جس پر مہاراجہ بخت سنگھ کی نسل کا خاتمہ ہوگیا اور
مہاراجہ اجیت سنگھ کی دوسری اولاد مین سے گود لینے کی ضرورت پڑی اس موقع پر دھونکل سنگھ نے گدی کا
دعوے کیا لیکن سرکار سے نامنظور ہوا اور ایڈر و احمد نگر کے رئیسون مین سے جو خاندان مارواڑ کے قریب رشتہ دار
ہین گود لینے کی اجازت ہوئی۔

## ۲۰۔ مہاراجہ تخت سنگھ

تخت سنگھ رئیس احمد نگر جو مہاراجہ رنجیت سنگھ سے تیسری پُشت مین ہے سمت ۱۸۹۹ مطابق شروع
۱۸۴۴ء مین رانیون۔ سردارون۔ اور اہلکارون کی مرضی سے جودھپور طلب کیا گیا اُس نے اپنے کنور
جسونت سنگھ کو احمد نگر کی ریاست پر رکھنا چاہا تھا لیکن جودھپور چلے آنے سے وہان کا حق جاتا رہا اس لئے
سمت ۱۹۰۴ مطابق ۱۸۴۸ء مین احمد نگر کا علاقہ انگریزی حکم سے ایڈر کے شامل کیا گیا۔ جس سے ساٹھ
برس پہلے علیحدہ ہوا تھا۔

جب مہاراجہ مسند نشین ہوا زیادہ تر ملک ٹھاکرون اور کامدارون اور مہاراجہ مان سنگھ کے متوسلون
کے قبضے مین تھا راج کی آمدنی مین ہر طرح سے کمی تھی اور وہ آمدنی ایسی بڑی ریاست کے مصارف اور
فوج کے واسطے کافی نہ تھی اس زمانے مین راج مین ایک بھی ہاتھی نہ تھا اور نہ توشے خانے مین کوئی زیور تھا
سوائے اس کے قرضہ کثیر تھا اور اُس کے ادا ہونے کی کوئی صورت نہ تھی اگرچہ مہاراجہ کے متوسل بھی
احمد نگر سے اُس کے ساتھ آئے تھے مگر اُنکا کوئی اعتبار اور عزت نہین کرتا تھا مجبوراً اُس کو راج کے قدیم

اہلکارون کی معرفت انتظام کرانا پڑا موروثی عہدون پر مدت سے دولت مند آدمی مقرر تھے ان سب لوگون کا
ساز و تعلق ٹھاکرون سے تھا اکثر اُنکے بوہرے تھے اور اکثر بددیانتی سے مہاراجہ کا روپیہ خرچ کرکے اور ملک
کی آسودگی مین خلل ڈالکے اپنا رسوخ زیادہ کرتے تھے ٹھاکران گولر - آسوپ - آلنیاواس اور باجاواس
ملک مین غارت گری کررہے تھے انکی چشم نمائی ۱۸۵۶ء مین بمنظوری سر رچمنڈ شکسپیر پولٹیکل اجنٹ
شروع ہوئی کہ ۱۸۵۷ء مطابق سمت ۱۹۱۴ کا غدر پیش آگیا اور اس وقت کنٹنجنٹ فوج جس کا نام جودھپور
لیجن تھا باغی ہوگئی اور دوسرے ممالک کے باغی اور مارواڑکے وہ جارون سرکش جاگیردار اُس کے شامل ہو
ٹھاکر گولروالے نے خصوصیت کے ساتھ شامل ہوکر مارواڑکو تاخت و تاراج کیا مجر میشن پولٹیکل اجنٹ
راج کی فوج لیکر اُن سے برسر مقابلہ ہوا مگر عہدہ برآ نہوسکا باغیون نے پولٹیکل اجنٹ کو مارڈالا اور اُس کا سر
ہواکے قلعے پر لٹکادیا لیکن مہاراجہ ہرطرح سرکاری خیرخواہ رہا جسکے صلے مین اُسکو تمغاے ستارۂ ہند و خطاب ملا
دوبارہ پیچھا کیے جانے پر فسادی ٹھاکرون نے علاقہ بیکانیر مین پناہ لیکر ملک کو لوٹ مار سے تباہ کیا
حسب الحکم کرنل ایڈن کپتان امپی نے مہاراجہ کو فہمائش کی کہ اُن لوگون کا قصور معاف کرکے اُنکو مارواڑ مین
آباد کرنا چاہیے مہاراجہ نے اُنسے صلح کرنا اور جاگیر دینا قبول کیا مگر اُنکی قدیم جاگیر دینے پر راضی نہوا چونکہ
پولٹیکل اجنٹ کی راے مین بغاوت و سرکشی سے یہ ٹھاکر اپنی قدیم جاگیر کا استحقاق کھو چکے تھے اجنٹ نے
مہاراجہ کی اس تجویز مین اعتراض نہ کیا اور ٹھاکرون نے بلا واگذاشت قدیم جاگیرون کے صلح منظور نہ کی
اس وجہ سے بدستور باغی رہے اگرچہ سابق مین سمجھا گیا تھا کہ ٹھاکرون پر بڑی زیادتی ہوئی ہی مگر تحقیقات سے
ثابت ہوا کہ اُنکی شکایتین جھوٹی تھین بلکہ وہ ایسے جرائم کے مرتکب ہوتے تھے کہ اگر انگریزی علاقہ مین
ہوتے تو مستوجب سزاے سخت متصور ہوتے بجاے اس کے کہ مہاراجہ کو انتظام مین مدد دیتے ارتکاب
جرائم مین چشم پوشی کرتے تھے اور انسداد جرائم و سزادہی مجرمان کو اپنی رنجش کا باعث سمجھتے تھے بلکہ چھوٹے
ٹھاکر علانیہ غارتگری سے بسراوقات کرتے تھے جس حالت مین مہاراجہ انتظام امن و عافیت مارواڑ کا
ذمہ دار سمجھا جاتا تھا کم سے کم ایک ثلث ملک ٹھاکرون کے قبضے مین تھا جو تدبیرات انتظام مین مخل بلکہ
مخالف تھے بجز میواڑ کے مارواڑ کی برابر زبردست سردار کسی ریاست مین نہین جیپور مین بجز کھیتڑی کے نہ
خودمختار رئیسون دوتین جاگیردار ہین جو جودھپور کے دس بارہ جاگیردارون کے برابر متصور ہوسکین اور
دوم و سوم درجے کے ماتحت ٹھاکر بہت کثرت سے ہین البتہ مہاراجہ نے جاگیرین ضبط کرنے مین بہت
کوشش کی مگر اس مین اُس کو ایسا فایدہ نہوا جیسا کہ بشرط اختیار اور ذریعہ ہونے کے ٹھاکرون کو
ارتکاب جرم پر انصافانہ سزادینے مین ہوتا - آخرکار دس برس کے بعد سرکار انگریزی کی مداخلت سے
ٹھاکرون کو قدیمی جاگیرون ملکر خالصے پر امن کے ساتھ راج کا قبضہ ہوا -
وقائع راجپوتانہ مین لکھا ہے کہ مہاراجہ تخت سنگھ کو شراب خواری کی عادت بکثرت ہوگئی شبانہ روز

محلون مین رہنے لگا اُس کے پاس کسی کا گذر نہوتا تھا اس وجہ سے راج کا کل کام اہلکارون پر منحصر تھا اور اُنکی یہ کیفیت تھی کہ مہاراجہ کی مزاج داری اور اپنی منفعت کے سوا کسی کام سے غرض نہین رکھتے تھے۔ مہاراجہ نے کاہلی مین اپنا آرام سمجھا سالہا سال اس کاہلی مین مبتلا رہنے سے جیتی پڑنا اور لوگون کے پہنچنے سے راہ ہونا مشکل ہوگیا۔ زنانہ ڈیوڑھی اور متوسلون کا گروہ کثیر اُسکے انصاف وتجویز مین خلل انداز ہوتا تھا۔

مہاراجہ نے ملکی انتظام کے واسطے کرنل ٹیلر کو جو سرکاری نوکری سے علیحدہ ہوگیا تھا نوکر رکھا لیکن چندروز کے بعد وہ یہان بھی نہ رہ سکا۔ پھر حاجی محمد خان جو راجپوتانہ رزیڈنسی کا زبردست میرمنشی رہ چکا تھا ریاست مین دیوان کیا گیا اور سمت ۱۹۲۳ مطابق ۱۸۶۷ء مین اُس کے پُشکر کے مقام پر مارے جانے کے بعد مہاراجہ نے منشی مردان علی کو جس کا تخلص شعرون مین رعنا ہے انتظام سپرد کیا جس نے کئی برس تک اچھی کارروائی کی لیکن علاقے مین اُسکے پردیسی ماتحتون نے ظلم سے خرابی اور بدنامی پیدا کردی۔

سمت ۱۹۲۵ مطابق ۱۸۶۹ء کے قحط مین بدانتظامی کے علاوہ مارواڑ کی رعایا پریشان ہوکر غیرعلاقون مین نکل گئی راستون مین وہ اور اُنکے مویشی کثرت سے تباہ ہوئے۔ مہاراجہ کے پاس تو اپنے ہی خرچ کو روپے کی فریاد رہنے سے کچھ نہ تھا وہ رعیت کی مطلق دستگیری نکرسکا۔ لیکن رانیون اور بعض ٹھاکرون نے مدت تک محتاجون کو کھانا دیا۔ کنور جسونت سنگھ کو گوڈواڑ کا پرگنہ ایک لاکھ جمع کے حساب سے دیا جاکر کمی وبیشی اپنی اپنی ٹھہری تھی اُس مین قحط کے سبب اسی ہزار سالانہ کی کمی ہونے سے کنورصاحب نے جودھپور آکر روپے کا مطالبہ کیا ریاست مین خود دس لاکھ روپیہ معمول سے کم وصول ہوا تھا اس لئے مردان علی خان دیوان کمی مجرا دینا نہین چاہتا تھا لیکن فساد کی صورت قائم ہوجانے پر بڑی مشکل کے ساتھ روپیہ ادا کرنا پڑا باقی کنورون کو سوائے زورآور سنگھ کے جو پچاس ہزار لیتا رہا بیس بیس ہزار روپیہ سالانہ اور کنیزک زاد بیٹون کو سوائے موتی سنگھ کے جس کو بڑا ہونے کے لحاظ سے بارہ ہزار دیا گیا چھ چھ ہزار روپیہ سالانہ کی جاگیرین ملین اور اس کو سب نے منظور کرلیا۔

سمت ۱۹۲۶ مطابق ۱۸۷۰ء مین سرکار انگریزی اور راج جودھپور کے درمیان نمک کی بابت عہدنامہ ہوکر سانبھر کے آدھے حصے کے واسطے سرکار نے سوا لاکھ روپیہ دینا قبول کیا۔ اور ساڑھے آٹھ لاکھ من سے زیادہ نمک فروخت ہونے کی صورت مین بیس روپیہ سیکڑہ اور دینا منظور فرمایا۔ تین مہینے کے بعد نانوہ اور گوڈہ کے نمک کی بابت دوسرا عہدنامہ لکھا گیا جس کے موافق ۶۳ ہزار روپیہ سالانہ عمولی اور نو لاکھ من سے زیادہ نمک بکنے پر چالیس روپیہ سیکڑہ سرکار انگریزی کی طرف سے جودھپور کو ملنا قرار پایا۔ سانبھر پر جس مین آدھا حصہ جے پور کا تھا جلد سرکاری قبضہ ہوگیا۔ لیکن نانوہ اور گوڈہ پر مدت کے بعد اس انتظام کی نوبت پہونچی۔

سمت ۱۹۲۸ مطابق ۱۸۷۲ء مین مہاراجہ نے جسمانی ضعف کے سبب اپنے بڑے کنور جسونت سنگھ کو

ملکی حکومت سپرد کردی لیکن دوسرے کنور زور آور سنگھ نے اس دعوے پر کہ جسونت سنگھ احمد نگر کی پیدائش ہے اور وہ خود مارواڑ میں پیدا ہونے کے سبب ولی عہدی کا حقدار ہے قلعہ اور شہر ناگور پر زبردستی قبضہ کر لیا میجر ای۔ سی۔ ایمی پولٹیکل اجنٹ نے فوراً موقع پر پہونچ کر اپنی خوش تدبیری سے قلعہ خالی کرا کر فساد دور کیا۔ کنور جسونت سنگھ کا احمد نگر مین وارث رہنا بہت پہلے برس سرکاری حکم سے ملتوی رہ چکا تھا اور وہ ہر طرح ولی عہد مارواڑ مانا گیا تھا اس لئے زور آور سنگھ کی درخواستین جو وہ اجمیر مین رہ کر راج ملنے کے واسطے دو برس تک بھیجتا رہا سرکار سے ہمیشہ نامنظور ہوئین۔ آخر وہ سرکاری ہدایت سے اپنے بڑے بھائی کو بزرگ و مالک مانکر جودھپور گیا جہان اُسکو پچیس ہزار روپیہ سالانہ کی جاگیر ملی۔

شروع سمت ۱۹۲۹ مین میجر والٹر پولٹیکل اجنٹ کو جو دورے مین گیا ہوا تھا۔ ڈاکٹر ہنڈلی نے مہاراجہ کی سخت بیماری کا احوال لکھا اور وہ جلد واپس مہاراجہ کے دیکھنے کو گیا جس سے مہاراجہ کو خوشی اور اطمینان ہوا لیکن دس روز کے بعد ۱۲ فروری ۱۸۷۳ء کی رات مین تیس برس کے قریب راج کر کے مہاراجہ تخت سنگھ نے وفات پائی۔ پولٹیکل اجنٹ کی موجودگی سے کوئی رانی یا پردایت وغیرہ ستی نہ ہوسکی۔ یہ مہاراجہ اگرچہ رات دن عیش و آرام مین مشغول رہنے کے سبب ملکی کاروبار کی بہت کم خبر رکھتا تھا اور علاقے مین ٹھاکرون کی سرکشی سے اکثر ابتری پھیل رہی تھی لیکن خاص اُسکی طرف سے کسی پر ظلم نہ تھا اس لئے اُسکے انتقال پر عام رعیت کو بڑا رنج گذرا۔ سرکار انگریزی نے بھی ہمیشہ اُسکو خیرخواہ خیال کیا جو سرکاری افسر اُس سے ملا بہت خوش ہوا۔

مہاراجہ کو پولٹیکل افسر سے اپنے اہلکارون کا ملنا ہرگز پسند نہ تھا اور جس شخص کی ایجنسی کی طرف سے سفارش کی جاتی اُس کو وہ ضرور غیر معتبر جانتا کیونکہ اُس کا یہ خیال تھا کہ خوشامدی جاہل اہلکار راج کے اندرونی حالات اور ٹھاکرون کے پیچیدہ معاملات ظاہر کر کے رضامندی حاصل کرتے ہین جس کے سبب غیرون کو مداخلت کا موقع مل جاتا ہے ان باتون سے اُس کی دانشمندی ثابت ہوتی ہے۔ اس مہاراجہ کے ستائیس رانیان۔ تیرہ پردایت اور سترہ کنیزک کل ستاون عورتین تھین جن سے دس کنور دس کنیزک زادلڑکے پانچ بیٹیان اور نو کنیزک زادلڑکیان کل چونتیس ۳۴ اولاد پیدا ہوئی ان سب مین بڑا کنور جسونت سنگھ راج کا مالک ہوا۔

## ۳۱۔ مہاراجہ جسونت سنگھ دوم

سمت ۱۹۲۹ مطابق ۱۸۷۳ء یکم مارچ کو میجر چارلس والٹر پولٹیکل اجنٹ کے سامنے حسب دستور ٹھاکر بگڑی کے راج تلک کرنے پر مسند نشین ہوا۔ دوسرے برس مہاراجہ نے خاص جودھپور مین دیوانی۔ فوجداری اور اپیل وغیرہ کی عدالتین مقرر کر کے اُنکے ماتحت پرگنون مین حاکم اور تھانہ دار متعین کئے اور سب عدالتون کی اپیل وغیرہ کے لئے چند سرداران اور عزت دار اہلکارون کی ایک کونسل

محکمہ خاص یا مصاحب نام قرار دی گئی اس کا نگران اور افسر اعلیٰ بھیا فیض اللہ خان کو کیا ۔ جو تمام کاروبار مین مہاراجہ کا قائم مقام اور مختار عام سمجھا گیا مہاراجہ نے ڈکیتی اور جرائم کا سختی سے سد باب کیا اور ریلوے اور انہار کی تعمیر مین بڑا حصہ لیا اور جنگی کی اصلاح کی اور باقاعدہ بندوبست محاصل اراضی جاری کیا اُس نے دُور جمنٹین امپریل سروس سوارون کی قائم کین اُسکو ۱۸۷۵ع مین جی سی ایس آئی کا خطاب ملا اور اُسکی سلامی ۱۷ توپون سے ترقی پاکر ۲۱ ضرب توپ تک پہونچ گئی ۔

اگلے مہاراجہ نے میو کالج کے چندے مین ایک لاکھ روپیہ دیا تھا اس مہاراجہ نے مارواڑ کی بورڈنگ ہوس (قیام گاہ طلبا) کے لئے چھتیس ۳۶ ہزار روپیہ عنایت کرکے اجازت دی کہ تمام کالج بننے کو کرانے کا جس قدر پتھر درکار ہو بغیر کسی قیمت و محصول کے اُسکے علاقے سے لیا جائے ۔

اسی طرح کانپور مین غدر کے بعض بہادر مقتولون کی یادگار کے طور پر ایک گرجا تیار ہونے کے لئے پولٹیکل اجنٹ کی معرفت سفید پتھر مانگا گیا جس کو مہاراجہ نے منظور کرکے بغیر قیمت و کرایہ اپنے خرچ سے کانپور تک پتھر پہونچا دیا اور سمت ۱۹۳۱ مطابق ۱۸۷۵ع مین مہاراجہ اپنے والد کی خاک گنگا مین پہونچانے کو بنگالہ وغیرہ کی طرف گیا ۔ مذہبی رسمون سے فارغ ہوکر کلکتے مین جناب ویسرائے سے ملاقات اور اکثر مقامات کی سیر کرتا ہوا جیپور اور اجمیر کے رستے سے جودھپور داخل ہوگیا ۔ اسی سال مین فوج کی تنخواہ چڑھ جانے اور بہت سی فضولیون کے سبب مہاراجہ نے علاوہ اُس بیس لاکھ روپے کے جو مختلف ساہوکارون سے لیکر خرچ کر دیا تھا چوبیس لاکھ روپیہ انگریزی سرکار سے قرض لیا جس کے ادا ہونے کے لئے کئی برس کے بعد قسطین مقرر کی گئین ۔

اس سال کے آخر مین لارڈ نارتھ بُرک ویسرائے راجپوتانے کا دورہ کرتے ہوئے مہاراجہ کی درخواست پر جودھپور آئے ویسرائے کا مارواڑ مین آنے کا یہ اول ہی موقع تھا اس لئے راج کی طرف سے کئی لاکھ روپیہ خرچ ہوکر روشنی اور دعوت بڑی دھوم دھام سے کی گئی ۔ اس سے تھوڑے دنون کے بعد مہاراجہ نے شاہزادہ صاحب ویلز سے ملاقات کی جنھون نے اُسکو اول درجے کا تمغاے ستارۂ ہند عنایت کیا ۔ سمت ۱۹۳۲ مطابق ۱۸۷۶ع مین زیادہ قرضداری کے سبب فوج خرچ وغیرہ مین تخفیف ہوکر بھیا فیض اللہ خان جو روپیہ زیادہ خرچ کرتا تھا مصاحب اعلےٰ کے منصب سے علحدہ کیا گیا مدت کے بعد اُسکے عوض مہاراجہ کا تیسرا بھائی مہاراج پرتاب سنگھ مقرر ہوا جس نے باوجود احتیاط سے کام کرنے کے مسلمانون سے نفرت رکھی ۔ مہاراجہ کا چھوٹا بھائی مہاراج ظالم سنگھ مددگار مصاحب اعلےٰ قرار دیا گیا ۔

سمت ۱۹۴۳ مطابق ۱۸۸۶ع مین مہاراجہ نے راجپوتانہ لائن سے جو اجمیر سے احمد آباد کو جاتی ہے ساٹھ میل کی ایک ریلوے شاخ اپنے خرچ سے جودھپور تک تیار کرائی جس کو بڑھا کر ناگور و بیکانیر کے راستے سے پنجاب تک ملا دیا ہے اسی سال انگریزی سرکار سے مہاراج پرتاب سنگھ کو تمغاے ستارۂ ہند درجۂ دوم ملا دوسرے برس ۱۸۸۷ع مئی مہینے مین مہاراج سر پرتاب سنگھ حضور قیصرۂ ہند کے جشن جوبلی یعنی پچاسوین سال

جلوس کی خوشی مین شریک ہونے کو ولایت گیا جہان اُسکو شاہزادے صاحب ویلز کی فوجی مصاحبت اور لفٹنٹ کرنل کا درجہ عطا ہوا۔
مہاراجہ کا انتقال ۱۸۹۵؁ء مین ہوا اور اُس کا اکلوتا خرد سال بیٹا سردار سنگھ مسند نشین ہوا۔

## ۳۲۔ مہاراجہ سردار سنگھ

مہاراجہ سردار سنگھ ۱۸۸۰؁ء مین پیدا ہوا اُس کی صغر سنی کے زمانے مین اُس کے چچا مہاراج سر پرتاب سنگھ نے باداد کونسل انتظام کیا۔
مہاراجہ کو ۱۸۹۸؁ء مین پورے اختیارات ملے جودھپور کے امپریل سروس سوارون نے ۱۸۹۸؁ء مین سرحد پر اور ۱۹۰۰؁ء مین چین مین خدمات جنگ انجام دین۔ ۱۹۰۰؁ء مین سکہ ریاست بند کرکے انگریزی سکہ جاری کیا مہاراجہ ۱۹۰۱؁ء مین انگلستان گیا۔ اور اس کی ایک شادی مہارانا فتح سنگھ جی والی اودیپور کی بیٹی سے ہوئی ۱۹۱۰؁ء کے سال نو پر مہاراجہ جی سی ایس آئی بنایا گیا۔
۱۱ مارچ ۱۹۱۱؁ء کو مہاراجہ کا انتقال ہوگیا اور اُس کا بیٹا سمیر سنگھ اُسکا جانشین ہوا۔

## ۳۳۔ مہاراجہ سمیر سنگھ

کم سن مہاراجہ جودھپور کی نابالغیت کے زمانے مین اُسکی ریاست کے کاروبار چلانے کا جو معاملہ گورنمنٹ ہند کے زیر غور تھا اس کے متعلق یہ فیصلہ صادر کیا گیا کہ میجر جنرل مہاراج سر پرتاب سنگھ جو اُس کا دادا ہوتا ہے اور راج ایڈر کا مسند نشین تھا اپنی ریاست ایڈر کا انتظام اپنے فرزند متبنے کے سپرد کرکے خود ریاست جودھپور مین کونسل آف ریجنسی کے فرائض انجام دے مہاراجہ سردار سنگھ کے زمانہ نابالغیت مین بھی پرتاب سنگھ ریجنٹ رہ چکا تھا اور کونسل کا وائس پریسیڈنٹ مہاراج ظالم سنگھ مقرر ہوا خرد سال مہاراجہ کپتان اسٹرونگ کی اتالیقی مین مع اپنے چھوٹے بھائی کے انگلستان مین تعلیم پاتا رہا اور آخر ۱۹۱۳؁ء مین وہ جودھپور واپس آیا۔
لارڈ ہارڈنگ ویسراے ہند نے جودھپور تشریف لیجا کر ۴ مارچ ۱۹۱۶؁ء کو وہان دربار منعقد کرکے نوجوان مہاراجہ کو اختیارات ریاست عطا کئے اور مہاراج پرتاب سنگھ ریجنٹ جو میدان جنگ مین برٹش افواج کے پہلو بہ پہلو جرمن کی فوج سے معرکہ آرا تھا اپنے عہدے سے مستعفی ہوگیا اور ۱۹۱۸؁ء مین مہاراجہ سمیر سنگھ گذر گیا۔

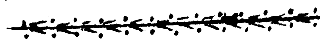
## ۳۴۔ مہاراجہ رنجیر سنگھ

۲۴۔ اکتوبر ۱۹۱۸؁ء کو متوفی نوجوان مہاراجہ سمیر سنگھ کا سوگ اُٹھایا گیا اور دسہرہ منانے کے بعد شام کو آنجہانی مہاراجہ کے منجھلے بھائی مہاراجہ رنجیر سنگھ مسند نشین ہوے جنکی عمر اُس وقت ۱۵ سال کی تھی ور اُنکے والد کے چچا مہاراج پرتاب سنگھ یورپ سے واپس آکر والی ریاست کی

کم سنی کے باعث ریجنٹ کے فرائض انجام دینے لگے ۴ ستمبر ۱۹۲۲ء کو مہاراجہ پرتاب سنگھ نے انتقال کیا
۱۹۲۳ء مین ملک معظم نے مہاراجہ کو فوج کا آنریری کپتان بنایا جانا منظور فرمایا۔
۱۷ جون ۱۹۲۳ء کو مہاراجہ کے مشکوے مین ولی عہد پیدا ہوا۔
جودھپور کے تمام جاگیردارون کے قبضے مین تخمینًا پچاس لاکھ روپے سالانہ آمدنی کی زمین ہے سندھی صاحبزادہ عباس علی خان کی عزت تمام سردارون سے خاص طور پر زیادہ ہے۔
اوّل اور دوسرے درجے کے سردارون کا نقشہ یہان درج کیا جاتا ہے یہ دونون درجے کے سردار پانچسو روپیہ سالانہ آمدنی پر ایک سوار کے حساب سے نوکری اور حاضری دیتے ہین۔

| نمبر شمار | نام ٹھکانا | قوم | تعداد گانون | سالانہ آمدنی | کیفیت |
|---|---|---|---|---|---|
| ۱ | پوکرن | چانپاوت راٹھوڑ | ۱۰۰ | ۱۰۰۰۰۰ | یہ ٹھکانا بہت زبردست ہے |
| ۲ | آسوپ | کونپاوت | ۵ | ۴۰۰۰۰ | راٹھوڑ |
| ۳ | کھیروہ | جودھا | ۱۰ | ۳۰۰۰۰ | ایضًا |
| ۴ | راس | اوداوت | ۱۷ | ۴۰۰۰۰ | ایضًا |
| ۵ | نیماج | " | ۱۰ | ۴۰۰۰۰ | ایضًا |
| ۶ | اہوہ | چانپاوت | ۱۶ | ۱۶۰۰۰ | یہ جاگیر پہلے زیادہ تھی |
| ۷ | ریان | میرتیہ | ۸ | ۳۶۱۰۰ | راٹھوڑ |
| ۸ | بھادراجون | جودھا | ۲۷ | ۳۲۰۰۰ | راٹھوڑ |
| ۹ | رائے پور | اوداوت | ۳۸ | ۵۰۰۰۰ | ایضًا |
| ۱۰ | کچاون | میرتیہ | ۱۶ | ۴۸۰۰۰ | ایضًا |
| ۱۱ | گھانے راو | ایضًا | ۴۲ | ۴۵۰۰۰ | یہ تقریبًا سوا سو برس پہلے میواڑ کا ماتحت تھا |
| ۱۲ | آہور | چانپاوت | ۱۰ | ۲۳۰۰۰ | راٹھوڑ |
| ۱۳ | داسپہ | ایضًا | ۱۳ | ۲۶۰۰۰ | ایضًا |
| ۱۴ | رُوپٹ | ایضًا | ۱۱ | ۱۷۰۰۰ | ایضًا |
| ۱۵ | کنٹالیہ | کونپاوت | ۱۲ | ۱۴۰۰۰ | ایضًا |
| ۱۶ | لانبیا | اوداوت | ۷ | ۱۹۰۰۰ | ایضًا |
| ۱۷ | گولر | میرتیہ | ۵ | ۲۲۵۰۰ | ایضًا |
| ۱۸ | بھکری | ایضًا | ۵ | ۱۹۵۰۰ | ایضًا |

| نمبر شمار | نام ٹھکانہ | قوم | تعداد گاؤں | سالانہ آمدنی | کیفیت |
|---|---|---|---|---|---|
| ۱۹ | بوڑسو | میرتیہ | ۲۴ | ۳۸۰۰۰ | راٹھوڑ |
| ۲۰ | ینڈمعا | ایضاً | ۲۹ | ۳۷۰۰۰ | ایضاً |
| ۲۱ | ہلوندا | ایضاً | ۶ | ۲۰۵۰۰ | ایضاً |
| ۲۲ | کھیم سر | کرمسوت | ۳۲ | ۱۲۰۰۰ | ایضاً |
| ۲۳ | راکھی | چوہان | ۲۲ | ۲۲۰۰۰ | غیر قوم جاگیردار |
| ۲۴ | کانانہ | کرنوت | ۳ | ۱۲۰۰۰ | راٹھوڑ |
| ۲۵ | منانا | میرتیہ | ۷ | ۱۷۰۰۰ | ایضاً |
| ۲۶ | پالاسنی | اوداوت | ۲ | ۱۴۰۰۰ | ایضاً |
| [illegible] | کھینواڑا | جانیاوت | ۱۷ | ۱۶۵۰۰ | ایضاً |
| ۲۸ | باکرہ | ایضاً | ۷ | ۱۷۵۰۰ | ایضاً |
| ۲۹ | چنداول | کونپاوت | ۸ | ۲۲۰۰۰ | ایضاً |
| ۳۰ | اگیوہ | اوداوت | ۳ | ۲۱۰۰۰ | ایضاً |
| ۳۱ | آلنیاواس | میرتیہ | ۴ | ۱۴۰۰۰ | ایضاً |
| ۳۲ | چانوُد | ایضاً | ۲۴ | ۳۴۰۰۰ | ایضاً |
| ۳۳ | جاولا | ایضاً | ۸ | ۳۸۰۰۰ | ایضاً |
| ۳۴ | برو | ایضاً | ۱۲ | ۳۳۰۰۰ | ایضاً |
| ۳۵ | میٹھڑی | ایضاً | ۱۵ | ۲۸۰۰۰ | ایضاً |
| ۳۶ | لاڈنو | جودھا | ۷ | ۲۰۰۰۰ | ایضاً |
| ۳۷ | بگڑی | جیتاوت | ۷ | ۱۶۰۰۰ | ایضاً |
| ۳۸ | کلیان پور | چوہان | ۷ | ۱۰۰۰۰ | غیر قوم |
| ۳۹ | کھیجڑلہ | بھاٹی | ۸ | ۱۵۰۰۰ | چندربنسی غیر قوم |
| ۴۰ | بھلاسنڈ | راناوت | ۸ | ۱۵۰۰۰ | غیر قوم |
| ۴۱ | ڈوڈیانہ | میرتیہ | ۹ | ۳۳۰۰۰ | راٹھوڑ |



# فصل۔ تاریخ بیکانیر

## جغرافیہ

راج بیکانیر جو راجپوتانے کے شمال مین پھیلا ہوا ہے وہ زمین کے حساب سے جودھپور کے سوا دوسری تمام ریاستون سے وسعت مین زیادہ ہے لیکن باوجود اس کے ریگستانی ملک ہونے کی وجہ سے آمدنی تمام آٹھ لاکھ روپیہ سالانہ سے کچھ زیادہ تھی جس کو آبپاشی کے ذریعہ بہم پہونچا کر جو اسی لاکھ روپیہ تک موجودہ والی ملک کی بیداری نے پہونچا دیا۔ اُس کے شمال مین ہریانہ علاقہ ہانسی حصار۔ مغرب مین بہاولپور اور جیسلمیر کا علاقہ ہے۔ جنوب مین جودھپور کا راج اور مشرق مین شیخاواٹی ملک جیپور ہے۔ طول مشرق سے مغرب تک دو سو میل عرض شمال سے جنوب کو ایک سو ساٹھ میل۔ رقبہ سترہ ہزار چھہ سو چھہتر میل مربع اور بقولے ۲۳۳۱۱ میل مربع آبادی قریبًا چھہ لاکھ آدمی ریاست بیکانیر خطوط عرض بلد شمالی ۲۷ درجہ ۳۰ دقیقہ اور ۲۹ درجہ ۵۵ دقیقہ اور طول بلد مشرقی ۷۲ درجہ ۳۰ دقیقہ اور ۷۵ درجہ ۴۰ دقیقہ کے مابین واقع ہے۔

اس ریگستانی مُلک مین تین حصہ جاٹون کے سوا صرف ایک چوتھائی مین راٹھوڑ۔ سارسوت برہمن اور جوئیہ۔ داہیہ۔ سنگولیا راجپوت جو مسلمان ہوگئے ہین۔ چارن۔ بھاٹ۔ مالی اور نائی قوم کے لوگ آباد ہین اور کسی قدر رنگار نگر چاوڑہ اور تھوری وغیرہ بھی بستے ہین۔ یہ سب گوشت کھاتے ہین اور راجپوتانے وغیرہ کے دوسرے لوگون کی طرح پرہیز کم رکھتے ہین۔ سارسوت برہمن بھی مثل اور ملک کے برہمنون کے پرہیز نہین رکھتے گوشت کھاتے اور تمباکو پیتے ہین کھانا کھانے کے وقت اس بات کی پروا نہین کی جاتی کہ وہ کس کے ہاتھ کا پکایا ہوا ہے یہان پر جانورون مین اونٹ بہت عمدہ اور قیمتی ہوتا ہے جس کا کارآمد ہونے کے سبب رتبے کی ناؤ کہنا چاہیے جنگل مین رہنے والے آدمی بھیڑ بکریان بہت پالتے ہین جن کی اون سے کمبل اور دوسرے باریک کپڑے پسند کے لائق بُنے جاتے ہین ان سب جانورون کو دو دو چار چار روز کے بعد پینے کے واسطے پانی نصیب ہوتا ہے اور وہ عادت کے موافق اُس پر صبر رکھتے ہین۔

درمیانی ملک کے سوا جس مین کہین گیہون چنا اور جو بویا جاتا ہے عام پیداوار کی چیزین باجرا موٹھ اور تل سمجھے جاتے ہین۔ شمال و مغربی علاقے مین اس قدر کثرت کے ساتھ ریت کا میدان پھیلا ہوا ہے کہ جس مین کہین کیر اور بیر وغیرہ کی جھاڑی کے سوا جو اکثر جانورون کے کھانے مین آتی ہے بالکل کوئی چیز گھانس تک پیدا نہین ہوتی۔ ہر طرف ریت کے ٹیلے پہاڑیون کی طرح نظر آتے ہین جن کے گرمی مین تیز ہوا کے سبب اُڑنے اور جگہ بدلنے سے اکثر خوف رہتا ہے۔ علی العموم کل ملک مین پانی نایاب ہے اکثر سطح زمین سے دو سو چار سو فٹ عمق پر ہوتا ہے جہان قریب ہے زیادہ تر شور ہوتا ہے پانی جمع کرنے کے واسطے حوض جنکو ٹانکہ کہتے ہین بنا لیتے ہین اُن مین برسات کا پانی فراہم کیا جاتا ہے جب وہ خرچ و خشک ہوجاتا ہے تو پھر

اُنھین عمیق کنوون کے پانی سے کام چلتا ہے بیکانیر مین ایک کنوان تین سو چار سو فٹ عمیق کھودا تھا مین
ایسے زور سے پانی نکلا کہ ساٹھ فٹ کے عمق تک بھر گیا اور دس فٹ سے زیادہ پانی کم نہوا اور یہ بھی دریافت
ہوا کہ نو دس میل کے فاصلے پر کنوؤن مین جو چیز گر گئی تھی اُس کنوین مین سے نکلی اس تمام خرابی پر بعض قدرتی
چیزین ککڑی اور تربوز جسے یہان متیرہ کہتے ہین بڑی غنیمت سمجھی جاتی ہین - تربوز کی قاشین کاٹ کر
سکھا لیتے ہین جو پیداوار کی کمی اور قحط کے موقع پر جس کا ہمیشہ اندیشہ بنا رہتا ہے کام مین لائی جاتی ہین
یہان کے جنگل کا تربوز ہندوستان کے تربوز سے بہت بڑا ہوتا ہے اس سبب سے اُس کی مقدار کی نسبت
مبالغہ بھی بہت کرتے ہین مگر اس مین شک نہین کہ بعض تربوز تین یا چار فٹ محیط کا ہوتا ہے اور جس شاخ
مین لگتے ہین وہ مثل عام تربوز کے باریک ہوتی ہے بعض جگہ نمک اور سجی بھی تیار کی جاتی ہے جو بکنے کے
واسطے دوسرے ملکون تک پہونچتی ہے اس ملک مین چند کنوین ایسے ہین کہ اُنکے پانی سے روا خوب جمتا ہے
روہیلکھنڈ اور ممالک متحدہ آگرہ و اودھ سے شکر لاکے مصری بناتے ہین مکسر روا جمتا ہے یہان کی مصری کل
ہندوستان مین جاتی ہے سفیدی اور صفائی مین اس سے بہتر اور کہین کی نہین ہوتی اس ریگستانی
ملک مین وقت پر باران رحمت کے نزول سے کچھ موٹا غلہ پیدا ہو جاتا ہے اگر بدقسمتی سے بارش نہو تو بس
قیامت ہی آجاتی ہے ریاست نے گورنمنٹ کی مربیانہ توجہ سے احداث انہار کر کے ریاست کا معقول رقبہ سرسبز
و شاداب کر کے بیکانیریون کو بیرونجات مین جا کر گداگری و محنت و مزدوری سے دن کاٹنے کی دقت اور مصیبت سے
بچا لیا شہر بیکانیر جس مین پچاس ہزار کے قریب آدمی بستے ہین کنکریلی اور غیر موزون زمین پر آباد ہے اُسکے
گرد شہر پناہ اور برج وغیرہ بنے ہوئے ہین یہ شہر عرض بلد شمالی ۲۸ درجہ طول بلد مشرقی ۷۳ درجہ ۲۲ دقیقہ
پر واقع ہے -

## تاریخی احوال

بیکانیر والے جن کی ریاست اس وقت سے کچھ اوپر چار سو برس پہلے قائم ہوئی ہے جودھپور کے
راٹھوڑ خاندان کی شاخ مین ہین جب کہ مارواڑ کے راؤ جودھا نے سمت ۱۵۱۵ مین پُرانی راج دھانی منڈور
کے عوض شہر جودھپور آباد کیا تو اُس کا ایک بیٹا بیکا نام اپنے چچا کاندھل کی مدد سے تین سو راٹھوڑ لیکر
شمالی ویران علاقے مین فتحمندی کے ساتھ بڑھتا چلا گیا جس نے جانگلو مقام کے سانکھلہ راجپوتون کو برباد
اور پوگل کے بھاٹیون کو زیر کر کے وہان کے رئیس کی لڑکی سے شادی کی اور کورم دیسر مقام پر مضبوطی سے
جماؤ کرنے کے بعد تمام جاٹون کو جو مدت سے علاقے مین پھیلے ہوئے تھے اور آپس کے جھگڑون سے ضعیف
ہو رہے تھے اپنا تابع بنا لیا - جاٹون کے اطاعت قبول کرنے پر جن کے سردار شیخ سرا و رانیہ مقام مین بستے تھے
بیکا نے بھی اُنکے ساتھ رعایت کا برتاؤ قائم رکھا اس اتفاق سے جاٹون نے بیکا کو ہر موقع پر مدد دی شمالی
طرف جوئیہ راجپوتون کو زیر کر کے مغربی سمت بھاٹی لوگون سے بھاگور مقام چھین لینے کے بعد اُس علاقے مین

بیساکھ بدی ۱۵ سمت ۱۵۴۵ مطابق ۱۴۸۹ء کو منڈور چھوٹنے سے تیس برس کے بعد بیکا نے اپنے نام پر شہر بیکانیر کی بنیاد ڈالی - یہ شہر عرض بلد شمالی ۲۸ درجہ اور طول بلد مشرقی ۷۳ درجہ ۲۲ دقیقہ پر واقع ہے جب بیکانیر علاقے پر جم گیا تو اُس کے چچا کاندھل نے زیادہ شمالی طرف قدم بڑھا کر جاٹون کی اور جاگیرین ضبط کین جہان اُس کی اولاد جو کاندھلوت کہلاتی ہے اور فتحمندی کے گھمنڈ سے بہت کم رئیس کی اطاعت کرتی ہے آباد ہے آخر کاندھل مقام حصار کے بادشاہی صوبہ دار کے مقابلے پر مارا گیا جس سے اُس کی ترقی کا سلسلہ رُک گیا - اور کاندھل کا نامور بھتیجا بیکا بھی اپنی راجدھانی کے بسانے سے چھ برس کے بعد چھپن برس کی عمر پاکر گذر گیا -

## ۱ - راؤ بیکا

(سال پیدایش) سمت ۱۴۹۵ مطابق ۱۴۳۹ء
(سال مسند نشینی) سمت ۱۵۴۵ مطابق ۱۴۸۹ء
(سال وفات) سمت ۱۵۵۱ مطابق ۱۴۹۵ء

یہ پہلا نامور شخص ہے جس نے اپنی ہمت سے علٰحدہ ریاست پیدا کر کے اپنے نام پر شہر بیکانیر بسایا مرنے کے بعد اُس نے تیرہ بیٹے چھوڑے تھے جن مین سے بڑا نارا جی مسند نشین ہوا - دو بیٹے بیکا کے بھاٹی رئیس پوگل کی دختر سے تھے انمین سے ایک کا نام گرسی تھا جسکی اولاد اس کثرت سے ہوئی کہ وہ گرسوت بیکا کر کے مشہور ہین -

## ۲ - راؤ نارا جی

(سال پیدایش) سمت ۱۵۲۶ مطابق ۱۴۷۰ء
(سال مسند نشینی) سمت ۱۵۵۱ مطابق ۱۴۹۵ء
(سال وفات) ایضاً

یہ چند روز راج کر کے لاولد مر گیا - جس سے اس کا دوسرا بھائی لون کرن ریاست کا مالک بنا - یہ لڑکا دختر بھاٹی رئیس پوگل کے بطن سے تھا -

## ۳ - راؤ لون کرن

(سال پیدایش) سمت ۱۵۲۷ مطابق ۱۴۷۱ء
(سال مسند نشینی) سمت ۱۵۵۱ مطابق ۱۴۹۵ء
(سال وفات) سمت ۱۵۸۳ مطابق ۱۵۲۷ء

اس نے مغربی سرحد پر کچھ علاقہ بھاٹیون کا دبا یا اسکے بڑے کنور رتن سنگھ نے ولی عہدی کا دعوے چھوڑ کر دھاجن مقام کی جاگیر جس کے متعلق (۱۴۰) گانوٗن تھے لینی قبول کی جس سے لون کرن کے

مرنے کے بعد اُس کا دوسرا بیٹا جیت سی راج کی گدی پر بیٹھا۔

## ۴۔ راؤ جیت سی

(سال پیدائش) سمت ۱۵۴۶ مطابق سنہ ۱۴۹۰ء
(سال مسند نشینی) سمت ۱۵۸۳ مطابق سنہ ۱۵۲۷ء
(سال وفات) سمت ۱۵۹۸ مطابق سنہ ۱۵۴۲ء

جیت سی نے سرکش سرداروں کو دبا کر بیدا راٹھوڑ کی اولاد پر جو مدت سے یہان آ کر آزادی کے ساتھ رہتی تھی خراج اور کئی قسم کا محصول قائم کیا۔ اس کے وقت مین جودھپور کے نامی راؤ مالدیو نے بیکانیر چھین لیا تھا جو کرنل ٹاڈ کے قول کے موافق اس کے بیٹے کلیان مل کو اکبر بادشاہ کی مدد سے واپس ملا۔

## ۵۔ راؤ کلیان مل

(سال پیدائش) سمت ۱۵۷۵ مطابق سنہ ۱۵۱۹ء
(سال مسند نشینی) سمت ۱۶۰۱ مطابق سنہ ۱۵۴۵ء
(سال وفات) سمت ۱۶۲۸ مطابق سنہ ۱۵۷۲ء

کلیان مل اپنے باپ کے بعد دو برس تک بیکانیر سے علحدہ علاقے مین گذر کرتا رہا۔ سمت ۱۶۰۰ مطابق سنہ ۱۵۴۴ء مین جب شیر شاہ بادشاہ نے مارواڑ پر چڑھائی کی اور مالدیو کو اُس کے مقابلے کی فکر پڑی تو راؤ کلیان مل نے اپنے باپ دادا کی راجدھانی بیکانیر پر قبضہ کر لیا۔ کرنل ٹاڈ نے لکھا ہے کہ اس کو کچھ عرصہ کے بعد بیکانیر اکبر بادشاہ کی مدد سے ملا۔ ہمارے خیال سے پہلا بیان صحیح معلوم ہوتا ہی کیونکہ سمت ۱۶۲۷ مطابق سنہ ۱۵۷۱ء مین جبکہ مالدیو مر چکا تھا کلیان مل نے اکبر بادشاہ کے ناگور آنے پر اپنے بیٹے رائے سنگھ کے ساتھ پہلی بار حاضر ہو کر بادشاہی اطاعت قبول کی اور کسی سبب سے اپنے بھائی کان سنگھ کی بیٹی اکبر کو بیاہ دی۔ کچھ دنون کے بعد اُس کا انتقال ہو گیا۔

## ۶۔ راؤ رائے سنگھ

(سال پیدائش) سمت ۱۵۹۸ مطابق سنہ ۱۵۴۲ء
(سال مسند نشینی) سمت ۱۶۲۸ مطابق سنہ ۱۵۷۲ء
(سال وفات) سمت ۱۶۶۸ مطابق سنہ ۱۶۱۲ء

راؤ کلیان مل راٹھوڑ والی بیکانیر کا بیٹا تھا۔ سنہ ۱۵ جلوس اکبری مین باپ کے ساتھ ملازمت اکبری مین منسلک ہوا۔ سنہ ۹۷۹ ہجری مین ابراہیم حسین مرزا کی تنبیہ کے واسطے گجرات پر بذات خاص حملہ کیا تو سروہی پہونچ کر رائے سنگھ کو جودھپور مین متعین کیا کہ وہ وہان کا انتظام رکھے اور گجرات کے راستے کی حفاظت کرے تاکہ رانائے اودیپور کی شرارت سے کسی بادشاہی آدمی کو نقصان نہ پہونچے اور جا بجا اطراف

ممالک کے حکام کے نام حکم بھیجدیے گئے کہ وقت پر رائے سنگھ کو مدد دین جب ابراہیم حسین مرزا نرال کی لڑائی مین شکست کھا کر ناگور کی طرف آیا رائے سنگھ نے خبر پاتے ہی اُسے دم لینے کی فرصت ندی اور مع فرخ خان وغیرہ امرائے ہمراہی کے اُس پر جا گرا ابراہیم حسین مرزا شکست کھا کر بھاگ گیا۔

۹۸۱ سنہ ہجری کی اُس چڑھائی مین جو اکبر نے خان اعظم مرزا عزیز کو بچانے کے لئے گجرات پر بڑی تیزی اور دلیری کے ساتھ کی تھی رائے سنگھ پہلے سے روانہ کر دیا تھا اس مہم مین شریک ہو کر اُس نے اپنی ہمت مردانہ کے جوہر دکھائے اور مورد تحسین ہوا۔

کرنل ٹاڈ نے لکھا ہے کہ اُونے یہ بات خود اختیار کی کہ وہ اپنے باپ کے پھول گنگا کو لیجائے اس وقت دہلی کے تخت پر اکبر اعظم شہنشاہ تھا اور وہ اور رائے سنگھ دونون ہم زلف تھے اس لئے کہ دونون بیبے راول جیسلمیر کی بیٹیان کہ باہم بہنین تھین بیاہی ہوئی تھین۔ جب رائے سنگھ آمیر والے مان سنگھ کے ذریعہ سے حاضر دربار ہوا تو شہنشاہ نے اُس کو چار ہزاری منصب اور راجہ کا خطاب اور صوبہ حصار عنایت کیا ہوقت جودھپور والا مالدیو معرض عتاب بادشاہی مین تھا اُس کا زرخیز ضلع ناگور بھی اُس سے چھین لیا تھا جو رائے سنگھ کو مرحمت ہوا اس بیان مین بہت خلط وخبط ہے راؤ مالدیو اس وقت زندہ نہ تھا اور نہ ناگور کسی کو دیا گیا تھا۔

اس راؤ پر اکبر کی بڑی مہربانی تھی سنہ ۱۹ جلوس مین شاہ قلی خان کے ہمراہ چندر سین پسر راؤ مالدیو کی سرکوبی پر مامور ہوا اور اُس کو دباتا ہوا قلعہ سوانہ مین محصور کر دیا جب مدت محاصرہ نے طول کھینچا فوج کو محاصرے پر چھوڑ کر دربار مین حاضر ہوا اور تازہ دم فوج ساتھ لیکر واپس گیا لیکن قلعہ بہت مضبوط تھا فتح نہو سکا تو سنہ ۲۱ جلوس مین اکبر نے شہباز خان کنبوہ کو اس مہم پر مامور کر کے اسے واپس بلا لیا۔ اسی سال ترسون خان کے ہمراہ رہکر جالور کے رئیس تاج خان کو جس کی اولاد مین اب پالن پور کے نواب ہین اور سروہی کے راؤ سرتان دیوڑہ کو جس نے بغاوت کی تھی بادشاہی حضور مین حاضر کر دیا اور کچھ عرصے تک آبو پر اُسکے راجپوتون کا قبضہ رہا بعض تواریخ مین اسی طرح لکھا ہے سروہی کی تاریخ مین راؤ سرتان کے بیان مین اس کی تفصیل دیکھو اس کے بعد سید ہاشم بارہ کے ساتھ قصبہ نادوت سرحد او دیپور پر تعینات ہوا جب زمیندار سروہی دربار سے بلا اجازت اپنے وطن کو چلا یا یہ پھر اُس کی تادیب پر مامور ہوا اور قلعہ باگو گڈھ کو فتح کر کے حسب الحکم واپس آیا۔ سنہ ۹۸۹ ہجری مین محمد حکیم مرزا کے جو اکبر کا سوتیلا بھائی اور کابل کا حاکم تھا ہندوستان پر حملہ کرنے کی خبر گرم ہوئی اکبر نے خود پنجاب چلنے کا ارادہ کیا اول رائے سنگھ کو بہت سے منصب دارون ہاتھیون اور بہت سے سامان جنگ کے ساتھ روانہ کیا پیچھے سے خود بھی روانہ ہوا محمد حکیم لاہور تک آکر پھر گیا اکبر نے راجہ مان سنگھ اور راؤ رائے سنگھ کو شاہزادہ مراد کے ساتھ آگے روانہ کیا اور انکے جانے کے بعد خود بھی کابل روانہ ہوا اس فوج نے کئی خونریز معرکے مار کر مرزا محمد حکیم کو شکست پر شکست دی جب کابل مین بادشاہ پہونچا آخر بھائی ہی تھا خطا معاف کی اور دوبارہ ملک بخشی کر کے واپس چلا آیا

راستے میں راے سنگھ کو صوبۂ پنجاب میں تعینات کردیا سنہ ۳۰ جلوس (سمت ۱۶۴۲ مطابق سنہ ۱۵۸۶ع) میں راے سنگھ نے ابو القاسم کے ساتھ جاکر بلوچون کا فساد دور کیا۔ سنہ ۳۱ جلوس میں اکبر نے اس خاندان کے ساتھ بھی سلسلۂ قرابت قائم کرنا مناسب سمجھا راے سنگھ کی دختر کی خواستگاری شاہزادہ سلیم کے واسطے کی راے سنگھ نے بھی اکبر کی محبت میں کچھ عذر نہ کیا اور بنہایت خوشی اور دھوم دھام کے ساتھ اپنی لڑکی کا عقد شاہزادہ سلیم کے ساتھ کردیا اور ساعت سعید میں یہ بیکانیری بیگم محل سراے شاہی میں داخل ہوئی۔ سنہ ۳۵ جلوس (سمت ۱۶۴۷ مطابق سنہ ۱۵۹۱ع) میں راے سنگھ رخصت لیکر بیکانیر گیا اور وہان پہونچ کر اُس نے فسادی جوئیہ اور جاٹون کی اکثر جاگیرین ضبط کرلین سنہ ۳۶ جلوس میں وطن سے واپس آکر خان خانان مرزا عبد الرحیم خان کی کمک پر مہم ٹھٹھہ میں مامور ہوا۔ سنہ ۳۸ جلوس میں راجہ رام چند بگھیلا مرگیا بادشاہ نے اُس کے بیٹے بیر بھدر کو جو راے سنگھ کا داماد تھا خلعت حکومت باندھو وغیرہ عطا کرکے دربار سے روانہ کیا۔ بیچارہ سنگھاسن پر سوار جارہا تھا کہ راستے میں اُس پر سے گر پڑا اور خون ڈالکر ہزارون امیدین لیے ہوئے ملک عدم کو سدھارا اکبر کو بہت رنج ہوا تعزیت کے واسطے راے سنگھ کے مکان پر گیا بہت تسلی تشفی کی اور نوازشہاے شاہانہ سے سربلند کیا راے سنگھ کے ایک نوکر نے کسی غریب کو ستایا وہ روتا پیٹتا دربار شاہی میں آیا رحم دل بادشاہ کو یہ بات ناگوار گذری اُس نوکر کو راے سنگھ سے طلب کیا راٹھوڑون نے اُسے بھگادیا اس قصور میں چند روز تک مورد عتاب رہا پھر قصور معاف ہوا۔ بعض کہتے ہین کہ سمت ۱۶۵۶ مطابق سنہ ۱۶۰۰ع میں راؤ کا بڑا بیٹا دلپت سنگھ دکن سے بیکانیر کو بھاگ آیا اور فوجی دباؤ سے واپس حاضر ہوا لیکن بادشاہ کو باپ بیٹون کی ملاوٹ معلوم ہوجانے سے کچھ دنون تک راؤ کا سلام بند رہکر حاضری کی پھر اجازت ملی جب مہم دکن کی روانگی کا حکم ہوا آگرے سے چلکر راستے سے بیکانیر کو مڑ گیا بادشاہ نے کئی فرمان بھیجے صلاح الدین نے زبانی کہلا بھیجا کہ اگر دکن جانا منظور نہین ہے تو دربار میں حاضر ہو لیکن یہ نہ دکن گیا نہ دربار میں۔ اکبر نازبرداری کے اوصاف میں بے نظیر تھا کچھ نہ بولا آخر کار جب اکبر کی نازبرداری حد سے گذر گئی تو پشیمان ہوکر خود بخود دربار میں آموجود ہوا۔ سنہ ۴۵ جلوس میں شیخ ابو الفضل کے ساتھ مہم ناسک پر متعین ہوا اسی عرصے میں اُس کے بیٹے دلپت سنگھ نے بیکانیر میں شورش برپا کی یہ بادشاہ سے اجازت لیکر بیکانیر روانہ ہوا اور بیٹے کو ساتھ لیکے سنہ ۴۶ جلوس میں واپس آیا۔

راے سنگھ اکبر کے آخر عہد یعنی سنہ ۱۰۱۴ ہجری مطابق سنہ ۱۶۰۵ع تک منصب چار ہزاری پر سرفراز تھا جہانگیر نے تخت سلطنت پر جلوس فرماکر اپنے اول سال جلوس پر راے سنگھ کو ہزاری ذات کی ترقی سے پانچ ہزاری ذات اور چار ہزار سوار کا منصب عنایت کیا جو اُس وقت تک جیپور اور جودھپور والون کے سوا دوسرون کو نہ ملا تھا۔

جب شاہ زادہ خسرو باپ سے باغی ہوکر پنجاب کی طرف بھاگا جہانگیر اُسکے تعاقب مین خود پنجاب روانہ ہوا رخصت کے وقت رائے سنگھ کو حکم دیا کہ جس وقت بیگمات طلب کرون اُنکی سواری کے ہمراہ آنا جب بیگمات کی طلبی کا حکم آیا یہ سواری کے ہمراہ آگرہ سے روانہ ہوا جب متھرا پہونچا مختلف افواہین سُنین اور بیکانیر کو سیدھا ہولیا اور نتیجہ دیکھنے کو اپنے وطن کو بھاگ آیا لیکن خسرو کے گرفتار ہو جانے کے بعد بادشاہ نے تنبیہ کے واسطے فوجین روانہ کین سنہ ۲ جلوس مین نہایت پشیمان اور شرمندہ ہوکر ہاتھ باندھے ہوئے دربار مین چلا آیا امیر الامرا شریف خان نے بہت سفارش کی با ہمت بادشاہ نے قصور معاف کرکے پھر منصب پنجہزاری بحال کردیا۔ سنہ ۱۰۲۱ ہجری مین وفات پائی اور کنور دلپت سنگھ جو دکن کی مہم پر گیا ہوا تھا راج کا مالک ہوا

## ۷ - راؤ دلپت سنگھ

(سال پیدائش) سمت ۱۶۲۲ مطابق سنہ ۱۵۶۵ء

(سال مسند نشینی) سمت ۱۶۶۹ مطابق سنہ ۱۶۱۲ء

(سال وفات) سمت ۱۶۷۱ مطابق سنہ ۱۶۱۴ء

راؤ رائے سنگھ بیکانیری کا بیٹا تھا شہنشاہ اکبر کے عہد مین منصب پانصدی پر سرفراز تھا سنہ ۳۶ جلوس مین خان خانان عبد الرحیم خان کی کمک پر مہم ٹھٹھہ مین مامور ہوا لڑائی کے دن باوجود اسکے کہ جمعیت معقول رکھتا تھا کچھ ہمت نہ دکھائی اور دور سے تماشا دیکھتا رہا سنہ ۴۵ جلوس مین بلا رخصت بیکانیر چلا گیا اور وہان جاکر شورش برپا کی باپ دربار مین موجود تھا یہ حال سنکر رخصت لیکر بیکانیر گیا اور بیٹے کو ساتھ لاکر بادشاہ کے قدمون پر گرادیا۔

جہانگیر کے عہد مین باپ کے ساتھ پھر بیکانیر چلا گیا جب شاہی فوجین باپ بیٹے کی سرکوبی پر مامور ہوئین یہ بیکانیر سے بھاگا زاہد خان اور شیخ عبد الرحمن نے ناگور کے قریب جا گھیرا یہ خوب جمکر لڑا لیکن شکست کھائی اور بہزار دشواری پہاڑ مین گھس کر جانبر ہوا سنہ ۳ جلوس مین خان جہان کی خوشامد اور اسکی سفارش سے قصور معاف ہوکر دربار مین طلب ہوا اور منصب پر بحال ہوکر صوبہ دکن مین متعین ہوا۔ سنہ ۷ جلوس مین باپ کے مرنے کا حال سنکر دربار مین حاضر ہوا اُسکے راج ملنے کا احوال جہانگیر نے اپنے تزک مین اس طرح لکھا ہے سنہ ۱۰۲۱ ہجری (مطابق سمت ۱۶۶۹ و سنہ ۱۶۱۲ء) مین دلپت نے دکن سے آکر حاضری دی اُس کا باپ رائے سنگھ مرگیا تھا جس سے اُسکو راؤ کا خطاب اور خلعت دیا گیا رائے سنگھ کے ایک دوسرا بیٹا سورج سنگھ بھی تھا جسکو وہ ولی عہد کرنا چاہتا تھا کیونکہ اُسکی ماں سے وہ زیادہ محبت رکھتا تھا جس وقت رائے سنگھ کے گذرنے کا ذکر میرے سامنے کیا جاتا تھا سورج سنگھ کم عمری اور کم عقلی سے عرض کرنے لگا کہ باپ نے مجھے ولی عہد بناکر ٹیکہ دیا ہے یہ بات مجھکو بری معلوم ہوئی اور مین نے کہا کہ اگر تیرے باپ نے تجھے ٹیکہ دیا ہے تو ہم دلپت کو دیتے ہین۔ مین نے اپنے ہاتھ سے دلپت کے ٹیکہ لگاکر اُس کی موروثی

جاگیر بحال رکھی اور پٹنے کے ناظم مرزا رستم کے مددگاروں میں مقرر کرکے اُس کو دوہزاری ذات اور ہزار سوار کا منصب عنایت کیا دلپت سنگھ کم عقل اور کوتاہ اندیش تھا اگر راہ راست پر چلتا تو بہت ترقی کر جاتا مگر اُس پر نحوست کی گھٹا چھا رہی تھی بادشاہ نے منصب میں پانصدی کا اضافہ کرکے مرزا رستم صفوی کی کمک پر ٹھٹہ جانے کا حکم دیا اُسکے دماغ میں خودی کا کیڑا زور مار رہا تھا راستے سے بیکانیر چلا آیا بادشاہ نے ناراض ہوکر اُسکے چھوٹے بھائی سورج سنگھ کو فوج کے ساتھ اُس کی سرکوبی کے واسطے روانہ کیا بیکانیر کے پاس مقابلہ ہونے پر دلپت سنگھ شکست کھاکر حصار کی طرف بھاگا جہاں کے بادشاہی فوجدار ہاشم خان خوستی نے اُسے گرفتار کرکے بادشاہ کے حضور میں بھیجدیا چونکہ کئی مرتبہ بغاوت کرچکا تھا بادشاہ نے قتل کرادیا۔

بیکانیر کی دیسی تاریخ کا بیان ہے کہ وہ اپنے ایک سردار وغیرہ کی مدد پاکر بادشاہی قید سے نکل جانے کے ارادے پر مقابلے میں مارا گیا۔

## ۸ - راؤ سورج سنگھ المعروف بہ سور بھورتیہ

(سال پیدائش) سمت ۱۶۵۱ مطابق سنہ ۱۵۹۵ء

(سال مسند نشینی) سمت ۱۶۷ مطابق سنہ ۱۶۱۴ء

(سال وفات) سمت ۱۶۸۸ مطابق سنہ ۱۶۳۲ء

راؤ رائے سنگھ بیکانیری کا چھوٹا بیٹا تھا باپ اسی کو اپنا جانشین مقرر کرنا چاہتا تھا مگر جہانگیر نے اس کے بڑے بھائی دلپت سنگھ کو جانشین مقرر کیا اور اس کو منصب مناسب پر سرفراز کیا جب سنہ سات جلوس میں دلپت سنگھ نے مخالفت پر کمر باندھ کر بغاوت اختیار کی تو جہانگیر نے اُس کو اسکی سرکوبی کے واسطے روانہ کیا اس نے بھائی کو شکست دیکر بھگا دیا اس نے اپنے بڑے بھائی کے قید و قتل ہونے کے بعد راج پاکر سمت ۱۶۸۶ مطابق سنہ ۱۶۲۰ء میں دوہزاری ذات ہزار سوار کا منصب حاصل کیا جہانگیر کے اخیر عہد تک سورج سنگھ منصب سہ ہزاری ذات دوہزار سوار تک پہونچا شاہ جہان نے پہلے سال جلوس میں علم و نقارہ دیکر چار ہزاری ذات دوہزار سوار سے مفتخر کیا اور خان خانان مہابت خان کے ساتھ نذر محمد خان والی بلخ کے مقابلے پر جس نے کابل پر حملہ کیا تھا متعین کیا سنہ ۲ جلوس میں خان جہان لودی کے تعاقب پر مامور رہا سنہ ۳ جلوس میں مہم دکن میں تعینات ہوا اور خدمات نمایاں انجام دیکر سنہ ۴ جلوس مطابق سنہ ۱۰۴۰ ہجری میں انتقال کیا کرن اور ستر سال دو بیٹے تھے کرن باپ کا جانشین ہوا ستر سال کو بادشاہ نے منصب پانصدی پر سرفراز کیا سنہ ۱۰ جلوس تک منصب ہفت صدی ذات ششش صد سوار پر سرفراز تھا اور سورج سنگھ کے وقت میں بھاوت مہتا جو اوسوالوں کی ایک شاخ ہے اور جنھوں نے ملکی کاروبار میں بہت اختیار پیدا کرکے راؤ رائے سنگھ کے بعد اُس کے بیٹے دلپت کو راج دلانا چاہا تھا قتل کئے گئے تباہی کے بعد انکی نسل اودے پور پہونچکر پھیلی جہاں اب ملکی

کاروبار میں دخیل پائی جاتی ہے۔

## ۹- راؤ کرن سنگھ

(سال پیدائش) سمت ۱۶۷۳ مطابق سنہ ۱۶۱۶ء
(سال مسند نشینی) سمت ۱۶۸۸ مطابق سنہ ۱۶۳۲ء
(سال وفات) سمت ۱۷۲۶ مطابق سنہ ۱۶۶۷ء

راؤ سورج سنگھ بیکانیری کا بیٹا تھا اپنے باپ کی وفات کے بعد سنہ ۴ جلوس شاہ جہانی میں منصب دوہزاری ذات ہزار سوار پر سرفراز ہوکر خطاب راؤ سے مفتخر ہوا اور حسب قاعدہ سابق بیکانیر جاگیر میں مرحمت ہوا سنہ ۵ جلوس میں حاضر دربار ہوکر وزیر خان کے ساتھ قلعہ دولت آباد کی تسخیر پر مامور ہوا سنہ ۲۳ جلوس میں منصب دوہزاری ذات دوہزار سوار پر سربلند ہوکر بجائے سیادت خان کے دولت آباد کا قلعدار مقرر ہوا۔ سنہ ۲۳ جلوس میں منصب دوہزار و پانصدی ذات دوہزار سوار سنہ ۲۶ جلوس میں منصب سہ ہزاری ذات دوہزار سوار پر مفتخر ہوا جب دولت آباد کی حکومت شاہزادہ اورنگ زیب کو مرحمت ہوئی یہ شاہزادے کی ماتحتی میں دکن میں بدستور تعینات رہ کر وہاں کی مہمات میں شریک ہوتا رہا۔ سنہ ۱۰۶۸ ہجری میں جب شاہ جہان کی بیماری کی حالت میں داراشکوہ نے جملہ امرائے متعینہ دکن کو دربار میں طلب کیا راؤ کرن وہاں سے روانہ ہوکر بیکانیر چلا گیا شہنشاہ عالمگیر نے بھائیوں کے جھگڑے سے فارغ ہوکر سنہ ۳ جلوس میں امیر خان خوافی کو اس کی سرکوبی کے واسطے روانہ کیا اس سے سوائے اس کے کچھ بن نہ پڑا کہ امیر خان کے ساتھ دربار میں چلا آیا اور نہایت عجز سے عفو تقصیر کا خواستگار ہوا بادشاہ نے قصور معاف فرماکر منصب سہ ہزاری ذات دوہزار سوار پر سربلند کرکے دکن میں تعینات کیا۔ سنہ ۹ جلوس میں دلیر خان داؤد زئی کے ساتھ زمیندار چاندہ کی سرکوبی پر متعین ہوا وہاں کچھ ایسا قصور سرزد ہوا کہ جاگیر بیکانیر اور سرداری قوم اور منصب سے برطرف کیا گیا اس حالت میں بیمار پڑ گیا اور سنہ ۱۰۷۸ میں بمقام اورنگ آباد انتقال کیا۔

اورنگ آباد میں چار دیواری کے باہر دکن اور مچھیم کے گوشے میں راؤ کرن کا آباد کیا ہوا پورہ اس کے نام سے آباد ہے۔

راؤ کرن کے چار بیٹے تھے۔ انوپ سنگھ۔ پدم سنگھ۔ کیسری سنگھ۔ موہن سنگھ۔ انوپ سنگھ مسند نشین ہوا۔ پدم سنگھ۔ کیسری سنگھ اور موہن سنگھ نے لاولد انتقال کیا موہن سنگھ پر شاہزادہ معظم کی خاص نظر عنایت تھی اس سبب سے شاہزادے کے سب نوکر اس سے حسد رکھتے تھے ایک دن شاہزادے کے میر توزک محمد شاہ کا پالتو ہرن موہن سنگھ کے احاطے میں چلا گیا محمد شاہ نے سر دربار موہن سنگھ سے تقاضا کیا دونوں میں باتوں باتوں میں ایسی بات بڑھی کہ تلواریں کھینچ لیں محمد شاہ کے کئی آدمی اس وقت اور

موجود تھے سب نے حملہ کر کے موہن سنگھ کو زخمی کیا پدم سنگھ اور موہن سنگھ دونوں بھائیوں میں عرصے عداوت چلی آتی تھی جب اُس نے یہ حال سنا برادرانہ محبت نے جوش مارا فوراً تلوار ہاتھ میں لیکر موقع واردات پر جا پہونچا اور ایک ہی وار میں محمد شاہ کا کام تمام کردیا اور موہن سنگھ کو پالکی پر سوار کرا کر اپنے قیام گاہ کو روانہ ہوا راستے میں موہن سنگھ بھی مرگیا جب شاہزادے کو یہ حال معلوم ہوا بہت افسوس کیا اور پدم سنگھ سے کچھ بازپرس نہ کی۔

## ۱۰- راجہ انوپ سنگھ

(سال پیدائش) سمت ۱۶۹۵ مطابق سنہ ۱۶۳۹ع

(سال مسند نشینی) سمت ۱۷۲۴ مطابق سنہ ۱۶۶۸ع

(سال وفات) سمت ۱۷۵۵ مطابق سنہ ۱۶۹۹ع

یہ اپنے باپ کی زندگی میں راج پا چکا تھا سمت ۱۷۳۵ مطابق سنہ ۱۶۷۹ع میں انوپ گڑھ کا قلعہ بنوایا اور سرکش سرداروں سے ناراضی کے سبب غیر ملک کی تنخواہ دار فوج نوکر رکھی ۱۷ سنہ جلوس عالمگیری میں بہادر خان کوکہ اور عبدالکریم میانہ کی لڑائی میں خدمات نمایاں انجام دیں اور اُنکے صلے میں بہادر خان کی سفارش سے خطاب راجگی سے موصوف ہوا ۱۹ سنہ جلوس میں دلیر خان داؤد زئی کی ماتحتی میں دکھنیوں کی لڑائی میں خاص نام پیدا کیا ۲۱ سنہ میں اورنگ آباد کا صوبہ دار مقرر ہوا۔ اسی عرصے میں سیوا نے آکر شورش کی وہ اپنی قلیل فوج لیکر نہایت شجاعت و بہادری سے شہر سے باہر نکلا مقابلے پر آمادہ ہوگیا لڑائی شروع ہی ہوئی تھی کہ خان جہان بہادر ناظم دکن آپہونچا اور مرہٹے اُس کی صورت دیکھتے ہی بھاگ گئے ۳۰ سنہ جلوس (سمت ۱۷۴۳ مطابق سنہ ۱۶۸۷ع) میں عالمگیر نے اُسکو نصرت آباد سکھر علاقہ سندھ کی فوجداری و قلعداری دی ۳۳ سنہ جلوس میں اتیا ز گڑھ ادونی کی حکومت سے سرفراز ہوا ۳۵ سنہ میں اُس مہم سے تبدیل ہوا ۴۱ سنہ جلوس (سمت ۱۷۵۵) میں دکن میں گذر گیا اور اُس کا بیٹا راجہ ہوا۔

## ۱۱- راجہ سروپ سنگھ

(سال پیدائش) سمت ۱۷۴۶ مطابق سنہ ۱۶۹۰ع

(سال مسند نشینی) سمت ۱۷۵۵ مطابق سنہ ۱۶۹۹ع

(سال وفات) سمت ۱۷۵۷ مطابق سنہ ۱۷۰۱ع

یہ پہلے سے ملازمت شاہی میں ہزار و پانصدی کا منصب دار تھا راج پاکر دکن میں بادشاہ عالمگیر کے پاس حاضر رہا اور ذوالفقار خان کی ماتحتی میں خدمات شاہی انجام دیتا رہا اور تین برس کے اندر کم عمری میں وہیں مرگیا جس سے اُسکے چھوٹے بھائی سجان سنگھ کو گدی ملی۔

## ۱۲- راجہ سجان سنگھ

(سال پیدائش) سمت ۱۷۴۷ مطابق سنہ ۱۶۹۱ع
(سال مسندنشینی) سمت ۱۷۵۷ مطابق سنہ ۱۷۰۱ع
(سال وفات) سمت ۱۷۹۲ مطابق سنہ ۱۷۳۶ع

اس نے ۳۵ سال راج کیا اور اس کے نام پر سجان گڑھ آباد ہوا جو اس زمانے مین مدت تک پولٹیکل افسر کا قیام گاہ رہا۔ اس کے وقت مین عالمگیر اور بہادر شاہ وغیرہ کے مرجانے سے دلی والون کا دباؤ نہ رہا تو جودھپور کے مہاراجہ ابھے سنگھ اور اس کے چھوٹے بھائی بخت سنگھ نے کئی بار بیکانیر لینے کی کوشش کی لیکن کامیاب نہو سکے۔ محمد شاہ کے عہد سمت ۱۷۹۲ مین اس کا انتقال ہوا اور اس کا بیٹا زور آور سنگھ جو سرکشی کے سبب باپ کے سامنے ہی ریاستی اختیار پاچکا تھا راج کا مالک ہوا۔

## ۱۳- راجہ زور آور سنگھ

(سال پیدائش) سمت ۱۷۶۹ مطابق سنہ ۱۷۱۳ع
(سال مسندنشینی) سمت ۱۷۹۲ مطابق سنہ ۱۷۳۶ع
(سال وفات) سمت ۱۸۰۲ مطابق سنہ ۱۷۴۶ع

یہ دس برس راج کرکے لاولد فوت ہوگیا اس کے وقت مین بھی جودھپور کے مہاراجہ ابھے سنگھ نے کئی دفعہ بیکانیر پر چڑھائی کی۔ سمت ۱۷۹۶ مطابق سنہ ۱۷۴۰ع مین جیپور کے راجہ سوائی جے سنگھ اور ناگور کے حاکم مہاراج بخت سنگھ نے بیکانیر کی مدد پر آکر ابھے سنگھ کو زچ کیا جس سے وہ بیکانیر کا محاصرہ چھوڑ بھاگا۔ بیکانیر کی دیسی تاریخ مین لکھا ہے کہ مہاراجہ ابھے سنگھ سے اکیس لاکھ روپیہ فوج خرچ لیا جاکر جودھپور کا محاصرہ اُٹھایا گیا۔

## ۱۴- راجہ گج سنگھ

(سال پیدائش) سمت ۱۷۸۰ مطابق سنہ ۱۷۲۴ع
(سال مسندنشینی) سمت ۱۸۰۲ مطابق سنہ ۱۷۴۶ع
(سال وفات) سمت ۱۸۴۴ مطابق سنہ ۱۷۸۸ع

گج سنگھ سوراؤ انوپ سنگھ کا پوتا اور آنند سنگھ کا بیٹا تھا اپنے رشتہ دار بھائی راجہ زور آور سنگھ کے لاولد مرجانے پر گود لئے جاکر راجہ بنایا گیا۔ اس نے جیسلمیر کے بھائیون سے کئی سرحدی مقام چھین لئے اور بہاولپور والون سے انوپ گڑھ کا قلعہ جو پہلے جاتا رہا تھا واپس حاصل کرکے اُن لوگون کی حملہ آوری روکنے کے لئے مغربی علاقہ بالکل اُجاڑ دیا سمت ۱۸۱۰ مطابق سنہ ۱۷۵۴ع مین راجہ کو دلی کے بادشاہ احمد شاہ نے فوجی مدد کے عوض سات ہزاری منصب اور حصار کا ضلع جاگیر مین دیا اس راجہ نے ناگور کے

مہاراج بخت سنگھ کو جودھپور کا راج ملنے کے واسطے مہاراجہ رام سنگھ کے مقابلے پر اچھی مدد دی اور بخت سنگھ کے بعد اُسکے بیٹے مہاراجہ بجے سنگھ کا ساتھ دینے مین بھی کوتاہی نہین کی جس سے کچھ عرصے تک جودھپور اور بیکانیر مین اتفاق رہا بیالیس برس راج کرنے کے بعد اس کا انتقال ہونے پر کنور راج سنگھ وارث رہا۔

## ۱۵- راجہ راج سنگھ

(سال پیدایش) سمت ۱۸۰۱ مطابق ۱۷۴۵ء
(سال مسند نشینی) سمت ۱۸۴۴ مطابق ۱۷۸۸ء
(سال وفات) ایضاً

اس راجہ کو اُسکے چھوٹے بھائی صورت سنگھ کی مان نے دو ہفتے کے اندر زہر دیکر مار ڈالا اور اُسکے دو بیٹون پرتاب سنگھ وجے سنگھ کا بھی صورت سنگھ نے اسی طرح کام تمام کیا۔

## ۱۶- راجہ پرتاب سنگھ

(سال پیدائش) معلوم نہین۔
(سال مسند نشینی) سمت ۱۸۴۴ مطابق ۱۷۸۸ء
(سال وفات) سمت ۱۸۴۵ مطابق ۱۷۸۹ء

کم عمر پرتاب سنگھ کو اُسکے چچا صورت سنگھ نے اٹھارہ مہینے تک نام کے لئے راجہ بنا رکھا پھر مقام مہاجن اور بھادراجون وغیرہ کے سردارون کی موافقت سے راجہ کے مارنے کا ارادہ کیا لیکن صورت سنگھ کی رحمدل بہن مانع ہوئی۔ تب اُس نے مقام نرور کے سنگدست راجہ کو تین لاکھ روپے کے جہیز کے لالچ سے بلا کر زبردستی بہن کی شادی اُسکے ساتھ کردی۔ بہن کے اطمینان کے لئے اگرچہ صورت سنگھ نے بچے راجہ کی حفاظت پر قسم کھائی مگر اُس کے چلے جانے کے بعد راجہ مرا ہوا پایا گیا۔ جس کو یقین کے ساتھ صورت سنگھ کے ہاتھ سے ہلاک ہونا سمجھتے ہین۔

## ۱۷- راجہ صورت سنگھ

(سال پیدائش) سمت ۱۸۲۲ مطابق ۱۷۶۶ء
(سال مسند نشینی) سمت ۱۸۴۵ مطابق ۱۷۸۹ء
(سال وفات) سمت ۱۸۸۵ مطابق ۱۸۲۹ء

راجہ صورت سنگھ جو راجہ گج سنگھ کا دوسرا بیٹا تھا اپنے بھتیجے کو مار کر گدی پر بیٹھا اور اُس نے اپنی ظالم طبیعت سے بھائی بھتیجون کو قتل یا اپنے ملک سے خارج کرکے کوئی دعوے دار باقی نہ رکھا۔ سمت ۱۸۵۶ مطابق ۱۸۰۰ء مین راجہ نے کئی ہزار فوج بھاولپور کی طرف بھیجی جو وہان کا علاقہ

لوٹنے کے بعد شکست کھا کر واپس آئی۔ سمت ۱۸۶۱ مطابق ۱۸۰۵ء مین مسلمان بھاٹی راجپوتون کے قبضے سے قلعہ بھٹیر چھین لیا گیا جواب تک بیکانیر کے متعلق چلا آتا ہے۔

کچھ عرصے کے بعد جودھپور کے مہاراجہ مان سنگھ کے برخلاف وہان کے دعویدار دھونکل سنگھ کا ساتھ دیکر صورت سنگھ نے چوبیس لاکھ روپیہ جو اُس وقت اس ویران وجنگلی ریاست کی پانچ برس کی آمدنی تھی خرچ کر ڈالا۔ لیکن نواب امیرخان کے دباؤ سے جو مان سنگھ کی مدد پر تھا شکست کھا کر پھلودی مقام ہمیشہ کے واسطے جودھپور کے قبضے مین دیا اور دو لاکھ روپیہ فوج خرچ کے بابت نواب کو دینا پڑا۔

سمت ۱۸۷۴ مطابق ۱۸۱۸ء مین سرکار انگریزی نے دوسری ریاستون کی طرح راجہ صورت سنگھ کے ساتھ بھی عہدنامہ طے کرکے بیکانیر کو اپنی حفاظت مین لیا اور اس سبب سے کہ پہلے کسی بادشاہ یا مرہٹون نے اس ویران ملک پر خراج قائم نہ کیا تھا اس لئے سرکار انگریزی کو بھی اس وقت کوئی رقم دی جانی قرار نہ پائی۔ آخر عمر مین راجہ نے عام رعیت سے ظلم کے ساتھ بہت روپیہ وصول کیا جو پاپ دور ہونے کے خیال خام سے لالچی اور مکار برہمنون کو دیا جاتا تھا۔ کاشتکار لوگ تنگ آکر غیر علاقون مین جا بسے اور ملکی خرابی کی حالت مین راجہ نے چالیس برس راج کرکے اس جہان سے کوچ کیا۔

## ۱۸- راجہ رتن سنگھ

(سال پیدائش) سمت ۱۸۴۷ مطابق ۱۷۹۱ء
(سال مسند نشینی) سمت ۱۸۸۵ مطابق ۱۸۲۹ء
(سال وفات) سمت ۱۹۰۸ مطابق ۱۸۵۲ء

یہ راجہ جبکہ ریاست کی تباہ حالت اور سردارون کی بغاوت سے ہر طرف لوٹ مار جاری تھی گدی پر بیٹھا اُس نے راج پاتے ہی جیسلمیر پر چڑھائی کردی جہان کے لوگون نے اُس کی رعایا کو ستایا تھا جیسلمیر کے قریب بڑی لڑائی ہونے کو تھی کہ سرکار انگریزی نے عہدنامے کے برخلاف راجپوتانے مین فساد کی صورت دیکھ کر مہارانا اودیپور کے ذریعہ سے دونون ریاستون کو اُنکے نقصان کا عوض دلا دیا۔

سمت ۱۸۸۶ مطابق ۱۸۳۰ء مین راجہ نے سردارون کے دبانے کو انگریزی فوج مانگی لیکن وہان سے اعتراض ہوکر انکار کردیا گیا۔ سمت ۱۸۹۱ مطابق ۱۸۳۵ء مین بیکانیر وجیسلمیر کا سرحدی فساد جو مدت سے چلا آتا تھا اُس کو سرکار نے ایک انگریزی افسر کے ذریعہ سے دور کرایا۔ تھوڑے دنون کے بعد راجہ نے پُرانے زمانے کے طور پر علاقہ بڑھانے کے خیال سے سرکاری ضلع حصار کی طرف بے جا ارادہ کیا جو فوجی دھمکی سے زبردستی روکدیا گیا۔ اس راجہ نے بائیس برس راج کرنے کے بعد وفات پاکر اپنے کنور سردار سنگھ کو چھوڑا جسکے آئندہ صحیح النسب اولاد نہونے سے راجہ صورت سنگھ کی اولاد کے قبضے سے راج جاتا رہا۔

## ۹- مہاراجہ سردار سنگھ

(سال پیدائش) سمت ۱۸۷۵ مطابق سنہ ۱۸۱۹ء

(سال مسند نشینی) سمت ۱۹۰۸ مطابق سنہ ۱۸۵۲ء

(سال وفات) سمت ۱۹۲۸ مطابق سنہ ۱۸۷۲ء

اس مہاراجہ نے سمت ۱۹۱۴ مطابق سنہ ۱۸۵۷ء کے غدر مین کئی انگریزون کو پناہ دے کر ہانسی حصار کی طرف باغیون کے مقابلے کو اپنی فوج بھیجدی جسکے عوض اجنٹ گورنر جنرل راجپوتانہ کی سفارش اور ویسرائے ہند کی منظوری سے مہاراجہ کو گود لینے کی سند کے علاوہ اکتالیس گانوُن جنکی سالانہ آمدنی چودہ ہزار تین سو روپیہ تھی ہمیشہ کے واسطے عنایت ہو کر سمت ۱۹۱۷ مطابق سنہ ۱۸۶۱ء مین اُن پر دخل دلادیا- ان گانوُن پر کئی برس کے بعد معمول سے زیادہ محصول لگانے کے سبب فریاد ہوئی- اس لئے ویسرائے کی طرف سے ہدایت ہو کر سمت ۱۹۲۴ مطابق سنہ ۱۸۶۸ء مین جبکہ محکمہ پولٹیکل اسسٹنٹ اجنٹ گورنر جنرل بیکانیر کے لئے سجانگڑھ مین قائم ہو چکا تھا کپتان پاولٹ پولٹیکل افسر کی معرفت اس شکایت کا مناسب فیصلہ ہوگیا-

مہاراجہ کے بیس سال عہد مین بیس سے زیادہ کامدار اُنکے لالچ اور اپنے ناقص انتظام کے سبب سے بدل گئے آخر مہاراجہ نے دیسی لوگون کو زیادہ بے وفا اور خود مطلب پاکر اول منشی لاجپت کو جوڈپٹی مجسٹریٹ تھا اور پھر پنڈت من پھول کو جو اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر تھا انگریزی علاقے سے دیوان کے عہدے پر طلب کیا تیز مزاج منشی سے تو رعایا اور سردار برخلاف ہوگئے اور مسکین پنڈت کو مہاراجہ نے ناپسند کرکے ہمیشہ اپنے پاس نہ آنے دیا اس لئے انتہا درجے کی بدانتظامی کے سبب کپتان ایڈورڈ بریڈفورڈ پولٹیکل اجنٹ جیپور سرکاری حکم سے بیکانیر گیا اور فضول خرچ کم کراکر مہاراجہ کو نیک صلاحین دین جس سے پنڈت من پھول سی- ایس- آئی- کی مدد کے واسطے ایک پنچایت مقرر ہوئی لیکن خود سر رئیس کے آگے وہ محض بے کار رہی- ریاست کی ابتری کے وقت سمت ۱۹۲۸ مطابق سنہ ۱۸۷۲ء ۱۶ مئی کو صبح کے وقت مہاراجہ سردار سنگھ نے انتقال کیا- اُس نے ایک کنیزک زاد بیٹے کے سوا جو راج کا مالک نہین ہوسکتا تھا کوئی اولاد نہین چھوڑی یہ مہاراجہ بلند حوصلہ اور فیاض شخص تھا- آخر عمر مین جوتشی وغیرہ لوگون کے بہکانے سے پرانی رسمون کا زیادہ پابند اور ملکی انتظام سے غافل رہ کر آرام طلب ہوگیا تھا- جس کے سبب اکثر شکایتین ہوئین-

## ۲۰- مہاراجہ ڈونگر سنگھ

(سال پیدائش) سمت ۱۹۱۱ مطابق سنہ ۱۸۵۵ء

(سال مسند نشینی) سمت ۱۹۲۹ مطابق سنہ ۱۸۷۳ء

(سال وفات) سمت ۱۹۴۴ مطابق ۱۸۸۷ء

ڈونگر سنگھ جو مہاراجہ گج سنگھ کی اولاد مین سے چھٹی پشت مین تھا بڑی رانی اور اہلکارون وغیرہ کی صلاح سے کپتان بریڈ فورڈ اسسٹنٹ اجنٹ گورنر جنرل کے بیکانیر پہونچنے پر گود لئے جاکر راج کا مالک بنایا گیا اور ۲۲ جنوری ۱۸۷۳ء کو کرنل سولیوس بیلی اجنٹ گورنر جنرل نے اُس کو سرکاری خلعت۔ ریاستی اختیار۔ اور خزانہ وغیرہ حوالے کیا۔ دوسرے برس پنڈت من پھول دیوان جس نے اپنی آخر عمر کا حصہ راج بیکانیر کی بہتری مین صرف کیا تھا بیماری سے استعفا دیکر علحدہ ہوا۔ مہاراجہ نے اُس کو خلعت اور جاگیر دیکر اُس کی جگہ اُسکے باپ لال سنگھ کو پنچایت کا افسر مقرر کیا۔

سمت ۱۹۳۲ مطابق ۱۸۷۶ء مین مہاراجہ مذہبی یاترا کے لئے بنگالہ والہ آباد وغیرہ کی طرف گیا جہانکی سرسبزی و آبادی سے جس کا نقشہ بیکانیر والون کی نظر سے اپنے ریگستانی اور ویران علاقے کے سوا نہ گذرا تھا اُنکو زیادہ تعجب ہوا۔ دوسرے سال مہاراجہ اپنی شادی کرنے کو مقام بھوج راجدھانی کچھ علاقہ کاٹھیاواڑ کو گیا جہان سے منڈوی مقام مین پہونچ کر کشتی کی سواری پر دوارکا کے درشن کو روانہ ہوا کچھ دنون کے بعد یہ سفر جلد طے کر لیا گیا۔ بیکانیر واپس آنے پر مہاراجہ کو ریاستی مشکلون نے گھیر لیا۔ ساہوکارون وغیرہ نے شکایتین کین کہ مہاراجہ روپیہ جمع کرنے کی فکر مین رعایا پر سختی کرتا ہے۔ روپیہ دورہ کرنے کے عوض دفن ہوتا ہے۔ علاقے مین واردات کی کثرت کے سوا سیردارون نے ہمیشہ ریاست سے ناراضی ظاہر کی لیکن وہ خود بھی اپنی رعیت پر ظلم اور غیر علاقون مین جرم کرتے تھے جس سے سارا ملک آفت و مصیبت مین مبتلا ہو گیا۔

سمت ۱۹۴۰ مطابق ۱۸۸۴ء مین جبکہ جاگیردارون کا فساد انتہا درجے کو پہونچ گیا اور کئی بار سرکاری ہدایت اور ریاستی فوج کشی سے بھی رعایا کے آرام و ملکی انتظام کی کوئی صورت نظر نہ آئی تو کرنل سراڈورڈ بریڈفورڈ۔ کے سی۔ ایس۔ آئی۔ اجنٹ گورنر جنرل سرکاری فوج لیکر ریاست مین گیا۔ فسادی سردار اُسکے طلب کرنے پر حاضر ہوگئے جو قید کر کے اجمیر بھیجدیے گئے مہاراجہ ڈونگر سنگھ سے گیارہ برس حکومت کے بعد ریاستی اختیارات ضبط ہو کر کپتان ٹالبٹ پولیٹکل سپرنٹنڈنٹ کو سپرد کئے گئے اور اُسکے ماتحت منشی امین محمد دیوان اور کئی شخصون کی پنچایت تمام علاقے اور صدر کی کچہریون کا اپیل سننے کو قائم ہوئی باہمی رنج و فساد نے وہ نتیجہ پیدا کیا جو ہر طرح افسوس کا باعث ہے۔ اب انگریزی رعب سے کسی کو سرکشی کی مجال نہین رہی۔ بے اختیاری سے تین برس کے بعد ۱۹۔ اگست ۱۸۸۷ء کو مہاراجہ ڈونگر سنگھ انتقال کر گیا اور اُس کا چھوٹا بھائی وارث مانا گیا۔

## ۲۱۔ مہاراجہ گنگا سنگھ جی

(سال پیدائش) سمت ۱۹۳۶ مطابق ۱۸۷۹ء

## سالِ مسند نشینی سمت ۱۹۴۴ مطابق سنہ ۱۸۸۷ء

یہ مہاراجہ ۳۱ - اگست سنہ ۱۸۸۷ء کو اپنے بڑے بھائی کی جگہ گدی پر بٹھائے گئے انہون نے میو کالج
اجمیر مین تعلیم پائی انکے جوان اور ہوشیار ہونے تک بدستور سرکاری انتظام رہا کئی فسادی ٹھاکر
جو چار سال پہلے بلوے کے سبب گرفتار ہونے کے بعد اجمیر بھیجدیے گئے تھے سمت ۱۹۴۵ مطابق سنہ ۱۸۸۸ء
کو اگست کے مہینے مین اُنکو انگریزی سرکار سے واپس بیکانیر آنے کی اجازت ملی - اسی سال ۱۱ - اکتوبر کو
خان بہادر منشی امین محمد دیوان نے انتقال کیا ریاست نے پرورش کے طور پر اُسکے بیٹے کے نام پر ڈیڑھ سو
روپیہ ماہوار مقرر فرمایا سنہ ۱۸۸۹ اور سنہ ۱۸۹۳ء کے درمیان مین ایک امپریل سروس کیمل کور یا شتر سوارونکی
قائم کی گئی اور اسے گنگا رسالہ کا نام دیا گیا اس رسالے نے پیدل رجمنٹ کے طور پر سنہ ۱۹۰۰ء مین چین مین
خدمات انجام دین اور سنہ انیس سو تین و چار [illegible] اسکے دو سو پچاس سپاہیون کے دستے نے
شمالی لینڈ کی جنگ مین حصہ لیا - اور گذشتہ جنگ جرمنی مین مصر مین خدمات انجام دین سنہ ۱۸۹۸ء اور
سنہ ۱۹۰۲ء کے درمیان مین ریاست نے ۲۵۰ میل لمبی ریلوے لائن جنوب مین مارواڑ سے بیکانیر ہوتی
ہوئی شمال مشرق مین پنجاب کی سرحد تک ۱۵ لاکھ روپے کے صرف سے تیار کرائی سنہ ۱۸۹۶ء مین [illegible]
ستر ہزار کے صرف سے دریائے گھاگرہ سے نہرین کھدوائین اور اسی سنہ مین کوئلے کی کان بیکانیر سے جنوب [illegible]
۱۴ میل کے فاصلے پر پالانا مین دریافت ہوئی اور کہا جاتا ہے کہ اس مین بیس لاکھ ٹن کوئلہ ہے ۱۶ دسمبر
سنہ ۱۸۹۸ء کو جمعہ کے روز نوجوان مہاراجہ کو مسٹر مارٹینڈل ایجنٹ گورنر جنرل نے باضابطہ مسند نشین کرایا
ہز اکسلنسی نواب گورنر جنرل اور ویسرائے ہند نے ایک تہنیت آمیز خریطہ مہاراجہ کو بھیجا اور گورنمنٹ
آف انڈیا کی طرف سے مہاراجہ کو ایک قیمتی مرصع ہار اور ایک شمشیر بطور نشان اعزاز بھیجی گئی صاحبزادہ
حمید الظفر خان جو نواب نجیب الدولہ کے منتسبین سے ہین انکی نیابت مین مدارالمہامی کا کام انجام دیتے
تھے جو پہلے سے اس کام پر مامور تھے مہاراجہ کی چین کی عملی خدمات کے صلے مین گورنمنٹ نے قیصر ہند کا تمغا
درجہ اول اور جی سی آئی اے کا اعزاز عطا کیا۔

سنہ ۱۸۹۹ء مین جو قحط پڑا تو بیکانیر اور جودھپور کی رعایا گھر بار اور شہر چھوڑ چھوڑ کر چارون طرف گئی
مارواڑ اور بیکانیر مین پانی اور چارے کے قحط سے مویشی اور انسان دونون کا برا حال تھا ہزارہا مویشی
مارے پیاس کے مر گئے اور اُنکے مالک جو خوش حال اور آسودہ تھے بھیکین مانگنے لگے مارواڑ مین دودھیلی
گو بکری بکی چار چار روپے مین گھوڑے بکے چار آنے سے دو روپے تک گائے بیل بکتے رہے بیکانیر اور
جودھپور کی رعایا کا بڑا حصہ ترک وطن کرکے دیگر علاقجات اجمیر مالوہ و ممالک شمال و مغرب اودھ اور
پنجاب وغیرہ مین چلا گیا اور وہان ہر ایک شہر و قصبے کی گلی کوچون مین گروہ در گروہ بھیک مانگتا پھرتا تھا
حکام ضلع اجمیر نے ایک خاص تدبیر کی کہ ہر ریاست کی رعایا کے لئے علحدہ علحدہ احاطے قائم کئے اور وہان

اُنکی رہائش کے لئے جھونپڑیان وغیرہ بنواکر رکھا اور ہر ایک ریاست کی رعایا کو علیحدہ علیحدہ امدادی کامون پر لگایا اور ریاستون کو اطلاع دی کہ اس قدر قحط زدہ آدمی ریاست کے یہان کام پر لگائے ہوئے ہین اور یہ کام محض ریاستون کی رعایا کی جان بچانے کے لئے کھولے گئے ہین یا تو اپنی رعایا کو لیجا کر ریاست مین اُنکے لئے کام کھولو ورنہ تمام ایسے کامون کا خرچ ریاستون سے لیا جائے گا اس کارروائی کا فوری اثر یہ ہوا کہ ہر ایک ریاست نے اپنے اپنے معتمد اجمیر مین بھیجکر اپنی رعایا کو واپس بلا لیا مہاراجہ نے اس قحط مین دریا دلی اور بیدار مغزی سے کام لیا ۔ سنہ انیس سو پانچ و چھ مین جب ملک معظم جارج پنجم اپنے زمانہ ولی عہدی مین ہندوستان مین آئے تو مہاراجہ اُنکے ایڈیکانگ تھے سنہ ۱۹۱۱ع مین یونیورسٹی کیمبرج نے اُنکو ایل ایل ڈی کی ڈگری عطا کی ۔

سنہ ۱۹۱۱ع مین بتقریب دربار تاج پوشی جو دہلی مین منعقد ہوا تھا جی ۔ سی ۔ ایس ۔ آئی کا اُنکو خطاب ملا ۔ ابتدائے جنگ عظیم سنہ ۱۹۱۴ع مین مہاراجہ نے بذات خود شریک جنگ ہونے کی سرکار مین درخواست دی جو منظور ہوگئی ۔ سنہ ۱۹۱۸ع کے سال نو پر مہاراجہ کی ذاتی سلامی ۱۹ توپ مقرر ہوئی اور کے سی وی او بنائے گئے ۔

جنگ عظیم کی صلح کانفرنس جب پیرس مین منعقد ہوئی تو ہندوستان کی طرف سے جو صلح کے ڈیلیگیٹ شرکت کیلئے بھیجے گئے اُن مین مہاراجہ بھی تھے اور اختتام کانفرنس مذکور کے بعد ۲ جولائی سنہ ۱۹۱۹ع کو ہندوستان کی واپسی پر بمبئی مین مراجعت کی ۔ باوجودیکہ اُنکی درخواست پر پبلک استقبال کی تجویز فسخ کردی تھی مگر اس پر بھی گھاٹ پر ان کا پرتپاک استقبال ہوا ۔

متعدد والیان ریاست بمبئی کے نامور رؤسا اور بیکانیر کے اہلکار اور سر برآوردہ مارواڑی تجار معاودت وطن پر ویلکم کہنے کو موجود تھے مہاراجہ کو کثرت پھولون کے ہار پہنائے گئے وہ چند منٹ تک حاضرین سے گفتگو کرکے تاج محل ہوٹل مین گئے جہان سے شب کو اسپیشل ٹرین مین سوار ہوکر بیکانیر پہونچ گئے ۔

آج کل مہاراجہ صاحب ایوان رؤسا کے چینسلر ہین اور دیسی ریاستون کے متعلق جملہ ابواب مین انسے مشورہ ہوتا ہے اور انکا قول فیصل مانا جاتا ہے ۔

# فصل ۔ تاریخ جیسلمیر

## جُغرافیہ

جیسلمیر انتہائے مغربی راجپوتانہ مین ایک چھوٹی ریاست ہے جسکے شمال مین بیکانیر و بہاولپور ۔

مغرب مین ملک سندھ۔ جنوب مین جودھپور کا علاقہ۔ مشرق مین جودھپور اور بیکانیر کا راج ہے۔
پانچ سو برس پہلے یہ ریاست بڑی خیال کی جاتی تھی۔ لیکن رفتہ رفتہ دوسرے لوگون یعنی جودھپور۔
بیکانیر۔ بہاولپور اور سندھ والون نے ترقی پاکر چارون طرف سے یہان کا علاقہ دبا لیا تو بھی اس ریگستانی
ریاست کا رقبہ اب سولہ ہزار باسٹھ میل مربع رہ گیا ہے اور سرسبزی نہونے کے سبب اتنے بڑے علاقے
مین ۸۸۲۷۸ آدمیون کی آبادی گنی جاتی ہے۔ راج کی فوج ایک ہزار ہے۔ خالصے کی آمدنی اگلے
زمانے مین سوا لاکھ سالانہ تھی جس مین سے آدھا روپیہ زمین کی لاگت سے اور نصف بیکانیر کی طرح
سائر سے علاوہ دھوان محصول اور انگ محصول یعنی خالصہ شماری مردم شماری اور مویشی کے حساب سے
وصول ہوتا تھا۔ لیکن اس وقت مین یہ آمدنی بڑھکر دو لاکھ چالیس ہزار روپے سالانہ کو پہونچ گئی ہے
اور پہلے زمانے مین سوا لاکھ روپے سالانہ کے قریب سردارون کی جاگیر سمجھی جاتی تھی جس نے خالصے کی
ترقی کے ساتھ ترقی کی ہوگی۔

جیسلمیر کے کل گانون ۴۶۱ ہین جن مین سے ۲۲۴ خالصے کے ہین اور دوسو سینتیس[۲] راجپوتون چارنون
اور اہلکارون وغیرہ کے قبضے مین ہین بھاٹیون مین جاگیر اور زمین اکثر برابر تقسیم ہو جاتی ہے جسکو ریاست
پسند نہین کرتی کیونکہ ایک دوسرے کی ماتحتی کا سلسلہ ٹوٹنے سے عام طور پر خودسری کے سبب جلد بےانتظامی
پھیل جاتی ہے۔ یہ ریاست اُسی قطعہ ملک کا ایک جزو ہے جسے ہندوستان کے قدیم جغرافیہ مین مُرستھل
لکھا ہے یہ ریاست خطوط عرض بلد ۲۶ درجہ ۸ دقیقہ و ۲۸ درجہ ۲۸ دقیقہ اور خطوط طول بلد ۷۰ درجہ ۲ دقیقہ
و ۷۲ درجہ ۵۱ دقیقہ کے درمیان واقع ہے علاقے مین ہر طرف ریت کا میدان ہے صرف جنوبی طرف کچھ
پہاڑی اور جھاڑی پائی جاتی ہے جس مین جانورون کے چرنے کے لائق چارہ پیدا ہوتا ہے۔ ریگستانی
ٹیبون کے پاس بھی اکثر خاردار جھاڑی اور بھورٹ وغیرہ گھاس ہوتی ہے جو یہان کے ریوڑ اور اونٹون
کے واسطے بہت کارآمد ہے۔ پانی کی سخت ضرورت کے سبب ہر مقام پر تالاب کھودے گئے ہین جو بارش
کے دنون مین بھر جانے سے کچھ عرصے تک آدمی اور جانورون کی زندگی قائم رکھنے کا سہارا سمجھے جاتے ہین
غلہ جس مین اکثر جگہ باجرا اور کہین مونگ اور موٹھ بوئی جاتی ہے بارش کے بغیر کنوون کے ذریعہ سے جو
تعداد مین کم اور گہرائی مین زیادہ ہین ہرگز پیدا نہین ہو سکتا۔ ملک مین اکثر بھاٹی راجپوت پلی وال
برہمن۔ کسی قدر جاٹ اور گڈریے وغیرہ قومون کے لوگ بستے ہین۔ کھانے پینے کے برتاؤ مین نہایت
سادگی برتی جاتی ہے یہان تک کہ غیر ذات کے لوگون سے پرہیز اور بچاؤ کا کچھ خیال نہین ہوتا۔

اس ریگستانی ملک کی راجدھانی یعنی شہر جیسلمیر جس کو راول جیسل نے درمیانی بارھوین صدی
عیسوی مین عرض بلد ۲۶ درجہ ۵۶ دقیقہ اور طول بلد ۷۰ درجہ ۵۸ دقیقہ پر آباد کیا کئی میل لمبی چوڑی
پہاڑی کے جنوبی کنارے پر بسا ہوا ہے۔ شہر پناہ اور اُس کے برج پتھرون سے چُنے گئے تھے جو اب اکثر

جگہ سے گر گئے ہین - اس تین میل لمبے شہر مین صرف تین دروازے ہین اور آبادی کے جنوبی حصے مین پون میل مربع اور دو سو فٹ سے زیادہ بلند پہاڑی پر ریاست کا قلعہ بنا ہوا ہے جس مین مہاراول صاحب کا چتردار محل خوبصورت معلوم ہوتا ہے۔

شہر مین اکثر مکان پختہ بنے ہوئے ہین اور مہاراول بھی وہین رہنا پسند کرتے ہین - لیکن قلعہ کے سامنے والی کسی قدر درست دو کانون کے سوا اور کسی طرف رونق دار بازار وغیرہ نہین ہے -

## قوم

جیسلمیر کے مہاراول جو چندر بنسی سری کرشن کی اولاد مین سمجھے جاتے ہین اور سری کرشن و رانی رکمنی کے پسر اکبر پردمن (پردیومن) کے لڑکے بجر کی جو اوشا کے بطن سے تھا اولاد ہین - قومی لحاظ سے راجہ رام چندر کی سورج بنسی نسل سیسودیہ وغیرہ کے سوا تمام راجپوتون سے بہتر اور قابل تعظیم خیال کیے گئے ہین۔

## تاریخ

اس وقت سے تین ہزار برس بیشتر کے قریب چندر بنسی لوگ ہندوستان مین بڑے زبردست تھے لیکن جب رات دن لڑائی جھگڑون کے سبب سے کمزور ہو گئے تو وہ درمیانی ہندوستان سے پنجابی سرحد کی طرف ہٹائے گئے اور اُنپر بڑی مصیبت پڑی اور نہایت پریشانی اُٹھا کر راجہ رج کے بیٹے شالباہن کو پنجاب مین رہنا پڑا اُسکے بیٹے بلند اور پوتے بھاٹی نے بھی یہین دن گذارے -

## ۱- بھاٹی

راو بھاٹی نے پنجاب مین اول شہرت حاصل کی جس سے حسب دستور راجپوتون کے اس کے نام پر اس کی اولاد بھاٹی راجپوت کہلانے لگی اور قدیم یادو کا لقب موقوف ہو گیا اس کے پاس بہت سا خزانہ اور ساٹھ ہزار سوار اور بے شمار پیادے تھے اس نے لاہور مین فوج کا اجتماع کر کے بیر بھان راجہ ٹنک پور کے ساتھ جنگ کی بیر بھان اس جنگ مین مقتول ہوا جسکے ساتھ چالیس ہزار سپاہ تھی بھاٹی کے دو فرزند تھے منگل راؤ اور مسور راؤ -

## ۲- منگل راؤ

بھاٹی کے بعد گدی نشین ہوا اور اسپر غزنی کی طرف سے حملہ ہوا اور وہ بھاگ کر گاڑھا ندی کے جنگل مین چلا گیا دشمن نے شالباہن پور کا محاصرہ کیا مسور راؤ راجہ کے خاندان کو لیکر پہلے ہی وہان سے نکل گیا تھا اور لکھی جنگل مین جو کسی زمانے مین جنگلی گھوڑون کی نسل کے واسطے مشہور تھا اور وہ نسل اب معدوم ہے اور اب تک لکھی گھوڑون کا بعض روایتون مین خوبی اور قلعہ کی دیوارون پر کود کر پہونچ جانے کے متعلق نام سنا جاتا ہے بود و باش اختیار کی مسور راؤ کے دو فرزند تھے ابھے راؤ اور سارن راؤ ابھے راؤ نے کل لکھی جنگل کو اپنے زیر حکومت کیا اور اُس کی اولاد کثرت سے ہوئی اور وہ سب ابھور یا بھاٹی کہلاتی ہے سارن نے اپنے

بھائی سے تکرار کرکے علیحدگی اختیار کی اُسکی اولاد کاشتکار ہوگئی اور یہ سارن جٹ کے نام سے مشہور ہین اسی سبب سے ہندوستان کے جاٹ کاشتکارون مین یہ قول چلا آتا ہے کہ وہ خاندان جادو کی اولاد ہین اور اُنکا اصل وطن قندھار ہے منگل راؤ پسر بھاٹی کے جو اپنا ملک چھوڑکر بھاگ گیا تھا چھہ بیٹے تھے مجم راو کلرائے یا کالرسی - مونڈراج - شیوراج - پھول - کولرائے جب منگل راؤ شاہ غزنی سے بھاگا تھا تو اُس کی اولاد خانہا سے رعایا مین چھپی تھی ایک بھومیہ ستی داس قوم تاک نے جسکے بزرگون کو بزرگان راجہ بھاٹی نے خراب و تباہ کیا تھا ارادہ بدلہ لینے کا کرکے بادشاہ کو اطلاع دی کہ بھاٹی کی اولاد ایک ساہوکار کے گھر مین مخفی ہے بادشاہ نے ساہوکار مذکور کو طلب کرکے قسم کھا کر کہا کہ اگر وہ پسران شالباہن کو حاضر نہین کریگا تو اُس کے زن و بچہ قتل کئے جائینگے ساہوکار نے عذر کیا کہ اُس کے پاس راجہ کے لڑکے نہین ہین بلکہ وہ لڑکے ایک بھومیہ کے ہین جو بروقت حملہ آوری فوج کے فرار ہوگیا ہے اور وہ میرا مقروض تھا بادشاہ نے حکم دیا کہ اُنکو حاضر کرے اور اُنکے گانون کا نام دریافت کیا جو نام اُس نے بتایا اُس گانون کے بھومیہ کو طلب کرکے بادشاہ نے اولاد شالباہن کو اُنکے ساتھ حکم صرف کھانے کا نہین دیا بلکہ اُنکی شادی اُن بھومیہ لوگون کی دخترون کے ساتھ کرنے کا حکم دیا ساہوکار کو کوئی موقع بجز تسلیم کرنے اس امر کے باقی نرہا تھا لہذا وہ زمیندار کی پوشاک مین حاضر کیے گئے اُنھون نے اُن جاٹون کے ساتھ کھانا کھایا اور اُنکی بیٹیون کے ساتھ شادی بھی کی لہذا اس طرح کلرائے کی اولاد کلوریا جاٹ ہوگئی اور مونڈراج اور شیوراج کی اولاد مونڈرا جاٹ اور شیورا جاٹ ہوگئے اور پسران خرد پھول و کیولا جو نائی اور کہار مشہور کرکے گئے تھے وہ اُن فرقے کے ہوگئے - منگل راؤ جس نے پناہ صحرائے دریائے گارہا مین پائی تھی دریائے مذکور کے پار چلا گیا جو اُن کے ریگستان مین اُس نے کچھ حکومت پیدا کرلی اُس وقت مین قوم باراہا کنارہ دریائے مذکور پر آباد تھی اور اُنکے دوسری طرف بوٹا بان (بواو معروف) کے بوٹا راجپوت رہتے تھے اور پوگل (بواو معروف) مین پرمار تھے - دھات مین سودا (بواو مجہول و دال مہملہ) نسل تھی اور لودروا مین لودرہ راجپوت تھے یہان منگل راؤ کو پناہ ملی - منگل راؤ نے باستصواب راجہ سودا اپنا مقام قیام آئندہ علاقہ لودرہ اور باراہا اور سودا کے وسط مین اختیار کیا ادھر بوٹا راجپوت بھی رہتے تھے جو اب معدوم ہوگئے ہین -

## ۳ - مجم راؤ

یہ اپنے باپ منگل راؤ کے ساتھ مقام شالباہن پور سے فراری ہوگیا تھا باپ کے مرنے پر اُس کا جانشین ہوا اور قرب و جوار کے سب راجون نے اُس کی راجگی منظور کی اور امرکوٹ والے راجہ سودا نے اپنی دختر کی شادی اُس کے ساتھ کی اُس کے تین فرزند پیدا ہوئے کیہر یا کیسر اور مولراج اور گوگلی - النسی دیوڑہ نے مجم راؤ کے پچھلے دونون بیٹون کے واسطے ناریل بھیجے بہت تجمل سے شادیان ہوئین وہان سے واپس آیا تب مجم راؤ نے ایک قلعے کی بنا ڈالی اور اُس کا نام تنودیی کے نام سے تنوٹ رکھا

قبل ختم ہونے اس تعمیر کے اُس نے وفات پائی۔

## ۴۔ کیہر سنگھ اول

اپنے باپ کے بعد گدی نشین ہوا یہ اپنے باپ کے وقت مین تاخت وتاراج کرنے مین مشہور تھا یہ خبر پاکر کہ پانسو گھوڑون کا کاروان اُردو سے ملتان کو جاتا ہے اُس نے چیدہ گروہ ساتھ لیکر اور شتر فروش سوداگر کا بھیس بھر کر اُس کا تعاقب کیا اور بمقام ستلج ندی (پنجاب) حملہ کرکے لوٹ کر اپنے گھر کو واپس آگیا اسکے وقت مین تنوٹ پر جبسرت رئیس باراہا نے فوج کشی کی کیونکہ مقام مذکور اُس کی سرحد پر تعمیر ہوا تھا مگر مولراج نے اُس کی حفاظت کی اور جبسرت کو مجبوری واپس جانا پڑا ماہ سدی ۵ اروز شنبہ سمت ۷۸۷ مطابق ۷۳۱ء مین قلعہ تنوٹ کی تعمیر ختم ہوئی جو راجپوتانے کی مغربی شمالی سرحد پر ہے اور تنوماتا کا مندر اوس مین تعمیر ہوا عرصہ قلیل کے بعد ایک عہد نامہ قوم باراہا کے ساتھ عمل مین آیا اور اُس قوم کے رئیس کی بیٹی کی شادی مولراج کے ساتھ ہوئی اس طرح ریاست بھاٹیون کی قائم ہوئی اس وقت سے ہوئے بارہ سو برس پہلے بھاٹی لوگ راجپوتانے کے ریگستانی خطے مین آئے [illegible] تقسیم کی تکلیفین اُٹھا کر یہان آباد ہونے آئے مین [illegible] راجپوتون کا [illegible] علاقہ فتح کیا مگر ان راجپوتون نے کیہر سے عوض لے لیا یعنی [illegible] کیہر پر حملہ کرکے قتل کر ڈالا اسکے پانچ فرزند تھے سب سے بڑے کا نام تنو تھا [illegible] کیہر کو ولیعہد کا ہم [illegible] بنایا ہے۔

## ۵۔ تنو

اس نے گدی نشین ہوکر باراہا اور ملتان کے لانگاہون کا علاقہ تباہ کیا مگر حسین شاہ لانگھا پٹھان [illegible] (راٹھور) وکھمی جی وکھوکر (راٹھور) ومغل دجوہیہ (بدا [illegible]) [illegible] اقوام کے دس ہزار سوارون کو لیکر تنو پر حملہ آور ہوا یہ سب علاقہ باراہا مین پہونچے اور وہان قیام کیا سب باراہا شریک ہوگئے تنو نے اپنے ہم قوم جمع کرکے چار روز تک اُسنے قلعے مین محصور ہوکر لڑائی کی پانچوین دن حکم دیا کہ قلعے کے دروازے کھول دیے جائین اور اپنے فرزند بجےراے کو ہمراہ لیکر شمشیر بدست باہر آیا اور محاصرین پر حملہ آور ہوا اول باراہا کی قوم بھاگی پھر سب سوارون نے اُسکی پیروی کی [illegible] کو میدان جنگ مین ملا اپنے قبضے مین کیا [illegible] کے بعد شادی کا ارمان جیجو [illegible] ان کی طرف سے اُس کے بیٹے کے واسطے آیا اور ایک عہدنامہ مشارکت [illegible] آپس مین منعقد ہوا تنو نے ایک قلعہ بجاسی دیبی کے نام پر بنایا اور اُس کا نام بیجنوت رکھا اس قلعے مین اُس نے دیبی کی مورت مگسر سدی ۱۳ سمت ۸۱۳ مطابق ۷۵۷ء کو قائم کی اور اسی برس راج کرکے اپنی موت سے مرگیا۔ تنو کے پانچ بیٹے ہوئے تھے (۱) بجےراے ولی عہد (۲) ماکر (۳) جےسنگھ (۴) الن سی وغیرہ ماکر کی اولاد بڑھی ہوئی جو اب تک ماکر کے نام سے

مشہور ہین۔ جے تنگ کے بیٹے رتن سی نے بیگم پور شہر مسمار کی مرمت کی الن سی کے ایک بیٹے دیوسی کی ولاد
ربیاری یعنی شتربان ہوئی اور الن سی کے چوتھے بیٹے رک جو کی اولاد تجارت پیشہ ہو کر اوسوال مشہور ہوگئی
نوٹ کرنل ٹاڈ نے اسی طرح لکھا ہے لیکن مجمع الملوک مین محمد رضا بن ابوالقاسم طباطبا نے بیان کیا ہے کہ
سلطان حسین لنگاہ سکندر لودھی کے عہد مین گذرا ہے جو سنہ ۱۴۸۸ء سے ۱۵۱۷ء تک ہوا ہے اس حساب سے
تنو کا عہد سلطان حسین لانگھا والی ملتان سے صدہا سال پیشتر ہو چکا ہے۔

## ۶۔ بجے راے

تنو کے بعد اُس کا ولی عہد بجے راے سمت ۸۷۰ مطابق سنہ ۸۱۲ء مین باپ کا جانشین ہوا
اُس نے فوج کشی کرکے اپنی قدیم دشمن قوم باراہا کو شکست دیکر تاخت و تاراج کیا سمت ۸۹۲ مین رانی
بوٹابان سے لڑکا پیدا ہوا اُس کا نام دیوراج رکھا ایک مرتبہ پھر اقوام باراہا اور لانگھا نے بجے راے پر
فوج کشی کے لئے اتفاق کیا مگر اُنکو شکست نصیب ہوئی اور بھاگ گئے جب ان قومون کو یقین ہوگیا کہ
وہ مقابلے مین سر بر نہین ہوتین تو دغابازی کی فکر کی اور پیغام بھیجا کہ اس عناد قدیمی کے رفع کرنے کیلئے
رئیس باراہا اپنی بیٹی بجے راے کو دیتا ہے اس پر بھاٹی وہان گئے بجے راے اور اُس کے آٹھ سو رشتہ دار
ہم قوم قتل کئے گئے دیوراج بھاگ کر ایک برہمن کے گھر مین پہونچا وہان بھی اُس کا تعاقب ہوا جب کوئی
امید تحفظ باقی نرہی تو برہمن مذکور نے زنار صغیرسن راجہ کے گلے مین ڈالدی اور اس غرض سے کہ تعاقب
کرنے والون کو اُنکی غلطی کا اطمینان کرے کہ جس کی وہ تلاش کرتے ہین وہ نہین ہے برہمن اُسکے روبرو اُسکے
ساتھ ایک برتن مین کھانا کھانے بیٹھا شہر تنوت کا محاصرہ کرکے فتح کیا اور جو شخص اُس مین ملا اُس کو
قتل کیا پس عرصۂ قلیل کے واسطے نام بھاٹی کا معدوم ہوگیا۔

## ۷۔ دیوراج

یہ مدت تک ملک براہا مین مخفی رہا مگر آخر کار جرأت کرکے وہان سے بھاگ نکلا اور مقام بوٹابان
مین جو اُس کے نانا کا شہر تھا پہونچا اُس کو نہایت خوشی ہوئی جب اُس نے دیکھا کہ اُس کی ماں قتل
تنوٹ سے محفوظ رہ کر وہان موجود ہے۔ دیوراج نے محتاجی کی زیست سے تنگ آکر ایک گانون کی درخواست
کی رئیس نے دینے کا وعدہ کیا مگر رئیس بوٹابان کے رشتہ دارون نے اُس کو اس فعل سے ڈرایا اسلئے رئیس
اپنے وعدے سے پھر گیا اور یہ کہا کہ اُس کو صحرا مین تھوڑی سی زمین دی جائے گی۔ دیوراج نے چپکے چپکے
اُس زمین پر ایک قلعہ کی تعمیر شروع کی اور ماہ سدی ۵ روز دوشنبہ سمت ۹۰۹ مطابق سنہ ۸۵۳ء کو
اپنے نام سے اُس ویران موضع پر قلعہ دیوراول جسے دے راول کہتے ہین بنوایا جب رئیس بوٹابان نے سنا
کہ اُس کا نواسا بجائے مکان کے ایک قلعہ تعمیر کراتا ہے تو اُس نے ایک جمعیت قلعہ کو منہدم کرنے کے
لئے بھیجی دیوراج نے اپنی ماں کے ہاتھ قلعہ کی کنجی حملہ آورون کے پاس بھیجی اور پیام دیا کہ حملہ آوران

فوج آکر قلعہ کو اپنے قبضے مین لے آئین اور وہ اُنکی عزت اور آبرو کرے گا جب سردار جو ایک سو بیس تھے آئے تو اُنکو کہلا بھیجا کہ دس دس آدمی اُنسے کچھ مشورہ کرنا ہے جب وہ دس سردار آئے اُنکو قتل کرکے اُن کی لاشون کو دیوار کے باہر پھکوا دیا اسی طرح دس دس سردار آتے تھے اور قتل ہوتے تھے جب سب سردار آچکے اور قتل ہوئے تو یہ خبر منتشر ہوئی اور بے سردارون کی فوج بھاگ گئی۔ تھوڑے دنون کے بعد راؤ کے پاس وہ برہمن جس نے اُس کو بارا ہا مین بچایا تھا آیا اور اب وہ جوگی ہو گیا تھا دیوراج اُس کا چیلہ ہو گیا اور اُس جوگی کی صلاح سے اُس نے اپنے دشمن براہا کو غفلت کی حالت مین قتل کرکے اپنی حکومت کو دوبارہ جمایا اس وقت سے جاٹیون کا خطاب راؤ کے عوض راول قرار پایا جو اب تک اُنکے رئیسون کے نام پر جاری ہے یہ راول اُسی جوگی کا خطاب تھا جس کا دیوراج چیلہ بنا تھا۔ اس مہم کے بعد اُس نے لانگا راجپوتون پر فوج کشی کا ارادہ کیا لانگھا کا راجہ علی پور مین شادی کرنے کے لئے جا رہا تھا مقام مذکور مین دیوراج نے اُنپر حملہ کیا اور ایک ہزار آدمی اُنکے قتل کئے باقی ماندہ نے اُس کی اطاعت قبول کی۔

دیراول سے جنوب کی سمت کو بودرہ راجپوت رہتے تھے اُنکی دار الریاست مقام لودروا تھی اپنے خاندان کا برہمن ناراض ہوکر دیوراج کے پاس پناہ لایا اور اُس نے دیوراج کو تحریک کی کہ اُنپر فوج کشی کرے دیوراج بارہ ہزار سوار لیکر روانہ ہوا اور شہر مین گھس کر قتل شروع کیا اور نربھان رئیس لودروا کی بیٹی سے بیاہ کرکے اور فوج کا ایک دستہ قلعداری پر لودروا مین چھوڑ کر آپ دیراول مین واپس آیا۔ اس عرصے مین اس کے شہر کا تاجر جس کا نام جیس کرن تھا آیا اور راول سے فریاد کی کہ دھارانگری کو گیا تھا وہان کے راجہ برج بھان پنوار نے اُس کو گرفتار کیا اور ڈنڈ مین روپیہ لیکر رہائی دی راول اپنے سوداگر کی ذلت دیکھکر آگ ہو گیا اور قسم کھا بیٹھا کہ بغیر دھارا کے تباہ کئے پانی نہ پیون گا۔ راول کا غصہ بیجا نہ تھا کسی ریاست کو یہ اختیار نہین ہے کہ دوسری ریاست کے کسی بھی آدمی کو ذلیل کرے ہر ایک رعایا کے ساتھ اُس کے راجہ کی طاقت ہے رعایا کی ذلت مین راجہ کی ذلت ہے لیکن غصے مین بلا انجام سوچے کوئی عہد کر لینا بعید از دانشمندی ہے اصل دھارا اُس برتاؤ کا سزاوار تھا جو دیوراج نے سوچا تھا لیکن بلا غور کیے کہ دھار تک پہونچنے مین کتنے روز صرف ہون گے محاصرہ کب تک رہے گا اُس زمانے تک کوئی شخص پیاسا رہ سکتا ہے راول کو پانی نہ پینے کا عہد کرنا مناسب نہ تھا بہرحال عہد تو کر لیا قول مردان جان دارد راجپوت عہد کرکے اُسے توڑنا نہین جانتا اب بجز اسکے کہ کسی طرح عہد پورا ہو یا راجہ بلا آب ودانہ تڑپ تڑپ کر جان دیدے اور کوئی چارہ نہ تھا آخر کار یہ تدبیر نکالی گئی کہ ایک نقلی دھار بنایا جائے اور راجہ اُس کو تباہ کرکے پانی پیے پھر اصل دھار پر حملہ ہو چنانچہ گارے کا دھار تیار کیا گیا اور راجہ نے اُس کے توڑنے کو قدم بڑھایا دھار پنوارون کا قدیم وطن ہے راول دیوراج کی فوج مین تقریبًا ایک سو بیس پنوار ملازم تھے اُنکو جس وقت یہ حال معلوم ہوا وہ نقلی دھار کی حفاظت پر آمادہ ہو گئے جس وقت راجہ نقلی دھار کے قریب پہونچا ایک سو پنوار راجپوت اس کے مقابلے کو تیار تھے اور

نہایت جوش کے ساتھ گا رہے تھے" جان دھارتان پنوار ہین اور دھار تھیان پنوار دھار بنا پنوار ناہین اور
تاہین پنوار بن دھار" ان خدائیان وطن نے بسر کردگی تیج سی دسارنگ راجہ کو قلعے مین اُس وقت تک
نہ گھسنے دیا جب تک انکے دم مین دم رہا جب تک ایک ایک پنوار نے اپنے خون کے قطرے قطرے سے وطن پرستی
ثابت نہ کردی راول کے بنائے کچھ نہ بنی ان شہیدان وطن کی یادگار مین راول نے اُنکے متعلقین کے گذارے
مقرر کر دیئے بعد اس کے راول نے بہت سی سپاہ کے ساتھ دھار پر چڑھائی کی اور جس نے راستے مین اُسکا
مقابلہ کیا اُس کو مغلوب کیا۔ برج بھان نے پانچ روز تک دھار کا تحفظ کیا آخر کار آٹھ سو آدمیون کے
ساتھ مقتول ہوا دیوراج اس فتح کے بعد لوٹ آیا۔

ایک روز تھوڑے سے آدمی ساتھ لیکر شکار کو گیا چنانچہ راجپوتون کے ایک باغی گروہ نے اُس پر حملہ کرکے
مع ۲۶ ہمراہیون کے قتل کرڈالا دیوراج نے ۵۵ سال حکمرانی کی۔

## ۸۔ مونڈ

یہ راول اپنے باپ دیوراج کے مارے جانے سے جانشین ہوا اور اس نے اپنے باپ کے قاتلون پر
انتقام کی غرض سے حملہ کیا اگرچہ اُنھون نے جمع ہوکر تحفظ کیا تاہم اُنکے آٹھ سو آدمی کام آئے اس کے فرزند
بچھراج کی بعمر چودہ سال سولنکھی راجہ انہل واڑہ (پٹن) کی بیٹی کے ساتھ شادی ہوئی تھی۔ مونڈ کچھ عرصے کے
بعد موت سے مر گیا۔

## ۹۔ بچھراج

سمت ۱۰۳۵ مطابق سنہ ۹۷۹ء مین باپ کے بعد رئیس ہوا اس کے پانچ بیٹے تھے دوساج اور سنگھ
اور باپی راؤ اور انکھو اور مال پسا دیہ سب صاحب اولاد اور مورث ایک ایک فرقے کے ہوئے سنگھ کی اولاد سنگھ
راجپوت کہلاتی ہے باپی کے بیٹے پاہو نے جو ہمیر راجپوتون کا علاقہ تا بمقام دیبی چھال فتح کیا اور پوگل مین
اپنا دار الریاست بنایا اُس ریگستان مین اکثر کنوین تیار کرائے جو ابتک پاہو کا کنوان کہلاتے ہین۔

## ۱۰۔ دوساج

سمت ۱۱۰۰ مطابق سنہ ۱۰۴۴ء مین باپ کے بعد رئیس ہوا۔

متصل کھاتو واقع ناگور ضلع مارواڑ کے ایک شخص جنگ جو قوم کھیچی جس کا نام جد بھان ہی رہتا تھا
اُس نے غارتگری تا بدروازہ پوگل کی تھی اور اکثر جے تنگ بھاٹیون کو قتل کیا تھا دوساج نے ایک قافلہ
اس حیلے سے تیار کیا کہ وہ گنگا کے نہان کو جائے گا اور بے خبری مین علاقہ کھیچی پر حملہ کیا اور شخص مذکور مع
اپنے نو سو ہمراہیون کے قتل ہوا۔ دوساج اور اُسکے تین بھائی گھر مین گئے اور وہان پرتاب سنگھ رئیس
گہلوت کی بیٹیون سے شادی کی۔

دوساج کے وقت مین ہمیر راجہ سودا نے اُس کے علاقے مین لوٹ مار کی دوساج نے بہت کچھ

صلح اور آشتی کے پیام دیے مگر بے سود ثابت ہوئے اُس نے مقام دھات مین کوچ کیا اور فتح حاصل کی۔
دوساج کے تین بیٹے تھے جیسل۔ بجے راج۔ اور لنگا بجے رائے یہ پچھلا لڑکا اُس کی صغر سنی مین رانی
راناوت خاندان میواڑ سے پیدا ہوا تھا جس کی شادی سدھ راج جے سنگھ سولنگھی کی دختر سے ہوئی تھی۔
یہی پچھلا بیٹا باپ کے بعد جانشین ہوا۔

## ۱۱۔ لنگا بجے رائے

یہ سیسودیہ قوم کی رانی سے پیدا ہوا تھا اور اپنے باپ کے بعد گدی کا مالک سمجھا گیا لیکن جلد گذر گیا۔

## ۱۲۔ بھوج دیو

یہ اپنے باپ کے گذر جانے سے ۲۵ سال کی عمر مین جانشین بنا ابھی اس کی مسند نشینی کو زیادہ عرصہ
نہین گذرا تھا کہ اُس کے چچا جیسل نے مخالفت کی لیکن اُسکے ساتھ ہمیشہ پانسو سولنگھی راجپوت موجود
رہتے تھے اس لئے جیسل اُس کو نقصان نہین پہونچا سکتا تھا اس زمانے مین سلطان شہاب الدین غوری نے
ملتان اور سندھ کو تاخت و تاراج کیا جیسل اپنے دوسو عزیز اور رشتہ دار سواروں کو ساتھ لیکر بادشاہ کے
پاس حاضر ہوا اور اپنا مافی الضمیر عرض کیا اور بادشاہ کے ساتھ رفاقت کی قسم کھائی بادشاہ کے حکم سے مسلمانون
کی کمک سکو حاصل ہوئی مقام لودروا کا محاصرہ کرکے اپنے بھتیجے کو قتل کیا دو روز تک اہل شہر کو اجازت ہی کہ اپنا مال واسباب
جس قدر اُٹھا سکین لیکر باہر چلے جائین تیسرے روز مسلمانون کو لوٹنے کی اجازت دی گئی اُنھون نے
پرانی راجدھانی لودروا کو غارت کیا اور کریم خان مال مغروقہ لیکر غزنی کو روانہ ہوا **نوٹ** ٹاڈ نے اسی طرح
لکھا ہے مگر یاد رہے کہ اس وقت تک شہاب الدین کو غزنین وافغانستان کی حکومت بھی ہاتھ نہ آئی تھی
ہندوستان پر حملہ کیا حیات افغانی مین محمد حیات خان لکھتا ہے کہ شہاب الدین محمد نے ۱۱۸۹ء مین خاندان
غزنی کو تباہ کرکے سلطنت کی پھر افغانستان کو فتح کرکے ہندوستان پر حملہ کیا حبیب السیر مین غیاث الدین
کہتا ہے کہ ۵۶۹ھ ہجری مطابق ۱۱۷۳ء مین غیاث الدین نے غزنی کو فتح کرکے اپنے چھوٹے بھائی
معز الدین محمد معروف بہ شہاب الدین محمد کو سپرد کرکے سلطان محمود کے تخت پر بٹھایا شہاب الدین تین چار
برس انتظام ملک مین مصروف رہا اور پھر مشورہ یا بحکم اپنے بھائی غیاث الدین محمد کے تسخیر ہندوستان پر
جس پر عرصہ سے فریفتہ ہو رہا تھا متوجہ ہوا کوئی کہتا ہے کہ غیاث الدین ۵۵۲ھ ہجری مطابق ۱۱۵۷ء
مین غور کے تخت پر بیٹھا اور اپنے بھائی شہاب الدین کے ساتھ ملک سلطنت کرتا تھا خلاصہ کلام یہ ہے کہ
جیسل کا سلطان شہاب الدین سے مدد لینا غلط ہے اُس کو اس وقت تک حکومت ہی حاصل نہوئی تھی منشی
سجان رائے بھنڈاری بٹالوی مولف خلاصۃ التواریخ کے قول کے مطابق سب سے پہلا حملہ ۵۷۴ھ ہجری
مطابق ۱۱۷۸ء مین ملتان اور اوچ پر ہوا تھا جہان اسے ریگستان کی راہ گجرات پر عزیمت کی اور وہان کے
راجہ بھیم دیو کے ہاتھ سے ہزیمت پائی اور ۵۷۷ھ مطابق ۱۱۸۱ء مین دیول پر کہ ملک ٹھٹھہ مین واقع ہی

حملہ کر کے اُسے فتح کیا جیسل کا سلطان سے مدد لینا اُسی حالت مین تسلیم کے قابل ہوگا کہ اُسکی کارگذاری کے سالون مین اختلاف مانا جائے۔

## ۱۳- راول جیسل

اس نے اپنے بھتیجے سے راج لیکر لودروا راجدھانی کے عوض جو صاف میدان مین تھی دس میل فاصلے سے ایک پہاڑی پر سمت ۱۲۱۲ کے ساون مہینے مطابق ۱۱۵۶ء مین شہر جیسلمیر آباد کیا اس کے بارہ برس کے بعد وہ مرگیا اور اُسکے دو بیٹون کیلن اور شالباہن مین سے پچھلا جو چھوٹا تھا سردارون کی سازش سے راج کا مالک ہوگیا اور سرلیپل گریفن صاحب کی تاریخ راجگان پنجاب سے کچھ اور ہی معلوم ہوتا ہے اُس مین لکھا ہے کہ جیسل بانی شہر جیسلمیر ۱۱۸۰ء مین ایک بغاوت کی وجہ سے اپنی مملکت چھوڑ کر شمال کی جانب پرتھی راج چوہان والی دہلی واجمیر کے قلمرو مین چلا گیا تھا اور اسکے بیٹے چار تھے۔

## ۱۴- شالباہن دوسرا

سمت ۱۲۲۴ مطابق ۱۱۶۸ء مین مسند نشین ہوا اس کی اول مہم بجانب قوم کاٹھی کے تھی جو زیر حکومت اپنے حاکم جگ بھان کے درمیان شہر جھالورا اور رارادلی کے رہتی تھی راو کاٹھی کا مقتول ہوا اور اُس کے گھوڑے جیسلمیر پہونچائے گئے۔

کوہستان بدری ناتھ مین ایک ریاست تھی جہان کا راجہ جادو قوم سے شالباہن اول کی اولاد مین تھا جب وہ غزنی سے خارج ہوا تھا اس وقت مین اس ریاست کا راجہ لاولد فوت ہوا تو ایک پیام جیسلمیر مین آیا کہ کوئی راجہ وہان کے واسطے بھیجدیا جائے تاکہ خالی گدی پر وہان بیٹھے شالباہن نے اپنے تیسرے بیٹے ہسو کو وہان بھیجا اگرچہ وہ اثنائے راہ مین فوت ہوگیا اُس کی رانی حاملہ تھی اُس کو رستے مین درخت پیدا ہوا اور زیر درخت پلاس کے اُس کے فرزند پیدا ہوا اس لئے اُس کا نام پلاسو رکھا اور یہی لڑکا گدی نشین ہوا اور اُس کے نام سے اُس ریاست کا نام پلاسوہ مقرر ہوا۔

شالباہن سروہی کو شادی کرنے گیا تو اُس کے بیٹے بیجل نے راج دبالیا۔ شالباہن نے بہت عاجزی کی مگر بیٹے نے نہ مانا اس لئے وہ مقام کھدال مین جس کی دارالریاست کا نام دیراول تھا چلا گیا۔ اور وہان بلوچون سے مقابلہ کرنے مین قتل ہوا۔

## ۱۵- بیجل

جب اس کا باپ سروہی مین اپنی شادی کو گیا تھا تو بڑا بیٹا ہونے کی وجہ سے ریاست کا انتظام اس کے سپرد کر گیا تھا۔ شالباہن کی روانگی کے بعد بیجل کے دھا بھائی نے یہ خبر مشہور کی کہ راول ایک شیر کے شکار مین مارا گیا اور بیجل کو ترغیب دی کہ راول کا خطاب لے لیکن یہ بھی زیادہ عرصے تک حکومت نکر سکا ایک روز غصے مین اس نے اپنے دھا بھائی کو مارا اُس نے بھی پھر کر اس کو مارا اس پر

بیجل کو غصہ اور شرم آئی اور خودکشی سے جان کھوئی۔

## ۱۶- کیلن

برادر کلان شالباہن دوم جسکو گادی سے محروم کرکے جیسل کے نائب نے نکالدیا تھا اب سمت ۱۲۵۲ مطابق سنہ ۱۱۹۶ء مین پھر طلب ہوکر پچاس سال کی عمر مین راول ہوا۔ خضرخان بلوچ نے پانچہزار سیاہ کے ساتھ دریاے مہران یعنی سندھ کا عبور کرکے علاقہ کھدال پر حملہ کیا یہ حملہ اُس کا بعد قتل شالباہن دوم کے دوسری مرتبہ تھا کیلن نے سات ہزار راجپوتون کے ساتھ مقابلہ کیا سخت خونریزی کے بعد خضرخان اور اُسکے پندرہ سو ساتھی مارے گئے ۱۹ سال حکومت کرکے مرگیا۔

## ۱۷- چاچک دیو اول

سمت ۱۲۷۵ مطابق سنہ ۱۲۱۹ء مین تراج باکر جبار راجپوتون پر جواب معدوم ہین فوج کشی کی اُنکے دوہزار آدمی قتل کرکے چودہ ہزار مویشی پکڑلایا اُنمین سے باقی ماندہ کو بمجبوری قوم جوسیہ کے پاس پناہ لینی پڑی بعد اسکے رانا روم سی راجہ سودا پر فوج کشی کی اور اُسکے چارہزار سوارون کو شکست دی اور وہ اپنی دارالریاست امرکوٹ مین پناہ گیر ہوا اور اپنی لڑکی زوجیت مین دیکر دشمن کو رخصت کیا۔ قوم راٹھوڑ جو عرصہ قلیل سے علاقہ کیہر مین آباد ہوئی تھی ہم سایہ کیلئے تکلیف دہ تھی چاچک نے فوج سودا سے مدد لیکر اُس پر حملہ کیا راٹھوڑون نے بھی ایک بیٹی دے کر صلح کرلی۔

بھاٹیون کے بڑے دشمن لانگھا قوم کے راجپوت تھے جو سولنگھیون کی ایک شاخ ہے ہمیشہ اُنکے اور بھاٹیون کے درمیان جنگ و جدل رہتی تھی سنہ ۱۳۰۰ء سے جب قلعہ تنوت سردار بھاٹی نے تعمیر کیا تھا چاچک دیو کے عہد تک ان دونون گروہون مین آتش جنگ مشتعل رہی آخر کار اُس وقت جنگ سرد ہوئی جو چاچک دیو کی افسری مین بھاٹیون اور لانگھا ہین بغیر مداخلت تیسری قوم کے وقوع مین آئی فرشتہ اس قوم کے کل خاندان کو راجگان ملتان سے تعبیر کرتا ہے اور قوم لانگھا کو افغان قرار دیتا ہے اور ابوالفضل کی تحریر سے انکا قوم لومڑی سے ہونا پایا جاتا ہے یہ قوم فی الحقیقت بہت کثرت سے اقوام جٹ مین ہے تواریخ بھاٹی مین قوم لانگھا کو ایک صفحہ مین مسلمان اور دوسرے مین راجپوت لکھا ہے۔

بہرصورت رات دن کی تکرار و فساد سے یہ لوگ تنگ آکر سندھ وغیرہ کی طرف جا پھیلے اور وہان مسلمان ہوکر بلوچ کہلاتے ہین۔

چاچک دیو ۳۲ برس راج کرکے مرگیا اس کا بیٹا تیج راؤ جوانی مین بعمر بیالیس سال چیچک کے عارضے سے مرگیا تھا اسلئے دو پوتون جیت سی اور کرن سی مین سے چھوٹا لڑکا دادا کو زیادہ عزیز ہونے کے سبب راجہ بنایا گیا

## ۱۸- کرن سی

اس سے اسکے دادا کو بہت محبت تھی جب وہ قریب المرگ ہوا تو اُس نے اپنے رئیسون کو جمع کیا اور

اُنسے درخواست کی کہ وہ اُس کی یہ خواہش منظور کرین کہ اُس کا چھوٹا پوتا اُس کا جانشین ہو جب یہ جانشین ہوا تو اُس کا بیٹا بھائی جیت سی ترک وطن کر کے گجرات مین چلا گیا اور وہان کے مسلمان بادشاہ کی ملازمت اختیار کی کرن سی اٹھائیس سال حکمرانی کر کے گذر گیا۔

## ۱۹۔ لاکھن سی

کرن کے مرنے پر سمت ۱۳۲۷ مطابق ۱۲۷۱ء مین یہ رئیس ہوا جو رات کے وقت گیدڑون کا بولنا ٹھنڈ کی تکلیف سے خیال کر کے اُنکے واسطے کپڑے بھجوانے کی تاکید کیا کرتا تھا اس پر بھی وہ بولتے تو اُنکے واسطے مکانات رمنہ راج مین بنوا دئے اکثر وہ مکانات اب بھی موجود ہین لاکھن پر اُس کی رانی جو قوم سودا سے تھی حاوی تھی اُسنے اپنے بھائیون کو امرکوٹ سے طلب کیا مگر اُس کے دیوانے خاوند نے اُنکو قتل کر کے اُنکی لاشین دیوار سے باہر پھکوا دین چار برس کے بعد اہلکارون نے اس دیوانے راول کو خارج کر کے اُس کے بیٹے کو گدی پر بٹھا دیا۔

## ۲۰۔ پون پال

اپنے باپ کی معزولی کے بعد مسند نشین ہوا۔ لیکن پھر اسکو بھی بدمزاجی کے سبب نکالکر اس کے دادا کرن کے بڑے بھائی جیت سی کو گجرات سے بلا کر راج کا مالک بنا دیا۔

## ۲۱۔ جیت سی اول

اسکو سمت ۱۳۳۲ مطابق ۱۲۷۶ء مین گدی نصیب ہوئی۔ اس کے عہد مین رانا روپ سی پرہار والی منڈور کے علاقے پر محمد بادشاہ (خونی) نے فوج کشی کی راجہ شکست کھا کر مع اپنے بارہ بیٹون کے فرار ہوا اور راول کے پاس آکر پناہ لی راول نے اُسکو رہنے کے واسطے ریاست دیا علاء الدین محمد خلجی آگرہ ساگر کے پاس اجمیر مین مقیم تھا اُسکے پاس ملتان اور ٹھٹھہ سے خراج جا رہا تھا جب یہ خزانہ مقام بکھر مین پہونچا جو ایک جزیرہ سکھر کے قریب دریائے سندھ کے اُس موقع پر ہے جہان پنج ند یعنی پنجاب کے پانچون دریا اور دریائے سندھ ملکر بہتے ہین تو جیت سی نے داؤن لگا کر اُسکو لوٹ لیا بادشاہ کو اس امر کی اطلاع ہوئی تو اُس نے راول کی سزادہی کا حکم دیا راول نے بنظر تحفظ تمام بوڑھے اور ضعیف مرد و عورت جنگل مین بھجوا دیے اور جیسلمیر مین مورچہ بندی کرائی اور دارالریاستہ کے گرد کئی کوس تک جنگل ویران کر دیا اور پانچہزار سپاہ آزمودہ کار قلعے کے اندر رکھی مسلمانون نے جیسلمیر کو آگھیرا راول کے پوتے دیوراج پسر مولراج اور پر پوتے ہمیر پسر دیوراج کی شجاعت سے قلعہ محصور ریجے ہاتھ سے ابھی نہ نکلا تھا کہ جیت سی کے مرجانے پر لاش قلعے مین جلائی گئی اور اُس کا بڑا بیٹا مولراج راول ہوا جیت سی نے ۱۸ سال حکمرانی کی تاریخ ٹاڈ راجستان مین اسی طرح لکھا ہے۔ اس بیان مین محمد بادشاہ خونی سے بھی مراد علاء الدین خلجی ہی جسکا اصلی نام علی تھا اور سلطان جلال الدین کا داماد و قاتل تھا اُس کے حق مین تاریخ حقی مین، شیخ

عبدالحق دہلوی نے بھی لکھا ہے کہ "بادشاہ ہے جبار وقہار وکج رفتار وسخت گیر وزشت خوے بود" ٹاڈ کا یہ سمجھنا کہ جیت سی کے عہد میں علاءالدین خلجی آنا ساگر کے پاس اجمیر میں مقیم تھا غلط ہے جیت سی کی حیات تک علاءالدین تخت نشین ہی نہوا تھا جیت سی ۱۲۹۴ء کی ابتدا یا ۱۲۹۳ء کی انتہا میں مرا ہے اور علاءالدین ۶۹۶ ہجری مطابق ۱۲۹۵ء میں تخت نشین ہوا ہے چنانچہ تاریخ فرشتہ سے ثابت ہی کہ باکوکبہ ودبدبۂ عظیم در آخر سنہ ست وتسعین وست مائہ داخل دہلی شدہ بر تخت بادشاہی نشست میرے نزدیک سلطان جلال الدین خلجی ہونا چاہئے کیونکہ اُس نے رنتھنبور اور ڈھونڈھار و مارواڑ کے بہت سے مقامات کے راجپوتوں پر حملہ کرکے اُنکی تباہی وبربادی کی تھی اور وہ ۶۸۸ ہجری مطابق ۱۲۸۹ء میں تخت نشین ہوکر ۶۹۵ ہجری مطابق ۱۲۹۵ء میں مرا ہے۔

بھاٹیوں نے کچھ بادشاہی سامان ضرور لوٹ لیا تھا جس سے مسلمانوں نے جیسلمیر کو آگھیرا تھا۔

## ۲۲-مولراج اول

سمت ۱۳۵۰ مطابق ۱۲۹۴ء میں حالت محاصرہ میں راول ہوا دوسرے سال راجپوتوں نے رسد نرہنے سے عورتوں کو قتل کرکے دشمنوں پر حملہ کیا راول ساتھیوں سمیت مارا گیا اور مسلمانوں نے دو برس تک قلعہ پر قبضہ رکھنے کے بعد اُس کو توڑ کر چھوڑ دیا اس تباہی سے بھاٹی لوگ کئی برس تک پریشان رہے جیت سی کے بیٹے رتن سی کی محبوب خان سردار بادشاہی کے ساتھ دوستی تھی اُس نے بروقت بربادی جیسلمیر کے اپنے دونوں بیٹوں گرسی اور کینہر کو محبوب خان کے حوالے کر دیا تھا محبوب خان کی وفات کے بعد گرسی اجازت لیکر مغرب کی جانب علاقہ کھود میں آگیا جہاں اُس نے بماڑی جگمال کی ہمشیرہ سے شادی کی اور اسکا بھائی بھی مخفی طور پر وہاں چلا آیا۔

## ۲۳-دُودُو

جیسلمیر کی بربادی سے کئی سال کے بعد جگمال وغیرہ راٹھوڑوں نے بھی بھاٹیوں کا ویران قلعہ آدبایا جسپر جیسل کی اولاد میں سے دودو اور تلک سی نامی دو شخصوں نے بے خبر حملہ کرکے دشمنوں کو نکالدیا اس کامیابی سے دودو نے راول خطاب پاکر قلعے کی مرمت کرائی اور تلک سی نے اجمیر کے بادشاہی علاقے میں لوٹ مار شروع کی اور اسپان فیروزشاہ کو جو آنا ساگر پر پانی پینے کو آتے تھے لے گیا جس سے دوبارہ مسلمانوں کی فوج نے جیسلمیر کو آگھیرا اور راول دودو وغیرہ اپنی عورتوں کو قتل کرنے کے بعد سمت ۱۳۶۲ مطابق ۱۳۰۶ء میں لڑکر مارے گئے دودو کے سترہ سو ہم قوم کام آئے اور وہ دس برس گدی نشین رہا تھا ٹاڈ نے اسی طرح لکھا ہے۔

لیکن تاریخ فیروزشاہی میں شمس سراج عفیف نے لکھا ہے کہ سلطان فیروزشاہ نے ۲۴ محرم ۷۵۲ ہجری مطابق ۱۳۵۱ء کو تخت سلطنت پر جلوس کیا تھا اس سے سمجھ میں آتا ہے کہ گجرات کے مسلمان ہوں گے۔

ای مارسڈن نے جو اپنی تاریخ ہند مین لکھا ہے کہ علاءالدین خلجی ۱۳۰۳ء سنہ چتورگڑھ کو فتح کر کے جیسلمیر پہونچا اور آٹھ مہینے کے محاصرے کے بعد جیسلمیر کا قلعہ فتح ہوا یہان ۴ ہزار راجپوتنیان زیور اور لباس پہنکر آگ مین کود پڑین اور جلکر خاک سیاہ ہوگئین اور مردون نے بڑھ بڑھکر تلوار کے ہاتھ مارے اور دشمنون کے ہاتھ سے کٹ کٹ کر مرے شاید یہ واقعہ علاءالدین کے وقت کا ہو۔

## ۲۴- گرسی

گرسی جو رتن سی بن جیت سی کا بیٹا تھا جب تیمور نے دہلی پر حملہ کیا تو اس نے ایسی خدمات کین کہ اس کا ملک موروثی عطا ہوا چنانچہ اس نے وہان پہونچ کر جیسلمیر کی ویرانی کی درستی کی اور آبادی بڑھائی سپاہ فراہم کی ٹاڈ نے اسی طرح لکھا ہے مگر مجھے گرسی کے امیر تیمور کے معرکون مین شریک ہونے مین کلام ہے کیونکہ تیمور نے ۸۰۱ سنہ ہجری مطابق ۱۳۹۸ء مین سلطان ناصرالدین محمود شاہ بن ناصرالدین محمد شاہ کے عہد مین ہندوستان مین قدم رکھا تھا جیسا کہ محمد بن خاوندشاہ بلخی کی کتاب روضۃ الصفا کی جلد ششم مین مذکور ہے اس بیان کو کسی اور معتبر کتاب مین مین نے نہین پایا بملادیبی سے کوئی اولاد نہ تھی اس لئے اسنے اپنی رانی کے مشورے سے کیہر کو جو دیوراج کا بیٹا دختر روپ سنگھ رانا ے منڈور کے بطن سے تھا متبنے کیا قوم جیسر اس امر سے ناراض ہوئی کیونکہ وہ جیسلمیر کی گدی کو اپنا حق جانتی تھی اور اُس نے گھات سے گرسی کو مار ڈالا یہ سنکر بملادیبی نے اُنکے ارادون کے توڑنے کے لئے فوراً کیہر کو گدی پر بٹھا دیا اور اس نظر سے کہ جودو خواہشین اُس کے شوہر کی تھین یعنی ایک تو پور اکرنا گرسی ساگر کا اور دوسرے تحفظ قرار واقعی اُس کے متبنے فرزند کیہر کا جب تک یہ اچھی طرح مکمل نہو جائین اُس نے اپنا ستی ہونا ملتوی کیا چھہ ماہ کے بعد جب یہ دونون کام پورے ہو گئے تو وہ چتا پر جا کر ستی ہو گئی بملادیبی نے یہ بھی کہدیا تھا کہ اگر کیہر لاولد رہے تو فرزندان ہمیر اُسکے جانشین کئے جائین۔

## ۲۵- کیہر دوسرا

اس کے آٹھ بیٹے ہوئے ان مین سے سوما کی اولاد سوما بھاٹی کہلاتی ہے اس کی جاگیر مین بگم پور تھا جو زبردستی اس کے تیسرے بھائی کیلن نے چھین لیا سوما مع تمام آدمیون کے ترک وطن کر کے گروپ تیلی جا کر آباد ہو گیا اور پانچوین بیٹے ساتل نے ایک قدیم شہر کو بنام ساتل میر مشہور کیا کیہر کے اولاد ہونے کی وجہ سے فرزندان ہمیر کے مسند نشین ہونے کی نوبت نہ پہونچی ہمیر کے دو بیٹے تھے ایک کا نام جیتا تھا اور دوسرے کا لون کرن جیتا کے واسطے رانا کمبھا والی میواڑ نے اپنی دختر کے ساتھ شادی کے لئے ناریل بھیجا تھا جو منظور ہوا دولہ بیاہ کے لئے روانہ ہوا اراولی پہاڑ مین پہونچا تو وہان دلھن کے متعلق ایک راز کی بات سُنکر خفیہ تحقیقات کرائی تو معلوم ہوا کہ وہ عیب دلھن مین ضرور ہے اس لئے جیتا نے شادی نہ کی رانا اس فعل سے نہایت غصے ہوا مگر شرم کی وجہ سے اُس نے معاوضے کا ہاتھ دراز نہین کیا اور بجائے اظہار کرنے اپنے آبروئی کے

اپنی دختر کی نسبت راجہ کھیچی اپچلداس نامی گگرون والے کے ساتھ کردی یہ دونون بھائی مع ایک سو بیس ہمراہیون کے مقام پوگل پر ایک ارادے کے انجام مین کام آئے۔

## ۲۶- کیلن دوسرا

پھر کے بعد اُس کا تیسرا بیٹا کیلن توم بھاٹی کا سردار بنا اور تمام علاقے پر قبضہ کرلیا اور مقام دیوراول کو جو بھاٹیون کے قدیم دشمن داہیا راجپوتون نے دبالیا تھا اُنسے چھین لیا کیلن کی مخالفت پر اقوام جوہیا اور لانگھا نے کمر باندھی بلکہ بعض بھاٹی بھی انکی مدد کو آمادہ ہوئے لیکن کیلن کے ہاتھ سے ہزیمت پائی۔ کیلن نے اپنی شادی خاندان سماجام والا مین کی اور ان مین جو تکرار علاقے کی بابت باہم رہتی تھی اُسے رفع کیا شجاعت جام جس کی اُس نے مدد کی تھی کیلن کے ہمراہ ماروت مین آگیا بعد دو سال کے اُس نے وفات پائی اب کیلن نے سما کا سارا علاقہ اپنے قبضے مین کرلیا اور بہتر سال کی عمر پائی اُسکی حکومت پنجاب تک پہونچی تھی۔

## ۲۷- چاچک دیو دوسرا

کیلن کے بعد دوسرا چاچک دیو مسند نشین ہوا بعض کہتے ہین کہ رنمل مسند نشین ہوا لیکن یہ صرف علاقجات شمالی مین جو اُسکی جاگیر تھی حکمرانی کرتا تھا اور اسکے بعد صرف دو مہینے تک زندہ رہا۔

چاچک دیو نے اپنا قیام مارودت مین اس غرض سے قرار دیا کہ اپنے علاقے کو اہل ملتان کی تاخت وتاراج سے بچائے رکھے رئیس ملتان نے بھاٹیون کے پرانے مخالفون مثل لانگھا۔ جوہیا اور کھیچی کو شریک کرکے چاچک دیو پر حملہ کیا اس نے بھی سترہ ہزار سوار اور چودہ ہزار پیادے مقابلے کو تیار کرکے دریائے بیاس کا عبور کیا لڑائی مین بھاٹی فتحیاب ہوئے دوسرے سال پھر لڑائی ہوئی اس مین سات سو چالیس بھاٹی کام آئے اور تین ہزار ملتانی کھیت رہے ان فتوحات کے بعد چاچک کا ملک وسعت پذیر ہوا اور وہ ایک تھانہ زیر حکم اپنے فرزند کے بمقام استی کوٹ آنزوے دریاے بیاس چھوڑ کر پوگل مین واپس آگیا بعد ازان اُس نے فوج کشی مہپال رئیس دوندی پر کی اور اُسے شکست دی۔

برجنگ راٹھور نے مشہور قلعہ ساتلمیر جس مین صاحب دولت مہاجن رہتے تھے ایک بھاٹی رئیس سے چھین لیا تھا اور تاخت وتاراج کا ہاتھ صحرا مین پھیلایا تھا چاچک نے اُس کی رعیت مین سے بہت سے سیٹھ اور دوسرے اہل دولت گرفتار کرکے جیسلمیر کے متفرق شہرون جیسے دیراول اور ماروت وغیرہ مین آباد کردیے اور اُس راٹھور کے بیٹے کو گرفتار کرکے اُدل مین اپنے پاس رکھا تاکہ اُس کا والد خوش روئیگی رکھے آخر عمر مین چاچک نے اپنے بڑے بیٹے (۲۸) برسل کو اپنا جانشین بنایا اور علاقہ کھدال جس کا دارالریاست دیراول تھا دوسرے بیٹے (۲۹) رند هیر کو دیا جو ایک چوہان رانی سے تھا اور خود ملتان وسندھ کی طرف چلا گیا جہان دشمنون کے مقابل لڑکر کام آیا۔ برسل کے قدیم دشمن لانگھا نے بسرکردگی ہیبت خان ادہپر حملہ کیا مگر شکست کھاکر واپس گیا۔

اسی عرصے مین حسین خان بلوچ نے بیگم پور پر حملہ کیا اور شکست یاب ہوا۔
ریاست تچا نے سے کچھ عرصے تک بھاٹیون کا ایک راجہ نہ رہا۔ لیکن آخرکار (۳۰) برسی نے راول بنکر سمت ۱۵۴۲ مطابق ۱۴۸۵ء مین بیگم پور وغیرہ کی عمارت تیار کرائی۔ برسی کے مرنے پر (۳۱) جیت سی دوسرا راج کا مالک ہوا۔

جیت سی دوسرے تک جیسلمیر کا تاریخی احوال نہایت تاریکی مین ہے۔ اور اُس کے بعد بھی کرنل ٹاڈ کے بیان مین بہت فرق نظر آتا ہے۔ اس لیئے یہان پر جیت سی کے بعد کئی پشت کا سلسلہ وار احوال تذکرۃ الواقعات ہمایونی۔ اکبرنامہ۔ توزک جہانگیری اور بادشاہ نامے سے صحیح کرکے لکھا جاتا ہے۔

## ۳۲ - راول لون کرن

اُس کے وقت سمت ۱۵۹۹ مطابق ۱۵۴۳ء مین ہمایون بادشاہ جسکی سلطنت شیر شاہ نے دبالی تھی جودھپور کے راو مالدیو سے کچھ مدد نہ پانے کے سبب تکلیفین اُٹھاتا ہوا سندھ کو جاتے وقت جیسلمیر کے علاقے مین سے گذرا اور وہان گائین پکڑوا کر ذبح کرائین تو راول جیسلمیر کے دو ایلچی بادشاہ کے پاس آئے اور اُنھون نے یہ شکایت کی کہ بادشاہ مسلح سپاہ کے ساتھ اس ملک مین بغیر بلائے چلا آیا اس ملک مین گائے ذبح نہین ہوتی بادشاہ کے آدمیون نے اس مقدس جانور کو پکڑ کر حلال کیا اب بادشاہ کا لشکر راجہ کی رعایا کے ہاتھ سے بچ کر کہان جائیگا بادشاہ نے امراسے مشورہ کیا کہ کیا کرنا چاہیئے اُنھون نے کہا کہ ملائمت سے تو کام چلنے کا نہین اب تشدد سے حکم فرمائیے کہ ان ایلچیون کو مقید کیجئے بادشاہ نے اُنکو قید کردیا اور کچھ جواب ندیا راول لون کرن اور اُس کے بیٹے مالدیو نے اکثر کنوون مین ریت بھروادیا تاکہ ہمایون اور اُس کے آدمیون کو پانی نصیب نہو اور جب ہمایون جیسلمیر پہونچا تو راول جیسلمیر بادشاہ کے آنے سے ناراض ہوا اور شہر کے باہر جو تالاب تھا اُس کی محافظت کی تاکہ لشکر شاہی کہ خستہ اُٹھا کر سراب سے اس مرحلہ بے آب مین آیا ہے پانی نہ ملنے سے آزار پائے مگر بادشاہ کے شیرون نے دست بردی کی اور گروہ کو تالاب کے کنارے پر شکست دی وہ بھاگ کر قلعہ مین چلے گئے اب پھر یہان سے صحراے بے آب مین سفر کیا چوتھے روز چار چاہ پر پہونچا تاہم پانی اُن سے نکلنا دشوار تھا اور بہت سے آدمی پیاس کے مارے مرگئے پانی کی ایک بوند بھی مرتے وقت تک اُنکے حلق مین نہ پہونچی جبکہ ان مصیبت کے ماروں کی پریشانیان اور بدبختیان غایت کو پہونچین اور راجپوتون نے جو اُنکی ہلاکت و تباہی کے خواہان و جویان تھے پیچھا کیا تو اُنکے قریب آگئی اور اب کوئی آس اُنکو باقی نہین رہی تو راجہ کا بیٹا سفید علم ہاتھ مین لئے نمودار ہوا اُس نے بادشاہ کے پاس آدمی بھیجکر یہ عرض کیا کہ حضور اس ملک مین دشمنون کی طرح آئے اور گائے کشی کی جو ہندوون کے دھرم مین نہایت ممنوع ہے اگر حضرت یہان اطلاع کرکے آتے تو مہمانداری آپ کی راجہ کی طرف سے موافق اُس قاعدے کے ہوتی جو راجاؤن اور زمینداروں مین مروج ہے اگر چند روز قیام کا ارادہ یہان ہو تو مین مل اور ڈول بھیجکر حوض کو پُر کردون کہ بادشاہ کے لشکر کے آدمی اور

۱؎ ماخوذ از رسالہ معارف اعظم گڈھ جلد ۳ نمبر ۶ دسمبر ۱۹۱۹ء

مویشی اچھی طرح پانی پئین میرے ایلچیون کو جو حضور سے بے تقصیر قید کر رکھا ہے خلاص فرمایئے بادشاہ نے نزدیک کی سفارش سے ان ایلچیون کو چھوڑ دیا غرض کہ ہمایون تھالون مین پانی بھر کر امرکوٹ کی طرف جو تھرو پارکر کے اضلاع مین ہے روانہ ہوا جہان کا رانا پرشاد ہمایون کے ساتھ اس بے سامانی کے عالم مین ایسی تعظیم و تکریم کے ساتھ پیش آیا جیسا کہ کوئی بڑے بادشاہ کے ساتھ پیش آتا ہے اس وقت صرف سات سوار بادشاہ کے ساتھ باقی تھے اور دوسرے ایک ایک و دو دو تین تین کر کے فنا ہوئے سات پہنچنے کے قریب امرکوٹ مین ہمایون رہا امرکوٹ ایک چھوٹا سا ضلع کم حاصل تھا بادشاہ کی اقامت دراز کے لئے مناسب نہ تھا بیان ۵ رجب سنہ ۹۴۹ھ مطابق ۱۵- اکتوبر سنہ ۱۵۴۲ع کو حمیدہ بیگم بانو سے شاہزادہ اکبر متولد ہوا-

لون کرن کے مرنے کا خاص وقت معلوم نہین اسکے بیٹون مین سے ہرراج جیسلمیر کی گدی پر بیٹھا-

## ۳۳- راول ہرراج

اس وقت سمت ۱۶۲۷ مطابق سنہ ۱۵۷۱ع مین جب اکبر بادشاہ اجمیر ہوتا ہوا ناگور پہونچا تو اس جگہ آنبیر کے راجہ بھگوانداس کی معرفت راول کی بیٹی بادشاہی محل مین داخل ہوئی اور اس وقت سے جیسلمیر والون نے بھی بادشاہی اطاعت قبول کی-

## ۳۴- راول بھیم سنگھ

اس نے اپنے باپ ہرراج کے بعد راج پاکر سمت ۱۶۴۷ مطابق سنہ ۱۵۹۱ع مین مرزا خان خانان کے ماتحت اڑیسہ و بنگالہ وغیرہ کی بغاوت دور کرنے مین کارگذاری دکھلائی- یہ اکبر کے عہد مین منصب پانصدی پر سرفراز تھا اور اس کی بیٹی کا جہانگیر سے ایام شاہزادگی مین بیاہ ہوا تھا شاہزادے نے اسے ملکہ جہان خطاب دیا تھا یہ پچیس برس کے قریب راج کرکے مرگیا اور اسکے چھوٹے بھائی کلیان نے گدی پائی-

## ۳۵- راول کلیان سنگھ

جب جہانگیر کے عہد مین راؤ بھیم ایک خوردسال بچہ دو مہینے کی عمر کا چھوڑ کر گیا اور وہ بھی تھوڑی دیر کے بعد مرگیا تو بادشاہ نے سنہ ۱۱ جلوس مین راجہ کشن داس کو جیسلمیر بھیج کر اسکے چھوٹے بھائی کلیان کو دربار مین طلب کیا اس نے حاضر دربار ہوکر سو اشرفیان اور ہزار روپے بطریق نذر پیش کئے بادشاہ نے ٹیکا راجگی اور خطاب راولی سے سرفراز کیا اس کے بعد اسی سال راول کلیان نے نو ہزار اشرفیان ۔۔ گھوڑے پچیس اونٹ اور ایک ہاتھی پیش کش مین پیش کئے بادشاہ نے منصب دو ہزاری ذات ہزار سوار کرکے جیسلمیر کو اسی کی جاگیر مین مرحمت کیا اور خلعت و اسپ و فیل اور شمشیر مرصع اور کھپوہ مرصع ۔۔ کے وطن کو رخصت کیا-

کرنل ٹاڈ نے کلیان کو بھیم سنگھ کا چچا لکھ کر اس کے عوض منوہرداس ۔۔ راول ہونا بیان کیا ہے جس کو غلط ثابت کرنے کے لئے توزک جہانگیری کی عبارت یہان درج کی جاتی ہے-

سنہ ۱۰۲۵ ہجری (مطابق سمت ۱۶۷۳ و سنہ ۱۶۱۷ع) مین کلیان جیسلمیری جس کے بلانے کو راجہ کشن داس

(کچھواہہ) گیا تھا حاضر ہوا - اُس نے سو مہرین اور ہزار روپیہ نذر مین پیش کیا - اُس کا بڑا بھائی راول بھیم جاگیر کا مالک تھا جب وہ مرا تو اُس نے ایک دو مہینے کا بچہ وارث چھوڑا - لیکن وہ بھی زیادہ نہ جیا - اُس (بھیم) کی بیٹی کو مین نے شاہزادگی مین بیاہ کر ملکہ جہان خطاب دیا تھا - چونکہ اس قوم کے لوگ پہلے سے سلطنت کے خیرخواہ چلے آئے ہین اور ایک رشتہ بھی ہوگیا تھا اس لئے راول بھیم کے بھائی کلیان کو طلب کرکے مین نے سرداری کا ٹیکہ اور راول خطاب عنایت کیا - دوبارہ راول کلیان کی طرف سے کچھ نذر کا سامان پیش ہوا اور اُس کو دو ہزاری ذات ایک ہزار سوار کا منصب دیا گیا -

سمت ۱۶۸۵ مطابق سنہ ۱۶۲۹ع مین شاہ جہان نے تخت پر بیٹھ کر کلیان سنگھ کا منصب بحال رکھا لیکن راول کے مرنے پر اُسکے بیٹے منوہر داس سے راج چھین کر سبل سنگھ کو دیدیا جو راول لون کرن کے بیٹے مالدیو سے تیسری پشت مین تھا -

## ۳۶ - راول سبل کرن

سمت ۱۶۹۵ مطابق سنہ ۱۶۳۹ع کے بعد شاہ جہان کے حکم سے مہاراجہ جسونت سنگھ والی جودھپور نے مدد کرکے سبل سنگھ کو راج دلا یا جس کے عوض جیسلمیر کا پرگنہ پوکرن ہمیشہ کے واسطے راٹھوڑون کے قبضے مین آیا - بادشاہ کی طرف سے سمت ۱۷۱۲ مطابق سنہ ۱۶۵۵ع مین سبل سنگھ کو ایک ہزاری منصب ملا -

کرنل ٹاڈ افسوس کرتا ہے کہ بیکانیر کے راٹھوڑون نے شمالی علاقہ - اور جودھپور والون نے جنوبی پرگنے بارمیر وغیرہ جیسلمیر مین سے بے سبب دبا لئے لیکن زمانے کی یہی چال ہے کہ زبردست لوگ جا و بے جا ملک دباتے ہین شروع مین یہ بات ناگوار گذرتی ہے اور عرصے تک قیام پا لینے سے حقداری سمجھ لی جاتی ہے -

## ۳۷ - راول امر سنگھ

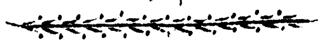
اس نے سمت ۱۷۱۵ مطابق سنہ ۱۶۵۹ع کے بعد عالمگیر کے عہد مین گدی پر بیٹھ کر بلوچون اور بیکانیر کے راٹھوڑون سے لڑائی مین بعض سرحدی مقام واپس لئے -

## ۳۸ - راول جسونت سنگھ

یہ سمت ۱۷۵۸ مطابق سنہ ۱۷۰۲ع مین راج کا مالک ہوا - اس کے وقت مین راٹھوڑون نے بارمیر - پوکل - اور پھلودی وغیرہ پرگنے دبا لئے اور اس کے پانچ بیٹون مین سے بڑا جگت سنگھ گذر گیا تو اُس کا بیٹا اکھے سنگھ وارث رہا - لیکن اکھے سنگھ کے گدی پر بیٹھتے ہی اُسکے چچا تیج سنگھ نے راج چھین لیا

## ۳۹ - راول تیج سنگھ

اس کے راج لینے پر اکھے سنگھ دلی جا کر اپنے باپ کے چچا ہری سنگھ کو مدد پر لایا تیج سنگھ لڑائی مین زخمی ہونے سے مرگیا اور اُس کا کم عمر بچہ وارث رہا -



## ۴۰ - راول سوائی سنگھ

اسکے تین برس کی عمر مین گدی پر بیٹھنے کے بعد دعویدار اکھے سنگھ نے بڑی جمعیت سے قلعہ پر حملہ کرکے اس بے گناہ کو قتل کرنے کے بعد راج حاصل کیا۔

## ۴۱ - راول اکھے سنگھ

یہ سمت ۱۷۷۸ مطابق ۱۷۲۲ء مین راول ہوا اسکے وقت مین بہاول خان نے جو داؤد خان کا پوتا اور مبارک خان کا بیٹا تھا مقام دیور اول اور کھدال کا علاقہ دبا کر اپنی نئی ریاست بہاولپور مین داخل کیا۔

## ۴۲ - مہاراول مولراج

سمت ۱۸۱۸ مطابق ۱۷۶۲ء مین راج کا مالک ہوا اس کے اٹھاون سال عہد مین دیوان سروپ سنگھ اور اسکے بیٹے سالم سنگھ نے بھائیون کے ملک اور خاندان کو نہایت تباہ کیا۔ جب راول کے ولی عہد راے سنگھ نے سروپ سنگھ کو قتل کرنا چاہا تو دیوان نے اول کنور کو ملک سے خارج اور واپس آنے پر ایک قلعہ مین قید رکھ کر زہر سے مروا ڈالا اور اسکے دو بیٹون ابھے سنگھ اور دھونکل سنگھ کا بھی اسی طرح کام تمام کیا راول کا دوسرا بیٹا جیت سی اندھا ہونے کے سبب جان سے بچا رہا تیسرے مان سنگھ نے گھوڑے سے گر کر وفات پائی اور اسکے بیٹون کو بیکانیر مین پناہ لینی پڑی۔

سمت ۱۸۷۵ مطابق ۱۸۱۸ء ماہ دسمبر مین بڑی مشکل کے بعد سالم سنگھ نے سرکاری عہد نامہ ہونے دیا اس سے دو برس کے بعد مہاراول مولراج کے مرجانے سے اس کا پوتا گج سنگھ جو مان سنگھ کا بیٹا تھا اور اپنے دوسرے بھائیون کے وطن سے نکل جانے پر کم عمری کے سبب ریاست مین رہ گیا تھا گدی پر بٹھایا گیا۔

## ۴۳ - مہاراول گج سنگھ

یہ سمت ۱۸۷۸ مطابق ۱۸۲۱ء مین راج کا مالک ہوا۔ اسکی شادی میواڑ کے مہارانا بھیم سنگھ کی بیٹی کے ساتھ اس موقع پر ہوئی جبکہ بیکانیر اور کرشن گڑھ کے مہاراجہ بھی مہارانا کی دوسری بیٹیون کے ساتھ اپنے بیاہ کے لئے اودیپور گئے ہوے تھے۔ اس رشتہ داری سے بیکانیر و جیسلمیر کے سرحدی جھگڑون مین کچھ کمی ہوگئی۔ سمت ۱۸۸۰ مطابق ۱۸۲۴ء مین سالم سنگھ دیوان مرگیا۔ مہاراول کو اس کے بیجا دباؤ اور رعیت کو ناروا سختی سے نجات ملی سالم سنگھ کے پیچھے اسکے دو بیٹون مین سے بڑے نے چھوٹے کی ماں کو کسی نوکر کے ساتھ آشنائی رکھنے کے خیال سے مار ڈالا جس سے مہاراول نے جواب ہوشیار ہوگیا تھا اسے قید کرکے فسادیون کا بالکل زور توڑ دیا۔

سندھ کی لڑائی پر مہاراول نے سرکار انگریزی کو باربرداری کے لئے اونٹ جمع کرنے مین بہت مدد دی جس کے عوض سمت ۱۹۰۰ مطابق ۱۸۴۴ء مین سندھ کے فتح ہونے پر وہان کے نواب میر علی مراد خان سے شاہ گڑھ۔ گرسیہ اور کوشٹرہ کے قلعے جو کسی وقت دبا لئے گئے تھے واپس دلائے گئے اس کے دو برس کے بعد

مہاراول کے لاولد انتقال کرنے سے رانی راناوت نے اُس کے چھوٹے بھائی کیسری سنگھ کے بیٹے رنجیت سنگھ کو گود لیا۔

## ۴۴۔ مہاراول رنجیت سنگھ

یہ سمبت ۱۹۰۲ مطابق ۱۸۴۶ء مین گدی پر بیٹھا۔ جس کو دوسرے رئیسون کی طرح ۱۸۶۲ء مین سرکار انگریزی سے گود لینے کی سند حاصل ہوئی اور سمبت ۱۹۲۰ مطابق ۱۸۶۴ء ۱۶ جون کو اس کے لاولد انتقال کرنے پر اسکے چھوٹے بھائی بیری سال کو راج ملا۔

## ۴۵۔ مہاراول بیری سال

سمبت ۱۹۲۰ مطابق ۱۸۶۴ء ۱۶ جون کے مہینے مین جبکہ اُس کی پندرہ سال کی عمر تھی گدی پر بیٹھا اس نے فضول جھگڑون کے سبب مدت تک گدی نشینی سے انکار رکھا لیکن دو برس کے بعد کرنل ایڈن اجنٹ گورنر جنرل کی نیک صلاح دینے اور رضامندی کے ساتھ مسند نشین کرنے سے اُس کا رنج واندیشہ دور ہوا۔ سمبت ۱۹۳۰ مطابق ۱۸۷۳ء مین مہاراول نے ڈونگرپور جاکر وہان کے مہاراول اودے سنگھ کی بیٹی سے شادی کی جس مین ڈیڑھ لاکھ روپے کے قریب خرچ پڑا اور پونے دو لاکھ کے قریب جہیز وغیرہ کی آمدنی ہوئی۔ سمبت ۱۹۴۴ مطابق ۱۸۸۷ء مین مہاراول سخت بیمار ہوگیا جس سے رزیڈنٹ مارواڑ وہان گیا اور اطمینان کے بعد واپس جودھپور چلا آیا۔

بیری سال نے ۱۸۶۴ء سے ۱۸۹۱ء تک حکومت کی۔ اُس کی بیوہ نے ٹھاکر کوشل سنگھ جاگیردار لاٹھی کے بیٹے شیام سنگھ کو متبنے بنالیا۔

## ۴۶۔ مہاراول سالیواہن

گورنمنٹ کی منظوری سے شیام سنگھ مسند نشین ہوے اور اُنھون نے سالیواہن کا لقب اختیار کیا انھون نے میو کالج اجمیر مین تعلیم پائی اُنکی شادی سروہی کے مہاراؤ کیسری سنگھ کی دوسری بیٹی سے ہوئی ۱۸۹۸ء مین اُنکو پورے اختیارات ملے۔

# فصل۔ تاریخ سروہی

---

## جغرافیہ

ریاست سروہی مغربی راجپوتانہ مین ایک چھوٹی سی ریاست ہے جو درمیان خطوط عرض بلد شمالی ۲۴ درجہ ۲۰ دقیقہ اور ۲۵ درجہ ۲ دقیقہ و طول بلد شرقی ۷۲ درجہ ۱۰ دقیقہ و ۷۳ درجہ ۱۰ دقیقہ کے واقع ہے

اس کے شمال و مغرب مین مارواڑ جنوب مین پالن پور ہے کانٹھ اور بڑودہ مشرق مین اودیپور و مارواڑ کا
علاقہ ہے رقبۂ ریاست ۱۹۶۴ میل مربع آبادی ایک لاکھ نواسی ہزار ایک سو تہتر آدمی خالصے کی آمدنی
ایک لاکھ روپیہ سالانہ اور اس سے کچھ زیادہ کی زمین ماتحت جاگیرداروں کے قبضے مین تھی - لیکن اسوقت
خالصے کی آمدنی ۹۶۳۹۷۷ روپیہ سالانہ کی ہے یہ علاقہ اکثر غیر آباد ہے اور پہاڑیان زیادہ ہین جو اراولی
(اربلی) پہاڑ کی شاخین سمجھی جاتی ہین اُسکے پورب مین جو ملک کا حصہ ہے وہ بالکل پہاڑیون اور جنگل
جھاڑیون سے بھرا پڑا ہے آبو کا پہاڑ اور اُس کے قریب کا پہاڑی ضلع جو بھاکر کہلاتا ہے اسی حصے مین ہے
مگر پچھم کی طرف کا ملک البتہ کشادہ اور کسی قدر زیادہ آباد بھی ہے کہ جہان جابجا زراعت ہوتی ہے - آبو کا پہاڑ
بہت اکثر سبز و سیر حاصل ہے اجنٹ گورنر جنرل راجپوتانہ موسم گرما و برسات مین یہان رہتے ہین ہندؤن کا
عقیدہ یہ ہے کہ کوہ آبو بوجہ بودوباش اچلیشر کے مثل سُمیر و کیلاش کے پہاڑون کا گرو سمجھا جاتا ہے آبو پر
ایک روز برت کرنے سے انسان کے کل گناہ معاف ہوجاتے ہین اور ایک سال وہان رہنے سے نوع بشر کا
گرو ہوجاتا ہے اُس کی اونچی سے اونچی چوٹی گرو شکھر کہلاتی ہے جو سمندر سے ۵۷۰۰ یا ۵۸۰۰ فٹ اونچی ہے
وہ قدیم سے بہت متبرک اور عبادتگاہ عظیم ہندو اور جین دھرم کے ماننے والون کا خیال کیا جاتا ہے اُسکے
اوپر بششٹ مُنی کا آشرم اور اچلیشر مہادیو کا مندر بہت مشہور ہے اور وہان سے دو تین کوس پر مقام
دَیلواڑہ مین جین دھرم کے کئی نہایت عمدہ اور قیمتی مندر ہین جنکی تعمیر صناعی اور سنگتراشی مین کروڑون روپیہ
صرف ہوا ہے - ان مین سب سے بڑا مغرب کی طرف رکھب دیو کا مندر کہلاتا ہے بقول کرنل ٹاڈ یہ مکان
ہندوستان کے کل مندرون سے بڑا ہے اور آگرے کے تاج گنج کے سوا کوئی عمارت اُس کی برابر نہین ہوسکتی
کہتے ہین کہ اس مقام پر پیشتر شیو اور وشنو کے مندر تھے بیرونی عمارت کے بڑے کمرے مین ایک مٹھ کے مختلف
دھاتون سے مرکب جینیون کے دیوتا کی مورت ہے اور مندر کے محاذی تمیل ساہ یعنی ساہوکار انہل واڑہ
اس مندر کے بنانے والے کی پرتمان ہے کل مندر چودہ برس کے عرصے مین تیار ہوا تھا دوسرا نیمناتھ کا مندر
اُس کے کتبے سے ۱۲۳۶ء کا بنا ہوا معلوم ہوتا ہے اور باقی ماندہ دو مندر صرف چار سو برس سے کچھ زیادہ
کے بنے ہوئے اور اُس سے کمتر درجے کے ہین مگر اب سب خراب ہوتے جاتے ہین کوہ آبو کا اصلی نام اربدھ ہے
اسپر پرستندگان شمس اور دہریون کی لڑائی ہوئی تھی پیروان مذہب بودھ ہو تو اُس کو اپنے اول بودھ
مسمی آدھ ناتھ سے منسوب کرتے ہین اور برہمن ایشور یا اچلیشر مخصوص الموقع دیوتا سے جس اگنی کنڈ سے
برہمنون نے چار نسلون کو اچلیشر اور معتقدان کثیر المعبود کی طرف سے بمقابلے دیت یعنی دہریون کے
(کہ عبارت بدھ مت والون سے ہے) لڑائی کرنے کے واسطے پیدا کیا تھا اُسکو آبو شکھر پر اب بھی دکھلایا
کرتے ہین ان پہاڑون مین اکثر مینا بھیل کولی اور گراسیہ بہت عرصے سے اور کثرت سے آباد ہین -
بھیل تو پچھم کے پہاڑون مین رہتے ہین یا اُنکے دامن مین - اُنکی آبادی متفرق ہوتی ہے وہ اپنے جھونپڑے

مہاراول کے لاولد انتقال کرنے سے رانی راناوت نے اُس کے چھوٹے بھائی کیسری سنگھ کے بیٹے رنجیت سنگھ کو گود لیا۔

## ۴۴- مہاراول رنجیت سنگھ

یہ سمت ۱۹۰۲ مطابق ۱۸۴۶ء مین گدی پر بیٹھا - جس کو دوسرے رئیسون کی طرح ۱۸۶۲ء مین سرکار انگریزی سے گود لینے کی سند حاصل ہوئی اور سمت ۱۹۲۰ مطابق ۱۸۶۴ء ۱۶ جون کو اس کے لاولد انتقال کرنے پر اسکے چھوٹے بھائی بیری سال کو راج ملا۔

## ۴۵- مہاراول بیری سال

سمت ۱۹۲۰ مطابق ۱۸۶۴ء جون کے مہینے مین جبکہ اُس کی پندرہ سال کی عمر تھی گدی پر بیٹھا اس نے فضول جھگڑون کے سبب مدت تک گدی نشینی سے انکار رکھا لیکن دو برس کے بعد کرنل ایٹن اجنٹ گورنر جنرل کی نیک صلاح دینے اور ضابطے کے ساتھ مسند نشین کرنے سے اُس کا رنج و اندیشہ دور ہوا - سمت ۱۹۳۰ مطابق ۱۸۷۴ء مین مہاراول نے ڈونگرپور جاکر وہان کے مہاراول اودے سنگھ کی بیٹی سے شادی کی جس مین تا ڈیڑھ لاکھ روپے کے قریب خرچ پڑا اور پونے دو لاکھ کے قریب جہیز وغیرہ کی آمدنی ہوئی - سمت ۱۹۴۴ مطابق ۱۸۸۷ء مین مہاراول سخت بیمار ہوگیا جس سے رزیڈنٹ مارواڑ وہان گیا اور اطمینان کے بعد واپس جودھپور چلا آیا۔

بیری سال نے ۱۸۶۴ء سے ۱۸۹۱ء تک حکومت کی - اُس کی بیوہ نے ٹھاکر کوشل سنگھ جاگیردار لاٹھی کے بیٹے شیام سنگھ کو متبنے بنالیا۔

## ۴۶- مہاراول سالیواہن

گورنمنٹ کی منظوری سے شیام سنگھ مسند نشین ہوے اور اُنھون نے سالیواہن کا لقب اختیار کیا انھون نے میو کالج اجمیر مین تعلیم پائی اُنکی شادی سروہی کے مہاراو کیسری سنگھ کی دوسری بیٹی سے ہوئی ۱۸۹۸ء مین اُنکو پورے اختیارات ملے۔

# فصل - تاریخ سروہی

### جغرافیہ

ریاست سروہی مغربی راجپوتانہ مین ایک چھوٹی سی ریاست ہے جو درمیان خطوط عرض بلد شمالی ۲۴ درجہ ۲۰ دقیقہ اور ۲۵ درجہ ۲۰ دقیقہ و طول بلد شرقی ۷۲ درجہ ۱۶ دقیقہ و ۷۳ درجہ ۱۰ دقیقہ کے واقع ہے

اس کے شمال و مغرب مین مارواڑ جنوب مین پالن پور ہے کانٹھ اور بڑودہ مشرق مین اودیپور و مارواڑ کا
علاقہ ہے رقبۂ ریاست ۱۹۶۴ میل مربع آبادی ایک لاکھ نواسی ہزار ایک سو تہتر آدمی خالصے کی آمدنی
ایک لاکھ روپیہ سالانہ اور اس سے کچھ زیادہ کی زمین ماتحت جاگیرداروں کے قبضے مین تھی - لیکن اسوقت
خالصے کی آمدنی ۹۶۳۹۷۷ روپیہ سالانہ کی ہے یہ علاقہ اکثر غیر آباد ہے اور پہاڑیان زیادہ ہین جو اراولی
(اربلی) پہاڑ کی شاخین سمجھی جاتی ہین اُسکے پورب مین جو ملک کا حصہ ہے وہ بالکل پہاڑیون اور جنگل
جھاڑیون سے بھرا پڑا ہے آبو کا پہاڑ اور اُس کے قریب کا پہاڑی ضلع جو بھاکر کہلاتا ہے اسی حصے مین ہے
مگر پچھم کی طرف کا ملک البتہ کشادہ اور کسی قدر زیادہ آباد بھی ہے کہ جہان جابجا زراعت ہوتی ہے - آبو کا پہاڑ
بہت اکثر سرسبز و سیرحاصل ہے اجنٹ گورنر جنرل راجپوتانہ موسم گرما و برسات مین یہان رہتے ہین ہندؤن کا
عقیدہ یہ ہے کہ کوہ آبو بوجہ بود و باش اچلیش کے مثل سُمیر و کیلاش کے پہاڑون کا گرو سمجھا جاتا ہے آبو پر
ایک روز برت کرنے سے انسان کے کل گناہ معاف ہوجاتے ہین اور ایک سال وہان رہنے سے نوع بشر کا
گرو ہوجاتا ہے اُس کی اونچی سے اونچی چوٹی گرو شکھر کہلاتی ہے جو سمندر سے ۵۷۰۰ یا ۵۸۰۰ فٹ اونچی ہے
وہ قدیم سے بہت متبرک اور عبادتگاہ عظیم ہندو اور جین دھرم کے ماننے والون کا خیال کیا جاتا ہے اُسکے
اوپر بسشٹ مُنی کا آشرم اور اچلیشر مہادیو کا مندر بہت مشہور ہے اور وہان سے دو تین کوس پر مقام
دیلواڑہ مین جین دھرم کے کئی نہایت عمدہ اور قیمتی مندر ہین جنکی تعمیر صناعی اور سنگتراشی مین کرڑون روپیہ
صرف ہوا ہے - ان مین سب سے بڑا مغرب کی طرف رکھبدیو کا مندر کہلاتا ہے بقول کرنل ٹاڈ یہ مکان
ہندوستان کے کل مندرون سے بڑا ہے اور آگرے کے تاج گنج کے سوا کوئی عمارت اُس کی برابر نہین ہوسکتی
کہتے ہین کہ اس مقام پر پیشتر شیو اور وشنو کے مندر تھے بیرونی عمارت کے بڑے کمرے مین ایک مٹھ کے مختلف
دھاتون سے مرکب جینیون کے دیوتا کی مورت ہے اور مندر کے محاذی بمل ساہ یعنی ساہوکار انہل واڑہ
اس مندر کے بنانے والے کی پرتمان ہے کل مندر چودہ برس کے عرصے مین تیار ہوا تھا دوسرا نیمناتھ کا مندر
اُس کے کتبے سے ۱۲۳۶ء کا بنا ہوا معلوم ہوتا ہے اور باقی ماندہ دو مندر صرف چار سو برس سے کچھ زیادہ
کے بنے ہوئے اور اُس سے کمتر درجے کے ہین مگر اب سب خراب ہوتے جاتے ہین کوہ آبو کا اصلی نام اربدھ ہے
اسپر پرستندگان شمس اور دیریون کی لڑائی ہوئی تھی پیروان مذہب بودھ تو اُس کو اپنے اول بودھ
مسمی آدھ ناتھ سے منسوب کرتے ہین اور برہمن ایشور یا اچلیش مخصوص الموقع دیوتا سے جس اگنی کنڈ سے
برہمنون نے چار نسلون کو اچلیش اور معتقدان کثیر المعبود کی طرف سے بمقابلے دیت یعنی دہریون کے
(کہ عبارت بدھ مت والون سے ہے) لڑائی کرنے کے واسطے پیدا کیا تھا اُسکو آبو شکھر پر اب بھی دکھلایا
کرتے ہین ان پہاڑون مین اکثر مینا بھیل کولی اور گراسیہ بہت عرصے سے اور کثرت سے آباد ہین -
بھیل تو پچھم کے پہاڑون مین رہتے ہین یا اُنکے دامن مین - اُنکی آبادی متفرق ہوتی ہے وہ اپنے جھونپڑے

گول اور دور دور بناتے ہین اور وقت پر ایک بھیل کی چیخ سُنکر اِدھر اُدھر سے صدہا جمع ہو جاتے ہین اُن کا خاص ہتھیار تیر اور کمان ہے اور لیٹ کر خوب تیر مارتے ہین پہلے تو اکثر اُنکا گذارہ لوٹ مار سے چلتا تھا مگر اب کھیتی بھی کرنے لگے ہین وہ کسی دھرم کے پابند نہین اور نہ اُنکا کوئی مذہب ہے یہان تک کہ مرے ہوئے چوپایون کو کھا جاتے ہین اور اسی سبب سے کوئی اُنکے ہاتھ کا پانی نہین پیتا ایسا خیال کیا جاتا ہے کہ یہ لوگ میواڑ سے اس طرف آئے ہین اور انکا زیادہ تر گروہ میواڑ مین ہے اور کہنے کو ہندوؤن مین داخل ہین اور اُنھین کی طرف جذب ہوتے جاتے ہین۔ اور قوم مینہ اُتر کی طرف زیادہ ہے چھ سو برس کے قریب ہوئے کہ یہ دیوڑہ چوہانون کے ساتھ گوڈواڑ سے آئے تھے اور اس علاقے مین بس گئے یہ بھی چوری اور غارتگری مین بھیلون سے کم نہین بلکہ بہادری اور مضبوطی مین اُنسے دو قدم بڑھے ہوئے ہین اور بہت جلد بدی اور خونخواری پر آمادہ ہو جاتے ہین اور ہمیشہ فساد کرتے رہتے ہین انکو پہاڑون مین دوڑنے اور گھاٹیون پر چڑھنے اترنے کی خوب مہارت ہوتی ہے۔

اور گراسیہ ایک قوم بگڑی ہوئی راجپوتون کی ہے وہ ایڈر کی طرف سے آئی ہے اور اُنکی زیادہ تر آبادی بھی اُسی طرف کو سروہی کے مشرقی پہاڑیون اور گھاٹیون کے نیچے اور اوپر جھونپڑیون مین ہے اور جس علاقے کا نام بھاکر ہے وہ ان لوگون کا مسکن ہے یہ عجیب وحشی ہین اور کبھی اس بات کو گوارا نہین کرتے کہ کوئی آدمی بلا مرضی اُنکی اُنکے علاقے مین آجائے اُنکی زبان بہت ہی کم سمجھ مین آتی ہے اُنھون نے پہاڑون پر ڈھول رکھ چھوڑے ہین کہ جس کی آواز پر فوراً صدہا آدمی جمع ہو جاتے ہین اور راستہ بند کر دیتے ہین یہ بھاکر کا علاقہ آبو سے ۱۵ کوس لمبا اور بارہ کوس چوڑا ہے مگر گراسیہ ایک جگہ پر نہین رہتے ہین دوسرے تیسرے برس اپنے جھونپڑون کو دوسری جگہ لیجاتے ہین اور وہان ایسے ہی جنگل کاٹ کر زمین کو قابل زراعت کر لیتے ہین۔

ان گراسیون مین سے اکثر کے پاس بڑی جاگیرین ہین جو اپنی وحشت اور جنگلی مددگارون کی اعانت سے ریاست کی بہت کم اطاعت کرتے ہین زمین کے مالک جو راجپوت ہین وہ بھی عادت اور طریقہ اپنی رعیت کا رکھتے ہین وحشت یہان کے باشندون مین یہانتک بڑھی ہوئی ہے کہ ذرا سی بات پر راج سے بغاوت کر کے باروٹیہ ہو جاتے ہین اور لوٹ مار کرنے لگتے ہین اور آپس مین مدت دراز سے نااتفاقی چلی آتی ہے۔ یہ ریاست قوم چارن کے واسطے اچھی وجہ معیشت ہے یہان کے ٹھاکر اور راجپوت جو پشتہا پشت سے بغاوت کرنے اور بارونٹیہ ہو جانے کے عادی ہین اُن لوگون پر بہت کچھ اعتبار رکھتے ہین اور بغیر اُنکی ضمانت کے کسی شرط کے قبول کرنے پر راضی نہین ہوتے اُنکا کوئی راضی نامہ بغیر درمیان کی چارنون کے نہین ہوتا۔ جو بارونٹیہ اپنے ٹھکانے پر بیٹھتا ہے وہ جب تک کسی چارن کا بچن نہین لیتا ہے تب تک ایسا نہین کرتا ہے اور چارنون نے بھی اپنی شاعری سے دیوڑون کو خوب خوب بڑھایا ہے چارن کے معنے چارون طرف شہرت دینے والے کے بیان کئے گئے ہین شروع مین انکا تعلق رشتہ داری کا راجپوتون کے ساتھ رہا لیکن اگلے زمانے مین دان لینے کی وجہ سے انکی راجپوتون سے علیحدگی ہوئی اور دان دینے اور لینے والون مین فرق سمجھا گیا۔

سروہی کے راج مین برسات مین پہاڑون سے کئی ندیان اُترتی ہین اور مارواڑ کی ندی لونی سے ملکر کچھ کے خلیج مین گرتی ہین مگر بناس ندی جو آبو کے پہاڑ سے نکلی ہے ریاست ہاے میواڑ- ڈھونڈھار ٹونک اور ہاڑوتی مین ہوکر چنبل ندی مین جاملتی ہے-

سروہی کے پہاڑ مارواڑ کے پہاڑون کی بہ نسبت سرسبز اور سیراب ہین اور میدانون مین جابجا نشیب ہے اور پانی سطح زمین سے بہت قریب ہے مگر اس پر بھی بند تالاب اور چاہات بہت ہی کم ہین کوہ آبو پر کچھ تالاب اور درختون کی تروتازگی سے بڑی رونق معلوم ہوتی ہے-

پہلے اس علاقے مین پنوارون کا راج تھا اور اُس وقت چندراوتی نگری اُنکی راجدھانی تھی اُسکے کھنڈرات ابھی تک آبو کے نیچے اپنی پچھلی یادگار کا اظہار کرتے ہین اُنمین اکثر عمارتون کے ستون اور پتھر اُس اعلے اور افضل سنگتراشی کی یادگار ہین جس سے اس ملک کی دولتمندی ثابت ہوتی ہے اب ان کھنڈرون مین گراسیون کے جھونپڑے نظر آتے ہین - ریاست سروہی مین گیارہ پرگنے اور ۴۳۱ گانون ہین اُن مین سے ۲۰۰ گانون بھائی بیٹون کی جاگیرات مین دیے ہوئے ہین انمین بارہ جاگیردار بڑے ہین -

خاص شہر سروہی پانچہزار آدمی کی آبادی اجمیر سے دوسو میل جنوب و مغرب مین احمد آباد جاتے ہوئے ریلوے لائن سے قریب ہے یہ چھوٹا سا شہر اربلی پہاڑ کے نیچے آباد ہے یہ قصبہ پُرانی بستی سے علیحدہ ہے جو اب اُجڑ گئی ہے شروع پندرھوین صدی عیسوی مین سرنوا پہاڑ کے نام پر سرنوی نام سے آباد کیا گیا تھا جو بدلکر سروہی ہوگیا ہے مکان اکثر پتھر اور اینٹون سے پختہ بنے ہوئے ہین اور مہاراؤ کا محل ایک بلند جگہ پر مضبوط ہونے کے سوا کچھ بڑا یا خوبصورت نہین ہے -

سروہی کی تلوار جو اکثر سیدھی ہوتی ہے اور سروہی یا کتی کہلاتی ہے تمام ہندوستان مین مشہور ہے وہ بہت کارآمد ہوتی ہے اور کاٹ بھی خوب کرتی ہے مگر اُس مین ایک بڑا عیب یہ ہے کہ بعض اوقات لگاتے ہی ٹوٹ کر دو ٹکڑے ہوجاتی ہے -

## قوم

سروہی والے دیوڑہ راجپوت ہین جو چوہانون مین سے نکلے ہین وہ یہ دعوے کرتے ہین کہ ہم مہاراجہ پرتھی راج چوہان کے چچا کن کی اولاد مین ہین مگر تحقیقات سے اُنکا لاکھن سی راجہ ناڈول علاقہ مارواڑ کی اولاد مین ہونا ثابت ہوا ہے ناڈول کے چوہان راجے بھی بڑے نامی ہوے ہین سمت ۱۰۰۰ سے سمت ۱۳۶۸ تک اُنکا بڑا عروج رہا ہے اول راجہ ناڈول کا لاکھن تھا جو سمت ۱۰۳۹ مین گجرات کے دارالحکومت انہل پور پٹن تک راہداری کا محصول لیتا تھا اور میواڑ کا راج اُسکو خراج دیتا تھا اس نام کو لکسمن بھی لکھتے ہین اور یہ ناڈول کا راجہ لاکھن مانک راج چوہان کی نسل سے تھا نہ کن کی - کن کی اولاد مین پوری علاقہ آگرہ کے راجہ ہین مانک راج چوہان کے دس بیٹون مین سے ایک کا نام نربان تھا اُس کی اولاد مین

غرباں چوہان ہوئے وہ مارواڑ کے اُن میں رہا کرتے تھے اُن میں دیوٹ نام ایک بڑا بہادر شخص ہوا اُس نے آبو کے پاس راج گیا اور سروہی نام شہر بسایا اُس کی نسل والے دیوڑہ چوہان کہلائے لیکن نربانون کی تواریخ مین اس روایت کے برعکس یہ بات لکھی ہے کہ قوم نربان دیوڑون سے پیدا ہوئی ہے اُسکا مورث اعلیٰ جس کا نام راجہ جین تھا سروہی سے آیا تھا - دیوڑون کا نام پرتھی راج راسا مین بھی آیا ہی مگر اُس سے اُنکی پیدائش معلوم نہین ہوتی دیوراج دیوڑہ پرتھی راج کے ساونتون مین داخل اور قنوج کی لڑائی مین اُس کے ساتھ تھا بعض کہتے ہین کہ اس راؤ چوہان کی عورت دیوی تھی جس سے اُس کی اولاد دیوڑہ کہلائی بعض کہتے ہین کہ لاکھن چوہان والی ناڈول کی سترھوین پشت مین راؤ کیتو تھا اور اس کیتو کا پوتا مانی جی تھا اس کی رانی چند کا بھوانی تھی اُس سے دیوراج اور رپاتا دو بیٹے پیدا ہوئے دیوراج کی اولاد دیوڑہ کہلائی ان روایتون سے ثابت ہے کہ قوم دیوڑہ ناڈول کے چوہانون سے نکلی ہے اور ناڈول کے چوہانون کو پرتھی راج چوہان کی اولاد سے کچھ تعلق نہین کیونکہ اُنکا مورث اعلیٰ راؤ لاکھن مانک راج چوہان کی نسل سے تھا کرنل ٹاڈ نے ایک لاکھن سی پرتھی راج کی اولاد مین لکھا ہے اور وہ اکثر فرقہاے قوم مہاجن کا بانی ہوا ہی مگر وہ ناڈول کا راجہ نہین تھا اور بہ نسبت مان کے باپ کے نام پر اُنکا نام دیوڑہ ہونا زیادہ ترموزون اور قرین قیاس معلوم ہوتا ہے اور راجپوتون مین قوم باپ کے نام پر ہی مقرر ہوئی ہے اسی لئے محققین کا یہ قول ہے کہ دیوراج کے نام سے اُس کی قوم دیوڑہ کہلاتی ہے جس طرح دیوڑون نے اپنی طاقت سے سروہی کی ریاست حاصل کی تھی ویسے ہی غیرون کی اطاعت بھی مقابلہ اور مجبوری بغیر آسانی سے اختیار نہین کی اُنھون نے اودیپور کے رئیسون کو آپس کی تکرار سے فیصلے کے لئے اکثر بزرگ وسرپنچ قرار دیا تھا اور کبھی گجرات کے صوبہ دار جو دہلی کے تعلق خاندان کی ماتحتی سے نکلکر خود مختار بادشاہ کہلانے لگے تھے کبھی کبھی تحفے لینے اور لوٹ مار کرنے کے سوا سروہی پر زیادہ دباؤ نہین رکھ سکے لیکن مغل شاہنشاہ اکبر نے جس کی تدبیرین ان معاملات مین کامل تھین دیوڑون کو آزاد نہین چھوڑا اور اُنکو اودیپور کے تعلق سے علیحدہ کر کے اپنا تابع بنایا۔

## تواریخ

۱۱۹۲ء مین جبکہ شہاب الدین غوری نے پرتھوی راج چوہان کے قتل ہونے کے بعد دلی اور اجمیر وغیرہ پر قبضہ کر لیا تو چوہان لوگون نے شمالی ہندوستان سے پریشان ہو کر راجپوتانے کے ویران علاقون مین جہان جنگل اور پہاڑ کے سبب بچاؤ ہو سکتا تھا سہارا ڈھونڈھا اُنمین سے دیوراج نامی شخص کی اولاد مین

(۱) راؤ لونبھا نے سمت ۱۳۷۸ مطابق ۱۳۲۱ء پرمار راجپوتون سے آبو کا قلعہ لے لیا اور یہ وہ عہد تھا کہ ترکون کی سلطنت بسبب انتقال سلطان علاءالدین خلجی کے کمزور ہو گئی تھی اور راجپوتون کو جا بجا خروج کا موقع مل گیا تھا۔ بعض کتابون مین لکھا ہے کہ لونبھا نے آبو کے پنوار راجہ کو مار کر اُس کے ہاتھ سے خود بھی جان دی لیکن اُس کا بھائی تیج سی آبو کی گدی پر بیٹھ گیا اور پنوار دب کر تیج سی کے نوکر ہو گئے

اور کچھ چلے گئے میر اپنوار کی بہن جو راجہ کی بیٹی تھی تیج سی کو بیاہی گئی اور تیج سی نے صرف چار پانچ گانون میر اکو جاگیر مین دئے لونبھا کا دوسرا نام لونگ ہے۔ راس مالا مین لکھا ہے کہ (۲) تیج سنگھ لونبھا کا بیٹا تھا (۳) تیج سنگھ کا بیٹا (۳) کانٹر دیو اور کانٹر دیو کا بیٹا (۴) سامنت دیو تھا بعض کتابون مین جو کسی نامہ یا اُس مین تیج سنگھ۔ کانٹر دیو اور سامنت سنگھ کا نام ہی نہین آیا ہے وہ راؤ لونبھا کے بعد (۲) راؤ سلکھا اور سلکھا کے بعد (۳) راؤ رنمل اور راؤ رنمل کے بعد (۴) راؤ سوبھان اور راؤ سوبھان کے بعد (۵) راؤ سہس مل کو لکھتے ہین بعض کتابون مین یون لکھا ہے (۱) لونبھا (۲) سلکھا (۳) رنمل (۴) سوبھان (۵) سہس مل (۶) لاکھا (۷) جگمال (۸) اکھے راج اول (۹) رائے سنگھ (۱۰) اودا (۱۱) اودے سنگھ (۱۲) مان سنگھ اول (۱۳) سرتان (۱۴) راج سنگھ (۱۵) اکھے راج دوم (۱۶) اودے بھان اول (۱۷) بیری سال (۱۸) سرتان دوسرا (۱۹) شتر سال (۲۰) مان سنگھ دوسرا (۲۱) پرتھوی راج (۲۲) جگت سنگھ (۲۳) بیرسال (۲۴) اودے بھان دوسرا (۲۵) شیو سنگھ (۲۶) امید سنگھ (۲۷) مہاراؤ کیسری سنگھ۔

بہرصورت انہین سے رنمل تک آبو پر راج کرتے رہے اور راؤ سوبھان نے سمت ۱۴۶۲ مطابق ۱۴۰۶ء مین سرنوا پہاڑ مین جہان اُس کے بزرگون نے پناہ لی تھی ایک شہر بسایا اور وہان رہنا اختیار کیا اور اُسکے بیس برس کے بعد سمت ۱۴۸۲ مطابق ۱۴۲۵ء مین راؤ سہس مل نے جو لونبھا کی پانچوین پشت مین تھا نئی سروہی کو جو اب تک موجود ہے اور جس کی نسبت تین سی جھتا سمت ۱۴۵۲ مین آبا دہونا بیان کرتا ہے بسایا اور قلعہ بنایا کہتے ہین کہ اُس نے اپنی راجدھانی کا نام سارنیشور مہادیو کے نام شیوپوری رکھا تھا مگر کثرت استعمال سے سروہی مشہور ہوگیا سہس مل نے اپنا علاقہ بڑھایا اور ایک پہاڑ کے سولنکیون سے جو راج سروہی اور مارواڑ کی سرحد پر واقع ہے جنگ کی اور کچھ زمین اُنکی چھین لی۔ راؤ سہس مل چونڈا جی راٹھور والی منڈور اور رانا موکل کو نبھا نیسیان چتوڑ کا ہم عصر تھا اور ایک ایک بیٹی اُس کی ان دونون راجون اور ایک ایڈر کے راؤ پونجا کو بیاہی تھی اور اُسکا باپ سلکھا چتوڑ کے رانا لاکھا کا ہم عصر تھا اور اُسکی بیٹی بیران دیوڑی رانا مکول کی رانی تھی۔

اس کے وقت مین گجرات کا بادشاہ قطب الدین تھا وہ بار بار سروہی کی طرف سے میواڑ پر حملہ کیا کرتا تھا جس مین ریاست سروہی بھی لٹ جاتی تھی۔ ایک بار رانا کونبھا نے سروہی کو فوج بھیجی اور آبو کا پہاڑ دیوڑون سے فتح کرلیا اور بعض کہتے ہین کہ سہس مل کے دوسرے بیٹے لاکھا کے کہنے سے بطور پناہ پذیری کے رانا کونبھا بخوف افواج شاہی چندماہ آبو کے اوپر اچل گڑھ مین ٹھہرا تھا اور جب اُسنے ایسے مضبوط مقام کو پاکر اُس کے چھوڑنے سے انکار کیا تو سہس مل کے بڑے بیٹے دھیرا جی نے فوج جمع کرکے اور بزور حمایت بادشاہ گجرات کے پہاڑ کے اوپر جاکر رانا اور اُس کے آدمیون کو نکالدیا۔

## ۶ - راؤ لاکھا

تاریخ فرشتہ مین راؤ لاکھا کو کنتھا دیو لکھا ہے۔ کنتھا دیو سوائے لاکھا کے اور کوئی راجہ سروہی کا نہین ہوسکتا ہے

۸۹۲ سنہ ہجری مطابق سنہ ۱۴۸۶ء مین کئی سوداگر عربی اور عراقی گھوڑے اور کچھ اسباب لیکر گجرات کو جاتے تھے جب علاقہ سروہی مین پہونچے تو لاکھانے اُنکو لوٹ لیا اُنھون نے جاکر سلطان محمود بیگڑھ سے فریاد کی سلطان نے اُنکو مال مغروقہ کی قیمت اپنے خزانے سے دلاکر راؤ کو لکھا کہ یا تو سوداگرون کا مال بھیجدے یا لڑائی کی تیاری کر کہ مین آتا ہون راؤ نے ڈر کر سب مال واپس کردیا سلطان محمود بیگڑہ کے وقت مین ملک غضنفر نے سروہی پر یورش کرکے خراج لیا تھا۔ اس لاکھانے آبو پہاڑ پر اپنے نام سے لکھی تالاب کھدوایا جس کو اب عالم لوگ لگاڑ کر لکھی تالاب بولتے ہین۔

## ۷- راؤ جگمال

راؤ لاکھا کے چار بیٹے جگمال - ہمیر - شنگر اور اودا تھے جگمال جب راؤ ہوا تو ہمیر نے اُس سے آدھون آدھ راج بٹوالیا جگمال آبو مین اور ہمیر سروہی مین رہا یہ بات جگمال کو بُری لگی اور اُس نے فوج کشی کرکے ہمیر کو مار ڈالا راؤ جگمال کی بیٹی جودھپور کے راؤ گنگا جی کو بیاہی تھی جس کے بطن سے راؤ مالدیو پیدا ہوا تھا۔

## ۸- راؤ اکھے راج

جگمال کے بعد اُس کا بیٹا اکھے راج مسند نشین ہوا۔ پالن پور کی تاریخ سے معلوم ہوتا ہے کہ یکبار جالور کے رئیس مجاہد خان عرف موچھا کو شکارگاہ مین راؤ اکھاجی عرف اکھے راج نے پکڑ لیا جسکے بدلے مین جالور کے لشکر نے سروہی کا ملک لوٹ کر اُجاڑ دیا اور سروہی کے کنور رانڈن سنگھ کو جو دولھا بنا ہوا براتیون کے ساتھ جاتے ہوے اُن پہاڑون کے سلسلے مین فروکش ہوا جو سرحد جالور کے قریب واقع ہے گرفتار کرلیا اور مسلمان کرنیکی دھمکی دی تب راؤ نے خان جالور کو چھوڑ دیا - راؤ اکھے راج کے بعد اُسکا بڑا بیٹا راے سنگھ گدی پر بیٹھا۔

## ۹- راؤ راے سنگھ

بھین مال کا پرگنہ اُس وقت جالور کے پٹھانون کے پاس تھا راؤ نے اُس پر چڑھائی کرکے شہر بھین مال کو گھیرا اُس کے اندر سے ایک تیر آیا اور راؤ کا بکتر توڑ کر بغل مین لگا اُس سے راؤ کا کام تمام ہوگیا۔ اسکو جودھپور کے راؤ گانگا جی راٹھور کی بیٹی چانپا بائی بیاہی تھی۔

## ۱۰- راؤ دودا

راے سنگھ نے مرتے وقت کہا تھا کہ میرا بیٹا اودے سنگھ بہت چھوٹا ہے پانچ راجپوت ملکر ملک میرے بھائی دُودا کو دیدین وہ اودے سنگھ کو بھی پال کر بڑا کرلے گا اس سبب سے سب راجپوتون نے دُودا کو راؤ بناکر گدی پر تو بیٹھا لیکن مالک اودے سنگھ کو سمجھتا تھا - اس نے پاگھیلون سے جنگ کی اور مرتے وقت کہا کہ ٹیکا اودے سنگھ کو دینا میرے بیٹے مان سنگھ کو نہ دینا اور اودے سنگھ کو کہا جو تیری خوشی ہو تو موضع لوپانہ میرے بیٹے کو دیدینا۔

## ۱۱- راؤ اودے سنگھ

راؤ ودا کے انتقال کے بعد راجپوتون نے اودے سنگھ کو سروہی کا مالک کیا اور موضع لویانہ مان سنگھ کو دیا ایک برس کے بعد اودے سنگھ نے مان سنگھ سے زبردستی لویانہ چھین لیا اور اُسکے باپ کے احسانات کا پاس نہ کیا وہ چتوڑ مین رانا کے پاس چلا گیا جس نے اُس کو اٹھارہ گانون دیے۔

## ۱۲- راؤ مان سنگھ

مسند نشینی سے ایک برس کے بعد اودے سنگھ چیچک سے مر گیا تو اُس کو چتوڑ سے بلا کر دیوڑون نے گدی پر بٹھا دیا۔ اُس نے راج پا کر اپنے چچا زاد بھائی اودے سنگھ کی بیوہ اور حاملہ رانی کو جس سے شاید کوئی ولی عہد پیدا ہوتا بے رحمی سے مار ڈالا کیونکہ راؤ رائے سنگھ کی بیوہ چانپا بائی نے کہا تھا کہ اودے سنگھ کی بیوہ کو حمل ہے جب میرے پوتا ہوگا تو مین مان سنگھ کو نکال دون گی۔

سروہی کے پاس ہی بہت سے گانون کولیون کے تھے وہ اب تک کسی راؤ کے مطیع نہ ہوئے تھے مان سنگھ نے ایک دن مین ۲۲ جگہ علیحدہ علیحدہ فوجین بھیجین جنھون نے ایک ساتھ ۲۲ جگہ حملہ کر کے کولیون کو نکال دیا اور اُنکے گانون مین چھ مہینے تک تھانہ رکھا بعد کو وہ کوئی عذر خواہ ہوئے اور جو حکم راؤ نے دیا وہ اُنھون نے منظور کر لیا تب راؤ نے خوش ہو کر اُنکی زمین اُنکو دیدی۔

اس راؤ کی ایک بیٹی رانا پرتاب سنگھ کو بیاہی تھی اور دوسری بیٹی راؤ چندر سین والی جودھپور کو۔

اُس کے ایک خدمتگار کلانے آبو کے اوپر برا بھلا کہنے سے غصے ہو کر کٹاری سے زخمی کیا اور خود صاف نکل گیا راؤ پہر بھر کے بعد مر گیا اور اُس کے کوئی اولاد نہ ہونے کے سبب سے اُس کی وصیت کے موافق بھان سنگھ دیوڑہ کا بیٹا سرتان سنگھ جو موضع پامیرہ مین رہتا تھا راج کا مالک بنایا گیا جو راؤ لاکھا کی پانچوین پشت مین تھا۔

## ۱۳- راؤ سرتان یا سلطان

راؤ سرتان دیوڑہ سمت ۱۶۲۲ مطابق ۱۵۶۶ء مین سروہی کی گدی پر بیٹھا لیکن وجاجی دیوڑہ نے جو ریاست کا منتظم پہلے سے تھا سرتان کی خود بینی و نخوت سے آزردہ ہو کر سوجا دیوڑہ کو جو سرتان کی جان و مال کا محافظ تھا قتل کر کے سرتان کو مسند ریاست سے اُتار دیا اور رانا پرتاب والی میواڑ کی حمایت سے اپنی مسند نشینی کی کوشش کرنے لگا راؤ لاکھا کی نسل سے ایک شخص کلا تھا اُس نے جب یہ معاملہ دیکھا کہ ہر ایک مسند نشینی کے سودے مین مبتلا ہے تو اُس نے سروہی کی مسند نشینی کی سند شہنشاہ اکبر سے اپنے نام پر لکھوالی وجاجی دیوڑہ یہ خبر سُنکر سروہی کے خزانے اور بھادیو کے شوالے سے جس قدر مال لے جا سکا لیکر ایڈر چلا گیا۔ کلا بادشاہی سند کے ذریعہ سے سروہی کا مسند نشین ریاست ہوا اور چیبا قوم کے راجپوتون کو اپنی مدار المہامی کا عہدہ دیا چونکہ قوم چیبا اور اُن ڈونگراوت راجپوتون مین جو سروہی کے رہنے والے تھے قدیم سے دشمنی چلی آتی تھی اسلئے یہ ڈونگراوت راجپوت اُوکلا سے بھی ناراض ہو گئے اور داوت وغیرہ راجپوتان سروہی سے متفق ہو کر وجاجی کو ایڈر سے بلا کر اُس کی وساطت سے راؤ سرتان مسند نشین سابق کو از سر نو مسند نشین

کرنے کے متعلق مشورہ کیا اور سب نے اتفاق کرکے اُس کو مقام رام سن مین بلاکر ملک خان والی جالور سے جسکی
اولاد اب پالن پور مین حکومت کرتی ہے مدد چاہی لڑائی مین کلا شکست فاش کھاکر میواڑ کی طرف بھاگ گیا اور
ملک خان کی فوج نے سروہی آکر راؤ سرتان کو بار دگر مسند نشین کیا اور اس امداد کے معاوضے مین راؤ اور اُسکے
دیوان دجاجی نے علاقہ سروہی مین سے پرگنات ڈوڈیالی - سوانہ - لوہیانہ اور بڑگانون ملک خان کو دیے طبقات
اکبری مین ملا نظام الدین احمد کہتا ہے کہ اکبر نے میر محمد خان کو راؤ سروہی کی تنبیہ و سزا کے لئے مقرر کیا اکبر ۹۷۹ھ
مین گجرات کی مہم پر بذات خاص جارہا تھا تو اُس کو میرتے کے مقام پر معلوم ہوا کہ میر محمد خان جب سروہی کے
اطراف مین پہونچا تو راؤ نے اطاعت شعاری کا پیغام دیکر چند راجپوتون کو خان کے پاس بھیجا ان راجپوتون نے
میر محمد خان کے پاس آکر راؤ کی طرف سے مدعا بیان کئے اور اُس نے مناسب جواب دیے اور اُنکو خلعت دیکر
ہندوستان کے قاعدے کے موافق اپنے ہاتھ سے پان کے بیڑے دینے لگا اُن مین سے ایک نے کٹار نکالکر خان کے
سینے مین ماری جو پُشت کی طرف نکل گئی میر محمد خان کا ایک نوکر بہادر خان نام پس پشت کھڑا تھا اُس نے
بڑھکر راجپوت کا کام تمام کردیا بادشاہ نے یہ خبر سُنکر کمر خان میر بخشی کو میر محمد خان کی مزاج پرسی کے لئے بھیجا
اور اُس کی مرہم پٹی ہوکر پندھروین دن صحت ہوگئی اس واقعے کے بعد بادشاہ خود سروہی کی طرف آیا اور
۸ جمادی الثانی ۹۷۹ھ ہجری کو وہان پہونچ گیا انتی راجپوت مندر مین اور نستر راؤ سروہی کے مکان مین
لڑنے مرنے کے لئے کھڑے تھے بادشاہ کے حکم سے سب مروادیے گئے دوست محمد پسر تاتار خان راجہ کے مکان مین مارا گیا
اکبر نامے مین لکھا ہے کہ ۹۸۴ھ ہجری مطابق ۱۵۷۶ء مین سرتان نے تاج خان رئیس جالور کے ساتھ
اکبر سے سرکشی کی بادشاہ نے اپنے ایک ماتحت سردار تُرسون خان اور بیکانیر کے راؤ راے سنگھ کو فوج کے ساتھ
سروہی پر بھیجا مقابلے مین لاچار ہوکر تاج خان اور راؤ سرتان نے بادشاہی دربار مین حاضری دی کئی مہینے کے
بعد راؤ نے بادشاہی حضور سے بھاگ کر پھر سرکشی پر کمر باندھی اور سید ہاشم خان بارہ اور راؤ راے سنگھ اس کے
تدارک کے لئے مامور ہوئے راؤ نے شکست کھاکر آبو پر چڑھکر پناہ لی ان امرا نے آبو گڑھ کا محاصرہ کرنے کے بعد راؤ
سرتان کو بادشاہی اطاعت پر مجبور کیا اور وہ راے سنگھ کے ساتھ بادشاہ کے پاس حاضر ہوا لیکن اکبر نے
دیوڑون کا زور توڑنے کی غرض سے میواڑ کے مہارانا اودے سنگھ کے بیٹے جگمال کو جو باپ کے بعد گدی نہ ملنے کے
سبب اپنے بڑے بھائی رانا پرتاب سنگھ سے رنجیدہ ہوکر بادشاہی دربار مین چلا گیا تھا سروہی کا آدھا راج
بانٹ دیا - اس پر دیوڑون نے ۱۵۸۳ء مین جگمال کو دغا سے مارکر اپنا تمام علاقہ واپس لے لیا نوٹ طبقات اکبری
یا جالور کے کسی رئیس کا نام تاج خان نہین البتہ تاج خان بیتانی جالور والون کا ایک افسر تھا - ملک خان
والی جالور نے سمت ۱۶۳۲ مطابق ۹۸۴ھ ۱۵۷۶ء مین انتقال کیا اور غزنی خان اس کی جگہ مسند نشین ہوا تو
عبدالرحیم خان خانان بیرم خان کے بیٹے نے اس کو بوجہ اس کے تمرد کے گرفتار کرکے قید کردیا تو اُس کی
مان امران بائی نے جو راول بھیم دیو راٹھور جاگیردار ضلع باڑمیر کی لڑکی تھی رہائی کے لئے ایک قاصد کو خط دیکر

رائے سنگھ والی بیکانیر کے پاس جو اُس وقت اکبر کے پاس حاضر تھا اور اُس کا ہم قوم تھا اور کلیان سنگھ راٹھور کا بھائی تھا بھیجا اور اُس نے راؤ مالدیو کی بیٹی جودھابائی کے ذریعہ سے کوشش کی جو اکبر کی نہایت چہیتی بیگم تھی چنانچہ غزنی خان نے پانچ سال کے بعد رہائی پائی۔

سمت ۱۶۴۱ مطابق ۱۵۸۵ء مین راؤ سرتان کی طرف سے وجا دیوڑہ نے بادشاہی فوج کے شامل رہکر گجرات کا فساد دور کرنے مین بہت کارگذاری دکھلائی سرتان بتیس برس راج کرکے گذر گیا۔ راج سنگھ اُسکا بیٹا وارث ہوا

## ۱۴- راؤ راج سنگھ

سمت ۱۶۶۷ مطابق ۱۶۱۱ء مین راؤ سلطان کے بعد گدی پر بیٹھا اس کے وقت مین بھی باپ کے وقت کی طرح خانگی فساد ہوتا رہا۔ اس کے کئی بھائی تھے اُن مین سے سور سنگھ نے چند سرداروں کی مدد سے حملہ کیا اور راج سنگھ سے سروہی کا راج لے لیا۔

## ۱۵- راؤ سور سنگھ

چونکہ جودھپور کے راجون اور نیز جہانگیر کو بوجہ مارڈالنے راؤ رائے سنگھ اور جگمال سیسودیہ کے سروہی کی طرف سے بڑی ناراضی تھی اور اسی وجہ سے کئی دفعہ راؤ سرتان پر فوج کشی ہو چکی تھی اور اب پھر اُس کو احتمال تھا اس لئے راؤ سور سنگھ نے راجہ سورج سنگھ والی جودھپور سے اس شرط پر کہ راجہ سورج سنگھ اور کنور گج سنگھ کی شادی سروہی کے خاندان مین کی جائے گی اور جو ۲۹ راجپوت رائے سنگھ کے ساتھ موضع دتانی مین مارے گئے تھے اُنکے بھائی بیٹون اور بھتیجون کے بیاہ بھی اُسی وقت کردیے جائینگے اور جو ہاتھی گھوڑے وغیرہ راؤ سرتان دینا کئے تھے دیے جاوینگے صفائی کرلی بعد اس کے پھر خانگی فساد شروع ہوا اس لئے کہ پرتھی راج سوجاوت جو راؤ سرتان کے چچا زاد بھائی سوجا کا بیٹا تھا اور راج سنگھ سے ایک پشت رشتے مین بڑا ہونے کی وجہ سے بزرگی اور سرپرستی کا دعوے رکھتا تھا وہ راؤ سور سنگھ سے ناراض ہوکر راؤ راج سنگھ سے جا ملا جس سے اُس کو دوبارہ سنہ کی مسند حاصل ہونے کا حوصلہ ہوا پس اب ایک لڑائی پھر درمیان دونون دعویدارون کے ہوئی جس مین راؤ سور سنگھ ہارا اور راج سنگھ بار دیگر ریاست کا مالک ہوا مگر بدقسمتی سے اُس کے اور پرتھی راج کے درمیان مین بھی ناچاقی ہوگئی اور پرتھی راج مع اپنے خاندان کے اُس سے باغی ہوگیا جس کی وجہ سے عرصے تک ملک مین بہت فساد رہا۔ رانا کرن سنگھ کی فہمائش سے بھی نااتفاقی دور نہوئی۔ راؤ راج سنگھ نے پرتھی راج کو جودھپور والونکی مدد سے ملک سے نکلوا دیا مگر اُس نے سال بھر کے بعد دفعتہً راؤ راج سنگھ پر حملہ کیا اور اُسکو آسانی سے مار لیا مگر اُسکا دو برس کا بچہ اکھے راج دائی کے چھپا دینے سے بچ گیا۔ اتنے مین راؤ کے آدمی جمع ہوگئے اور پرتھی راج بمشکل تمام اپنے آدمیون کی مدد سے جان بچا کر موضع پالڑی کی طرف نکل گیا۔

## ۱۶- راؤ اکھے راج

راؤ راج سنگھ کے مارے جانے کے بعد سمت ۱۶۷۵ مین اُس کے بیٹے اکھے راج کو جو صرف دو برس کا تھا

جانشین کیا گیا اور چتوڑ کے رانا امر سنگھ اور ایڈر کے راؤ کلیان مل نے راج سنگھ کے مارے جانے کا حال سنکر افسوس کیا اور اُس کے خرد سال بچے کی ہر ایک موقع پر مدد رکھی جس سے سیسودیہ پربت سنگھ وغیرہ سرداران سروہی نے زور پاکر پرتھی راج کو سروہی کی سرحد سے باہر نکال دیا۔ خود پرتھی راج تو دیول راجپوتوں کی امداد سے چیلان کے ایک نہایت دشوار گذار پہاڑ مین رہنے لگا اور اُس کا بیٹا چاندا سروہی کے علاقے مین لوٹ مار کیا کرتا تھا راؤ اکھے راج نے بہت جلدی ہوش سنبھالا اور بارہ برس کی عمر مین اپنے ملک اور مال کی خبر لینی شروع کر کے باغیون پر حملہ کرنا جاری کر دیا اس وقت رانا کرن سنگھ مر چکا تھا اور رانا جگت سنگھ اُس کی جگہ بیٹھ گیا چونکہ اکھے راج کبھی کبھی سرحد میواڑ مین بھی حملہ کرتا تھا اس لئے رانا جگت سنگھ نے دوسرے برس اپنی مسند نشینی کے راؤ کے اوپر فوج بھیجی اُس نے سروہی کے راؤ کو شکست دی اور اُس کی نامی عمارتون کو ڈھوا دیا۔

سمت ۱۷۱۷ مین جودھپور کا مہاراجہ جسونت سنگھ گجرات جاتا ہوا سروہی پہونچا ایک دن مقام ہوکر دوسرے دن راؤ کی بیٹی انند کنور بائی سے مہاراجہ کی شادی ہوئی جس کو دیوڑھی ات سکھ دی کا خطاب ملا۔ راؤ کا بڑا بیٹا اودے بھان اول تھا جو راؤ سے مخالفت رکھتا اور میواڑ کا رانا جگت سنگھ مر گیا تھا اور رانا راج سنگھ اُس کا جانشین ہوا تھا راؤ اکھے راج اور رانا راج سنگھ سے موافقت نہین تھی کنور اودے بھان اودے پور مین رانا کے پاس گیا اور اُس کی فوج کو سروہی پر چڑھا لایا۔ راؤ میواڑ کی فوج کے ہاتھ مین گرفتار ہوا سپہ سالار فوج میواڑ اودے بھان کو گدی پر بٹھا کر راؤ کو اُن کے حوالے کر کے چلا گیا اودے بھان باپ کو قید کر کے مالک ریاست ہوا لیکن کچھ عرصے کے بعد رام دیوڑا اور صاحب خان سیسودیہ نے راؤ کو قید سے چھڑا کر پھر مسند پر بٹھایا راؤ نے اودے بھان کو مع اُس کے بیٹے کے مروا دیا۔ پرتھی راج دو دیوڑون کے ہاتھ سے پہلے مارا جا چکا تھا بعد اُس کا بیٹا چاندا اپنی موت سے مرا اکھے راج نے چاندا کے بیٹے دیوڑہ امرا کو بالڑی۔ دیلواڑہ اور جیت واڑہ وغیرہ مواضعات مع حاصل راہداری کے دیکر منا لیا اس تدبیر سے ریاست مین امن ہو گیا۔ ۵۵ سال راج کر کے سمت ۱۷۳۰ مین راؤ اکھے راج کا انتقال ہو گیا۔ اس نے شاہ جہان کی بہت خیر خواہی کی تھی اُس کو اڑتا اکھے راج بھی کہتے تھے کیونکہ اسنے بڑے بڑے دھاوے کئے تھے اور ایک دن مین دور دور تک پہنچکر دشمنون سے لڑا تھا

## ۱۷۔ راؤ اودے سنگھ

یہ اکھے راج کا دوسرا بیٹا تھا جو باپ کے بعد سمت ۱۷۳۰ مین مسند نشین ہوا اس کے وقت مین مہاراجہ جسونت سنگھ والی جودھپور کا خرد سال بچہ اجیت سنگھ پوشیدہ طور پر سروہی مین رکھا گیا تھا اور جب اُس کے ہوشیار ہونے پر راٹھوڑون نے اُس کو آ کر دیکھا اور ابھی اودے سنگھ کو اس کی خبر نہ تھی جب اُس کو خبر ہوئی تو ملنے کو گیا اور اجیت سنگھ کو نذر دی اور راٹھوڑ درگداس اور کھیچی مکنداس سے اجیت سنگھ کو زنانے مین لیجانے کے واسطے بہت منت کی جب وہ زنانے مین گیا تو راؤ نے پانچہزار روپے کا چبوترہ بنا کر نظر سے گذرانا اور بخشش کی سمت ۱۷۵۴ مین اودے سنگھ کا انتقال ہو گیا۔

## ۱۸ - راؤ چھتر سال

راؤ اودے سنگھ کے بعد یہ مسند پر بیٹھا اس نے دس برس راج کیا۔

## ۱۹ - راؤ اُمید سنگھ

یہ راؤ چھتر سال کا چچا تھا اور سمت ۱۷۶۴ مین اُس کی جانشینی اختیار کی۔ سمت ۱۷۷۲ مین مہاراجہ اجیت سنگھ گجرات کو جاتا ہوا سروہی مین آیا اور راؤ کی بیٹی سے اجیت سنگھ کی شادی ہوئی۔ اور اجیت سنگھ کی زندگی تک جودھپور اور سروہی کے درمیان صلح وصفائی رہی۔

سمت ۱۷۸۷ مین جودھپور کے مہاراجہ ابھے سنگھ نے گجرات جاتے ہوے ریواڑہ کے دیوڑون پر جو علاقہ جالور مین لوٹ مار کیا کرتے تھے جالور سے فوج کشی کی اور جنگل کٹوا کر ریواڑہ کو ویران کر دیا پھر موضع پوسا بعلاقہ سروہی کو لوٹا جلایا اُمید سنگھ نے اپنے وکیلون کو بھیجکر پیش کش اور ایک ڈولہ بھیجا اور صفائی کر لی اور ملاقات کرکے دیوڑہ نراینداس ٹھاکر پاڑیو کو مع اپنی فوج کے ابھے سنگھ کے ہمراہ کیا۔

## ۲۰ - راؤ مان سنگھ

امید سنگھ کے بعد چھتر سال کا بیٹا مان سنگھ مسند نشین ہوا۔ سمت ۱۸۰۶ مین دنیا سے گذر گیا۔

## ۲۱ - راؤ پرتھی راج

مان سنگھ کے بعد پرتھی راج جانشین ہوا اور سمت ۱۸۲۹ مین دُنیا سے اُٹھ گیا۔

## ۲۲ - راؤ تخت سنگھ

اپنے باپ پرتھی راج کے بعد جانشین ہوا آخر یہ بھی دُنیا سے جاتا رہا لاولد تھا۔

## ۲۳ - راؤ جگت سنگھ

یہ اپنے بھتیجے تخت سنگھ کے بعد گدی پر بیٹھا۔

## ۲۴ - راؤ بیری شال

اپنے باپ کے بعد گدی پر بیٹھا۔ چونکہ ریاست سروہی سے اور جودھپور والون سے اچھا برتاؤ تھا اور مہاراجہ بھیم سنگھ والی جودھپور اور بیری شال سے بھی بخوبی دوستی اور صفائی تھی اس لئے اُس نے مان سنگھ کو جو قلعہ جالور مین مہاراجہ بھیم سنگھ کی فوج سے لڑ رہا تھا مدد نہین دی۔ مان سنگھ نے سمت ۱۸۵۸ مین بیری شال سے چاہا تھا کہ مثل مہاراجہ اجیت سنگھ کے اس کو بھی کوہستان سروہی مین کوئی جگہ پناہ کی ملے کہ جہان وہ اپنے قبائل کو رکھکر بدلجمعی تمام مہاراجہ بھیم سنگھ والی جودھپور سے لڑائی جاری رکھے بلکہ اُس نے اپنے خرد سال کنور چھتر سنگھ کو بھی مع کسی قدر آدمیون کے بغرض پناہ جوہی جنگلات سروہی مین بھیجدیا تھا لیکن راؤ نے اس خیال سے کہ مہاراجہ بھیم سنگھ کے ساتھ بگاڑ ہو جائے گا انکار کر دیا اور چھتر سنگھ کو پناہ ندی ناچار لوگ اُس کو میواڑ کی طرف لے گئے اور اس چپقلش مین ایک آنکھ کنور مذکور کی کسی جھاڑی مین کانٹا لگ جانے سے جاتی رہی جس کا غصہ عمر بھر

مان سنگھ کو رہا۔ سمت ۱۸۶۰ مین راو بیری شال کا انتقال ہوگیا۔

## ۲۵۔ رائو اودے بھان

یہ اپنے باپ کی طرح ہمیشہ جودھپور کے مہاراجہ بھیم سنگھ کی مرضی کا خیال رکھتا رہا اور مان سنگھ کو کچھ مدد دی جب مہاراجہ بھیم سنگھ کی وفات کے بعد مان سنگھ جودھپور مین مہاراجہ بنا تو اُس نے راؤ اودے بھان کی ضد پر جاگیردار نیج کو جو ریاست سروہی سے خلاف رکھنے کو اپنے اسلاف کی میراث سمجھتا تھا راؤ کی برابر تعظیم دیدی اور اُس کے خاندان کی ایک لڑکی بیاہ لی جس سے ٹھاکر مذکور کو اور بھی حوصلہ سرکشی کا ہوگیا ایسے ہی ٹھاکر منڈار کے خاندان کی دولڑکیان لیکر اُس کو بھی مدد دی اور خود سروہی کے اوپر دس ہزار فوج بھیجی سروہی شہر پر راؤ نے تین دن مقابلہ کیا چوتھے روز مارواڑیون نے ہلہ کردیا شہر اُنکے قبضے مین آگیا۔ راو بھاگ کر پہاڑون مین چلا گیا جہان سے حملے کیا کرتا اور لوٹ مار کرکے پھر اپنے مقام پر پہونچ جاتا رعایا آباد ہونے نہین پاتی مارواڑیون کا خرچ آمدنی سے زیادہ لگتا اُنھون نے کچھ انتظام کرکے مینون کو سزا دی اور راؤ کے ہمراہیون سے بھی جنگ کرکے اُنکی لوٹ کھسوٹ کو بند کیا۔

سمت ۱۸۶۲ مین مہارانا بھیم سنگھ کی بیٹی کی شادی کی بابت لڑنے کے لئے جیپور والون کی جودھپور پر فوج کشی کرنے کی خبر مشہور ہوئی تو مہاراجہ مان سنگھ نے بطور بیش بندی میرتے مین جاکر اپنے افسران مقیم سروہی کو حکم لکھا کہ سروہی مین راؤ اودے بھان کو بٹھاکر مع فوج کے یہان چلے آؤ اُس وقت سروہی والون نے مارواڑیون کا تعاقب کیا اور کچھ سامان لوٹ لیا راؤ اودے بھان سروہی مین آبیٹھا مگر اُس کا رویہ اپنی رعیت کی نسبت بہت خراب تھا وہ لوگون کی ننگ و ناموس پر دست درازی کرتا تھا اور سردارون کو زیادہ ستانی وغیرہ سے ستاتا رہتا تھا اور بات بات مین اُنکے اوپر فوج بھیجدیتا تھا جس سے رعیت اور سردار وغیرہ سب لوگ اُس سے ناراض رہتے تھے سردارون کی بغاوت سے ملک مین فساد پھیلا ہوا تھا خزانے مین کوڑی نہ تھی سپاہیون کی تنخواہ ادا نہوتی تھی بیوپاریون کے امن مین خلل تھا۔ اس پر طرہ یہ ہوا کہ سمت ۱۸۷۰ مین راؤ اپنے باپ کے پھول لیکر گنگا کو گیا واپس آتے ہوئے مہاراجہ مان سنگھ والی جودھپور نے فوج بھیج کر پالی سے اُس کو جودھپور پکڑوا منگوایا اور چالیس پچاس ہزار روپیہ نذرانہ داخل کرنے کا اقرارنامہ لکھواکر چھوڑا راؤ نے اس رقم کے واسطے رعایا پر ڈنڈ ڈالا اور دولتمندون کو بہت ستایا آخر ان تمام خرابیون کا یہ نتیجہ ہوا کہ تمام سردار و متصدی راؤ سے بدل گئے اور اُنھون نے راؤ کے بھائی شیو سنگھ کو جسکے اخلاق اچھے تھے اپنے اور اپنے ملک کی حفاظت پر مستعد کیا وہ بھی اپنی جاگیر سے سروہی مین آیا اور بھائی کو قید کرکے سب کی صلاح سے آپ اُس کی جگہ بیٹھ گیا۔ یہ واقعہ سمت ۱۸۷۴ مین ہوا راؤ اودے بھان نے اپنے معتمد جودھپور مین بھیجے اور مہاراجہ مان سنگھ سے فریاد کی مہاراجہ نے سمت ۱۸۷۶ مین کچھ فوج اُس کے چھڑانے کو بھیجی ٹھاکر نیج بھی اُسکے شامل ہوا مگر سروہی کے تمام آدمیون نے متفق ہوکر مقابلہ کیا اور شکست دے کر اُس فوج کو اپنے علاقے سے ہٹادیا۔

راؤ معزول اٹھائیس برس قید رہکر سمت ۱۹۰۳ مطابق ۱۸۴۷ء مین لاولد مر گیا۔

## ۲۶- راؤ شیو سنگھ

سمت ۱۸۷۴ مطابق ۱۸۱۸ء مین سروہی کے انتظام پر قائم ہوا اور اُس نے امن رہنے کی اُمید پر سب رئیسون کے بعد سرکار انگریزی کے ساتھ سمت ۱۸۸۰ مطابق ۱۸۲۳ء ۱۱ دسمبر کو ماتحتی کا عہدنامہ تحریر کیا اس کے بارہ برس کے بعد سرکار انگریزی نے ریاست کی درستی کے لئے پچاس ہزار روپیہ راؤ کو بغیر سود قرض دیکر باغی ٹھاکرون کو ریاست کا ماتحت بنا دیا۔ لیکن کئی سردار جو عام عہدنامون سے پہلے پالن پور کے متعلق ہو گئے تھے سروہی کے تحت مین نہ آسکے۔

سمت ۱۹۰۱ مطابق ۱۸۴۵ء مین راؤ نے اجنٹ گورنر جنرل راجپوتانہ کا قیام اپنے علاقہ آبو پہاڑ پر منظور کیا اُس کے متعلق گائے۔ کبوتر اور مور وغیرہ جانور نہ مارنے کی شرطین کی گئین جن پر اب تک عمل چلا آتا ہے۔ اقرارنامے کے اندر یہ بھی درج ہے کہ انگریزی فوج ریاستی رعایا پر ظلم کرکے کوئی چیز بغیر قیمت نہ لے اور اپنی حفاظت کا ہر ایک انگریز اور ہندوستانی مسافر خود انتظام کرے یہ پہاڑ اسطح سمندر سے ساڑھے پانچہزار فٹ تک بلند ہے یہان پر نکھی تالاب درختون کی تروتازگی اور پُرانے جین مندرون کی باقیات سے بڑی رونق معلوم ہوتی ہے اور گرم موسم مین معتدل آب وہوا رہتی ہے۔

سمت ۱۹۱۰ مطابق ۱۸۵۴ء مین ریاست پر دو لاکھ روپیہ قرض ہو جانے سے راؤ نے اپنے معتمد سید نعمت علی کی معرفت سر ہنری لارنس صاحب کے۔ سی۔ بی۔ اجنٹ گورنر جنرل کے نام خریطہ رکھکر اپنے راج کا انتظام انگریزی پولٹیکل سپرنٹنڈنٹ کے حوالے کیا جس کی نگرانی مین ریاست کی آمدنی ایک لاکھ روپے سالانہ سے بھی کم ثابت ہوکر سرکاری خراج تیس ہزار سے پندرہ ہزار روپے سالانہ رکھا گیا۔ ۱۸۵۷ء کے عام غدر مین سروہی کی طرف سے بڑی خیرخواہی ظاہر ہوئی جس کے عوض خراج اور بھی کم ہوکر ساڑھے سات ہزار روپے سالانہ رہ گیا۔ سات برس مین ریاست کی حالت درست ہو جانے پر سب کاروبار واپس راؤ کو سونپ دیئے گئے اس راؤ کی چار بیٹیان تھین جن مین سے ایک بیٹی بڑی خوشامد کے ساتھ مہاراجہ تخت سنگھ والی جودھپور کے ساتھ اس طرح بیاہی کہ اُس کا ڈولہ اہلکاران راج مارواڑ کے ساتھ جو ڈولہ لینے آئے تھے اور مہاراجہ خود پالڑی پرگنہ گوڈواڑ مین مقیم تھا بھیجدیا اس لڑکی سے مہاراجہ نے موضع سوریالی مین شادی کی اور سارا خرچ دربار مارواڑ نے اپنی طرف سے ادا کیا۔

راؤ نے سمت ۱۹۱۷ مطابق ۱۸۶۱ء مین بڑھاپے اور ضعف کے سبب راج کا اختیار اپنے کنور گمان سنگھ کو دیدیا یہ بہت ہوشیار اور منتظم تھا اور اپنے باپ کی نیابت مین راج کے تمام کامون کو انجام دیتا تھا مگر کچھ عرصے کے بعد اُس نے خودکشی کرکے اپنی جان دیدی بعد اس کے راؤ شیو سنگھ نے چاہا کہ اپنے دوسرے بیٹے جیت سنگھ کو نائب کرکے کام سونپ دے لیکن اجنٹ گورنر جنرل نے منظور نہ کیا اور اُس کے حکم سے بڑے کنور امید سنگھ کو

حکومت کا اختیار دیدیا اور راؤ سمت ۱۹۱۷ مطابق ۱۸۶۱ء مین مرگیا - کنور امید سنگھ کو اختیارات کی حالتین ایک بار گولی کا نشانہ بنایا گیا ایکبار زہر دیا گیا ایک بار جس مکان مین وہ سوتا تھا اُس کی چھت کی پٹی اُسپر گرائی گئی مگر سروہی کا راج اُسکی قسمت مین لکھا تھا ہر بار بچ گیا -

## ۲۷ - راؤ امید سنگھ

یہ سمت ۱۹۱۷ مطابق ۱۸۶۱ء مین راج کا مالک ہوا تو اُس کے چھوٹے بھائیون نے تھوڑی جاگیر لینے سے انکار کرکے بہت دنون تک فساد اُٹھایا لیکن آخر لاچار ہوکر معمولی جاگیر قبول کرلی اس راؤ کو تین برس تک پولٹیکل سپرنٹنڈنٹ کی صلاح و مدد رہنے کے بعد کاروبار کے اختیارات حاصل ہوئے -

سمت ۱۹۲۱ مطابق ۱۸۶۵ء مین راؤ کی چھوٹی بہن سے شادی کرنے کو جودھپور کا مہاراجہ تخت سنگھ سروہی مین آیا حالانکہ اب تک کوئی رئیس وہان کا شہر مین نہین آتا تھا سروہی سے .اکوس پر موضع پوسالیہ مین ڈولہ جاتا تھا - راؤ نے خاطرداری مین تیس ہزار روپیہ خرچ کیا اور تین کوس تک پیادہ پا پیشوائی کی لیکن علاقے سے لاگت بنولہ کے طور پر کچھ زیادہ وصول ہوگیا - اس کے دوسرے برس راؤ نے منشی نعمت علی خان کو جو لارنس صاحب کی سفارش سے بھرتپور چلا گیا تھا واپس طلب کرکے دیوان بنایا اور پھر تھوڑے دنون مین ناخوش ہوکر اُسے ایک گانوئن کی جاگیر پر بھیجدینے کے بعد ریاست کچھ کے اہلکار منشی امین محمد کو کامدار مقرر کیا - انھین دنون مین راؤ سرکاری تاکید سے پولٹیکل سپرنٹنڈنٹ اور بعض اہلکارون کے ساتھ پہاڑی علاقے کا دورہ کرکے گراسیہ وغیرہ لٹیرون سے اُس نقصان کے عوض جو اُنھون نے ہی کانٹہ پر کیا تھا اور جس کا ہرجانہ راج کو دینا پڑا تھا چار ہزار روپے کی قیمت کے جانور لینے کے بعد واپس آیا اور ایک دو مقامون پر زبردست تھانہ قائم کردیا -

سمت ۱۹۲۴ مطابق ۱۸۶۸ء مین منشی امین محمد نے کئی کچہریان مقرر کرکے اُنکے لئے قاعدے باندھے اور سائر کا محصول جو ہر جگہ علیحدہ شرح سے لیا جاتا تھا ایک قرار دیا - دوسرے برس راؤ نے قحط کے سبب غلے کا محصول معاف کیا اور تیسرے سال اُس کی بیٹی کی شادی کرشن گڑھ کے کنور کے ساتھ ہوئی ۱۸۶۸ و ۱۸۶۹ء کی قحط سالی اور ٹھاکر بھٹانا کے فسادات اور بھیلون کی لوٹ مار کی وجہ سے ریاست مین بڑی مصیبت تھی - ۱۸۷۰ء مین ریاست کا پولٹیکل چارج ایرن پور کے اررگولر فورس کے کمانڈنگ کو دیا گیا جسکو خاص اختیارات عطا ہوئے

سمت ۱۹۳۲ مطابق ۱۸۷۵ء ۱۰ ستمبر کو راؤ امید سنگھ نے ۴۳ سال کی عمر مین بخار کی بیماری سے انتقال کیا - اُس نے اپنے پندرہ برس دور حکومت مین کسی پر ظلم نہین کیا اور ذاتی لحاظ و مروت سے کسی ماتحت کو نقصان نہین پہونچایا صرف جاگیردارون کو جو اپنا درجہ سب سے اول سمجھتے ہین - برہمن - چارن اور جوگیون وغیرہ کے زیادہ عزت پاجانے سے شکایت رہتی تھی -

## ۲۸۔ مہاراؤ کیسری سنگھ

۲۰ جون ۱۸۵۷ء کو پیدا ہوئے اور انیس ۱۹ برس کی عمر میں سمت ۱۹۳۲ مطابق ۱۸۷۵ء ۲۶ نومبر کو مہورت کے دن مسند نشین ہوکر جلد انتظام پر توجہ کی اور قدیمی ملازم منشی نعمت علی خان کو جو میواڑ میں جا کر نوکر ہوگیا تھا دیوان ریاست پر واپس بلایا دوسرے برس مہاراؤ نے رئیس دانتہ کی بیٹی سے شادی کی اور فرضی نام رکھا بنگالے و بمبئی وغیرہ کی طرف سفر کو گئے جس سے خرچ کم اور تجربہ زیادہ حاصل ہوا۔

سمت ۱۹۳۷ مطابق ۱۸۸۱ء میں منشی نعمت علی خان دیوان کو بوجہ نیک نامی کے گورنر جنرل کے حضور سے خان بہادر خطاب ملا۔ ٹھاکر ریواڑہ نے باغی ہوکر سروہی اور مارواڑ کی سرحد پر بڑا فساد برپا کیا جس سے دونوں ریاستوں کو فوج کشی کرنی پڑی اُس وقت وہ پہاڑوں میں چلا گیا اور عرصے تک سروہی کے علاقے میں لوٹ مار کرتا رہا۔ آخر کار علاقہ مارواڑ میں پکڑا گیا اور ۱۸۸۲ء میں گولی مار دیا گیا یہ اول درجے کا ٹھاکر ریاست سروہی میں تھا اس کے مارے جانے سے مغربی راجپوتانے میں امن ہوگیا۔ اسی سال میں راؤ نے اپنے چچا جامت سنگھ رئیس کھراڑی کی جاگیر جو ساڑھے بارہ ہزار روپے سالانہ کی تھی بوجہ حکم عدولی وغیرہ کے اجنٹ گورنر جنرل راجپوتانہ کی صلاح سے ضبط کر لی اور عوض میں اُس کے پانسو روپیہ ماہواری تنخواہ مقرر کر دی۔ ۱۷ فروری ۱۸۸۷ء کو راؤ نے ملکہ معظمہ کے پچاس سالہ جلوس کی بڑی خوشی کی اور کئی قیدی رہا کئے سمت ۱۹۴۵ مطابق ۱۸۸۸ء کو راؤ کے کنور نے انتقال کیا مگر اسی سال کے اندر دوسرا کنور پیدا ہوگیا اور شروع ۱۸۸۹ء میں راؤ کو سرکار سے موروثی طور پر مہاراؤ کا خطاب ملا اور ۱۸۹۵ء میں کے سی آئی ایس آئی کا خطاب ملا اور ۱۹۰۱ء میں جی۔ سی۔ آئی۔ ای کا ۱۹۱۱ء کے دربار دہلی میں اُنھیں مہاراج دھیراج کا موروثی خطاب ملا۔

# فصل تاریخ کشن گڑھ یا کرشن گڑھ

## جغرافیہ

کرشن گڑھ وسط راجپوتانہ میں ایک چھوٹی ریاست ہے جس کے شمال و مغرب میں علاقہ جودھپور اور جنوب میں انگریزی ضلع اجمیر۔ مشرق میں جیپور کا ملک ہے یہ ریاست خطوط عرض بلد شمالی ۲۵ درجہ ۴۹ دقیقہ اور ۲۶ درجہ ۵۰ دقیقہ اور خطوط طول بلد مشرقی ۷۴ درجہ ۵۰ دقیقہ اور ۷۵ درجہ ۱۵ دقیقہ کے درمیان واقع ہے اُس کا رقبہ ۸۵۸ میل مربع آبادی ۸۷۰۹۳ آدمی خالصے کی سالانہ آمدنی ساڑھے تین لاکھ روپیہ اور اس سے کچھ کم آمدنی کی زمین جاگیرداروں کے تحت میں تھی لیکن اب خالصے کی آمدنی بڑھ کر ۴۸۳۸۹۹ روپیہ تک پہونچ گئی ہے اور اسی طرح جاگیرداروں کی آمدنی بھی بڑھ گئی ہوگی فوج سوار و پیدل چھ سو آدمی بیان کی جاتی ہے۔

اس ریاست کی زمین کم پیداوار کی ہے جس سے کھیتی وغیرہ کی مدد کے واسطے اکثر تالاب بنوائے گئے ہیں

علاقے مین مشرقی حصے کے سوا ہر طرف پہاڑیان پھیلی ہوئی ہین جن مین خار دار سینڈھ کے درخت جو کھیتون کی باڑ اور سوکھ جانے پر جلانے کے سوا کسی کام مین نہین آتے کثرت سے پیدا ہوتے ہین اس راج مین خالصے کے تین پرگنے کرشن گڑھ۔ روپ نگر۔ سرداراور جاگیر کا قصبہ فتح گڑھ مشہور گنے جاتے ہین جن مین حفاظت کیلئے قلعے اور مضبوط مکانات بنے ہوئے ہین۔ خاص راجدھانی کرشن گڑھ ریلوے سڑک سے جو آگرہ و دہلی سے اجمیر کو جاتی ہے کچھ دور ایک بلند پہاڑی مقام پر آٹھ ہزار آدمی کی آبادی ہے اس کے اندر راجہ کا محل مضبوط اور عمدہ بنا ہوا ہے شہر پناہ چوڑی اور مکانات اکثر پختہ ہین ایک تالاب اور باغ بھی رونقدار معلوم ہوتا ہے۔

## تاریخ

یہ راٹھورون کی ریاست اس وقت سے تین سو برس پہلے جہانگیر بادشاہ کے شروع عہد مین اوسکی عنایت سے قائم ہوئی۔ جہانگیر نے جودھپور کے موٹا راجہ اودے سنگھ کے ایک بیٹے کرشن سنگھ نام کو اوسکی خدمتگذاری کے عوض ضلع اجمیر مین سیٹھولاوغیرہ گانون کی جاگیر سمت ۱۶۶۶ مطابق سنہ ۱۶۱۰ع مین دی تھی جس کے دو برس کے بعد اوس نے اپنے نام پر کرشن گڑھ بسا کر راجدھانی کے طور پر وہان رہنا اختیار کیا اس شہر کا عرض بلد شمالی ۲۶-۲۳- طول بلد مشرقی ۷۴-۵۷ ہے۔ کرشن گڑھ والے اگرچہ مارواڑ والونکی چھوٹی شاخ مین ہین لیکن بزرگون کی جاگیر مین سے کچھ نہ ملنے اور اپنی کارگذاری سے ریاست پانے کے سبب وہ جودھپور والون کا احسان نہین مانتے۔ بادشاہی عہد مین انکا درجہ جے پور۔ جودھپور۔ بیکانیر۔ بوندی اور کوٹے کے بعد سمجھا جاتا تھا۔ اور انکو عالمگیر کے مرنے تک کوئی خطاب راجہ یا راو وغیرہ تین چار ہزاری منصب کے سوا نہین ملا تھا۔ شاید محمد شاہ وغیرہ نے بہادر سنگھ کو راجہ کے خطاب سے عزت دی ہو یہان تین سو برس کے اندر سولہ رئیس گدی پر بیٹھے جنکے نام نیچے لکھے جاتے ہین (۱) کرشن سنگھ ولد راجہ اودے سنگھ معروف بہ موٹا راجہ والی جودھپور (۲) سہس مل (۳) جگمال (۴) ہری سنگھ (۵) روپ سنگھ (۶) مان سنگھ (۷) راجہ راج سنگھ (۸) راجہ ساونت سنگھ (۹) راجہ بہادر سنگھ (۱۰) راجہ برد سنگھ (۱۱) راجہ پرتاب سنگھ (۱۲) مہاراجہ کلیان سنگھ (۱۳) مہاراجہ محکم سنگھ (۱۴) مہاراجہ پرتھوی سنگھ (۱۵) مہاراجہ شاردول سنگھ (۱۶) مہاراجہ مدن سنگھ۔

یہ ریاست بہت چھوٹی تھی بلکہ قلت ملک و نقص زمین ریاست کے واسطے بہت مفید ہوئی کیونکہ اس مین شک نہین کہ اس ریاست سے سلطنت مغلیہ اور مرہٹون نے جو مدت تک خراج نہین لیا اوسکا سبب صرف قلت ریاست تھی

## (۱) کرشن سنگھ یا کشن سنگھ

اس کو سمت ۱۶۶۶ مین اس کے بھتوجی جہانگیر بادشاہ نے علاقہ اجمیر مین سے جاگیر دیکر ایک ہزاری ذات اور پانسو سوار کا منصب عنایت کیا تھا وہ دوسرے برس مہابت خان کے ماتحت میواڑ پر بھیجا گیا جہان سے زخمی ہونے کے بعد بیس آدمی قتل اور تین ہزار قید کرلایا اور اپنی اس شجاعت و کارگذاری سے منصب دارون کے درجے سے ترقی کرکے امارت کے درجے پر پہونچا یعنی منصب ۵ ہزاری ذات اور ہزار سوار سے سربلند ہوا

سنہ ۹ جلوس مین منصب دو ہزاری ذات ہزار و پانصد سوار سے سرفراز ہوا - پھر شاہزادہ شاہ جہان وغیرہ کے ہمرکاب رہ کر کئی بار بہادری دکھلانے پر سمت ۱۶۷۲ مطابق سنہ ۱۶۱۶ء مین اُس کا منصب تین ہزاری ذات اور ڈیڑھ ہزار سوار تک پہونچا تھا کہ وہ اسی سال ایک خانہ جنگی مین مارا گیا جس کا ذکر تزک جہانگیری مین بھی آیا ہے تفصیل اس کی یہ ہے کہ سنہ ۱۰۲۴ ہجری (مطابق سمت ۱۶۸۲ و سنہ ۱۶۱۶ء) مین بادشاہ جہانگیر اجمیر گیا کرشن سنگھ اور اُس کا علاتی بھائی راجہ سورج داس والی جودھپور ساتھ تھے ایک دن بادشاہ پشکر کے تالاب کی سیر کو گیا اور رات کو وہین رہ گیا دونون بھائیون مین عرصے سے رنج چلا آتا تھا وجہ یہ تھی کہ گوبند داس بھاٹی نے جو سورج سنگھ کی سرکار مین مختار کل تھا کسی خانگی معاملے مین گوپال داس اُس کے بھتیجے کو قتل کر ڈالا کشن سنگھ کو اُمید تھی کہ راجہ اس قصور کی ضرور سزا دے گا لیکن جب اُس نے بے پروائی پائی تو کشن سنگھ نے بھتیجے کا بدلا لینے پر زور دیا بھائی نے نہ مانا آخر کار دونون بھائیون کے دلون مین محبت کے بجاے عداوت پیدا ہو گئی اور بول چال کھانا پینا آنا جانا سب ترک ہو گیا کشن سنگھ موقع اور وقت کا متلاشی تھا اس موقع کو غنیمت سمجھا اور کچھ رات رہے اپنے سپاہیون کو مسلح کر کے سورج سنگھ کے پڑاؤ پر جا پہونچا اور گوبند داس کے خیمے پر پہونچ کر سپاہیون کو جو پہرہ دے رہے تھے قتل کرنا شروع کیا گوبند داس اس شور و غل کو سُنکر خواب سے بیدار ہوا اور دریافت کے واسطے خیمے سے باہر نکلا ہی تھا کہ کشن سنگھ کے آدمیون نے جو اُس کی تلاش مین تھے پکڑ کر اُس کا کام تمام کر دیا اسی عرصے مین راجہ سورج سنگھ بھی شور و غل سے بیدار ہوا اور شمشیر برہنہ لیکر خیمے سے باہر نکلا کچھ سپاہی بھی مدد کو آ گئے کشن سنگھ کو گوبند داس کے مارے جانے کا حال معلوم نہ تھا وہ اُس کی تلاش مین سرگردان پھرتے پھرتے اُس کے خیمے مین گھُسا اُسی وقت سورج سنگھ بھی آ پہونچا دونون بھائیون اور اُنکے سپاہیون مین زور و شور سے تلوار چلنے لگی کشن سنگھ مع اپنے بھتیجے کرن سنگھ کے مارا گیا صبح کو سورج نکلنے پر دیکھا گیا کہ کشن سنگھ چھتیس ہمراہیون سمیت مقتول پڑا تھا اور راجہ کے تیس آدمی مارے گئے تھے بادشاہ کو اس معاملے کی خبر پشکر کے مقام پر ملی لیکن کوئی ایسا قصور وار نظر نہ آیا جس کو سزا دی جائے اس لئے ان سب کی لاشین جلانے کا حکم دیا گیا -

## ۲- سہس مل

کرشن سنگھ کے چار بیٹون سہس مل - جگمال - بھارمل اور ہری سنگھ مین سے بڑا کنور پانچ سو ذات دو سو سوار کا منصب پا کر گدی پر بیٹھا باقی بھائیون کو جہانگیر نے ملازمت شاہی مین منسلک کر کے منصب پر سرفراز کیا سہس مل بارہ برس کے بعد سمت ۱۶۸۵ مین کہ شاہ جہان کا شروع عہد تھا گذر گیا -

## ۳- جگمال

کرشن سنگھ کا دوسرا بیٹا جگمال ڈیڑھ ہزاری ذات سات سو سوار کا منصب اور راج پا کر چھ سات مہینے کے بعد اپنے چھوٹے بھائی بھارمل سمیت جسکا منصب ایک ہزاری ذات پانچ سو سوار تھا کسی راجپوت کی حمایت پر مہابت خان کے بیٹے امان اللہ خان کے ماتحت لوگون سے لڑ کر مارا گیا -

## ۴ - ہری سنگھ

یہ کرشن سنگھ کا چوتھا بیٹا اپنے تین بڑے بھائیون کے مر کھپنے کے بعد سمت ۱۶۸۵ مطابق سنہ ۱۶۲۹ء مین گدی پر بیٹھا سنہ ۵ جلوس شاہ جہانی مین منصب ہزاری ذات و ششصد سوار پر سرفراز ہوا سنہ ۹ جلوس مین خان جہان بارہ کے ساتھ مہم بیجاپور مین متعین ہوا سنہ ۱۱ جلوس مین منصب ہزار و پانصدی ذات ہشت صد سوار سے مفتخر ہو کر شاہزادۂ محمد شجاع کے ساتھ کابل مین تعینات ہوا اس کے بعد منصب ہزار و پانصدی ذات نہ صد سوار سے ممتاز ہوا - سنہ ۱۴ جلوس مین شاہزادۂ محمد مراد بخش کے ساتھ کابل مین مامور ہوا سنہ ۱۵ جلوس مین ۲۲ صفر سنہ ۱۰۵۴ ہجری کو پندرہ برس راج کر کے لاولد مر گیا جس کے بعد شاہ جہان بادشاہ نے اُس کے بھتیجے اور بھارمل کے بیٹے روپ سنگھ کو خلعت و اسپ دیکر کرشن گڑھ کی جاگیر پر قائم کیا -

## ۵ - روپ سنگھ

یہ سمت ۱۷۰۰ مطابق سنہ ۱۶۴۴ء مین اپنے چچا ہری سنگھ کے بعد کشن گڑھ کی حکومت پر سرفراز ہوا اول اول شاہ جہان نے سنہ ۱۸ جلوس مین اس کو منصب ہزاری ذات اور ہفت صد سوار پر مفتخر کیا سنہ ۲۲ جلوس مین شاہ جہان نے منصب دو ہزار و پانصدی ذات و ہزار و دو صد سوار پر سربلند کر کے شاہزادہ اورنگ زیب کے ساتھ مہم قندھار پر مامور کیا سنہ ۲۳ جلوس مین منصب سہ ہزاری و ہزار و پانصد سوار پر ترقی پائی سنہ ۲۵ جلوس مین نقارہ عطا ہوا و منصب چار ہزاری ذات و ہزار و پانصد سوار سے ممتاز ہو کر دوسری مرتبہ مہم قندھار مین متعین ہوا سنہ ۲۶ جلوس مین منصب چار ہزاری ذات دو ہزار و پانصد سوار پر مفتخر ہو کر تیسری مرتبہ شاہزادہ دارا شکوہ کے ساتھ مہم قندھار مین شریک ہوا -

سمت ۱۷۱۰ مطابق سنہ ۱۶۵۴ء مین یہ چار ہزاری ذات و تین ہزار سوار کا منصب حاصل کرنے کے بعد دوسرے سال قلعہ چتوڑ کے گرانے مین جس کی درستی عہد نامے کے خلاف رانا نے کر لی تھی سعد اللہ خان وزیر کے ہمراہ تھا جس سے شاہ جہان نے اس کو پرگنہ مانڈل گڑھ دو لاکھ روپے سالانہ جمع پر اودے پور سے نکال کر دیا - جو چار برس کے بعد رانا راج سنگھ اول نے شاہ جہان کی بیماری کے وقت چھین کر کرشن گڑھ والون کو وہان سے نکال دیا - سمت ۱۷۱۵ مطابق سنہ ۱۶۵۹ء مین شاہ جہان کے سخت بیمار ہو جانے پر اُس کے بیٹون دارا شکوہ اور اورنگ زیب نے آگرے کے قریب ساموگڑھ مین لڑائی کی تو رسد جنگ مین دارا شکوہ نے روپ سنگھ کو اپنی فوج ہراول کا سردار مقرر کیا اس لڑائی مین اُس کی جرأت و شجاعت کا یہ عالم تھا کہ دلاوران زمانہ کے حوصلے سے بڑھ کر قدم مارتا تھا آخر کار اپنی بے نظیر شجاعت سے اورنگ زیب کے ہاتھی کے پاس جا پہونچا اور کمال دلیری کے ساتھ اپنی تلوار سے اُس ہاتھی کی عماری کے رسون کا کاٹنا شروع کیا اورنگ زیب اس جوانمرد اور پر جوش افسر کی اس جسارت اور بہادری کو دیکھ کر ایسا خوش ہوا کہ بے اختیار چلایا کہ خبردار اس بہادر کو نہ مارنا اور زندہ گرفتار کر لینا مگر لڑائی کے ہڑبونگ مین جب تک یہ فقرہ بادشاہ کے مُنھ سے نکلا آناً فاناً مین سیکڑون تلوارین

اُس پر پڑگئین جنھون نے اُس کا نقش صفحہ ہستی سے مٹا دیا۔

اس نے اپنے نام پر قصبہ روپ نگر آباد کیا جو اجمیر سے ۴۶ میل شمال مشرق مین ہے اور بھیپور سے ۱۲ میل جنوب مغرب مین واقع ہے اسکے بعد اسکی ایک بیٹی بادشاہ زادہ محمد معظم کو بیاہی گئی تھی جس کی تفصیل یہ ہے کہ عالمگیر نے روپ سنگھ کے جانشین کو حکم دیا کہ اُس لڑکی کو اپنے وطن سے محلات شاہی مین پہونچا دے جب وہ بادشاہی محل مین داخل ہوگئی تو اول اُس کو مسلمان کیا اور چند روز تک بیگمات اور شاہی مستورات کے پاس ضروریات دینی کے سیکھنے کو رکھا وہ لڑکی تھوڑے عرصے مین احکام دین سے مطلع ہوگئی اب بادشاہ نے بیاہ کا جشن ترتیب دیا اور سامان مہیا ہوا اور لاکھ روپے سے زیادہ کا جواہر اور سامان و اسباب اور مکانات اُس لڑکی کو عطا کیے اور علاوہ اس کے بہت سا امارت کا اور بھی سامان بخشا۔ بیگمات نے بھی بہت قیمتی جہیز اُس کے لئے بنایا۔ ۱۲ ربیع الثانی ۱۰۷۱ھ کو شب کے وقت عقد نکاح کی رسم قرار پائی اور جشن بادشاہانہ ترتیب دیا گیا۔ ناچ و رنگ ہوا اول شاہزادہ اپنے مکان سے دریا کے رستے کشتی مین سوار ہوکر قلعہ کے پاس برج مین کشتی سے اُترا اُس وقت دریا کے دونون طرف ٹھاٹھ باندھ کر روشنی ہو رہی تھی اور دریا کے اُس پار آتش بازی گاڑی گئی تھی۔ کشتی سے اُتر کر شاہزادہ گھوڑے پر سوار ہوا بادشاہ کے حکم سے اسد خان بخشی دوم و سیف خان و افتخار خان اختہ بیگی و ملتفت خان میر توزک ہمرکاب چلے طوائف اهد گویے گھوڑے کے آگے آگے ناچتے گاتے جاتے تھے۔

دربار خاص مین بادشاہ بڑے تجمل سے مسند نشین تھے اور محفل راگ و رنگ منعقد تھی شاہزادہ یہان پہونچا بادشاہ نے پچاس ہزار کی قیمت کے موتیون کا سہرا سر سے باندھا اور دو دانے موتیون کے ۵۵ ہزار کی قیمت کے بخشے اور بازوبند مرصع اور خنجر خاص موتیون کی حمائل کے ساتھ اور چرکسی خاصہ مروارید جڑی ہوئی اور جیغہ مرصع اور ایک خاص ہاتھی سنہری حوضے کے ساتھ اور پانچ گھوڑے عربی و عراقی جن مین سے ایک پر ساز مرصع تھا اور ایک پر زین اور ساز طلائی تھا مرحمت کئے اور آتش بازی کے چھوٹنے کا حکم دیا بعد اس کے جب نکاح کا وقت آیا تو قاضی القضات عبدالوہاب نے بادشاہ کے سامنے نکاح پڑھا اور مبارکباد کے شادیانے ارباب نشاط نے گانا شروع کئے نوبت خانے سے نوبت بجنے لگی۔ اس جشن مین سلطنت بخارا کا سفیر بھی شریک تھا جس کو دو روپے اور دو اشرفیان عنایت ہوئین جن مین سے ایک روپے اور ایک اشرفی کا وزن تین تین سو تولہ کا تھا اور ایک روپے اور ایک اشرفی کا وزن دو دو سو تولہ کا۔

خوش حال خان کلانوت اور اُسکے بھائی بیرام خان کو چار ہزار روپے کے زیور مرصع اور نقد تین ہزار روپے مرحمت ہوئے اور جوہر خان کلانوت کو دو ہزار روپے بخشے۔

جام جہان نما مین مولوی قدرت اللہ نے لکھا ہے کہ محمد عظیم اسی لڑکی کے بطن سے تھا۔

## ۶ - مان سنگھ

یہ اپنے باپ کے بعد کم عمری مین مسند نشین ہوا اور ہوش سنبھالنے پر اُس نے عالمگیر کو بہت خوش رکھا۔ سمنت ۱۷۴۰ مطابق ۱۶۸۴ء مین اس کو پرگنہ مانڈل اور بدنور پر جو عالمگیر نے جزیے کے عوض اودیپور سے ضبط کیے تھے

فوجدار یعنی حاکم ضلع مقرر کیا گیا جہان کئی برس تک اس نے اچھا بندوبست رکھا پھر ۳۵ سنہ جلوس عالمگیری مین ذوالفقار خان کے ساتھ قلعہ جنجی کی تسخیر پر متعین ہوا اور نہایت بہادری سے قلعہ مذکور فتح کر لیا ۴۳ سنہ جلوس مین منصب سہ ہزاری سے مفتخر ہوا۔ دکن کے اندر سمت ۱۷۶۳ مطابق ۱۷۰۶ء مین مرگیا اور اُسکا بیٹا راج سنگھ وارث رہا جو اپنے باپ کی زندگی مین شاہ عالم بہادر شاہ کے حکم سے راج کشن گڑھ کا کام کرتا تھا۔

## ۷۔ راج سنگھ

اسکو گدی پر بیٹھنے کے بعد شاہ عالم بن عالمگیر نے تین ہزاری منصب یا فرخ سیر کے عہد مین وہ سید وزیرون کا طرفدار گنا جاتا تھا۔ سمت ۱۸۰۵ مطابق ۱۷۴۹ء مین جب مرگیا تو اسکے دو بیٹون سانونت سنگھ اور بہادر سنگھ مین راج کے لئے جھگڑا ہوا۔

## ۸۔ سانونت سنگھ

## ۹۔ راجہ بہادر سنگھ

سانونت سنگھ کی مسند نشینی جو دلی مین حاضر تھا محمد شاہ نے منظور کر لی تھی لیکن بہادر سنگھ نے کرشن گڑھ دبا لیا جسکی بیدخلی کی فکر مین سانونت سنگھ بادشاہی کمزور ہونے کے سبب مرہٹون اور جودھپور والون سے مدد مانگتا پھرا۔ آخر اُسکے بیٹے سردار سنگھ نے روپ نگر علیحدہ حاصل کیا۔

سانونت سنگھ اپنے وطن سے باہر سمت ۱۸۲۱ مطابق ۱۷۶۴ء مین مرگیا اور دوسرے سال اُس کا بیٹا سردار سنگھ بھی روپ نگر کی گدی پر لاولد گذر گیا تو اس موقع پر کرشن گڑھ والے بہادر سنگھ نے ہوشیاری سے اپنے بڑے بیٹے بڑدھ سنگھ کو روپ نگر مین گود کے طور پر بھیجکر ریاست ایک کر لی لیکن اس خیال سے کہ بڑدھ سنگھ کے روپ نگر مین گود دلانے جانے کے سبب دوسرا بیٹا بڑدھ سنگھ کرشن گڑھ کا دعوےٰ نکرے اُس کو راج مین سے دسوین حصے کے طور پر فتح گڑھ کا پرگنہ بغیر خراج جاگیر مین دیا۔

ایک تاریخ کی کتاب مین لکھا ہے کہ ۱۷۸۷ء مین جودھپور کے راٹھوڑ اور جیپور کے کچھوا ہون نے مرہٹون کے مقابلے کے واسطے اتفاق کیا اور تونگا کی لڑائی مین اُنکو شکست دی اس شکست کا عوض سنہ سترہ سو نوے و اکانوے عیسوی مین پاٹن اور میرتہ کی لڑائی ہونے سے ہوا ان لڑائیون کے واسطے کشن گڑھ کا رئیس بہادر سنگھ مرہٹون کو اپنے ملک پر چڑھا کر لایا تھا اُنکو لانے مین اُس کو کچھ اپنی بہبودی وبہتری کی خواہش نہ تھی بلکہ اپنے بزرگ مہاراجہ جودھپور سے انتقام لینا مقصود تھا کہ اُس نے بہادر سنگھ کو اپنے بھائی کے حقوق واجب غصب کرنیسے باز رکھا تھا میرتے کی لڑائی نے مرہٹون کو راجپوتانے پر مسلط کر دیا اور صرف کشن گڑھ کا دغاباز رئیس اس عام مظلومی سے محفوظ رہا لیکن یہ بات اور وجوہ سے غلط ہونے کے علاوہ یون بھی غلط ہے کہ بہادر سنگھ ۱۷۸۲ء مین مرچکا تھا اور اُسکے مرنے پر بڑدھ سنگھ نے راج پایا نہ کلیان سنگھ نے۔

## ۱۰- راجہ بڑدسنگھ

یہ سمت ۱۸۳۸ مطابق سنہ ۱۷۸۲ء مین گدی پر بیٹھ کر سات برس کے بعد انتقال کر گیا اور کنور پرتاب سنگھ راجہ ہوا

## ۱۱- راجہ پرتاب سنگھ

اس نے سمت ۱۸۴۵ مطابق سنہ ۱۷۸۸ء مین گدی پر بیٹھ کر جودھپور کے برخلاف کارروائی کرنی چاہی جس پر جودھپور کے مہاراجہ بجے سنگھ نے ٹھاکر امر سنگھ کو جو راجہ راج سنگھ کا پوتا اور بہرسنگھ کا بیٹا تھا خرچ کے ذریعے روپ نگر کا علاقہ دلا دیا راجہ پرتاب سنگھ کے بہت دنون تک جودھپور مین حاضر رہنے اور لاچاری پکرنے سے کرشن گرھہ دوبارہ ملا اور جب مہاراجہ بجے سنگھ اپنے ماتحت سردارون کی جھگڑے مین پھنسا تو پرتاب سنگھ نے امر سنگھ سے روپ نگر چھین کر تمام علاقے پر قبضہ کر لیا یہ راجہ سمت ۱۸۵۴ مطابق سنہ ۱۷۹۸ء مین فوت ہو گیا۔

## ۱۲- مہاراجہ کلیان سنگھ

اس نے سمت ۱۸۵۴ مطابق سنہ ۱۷۹۹ء مین اپنے باپ کے بعد مسند نشین ہو کر سنہ ۱۸۱۸ء مین عہدنامے کے ساتھ بغیر خراج انگریزی سرکار کی اطاعت قبول کی۔ یہ ہوشیار مہاراجہ نیز ریاستون جیپور اور جودھپور کے جھگڑون مین صلاح کار بنا رہا اور اس کے بیٹے محکم سنگھ کی ایک شادی سمت ۱۸۷۷ مطابق سنہ ۱۸۲۱ء مین مہارانا اودیپور کے یہان ہوئی۔ زمانے کا بڑا انقلاب دیکھنے سے اس کی طبیعت مین کچھ جنون پیدا ہو گیا تھا کہ اُس کے ذہن مین سما یا کہ سرکار انگریزی راج کے اندرونی کاروبار مین مداخلت کرنا چاہتی ہے اور اس خیال سے سنہ ۱۸۲۵ء مین دہلی کے پنشن خوار بادشاہ اکبر ثانی کی خدمت مین استغاثہ کرنے کو چلا لیکن انگریزی افسرون کی ہدایت سے واپس چلا آیا پھر اُس نے سمجھا کہ سرداران ریاست کی نوکری براہ واجب نقد مطالبہ سے مبدل ہو سکتی ہے مگر کوئی کفالت نہ تھی کہ زر نقد ادا کرنے پر بھی وہ نوکری کرنے سے معذور رہین گے اس واسطے انھون نے انکار کیا بلکہ ٹھاکر فتح گڑھ نے خودسری اختیار کی مگر سرکار انگریزی نے ریاست کا جاگیردار قرار دیکر مہاراجہ کا حکم ماننے کی ہدایت کی مہاراجہ نے اُنکی سزادہی کے ارادے سے فوج متعین کی مگر جوش دیوانگی مین یکایک خاندان تیموریہ کے لقبی بادشاہ کے روبرو استغاثہ کرنے کے واسطے پھر دہلی کو چلا گیا اور وہان خیالی منصب مثلاً دربار شاہی مین موزہ پہن کر جانے کا تمغا حاصل کرنے مین مصروف ہوا ایسی حالت مین بھی کشن گڑھ مین اُس کے ہمراہی غافل تھے انھون نے فوج بھرتی کی اور بوندی کی ریاست سے بھی مدد لی ٹھاکرون نے بھی کوٹے سے مدد لیکر مقابلے مین کوتاہی نہ کی ان مین لڑائی ہونے لگی اور اس سبب سے قرب وجوار کے علاقہ انگریزی مین بھی شر پیدا ہوا اس واسطے مہاراجہ کو ہدایت ہوئی کہ خود اُس کی اور اُسکے ملازمین اور ٹھاکرون کی حرکات سے جو نقصان پیدا ہوگا اُس کی جوابدہی مہاراجہ کے ذمے ہے اور اگر فی الفور بندوبست نکرے گا تو اُس کا عہدنامہ منسوخ ہو کر ٹھاکرون سے عہد و پیمان کیا جائے گا اس ہدایت نے اُس کو ششدر کر دیا اور وہ یکایک دہلی سے واپس آیا اور اپنے سردارون کو جمع کرکے بذات خود مفسدون پر حملہ آور ہوا مگر سردارون کے رویے سے ثابت ہوا کہ اُنکو اپنے ہم قوم باغیون پر حملہ کرنا منظور نتھا ایک

کر کے سب علیحدہ ہو گئے اور پھر سب نے متفق ہو کر راجدھانی کا محاصرہ کیا اور مہاراجہ کلیان سنگھ کو خارج کر کے اُس کے صغیر سن لڑکے کو مسند نشین کرنا چاہا کلیان سنگھ اجمیر کو بھاگ گیا اور سرکار انگریزی سے درخواست اعانت کر کے اپنے ملک کا ٹھیکہ دینا چاہا مفسد ٹھاکرون نے بھی سرکار مین استغاثہ کیا سرکار نے کلیان سنگھ کی درخواست نامنظور کر کے ہدایت کی کہ اگر وہ دہلی کو چلا جاوے اور اُس کی غیر حاضری مین انتظام ملک بہ اہتمام پنچایت ہوتا ہے تو کچھ مضائقہ نہین اسپر مہاراجہ اور سردارون کے درمیان عہد و پیمان ہوا مگر شرائط مقررہ کی کفالت دینے مین سرکار نے انکار کیا وہ دہلی کو چلا گیا اور رزیڈنٹ نے فہائش کر کے اُس کو واپس بھیجا بدرجہ لاچاری سردارون نے حسب خواہش مہاراجہ یہ بھی منظور کیا کہ جودھپور کا مہاراجہ فیصلہ کر دے مگر اُس مین سرکار انگریزی کی کفالت ہو یہ امر سرکار نے منظور نہ کیا سردارون نے ولی عہد کو مسند نشین کر دیا اور کرشن گڑھ کا محاصرہ کر کے اُس مین داخل ہونے والے تھے کہ مہاراجہ نے پولٹیکل ایجنٹ کی درمیانگی منظور کی اُس کی وساطت سے شرطین قرار پائین اور کلیان سنگھ کرشن گڑھ مین آ گیا مگر تھوڑے عرصے کے بعد ثابت ہوا کہ مہاراجہ اور سردارون کے درمیان صلح و اتفاق رہنا غیر ممکن ہے کیونکہ مہاراجہ اپنے قول پر ثابت قدم نہین ہے سردار پھر جمع ہوئے اور مہاراجہ کلیان سنگھ سمت ۱۸۸۸ مطابق ۱۸۳۲ء مین اپنے کنور مکھم سنگھ کو راج سونپ کر ۶۰ ہزار روپے سالانہ پنشن پر انگریزی علاقے مین جا رہا جہان چھ برس کے بعد انتقال کر گیا۔

## ۱۳۔ مہاراجہ مکھم سنگھ

یہ نوجوان اور نیک مزاج مہاراجہ اپنے والد کے سامنے سردارون کے اتفاق سے راج پا کر نو برس کے بعد سمت ۱۸۹۷ مطابق ۱۸۴۰ء مین لاولد مر گیا جس سے پرتھوی سنگھ فتح گڑھ کی جاگیر سے گود آ کر ریاست کا مالک ہوا

## ۱۴۔ مہاراجہ پرتھوی سنگھ

یہ سمت ۱۸۹۸ مطابق ۱۸۴۱ء ۲۵۔ اپریل کو گود لئے جا کر چار برس کی عمر مین گدی پر بٹھایا گیا جو ہوش سنبھالنے پر لائق اور کارگذار نکلا اس کے وقت مین آگرے سے اجمیر کو ریل جاری ہونے کے سبب نمک وغیرہ کی راہداری چھوٹنے سے کرشن گڑھ کو ساٹھ ہزار روپیہ سالانہ محصول کا نقصان پہونچا سرکار نے بیس ہزار روپیہ سالانہ ہرجانہ دینا منظور کیا اور باقی کمی دور کرنے کو مہاراجہ نے تین لاکھ روپیہ لگا کر سمت ۱۹۲۷ مطابق ۱۸۷۱ء تک ۲۴ تالاب تیار کرائے جن سے چوبیس ہزار پانچسو بیگھہ زمین کھیتی اور آمدنی کے لائق ہو گئی سمت ۱۹۳۲ مطابق ۱۸۷۶ء مین مہاراجہ کی بڑی بیٹی اودے پور کے مہارانا سجن سنگھ کو اور کچھ عرصے کے بعد دوسری بیٹی الور کے مہاراو راجہ منگل سنگھ کو بیاہی گئی۔ سمت ۱۹۳۶ مطابق ۱۸۸۰ء مین اس مہاراجہ کا انتقال ہو گیا۔

## ۱۵۔ مہاراجہ شاردول سنگھ

اپنے والد کے بعد سمت ۱۹۳۶ مطابق ۱۸۸۰ء ۸۔ جنوری کو گدی پر بیٹھا اور چار برس کے بعد سیر اور ملاقات کے لئے اودے پور جا کر خاطرداری سے دو ہفتے مہمان رہنے کے بعد واپس آیا۔ سمت ۱۹۴۳ مطابق ۱۸۸۷ء مین

مہاراجہ کی چھوٹی بہن جھالراپاٹن کے مہاراج رانا ظالم سنگھ کو بیاہی گئی - یہ پہلا موقع ہے کہ جھالراپاٹن والون کو پُرانی خاندانی ریاست سے بیٹی ملی - سرکار نے اس کو جی سی آئی ای کا خطاب دیا تھا - اس نے سنہ ۱۹۰۰ء مین انتقال کیا اسکے بعد اسکے اکلوتے بیٹے مدن سنگھ کو مسند ریاست حاصل ہوئی -

## ۱۶ - مہاراجہ مدن سنگھ جی

یہ سنہ ۱۸۸۴ء مین پیدا ہوئے اور انکو سنہ ۱۹۰۵ء مین پورے اختیارات ملے سنہ ۱۹۰۸ء مین اُنھین کے سی آئی ای کا خطاب ملا اور سنہ ۱۹۱۱ء کے دربار دہلی مین کے سی ایس آئی کا وہ برٹش فوج مین آنریری میجر بھی ہین - ابتداء سنہ ۱۹۱۴ء مین جنگ عظیم مین شریک ہونے کی درخواست دی تھی جو گورنمنٹ نے منظور کی اُنکی سلامی ۱۵ ضرب توپ ہے -

# چوتھا باب

## ہاڑوتی کے بیان مین

اس مین بوندی - کوٹہ - اور جھالاوار کا بیان ہے -

# فصل تاریخ بوندی

### جغرافیہ

بوندی جنوبی مشرقی راجپوتانہ مین دوسرے درجے کی پُرانی ریاست ہے - یہ راج درمیان خطوط عرض بلد شمالی ۲۴ درجہ ۵۰ دقیقہ اور ۲۵ درجہ ۵۵ دقیقہ اور خطوط طول بلد مشرقی ۷۵ درجہ ۲۳ دقیقہ اور ۷۶ درجہ ۳۰ دقیقہ کے واقع ہے اس کے شمال مین جیپور - مغرب مین جہازپور وغیرہ علاقہ اودیپور - جنوب مین علاقہ گوالیار - مشرق مین راج کوٹہ ہے طول پچاس میل عرض پچاس میل رقبہ ۲۲۲۰ میل مربع آبادی سنہ ۱۹۱۱ء مین ۲۱۸۷۲۲ آدمی تھی - خالصے کی آمدنی پانچ لاکھ روپے سالانہ کے علاوہ اسی قدر ماتحت جاگیردارون کی ہے اور فوج سوار و پیادہ ڈھائی ہزار بھی جاتی ہے - لیکن اب خالصے کی آمدنی ۹۴۵۴۰۰ روپیہ ہو گئی ہے -

راج بوندی مین پہاڑی سلسلہ شمال و مشرق سے جنوب و مغرب کی طرف چلا گیا ہے جس سے علاقے کے دو حصے ہو جاتے ہین دونون طرف کی زمین ہموار اور قابل پیداوار ہے مشرقی جنوبی علاقہ چنبل ندی پر ختم ہوتا ہے جو ریاست کوٹے کی سرحد ہے اور شمالی مغربی حصہ اجمیر کے پہاڑون سے جا ملا ہے - بوندی کی بیچ ندی جو مارواڑ کے علاقے سے آتی ہے چنبل دریا مین شامل ہوتی ہے دوسرے برساتی ندی نالے ہر طرف کچھ عرصے تک جاری رہتے ہین معمولی پیداوار کے علاوہ کئی جگہ لوہا بہت نکلتا ہے - ملک کی آب و ہوا تندرستی کے لئے بہتر نہین ہے - بخار - گٹھیا - تلی کی کمزوری اور بدہضمی وغیرہ بیماریان ہر موسم مین ہوتی رہتی ہین -

شہر بوندی جس مین چالیس ہزار آدمی بستے ہین ایک پہاڑ کے گھاٹے مین مناسب موقع پر آباد ہے شہر پناہ کے اندر تین دروازے آمد و رفت کے لیے بنے ہوئے ہین - دو بازار چوڑے ہین لیکن پانی کے بہاؤ کا کچھ بند و بست نہین کیا گیا جس سے صفائی نہین رہتی - مہاراؤ راجہ کا محل اونچی جگہ پہاڑ کے ڈھال پر تعمیر ہوا ہے جس کی عمارت راجپوتانے مین عمدہ قسم کی سمجھی جاتی ہے - محل کے سوا شہر بھر مین کوئی بڑا یا خوبصورت مکان نہین ہے - یہ شہر کوٹے سے بائیس میل شمال و مغرب مین اور آگرے سے ایک سو چپانوے میل جنوب و مغرب مین ہے - شہر کے دروازے پرانے زمانے کے خوف کی پابندی مین شام سے صبح تک بند رکھے جاتے ہین شہر بوندی عرض بلد شمالی ۲۵ درجہ ۲۶ دقیقہ طول بلد شرقی ۷۵ درجہ ۱۴ دقیقہ پر واقع ہے -

## قوم

بوندی والے چوہان قوم کی ہاڑا شاخ مین ہین - گومند رام ہاڑا بھاٹ کی کتاب کے بموجب ہاڑا است پال پسر انوراج خلف مانک راے سے پیدا ہوئے ہین مگر موگجی کھیچی بھاٹ لکھتا ہے کہ انوراج مانک راے بانی سانبھر کا بیٹا اور کھیچی چوہان کا بزرگ تھا - است پال کی پیدائش قصے کے طور پر ہڈیون سے قرار پاکر اُس کی نسل ہاڑا راجپوت مشہور ہوئی -

جس کی تفصیل حسب تحریر ہاڑا بھاٹ یہ ہے کہ انوراج مقام اسی یعنی ہانسی پر قابض تھا - اُس کے بیٹے است پال نے بہ اتفاق اگن راج خلف اجے راؤ بانی کھیچ پور پاٹن واقع سندھ ساگر رندھیر چوہان راجہ گولکنڈہ کے پاس طالع آزمائی کرنے کی تیاری کی تھی مگر کجلی بن کے دیت یعنی وحشیون کی فوج نے ایک وقت مین ہانسی اور گولکنڈہ دونون پر حملہ کیا رندھیر سنگھ نے ساکھا کیا اور صرف اُس کی دختر سورا بائی جانبر ہوکر بغرض پناہ پذیری ہانسی کو گئی کہ وہان بھی اُسی وقت مین وہی خونخوار فوج حملہ آور ہوئی تھی انوراج نے بھاگنے کی تیاری کرلی مگر اُس کے بیٹے است پال نے انتظار حملہ نکرکے خود دشمن پر چڑھائی کی لڑائی مین حملہ آور مارا گیا اور است پال نے مجروح شدید ہوکر جہان تک وہ گرا اُس کا تعاقب کیا اُسی مقام پر سورا بائی درخت پیپل کے تلے موت کی منتظر تھی کیونکہ زندگی کی اُمید نہ تھی اور خون و اشتہا سے صرف پوست و استخوان باقی رہ گیا تھا مگر عین یاس کی حالت مین درخت پیپل جس کے سایے مین تھی ایکایک پھٹا اور آسا پورنا کل دیوی نکلی سورا بائی نے اُس سے اپنے باپ اور بارہ بھائیون کے بمقابلہ وحشیان کجلی بن گولکنڈہ کی حفاظت مین مرنے کا حال بیان کیا دیبی نے اُس سے کہا کہ طمانیت رکھ تیرے حملہ آور کو مار ڈالا ہے اور قریب ہے چنانچہ اُسکو اُس مقام پر لے گئی جہان است پال زخمون سے بے ہوش پڑا تھا اُس کی مدد سے وہ بحال ہوا اور چوہانون کی قدیم وراثت یعنی قلعہ اسیر پر قابض ہو گیا -

اس روایت کو کپتان بروس پولٹیکل ایجنٹ ہاڑوتی نے دوسرے طور پر لکھا ہے کہ ہانسی کے راجہ انوراج کی رانی دودا وتی پنوار نسل کی تھی اُس نے بارہ برس تک حاملہ رہ کر انڈا دیا پنڈتون نے انڈے کی پوجا کرائی اور مدت تک اُس کی پرستش ہوتی رہی آخر گھر ارم جس نے کوہ آبو پر برہما کو ستایا تھا گولکنڈہ واقع دکن مین فوج

لیکر گیا اور وہان کے چوہان راجہ سے لڑا اور اُس کو شکست دیکر بجز ایک لڑکی مسماۃ سوران بنت بندھیر چوہان کے سب کو ہلاک کیا بعد ازان گہرارم ہانسی حصار کو گیا اُس کی آمد سُنکر انوراج مفرور ہوا اور متبرک سمجھکر انڈے کو اپنی رانی کے ڈولے مین رکھ کر لے چلا مگر وہ اس قدر وزنی ہوگیا کہ کہار نہ لے جاسکے پھر اُس مین سے آواز نکلی کہ بھاگو مت اس انڈے مین سے نکلکر دیت سے مقابلہ کرونگا رانی نے یہ بات سُنکر راجہ کو اطلاع دی نصف شب پر انڈا پھوٹا اُس مین سے سات گز کا دیو نکلا اور گہرارم سے لڑا دونون لڑائی مین مارے گئے - اتفاقاً سوران لڑکی کہ گولکنڈہ کے خاندان مین سے بچ رہی تھی اسپلا درخت کے سایہ مین بیٹھی تھی یکایک درخت پھٹا اُس مین سے آسا پورا دیوی نے نکلکر سوران سے کہا کہ جس دیت نے تیرے باپ کو مارا تھا وہ ہانسی حصار مین چوہان راجپوت کے ہاتھ سے مارا گیا اور وہ لڑکی کو اپنے ساتھ میدان جنگ مین لے گئی وہان لڑکی نے اُس دیو کی ہڈیون کو جو انڈے سے پیدا ہوا تھا جمع و زندہ کر کے اُس کا نام استپال رکھا کہ اس سے وہ اور اُس کی اولاد ہاڑا مشہور ہوئی -

## تاریخ

یہ تو کبیشرون کی شاعری اور خیال بندی ہے - اتنی روایت قرین قیاس معلوم ہوتی ہے کہ انوراج مقام اسی یعنی ہانسی پر قابض تھا جس کے بیٹے استپال کو وہان سے دشمنون نے نکال دیا وہ دکن کی طرف جاکر آسیر وغیرہ کا مالک ہوگیا اور اسی سے ہاڑا شاخ چلی - چونکہ محمود غزنوی کا اخیر ہندوستان پر حملہ براہ ملتان اجمیر تک ۴۱۲ھ ہجری مطابق ۱۰۲۲ء مین ہوا تھا براہ واجب الیقین کیا جاسکتا ہے کہ اُس کے باپ انوراج کی جان اور اُس کی دار الحکومت ہانسی کو اسی سلطان نے لیا تھا جس کے بعد ہاڑون کے مورث استپال نے سمت ۱۰۸۱ مطابق ۱۰۲۵ء مین آسیر پر قبضہ کیا اُسی زمانے مین فتحمند محمود نے اجمیر کو مسخر اور ملک کو تابع کیا اور ہندی شاعر نے اُس کو کجلی بن کا دیت لکھا ہوگا اس کی نظیر یہ ہے کہ جو نیک کام کرتا ہے ایرانی اُسے فرشتہ کہتے ہین اور جو بُرا کام کرتا ہے اُسے دیو بولتے ہین بہت سے بدکردار زبردستون کو دیو کے نام سے یاد کیا ہے کیکاؤس شہنشاہ ایران کے عہد مین اُسکے ایک زبردست پہلوان و سردار نے بغاوت کی اُسے دیو سپید کہنے لگے ملک مازندران کے کوہستان دماوند کے آدمی بڑے نامؤدب اور وحشی منش اور مردم آزار تھے ان مقامات مین کیومرز رہتا اور حکومت کرتا تھا اُس کے بیٹے سیامک کو وہان کے آدمیون نے مار ڈالا تھا تہمورس پدر جمشید نے اُن سے بدلا لیا اس لئے وہان کے آدمی دیو کہلائے اور تہمورس کو اُنکے مغلوب کرنے کی وجہ سے دیو بند لقب دیتے ہین اگرچہ اُس جامع شوق فتح نے جس کے نزدیک سارشترہ کا کنارہ غزنین سے سراندیپ و بیگو کی فتح تک صرف درمیانی مقام تھا قیام نہلواڑہ کے زمانے مین محمود نے ایک فوج بھیجکر رندھیر کو گولکنڈہ سے نکالا ہوگا مسلمان مؤرخون کی تحریر سے فوج محمود کے جزیرہ نما مین داخل ہونے کا کچھ پتہ نہین لگتا مگر ان خفیف مراتب کی نسبت قیاس دوانی کرنا عبث ہے اُنسے صرف یہی ایک نیا امر ثابت ہوتا ہے کہ یہ ریاستین جنوب و شمال مین راجپوت رئیسون کے قبضے مین تھین اُنکی اولاد کے اصل باشندگان مین ملنے سے مرہٹون کی مشترک نسل پیدا ہوئی اس قوم مین اپنے بزرگون کے سے نام اور خواص ہین مگر بجاے جادو اور تنور اور پنوار وغیرہ کے القاب سے مشہور ہین مرہٹون کو گولکنڈہ - بیجاپور اور احمدنگر کے مسلمان بادشاہون کے

وقت مین قلعون وغیرہ کے پیدل سپاہیون مین نوکر یان ملا کرتی تھین مگر جب معلوم ہوا کہ جنگی سوارون مین بھی اچھی خدمت دے سکتے ہین تو رسالون مین بھی بھرتی ہونے لگے اور انہین ایسے لوگ جو پٹیل (چودھری) اور دیس مکھ (نمبردار) ہوتے تھے موروثی عزت کے باعث رسالدارون اور جمعدارون کے عہدون تک مامور ہوجاتے تھے سولھوین صدی عیسوی سے پہلے نہ تو مرہٹے بطور ایک قوم ہی کے مشہور تھے اور نہ اُن مین کوئی ایسا سردار تھا جو پولٹیکل لحاظ سے نامور اور ذی اقتدار گنا جاتا ہو مگر اس صدی کے آغاز مین ملک عنبر نے جو احمد نگر کی نظام شاہی سلطنت کا ایک مشہور اور نہایت زبردست امیر تھا اور جو امارت کے نام سے درصل فرمان روائی کرتا تھا مرہٹون کو اپنی فوج مین سوار دن کے زمرے مین زیادہ بھرتی کیا اور اُنکو سپاہ گری کا فن سکھایا اور زرخیز جاگیرین عطا کرکے امارت اور سپہ سالاری کے درجے تک پہونچایا۔

است پال کا بیٹا چاند کرن تھا اور اس کا پسر لوک پال ہوا اس کے دو بیٹے ہمیر اور گمبیھر تھے جو پرتھی راج چوہان کی لڑائیون مین بہت مشہور ہوئے ہین اور اُس کے ایک سو آٹھ سردارون مین داخل تھے اور اس سے مترشح ہے کہ اگرچہ آسیر بالکل خراج گذار نہ تھا مگر اُس کے رئیس راجہ اجمیر کو چوہانون کا بزرگ سمجھکر اطاعت کرتے تھے کتاب قنوج سے مین جو چند نے چوہانون کی اُس لڑائی پر لکھی ہے جس مین پرتھی راج قنوج کے راجہ کی دختر لے گیا تیسرے روز کی لڑائی مین ہاڑا رئیسون کی بہت تعریف لکھی ہے۔ ہمیر ۵۸۸ھ ہجری مطابق ۱۱۹۳ء مین راجہ پرتھی راج کے ہمراہ شہاب الدین کے مقابلے پر مارا گیا ہمیر کا بیٹا کال کرن ہوا۔ اور اُس کا بیٹا ماہ مگد اور اُسکا بیٹا راو باچہ اور اُس کا بیٹا راو چیندر یہ چار شخص آسیر کے راجہ ہوئے انہین سے پچھلے کو سمت ۱۳۵۱ مطابق ۱۲۹۵ء مین علاءالدین خلجی بادشاہ نے حملہ کرکے قتل کیا جس کا بیٹا رین سی ڈھائی برس کی عمر مین حفاظت کے لئے اپنے ماموں رانا کے پاس چیتوڑ پہونچایا گیا اور وہ میواڑ والو کی پناہ مین رہکر راجپوتانے کے اندر ترقی کے ساتھ قدم جمانے والا ہوا۔

## ۱۔ رین سی

جب یہ جوان ہوا تو اس نے بھینسرور گڑھ کے مسار قلعہ پر حملہ کرکے ڈونگا بھیل کو جس نے پہاڑی گروہ سے اس مقام کو جائے پناہ بنالیا تھا نکالدیا میواڑ کی اس قدیم جاگیر کو علاءالدین نے وقت حملہ چیتوڑ کے شکست کیا تھا اور ہاڑا کنور کی پناہ پذیری کے وقت تک میواڑ مین شامل نہوئی تھی رین سی کے کولن اور کنکل دو لڑکے ہوئے۔

## ۲۔ کولن

رین سی کے بعد کولن ہوا لیکن یہ کسی مہلک بیماری مین مبتلا ہو کر کیدار ناتھ واقع کنارہ دریائے گنگا کی جاترا کو چلا گیا اور کل راستے کو اپنے قدمون سے طے کیا چھ مہینے مین وہ درہ بندیا تک پہونچا اور وہان اُس چشمے مین جہان سے بان گنگا نکلتی ہے غسل کرنے سے اُسکا عارضہ رفع ہوگیا۔

## ۳۔ بانگو

یہ کولن کا پوتا تھا اس نے علاقے کو خوب بڑھایا اور ملک پتھار یعنی پہاڑی مسطح زمین پر قبضہ کرنا شروع کیا۔ یہ کل ملک والیان چیتوڑ کے قبضے مین تھا مگر جب علاءالدین نے چیتوڑ کو فتح کیا اور گہلوت بہت مارے گئے اُن کی

حکومت ایسی ضعیف ہوگئی کہ اصل باشندگان ملک قوم مینہ نے اپنے قدیم پہاڑون پر پھر قبضہ کر لیا یا چتوڑ کے ماتحت
جاگیردارون کے شریک ہوگئے۔ بانگو قدیم سے نال پر قابض ہوا اور تھار کی مغربی سمت کی ایک بلندی پر باودھا کا
قلعہ تعمیر کرایا بھینسروڑگڑھ واقع مشرق و باودہ و مینال واقع مغرب تک ہاڑون نے کل تھار پر قبضہ کر لیا اُس کے
علاوہ دوسرے علاقے بھی فتح کئے مانڈل گڑھ۔ بجولی۔ بیگون۔ رتنا گڑھ اور چورائتہ گڑھ ملکر وسیع ریاست ہوگئی۔
راؤ بانگو کے بارہ بیٹے تھے اُنکی اولاد تھار مین پھیل گئی اسکے بعد دیو مسند نشین ہوا۔

## ۴۔ دیو

اس نے زور پاکر مینہ لوگون کو خوب زیر کیا اس کے تین بیٹے تھے ہرراج ہٹ جی۔ سمرسی۔ ہاڑون کی
طاقت کا حال سُنکر سکندر لودھی شہنشاہ اُنپر متوجہ ہوا۔ اور دیو کو دربار مین طلب کیا اس واسطے باودہ مین اُس نے
اپنے بیٹے ہرراج کو مسند نشین کیا اور چھوٹے بیٹے سمرسی کو ساتھ لیکر دربار مین حاضر ہوا اور عرصے تک وہان رہا آخرکار بادشاہ نے
اُس کی سواری کا گھوڑا لینا چاہا وہ اپنے وطن کے پہاڑون کو بھاگ آیا۔ بادشاہ کے اصطبل مین ایک بہت عمدہ نسل کا
گھوڑا تھا کہ بغیر سم تر کرنے کے ندی کو عبور کر سکتا تھا دیو نے داروغہ اصطبل سے ساز کرکے اپنی گھوڑی سے اس گھوڑے
کا بچہ لیا بادشاہ نے اس بچھیرے کو لینا چاہا دیو نے بتدریج اول اپنے قبائل کو روانہ کردیا پھر ایک روز سوار ہوکر اور بھالا
ہاتھ مین لیکر جہان بادشاہ بیٹھا تھا پہونچا اور کہا کہ مین رخصت ہوتا ہون مگر تم راجپوتون سے تین چیزین نہ مانگا کرو
گھوڑا۔ جورو شمشیر۔ یہ کہکر باگ اُٹھائی اور بہت جلد تھار مین پہونچ گیا ٹاڈ صاحب نے یہان عمیق نقطہ نظر سے
کام نہین لیا کیا ایک بھالے والے راجپوت کی گرفتاری یا قتل کا بھی تمام سلطنت مین سامان نہ تھا۔
علاوہ اس کے لودھیون کی اس وقت سلطنت کب شروع ہوئی تھی وہ لوگ ۱۴۵۱ء مین سلطنت کے
مالک ہوئے ہین اور اس وقت بوندی مین ہرسنگھ راج کرتا تھا جو آٹھوین نمبر پر ہے دیو ہاڑا پندرھوین صدی عیسوی
مین ہوا ہے اور سکندر لودھی جس کا نام نظام خان اور لقب علاء الدین سکندر شاہ غازی تھا اور مسماۃ زینا سناری
کے بطن سے اور سلطان بہلول لودھی کے نطفے سے تھا ۸۹۴ھ ہجری مطابق ۱۴۸۸ء مین تخت نشین ہوکر روز یکشنبہ
۷ ذی قعدہ ۹۲۳ھ ہجری مطابق ۱۵۱۷ء کو عالم آخرت کو سدھارا جنات الفردوس نزلا (۹۲۳) تاریخ وفات ہے
۲۸ سال ۵ ماہ سلطنت کی جیسا کہ سلسلۃ الملوک مولفہ سید احمد خان اور حیات لودھی معروف بہ شوکت افغانی مولفہ
عبدالحکیم خان لودھی مین تصریح کی ہے شاہزادہ بیدار بخت کے حکم سے ایک مرقع سلاطین لودھی و سادات و افغان کا جو
توشہ خانہ عامرہ مین محفوظ تھا ۹ ربیع الاول ۱۲۳۵ھ ہجری کو مصورون اور خوشنویسون کے ہاتھ سے تیار ہوا ہے اُس مین
لکھا ہے کہ سکندر لودھی ۲۲ شوال ۸۴۹ھ ہجری مطابق ۱۴۴۵ء کو تخت نشین ہوکر ۲۱ سال تین ماہ ایک دن سلطنت کرکے
۱۳ ذیقعدہ ۹۱۵ھ ہجری مطابق ۱۵۰۹ء کو گذر گیا اور اس مین غلطی ہے۔ دیو باودہ کو ہرراج کے قبضے مین چھوڑ کر
باندو نال مین جہان اُس کے بزرگ کولن کو آرام ہوا تھا آیا یہان اُسارہ نسل کے مینے بہ تحت حکومت ایک
سردار جے جیتا رہتے تھے اُس زمانے مین وہان کوئی شہر آباد نہ تھا۔ گھاٹون کے دہانون پر پختہ دیوار اور دروازے بنا رکھے تھے

اُس کے اندر ہر ایک مینہ جہان طبیعت چاہتی تھی جھونپڑی بنا کر رہتا تھا اس زمانے مین وہ گروہ جنھون نے رانا کی تاجداری چتوڑ کی تخریب کے بعد اختیار کی تھی راؤ گانگو کھی جی کی تاخت سے کہ رام گڑھ ریلادن کے قلعہ سے گرد و نواح کے ملک سے برچھی دُہائی کا محصول لیتا تھا بہت تنگ تھے گانگو سے بچنے کے واسطے مینون نے صلح کرکے ہر ایک دوسرے مہینے کی پورن ماشی کو چوتھ کے خراج کا تھیلہ چنبل سے لنکا نا قبول کیا تاریخ معینہ پر راؤ آیا مگر اُس کو تھیلا نظر نہ آیا۔ گانگو نے کہا کہ کون ہمارے سامنے آتا ہے کہ اُسی وقت دیو راجہ بچھار گھوڑے پر چڑھا ہوا آنکلا گانگو والی ریلادن کے پاس بھی اُس سے بہتر گھوڑا تھا جو پار بتی ندی کے دریائی گھوڑے اور کھی جی سردار کی گھوڑی سے کہ ندی کے کنارے چرتی تھی پیدا ہوا تھا اس گھوڑے کی سواری مین کوئی دریا اُس کو سد راہ نہین ہو سکتا تا جد یکہ ہر موسم مین تینون سے خراج لینے کے واسطے دریاے چنبل مانع نہ تھا سخت محاربہ وقوع مین آیا ہاڑا کی فتح ہوئی اور گانگو بھاگا اور بچھار کے راؤ نے اُس کا چنبل تک تعاقب کرکے اُس کے گھوڑے کا امتحان کیا جس وقت گانگو کنارے سے کود اسوار اور گھوڑا دونون پانی مین غرق ہو گئے اور تھوڑی دیر کے بعد دوسرے کنارے پر جا نکلا دیو کو بہت تعجب ہوا اور اُس نے یہ کہا کہ شاباش راجپوت تمھارا نام کیا ہے اُس نے جواب دیا گانگو کھی جی نام ہے راؤ نے کہا میرا نام دیو ہاڑا ہے۔ ہم تم آپس مین بھائی ہین ہمکو عداوت نہین رکھنی چاہیے آئندہ کو یہ ندی ہمارے اور تمھارے درمیان سرحد رہے

ٹاڈ کا یہ بیان کئی وجہ سے محل نظر ہے ایک یہ کہ راناے چتوڑ کے علاقے مین راؤ کے آنے کا کیا کام تھا اور پچھلے بیان سے تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ ملک دیو کا تھا۔

دوسرے اگر ٹاڈ علم الحیوان سے واقف ہوتا تو ضرور دریائی گھوڑے سے گانگو کی گھوڑی کے جفتی ہونے کی بات پر اعتراض کرتا اور کہتا کہ اُس کو گھوڑے سے کوئی مشابہت نہین وہ تو دریائی گینڈا سمجھنے کے قابل ہے اور یہ جانور صرف افریقہ مین ملتا ہے اور یہ بھی اعتراض کرتا کہ دریا مین غائب ہونے کے بعد گھوڑا تو زندہ رہ سکتا تھا مگر گانگو مر جاتا۔

سمت ۱۲۹۸ مطابق ۱۳۴۲ء مین جیتا اور اُسارا مینون نے دیو راے کو اپنا آقا قبول کیا راؤ نے باندو گھاٹ کے درمیان مین شہر بوندی بسایا کہ اُس وقت سے وہ ہاڑون کا دار الحکومت ہو گیا۔ تھوڑے دنون کے بعد تک چنبل ندی مشرقی سرحد رہی تھی آئندہ کو نرہی اور بہادری کی وجہ سے اس قوم کے لوگون کا بادشاہ کے نائبون سے بہت واسطہ ہو گیا اور اُنھون نے بادشاہ کی عنایت حاصل کرکے بذریعہ فتح و حصول عطیات کے ملک کو بڑھایا جس مین ہاڑون کے زیادہ پھیل جانے سے علاقے کا نام ہاڑوتی ہو گیا۔

راؤ دیو کی مینہ رعایا ہاڑون سے تعداد مین زیادہ تھی اس سبب سے اُس نے بنظر استحکام اپنی حکومت کے وہی وحشیانہ عمل کیا جو راجپوتانے کی ریاستون مین اکثر ہوتا رہتا تھا۔

راجپوت مولف نے اُس کا سبب یہ لکھا ہے کہ مینون کا سردار ایسا گستاخ ہو گیا تھا کہ اُس نے مالک پتھار کی دختر سے شادی کی درخواست کی راؤ نے بماودا کے ہاڑا اور تھوڈا کے سولنکیون کو مدد پر بلایا اور اُسارا

مینون کو بالکل قتل کر ڈالا۔
دیو نے اس واقعہ سے کسی قدر مدت کے بعد ریاست چھوڑ کر اپنے بیٹے کو مسند نشین کیا اول اُس نے ہرراج کو بماوودا دیا تھا اور خود سکندر لودی کے پاس چلا گیا تھا اور اس مرتبہ سمرسی کو راج دیا اور لونڈی اور پتھار کی شاخین خود مختار رہین اور بعد اسکے دیو کبھی بونڈی اور بماوودہ کی فصیلون کے اندر نہ گیا اور وقت وفات تک بونڈی سے پانچ کوس موضع اومر تھونہ مین رہا۔

## ۵۔ سمرسی

راؤ دیو کے بعد مسند نشین ہوا۔ اس کے تین بیٹے ہوئے اُنمین سے ناپوجی مسند نشین ہوا ہرپال نے ججاور حاصل کیا اُس کی اولاد ہرپال پوتہ کے نام سے مشہور ہوئی۔ جیت سی نے آ نصوب جیل اپنی حکومت بڑھائی۔ جب وہ ایک دفعہ کے تون تنور سے ملکر واپس آیا ندی کے قریب ایک گھاٹے مین وہ بھیلون کے مجمع مین ہوکر گذرا اور اُنپر ایک حملہ آور ہوکر اُنکو مار ڈالا اور وہ ہاڑون کے ہاتھ سے تباہ ہوگئے اس گھاٹے کے دروازے پر جسکی حفاظت کے واسطے ایک برج بنا ہوا تھا جیت سی نے بھیلون کے سردار کو مار ڈالا اور بھیرون دیوتا کے نام کا جو جنگ گاہ کا سوامی ہے ہاتھی تعمیر کرایا وہ قلعہ کوٹہ کے بڑے دروازے کے قریب ایک مقام پر جسے چار جھونپڑہ کہتے ہین کھڑا ہے۔

## ۶۔ ناپوجی

اس نے دختر سولنکی رئیس تھوڈہ سے کہ راجگان انہل واڑہ کی اولاد مین سے تھا شادی کی تھوڈہ مین اُس نے بہت خوبصورت سنگ مرمر کی ایک بیٹی دیکھ کر اپنی رانی سے کہا کہ اپنے باپ سے مانگ لے اس بات پر سولنکی بہت ناراض ہوا کہ شاید آئندہ کو ہاڑا میری عورت مانگنے لگے اور اُسکو رخصت کر دیا ناپوجی نے اس خفگی کا انتقام اپنی رانی سے لیا کہ اُس کو ترک کر دیا اُس نے اپنے باپ کے پاس جاکر شکایت کی کجلی تیج کے تہوار پر کہ ساون سدی تیج کو ہوتا ہے ہر ایک راجپوت پر فرض ہے کہ اپنی عورت سے ملے۔ بونڈی سے کل سردارون کو اپنے گھر جانے کی رخصت ہوئی تھوڈا کے رئیس نے بونڈی کے غیر محفوظ رہنے کو موقع غنیمت سمجھ کر یکایک قلعہ مین مداخلت کی اور ہاڑا راؤ کے سر مین بھالا مارا اور اُس کو ہلاک کرکے خفیہ نکل گیا اثنائے راہ مین اپنے ہمراہیون سے کامیابی کی تعریف کرتا تھا کہ ایک مقام پر بونڈی کا ایک سردار گوشے مین بیٹھا ہوا ملا کہ بوجہ بیمار ہونے اپنی زوجہ کے گھر جانے سے پریشان ہوکر بونڈی کو واپس جاتا تھا اور راہ مین پانی کر رہا تھا۔ یعنی افیون گھول کر پی رہا تھا اس مغموم حالت مین اُسنے گھوڑون کے سمون کی آواز آئی اور یہ بھی سنا کہ تھوڈا کے راؤ کے ہمراہی ہاڑا راؤ کی اس غفلت پر کہ وہ اپنے سردارون کو رخصت کرکے تنہا رہ گیا تھا طعن کرتے جاتے تھے باقی ماندہ حال چوہان نے خود سمجھ لیا اور جس وقت تھوڈا کا راؤ اُس کے قریب ہوکر نکلا ایک ایسا ہاتھ مارا کہ اُس کا سیدھا ہاتھ علیحدہ ہوگیا۔ اور وہ خود بھی گھوڑے سے گر گیا ہمراہیان سولنکی بھاگ گئے اور چوہان اُس کے کٹے ہوئے ہاتھ کو مع طلائی پہونچی کے چادر مین رکھ کر بونڈی کو روانہ ہوا وہان غم و الم کا ہنگامہ ہو رہا تھا سولنکی رانی راسخ الاعتقادی سے اپنے شوہر ناپوجی کی لاش کے ساتھ ستی ہوئی لیکن اُس

حالت مین بھی اپنے بھائی کے ہاتھ کی قوت کی تعریف کرتی تھی کہ اُس نے سر مین اس قدر مُنھ پیدا کردیے ہین کہ ہرایک مین پان دینے کے واسطے میرے ہاتھ نہین ہین جس وقت لاش کو جلنے کے واسطے آراستہ کرنے مین مصروف تھے سردار نے اُس کے بھائی کا ہاتھ پیش کیا کہ شاید یہ آپ کے کچھ کام آوے اُس نے پہونچی پہچان لی اور اگرچہ ستی ہونے پر اُس نے تعلقات دنیا سے علحدگی کرلی تھی مگر اس خوفناک وقت پر بھی انتقام خون کو کل فرائض سے مقدم سمجھنے مین کوتاہی نہ کی اور دوات قلم منگا کر چتا پر چڑھنے سے پیشتر اپنے بھائی کو لکھا کہ اگر تو اس ذلت کو رفع نہ کرے گا تو تیرا خاندان پک سوت سولنکی کے نام سے مشہور ہو جائے گا جب اُس نے اپنی ستی ہمشیرہ کا خط پڑھا نہایت رنجیدہ ہوا اور بدلا لینے کی قابلیت نہونے سے مکان کے ستون سے سر پھوڑ کر مر گیا۔

ناپوجی کے تین بیٹے ہوئے ہامون جی۔ نورنگ۔ تھرد۔ نورنگ کی اولاد نورنگوت کہلاتی ہے اور تھرد کی تھرو ہاڑا۔

## ۷۔ راؤ ہامون

راؤ ہامون سمت ۱۴۴۰ مطابق ۱۳۸۴ء مین رئیس ہوا۔ ہرراج کے باودہ مین اور اُس کے باپ کے بوندی مین قابض رہنے کا حال تو پیشتر لکھا گیا ہے۔ اب الو ہاڑا باودہ مین مسند نشین ہوا مگر ملک پتھار کے رانا یعنی میواڑ والون سے عداوت ہوگئی کہ اُس کا ملک چھین لیا گیا شہر باودہ مسمار ہوا اور کوئی وارث نہ رہا کہ بدلا لے رؤسائے چتوڑ نے کہ علاءالدین کے حملے کے بعد اب از سر نو تازہ دم ہوگئے تھے اول اپنے سردارون کو کہ ایام مصیبت مین خودسر ہوگئے تھے سزا دینی چاہی اُنکے شمار مین ہاڑا بھی تھے مگر ہاڑون کا یہ قول ہے کہ ہم رانا کے مطیع نہین ہین اور اگرچہ میواڑ کی گدی کو بڑا سمجھتے ہین مگر ملک اپنی تلوار کے زور سے حاصل کیا ہے رانا کے پٹے سے نہین ملا ہے اور طرفین کا دعوےٰ کسی قدر صحیح ہے۔ اس مین تو کچھ شک نہین کہ ہاڑا آسیر سے مفرور ہوا تب رانا کی عنایت سے کہ علاءالدین کے حملے سے پیشتر کل ملک پر قابض تھا اُس کی جان بچی اور وہان مقیم رہا مگر اسی زمانے مین سیسودیون کی طاقت کم ہوگئی تھی اور بھومیون اور ابتدائی اقوام نے اپنے قدیم مقامات کو چھین لیا تھا کہ اُنسے ہاڑون نے فتح کیا مگر رانا نے چندروزہ قوت کم ہوجانے سے ملک پر دست اندازی جائز نہ سمجھکر ہامون کو بوندی سے نوکری کرنے کے واسطے کہا ہاڑا نے بذات خاص ہولی اور دسہرے کے تہوارون پر سلام کرنا اور مسند نشینی پر ٹیکہ لگوانا منظور کیا مگر دوامی بے حد نوکری سے انکار کیا۔ رانا کو بھی ضد ہوئی کہ یا تو نوکری کرین ورنہ دیوکی اولاد کو پتھار مین سے نکال دون گا ہامون نے کچھ پروا نہ کی اور مقابلے کے واسطے تیار ہوا میواڑ کا رانا کل سردارون کو لیکر بوندی پر چڑھا اور شہر سے پانچ میل بمقام نمے رو (بواو مجہول) قیام کیا پانسو ہاڑا ایک باپ کی اولاد نے زعفرانی پوشاک پہنی اور اپنے سردار کے پاس جمع ہوکر مرنے پر آمادہ ہوئے بجز اس کے کہ بے باکانہ حملہ کرین اور کسی طرح اُمید بہتری نہ دیکھ کر نصف شب کے وقت رانا کے لشکر پر حملہ آور ہوئے کہ وہ ایک بارگی درہم و برہم ہوگیا اور ہر ایک سیسودیہ کو بجز فرار کے اور کسی طرح صورت جان بخشی نظر نہ آئی ہامون سیدھا ہندوپتی کے خیمے پر گیا مگر سرگروہ سیسودیہ نے تاریکی اور ہجوم مین چتوڑ کو چلا جانا غنیمت سمجھا۔ اور اُس نے سردارون کو ہاڑون نے مار ڈالا

قلیل جمعیت سے شکست کھانے پر از حد ذلیل وافروختہ ہو کر رانا نے زیر فصیل چتوڑ اپنی فوج کو آراستہ کیا اور
قسم کھائی کہ جب تک بوندی کو فتح نکرلون کھانا نہ کھاؤن گا اس جوش غضب کی قسم کا شہرہ ہو گیا مگر بوندی
ساٹھ میل تھی اور بہادر لوگ اُس کے محافظ تھے سرداروں نے فہمائش کی کہ اس قسم کا ایفا غیر ممکن ہے مگر راجون کا
کلام متبرک سمجھا جاتا ہے قبل اس سے کہ کھلوتون کا آن داتا کھانا کھاوے بوندی کا فتح ہونا لازم آیا ہو واسطے
اُس کو قسم اور انتہا سے سبک دوش کرنے کے واسطے یگانہ تدبیر کی گئی کہ ایک مقام بنام نہاد بوندی بنایا جائے
اور اُس کو شکست کیا جائے فوراً چتوڑ کی فصیلوں کے قریب ایک فرضی شہر بنایا گیا اور کھیل کی تکمیل کیواسطے
ہر ایک مقام اُسی شہر کے مقامات کے نامون سے نامزد کیا گیا اتفاقاً پتھار کے ہاڑون کا ایک گروہ بہ تحت کمبو بےسی
رانا کی فوج مین نوکر تھا اُس کا افسر شکار کھیل کر آیا اُس نے آدمیون کا اژدہام اور شہر جدید بنانے کا حال دریافت کیا
چنانچہ کیفیت مفصل کہی گئی کہ رانا کو کھانا کھلانے کے واسطے یہ تدبیر کی گئی ہے کمبو نے اپنے پتھار کے بھائیون کو
جمع کر کے کہا کہ بوندی کی خواہ اصلی ہو یا فرضی حمایت کرنا ہمارے ذمے فرض ہے اس طرح اپنی قوم کی طرفداری اور
وطن کی محبت سے جوش خصوصیت مین آکر فرضی بوندی کو بچانے کے واسطے مرنے مارنے پر آمادہ ہو گئے جونہی
رانا کو اطلاع ہوئی کہ بوندی تیار ہے وہ حملے کے واسطے روانہ ہوا اور جب بجائے بندوقون کی خالی آواز کے گولیان
چلنے لگین تو نہایت حیرت زدہ ہوا اور بہت ست پٹایا قاصد بھیجا گیا اُس کو بیرسی نے جواب دیا کہ فرضی بوندی کو
بھی بلا مقابلہ شکست نہونے دینگے گارے کی بوندی کے دروازے پر اپنے خاندان کی عزت کے واسطے بیرسی اور
کا اونت لڑکر مر گئے رانا نے اسی ہتک پر قناعت کر کے جو ذلت اصلی بوندی مین ہوئی تھی اُس کے رفع کرنے کا
ارادہ نہ کیا۔ کیونکہ جس بہادر قوم سے وقت ضرورت پر کوئی کام لیا جائے اُس کو دشمن بنانے سے بجز نقصان کے
کچھ حاصل نہوگا۔ ہامون سولہ برس تک حکمران رہا اُسکے بیر سنگھ اور لالہ دو بیٹے ہوئے لالہ نے کھٹکر حاصل کیا اور
اُسکے دو بیٹے لو ورمہ اور جیتا ہوئے کہ اُنکی اولاد لووارم پوترا اور جیتاوت کہلاتی ہے۔

## ۸ - بیر سنگھ

یہ سمت ۱۴۵۶ مطابق سنہ ۱۴۰۰ء مین راج پا کر سمت ۱۵۲۶ مطابق سنہ ۱۴۷۰ء مین انتقال کر گیا جن کتابون مین
یہ لکھا ہے کہ اس نے پندرہ برس راج کیا یہ صحیح نہین تاہم وفات کے سال مین کچھ غلطی معلوم ہوتی ہے اسکے
عہد مین مالوے کا پہلا سلطان محمود خلجی ۸۵۴ ہجری مطابق سنہ ۱۴۵۰ء مین بیانے اور تھنبور سے واپسی وقت
ہاڑوتی مین آیا اور قلعہ کوٹہ پر پہونچکر راؤ سے ایک لاکھ پچیس ہزار تنکے (روپے) وصول کر کے مانڈو کی طرف چلا گیا
دوبارہ ۸۵۸ ہجری مطابق سنہ ۱۴۵۴ء مین ہاڑوتی پر حملہ کیا کیونکہ یہان کے راجپوتون نے بڑی شورہ پشتی
اختیار کر کے آفت برپا کر رکھی تھی سلطان نے ہاڑوتی مین پہونچکر ہاڑون کو بہت مغلوب کیا اور خدائی خان کو اجمیر
اور ہاڑوتی کا حاکم مقرر کر کے لوٹ گیا اور بہت سے ہندوؤن کو ہاڑوتی سے گرفتار کر کے مانڈو مین لے آیا اس نے
تین لڑکے چھوڑے اول بی رو (بواؤ معروف) دوم جسدہ سوم نی نا۔ جب دو سے تین خاندان ہوئے کیونکہ

اسکے تین فرزند تھے اور ہر ایک مورث ایک جداگانہ فرقے کا ہوا - جبدو کے پسر کلان باچہ نامی کے دو فرزند تھے سیواجی اور سرونجی سیواجی کا لڑکا سیوجی تھا اور سرون جی کا ساونت انکی اولاد میوا ور ساونت ہاڑا کہلاتی ہے اور بیر سنگھ کے بیٹے نی ہا کی اولاد نیاوت کہلاتی ہے -

## ۹ - بی (بواو معروف)

اس نے باپ کے بعد پندرہ برس راج کیا اور سمت ۱۵۲۶ مین وفات پائی یہ سال اس کے باپ کی وفات کا لکھا گیا ہے اس سے معلوم ہوا کہ وہ سمت ۱۵۱۱ مین مرا ہوگا - اس کے سات بیٹے ہوے (۱) راؤ باندو (۲) ساندو (۳) اکو (۴) اودو - چارون لفظون مین پچھلا واؤ مجہول ہے (۵) چند (۶) سمر سنگھ (۷) امر سنگھ - اول پانچون کی اولاد اکاوت - اوداوت اور چاندا وت ہوئی مگر سمر سنگھ اور امر سنگھ مسلمان ہوگئے -

## ۱۰ - راو باندو

اس نے گدی پر بیٹھ کر سمت ۱۵۴۲ مطابق ۱۴۸۴ء کے قحط مین رعایا و غیر رعایا کی خوب پرورش کی بھاٹ کا قول ہے کہ اسکو قحط کی اطلاع خواب مین پیشتر ہوگئی تھی کال یعنی قحط مجسم ہوکر لاغر بھینسے پر سوار نظر آیا - ہاڑا نے ڈھال تلوار لیکر اُس پر حملہ کیا اُس نے کہا شاباش باندو ہاڑا مین اکال ہون مجھ پر تیری تلوار کارگر نہوگی - اب سن لے مین بیا لیسا ہون زمین ویران ہوجائے گی تو اپنے غلے کے کوٹھار بھرلے وقت محتاجون کو تقسیم کیجو اُن مین کمی نہ آئے گی یہ کہکر وہ تو غائب ہوا راؤ باندو نے اُس کی ہدایت کی تعمیل کی اور گردونواح کی ہر ایک ریاست سے غلہ فراہم کیا ایک سال گذرا اور دوسرے کے شروع ہوتے ہی بارش کا امساک ہوا اور ایسا قحط پڑا کہ تمام ملک تباہ ہوگیا نزدیک و دور کے رئیسون نے بوندی سے مدد کی درخواست کی اور دیس کے محتاجون کو ہر روز غلہ تقسیم ہونے لگا کہ باندو راؤ کی یادگار مین لنگر کا گوگری (بواؤ معروف) کے نام سے خیرات خانہ ابتک جاری ہے - اس راؤ کے دو چھوٹے بھائیون سمر سنگھ و امر سنگھ نے مسلمان ہوکر بادشاہی مدد سے بوندی چھین لی اور سمر قندی و عمر قندی نام سے حکومت کرنے لگے باندو مٹونڈہ (واؤ معروف) کے پہاڑون مین چلا گیا اور وہان گیارہ برس پریشان رہ کر اپنی حکومت سے اکیسوین برس مر گیا - کہ اب تک اُس کی چھتری موجود ہے - اس کے دو پسر ہوے - نارائن داس اور نربودہ - پچھلا تو مٹونڈہ مین رہا وہین نارائن داس جوان ہوگیا اور خود مختار ہوتے ہی پتھار کے ہاڑون کو جمع کیا اور بوندی لینے یا اُسکے اقدام مین مرنے کا ارادہ ظاہر کیا اُنھون نے اُس کا ساتھ دینے کی قسم کھائی ایام ماتم گذرنے کے بعد اُس نے اپنے چچاؤن کے پاس شوقیہ پیغام بھیجا اور ادائے آداب کے واسطے حاضر ہونا چاہا اُسکے افلاس مین پرورش پانے سے کچھ شبہ نہوا اس واسطے اجازت ہوئی کہ آجائے -

مختصر مگر دردمند جمعیت ساتھ لیکر وہ چوک مین پہونچا اور ہمراہیون کو باہر چھوڑ کر خود تنہا محل مین گیا

اور جس مقام پر دونون چچا تنہا بیٹھے تھے پہونچ گیا اُنکو اُس کے خوفناک چہرے سے اندیشہ ہوا چاہا کہ دوسرے کمرے مین چلے جائین بفور دریافت اس ارادے کے نارائن کے کھانڈے نے بڑے کو قتل کرکے زمین پر ڈالا اور دوسرے پر قبل اس کے کہ جائے پناہ مین پہونچے بھالا لگا اور ایک لمحے مین دونون کے سر علیحدہ کرکے بھوانی کو بھینٹ کئے اور پھر اپنے ہمراہیون کو آواز دی کہ اُنھون نے مسلمانون کو قتل کیا ہر ایک وفادار ہاڑا نے اُس کے واجب دعوے کی مدد کی اور مقتولون کی لاشین ذلت سے دیوار پر لٹکائین اس مہم اور بوندی کی واگذاشت کی یادگار مین ایک سنگین پتھر کو جسپر عندالقتل سمرقندی کے ہاڑا کی تلوار پڑی اور اُسپر اُسکی طاقت کی نشانی ابتک موجود ہے دسہرہ پر ہر ایک ہاڑا سالانہ پوجتا ہے۔

## ۱۱ - نارائن داس

یہ طاقت و توانائی مین مشہور ہوا وہ اُن بہادر راجپوتون مین سے تھا جو خوف کے نام سے بھی واقف نہین ہوتے ہین مگر یہ وصف کثرت افیون سے کہ کسی اور شخص کے واسطے مہلک ہوتی جبلی ہو گیا تھا وہ ایک وقت مین سات پیسہ بھر افیم کھاتا تھا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ہمیشہ مخمور رہتا تھا کہ اس کی اکثر روایتین مشہور ہین ایک دفعہ رانا رائے مل والی چتوڑ پر مانڈو کے مسلمان حملہ آور ہوئے تب وہ پانسو ہاڑا لیکر اُس کی مدد کے واسطے گیا تھا اول منزل مین اثنائے راہ مین معمولی افیون کھاکر درخت کے سائے مین آرام کرتا تھا منھ کھلا ہوا تھا اور مکھیان اندر بھری ہوئی تھین ایک تیلن کنوین پر پانی بھرنے کے واسطے آئی جب اُسکو معلوم ہوا کہ یہ بوندی کا راجہ ہے اور رانا کی مدد کے واسطے جاتا ہے تو کہنے لگی کہ اگر اس کے سوار رانا کی مدد پر اور کوئی نہین ہے تو بڑا افسوس ہے۔ راجپوتانے مین مشہور ہے کہ اَملدار (افیونی) کی آنکھین بند ہوتی ہین مگر کان تیز ہوتے ہین ہاڑا راؤ سنتے ہی تیلن کے پاس جاکر پکارا رانڈ (یہ کلمہ راجپوتانے مین عورتون کی تحقیر کے محل پر بولا جاتا ہے) کیا کہتی ہے اُس نے عذر کیا مگر ہاڑا نے نہ مانا اور کہا کہ ڈرے مت پھر کہہ اُسکے ہاتھ مین لوہے کا لٹھہ تھا اُس کو راؤ نے ہاتھون سے موڑ کر تیلن کے گلے مین بطور ہنسلی کے پہنا دیا اور کہا کہ جب تک مین رانا کی مدد کرکے واپس آؤن بشرطیکہ اس عرصے مین کوئی تجھکو اس کے کھولنے کے لائق طاقتور نہ مل جائے پہنے رہ۔ چتوڑ کا گھر امحاصرہ ہو رہا تھا راؤ ملک پتھار کے بیدار رستون سے گیا بادشاہی لشکر پر ایک حملہ کرکے سیدھا سپہ سالار کے خیمہ پر پہونچا اور رستہ مین جو آیا اُسکو قتل کیا مسلمان حیرت زدہ و ششدر ہوکر اطراف کو بھاگے بوندی کے نقارے بجنے لگے طلوع آفتاب پر میواڑیون نے دیکھا کہ فوج حملہ آور منتشر ہوئی اور مددگار آپہونچے یکبارگی فکر رفع ہوئی کل سردارون نے جمع ہوکر رئیس بوندی کی تعظیم و تواضع کی اور عورتین بھی پردے مین اُس کی جوانمردی سے ایسی محظوظ ہوئین کہ اُس کی کثرت افیون خوری پر کچھ پس و پیش نکرکے رانا کی بھتیجی کیتو کی ہاڑا کے ساتھ بہت حشمت و تجمل سے شادی ہوئی فتح اور عروس حاصل کرکے اُسنے گھاٹہ باندو کو مراجعت کی۔

ٹاڈ نے اس بیان مین بڑا مبالغہ کیا ہے اور اصل واقعہ کی اُس کو کچھ خبر نہین کہ کس طرح ظہور مین آیا چتوڑ پہ یہ حملہ ناصر الدین مالوے کے بادشاہ کا ہوا تھا فرشتہ اس بادشاہ کے حال مین کہتا ہے کہ "در سنہ تسع و تسعمائہ بطرف

ولایت چتوڑ رفت لانارائے مل وجمیع زمینداران دیگر پیش کش فرستادہ جھونداسی کہ قرابت قریبہ براںداشت دختر خود را پیش کش کرد وسلطان اورا برانی چتوڑی نام کردہ عازم مراجعت گشت"۔ اس سے معلوم ہوا کہ یہ بتھار کا ہاڑا زمیندار بھی پیش کش نذر کرنے کے لئے گیا تھا اُوکی افیون روز بروز زیادہ ہوتی گئی یہاں تک کہ ایک روز کثرت نشہ سے اُس نے میواڑ کی رانی کو ایسی خراش دی کہ اُس کے حسن میں کمی آگئی اُس روز سے وہ بہت پشیمان ہوا اور افیون کا ڈبہ رانی کو سپرد کر دیا نارائن داس نے ۳۲ برس راج کیا اور امن و فیاضی سے راج کا اضافہ کرکے اپنے بیٹے کو وارث چھوڑا۔

## ۱۲- راؤ سورج مل

سمن ۱۵۹۰ مطابق ۱۵۳۴ء میں سورج مل گدی پر بیٹھا مثل اپنے باپ کے وہ بھی جسم سے کاہل اور روح سے بے خطر تھا اور کہتے ہیں کہ گھٹنوں سے نیچے تک دراز ہاتھ ہونے کی علامت بہادری کی جو راجہ رام چندر اور پرتھی راج چوہان میں تھی اُسکے جسم میں بھی تھی۔ خاندان چتوڑ سے پھر رشتہ داری ہوئی سورج مل کی ہمشیرہ سوجابائی رانا رتن سنگھ والی میواڑ کو بیاہی گئی تھی اور رانا کی ہمشیرہ راؤ کی شادی ہوئی راؤ سوجا سورج مل بھی اپنے باپ کی طرح افیم کھانے کا بہت عادی تھا۔ اس کو رانا سانگا کی طرف سے رنتھنبور کی قلعداری کنور بکرماجت اور اودے سنگھ کی حفاظت کے لئے ملی تھی۔ رانا سانگا کے بڑے بیٹے رتن سی نے اپنے دونوں بھائیوں کو چتوڑ بلا کر رنتھنبور ضبط کرنا چاہا اور جب دونوں کنور چتوڑ نہ گئے تو رانا نے یہ بات سورج مل کے بہکانے سے خیال کرکے اُسکو اپنے پاس بلایا ایک روز شکار کے موقع پر رتن سی اور سورج مل ایک دوسرے پر حملہ کرکے مارے گئے یہ اودیپور کی تاریخ کی روایت ہے۔

صحیح یہ ہے کہ نہ راؤ سوجا کے پاس قلعہ رنتھنبور بطور ماتحتی کے تھا اور نہ بطور خودمختاری کے سانگا کے بابر کے ہاتھ سے مغلوب ہونے کے بعد شیر شاہ نے رنتھنبور کو لے لیا تھا اور اُس کی اولاد میں ابتری ہونے کے بعد ۱۵۵۳ء میں جھجھار خان قلعدار نے جو پٹھانوں کی طرف سے مقرر تھا راؤ سرجن ہاڑا رئیس بوندی کو یہ قلعہ کچھ روپے لیکر حوالے کر دیا تھا اور جب سے علاء الدین خلجی نے چتوڑ کی حکومت کو کچل دیا تھا رانا کا کوئی حکم ملک پتھار پر باقی نہیں رہا تھا بھومیوں اور ابتدائی اقوام نے اپنے اپنے علاقوں کو دبا لیا تھا بوندی جو پہلے سے خودسر تھی آج تک ذی اختیار رہی رانا سے ماتحتی کا اُس کو کوئی تعلق نہ تھا۔ رانا لاکھا نے راؤ کو پٹھار میں سے نکالنے کا عزم کیا اور نہایت سخت شکست کھاکر بوندی کے پاس سے بھاگا اور پھر کبھی اُدھر رخ کرنے کی ہمت نہ پڑی تو پھر کیسے یہ بات ماننے کے قابل ہوسکتی ہے کہ راؤ سورج مل کے پاس رنتھنبور کا قلعہ رانا کے چتوڑ کی جانب سے تھا۔ یا راؤ پر والیان چتوڑ کو حق حکومت حاصل تھا بلکہ رانا کو عداوت سورج مل سے اُس کے ایک سوار کے بہکانے سے پڑگئی جس نے راؤ کی اودیپور میں موجودگی کے وقت یہ کہدیا تھا کہ ہاڑا راؤ جو زنانے میں جاتا ہے اُس کا مطلب اپنی ہمشیرہ سوجابائی سے ملنے کے سوا کچھ اور ہے بنائے فساد اس اشتباہ سے قائم ہوئی تھی کمان سے نکلا ہوا تیر اور زبان سے نکلی ہوئی بات ایک ہی حکم رکھتی ہے۔

## ۱۳ - راؤ سُرتان یا سلطان

سمت ۱۵۹۱ مطابق ۱۵۳۵ء مین مسند نشین ہوا اُس نے مشہور سکتا بانی خاندان سکتا وتان میواڑ کی دختر سے شادی کی وہ خونخوار دیوتا کال بھیرون کا از حد معتقد تھا اور مثل دیگر بے رحم راجپوتون کے جو اُس کی ہیبت رسمون کے پیرو ہین نہایت ظالم اور انجام مین دیوانہ ہو گیا اس وحشی دیوتا کو انسان کی قربانی چڑھائی جاتی ہے گو سرتان نے کفایت صرف رعایا کی آنکھون پر کی تھی کہ وہ نکلوا کر دیبی کو چڑھاتا تھا مگر یہ ظلم عرصے تک جاری نہین رہ سکا سرداران راج اُس کو حکومت سے بے دخل اور بوندی سے خارج کر کے جمبل کے کنارے پر ایک گانون بتادیا کہ اُس نے اُس کا نام سرتان پور رکھا جو اب تک موجود ہے اُس کے کوئی اولاد نہ تھی اسواسطے سردارون نے راؤ باندو کے پوتے اور نربودہ کے بڑے بیٹے ارجن کو کہ اپنے باپ کی جاگیر موضع مونڈہ مین پرورش پائی تھی گدی پر بٹھایا۔

## ۱۴ - راؤ ارجن

سمت ۱۵۹۲ مطابق ۱۵۳۶ء مین جانشین ہوا جس وقت بہادر شاہ گجراتی نے چتوڑ کا محاصرہ کیا رانا بکرماجیت کی مدد پر پانسو ہاڑون کے ساتھ گیا باوجودیکہ رانا کے باپ نے اُس کے متقدم کو مارا تھا اس سے معلوم ہوا کہ بہادر قومون مین بدلا لینے کے بعد عداوت بالکل رفع ہو جاتی ہے اس بات کا ثبوت اس سے بہتر اور کیا ہو سکتا ہے اور ایک برج مین سرنگ لگائے جانے سے جہان وہ متعین تھا اڑ گیا جس وقت سرنگ کے ساتھ پہاڑ کے پتھر پر بیٹھا ہوا اُڑا ارجن کے ہاتھ مین برہنہ شمشیر تھی کل عالم نے حیرت سے اُس کا تماشا دیکھا اور اُس کے بعد سرجن وارث بنا۔

## ۱۵ - راؤ سرجن

ارجن کے چار بیٹون مین سے سرجن نے سمت ۱۵۹۸ مطابق ۱۵۴۲ء مین بوندی کا راج پایا جیسا کہ بیر نبود وغیرہ مین مذکور ہے ٹاڈ نے سمت ۱۵۸۹ مطابق ۱۵۳۳ء سال مسند نشینی لکھا ہے۔ اور واقعی بات یہ ہے کہ بہادر شاہ نے سنہ ۹۴۱ ہجری مطابق ۱۵۳۳ و ۱۵۳۴ء مین قلعہ چتوڑ کو تسخیر کیا تھا اسی معرکے مین سرجن کا باپ کام آیا تھا پس ٹاڈ کی تحریر قرین قیاس ہے راؤ سرجن کے ساتھ بوندی کا عہد جدید شروع ہوا اس وقت تک یہان کے رئیس خود مختار تھے اور بجز سلامی اور کبھی کبھی وقت ضرورت پر مدد کرنے کے کہ زیادہ تر بوجہ بزرگی خاندان ورشتہ داری میواڑ کے تھی کسی کے ماتحت نہ تھے مگر اب اُن کا وسیع تر میدان مین حرکت کرنا اور تاریخ ہندوستان کے صفحات مین ناموری حاصل کرنا شروع ہوا۔

شیر شاہی خاندان کے اخراج پر سانونت سنگھ نامی خاندان بوندی کے برادر اصغر نے رنتھنبور کے افغان حاکم سے موافقت پیدا کی کہ اس ذریعہ سے اُس نے یہ مشہور قلعہ اُس کے بزرگ راؤ سرجن کو دیدیا اس کار نمایان کے جلدو مین کہ عمدہ قلعہ اور ملک بوندی کے قبضے مین آیا سانونت جی کو شہر کے قریب جاگیر ملی اُس کا نام مشہور ہو گیا اور سانونت ہاڑون کا خاندان اُس سے نامزد ہوا۔

اکبر کی بھی اول اُسی پر توجہ ہوئی کہ اُس نے خود آکر محاصرہ کیا مدت تک وہ مایوسی کے ساتھ فصیلون سے باہر

پڑا رہا آخر کار بھگوانداس والی آمیر اور اُس کے بیٹے راجہ مان نے سرجن ہاڑا کو اپنے اقرار سے بدعہد کرنے مین کوشش کی اُس مروت سے جو بہادر راجپوتونمین کبھی علیحدہ نہین ہوئی راجہ مان کو قلعہ کے اندر آنے کی اجازت ہوئی اور بادشاہ بھی اُس کے ساتھ گیا اثنائے تقریر مین راؤ کے چچا نے بادشاہ کو پہچان لیا اور قلعہ کی گدی پر اُس کو بٹھا دیا مگر اکبر نے اپنے اوسان درست رکھکر کہا اے سرجن راؤ اب کیا کروگے راجہ مان نے جواب دیا کہ رنتھنبور دیدو اور بادشاہ کے ملازم ہوکر عزت اور عہدہ حاصل کرو جس رشوت کی طمع دی گئی کم نہ تھی اول تو بائیس اضلاع کی حکومت کہ اُس کی مالگذاری کو صرف معمولی فوج تابیدی نوکری مین بھیجکر بلا بازپرس ومحاسبہ اپنے تصرف مین لانا دوسرے اس کے علاوہ جو شرائط منظور خاطر ہون پیش کرے کہ بادشاہ اقرار صالح سے اُنکا کفیل ہوجائے اُسیوقت بہ توسط رئیس آمیر عہدنامہ منضبط ہوا کہ اُسکی شرطون سے ہنود کے خیالات اور منشا کا بخوبی اظہار ہوتا ہے ۔

(۱) بوندی کے رئیس بادشاہی حرم مین ڈولہ بھیجنے کی رسم سے کہ راجپوتونکی ذلت کا باعث ہے مستثنےٰ رہین ۔

(۲) محصول جزیہ معاف رہے ۔

(۳) رؤسائے بوندی کو اٹک کے عبور کرنے کا حکم نہو ۔

(۴) سرداران بوندی اپنی زوجگان ومستورات رشتہ دارون کو نوروز کے تہوار پر مینا بازار مین بھیجنے سے معاف رکھے جائین ۔

(۵) اُنکے متبرک مقامات محفوظ رہین ۔

(۶) دیوان عام مین اُنکو بالکل مسلح جانے کی اجازت ہو ۔

(۷) وہ کسی ہندو افسر فوج کے محکوم نہ کئے جائین ۔

(۸) اُنکے گھوڑون کے بادشاہی داغ نہ لگایا جائے ۔

(۹) اُنکا نقارہ دارالسلطنت کے کوچون مین لال دروازے تک بجتا رہے اور حضور مین حاضر ہونے پر اُنکو سجدہ کرنا پڑے ۔ علاوہ شرائط مذکورہ کے جن کے ایفا کا بادشاہ نے حلفًا اقرار کیا راؤ کو کاشی مین بود وباش کیواسطے مکان اور اُس کے ساتھ استحقاق سرنا یعنی پناہ دہی کہ راجپوتون کے نزدیک بہت پسندیدہ ہے ملا ایسی بیش بہا رشوت اور اپنی کل شرائط کے مقبول ومنظور ہونے پر اگر راؤ سرجن سلطنت مغلیہ کے فتحمند مددگار نہین ہوگیا تو عجب نہین ۔

نوٹ :۔ اگر اس ذلت آمیز بزدلی کے معاہدے کا کچھ بھی وجود ہوتا تو فارسی کے مورخ جنھون نے کوئی جزئی واقعہ بھی نہین چھوڑا وہ ضرور اس کا ذکر کرتے فارسی کی تمام تاریخین گواہی دیتی ہین کہ اکبر نے اس قلعے کو بزور غلبہ مسخر کیا ہے اکبر کے آگے راؤ کا مغلوب کرلینا مشکل کام نہ تھا اُس کا تمام ملک بادشاہی فوجین دبالیتین تو آخرہ کے دن خالی قلعے مین بیٹھا رہتا یہ تمام باتین کہ کبیشرون کا تخیل اور اُنھین کا نقطۂ نظر ہین جنھون نے اپنی شاعرانہ بلند پروازی سے ان دروغ بیانی کی تصاویر مین عادت کے موافق رنگ وروغن بھر لیا ہے تاریخی حقیقت کے خلاف ہین اس عہدنامے مین بعض باتین ایسی ہین کہ اُنکو دیکھتے ہی تمام وکمال کے ابطال پر استدلال ہوسکتا ہے ۔ کرنل ٹاڈ کے پاس تاریخ راجپوتانہ کے لکھنے کے لئے جس قدر ذخیرہ کتب کی ضرورت تھی جمع ہوتا

اور پھر وہ اُس میں غور کرتا تو ایسے مضامین کی تغلیط ضرور کر دیتا اور وہ یہ بھی نہ سمجھا کہ معاہدہ تو دو برابر کی قوتوں میں باقی رہتا ہے زبردست اور زیردست کا کیا معاہدہ۔

(الف) محصول جزیہ کا حال یہ ہے کہ اکبر سے پہلے بھی بعض بادشاہ ہندوؤں سے جزیہ لیتے رہے سلطنت کے انقلاب میں کبھی موقوف ہو جاتا تھا کبھی مقرر ہو جاتا تھا جب اکبر کی سلطنت نے استقلال پکڑا تو ۹۸۷ھ ہجری مطابق ۱۵۷۹ء کے پس و پیش میں جزیہ معاف کر دیا اکبر نے خود فرمایا کہ عہد سلف میں جو یہ امر تجویز کیا گیا تھا سبب یہ تھا کہ اُن لوگوں نے اپنے مخالفوں کے قتل و غارت کو مصلحت سمجھا تھا چنانچہ اس لحاظ سے کہ ظاہری انتظام قائم رہے یعنی جو ہاتھ تلے ہیں وہ دبے رہیں جو باہر ہیں اُن پر دباؤ پہونچے اور اپنی ضروریات کے لئے سامان ہاتھ آئے کچھ روپیہ قرار دیا اور اس کا نام جزیہ رکھا اب کہ ہماری خیر اندیشی اور کرم بخشی اور رحمت عام سے غیر مذہب اشخاص یک جہتان ہم دین کی طرح کمر باندھ کر رفاقت پر جان دیتے ہیں اور خیر خواہی اور جان فشانی میں جان نثاری کی حد سے گذر گئے ہیں کیونکر ہو سکتا ہے کہ اہل خلاف سمجھ کر انھیں بے عزت اور قتل و غارت کیا جائے اور ان جان نثاروں کو مخالف قیاس کیا جائے۔

(ب) رؤسائے بوندی کے حالات میں دیکھو کہ اکثر یہاں کے رئیس دریائے اٹک کو عبور کر کے افغانستان کی مہمات کو جاتے رہے فارسی کی کتابوں میں اس دریا کا نام نیلاب لکھا ہے دریائے اٹک سے دریائے سندھ مراد ہے جس مقام پر یہ دریا پہاڑوں سے گذر کر میدان میں داخل ہوا ہے وہاں کچھ لوگ اس کو دریائے اٹک بھی کہتے ہیں اٹک کا قصبہ اسکے کنارے اسی حصے میں آباد ہے یہی مقام ہے جہاں سکندر اعظم وغیرہ فاتحین نے شمال و مغربی دروں سے آکر دریائے سندھ کو پار کیا ہے پنجاب کے پانچوں دریاؤں میں دریائے سندھ داخل نہیں کیونکہ وہ اس ملک کی مغربی سرحد پر واقع ہے اندرون ملک میں ہو کر نہیں گذرتا۔

(ج) مینا بازار یا زنانہ بازار کا تو اُس وقت سان و گمان بھی نہ تھا وہ تو ۹۹۱ھ ہجری مطابق ۱۵۸۳ء سے مقرر ہوا تھا اور اس وقت راؤ سُرجن راج سے دست بردار ہو چکا تھا۔

(د) متبرک مقامات تمام رجواڑوں کے محفوظ رہتے تھے لڑائی کی بات دوسری ہے اگر بوندی والے بھی اکبر اعظم سے مقابلہ کرتے تو اُنکے متبرک مقامات بھی تباہی میں ضرور آتے وہ وقت ہی ایسے فساد و عناد و تعصب کا ہوتا ہے اور اکبر تو آزاد مشرب شہنشاہ تھا اُسکے حکم سے دوسرے رجواڑوں کے متبرک مقامات کب خراب ہوئے۔

(ہ) دیوان عام بلکہ بادشاہ کے سامنے تک سردار ہتھیار باندھکر جاتے تھے۔

(س) ہاڑے اکثر جیپور والوں کے ماتحت رہ کر خدمات فوجی انجام دیتے رہے ہیں اسی فضیلت کی بنا پر جیپور والے بار ہا بوندی کو قابو میں لانے کے لئے فوج کشی کرتے رہے ہیں اور جودھپور والوں کے ماتحت رہ کر بھی انھوں نے نوکری کی ہے

(ص) کاشی میں دوسرے سرداران ہنود کو بھی بود و باش کے واسطے مکان بنانے کا ہمیشہ حق حاصل رہا ہے کسی مسلمان شہنشاہ نے ایسی باتوں کے لئے کبھی روک ٹوک قائم نہیں کی۔

(ط) سزا ایک ایسی چیز ہے کہ چھوٹے معاملے میں بھی راجپوت سردار اسے عمل میں لاتے رہے مگر بادشاہی مخالف اور

مغرور کو کبھی پناہ نہ دے سکتے تھے۔

(ع) کوئی انصاف دوست معاملہ فہم اکبر کے واقعات سے یہ مطلب نہین نکال سکتا کہ وہ ہندون کو رنج پہونچانا چاہتا تھا اُس نے بڑی کوشش سے حکومت کے استبداد کے چہرے سے نقاب اُٹھا دیا جس کے ذریعے سے وہ اپنے مکروہ خط وخال کو چھپائے رکھتی تھی اس طرح اُس نے ہندو قومی افسردگی کا دور ختم کردیا اور اُنہین قومی کام کا جوش پیدا کرکے ہندوستان کے ہر گوشے کو ایک زندہ قوم کا مسکن ومرز بوم بنادیا اکبر کی ہر ایک تجویز ہندوٴن مین طمانیت اور مسرت کے ساتھ دیکھی جاتی تھی۔

اب اصل اور صحیح حال رن تھنبور پر اکبری قبضے کا سناتا ہون کہ اس قلعے پر شیر شاہ کا غلام حاجی خان جسکو جھجھار خان بدایونی بھی لکھتے ہین، حاکم تھا اُس نے اکبری اقبال سے ڈرکر سنہ ۱۵۵۳ء مطابق سنہ ۹۶۱ ہجری مین بوندی کے سرجن ہاڑا کو کچھ روپے کے عوض مین یہ قلعہ حوالے کردیا راؤ سرجن نے اُس مین بہت سے محل اور مکانات بنوائے باہر بھی دور تک عملداری پھیلائی جب اکبر چتوڑ کی فتح سے فارغ ہوا تو سنہ ۱۵۶۸ء مطابق سنہ ۹۷۵ ہجری اور تاریخ عارف قندھاری کے بموجب رجب سنہ ۹۷۶ ہجری مین رن تھنبور کے قلعے پر فوج کشی کی اس پہاڑ پر بڑے پتھر ہین اور درخت چھائے ہوئے ہین محاصرے مین سخت دشواریان پیش آئین بے دمدمون کے کامیابی ممکن نہ تھی بادشاہ نے اس کا اہتمام راجہ ٹوڈرمل اور قاسم خان میر بحر کے سپرد کیا اُنھون نے کمال عرق ریزی اور بڑے انتظام سے اُس کا بندوبست کیا بہاندرو نے دردن مین گھس کر اور پہاڑون پر چڑھکر اونچے اونچے مقام پیدا کئے جن کی بلندی قلعے کی عمارتون کو قہر کی نظر سے گھورتی تھی اُنپر ساٹھ ساٹھ منی توپین چڑھائین ایک ایک توپ کو دو دو سو بیل ور سات سات آٹھ آٹھ کہار نے کھینچا اور اُن پہاڑون کی چوٹیون اور دھارون پر مورچون مین جمادیا کہ جہان چیونٹی کے پانون پھسلتے تھے جب ان توپون کے فیر ہونا شروع ہوئے تمام قلعے کے مکانات فرش زمین ہوگئے راؤ چتوڑ کا حال دیکھ چکا تھا گھبرا گیا حاجی محمد عارف تاریخ عارف قندھاری مین لکھتا ہے راے سرجن کہ رایت کفر وضلال افراختہ بود و باستواری قلعہ مغرور گشتہ چون صولت وسطوت لشکر اسلام مشاہدہ کرد در بحر تفکر غرق شد در مضیق تحیر عاجز ماند وروے امید وروز بخت تیرہ وسیاہ شد و بہر جانب کہ نظر انداخت دا از قید بلا خلاصی جست از مخائل شمشیر تیز والطفاے سنان خون ریز راہ مفر بستہ دوست آویز وپاے گریز شکستہ یافت وگناہ را جز عفو شامل وکرم کامل شاہ دستگیر نیافت بضرورت حال از اوج استبداد واضرار بسر حضیض عجز وانکسار آمد وحلقہ اطاعت داری وفرمان برداری در گوش کرد وشرائط مراسم بندگی بتقدیم رسانید وچنانکہ از محاسن عادات سیر حضرت خاقان اکبر فائض رحمت معتاد ست بلطف عفو وکرامت امان ارزانی داشت

اسی عرصے مین ایک دن جبکہ رمضان کی آخری تاریخ تھی بادشاہ نے ارشاد فرمایا کہ اگر آج رات تک راؤ یا اُس کی جانب سے کوئی شخص حاضر دربار نہوا تو ہم کل صبح عید کا جشن قلعے کے اندر منائین گے یہ حال سنکر راؤ سرجن کے اور بھی چھکے چھوٹ گئے بعض ٹھاکرون اور سردارون کو بیچ مین ڈالا اور دودا اور بھوج اپنے دو بیٹون کو دربار مین بھیجا اور یہ بھی کہلا بھیجا کہ کوئی امیر آکر مجھے بھی لے جائے تو مین حاضر ہون جب دودا اور بھوج بادشاہ کی خدمت مین

حاضر ہوئے بادشاہ نے بہت خاطرداری کی دونون کو خلعت مرحمت ہوئے جب لوگ خلعت پہنانے کے واسطے
دربار سے باہر لائے اُنکے ایک ہمراہی نے اپنی جہالت سے یہ سمجھا کہ بادشاہ نے انکو قید کرنے کا حکم دیا ہے اور لوگ انھین
قیدخانے مین لئے جاتے ہین فوراً تلوار میان سے سونت کر آگے بڑھا سرجن راجہ بھگوانداس کے نوکر نے جو وہان
کھڑا ہوا تھا سمجھایا مگر اُس کو یقین نہ آیا اور مجنونانہ حالت مین ننگی تلوار ہاتھ مین لئے ہوئے بارگاہ شاہی کی طرف
دوڑا راستے مین راجہ پورنمل اور دو تین آدمیون کو زخمی کیا اور شیخ بہاء الدین مجذوب بدایونی کو قتل کر ڈالا یہ حال دیکھکر
مظفر خان کے ایک نوکر نے اُسپر تلوار کا ایسا وار کیا کہ ایک ہی ہاتھ مین کام تمام ہو گیا اس ناگوار واقعہ کو دیکھکر راے
سرجن کے بیٹون کو بہت خجالت ہوئی اور خوف بھی پیدا ہوا مگر چونکہ اُنکا کوئی قصور نہ تھا بادشاہ نے اُنکو نہایت
اعزاز واکرام سے رخصت کیا اور حسین قلی خان کو راؤ سرجن کے پاس بھیجا راؤ قلعہ کے باہر تک استقبال کو آیا بہت
تعظیم و تکریم کی اور قلعہ مین لیجا کر اُتارا خان موصوف نے بھی راؤ کی بہت تشفی کی اور اپنے ساتھ دربار مین لاکر
حضور مین پیش کیا اُس نے سونے کی کنجیان اور گرانبہا پیشکش نذر کیا اور تین دن کی مہلت لیکر تیسرے دن
قلعہ سپرد کر دیا۔ اُس کا درجہ جیپور و جودھپور کے بعد بیکانیر وغیرہ کی برابر رکھا گیا سرجن کو بادشاہی طرف سے
راؤ خطاب کے سوا دو ہزاری منصب ملا۔

اب پھر ٹاڈ کی لفاظی کی طرف رجوع کرتا ہون۔ اکبر کی اطاعت مین آنے کے بعد راؤ سرجن کو جلد لڑائی پر
جانا پڑا کہ گونڈوانہ کو جو گونڈ قوم کی قدیم آبادی کی وجہ سے اس نام سے مشہور ہے فوج کا افسر کر کے بھیجا گیا اُس نے
حملہ کر کے دارالحکومۃ باڑی کو فتح کیا اور اپنی فتح کی یادگار مین سرجن پول دروازہ تعمیر کرایا گونڈون کے سردارون کو
قید کر کے بادشاہ کے پاس لے گیا اور پھر فیاضی سے سفارش کر کے اُنکا کسی قدر ملک دلوا کر چھوڑ دیا اس حسن خدمت
کے جلدو مین بادشاہ نے اُس کو بنارس و چنار گڑھ وغیرہ کے سات ضلع عطا کئے یہ واقعہ سمت ۱۶۳۲ مطابق سنہ ۱۵۷۶ع کا ہے۔

راؤ سرجن بنارس مین رہکر حکومت کرتا تھا اُس کی خداپرستی و دانشوری و فیاضی سے ہندوؤن کو بہت
فائدہ پہونچا چوراسی عمارتین مفید عام اور بیس گھاٹ تیار کرائے اُس کا دہین انتقال ہوا اور تین اصلی بیٹے سے
(۱) راؤ بھوج (۲) دودا جس کا اکبر نے لکڑ خان نام رکھ چھوڑا تھا (۳) راے مل جسکو پرگنہ پولیتہ ملا اور کوٹے
مین داخل ہے اور وہان راے ملوت رہتے ہین۔

اب مین کہتا ہون کہ سرجن نے بادشاہی اطاعت قبول کرنے کے بعد بوندی کا راج اپنے بڑے بیٹے
دودا کو سونپ دیا تھا جو سمت ۱۶۳۴ مطابق سنہ ۱۵۷۸ع مین بادشاہ سے سرکشی کر کے بیدخل ہوا اور سرجن کے دوسرے بیٹے
بھوج نے حکومت پائی دودا بادشاہی حضور سے بھاگ کر رانا پرتاب سنگھ کے پاس پہونچا جہان سے واپس آکر
دوبارہ مالوے کی طرف جاتا ہوا کسی آدمی کے زہر دینے سے مر گیا۔ سمت ۱۶۴۱ مطابق سنہ ۱۵۸۵ع مین راؤ سرجن بھی
بادشاہی فوجون کے شامل کارگذاری دکھلانے کے بعد گذر گیا۔

# ۱۶- راؤ بھوج

یہ سمت ۱۶۳۵ مطابق ۱۵۷۹ء مین اپنے باپ کے سامنے راج کا اختیار پاچکا تھا۔ مدتون کنور مان سنگھ آمیر والے کے ساتھ متعین رہا اور معرکہ اڑیسہ مین خاص نام پیدا کیا۔ اُس کے بعد شیخ ابوالفضل کے ساتھ مہم دکن پر مامور ہوا۔ سنہ ۴۰ جلوس اکبری تک منصب ہزاری سے سربلند تھا۔

شہنشاہ جہانگیر نے تخت نشین ہوکر جگت سنگھ پسر راجہ مان سنگھ کی لڑکی سے جو راؤ بھوج کی نواسی تھی شادی کرنی چاہی۔ راؤ نے اس قرابت کی مخالفت کی بادشاہ کو اُس کی جانب سے ملال پیدا ہوا اور ارادہ کہ کابل سے واپس ہونے پر تدارک کیا جائیگا لیکن قبل واپسی بادشاہ کے اس نے سمت ۱۶۶۴ مطابق ۱۶۰۸ء (۱۰۱۶ ہجری) مین انتقال کیا۔

# ۱۷- راؤ رتن

راؤ بھوج ہاڑا کا بیٹا تھا۔ جب راؤ بھوج پر جہانگیر کا عتاب نازل ہوا تو باپ کے ساتھ یہ بھی چند روز تک مورد عتاب رہا۔ سنہ ۲ جلوس مین حاضر دربار ہوکر تین ہاتھی پیش کش کیے کہ جن مین سے بادشاہ کو ایک بہت پسند آیا اور اُس کا نام رتن گج رکھا۔

جہانگیر نے راؤ رتن کا قصور معاف کرکے سربلند راؤ خطاب اور ڈھائی ہزاری ذات ایک ہزار سوار کے منصب سے مفتخر کیا۔ ۸ جلوس مین شاہزادہ خرم (شاہجہان) کے ساتھ مہم رانا پر متعین ہوا اور سنہ ۱۰ جلوس مین بادشاہی فوج کے ساتھ دکن گیا جہان سے پانچ برس کے بعد کچھ دنون کے لئے واپس آکر دوبارہ وہین بھیجا گیا۔ اور برہان پور کی قلعداری ملی۔ سنہ ۱۷ جلوس مین جب شاہزادہ خرم (شاہجہان) اپنے باپ جہانگیر سے باغی ہوا تو اُس کی فوج نے قلعہ برہان پور کو لینا چاہا لیکن راؤ رتن نے قلعہ نہ چھوڑا اس پر جہانگیر نے راؤ کو راؤ راے کا خطاب اور پنجہزاری ذات و پانچہزار سوار کا منصب عنایت کیا اور بعض کا بیان یہ ہے رام راج کا خطاب دیا تھا جو دکن مین بکرماجیت کے خطاب کی برابر معزز سمجھا جاتا تھا۔ مہابت خان اور امرا کو حکم ملا کہ شاہزادہ کو گرفتار کرلاو راؤ رتن بھی اس مہم مین مقرر تھا ٹاڈ کہتاہے کہ خرم چونکہ آمیر کا بھانجا تھا اور راجپوت اُسکی حمایت پر تھے مفسدہ عظیم برپا ہوا بجز راؤ رتن کے بائیس راجے باغی ہوگئے اپنے اخلاف مادھوسنگھ اور ہری سنگھ کو لیکر رتن برہان پور کو گیا اور باغیون پر فتح کلی حاصل کی اس محاربے مین کہ کاتک سدی ۵ اسمت ۱۶۳۵ مطابق ۱۵۷۹ء روز سہ شنبہ کو واقع ہوا (لیکن ان سنون مین غلطی ہے) اُس کے دونون بیٹے سخت زخمی ہوئے اس حسن خدمت کے صلے مین راؤ رتن کو برہان پور کی حکومت جہانگیر نے عطا کی اور اُس کے خلف دوم مادھوسنگھ کو کوٹہ شہر مع علاقجات بادشاہی عطا ہوا۔ راؤ رتن نے بزمانہ حکمرانی برہان پور کے ایک شہر آباد کرکے اُس کا نام رتن پور رکھا تھا اُس نے ایک ایسی خدمت کی جس سے بادشاہ بہت خوش ہوا دریا و خان نامی ایک مفسد سردار نے اُس کے ملک مین فساد و غارتگری کی ہاڑا نے اُس پر حملہ کرکے شکست دی اور گرفتار کرکے بادشاہ کے پاس لے گیا

اس مہم کے عوض مین بادشاہ نے اُس کو نوبت خانہ اور زرد نشان سواری مین آگے چلنے کے واسطے اور سرخ جھنڈا لشکر کے واسطے عطا کیا۔ ٹاڈ کا یہ کہنا بھی نہایت غلط ہے کہ خرم نے اپنے بھائی پرویز کو بھی ملا لیا تھا کیونکہ پرویز تو مہابت خان کے ساتھ اس مہم پر بھیجا گیا تھا یہ بیان صحت سے گرا ہوا ہے اس لئے کہ شاہ جہان کی طرفداری پر بائیس راجے ہرگز باغی نہین ہوئے اور وہ بائیس تھے کون سے ہندوستان بھر مین اُنگلیون پر گننے کے قابل چند نام و نمود کے ایسے رجے تھے جن پر جہانگیر کا پرتو التفات پڑتا تھا اگر وہ باغی بھی ہوئے تو پھر اُنسے جہانگیر کو کیا نقصان پہونچا اُس کی سپاہ نے سب کو کچل ڈالا۔ ہاڑا مین تنہا اُنکے مغلوب کرنے کی قوت کہان سے آئی۔ اور راؤ مذکور پہلے ہی سے برہان پور کا حاکم تھا۔ اور بوندی کی تقسیم تو راؤ کے مرنے کے بعد شاہ جہان کے حکم سے وقوع مین آئی تھی۔

القصہ جب زمانے نے کروٹ بدلی اور شاہ جہانی اقبال آفتاب عالم تاب کی طرح چمکا راؤ رتن خوف کے مارے اپنے وطن بوندی کو چلدیا لیکن پھر کچھ سوچ سمجھ کر ۸ رجب سنہ ۱۰۳۷ ہجری کو مقام آگرہ پر دربار مین حاضر ہو گیا شاہ جہان نے نہایت عالی ہمتی سے پہلی باتون کو دل سے بھلا دیا اور خلعت و جمدھر مرصع علم و نقارہ اسپ و فیل مرحمت کر کے منصب پنجہزاری ذات و پنجہزار سوار بحال رکھا۔ پہلے سال جلوس مین خان خانان مہابت خان کے ساتھ مہم کابل پر متعین ہوا۔ سنہ ۳ جلوس مین بہت سے اور منصب دارون کے ساتھ مہم تلنگانہ پر مامور ہو کر روانہ ہوا۔ ۴ صفر سنہ ۱۰۴۰ ہجری مطابق سنہ ۱۶۳۰ع کو حسب الحکم حضور مین حاضر ہوا اور یمین الدولہ آصف خان کے ساتھ پھر دکن مین مامور کیا گیا بالاگھاٹ مین پہونچ کر ۱۶ جمادی الاولی سنہ ۱۰۴۱ ہجری (مطابق سمت ۱۶۸۸ و سنہ ۱۶۳۲ع) کو وفات پائی ولی عہد گوپی ناتھ اُسکے سامنے مر چکا تھا اس واسطے بادشاہ نے اُسکے پوتے شتر سال کو بوندی پر قائم رکھکر دوسرے بیٹے کو کوٹے کا علاقہ اور ایک دوسرا پرگنہ جاگیر مین دیدیا جس سے کوٹے کا راج اس وقت سے تقریباً تین سو برس پہلے علیحدہ ہوا۔ اسکی تفصیل بادشاہ نامے مین اس طرح لکھی ہے۔

۱۶ ربیع الاول سنہ ۱۰۴۱ ہجری (مطابق سنہ ۱۶۳۱ع) کو بالاگھاٹ کی عرضیون سے حضور مین معلوم ہوا کہ راؤ رتن کی زندگی کے دن پورے ہوئے قدردان بادشاہ نے اُس کے ولی عہد پوتے کو راؤ خطاب اور تین ہزاری ذات دو ہزار سوار کا منصب عنایت کر کے بوندی اور کٹھکر کا علاقہ جو راؤ رتن کا وطن تھا جاگیر مین دینے کے بعد فرمان کے ذریعہ سے حضور مین طلب کیا۔ راؤ رتن کے چھوٹے بیٹے مادھو سنگھ کو ڈھائی ہزاری ذات ڈیڑھ ہزار سوار کا منصب اور کوٹہ اور پھلایتہ کا پرگنہ علیحدہ جاگیر مین دیا۔ راؤ شتر شال کا باپ گوپی ناتھ (راؤ رتن کا بڑا بیٹا) دُبلے بدن پر بھی ایسا طاقتور تھا کہ درخت کی دو شاخین جو شامیانے کے ستون کی برابر ہون اُن مین سے ایک پر پانٔون رکھکر اور دوسری کو کمر لگا کر چیر ڈالتا تھا آخر وہ ایسے ہی بے فائدہ زور کرنے سے بیمار پڑ کر جلد مر گیا۔

اس سے معلوم ہوا کہ ٹاڈ نے جو گوپی ناتھ کے مارے جانے کو ایک زناکاری کے فعل کے ارتکاب کی پاداش سے منسوب کیا ہے سخت غلطی کی ہے۔ اُس کا بیان ہے کہ گوپی ناتھ ولی عہد بوندی کی بلدیہ نسل کے برہمن کی عورت سے آشنائی ہو گئی تھی وہ رات کے وقت کمند ڈال کر اُس کے گھر مین جا یا کرتا تھا ایک شب برہمن نے اُسکو گرفتار کر کے

ہاتھ پاؤں باندھ دیے اور سیدھا محل میں جاکر راؤ سے کہا کہ میں نے ایک سارتی کو اپنی عورت چوراتا ہوا گرفتار کیا ہے اس جرم کی کیا سزا ہے راؤ نے جواب دیا کہ مار ڈالنا چاہئے اُس نے گھر پر آکر بلا انتظار کسی اور امر کے ہتوڑے سے اُس کا سر توڑ ڈالا اور لاش کو شارع عام میں پھینک دیا راؤ رتن کو خبر پہونچی کہ بیٹا مارا گیا اور اسکی لاش ذلت سے راستے میں پڑی ہے مگر جب دریافت ہوا کہ حرکت ناشایستہ کا مرتکب ہوا تھا اور میرے حکم سے مارا گیا بجز سکوت کے کچھ جواب ندے سکا اس لغو قصے کے رد کرنے کی تکلیف کرنا اور ابطال پر وجوہات لانا بھی عبث ہے ۔

## ۱۸- راؤ شتر سال یا چیتر سال

راؤ رتن کے مرنے کے بعد سمت ۱۶۸۸ مطابق سنہ ۱۶۳۱ء میں شاہ جہان نے اس کو کہ گوپی ناتھ کا بڑا بیٹا تھا اُس کا جانشین مقرر کرکے منصب سہ ہزاری ذات دو ہزار سوار سے سرفراز کیا اور خطاب راؤ سے مفتخر کرکے بوندی اُٹھکر اور قرب و جوار کے پرگنات جاگیر میں مرحمت فرمائے جب راؤ شتر سال بالاگھاٹ سے دربار میں حاضر ہوا چالیس ہاتھی پیش کش کئے بادشاہ نے اٹھارہ ہاتھی قیمتی مبلغ دو لاکھ پچاس ہزار روپیہ قبول کرکے بقیہ ہاتھی واپس کردیے اور خلعت فاخرہ اور علم و نقارہ اور اسپ مع ساز نقرہ کے عطا کیا ٹاڈ کا یہ کہنا کہ شاہ جہان نے شتر سال کو دارالسلطنت کا حاکم مقرر کردیا تھا کہ اپنی کل عمر میں وہ اس عہدے پر مامور رہا صحیح نہیں اس لئے کہ وہ اپنے دادا کے بعد راج پاکر سلسلہ وار دکن میں مامور رہا جہان سے پانچ برس کے بعد واپسی کی اجازت ملی تھی ۔ ۶ سنہ جلوس شاہ جہان میں محاصرہ قلعہ دولت آباد میں اور اسکے بعد تسخیر قلعہ پرینڈہ میں شریک ہوکر شجاعت و بہادری کے خوب جوہر دکھائے اور اس کے صلے میں خان زمان خان صوبہ دار بالاگھاٹ کا نائب مقرر ہوکر بالاگھاٹ میں متعین ہوا ۱۸ سنہ جلوس میں مہم قندھار میں شریک ہوا ۱۹ سنہ جلوس میں مہم بلخ و بدخشان میں مامور ہوا ۲۱ سنہ جلوس میں وہاں سے واپس آکر رخصت حاصل کرکے وطن کو روانہ ہوا ۲۲ سنہ جلوس میں واپس آکر منصب سہ ہزار و پانصدی ذات سہ ہزار و پانصد سوار پر سرفراز ہوا اور شاہزادہ اورنگ زیب کے ساتھ مہم قندھار پر تعینات ہوا ۔ اور رستم خان اور قلیچ خان کے ساتھ محاصرہ قلعہ بست میں بہایت جہادری اور بے جگری سے خدمتیں انجام دیں ۲۵ سنہ جلوس میں شاہزادہ اورنگ زیب کے ساتھ اور ۲۶ سنہ جلوس میں شاہزادہ دارا شکوہ کے ساتھ مہم قندھار میں شریک ہوا ۔

۲۹ سنہ جلوس میں شاہزادہ اورنگ زیب کے ساتھ دکن میں متعین ہوا اُس نے کل معرکوں علی الخصوص قلعہ دولت آباد کلیانی و بیدر کے حملوں میں خدمات نمایاں انجام دیں قلعہ بیدر کے حملے میں چیتر سال خود حاکم تھا کہ اُس مقام کو فتح کیا سمت ۱۷۰۹ مطابق سنہ ۱۶۵۳ء کے معرکہ کالیرگ میں بھی چیتر سال بذات خود شریک حملہ تھا یہ مقام بھی سخت مقابلہ آرائی کے بعد مفتوح ہوا ۔ آخر جائے پناہ دکن کی قلعہ دھونی تھا جس نے جملہ جنگ کو موقوف کیا اور اُس کے فتح ہونے کے بعد دکن صاف ہوگیا اور پھر شور و فساد باقی نرہا ۔ معاملات

دکن کے اس موقع پر شاہ جہان کی بیماری کی خبر پہونچی تو شجاع اور اورنگ زیب اور مراد بخش سنہ ۳۱ جلوس شاہ جہان (سمت ۱۷۱۵ مطابق سنہ ۱۶۵۹ع) مین اپنی اپنی فوجون کے ساتھ دار الحکومۃ کی طرف روانہ ہوئے۔

بادشاہ نے اپنے بیٹون کے حملہ آور ہونے کی خبر سُنکر چتر سال کو خفیہ لکھا کہ حضور مین حاضر ہوجائے فرمان پہونچتے ہی چتر سال نے سوچا کہ مین تخت کا نوکر ہون بجز تعمیل کے مجھکو چارہ نہین فوراً دکن سے روانگی کی تیاری کی یہ خبر اورنگ زیب کے کان مین پہونچی اُس نے سبب دریافت کیا اور یہ بھی کہا کہ مین بھی عنقریب تمھارے ساتھ چلونگا جلدی کیون کرتے ہو رئیس بونڈی نے فرمان دکھا کر جواب دیا کہ ہمارا فرض ہے کہ جو بادشاہ حکم دے اُسکی تعمیل کرین اورنگ زیب نے حکم دیا کہ جانے نہ پائے اور اُس کا لشکر گھیر لیا جائے مگر چتر سال بھی بہت ہوشیار اور دور اندیش تھا اُس نے پیشتر سے اسباب روانہ کردیا تھا اب اپنے سردارون اور کُل رؤسائے خیرخواہ سلطنت کو جمع کرکے یکبارگی کوچ کردیا اورنگ زیب کی فوج کی ہمت نہ پڑی کہ اُنھین روکے یا اُنسے لڑے اس طرح وہ دریائے نربدا پر پہونچے اور بہ امداد سونگی رئیسون کے کہ دریائے نربدا کے کنارے پر رہتے تھے عین طغیانی مین عبور کیا چتر سال کی شجاعت اور رہبری سے تنگ آکر اورنگ زیب نے تعاقب چھوڑ دیا کہ وہ بامن و عافیت بونڈی مین پہونچ گیا اور اپنے گھر کا بندوبست کرکے ضعیف العمر بادشاہ کی دستگیری کے لئے دار الحکومۃ مین داخل ہوا۔

ٹاڈ نے چتر سال کے متعلق مبالغے سے کام لیا ہے جب وہ عالمگیر پر اتنا بھاری تھا تو عالمگیر کے مقابلے پر دارا شکوہ کی معیت مین باوجود ایڑی چوٹی کا زور لگا دینے کے کیون تباہ ہوا اصل یہ ہے کہ یہ شخص چھپ کر عالمگیر سے بھاگ نکلا اُس کو بڑے بڑے کام انجام دینا تھے۔ اک کمزور زمیندار کا کیا تعاقب کرتا جب یہ شاہزادے دار السلطنۃ پر حملہ آور ہونے کے ارادے سے آگے کو بڑھنے لگے تو خاندان کے خیرخواہون نے ولی عہد سلطنت دارا شکوہ سے ہر چند عرض کیا کہ جو آگ بھڑک گئی ہے آب تدبیر کے بغیر بجھنی مشکل ہے اس مین بادشاہ کو ایک فریق بنانا مناسب نہین ہے اورنگ زیب اور مراد بخش وغیرہ کو آنے دینا چاہیئے جب بادشاہ کے حکم سے شاہی اُمرا اُنسے علیحدہ ہوجائینگے تو اُن مین خود ہی لڑنے کی طاقت نرہے گی بادشاہ نے بھی اس رائے کو پسند کیا لیکن دارا شکوہ نے اپنی ناتجربہ کاری کی وجہ سے راؤ شتر سال اور رام سنگھ کے اغوا سے اس بات کو منظور نہ کیا بلکہ اس رائے کو نفاق پر محمول کرکے علانیہ کہتا کہ تمن عنقریب این کوتہ پاچہ ہا را (یعنی شرعی پائچون والے مسلمان امیرون کو) در جلیب (اردلی) شتر سال خواہم دوانید۔ اس فقرے کے سنتے ہی سب امرا کیا تورانی کیا ایرانی بیدل ہوکر در پردہ فریق ثانی کے طرفدار ہوگئے جیسا کہ عاقل خان رازی نے اپنی تاریخ موسوم بہ ظفرنامۂ عالمگیری مین لکھا ہے۔

غرضکہ اورنگ زیب نے معرکۂ اُجین مین جسونت سنگھ سے میدان مار کر آگرے کے قریب موضع ساموگڑھ مین بڑا ڈیرا ڈالکر مورچے جمائے اور دارا شکوہ سے یہان جنگ ہوئی دارا شکوہ کی فوج کو جب شکست ہوئی اور وہ بھاگنے لگی شتر سال نے اس پرملال موقع پر اپنے سردارون سے مخاطب ہوکے کہا جو بھاگے اُس پر لعنت ہے حق نمک کے زور سے اس میدان مین میرا قدم گڑا ہوا ہے بغیر فتح کے مین یہان سے زندہ نہ جاؤنگا اس طرح اپنے آدمیون کو آواز دے کر

وہ ہاتھی پر چڑھا اسی درمیان مین اُس کے ہاتھی کے گولہ لگا کہ وہ پیچھے پھر کر بھاگا شترسال کو دااور گھوڑا طلب کر کے پکارا کہ ہاتھی نے پہلے ہی دشمن کو پشت دکھادی مگر مین نہ دکھاؤن گا گھوڑے پر سوار ہوکر اپنی فوج کا غول بناکر شہزادہ مراد پر حملہ آور ہوا اور اُس کو نشانہ بناکر بھالا چلایا تھا کہ اُسی دم اُس کی پیشانی مین گولی لگی اور مر گیا اور اُس کا چھوٹا بیٹا بھرت سنگھ کہ وقت وفات باپ کے ساتھ تھا وہ بھی مع عمدہ ترین اشخاص خاندان کے اُسی کھیت مین کام آیا محکم سنگھ برادر راؤ مع دو بیٹون کے اور اودے سنگھ دوسرا بھتیجا بھی کمال وفاداری سے جان بحق ہوئے اس طرح اجین اور دھولپور کی دو لڑائیون مین کم سے کم بارہ رئیس ذی رتبہ نے مع شاخ ہر قوم کے جانین کھوئیین۔ بوندی کے محل مین اُس مکان کو جو راؤ کے نام سے چتر محل کہلاتا ہے زیادہ کر کے رونق دی اور پاٹن مین کیشو رائے کا مندر اُس کے حکم سے تعمیر ہوا تھا۔

## ۱۹- راؤ بھاؤ سنگھ

سمت ۱۷۱۵ مطابق ۱۶۵۹ء مین اپنے باپ کی جگہ بوندی کا حاکم ہوا۔ اورنگ زیب نے سلطنت حاصل کرنے کے بعد اپنا کل غضب جو چترسال پر تھا اُس کے جانشین راؤ بھاؤ سنگھ پر نازل کیا اور راجہ آتمارام گوڑ رئیس شیوپور کو متعین کیا کہ ہاڑون کی سرکش و باغی قوم کو مغلوب کر کے بوندی کو رنتھنبور کے علاقے مین شامل کر دے راجہ آتمارام نے بجمعیت بارہ ہزار سپاہ کے ہاڑوتی مین جاکر قتل و آتش زنی سے ویرانی شروع کی اور قصبۂ کھتولی علاقۂ اندرگڈھ کا محاصرہ شروع کیا ہاڑون نے خفیہ جمع ہو کے بمقام گوتردہ لڑائی کی اور آتمارام کو شکست دے کر بھگا دیا بادشاہی نشان اور اُس کا اسباب لوٹ لیا اس پر بھی قناعت نہ کر کے اُس نے شیوپور کو جا گھیرا راجہ آفت زدہ ہو کے دربار شاہی مین پہونچا اور ہاڑون کی تازہ شرارت کی کیفیت حضور مین عرض کی۔

کرنل ٹاڈ لطف وقت رَو مین کچھ کا کچھ لکھ جاتا ہے اور بے سوچے اور تحقیق کئے دیسی بھاٹون وغیرہ کی باتون کو قلم بند کر دیتا ہے۔ عالمگیر کا فوج بھیجنا اور بھاؤ سنگھ کا لڑنا دونون باتین غلط ہین بلکہ راؤ پہلے سال جلوس عالمگیری مین دربار مین حاضر ہوگیا بادشاہ نے ازراہ مراحم خسروانہ علم و نقارہ اور خطاب راؤ مرحمت فرماکر منصب سہ ہزاری ذات دو ہزار سوار پر سرفراز فرمایا اور اُس کا وطن بوندی جاگیر مین عطا کیا اور اُس نے تمام عمر بادشاہی فوج کے شامل رہ کر خدمت کی۔ شاہزادہ شجاع کی لڑائی مین توپخانۂ شاہی کا اہتمام اس کے سپرد کیا گیا اور اس شاہزادے کی شکست کے بعد شاہزادہ سلطان کے ساتھ تعاقب پر مامور ہوا اور اس مہم سے فارغ ہوکر ۳ سنہ جلوس مین امیر الامرا شایستہ خان کے ساتھ محاصرہ قلعہ اسلام آباد عرف چاکنہ مین جان فشانی کا حق ادا کیا اسکے بعد مہاراجہ جسونت سنگھ کے ساتھ سیوا کی تنبیہ کے لئے دکن کو بھیجا گیا اور جب مہاراجہ جسونت سنگھ کی جگہ مرزا راجہ جے سنگھ مامور ہوا اُس کی ماتحتی مین خدمتین بجالایا ۹ سنہ جلوس مین دلیر خان کے ساتھ زمیندار چاندہ کی تنبیہ پر مامور ہوا اسکے بعد اورنگ آباد مین متعین ہوا اور اُسی جگہ ۱۸ سنہ مین وفات پائی۔

راؤ بھاؤ سنگھ کی بہن کی شادی مہاراجہ جسونت سنگھ سے ہوئی تھی جب جسونت سنگھ نے اورنگ زیب سے بغاوت

کرنی چاہی اپنی اس رانی کو بلاکر اُس سے بھائی پر بہت دباؤ ڈلوایا کہ وہ بھی بادشاہ کے خلاف بغاوت کرنے مین اُس کا ساتھ دے لیکن بھاؤ سنگھ نے خاندانی تعلقات پر حق نمک کو مقدم سمجھا اور صاف انکار کرکے کہدیا کہ مین بادشاہ کا نمک حلال جان نثار ہون نمک حرامی کا داغ لیکر دُنیا سے جانا نہین چاہتا بھاؤ سنگھ کے لاولد گذر جانے سے بادشاہ نے اُسکے بھائی بھیم سنگھ کے پوتے انرودھ سنگھ پسر کشن سنگھ کو اُس کا جانشین مقرر کرکے حکومت پر سرفراز فرمایا۔ اس انرودھ سنگھ کا عرف انوراؤ تھا۔

## ۲۰۔ راؤ انرودھ سنگھ عرف انوراؤ

یہ سمت ۱۷۳۴ مطابق ۱۶۷۸ء مین راج کا مالک قرار پایا۔ بادشاہ نے اس کو خلعت کے ساتھ اپنی سواری کا گج گور نامی ہاتھی بھیجا۔ انوراؤ دکن کی مہم مین اور نگ زیب کے ساتھ رہا اور ایک دفعہ حرم سرا کی بیگمات کو دشمنون سے بچاکر بڑی خیر خواہی کی بادشاہ نے اُس کی بہادری سے خوش ہوکر پوچھا کیا انعام چاہتا ہے اُس نے درخواست کی بجاے لشکر کے پچھلے حصے کی نوکری کے مجھکو آگے کی فوج کی خدمت ملے بعد از ان بیجاپور کے محاصرے مین اُس نے بڑی نیک نامی حاصل کی۔ اتفاقاً درجن سنگھ نامی اپنے ہی ایک سردار سے اُس کی نا اتفاقی ہوئی کہ اس باعث سے چند مشکلات واقع ہوئین ایک روز حالت بدمستی مین راؤ نے اُس سے کہا کہ مجھکو تم سے جو امید ہے مین بخوبی جانتا ہون وہ لشکر سے چلا گیا اور اپنے رشتہ دارون کو جمع کرکے سنہ ۲۶ جلوس عالمگیر مین بوندی کا محاصرہ کرکے اُس پر قبضہ کرلیا اُس وقت انرودھ سنگھ بادشاہ کی خدمت مین حاضر تھا بادشاہ نے یہ خبر سُنکر خلعت رخصت اور اسپ و فیل اور نقارہ اُسکو مرحمت فرمایا اور مغل خان کو مع فوج کے امداد کے واسطے ساتھ کیا درجن سنگھ نے اس فوج کا مقابلہ کیا لیکن شکست کھاکر پہاڑون مین جا چھپا اور بوندی پر انرودھ سنگھ کا قبضہ ہوگیا اور درجن سنگھ کی جاگیر ضبط کی مگر قبل اخراج درجن سنگھ نے اپنی جانشینی کا ٹیکہ اپنے بھائی بلوان والہ کی پیشانی پر کردیا تھا بوندی کا معاملہ طے کرنے کے بعد انوراؤ بہ اتفاق راجہ بشن سنگھ والی آمیر عالمگیر کے بڑے بادشاہ زادے محمد معظم کے ساتھ کابل جاکر سمت ۱۷۶۲ مطابق ۱۷۰۶ء مین وہین گذر گیا اور اُسکے دو بیٹون بودھ سنگھ یا بُدھ سنگھ اور جودھ سنگھ مین سے بڑا کنور جو کابل کی فوج مین موجود تھا راج کا مالک ہوا۔

## ۲۱۔ راؤ راجہ بُدھ سنگھ

یہ راج پاکر کابل مین بادشاہ زادہ بہادر شاہ (شاہ عالم) کے پاس رہا جس سے دوسرے بادشاہ زادہ اعظم نے جو دکن مین بادشاہ کے پاس تھا مو میدانہ کا پرگنہ بوندی سے نکلوا کر کوٹے کے راؤ رام سنگھ کو دلوادیا اس سے ہاڑون مین دشمنی کا بیج بویا گیا۔ سمت ۱۷۶۳ مطابق ۱۷۰۷ء مین عالمگیر کے گذرنے پر شاہزادون مین تخت کے لئے لڑائی ہوئی اور شاہ عالم بہادر شاہ پر اعظم شاہ نے چڑھائی کی تو بدھ سنگھ بادشاہ زادہ شاہ عالم کے ساتھ اور کوٹہ والا رام سنگھ بادشاہ زادہ اعظم شاہ کے ہمراہ تھا اس وقت بُدھ سنگھ عین عالم جوانی مین تھا اور اُسی زمانے مین اپنے بھائی جودھ سنگھ کے مرنے کا صدمہ اُٹھا چکا تھا بادشاہ نے اُسکو حکم دیا کہ بوندی مین جاکر رسمیات ماتم ادا کرے اور اپنے عزیز و اقارب کو

تشفی دے بُدھ سنگھ نے جواب دیا کہ بوندی جانے کی چندان ضرورت نہین ہے مگر اپنے آقا کے ساتھ میدان جنگ مین جانا لابد ہے۔ شاہ عالم لاہور سے روانہ ہوا اور اعظم شاہ مع اپنے بیٹے بیدار بخت کے دکن سے چلا بمقام جاجمؤ قریب دھولپور دونون کی فوجون کا مقابلہ ہوا اس جنگ وجدل کے کشت وخون سے بدتر حال ہندوستان کی تاریخ مین مسلمانون کے عہد کا درج نہین ہوا ہے اگرچہ نزاع اُسی قسم کا ہوتا جیسے مسلمان مخالف فریقون کی مدد سے تخت نشینی کے واسطے اکثر ہوتا تھا تو یقین ہے کہ اُسی طرح ایک دفعہ فساد برپا ہو کے فریقین کے مددگارون کی درماندگی وکنارہ کشی سے از خود رفع ہوجاتا مگر اس مرتبہ راجپوتانے کے بہادرون کے گروہ جمع ہوئے کہ خاندان کے مقابلے مین خاندان اور شاخ کے مقابلے مین شاخ ہر ایک دوسرے کے خون کے تشنہ تھے رؤسائے کوٹہ ودتیا جو مدت تک بہ تحت شاہزادۂ اعظم شاہ نوکری مین رہے تھے اور اُس کے اشفاق وعنایات کے مرہون تھے اُس کے حامی ہوئے رؤسائے بوندی ودتیا کے درمیان دکن کی مہمات مین بالاتفاق فتوحات عظیم حاصل کرنے سے انتہا درجے کا اتحاد تھا۔ رام سنگھ والی کوٹہ شاہ عالم کا مقابلہ کرنے پر اس تمنا سے آمادہ ہوا تھا کہ خاندان ہاڑا کا سرگروہ ہوجائے واقع مین اعظم شاہ نے فتح کی اُمید سے اُس کی عزت وتعظیم بوندی کی برابر کردی تھی طرفین کی ایسی تحریک سے ہاڑون کی مخالف جمعیتین میدان جاجمؤ مین برسر مقابلہ آئین اس غرض سے کہ نہ فقط شاہزادون کے دعوے سلطنت کا بلکہ اپنے اپنے خاندانون کی فضیلت کا بھی یکبارگی فیصلہ کرین لڑائی شروع ہونے سے پیشتر رام سنگھ نے راؤ بُدھ سنگھ کے پاس پیغام بھیجا تھا کہ شاہ عالم کو چھوڑ کر اعظم شاہ کی طرف آجائے مگر اُس نے نفرت سے جواب دیا کہ یہ میدان جس پر میرے بزرگ (شترسال) نے جان دے کر نیک نامی حاصل کی ہے ایسا نہین ہے کہ اُس پر مین اپنے شاہزادے کا ساتھ چھوڑ کر ہمیشہ کے واسطے ذلیل ہون اس لڑائی مین سخت صدمہ طرفین سے راجپوتون نے اُٹھایا کوٹے کا ہاڑا رئیس اور بندیلہ دلیپت والی دتیا دونون توپ کے گولون سے مارے گئے اعظم شاہ اور اُس کے بیٹے بیدار بخت نے ہلاک ہو کے اپنے دعوے کو ختم کیا۔

اس میدان کی خیرخواہی وجان فشانی کے جلدو مین بُدھ سنگھ کو راؤ راجہ کا خطاب اور سہ ہزاری پانصدی ذات وسوار کا منصب اور مؤمیدانہ کی زمینداری جو رام سنگھ سے متعلق تھی اور جو شاہزادۂ اعظم شاہ کی رفاقت مین مارا گیا تھا ملی۔ جاجمؤ کے میدان مین رام سنگھ کے مارے جانے سے کوٹہ وبوندی کے رئیسون مین جو عداوت پیدا ہوئی تھی اُس کو بھیم سنگھ پسر رام سنگھ نے سرسبز رکھا وہ فرخ سیر کے وزیر سیدون کے فریق کا مددگار ہوگیا۔ عداوت کے جوش مین راجہ بھیم سنگھ راجپوتون کے طریق کو ایسا بھول گیا کہ اُس نے فصیل سے باہر اپنے دشمن پر جس وقت وہ گھوڑا پھیرتا تھا حملہ کیا اُس کے چند ہمراہیون نے اپنے سردار کے گرد حلقہ کرکے بہت جوانمردی سے مقابلہ کیا اور سخت نقصان اُٹھا کے جاے امن مین پہونچ گئے بُدھ سنگھ نے جب دیکھا کہ فرخ سیر بادشاہ کی مدد کی قابلیت نہین ہے اور دشمن کے فریب سے شکستہ بال ہوگیا مجبوراً مفرور ہونے مین صورت امن دیکھی چندروز کے بعد فرخ سیر مقتول ہوا۔

اس زمانے مین راجہ جے سنگھ سوائی والی آمیر نے ارادہ کیا کہ راؤ بودھ سنگھ کو بوندی سے بے دخل کیا جائے بدھ سنگھ دربار دہلی سے اُس کے ساتھ آمیر کو گیا تھا اور اُس کا مہمان تھا اس نزاع کا سبب یہ لکھا ہے کہ راجہ جے سنگھ کی بہن بدھ سنگھ سے بیاہی تھی اول اس لڑکی کی نسبت بہادر شاہ سے ہوئی تھی مگر اُس نے بعوض خیرخواہی فتح دھولپور کے اپنا دعوے چھوڑ کر بدھ سنگھ کے ساتھ شادی ہونے کی اجازت دیدی تھی نحوست بخت سے اُس کے کوئی اولاد نہوئی اور دوسری رانی دختر سردار بیگون ماتحت اودیپور کے دو صغیر سن لڑکون سے حسد کرتی تھی اپنے شوہر کی غیرحاضری مین حمل مشہور کر کے کہین سے ایک بچہ منگا لیا اور اُس کو وارث ریاست قرار دیا۔ راؤ بدھ سنگھ اپنی رانی کی کینہ وری اور اپنے اطفال کی خرابی سے واقف تھا آمیر مین آیا تب اُس نے اپنی رانی کے بھائی کو اُسکے طریقے سے آگاہ کرنے کا موقع مناسب سمجھا بھائی نے اُسی وقت اپنی بہن سے دریافت حال کیا اُس نے یا تو اپنی عصمت مشتبہ ہونے کے خیال سے یا فریب ظاہر ہوجانے کے خوف سے یکایک طیش مین آکے اپنے بھائی کی کمر سے خنجر کھینچ لیا اور درزی کے نیچے کا طعنہ دیکر ایسا حملہ کیا کہ اگر وہ مفرور نہوجاتا تو ضرور ہلاک کر ڈالتی۔ یہ رانی نجے سنگھ عرف چمن جی برادر جے سنگھ کی حقیقی اور جے سنگھ کی سوتیلی ہمشیرہ تھی۔

اس ذلت کے انتقام کی غرض سے جے سنگھ نے مخفی طور پر بدھ سنگھ کو مسند سے خارج کر کے اپنی طرف سے دوسرا راجہ مقرر کرنے کا ارادہ کیا اور حق یہ ہے کہ اُس کو یہ خیال تھا کہ چھوٹے راجون اور جاگیردارون کو ماتحت اپنی حکومت کا کرے۔

ہاڑا آمیر مین مہمان نوازی اور رشتہ داری کے اعتبار پر مقیم تھا جے سنگھ نے اپنے مقاصد حاصل کرنے کا یہ موقع اچھا سمجھا اور رئیس بوندی کو ایما کیا کہ تم آمیر مین رہو اور پانسو روپیہ روزانہ اپنے خرچ کے لئے لیتے رہو اُسکے چچا یعنی اُس اجیت سنگھ کے بھائی نے جو اپنے آقا کی خیرخواہی مین آگرے کے مقام پر مارا گیا تھا دانائی سے جے سنگھ کے مخفی ارادے کو سمجھ لیا اور فوراً بوندی کو لکھ بھیجا کہ بیگون کی رانی اپنے بچون کو لیکر اپنے باپ کے گھر چلی جائے اور کچھ وقفہ دیکر فصیل آمیر سے باہر خفیہ اپنا گروہ بنایا اور اپنے رئیس کو آگاہ کر کے اُس پرخطر مقام سے سب بھاگ گئے تین سو ہاڑون کی جمعیت ساتھ ہونے سے بدھ سنگھ کو کسی طرح کا خوف نہ تھا سیدھا اپنی راجدھانی بوندی کو روانہ ہوا مگر مقام پانچولاس واقع سرحد پر آمیر کے پانچ سردارون کی منتخب فوج نے جا گھیرا ہنگامۂ جدال وقتال برپا ہوا آمیر کے پانچون سردار ہمراہیون کے گروہ کثیر سمیت مارے گئے کہ سرداران اسرودہ و سردار اور بھووار (بواڑ جھول کی چھتریان اب تک ہاڑون کی شجاعت کی شہادت دیتی ہین بدھ سنگھ کا چچا مارا گیا اور بہادرون کی اسقدر قلت ہوئی کہ بوندی کا جانا خلاف مصلحت متصور ہوا اس واسطے میواڑ کے علاقہ بیگون کو چلے گئے جہان بدھ سنگھ کی دوسری سسرال تھی مہاراجہ سوائی جے سنگھ نے کروسکے جاگیردار دلیل سنگھ کو بوندی کا راؤ راجہ بنا کر اپنے ماتحت کر لیا اور آمیر کی لڑکی سے اس کی شادی بھی ہوگئی۔

اپنے خاندان کی بڑی شاخ کی مصیبت زدگی کو غنیمت سمجھ کے راجہ بھیم سنگھ کوٹہ والہ نے اجیت سنگھ مہاراجہ

مارواڑ اور دہلی کے وزیر سیدون سے کامل رفاقت پیدا کی اور چمبل کو ریاستون کی سرحد مقرر کرکے دریاے مذکور سے مشرق کی طرف کے کل ملک پر جو کوٹڑیون کے اپنا قبضہ کرلیا اس طرح ہر طرف کے دشمنون سے تنگ ہو کے اور چندمرتبہ اپنا ملک حاصل کرنے مین عبث کوشش کرکے بُدھ سنگھ حالت جلاوطنی مین بارہ برس کے بعد سمت ۱۷۹۶ مطابق سنہ ۱۷۳۹ع مین بیگون مقام پر گذر گیا۔

اُس کے دو بیٹے امید سنگھ اور دیپ سنگھ رہے مگر اُنکو اپنے ماموں کی پناہ مین سے جلد بھاگنا پڑا کیونکہ اودیپور کے رانا نے جے سنگھ والی آمیر کے ایما سے بیگون کو ضبط کیا ان مین سے بڑے نے ہوش سنبھال کر اپنا ملک واپس لیا اور دیپ سنگھ کو کاپرن کی جاگیر ملی

## ۲۲- اُمید سنگھ

اس نے مختصر گروہ ہمراہیون کا جمع کیا اور بجیل (بیاے مجہول) کے جنگل مین پناہ لی اور وہان سے درجن سال پسر راجہ بھیم سنگھ والی کوٹہ کو لکھا یہ شخص رحم دل تھا اُسکی دستگیری کی بلا ملامت مدد حاصل کرنیمین دوی سمت ۱۸۰۰ مطابق سنہ ۱۷۴۳ع مین جب اُس کا دشمن راجہ جے سنگھ سوائی مر تو اس وقت اُمید سنگھ کی عمر ۱۳ سال کی تھی یہ خبر سنتے ہی وہ اپنی مختصر جمعیت لیکر چڑھا اور پاٹن اور کے نولی (بواو مجہول) کو فتح کیا جس وقت مشہور ہوا کہ بُدھ سنگھ کا بیٹا ہوشیار ہے قدیم ہاڑا اُس کے ساتھ فراہم ہوئے اور کوٹے کے راؤ درجن سنگھ کی مدد سے بوندی پر قبضہ حاصل کیا۔

لیکن جے سنگھ کے جانشین ایشری سنگھ نے فوج کشی کی اور اول کوٹے کا محاصرہ ہوا صرف نقصان پہونچا کر محاصرہ اُٹھالیا کوٹے سے واپس ہو کر اُمید سنگھ پر حملہ کرنے کے واسطے نانک پنتھیون کی جمعیت متعین کی اُمید سنگھ دب کر اوہاری عرف بودن (بواو معروف) کے مینون کے پاس جو اس کوہستان کے قدیم سے مالک تھے اور باوجودیکہ اُنکو ہاڑون نے ہی بے دخل کیا تھا اُنکے خیرخواہ رہے جا کر پناہ پذیر ہوا اُمید سنگھ کی بہادری اور مصیبت زدگی نے اُنکے دلون پر ایسا اثر کیا کہ پانچ ہزار تیرانداز جمع ہو کے اُس کے ساتھ دشمن پر حملہ آور ہوئے بی چوری کے مقام پر مقابلہ ہوا جس حالت مین چست و تیز رو پہاڑیون نے لشکر کو تاراج کیا امید سنگھ نے دست بقبضہ ہو کے کمال بیرحمی سے قتل کیا اور نقارہ و نشان چھین لیا اس شکست کی خبر پہونچتے ہی جیپور سے اٹھارہ ہزار آدمیون کی فوج بہ سرکردگی نارائن داس کھتری اُمید سنگھ کے مقابلے کے واسطے متعین ہوئی مگر بی چوری کی فتح سے ہاڑون کو ہمت و استقلال حاصل ہو گیا ہر طرف سے آکر اپنے نوجوان رئیس کے گرد جمع ہوئے اُس نے بے خوف و خطر دشمن سے مقابلہ کیا جیپور کی فوج ڈبلانہ مین پہونچ گئی اور حملہ کرنے کو تیار تھی اُس وقت اُمید سنگھ سی تون (بواو معروف) کی دیبی کے پوجنے کو گیا تھا اپنی کل دیبی آسا پورنا کے روبرو عبادت مین تھا تب اُسکی نظر بوندی پر پڑی کہ نمک حرام کے قبضے مین ہے اُسی وقت قسم کھائی کہ یا تو بوندی فتح کرون گا ورنہ اسی جہد مین اپنی جان دونگا ایسے خیالات سے جوش مین آکر ہر قوم کے بہادر اُس زعفرانی نشان کے گرد جمع ہوئے جو جہانگیر نے

راؤ رتن کو عطا کیا تھا اور جس وقت ڈبلانہ کے راستے پر گھاٹے سے نکلے دیکھا دشمن مقابلے کو تیار ہے اُمید سنگھ یک بارگی ہاڑون کا غول بنا کے حملہ آور ہوا دشمن نے بھی بہت زور سے مقابلہ کیا دو دفعہ غول متفرق ہوا اور دونون دفعہ باوجود گولیون کی بارش کے پھر بنایا گیا اول حملے مین اُمید سنگھ کا ماموں پرتھی سنگھ سولنکی اور نہاراج مرجاد رنگ دم رئیس موترہ کہ بہادر ہاڑا تھا اور اُس نے کھتری سپہ سالار فوج جیپور پر جبکہ چلایا تھا مارے گئے پراگ سنگھ شورن کا سردار کہ تھانہ کی جاگیر کی ایک شاخ مین تھا قتل ہوا اور کم درجے کے سردار بہت مارے گئے اُمید سنگھ کے گھوڑے کے توپ کا گولہ لگا کہ اُس کی آنتین نکل پڑین مگر نوجوان راؤ اور اُسکے رشتہ دارون کی بہادری کچھ کارآمد نہ ہوئی سردارون نے اس خوف سے کہ شاید مارا جائے التجا کی کہ لڑائی سے باز رہو اگر تم زندہ رہوگے تو انجام مین بوندی فتح کرلین گے لیکن اگر مرجاؤ گے تو امید بالکل قطع ہوجائے گی اُمید سنگھ نے بڑے افسوس سے اس صلاح کو قبول کیا جسوقت راہ اندر گڑھ پر گھاٹہ سو والی مین پہونچ کر دم لینے کے واسطے گھوڑے سے اُترا تنگ کھولتے ہی گھوڑا مر گیا اُمید سنگھ بیٹھ کر بہت رویا اور واقعی یہ گھوڑا جس کا نام ہن جا تھا اسی قدر و منزلت کے لائق تھا اُس کی نسل عراقی تھی بادشاہ نے اُمید سنگھ کے باپ کو بخشا تھا اور چند لڑائیون مین اُس کی سواری مین رہا تھا اُمید سنگھ کا یہ غم فقط عارضی نہ تھا کیونکہ اُس نے ہن جا کو ایسا یاد رکھا کہ جب لیے ہی حاصل کی تو پہلا ہن جا کا مزار بطور یادگار بنوایا جو اب تک شہر کے چوک مین موجود ہے اور ہر ایک ہاڑا اُس کی عمدہ تاریخ کی یادگار مین بہت تعظیم کرتا ہے۔

اُمید سنگھ پیادہ پا اندر گڑھ مین پہونچا وہان کے ہاڑا جاگیردار نے کہ جے پور کا مطیع ہوگیا تھا اپنے آقا کو گھوڑا دینے سے انکار کیا بلکہ کہلا بھیجا کہ میرے علاقے سے نکل جاؤ ورنہ اندر گڑھ و بوندی دونون پر مصیبت آئے گی اس طعن و گستاخی سے رنجیدہ ہوکے نوجوان رئیس نے وہان کی سرحد مین پانی نہ پیا اور سیدھا کردین (بیاسے مجہول) کو چلا گیا وہان کے سردار نے استقبال و مہمانداری کرکے اور گھوڑا نذر کرکے اندر گڑھ والے کی گستاخی اور بے وفائی کی تلافی کی وہان سے راؤ نے اپنے ہم قومون کو رخصت کیا کہ بالفعل اپنے گھرون کو چلے جاوین اور جب میری تقدیر یاور ہو پھر آجاوین اور اپنی قدیم جائے پناہ شکستہ محل رام پورہ واقع نالہائے چنبل کو چلا گیا۔ درجن سنگھ والی کوٹہ جس نے ایشری سنگھ اور اُس کے رفیق آپا سیندھیا کے دعوے سرپرستی کا بڑی جوانمردی سے مقابلہ کیا تھا اُمید سنگھ کا شریک درد ہوا رئیس کوٹہ کا مشیر اور سپہ سالار ایک چارن (بھاٹ) تھا اُس نے اُمید سنگھ کی بہادری سے خوش ہوکے اُس کو اپنے باپ کی مسند حاصل کرنے مین ہر طرح مدد دی الغرض کوٹے کی کل فوج محکوم بھاٹ مذکور اُمید سنگھ کے دوست و رشتہ دارون کے شامل حال ہوئی اور بوندی پر پھر حملہ ہوا شہر کی فصیلین متواتر لڑائیون سے مسمار ہوگئی تھین اُس کے لینے مین کچھ دشواری نہوئی جس وقت تارا گڑھ پر چڑھائی شروع ہوئی بہادر بھاٹ اپنے ہمراہیون مین سے کسی نمک حرام کی گولی سے مارا گیا مگر لاش پر چادر ڈال کر اُس کی وفات کو مخفی رکھا حملہ آور بڑھے چلے گئے دلیل سنگھ اور اُس کے ہمراہی نکل کر مفرور ہوئے اُمید سنگھ کی اُمید پوری ہوئی کہ اپنے باپ کی گدی پر جا بیٹھا۔ دلیل سنگھ بھاگ کر ایشری سنگھ کے پاس جیپور کو گیا اُس نے

اپنی کل موجودہ فوج بہ افسری کیشوداس کھتری بوندی سے ہاڑدن کو نکالنے کے واسطے متعین کی اُس نے جاکر
اردگرد گھیرا ڈال لیا اُمید سنگھ کو تیاری مقابلہ کی فرصت نہ ملی مجبوراً چھوڑ کر بھاگا اور دیوا بانگو کے کنگورون
پر پھر ڈھونڈھار کا پرچم لہرانے لگا - اس وقت دلیل سنگھ نے البتہ شرافت کی یعنی اُس کو از سرنو راجہ
جیپور نے مسند نشین کرنا چاہا تو اُس نے انکار کیا کہ دوبارہ داغ بدنامی اپنے نام پر نہ لگاؤن گا اُمید سنگھ پھر
جلاوطن ہوکر کبھی میواڑ مین اور کبھی مارواڑ مین سرگردان پھرتا رہا مگر اس حالت مین بھی اُس نے اپنے دشمن کو
کبھی آرام سے نہ بیٹھنے دیا اپنے موروثی ملک پر متواتر حملہ کرتا رہا - ایک بار اُس کو مقام بنودیہ مین اپنے باپ کی
بیوہ رانی سے کہ اس تمام تباہی وخرابی کا باعث تھی اور اب اپنی اور اپنے شوہر اور اُس خاندان کی ذلت سے
تنگ آکر یہان گوشہ نشین ہوئی تھی ملنے کا اتفاق ہوا اُمید سنگھ کے ملنے سے اُس کا رنج وغم تازہ ہوگیا اُسکی
بہادری اور آفت زدگی اور اپنی پُر مذلت خواہش حق تلفی خلف اکبر کے خیالات نے اُس کے دل مین پشیمانی -
دردمندی اور افسوس کا جوش پیدا کیا اس طرح تحریک پاکر وہ بیسر بدھ سنگھ کی دستگیری کی درخواست کرنے
کے واسطے دکن کو روانہ ہوئی جب دریاے نربدا کے کنارے پر پہونچی تو ایک مینار دیکھا کہ اُس پر مثل دریاے
اٹک کے اس ندی کا بھی عبور نکرنے کی راجپوتون کے واسطے قسم لکھی تھی اُس نے مثل خالص راجپوتون کے
یہ کہکر کہ ایسی مصیبت مین کوئی قسم مانع نہین ہوسکتی مینار کو شکست کراکے ندی مین ڈلوادیا اور عبور دریا
کرکے ملہار راؤ ہلکر کے لشکر مین گئی شان ایزدی ہے کہ ہندوستان کے نہایت زبردست راجہ سوائی جے سنگھ کی
ہمشیرہ نے غارتگرون کے سرگروہ سے دستگیری کی التجا کی بلکہ اُمید سنگھ کو از سرنو بوندی دلوانے کی غرض سے
اُس کو اپنا بھائی بنایا ملہار راؤ نے اُس کی درخواست منظور کی -

یہ امر کہ اُس کو اس پر متوجہ کرنے مین راناے اودیپور کی تحریک سے جو خاندان اودیپور کی ایک رانی کی
اولاد کو مسند جے پور پر بٹھانے کے واسطے چونسٹھ لاکھ روپیہ فوج خرچ دینا منظور کرکے ہلکر سے مدد کا مستدعی
ہوا تھا کس قدر آمادگی ہوئی وقائع بوندی سے دریافت نہین ہوسکتا کیونکہ اُس مین صرف وہی حال جو
اس ریاست سے متعلق ہے لکھا ہے لیکن صاف ظاہر ہے کہ اگر اُس کو رانا نے اخراج ایشری سنگھ اور اپنے رشتہدار
مادھو سنگھ کو مسند نشین کرنے کے عوض اس قدر روپے کی طمع نہ دی ہوتی تو ملہار راؤ کا صرف اس بیوہ کی
التجا پر ملتفت ہونا نہایت مشتبہ تھا -

خیر واقعی سبب اس کا خواہ کچھ ہو وقائع بوندی کے بموجب یہ رانی صرف اپنی ریاست کو چھوڑانے پر
قناعت نکرکے مرہٹون کو جیپور پر چڑھا لے گئی اور اتفاقات اُسکی تدبیرون کے مؤید ہوئے -

ایسری سنگھ نے اس فوج کثیر سے بھاگ کر بگرو مین پناہ لی وہان سے دس روز کے محاصرے کے بعد مجبوراً
اقرارنامہ واگذاشت بوندی اور اپنی اور اپنی اولاد کی طرف سے ہمیشہ کے واسطے اُس کا لادعوے لکھدیا بلکہ
اُمید سنگھ کو مالک بوندی تسلیم کرکے اُس کی پیشانی پر اپنے ہاتھ سے ایک تلک کردیا جسوقت اُمید سنگھ کی

مسند نشینی کی تقریب مین بوندی مین جشن شادیانہ ہور ہا تھا جے پور مین اُس کے دشمن کی لاش کو جلانے کے واسطے چتا چنی گئی یعنی ایسری سنگھ نے اس ذلت کا متحمل نہو کے تھوڑے سے زہر سے اپنی حیات وعداوت کو خاتمے پر پہونچایا اور اس ذریعہ سے بوندی اور اودیپور دونون کے مطالب آسانی حاصل ہو گئے۔

چودہ برس تک جلا وطن رہ کے امید سنگھ نے سمت ۱۸۰۵ مطابق ۱۷۴۹ء مین اپنی موروثی ریاست حاصل کی لیکن بجاے ان ساون کے سمت ۱۸۰۷ اور ۱۷۵۲ء ہونا اصح ہین مگر اس نزاع مین ریاست کے عمدہ اجزا جاتے رہے کیونکہ ہلکر نے فوجی مدد کے عوض مین پرگنہ پاٹن واقع کنارہ چپ دریاے چنبل طلب کیا جو بذریعہ اقرارنامہ تحریری اُس کے حوالے کیا گیا کیونکہ اُس نے بدھ سنگھ کی رانی کا برادر بنکر اس فرضی رشتے کے لحاظ سے دستگیری نہ کی تھی۔ اس چودہ برس کی جلاوطنی کا معاوضہ مستحکم مقام تاراگڑھ ہے جسکو دلیل سنگھ نے بنوایا تھا اور جس کی زد محلات اور شہر پر ہے۔

سمت ۱۸۱۲ مطابق ۱۷۵۶ء مین بادشاہی قلعدار نے مرہٹون کے خوف سے قلعہ رنتھنبور جیپور والون کو سونپ دیا اور اس سبب سے کہ ہاڑ دتی کا علاقہ بادشاہی انتظام مین رنتھنبور کے ماتحت رہتا تھا راجا دہو سنگھ والی جیپور نے کوٹہ اور بوندی پر فوج بھیجکر وہان خراج قائم کردیا مگر اس تدبیر کا بلا اعانت مرہٹون کے عمل مین آنا غیر ممکن تھا جو مددگار رہتے جلد مالک ہو گئے اور سب کو ضرر پہونچایا۔

سمت ۱۸۱۷ مطابق ۱۷۶۱ء کی جنگ بٹوارہ نے جیپور کے اس دعوے کو ہمیشہ کے واسطے رد کر دیا اور تنہا کوٹے کی فوج نے جیپور کی فوج کو شکست پر شکست دی کہ کوٹے والون کا مقابلہ کرنا اُنکے بوتے سے باہر ہوگیا اس مہم کا ذکر جیپور کی تاریخ مین لکھا گیا ہے اور یہان صرف اس غرض سے لکھا گیا ہے کہ اگر بوندی کی فوج کوٹے والون کی جنگ مین جیپور والون کے ساتھ کوٹے کی سپاہ کے شامل ہو جاتی تو اپنے ماتحت برادرون کو جیپور کی خراجگذاری سے کہ مجبوراً اب تک ادا کرنا پڑتا ہے بچا لیتی کیونکہ قلعہ رنتھنبور کی افسری کی وجہ سے راج جیپور کا ہاڑوتی کی کوٹریون پر تحصیل خراج کا دعوے قائم ہو گیا ورنہ کسی طرح کا استحقاق نہ تھا۔

اُمید سنگھ کو ریاست مین وہی رونق وترقی پیدا کرنے کا شوق تھا جو پندرہ برس گذشتہ کی مصیبتون سے جاتی رہی تھی مگر جن مرہٹون کی اعانت سے اُس نے اپنا دارالحکومۃ ازسرنو حاصل کیا تھا اُنکی طمع وزرپرستی سے اُس کی ہمت شکست ہو گئی تھی۔

جیسی نمک حرامی شکست ڈبلانہ کے بعد اندرگڑھ کے سردار نے کی تھی انسان سے سہو نہین ہو سکتی۔ اور سردار مذکور کی طرف سے معذرت خواہی پیش نہونے کے بغیر آٹھ برس کا عرصہ گذر جانے پر سمجھا گیا کہ اُس کی علو حوصلگی وفیاضی نے باتفاق مصلحت وقت اُس کو انتقام جرم سے باز رکھا ممکن نہین ہے کہ کوتہ اندیش راجپوت جس نے اپنے رئیس کی مصیبت کو دیکھ کر اُس کی ہمدردی سے انکار کیا اُس وقت کا خیال کرنے پر دل مین نادم وپشیمان نہوتا ہو مگر اُس کی مردون ہمتی مقتضی نہوئی کہ اپنے طریقۂ مابعد سے پہلی تقصیر کا دفعیہ کرے بلکہ جس کو ضرر

پہونچایا تھا اُس کی دریا دلی کو بزدلی پر حمل کرتا تھا اور اُس کے تحمل پر طعن کرتا تھا اور تازہ مضرت پہونچا کر اپنے اعمال سابقہ کو قبیح تر کیا۔

اُمید سنگھ نے مادھو سنگھ رئیس جیپور کو اپنی ہمشیرہ کی نسبت کا ناریل بھیجا تھا کہ دربار عام مین بموجودگی سرداران اور عمدہ ترین خاندان راجپوتانہ کے شایان تعظیم و تکریم سے لیا گیا اتفاقاً دیو سنگھ اندر گڑھ والا بھی جیپور گیا ہوا تھا مادھو سنگھ نے اُس سے براہ عنایت دختر بوندی کی کیفیت پوچھی اُس نے جواب مین ایسا کلمہ کہا جس سے اصل مین خطا ہونے کا شبہ پیدا ہوا لیکن یہ بیان اُس کا سراپا لغو اور حسد پر مبنی تھا کیونکہ چند روز کے بعد راجہ بجے سنگھ والی مارواڑ نے ازخود درخواست کی الغرض ناریل جیپور سے واپس آیا اور بوندی کی وہ ہتک ہوئی کہ راجپوتون مین ہرگز معاف ہونے کے لائق نہین ہوتی ہے۔

سمت ۱۸۱۳ مطابق ۱۷۵۷ء مین اُمید سنگھ کرور کے قریب بیجا سنی ماتا کے درشن کے واسطے گیا وہان سے اندر گڑھ قریب تھا اس واسطے اُس نے بشمول دوسرے سردارون اور اُسکے رشتہ دارون کے سردار اندر گڑھ کو بھی طلب کیا اگرچہ متر دد تھا مگر تعمیل حکم کر کے دیو سنگھ مع اپنے بیٹے پوتے کے حاضر ہوا پہونچتے ہی سب یکبارگی قتل کیے گئے اور جاگیر اندر گڑھ اُسکے بھائی کو دیدی۔ چونکہ یہ قتل دھوکے سے بلوا کر عمل مین آیا تھا اس لئے اُمید سنگھ نے اپنے قابل نفرت کام سے پچھتا کر سمت ۱۸۲۷ مطابق ۱۷۷۱ء مین اپنے کنور اجیت سنگھ کو ریاستی کام سونپ دیے اور آپ بنظر کفارۂ گناہ حکومت کے کامون سے ترک تعلق کیا اور اپنا نام سری جی رکھکے متبرک مقامات کو دیکھنے کے لئے ہم قومون کا گروہ مختصر ساتھ لیکر سیاحی اختیار کی۔ لیکن وہ فقیرانہ لباس مین نہین بلکہ ہر طرح مسلح ہوکے زیارات کے واسطے روانہ ہوا۔

## ۲۳۔ اجیت سنگھ

اجیت سنگھ نے سمت ۱۸۲۹ مطابق ۱۷۷۳ء مین اودے پور کے رانا اری سنگھ سوم کو جو بوندی کے رمنہ یعنی جنگل مین شکار کھیلنے کے لئے آیا تھا دغا کے ساتھ مار ڈالا اور اُسکے تھوڑے دنون کے بعد جو مقابلے پر ملنے گئے اکثر سردارون نے مہارانا سے عداوت کے سبب عوض لینے کی کوشش نہ کی یہ حرکت اودے پور اور بوندی والون کے درمیان آخری رنج کا سبب ہوئی ہے اجیت سنگھ اس کام کے دو مہینے بعد کوڑھ کی بیماری سے سخت تکلیف اُٹھا کر مر گیا اور اُس کا اکلوتا بیٹا بشن سنگھ کہ شیر خوار بچہ تھا مسند نشین ہوا۔

## ۲۴۔ بشن سنگھ

اس کم عمر بچے کی حفاظت کے لئے بڈھے اُمید سنگھ کو یاترا سے واپس بوندی آنا پڑا مگر اُس نے کاروبار ریاست کا انتظام کر کے اور ہوشیار دھا بائی کو سپرد کر کے پھر سیاحی شروع کی اکثر چار برس کے بعد آتا تھا آخر عمر مین جب ضعیفی سے چلنے پھرنے کی طاقت نہ رہی بوندی مین اقامت کے لئے آنے کا ارادہ کیا بشن سنگھ کو جو ہوش سنبھال چکا تھا اُس کی طرف سے بے اعتباری پیدا ہوئی اس لئے راج مین رہنا اُس کا پسند نہ کیا اور

حکم دیا کہ سری جی بوندی میں نہ آنے پائے۔ بدافعال لوگوں نے جو عقلمند آدمی کا ریاست میں رہنا نہیں چاہتے تھے سوائے میں یہ بھی کہا کہ آپ شیو بنی گھاٹ اور بنارس میں مالا جپیں جب سری جی نیا شہر تک آگیا تھا قاصد نے پہونچ کر پیام سنایا کہ تمہاری خاک بزرگوں کی خاک سے نہ ملنے پائے گی مگر اُس کی قدر ایسی تھی اور زیارتوں کے سبب سے اُس کو ایسا متبرک سمجھتے تھے کہ بفور پہونچنے اس پیام کے گرد و نواح کے رئیسوں نے اُس کو بہت شوق سے طلب کیا اور پرتاب سنگھ نے بڑی التجا کے ساتھ اُس کو جیپور میں بلاکر نہایت عزت سے رکھا اور جب کوٹے کے دیوان ظالم سنگھ جھالا نے بشن سنگھ کو اس باب میں نصیحت کی تب سری جی کو بوندی میں بلایا گیا اور جوان رئیس سے خاطرخواہ ملاقات ہوئی سب کی آنکھوں میں آنسو آگئے سری جی نے کہا کہ اے بچے اگر تم کو یقین ہے کہ میں تمہارا بدخواہ ہوں تو یہ تلوار لو اور خود مجھے ماردو مگر کمینہ لوگوں سے میری ہتک نکراؤ نوجوان راؤ نے باواز بلند گریہ کرکے عفو تقصیر چاہی سری جی نے اپنی حیات میں بوندی کے محل میں قدم رکھنے سے انکار کیا اس کے بعد وہ آٹھ برس زندہ رہا اخیر میں بشن سنگھ نے التجا کی کہ آپ کو بزرگوں کی فصیل کے اندر آنکھ مینچنی چاہیے چنانچہ قریب المرگ اُمید سنگھ سکھپال میں بیٹھکر محل میں داخل ہوا اور اُسی شب زمانے کی رنج بھری ہوئی اُمیدوں کے ساتھ گذر گیا یہ واقعہ ۲۵- اگست ۱۸۰۴ء مطابق سمت ۱۸۶۱ کا ہے۔

اُمید سنگھ کے مرنے سے ڈیڑھ مہینہ پہلے بوندی کی ریاست نے انگریزی فوج کو جو ہلکر سے شکست پاکر یہاں گذری رسد ذخیرہ سامان کی عمدہ مدد دی جسکے سبب کچھ عرصے تک مرہٹوں نے بوندی کو بہت تباہ کیا۔

بشن سنگھ اپنے دادا کی وفات کے وقت تینتس برس کی عمر میں تھا۔ اس نے اپنے ہم قوم گوٹھڑہ کے جاگیردار بلونت سنگھ کو سرکشی کے سبب فوج بھیجکر مرواڈالا۔

سمت ۱۸۷۵ مطابق ۱۸۱۸ء ۱۰ فروری کو عہدنامے کے ذریعہ سے مہاراؤ نے انگریزی سرکار کی اطاعت قبول کی جس سے انگریزی سرکار نے وہ پرگنے جو کچھ مدت پہلے ہلکر نے دبالئے تھے لڑائی میں فتح کرکے بغیر خراج بوندی کو حوالے کئے اور کچھ علاقہ جو سیندھیا کے تحت میں باقی رہ گیا تھا وہ بھی واپس دلاکر خراج برائے نام حق قائم کیا لیکن اس موقع پر کوٹے کے نامی چالاک دیوان نے اندر گڑھ۔ بلون سا نتروڑہ اور کھتولی کی جاگیریں اپنی طرف لے لیں۔ سمت ۱۸۷۸ مطابق ۱۸۲۱ء ۱۴ جولائی کو مہاراؤ بشن سنگھ اڑتالیس ۴۸ سال کی عمر میں ہیضے کی بیماری سے مرگیا۔ اس کے وقت میں کم آمدنی کے سبب اگر کامدار سو روپیہ اور جیب خرچ کے لئے حاضر نہ کرتا تو ایک اندرجیت نام جوتے سے پٹوایا جاتا تھا۔

## ۲۵- مہاراؤ رام سنگھ

یہ سمت ۱۸۷۸ مطابق ۱۸۲۱ء ۲۸ جولائی کو اپنے والد کے بعد دس برس کی عمر میں نامی کرنل ٹاڈ کے سامنے مسند نشین ہوا اس نے اپنے چھوٹے بھائی گوپال سنگھ کو خراب عادتوں کے سبب قید کردیا جو اُسی حالت میں مرگیا۔ اسکے دغائے بھائی کشن رام نے محنت کے ساتھ خالصے کی آمدنی تین لاکھ روپے سے پانچ لاکھ

سالانہ تک پہونچائی - سمت ۱۸۸۱ مطابق ۱۸۲۵ء مین مہاراؤ کی شادی جودھپور کے مہاراجہ مان سنگھ کی بیٹی کے ساتھ ہوئی جس نے بوندی کا دو لاکھ روپیہ قرضہ اپنے پاس سے ادا کر دیا - لیکن مہارانی راٹھوڑ کی تعظیم وتکریم کشن رام دھابے بھائی کے بہکانے سے کم سمجھی جاکر اُس کو مارواڑ کے ایک راجپوت نے قتل کر ڈالا - اسپر سمت ۱۸۸۶ مطابق ۱۸۳۰ء مین بوندی والون نے دو تین مارواڑی سردارون کو جو وہان موجود تھے مروا ڈالا جودھپور کا ماتحت سردار پوکرن والا ببھوت سنگھ پانچ سو آدمیون کے ساتھ عوض لینے کو جودھپور سے چلا اور دوسری مدد بھی آنے کا خیال تھا اس واسطے پولٹیکل افسر نے درمیان مین پڑکر اس فساد کو روک دیا -

سمت ۱۹۱۵ مطابق ۱۸۵۸ء مین مہاراؤ نے غارتگر مینون کو فوج کے ذریعہ سے کامل سزا دے کر گوٹھڑہ کی جاگیر سرکشی کے سبب ضبط کرلی -

سمت ۱۹۲۲ مطابق ۱۸۶۵ء مین دو تہائی پرگنہ پاٹن جو مہاراجہ سیندھیا کے قبضے سے کئی برس پہلے انگریزی تحت مین آچکا تھا مہاراؤ کی درخواست پر کئی تحریری شرطون کے ساتھ بوندی مین شامل کیا گیا جس کی بابت اسی ہزار روپیہ سالانہ خراج علاوہ چالیس ہزار پہلے خراج کے جو عہدنامے مین درج ہے مہاراجہ سیندھیا کے عوض انگریزی سرکار کو دیا جانا قرار پایا - دوسرے برس مہاراؤ کا ولیعہد کنور بھیم سنگھ تیئیس برس کی عمر مین گذر گیا - اور دس مہینے کے بعد ۱۸۶۹ء ۲۷ ستمبر کو کنور رگھوبیر سنگھ پیدا ہوا - مہاراؤ کے خاندان مین گوٹھرہ اور دُگاڑی کے قریب رشتہ دار جاگیردار اولاد نہونے کی صورت مین رئیس کے جانشین کئے جاتے ہین - سمت ۱۹۳۲ مطابق ۱۸۷۷ء کے شاہنشاہی دربار دہلی مین مہاراؤ کو اوّل درجے کا تمغا سے ستارہ ہند اور خطاب مشیر قیصر ہند ملا - دلّی سے واپسی کے وقت جیپور کے مقام پر مہاراؤ کے ہم نام مہاراجہ رام سنگھ نے اُس کو خاطر داری کے ساتھ مہمان کیا جس سے دونون ریاستون کا قدیم رنج دور ہوا -

سمت ۱۹۴۰ مطابق ۱۸۸۳ء مین مہاراؤ نے جودھپور جاکر اپنے کنور رگھوبیر سنگھ کا بیاہ مہاراجہ جسونت سنگھ دوم کی بہن کے ساتھ کیا - رئیس نے سمت ۱۹۴۵ مطابق ۱۸۸۸ء مین اپنے ہم قوم کاپرن کے زمیندار بیر سنگھ کی جاگیر اُس کی سرکشی کے سبب سے ضبط کی - یہ مہاراؤ انگریزی افسرون کی ملاقات اور سرکاری حکمون کی تعمیل سے پرہیز رکھنا چاہتا تھا لیکن کئی بار سخت تاکید ہونے سے اس مین کسی قدر درستی پیدا ہوگئی وہ پُرانی رسمون کا نہایت پابند لیکن رعایا کے معاملات مین انصاف پسند سمجھا جاتا تھا مہاراؤ رام سنگھ نے ۱۸۸۹ء مین ۶۸ سال کی حکومت کے بعد انتقال کیا اُسکے بیٹے رگھبیر سنگھ نے جانشینی کی -

## ۲۶ - مہاراؤ رگھبیر سنگھ جی

۲۱ ستمبر ۱۸۶۹ء کو پیدا ہوئے تھے اور ۲۸ مارچ ۱۸۸۹ء کو مسند نشین ہوئے ۱۸۹۰ء مین اُنکو پورے اختیارات ملے ۱۸۹۹ و ۱۹۰۰ء کی قحط سالی مین اُنھون نے چار لاکھ روپیہ کار خیر مین صرف کیا اور

اسی قدر رقم محاصل کی معاف کردی - سنہ ۱۸۹۴ء مین مہاراؤ رگھبیر سنگھ کو کے سی - آئی - ای کا خطاب ملا اور سنہ ۱۸۹۷ء مین کے - سی - ایس - آئی - کا اور سنہ ۱۹۰۱ء مین جی - سی - آئی - ای کے خطاب سے ممتاز کیے گئے ہم جنوری سنہ ۱۹۰۳ء کو ملک معظم نے اُنکو جی - سی - وی - او کا اعزاز عطا کیا اُنکی سلامی ۱۷ ضرب توپ ہے - ۲۴ دسمبر کو ملکہ معظمہ نے بوندی کو شرف قدوم بخشا -

# فصل - تاریخ کوٹہ

---

## جغرافیہ

راج کوٹہ جنوبی مشرقی راجپوتانہ مین خطوط عرض بلد شمالی ۲۴ درجہ ۳۰ دقیقہ اور ۲۵ درجہ ۵۰ دقیقہ اور خطوط طول بلد شرقی ۷۵ درجہ ۳۵ دقیقہ اور ۷۶ درجہ ۵۶ دقیقہ کے درمیان واقع ہے یہ ریاست آمدنی کے لحاظ سے اودیپور - جیپور اور جودھپور کے بعد دوسری ریاستون سے بڑی سمجھی جاتی تھی - اُس کے شمال مین بوندی مغربی طرف بھینسروڑ علاقہ اودیپور جنوب مین مکندرہ گھاٹہ سرحد ہوکر اور جھالاواڑ مشرق مین پرگنہ چھبڑہ متعلق ٹونک اور گوالیار کا علاقہ ہے طول مشرق سے مغرب کو نوے میل عرض اس کے خلاف اسی میل - رقبہ چار ہزار تین سو چالیس میل مربع آبادی ۵۱۷۲۷۵ - فوج سوار و پیدل پانچہزار کے قریب اور آمدنی خالصہ اٹھائیس لاکھ روپیہ سالانہ جس مین سے تین لاکھ پچاس ہزار کے قریب روپیہ خراج اور دیولی فوج خرچ کی بابت انگریزی سرکار کو دیا جاتا ہے -

اس ریاست کی زمین شمال و مشرقی پست ہے جدھر چنبل - کالی سندھ - نیوج اور کئی برساتی ندیان بہتی ہین - ایک متوسط بلند پہاڑون کا سلسلہ جنوب و مشرق سے شمال و مغرب کو چلا گیا ہے جو پہلے راج کوٹہ کے دو برابر حصے کرتا تھا اور اب جھالاواڑ کی علیحدہ ریاست قائم ہونے سے سرحد سمجھا گیا ہے - یہی پہاڑ راجپوتانے کو مالوے سے جدا کرتے ہین جن مین مکندرہ گھاٹہ بڑی گذرگاہ ہے - راج کوٹہ کا اکثر علاقہ سرسبز و آباد ہے جس مین ہر قسم کی پیداوار ہوتی ہے لیکن سخت گرمی کے بعد زیادہ بارش ہونے پر آب و ہوا کی خرابی سے ہمیشہ بیماریون کا زور رہتا ہے

شہر کوٹہ دریاے چنبل کے کنارے پر آباد ہے جس کے مشرقی طرف ایک بڑے تالاب اور درختون کی کثرت سے رونق نظر آتی ہے - آبادی کی شہر پناہ جس مین جابجا برج بنے ہوئے ہین اور جس کے گرد خشک خندق کھدی ہوئی ہے پختہ اور مضبوط ہے شہر سے علیحدہ ایک گڑھی کے اندر محل چھتریان اور مینار بنے ہوئے ہین - جن کے شمال مین ایک برج سے دریا کے ہر طرف علاقے کی نگرانی ہوسکتی ہے - شہر کے مقابل چنبل کے اندر ایک ٹاپو مین گرم موسم کے لئے رئیس کے رہنے کا جل محل بنا ہوا ہے - خاص شہر بڑا ہے جس مین بہت سے مندر اور کئی مسجدین اچھی بنی ہوئی ہین یہان کے اکثر ساہوکار دولتمند اور عام پیشہ ور لوگ خوش حال ہین - لیکن آب و ہوا کی

خرابی سے شہر کے باشندون کو بیماریون کی شکایت ضرور رہتی ہے شہر کوٹہ عرض بلد شمالی ۲۵ درجہ ۱۰ دقیقہ طول بلد مشرقی ۷۵ درجہ ۵۲ دقیقہ پر واقع ہے کوٹیہ (بواو مجہول) بھیلون کی آبادی کی وجہ سے کوٹہ شہر کا نام ہوا ہے بعض نوشتون مین ہے کہ راج کوٹہ مین چالیس لاکھ روپیہ سالانہ آمدنی کے کل ایک ہزار چار سو ترانوے (۱۴۹۳) گانؤن ہین جن مین سے ایک چہارم ماتحت جاگیر دارون اور مذہبی خیرات وغیرہ مین بٹے ہوئے ہین اور باقی تمام خالصہ ہے ۔

## تاریخ

کوٹے کے رئیس ہاڑہ نسل سے بوندی والون کی چھوٹی شاخ مین اُنکے ہم قوم ہین شاہ جہان بادشاہ کے شروع عہد مین یہ ریاست قائم ہوئی اور کشن گڑھ اور رتلام وغیرہ کی طرح مغل بادشاہون کی بخشش کا نشان ہے سمت ۱۶۸۸ مطابق ۱۶۳۲ء مین جبکہ بوندی کا راؤ رتن بادشاہی نوکری پر دکن مین مرگیا تو اُس کا ولی عہد پوتا شتر سال جس کا باپ گوپی ناتھ مرچکا تھا کم عمری کے سبب نوکری پر نہ جاسکا اس لئے راؤ رتن کے دوسرے بیٹے اور شتر سال کے چچا مادھو سنگھ کو جو پہلے سے بادشاہی منصب دار بنکر دکن کی لڑائیون مین عمدہ کارگذاریان دکھلا چکا تھا شاہ جہان کے حکم سے پرگنہ کوٹہ اور پھلائتہ علیحدہ جاگیر مین ملا جس کی پوری تفصیل بوندی کی تاریخ مین راؤ رتن کے مرنے پر لکھی گئی ہے اس وقت سے تقریبًا پونے تین سو برس پہلے یہ ریاست علیحدہ قائم ہوکر اول درجے کی ریاستون جیپور اور جودھپور وغیرہ اور دوسرے درجے کی بیکانیر و بوندی کے بعد کشن گڑھ اور جیسلمیر وغیرہ کی طرح تیسرے درجے مین شمار کی گئی تھی ۔ لیکن سو برس کے بعد محمد شاہ بادشاہ کے عہد مین راؤ بھیم سنگھ نے جس کے پہلے تین رئیس بادشاہی نوکری مین کام آچکے تھے اور اُس کی جان بھی اسی قسم کی خیر خواہی مین گئی بوندی وغیرہ کے برخلاف سید وزیرون کی موافقت سے علاقہ بڑھا کر کوٹے کو دوسرے درجے پر پہونچایا اگر بھیم سنگھ وزیرون کی طرف سے نظام الملک کے مقابلے پر مارا نہ جاتا تو تمام ہاڑوتی کا ملک کوٹے مین داخل ہوکر اُس کے جیپور اور جودھپور کے برابر ہو جانے مین کوئی شبہ نہ رہتا ۔ دلی کی سلطنت تباہ ہونے پر بھی چالاک و ہوشیار دیوان ظالم سنگھ جھالا نے جس کی اولاد کے واسطے جھالرا پاٹن کی ریاست علیحدہ نکل گئی کوٹے کو اس طرح ترقی دیکر سنبھالا کہ اس وقت تک اودیپور ۔ جیپور اور جودھپور اور بیکانیر کے بعد باقی راجپوتانے کی سب ریاستون سے اُسکی مالی حالت بہتر ہے ۔

## ۱ - راؤ مادھو سنگھ

راؤ رتن کا چھوٹا بیٹا تھا ۱ سنہ جلوس شاہ جہانی مین منصب ہزاری ذات ششصد سوار پر سرفراز ہوا ۔ ۲ سنہ جلوس مین خان جہان لودی کے تعاقب پر مامور ہوا ۔ ۳ سنہ جلوس مین شائستہ خان کی ماتحتی مین مہم دکن مین متعین ہوا اس کے بعد سید مظفر خان کے ساتھ خان جہان لودی کی سرکوبی پر تعینات ہوا اثنائے تعاقب مین ایک مرتبہ خان جہان کے برابر جا پہونچا اور گھوڑے سے اُتر کر اُس پر برچھے کا

وار کیا دونون مین ایسا معرکہ ہوا کہ رستم و اسفندیار کے معرکے یاد آ گئے شاہ جہان نے اس حسن خدمت کے صلے مین علم مرحمت کر کے منصب دو ہزاری و ہزار سوار پر سرفراز کیا اسی سال باپ کے مرنے کے بعد منصب دو ہزار و پانصدی ذات دو ہزار سوار پر مفتخر ہوا اور بادشاہ نے پرگنہ کوٹہ اور پھلائتہ جاگیر مین مرحمت کیا اس نے راج پا کر چھوٹے جاگیرداروں اور بھیلوں کو تابع کرنے سے اپنا علاقہ بڑھایا۔ ۶ سنہ جلوس مین شاہزادہ شجاع کے ساتھ مہم دکن پر مامور ہوا اور مہابت خان کی وفات کے بعد خان دوران بہادر صوبہ دار دکن کی نیابت مین برہان پور کا صوبہ دار مقرر ہوا۔ ۱۰ سنہ جلوس مین منصب سہ ہزاری ذات دو ہزار سوار پر ترقی پائی۔ ۱۱ سنہ جلوس مین شاہزادہ شجاع کے ساتھ کابل مین تعینات ہوا ۱۴ سنہ جلوس مین منصب سہ ہزار و پانصدی اور ۱۶ سنہ مین منصب چہار ہزاری سے مفتخر ہوا۔ ۱۷ سنہ جلوس مین امیر الامراء صوبہ دار کابل کی کمک پر مامور ہوا اس کے بعد بلخ کی قلعداری پر سرفراز ہوا۔ ۲۱ سنہ جلوس مین بیمار ہو کر رخصت پر وطن گیا اور اسی سال کہ سمت ۱۷۰۵ مطابق سنہ ۱۶۴۸ء (سنہ ۱۰۵۷ھ) تھے گذر گیا اسکے پانچ بیٹون مین سے بڑا مکند سنگھ گدی پر بیٹھا۔ موہن سنگھ کو پھلائتہ۔ جھجھار سنگھ کو کوٹڑہ۔ کنھی رام کو کوٹلہ اور کشور سنگھ کو سانگود جاگیر مین ملا انکی اولاد کوٹے کے عزت دار سردار اور مادھانی ہاڑا کہلاتی ہے۔

## ۲- راؤ مکند سنگھ

مادھو سنگھ کا بڑا بیٹا تھا۔ باپ کے مرنے کے بعد ۲۱ سنہ جلوس مین دربار شاہجہانی مین حاضر ہوا۔ بادشاہ نے منصب دو ہزاری ذات و پانصد سوار پر سرفراز کر کے کوٹہ وغیرہ بدستور جاگیر مین عطا کیا۔ اسی سال منصب ہزار و پانصدی ترقی ہوئی۔ ۲۲ سنہ جلوس مین شاہزادہ اورنگ زیب کے ساتھ مہم قندھار پر متعین ہوا۔ ۲۵ سنہ جلوس مین علم و نقارہ مرحمت ہو کر منصب سہ ہزاری سے ممتاز ہوا اور شاہزادہ اورنگ زیب کے ساتھ دوبارہ مہم قندھار پر روانہ ہوا۔ ۲۶ سنہ جلوس مین شاہزادہ داراشکوہ کے ساتھ تیسری مرتبہ مہم قندھار مین شریک ہوا وہان سے واپس آ کر منصب سہ ہزاری ذات و دو ہزار سوار پر مفتخر ہوا۔ ۲۸ سنہ جلوس مین علامی سعد اللہ خان کے ساتھ قلعہ چتوڑ کی منہدمی پر مامور ہوا۔ ۱۰۶۸ ہجری مین شاہجہان کے بیمار پڑ جانے پر اس کے بیٹون نے تخت کے لئے لڑائیان کین تو راؤ اپنے تین بھائیون اور جمعیت سمیت داراشکوہ کی طرف سے مہاراجہ جسونت سنگھ کے ساتھ متعین ہو کر اجین کی لڑائی مین شریک ہوا اس معرکے مین اس بہادر نے اپنی جان کو جان نہین سمجھا اور سب سے پہلے ہمت کر کے مع اپنے چھوٹے بھائی موہن سنگھ کے اورنگ زیب کے توپخانے پر جا گرا اور حملہ ہائے مردانہ سے ہراول کی صفون کو تہ و بالا کرتا ہوا خاص اورنگ زیب کے ہاتھی کے پاس جا پہونچا اور نہایت بے نظیر شجاعت کے ساتھ لڑ کر اپنی جان عزت پر قربان کر گیا اور کشور سنگھ کو سخت زخمی ہونے کے سبب ہمراہی لوگ بچا لائے۔ مکند سنگھ نے انتہ وغیرہ مقام کے محل بنوائے تھے۔ اور گھاٹہ مکندرہ جو ہاڑوتی اور مالوے کی سرحد ہے اسی کے نام سے مشہور رہا ہے۔

## ۳- راؤ جگت سنگھ

عالمگیر کے عہد مین مکند سنگھ کا بیٹا جگت سنگھ حاضر دربار ہوا باپ کا جانشین مقرر کیا گیا۔ دو ہزاری منصب پاکے

بادشاہ کے حکم سے دکن مین نوکری دیتا رہا اور سمت ۱۷۲۶ مطابق ۱۶۷۰ء (۱۰۹۲ھ) مین لاولد انتقال کر گیا۔ جگت سنگھ کے بعد اُس کے چچا کنیّا رام کا بیٹا پیم سنگھ گدی پر بٹھایا گیا لیکن چند روز مین سردارون نے اُسے بے دقوف جان کر کوٹلہ کی جاگیر پر روانہ بھیجدیا۔ جہان اب تک اُس کی اولاد موجود ہے اور مکند سنگھ کے بھائی کشور سنگھ سانگود والا کو راج ملا عالمگیر بادشاہ نے بھی اسکی مسند نشینی منظور کر لی۔

## ۴- راؤ کشور سنگھ

یہ اپنے بھتیجے کے بعد راج پا کر شاہزادہ محمد اعظم شاہ کے ساتھ مہم بیجاپور مین متعین ہوا اور اس مہم مین شجاعت و کارگذاری کے جوہر دکھا کر زخمی ہوا سنہ ۳۰ جلوس عالمگیری مین شاہزادہ محمد معظم کے ساتھ مہم حیدرآباد مین مامور ہوا اور سنہ ۳۳ جلوس مین نقارہ مرحمت ہوا اور دکن مین سمت ۱۷۴۲ مطابق ۱۶۸۶ء مین بادشاہی دشمنون سے مقابلہ کر کے مارا گیا۔ اس کے تین بیٹون بشن سنگھ۔ رام سنگھ۔ اور ہرناتھ مین سے بڑا دکن کی لڑائی پر نہ جانے کے سبب راج سے محروم رہ کر انتہ کا جاگیردار بنا اور دوسرے رام سنگھ کو گدی حاصل ہوئی۔

## ۵- راؤ رام سنگھ

اپنے باپ کے مارے جانے کے وقت دکن مین متعین تھا ذوالفقار خان کی سفارش سے سنہ ۳۵ جلوس مین کوٹے کی جاگیر پر عالمگیر نے اسکو سرفراز کیا اور اُس کا منصب جو اس وقت تک شش صدی تھا ہزاری کر دیا رام سنگھ نے مرہٹون کی لڑائیون مین ذوالفقار خان کے ساتھ نہایت جان فشانی اور اخلاص سے خدمتین انجام دین اور اُنکے صلے مین سنہ ۴۴ جلوس مین نقارہ مرحمت ہو کر سنہ ۴۸ جلوس مین منصب دوہزار و پانصدی ذات و سوار سے مفتخر ہوا اور موئیدانہ پرگنہ بوندی کی جاگیر جس کی اُس کو بہت تمنا تھی مرحمت ہوئی۔ عالمگیر کے انتقال پر بہادر شاہ کابل سے اور اعظم شاہ دکن سے مقابلے کو چلے پہلے کے ساتھ بوندی کا راؤ بدھ سنگھ اور دوسرے کے ہمراہ رام سنگھ تھا جس کو اُس نے منصب چار ہزاری سے سرفراز کیا تھا۔ لڑائی مین بہادر شاہ نے فتح پا کر راؤ بدھ سنگھ کو راؤ راجہ خطاب دیا اور راؤ رام سنگھ وغیرہ اعظم شاہ کے ساتھ مارے گئے اسی وقت سے کوٹہ و بوندی والون کے آپس مین رنج پیدا ہوا۔

## ۶- راؤ بھیم سنگھ

اس نے سمت ۱۷۶۴ مطابق ۱۷۰۷ء مین اپنے والد کے مارے جانے کے بعد گدی پر بیٹھ کر کوٹے کو بڑے درجے پر پہونچایا۔ سیر المتاخرین مین لکھا ہے کہ بوندی کے راؤ بدھ سنگھ اور کوٹے کے راؤ بھیم سنگھ مین ملک محروثی کی بابت عداوت تھی بدھ سنگھ نے راج پر تسلط پا کر بھیم سنگھ کو نکال دیا بھیم سنگھ نے امیر الامرا حسین علیخان سے مدد چاہی حسین علی خان نے اپنے بخشی کو مع چھ ہزار سوار کے بھیم سنگھ کی مدد پر روانہ کیا اور حکم دیا کہ بدھ سنگھ کی تنبیہ کے بعد باتفاق بھیم سنگھ دج سنگھ صوبہ مالوہ کی سرحد پر جا کر دوسرے حکم کا منتظر رہے۔

اب مین اصل حال پر روشنی ڈالتا ہون کہ بہادر شاہ اور جہاندار شاہ کے بعد راؤ راجہ بدھ سنگھ کو

مصیبتون کا سامنا ہوا اور راؤ بھیم سنگھ نے سید عبداللہ خان اور حسین علی خان وزیرون کی معرفت بادشاہی سند سے قلعہ گاگرون - اہیر واڑہ - شیر گڑھ - سنگرول - بڑود - اور منوہر تھانہ وغیرہ مقامات حاصل کرنے کے بعد بوندی پر حملہ کر کے ریاستی سامان رن سنگھ یعنی لڑائی کا نقارہ اور جھنڈا جو شاہجہان کی طرف سے راؤ رتن کو عطا ہوا تھا چھین لیا - انکو واپس لینے مین بوندی والون کو کئی بار فریب کرنے پر بھی ناکامی ہوئی -

محمد شاہ کے عہد مین سید وزیرون کا بڑا مخالف نواب آصف جاہ نظام الملک فتح جنگ تھا جسکی اولاد مین اب حیدر آباد والے ہین اس لئے وزیرون نے اُس کو مالوہ کی صوبہ داری سے معزول کر کے دلی بلایا اور اُس نے بے آبروئی کے خیال سے اس حکم کی تعمیل نہ کی - سیدون نے خود دلی سے دور جانا مناسب نہ جان کر اپنے رشتہ دار عالم علی خان - دلاور علی خان کو بوٹے کے راؤ بھیم سنگھ اور نرور کے کچھواہہ راجہ گج سنگھ کو بیس ہزار عمدہ فوج دیکر نظام کی بیدخلی کے لئے روانہ کیا تجویز تھی کہ کامیابی کے بعد دلاور علی خان مالوے کا صوبہ دار ہو اور راؤ بھیم سنگھ کو جو اس وقت سات ہزاری منصب پر پہونچا یا گیا تھا مہاراجہ خطاب اور تمام ہاڑوتی جاگیر مین ملکر جودھپور والے اجیت سنگھ کے سوا دوسرے راجاؤن سے بادشاہی دربار مین اونچی نشست دلائی جائے غرضکہ یہ لوگ سمت ۱۷۷۸ مطابق ۱۷۲۱ء مین بوندی کو تباہ کرتے ہوئے مالوے مین پہونچے جہان اُنکو برہانپور کے قریب سات ہزار فوج سے نظام الملک نے تباہ کر دیا اور اُنکی سب اُمیدین خاک مین ملگئین - اس موقع پر اگرچہ راؤ بھیم سنگھ کامیاب نہو سکا لیکن جو کچھ وہ چھوڑ گیا اُس کے بزرگون کی جاگیر سے زیادہ تھا اسی اُمید پر ساٹھ برس کے عرصے مین کوٹے کے چار رئیس مکند سنگھ - کشور سنگھ - رام سنگھ - اور بھیم سنگھ خاص بادشاہی لڑائیون مین کام آئے - راؤ بھیم سنگھ کے بعد اُس کے تین بیٹون ارجن سنگھ - شیام سنگھ اور درجن سال مین سے بڑے نے گدی پائی -

## ۷ - راؤ ارجن سنگھ

سمت ۱۷۷۸ مطابق ۱۷۲۱ء جون مین اپنے والد کے مارے جانے کے بعد کوٹے کا مالک ہوا اسنے مادھو سنگھ جھالا کی بہن کے ساتھ شادی کی جس کے رشتہ دارون مین سے کچھ عرصے کے بعد ظالم سنگھ نامور شخص پیدا ہوا راؤ کے چار سال راج کر کے لاولد فوت ہو جانے پر اُس کے چھوٹے بھائیون مین سے شیام سنگھ کے مارے جانے کے بعد درجن سال نے راج پایا -

## ۸ - راؤ درجن سال

اس کو سمت ۱۷۸۱ مطابق ۱۷۲۵ء مین محمد شاہ کی طرف سے راج تلک اور خلعت ملا سمت ۱۷۹۵ مطابق ۱۷۳۹ء مین مرہٹون کو رسد وغیرہ کی مدد دینے کے عوض اسے قلعہ ناہر گڑھ حاصل ہوا اور اس کے دوسرے سال ہمت سنگھ جھالا قلعہ دار کا بھتیجا ظالم سنگھ پیدا ہوا جس کے نامۂ اعمال سے ہاڑون کی پچھلی تاریخ بھری ہوئی ہے اس راؤ کو میواڑ کے مہارانا جگت سنگھ دوم نے اپنی بیٹی بیاہ کر بائین طرف گدی پر بیٹھنے کی عزت دی اور اسکے نام دوسرے رئیسون کی طرح خریطہ لکھا جانا جاری کیا - سمت ۱۸۰۰ مطابق ۱۷۴۴ء مین جیپور کے راجہ ایشوری سنگھ نے

بوندی دبا کر کوٹے پر اپنی فوج بھیجی جس کو نقصان اُٹھا کر واپس جانا پڑا سمت ۱۸۰۵ مطابق ۱۷۴۹ء مین راؤ نے ہلکر کے ہمراہ مدد دے کر اُمید سنگھ کو بوندی واپس دلائی جس کے سبب کوٹے کو مرہٹون کا خراج گذار بننا پڑا۔ دوسرے سال راؤ نے قلعہ گوگور کے کھیچی چوہانون کو تابع کرنا چاہا لیکن اس مین ناکامی ہوئی سمت ۱۸۱۳ مطابق ۱۷۵۷ء مین راؤ درجن سال لاولد انتقال کر گیا اور راؤ کشور سنگھ کا پوتا اور بشن سنگھ جاگیردار انتہ کا بیٹا اجیت سنگھ اسّی برس کی عمر مین راج کا مالک کیا گیا

## ۹- راؤ اجیت سنگھ

یہ گدی پر بیٹھکر ڈھائی برس کے بعد فوت ہوگیا اور اس کے تین بیٹون چتر سال (شتر سال) گمان سنگھ اور راج سنگھ مین سے بڑے کو ریاست ملی اسوقت ہمت سنگھ جھالا کے مرنے سے اُسکا بھتیجا ظالم سنگھ قلعہ دار تھا۔

## ۱۰- راؤ شتر سال اول

سمت ۱۸۱۶ مطابق ۱۷۶۰ء مین مسند نشین ہوا جس کے دوسرے سال جیپور کے راجہ مادھو سنگھ نے کوٹے پر فوج بھیجی لیکن وہ بھٹورہ مقام سے ظالم سنگھ کی دلیری کے سبب جس نے کہ ہلکر کو بھی مدد کیلئے بلالیا تھا واپس گئی سمت ۱۸۲۲ مطابق ۱۷۶۶ء مین راؤ شتر سال کے لاولد فوت ہو جانے سے اُس کا چھوٹا بھائی گمان سنگھ راج کا وارث ہوا۔

## ۱۱- راؤ گمان سنگھ

اس نے راج پاکر ظالم سنگھ کی جاگیر ضبط کرلی تھی جس سے وہ اودیپور مین جا رہا لیکن جب اُسکی چالاکیان وہان کامیاب نہوئین تو وہ واپس کوٹے کو آگیا راؤ نے کچھ عرصے تک اُس پر توجہ نہ کی مگر جب مرہٹون نے لڑائی کرکے کوٹے کو بہت نقصان پہونچایا تو ظالم سنگھ کی معرفت چھ لاکھ روپیہ فوج خرچ دیے جانے پر صلح ہوئی اس کارگذاری کے عوض راؤ نے ظالم سنگھ کو نانداتہ کی قدیم جاگیر بحال کردی۔

سمت ۱۸۲۷ مطابق ۱۷۷۱ء مین راؤ گمان سنگھ نے اپنی سخت بیماری کے سبب زندگی سے نا اُمید ہوکر اپنے دس برس کے بیٹے اُمید سنگھ کو حفاظت کی غرض سے ظالم سنگھ کی گود مین بٹھایا جس سے راؤ کے مرنے کے بعد اُس کو کم عمر رئیس اور کم طاقت ریاست پر ہر طرح کا دخل حاصل ہوگیا۔

## ۱۲- راؤ امید سنگھ

اس کے پچاس برس عہد مین دیوان ظالم سنگھ کو سیاہ و سفید کرنے کا بالکل اختیار تھا جس کسی نے اُس کو روکنا چاہا وہ جلاوطن یا قید و قتل کیا گیا۔ اکثر سرداروں کی جاگیرین بالکل ضبط یا بہت کم باقی رہ گئین سمت ۱۸۶۰ مطابق ۱۸۰۴ء مین ظالم سنگھ نے علاقے کا دورہ کرکے پچیس لاکھ سالانہ کی عوض ۳۵ لاکھ جمع قائم کی جس سے کسان غیر علاقون مین بھاگ گئے اور اُنکی جگہ جاگیردارون کو زمینین ضبط ہونے سے کھیتی کرنی پڑی۔ پانچ برس کے بعد دیوان نے مالگذاری اور راہداری کے سوا کئی قسم کے واہیات محصول

جاری کئے - بیوہ عورتون سے دوسری شادی کرنے کا محصول فقیر اور جوگیون سے تو نیہ برار اور بھنگیون سے جھاڑو برار لیا جانا قرار پایا - جو دس برس کے بعد چارنون اور بھاٹون کی ہجو سے تنگ آکر اُس کے بیٹے مادھو سنگھ نے معاف کرایا لیکن ہجو کرنے والون سے رنج کے سبب دیوان نے تاکیدی حکم جاری کیا کہ بھاٹ اور برہمن وغیرہ کسی محصول سے بری نہ سمجھے جائیں -

سنہ ۱۸۰۴ء مین کرنل مونسن کو جبکہ وہ ہلکر سے شکست پاکر کوٹے مین آیا رسد وغیرہ پہونچانے کے سوا دیوان نے کوئی مدد نہ دی جس سے سرکار کو ناراضی ہوئی دوسری طرف ہلکر نے چڑھائی کرکے دس لاکھ روپیہ طلب کیا لیکن امیر خان وغیرہ ظالم سنگھ کے دوستون نے ملاقات پر فیصلہ ٹھہرایا - ظالم سنگھ خود فریبی تھا اور فریبون کو خوب پہچانتا تھا اس لئے اُس نے چنبل دریا کے اندر کشتیون کے ذریعہ سے ملاقات منظور کی دونون فوجین مقابل کنارون پر ٹھہری رہین ایک طرف سے ظالم سنگھ جو بالکل اندھا ہوگیا تھا اور دوسری طرف سے ہلکر جو کانا تھا دو کشتیون مین بیٹھ کر ملے ہلکر اپنی ضرورت اور ظالم سنگھ کی مروت سے تین لاکھ روپے لیکر چلا گیا - ظالم سنگھ کے تحت مین بیس ہزار جرار فوج تھی - اُس نے فوجی عہدون پر مسلمان پٹھان اور ملکی کامون پر مرہٹہ پنڈت نوکر رکھے تھے دلیل خان اور محراب خان اُس کے بڑے اعتباری مصاحب تھے جنکی تجویزون سے کوٹے کا مضبوط قلعہ اور نیا شہر جھالرا پاٹن نام بن کر تیار ہوا -

سمت ۱۸۷۴ مطابق سنہ ۱۸۱۷ء مین دیوان ظالم سنگھ نے انگریزی پولیٹکل افسر کو جو ہاڑوتی مین مقرر ہوا اور جنرل سر جان مالکم کو جو پریشانی مین دکن سے آرہا تھا عمدہ مدد دی اس لئے سرکار کی طرف سے چار پرگنے دیگ پنچ پہاڑ - اہوہ - اور گنگرار جو ہلکر کی طرف سے اُس کے ٹھیکے مین تھے انعام کے طور پر اُس کو دیے گئے - لیکن اُس نے ایک بڑی ریاست کا مختار رہنے کے عوض مختصر علاقے کا جاگیردار بننا پسند نہ کرکے چارون پرگنون کی سند راؤ اُمید سنگھ کے نام جو نام کے لئے راج کا مالک تھا - گورنر جنرل سے حاصل کی - اسی سال سرکاری عہد نامہ کوٹے کے ساتھ ہوا جس مین ضمیمہ کے طور پر سر چارلس مٹکاف رزیڈنٹ نے کسی سبب سے راج رانا ظالم سنگھ اور اُس کی اولاد کا ہمیشہ کو عہدہ دیوانی پر مختار رہنا درج کرادیا جو مدت کے بعد ریاست جھالرا پاٹن کے علیحدہ ہونے کی بنا ہوئی -

سمت ۱۸۷۶ مطابق سنہ ۱۸۱۹ء ماہ نومبر مین راؤ اُمید سنگھ کے انتقال پر اُس کے تین بیٹون کشور سنگھ - بشن سنگھ اور پرتھوی سنگھ مین سے بڑا کنور ۴۵ سال کی عمر مین گدی پر بیٹھا -

## ۱۳ - راؤ کشور سنگھ دوم

سمت ۱۸۷۶ مطابق سنہ ۱۸۱۹ء مین نام کے لئے راج کا مالک ہوا - اس نے ظالم سنگھ کے بے حد اختیارات ضبط کرنے چاہے جس مین اُس کو ناکامی ہوئی - کیونکہ پولیٹکل افسر دیوان کا مددگار تھا کئی بار صفائی اور رنجش ہوئے پر راؤ سمت ۱۸۷۸ مطابق سنہ ۱۸۲۱ء مین تنگ ہو کر اول بوندی اور پھر بندرابن کو چلا گیا - لیکن کئی مہینے کے بعد

خرچ نہ رہنے سے واپس کوٹے مین آیا اس وقت دیوان یعنی نوکر کی سختی اور راؤ کی تنگدستی پر راجپوتانے کے ہر ایک رئیس کو افسوس تھا اگر انگریزی سلطنت کا قیام اور عہد نامہ طے نہ پاجاتا تو ظالم سنگھ بے شک راج دباکر کوٹے کا راجہ بن جاتا - مجبوراً اُس نے عہدنامے کے موافق اپنا عہدہ قائم رہنے کے واسطے سرکار سے مدد مانگی -

ظالم سنگھ اپنی سفید داڑھی کو مالک کے ساتھ مقابلہ کرکے بدنامی کا داغ لگانے سے بچنے کی فکر مین تھا لیکن شوق حکومت نے سب باتین بھلادین یکم اکتوبر سنہ ۱۸۲۱ء کو لڑائی کا سامان ہوگیا - دیوان آٹھ پلٹنین چودہ رسالے اور تیس توپین لیکر تیار ہوا اور انگریزی فوج جس مین دو پلٹنین چھہ رسالے اور ایک توپخانہ تھا اُس کی مدد کو دہنی طرف جمائی گئی اشارہ ہوتے ہی دیوان کی فوج نے حملہ کیا جس کو راؤ صاحب کے بہادر راجپوتون نے روکا رئیس ساتھیون سمیت دبکر ندی پار اُتر گیا جہان دوبارہ دھاوہ کئے جانے پر اُس کے ہمراہیون نے دو انگریزی رسالون کو ہٹادیا جس مین کرنل برچ سخت زخمی ہوا اور لفٹننٹ کلارک اور رِیڈ رجان سے مارے گئے آخر تمام فوج اور انگریزی توپخانے کی مار سے راؤ جوار کے گنجان کھیتون مین ہوکر نکل گیا اور اُس کا چھوٹا بھائی پرتھوی سنگھ لڑکر مارا گیا - ہاڑوتی کی سرحد سے پولٹیکل افسر نے فوج کو روک لیا کیونکہ دیوان کا عہدہ بحال رکھنے کے سوا غیر علاقون مین فساد پھیلانے کی اجازت نہ تھی -

راؤ ہاڑوتی سے نکل کر میواڑ مین ناتھ دوارہ مقام کو چلا گیا - جہان سے اُس کے اکثر ساتھی علٰحدہ ہوگئے اور اُس نے مذہبی اعتقاد سے کوٹے کو شری کرشن کے نام پر نذر کردیا - جس کے سبب قلعۂ کوٹہ کا پانچہزار روپیہ سالانہ پہلی دی ہوئی جاگیر کے سوا کرایے کے طور پر اب تک ادا کیا جاتا ہے - کچھ دنون کے بعد مہارانا بھیم سنگھ کی صلاح سے میجر ٹاڈ کی معرفت صفائی ہوکر راؤ کے کوٹہ جانے پر دیوان نے اُس کو خاطرداری سے رکھا -

جیٹھ سدی ۸ سمت ۱۸۸۰ مطابق ۵ جون سنہ ۱۸۲۴ء کو چوراسی برس کی عمر مین ظالم سنگھ کے مرنے پر اُسکا بیٹا مادھو سنگھ دیوان مقرر ہوا جس نے رئیس کو خوش رکھا - سمت ۱۸۸۴ مطابق سنہ ۱۸۲۸ء مین راؤ کشور سنگھ اور تھوڑے دنون کے بعد مادھو سنگھ مرگیا - رئیس کا کنور رام سنگھ اور دیوان کا بیٹا مدن سنگھ اپنے حق اور عہدے پر قائم ہوئے جنکے آپس مین کبھی اتفاق نہونے سے کوٹے کا تہائی حصہ نکل کر دیوان کے لئے ایک علٰحدہ ریاست جھالرا پاٹن پیدا ہوئی -

## ۱۴ - مہاراؤ رام سنگھ دوم

اس نے گدی پر بیٹھ کر دیوان مدن سنگھ سے کبھی رضامندی اور اطمینان ظاہر نہ کیا اور سمت ۱۸۹۰ مطابق سنہ ۱۸۳۴ء مین بڑے فساد کا اندیشہ پیدا ہوا اس لئے سمت ۱۸۹۴ مطابق سنہ ۱۸۳۸ء مین مہاراؤ کی منظوری سے جو کسی دباؤ یا فریب سے حاصل کی گئی دیوانی اور مختاری کے عہدے سے مدن سنگھ کا استعفا منظور ہوکر سرکاری حکم کے موافق راج کوٹہ کی چھتیس لاکھ روپیہ سالانہ آمدنی مین سے ایک تہائی یعنی بارہ لاکھ آمدنی کے سترہ پرگنے دیوان کو علٰحدہ جاگیر کے طور پر دیے گئے اور نئی ریاست جھالرا پاٹن نام قائم ہوکر وہان کے رئیس کو

میواڑ کے جھالا سرداروں کی طرح راج رانا کے عوض مہاراج رانا خطاب انگریزی سرکار سے ملا۔ اس کی بابت ایک نیا عہد نامہ ایک طرف مہاراؤ رام سنگھ دوم اور دوسری طرف کپتان لڈلو پولٹیکل اجنٹ اور کرنل ہربوس رزیڈنٹ راجپوتانہ کے دستخط سے تحریر ہو کر کوٹہ کا ایک تہائی خراج یعنی اسی ہزار روپیہ سالانہ جھالرا پاٹن کے ذمے قرار پایا اور ایک کنٹنجنٹ فوج بھرتی ہو کر اُس کے خرچ کو تین لاکھ روپے سالانہ کوٹے سے لیا جانا مقرر رہا جو مہاراؤ صاحب کی ہمیشہ تکرار رہنے کے سبب سمت ۱۹۰۱ مطابق ۱۸۴۴ء سے دو لاکھ رہ گیا۔ اس موقع پر خلاف دستور ایک تہائی راج دیوان کے لئے تقسیم ہو جانے پر بھی تمام فوج خرچ تنہا کوٹے کے ذمے قائم کر کے جھالرا پاٹن کو اُس سے بالکل بری رکھنا غیر مناسب ہوا۔

۱۸۵۷ء کے غدر میں کنٹنجنٹ فوج نے باغی ہو کر میجر برٹن پولٹیکل اجنٹ اور اُس کے دو بیٹوں کو قتل کر ڈالا مہاراؤ نے اپنے رنج و غم یا کم طاقتی کے سبب فسادیوں کو سزا دینے کی کوشش نہ کی جس پر انگریزی سرکار سے اس کی سلامی سترہ توپ کے عوض تیرہ توپ کر دی گئی لیکن کچھ عرصے کے بعد دوسرے رئیسوں کی طرح کوٹے کو بھی گود لینے کی سند ملکر کنٹنجنٹ کے عوض دیولی کی بے قواعد پلٹن بھرتی کی گئی جسکی بابت کوٹے کو دو لاکھ روپیہ سالانہ دینا پڑتا ہے۔ ۲۷ مارچ ۱۸۶۶ء کو مہاراؤ رام سنگھ دوم کے چونسٹھ برس کی عمر میں انتقال کرنے پر اُس کے بیٹے شتر سال دوسرے کو راج ملکر کچھ آرام نہ ملا۔

## ۱۵- مہاراؤ شتر سال دوم

سمت ۱۹۲۲ مطابق ۱۸۶۶ء میں اس کے مسند نشین ہونے کے بعد جناب ویسرائے بہادر نے کوٹے کی معمولی سلامی سترہ توپ بحال کر دی۔ مہاراؤ نے شروع میں کسی قدر قرضہ وغیرہ کا بندوبست کیا لیکن پھر وہ ناتجربہ کاری کے سبب زیادہ شراب پینے کا عادی ہو کر غفلت میں پڑا جس کا انجام بے دخلی تھا سمت ۱۹۲۶ مطابق ۱۸۷۰ء میں پولٹیکل اجنٹ نے بد انتظامی کی رپوٹ کی کہ رشوت اور سفارش سے مقدمات طے پاتے ہیں۔ زبردست لوگ احکام کی تعمیل نہیں کرتے علاقے میں معمول سے زیادہ ہر جگہ محصول لے لیا جاتا ہے ہر ایک عہدے پر جس نے زیادہ نذرانہ دیا مقرر ہو گیا اور رعایا پر ظلم کر کے کسر نکالنی چاہی سالانہ جمع کا اکثر حصہ ٹھیکے دار کھا جاتے ہیں اور طلبی پر رشوت دیکر پیچھا چھڑاتے ہیں سرکاری خراج وقت پر کبھی ادا نہیں ہوتا۔ قرضہ روز بروز بڑھتا جاتا ہے۔ لوٹ مار کی واردات کثرت سے ہوتی ہیں۔ مینہ وغیرہ بدمعاشوں سے راج کے اہلکار ملے رہتے ہیں۔ کوٹڑی کے خاص سرداروں سے رنج رہتا ہے۔ یہ کوٹڑی کی جاگیریں شروع میں بوندی سے ملی تھیں۔ جب اکبر کے وقت میں قلعہ رنتھنبور دلی کی سلطنت میں شامل ہوا تو یہ لوگ بھی خالصے کے جاگیردار بن گئے۔ محمد شاہ کے مرنے کے بعد قلعہ دار نے رنتھنبور حفاظت کے لئے جیپور والوں کو سونپ دیا تو اُنھوں نے کوٹڑی والوں پر اپنا خراج قائم کیا لیکن آپس میں کبھی اتفاق نہوتا تھا اس لئے راج رانا ظالم سنگھ نے کوٹڑی والوں کو کوٹے کے متعلق کر کے سالانہ خراج ادا کرنے کا ذمہ لیا۔ اُس وقت سے برابر یہی عمل چلا آیا۔ علاقہ کوٹڑی کے سات سردار مہاراج کہلاتے ہیں

جن مین (۱) اندرگڑھ کی جاگیر تین لاکھ اور (۲) کھتولی کی ایک لاکھ روپیہ سالانہ کے قریب ہے باقی (۳) گینتا (۴) پیلدہ (۵) کرور (۶) بلون اور (۷) انتردہ کی کم تعداد مین ہے ان جاگیرداروں سے جیپور کی دست اندازی دور کرا کر خراج کا تعلق کوٹے کے ساتھ کرایا گیا لیکن پھر برخلافی اور عام شکایت پیدا ہوئی جس کے باعث سرکاری طرف سے دوسرے انتظام کی ضرورت لازم آئی۔

## سرکاری انتظام

کئی پشت سے کوٹے والون کی قسمت مین یہی لکھا تھا کہ وہ نام کے لئے مالک کہلا کر راج سے بے اختیار رہین راؤ اُمید سنگھ اور کشور سنگھ دوم کے سامنے ظالم سنگھ کا دور دورہ رہا۔ مہاراؤ رام سنگھ نے تہائی راج بانٹ دیا اور اب مہاراؤ شترسال دوم کو سات برس حکومت کرنے کے بعد بدانتظامی کے سبب بے اختیاری مین دن کاٹنے پڑے۔ مہاراؤ نے ریاستی مشکلون سے تنگ آکر پولیٹیکل اجنٹ کی صلاح کے موافق سرکاری انتظام ہونے کی درخواست کردی جس پر سمت ۱۹۲۹ مطابق ۱۸۷۳ء ماہ اکتوبر مین ممتاز الدولہ نواب حاجی سر فیض علیخان بہادر کے۔سی۔ایس۔آئی جو انگریزی علاقہ کا عزت دار جاگیردار ہونے کے علاوہ جیپور مین بخشی اور وزیر رہ چکا تھا کوٹے کا سپرنٹنڈنٹ مقرر کیا گیا اور ریاست کے اندر اُس کی نو توپ کی سلامی قرار پائی۔

نواب مختار نے اگلے سو پرگنون کے عوض تمام علاقہ آٹھ نظامتون مین تقسیم کرکے صدر مین دیوانی۔فوجداری مال اور کونسل اپیل اپنے ماتحت قائم کی۔قرض خواہون نے سود پر سود لگانے اور وصول رقم کا سود مجرا نہ دینے سے نوّے لاکھ کا دعوےٰ پیش کیا جو سرکاری حکم کے موافق تحقیقات ہو کر فی روپیہ نو دس آنے کے حساب بیالیس لاکھ اُنتیس ہزار تسلیم کیا گیا۔رئیس کے ذاتی۔ملکی اور فوجی مصارف مین نو لاکھ سالانہ کے قریب کمی ہوکر ساڑھے اٹھارہ لاکھ کل سالانہ خرچ قائم رکھا گیا۔ تھوڑے عرصے مین نواب مختار نے بہت سے نقص دور کیے تھے کہ بعض خوشامدی لوگون نے رئیس کو نواب سے رنجیدہ کردیا اور خوف دلایا کہ جھالا دیوان کی طرح نواب مختار کے لئے بھی کوئی ملکی حصہ تقسیم ہو جائے گا۔

سمت ۱۹۳۲ مطابق ۱۸۷۶ء ماہ ستمبر مین نواب سر فیض علی خان نے تین سال انتظام کے بعد کارگزاری مین استعفا دیکر علیحدگی اختیار کی جس کے بعد کپتان ایبٹ اور پھر میجر پاولٹ منتظم ہوئے۔سمت ۱۹۳۶ مطابق ۱۸۸۰ء سے میجر بیلی کا تقرر ہوا یہ انتظام مہاراؤ شترسال ثانی کی وفات تک ۱۸۸۹ء تک رہا۔

## ۱۶-مہاراؤ اُمید سنگھ دوم

مہاراؤ شترسال دوم کی وفات کے بعد موجودہ والی ریاست مہاراؤ اُمید سنگھ ثانی کہ ۵ ستمبر ۱۸۷۳ء کو پیدا ہوئے تھے اور جو کہ مہاراج چھگن سنگھ جاگیردار کوٹڑا کے جو کوٹے کے نزدیک ایک جاگیر ہے بیٹے اور شترسال دوم کے متبنیٰ تھے ۱۱ جون ۱۸۸۹ء کو مسند نشین ہوئے اُنھون نے میو کالج اجمیر مین تعلیم پائی اور اُنکو کچھ اختیارات ۱۸۹۲ء مین ملے جب ظالم سنگھ ثانی والی جھالاواڑ معزول ہوا تو ریاست کوٹہ کو ۵ اضلاع اُن اضلاع مین سے ملے

جو ۱۸۳۸ء مین کوٹے سے ریاست جھالاواڑ قائم کرنے کو علیحدہ کیے گئے تھے۔ اور آمدنی ریاست کی ۴۱۴۰۳۰۶ روپیہ سالانہ کی ہوگئی۔

مہاراؤ امید سنگھ ثانی کو ۱۹۰۰ء مین کے۔سی۔ایس۔آئی کا خطاب ملا۔ اور ۱۹۰۳ء مین آنریری میجر ۴۲ دیولی رجمنٹ کے بنائے گئے۔ اور ۱۹۱۱ء مین جی۔سی۔آئی۔ای کا خطاب عطا ہوا اور ۱۹۱۲ء مین دہلی دربار کے موقع پر ملک معظم جارج پنجم نے اُنکو جی۔سی۔ایس آئی کا خطاب دیا۔ بعد دربار دہلی ملکہ معظمہ نے ۲۵ دسمبر سے ۲۸ دسمبر تک کوٹے کو شرف قدوم بخشا شہنشاہ ایڈورڈ ہفتم کی تاج پوشی پر اس ریاست نے بقایا لگان زمین کی بابت زمینداروں کو پچاس لاکھ روپیہ معاف کرکے برٹش گورنمنٹ کی خیر اندیشی کا ثبوت دیا۔

# فصل۔ تاریخ جھالاواڑ

## جغرافیہ

جھالاواڑ جس کی راجدھانی کا نام جھالراپاٹن ہے مشرقی جنوبی راجپوتانے مین سب سے پچھلی اور آمدنی کے لحاظ سے دوسرے درجے کی ریاست ہے۔ جس کے شمال مین کوٹہ اور درہ مکندرہ مغرب مین علاقہ ہلکر جنوب مین پرگنہ پڑاوہ علاقہ ٹونک و ملک ہلکر و سیندھیا وغیرہ مشرق مین پرگنہ چھبڑہ علاقہ ٹونک اور ملک گوالیار ہے رقبہ دو ہزار پانسو میل مربع کے قریب آبادی تین لاکھ چالیس ہزار پانچسو آدمی فوج سوار و پیدل چار ہزار آمدنی خالصہ اُنیس لاکھ روپیہ سالانہ اور صرف ایک لاکھ سالانہ کی زمین چھوٹے جاگیرداروں وغیرہ کے قبضے مین ہے یہ ریاست عرض بلد شمالی ۲۴ درجہ ۶ دقیقہ اور ۲۴ درجہ ۴۰ دقیقہ اور طول بلد مشرقی ۷۶ درجہ ۳۰ دقیقہ اور ۷۶ درجہ ۸۰ دقیقہ کے درمیان واقع ہے اور خاص دارالریاستہ کے شہر کا موقع عرض بلد شمالی ۲۴ درجہ ۳۳ دقیقہ طول بلد مشرقی ۷۶ درجہ ۱۳ دقیقہ پر ہے چونکہ اس ریاست کے راجگان قبیلہ جھالا سے تعلق رکھتے ہین اس سبب سے یہ ریاست جھالاواڑ کہلاتی ہے لیکن ۱۸۹۶ء مین مہاراج رانا ظالم سنگھ دوم کی معزولی کے وقت پھر بہت سا علاقہ اس ریاست کا کٹ کر کوٹے کی ریاست مین شامل ہوکر یہ ریاست چھوٹی رہ گئی جس کی تفصیل آگے آتی ہے اور کوٹے کے بیان مین گزر چکی۔

علاقے مین اکثر جگہ پہاڑ اور جھاڑی پھیلی ہوئی ہے لیکن بنائے ریاست کے وقت کوٹے مین سے سرسبز مقامات چھانٹ لینے کے باعث علاقۂ ہاڑوتی مین جھالراپاٹن کی زمین سب سے زیادہ عمدہ اور آباد گنی جاتی ہے اسی لئے بارہ لاکھ جمع کے جو پرگنے لئے گئے تھے اُنسے بیس لاکھ روپیہ سالانہ کے قریب آمدنی ہونے لگی شہر جھالراپاٹن بقول کرنل ٹاڈ رونق اور خوبصورتی مین جیپور سے دوسرے درجے پر اُسی کے نقشے کے موافق راج رانا ظالم سنگھ دیوان کوٹہ کا بسایا ہوا ہے۔ وہان ساہوکاروں کی زیادہ آبادی سے سوداگری وغیرہ کو بہت ترقی ہے۔ جھالراپاٹن کی

چھاؤنی سے تین میل کوٹے والون کا قلعہ گاگرون ہے جس کو رئیس جھالراپاٹن اپنے قلعہ شاہ آباد سے جو زیادہ فاصلے پر ہے بدلنے کی ہمیشہ آرزو رکھتے ہین لیکن کوٹے والے جو تہائی ملک نکلجانے کے رنج کو کبھی نہین بھول سکتے یہ بات ہرگز نہین منظور کرتے اگرچہ انتظام مین کیسی ہی مشکلین پیش آتی رہین۔

## قوم اور تاریخ

جھالراپاٹن کے رئیس جھالا قوم کے راجپوت ہین جس کی زیادہ تفصیل قومی بیان مین کی گئی ہے انکا قدیم وطن ہندوستان مین علاقہ کاٹھیاواڑ ہے۔ اور راجپوتانہ مین یہ لوگ میواڑ والون کی بدولت عمدہ کارگذاری کے سبب قیام پذیر ہوئے جن مین کے کئی سردار اب تک اودیپور کے ماتحت جاگیردار ہین ظالم سنگھ مقام ہلود علاقہ کاٹھیاواڑ کے سردار کی اولاد مین سے تھا۔ کاٹھیاواڑ کا نام کاٹھی راجپوتون کے زیادہ قیام کے سبب پیدا ہوا تھا جہان اب چند نسبی جاڑیجہ قوم کی حکومت ہے اور جھالا اُنکے ماتحتون مین ہین۔ ہلود والونکی چھوٹی شاخ مین سے ایک شخص بھاؤ سنگھ نام نے عالمگیر بادشاہ کے مرنے کے بعد اس وقت سے ایک سو تیئس برس تخمیناً پہلے نوکری کی تلاش مین اپنا وطن چھوڑا تھا۔ بھاؤ سنگھ کا بیٹا مادھو سنگھ جھالا کوٹے کے راؤ بھیم سنگھ کے پاس آکر نوکر ہوا اور اُس کی بہن کے ساتھ راؤ کے بیٹے درجن شال کی شادی ہوئی اس رشتہ داری کے سبب ناندتہ گانوُن کی جاگیر اور فوجداری کا عہدہ جس مین فوج کی افسری اور قلعہ کی حفاظت شامل تھی اُس کو ملا کوٹے مین اُس کا خطاب ماماں یعنی ماموں مشہور ہوا۔ مادھو سنگھ کے بعد مدن سنگھ فوجدار ہوا اور اُس کے مرنے کے بعد ہمت سنگھ نے باپ کی جگہ سنبھالی۔ ہمت سنگھ جھالا کے مرنے کے بعد اُس کے بھتیجے ظالم سنگھ نے جو سمت ۱۷۹۶ مطابق سنہ ۱۷۴۰ع مین پیدا ہوا تھا ۱۸ سال کی عمر مین سنہ ۱۷۵۸ع مین فوجداری کا عہدہ پاکر اپنے بزرگون کے نام کو زیادہ مشہور کیا جس کا مفصل احوال کوٹے کی تاریخ مین درج کئے جانے کے سبب یہان پر مختصر لکھا جاتا ہے

ظالم سنگھ جھالا کوٹے کے آٹھوین راؤ درجن شال کے عہد مین پیدا ہوا۔ نوین راؤ اجیت سنگھ کے وقت مین وہ کوٹے کا فوجدار مقرر ہوا دسوین راؤ شترسال کے سامنے بمقام بھٹوارا جیپور کی فوج پر فتح پانے کے سبب اُس کی زیادہ ناموری ہوئی لیکن گیارھوین راؤ گمان سنگھ کے وقت مین رنجش کے سبب جھالا نے کوٹہ چھوڑکر اودیپور مین وہان کے ماتحت جاگیردار دیلواڑہ کی معرفت نوکری کرلی اور یہان راج رانا کا خطاب مہارانا سے حاصل کیا اور جب وہان اُس کی تدبیرین پیش نہ گئین تو اُس نے واپس کوٹے مین آکر موقع کا انتظار کیا آخر راؤ گمان سنگھ اور مرہٹون کی برخلافی اُس نے صلح کے ذریعہ سے دور کرادی جس سے رئیس کوٹہ اُس پر بھر مہربان ہوا اور مرنے سے پہلے اپنے کم عمر بیٹے اور راج کی حفاظت اُس کے سپرد کی۔ بارھوین راؤ اُمید سنگھ کے پچاس برس عہد مین جھالا دیوان نے بڑی قوت پاکر خود مختاری سے کام کیا اور تیرھوین راؤ کشور سنگھ کے شروع عہد مین اُس نے سرکار انگریزی کی مدد سے اپنے بے قید اختیار و حکومت کو جس کی ضبطی کا واجبی ارادہ رئیس نے کیا تھا لڑائی کرکے قائم رکھا۔ پھر باہم صلح ہونے کے بعد سمت ۱۸۸۰ مطابق سنہ ۱۸۲۴ع ۵ جون کو چوراسی

سال کی عمر پاکر راج رانا ظالم سنگھ کا انتقال ہوگیا - راج رانا ظالم سنگھ کے بعد اُس کا بیٹا مادھو سنگھ دیوانی کے عہدے پر مختار ہوا جس نے اپنی ہوشیاری سے رئیس کو خوش رکھ کر چار برس کے اندر سمت ۱۸۸۴ مطابق ۱۸۲۸ء مین وفات پائی - مادھو سنگھ کے مرنے کے بعد اُس کے بیٹے مدن سنگھ نے دیوانی پر قائم ہوکر کوٹے کے چودھوین مہاراؤ رام سنگھ سے کبھی اتفاق حاصل نہ کیا جس کے سبب کسی طرح رئیس کی رضامندی لیکر سرکار انگریزی نے رعایت کے ساتھ کوٹے کا تہائی حصہ دیوان کے لئے نکالکر سمت ۱۸۹۵ مطابق ۱۸۳۸ء مین ریاست جھالراپاٹن نام علیحدہ قائم کی یہان کا راجہ مہاراج رانا کہلاتا ہے اور ۱۵ ضرب توپ سلامی اُس کے لئے مقرر ہین غرضکہ اس وقت سے کُل چوراسی برس پہلے سرکاری عنایت سے سب سے اس آخری ریاست کی بنا راجپوتانے مین پڑی - جہان کے رئیسون کی تفصیل یہ ہے -

## ۱ - مہاراج رانا مدن سنگھ

اس کو سمت ۱۸۹۵ مطابق ۱۸۳۸ء مین کوٹے کی دیوانی سے استعفا دینے کے بعد مہاراؤ رام سنگھ کی منظوری سے ایک عہدنامہ کرکے سرکار انگریزی نے جھالراپاٹن کا اول رئیس بنایا کوٹے کے تہائی علاقے کے حساب سے تہائی قرضہ اور تہائی خراج اسی ہزار روپیہ سالانہ جھالراپاٹن کے ذمے قرار پاکر راج رانا کے عوض جو اودیپور کے ماتحت جھالا سردارون کا خطاب ہے مدن سنگھ اور اُس کی قائم مقام اولاد کے لئے مہاراج رانا خطاب تجویز ہوا اور دوسرے خود مختار رئیسون کی طرح گود لینے کی سند بھی اس شرط سے کہ ریاست راج رانا ظالم سنگھ کے خاندان سے نکلنے نہ پاوے عطا ہوئی - سمت ۱۹۰۱ مطابق ۱۸۴۵ء مین سات برس کے قریب راج کرنے کے بعد مہاراج رانا مدن سنگھ نے انتقال کرکے اپنے بیٹے پرتھوی سنگھ کو وارث چھوڑا -

## ۲ - مہاراج رانا پرتھوی سنگھ

اس نے اپنے والد کے بعد سمت ۱۹۰۱ مطابق ۱۸۴۵ء مین راج پاکر ۱۸۵۷ء کے غدر مین کئی یورپین افسرون کی حفاظت سے عمدہ طور پر سرکاری خیرخواہی ثابت کی کپتان برٹن نے اُس کی تعریف مین لکھا کہ ہاڑوتی کے علاقے مین جس قدر رئیس بوندی کو تعصب ہے اُس کے خلاف جھالراپاٹن سے سرکاری حکمون کی تعمیل بہت جلد ہوتی ہے - لیکن یہ نسبتی مقابلہ صحیح نہ تھا کیونکہ ہاڑوتی مین ریاست بوندی سب سے زیادہ پرانی اور عزت دار ہے اور جھالراپاٹن صرف کوٹے کے طفیل بالکل نئی انگریزی مہربانی سے قائم ہوئی ہے - سمت ۱۹۲۲ مطابق ۱۸۶۶ء مین مہاراج رانا آگرے کے مقام پر گورنر جنرل بہادر کے دربار مین شریک ہونے کے بعد بنارس وکلکتہ وغیرہ مقامات کی یاترا اور سیر کرکے ایک برس مین راجدھانی کو واپس آیا جب سے یہ ریاست قائم ہوئی اُس وقت سے راجپوتانے کے دوسرے رئیسون کو اس کے خود مختار اور اپنی برابر ماننے مین عذر تھا اس لئے پولٹیکل افسرون نے راجپوت قوم کے بزرگ ومعتبر رئیس مہارانا شنبھو سنگھ والی اودیپور سے اس معاملے مین مدد چاہی جنھون نے باوجود اپنے ماتحت سردارون کی برخلافی کے پولٹیکل اجنٹ کے کہنے کے موافق اپنی بلند حوصلگی اور خوش اخلاقی سے مہاراج رانا کو

اپنے بائین طرف برابر بیٹھنے کی عزت دی۔
سمت ۱۹۲۹ مطابق ۱۸۷۳ء مین مہاراج رانا آبو۔ ناتھ دوارہ اور اودیپور جا کر خوشی کے ساتھ واپس آیا
اس کے انتظام مین راج کی سالانہ آمدنی بیس لاکھ روپے تک پہونچی تھی لیکن فضول خرچی سے چودہ لاکھ روپیہ
قرض ہوگیا تھا تاہم اُس نے محل درست کرانے کے بعد چھاؤنی مین رونق دار بازار وغیرہ بنوایا۔ مہاراج رانا
پرتھوی سنگھ سمت ۱۹۳۲ مطابق ۱۸۷۵ء ۲۸ اگست کو بخار اور احتراق مثانہ کی بیماری سے چالیس برس
کی عمر کے اندر تیس سال راج کر کے فوت ہوگیا۔ اُس کے بعد کنور بخت سنگھ جس کا نام بعد کو ظالم سنگھ ہوا اور جو
بڑی کوشش کے ساتھ سرکاری منظوری پر بیرون علاقہ کاٹھیاواڑ سے گود لیا گیا تھا راج کا وارث مانا گیا۔
لیکن ایک رانی کے حمل بیان کئے جانے سے کچھ عرصے تک مسند نشینی کی رسم ملتوی رہی۔ حمل کی بابت شک
ہونے پر پولٹیکل افسر کی منشا سے سخت بندوبست کیا گیا کہ چالاکی سے کوئی فریب نہونے پائے آخر معمولی میعاد
گذرنے پر یہ بات غلط ثابت ہو کر متبنےٰ حقدار رہا۔

## ۳۔ مہاراج رانا ظالم سنگھ

سمت ۱۹۳۲ مطابق ۱۸۷۵ء مین گود لئے جانے سے مدت کے بعد مسند نشین ہوا جبکہ اُس کی عمر بارہ سال
کی بیان کی جاتی تھی وہ میو کالج اجمیر مین تعلیم پاتا رہا اور دس برس تک راج کے انتظام پر کپتان ایبٹ پولٹیکل
سپرنٹنڈنٹ رکھا گیا جس نے محل۔ باغ اور سڑکین وغیرہ درست کرا کر قرضے کے لئے قسط بندی کر دی۔
سمت ۱۹۴۳ مطابق ۱۸۸۶ء مین مہاراج رانا کو سرکاری طرف سے پورے اختیارات ملکی اختیارات کیلئے
سپرنٹنڈنٹی کے عوض جھالرا پاٹن مین ایک غیر معمولی ایجنسی قائم رکھی گئی جس کا خرچ بھی راج کے ذمے رہا یہ
جوان رئیس بائیس برس کی عمر مین ایکسال کے قریب خود مختاری سے حکومت کرنے پایا تھا کہ ماتحتوں کی
فریاد اور انگریزی افسرون کی ناراضی کے سبب سمت ۱۹۴۴ مطابق ۱۸۸۷ء ۲۴ ستمبر کو میجر ایبٹ پولٹیکل ایجنٹ نے
سرکاری حکم سے اُسکے اختیارات سلب کر کے خزانہ اور تمام ملکی نگرانی اپنے ہاتھ مین لی۔
چونکہ مہاراج رانا ظالم سنگھ کی قسمت مین ریاست کی حکومت لکھی ہی نہ تھی اس لئے اُس کی حرکات نے
بدنظمی پیدا کی اور اس امر نے اُسے ۱۸۹۶ء مین معزول ہی کرا دیا۔ اور اُس کو بنارس بھیجدیا گیا اُسکے اخراجات
کی ۳۰ ہزار سالانہ کی ایک رقم مقرر ہوگئی مہاراج رانا ظالم سنگھ ثانی کی معزولی کے ساتھ راج کے پندرہ اضلاع بھی
(اُن اضلاع مین سے جو کوٹے سے کٹ کر جھالاواڑ کی ریاست قائم کی گئی تھی) کوٹے کو دیدیے گئے۔ اس وجہ سے
اب راج جھالاواڑ کا رقبہ ۸۱۰ میل مربع اور آبادی ۹۶۲۱۵ نفوس رہ گئی جس مین ۴۱۰ قصبے اور گانون ہین اور
آمدنی ۹۰۶۸۱۵ روپیہ سالانہ ہے اور یادگار دربار تاج پوشی مین آمدنی پانچ لاکھ اور سلامی ۱۱ ضرب لکھی ہے چونکہ
لاولد تھا اس لئے مسند بھوانی سنگھ ولد ٹھاکر چھتر سال فتح پور والا کو جو مادھو سنگھ فوجدار کوٹہ مورث خاندان جھالا
کی اولاد سے ہے دی گئی ہے۔

## ۴- مہاراج رانا بھوانی سنگھ

یہ مہاراج رانا ۴ ستمبر ۱۸۷۴ء کو پیدا ہوئے انکی تعلیم میو کالج اجمیر مین ہوئی - انکو ۶ فروری ۱۸۹۹ء کو سر آرتھر مارٹنڈل اجنٹ گورنر جنرل راجپوتانہ نے پورے اختیارات دیے - اپریل ۱۹۰۴ء مین وہ یورپ گئے اور نومبر مین واپس آئے مئی ۱۹۰۸ء مین انکو کے - سی - ایس - آئی کا خطاب ملا - ۱۹۱۲ء مین وہ دوبارہ انگلستان جاکر ملک معظم کے شرف باریابی سے کئی بار مفتخر ہوئے - مہاراج رانا ایک علم دوست شخص ہین اُن کا سفر نامہ یورپ ۱۹۰۸ء مین میسرز لونگمین، گرین اینڈ کو نے چھاپا ہے اُنھون نے ۱۸۹۹ء و ۱۹۰۰ء کے قحط مین رعایا کی بڑی پرورش کی کیونکہ وہ غلہ بڑی مقدار مین خرید کر بازاری نرخ سے کہین کم نرخ پر فروخت کرتے تھے اور اُنھون نے چار لاکھ روپیہ بقایا ے محاصل معاف کردیا - یورپ کے پہلے سفر سے واپسی کے بعد اُنھون نے مذکورہ ذیل اصلاحات کین - انگریزی ڈاکخانجات کو اپنی ریاست مین مکمل طور پر ترویج دی انگریزی سکہ داوزان اپنی ریاست مین اختیار کئے - کئی چھوٹے چھوٹے محاصل بند کئے - ریاست کی کچہریون اور دفترون مین ناگری رسم الخط کو رواج دیا - دوسرے سفر انگلستان سے واپسی کے بعد اُنھون نے ۶ لاکھ روپیہ رعایا کو معاف کیا -

# خاتمہ

# اجمیر کے متعلقہ راجپوت جاگیردارون اور استمرارداروت کے بیانمین

---

## اجمیر

چوہانون کے نامور راجہ اجے پال نے اس شہر کو آباد کیا تھا یہ قدیم و مشہور شہر پہاڑ کے گھاٹے بلکہ حلقے کے اندر عرض بلد شمالی ۲۶ - ۲۹ - طول بلد مشرقی ۷۴ - ۴۲ پر واقع ہے ہر طرف پہاڑ ہین اُن مین سے ایک دامن پر شہر آباد ہے اُس کی پختہ شہر پناہ ہے - شمال اور مغرب کی سمتون مین پانچ بڑے بڑے دروازے ہین اس شہر کو آباد ہوئے کوئی سترہ سو چوہتر برس کا عرصہ ہوا ہے - قدیم سے یہ شہر راجپوتانے کا صدر سمجھا جاتا ہے - ہندوستان کے بادشاہ راجپوتانے کو اپنا تخت حکومت کرنے کے واسطے اجمیر کا لینا مقدم سمجھتے رہے ہین اور اسی طرح راجپوتانے کے رئیسون نے بھی علی العموم اپنا حاکم و سرپرست اُسی کو سمجھا ہے جو اجمیر پر قابض ہوا کیونکہ یہ شہر وسط راجپوتانہ مین واقع ہے - اجمیر کی چیف کمشنری کے متعلق زمین کا کل رقبہ دو ہزار سات سو گیارہ میل مربع ہے - اسلامی سلطنت کی بربادی کے بعد سے سیندھیا نے اس پر قبضہ کرلیا تھا جو صوبہ دار باپو راؤ سے اقرار نامہ ہوجانے پر ۱۸۱۸ء مین گورنمنٹ انگریزی کو ملا ہے -

یہان کے قابل دید مقامات یہ ہین - اول درجہ خواجہ صاحب کی درگاہ - اندرکوٹ - میو کالج - تارا گڑھ

دولت باغ - میگزین اور سونے کا بنا ہوا جین مندر -

شہر کی فصیل سے باہر تارا گڑھ کے پست حصے مین جین مندرون کے کھنڈرات ہین مگر اب بھی باوجود شکستگی کے بہت عالی شان ہین جس احاطے کے اندر یہ مکانات ہین وہ راجہ اندرسین کا آباد کیا ہوا تھا - ہندی کی کتابون سے معلوم ہوتا ہے کہ کچھ اوپر چار ہزار برس پیشتر راجہ اندرسین نے یہ مقام بنوا کر اندرکوٹ نام رکھا یہ راجہ بودھ مذہب رکھتا تھا صدہا بتخانے پہلے اس مین تھے اور ان بتخانون کے روبرو سنگین باؤلیان بنی ہوئی تھین مسلمان بادشاہون نے ان بتکدون کو مسمار کرا دیا مگر مندرون کی باؤلیان اب تک موجود ہین اس کوٹ مین تمام مسلمان لوگ رہتے ہین - راجہ اندرسین کے زمانے مین یہ عالی شان بتخانہ تیار ہوا تھا یہ عمارت زمین سے بہت بلند کرسی کی ہے کل کام نہایت عمدہ و سنگین بنایا گیا ہے اور عجیب نقاشی ہے اس مین صدہا مورتین اور اقسام اقسام جانورون کی صورتین تھین گو ہندی کتاب مین مبالغہ ہوتا ہم یہ تعمیر دو ہزار سال سے کم مدت کی نہین ہے جب سلطان شہاب الدین غوری ۵۹۵ھ ہجری مطابق ۱۱۹۸ء مین یہان آیا اس بتخانے کو خانہ خدا بنایا مگر صرف اسی قدر تبدیلی کی کہ بتون کی صورتون کو بگاڑ کے عمارت کو بحال خود چھوڑا اور غربی دیوار کے بیچون بیچ ایک محراب سنگ مرمر کی بنا کر اُس پر بخط طغرا آیات قرآنی کندہ کرا کر تاریخ بنا لکھدی اور اس تغیر سے بتخانے کو خانہ خدا کر کے نماز جمعہ بادشاہ نے اُس مین ادا کی چونکہ یہ سب کام دو ڈھائی دن کے عرصے مین تیار ہوا تھا اس واسطے اوسے **ڈھائی دن کا جھونپڑا** اور **ڈھائی دن کی مسجد** بھی کہتے ہین - تاریخ تعمیر اُس محراب پر اس طرح کندہ ہے بناف الحادی و العشرین جمادی الآخر سنۃ خمسۃ و تسعین و خمسمائۃ اور دیوار غربی مین یہ عبارت مرقوم تھی فی تولیت ابی بکر بن احمد جمال الفضلۃ بتاریخ ذی الحجہ سنۃ ستۃ و تسعین و خمسماۃ مگر یہ عبارت نہایت دقت سے پڑھی گئی الغرض اس سے اس قدر ثابت ہوتا ہے کہ یہ تغیر جو بتخانے کو ہوا اور محراب اسلامی قائم ہوئی ابوبکر بن احمد اُس کا متولی تھا اکیسوین تاریخ جمادی الاخری ۵۹۵ھ ہجری کو یہ بتخانہ خانہ خدا ہوا اور ذی الحجہ ۵۹۶ھ ہجری تک کار تعمیر جاری رہا اگرچہ شہاب الدین کے وقت مین صرف اسی قدر بتخانے کو تغیر ہوا تھا کہ دیوار غربی مین محراب بنوا کر بتون کی صورتین مسخ کر دی تھین - مگر شمس الدین التمش نے تو اس رہے سہے بتخانے کی عمارت کو بیخ و بنیاد سے اُکھڑوا ڈالا اور نئے سر سے ۶۱۴ھ ہجری مطابق ۱۲۱۷ء مین سنگ سرخ سے مسجد مضبوطی اور خوش اسلوبی کے ساتھ بنوائی برجون کے اندر پتھر کو نہایت کھود کر لگایا ہے محرابون پر بیلون کو کھودا ہے کتابے اُس پر نادر اور خوش خط کندہ ہین بخط طغرا سلطان شمس الدین کا نام پتھر کے مرغولون پر بالائے مینار کندہ موجود ہے -

اس شہر مین دوسرا مشہور مکان **حضرت خواجہ معین الدین چشتی کی درگاہ** ہے خواجہ صاحب قصبہ چشت مین کہ ہرات کے پاس واقع ہے اور ہرات خراسان مین ہے ۵۳۷ھ ہجری مطابق ۱۱۴۲ء مین پیر کے دن پیدا ہوئے آپ کے والد کا نام سید غیاث الدین احمد اور والدہ کا نام بی بی ماہ نور ہے اور اقتباس الانوار مین آپ کی والدہ کا نام بی بی خاص الملکہ لکھا ہے اور بعض نے تاریخ تولد آپ کی عاشق نو لکھی ہے اس سے

ولادت آپ کی ۵۲۷ھ ہجری مطابق ۱۱۳۲ء مین معلوم ہوتی ہے تحفۂ معینیہ مین تحریر کیا ہے کہ خواجہ صاحب ۵۶۱ھ ہجری مطابق ۱۱۶۵ء مین اجمیر پہونچے اور اول آنا ساگر کی گھاٹی مین دولت باغ کے قریب قیام رہا ازان بعد اندر کوٹ کے قریب جہان اُنکا مزار ہے اخیر عمر بسر کی آرائش محفل مین لکھا ہے کہ آپ نوے برس زندہ رہکر رجب کی چھٹی تاریخ ہفتے کے دن ۶۳۳ھ ہجری مطابق ۱۲۳۶ء مین رہ گرائے ملک آخرت ہوئے۔ مخبر الواصلین مین آپ کی تاریخ وفات یہ لکھی ہے جس مین آپ کی عمر ستانوے سال مندرج ہے۔

روز جمعہ ششم رجب بوده
نود و ہفت سال عمر شس بود
سال نقلش بعزت و تمکین

کز جہان خواجہ نقل فرموده
کان زمان نقل زجہان فرموده
گو سراج جنان معین الدین

پرتھی راج اُسی وقت مین تھا اور اُنکے روبروہی چوہانون کے خاندان کی سلطنت جاتی رہی اور مسلمانی بادشاہت شروع ہوئی اُنکی اولاد مین ایک دیوان جی کا خاندان کہلاتا ہے لیکن اکبر بادشاہ کے عہد مین اس خیال سے کہ خواجہ صاحب تنہا ہندوستان کو آئے اور پیچھے کوئی اولاد دریافت نہوئی اس خاندان پر کچھ شبہ پیدا ہوگیا تھا اسی بناپر درگاہ کے خادم لوگ زور شور کے ساتھ دیوان کی مخالفت کرتے ہین۔ لیکن خوش عقیدہ مسلمانون مین یہ روایت مانی ہوئی ہے کہ نوے برس کی عمر مین اُنکا نکاح ہوا اور نکاح کرنیکے بعد سات برس زندہ رہے۔

اخبار الاخیار مین شیخ عبدالحق دہلوی نے بیان کیا ہے کہ خواجہ حسین ناگوری نے جو شیخ حمیدالدین کی اولاد سے ہین برسون خواجہ معین الدین چشتی کے مزار کی جو اُس وقت تک خام اور مٹی کا ڈھیر تھا مجاورت کی اور یاد الٰہی مین مشغول رہے اس زمانے مین شہر اجمیر خراب حالت مین تھا اور اُس کے گرد جنگل مین شیر رہتے تھے اور خواجہ صاحب کی قبر پر کسی قسم کی عمارت نہ تھی اسی خواجہ حسین نے اُنکے مزار پر سب سے اول عمارت تیار کرائی۔ سلطان غیاث الدین بادشاہ مانڈو خواجہ حسین سے عقیدت رکھتا تھا اُس نے خواجہ حسین کو اپنے ہان بلوایا اور بہت سے تحفے اور مال و اسباب اور زر نقد پیش کیا خواجہ نے تو ان چیزون کو نہ لیا لیکن اُنکے بیٹے نے لے لیا اور باپ کی ہدایت کے بموجب تمام مال کو خواجہ معین الدین اجمیری اور اپنے دادا حمیدالدین ناگوری کے روضون کی تیاری مین صرف کردیا۔

چنانچہ عمارت روضۂ خواجہ معین الدین کی تاریخ تیاری جو گنبد کی غربی دیوار مین سنگ مرمر کی جالی پر بخط نستعلیق تحریر ہے یہ ہے۔

از پئے تاریخ نقش گنبد خواجہ معین　　　گفت ہاتف گو معظم قبۂ عرش برین

اس تاریخ سے سنہ نوسو اُنتالیس ہجری نکلتے ہین لیکن غالبًا یہ تاریخ نقاشی گنبد کی ہے کیونکہ سلطان غیاث الدین خلجی ۸۶۸ھ ہجری مین فوت ہوا اور یہ بھی پایا جاتا ہے کہ سلطان محمود بن سلطان ناصرالدین بن سلطان غیاث الدین کے عہد مین یہ نقاشی گنبد کے اندر ہوئی اور بقول محرر مرآت آفتاب نما محمود بادشاہ مانڈو نے موجودہ عمارت روضے کی تیار کرائی ہے بعض کتابون مین لکھا ہے کہ روضے کا دروازہ ایک اور بادشاہ مانڈو نے تعمیر و مسجد بنوایا

اور قبر خام پر شمس الدین التمش کے عہد مین درگاہ کی تعمیر شروع ہوئی تھی جو سنہ ۶۰۷ ہجری مطابق سنہ ۱۲۱۰ء مین مسند
نشین ہوکر سنہ ۶۳۳ ہجری مطابق سنہ ۱۲۳۵ء مین فوت ہوا تھا اور خواجہ صاحب کا انتقال اس کے آخر عہد مین ہوا
پھر اس کے بعد والون نے زیادہ وسعت دی یہ ثابت ہوتا ہے کہ روضے کے اندر نقاشی از سرنو خواجہ حسین اجمیری نے
کرائی جسکو تخمیناً تین سو برس کے قریب عرصہ گذرتا ہے۔ خواجہ صاحب کے مزار پر سیپ کے کام کا چھپر کھٹ
صندلی بنا ہوا ہے بنانے والے نے عجب سیپ کا باریک کام کیا ہے تعویذ مزار پر سنگ مرمر مین یاقوت رمانی
جسکو عوام الناس لعل بدخشانی کہتے ہین جڑا ہوا ہے۔ چھپر کھٹ کے بیچ مین چاندی کا کٹہرا لگا ہوا ہے مگر پیشتر
اس کٹہرے کی جگہ سونے کا کٹہرا لگا ہوا تھا۔ چنانچہ تزک جہانگیری مین جہانگیر بادشاہ لکھتا ہے کہ سنہ ۱۰۲۵ ہجری مین
بسبب برآنے بعض مطالب کے مین نے نذر کی تھی کہ محجر طلائی جالیدار خواجہ بزرگوار کے مرقد پر ترتیب دین تاکیسوین
رجب کو تیار ہوا مین نے حکم دیا کہ لیجا کر نصب کرین ایک لاکھ دس ہزار روپے اس کی لاگت مین صرف ہوئے اس
کٹہرے کے تھوڑے فاصلے سے دوسرا چاندی کا کٹہرا ہے جس کی ترمیم راجہ جے سنگھ سوائی والی جیپور کے حکم سے شیخ
محمد حیات اور حاجی منظور علی خان متولی آستانہ کے اہتمام سے ہوئی وزن اس کا بیالیس ہزار نو سو اکسٹھ تولہ
تین ماشہ ہے یہ دونون کٹہرے جہان آرا بیگم بنت شاہ جہان نے بنوائے تھے بلکہ اس نے تمام شاگرد پیشہ اپنا
آستانے کی خدمت گذاری کے لئے نذر کر دیا تھا ان لوگونکی اولاد اب تک بدستور اپنے کار خدمت پر مقرر ہے۔ اکبر کو
ابتدا مین نہایت اعتقاد تھا اول تو جب جہانگیر پیدا ہوا آگرے سے پیادہ پا زیارت کو آیا اور سنہ ۹۷۵ھ مطابق
سنہ ۱۵۶۸ء مین قلعہ چیتوڑ فتح کیا تو اٹھارہ گانون کی جاگیر لنگر خیرات کے واسطے اور ہر قسم کے اخراجات کے لئے
مقرر کی اور سامان شاہی فراش خانہ نوبت خانہ چھدار وغیرہ درگاہ مین نیاز کیا نقارۂ کلان جو صبح و شام بلند
آواز سے بجتا ہے اکبر نے چیتوڑ سے فتح کرکے درگاہ مین چڑھایا تھا اور درگاہ مین جو دو دیگین موجود ہین انہین سے
بڑی کو اکبر نے اور چھوٹی کو جہانگیر نے بنوایا تھا دیگ کلان کی تیاری کی وجہ یہ ہوئی کہ اکبر نے قلعہ چیتوڑ کی
تسخیر کے وقت یہ عہد کیا تھا کہ بعد فتحیاب ہونے کے پیادہ پا اجمیر کو زیارت کے لئے جاؤنگا اور دیگ کلان بنوا کر
آستانے مین چڑھاؤنگا چنانچہ فتحیابی کے بعد دیگ کلان مزار پر چڑھانے کے لئے تیار کرائی میر علاء الدولہ نے
جسکا تخلص کافی تھا بنائے دیگ کی تاریخ یون لکھی ہے۔

| | |
|---|---|
| شاہ دین پرور خورشید سیر | خسرو عہد محمد اکبر |
| ساخت بے شبہ پئے فتح چیتوڑ | دیگ روئین تن واژدر پیکر |
| بہر تاریخ وے از عالم غیب | دیگ چیتوڑ کشا شد یکسر |

اس تاریخ سے سنہ ۹۷۵ برآمد ہوتے ہین دیگ خرد سنہ ۱۰۲۲ ہجری مطابق سنہ ۱۶۱۳ء مین نورالدین محمد
جہانگیر بادشاہ نے بنوائی تھی اس بادشاہ نے تزک جہانگیری کے آٹھوین جشن مین لکھا ہے کہ دیگ کلان
اکبر آباد سے تیار کراکر روضۂ متبرکہ حضرت خواجہ بزرگ مین نیاز مندی سے لاکر چڑھائی اور اس مین طعام واسطے فقرا

اور مساکین کے پکوایا پانچہزار آدمی اُس کے کھانے سے شکم سیر ہوئے بعد فراغ طعام زر نقد وغیرہ دیکر رخصت کیا تاریخ بنائے دیگ کی یہ ہے ۔ ؎

بدنیا باد دائم نعمت دیگ جہانگیری

اس مصرع سے سنہ ۱۰۲۲ ہجری نکلتے ہین جو کہ بسبب گذرنے زمانہ دراز کے اکثر جگہ پر دیگون مین سوراخ ہوگئے تھے ملا مداری مدار المہام ریاست گوالیار نے سنہ ۱۲۶۶ ہجری مین سیٹھ اکھے چند مہتا کے اہتمام سے از سر نو دونون دیگون کو بنوایا اکبر نے درگاہ مین ایک مسجد بھی تیار کرائی تھی یہ مسجد سنہ ۹۷۸ ہجری مین بنی تھی اور چند مکانات بھی تعمیر کرائے تھے ۔ اور شاہجہان نے سنگ سفید کی جامع مسجد بنوائی عبد الرحمن چشتی نے مرآت الاسرار مین لکھا ہے کہ مدت چودہ سال مین یہ مسجد تعمیر کی گئی شاید کسی باعث سے تعمیر مسجد شروع ہونے کے بعد کام ملتوی رہا ہو ورنہ چودہ سال بہت ہوتے ہین الغرض سال دہم جلوس مین دو لاکھ چالیس ہزار روپے کے صرف سے تیار ہوئی ہے ۔

بڑی دیگ جب کوئی پکانا چاہے تو اُس کی بابت پچیس روپیہ اور چھوٹی دیگ پر ساڑھے بارہ روپے درگاہ مین چڑھا کر دیوان سجادہ نشین ۔ متولی اور خادمون کو تقسیم ہوتے ہین بڑی دیگ مین اسّی من اور چھوٹی مین اٹھائیس من چاول علاوہ روغن زردہ وشکر کے پکتا ہے ۔ اس درگاہ کے متعلق ایک تالاب معروف بہ جھالرا ہے اس مین ہمیشہ بارش کا پانی جمع رہتا ہے تمام شہر کے لوگ اُس مین سے پانی لے جاتے ہین ۔

تارا گڑھ کے نیچے پہاڑ کے دامن مین ایک مقام چلۂ پیر دستگیر مشہور ہے اصل مین یہ قلعے کے برج کا مورچہ تھا ۔ روایت ہے کہ فقیر سونڈا نامی کوئی شخص اکبر کے عہد سے پیشتر خواجہ صاحب کی زیارت کو اجمیر مین آیا تھا اور اپنے ساتھ بغداد کے پیران پیر کی قبر سے ایک اینٹ لایا تھا اپنی حیات مین لوگون کو اُس کی زیارت کرایا کرتا تھا اور آخری وقت وصیت کر گیا کہ اُس اینٹ کو بھی میری قبر مین دفن کر دینا چونکہ فقیر سونڈا برج مین رہا کرتا تھا لوگون نے اُس کو اور اینٹ کو اُسی برج مین دفن کر دیا جب سے قبر کی زیارت ہونے لگی سنہ ۱۸۱۰ء مین دولت راؤ نے بالا راؤ صوبہ دار کی سفارش سے اُس کے اخراجات کے واسطے جاگیر مقرر کر دی تب سے رونق اور شہرت زیادہ ہوئی اور کئی مکانات جدید تعمیر ہوئے ۔ اور مکان جو اصل مین فقیر سونڈا کی مع اینٹ کے قبر ہے پیر دستگیر کا چلہ مشہور ہوا ۔

تارا گڑھ مین **میران صاحب کی درگاہ** ہے یہ میر میران یعنی امیر الامرا حسین نام ایک شخص شہاب الدین غوری کے رسالہ دار تھے اجمیر فتح ہوا تب اُنکو قطب الدین ایبک نے جس کو شہاب الدین غوری نے ہندوستان کی حکومت بخشدی تھی اجمیر کا صوبہ دار اور تارا گڑھ کا قلعدار کیا سنہ ۵۹۷ ہجری مین راجپوتون نے شب خون مارا اور اُنکو قتل کیا دوسرے روز دیگر ملازمان شاہی نے اُنکو وہین دفن کیا اُنکو سوارون کی افسری یعنی رسالہ داری کے سبب خنگ سوار بھی کہتے ہین قطب الدین ایبک نے سنہ ۵۹۸ ہجری مین پھر یورش کر کے اجمیر لے لیا تاریخ فرشتہ وغیرہ مین لکھا ہے حسین خنگ سوار سید اور امام زین العابدین کی اولاد سے تھے ۔ سنہ ۱۰۲۴ ہجری مین اعتبار خان خواجہ سرا نے جو اکبری اور جہانگیری دربارون مین ممتاز تھا میران صاحب کی درگاہ بنوائی اور کلس زرین گنبد پر لگوائے

جنوب رویہ دروازے کی کھڑکی پر یہ اشعار کندہ ہین۔

| | |
|---|---|
| شاہنشہ زمانہ جہانگیر بادشاہ | کاندر زمانہ او شدہ آسودہ در جہان |
| سال دہم ز عہد جلوس مبارکش | شد فتح ملک رانا از ان شاہ کامران |
| وقتیکہ اندر اجمیر آن شاہ گنج بخش | بر تخت زر نشستہ بُد از فتح شادمان |
| بود از ہزار افزون بست و چہار سال | گیتی ز عدل و دادش چون روضۂ جنان |
| در روضۂ مقدس سید حسین کرد | این پنجرہ ز صدق و صفا اعتبار خان |

دیگر مکانات سیندھیا کی عملداری مین تیار ہوئے خصوصاً گمان جی راؤ نے کئی مکان تعمیر کرائے اس درگاہ کی جاگیر مین تین گانؤن ہین دو مغلیہ سلطنت کے زمانے سے اور ایک سیندھیا کا عطیہ ہے یہان بھی رجب کے مہینے مین عرس ہوا کرتا ہے۔ آپ کا مزار تاش بادلے کے قبر پوش سے ڈھکا رہتا ہے۔

اکبر کے عہد سے ایک مستقل صوبہ دار اجمیر مین رہنے لگا اور جو خاندانی راجپوت میواڑ اور مارواڑ سے علیحدہ ہوکر بادشاہی نوکری مین آئے اُنکو اجمیر کے خالصے مین سے جاگیرین ملنی شروع ہوئین کیونکہ غیر علاقے مین اُنکا قائم رہنا مشکل تھا اکبر کے عہد سے پہلے کا کوئی جاگیردار یا استمرار اجمیر کے علاقے مین نہین۔

ضلع اجمیر مین تین لاکھ روپیہ سالانہ سرکاری خالصے کے سوا پونے سات لاکھ سالانہ آمدنی کے گانؤن جاگیرداروں کے قبضے مین ہین۔ جن مین سے ایک لاکھ سالانہ کے قریب خاص شہر کے معافی دارونکی آمدنی ہے اور پانچ لاکھ ساٹھ ہزار روپیہ سالانہ کی زمین علاقے کے استمراردارون کے تحت مین ہے۔

استمراردار وہ لوگ ہین جن کی مالگذاری مین بعض خاص ضرورتونکے سوا کمی وبیشی نہین کی جاتی پانچ لاکھ سالانہ سے زیادہ کی جاگیر راٹھوڑون کے قبضے مین ہے اور پچاس ہزار سالانہ کے قریب سیسودیون کے تحت مین ہے اور دس ہزار آمدنی کی زمین مختلف راجپوت وچوہان مینہ وغیرہ کے پاس ہے چوہان مینہ کی حقیقت یہ ہے کہ پرتھی راج چوہان والی اجمیر نے مینہ قوم کی ایک عورت خانہ انداز کی تھی اُس کے بطن سے جودہ اور لاکھن دو بیٹے پیدا ہوئے لاکھن کی اولاد تو سروہی کی جانب پھیل گئی اور جودہ کی اولاد نے گڑھ بیراڑہ کو اپنا قیام گاہ بنایا۔ مشہور ہے کہ جودہ چانگ مین رہا کرتا تھا۔ اُس کے دو بیٹے ہوئے انہل جس کو چیتا کہتے تھے اور انہل جس کو برڑ بولتے تھے۔ چیتا کی اولاد نے چانگ کے علاقے مین شیام گڑھ۔ جھاگ۔ ہتون۔ بُوردا۔ کوکرا بلی۔ کوٹ۔ کرانہ دیہات آباد کئے۔ بابر کے عہد مین چیتا کی اولاد مین گوڑا اور ہرراج دو بھائی تھے اُنکو مارواڑ کے راجہ سے ملک چھین لینے کا خوف تھا اس واسطے دربار شاہی کے کسی امیر کے ذریعے سے اسلام قبول کرکے فرمان شاہی مشعر عطائے گڑہ بیراڑہ حاصل اور دربار شاہی سے قانون گو و قاضی متعین کرائے اور بذریعہ صوبہ دار اجمیر اس ملک پر قبضہ پایا مگر گوڑا نے اپنا مذہب بدستور رکھا اور مذہب اسلام جو اختیار کیا تھا ترک کردیا چنانچہ اُس کی اولاد اب تک اپنے مذہب مین ہے اور ہرراج مسلمان ہوگیا اُس نے اپنی اولاد مین ختنہ وغیرہ کا رواج

جاری کیا ہرراج کا نام کاٹھا مشہور ہوا۔ اس کی وجہ یہ بیان کرتے ہین کہ جب دہلی مین حصول ملک کے واسطے
گیا تھا تو بادشاہ کی خدمت مین اُس کی پاسبانی کی نوکری تھی اتفاقیہ بارش بکثرت ہوئی جہان اُس کا پہرہ تھا
پانی برنالے کا زور سے گرتا تھا اور ہرراج بدستور نوکری پر عین بارش مین حاضر رہا بادشاہ نے ایسی سخت حالت مین
اُسکو نوکری پر مستعد دیکھکر بگور (پہاڑ) کی زبان مین فرمایا کہ بہت کاٹھا یعنی سخت آدمی ہے۔ گوڑا اور ہرراج مسلمان ہوکر
اپنے ملک مین آئے تو گوڑا کی اولاد تو بدستور برادری مین شامل رہی کیونکہ اس کے بھائی بند مدت دراز تک کوہستان
مین وحشیانہ بود و باش رکھکر اپنا مذہب بھول گئے تھے اس لئے اُس کی اولاد سے اُن لوگون نے پرہیز نہ کیا اور
ہرراج کی اولاد نے صرف اجرائے رسم ختنہ سے نشان مسلمانی قائم کیا مگر کھانا پینا بیاہ شادی وغیرہ بدستور جاری رہا
اس زمانے مین البتہ اہل اسلام کی آمد و شد و صحبت سے مسلمانی طریقہ ان لوگون مین جاری ہوتا جاتا ہے چونکہ
ہرراج کاٹھا اور گوڑا ان دونون کا دادا میرا تھا اُسکے نام پر دونون کی اولاد میرات مشہور ہے مگر اس خصوصیت سے
کہ ہرراج کاٹھا کی اولاد میرات کاٹھات اور گوڑا کی اولاد میرات گوڑات کہلاتی ہے۔

چوہان مینون کی یہ چار قومین ہین چیتا اور برڑیا راوت اور میرات کاٹھات اور میرات گوڑات اور
چارون فی الجملہ مسلمان ہین۔

صوبۂ اجمیر کی حدود اربعہ یہ ہین شمال مین کشن گڑھ۔ مارواڑ۔ جنوب مین میواڑ۔ مشرق مین جیپور کشن گڑھ
مغرب مین مارواڑ اور بناس۔ کھاری ڈائی۔ سرستی اور ساگرمتی کے سوا بڑی ندی اس صوبے مین کوئی نہین
پشکر۔ آناساگر اور ڈائی ساگر بڑی جھیلین اور تالاب ہین۔ پہاڑ اس صوبے مین سب اراولی پہاڑ کے سلسلے ہین
جو جگہ جگہ پھیلے ہوئے ہین اُن مین سے مشہور تارا گڑھ۔ مدار پہاڑ اور ناگ پہاڑ ہین۔ عمارتی پتھر کے سوا اس صوبے
مین تانبا۔ سیسہ اور ابرک کی کانین ہین مگر کھودی کم جاتی ہین۔ اس ملک کی خاص پیداوار جو ہین۔ کہین
گیہون۔ چنا۔ مکا۔ باجرا۔ مونگ اور تل بھی پیدا ہوتے ہین۔

پشکر ہندوؤن کا تیرتھ ہے متبرک تیرتھ کے نام سے گانوَن کا نام بھی پشکر مشہور ہو گیا ہے پشکر تالاب کے
کنارے بہت سے نہانے کے لئے گھاٹ اور مندر زائرین کے لئے بنوائے ہین عجیب بہار دکھلاتے ہین۔ کاتک
سدی پورنماشی کو اشنان کا میلہ ہوتا ہے پندرہ روز تک رہتا ہے میلے مین گھوڑے۔ اونٹ اور بیل بہت
آتے ہین۔ صوبۂ اجمیر کے اول درجے کے تعظیمی سردارون کی تفصیل یہ ہے جن کی جاگیرین اکبر کے عہد سے عالمگیر
کے عہد تک ملی ہوئی ہین۔

## بھناے

اس خاندان کا مورث اعلےٰ چندرسین ہے جو مالدیو والی مارواڑ کا چھوٹا بیٹا تھا۔ چندرسین دعویدار
ریاست ہوا تھا اودے سنگھ پر اکبر کی مہربانی تھی اس واسطے چندرسین جودھپور سے نکالا گیا اور تا مرگ سوانہ
مقام مین رہا اُس کی اولاد چندرسینوت راٹھوڑ کہلاتی ہے۔ بھناے کے علاقے مین نادنیہ بھیل راہزن قابض تھا

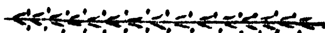
اکبر بادشاہ نے کرم سین نبیرہ چندر سین کو اُس کی گرفتاری کے واسطے متعین کیا چنانچہ کرم سین نے اُس کو لڑکر قتل کیا تب یہ علاقہ اُس کو جاگیر مین ملا۔

بھنائے کو چوراسیہ بھی کہتے ہین کیونکہ اس مین ۸۴ گانوٗن ہین اُن ایام مین بھائی بیٹون کو گراس یعنی وجہ معیشت ملنے کا کوئی قاعدہ مقرر نہ تھا اسی وجہ سے کرم سین کے تین چھوٹے بیٹون گردھر سنگھ۔ ہلدھر سنگھ اور موہن سنگھ کو واجبی معاش نہ ملی گردھر سنگھ کی اولاد توساتولائی کی استمراردار ہے اور ہلدھر سنگھ و موہن سنگھ کی اولاد ڈبریلہ۔ ڈھگاریہ۔ سانپڑودہ اور ورنیکوٹ مین بھوم سے گذارہ کرتی ہے۔ پھر ۱۶۵۹ء مین شیام سنگھ کے پسر اودے بھان اور اکھے راج مین تقسیم ہوئی چوراسی دیہات مین سے اڑتیس اکھے راج کو ملے اور چھیالیس اودے بھان کو جو باٹوی یعنی مسند نشین ہوا تھا۔ اکھے راج کی نسل مین دیوالیہ کا استمراردار اور اُس کے بھائی بیٹے ہین۔ اودے بھان کے تین لڑکون کیسری سنگھ۔ سورج مل اور نرسنگداس مین سے بڑا بیٹا کیسری سنگھ بھنائے کا مسند نشین ہوا اور نرسنگداس اس کا متبنے ہوا اور یہی بھنائے کا راجہ ہوتا مگر جب کیسری سنگھ کے دو صلبی بیٹے پیدا ہوگئے تو نرسنگداس کو ٹاٹولی معاش مین ملی اور کیسری سنگھ کے دو بیٹون جگت سنگھ اور رہٹی سنگھ مین سے جگت سنگھ قائم مقام ہوا اور رہٹی سنگھ کو شولیان معاش مین ملا بعد ازان بخت سنگھ رئیس ہوا اور اُس کے بھائی کیرت سنگھ کو سورکھنڈ ملا مگر اب سورکھنڈ پر راجہ صاحب بھنائے نے قبضہ کر رکھا ہے۔ بخت سنگھ کے بعد دلیل سنگھ مسند نشین ہوا اور اُس کے بھائی ارجن سنگھ کو سرانہ معاش مین ملا بھنائے کی کُل آمدنی ۱۱۱۰۵۰ کی ہے جس مین سے خاص جاگیر کی آمدنی ۵۳۷۰۰ روپیہ ہے اور باقی ۵۷۳۵۰ روپیہ رشتہ دارون کی آمدنی ہے بھنائے والون کا خطاب راجہ ہے۔

## باندن واڑہ

اس ٹھکانے کا اول استمراردار ٹھاکر سورج مل تھا کیسری سنگھ بڑا بھائی جو بھنائے مین مسند نشین تھا سورج مل اور نرسنگداس چھوٹے بھائیون کو کم معاش دیتا تھا۔ نرسنگداس نے تو بوجہ متبنے ہونے کے منظور کر لی مگر سورج مل ناراض ہوکر دہلی چلا گیا وہان اورنگ زیب بادشاہ تھا ایک مہم مین سورج مل سے کارنمایان ظہور مین آیا اُس کے جلدو مین ساڑھے تین ہزاری منصب سات پارچہ کا خلعت اور ہاتھی مرحمت ہوا اور بھنائے کا نصف علاقہ تقسیم کرا دیا اور اُس کے سوا رام سر و سری نگر کا علاقہ بھی جاگیر مین عنایت ہوا۔

۱۶۶۷ء مین سورج مل نے باندن واڑہ مین اپنے حکومت کا مقام بنایا تھوڑے عرصے کے بعد مہاراجہ اجیت سنگھ والی جودھپور اجمیر مین آیا تو باندن واڑے سے ٹھاکر پیشوائی کو نہین گیا مہاراجہ سخت ناراض ہوا اس خفگی مین رام سر و سری نگر کا علاقہ ضبط کر لیا باندن واڑہ اگرچہ بحال رکھا مگر لوٹ لیا اور قلعہ توڑ ڈالا یہ جاگیر چھتیس ۳۶ ہزار کی ہے۔



# ساور

ٹھاکران علاقہ ساور سکتاوت سیسودیہ ہین اور یہ مہارانا اودیپور کی نسل مین سے ہین - رانا اودے سنگھ کے پرتاب سنگھ اور سکت سنگھ دو بیٹے تھے پرتاب سنگھ کی اولاد تو فرمان روا ملک میواڑ ہین اور سکت سنگھ کی اولاد مین ساور وغیرہ کے ٹھاکر ہین - رئیس ساور کا مورث اعلے گوکل داس شاہزادہ شاہجہان کا ملازم تھا -
شاہجہان نے باپ سے جب بغاوت کی تو بادشاہی فوج کے مقابلے مین شاہزادے کی طرف سے بنارس کے معرکے مین گوکل داس کے ۸۴ زخم آئے اور اُس نے بہادری اور نمک حلالی ثابت کی شاہزادے نے صلح کے بعد اس جان فشانی کے جلد و مین ساور مع پرگنات کیکڑی وغیرہ عطا کئے کہ دوسرے پرگنے قبضے سے جاتے رہے فقط ساور اتنک ہے سابقًا نوکری کرتے تھے مرہٹون کے عہد سے جمع مقرر ہوگئی ہے - جلسہ قیصری دہلی مین ٹھاکر مادھو سنگھ کو راجگی کا خطاب ملا خاص جاگیر کی آمدنی ۳۲۰۰۰ روپیہ سالانہ ہے اسکے سوا رشتہ دارون کی ۱۳۰۴۰ روپیہ ہے سب ملا کر ۴۵۰۴۰ روپیہ کی آمدنی ہے - ساور ایک پختہ چار دیواری سے محدود ہے - پہاڑی پر پرانا گڑھ بنا ہوا ہے -

# مسعودہ

بادشاہی زمانے مین مسعودے کا علاقہ سرکاری خالصے مین تھا اور وہان اجمیر کے صوبہ دار کی طرف سے تھانہ رہتا تھا سنہ ۱۵۵۶ء مین جگمل مع اپنے بیٹون کے اکبر بادشاہ کی خدمت مین نوکری کے واسطے گیا تھا پنوار راجپوتون نے مسعودے کے تھانہ دار کو نکالکر اپنا قبضہ کر لیا بادشاہ نے اُن کے نکالنے کے واسطے جگ مال کو مع فوج متعین کیا اور پنوارون نے چتوڑ کے رانا کی مدد بہم پہونچا کر بمقام ہرمارڑہ مقابلہ کیا سخت لڑائی ہوئی انجام مین جگ مل فتحیاب ہوا اور مسعودے پر دخل پایا بادشاہ نے مسعودے کا پرگنہ ہنونت سنگھ پسر جگمل کو دیا - وہ بادشاہ سے رخصت ہوکر آیا -
ایک مقام پر جنگل مین شیر اور سور کی لڑائی ہوئی اور سور نے شیر کو مغلوب کرکے ہٹا دیا اس واسطے وہ سرزمین مردانگی کی متصور ہوکر موضع باگسوری آباد کیا گیا اور قلعہ تعمیر ہوا یہان کا ٹھاکر میرتیہ راٹھوڑ ہے اور اُس کی خاص ذاتی آمدنی ستر ہزار کی ہے اور اُس کے رشتہ دارون کی چھتیس ہزار ایک سو بارہ روپیہ کی اس حساب سے کل خاندان کی آمدنی ایک لاکھ چھ ہزار ایک سو بارہ روپیہ ہوئی - مسعودے مین اٹھائیس گانون ہین جلسۂ قیصری دہلی مین ٹھاکر مسعودہ کو راؤ کا خطاب ملا تھا -

# جونیان

یہان کے ٹھاکر جودھپور کے راجہ اودے سنگھ کے پوتے سجان سنگھ کی اولاد ہین انکا مورث اعلے مادھو سنگھ راجہ اودے سنگھ والی مارواڑ کا پانچوان بیٹا تھا اُس کا بیٹا پیسانگن مین آیا تھا وہان راجپوت پنوارون سے اُس کا مقابلہ ہوا کہ وہ وہان قابض اور دخیل تھے یہ زمانہ شاہجہان بادشاہ کے عہد کا تھا کیسری سنگھ نے پنوارون پر فتح پائی اور پیسانگن پر دخیل ہوا - کیسری سنگھ کے بعد اُس کا بیٹا سجان سنگھ ہوا یہ شخص صاحب داعیہ تھا گوڑ خاندان راجگڑھ کے قبضے سے جونیان اور سیسودیہ خاندان کے قبضے سے مہرون بزور شمشیر لیکر اپنے تحت مین کر لئے اور سنہ ۱۶۷ء مین

اپنے تین بیٹون کو اس طرح تقسیم کر دیے بشن سنگھ کو جونیان - کرن سنگھ کو مہرون - جھوجھار سنگھ کو پیسانگن پس یہ راٹھوڑ ہین انکی ذاتی آمدنی ۲۶۳۰۰ ہزار چھبین روپے کی ہے اور رشتہ دارون کی آمدنی گیارہ ہزار چھہ سو ستر روپیہ کی جسکی میزان چھیالیس ہزار چھہ سو تہتر روپے ہوئی -

جلسہ قیصری دہلی مین ٹھاکر کلیان سنگھ جونیان والہ کو راؤ صاحب کا خطاب ملا تھا -

## مہرون

یہ سجان سنگھ بیرہ اودے سنگھ راٹھوڑ والی جودھپور کی اولاد اور ہم قوم ہے کرن سنگھ پسر سجان سنگھ ابن کیسری سنگھ خلف مادھو سنگھ ولد اودے سنگھ والی مارواڑ کو اُس کے باپ سجان سنگھ نے یہان کا ٹھکانا دیا تھا کرن سنگھ کے بیٹے ناہر سنگھ نے اپنے ایک بیٹے ابھے سنگھ کو مہرون دیا اور ظالم سنگھ کو کادیڑہ دیا یہ تقسیم ۱۷۵۵ء مین ہوئی تھی ۱۸۱۱ء مین لال سنگھ ولد ظالم سنگھ نے ایک شب جمعیت سواران و پیادگان لے کر مہرون پر حملہ کر دیا لڑائی شروع ہوئی جگت سنگھ مہرون والا قلعے کے دروازے پر نکل آیا تب لال سنگھ نے اُس سے نہ مارنے کا وعدہ کیا جگت سنگھ دھوکا کھا کر دشمن کے پاس آگیا لال سنگھ نے گرفتار کر کے فوراً اُس کا سر کاٹ لیا اور محلون مین گھس کر اُس کے بیٹے بھاگیرتھ سنگھ کو پکڑ کر قلعے سے گرا دیا وہ اس طرح مر گیا ٹھکرانیون کو علیحدہ علیحدہ قید کر دیا اور خود مہرون کا ٹھاکر ہوگیا - اس ظالمانہ کارروائی پر کسی راٹھوڑ نے دست اندازی نہ کی مگر شاہ پورے کے راجہ تنے کہ سیسودیہ ہے یہ وحشیانہ حرکت ناپسند کر کے مہرون پر فوج کشی کی لال سنگھ کے پاس فوج نہ تھی خائف ہوا - راجہ نے اُس کی جان بخشی کی مگر ڈولہ لیا اور آئندہ کو ڈولہ دینے کا وعدہ کرایا اور مہرون سے نکال کر کادیڑہ بھیجدیا اور مہرون مین بھارتھ سنگھ کی ٹھکرانی کا قبضہ کرا دیا - ۱۸۴۲ء تک وہ قابض رہی ۱۸۴۳ء مین ٹھکرانی نے جواہر سنگھ پسر شیر سنگھ کو متبنے کیا - ۱۸۶۷ء مین جواہر سنگھ لاولد فوت ہوا اُس کا حقیقی بھائی کالو سنگھ مسند نشین ہوا - یہ علاقہ کسی زمانے مین مہر یعنی گوجرون کے قبضے مین تھا اس سبب سے مہرون کہلاتا ہے یہان کے ٹھاکر کی آمدنی ۵۸۰۷ روپیہ اور رشتہ دارون کی آمدنی ۱۵۳۵۵ ہے اس طرح کل ۲۱۱۶۲ روپیہ ہے -

## پسانگن

یہ ٹھکانا بھی سجان سنگھ نبیرہ اودے سنگھ راٹھوڑ والی جودھپور کی اولاد کے پاس ہے اُس نے اپنے بیٹے جھوجھار سنگھ کو دیا تھا - اس کی اولاد مین سے ناتھو سنگھ ٹھاکر پیسانگن ریاست جاول مین بیاہا تھا اور سیوا جی صوبہ دار اجمیر دہان کا باشندہ تھا اور ناتھو کی ٹھکرانی سیوا کی ہمشیرہ راکھی بند تھی - ناتھو سنگھ کا بھائی کلیان سنگھ تھا یہ خواص - سرسری - اور پران پٹرہ کا ٹھاکر ہوا - مادھو راؤ سیندھیا صوبہ دار اجمیر نے استمراردارون کو تنگ کیا اُنھون نے صلاح کر کے صوبہ دار مذکور کو گلاب سنگھ ولد کلیان سنگھ کے قلعے مین قید کر دیا تین مہینے تک قید رہا پھر مرہٹون کی فوج نے آکر چھڑایا اور اٹھارہ ہزار روپیہ جرمانہ کر کے اُس کے عوض گلاب سنگھ کو قید کر دیا - سمر سنگھ پسر گلاب سنگھ نے زر جرمانہ کی سبیل کر کے باپ کو رہا کرا دیا - اس خاندان مین قدیم سے ٹھکرائی کا خطاب تھا

مان سنگھ نے ابتداے عملداری انگریزی مین راج مارواڑ مین زر کثیر نذر کرکے خطاب راجگی کا حاصل کیا اور سرکار انگریزی سے بھی راجہ لکھوانا چاہا مگر سرکار نے مدت تک خطاب عطیہ راج جودھپور کو قبول نہ کیا - آخر کار ۱۸۷۵ء مین دربار ہوکر استمراردارون کو سندین عطا ہوئین تب ٹھاکر پسانگن کو خطاب راجگی سرکار انگریزی سے مرحمت ہوا اور جلسۂ قیصری دہلی مین ازسرنو تصدیق ہوا خاص جاگیر کی آمدنی بارہ ہزار روپیہ سالانہ ہے اور انتیس ہزار چارسو روپے کی رشتہ دارون کی آمدنی ہے جس کی میزان اکتالیس ہزار چارسو ہوئی پسانگن مین خاکی جی کا استھان ہے -

## دیولیہ

اس خاندان کا مورث اعلیٰ اکھے راج تھا جس کو بروے تقسیم بھناے سے مجملہ ۴۸ گانؤن کے ۲۸ ملے تھے یہ تقسیم ۱۶۵۹ء مین ہوئی تھی - اکھے راج کے پانچ بیٹے ہوئے اُن مین سے ایشرداس پاٹوہی ہوا - دیوداس کو بڑلی کا علاقہ ملا اسی طرح اورون کو حصے ملے - جلسۂ قیصری دہلی مین دیولیہ کے ٹھاکر ہری سنگھ کو راؤ صاحب کا خطاب ملا - اٹھارہ ہزار روپیہ سالانہ کی خاص اُس کی ذاتی آمدنی ہے اور رشتہ دارون کی آمدنی ۸۷ ہزار اور گیارہ روپے کی جسکی میزان ۱۰۵۰۱۱ روپیہ ہوئی - دیولیہ مین رام دوارہ اور ایک کنڈ نامی ہے -

## کھروہ

یہ ٹھکانہ راٹھوڑ راجہ اودے سنگھ والی جودھپور کے بڑے بیٹے سکت سنگھ کی اولاد مین ہے - کھروہ والون کا بیان ہے کہ ٹھاکر سکت سنگھ ہمارے مورث اعلیٰ نے اکبر بادشاہ کو دریا سے نکالا تھا کہ سیر کرتے ہوئے کشتی سے اتفاقیہ گر پڑا تھا اور نواب بنگالہ کی گرفتاری کی بھی خدمت کی تھی اُس کے جلدو مین یہ پرگنہ عطا کیا تھا مگر اُنکی سند فرمان اکبری مورخہ ۱۵۵۶ء مین صرف اسی قدر لکھا ہے کہ پرگنۂ کھروہ راؤ سکت سنگھ کو بوجہ مدد معاش نسلاً بعد نسلٍ عطا ہوا - جلسۂ قیصری دہلی مین ٹھاکر مادھو سنگھ کو راؤ کا خطاب ملا ہے اور اُس کی ذاتی آمدنی ۲۹۰۰۰ روپیہ سالانہ کی ہے اور رشتہ دارون کی آمدنی ۴۵۰۰ کی اور کل میزان ۳۳۵۰۰ ہوتی ہے - اس پرگنے مین ابرک اور تانبے کی کانین برآمد ہوئی ہین -

## گوبندگڑھ

اکبر کے عہد مین اودے سنگھ الملقب بہ موٹا راجہ والی مارواڑ کا بیٹا گوبند داس چھپن سوارون سے نوکری کرتا تھا اُس کے عوض یہ ٹھکانہ جاگیر مین ملا تھا اس ٹھکانے مین چار گانؤن ہین اس مین سے کسی بھائی بیٹے کو کوئی گانؤن نہین ملا اور ذاتی آمدنی آٹھ ہزار روپے سالانہ کی اور رشتہ دارون کی پندرہ سو روپے سالانہ کی ہے جسکی میزان ۹۵۰۰ روپیہ ہوئی - گوبندگڑھ مین کانسی اور پیتل کے برتن اچھے بنتے ہین -

## باگسوری

جگمل میرتیہ راٹھوڑ جس نے مسعودے کے مقام پر اکبر کے حکم سے بنوارون سے جنگ کرکے اُنکو شکست دی اور اکبر نے مسعودے کا پرگنہ اُس کے بیٹے ہنونت سنگھ پاٹوہی کو دیا - جگمل کے تیسرے بیٹے کی اولاد باگسوری مین

استمرار دار ہے۔ ذاتی آمدنی نو ہزار روپیہ ہے اور رشتہ دارون کی آمدنی ساڑھے تین ہزار روپیہ سالانہ جس کی میزان ۱۲۵۰۰ ہوئی۔

## تکملہ

ان استمرار دارون کے سوا میواڑیہ۔ ریچھ مالیان۔ سیٹھن۔ کرٹیل۔ منوہر پورہ۔ راجوسی اور کوٹری سات چھوٹے استمرار دار ہین ان مین سے کرٹیل کے سوا جس کی آمدنی آٹھ ہزار روپیہ اور کسی کی جاگیر ہزار دو ہزار روپیہ سالانہ سے زیادہ کی نہین ہے اور کوٹری کے سوا جو چتر بھج چارن کے قبضے مین آٹھ سو روپیہ سالانہ کی جاگیر ہے باقی سب استمرار دار قوم کے راٹھوڑ ہین۔ استمرار دارون کے علاوہ گنگوانہ۔ پیر۔ سداپور اور چاندلائے کے بھومیہ زمیندار جو کرشن گڑھ سے نکلے ہین ہزار روپیہ سالانہ سے بھی کم آمدنی کی جاگیر رکھتے ہین۔

**ضمیمہ اُن ریاستون کے بیان مین جو راجپوتون کے سوا دوسری قوم کے رئیسون کے قبضے مین ہین**

ایسی تین ریاستین ہین جن مین سے دھولپور اور بھرت پور کی دو ریاستین جاٹون کے پاس ہین اور ایک ریاست ٹونک مسلمانون کے پاس ہے۔

# ریاست دھولپور

## جغرافیہ

دھولپور مشرقی راجپوتانہ مین ایک مختصر ریاست ہے جس کے شمال مین ضلع آگرہ مغرب مین بھرت پور و قرولی جنوب مین گوالیار مشرق مین گوالیار و آگرہ کا علاقہ ہے یہ ریاست خطوط عرض بلد شمالی ۲۶ درجہ ۳۰ دقیقہ اور ۲۶ درجہ ۵۷ دقیقہ اور خطوط طول بلد مشرقی ۷۷ درجہ ۳۲ دقیقہ اور ۷۸ درجہ ۲۰ دقیقہ کے درمیان واقع ہے۔ راج کی لمبائی چوّن میل چوڑائی تبیس میل رقبہ ایک ہزار چھ سو چھبیس میل مربع آبادی ۲۷۹۶۵۷ آدمی سالانہ آمدنی قریب دس لاکھ روپیہ اور فوج سوار و پیدل تین ہزار کے قریب ہے توپین سلامی ۱۵

دریائے چمبل اس ریاست کے جنوب مشرقی طرف ساٹھ میل بہکر راج گوالیار اور علاقہ آگرہ کی سرحد ہو گیا ہے بان گنگا جس کو اس نواح مین اُٹنگن کہتے ہین چند میل تک سرحد پر بہ کر قریب چودہ میل کے ملک کے اندر مشرقی سمت مین جاتی ہے اور وہان سے آگے اس راج اور ضلع آگرہ کے درمیان بیس میل تک خط سرحدی ہوئی ہے۔

مشرقی علاقہ اکثر ہموار اور میدان ہے اور جنوبی و مغربی طرف چھوٹی بڑی پہاڑیان پھیلی ہوئی ہین بارش پر پیداوار کا زیادہ دارومدار ہے لیکن آب کے درختون کی کثرت سے ہر جگہ رونق نظر آتی ہے۔ راج مین تین قصبے (۱) دھولپور (۲) باڑی اور (۳) راج کھیڑہ بڑے گنے جاتے ہین۔

## دھولپور

دار الحکومت ہے جو آگرہ و گوالیار کی سڑک پر بعد ہٗ سے اب ریل گذرتی ہے آگرے سے چونتیس ۳۴ میل جنوب مین اور گوالیار سے سینتیس ۳۷ میل شمال مین بسا ہوا ہے آبادی سے ایک میل جنوبی طرف چنبل دریا بہتا ہے۔ جس کا پھیلاؤ داہنی طرف دور تک بڑھ جاتا ہے اور بائین طرف بلندی کے سبب جس پر قلعہ بنا ہوا ہے پانی کم چڑھتا ہے یہان قلعے کے سوا اکثر مسجدین اور مقبرے پہلے زمانے کی یادگار باقی ہین جن مین سے ایک مسجد ۱۶۳۴ء مین شاہجہان بادشاہ کی بنائی ہوئی بیان کی جاتی ہے شاہجہان کو شاہزادگی کے دنون مین اُس کے باپ جہانگیر بادشاہ نے کئی ضلعون کے ساتھ پرگنہ دھولپور بھی جاگیر مین دیا تھا۔ جو کچھ عرصے کے بعد نور جہان بیگم کو ملکر خالصے مین شامل ہوگیا تھا محمد شاہ بادشاہ کے آخر عہد مین یہان مرہٹون نے قبضہ پایا جن کی ماتحتی اور مددگاری سے وہ موجودہ رئیس کے بزرگون کے ہاتھ آیا اور سرکار انگریزی کی مدد اور حفاظت سے اب تک اُنکے قبضے مین چلا آتا ہے یہ شہر عرض بلد شمالی ۲۶ درجہ ۴۱ دقیقہ طول بلد مشرقی ۷۷ درجہ ۵۰ دقیقہ پر واقع ہے۔

دھولپور بہت قدیم شہر ہے حسب روایت باشندگان دولہ نامی کسی رئیس نے آباد کیا تھا کہ اُس کے نام سے دھولپور موسوم ہوا۔

## باڑی

یہ قصبہ راج کے جنوب مین مغربی حصے مین پہاڑون کے درمیان دھولپور سے ۱۸ میل مغرب مین عرض بلد شمالی ۲۶ درجہ ۴۳ دقیقہ طول بلد مشرقی ۷۷ درجہ ۴۲ دقیقہ پر واقع ہے یہ قصبہ ایک پرگنے کا صدر ہے۔

## راج کھیڑہ

یہ قصبہ بھی ایک پرگنے کا صدر ہے اور دھولپور سے شمال مشرق مین بفاصلہ ۲۳ میل عرض بلد شمالی ۲۶ درجہ ۵۵ دقیقہ طول بلد مشرقی ۷۸ درجہ ۱۵ دقیقہ پر واقع ہے۔

## تاریخ

دھولپور والون کے بزرگ گوہد مقام کے جو قلعہ گوالیار سے اٹھائیس میل شمال و مشرق مین ہے رہنے والے زمیندار جاٹ تھے اُن لوگون نے محنت اور جنگ آوری کے ذریعہ سے ۱۷۲۵ء و ۱۷۴۰ء کے درمیان باجی راؤ پیشوا کی خدمت مین عزت پاکر گوہد کی حکومت حاصل کی اور ۱۷۶۱ء مین جب مرہٹون کی بھاری فوج نے پانی پت کے میدان پر احمد شاہ دُرانی بادشاہ افغانستان سے شکست پاکر پریشانی اُٹھائی تو گوہد والون مین سے ایک بہادر شخص لوکیندر نام نے گوالیار کا قلعہ دباکر رانائے گوہد کا خطاب اختیار کیا جس کو وہ آخری بادشاہ دہلی کی طرف سے عنایت ہونا بتلاتے ہین۔ اور گورنمنٹ انگریزی نے مہاراج رانا بنادیا اس وقت سے ایک سو چونسٹھ برس پہلے یہ لوگ ریاست پاکر زمانے کے پھیر پھار سے اول گوہد اور پھر دھولپور مین مرہٹون کی طرف سے تکلیفین اور ضبطی ملک کا نقصان اُٹھاکر انگریزی سرکار کے طفیل ئین سے

جن مین سے ایک نے گوہد مین اور چھ شخصون نے دھولپور مین ابتک راج کیا۔

## ۱- مہاراج رانا لوکیندر سنگھ

قلعہ گوالیار حاصل کرنے کے بعد چھ برس تک کسی نے اس کی خود اختیاری پر اعتراض کیا۔ مگر عرصہ درمیانی مین جبکہ مرہٹے دوبارہ زور پا گئے تھے ۱۷۶۷ء مین انھون نے پھر اپنا تسلط شروع کیا اور رگنا تھ راؤ نے جو مابعد پیشوا ہوا گوہد پر حملہ کیا لیکن رانا نے بھی قلعے کو مستحکم اور فوج کو آراستہ کر لیا تھا اور بذات خاص بھی زبردست اور بہادر آدمی تھا ایسا مقابلہ کیا کہ مرہٹون کے دانت کھٹے ہو گئے اور رگنا تھ راؤ کو صلح کرنی پڑی آخر کار مرہٹون نے تین لاکھ روپیہ لیکر فوج برخاست کی اور رانا لوکیندر سنگھ کو اپنے تحت مین خراج گذار رئیس قبول کیا۔ ۲ دسمبر ۱۷۷۹ء کو سرکار انگریزی نے حسب سجھکر رئیس گوہد کو ایک عہدنامہ لکھے جانے کے بعد مرہٹون سے توڑ کر اپنی طرف لے لیا تاکہ انگریزی علاقے پر حملہ نہو سکے اور یہ ریاست بطور سد راہ حملہ آور دن کے ہو اور دوسرے جو فوج کارزار کر کے بمبئی سے آئے اُس کو مقام آرام کا ملے اس عہدنامے کی رو سے گورنمنٹ نے یہ بھی وعدہ کیا تھا کہ جو ملک کہ افواج سرکار کمپنی یا افواج رانا یا دونون شامل حال ہوکر بذریعہ جنگ یا صلح کے مرہٹون سے حاصل کرینگی بجز اُن ۵۶ محالات کے جو ملوکہ قدیم رانا کے ہین مگر مرہٹون کے قبضے مین ہین اس حساب سے تقسیم ہون گے کہ ایک روپے مین سے نو آنے سرکار کمپنی کو اور سات آنے رانا کو ملین گے اور ملک اور قلعے رانا کے قبضے مین رہ کر سرکار کمپنی کے حصے کا روپیہ بعد منہائی مصارف تحصیل بطور خراج رانا کی طرف سے سرکار کمپنی کے خزانے مین داخل ہوتا رہے گا اور جو صلح نامہ مرہٹون کے ساتھ ہوگا اُسمین رانا بھی شامل کیا جائے گا۔ ان شرائط کے بموجب ۱۷۷۹ء مین انگریزی فوج بتعداد دو ہزار اور چار سو آدمی بہ تحت حکومت کپتان ولیم پوفم مرہٹہ غارتگرون کو ملک گوہد سے خارج کرنے اور رانا کی مدد کرنے کے واسطے متعین ہوئی کپتان نے مرہٹون کو نکالدیا اور لاہر کا قلعہ فتح کیا اور ۴ - اگست کو قلعہ گوالیار پر جو اُس وقت تک ناممکن التسخیر مشہور تھا حملہ کر کے قبضہ کر کے رانا گوہد کو دیدیا۔

۱۳- اکتوبر ۱۷۸۱ء کو جو عہدنامہ سرکار انگریزی اور مادھوجی سیندھیا کے درمیان ہوا اُس کے بموجب رانا کو کفالت دی گئی کہ جب تک عہدنامہ سرکار انگریزی پر قائم رہے گا گوالیار اور دیگر ممالک اُسکی ملکیت سمجھے جائین گے اور سیندھیا اُس مین مداخلت نہ کرے گا۔ مگر باوصف اس حسن سلوک کے چند معاملات سے ثابت ہوا کہ سنہ سترہ سو اکیاسی و بیاسی مین سرکار انگریزی کے خلاف جو دشمنون کا اجتماع ہوا اُس مین رانا شریک تھا اس واسطے عہدنامہ سوافقت باہمی منسوخ سمجھا گیا اور رانا کو بے سہارا چھوڑ دیا گیا اس سبب سے جب مادھوجی سیندھیا نے بذریعہ عہدنامہ سالبائی مورخہ ۱۷ مئی ۱۷۸۲ء کے آزادی پائی تو اُس نے حملہ کر کے قلعہ گوالیار اور مقام گوہد فتح کرنے کے بعد رانا کو قید کر لیا کیونکہ سرکار انگریزی نے رانا کی کچھ مدد نہ کی اور تنہا رانا سے سیندھیا کا مقابلہ ہونا مشکل تھا۔

یہ لوگ بائیس برس پریشان رہکر انگریزی سرکار کی مدد اور مہربانی سے دوبارہ رئیس بنے۔

## ۲- مہاراج رانا کیرت سنگھ

سنہ ۱۸۰۴ء مین سرکار انگریزی نے دولت راؤ جانشین مادھوجی سیندھیا سے لڑائی شروع کی تو اسوقت جو ملک سیندھیا کا سرکار انگریزی کو حاصل ہوا وہ دولت راؤ سیندھیا کی برخلافی کے سبب قلعہ اور شہر گوالیار اپنے قبضے مین لیکر گوہد کا علاقہ لوکیندر سنگھ کے بیٹے کیرت سنگھ کو دیدیا ۲۳ دسمبر سنہ ۱۸۰۵ء کو سرکار نے مہاراجہ سیندھیا سے صلح کرکے گوالیار اور گوہد اُس کو سونپ دیے لیکن راج رانا کا اس وقت کوئی قصور نہ معلوم ہوا اس لئے اُس کو نئے عہدنامے کے ذریعے سے نقصان کے عوض تین پرگنے دھولپور۔ باڑی۔ اور راج کھیڑہ دیے گئے اس طرح دریاے چمبل ممالک سیندھیا اور راج دھولپور کا حد فاصل ہوگیا اور رودچالیس برس گوہد کے رانا کہلائے جانے کے بعد اس وقت سے ایک سو بیس برس پہلے خاص دھولپور کے رئیس بنے سمت ۱۸۹۲ مطابق سنہ ۱۸۳۶ء مین مہاراج رانا کیرت سنگھ کا انتقال ہونے پر اُس کا بیٹا بھگونت سنگھ وارث رہا۔

## ۳- مہاراج رانا بھگونت سنگھ

اس نے سنہ ۱۸۳۶ء مطابق سمت ۱۸۹۲ مین مسند نشین ہوکر سنہ ۱۸۵۷ء کے غدر مین اُن انگریز افسرون کو جو گوالیار سے بھاگ کر اس کے یہان آئے بہت حفاظت کے ساتھ رکھا اس خیرخواہی پر اُس کو دوسرے رئیسون کی طرح گود لینے کی سند ملی اور بعد مین کے۔سی۔ آئی۔ ای کا خطاب بھی دیا گیا سمت ۱۸۹۷ مطابق سنہ ۱۸۴۱ء مین دھولپور اور گوالیار کی باہمی دشمنی زیادہ نازک حالت کو پہونچی مہاراج رانا نے اپنے ہان کے بنیون پر مہاراجہ سیندھیا سے سازش رکھنے کا الزام لگاکر پارس ناتھ کا مندر توڑ ڈالا جس سے مہاراجہ سیندھیا سخت رنجیدہ ہوا لیکن انگریزی سرکار نے کوئی فساد نہونے دیا۔ سمت ۱۹۱۶ مطابق سنہ ۱۸۶۱ء مین مہاراج رانا زیادہ قرضے اور دیوہنس کامدار کے دباؤ سے سرکاری مدد کی اُمید پر آگرے کو بھاگ گیا کامدار قید کیا گیا اور رئیس نے راؤ راجہ سردنکر راؤ کے بھائی گنگا دھر کو دیوان بنایا اور اُس کی نیابت مین منشی پربھولال کو منتظم مقرر کیا جس سے ہر کام مین درستی پیدا ہوئی لیکن سمت ۱۹۲۴ مطابق سنہ ۱۸۶۸ء مین رئیس کے مزاج پر ایک بازاری عورت بجرا نام کے حاوی ہونے سے کام مین بہت ابتری پھیلی وہ فضول خرچی کرکے ریاست کو زیر بار کر رہی تھی اور کاروبار ریاست مین خلل انداز ہوکے ہر قسم کی ابتری وخرابی پیدا کرتی تھی اس پر پولٹیکل اجنٹ نے مداخلت کرکے آوارہ لوگون کو نکال دیا اسی سال مہاراج رانا کا بیٹا جو بدچلنی سے سخت بیمار ہوگیا تھا اور اُس کے اور رانا کے درمیان انتہا درجے کی نااتفاقی تھی اٹھائیس ۲۸ سال کی عمر مین انتقال کرگیا مہاراج رانا نے بیٹے کے مرجانے کے بعد اپنے پوتے کو جو پانچ برس کی عمر مین تھا خبرداری کے ساتھ تعلیم دلانا شروع کیا۔ سمت ۱۹۲۶ مطابق سنہ ۱۸۷۰ء مین رئیس کو تمغاے ستارۂ ہند درجۂ اول انگریزی سرکار سے عطا ہوا۔ دوسرے سال گنگا دھر نے دیوانی سے استعفا دیا اور اُس کا نائب پربھودیال بے اعتباری کے سبب علیحدہ کیا گیا مہاراج رانا نے حکیم عبد النبی خان کو جو ریاست پٹیالہ کی میرمنشی گری ناراضی کے سبب چھوڑ کر دھولپور مین آرہا تھا

اپنا دیوان مقرر کیا اس کارگذار شخص نے فضول خرچ کم کرنے اور ڈانگ کے لٹیرے گوجروں کا فساد دور کرنے کے سبب بہت نیک نامی حاصل کی یہ ہوشیار دیوان سمت ۱۹۲۸ مطابق ۱۸۷۲ء مین گذر گیا اور چند روز کے بعد ۹ فروری ۱۸۷۳ء کو مہاراج رانا بھگونت سنگھ کا انتقال ہوجانے سے اُس کا پوتا وارث رہا۔

## ۴۔ مہاراج رانا نہال سنگھ

۱۸۷۳ء کے فروری مہینے مین نو برس کی عمر کے اندر مسند نشین ہوا کچھ دنون راؤ راجہ سرد نگر راؤ نے یہان آکر پُرانی ملازمت کے لحاظ سے بغیر تنخواہ انتظام کیا پھر میجر ڈونی پولٹیکل افسر دھولپور مین متعین ہوا ۱۸۷۶ء مطابق سمت ۱۹۳۲ تک کم عمر رئیس کو عمدہ تعلیم دی گئی جس سے وہ انگریزی زبان مین اچھی طرح باتین کرنے لگا اور کسی قدر فارسی و ہندی بھی حاصل کی ۱۸۸۴ء مطابق سمت ۱۹۴۱ مین رئیس کو حکمرانی کے اختیارات سرکار کی طرف سے عطا ہوے ۱۸۸۷ء مطابق سمت ۱۹۴۳ مین فضول خرچی اور بدانتظامی کی شکایت ہونے سے رئیس اور میجر این سی مارٹلی پولٹیکل اجنٹ کو ویسرائے کی خدمت مین جاکر ہدایتین حاصل کرنی پڑین اکتوبر ۱۸۸۸ء مطابق سمت ۱۹۴۵ مین رئیس کی نیک نام دادی نے انتقال کیا جس سے عوام کو بہت رنج ہوا۔ یہ راج رانا سنٹرل انڈیا ہارس مین آنریری میجر تھا اور رفراٹیر میڈل اور سی۔ بی کے خطابات تیراہ کی لڑائی مین پاچکا تھا اس کا انتقال ۱۹۰۱ء مین ہوا جس پر اس کا سب سے بڑا بیٹا رام سنگھ مسند نشین ہوا۔

## ۵۔ مہاراج رانا رام سنگھ

یہ آنریری کپتان مقرر ہوا اور کے۔ سی۔ آئی۔ اِی کا خطاب بھی ملا اور ۱۹۱۱ء مین لاولد فوت ہوا اور اس کا چھوٹا بھائی مسند نشین ہوا۔

## مہاراج رانا اودے بھان سنگھ جی

یہ مہاراج رانا رام سنگھ کے چھوٹے بھائی ہین جو ۲۶ مئی ۱۹۰۱ء کی پیدائش ہین مارچ ۱۹۱۱ء مین مسند نشین ہوئے۔ پہلے یہ کیڈٹ کور مین تعلیم پاتے رہے اور ریاست کا انتظام بزمانہ نابالغی ایک انگریز سپرنٹنڈنٹ کے ماتحت دو ممبران کونسل انجام دیتے تھے دسمبر ۱۹۱۳ء مین انکو اختیارات ریاست ملے۔ ریاست کے جھنڈے کا رنگ اب سنہرا ہے کہ جس پر ہنومان کی تصویر ہے۔

# ریاست بھرت پور

## جغرافیہ

یہ راج درمیان خطوط عرض بلد شمالی ۲۶ درجہ ۴۳ دقیقہ و ۲۷ درجہ ۵۰ دقیقہ اور خطوط طول بلد مشرقی ۷۶ درجہ ۵۴ دقیقہ و ۷۷ درجہ ۴۹ دقیقہ کے واقع ہے یہ مشرقی راجپوتانہ مین ایک درمیانی درجہ کی ریاست ہے جس کے شمال مین گڑگانوہ علاقہ پنجاب مغرب مین الور و جیپور کا علاقہ جنوب مین راج جیپور قرولی

اور دھولپور مشرق مین ضلع آگرہ و متھرا واقع ہے لمبائی پچھتر میل چوڑائی اڑتالیس ۴۸ میل رقبہ ایک ہزار نوسو چوہتر
اور بقول بیاسی میل مربع آبادی ۶۴۵۵۴۰ آدمی کل آبادی مین فی سیکڑہ ۱۸ اٹھارہ مسلمان اور باقی ہندو ہین
اُنیس ۱۹ فی صدی جاٹ ہین مسلمانون مین زیادہ تعداد نو مسلم میودون کی ہے راج کی تمام سالانہ آمدنی بائیس لاکھ روپیہ
اور بقول محرر یادگار دربار تاج پوشی ۳۲۵۶۲۴۷ روپیہ اور فوج سوار و پیدل پانچہزار ہے - بھرت پور سے کوئی رقم بطور
خراج یا مصارف مقامی کور و کنٹنجنٹ نہین لی جاتی سلامی ۱۷ ضرب ہے -

راج بھرت پور کی زمین عمدہ انگریزی علاقے کے قریب ہونے سے اکثر ہموار اور سیراب ہے شمالی علاقہ اور
شہر بھرت پور کی زمین بہت پست ہے جہان زیادہ بارش ہونے پر نقصان کا خوف رہتا ہے اور معمولی برسات مین
بھی اکثر جگہ پانی بھرا رہنے سے سال بھر مین ایک فصل کی پیداوار ہو سکتی ہے - اس راج مین چار ندیان اُٹنگن
یعنی بان گنگا - گمبھیر - کاکند اور روپا ریل گذرتی ہین یہ اگرچہ بارہ مہینہ بہنے والی نہین ہین - لیکن برسات کے دنون مین
ضرورت سے زیادہ کھیتی وغیرہ کے لیئے انسے پانی مل جاتا ہے - جنوبی علاقے مین پہاڑ بھی زیادہ ہین جن مین سے
پرگنۂ بیانہ کے قریب والے حصے جو ڈانگ کہلاتے ہین سخت اور کم آباد ہین ان مین جنگلی درخت بھرے ہوئے ہین
اور گوجر قوم کے لوگ زیادہ بستے ہین جو بھیڑ بکریان پال کر یا چوری کے ذریعے سے گذر کرتے ہین - جس پہاڑ پر بیانہ کا
قلعہ ہے بہت بلند اور وسیع ہے اس کل پہاڑ کی ساخت کہ انتہائے پرگنہ روپباس تک چلا گیا ہے اسی طرح کی ہے
جیسے ہنڈون علاقۂ جیپور کے پہاڑ کی ہے اور اُس مین ویسا ہی بیٹون کا عمارتی پتھر نکلتا ہے چنانچہ کھان پہاڑپور
پرگنۂ روپباس و بارسیٹھ پرگنہ بیانہ مین بہت عمدہ سفید و سرخ پتھر نکلتا ہے یہ کانین قدیم الایام سے جاری ہین
کہ فتحپور سیکری کی مشہور عمارتین اور بھرت پور و دیگ دو نیز کے محلات اسی پتھر سے تعمیر ہوئے ہین اس پتھر کی بڑی
شہرت ہے علاوہ اسکے شمالی پرگنات مین بھی جا بجا پہاڑ ہین مگر کل راج مین سب سے بلند پہاڑ علی پور پرگنہ
اکھے گڑھ کا ہے مگر ان پہاڑون مین کوئی دھات کی کھان نہین ہے پھوسا ور اور روپ کے درمیان اور بیانہ کے
پہاڑون مین سابقًا تانبے کی کانین جاری ہوئی تھین مگر کچھ فائدہ نہونے کے سبب بند ہو گئین -

بیانہ کا قلعہ ایک مشہور مقام ہے جو ابتدا مین چندر بنسی راجپوتون اور پھر اکثر دہلی وغیرہ کے زبردست
بادشاہون کے قبضے مین رہا - مغلون کی سلطنت بگڑنے پر رنتھنبور کی طرح جو کہ جیپور والون کو حاصل ہوا بیانہ کو
بھرت پور والون نے دبالیا -

راج بھرت پور کے کل گانون کی تعداد ایک ہزار تین سو ستر ہے جن مین سے سو مندر وغیرہ کی خیرات مین
اور باقی تمام خالصہ مین ہین کوئی بڑا یا پڑا نا سردار نہین ہے انتظام کی غرض سے ملک دو ضلعون مین تقسیم کیا گیا ہے
ایک خاص بھرت پور جس کے متعلق آٹھ پرگنے بھرت پور - روپباس - بیانہ - اُچین - وَیر - بھساور - اکھے گڑھ
اور کمھیر ہین دوسرا دیگ اور میوات جس کے ماتحت پانچ پرگنے دیگ - گوپال گڑھ - کامہ - پہاڑی اور نگر ہین
ہر پرگنے مین ایک تحصیلدار اور ایک دو تھانہ دار رہتا ہے اور ضلع پر ایک عدالتی دیوانی و فوجداری کے فیصلون کیلیے

مقرر ہے۔ عدالت کا اپیل پنچایت مین اور پنچایت کا مرافعہ مہاراجہ کے اجلاس مین طے ہوتا ہے۔

## بھرت پور

خاص شہر بھرت پور پست زمین مین آباد ہے جسکی لمبائی تین میل کے قریب ہے اور چوڑائی ایک میل سے کچھ زیادہ ہے لڑائی کے وقت باہر کی جھیلون سے اس قدر پانی چھوڑدیا جاسکتا ہے کہ دشمن کی رسائی مشکل ہوجائے شہر کی فصیل خام لیکن بہت چوڑی بنائی گئی ہے جس کے اندر دس دروازون سے آمدورفت ہوتی ہے شہرپناہ کے گرد والی خندق برسات مین سب جگہ اور دوسرے موسم مین گہرے مقامات پر پانی سے بھری رہتی ہے۔ اور شہرپناہ کے چارون طرف ایک پختہ سڑک سیر وگشت کے واسطے عمدہ بنی ہوئی ہے۔ اس شہر کا نام راجہ رام چندر کے بھائی بھرت کے نام پر بھرت پور رکھا گیا ہے آبادی تو پرانی ہے لیکن قلعہ اور اکثر مکانات راجہ سورج مل کے وقت سے تیار ہوکر یہ مقام راجدھانی قرار پایا شہر کے اندر مضبوط اور بلند قلعہ کے اندر بہت چوڑی اور گہری خندق بنی ہوئی ہے جس مین ہمیشہ پانی بھرا رہنے سے شہر والون کے بہت کام آتا ہے قلعے کے دو دروازے اور آٹھ برج ہین اور تین مکان مردانہ محل ۔ زنانہ محل اور کچہری محل عمدہ گنے جاتے ہین۔

مہاراجہ جسونت سنگھ نے شہر سے باہر تین میل مغربی طرف سیوگانون کے پاس ایک چھاؤنی آباد کرکے قیام اختیار کیا جہان کئی بنگلے اور فوج کی بارکین دور تک پھیلی ہوئی ہین۔

یہ شہر عرض بلد شمالی ۲۷ درجہ ۱۲ دقیقہ اور طول بلد مشرقی ۷۷ درجہ ۳۸ دقیقہ پر آگرے سے ۳۴ میل کے قریب واقع ہے۔

## دیگ

اس راج مین دارالریاست سے دوم درجے پر باعتبار عظمت و آبادی و قدامت دیگ ہے اگر اُسکے عالی شان محلات معروف بہ بھون پر خیال کیا جائے تو نہ فقط اس راج کے بلکہ کل ہندوستان کے عمدہ مقامات وعجائبات سے ہے۔ قلعہ سے مغرب مین رئیس کے عالی شان محل اور خوش قطع باغ ہین اُنکے گرد پختہ بلند دیوار اُس کے ہر طرف عمدہ عمارتین ہین یہ خوبصورت محل حسن تعمیر وصنعت تجویز وخوبی تکمیل کے اعتبار سے قابل تعریف گنے جاتے ہین روپباس کی کان کے نفیس سفید پتھر کے بڑے اجزا سے بنے ہین اور ہر ایک علحدہ نام سے مشہور ہے چنانچہ (۱) نند بھون (۲) گوپال بھون جس کو بھادون بھون بھی کہتے ہین (۳) سورج بھون (۴) رام بھون (۵) ہردیو بھون (۶) ساون بھون اور کل محلات وباغ مین کمال صنعت وخوبصورتی سے فوارے لگے ہین جس وقت فوارے چلائے جاتے ہین عجیب سیر ہوتی ہے کہ خواہ کوئی موسم ہو ساون بھادون کی کیفیت نظر آتی ہے فوارون کے واسطے رام بھون کی چھت پر ایک حوض ۱۱۹ فٹ طویل ۱۰۲ فٹ عریض اور ۶ فٹ عمیق اور ۸۸۸۰۶ مکعب فٹ کی جسامت کا ہے اُسمین ۹۳ ہزار آٹھ سو ۷۰ من پانی سماتا ہے۔

دیگ کا قدیم نام دیرگھ (ریاست معروف) و دیرگھ پوری ہے اور یہ ایسا قدیم شہر ہے کہ اس کا ذکر

سکندھ پُران اور بھاگوت مہاتم کی چوتھی ادھیا مین ہے۔ سنہ ۱۷۶۶ع مین بعد فرمان روائی نول سنگھ ابن راجہ سورج مل شاہ عالم بادشاہ دہلی کے زبردست وزیر نواب ذوالفقار الدولہ مرزا نجف خان نے ایک سال اور دو مہینہ لڑکر چھین لیا تھا مگر نجف خان کے مرنے پر پھر بھرت پور والون کے قبضے مین آگیا دیگ عرض بلد شمالی ۲۷ درجہ ۲۹ دقیقہ طول بلد مشرقی ۷۷ درجہ ۲۳ دقیقہ پر بھرت پور سے ۲۲ میل شمال مغرب مین واقع ہے۔

## کمہیر

اس شہر کے گرد و نواح کی زمین مین شوریت بہت ہے یہان تک کہ کنوون کا پانی کیاریون مین جمع کر کے بذریعہ تبخیر طپش آفتاب کے نمک نکالا جاتا ہے یہان ریاست کا محل بہت مضبوط اور سنگین تعمیر کیا ہے محل سے مشرق مین تالاب ہے اُس کے مغربی کنارے پر بہت وسیع اور عمدہ مکان ہے کہ جل محل کہلاتا ہے کمہیر عرض بلد شمالی ۲۷ درجہ ۱۹ دقیقہ طول بلد مشرقی ۷۷ درجہ ۲۶ دقیقہ پر بھرت پور سے ۱۲ میل مغرب و شمال مین واقع ہے۔

## کامہ

ایک مؤرخ نے سنسکرت کی کتابون سے تحقیق کر کے لکھا ہے کہ اس قصبے کی آبادی نہایت قدیم زمانے سے ہے ست جگ مین اس کا نام برہم پور تھا دُواپر مین اس کو سنگ پور کہتے تھے تریتا مین کامک نام رکھا گیا اور کل جگ مین کامہ اور کام بن کہلاتا ہے یہ قصبہ برج مین واقع ہے اور ہنود کے متبرک مقامات سے سمجھا جاتا ہے کہتے ہین کہ چندر بنسی سری کرشن کے نانا کا مسکن یہان تھا اُس کے زمانے مین ایک مکان چوراسی کھمبہ نام تعمیر ہوا تھا اور اُس کے ساتھ آسائش مخلوق کے واسطے چوراسی کنوین اور چوراسی مندر اور چوراسی تالاب تیار ہوئے تھے زمانۂ مابعد مین سانگا رانا والی چتوڑ نے اس مقام پر کہ بیانہ سے متعلق تھا ظہیر الدین بابر سے جنگ کی اور شکست کھائی کامہ عرض بلد شمالی ۲۷ درجہ ۴۰ دقیقہ طول بلد مشرقی ۷۷ درجہ ۲ دقیقہ پر واقع ہے۔

## بیانہ

بلند سرزمین پر پہاڑون کے سلسلے مین کہ کسی قدر باہم متوازی اور شمال مشرق سے جنوب مغرب مین واقع ہین آباد ہے کل پہاڑ کے اوپر قدیم زمانے کے مکانات بے شمار موجود ہین ان مین سے مقدم قلعہ ہے اور اسمین ایک بھیم لاٹ نامی مینار ہے کہ جنوب کی طرف سے بہت دور سے نظر آتا ہے تاریخ فرشتہ مین لکھا ہے کہ جب سکندر لودی دہلی کا بادشاہ اس پر حملہ آور ہوا تو یہ قصبہ بڑی رونق پر تھا اور بابر بادشاہ نے بیانہ کو ہندوستان کے نہایت مشہور قلعون مین سے لکھا ہے بیانہ عرض بلد شمالی ۲۶ درجہ ۵۷ دقیقہ طول بلد مشرقی ۷۷ درجہ ۲۰ دقیقہ پر واقع ہے قلعے کے اندر جو لاٹ ہے اُسے تیلی کی لاٹ کہتے ہین اُس کے حروف پڑھنے مین نہین آتے سمت ۱۲۰۳ مین ابوبکر قندھاری نے کہ خاندان محمود غزنوی کے معتمدون مین سے تھا لڑکر اس قلعے کو فتح کیا ابوبکر قندھاری کا بیانہ مین انتقال ہوا کہ قبر اب تک موجود ہے اُسی زمانے مین اوکھا مندر وغیرہ مکان پرستش ہنود کو مسلمانون نے بہ تغیر تعمیر مسجد بنا لیا وقائع راجپوتانہ مین اسی طرح لکھا ہے۔ لیکن سمت ۱۱۹۸ سے سمت ۱۲۴۸ تک پرتھی راج چوہان دلی کے قبضے کے

زبردست راجہ کا عہد گذرا ہے اور بیانہ مین اُس کی سسرال تھی اور بیانہ والے اُس کے زبردست طرفدارون مین سے تھے ان وجوہات کی بنا پر کسی اور سمت مین ابوبکر قندھاری نے بیانہ کو فتح کیا ہوگا جو پرتھی راج اور اُس کے سردارون کے عہد سے ماقبل یا مابعد ہوگا۔

## قوم

بھرت پور کے رئیسون کو جو عام طور پر جاٹ مانے جاتے ہین اور اُسی فرقے مین اُن کی بیاہ شادی ہوتی ہے بابو جوالا سہاے نے وقائع راجپوتانہ مین حکیم وحید اللہ وغیرہ کی تاریخ کے حوالے سے سری کرشن کی چندربنسی نسل مین داخل کر دیا ہے۔ جاٹ لوگ اگرچہ راجپوتون کی چھتیس ۳۶ قسم مین سے ایک فریق سمجھے جاتے ہین لیکن اس مین کچھ شک نہین کہ کوئی جاٹ سری کرشن کی اولاد نہین بن سکتا اور شادی و غمی وغیرہ بر جدا رسمین اختیار کر لینے سے تمام راجپوت اُنکو کھانے پینے یا رشتہ داری مین ہرگز اپنا شریک نہین کرتے مولوی عبید اللہ فرحتی نے ریاست اودے پور کی طرف سے بنوائی ہوئی کتاب تحفہ راجستان مین اسی طرح لکھا ہے۔

## تاریخ

بھرت پور والون کے بزرگ مدت سے ایک گانون سنسنی مین رہتے تھے جہان اُنھون نے کھیتی وغیرہ کے سوا کچھ لوٹ مار شروع کی اُن مین سے اول نامور شخص راجہ رام جاٹ تھا جسے عالمگیر بادشاہ کے پوتے بیدار بخت نے غارتگری کے جرم پر سمت ۱۷۴۵ مطابق ۱۶۸۹ء مین قتل کر کے گڑھی سنسنی کو برباد کر دیا۔ عالمگیر کے بعد ان لوگون نے سلطنت کمزور دیکھ کر پھر ہاتھ پانون چلانے شروع کئے اس لئے ٹھاکر چوڑامن کو جو راجہ رام کے مارے جانے کے بعد جاٹون کا سرگروہ بنا تھا لوٹ مار کرنے اور راستے کی حفاظت رکھنے کے واسطے فرخ سیر کے وزیر سید عبداللہ خان نے راہدار خان خطاب اور کچھ گانون جاگیر مین دیے لیکن جب یہ لوگ فسادی عادتون سے باز نہ آئے تو وزیر نے راجہ سوائی جے سنگھ کو سمت ۱۷۷۴ مطابق ۱۷۱۸ء مین چوڑامن کو سزا دینے کے لئے بھیجا جسکا کافی بندوبست وزیر کی شرارت کے سبب سے نہو سکا چوڑامن نے زیادہ زور پاکر اپنے باغی بھتیجے بدن سنگھ کو قید کر دیا جو کئی برس کے بعد نیک چلن رہنے کے اقرار پر رہا ہوا۔

بدن سنگھ رہائی پاتے ہی سوائی جے سنگھ کو اپنی مدد کے واسطے چوڑامن کے مقابل چڑھا لایا چھ مہینہ محاصرہ رہنے کے بعد تھون مقام فتح ہوا اور چوڑامن نے اپنے بیٹے محکم سنگھ سمیت بھاگ کر جان بچائی۔ اس کے بعد ۱۷۲۲ء مین بدن سنگھ جاٹون کا رئیس مقرر ہوا جس کو راجہ سوائی جے سنگھ نے ڈیگ مقام پر راج تلک دیا غرضکہ محمد شاہ کے ضعیف عہد مین بدن سنگھ لڑائی جھگڑون سے کئی گانون قبضے مین لا کر اس قابل نکلا جسکی اولاد رفتہ رفتہ سو برس کے اندر راجاؤن مین شمار ہوئی اگرچہ الہ آباد کے صوبہ دار وغیرہ نے اُن پر کئی بار چڑھائی کر کے اُنکا علاقہ برباد و ضبط کیا لیکن مرہٹون کا شریک اور ہم پیشہ ہونے سے وہ انگریزی عہد تک بنے رہے اور دوسرے رئیسون کی طرح عہدنامہ ہو کر اُن کو بھی ریاستی حق دیے گئے۔ بھرت پور کے رئیسون کی حکومت کا

بیان اس طرح ہے۔

## ۱۔ راجہ بدن سنگھ

اس نے سمت ۱۷۷۹ مطابق ۱۷۲۳ء مین جاٹون کا رئیس مقرر ہونے کے بعد۔ ویگ کمہیر اور دیرو غیرہ مقامات مضبوطی کے لئے قلعے بنوائے اور بدن سنگھ کے بائیس بیٹے تھے مگران سب مین ہوشیار و جوانمرد سورج مل تھا بدن سنگھ نے اکیس بیٹون کے واسطے جن مین سے سولہ کی اولاد جو موجود ہے سولہ ٹھاکرون کی کوٹڑیون کے نام سے مشہور ہے علیحدہ معاش مقرر کرکے اپنی حیات مین سورج مل کو ولی عہد بناکر ریاست کے کامون کے بہت سے اختیارات دیدیے سورج مل نے سمت ۱۷۸۹ مطابق ۱۷۳۳ء مین بھرت پور پر چھاپہ مارکر اپنے ہم قوم کھیم کرن سے جو کھیاکرکے مشہور تھا قلعہ بھرت پور چھین لیا اور وہان درستی کرکے راجدھانی بنائی اور اُس کے گرٹھ کو مسمار کرکے اپنا فراخ قلعہ تعمیر کرلیا اور دیگ کے مشہور محلات کہ نہایت عمدہ عمارت ہے اُس کے عہد مین تیار ہوئے۔

جب صفدر جنگ نے نواب احمد خان بنگش پر فوج کشی کی تو اس مہم مین کنور سورج مل کو بھی مدد کے لئے بُلایا۔ جو اپنے باپ کی اجازت سے پندرہ ہزار سوارون کی جمعیت لے کر وزیر کے پاس پہونچا اور لڑائی کے دن وزیر کے دہنے بازو پر تھا اور وزیر کی شکست کے بعد اپنے ملک مین بھاگ آیا یہ واقعہ ۱۷۵۰ء کا ہے۔ دوبارہ جب مرہٹون کی مدد سے پھر وزیر نے پٹھانون پر چڑھائی کی تو اُس نے سورج مل کو بھی اس جنگ مین شریک ہونے کو بُلایا۔ اور جب صفدر جنگ نے احمد شاہ بادشاہ دہلی سے بغاوت کی تو اس وقت بھی سورج مل وزیر کا شریک تھا اور وزیر کے حکم سے شہر دہلی مین داخل ہوکر ہزارہا آدمیون کو قتل کیا اور مکانات مین آگ لگائی اور لال دروازے تک پہونچکر لاکھون روپے کا مال و اسباب لوٹا ایک لڑائی مین سورج مل کے ہمراہیون مین سے رام چندر تنور اور بیرام وغیرہ بہت سے چیدہ جوان مقتول و مجروح ہوئے جب وزیر اور بادشاہ مین صلح ہوگئی تو سورج مل نے اپنے ملک کو معاودت کی۔

جب بدن سنگھ کو یہ خبر ملی کہ ملہار راؤ ہلکر ساٹھ ہزار سوار ساتھ لیکر جیپور مین داخل ہوا ہے اور وہان کے راجہ نے بارہ لاکھ روپیہ دیکر اُس سے معاملہ کرلیا ہے اور اسی طرح راجگان شاہ پورہ و بوندی و کوٹہ و روپ نگر نے ہلکر کی اطاعت کرلی ہے اور مادھو سنگھ والی جیپور نے اپنے سردار ہرگوبند ناٹانی کو پندرہ ہزار سوارون کے ساتھ ہلکر کے ہمراہ بھیجا ہے تو بدن سنگھ نے اپنی طرف سے روپ رام کٹارہ کو ہلکر کے پاس روانہ کیا اور چارون قلعون کا بندوبست کرکے خود کمہیر مین آیا روپ رام نے ملہار راؤ سے ملاقات کی تو اُس نے بیان کیا کہ مین حسب الطلب بادشاہ کے ادھر آرہا ہون اور جاٹ رئیس سے دو کروڑ روپیہ نذرانہ طلب کیا وکیل نے انکار کیا ملہار راؤ نے بادشاہ سے پچاس لاکھ روپیہ لیکر جمعیت اپنی پچاس ہزار سوار اور پندرہ ہزار لازمان جیپور محکوم ہرگوبند ناٹانی اور فوج شاہی محکوم غازی الدین حیدر اور دیگر راجگان کے بھرت پور کے علاقے مین آکر کمہیر کا محاصرہ کیا دو ماہ تک ہنگامہ کارزار گرم رہا ایک دن کھانڈے راؤ پسر ملہار راؤ گولی سے مارا گیا ملہار راؤ کو اس کا سخت صدمہ ہوا اور دل شکستہ ہوکر

جاٹون سے معاملہ کرکے اور خرچہ جنگ لیکر متھرا کے راستے سے دکن کو چلا گیا جاٹ رئیس نے غازی الدین خان کو
سات لاکھ روپیہ دے کر اُس سے بھی صلح کر لی۔
جیٹھ سدھی دسمی سمت ۱۸۱۲ کو بدن سنگھ کا انتقال ہوا اور سورج مل مسند نشین ہوا بدن سنگھ نے ۳۰ برس
دو مہینہ دس دن حکومت کی اور اپنی زندگی ہی مین ریاست کے تمام کام سورج مل کے سپرد کر دیے تھے۔

## ۲۔ راجہ سورج مل

باپ کی جگہ اس کے جانشین ہونے سے دو سال کے بعد بھورے سنگھ جاٹ و دیگر رؤسائے آن صوب
دریائے جمنا کی شورش ہوئی یہ اُنکی سرکوبی کے واسطے گیا ڈیڑھ مہینے کے عرصے مین قلعہ مرسان اور دوسری ریاستون کو
فتح کیا اسی اثنا مین یہ معلوم ہوا کہ احمد شاہ درانی ہندوستان پر آتا ہے سورج مل دیگ کو واپس آیا چند روز
کے بعد احمد شاہ متھرا مین قتل عام کرتا ہوا آگرے مین داخل ہوا سورج مل نے منشی تیجے خان اور راجہ موہن سنگھ
سورج دوج کو اُس کے پاس بھیجا اُنھون نے سورج مل کے مرسلہ تحائف بادشاہ کی نذر کرکے سند معافی ملک
حاصل کی اور بادشاہ عازم دہلی ہوا اور اُس کو تاراج کرکے اپنے بیٹے تیمور شاہ کو لاہور مین چھوڑ کر واپس افغانستان کو چلا گیا
سنہ ۱۷۵۹ ع مین دوبارہ مرہٹون کی سرکوبی کو احمد شاہ ہند مین آیا تو اس موقع پر سورج مل ابتدا مین مرہٹون کے
ساتھ تھا اس لڑائی کے مفصل حالات پنڈت کاشی راؤ نے (جو ملازم شجاع الدولہ کا تھا اور برابر جنگ و صلح کی
گفتگو مین شریک رہا) فارسی مین لکھے ہین اُنسے مین یہان اقتباس کرتا ہون احمد شاہ کے مقابلے کیلئے سداشیو
راؤ عرف بھاؤ مرہٹون کے دربار سے مامور ہوا اس نے بسواس راؤ پسر کلان بالا راؤ کو جس کی عمر اُسوقت
سترہ سال کی تھی برائے نام کمانڈر انچیف بنا کر حسب دستور قدیم مرہٹون کے اپنے ہمراہ لیا فوج اس کی ماتحتی مین
بہت زیادہ تھی اور وہ بلا تاخیر مہم پر روانہ ہوا۔ علاوہ اپنی دکھنی افواج کے بھاؤ اپنے ہمراہ تمام وہ معاون
جو مالوے و جھانسی وغیرہ مین مہیا کر سکا زیر حکم متعدد عاملون مثل نارو شنکر وغیرہ کے لایا تھا اور جو ہین کہ وہ دریائے
چنبل پر پہونچا تو اُس نے ایک اپنا معتبر شخص جاٹون کے سردار راجہ سورج مل کے پاس مشورہ کرنے کی غرض
سے بھیجا اور یہ کہلایا کہ سورج مل کو اُس کا شریک ہونا چاہیے سورج مل نے یہ جواب دیا کہ اُس کے عہد و پیمان
مرہٹون کے ساتھ ملہار راؤ اور سیندھیا کے توسط سے ہوا کرتے تھے اگر وہ اس وقت مداخلت کرنا پسند کرین تو وہ
بھاؤ سے ملاقات کرنے کو تیار ہے بھاؤ نے ضرورت کی وجہ سے اُن سردارون سے سورج مل کو بلانے کے لئے کہا
جسکو اُنھون نے قبول کر لیا جو ہین کہ افواج مرہٹہ آگرہ کے قریب پہونچین تو سورج مل بھاؤ کے پاس حاضر ہوا۔
سورج مل جو ایک دراز عرصے سے مرہٹون کی رفاقت مین لڑنے بھڑنے کا عادی ہوگیا تھا اُس نے
بھاؤ سے اس موقع پر یہ کہا کہ تم ہندوستان کے مالک ہو اور مین صرف ایک زمیندار ہون تاہم مین اپنی رائے
بقدر اپنی سمجھ اور علم کے ظاہر کرونگا سب سے اول یہ بات ہے کہ سردارون اور سپاہیون کے خاندان والے اور
زیادہ اسباب لشکر اور بھاری توپخانہ اُس جنگ کے کرنے مین جو اس وقت درپیش ہے نہایت سد راہ ہونگے

تمھاری فوجین ہندوستان کی فوجون سے زیادہ سبک وچست وچالاک ہین لیکن درانی تم سے بھی زیادہ پھرتیلے ہین اس واسطے مناسب ہے کہ میدان جنگ مین اُنکے مقابلے کے لئے بالکل ہلکے پھلکے چلنا چاہیے اور زائد اسباب وشاگرد پیشہ لوگون کو دریاے چنبل کے دوسری طرف حفاظت کے ساتھ جھانسی اور گوالیار مین چھوڑ دینا چاہیے جو کہ تمھارے ماتحت ہین یا مین تم کو اپنے ملک کے بڑے قلعون دیگ یا کمھیر یا بھرت پور پر قابض کردونگا جن مین تم اپنے اسباب اور ہمراہیون کو رکھ سکتے ہو اور مین اپنی تمام فوج سے تمھارے شریک ہوجاؤن گا۔ اس تدبیر سے تم کو یہ آسانی ہوگی کہ تم آزادانہ گفت وشنید ایک دوست ملک سے جو تمھاری پشت پر واقع ہے جاری رکھوگے اور تم کو اپنی فوج کے لئے رسد کی بابت کوئی اندیشہ نہوگا اور اس امر کے یقین کرنے کے لئے ایک وجہ ہے کہ دشمن اس قدر فاصلے تک نہ بڑھ سکے گا بلکہ اس طرح کی کارروائی سے بغیر کچھ حاصل کئے منتشر ہوجائے گا ملہارراؤ اور دوسرے سردارون نے اس راے کو پسند کیا اور کہا کہ توپون کی قطارین افواج شاہی کے واسطے مناسب ہوتی ہین لیکن مرہٹون کا طریقہ جنگ لوٹ مار کا ہے اور اُنکے لئے بہترین طریقہ اُس چیز کو اختیار کرنا ہے جسکے وہ عادی ہین۔ علاوہ اس کے ہندوستان اُنکا آبائی یا موروثی ملک نہین ہے پس اگر وہ اُس کو فتح کرنے مین ناکامیاب رہے تو واپس چلے آنے مین اُنکی بےعزتی نہوگی سورج مل کی یہ راے عمدہ ہے اور جو تدبیر اُس نے بتلائی ہے وہ دشمن کو واپس چلے جانے پر مجبور کرے گی کیونکہ دشمن کا کوئی مقررہ مقبوضہ مقام ملک مین نہین ہے اس واسطے مرہٹون کا مقصد اس وقت یہ ہونا چاہیے کہ وہ بارش شروع ہونے تک تامل کرین اُس وقت درانی یقیناً اپنے ملک کو واپس چلے جاوینگے۔

باوجودیکہ تمام مرہٹہ سردار اس تدبیر کے اختیار کرنے مین متفق اللفظ تھے لیکن بھاؤ نے اپنی فوج کی طاقت اور اپنی ذاتی جرأت وقابلیت پر بھروسا کرکے کچھ نہ سنا بلکہ یہ کہا کہ اُس کے ماتحتون نے اپنے کامون سے اس ملک مین فوجی عزت حاصل کی اور وہ یہ الزام ہرگز اپنے اوپر نہ آنے دیگا کہ باوجود بالاتر افسر ہونے کے اُس نے کچھ نہ حاصل کیا سواے اس بےعزتی کے کہ مدافعت کرتا رہا۔ اُس نے ملہارراؤ کو ملامت کی کہ مدت جفاکشی اور فہم سے زیادہ وہ زندہ رہا اور اُسی وقت یہ بھی کہا کہ سورج مل محض ایک زمیندار ہے اُس کی راے موافق اُس کے مرتبے وقابلیت کے ہے لیکن اُن لوگون کے لحاظ کے قابل نہین ہے جو اُس سے بالاتر ہین اُس وقت اہل عقل تجربہ افسر اُسکے تکبر وضد سے متعجب ہوئے اور یہ نتیجہ اخذ کیا کہ تقدیر نے اُنکی مہم کی ناکامیابی مقرر کردی ہے ہر شخص بھاؤ کی سخت وایذارسان تقریرون سے متنفر ہوگیا اور اُنھون نے آپس مین یہ کہا بہتر ہے کہ اس برہمن کو ایک مرتبہ شکست ہو ورنہ ہماری کیا وقعت وعزت رہے گی۔

بھاؤ نے ایک دستہ فوج کا مقرر کردیا کہ سورج مل کو کیمپ سے باہر نہ جانے دین وہ اس بات سے بہت خوف زدہ ہوا لیکن چونکہ تمام سردار متفق الراے تھے ملہارراؤ اور بقیہ سردارون نے اُس کو صلاح دی کہ جلدی نکرے بلکہ مطابق حالات کے کاربند ہو اور اس وقت بغرض اطمینان بھاؤ کے حاضر رہے بعد ازین بھاؤ نے آگرے سے

دہلی کو کوچ کیا اور فوراً بادشاہی قلعے کا محاصرہ کرکے اُسے درانی آدمیون سے فتح کر لیا اس اثنا مین بارش شروع ہوگئی اور بھاؤ نے دہلی مین اور اُس کے گرد بارہ کوس تک اپنی فوج کو ٹھہرایا اور خود قلعے کے اندر قیام کیا اور دربار کی نقرئی چھت کو جو نہایت بڑی قیمت سے بنوائی گئی تھی توڑ دا کر سترہ لاکھ روپے اُس سے بنوا لیئے اور عام طور پر یہ بات مشہور ہوگئی کہ بھاؤ کا ارادہ ہے کہ بعض خاص خاص ہندوستانی رؤسا کو جو اُس کے سدّراہ ہوئے تھے ختم کرکے اور شاہ درانی کو اُس کے ملک کو واپس چلے جانے کے بعد وہ بسواس راؤ کو تخت دہلی پر بٹھا دے گا۔ یہ خبر شجاع الدولہ کو پہونچائی گئی احمد شاہ درانی انوپ شہر کے قریب خیمہ زن تھا۔ احمد شاہ درانی اور اُس کے وزیر شاہ ولی خان نے نجیب الدولہ کے ہاتھ تحریری عہد نامے اور قرآن اپنی اپنی مہرین لگا کر شجاع الدولہ کے پاس بھیجے اُس نے نجیب الدولہ کی نصیحت کی پیروی کی اور اُس کے ساتھ روانہ ہو کر انوپ شہر کے قریب شاہ درانی کے پاس حاضر ہو گیا۔ بادشاہ نے اُس کے ساتھ انتہائی عزت و لحاظ کا برتاؤ کیا اور اُس سے کہا کہ وہ اُس کو بطور اپنی اولاد کے خیال کرتا ہے اور یہ کہ وہ اُس کی آمد کا منتظر تھا اور اب وہ اُس کو مرہٹون کی سزا دہی دکھلاوے گا اور اپنی دوستی کے بہت سے دوسرے ثبوت دیئے اُس نے اُسی وقت اپنے کیمپ مین مشتہر کرا دیا کہ کوئی درانی کسی قسم کی بے عنوانی یا بدتہذیبی شجاع الدولہ کے کیمپ مین نکرے اور اگر کرے گا تو اُس کو فی الفور سزائے موت دی جائے گی چونکہ عام سپاہی درانی فوج کے سرکش و حکم عدولی کرتے تھے اُنھون نے باوجود بادشاہ کی اس تہدید کے شجاع الدولہ کے کیمپ مین کچھ بے عنوانیان کین اس بات کو سنکر بادشاہ نے دو سو کو گرفتار کرایا اور سزا دینے اُنکی ناک مین سوراخ کرا کے اور سوراخون مین تخنیان ڈلوا کے اُن کو بطور اونٹون کے شجاع الدولہ کے پاس بھیجدیا کہ جیسا وہ مناسب سمجھے کرے خواہ اُنکو سزائے موت دے خواہ معاف کرے اُس نے اُنکو معافی دیدی اُس وقت سے پھر کسی درانی سپاہی نے شجاع الدولہ کے کیمپ مین کوئی فساد نہ کیا۔

بھاؤ نے شجاع الدولہ سے استدعا کی کہ ایک شخص معتمد کو بھیجین جس پر پورا بھروسا کیا جاوے اور اُس کے ذریعے سے صاف کہلا بھیجین کہ کون کون سی تدبیر عمل مین لائی جائے اُسی وقت دوسرے پیغام ملہار راؤ اور سورج مل کی جانب سے پہونچے کہ اُنکو یہ معلوم ہونا چاہیے کہ اُنکو کیا کرنا ہوگا اِن تمام باتون کی اطلاع صحیح صحیح شجاع الدولہ نے نجیب الدولہ کو اور وزیر اعظم کو کی اور مرہٹون سے موافق اُنکی صلاح کے بات چیت شروع کی۔

نجیب الدولہ نے صلح کے ہونے مین ہر ایک طرح کی رکاوٹ پیدا کی۔ شجاع الدولہ درحقیقت اُس وقت نجیب الدولہ کے ساتھ معمولی برتاؤ رکھتا تھا آخر کار اُس نے محمد یعقوب خواجہ سرا کو مرہٹون کے پاس یہ پیغام دیکر بھیجا کہ وہ اُس دوستی کا اقرار کرتا ہے جو ہمیشہ سے مرہٹون کے اور اُس کے درمیان ہے لیکن اُس کے لئے اُنکے ساتھ شریک ہونا نامناسب و ناقابل العمل ہے لیکن ہر موقع مناسب پر اُنکو خبر دینے اور صلاح دینے کے ذریعے سے اپنی دوستی کا اظہار کرنے کو وہ تیار رہے اور چونکہ وہ اس وقت اُس کی رائے طلب کرتے ہین لہذا وہ اُنکو یہ مشورہ دیتا ہے کہ وہ اس وقت کسی دوسری قسم کی جنگ نہ کرین سوائے لوٹ مار کی لڑائی اور غیر مسلسل جنگ کے جس کے وہ

عادی ہین اور اگر وہ صلح کرنا پسند کرین تو اُس کے حاصل کرنے کے لئے ذرائع سوچنا چاہئے اُس نے اُسی وقت راجہ سورج مل کو لکھا اور اُس کو صلاح دی کہ وہ مرہٹون کی شرکت چھوڑ دیوے اور چونکہ یہ صلاح اُس کی راے کے موافق تھی اُس نے وعدہ کیا کہ وہ اُس کی تعمیل کرے گا - بھاؤ نے جو جواب شجاع الدولہ کو لکھا اُس مین اُس کی نصیحت اور طریقے کو تسلیم کیا اور وعدہ کیا کہ وہ اُس پر غور کرے گا - صلح کی بابت اُس نے کہا کہ اُس کو کوئی وجہ خصومت کی درانی بادشاہ سے نہین ہے جو اپنے ملک کو واپس چلا جائے جب اُس کا دل چاہے - اور یہ کہ تمام ملک اُس جانب دریاے اٹک کے بادشاہ کے قبضے مین رہے اور تمام ملک اس جانب دریا کے رؤساے ہندوستان کے قبضے مین رہے جس کو وہ آپس مین اپنی مرضی سے تقسیم کرسکین یا اُس کا تصفیہ کرسکین اور اگر بادشاہ اس فیصلے سے رضامند نہو تو وہ لاہور تک اپنا قبضہ کرلے - آخر مین اُس نے یہ کہا کہ اگر بادشاہ اس سے بھی زیادہ لینے پر اصرار کرے تو وہ سرہند تک اپنا قبضہ کرلے اور بقیہ ملک رؤساے ہندوستان کو چھوڑ دے - اس جواب کو لیکر یعقوب خان واپس آیا -

اس کے دو دن کے بعد سورج مل نے جو مقام بدرپور مین چھہ کوس کے فاصلے پر مقیم تھا حسب نصیحت ملہار راؤ و دیگر ناراض رؤسا کے اپنی قیام گاہ کی زمین کے تیار کرنے کا بہانہ کرکے اپنا تمام ساز و سامان اور لشکری لوگ اپنے ملک کی طرف کو روانہ کردیے اور جب اُس کو خبر آگئی کہ وہ دس کوس اپنے راستے پر پہونچ گئے تو وہ اپنی فوجون کے دستون کے ساتھ اُنکے عقب مین روانہ ہوا اور دور نکل گیا قبل اس کے کہ بھاؤ کو خبر اُس کے چلے جانے کی ہوا ایکدن اور دو رات مین وہ پچاس کوس چلا اور اپنے ملک کے مضبوط مقامات پر پہونچ گیا بھاؤ نے اپنی افسردہ دلی کا کچھ اظہار نہ کیا بلکہ صرف یہ کہا کہ اس قسم کے طریقۂ عمل کی توقع محض زمینداردن سے ہوسکتی ہے اور یہ کہ اُس کا چلا جانا کچھ وقعت نہین رکھتا بلکہ ہم کو خوش ہونا چاہئے کہ اُس نے ایسے وقت پر ہم کو نہین چھوڑا جبکہ ہم نے اُس پر کسی بڑے کام کے کرنے کے لئے بھروسا کیا ہوتا محمد یعقوب خان نے اپنے لشکر کو واپس آکر بھاؤ کے تمام خیالات کو بیان کیا لیکن چونکہ کوئی فریق بھی صدق دل سے معاملہ نہین کرتا تھا اس لئے گفتگوے صلح آہستہ آہستہ ہوتی رہی بارش ختم ہوچکی تو دسہرے کے دو دن کے بعد ۱۷ اکتوبر ۱۷۶۰ع کو احمد شاہ درانی نے اپنے خیمہ گاہ سے کوچ کیا اور ۲۳ اکتوبر کو فوج نے جمنا کو عبور کرنا شروع کیا جب فوج دریا پار اُتر گئی تو بادشاہ نے دشمن کی طرف کوچ کیا جس سے کہ اُس کا مقابلہ کرنے کو حرکت کی اور ۲۶ اکتوبر کو دوپہر کے بعد دونون افواج کی فوج ہراول کا سنبھل کی سراے کے قریب مقابلہ ہوگیا اور ایک جنگ ہوئی جس مین مرہٹے نقصان مین رہے دوسرے دن پھر احمد شاہ آگے کو بڑھا اور اسی طرح کامیابی کے ساتھ چند روز تک معرکے ہوتے ہوتے مرہٹون کو دباتے ہوئے پیچھے یہان تک کہ مرہٹے پانی پت تک آگئے جہان کہ بھاؤ نے اپنا کیمپ جما لیا اور اپنے کیمپ کو اور نیز قصبہ پانی پت کو ایک خندق سے گھیرا جو ساٹھ فٹ چوڑی اور بارہ فٹ گہری تھی خندق کی مٹی سے فصیل بنوا کر اُس پر اُس نے توپین چڑھا دین بادشاہ نے مرہٹون کی لین سے قریب چار کوس کے خیمے جمائے اور جیسا کہ وہ ہر منزل مین کیا کرتا تھا کہ اپنے کیمپ کو کٹے ہوئے درختون سے گھیر لیتا تھا یہان بھی اُس نے درختون کی فصیل کسی قدر زیادہ مضبوط بنالی فوج کے سامنے کی کل اراضی مقبوضہ ساڑھے تین کوس کی تھی -

درانی باقاعدہ فوج کے جو بیس دستے یا رجمنٹ تھے اور ہر ایک دستے مین بارہ سو سوار تھے خاص خاص حکمران سردار بادشاہ کی ماتحتی مین یہ تھے وزیر اعظم شاہ ولی خان - جہان خان - شاہ پسند خان - نصیر خان بلوچ - برخوردار خان وزیر اللہ خان قزلباش - مراد خان مغل ایرانی -

اور مذکورۂ بالا چوبیس دستون مین سے ۲ دستے بادشاہ کے غلامون کے تھے - وہان دو ہزار شتر سوار بھی تھے اور ہر ایک شتر پر دو بندوقچی سوار ہوتے تھے جنکے پاس بڑی بھری کی بندوقین ہوتی تھین جنکو زنبورک کہتے ہین چالیس توپین بھی تھین اور بہت سے شترنال اونٹون پر تھے یہ قوت درانی فوج کی تھی - شجاع الدولہ کے ساتھ دو ہزار سوار اور دو ہزار پیدل اور بیس توپین مختلف قامت کی تھین - نجیب الدولہ کے ساتھ چھ ہزار سوار بیس ہزار پیادے اور بہت سے بان ہوائی چلانے والے تھے دوندے خان اور حافظ رحمت خان کے ساتھ پندرہ ہزار پیادے اور چار ہزار سوار اور کچھ توپین تھین احمد خان بنگش کے ساتھ ایک ہزار سوار ایک ہزار پیادے اور کچھ توپین تھین - جملہ مقدار فوج چالیس ہزار آٹھ سو سوار اور اڑتیس ہزار پیادے اور ستر یا اسی توپین تھین -

لیکن بے قاعدہ فوج کی تعداد جو ان افواج کے ہمراہ تھی چارگنا اس سے زیادہ تھی اور اُنکے گھوڑے اور ہتھیار باقاعدہ درانی فوج سے کسی قدر کم درجے کے تھے جنگ مین اُنکی عادت تھی کہ جب باقاعدہ فوج نے دشمن پر حملہ کیا اور صف بندی توڑدی تو وہ فوراً تلوارین ہاتھون مین لیکر دشمن پر ٹوٹ پڑتے تھے اور دشمن کی شکست کو مکمل کردیتے تھے تمام درانی لوگ بڑی جسمانی قوت والے تھے اور اُنکے گھوڑے ترکی نسل کے تھے جو قدرتی طور پر جفاکش ہوتے ہین اور متواتر مشقت نے اُنکو زیادہ محنتی کردیا تھا -

بھاؤ کی فوج حسب ذیل تھی -

(۱) بماتحتی ابراہیم خان گاردی دو ہزار سوار نو ہزار پیادہ کی پلٹنین توڑے دار بندوقین لئے ہوئے جنکو یورپین طریقے پر قواعد سکھلائی گئی تھی مع چالیس توپون کے -

(۲) خاص پائگہ کے چھ ہزار سوار جن کے گھوڑے اور اُنکا سامان اور خوراک ریاست کی طرف سے ملتی تھی -

(۳) ملہار راؤ ہلکر کے پانچ ہزار سوار -

(۴) جھنکوجی سیندھیا کے ساتھ دس ہزار سوار -

(۵) اماجی گیکوار کے تین ہزار سوار -

(۶) جسونت راؤ پوار کے دو ہزار سوار -

(۷) شمشیر بہادر کے تین ہزار سوار -

(۸) بالاجی جادون کے تین ہزار سوار -

(۹) شیودیو پٹیل کے تین ہزار سوار -

(۱۰) بھاؤ کے سالے بلونت راؤ کے سات ہزار سوار -

(۱۱) بسواس راؤ کی پائے گاہ کے پانچہزار سوار۔

(۱۲) انتاجی مانکیسہ کے دوہزار سوار۔

علاوہ انکے بہت سے دیگر چھوٹے چھوٹے گروہ تھے جو شمار نہین کئے جاسکتے کل فوج کی تعداد پچپن ہزار سوار پندرہ ہزار پیادون کی پلٹنین مع ابراہیم خان کے سپاہیون کے تھین دو سو توپین اور پتھر کلا بندوقین اور شترنال بے شمار تھین علاوہ انکے پندرہ ہزار پنڈارے دو بڑے بڑے اپنے افسرون کے ماتحت تھے اور دو ہزار یا تین ہزار سوار راٹھوڑ اور کچھواہہ کے وکیلون کے ساتھ تھے یہ لوگ مع پانچ یا چھہ ہزار سوارون کے دہلی کی حفاظت کے واسطے زیر حکم بھوانی شنکر چھوڑ دیے گئے تھے۔

لیکن یہ تعداد تخمینی ہے بلکہ بھاؤ کے ساتھ کے اژدہام کثیر کی تعداد کوئی پانچ لاکھ قرار دیتا ہے اور کوئی اس سے بھی زیادہ گوبند پنڈت دس یا بارہ ہزار سوار جمع کرکے میرٹھ تک آگئے کو بادشاہ کے عقب مین بڑھا اور ایسے مؤثر طور پر تمام رسد کو بند کردیا کہ بادشاہ کی فوج کو اشیاے خورد و نوش کے نہونے سے ازحد تکلیف ہوئی جوار باجرہ وغیرہ موسلفٹے اناج کا آٹا دو روپیہ سیر ہوگیا فوج بہت غیر مطمئن ہوگئی بادشاہ نے گوبند کی تباہی کے واسطے عطائی خان کو مع دو ہزار سوار کے متعین کیا وہ مطابق حکم کے روانہ ہوا اور آٹھ یا دس ہزار بے قاعدہ سپاہ کو اپنے ساتھ لیکر اور ایک رات مین تقریبًا چالیس کوس کوچ کرکے صبح ہونے کے وقت وہ مثل بجلی کے گوبند پنڈت پر ٹوٹ پڑا جنکو کچھ خبر درانیون کے آنے کی نہین تھی وہ خوف زدہ اور متعجب ہوکر ہر طرف کو بھاگے گوبند پنڈت نے ایک ترکی گھوڑے پر چڑھکر بھاگنے کا قصد کیا لیکن چونکہ وہ عمر رسیدہ تھا اور عمدہ طرح گھوڑے پر نہین چڑھتا تھا اس لئے تعاقب کی حالت مین گھوڑے پر سے گر پڑا اور درانیون نے اُس کا سر کاٹ لیا اور دشمن کے لشکرگاہ کی لوٹ مار کرکے اور اُس کی پراگندہ فوج کو ہر طرف بھگاکے عطائی خان چوتھے دن اپنی تعیناتی سے بادشاہ کی خیمہ گاہ کو واپس آیا اس خبر کا بھاؤ پر بہت اثر ہوا بادشاہ کے احکام کی تعمیل مثل تقدیر کے ہوا کرتی تھی کوئی شخص ایک منٹ اُن احکام کی تعمیل مین تساہل یا دیر کرنے کی جرائت نہین کرتا تھا۔ چونکہ درانی فوج دن رات ہوشیار رہتی تھی کہ کوئی قافلہ نہ گذرنے پائے اس لئے مرہٹون کے لشکر مین اشیاے خورد و نوش اور چارے دانے کی نہایت قلت ہونے لگی ہر روز افواج اور توپین جانبین سے مسلح ہوتی تھین اور دور سے گولہ باری اور خفیف لڑائیان سوارون سے ہوتی تھین شام کے وقت فریقین اپنے اپنے خیمہ گاہون کو چلے جاتے تھے تین مہینے تک یہی حالت قائم رہی اور اس عرصے مین تین بہت بڑے معرکے ظہور مین آئے پہلا معرکہ ۲۹ نومبر سنہ ۱۷۶۰ء کو ہوا اس مین تقریبًا چار ہزار آدمی فریقین کے مارے گئے دوسرا معرکہ ۲۳ دسمبر سنہ ۱۷۶۰ء کو ہوا اس لڑائی مین نجیب الدولہ کے آدمی تین ہزار سے زیادہ مارے گئے یا زخمی ہوئے مقتولون مین خلیل اللہ خان نجیب الدولہ کا چچا بھی تھا اخیر حملہ مین بلونت راؤ بندوق کی گولی سے مارا گیا تیسرا معرکہ بھی اسی طرح ہوا۔

بھاؤ اکثر اپنے ہاتھ سے خطوط لکھکر شجاع الدولہ کے پاس بھیجا کرتا تھا یہ خواہش کرتے ہوئے کہ وہ درمیان مین پڑکر

بشمول وزیر اعظم اُس سے صلح کرادے اور یہ کہ وہ ہر طرح کی شرائط کے لئے تیار ہے اگر خود وہ اور اُس کی فوج برقرار رکھی جاوے اور یہ کہ وہ بہر طور سے صلح مین متوسط ہونے والون کا شکریہ ادا کرے گا اور تھوڑا سا زعفران جیسا کہ اُن لوگون مین رسم ہے اور ایک تحریری معاہدہ جس کی اُس نے قسم کھائی تھی کہ وہ اُس کا پابند رہے گا مع ایک پگڑی کے جس مین قیمتی جواہرات ٹکے ہوئے تھے شجاع الدولہ کے پاس بھیجی اور اُس کو پگڑی بدل بھائی بنایا نواب نے بھی معقول تحایف بھیجے اور اُس کی مدد کرنے کا وعدہ کیا اگرچہ سب دوسرے رئیس بھاؤ کے ساتھ صلح ہونے سے مطمئن تھے لیکن نجیب الدولہ نے مخالفت کی اور بادشاہ سے کہا کہ تمام سردار مرہٹون سے صلح کرنے پر میلان رکھتے ہین لیکن مین صلح کو ہرگز قرین مصلحت نہین سمجھتا مرہٹے ہندوستان کے خار ہین اگر وہ حائل راہ نہون تو یہ سلطنت حضور والا کی ہے جس وقت آپ پسند کرین اس کو لے لین جیسا آپ مناسب خیال فرمادین ویسا کیجئے اور مین تو خوش نصیب سپاہی ہون جو فریق غالب ہوگا اُس سے شرائط کرلون گا بادشاہ نے اُس کی صلاح کو پسند کیا اور کہا کہ مین تمھاری رائے کے خلاف کوئی بات نہ سنون گا شجاع الدولہ ایک کم عمر ناتجربہ کار ہے مرہٹے ایک مکار قوم ہین جن کی توبہ یا استغفار پر کوئی بھروسا نہین ہوسکتا۔ المختصر صلح کی کارروائی تکمیل نہوسکی اور ایک فیصلہ کن لڑائی پر انجام قرار پایا چنانچہ ۷ جنوری ۱۷۶۱ء کو فوراً سورج نکلنے کے وقت سے تھوڑی دیر کے بعد طرفین مین جنگ شروع ہوگئی۔ مرہٹہ فوج کا رُخ پورب کی طرف تھا تمام توپ خانہ و شتر نال وغیرہ فوج کی قطار کے سامنے جمائی گئی تھین اور مسلمانون کی فوج کا رخ پچھم کی طرف کو تھا۔ مرہٹون کی توپین چونکہ بہت بڑی اور بھاری تھین اور اُنکی لیول آسانی سے نہین تبدیل ہوتی تھی اس واسطے اُنکے گولے بہت جلد مسلمانون کی فوج کے اوپر سے جانے لگے اور ایک میل فوج کے عقب مین گرتے تھے مسلمانون کی طرف سے توپون کے بغیر کام ہوئے صرف وزیر اعظم کی سپاہ نے گولہ باری کی دونون فوجین ایک دوسرے کی طرف بڑھتی جاتی تھین تین گھنٹے کی جنگ مین ابراہیم خان کی جس نے درانیون پر حملہ کیا تھا چھ پلٹنین تقریباً برباد ہوگیئن اور خود ابراہیم خان متعدد مقامات پر نیزون سے اور ایک گولی سے زخمی ہوا جنگ صبح سے دوپہر تک برابر جاری رہی اگرچہ مسلمانون کا نقصان مقتولون و زخمیون کی تعداد کے لحاظ سے بہت کم ہوا لیکن مجموعی طور مرہٹون کا غالب ہونا معلوم ہوتا تھا دو تین بجے کے درمیان مین بسواس راؤ زخمی ہوا اور اپنے گھوڑے پر سے اُترآیا اور جب یہ خبر بھاؤ کو کی گئی تو اُس نے آدمیون کو حکم دیا کہ اُس کو لے جاوین اور اُس کے ہاتھی پر چڑھادین اس کے بعد بھاؤ نے گھوڑے پر سوار رہ کر تقریباً نصف گھنٹے تک اپنے آدمیون کے آگے ہو کر جنگ کو قائم رکھا وہ گھوڑے پر اچھی طرح سے سوار تھا اور جنگ مین دو گھوڑے اُس کی سواری مین مارے گئے اُسکے چند زخم لگے اور تیسرا گھوڑا جو اُس کی سواری مین تھا اُس سے وہ نیچے اُترا اُسی وقت مرہٹہ فوج نے پشت پھیردی اور نہایت تیزی سے مفرور ہوئی اور میدان جنگ کو مردون کے تودون سے چھپا ہوا چھوڑدیا ہر ایک طرف جدھر کو مرہٹے بھاگے دس بارہ کوس تک انکا تعاقب کیا گیا اور اُن درانیون نے جو بھاؤ کے پاس پہونچ گئے تھے اُس کا سر کاٹ لیا بسواس راؤ کی

گردن کے پیچھے کی طرف ایک زخم تلوار کا تھا اور ایک خفیف زخم تیر کا اُس کی بائین آنکھ کے اوپر تھا لیکن جو کپڑے اُس کے بدن پر باقی رہ گئے تھے اُنکے اوپر خون نہین دکھائی دیتا تھا اور اُس کی لاش مرجانے سے بدشکل نہین ہوئی تھی بلکہ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ ایک شخص سو رہا ہے ہر قسم کے مردون اور عورتون اور بچون کے بیانات کے مطابق مرہٹون کے کیمپ مین پانچ لاکھ آدمی تھے جن مین سے اُنکا بڑا جزو اعظم قتل ہوا یا قیدی بنا اور میدان جنگ سے بھاگے ہوئے زمینداران ملک کے ہاتھون سے تباہ و برباد ہوئے انتاجی کو جو ایک سردار باعزت تھا زمینداران فرخ نگر نے کاٹ کر پھینک دیا اسباب غارتگری جو مرہٹون کے کیمپ مین پایا گیا وہ غیر معمولی طور سے بہت زیادہ تھا مسلمانون کا ایک ایک سوار آٹھ دس اونٹ قیمتی چیزون سے لدے ہوئے لیجاتا تھا گھوڑے بطور بھیڑون کے گلے کے ہانک کرلے گئے بہت سے ہاتھی بھی پکڑے گئے تقریباً چالیس ہزار قیدی زندہ گرفتار کئے گئے جنمین سے سات یا چھ ہزار نے شجاع الدولہ کے کیمپ مین امن حاصل کی۔ جب جنگ ختم ہوگئی تو تمام خاص خاص افسرون نے بادشاہ کو مبارکباد کی نذرین دکھائین زخمی جھنکوجی سیندھیا برخوردار خان کے خیمون مین پوشیدہ قید تھے جو اُس سے جان بخشی کے لئے سات لاکھ روپے طلب کرتا تھا چونکہ نجیب الدولہ سیندھیا کے خاندان کی بربادی چاہتا تھا اس لئے اُس نے فوراً بادشاہ کے پاس پہونچ کر اس معاملے کو پیش کیا برخوردار خان نے بادشاہ کے عتاب سے ڈر کر خفیہ طور سے دونون قیدیون کو قتل کراکے دفن کرادیا ابراہیم خان گاردی کو کہ سخت زخمی تھا شجاع الدولہ کے ایک افسر نے پکڑ لیا تھا جب شجاع الدولہ کو خبر کی گئی تو اُس نے حکم دیا کہ ابراہیم خان کو بہت ہوشیاری سے پوشیدہ رکھا جائے اور اُس کے زخمون کی مرہم پٹی کی جائے اُس کا ارادہ تھا کہ ابراہیم خان کو خفیہ طور پر لکھنؤ کو بھیج دے لیکن جب بادشاہ کو خبر ہوئی تو اُس نے شجاع الدولہ سے لیکر وزیر اعظم کے ہاتھ مین دیدیا اور اُس کو اپنے سامنے طلب کرکے فرمایا کہ کسطرح ایک شخص تمھاری جرأت کا اس حال مین آیا اُس نے جواب دیا کہ کوئی شخص تقدیر پر حکمرانی نہین کرسکتا اُس کا آقا مارا گیا اور وہ خود زخمی اور قیدی ہے لیکن اگر وہ زندہ رہا اور بادشاہ اُس کو اپنی ملازمت مین رکھین تو وہ بادشاہ کے واسطے بھی ویسی جانفشانی کرے گا جیسی کہ بھاؤ کے واسطے کی بادشاہ نے اُس کو پھر وزیر اعظم کے حوالے کردیا جس کی نسبت کہا جاتا ہے کہ اُس کے زخمون کے اوپر زہر آلود پٹی باندھی گئی کہ وہ سات دن کے بعد فوت ہوگیا۔ اور یہ کارروائی اس لئے کی گئی کہ شجاع الدولہ نے وزیر اعظم سے یہ وعدہ لے لیا تھا کہ قیدی کو کوئی تکلیف نہونے پائے گی۔

نواب شجاع الدولہ کے پاس خاطر سے بادشاہ نے اُسے اجازت دیدی کہ بھاؤ اور بسواس راؤ اور سنتاجی کی لاشون کو مطابق رسوم اُنکی قومون کے جلادے اور بادشاہ نے اپنے بیس نسقچی جو ایک قسم کے سوار تھے جن کے پاس ہتھیار اور وردی خاص طور کی ہوتی تھی اور جو کہ بادشاہ کے حکم فوری کو تعمیل کرنے اور بجالانے کے واسطے مامور ہوتے تھے موقع پر بھیجے تا کہ دُرّانیون کو اُس رسم کی ادائگی مین مانع ہونے نہ دین لیکن اُنمین سے بھاؤ کی لاش بے سر تھی اس لئے اُس مین کچھ شک کرنے کی گنجائش تھی بعد اس کے بھاؤ کا سر

ایک درانی کے پاس سے جو برخوردار خان کے گروہ کا تھا ملا جسکو بابو پنڈت نے جو مرہٹون کا وکیل تھا شناخت کیا اور اُس نے وہ سر وزیر سے مانگ کر کیپ سے باہر پھونک دیا اس کے بعد کسی شخص کو بھاؤ کے قتل ہونے مین شک باقی نرہا - جنگ سے پانچ دن کے بعد بادشاہ دہلی کی طرف چلا جہان کہ وہ چار کوچ مین پہونچا اُس نے سلطنت ہندوستان کو لینا چاہا تھا لیکن خداے تعالے کو ایسا منظور نہ تھا آٹھ دن کے بعد تمام درانیون نے متفق ہوکر بغاوت کی اور اپنی دو سال کی تنخواہ جو باقی تھی طلب کی اور یہ بھی کہا کہ انھین فوراً کابل کی طرف کوچ کرنا چاہیئے بادشاہ نے اپنی فوج کو کسی دوسرے طریقے سے تسکین دینا نامناسب سمجھکر ہندوستان مین قیام کرنے کے قصد کو ترک کیا اور کابل کی واپسی کا ارادہ کیا بادشاہ نے چالیس لاکھ روپے سے زیادہ نجیب الدولہ سے بعوض اُس مدد کے لئے جو اُس نے اُس کو دی تھی دہلی مین شجاع الدولہ نے اُن تمام مفرور آدمیون کو جو مرہٹون کے کیمپ سے بھاگے تھے اور جنکو اُس نے امن بخشی تھی اپنی فوج کے گارد کی حفاظت مین طلب کیا اور سورج مل جاٹ کے ملک کی سرحد تک پہونچادیا بہر صورت جو مفرور مرہٹے بھرت پور مین آئے سورج مل نے علے قدر مراتب سب کو زاد راہ اور کپڑا دیا اور بھاؤ کی زوجہ بھی گھوڑے کی پشت پر سوار ہوکر شمشیر بہادر پسر بالا راؤ کے ساتھ افتان وخیزان قلعہ دیگ مین پہونچی اور وہان چند روز قیام کرکے اپنے شوہر کی ماتمی رسمیات ادا کین اور شمشیر بہادر نے کہ مجروح شدید ہوکر آیا تھا انتقال کیا سورج مل نے انکی بہت خاطر کی اور شمشیر بہادر کی لاش کی مثل رؤسا کے تجہیز و تکفین کرائی اور اُس کا مقبرہ دیگ مین بنوایا اور بھاؤ کی بیوی جب فارغ ہوکر عازم وطن ہوئی تو اُس کو سامان کثیر دے کر اور پالکی کے ساتھ محافظ لوگ ہمراہ کرکے جھانسی بھجدیا جہان سے وہ صحیح وسلامت دکن کو چلی گئی مرہٹون کا زور بالکل ٹوٹ جانے کے بعد سورج مل نے آگرے پر قبضہ کرلیا - جب غازی الدین خان وزیر دہلی تباہ وبرباد ہوکر مع قبائل خان دوران خان کے قلعہ دیگ مین پناہ پذیر ہوا - باوجودیکہ وہ ہمیشہ برسر پرخاش رہا تھا اُسکے ساتھ کمال خاطر داری ومہمان نوازی سے پیش آیا -

نور الدین حسین خان فخری نے نجیب الدولہ کے حالات مین لکھا ہے کہ سورج مل کا مناقشہ بلوچون سے واقع ہوا جس کی تفصیل یہ ہے کہ میواتیون کی قوم ہمیشہ اپنے ملک کے آس پاس لوٹ مار کرتی تھی اور سورج مل کے ملک کی سرحد اس کے پاس تھی میوات کے بعض مقامات مین اچھے اچھے آدمی تھے کہ جو دہلی مین منصب رکھتے اور بعض کے پاس زمینداری بھی تھی - دس سال کے عرصے سے سورج مل کا بڑا بیٹا جواہر سنگھ میوات کی بربادی کی فکر مین تھا اور تمام ملک میوات مین لڑائیان کرکے اپنا عمل ودخل کرلیا تھا بعض کو صلح سے بعض کو دغا سے بعض کو شب خون سے مار ڈالا تھا اور الور کا قلعہ جو بادشاہی تھا اور میوات کا سارا ملک اُس کے تابع تھا دبالیا تھا اور ایک دوسرا قلعہ اس پرگنے مین نیا بناکر اُس کا نام کشن گڈھ رکھا تھا اور ریواڑی کی سرحد تک کہ دہلی سے تینتس کوس ہے اپنی حدود قائم کی تھین اور اس علاقے کو لینے کی وجہ سے سرائے بسنت وسہیل مین کہ دہلی سے دس کوس ہے اور گانؤن اُس کے دہلی سے دس کوس ملحق تھے جواہر سنگھ نے اپنے تھانے بٹھادیے تھے اور

جہان میواتی لوٹتا اُس کا پتا لگاکر جاٹ قتل کر دیتے اور بعض کو زندہ آگ مین جلا دیتے باوجود اسکے میواتیون نے اپنا پیشہ نہ چھوڑا یہان تک کہ سانولیا نام ایک میواتی تھا جس کے پاس دس ہزار سوار تھے یہ شخص لوٹ مار کرتا تھا یہان تک کہ دیگ کے قلعے کے پاس پہونچ کر قافلون کو لوٹ لیتا اور ہودل اور برسانہ کے مقامون مین بعد دَور وز مقررہ کے پہونچتا تھا۔ ہودل اور برسانہ کے درمیان ایک جنگل تھا جس کا نام کو کلاس تھا اس مین کھڑا ہو کر مسافرون کو لوٹتا تھا آدمی اس کے ہاتھ سے عاجز تھے۔ فرخ نگر والے موسےٰ خان بلوچ اور اسد اللہ خان بلوچ کی پناہ مین رہ کر انکو مال مسروقہ مین سے حصہ دیتا تھا جواہر سنگھ نے اپنے باپ سے شکایت کی کہ بلوچ سردار سانولیا کو اپنے ہان پناہ دیتے ہین جب تک انکو سزا نہ دونگا یہ لوگ سانولیا کو اپنی حد سے باہر نہ کرینگے سورج مل نے اجازت دی جواہر سنگھ نے اول دونون بلوچون کو کہلایا کہ سانولیا کو نکال دو ورنہ مین تم سے سمجھونگا بلوچون نے ٹکا سا جواب دیا۔ جواہر سنگھ نے اُنپر حملہ کیا موسےٰ خان بلوچ کی مدد کو تاج محمد خان بلوچ بہادر گڈھ سے پہونچ گیا جواہر سنگھ اور تاج محمد خان کے آدمیون مین جنگ ہوئی طرفین مین سے کوئی بیس آدمی مارے گئے ہون گے کہ تاج محمد خان کے آدمی مغلوب ہونے لگے آخر کار تاج محمد خان گھوڑے سے اُترا اور زمین پر تیمم کر کے پھر سوار ہوکر تھوڑے سے آدمیون کے ساتھ جاٹون پر حملہ آور ہوا جاٹ بھاگ نکلے جواہر سنگھ تنہا کھڑا رہا دل مین نہایت غصے بھرا تھا مجبور تھا کچھ نکر سکا خود بھی بھاگ نکلا اور باپ سے جاکر کہا کہ جب تک بلوچون کو تباہ نکر دونگا چین سے نہ بیٹھونگا نجیب الدولہ نے سورج مل کو لکھا کہ ہمارے آپ کے درمیان صلح بلکہ یک جہتی ہے اور بلوچ ہمارے متوسل ہین اور اُن مین کچھ زیادہ قوت بھی نہین اور تم خواہ نخواہ انکو ملک سے نکالتے ہو یہ بات محبت و دوستی سے بعید ہے سورج مل نے لکھا کہ اس معاملے مین میرا اختیار نہین ہے میرا بیٹا اس کام پر مصر ہے اور بلوچ بھی اس قابل ہین کہ اُنکو سزا دی جائے کیونکہ وہ ڈاکوون کو پناہ دیتے ہین جواہر سنگھ دوبارہ بلوچون پر چڑھا انکے علاقے کے گانون جلائے جب بلوچ لڑنے کو بڑھے تو اپنی سرحد مین آگیا نجیب الدولہ نے پھر سورج مل کو لکھا کہ تم مرد دانا عمر رسیدہ قائم مزاج اور اپنے عہد پر مستقیم ہو یہ کیا بات ہے کہ میرے تعلقے کے قریب اور میرے متوسلون پر حملہ کیا جاتا ہے سورج مل نے جواب دیا کہ میرے بیٹے کی مرضی یہ ہے کہ موسیٰ خان کے وطن فرخ نگر مین تھانہ بٹھائے موسےٰ خان سے کہدیجئے کہ کہین دوسری جگہ اپنا ٹھکانا کر لے ورنہ جان و مال اُس کے برباد ہو جائینگے اور آپ بھی سورج مل فرخ نگر کی طرف راہی ہوا بلوچون نے نجیب الدولہ کو حال لکھا کہ ہم کمزور آدمی ہین اور جاٹ زبردست ہین آپ جلد ہماری مدد کیجئے بجاے بادشاہ کے اب آپ ہی ہین کہ اُدھر سورج مل قلعہ فرخ نگر کے قریب جا پہونچا اور مورچہ بندی شروع کی نجیب الدولہ ان دنون بیمار تھا اور نجیب آباد مین تھا جب اُس نے یہ حال سُنا تو متردد ہوا اور جس وقت نجیب الدولہ کو یہ خبر لگی کہ سورج مل فرخ نگر کے پاس پہونچ گیا ہے تو نجیب الدولہ دہلی کو روانہ ہوا۔ تاج محمد خان نے موسیٰ خان کی اس وقت مدد نہ کی۔ سورج مل کے پاس بیس ہزار سوار اور بے شمار پیادے اور بڑا توپخانہ تھا توپون کے گولون سے قلعے کی دیوارین سرنگون ہو گئین موسیٰ خان عاجز ہو کر سورج مل کے پاس حاضر ہو گیا اُس نے ملاقات کے وقت خاطر کی جب اُس کو علیحدہ بھیجین

ٹھہرنے کو بھیجا تو قید کرا دیا اور اُس کی عورتون کو بھی بہلیون مین سوار کر کے لشکر مین بُلا لیا۔ جواہر سنگھ نے قلعے مین
پہونچ کر تمام مال و اسباب اور سارا توپخانہ اور کل کارخانہ ضبط کر لیا چارون کے بعد نجیب الدولہ دہلی مین پہونچ گیا
اور سورج مل کے پاس پیغام بھیجا کہ تم عمدہ سردار ہو میرے تمھارے درمیان رابطۂ اتحاد ہے اور موسیٰ خان میرا
متوسل تھا تم نے اُس پر ایسی زیادتی کی دریا بالکل پاس نہ کیا جو کچھ ہوا ہو قلعہ تمھارے پاس آ گیا اب یہ کیجیے
کہ موسیٰ خان اور اُس کے عیال و اطفال کو رہا کر دو سورج مل نے جواب مین لکھا کہ میرے اور تمھارے درمیان
عہد تھا اور یہ شخص میرا دشمن ہے تو اس صورت مین گویا تم میرے دشمن ٹھہرے تم کو کیا مناسب ہے کہ میرے دشمن
کے لئے اس قدر کوشش کرتے ہو۔ یہ تم سے بعید ہے تم نے جو نجیب آباد سے دہلی کا قصد کیا ہے اس سے معلوم
ہوتا ہے کہ مجھ پر حملہ کرنے کا عزم رکھتے ہو اگر یہ مہم جلد نہ سر ہو جاتی تو تم موسیٰ خان کے شریک ہو جاتے قیاس یہی
چاہتا ہے پس اس صورت مین میرے اور آپ کے درمیان وہ عہد و پیمان باقی نہ رہے اور تم سے یہ عہدی واقع ہوئی
اب مجھ سے خیر کی توقع رکھنی فضول ہے۔ یہ جواب پڑھکر نجیب الدولہ بہت گھبرایا اپنے سردارون سے صلاح کی
کہ موسیٰ خان کا کام تو تمام ہو گیا اور اب اُس کا تدارک مجھ سے نہین ہو سکتا اور سورج مل مجھ سے ناخوش ہوتا ہے
پس ایسے زبردست شخص کو دشمن بنانا مناسب نہین دوبارہ پھر سورج مل کے پاس وکیل بھیجے اس عرصے مین
نجیب الدولہ پر حملے کی غرض سے سورج مل دہلی سے آٹھ کوس پر کالا پہاڑ کی طرف آ گیا تھا وکیلون نے بہت
خوشامد کی مگر سورج مل نے نہ مانا نجیب الدولہ کی بے بسی اور کمزوری پر نظر کر کے یہی جواب دیا کہ نجیب الدولہ سے
خلاف توقع ظہور مین آیا ہے اور میری طرف سے صفائی کی اُمید عبث ہے یہ جو نجیب آباد سے آئے ہین وہ روہیلونکی
قوت پر مغرور ہوئے ہین اس لئے مجھے اُن کی قوت کا ایکبار امتحان ضرور ہے کل لڑائی کے لئے بڑی فجر سوار ہونگا
جمنا کو عبور کر کے غازی الدین نگر پہونچ کر ہینڈن کے کنارے کیمپ قائم کرونگا مجھے یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ
روہیلکھنڈ کے آدمی نجیب الدولہ کی کمک کو آ رہے ہین گنگا تک پہونچ گئے ہین اول نجیب الدولہ کو سر کرونگا
پھر آگے کو دیکھا جائے گا اور ہینڈن پر سورج مل نے مقام کیا اور جاٹون نے ہینڈن کو عبور کر کے غازی الدین نگر
کے آس پاس کے تمام دیہات جلا دیے فقط قلعہ باقی رہا اور اپنے لشکر کے تمام ساز و سامان کو اپنے ملک کی طرف
بھیجدیا دوسرے دن دہلی کے قریب کالکا پہاڑی کی طرف آیا جو دہلی سے چار کوس ہے نجیب الدولہ یہ خبر سُنکر مع فوج
کے سوار ہو کر باغ خضر آباد مین پہونچ کر کھڑا ہوا اس کی اور سورج مل کی سپاہ مین دو کوس کا فاصلہ تھا سورج مل
جمنا کو عبور کر کے دریا کے اُس پار ڈیرہ کیا نجیب الدولہ آکر شہر مین داخل ہوا اُس وقت ساگر مل کھتری اور
اپنے خاص خدمتگار شیخ کرم اللہ کو سورج مل کے پاس بھیجا کہ جو کچھ تم نے آج تک کیا وہ بہتر کیا جو کچھ گذرا گذرا
مجھکو معلوم ہے کہ تمام چیزون مین تم مجھ پر فوقیت رکھتے ہو سوار اچھے ہین توپخانہ بہتر ہے مضبوط اور زبردست قلعے
بھی تمھارے پاس ہین خزانہ بھی وافر ہے ملک بھی اچھا ہے پس مین تم سے لڑائی کرنی نہین چاہتا تم خواہ نخواہ
زیادتی کر رہے ہو۔ اب ایسا کرو کہ اپنے ملک کو لوٹ جاؤ تم نے میرے کئی گانوُن لوٹ لئے مین ان سب باتون کو

فراموش کرتا ہون آدھی رات کو ساگر مل اور کرم اللہ خدمتگار سورج مل کے پاس سے آئے اور یہ کہا کہ سورج مل کہتا ہے
کہ نواب کو چاہیے کہ صبح کو ایک مرتبہ میدان مین آکر مقابلہ کرین مین اتنی دور تک تکلیف کرکے آیا ہون نواب پانچ
کوس بھی تکلیف گوارا نہین کرتے اگر تم صبح کو نہ آوٗگے تو مین خود پیش قدمی کرونگا عصر تک مقابلے مین جنگ کرونگا
بعد عصر کے تمھارے عقب سے حملہ کرونگا اور اس کا جو کچھ نتیجہ ہوگا تم کو ظاہر ہوجائیگا۔ نجیب الدولہ نے یہ جواب پاکر
اپنے تمام سردارون کو جمع کیا اور اُنسے کہا کہ تم نے سورج مل کا جواب سنا نہایت سفلہ پن سے بات کا جواب دیتا ہے
اب ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یا تو اُس کے سر پر قضا کھیل رہی ہے یا میرا وقت آخر آگیا ہے پس لڑائی کے بغیر چارہ نہین
تمام سردارون نے نجیب الدولہ کی راے پسند کی اور فوراً نقیب کو حکم دیا کہ جاکر سپاہ مین حکم سنا دے کہ پہر بھر رات
باقی رہے سے سب کی کمر بندی ہوجائے چار گھڑی رات باقی تھی کہ نجیب الدولہ نے دریاے جمنا کو پایاب عبور کیا اور
ہینڈن ندی سے کنارے کی طرف دہلی سے پانچ کوس پر کھڑا ہوا سورج مل نے بھی تمام لشکر تیار کرکے مقابلے کا
ارادہ کیا اور دونون طرف سے گولہ باری ہونے لگی سہ پہر تک یہ حالت رہی بعد اس کے سورج مل نے تمام تو پون اور
فوج اور ہاتھیون کو اسی طرح کھڑا چھوڑا اور خود پانچ ہزار سوار جریدہ لیکر اور دو کوس اوپر کی جانب چلکر ہینڈن کو
عبور کیا اور نجیب الدولہ کے پیچھے سے آکر تین طرف سے لڑائی شروع کردی اُس کے سوار خوب خوب گولیان مارتے تھے
نجیب الدولہ کی فوج مین تزلزل پیدا ہوگیا شام کا وقت قریب آگیا اور اب سوچنے لگا کہ نجیب الدولہ پر کیسے ٹوٹ پڑے
نجیب الدولہ کی طرف سے سواران مغلیہ و سید محمد خان بلوچ اور جیتا گوجر کا بیٹا گلاب سنگھ اور افضل خان برادر نجیب الدولہ
و عثمان خان احسان خیل داد شجاعت دے رہے تھے اور لڑائی زور و شور سے جاری تھی کہ عثمان خان گولی کھاکر مارا گیا
اور نجیب الدولہ کے آدمیون نے اس سختی سے جواب دیا کہ سورج مل کے آدمیون کے پاوٗن اُکھڑنے لگے اس وقت
سورج مل گھوڑے پر سوار تھا اور بندوق کا سامان کمر مین لگا ہوا تھا اور چھوٹا سا برچھا ہاتھ مین تھا متواتر گولیون کے
زخم سے وہ اور اُس کا گھوڑا گر گیا اور اس کے پاس جو چند خدمتگار اور ایک مسلمان پیرزادہ فتحپور کا رہنے والا شیخ احمد
نام موجود تھے وہ بھی کام آگئے اور چند سوار بھی کام آئے بقیۃ السیف بھاگ نکلے اور جب ان مفرورون کا مغلون نے
پیچھا کیا تو ان سوارون نے کہ خانزادے کی قوم سے تھے بڑی بزدلی کی اکثر اپنے گھوڑے ہینڈن کے کنارے چھوڑکر جھاوٗ کے
جھاوٗون مین چھپ گئے اس ہنگامے مین کہ سورج مل کے سپاہیون کا تعاقب ہو رہا تھا سید محمد خان بلوچ جو سیدو کے
نام سے مشہور تھا مفرور دشمنون کے پیچھے جا رہا تھا اُس سے کرم خان رنڑ کے ہمراہی کے ایک روہیلہ سپاہی نے چلاکر کہا
کہ سید محمد خان کہان جاتے ہو سورج مل یہ پڑا ہوا ہے مین اسے پہچانتا ہون چونکہ بلوچون کو سورج مل کے ہاتھ سے
بہت ایذا پہونچی تھی سیدو نے گھوڑے سے اُتر کر کمر سے خنجر نکالا اور دو تین مرتبہ اُس کے پیٹ مین گھسیڑ دیا اور دو تین
سوارون نے تلوارون کے وار کئے جب سیدو نے کہا کہ اس کا سر کاٹ لو تو پانچ چھ آدمیون نے اتنی تلوارین مارین
کہ سر پارہ پارہ ہوگیا ایک سوار کی تلوار بھی ٹوٹ گئی سیدو لوٹ گیا مغلون نے بہت سے گھوڑے پکڑے جو جھاوٗ کے
پیڑون مین کھڑے ہوئے تھے سورج مل کی بڑی فوج کہ ابھی تک اس واقعہ سے بے خبر تھی بان اور گولے مار رہی تھی،

اور ہاتھی پر نشان بدستور قائم تھا اور نقارہ دھم دھم بج رہا تھا جب سیدو نے واپس آکر بیان کیا کہ مین سورج مل کو
مار آیا تو کسی نے اعتبار نہ کیا بلکہ نجیب الدولہ نے کہا کہ اُس کا مارا جانا آسان کام نہین ہے البتہ ایسا ہو سکتا ہے
کہ جو فوج ہماری پشت کی جانب آئی تھی اُس نے شکست کھائی ہوگی اور اُس کا افسر مارا گیا ہوگا یہ جو سپاہ ہمارے
سامنے کھڑی ہے اور اس مین سوار بیس ہزار سے کم نہین ہین اور ہر طرح کے ساز و سامان سے آراستہ ہے اگر
سورج مل مارا گیا ہوتا تو انہین اتنی تاب کہان باقی رہتی یہان تک کہ پہر رات گئے تک سورج مل کی سپاہ تمام
کھڑے کھڑے لوٹنے لگی اور آہستہ آہستہ اپنی فرودگاہ کی جانب چلی گئی نجیب الدولہ بھی عین میدان کارزار مین
خیمہ کھڑا کرا کے اُس مین داخل ہو گیا دوسرے روز ہرکارے خبر لائے کہ پندرہ پندرہ کوس تک جاٹون کی سپاہ کا
کہین نام و نشان نہین۔ نجیب الدولہ نے سید محمد خان سے کہا کہ تم نے سورج مل کو کس مقام پر مارا ہے اسکا نشان بتاؤ
سیدو ایک ہاتھ اُس کی لاش سے کاٹ لایا نجیب الدولہ نے ساگر مل و کرم اللہ کو بلا کر کہا کہ تم سورج مل کے پاس گئے تھے
وہ کیسے کپڑے پہنے ہوئے تھے کرم اللہ نے کہا کہ زرد جھینٹ کا انگرکھا تھا جو ہاتھ سید محمد خان لایا تھا دکھایا تو کہا یہی جھینٹ
تھی ساگر مل نے ایک بات اور کہی کہ تین سال سے اُس کے ایک ہاتھ مین ناسور تھا اور اب تک وہ موجود ہے مجھے
وہ ہاتھ دکھائیے جب دیکھا تو تازہ ناسور کا نشان موجود تھا اس وقت کہ پہر دن باقی تھا یقین ہوا کہ واقع مین سورج مل
مارا گیا یہ حادثہ ۱۱۷۷ہ ہجری (مطابق سمت ۱۸۲۰ و ۱۷۶۴ع) مین وقوع مین آیا تھا۔

تیسرے دن نجیب الدولہ نے جواہر سنگھ کے رفع فتنہ و فساد کی غرض سے یہ تدبیر کی کہ نرکھاٹ اور نکوڑ کے درمیان
بلم گڑھ سے تین کوس پر جمنا کے اُس پار پہونچ کر گرد و نواح کے علاقے مین دس دس کوس تک آگے پیچھے تھانے
بٹھا دیے۔ قلعون کے سوا جہان جہان سورج مل کے عامل پیشہ آدمی اور سپاہی تھے وہ سب بھاگ گئے تھے
پرگنہ چھچھ رولی مین بھی نجیب الدولہ کا عمل و دخل ہو گیا وہان معلوم ہوا کہ سورج مل کے مارے جانے کے بعد تین
پہر کے عرصے مین جواہر سنگھ کو خبر پہونچ گئی اور وہ فوراً سانڈنی پر سوار ہو کر تمام دن اور نصف شب چلکر دیگ مین
پہونچ گیا دوسرے مفرور بھی دیگ مین پہونچ گئے نجیب الدولہ اس خیال مین تھا کہ جاٹ کی ساری عملداری پر
قبضہ کر لے کہ ابتدائے ۱۱۷۸ہ ہجری مین اُس کو خبر ملی کہ سکھ جمنا کو عبور کر کے نجیب الدولہ کے علاقے مین گھس گئے
ہین جب نجیب الدولہ سکھون کے تدارک کے لئے پہونچا تو وہ ملک کو لوٹ کھسوٹ کر واپس چلے گئے اور نجیب الدولہ
دہلی مین آگیا کرنل ٹاڈ نے لکھا ہے کہ سورج مل کے پانچ بیٹون جواہر سنگھ۔ رتن سنگھ۔ نول سنگھ۔ ناہر سنگھ اور
رنجیت سنگھ مین سے پہلے دو گرمی ذات کی عورت سے تیسرا مالن سے اور چوتھا اور پانچوان جاٹنی سے پیدا ہوئے تھے
سورج مل نے پوس بدی ۱۲ سمت ۱۸۲۰ تک ۸ سال ۲ ماہ ۱۵ دن حکومت کی۔

## ۴۔ راجہ جواہر سنگھ

سورج مل کی مقتولی کے بعد اُس کی تمام فوج دیگ کو بھاگ آئی جہان جواہر سنگھ رئیس ہوا۔ اس نے
مسند نشینی کے بعد باپ کا بدلا لینے کی فکر کی اور فوج کے جمع کرنے مین مصروف ہوا اپنی قدیمی فوج کی استمالت کر کے

اُسے مطیع بنایا اور قدیمی سرداروں کی کہ اُس کے مزاج سے وحشت رکھتے تھے تالیف قلوب کی اور ملہارراؤ ہلکر کے
پاس کہ کوٹہ و بوندی کے اضلاع مین مقیم تھا روپ رام کٹارہ اپنے معتمد کو بھیجا اور بہت سا روپیہ فوج خرچ مین دینے کا وعدہ
کرکے اُس کو شریک بنانا چاہا۔ ملہارراؤ کا حال یہ تھا کہ اُس نے جیپور کے راجہ مادھو سنگھ کی فوج سے سخت جنگ
کی تھی اور خود زخمی ہوگیا تھا اُس نے اس پیغام کو غنیمت جانا اور دل سے قبول کیا اور روپ رام کو جواب دیا
کہ بوندی اور جیپور کا معاملہ درپیش ہے اور جیپور کی فوج کو مین نے شکست دی ہے اب کہ جیپور کے قریب مین نے
قیام کیا ہے اور راجہ مادھو سنگھ بھاگ کر قلعہ رنتھنبور مین پناہ گزین ہوا ہے مین جو کچھ اُس سے مال اور روپیہ مانگونگا
وہ احسان مان کر مجھے دے گا اور مین نے نجیب الدولہ کو بیٹا بنایا ہے جس نے مجھکو یہ لکھا ہے کہ سورج مل کے مارے جانے
مین مین نے کوشش نہین کی تھی خواہ نخواہ اُس نے مجھپر فوج کشی کی اور میرے علاقے کو برباد کردیا اور اُس نے
بلوچون پر ایسا سخت ظلم کیا کہ کسی مذہب مین روا نہین اُس کے واسطے جو کچھ قضا و قدر نے چاہا تھا وہ پورا ہوا اور
اُس کے مقتول ہونے کے بعد مین نے نہ اُس کے بیٹے سے تعرض کیا نہ اُس کے ملک پر ہاتھ ڈالا اور مین
اُس سے دوستی کا خواہان ہون پس اگر کوئی غرض کو دوسرے طور پر اس واقعہ کو آپ تک پہونچائے
اور اظہار دوستی کرکے میرے برخلاف آپ کو آمادہ کرے تو میرے تعلقات قدیمہ کا خیال کرکے اُس کی بات قبول نکی جائے
اس صورت مین اگر مین جواہر سنگھ کی بات مانتا ہون تو جیپور کا معاملہ ہاتھ سے جاتا ہے اور نجیب الدولہ کہ ہندوستان
مین میرا متوسل ہے اُس سے مخالفت علیحدہ ہوتی ہے تیسرے نجیب الدولہ کی مہم سخت کام ہے لیکن جواہر سنگھ کی
بے کسی اور یتیمی پر خیال کرکے مین اُس کی شرکت کرون گا اور تمام فوائد کو چھوڑدون گا لیکن میری فوج مدت سے بھوکی ہے
اس کا پیٹ پہلے بھردینا چاہئے روپ رام نے سب باتین قبول کین اور جواہر سنگھ کے پاس آگیا جواہر سنگھ نے
سکھون کو بھی لکھا اور اُنکو اپنی رفاقت پر آمادہ کیا بیس دن کے عرصے مین ان سب معاملات کی درستی اور اپنی
فوج کی آراستگی سے فرصت پاکر تمام مددگارون کی سپاہ اور اپنی فوج کو کہ قریب تیس ہزار کے سوار اور پچاس ہزار
کے قریب پیادے جمع ہوگئے تھے اور بڑا توپخانہ تھا لیکر ۱۱۸۰ ہجری مین دلی کی طرف کوچ کیا۔ اور خضرآباد کے
باغ کے قریب پہونچ کر مورچے بنائے ابھی ملہارراؤ نہین پہونچا تھا نجیب الدولہ نے خیال کیا کہ دو دن کے بعد
ملہارراؤ بھی ان مین مل جائیگا اُس وقت کام مشکل ہوجائے گا دشمن کی قوت بڑھ جائے گی بہتر یہ ہے کہ ابھی
سوار ہوکر جواہر سنگھ سے لڑائی شروع کردی جائے اور اُس کو بھگا دیا جائے چنانچہ صبح کو سوار ہوکر خضرآباد تک پہونچا
جواہر سنگھ نے اپنے ساتھیون سے کہا کہ مین نے ملہارراؤ کو بہت سا روپیہ دیا ہے کل وہ بھی پہونچ جائے گا تنہا لڑنا مناسب
نہین اور خود سوار ہوکر مورچے کے درمیان مین کھڑا ہوگیا اور تمام لشکر مرتب ہوکر حکم کا منتظر رہا سہ پہر تک نجیب الدولہ نے
دیکھا کہ جواہر سنگھ لڑائی کا قصد نہین کرتا لوٹ گیا دوسرے دن ملہارراؤ بھی بیس ہزار سوارون کے ساتھ جاٹ
کے لشکر مین پہونچ گیا عماد الملک بھی جواہر سنگھ کے لشکر مین پہلے سے موجود تھا ملہارراؤ نے نجیب الدولہ کو لکھا
کہ میرے اور تمھارے درمیان جو عہد و پیمان ہے وہ بدستور قائم ہے اندنون میری سپاہ بھوکی ہے اور تم جانتے ہو

کہ جاٹ کا ابتزاز اسنے بھولا ہے پس مجھے اجازت دیجئے کہ تھوڑے دنون تک اس کو راضی کر کے روپیہ اس سے وصول کرون اور لڑائی کے معاملے کو بین طول مین ڈال دون گا نجیب الدولہ نے جواب لکھا کہ جس مین تمھارے بہبودی ہو مین اُس امر سے راضی ہون تیسرے دن جواہر سنگھ نے کوچ کر کے پرانے قلعے کے مقابل کہ دریا کے کنارے ہے مع ملہار راؤ کے مقام کیا اور نجیب الدولہ سے مقابلے کے لئے سوار ہوا نجیب الدولہ نے بلند باغ مین کہ قلعے کے تلے ہے خیمہ کھڑا کرایا اور جمنا پر پل بندھوایا اور پل کے پاس ایک گز اونچی دیوار بنوا کر اُس کی پناہ مین توپین اور دو سو روہیلے بٹھائے تاکہ دوآبے کے ملک سے رسد پہونچتی رہے اور خود قمر الدین خان کی حویلی مین ٹھہرا اور تمام لشکر نے دریا کی طرف حویلیون کے تلے اپنے لئے فرودگاہ مقرر کی اور جواہر سنگھ کے لشکر کی طرف کہ جنوبی جانب تھا خندق برج شہر پناہ سے دریا تک کھودی اور توپین قرینے سے جما کر مورچون مین مقابلے کو آمادہ ہوئے جواہر سنگھ خود سوار ہو کر مع تمام فوج کے قلعہ کہنہ کے تلے گیا اور ملہار راؤ کو پیام دیا کہ آکر لڑائی مین شریک ہو کہ آج کی ساعت حملہ آوری کے لئے اچھی ہے دوپہر تک اُس نے کچھ جواب نہ دیا دوپہر کے بعد سوار ہو کر آپ تو قلعہ شیر شاہی مین کھڑا ہو گیا اور اپنے پوتے بال جیو راؤ کو تمام فوج کے ساتھ جواہر سنگھ کے لشکر کے پاس بھیجا جواہر سنگھ نے جب مرہٹون کو اپنے پیچھے سے آتے دیکھا تو خود پیش قدمی کر کے فیروز شاہ کے قلعے تک پہونچ گیا۔ اب ملہار راؤ نے بال جیو راؤ کو حکم بھیجا کہ اپنی جگہ سے آگے نہ بڑھے اس عرصے مین نجیب الدولہ کے مورچے سے توپین چلنے لگین اس طرف سے جاٹ اور ملہار راؤ کا توپخانہ آتش فشانی کرنے لگا۔ جواہر سنگھ نے ملہار راؤ کو کہلا بھیجا کہ ذرا آگے بڑھ آئے مین حملہ کرتا ہون لیکن وہ اپنی جگہ پر قائم رہا اور یہ جواب کہلا بھیجا کہ ابھی تک پرانے قلعے مین دشمن کے آدمی موجود ہین انکو پیچھے چھوڑ کر پیش قدمی کرنا نامناسب ہے اگر ہم لڑنے لگین تو یہ پیچھے سے ہمکو صدمہ پہونچاوینگے اُس وقت مشکل ہو جائے گی اول فکر قلعے کے لینے کی کیجائے بعد اُسکے آگے بڑھنے کی فکر کرنی چاہیئے جواہر سنگھ نے یہ جواب سنکر کہا کہ اگرچہ صوبہ دار بڑے ہین اور مین نے اُنکی قوت کے بھروسے پر لڑائی کا ارادہ کیا ہے لیکن جنگ نجیب الدولہ اور مجھ مین ہے اس بات کو سنکر عماد الملک کے ایک رفیق مہدی قلی خان نے یہ بات ملہار راؤ سے کہدی وہ بہت خفا ہوا۔ روپ رام کٹارہ جو جواہر سنگھ اور ملہار راؤ مین متوسط تھا مہدی قلی خان کو جھٹلانے لگا کہ جواہر سنگھ نے ہرگز ایسا نہ کہا ہوگا اور مہدی قلی خان کو سخت و سست باتین کہنے لگا مہدی قلی خان نے بھی اُسے بُرا بھلا کہا۔ اس وقت عماد الملک اور ملہار راؤ کہ دونون ہاتھیون پر تھے انکی باتین سُنتے رہے اور وہ دونون بھی ہاتھیون پر سوار تھے شام تک سواری کھڑی رہی اور توپون سے لڑائی ہوتی رہی۔ جواہر سنگھ نے خیال کیا کہ نجیب الدولہ نے بڑی خندق کھدوا کر جمنا کا پانی اُس مین بھر دیا ہے اور مرہٹے یورش کرنے پر آمادہ نہین ایسی تدبیر کی جائے کہ تھوڑے آدمی جمنا کو عبور کر کے مشرق کی طرف سے جائین اور وہان جو تھوڑے سے سوار نجیب الدولہ کی طرف سے حفاظت کو کھڑے ہون گے اُنکو بھگا کر بے محابا پل پر پہونچ جائین اور پل کے پاس جو ایک گز اونچی دیوار ہے اور دو سو روہیلے اُس کی پناہ مین پل کی حفاظت کرتے ہین اُنکو بھگا کر مورچون مین گھس جائین چنانچہ اپنے سالے

بلرام فوجدار کو مع اپنے مرشد کشن مہنت بیراگی اور سوای رام راٹھوڑ جودھپوری کے اپنی گھاٹ سے جو پرانے قلعے کے محاذی ہے آٹھ ہزار سوار دیکر جمنا کے اُس پار بھیجا کہ مشرق کی جانب سے پُل کے راستے سے پہونچیں اور جواہر سنگھ نے آپ قلعہ فیروز شاہ سے گذر کر نجیب الدولہ کے مورچے کے سامنے کھڑا ہوکر توپون کی لڑائی شروع کی جس سردار نے جمنا کو عبور کیا تھا اُس نے اول پٹ پر گنج کو برباد کردیا اور لاکھون روپے کا غلہ تباہ کیا پانسو مغل سوار نجیب الدولہ کی جانب سے شاہ درے کے پاس چوکی پہرے کو کھڑے تھے اُنھون نے دور سے دشمن کے سوارون کی دھول اڑتی دیکھ کر پیش قدمی کی نصر خان ایرانی چھ سو سوارون کے ساتھ مغلان تورانی کی کمک کو پہونچا اور مغلیہ سوارون اور جاٹون کے سوارون کے درمیان حائل ہوگیا جواہر سنگھ کے سوارون نے مغلون پر ایسا حملہ کیا کہ وہ بھاگ کھڑے ہوئے نجیب الدولہ ایک برج پر جو مٹی سے بنایا تھا بیٹھا دوربین سے دیکھ رہا تھا اُسے معلوم ہوا کہ سامنے سے قریب پچاس ہزار کے سوار مع فیلون اور نشانون کے آکر قریب پہونچ گئے ہین اور پیچھے سے یہ حال واقع ہوا ہے اُس نے آدمی پُل پر بھیج کر علی محمد کو جس کے حوالے پل کا مورچہ تھا کہلا بھیجا کہ اپنے مورچے سے خبردار رہے اور اپنے بیٹے ضابطہ خان کو کہا کہ یہ نالائق آدمی ذرا دلیری نہین دکھاتے بھاگتے چلے آتے ہین اگر دشمن کی یہ تمام فوج تعاقب کرکے پُل کو لے لیگی تو کام مشکل ہوجائے گا تم اپنے رسالے مین سے پانسو پیادے کشتیون کے ذریعے سے اور پانسو سوار بھیجو کہ دشمن کے سوارون کا مقابلہ کرین چنانچہ چار کشتیون مین پیادہ روہیلے سوار ہوکر گئے اور سوار بھی نوبت خان بارکزی اور سرفراز خان گوجر کی ماتحتی مین جا پہونچے جب دشمن کے سوارون نے دیکھا کہ یہ تھوڑے سے آدمی ایک طرف سے آتے ہین تو اُنھون نے انکی طرف توجہ کی پیادہ روہیلے تھوڑی سی نشیبی زمین مین بیٹھ گئے جب دشمن کے سوار انکی طرف آئے تو یکبارگی سب نے باڑھ ماری پہلی باڑھ مین بہت سے آدمی مارے گئے اور زخمی ہوئے اور دوسری باڑھ کھاکر سب پیچھے کو بھاگ گئے سوای رام جس کے ساتھ ڈیڑھ سو راٹھوڑ سوار تھے گھوڑے سے اُتر پڑا ضابطہ خان کے سوار بھی گھوڑے سے اُترے اور شمشیر بدست مقابل ہوئے سوای رام مع تمام راجپوتون کے مارا گیا دوسرے سردار یعنی بلرام اور کشن مہنت بھاگ نکلے اور روہیلون نے انکا تعاقب کیا جو مغل سوار پہلے بھاگ گئے تھے وہ بھی آکر شامل ہوگئے جواہر سنگھ اس وقت گھوڑے پر سوار دریائے جمنا کے کنارے کھڑا یہ حال دیکھ رہا تھا کہ اُسکے بھاگے ہوئے سوار بے تحاشا چلے آتے ہین اپنے چچازاد بھائی بہادر سنگھ سے کہا کہ تو سوار ہوکر دریا کے کنارے پہونچ جا اور ان بھگوڑون کو دریا پار ہوکر لشکر مین نہ آنے دینا چنانچہ وہ دریا کے کنارے اپنی جمعیت کے ساتھ پہونچ گیا اور اُترنے کی جگہ تلاش کرنے لگا لیکن تمام وہ سوار جو دریا کے اُس پار گئے تھے متفرق ہوکے اور دور کے گھاٹون سے عبور کرکے لشکر مین پہونچ گئے بہادر سنگھ سے سامنا اُنکا نہوا اگرچہ مہنت اور بلرام کے تھوڑے سے آدمی لڑتے بھڑتے آہستہ آہستہ بھاگتے تھے اب دن بہت کم رہ گیا تھا جواہر سنگھ دیکھکر کہنے لگا کہ روہیلے دلیرانہ تعاقب کر رہے ہین اور ہمارے آدمی ذرا استادگی نہین دکھاتے بہتر یہ ہے کہ مین خود گھوڑا دریا مین ڈالدون عماد الملک جواہر سنگھ کے پیچھے پچاس قدم کے فاصلے سے کھڑا تھا اُس نے جواہر سنگھ کو اس ارادے سے روکا۔ جواہر سنگھ نے امراؤ گر گوشائین کو کہ دس ہزار ناگون کا افسر تھا اور وہ مشرق کی طرف سے آکر

جواہر سنگھ کے ہان نوکر ہوگیا تھا اور اس وقت وہ جواہر سنگھ کے آگے کھڑا ہوا تھا) کہا کہ اگر تم دریا کو عبور کرو تو میرے نزدیک بہتر ہے گوشائین نے ہمت مردانہ دکھائی اور اُس نے اپنے چھہ سات سو ہمراہیون کے ساتھ دریا مین گھوڑا ڈال دیا اتفاقاً پایاب انکے ہاتھ آگیا یہ جمنا کو اُتر کر عین لڑائی مین پہونچ گئے مندھا بیگ نامی مغل بچہ جو گشائین کے ساتھ تھا شمشیر برہنہ ہاتھ مین لیکر روہیلون کے سامنے جا پہونچا اس کے ساتھ کے پندرہ آدمی زخمی ہوئے اور دو مارے گئے چند روہیلے بھی زخمی ہوئے اور تین مارے گئے جب شام ہوگئی تو نجیب الدولہ کی فوج لوٹ گئی اور گشائین بھی جواہر سنگھ کے حکم سے لوٹ آیا رات کو جواہر سنگھ کے آدمی مشعلین روشن کئے دریا کے کنارے پر کھڑے رہے تاکہ فوج کے آدمی اطمینان اور آسانی سے عبور کر کے چلے آئین گشائین کے پہونچتے ہی جواہر سنگھ اُس کو اپنے ساتھ ہاتھی کے حوضے مین بٹھا کر زخمی گوشائیون کے جائے قیام پر گیا اور اُنکی دلدہی کی۔ صبح کو یہ قرار پایا کہ اس پار سے پوری کوشش نہین ہوسکتی لہٰذا اُس پار پہونچ کر توپون کو جمنا کے کنارے قلعے کے مقابلے مین لگانا چاہئے کیونکہ اُدھر کوئی دیوار نہین ہے گولے نجیب الدولہ کے تمام لشکر مین گرینگے اس قرار داد کے موافق جاٹون اور مرہٹون کے لشکر نے جمنا کو عبور کیا اور تمام شاہ درے کو برباد کر دیا اور رعایا کی ناموس بگاڑی ادھر سے قلعے مین بھی گولے گرنے لگے اور شہر کے آدمی بھی ضائع ہونے لگے پندرہ روز تک اسی طرح جنگ جاری رہی پچھلے دن مین ملہار راؤ اور جواہر سنگھ بھی سوار ہو کر توپون کو دریا کے کنارے لگا کر گولے مارتے تھے اور شام کو مع توپون کے لوٹ جاتے تھے۔

جن سکھون کو جواہر سنگھ نے اپنی مدد پر بلایا تھا وہ بھی قریب پہونچ گئے۔ دریاے جمنا سے گنگا کے کنارے تک تمام ملک جاٹون اور سکھون کے تصرف مین آگیا اور بعض بعض مقامون پر اُنھون نے تھانے بھی بٹھا دیے جب سکھ قریب پہونچ گئے تو جواہر سنگھ جمنا کو عبور کر کے اُنسے ملنے کو گیا لیکن انکی صحبت اچھی واقع نہوئی جواہر سنگھ کے خاص حقے کو مجلس مین نہ آنے دیا اور حقہ بردار کو گالیان دیکر نکال دیا اور سو سے زیادہ سردارون سے جواہر سنگھ کو ملنا پڑا مجلس کی نشست بھی بے طور تھی اور سکھ جب اپنے مراسم ادا کرنے لگے تو اُس وقت یہ کہنے لگے کہ جواہر سنگھ خالصہ جی کی پناہ مین آیا ہے اور نانک شاہی سکھ ہوگیا ہے اور اپنے باپ کے خون کی داد چاہتا ہے جواہر سنگھ پر یہ صحبت شاق گذری چونکہ اُس کا مطلب اُنسے متعلق تھا بہت کچھ برداشت کی اور یہ قرار پایا کہ سکھ شمال کی طرف سے لڑائی شروع کرین جواہر سنگھ اور مرہٹے مشرق کی طرف سے لڑتے رہین اور مغرب کی طرف سکھ سوار دھاوے کر کے رسد شہر مین نہ پہونچنے دین بیس روز تک اس طرح لڑائی ہوتی رہی۔

جواہر سنگھ نے ان دنون اپنے ملک مین غلے کا محصول معاف کر دیا جس سے غلہ بڑی افراط اور ارزانی سے آگیا اور سپاہی کے ایک روپیے کی جگہ چار آنے خرچ ہونے لگے اور باوجود ویرانی ملک کے جاٹ کے ملک سے غلہ بڑی افراط کے ساتھ آتا تھا مرہٹون کی فوج جو نہایت بھوکی تھی اُنھون نے اپنے گھوڑون کو خوب فربہ کر لیا چار مہینے اسی طرح گذرے دہلی مین غلے کی کمی بہت تھی بلکہ غربا اہل و عیال کو لیکر پُل کے ذریعہ سے شہر سے نکلکر جاٹ کے لشکر مین جاتے تھے اور وہان سے ملک مین نکل جاتے۔ نجیب الدولہ کے لشکر مین بھی بہت تنگی پیدا ہوگئی سپاہیون کے پاس کوڑی نہ تھی

ہر روز سکھ سوار ہوکر یعقوب علی خان کے باغ سے قریب اور دریا کے کنارے کی حویلیون مین پہونچکر لڑتے اور چاہتے تھے کہ شہر پناہ کی طرف آئین لیکن نجیب الدولہ کے آدمی اُنکو بڑھنے نہین دیتے تھے ایک دن دو گھڑی رات تک بندوق کی خوب جنگ ہوئی روہیلہ پیادے تاک تاک کر گولیان لگاتے تھے جہان سکھون کے سوارون کے غول دیکھتے تیر باڑھ مارتے جس سے وہ پریشان ہوجاتے چند جا جنگ جاری تھی ایک دن ایک سکھ سردار کے جس کا ساز چاندی کا تھا گولی لگی وہ گھوڑے سے گر گیا۔ سکھون نے اُس کی لاش اُٹھانا چاہی پیادہ روہیلون نے سامان کے لالچ سے لاش نہ اُٹھانے دی خوب لڑائی ہوئی تین روہیلے مارے گئے اور سات زخمی ہوئے سکھ بھی بہت سے مارے گئے آخر کار روہیلون نے لاش پر قبضہ کر لیا ہزار روپے کی اشرفیون کی ہمیانی کمر سے نکلی ایک ماہ تک اسی طرح لڑتے رہے سہ پہر کو نجیب الدولہ شہر سے نکلتا سکھون کی مدد جواہر سنگھ کی فوج بھی کرتی مغرب کے بعد اپنے اپنے لشکر مین لوٹ جاتے مشرق کی طرف ملہار راؤ اور جواہر سنگھ کا توپخانہ الگ سرگرم تھا۔ نجیب الدولہ کا توپخانہ بھی خوب جواب دے رہا تھا عوض بیگ نجیب الدولہ کے لشکر مین گولہ اندازون کا افسر تھا ایک دن اس کا گھوڑا گولے سے مارا گیا دوسرے روز اُس نے توپ پر بیٹھ کر جواہر سنگھ کے نشان بردار ہاتھی کے تاک کر ایسا گولہ مارا کہ اُسکے سر مین بیٹھ کر حلق مین اُتر گیا فیل تکلیف سے چارون طرف بھاگنے لگا جواہر سنگھ لڑائی کے طول سے نہایت تنگ ہوگیا کہتا تھا کہ مرہٹون نے میرا بڑا روپیہ کھالیا اور لڑائی پر تن دہی نہین کرتے گوسائین نے اُس سے کہا کہ آج مین مع ناگون کے جاتا ہون اور دیکھئے کیسا کام کرتا ہون چنانچہ تمام ناگے اور جواہر سنگھ کے آدمی سردار گوسائین کے ساتھ پایاب عبور کر کے حفیظ اللہ خان کی حویلی مین چلے گئے اور یہان جماؤ کر کے جوق جوق باہر نکلتے اور بندوق اور بان مارتے ان کی پشت پر سوار ہوتے نجیب الدولہ کو جب یہ خبر پہونچی اِدھر آکر دیکھا تو بان بارش کی طرح برستے نظر آئے اور ناگے جنکے پاس بندوقین تھین قریب پہونچ گئے تھے انکے پیچھے سوارونکی فوج تھی۔ نواب نے اپنے آدمیون سے کہا کہ یہ وقت پیش قدمی کا نہین کیونکہ مفت ضائع ہوجاؤ گے پھر بھی بہت سے مسلمان زخمی ہوئے آخر کار سعادت خان آفریدی دھاوا کر کے ناگون کے سر پر پہونچ گیا دس بیس ناگون کے زخمی اور کشتہ ہوتے ہی کل بھاگ نکلے اس اثنا مین مغلون کی اور نصیر خان ایرانی کی جمعیتین دوسری طرف سے دوڑ پڑین اور حفیظ اللہ خان کی حویلی مین جو ناگے تھے انکو نکلنا مشکل ہوگیا چارون طرف سے پیادے روہیلے بھی آگئے اور ناگے تمام بھاگ گئے گوسائیون کے اور جواہر سنگھ کے سوارون کی اب نوبت پہونچی جنکو روہیلون نے بانون کا نشانہ بنالیا۔ بہزار خرابی افتان و خیزان تمام ناگے گوسائین اور سوار نکلکر جاٹ کے لشکر مین پہونچ گئے کیونکہ اندھیرا پڑ گیا تھا اسلئے انکو دشمن کی آنکھ بچا کر نکلجانیکا موقع مل گیا۔

جب جواہر سنگھ نے دیکھا کہ نہ سکھون کی مدد سے کام نکلا نہ مرہٹون کی اعانت سے دشمنون پر غلبہ حاصل ہوا نہ ناگون نے کام دیا تب اُس نے یہ ارادہ کیا کہ خود حملہ آور ہوا اول عماد الملک کے پاس گیا اور کہا کہ آپ بزرگ اور سرگروہ ہندوستان کے ہین اور ملہار راؤ کا مزاج آپ کے ہاتھ مین ہے اور نجیب الدولہ آپ کا ایک نوکر تھا اُس نے اس قدر نمک حرامی کی اور آپکو بے دخل کر دیا اور سلطنت کا مالک بن گیا۔ میرے باپ نے آپ کو اپنے یہان رکھا اور مین نے

باپ کے خون پر کمر باندھی ہے آپ سے مین سوگند کے ساتھ وعدہ کرتا ہون کہ شایستہ خدمات بجا لاؤن گا ملہار راؤ
کو بہت سا روپیہ دیا اور سکھون کے روزمرہ کے خرچ سے علیحدہ زیر بار ہو رہا ہون اور پچاس ہزار سوار اور پیادے
میری ذات کے نوکر ہین اگر آپ اور ملہار راؤ توجہ کرین تو کام نکلے عماد الملک نے اُس کی خواہش کے موافق ظاہری
جواب دیے لیکن باطن مین وہ اُس سے کئی وجہ سے کبیدہ تھا (۱) جواہر سنگھ تخت پر اُس کے سامنے سوار ہوتا اور یہ
امر عماد الملک پر بے حد گران تھا (۲) چاہتا تھا کہ فتح یاب ہو کر دلی پر اپنا قبضہ رکھے - اس وجہ سے ملہار راؤ بھی دل مین
خفا تھا دونون نے دل مین پختہ ارادہ کر لیا کہ نجیب الدولہ ہی کو قائم رکھنا چاہیئے اور جواہر سنگھ کی کامیابی آئندہ کے لئے
بہتر نہین ہے کہ بہت زور پکڑ لے گا اس لئے دونون نے یہ تجویز کیا کہ کسی معتبر شخص کو مخفی نجیب الدولہ کے پاس سوال
وجواب کے لئے بھیجین چنانچہ نورالدین حسین خان فخری جو عماد الملک کا رفیق تھا اس رسالت کے لئے تجویز ہوا اگر
اس وقت شہر مین داخلہ سخت مشکل تھا کہ متخاصمین اُدھر کسی کو جانے ندیتے تھے اگر سوار ہوتا تو روہیلے گولی کا
نشانہ بناتے اور غریب ہوتا تو گوسائین اُس طرف جانے ندیتے اور کہتے کہ وہان تو قحط ہے تو کس خیال سے جاتا ہے
اور اگر نامی آدمی جانے کا قصد کرتا تو جواہر سنگھ فوراً مروا دیتا لیکن دونون سردارون کی خوشنودی کے لئے رات کے
وقت نورالدین حسین خان نے ہمراہ اُن پیادون کے کہ گڑھی خضرآباد مین تھے تین کوس پیادہ پا چلکر ایک نیمہ اور
ٹوپی کے ساتھ دریاے جمنا کا عبور کیا جب گڑھی کے قریب پہونچا دروازے سے باہر مع ایک رفیق کے مکانون مین
داخل ہوا ابھی دو گھڑی رات باقی تھی کہ درگاہ سلطان المشائخ کی طرف راہی ہوا گھڑی بھر دن چڑھے وہان پہونچا
اور درگاہ مین چھپا رہا یہان سے نجیب الدولہ کو خبر بھیجی وہان سے شہر پناہ کے اندر تک آنا دشوار تھا خدا پر توکل کر کے
شہر مین آیا دن بھر ایک دوست کے مکان مین چھپا رہا رات کو نجیب الدولہ سے ملا اور تمام حال بیان کیا نجیب الدولہ نے
کہا کہ مین نے خود سنا ہے کہ نواب وزیر نے ملہار راؤ سے میری بڑی سفارش کی ہے مین قدیم سے اُنکا رفیق تھا اور اب
بھی اُنکو اپنا خداوند جانتا ہون اور عرضی لکھکر دی نورالدین حسین نے نجیب الدولہ سے کہا کہ آپ اپنے آدمیون سے
فرمادین کہ وہ مورچون سے نکل جانے دین جب پل سے گذر گیا تو اُن مساکین مین ملکر جو بھوک کے مارے شہر سے بھاگ کر
لشکر مین آتے تھے اپنے لشکر مین پہونچا تمام کیفیت نواب وزیر سے ظاہر کی وہ بہت خوش ہوا صبح کو جواہر سنگھ نے اپنی
فوج لیکر جمنا کو عبور کیا اُس طرف سے نجیب الدولہ نکلا اور فیروز شاہ کی لاٹ کے پاس بیٹھ گیا بادشاہی رمنے مین خوب
جنگ واقع ہوئی عماد الملک اور ملہار راؤ دریا کے کنارے پر سے دیکھتے تھے رات کو جواہر سنگھ لوٹ گیا - جواہر سنگھ کے
آدمی اُس سے کہتے تھے کہ تم جلدی کس لئے کرتے ہو محصورین تک رسد غلہ پہونچنے کی بندش ہو گئی ہے نجیب الدولہ
خود بخود ہلاک ہو جائے گا اگر مجبور ہو کر میدان مین آیا تو ہم لوگ کام تمام کر دینگے کہ یکایک ۱۱۷۰ ہجری مین خبر پہونچی
کہ احمد شاہ ابدالی پشاور مین پہونچ گیا ہے اٹک کے عبور کا ارادہ رکھتا ہے ملہار راؤ نے عماد الملک سے کہا کہ اب میرا
یہان رہنا صلاح نہین ہے اور دوسرے دن صبح کے وقت اپنے اہل وعیال کو عماد الملک کے اہل وعیال کے ساتھ
اکبر آباد کی طرف بھیجدیا جب جواہر سنگھ کو یہ حال معلوم ہوا تو اُس نے سبب پوچھا اور کہا کہ نجیب الدولہ کا کام قریب الاختتام ہے

یہ حرکت کیون کرتے ہو ملہار راؤ نے کہا کہ تم کو کیا خبر ہے احمد شاہ ابدالی پہونچنے والا ہے جب وہ پہونچ گیا تو تم سے اور مجھ سے کچھ نہو سکیگا بہتر یہ ہے کہ بالفعل صلح کا نام کرکے اپنے اپنے وطنون کو لوٹ چلین پھر دیکھا جائیگا اب دوبارہ علانیہ عمادالملک نے نورالدین حسین خان کو نجیب الدولہ کے پاس بھیجا اور جواہر سنگھ کا وکیل روپ رام کٹارا ملہار راؤ کی راے سے ساتھ گیا اور صلح کے سوال وجواب ہوئے نورالدین حسین نے قرآن پر نجیب الدولہ سے یہ لکھا لیا کہ نواب عمادالملک کے ساتھ ہمیشہ کو اخلاص ویکجہتی رکھونگا اور یہ قرآن وہ عمادالملک کے پاس لے آیا۔ ہرچند جواہر سنگھ کی مرضی بالکل صلح کی نہ تھی مجبوراً ملہار راؤ کی راے کے مطابق قبول کرلیا ملہار راؤ نے نجیب الدولہ کو ممنون احسان کیا اور جب دیکھا کہ تیزی کے ساتھ شاہ درانی بڑھا چلا آتا ہے تو ایک دن مقرر کرکے خود جاکر نجیب الدولہ کو جواہر سنگھ کے خیمے مین لے آیا۔ یہان تواضعات کی رسم عمل مین آئی تیسرے دن نواب عمادالملک نجیب الدولہ سے ملنے گیا جبکہ جمنا کو عبور کیا تو نجیب الدولہ اپنی فرودگاہ سے جو بلند باغ مین تھی پالکی مین سوار ہوکر نکلا اور آکر سلام کیا نجیب الدولہ کے ساتھ ہاتھی نہ تھا اور عمادالملک ہاتھی کی عماری مین سوار تھا اور ملہار راؤ ساتھ تھا عمادالملک نے نجیب الدولہ کو اپنے ساتھ بٹھالیا اور وہ ہاتھی نجیب الدولہ کو دیدیا جب خیمے پر پہونچے تو وہان رسم ضیافت وتحفہ تحائف اور گھوڑے ہاتھی اور جواہر کی ادا ہوئی عمادالملک کے سب ہمراہیون کی بھی عطر وغیرہ سے تواضع ہوئی اور جمعہ کی نماز کو دونون ایک ہاتھی پر بیٹھ کر ساتھ گئے اور عمادالملک کی مرضی کے مطابق شاہ عالم کا نام خطبے مین نہ پڑھوایا گیا اکبر سے صرف محمد شاہ تک بادشاہون کے نام لئے گئے۔

احمد شاہ کے جب لاہور مین پہونچ جانے کی خبر آئی تو جواہر سنگھ اور ملہار راؤ اور سکھون کے حواس بگڑ گئے اور سب بے پوچھے دہلی سے روانہ ہوگئے عمادالملک ملہار راؤ کے ساتھ انوپ شہر کی طرف سے بنگش کے ملک کو روانہ ہوا اور جواہر سنگھ اپنی قلمرو مین چلا آیا احمد شاہ کے خطوط نجیب الدولہ کے پاس پہونچتے تھے کہ عنقریب ہم تیس ہزار سوارون کے ساتھ پہونچنے والے ہین تم کفار سے دل مین ذرا خوف نہ کھانا ہم اُنپر جہاد کرینگے کہ اس اثنا مین احمد شاہ کو یہ خبر پہونچی کہ نجیب الدولہ نے ڈر کر جاٹ اور مرہٹون سے صلح کرلی اور وہ اپنے وطنون کو معاودت کرنے والے ہین بادشاہ جلدی کرکے دو روز مین سرہند پہونچا اور دو روز مین میدان مصطفےٰ آباد مین آگیا یہ جگہ دلی سے ساٹھ کوس ہے اُسے یہان آکر معلوم ہوا کہ صلح مکمل ہوکر مرہٹے اور جاٹ اپنے اپنے وطن کو لوٹ گئے اس خبر سے بےحد دل شکستہ ہوکر قندھار کو مراجعت کی

اس کے چھوٹے بھائی ناہر سنگھ نے جاٹ قوم کی عورت سے پیدا ہونے کے سبب راج کا دعوی کیا تھا جو شکست پاکر پریشان پھرتا ہوا جیپور مین مرگیا سمت ۱۸۲۴ مطابق ۱۷۶۸ء مین جواہر سنگھ پشکر اشنان کو جاکر وہان مہاراجہ بجے سنگھ راٹھوڑ والی جودھپور سے پگڑی بدل بھائی بنا اور واپسی کے وقت جیپور والون نے اُس کو اپنے علاقے مین ہوکر لوٹنے نہ دینا چاہا تو وہ روکنے والی فوج سے لڑکر بھرتپور چلا آیا اس نے پرگنہ کامہ جو راج جیپور کے متعلق تھا دبالیا سیر المتاخرین مین لکھا ہے کہ لوگ چونکہ اس کے مزاج سے ناخوش تھے اس لئے اس کے قتل پر ایک شخص کو مقرر کیا چنانچہ دوسرے برس قلعہ آگرہ کی سیر کرتا ہوا اُس شخص کے تلوار مارنے سے زخمی ہوکر ساون سدی ۵ سمت ۱۸۲۵ کو مرگیا ۴ سال ، ۷ ماہ ، ۱ دن

حکومت کی اور اُس کا دوسرا بھائی رتن سنگھ رئیس بنا۔

## ۴- راجہ رتن سنگھ

یہ سات مہینہ ۱۰ دن راج کرنے کے بعد ایک گشائین کے ہاتھ سے قتل ہوا سیرالمتاخرین مین لکھاہے کہ یہ شخص عینین یعنی نامرد تھا اس کو رجولیت کی دوا کی آرزو اکثر رہتی تھی کسی بیراگی نے دوا کے حیلے سے حاضر ہو کر خوب روپیہ حاصل کیا جب اُس کے فریب کا راز کھلنے لگا تو سمجھا کہ اب مقرر مارا جاؤن گا لہذا تیاری دوا کے بہانے سے خلوت کی اور رتن سنگھ کو تنہائی مین چیت سُدی ۵ سمت ۱۸۲۶ کو مار ڈالا اور چاہا کہ نکل جائے مگر نکلنے کے وقت مارا گیا۔ جواہر سنگھ کا بیٹا کیسری سنگھ وارث مانا گیا۔

## ۵- راجہ کیسری سنگھ

یہ اپنے چچا کے بعد ۲ برس کی عمر مین گدی پر بٹھایا گیا اس کا ایک چچا نول سنگھ دیوان ہوا اور دوسرے رنجیت سنگھ نے راج کا دعوےٰ کیا لڑائی ہونے کے بعد نول سنگھ نے رنجیت سنگھ کے مددگار مرہٹون کو کروڑ روپیہ اس شرط پر دینا قبول کیا کہ وہ بھرت پور چھوڑ کر متھرا چلے جائین ہلکر اور سیندھیا کے روانہ ہوتے ہی جاٹون نے اُنکا سامان لوٹنا شروع کیا مرہٹون نے دغابازی کے عوض نول سنگھ کو دیگ مین گھیر کر ستر لاکھ روپیہ لینے کے بعد پیچھا چھوڑا۔
سمت ۱۸۲۹ مطابق ۱۷۷۲ء مین شاہ عالم ثانی کے ماتحت سردار نجف خان نے آگرہ وغیرہ کا علاقہ دبانے کے سبب راؤ نول سنگھ اور اُس کے نوکر شمرو جرمن کو شکستین دیکر علاقے سے نکال دیا اور تمام ریاست ضبط کر کے ایک پرگنہ بھرت پور راؤ رنجیت سنگھ کو مددگار رہنے کے سبب حوالے کیا لیکن کچھ عرصے کے بعد راجہ کیسری سنگھ کی والدہ رانی کشوری کے لاچاری کرنے پر نواب نے علاقہ واپس دیدیا سمت ۱۸۳۲ مطابق ۱۷۷۵ء مین نول سنگھ کے مرنے سے رنجیت سنگھ دیوان ہوا جسکو روہیلہ پٹھانون نے جو دیگ مین قابض تھے مار ڈالنا چاہا لیکن اُس نے پٹھانون کو نکال دیا۔ اس پر نواب نجف خان نے پھر دیگ وغیرہ کو چھین لیا راجہ کیسری سنگھ کمہیر کو بھاگ گئے چیت بدی ۱۵ سمت ۱۸۳۴ کو راجہ کیسری سنگھ کے مرجانے پر اُسکے چچا رنجیت سنگھ کو رئیس بننے کا موقع ملا۔

## ۶- رنجیت سنگھ

یہ سمت ۱۸۳۴ مطابق ۱۷۷۸ء مین راج کا وارث مانا گیا۔ لیکن اس کے پاس کچھ ملک نہ تھا اس لئے اس نے اپنی بھابی رانی کشوری کی معرفت ایک بڑا نذرانہ نواب نجف خان کو دینا قبول کیا اور وہ اس کو نو لاکھ روپے کا علاقہ سونپ کر بھرت پور کا راجہ بنایا گیا۔
سمت ۱۸۳۹ مطابق ۱۷۸۲ء مین نجف خان کے مرنے پر مرزا محمد شفیع وزیر ہوا جس نے دوسرے سال دلی سے آکر شہر بھرت پور کے سوا کل علاقہ ضبط کرنے کے بعد ہمدانی بیگ وغیرہ کے قبضے سے دیگ کو چھین لینا چاہا لیکن ہمدانی کے بھتیجے اسمٰعیل بیگ نے ملاقات کے وقت محمد شفیع کو دغا سے مار ڈالا اور راجہ رنجیت سنگھ نے موقع پا کر اپنے علاقے مین دخل جمالیا تھوڑے دنون کے بعد مہاراجہ سیندھیا جو شاہ عالم سے فرزند عالی جاہ خطاب پا چکا تھا تمام علاقے پر جس مین بھرت پور بھی

شامل تھا قابض ہوگیا مگر مہارانی کشوری کی سعی وسفارش سے دس لاکھ روپیہ کی آمدنی کے گیارہ پرگنے رنجیت سنگھ کو واپس دیے گئے اور بعد کو بعوض اُس امداد و اعانت کے جو اُس نے مہاراجہ سیندھیا اور اُسکے جنرل پیرن کے ساتھ کی چار لاکھ روپے کا ملک اور اضافہ ہوا۔

سمت ۱۸۴۱ مطابق ۱۷۸۵ء مین مہاراجہ سیندھیا اور بھرت پور کے کنور رندھیر سنگھ اپنے علاقے مین سیر کرانے کے لئے شاہ عالم ثانی کو لائے بادشاہ نے بدل بیگ سے قلعہ ڈیگ کو بھرت پور والون کو اور داؤد بیگ سے قلعہ آگرہ سیندھیا کو دلادیا اس کارروائی کے بعد نجیب الدولہ کے پوتے غلام قادر خان روہیلہ نے شاہ عالم کو اندھا کردیا اور اسمٰعیل بیگ نے بسرام بھاؤ کو قلعہ آگرہ سے نکال دیا اس پر سیندھیا اور بھرت پور والون نے ملکر غلام قادر خان[۵۱] کو قتل اور اسمٰعیل بیگ کو قید کیا۔ مہاراجہ سیندھیا کی طرف سے فرانسیسی جنرل پیرن آگرے کے علاقے پر مختار رکھا گیا سرکار انگریزی کو فتحیاب دیکھکر بھرت پور والون نے مرہٹون کے خلاف لارڈ لیک سے ملاپ کیا اور رنجیت سنگھ کے ساتھ ایک عہدنامہ طے پایا جس کی رو سے ۱۸۰۳ء سے اس راج کا تعلق سرکار انگریزی کے ساتھ پیدا ہوا اور رنجیت سنگھ نے عہدنامہ منضبط ہوتے ہی پانچہزار سوار لارڈ لیک کے لشکر مین بھیجے جنھون نے آگرے کے استحصال اور فتح جنگ لاسواری مین کارنمایان انجام دیا اس کے عوض مین اضلاع کشن گڈھ وکٹوم وریواڑی وگوکل وسہار اُس کو عطا ہوئے سرکار انگریزی اور جسونت راؤ ہلکر کے درمیان خصومت ہونے پر ۱۸۰۴ء مین ہلکر کی سپاہ سے ڈیگ کے قریب جنرل فریزر کی لڑائی ہوئی ہلکر کو شکست فاش ہوئی اور اُس کی سپاہ کا منہ پھر گیا مگر انگریزی جنرل بھی سخت زخمی ہوکر تین دن کے بعد مرگیا اُس کی جگہ کرنل مون سن مقرر ہوا جس نے ہلکر سے شکست فاش پائی لیکن لارڈ لیک نے ہلکر کا پیچھا کرکے فتح گڈھ پر پوری شکست دی یہ دو شکستین ہلکر نے ایسی پائی تھین کہ پھر جیتے جی انگریزون سے لڑنے کا نام نہ لیتا مگر رنجیت سنگھ نے اپنی حمایت مین پھر اُس کی ہمت بندھوائی اور عزم مردہ مین جان ڈلوائی اس راجہ سے انگریزون کا یہ معاملہ تھا کہ جس وقت جنرل لیک سیندھیا کے تعاقب مین چلا جاتا تھا تو برٹش گورنمنٹ کا خیرخواہ اس ملک مین سب سے پہلے یہی بنا تھا اور آگرے کی تسخیر مین پانچہزار سوار بھی اعانت کے لئے بھیجدیے تھے اُس کے اور برٹش گورنمنٹ کے درمیان یہ عہد وپیمان تھے کہ انگریزی گورنمنٹ اُس کی محافظت کرے گی اور اُس کے ملکی انتظام مین کسی طرح کی دست اندازی نہین کرے گی اور اُس کو مرہٹون کی چوتھ دینے سے آزاد رکھے گی اُس کے ملک کے متصل جو سیندھیا نے اضلاع فتح کرلیے تھے اور وہ اُس کے ملک کی ایک تہائی کی برابر وسعت رکھتے تھے انھین سے سیندھیا کے عمل دخل کو اُٹھادے گی غرض جیسے وہ دوستی کا دم بھرنے مین سب سے مقدم تھا ویسا ہی وہ دشمن ہونے مین سب سے اول ہوا۔ رزیڈنٹ متھرا نے نمک کے بعض مقدمات کا راجہ کے خلاف مرضی تصفیہ کیا اور یہ شہرت ہوئی

---

۵۱ جیساکہ تحفۂ راجستان مین ہی چاچی سیندھیا کے نام کے ایک خط مین مذکور ہے کہ غلام قادر کیساتھ اتنے آدمی گرفتار ہوئے (۱) خود غلام قادر (۲) منیار سنگھ (۳) ناظر جو (۴) بلاسرائے دیوان (۵) کشلاکروڑا (۶) ابراہیم علیخان (۷) ناظر روہیلہ (۸) ستار خان (۹) زبردست خان (۱۰) حسن روہیلہ (۱۱) منولال برہمن (۱۲) عجب روہیلہ (۱۳) گھاسی گاڑی بان (۱۴) قطبی خواص (۱۵) السیب روہیلہ (۱۶) سیتے سکھ برہمن ملازم بلاسرائے (۱۷) یاکوت خواجہ اور ۸۰ تو پین اور ۲۲ ہاتھی منقول از خطوط و دستاویزات زبان مرہٹی جلد اول مطبوعہ سنہ ۱۸۱۱ مرتبہ کاشی ناتھ نارائن سانے بی۔ اے دکن کالج صفحہ ۵۸۔۳

اکہ راجہ کی عملداری مین انگریزی عدالتون کے بٹھانے کا ارادہ انگریزون کا ہے دونون باتون سے اُس کے کان کھڑے
ہوئے اُسنے ہلکر کی مدد کو دیگ پر کچھ توپخانہ اور لشکر بھیجا تھا جب مرہٹے شکست کھاکر بھاگے تو اُنکو اپنے ہان پناہ دی
اس لئے لارڈ لیک نے خیال کیا کہ بھرت پور والے سے بگاڑے بغیر نہین بنتی سو وہ فرخ آباد سے سیدھا دلی کو چلا جمنا پار
اُترکر بھرت پور کی راہ لی اور چند روز مین کرنیل مونسن کی فوج سے جا ملا اب دونون نے ملک دیگ کے قلعے پر چڑھائی کی
جتنے مرہٹے قلعے کے اندر تھے وہ اُنکے آنے کی خبر سنتے ہی کافور ہو گئے قلعہ اور جس قدر توپین اور اسباب اُس مین
موجود تھا انگریزون کے ہاتھ آیا اور سپاہ مین تقسیم ہوا جب جنرل لیک نے راجہ بھرت پور کی یہ بے وفائی دیکھی تو
اُس نے گورنر جنرل کو لکھا کہ راجہ بھرت پور کو موافق عہدنامے کے سپاہ سے ہماری مدد کرنی لازم تھی وہ نہ کی بلکہ خلاف اُس
عہدنامے کے اُس نے سپاہ ہلکر کی کمک کرنے کے لئے بھیجی اس پر گورنر جنرل نے کمانڈر انچیف کو لکھا کہ راجہ کے ساتھ
جنگ اور آشتی کا فیصلہ مین تمھاری راے پر چھوڑتا ہون تم مجھسے زیادہ وہان کے حال سے واقف ہو جو مناسب جانو
وہ کرو اس بے وفا بدعہد راجہ کی سزا یہ ہے کہ تمام ملک اور قلعے اُس کے برٹش گورنمنٹ اپنے قبضے مین کرلے راجہ
بھرت پور اور ہلکر کی جان پر دیگ کے ہاتھ سے نکل جانے کا بڑا صدمہ ہوا اس کے گرد جو علاقہ تھا وہ بھی برٹش گورنمنٹ کا
تابع ہو گیا اب جنرل لیک نے ۲۹ دسمبر کو باقی ملک پر قبضہ کرنے کے لئے قدم بڑھایا کرنیل مری جو گجرات سے آیا تھا
اُس کو حکم ہوا کہ وہ جنوب کی طرف سے کوٹے کی جانب بڑھے اور ہلکر کو مالوہ مین نہ جانے دے یہ افسر بھی دسمبر کے آخر مین
کوٹے کے قریب آن پہونچا ہلکر کے تعاقب مین فوج جا بجا جاتی تھی مگر جنرل لیک کو یہ یقین تھا کہ اُس کا علاج
قرار واقعی جب تک نہین ہو سکتا کہ شہر بھرت پور اُس کی پیادہ سپاہ کا مامن اور کمین گاہ باقی نہ ہے اُس کے سوار
لڑتے نہ تھے کوسون بھاگ جاتے تھے اور کھانے پینے کا اسباب ضروری انکو بھرت پور سے مل جاتا تھا غرض اب
تمام فساد کی جڑ بھرت پور ٹھہرا سو اُس کے کاٹنے کے واسطے اس دار الریاست کے روبرو ۲ جنوری ۱۸۰۵ء کو لشکر
انگریزی آن دھمکا بھرت پور کے شہر کا گھیرا آٹھ میل کا تھا اس کے گرداگرد بڑی بلند کچی فصیل بنی ہوئی تھی اور اُس کے
گرد گہری اور چوڑی خندق کھدی ہوئی تھی جس مین پانی بھرا رہتا تھا مشرقی کونے مین اُس کے قلعہ تھا اُس کے
برج و بارہ خوب درست تھے اور اندر سب طرح کا سامان موجود تھا اُس پر جا بجا توپین چڑھی ہوئی تھین بھرت پور کا
لشکر تمام اندر تھا ہلکر کی بچی کھچی فوج نے دیوارون کے نیچے مورچے جمائے تھے انگریزی لشکر نے ان سپاہیون کو خوب مارا
اور تمام توپخانہ جو وہ دیگ سے بچا کر لے گئے تھے چھین لیا اور شہر کے جنوب مغرب مین اپنے مورچے جمالئے ۷ جنوری کو
شہر پر گولہ زنی شروع کی ۹ کو دیوار مین رخنے و شگاف ڈالدیے اور جنرل لیک نے رات کو دھاوے کا قصد کیا کہ دشمن کو
دراڑون کی مرمت کرنے کی مہلت نہ ملے جب لشکر حملہ آور خندق کے کنارے پہونچا تو اُس مین پانی چھاتی چھاتی بھرا
ہوا تھا مگر اس دشواری کو بھی آسان کرلیا اور رخنہ دیوار کے نیچے جا پہونچے کئی دفعہ دلیرانہ حملہ کیا مگر ہر دفعہ مُنھ کی کھائی
اور بڑا نقصان اُٹھاکر اپنا سا منہ لیکر اُلٹے آئے کرنیل میک لینڈ جو ایک بڑا جوان مرد کارکن اس قلعہ گیری کے
کام مین تھا وہ مارا گیا ۲۱ کو پھر ایک اور دیوار مین شگاف ڈالا گیا اور ۲ بجے دن کو حملہ کیا مگر ادھر خندق کے پانی نے

نیچے اُترنے ندیا۔ اُدھر توپون کی آگ نے بھون دیا غرض بڑا نقصان اُٹھاکر پھر اُلٹے آئے اسباب حرب وضرب سردست پورا موجود نہ تھا اور کھانے پینے کے سامان کی بھی قلت تھی اُس کے انتظام مین توقف کرنا پڑا اور آغاز ماہ فروری مین خالی توپین ہی شہر پر چلایا کئے فصیل مین بڑی دراڑ ڈالدی اور ۲۰ کو بڑی تیاری سے حملہ کیا شہر سے باہر جو توپین دشمن نے لگا رکھی تھین وہ چھین لین کئی غول سپاہ کے کئی مختلف مقامات پر حملہ کرنے کے لئے تجویز ہوئے تھے مگر ایک غول کو تو رہنماؤن نے دشمن کی آگ تلے لا ڈالا اور اُنکے تمام زینے چھنوا دیے خندق پر جو سپاہ پہونچی تو وہ ایسی چوڑی اور گہری تھی کہ اُس پر پُل بناکر عبور کرنے کا ارادہ کیا مگر دشمنون کی آتش باری نے یہ کام نہونے دیا ایک ہندوستانی پلٹن نے جوانمردی سے اپنے علم دیوار کے قریب جا گاڑے مگر اور لشکر نے ساتھ ندیا غرض انگریزون کا بڑا نقصان ہوا اور کام نہ نکلا دوسرے روز پھر بڑی شان وشکوہ سے تین بجے حملہ شروع کیا اور یہانتک نوبت پہونچی کہ دیوارون پر سپاہی چڑھنے لگے مگر دشمنون کے گرابون اور لٹھون اور بان بازی اور حقہ بازی نے جو اوپر چڑھے تھے اُنکو نیچے گرادیا اور جانون کو بہت نقصان پہونچایا اب انگریزی توپین گولے متواتر مارتے مارتے بیکار ہوگئین اور تمام گولہ بارود بھی خرچ ہوگیا کھانے پینے کا سامان بھی صرف ہوگیا بیمارون اور زخمیون کا بھی ایک لشکر کا لشکر ہوگیا اس لئے مناسب معلوم ہوا کہ اب حملہ کرنے مین توقف کیجئے تمام انگریزی تاریخ مین یہی واقعہ عجیب ہے کہ انگریزی ظفرمند سپاہ اور کمانڈر انچیف ایک چھوٹے سے راجہ کا قلعہ نہ فتح کرسکے لارڈ لیک کا تو ارادہ یہ تھا کہ بھرت پور کو علیگڑھ کے قلعے کی طرح دروازے اُڑاکر فتح کرون مگر اور افسرون نے یہ صلاح دی کہ دیوار توڑکر گھسنا چاہئے مگر اُسکے واسطے توپخانے کا سامان خوب نہ تھا فصیل کے پاس جانا نصیب ہوا جو حال معلوم ہوتا کہ کیا کرنا چاہیے خلاصہ یہ ہے کہ چار دفعہ کے حملون مین ۳۲۰۰ سپاہی لشکر انگریزی کے چھیجے جن مین ۱۰۳ افسر تھے۔ رنجیت سنگھ راجہ بھرت پور دوہرا اوڑھے ہاتھ مین لٹھ لئے ہوئے قلعے کی دیوارون پر پھرا کرتا تھا اور گولندازون اور سپاہیون سے کہا کرتا تھا کہ بھائیو کلا تھا رہی ہے اور جب وہ کہتے تھے کہ مہاراج آپ اِن گولون کے نیچے سے ہٹ جائیے تو وہ کہتا تھا کہ بھیا جاکے نام کی چھٹی بھگوان کے گھر سے وا مین بندھی آوت ہے واہی کو گولا لاگت ہے۔ رنجیت سنگھ نے سوچا کہ مین جو کچھ ہلکر کو سمجھا تھا وہ غلط سمجھا تھا اب کسی دوست سے کمک کی توقع نہین انگریزون کی ہر طرف سے مدد چلی آتی ہے آدھے سے زیادہ ملک لڑائی کی نذر ہوچکا ہے جو باقی رہا ہے اُس سے بھی ادھی وصول نہین ہوتی ہے اب مقابلہ کرنا مصلحت نہین ہے اس دور اندیش نے اپنے سردارون کو جمع کرکے کہا بھائیو ہماری تمھاری یہ طاقت نہ تھی کہ انگریزون سے ایسے سینہ سپر ہوکر لڑین نہ کہ اُنکو پرے ہٹادین لیکن یہ سری بھگوان کی کرپا ہے کہ میرے سر پہ پاگ رہ گئی اب مناسب ہے کہ ہلکر سے کہد دکہ وہ کسی طرف چلا جائے اب مجھ مین جان نہین کہ انگریزون کے اس دشمن کو پناہ دون غرض کنور رندھیر سنگھ اپنے بیٹے کو قلعے کی کنجیان دیکر لیک صاحب کے پاس روانہ کیا کہ وہ اُنکو جاکر نذر کرے اِن کنجیون نے کام مین عجیب مشکل گرہ ڈالی ناخن صلح سے کھولنے مین یہ خرابی تھی کہ ہندوستانی رئیسون کے دلون مین یہ زعم کا سد اور عزم فاسد اور خیال باطل پیدا ہوتا کہ ہم بھی ایسے ہین کہ سرکار کمپنی کی سپاہ کثیر سے سینہ سپر ہوکر لڑسکتے ہین اور اُس کے دانت کھٹے کرسکتے ہین اگر وہ گرہ جاوے

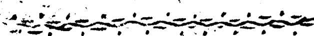
جنگ سے کاٹی جاتی تو اُس مین یہ بُرائیان تعین کہاد ھر آتش جنگ بھلستی اور پھر اُس پر موسم گرما کی گرمی اور لو کی لپٹ معلوم نہین کتنے گوروں اور کالوں کو ٹھنڈا کرتی سوا اس کے قلعے کی استواری اور اہل قلعہ کی جان بازی بہادری ایسی ویسی نہ تھی اور اس ملک مین امن وامان جب تک نہوتا کہ ہلکر بھرت پور کے علاقے سے نہ نکل جاتا اور سب سے زیادہ یہ بات تھی کہ سیندھیا کو انگریزون کے ساتھ لڑنے کا پھر خیال پیدا ہوگیا تھا اُس مواد فاسد کا دور کرنا بھی ایک امر اہم تھا غرض اس وقت مقتضائے عقل دوراندیش یہی تھا کہ انتقام کے درپے نہو جئے اور تحمل اور بردباری کو کار فرما ہو جئے اس لئے انگریزون نے راجہ بھرت پور کے پیغام صلح کو قبول کرلیا اور ۱۰۔ اپریل ۱۸۰۵ع کو صلح نامہ ان شرائط کے ساتھ ہوگیا اول جب تک انگریزون کو راجہ بھرت پور کے اتحاد اور یک جہتی پر اعتماد نہو گا دیگ کا قلعہ انگریزون کے پاس رہے گا۔ اور بعد اس اطمینان کے بغیر کسی تاوان کے راجہ کو دیدیا جائے گا اور راجہ کو یہ عہد کرنا پڑے گا کہ سلطنت انگریزی کے مخالفون سے کسی طرح کی راہ ورسم نرکھے گا اور سرکار کمپنی کی اجازت بغیر کسی یورپ کے آدمی کو اپنے ہان نوکری ندے گا دوسرے فرخ آباد کے سکے کا بیس لاکھ روپیہ قسط وار کمپنی کے خزانے مین داخل کرے گا اور جتنا ملک سرکار کمپنی نے راجہ کے ملک کے سوا دیا تھا وہ واپس کرنا پڑے گا ان روپون مین سے سات لاکھ بعد کو معاف ہوگئے دوسرے برس سمت ۱۸۶۲ اگھن سدی ۱۵ کو ۲۷ سال ۸ ماہ ۱۵ دن حکومت کرکے رنجیت سنگھ نے وفات پائی اور اُس کا بیٹا رندھیر سنگھ مسند نشین ہوا۔

## ۷۔ مہاراجہ رندھیر سنگھ

اس نے راج پاکر سمت ۱۸۷۱ مطابق ۱۸۱۵ع مین لارڈ مائرا صاحب گورنر جنرل سے فتح پور سیکری مقام پر ملاقات کی اور دو برس کے بعد پنڈارون سے مقابلے کے وقت انگریزی سرکار کو فوجی مدد دی سمت ۱۸۷۷ مطابق ۱۸۲۱ع مین مہاراجہ کی بینائی مین فرق آگیا اور آسوج سدی ۱۴ سمت ۱۸۸۰ مطابق ۱۸۲۴ع کو اُسکے گذر جانے سے اُس کا چھوٹا بھائی بلدیو سنگھ گدی کا مستحق ہوا۔

## ۸۔ مہاراجہ بلدیو سنگھ

اس کے گدی پر بیٹھنے کے بعد اس کا چھوٹا بھائی لچھمن سنگھ مر گیا اور مہاراجہ کو اُس کے فسادی بیٹون مادھو سنگھ اور درجن سال سے اندیشہ پیدا ہوا جن مین سے پہلے نے مہاراجہ کو مارنا چاہا تھا اور دوسرے نے مہاراجہ کے گذرنے پر نو مہینے تک راج دبا لیا یہ مہاراجہ اکثر بیمار رہتا تھا اس نے دوراندیشی یہ کی کہ سمت ۱۸۸۱ مطابق ۱۸۲۵ع مین راجپوتانہ و مالوہ کے رزیڈنٹ جنرل اکٹرلونی کو بھرت پور بلاکر اپنے چھٹے برس کے بیٹے بلونت سنگھ کو حفاظت و مدد کی اُمید پر اُنکی گود مین بٹھایا اور اُس سے کہا کہ میری آرزو یہ ہے کہ آپ میری حیات مین اس لڑکے کو سرکاری طرف سے مسند نشین کردین سر ڈیوڈ نے گورنر جنرل سے اسکی منظوری منگائی اور بلونت سنگھ کو مسند نشین کر دیا اور اسی سال یعنی ۱۸۲۵ع مطابق سمت ۱۸۸۱ پھاگن سدی ۱۱ کو ۱ سال ۵ ماہ ۱۹ دن حکومت کرکے بلدیو سنگھ نے وفات پائی۔



# ۹۔ مہاراجہ بلونت سنگھ

اس نابالغ راجہ کے کاروبار کا منتظم اُس کا ماموں مقرر ہوا ایک مہینہ نہ گذرا تھا کہ درجن سال نے راجہ کے ماموں کو مار ڈالا اور اس نابالغ راجہ کو اسیر کر لیا اور تمام سپاہ کو کچھ ایسا پڑھایا سمجھایا کہ سب کے دل میں اپنا گھر کر لیا وہ بڑا بلند ہمت سخت مزاج نوجوان تھا سر ڈیوڈ نے اپنے ذمے جواب دہی لیکر وہی حرارت ذاتی و گرم جوشی و چستی و چالاکی جو اُسکے خمیر میں پڑی ہوئی تھی اس موقع پر ظاہر کی اور اپنی طرف سے سارے جاٹوں کو اشتہار دیدیا کہ وہ اپنے اُس راجہ کی طرف رجوع کریں جو حقیقت میں مستحق راج کا ہے اور ۱۶ ہزار سپاہ اور ایک سو توپیں اس راجہ کی حق رسی کے واسطے اور برٹش حکومت کی صولت جتلانے کے لئے روانہ کیں مگر گورنر جنرل نے اس تدبیر کو پسند نہیں کیا اُس نے کہا کہ ہم پر واجب نہیں کہ اس نابالغ راجہ کو راجہ بزور بنائیں اس وقت بھرت پور پر دوبارہ حملہ کرنا کسی طرح مصلحت وقت نہیں ہے کہ اودھر گرمی کا موسم ہے اُدھر برہما والوں سے لڑائی ہو رہی ہے اور معلوم نہیں کب وہ ختم ہو اگر دوبارہ بھرت پور پر ہزیمت ہو گئی تو تمام ہندوستان میں ایک دفعہ سب جگہ برٹش گورنمنٹ زلزلے میں آجائے گی اور ہندوستانیوں کو یقین ہو جائے گا کہ ہم بھی ایسے ہیں کہ انگریزوں سے لڑکر اُن پر فتحیاب ہو سکتے ہیں جب سر ڈیوڈ نے سپاہ کو جمع کیا تھا تو درجن سال کا یہ ارادہ ہوا کہ برٹش گورنمنٹ کی اطاعت اختیار کیجئے اور نائب الریاستہ بنئے مگر جب اُس نے دیکھا کہ انگریزی سپاہ آگے بڑھنے سے تھم گئی تو اُس نے ہاتھ پیر نکالے کیا نیابت چاہتا تھا یا خود ریاست چاہنے لگا اور تمام افسروں کو اپنے پاس جمع کر لیا راجپوت جاٹ مرہٹے افغان اور سرکار کی ناراض رعایا اُس کے جھنڈے کے نیچے جا کھڑی ہوئی اور ۲۵ ہزار سپاہ کا ازدحام اُس کے پاس ہو گیا جنرل اکٹرلونی رنج اور موقوفی کی حالت میں مر گیا جب یہ حال معلوم ہوا تو تمام ممبران کونسل گورنر جنرل کی یہ رائے ہوئی کہ جس لڑکے کی دستگیری کر کے ہم نے رئیس بنایا ہے اُس کا حق جو غصب ہے اُس سے لڑنا گورنمنٹ کی عزت اور دستور العمل کا مقتضا ہے چنانچہ سر چارلس مٹکاف نے بھی جو جنرل اکٹرلونی کی جگہ مقرر ہوا تھا یہی لکھا کہ برٹش گورنمنٹ ہندوستانی ریاستوں پر ۱۸۱۷ء سے غالب و مستولی ہو گئی ہے اس لئے یہ اُس کا کام ہے کہ جس کسی ریاست ماتحت میں کوئی قضیہ جھگڑا برپا ہو تو اُس کا خود انفصال کرے اگر گورنمنٹ ایسے ہنگاموں کو تماشوں کی طرح بیٹھی ہوئی دیکھا کرے گی تو پھر ہندوستانی رئیسوں کو لوٹ مار کا حوصلہ ہو گا اور بدنظمی پھیلے گی اور ایک گھر سے دوسرے گھر میں آگ برابر لگتی چلی جائے گی ایسے موقع پر بھرت پور کی تسخیر ضرور ہے کیونکہ حال کی فتحیابی سابق کی ناکامی کا داغ گورنمنٹ کے دامن سے چھٹا دے گی اور اس رائے کو لارڈ ایمہرسٹ نے بھی منظور کر لیا سر چارلس کو یہ حکم سپرد کر دی کہ اگر درجن سال یوں اطاعت اختیار نہ کرے تو سپاہ اُس پر چڑھائی کیجائے لارڈ کمبر مر جو کمانڈر انچیف تھا وہ انگریزی سپاہ اور بڑا توپخانہ لیکر ۱۰ دسمبر ۱۸۲۵ء کو بھرت پور کے سامنے جا پہونچا جو اسی توپیں رات دن گولہ بھرت پور کے قلعے کی فصیل پر مارتی رہیں مگر اُس پر کچھ اثر نہوا آخر کو ایک بڑی سرنگ کھودی گئی اور ۸۷ من بارود اُس میں بھری گئی ۱۸ جنوری ۱۸۲۶ء کو اُڑائی گئی اُس کے اُڑتے ہی زمین میں زلزلہ آگیا آسمان کے نیچے ایک اور آسمان اُس کے دھوئیں سے بن گیا مٹی کے ڈھیلے اور لکڑی کے کندے اور اُنکے ساتھ آدمیوں کے سر دھڑ ٹانگیں اوج ہوا پر پرندوں کی طرح اڑتے تھے

ہزارون کا مرغ روح اجل کا صید ہوا غرض اس محاصرے مین چھہ ہزار سپاہی درجن سال کے مارے گئے اور ایک ہزار انگریزون کے قتل ہوئے درجن سال نے بھاگنے کا ارادہ کیا مگر فرار نہو سکا گرفتار ہوکر بنارس کو بھیجا گیا اور پانسو روپیہ ماہوار پنشن اُس کو مرتے دم تک ۲۵ سال تک ملی چھوٹے سے راجہ کو پھر لارڈ کیمبر مئر اور سر چارلس نے مسند پر بٹھایا مگر اس فتح کرنے مین انگریزی لشکر نے اپنی پیشانی پر داغ بدنامی ہمیشہ کو لگایا کہ وہ خود غاصب سلطنت کو نکالنے اور ایک نابالغ بچے کو ریاست کی گدی پر بٹھانے گیا تھا مگر غاصب پر غالب آکر خود غاصب کا بھی باوا بن گیا کہ راج کے خزانے مین پھوٹی کوڑی نہ چھوڑی جواہرخانے مین بوتھ بھی نرہنے دی اڑتالیس لاکھ روپیے کے قریب لوٹ کر سپاہ نے آپس مین تقسیم کرلیا اور لارڈ کیمبر مئر نے بھی چھہ لاکھ روپیے اپنے حصے کے لئے اور اس کی دلیل سوفسطائیہ یہ گھڑی گئی کہ درجن سال بالکل راج کا مالک تھا اور سب خلقت اُس کو بھرت پور کا مہاراجہ مانتی تھی اور بلونت سنگھ کے راج کے دعوے کو نہ کوئی ظاہر مین مانتا تھا نہ دل مین اس لئے درجن سال تمام مال ریاست کا مالک تھا اور اُس نے کوئی راجہ کا حق اُس پر قائم نہین رکھا تھا پس جو کچھ لوٹا وہ درجن سال کا مال لوٹا ہندوستان مین بھرت پور کے لوٹنے کی اور سپاہ کی کوتکون کی داستانین مشہور ہوگئین ایک لطیفہ جو زبان زد خلائق ہے اُسی کو لکھ کر ہم قلم کو ٹھہرا دیتے ہین کسی ظریف جاٹ نے ایک انگریزی افسر سے کہا کہ اگر آپ اپنی سلطنت چاہتے ہین تو گورونکی سپاہ کو یہان سے علیحدہ کیجئے اُنھون نے کہا کہ کیون اُس نے جواب دیا کہ جاٹنیون اور گورون سے جو اولاد پیدا ہوگی وہ آپ سمجھ لیجئے کیسی قوی ہوگی اور وہ اس کا کیا حال کرے گی ایک اور لطیفہ بھی اس کے ساتھ ہے کہ جب قلعہ بھرت پور تعمیر ہوا تھا تو پنڈتون نے کہا تھا کہ ایک کمبھیر (بیاے معروف) یعنی مگر مچھ اس سارے خندق کا پانی نہ پئے گا وہ کبھی فتح نہوگا کہتے ہین کہ اس بھلاوے مین اُنھون نے کچھ لڑنے کی تیاری نہین کی اور جب فتح ہوگیا تو اُنھون نے اُنکی پیشین گوئی کی یہ تاویل کی کہ کمبھیر کمانڈر انچیف تھا اور خندق کا پانی پینا یہ تھا کہ اُس نے پانی کا راستہ بند کردیا تھا خندق خشک ہوگئی تھی کیونکہ جن جھیلون مین سے خندق مین پانی آتا تھا وہان سپاہی مقرر کرکے پانی کی آمد بند کردی تھی اب اس قلعے کی دیوارین ڈھا ڈھوکر زمین کی برابر کردی گئین۔

مہاراجہ بلونت سنگھ کو راج دیا جا کر اُس کے ہوشیار ہونے تک ایک پولٹیکل ایجنٹ کام کی نگرانی پر رکھا گیا دوسرے برس ناقص انتظام اور عام شکایت کے سبب پولٹیکل ایجنٹ کی رپوٹ پر مہاراجہ کی والدہ حکومت سے بے دخل اور جانی بجنا تھ دیوان شہر بدر کیا گیا سمت ۱۸۹۱ مطابق ۱۸۳۵ء مین مہاراجہ کو ریاستی اختیارات دیے جا کر ایجنٹی اُٹھالی گئی سمت ۱۹۰۷ مطابق ۱۸۵۱ء مین کنور جسونت سنگھ پیدا ہوا جس کی خوشی مین مہاراجہ نے تمام نوکرون اور رعایا کو انعام اور شیرینی وغیرہ تقسیم کرنے کے سوا قیدخانے کے تمام قیدی چھوڑ دیے۔

مسند نشینی سے ۲۷ سال ۲ ماہ ۲ دن کے بعد پھاگن سدی ۱۰ سمت ۱۹۰۹ مطابق ۱۸۵۳ء کو مہاراجہ کا انتقال ہوگیا۔

## ۱۰- مہاراجہ جسونت سنگھ

یہ مہاراجہ اپنے والد کے بعد راج کا مالک ہوا اور اساڑھ بدی ۲ اور سمت ۱۹۱۰ مطابق ۱۸۵۳ء کو مسند نشینی کی

رسم ادا ہونے پر دیوان بھولا ناتھ قید سے چھوٹ کر عہدے پر بحال کیا گیا۔ دوسرے برس کرنل ہنری لارنس رزیڈنٹ راجپوتانہ کی تجویز سے بھرت پور میں عدالتیں اور علاقے میں تحصیل و تھانے انگریزی ملک کی طرح قائم ہوئے ۱۸۵۷ء کے غدر میں ریاستی اہلکاروں نے پولٹیکل افسر کی صلاح سے باغیوں کو اپنے علاقے میں نہ ٹھہرنے دیا سمت ۱۹۱۵ مطابق ۱۸۵۹ء میں مہاراجہ جسونت سنگھ کی شادی پٹیالے کے مہاراجہ نویندر سنگھ کی بیٹی سے ہوئی اور بابو بھولا ناتھ داس بنگالی اسسٹنٹ سرجن مہاراجہ کی اتالیقی پر مقرر کیا گیا۔ سمت ۱۹۲۵ مطابق ۱۸۶۹ء میں اُس کو سرکار نے انتظامی اختیارات عطا ہو کر کئی برس کے واسطے پولٹیکل افسر سے صلاح لینے کی شرط مقرر کی گئی جو دو برس کے بعد کرنل برک ایجنٹ گورنر جنرل کے بھرت پور آنے پر موقوف ہو گئی۔ اختیارات حاصل ہونے سے پہلے پٹیالے والی رانی مہاراجہ سے رنجیدہ ہو کر اپنے وطن کو چلی گئی جہاں اُس کا اور اُس کے کنور کا تھوڑے دنوں کے فرق سے انتقال ہو گیا۔ ماہ ستمبر ۱۸۷۲ء مطابق سمت ۱۹۱۸ میں مہاراجہ کے کنور رام سنگھ پیدا ہوا۔ یکم جنوری ۱۸۷۷ء کو حضور ملکۂ انگلستان و ہندوستان کے خطاب شاہنشاہی اختیار کرنے پر مہاراجہ کو تمغائے ستارۂ ہند درجہ اول عطا ہوا اور سمت ۱۹۴۳ مطابق ۱۸۸۷ء میں جشن جوبلی کے موقع پر مہاراجہ نے اپنی طرف سے مبارکباد کے لئے چار اہلکار لندن بھیجے جو وہاں سے خاطرداری کے ساتھ واپس آئے۔

۱۸۹۳ء میں مہاراجہ نے وفات پائی اور اس کا بیٹا رام سنگھ مسند نشین ہوا۔

## ۱۱۔ مہاراجہ رام سنگھ

ہنوز اسے اختیارات کامل حاصل نہوئے تھے کہ سنہ ۱۹۰۰ء میں بعض ناشدنی امور سے معزول کیا گیا اور اس کا خردسال فرزند مسند نشین ہوا۔

## ۱۲۔ مہاراجہ برج اندر سوائی کشن سنگھ جی

۴ اکتوبر ۱۸۹۹ء کو ولادت واقع ہوئی اور ۲۷ اگست سنہ ۱۹۰۰ء کو مسند نشین کئے گئے یہ مہاراجہ کچھ عرصے کے لئے ولایت بھی گئے تھے وہاں سے ۱۹۱۴ء میں مع الخیر واپس آ گئے۔

# ریاست ٹونک

اس ریاست میں چھ متفرق پرگنے ٹونک و رام پورہ عرف علیگڑھ و نیاہیڑہ و سرونج و چھبڑہ و پڑاوہ واقع راجپوتانہ و وسط ہند داخل ہیں اس سبب سے اُس کے موقع والحاق حدود کی کیفیت مثل دیگر ریاستوں کے تحریر میں نہیں آسکتی ہیں۔

ٹونک و رام پورہ کہ باہم ملحق السرحد تکر بیس میل کے فاصلے پر میں راج جیپور کے اندر شہر جیپور سے جنوب میں بجانب بوندی واقع ہیں نیاہیڑہ جنوب مغرب میں ۱۴۰ میل ہے اور سرونج جنوب مشرق میں ۲۱۰ میل ہے نیاہیڑے کے گرد علاقہ میواڑ و جاود و نیمچ ہے سرونج کے گرد ممالک مہاراجہ سیندھیا واقع مشرقی مالوہ و بھوپال و بیتوہ ندی و ضلع ساگر میں

نیماہیڑہ اور سرونج کے درمیان دونون سے اسی میل کے فاصلے پر پڑا وہ ہے اُس کے اطراف مین علاقجات مہاراجگان سیندھیا و ہلکر و راج جھالا واڑ ہین اور چھبڑہ ٹونک اور سرونج کے درمیان واقع ہے اور جھالاواڑ کو راج گوالیار کے ماتحت کھی چی ریاستون سے علیحدہ کرتا ہے - اگرچہ ہر پرگنے کی کیفیت علیحدہ ہے مگر سب سیراب ہین اور پانی بہت اچھا ہے - اس ریاست مین بناس اور پاربتی دو ندیان ہین بناس ٹونک کے قریب ریتے کی زمین مین بہتی ہے موسم گرما و سرما مین اُس مین پنڈلیون تک پانی رہتا ہے مگر بارش مین نصف میل کے عرض مین بڑے زور شور سے بہتی ہے پاربتی پرگنہ چھبڑہ کی مشرقی سرحد پر ہے یہ بہت خوشنما ہے کسی مقام پر چند دھارون مین منقسم ہوگئی ہے اور بعض مقام پر بہت عمیق اور بند پانی کی ایک دھار ہوگئی ہے اکثر مقامات پر اُس مین سرسبز و پُر رونق جزائر ہین - پرگنات ٹونک و رامپورہ کی زمین ہموار ہے بعض مقامات پر چھوٹی چھوٹی پہاڑیان ہین شہر ٹونک بھی ایک پست پہاڑی کے نیچے عجیب انداز سے واقع ہے رام پورہ کی مشرقی سرحد ایک بڑے سر در خشت پہاڑ کا پانی ڈھال کر گرد و نواح کے ملک سے ہزار فٹ بلند ہے اور بوندی سے دریائے چمبل کے متوازی واقع ہے دونون پرگنون کی زمین زرخیز مگر کسی قدر نرم ہے بعض مقام پر ریتہ ہے اور بعض پر چکنی سیاہ مٹی ہے پانی زیادہ تر سطح زمین سے قریب اور خوش ذائقہ ہے شور پانی بھی بہت ہے اور اکثر مقامات پر شیرین پانی کے قریب ملتا ہے مثلاً ٹونک مین کان سنگ ایک طرف شیرین پانی ہے اور دوسری طرف ایسا شور ہے کہ زبان پر نہین رکھ سکتے اس ریاست کی آبادی تقریباً ۴ لاکھ اور آمدنی تخمیناً ۲۰ لاکھ ہے -

## ٹونک

شہر ٹونک عرض بلد شمالی ۲۶ درجہ ۱۰ دقیقہ اور طول بلد مشرقی ۷۵ درجہ ۵۶ دقیقہ پر لب سڑک دہلی و مؤ دہلی سے ۲۱۸ میل جنوب مغرب مین اور مؤ سے ۲۸۹ میل شمال مین بناس ندی کے کنارہ راست پر واقع ہے یہان یہ ندی علی العموم دو فٹ پانی کے عمق سے پایاب رہتی ہے شہر کے گرد فصیل ہے اور اُس مین خام قلعہ ہے -

ایک تاریخ مین لکھا ہے کہ خواجہ رام سنگھ مرسلہ کھین پاد راجہ دہلی نے بتاریخ ۱۳ ماگھ سمت ۱۰۰۳ مین گانون آباد کرکے اُس کا نام ٹونکڑہ رکھا تھا کہ یہ آبادی اب تک کوٹ کے نام سے مشہور ہے بعد ازان ماہ سدی ۵ سمت ۱۳۳۷ کو علاء الدین خلجی نے مادھوپور و چتوڑ فتح کئے تب اس گانون کی دوبارہ آبادی ہوئی وقائع راجپوتانہ مین اسی طرح مذکور ہے لیکن اس مین کلام ہے اس لئے کہ بقول سلسلۃ الملوک علاء الدین خلجی بست و دوم ذیحجہ ۶۹۵ ہجری مطابق ۱۲۹۵ع کو تخت نشین ہوکر بیس سال چند ماہ حکومت کے بعد شب ششم ماہ شوال ۷۱۶ ہجری مطابق ۱۳۱۶ع کو فوت ہوا اس حساب سے اُس کا عہد فرمان روائی سمت ۱۳۵۲ سے سمت ۱۳۷۲ تک کے درمیان یا اس سے ایک آدھ سال آگے پیچھے قرار پاتا ہے ۱۸۰۶ع مین ٹونک نواب امیر خان کے قبضے مین آیا اُس نے شہر سے ایک میل جنوب مین اپنی بود و باش اور ریاست کے کارخانون اور دفترون کے واسطے عمدہ و عالی شان مکانات تعمیر کرائے -

## رام پورہ

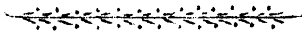
قصبۂ رام پورہ عرض بلد شمالی ۲۵ درجہ ۵۸ دقیقہ طول بلد مشرقی ۷۶ درجہ ۱۴ دقیقہ پر جے پور سے ۷۰ میل جنوب مشرق مین آگرے سے ۱۴۵ میل مغرب مین واقع ہے اس قصبے کے گرد بہت مضبوط شہر پناہ ہے کہ بعض مقامات پر اُس کا عرض ۴۰ فٹ ہے اور جہان کم سے کم ہے وہان بھی بیس فٹ ہے۔ تاریخ ۱۵ مئی سنہ ۱۸۰۴ء کو انگریزی فوج محکوم کرنل ڈون نے حملہ کرکے اس قصبے کو فتح کیا تھا فوج حملہ آور مع ایک بارہ پونڈ کی توپ کے بزور بڑھی ہوئی چلی گئی اور اُس کے ذریعے سے تینون دروازے کہ قلعے کے راستے مین ایک بعد دوسرے کے آتے ہین کُھل گئے۔ دشمن کی ایک ہزار جمعیت مین سے چالیس پچاس آدمی مارے گئے اور تعداد کثیر مجروح ہوئے اور چار سو آدمیون کو بعد الفرار ایک میدان مین انگریزی فوج نے تعاقب کرکے گرفتار کیا اور مار ڈالا بعد ازان عہدنامہ سنہ ۱۸۰۵ء کے بموجب سرکار انگریزی نے رام پورہ مہاراجہ ہلکر کو واپس دیدیا اور سنہ ۱۸۱۸ء مین جبکہ جنگ مہدپور کے ذریعے سے ممالک مہاراجہ ہلکر کے سرکار انگریزی کے قبضے مین آئے تو بشمول دیگر پرگنات عطیہ سال گذشتہ نواب امیر خان کو عطا کردیا۔

## نیماہیڑہ

عرض بلد شمالی ۲۴ درجہ ۲۶ دقیقہ طول بلد مشرقی ۷۴ درجہ ۴۴ دقیقہ پر اور راج میواڑ کے مغربی کنارے پر مگر اُس کے علاقے کے اندر علاقۂ جاود و نیمچ سے ملحق نصیر آباد کی سڑک پر نیمچ سے ۱۶ میل شمال مغرب مین اور نصیر آباد سے ۱۲۷ میل جنوب مین واقع ہے اُس کے گرد فصیل و برجین ہین اگرچہ جب سے ریاست قائم ہوئی ہے پرگنہ نیماہیڑہ ٹونک کے شامل رہا ہے مگر مدت تک اُس کا انتظام مال و عدالت اہتمام سے سرکار انرایبل ایسٹ انڈیا کمپنی کے ہوا تھا اس کا سبب یہ ہے کہ ایک دفعہ یہان کے بدمعاشون نے رعایاے سرکار انگریزی ساکن نیمچ پر حملہ کرکے لوٹ لیا اور اُن مین سے چند اشخاص کو مار ڈالا صاحب انگریز حاکم ضلع نیمچ نے نواب امیر خان کو مدعیون کی حقرسی کے واسطے لکھا تو اُس نے جواب دیا کہ اس دور و دراز ملک مین اپنی حکومت قائم رکھنے اور مفسدون کو سزا دینے کے واسطے میرے پاس فوج کافی نہین ہے اس واسطے مین چاہتا ہون کہ سرکار انگریزی اس پرگنے کا ٹھیکہ لیکے مجھکو جمع مناسب دیا کرے اور حسب خواہش اپنے ملک کا انتظام کرے۔ یہ درخواست منظور ہوئی۔ کرنل ٹاڈ نے سنہ ۱۸۲۰ء مین اس قصبے کو دیکھ کے لکھا ہے کہ یہان شہر کے گرد عمدہ فصیل ہے اور قصبہ بہت بڑا ہے اور مالوہ و ہندوستان کی سڑک اعظم پر واقع ہونے سے تجارت بکثرت ہوتی ہے۔ علاقۂ نیماہیڑہ کی زمین سیاہ اور چکنی ہے افیون بکثرت پیدا ہوتی ہے اکثر مقامات پر زمین دوز پہاڑ ہین۔

## پڑاوہ

پرگنۂ پڑاوہ کی زمین و پیداوار کی کیفیت نیماہیڑہ کے حال سے بہت مشابہ ہے قصبہ پڑاوہ عرض بلد شمالی ۲۴ درجہ ۹ دقیقہ طول بلد مشرقی ۷۶ درجہ ۴ دقیقہ پر لب سڑک اُجین و کوٹہ اُجین سے ۶۹ میل شمال مین کوٹہ سے ۷۱ میل جنوب مین واقع ہے۔



## سرونج

پرگنہ سرونج واقع مالوہ کی زمین سب سے بہتر ہے اور اُس کا رقبہ دیگر پرگنات سے زیادہ ہے اس واسطے وہ ریاست مین بہترین محال سمجھا جاتا ہے اس پرگنے مین چھوٹی ندیان دوازدہ ماہ جاری رہتی ہین اور کثرت زراعت و سرسبزی انبہ و مہوہ و املی و بڑ و پیپل وغیرہ سے زمین بہت خوشنما معلوم ہوتی ہے جنوب و مغرب کی سرحد پر پہاڑی زمین اور بن ہے آبنوس وغیرہ عمدہ قسم کی لکڑی ہوتی ہے۔ اس پرگنے کی بلندی سطح سمندر سے علی العموم ۱۵۰۰ فٹ ہے اور بعض مقامات ۱۸۰۰ فٹ بلند ہین بارش کثرت سے ہوتی ہے خشکی سے کبھی قحط نہین ہوتا غرقی سے اکثر ہوتا ہے۔ شہر سرونج عرض بلد شمالی ۲۴ درجہ ۶ دقیقہ طول بلد مشرقی ۷۷ درجہ ۱۴ دقیقہ پر لب سڑک نصیر آباد و ساگر نصیر آباد سے ۲۷۰ میل جنوب مشرق مین اور ساگر سے ۸۷ میل شمال مغرب مین واقع ہے اُس کا موقع بلند سرزمین واقع شمال کے گھاٹ یعنی اُتار کے دامن پر ہے مشرق و جنوب مغرب مین زمین کشادہ و سیراب مزروعہ ہے سرونج اگرچہ اب بھی بہت بڑا قصبہ ہے مگر جس حالت مین ٹیورنیر نے سترھوین صدی مین دیکھا تھا اُس سے بہت کم ہوگیا ہے اُس زمانے مین سوداگرون اور کاریگرون سے بھرا ہوا تھا اور بیش قیمت ململ اور چھینٹون کیواسطے سرنام تھا تجارت بہت ہوتی تھی تُغن تھلر کے زمانے مین شہر کے گرد فصیل تھی وہ بھی اب نہین رہی مگر عمدہ بازار اب تک موجود ہے آبادی کے باہر ایک بت کا بڑا سیاہ سر ہے اُس پر ہندو گھی اور تیل چڑھاتے ہین شہر سے مغرب مین مستطیل شکل کا قلعہ ہے اُس کے ہر گوشے پر مربع برجین ہین اور جنوب مین عمدہ پانی کا تالاب ہے۔ مغرب کی طرف بلندی سے پانی کا چشمہ جاری ہے اُس مین سے پینے کے واسطے شیرین پانی آتا ہے کنوون کا پانی شور ہے۔ ۱۷۹۸ء مین مہاراجہ جسونت راؤ ہلکر نے یہ پرگنہ نواب امیر خان کو دیا تھا۔ ۱۸۰۹ء مین نواب امیر خان نے ناگپور پر یورش کا ارادہ کیا تو سرکار انگریزی سے بہ افسری کرنل کلوز سرونج پر فوج کشی ہوئی۔ ۱۸۱۷ء مین سرکار نے بشمول دیگر پرگنات کے نواب کو دیدیا۔

## چھبڑہ

پرگنہ چھبڑہ کے شمال اور متوسط حصے ہموار و زرخیز و مزروعہ ہین زمین سیاہ اور چکنی ہے مگر اول درجے کی نہین ہے جنوب مین زمین پہاڑی اور نالون سے پھٹی ہوئی ہے جیٹر کی لکڑی بکثرت ہوتی ہے۔ قصبہ چھبڑہ عرض بلد شمالی ۲۴ درجہ ۳۷ دقیقہ طول بلد مشرقی ۷۶ درجہ ۵۱ دقیقہ پر اثنائے راہ نصیر آباد و ساگر نصیر آباد سے ۱۹۷ میل جنوب مشرق مین اور ساگر سے ۱۵۲ میل شمال مغرب مین واقع ہے۔

## تاریخ

محمد شاہ بادشاہ دہلی کے عہد مین طالع خان قصبہ جوہر علاقہ بنیر سے ہندوستان مین آیا اور نواب علی محمد خان روہیلہ کی سرکار مین نوکری کرلی جب محمد شاہ نے نواب علی محمد خان پر چڑھائی کی تو طالع خان بعض دوسرے افغانون کی طرح نواب علی محمد خان کی رفاقت چھوڑکر بن گڑھ کے محاصرے سے نکل گیا اور ترینہ سرلے من محلات

سنبھل مین آکر مقیم ہوا اور یہین انتقال کیا۔ اس کے فرزند محمد حیات خان کو دوندے خان روہیلہ سپہ سالار نواب علی محمد خان نے نوکر رکھ لیا بعد وفات دوندے خان کے محمد حیات خان نے سلسلۂ ملازمت ترک کر دیا اور زراعت سے وجہ معاش پیدا کرنے لگا ۱۱۸۲ہجری مطابق ۱۷۶۸ء مین اُس کے ایک بیٹا پیدا ہوا جس کا نام امیرخان رکھا اُس کے چہرے سے بچپن مین ہی آثار شجاعت نمایان تھے اس صفت نے اُس کو والدین کی خدمت سے جدا ہونے پر مجبور کیا اور بلا رضامندی والدین کے لکھنو کو گیا اور وہان سے واپس آکر میرٹھ مین نواب غلام قادر خان نبیرۂ نواب نجیب الدولہ کی فوج کے شامل ہوا مگر اپنے حوصلے کے موافق حصول عہدہ مین ناکام رہا جسکی وجہ بلا اطلاع والدین کے چلے آنا خیال کر کے وطن کو واپس ہوا اور دوبارہ والدین کی اجازت سے بیس برس کی عمر مین چھوٹے بھائی اور دس آدمیون کو لیکے اپنے وطن سے تبلاش معاش مالوے کو گیا اور وہان ملکی فوج مین نوکر رہا تھوڑے عرصے کے بعد اُس کی ترقی کی صورت پیدا ہوئی کہ بھوپال مین چھتہ خان کے ۱۷۹۴ء مین مرنے پر مختلف فریقون نے فوجین بھرتی کین امیرخان مع چھہ سوار اور ساٹھ پیادون کے نواب حیات محمد خان کے پاس نوکر ہو گیا ایک سال یہان رہ کے جے سنگھ کھی چی راگھو گڑھ کے مخروج راجہ کی مع ایک ہزار رفیقون کے نوکری کرنے کے واسطے بھوپال سے چلا گیا مہاراجہ سیندھیا نے راجپوت رئیس کھی چی کو نکال دیا تھا اس واسطے وہ غارتگری کر کے اپنی اور اپنے ہمراہیون کی دفع الوقتی کرتے تھے اس نوکری مین امیرخان نے بے باکانہ دلیری ثابت کر کے بہت شہرت حاصل کی انھین دنون مین راجہ راگھو گڑھ اور سرداران سیندھیا کے باہم لڑائی ہوئی سرداران سیندھیا کے امیرخان کی شجاعت سے حوصلے پست ہو گئے مگر کھی چیون مین سے ایک رئیس سے نااتفاقی پیدا ہو گئی اس واسطے امیرخان والی راگھو گڑھ کے پاس زیادہ نہ رہ سکا اُس سے علحدہ ہو کر بالا راؤ انگلیہ مرہٹہ کے پاس کہ وہ حسب ایماے مراد محمد خان وزیر بھوپال کے انتظام ملک کرتا تھا نوکر ہوا اور اُس کو فتح گڑھ کا قلعہ اور نواب غوث محمد خان کی ذات خاص کی حفاظت سپرد ہوئی مگر مراد محمد خان کے انتقال اور مرہٹون کی واپسی سے اُس کا تعلق فتح گڑھ سے چھوٹ گیا چھہ مہینہ تک کوشش کی کہ وزیرخان وزیر جدید کے پاس نوکر ہو جائے اور نوکر بھی ہو گیا مگر اُس کے نزدیک امیرخان کا طریقہ پُر شر و فتنہ انگیز ثابت ہوا اس واسطے اُس نے موقوف کر دیا اُس زمانے مین مہاراجہ جسونت راؤ ہلکر کا تیر اقبال کامل عروج پر تھا اس واسطے امیرخان ۱۲۱۴ہجری مطابق ۱۷۹۹ء مین اُس کے پاس گیا اُس نے بڑی تعظیم و تواضع سے رکھا اور بجاے تابعدار کے دوست سمجھتا رہا اس وقت سے جب تک ۱۲۲۱ہجری مطابق ۱۸۰۶ء مین مہاراجہ جسونت راؤ نے ہندوستان سے معاودت کی دونون شامل حال رہے مہاراجہ جسونت راؤ حاکم و مالک تھا مگر نواب امیرخان بھی بجز اُس کے کسی دوسرے کا ماتحت نہ تھا بلکہ فوج کا اول افسر سمجھا جاتا تھا جس کو چاہتا موقوف کرتا اور جس کو چاہتا بحال رکھتا مگر اس بااختیاری کے ساتھ تکلیف بھی بہت تھی بے زری و تہیدستی کے سبب سے بضرورت اداے تنخواہ فوج اکثر غارتگری و کشت و خون کا مرتکب ہونا پڑتا تھا اور بعض اوقات اس ذریعے سے روپیہ میسر نہ آتا تو فوج کے ہاتھ سے سخت اذیت اُٹھاتا اکثر ایسا ہوتا تھا کہ بہ تقاضاے تنخواہ فوج نواب کو توپ سے باندھ دیتی اور اسی حالت سے دیر تک دھوپ مین رکھتی الغرض اُس کی فوج اگرچہ وقت

ضرورت پر جس طرف اُس کا آقا ہوتا بڑی بہادری اور جان فشانی کرتی تھی مگر اصل مین بجاے سپاہ کے غارتگرونکی
جماعت تھی اس کی تعداد رفتہ رفتہ بقدر بڑھ گئی تھی کہ سنہ ۱۸۰۶ء مین ۳۵۰۰۰ آدمی اور ۱۱۵ توپین تھین مہاراجہ
ہلکر نے امیرخان کو سنہ ۱۷۹۸ء مطابق سنہ ۱۲۱۳ ہجری مین پرگنہ سرونج واقع مالوہ اور سنہ ۱۸۰۶ء مطابق سنہ ۱۲۲۱ ہجری مین
جیپور سے چھین کر پرگنہ ٹونک اور سنہ ۱۸۱۷ء مطابق سنہ ۱۲۳۳ ہجری مین پرگنات پڑاوہ و چھبڑہ واقع سرحد راجپوتانہ
و مالوہ اور نیماہیڑہ واقع میواڑ جنپر اب ریاست ٹونک مشتمل ہے جاگیر مین نکال دیے تھے مگر اس فوج کثیر کے گذارے
کے واسطے یہ جاگیر کب کافی ہو سکتی تھی اس واسطے اُس کی فوج راجپوتانہ و مالوہ و بندیل کھنڈ مین گشت کیا کرتی
تھی - مہاراجہ جسونت راؤ ہلکر نے نواب امیرخان کی شجاعت سے اپنے بڑے بھائی کاشی راؤ ہلکر پر فتح پائی تھی اور
تمام مالوے کا مالک ہو گیا تھا - سنہ ۱۸۰۵ء مین جب انگریزون اور جسونت راؤ ہلکر کے درمیان جنگ و جدل ہوئی
اور ہلکر دیگ مین پناہ پذیر ہوا فوج انگریزی حملہ آور ہوئی ویگ فتح ہوئی دیگ کی لڑائی کے بعد جب ہلکر نے بھرت پور
مین پناہ لی اور لارڈ لیک نے اُس کا تعاقب کیا اور ہلکر کی حوالگی چاہی تو رنجیت سنگھ نے دینے سے انکار کیا جس پر
قلعہ کا محاصرہ کیا گیا اور رنجیت سنگھ نے قابل تعریف مقابلہ کیا امیرخان بھی اپنے سوارون سمیت ہلکر سے آن ملا تھا
اور انگریزی لشکر کو حیران کرنا شروع کیا تھا اور بہت دفعہ اُس نے یہ ارادہ کیا کہ انگریزون کی کمک کے واسطے جو
سپاہ کوٹے کے راستے سے کرنل مری کے ساتھ آتی ہے اُسے بھرت پور نہ پہونچنے دے مگر وہ جب اپنے ارادون مین
کامیاب نہوا تو راجہ بھرت پور نے یہ کہا کہ ہلکر اور امیرخان مین اتفاق راے نہین ہے جب سردار آپس مین
متفق ہو کر میدان جنگ مین نہ لڑ سکین تو بہتر یہ ہے کہ ایک اُن مین سے بھرت پور مین رہے اور دوسرا دشمن کے
ملک مین جاکر کہین فتنہ انگیزی شروع کرے ہلکر تو مرد میدان ایسے نہین تھے کہ وہ کہین اڑ جاتے فرخ آباد اور دیگ
مین شکست پا چکے تھے امیرخان البتہ دل چلا جانباز سپاہی تھا وہ روہیلکھنڈ کی طرف چلا یہین کا رہنے والا تھا
مگر جس روز وہ ہلکر سے جدا ہوا اُسی روز جنرل سمتھ سوارون اور توپخانے کے ساتھ اُس کے پیچھے روانہ ہوا امیرخان
مرادآباد پہونچا وہان انگریز کچھ سپاہ کے ساتھ پڑے ہوئے تھے دو روز تک وہ اُس سے لڑتے رہے کہ جنرل سمتھ
جا پہونچا یہ دیکھتے ہی امیرخان مرہٹون کا لشکر لیکر پہاڑون کی طرف بھاگا اور جرنیل بھی اسکے پیچھے پیچھے چلا اور
افضل گڑھ پر ۲ مارچ سنہ ۱۸۰۵ء کو لڑائی ہوئی دو چار ہاتھ امیرخان کی سپاہ نے اچھے کیے مگر پھر میدان سے بھاگ نکلا
اور روہیلکھنڈ کو کھندلتا اور اُس کے قصبون کو لوٹتا مارتا اور انگریزی سپاہ سے کہین کہین چھیڑ چھاڑ کرتا ۱۲ مارچ
کو گنگا پار اُترا اسوقت سو آدمی اُسکے ساتھ تھے پھر اُسنے اپنی پراگندہ سپاہ کو جمع کیا اور ۲۰ مارچ کو ہلکر سے جا ملا -

سنہ ۱۸۰۶ء مطابق سنہ ۱۲۲۱ ہجری مین امیرخان کی شادی دختر اخوند زادہ محمد ایاز خان سے ہوئی
جس کے بطن سے سنہ ۱۲۲۲ ہجری مین ایک فرزند پیدا ہوا جس کا نام محمد وزیرخان رکھا اور سنہ ۱۸۰۶ء مین
امیرخان والی جیپور کے پاس کہ واسطے ازدواج دختر رانا اودیپور کے مہاراجہ جودھپور سے برسر مقابلہ تھا چلا گیا
اور اُسکی مدد مین فوج خرچ مقرر کر کے کوشش کی -

تفصیل اس کی یہ ہے کہ رانائے اودیپور کی ایک بیٹی مہا سندری پیاری کرشن کماری تھی اُس کی سگائی بھیم سنگھ مہاراجہ جودھپور سے ہوئی تھی مگر شادی سے پہلے یہ مہاراجہ مرگیا اور مان سنگھ اُس کا جانشین ہوا ادھر جگت سنگھ راجۂ جیپور نے رانا کے ایما سے اس لڑکی کے ساتھ شادی کرنے کا پیغام بھیجا اور تین ہزار لشکر کا ازدحام مہاراجہ جودھپور کے آدمیوں کی مزاحمت کے لئے روانہ کیا مہاراجہ جودھپور نے اس فوج کو روکنے اور ہٹانے کی تیاری کی اور اُس کو وہان سے نکلوا دیا راجہ جیپور اسے اپنی پرلے درجے کی بےعزتی سمجھا اور غصے مین آگ ہوگیا ایک لاکھ آدمیون کا لشکر جمع کرکے درپئے انتقام ہوا۔ اس لشکر مین طرح طرح کے آدمی تھے کچھ مرہٹے کچھ راجپوت کچھ افغان۔

جب پنجاب مین ہلکر سے انگریزون کی صلح ہوگئی تھی تو امیر خان کا بڑا پتلا حال ہوگیا تھا۔
اُس کا ارادہ تھا کہ افغانستان اُڑ جائے مگر اب وہ ہندوستان مین آگیا اور سپاہ فراوان جمع کرکے راجہ جیپور کے ساتھ ہوا سیندھیا نے بھی دُوسردار راجہ جےپور کی اعانت کے واسطے بھیجدیے سوائی سنگھ جودھپور کی ریاست کے علاقہ پوہکرن کا جاگیردار تھا بھیم سنگھ کے لڑکا بعد اُس کے مرنے کے پیدا ہوا مان سنگھ کے خوف سے سوای سنگھ کے پاس رانی چلی آئی وہ اس لڑکے کا طرفدار رہا اور اُس کو راجہ بنانا چاہا حالانکہ رانی خوف کے مارے اس لڑکے کے جننے سے انکار کرتی تھی اس سبب سے مہاراجہ اور سوای سنگھ مین بیر پڑگیا اس ہنگامے مین وہ راجہ جیپور کے پاس آیا غرض کوئی راجپوتون کا رئیس بچا ہوگا جو اس لڑائی مین کسی نہ کسی طرف نہوا ہو فروری ۱۸۰۷ء مین ایک جنگ عظیم ان دشمنون مین ہوئی اُس مین مان سنگھ کو شکست فاش ہوئی اور اُس کے تمام ارکان سلطنت ساتھ چھوڑ کر بھاگ گئے یہ مہاراجہ میدان جنگ سے بھاگ کر اپنی دارالریاست کے قلعہ مین جا کر چھپا اور اس قلعے کو کئی مہینے تک دشمنون کے ہاتھ سے بڑی مردانگی اور دلیری سے بچائے رکھا دشمنون نے ملک کو لوٹ کر برباد کردیا مہاراجہ جودھپور نے امیر خان کو اپنے سے ملانا چاہا اور اُس سے اس معاملے کی بات چیت کی یہ پُرانا گھاگ یہ نہین چاہتا تھا کہ مین کسی راجپوت کی ریاست کو تحت الثرےٰ کو پہونچا دون اس لئے کہ وہ تو لوٹ کا دیوانہ تھا کہ کبھی اس طرف ہوکر اُس طرف سے مال مارے کبھی اُس جانب سے ہوکر دولت سے دامن بھرے اگر دوسری جانب تباہ ہوکر باقی نہ رہتی تو پھر یہ بُردین کہان ہاتھ لگتین غرض یہ سرتیلا جانباز جوان مرد راجہ جیپور سے بوجہ اُس کی بےوفائی کے علیٰحدہ ہوگیا اور مہاراجہ جودھپور سے اس قرار سے لگ گیا کہ وہ ساڑھے چار لاکھ روپیہ ماہوار حق اعانت دیتا رہے گا اور چار لاکھ روپیہ کی جاگیر باورچی خانے کے خرچ کے لئے دے گا اب جیپور پر سخت مصیبت نازل ہوئی مہاراجہ جودھپور کا ادھر تو امیر خان کے دوست بنانے اور لڑائی کے خرچ مین ایک کروڑ بیس لاکھ روپیہ خرچ ہوا اُدھر ملک بالکل برباد پڑا تھا سوا اس کے جب تک سوای سنگھ بانی فساد نہ مارا جائے تو اُس کا راج نہین ہوسکتا تھا اس پر امیر خان نے کہا کہ یہ کیا مشکل بات ہے ۲۵ لاکھ روپیہ دلوائیے کام دشمن کا ہم تمام کردین گے مہاراجہ نے کہا اچھا اب اُس کے مارنے کی گھات مین امیر خان چلا اور یہ بہانہ کیا کہ مان سنگھ سے میری بگڑ گئی ہے اور ناگور مین پہونچا اور قرآن درمیان کیا کہ مین تمہارا دل سے اخلاص مند ہون سوای سنگھ اُس کے دام مین پھنس گیا اور اُس نے ملاقات کو بلایا یہ اجل گرفتہ راجپوت وہان گیا جب ملاقات کے خیمے مین بیٹھا تو اُس کی طنابین کاٹ دی گئین

غرض خیمون کی رسیون نے تو انھین پھنسایا اور بندوق کی گولیون نے شکار کیا اور توپ کے گرایون نے کباب بنایا لوٹ اور کشت وخون سے دونون ریاستین تباہ وبرباد ہوگئین اس لڑائی مین رانائے اودے پور کسی طرف نہ بولا یہ ساری ہنگامہ آرائی اُس کی لڑکی کے سبب سے ہوئی تھی مگر سیندھیا اور امیرخان کے پاس تو بھاری بھاری فوجین تھین کہ جن کے پیٹ بھرنے کے لئے نہ اُنکے پاس ملک تھا نہ دولت پھر وہ خالی بیٹھے ہوئے سوائے لوٹ مار کے اور کیا کرتین اُنھون نے رانا کے ملک مین لوٹ مار مچادی مرہٹون اور پٹھانون کی آتش فشانی وبلا انگیزی وہ بلائی تھی کہ جس زمین سرسبز وشاداب وآباد پر اُنکے قدم ایک روز بھی پڑتے تھے پھر وہان سوائے خاک کے کچھ اور باقی نہ رہتا جن دہات کو وہ جلاتے تو اُنکے شعلے اُن کی منزل پیمائی کا سراغ بتلاتے اُس کے رہنما اپنے پیرودن کی رہنمائی کے لئے راہ مین چراغ جلاتے غرضکہ جب رانائے اودیپور کو اس بدسے بدبلا کا خوف ہوا تو اُس نے برٹش گورنمنٹ کے پاس پیغام بھیجا کہ میرا نصف ملک خود لے لیجئے اور اُس کے عوض مین دوسرے نصف کی حفاظت کیجئے ظالم سنگھ مدار المہام کوٹہ اور جیپور وجودھپور کے راجاؤن نے جو آپس مین رقیب تھے انگریزون کی منتین کرکے یہ کہا کہ ہندوستان مین تمام ملک کا ایک بادشاہ سردھرا ہوتا ہے وہی سب کے سر پر ہاتھ رکھتا ہے اور زبردست کو زبردست کے ہاتھ سے بچاتا ہے اب سرکار کمپنی کا پایہ سارے سلاطین سے بھاری ہے وہی سارے ملک کی شہنشاہ ہے وہی ہماری بزرگ ہے اُسکو چاہئے کہ وہ اپنے فرض بزرگی کو ادا کرے اور ہم خوردون کی خبرگیری کرے مرہٹے اور پٹھان جو نربدا سے لیکر ستلج تک فتنہ پردازی کر رہے ہین اور سارے ملک کو ویران اور بے چراغ کئے دیتے ہین اُنکی کیا مجال ہے کہ انگریزی سپاہ کے روبرو سامنا کرین فقط گورنر جنرل کے زبان ہلانے کی دیر ہے کہ سارے ہندوستان مین پھر امن وامان چین چان ہوئے جاتا ہے مگر برٹش گورنمنٹ اس وقت مین ایسی التجاؤن کو کب سنتی تھی وہ تو اور ہی دُھن مین بیٹھی ہوئی تھی کہ اُس راجہ کو اپنی آغوش حمایت مین نہ بٹھائے جس کے سبب سے لڑنا پڑے - غرض راجپوتانے کے ایسے بُرے وقت مین برٹش گورنمنٹ سے امداد کی توقع کرنی عبث تھی آخر لاچار ہوکر رانائے اودیپور کو امیرخان سے التجا کرنی پڑی اور اُس کو پگڑی بدل بھائی بنانا پڑا چوتھائی ملک اُس کو اس غرض سے نذر کیا کہ وہ باقی تین چوتھائی کی حفاظت کرے اگرچہ ہندوستان مین راجپوتانہ ظلم وستم کا گھر قدیم سے چلا آتا ہے مگر اب امیرخان نے وہ ایک کام ستم کا کرایا جس کو ظالمون نے بھی ظلم سمجھا اس نے رانائے اودیپور کو سمجھایا کہ یہ جو سارے جھگڑے راجپوتون مین برپا ہوئے ہین وہ صرف آپ کی لڑکی کے سبب سے ہین اس بنائے فساد کو مٹائیے ورنہ مین خود اُس کو زبردستی پکڑ کر مان سنگھ مہاراجہ جودھپور کے پاس لیجاؤن گا ایک اور بڑے ٹھاکر اجے سنگھ نے بھی رانا کو یہ صلاح دی غرض یہ ظالم باپ بھی اُس بچی کو مارنے پر راضی ہوگیا اور رانا کی بہن چندا بائی نے بھتیجی کے لئے زہر کا پیالہ تیار کیا اور کہا بیٹی اسے پی جا اس سعادت مند نوجوان شانزدہ سالہ نے اس زہریلے شربت کو غٹ غٹ پی لیا اور اپنی جان شیرین کو جہان آفرین کے سپرد کیا جس وقت یہ خبر شہر مین پھیلی کہرام مچ گیا ایک خلقت کی آنکھون سے آنسوؤن کا لشکر روان تھا اور رانا اور اُسکے اہلکارون کو ہر ایک دشنام دیتا تھا -

معلوم نہین کہ بعض انگریزی مورخ اس گناہ عظیم مین امیرخان کو شریک کرکے کیون ثواب کماتے ہین راجپوتون کو لڑکیون کے مارنے کے لئے کسی مسلمان کے مشورے اور صلاح کی کیا ضرورت ہے اُنکی تو دختر کشی رسم قدیم ہے۔

ناگور کے قتل اور سوای سنگھ جاگیردار پوہکرن علاقہ جودھپور روبانی فساد کی ہلاکت کے ساتھ نواب امیرخان کا تعلق اُس ملک سے ٹوٹ گیا۔

اس کے بعد امیرخان اجمیر سے جسونت راؤ ہلکر کے لشکر مین گیا جو بھان پورہ مین مقیم تھا یہان آکر مہاراجہ جسونت راؤ ہلکر کو بحالت دیوانگی دیکھا جس کا امیرخان کو سخت رنج ہوا اور بوجہ خردسالی ملہارراؤ ہلکر کے براے انتظام ریاست اندور خود گیا اور پھر عبدالغفور خان کو خطاب نوابی عطا کرکے مدارالمہام ریاست ہلکر مقرر کیا اور خود ٹونک مین چلا آیا راجپوتانہ کی تباہی و بربادی کو خاتمے پر پہونچا کر سنہ ۱۸۰۹ع مین امیرخان نے مرہٹہ خاندان فرمان رواے ناگپور پر توجہ کی اُس کا ارادہ تھا کہ بجاے بھونسلہ کے اپنے خاندان کی حکومت قائم کرے سارے پٹھان اُس کو اپنا سرپرست اور سردار جانتے تھے پٹھانون کی وہ قوم تھی کہ جس نے ہندوستان مین سیکڑون برس تک حکمرانی کی تھی اور طرح طرح کے انقلاب اس ملک مین پیدا کئے تھے کوئی بزرگ ولی اُنکو کہہ مرے تھے کہ ایک نہ ایک دن اُنکی پھر سلطنت دہلی مین قائم ہوگی اس خبط مین مبتلا تھے اور یہ یقین کرتے تھے کہ امیرخان ہم مین ایسا پیدا ہوا ہے کہ وہ ایک نہ ایک دن پھر پٹھانون کی سلطنت دہلی مین پیدا کرے گا مگر امیرخان سیواجی حیدرعلی اور رنجیت سنگھ سکھ کی طرح عقلمند اور صاحب تدبیر نہ تھا کہ کوئی سلطنت جماتا مگر یہان سرداران غارتگر مین ممتاز اور سرفراز تھا اور اپنے معراج کمال پر پہونچ گیا تھا اور اُس نے دس برس کے عرصے مین ایک ریاست تبدریج ایسی پیدا کر لی تھی کہ جس کی سالانہ آمدنی پندرہ لاکھ روپیہ تھی لیکن جس قدر سپاہ اُسکے پاس تھی اُس کے خرچ کے واسطے کافی آمدنی نہ تھی راجپوتانے کے سردارون کو کھوکھلا بنا کر اب اُس نے اضلاع دور دست پر دست درازی کا ارادہ کیا اول اُس نے راجۂ ناگپور کو تاکا کہ یہ سونے کی چڑیا ہے اور اُس سے لڑنے کا بہانہ بھی یہ نکالا کہ جب جسونت راؤ ہلکر دیوانہ ہوگیا تھا تو اُس کی دیوانگی کی حالت مین اُس کی دیوان گری کا کام امیرخان کے ہاتھ مین تھا اور سارا کاروبار اُس کا وہ کرتا تھا راجہ ناگپور سے اُس نے کہا کہ بارہ برس کا عرصہ گذرتا ہے کہ جب ہلکر اُس کے پاس پناہ لینے آیا تھا اور سیندھیا کے بہکانے سے اُس کو قید کیا تھا تو جواہر اُس کے اُس نے چھین لئے تھے اب وہ خیریت سے عنایت کیجئے راجہ نے اس بات کو سنا بھی نہین کہ کیا کہتا ہے جب یون زبانی پیغام سے کام نہ چلا تو اُس نے زور سے اُس کو نکالنا چاہا اور چالیس ہزار سوار اور چوبیس ہزار پیادے لیکر نربدا پار عبور کیا اور ناگپور کی طرف کوچ کیا راہ مین جبل پور کو بھی لوٹ کھسوٹ کر تباہ و برباد کردیا یہ راجہ انگریزون کا دوست تھا کچھ اُس سے حفاظت و حراست کا وعدہ سرکار کا نہ تھا اب لارڈ منٹو کو یہ فکر پیدا ہوئی کہ یہ مسلمان سردار ایسا پیدا ہوا ہے کہ جسکے پاس سپاہ ایسی ہے کہ اُس کا مقابلہ سواے سرکار کمپنی کے کوئی اور نہین کرسکتا اگر اُس نے راجہ ناگپور کا ملک لیلیا اور اُس کے اوپر متسلط ہوگیا تو نظام کے ہم سایہ مین ایک مسلمانی ریاست قائم ہوجائے گی اور پھر شاید ان دونون مسلمانون کی سازشین سرکار کے حق مین مضر ہون گی اس لئے بہتر یہ ہے کہ اس کا علاج پہلے سے کیا جائے اور راجہ کی اعانت کی جائے گو راجہ نے کمک کی درخواست

نہین کی تھی مگرجب اُس کو یہ ملک مفت ملی تو وہ اُس کو نعمت غیر مترقبہ سمجھا غرض سپاہیون کی دو پلٹنون کو حکم دیا گیا کہ وہ راجہ کی امداد کے لئے روانہ ہون اور امیر خان کو لکھا گیا کہ اُس کے ملک سے چلا جائے اُس کے جواب مین امیر خان نے برٹش گورنمنٹ سے یہ کہا کہ موافق عہدنامۂ ہلکر کے جو سر جارج بارلو کے عہد مین ہوا تھا مداخلت کا استحقاق انگریزی گورنمنٹ کو نہین ہے یہ دلیل ایسی تھی کہ اس کا کچھ جواب نہ تھا انگریزی لشکر سفر کر چکا تھا کہ راجہ ناگپور کے سپہ سالار صادق علی خان نے امیر خان کو راجہ کے ملک سے نکال دیا اور وہ بھوپال مین چلا گیا یہان اُس نے پھر اپنے پنڈارون کو جمع کیا کہ پہلے برسات کے سبب سے اُنکو موقوف کر دیا تھا اور اُنکو ساتھ لیکر پھر ناگپور مین آیا مگر راجہ کی سپاہ مین سکھ بہت تھے اُنھون نے پھر اُس کو شکست دی امیر خان نے تیسری دفعہ ناگپور کی سپاہ کو چوراگڑھ مین گھیر لیا اور اُس کے پنڈارون نے سارا ملک لوٹ لیا اب انگریزی سپاہ اُس کے قریب جا پہونچی تھی کہ تلسی بائی قائم مقام ہلکر نے اُس کو اپنے ضروری کامون کے لئے بلا بھیجا اور وہ اپنی سپاہ سمیت اندور مین جا پہونچا کرنیل کلوز نے امیر خان کے ملک کی دار السلطنت پر قبضہ کر لیا تھا مگر اُس وقت مین انگریزی لشکر کے واپس چلے آنے کا حکم پہونچا پھر امیر خان اپنے حال پر بحال ہو گیا اور ممالک متوسط کو سات برس تک خاک سیاہ اور تباہ کرتا رہا اگرچہ امیر خان نے اپنی ریاست قائم کر کے اپنی قدرت و قوت کو تقویت دی مگر اس پر بھی ہتھہ پھیری کے لئے اپنے پھیر نہین چھوڑے اُس کی سپاہ تمام ہندوستانی رئیسون کے لشکر سے زیادہ زبردست تھی اور تنخواہ اُس کی مقرر تھی گو وہ وقت پر نہین دی جاتی تھی اور برسون چڑھا کرتی تھی سپاہی اُسکے لوٹ مار کی نیت باندھے شب و روز روزے رکھے بیٹھے رہتے تھے مل گئی تو روزی نہین تو روزہ جس کی نقلین بھانڈ محفلون مین کیا کرتے تھے کہ کسی نے رمضان سے پوچھا کہ ایک مہینہ تو سب جگہ رہتے ہو گیارہ مہینے کہان تمہارا ٹھکانا ہے تو اُس نے جواب دیا کہ امیر خان کے لشکر مین۔

امیر خان کے پاس مضبوط سپاہ تھی جس مین دس ہزار پیادے اور پندرہ ہزار سوار تھے اس کے ساتھ توپون کا بھی بڑا ساز و سامان تھا وہ ہندوستانی رئیسون سے چوتھ لیتا تھا اور جو نہ دیتا پھر اُس کو مزہ چکھا دیتا اُس کے گھر کو جا کر گھیر لیتا اور وہین شکار مار لیتا اسنہ ۱۸۱۱ع مین جسونت راؤ ہلکر مر گیا تو تلسی بائی اُس کی حرم نے ایک اور حرم کے لڑکے ملہار راؤ کو گود لیکر مسند نشین کیا اور خود اُس کی نیابت مین سارا کاروبار ریاست سرانجام کرنا شروع کیا یہ بائی نوجوان حسین بھی اور انداز دلربایانہ رکھتی تھی ریاست کے کامون مین اُس کا ذہن خوب لڑتا تھا مگر ستم شعار جفاکار انتقام جو کینہ خو تھی امیر خان بھی اس ریاست کے کامون مین دخیل تھا اور بڑی جاگیر رکھتا تھا اور سارے کامون مین مشیر تھا جسونت راؤ کے مرتے ہی وہ اندور سے کافور ہو گیا اور راجپوتانے کی غارتگری مین مصروف ہوا اور عبد الغفور خان کو جس کی اولاد مین نوابان جاورہ ہین خطاب نوابی عطا کر کے مدار المہام ریاست ہلکر مقرر کیا ایکبار عبد الغفور خان نے کمال تاکید سے اُس کو ملہار راؤ ہلکر کے لشکر مین طلب کیا وہان کی ضروریات کا بندوبست کر کے ایکبار پھر راجپوتانہ اور مالوہ کی لوٹ سے اپنے ہمراہیون کو مالا مال کرنے کے واسطے آیا اور جب تک سرکار انگریزی کو جنگ

پنڈارہ کی فتح کے بعد اس ملک کے بندوبست کرنے کی فرصت نہ ملی خلائق کو نواب امیر خان کی فوج کے ضرر وجود سے نجات نہ حاصل ہوئی ۱۸۱۷ء مین افواج انگریزی مالوہ کو گئی تب لارڈ ہاسٹرا نے پنڈاری لڑائی کو ختم کرنے اور راجپوتانہ وسنٹرل انڈیا کی ریاستون مین امن قائم کرنے کے لئے نواب امیر خان کے پاس جو قلعہ مادھوراج پورہ کے محاصرہ مین مصروف تھا پیغام بھیجا کہ وہ سرکار انگریزی کے ظل حمایت مین آجائے مگر شرط یہ ہے کہ اپنی فوج کو کم کرکے بہ تعداد معینہ رکھلے اور توپین قیمتاً سرکار کو دیدے ہلکر نے جو اُس کو جائداد دی ہے وہ بدستور قائم رہے گی ایک مہینے کی مہلت عہد وپیمان کے سوچنے کے لئے دی گئی امیر خان کی قوت آخر مین سیندھیا سے کچھ کم نہ تھی اُس کے پاس باون پلٹنین عمدہ قواعددان پیادون کی تھین اور بہت سے سوار بڑے شہسوار اور ڈیڑھ سو توپین ہوگئی تھین مگر جو شرائط وہ پیش کرتا تھا وہ فضول تھین اور قابل منظوری نہین الغرض اُس سے وعدہ ہوا کہ جس قدر علاقہ اُس کا ہلکر کا دیا ہوا تھا وہ اُس کے پاس رہیگا اور گورنمنٹ انگریزی اُس کی حفاظت رکھے گی بشرطیکہ وہ طریق ڈاکہ زنی چھوڑدے اور اپنی فوج کو موقوف کردے اور اپنی تمام توپین باستثنائے چالیس ضرب توپ کے گورنمنٹ انگریزی کے ہاتھ فروخت کردے اور ایک دستہ اپنی فوج کا فوج انگریزی کے ہمراہ رکھے اور سرکار نے یہ بھی تصور کیا کہ بعوض ترک کرنے ڈاکہ زنی کے کچھ معاوضہ امیر خان کو ہلکر کے علاقے مین سے دیا جائے کیونکہ اُسی کے ضعف قوت اور بدنظمی سے امیر خان اس رتبۂ اقتدار کو پہونچا تھا اور امیر خان کی یہ درخواست کہ جو علاقہ اُس کے پاس ہے خواہ وہ کسی طریق زبردستی یا زیادتی سے اُس نے لیا ہو اُس کے پاس رہے انگریزون نے نامنظور کی نواب امیر خان کو یہ اُمید نہ تھی کہ انگریزی فوج کا مقابلہ کرسکے گا اگرچہ اول اول انگریزون کی شرائط کے قبول کرنے مین تامل ہوا مگر اخیر مین اُس نے غور کرکے دیکھا کہ پیشوا کا کیا حال ہوا راجہ ناگ پور کی کیا نوبت پہونچی اُس کے ذہن مین آیا کہ اس صاحب اقبال سرکار سے لڑنا عین بداقبالی ہے اس لئے گورنمنٹ انگریزی کی شرائط پر راضی ہوا عہد وپیمان قبول کرلئے اور اپنی لیٹرون کی جمعیت کو توڑدیا اور گیارہ برس کی غارتگری اور لٹیرے پن نے اُس کو ایک مستقل ریاست کا جس کی آمدنی پندرہ لاکھ روپیہ تھی نواب بنادیا اور ماہ نومبر ۱۸۱۷ء مین اُس سے عہدنامہ مرتب ہوا مگر نواب امیر خان نے بہ انتظار انقلاب زمانہ فتح سیتابلدی کی خبر پہونچنے تک عہدنامے کو تصدیق نہ کیا مگر جب دیکھا کہ مرہٹے بالکل پامال ہوگئے تو صلح کرکے اطاعت سے رہنا اختیار کیا اور اُس کے سپاہیون کو انگریزی فوج مین جگہ دیدی گئی جس کے بعد گورنمنٹ نے اُسے باضابطہ طور پر نواب تسلیم کرلیا۔ اس عہدنامے کے بموجب امیر خان کو پرگنات سرونج وپڑاوہ ونمباہیڑہ مکفول ہوئے اور اُس پر سرکار نے قلعہ ومحل ٹونک اور ضلع رامپورہ کا اپنی طرف سے بطور عطیہ رعایتی اضافہ کیا اور تین لاکھ روپیہ قرض دیا کہ کچھ عرصے کے بعد معاف ہوگیا اس کے علاوہ اُس کے بیٹے محمد وزیر خان کو پرگنہ پلول حین حیات جاگیر مین دیا مگر بسبب قربت دہلی کے پرگنے پر قابض کرنا نامناسب سمجھ کے اُس کے عوض پانسو روپیہ یومیہ یعنی پندرہ ہزار روپیہ ماہوار نقد مقرر کردیا اور امیر خان نے بموجب شرائط عہدنامہ اپنے فرزند محمد وزیر خان کو چند روز کے لئے دہلی مین بھیجدیا اس ریاست سے خراج نہین لیا جاتا اور نہ کوئی فوج کنٹنجنٹ اس ریاست کی آمدنی سے تنخواہ پاتی ہے کہتے ہین کہ حکام انگریزی کی اس کارروائی اتفا

عہدنامہ وعطاے ملک پر مدبران وقت نے اعتراض کیا تھا کہ نواب امیرخان کو ایسی کیا قدامت واستحقاق حاصل تھے
کہ اُس سے مثل رؤساے عظیم الشان کے عہدنامہ کیا اور اس قدر ملک عطا کیا اس کے جواب مین اُنھون نے کہا کہ ہم نے
حکمت عملی سے ایک شیر کو جو بندگان خدا کو ناحق ونا روا تنگ وتلف کرتا تھا ریاست داری کے قفس مین بند کیا ہے
اگر منظور نہو تو اُس کو پھر آزاد کر دیجئے اور تماشے دیکھئے کہ کیسے پر ضرر نتائج پیدا ہوتے ہین - اُس وقت سے نواب
امیرخان نے غارتگری چھوڑ دی اور انتظام اور ترقی ملک اور مسافرون کے واسطے مکانات تعمیر کرنے مین مصروف ہوا
اور اس پر بھی قناعت نہ کرکے اپنی عمر کے واقعات کی کتاب لکھوائی اور جس قدر ضعف ہوتا گیا زیادہ دیندار اور
ثقہ ہوتا گیا اخیر مین یہ کیفیت ہوئی کہ جو کوئی اُس کی پوستین کی پوشش اور قرآن شریف کی تلاوت اور مولویونکی
صحبت دیکھتا اُس کو بمشکل یقین آتا کہ یہ وہی امیرخان ہے کہ جس نے ممالک جیپور وجودھپور واودیپور وغیرہ کی
خونریزی کرکے بندگان خدا کو پامال کیا تھا نواب امیرخان بڑا کثیر الاولاد تھا اُس نے اپنے بیٹون کی تعلیم وتربیت مین
بڑی کوشش کی تھی سنہ ۱۸۳۲ء مین لارڈ ولیم بنٹنگ سے اجمیر مین ملنے کے واسطے گیا تب چھہ بیٹے ساتھ تھے
منجملہ اُنکے پانچ زرہ بکتر سے ملبوس تھے -

سنہ ۱۲۵۰ ہجری مطابق سنہ ۱۸۳۴ء مین مرض استسقا سے نواب کا انتقال ہوا -

## نواب وزیر محمد خان عرف وزیر الدولہ

یہ نواب امیرخان کا بڑا بیٹا تھا جب اپنے باپ کا جانشین ہوا تو برٹش گورنمنٹ کی طرف سے خلعت مسند نشینی
بذریعہ مکیلاٹن اسسٹنٹ رزیڈنٹ راجستان کے عطا ہوا جب وزیرخان دہلی مین تھا تو اُس کو ابونصر محمد اکبر
ثانی نے خطاب وزیر الدولہ امیر الملک بہادر جنگ کا عطا کیا تھا نواب وزیرخان نے مسند نشین ہونے کے بعد سنہ ۱۲۵۰ھ
مین منورخان کی بغاوت رفع کی سنہ ۱۲۶۷ ہجری مطابق سنہ ۱۸۵۰ء مین سکناے راج پاڑہ کو جنھون نے ایک گانون
متعلقہ ٹونک پر قبضہ کرلیا تھا سیدھا کیا - سنہ ۱۸۵۷ء کے غدر مین اُس نے سرکار انگریزی کی بڑی خیرخواہی کی اور
اُس کے جلدو مین حسب شرع محمدی اولاد صلبی نہونے پر ریاست وارث بااستحقاق کو ملنے کی سند حاصل کی نواب وزیر الدولہ
شریعت کا سخت پابند تھا اُس کے عہد مین اشیاے نشی کی خرید وفروخت واستعمال پر سزا ہوتی تھی بڑا عادل وفیاض ورحیم تھا
عدالت کا کام بذات خاص اجلاس کرکے سرانجام دیتا تھا انفصال مقدمات مین کسی کی رعایت وپاسداری نہ تھی کسی دادخواہ
کو نواب تک پہونچنے کی شکایت نہ تھی ہر ایک کی عرض کو بالتفات وتوجہ تمام سنتا اور حق رسی کرتا خوف خدا اس قدر تھا
کہ اگر کوئی واسطہ خدا درمیان مین لاتا تا وقتیکہ اُس کی رفع حاجت وطمانیت نہ کرلیتا دوسری طرف متوجہ نہوتا اور نہ
اُس مقام سے ہٹتا عجز وانکسار کی یہ کیفیت تھی کہ اگر کوئی اتفاقیہ اُس کی تعریف کا کلمہ کہہ بیٹھتا فوراً قبلہ کی طرف
رخ کرکے بہ آہ وزاری واظہار خاکساری مستعد مغفرت ہوتا اُس کی فیاضی وسریع الیقینی سے اکثر مکار وفریبی لوگ زاہد وعابد
وحاجی وخدارسی بن کے ہزارون روپیہ پیدا کرتے کہ اسی سبب سے ریاست مقروض وزیربار رہتی بجز انصرام امور ریاست
ویاد الٰہی ومطالعہ کتب واشاعت علم کے اُس کی اور کچھ مصروفیت نہ تھی ۳۱ سال حکومت کرکے ۱۶ محرم سنہ ۱۲۸۱ھ

مطابق ۱۸ جون ۱۸۶۴ء کو انتقال کیا اور اُس کا بیٹا نواب محمد علی خان مسند نشین ہوا۔

## نواب محمد علی خان

اس کی مسند نشینی کے بعد اس کے چچا عبدالکریم خان نے ریاست کا دعوے کیا اور طرفین کے وکیل راجپوتانے کے رزیڈنٹ اور گورنر جنرل کے پاس گئے آخر کار نواب محمد علی خان کی مسند نشینی منظور ہوئی۔ اپریل ۱۸۶۵ء مین کرنیل ایڈن ایجنٹ گورنر جنرل راجپوتانہ نے اُس کو خلعت مسند نشینی دیا اس نے بہت چیتی و مستعدی سے ریاست کا انتظام کیا بخلاف طریقۂ راجپوت رئیسون کے ہر موسم مین ملک کا دورہ کرکے جزو کل کامون کو سنبھالتا تھا اور رعایا پر عدل گستری کرتا تھا کہ اس سے اُس کی بہت تعریف ہوئی مگر اس دورے سے ظلم و زیادہ ستانی کی صورتین بھی پیدا ہوئین کیونکہ کسی نہ کسی حیلے سے روپے کا مطالبہ کرتا تھا۔ مسند نشینی سے تھوڑے دنون کے بعد اُس نے ٹھاکر و تاجر و زمیندار وغیرہ ہر قسم کی رعایا سے علاوہ نذرانہ کے انواع محاصل جدید وصول کئے کہ اس سبب سے تجارت مین بہت کمی ہوئی اگرچہ انتظام چندان اچھا نہ تھا مگر سرکار انگریزی کے احکام کی تعمیل بڑی کوشش سے اور صاحبان انگریز کی تعظیم و تواضع بہت شوق سے کرتا تھا آراستگی فوج پر اُس کی بہت توجہ تھی فوج تعداد مین زیادہ نہ تھی اور پرگنات مین متفرق رہتی تھی مگر دارالریاستہ کی فوج وردی و قواعد سے آراستہ تھی اگرچہ اُنکی قواعد صحیح نہ تھی مگر اس سے مستعدی ظاہر تھی اور ہر ہفتہ قواعد ہوتی تھی۔

۱۸۶۵ء کے موسم سرما مین نواب اور اُسکے خراج گذار ٹھاکر لادہ کے درمیان فساد ہوا اس مین بنظر حفظ عافیت عوام سرکار انگریزی کو مداخلت کرنی لازم آئی ٹھاکر لادہ جب سے ریاست قائم ہوئی تھی ریاست کے ساتھ سرکشی اور خودسری سے پیش آتا تھا رئیس کے لاوے مین جانے پر بتعداد معینہ نذرانہ دیتا تھا مگر اُس نے دارالریاستہ مین حاضر ہوکے کبھی نوکری نہ کی نواب محمد علی خان کی مسند نشینی پر اُس سے نذرانہ زائد از تعداد معینہ طلب ہوا اُس نے حسب دستور معمولی نذرانہ پیش کرکے اُس سے زیادہ دینے مین غدر کیا عدم ادائے نذرانہ اور وقت مسند نشینی حاضر نہونے سے عداوت پیدا ہوگئی اور جلد زیادہ مشتعل ہوکے ٹونک سے لاوے پر فوج کشی ہوئی مقابلے مین ٹھاکر کے آدمی مارے گئے اور نواب کی فوج مین بھی تین سو آدمیون کا قتل و مجروحی سے نقصان ہوا اس پر ایجنٹ گورنر جنرل کا ایک اسسٹنٹ تحقیقات و تصفیہ کے لئے متعین ہوا بتقرر چند شرائط ٹھاکر کو زیادہ تر مطیع ریاست کا کیا گیا۔ اس عرصے مین نواب نے اُس سے تیجون کے تہوار کی نذر گزراننے کا یا کسی اور امر کا سوال کیا ٹھاکر نے جواب دیا کہ یہ تہوار ہندوؤن کا ہے اور یہ ریاست مسلمانون کی ہے نذر عیدین تو ہم موافق دستور کے البتہ دین گے لیکن سررشتہ نیا ایجاد نہین ہوسکتا۔

بعد اس کے نواب نے کہا کہ مہاراجہ جیپور کی سند عطائے لادہ مین جس قدر جائداد لکھی ہے ٹھاکر اُس سے زیادہ پر قابض ہے نصف جائداد ضبط کرنے کا ارادہ کیا کیونکہ جس قدر جائداد پر ٹھاکر قابض تھا اُس کی سند مین درج نہ تھی جب موقع ملا جائداد مذکورہ کو نواب نے ضبط کرلیا اس زمانے مین دھیرت سنگھ ٹھاکر لادہ کے کاروبار کو اُس کا چچا ریوت سنگھ کہ زبردست آدمی تھا اور پیشتر راج الور کے سوارون مین نوکر رہا تھا انجام دیتا تھا اُس کی صلاح سے ٹھاکر

دھیرت سنگھ اکثر ٹونک مین نوکری کرنے کے واسطے آتا تھا وہان سب کو معلوم تھا کہ اگرچہ خود ٹھاکر کمزور اور ناتجربہ کار ہی
مگر اُس کا چچا جو مختار ہے وہ شرارت سے باز نہین آنے دیتا ۱۸۶۷ء مین نواب محمد علی خان نے خلعت دینے کے واسطے
ٹھاکر کو ٹونک مین بلایا وہ حسب الحکم مع اپنے چچا اور چند دیگر ہمراہیون کے حاضر ہوا اور واسطے انفصال معاملہ مروجہ
نذرانہ کے اپنے نائب حکیم سرور شاہ خان کے پاس جانے کو کہا اُس روز ٹھاکر کی طبیعت تو علیل ہو گئی اُس نے
اپنے چچا اور بھتیجے اور تحویلدار کو اُس معاملے کے طے کرنے کو نائب کے مکان پر بھیجا یہ لوگ ڈیوڑھی پر پہونچے اور
اندر جانے کا ارادہ کیا محافظان ڈیوڑھی نے اُنسے کہا کہ تم اپنے ہتھیار کھول کر رکھدو ہم تم کو ہتھیار باندھے ہوئے
مکان مین نہین جانے دین گے راجپوتون نے ہتھیارون کا رکھنا گوارا نہ کیا گفتگوے بسیار اور ردوکد بے شمار کے بعد
نوبت تلوار و بندوق پر پہونچی چنانچہ ٹھاکر کا چچا اور بھتیجا اور تحویلدار وغیرہ تخمیناً چودہ آدمی مارے گئے اور کئی آدمی
نواب کے بھی زخمی و خستہ ہوئے یہ واقعہ یکم اگست ۱۸۶۷ء کی رات کا ہے جب ٹھاکر نے یہ ماجرا سنا مکان کو بند کر کے
مسلح ہو بیٹھا نواب محمد علی خان کی سپاہ نے اُس کی حویلی کا محاصرہ کیا اور اُن لوگون نے پکار پکار کر ٹھاکر سے کہا کہ
حویلی سے باہر آوے اور نواب کے پاس چلے ٹھاکر نے اندر سے جواب دیا کہ اگر حافظ عباداللہ خان ضامن ہو جائے
تو البتہ مین حویلی سے باہر آؤن عباداللہ خان نے ضمانت سے انکار کیا اور ٹھاکر چند ہمراہیون کے ساتھ حویلی مین
بیٹھا رہا یہان تک کہ ۸- اگست کو دیولی کی چھاؤنی سے پولٹیکل ایجنٹ سوار و پلٹن لیکر ٹونک مین آیا اور ٹھاکر
مذکور کی محافظت اور انسداد فساد کا کیا اور ٹھاکر کو لاوہ جانے کی اجازت دی جیسا کہ تذکرۂ حکومت السلیمن مؤلفہ وحید اللہ
مین مذکور ہے جس زمانے مین بمقام ٹونک یہ حادثہ وقوع مین آیا تھا ایک ہزار پیادہ اور چالیس توپون نے جاکے
لاوے کو گھیرا اور قلعے پر حملہ کیا ممکن نہ تھا کہ ایسے حادثے کے وقوع مین آنے پر بھی سرکار انگریزی کچھ توجہ نہ کرتی فوراً
تحقیقات شروع ہوئی آخرش ماہ دسمبر ۱۸۶۷ء مین گورنمنٹ نے حکم دیا کہ نواب محمد علی خان ریاست علاقۂ ٹونک سے
خارج کیا جائے اور اُس کا نائب کہ بانی فساد تھا قید کیا جائے اور اُس کے سررشتے کے کل سپاہی موقوف ہون
نواب ٹونک کی سلامی سترہ توپون سے گیارہ توپون کی کردی جائے اور لاوہ ہمیشہ کے واسطے ٹونک سے علیحدہ ہو کے
سرکار انگریزی کے ماتحت علیحدہ ریاست سمجھی جائے نواب محمد علی خان کے بیٹے کو ریاست دی جائے اور اُس کے
ہوشیار ہونے تک اُس کا دادا عباداللہ خان کہ نواب امیر خان کے موجودہ بیٹون مین سے سب سے بڑا ہے انتظام
ریاست کرے اس حکم سے نواب کو بذریعۂ خریطۂ گورنر جنرل اطلاع دی گئی اور بذریعۂ اشتہار عام ریاست کے امراء
ملازمین و رعایا کو مطلع کیا اور آخر ماہ دسمبر یا ۲۰ نومبر ۱۸۶۷ء مطابق ۲۳ شعبان ۱۲۸۴ ہجری کو نواب محمد علی خان ریاست
ٹونک سے علیحدہ ہوا اور گورون کی حفاظت مین بنارس بھیجا گیا اور یہ حکم ہوا کہ بلا اطلاع سرکار اُس نواح سے
کہین نہ جائے دو سال تک اُس کو ساٹھ ہزار روپیہ سالانہ ملتا رہا اور بعد دو سال کے ایک لاکھ روپیہ سالانہ مقرر ہوا
اور سو آدمی رفقا و ملازمین و شاگرد پیشہ وغیرہ کے ساتھ رکھنے کی اجازت ہوئی اور اُس کا نائب حکیم سرور شاہ
قلعہ چنار مین قید ہوا مگر اُس کو آمد و رفت کی کسی قدر آزادی ملی اور اُس کے پاس خدمتگار بھی مقرر ہوا

نواب محمد علی خان معزول کی بہت اولاد ہوئی ہے اور ۱۳۱۳ سنہ مطابق ۱۸۹۵ء مین وفات پائی ہر فرقے کی رعایا نے
نواب کے اخراج پر انتقال حکومت کو پسند کیا اس انتقال حکومت سے باوجودیکہ بعض لوگون کا کسی قدر نقصان
بھی ہوا کسی کی ناراضی ظہور مین نہ آئی خصوصاً فرقۂ عام رعایا نہایت خوش و محظوظ ہوا جس طرح ہندوستانی رئیس
مصیبت کے وقت ہر شخص کی دلجوئی کرتے ہین نواب معزول نے بھی قبل روانگی محاصل جدید موقوف کئے اپنے
رشتہ دارون کو جدید جاگیرین دین اور اُنکی حین حیات جاگیرون کو دوامی کر دیا۔ مگر نواب معزول کے انتظام مین بعض
خوبیان تعریف کے لائق بھی تھین بخلاف عہد نواب وزیر الدولہ کے آمدنی و خرچ ریاست کی نگرانی بخوبی تمام ہوتی تھی
مصارف مین بہت تخفیف ہوئی قرضہ ریاست کم ہوگیا تعمیرات مفید عام اور آرائش شہر کا اُس کو بہت شوق تھا
اُس کے حکم سے شہر کے ایک حصے مین خوشنما مکانات تعمیر ہوئے ہر ایک دولت نامہ باشندہ شہر سے اُس مین یکسان
نقشہ و قطع کا مکان تیار کرایا گیا دو مسجدین تعمیر ہوئین شہر کی پختہ سڑک تیار ہوئی اور گردونواح مین باغ لگانے کی
لوگون کو تحریک دی گئی نواب محمد علی خان واقع مین اپنے ملک کا ترقی خواہ تھا اور پرگنات مین دورہ کرنے سے اُسنے
بہت مستعدی ثابت کی تھی کہ کل راجپوتانے کے واسطے مفید ہوتی اور خصوصاً ٹونک کے متفرق الاجزا ریاست کی
نگرانی اُس کے بغیر ناممکن تھی۔

## نواب حافظ محمد ابراہیم علی خان

حسب تحریر جلد سوم خمخانۂ جاوید سنہ ۱۸۴۸ مطابق سنہ ۱۲۶۵ ہجری سال پیدائش ہے یادگار دربار تاجپوشی
مؤلفہ منشی دین محمد کی روایت کے موافق ۸ نومبر سنہ ۱۸۴۹ء کو پیدا ہوئے بعد معزولی اپنے والد کے تاریخ ۲۰ دسمبر سنہ ۱۸۶۷ء
کو مسند نشین ہوئے اور بعض نے اُنکی مسند نشینی جنوری سنہ ۱۸۶۸ء مین لکھی ہے لیکن سنہ ۱۸۶۶ء محررۂ خمخانۂ جاوید
کسی طرح درست نہین مسند نشینی کے وقت ۲۰ سال کی عمر رکھتے تھے۔

اُنکی بے اختیاری اور مسند نشینی کے وقت عباد اللہ خان نے عذر کیا کہ مجھسے تنہا کام نہو سکے گا اس لئے اُسکے
تحت مین محکمۂ پنچایت مقرر کیا اور نگرانی انتظام کے واسطے ایک انگریز صاحب اسسٹنٹ مامور ہوا اسوقت ریاست پر
۱۲ لاکھ روپے کا قرض تھا خزانے مین ایک روپیہ بھی نہ تھا اور فوج کی تنخواہ پانچ چھ مہینے کی چڑھی ہوئی تھی مثل کل
ہندوستانی رئیسون کے اُنکو ابتدا سے حکومت کا بہت شوق تھا مگر اُنکی مطلق ناتربیت یافتگی سے کہ اپنا نام تک نہین
لکھ سکتے تھے بجز نہایت خوش خط و نستعلیق کے کچھ پڑھ نہین سکتے تھے حساب کا سمجھنا تو درکنار رقم و ہندسہ بھی نہین
جانتے تھے اور بجز قرآن شریف کے ہر علم سے ناواقف تھے محکمۂ پنچایت کا مقرر کرنا لازم آیا اور جبتک کپتان بروس
پولٹیکل ایجنٹ ہاڑوتی نے اپنے منشی بشارت علی کو بطور عارضی استاد کے مقرر کر کے بھیجا کچھ تحصیل نہ کی تھی اس شخص کی
کوشش سے نواب صاحب نے خوب استعداد حاصل کی پڑھنے لکھنے مین مشق کی تاریخ و جغرافیہ سے واقفیت پیدا کی اور
حساب بھی سیکھا انصرام کار ریاست مین شریک ہونے لگے معاملات عظیم پیش ہونے پر اجلاس پنچایت مین صاحب ایجنٹ
کے شامل ہوتے تھے اور اپنی رائے کا اظہار کرتے تھے وزیر محمد خان اور محمود خان حاکم دیوانی اُنکے روبرو مقدمات پیش کرتے تھے

اور نواب صاحب اُنکی صلاح سے فیصلہ کرتے تھے۔ انکو یکم جنوری ۱۸۷۰ء کو کامل اختیارات حکمرانی عطا ہوئے ریاست کی سلامی جو اُنکے مسند نشین ہونے کے وقت گیارہ توپ کی تھی اب پھر سترہ توپ کی ہوگئی بائیس تئیس برس صاحبزادہ عبید اللہ خان مدار المہام ریاست رہا اُس کی وفات کے بعد انتظام ریاست مین کچھ خلل واقع ہوا اور کونسل ہوگئی اب پھر دوبارہ اختیارات ریاست ملگئے ہین نواب صاحب مذہب اسلام کے پورے پابند ہین نماز جمعہ ہمیشہ جامع مسجد مین سب کے ساتھ باجماعت پڑھتے ہین آپکے عہد مین ۱۸۶۹ء و ۱۸۹۹ء و ۱۹۰۱ء کے قحطون مین رعایا کی پوری امداد کی گئی بندوبست کی تکمیل ہوئی باقاعدہ عدالتین بنین اسکول و اسپتال جاری کئے گئے۔ ۲۰ مئی ۱۸۹۰ء کو جی۔ سی۔ آئی۔ ای اور دربار تاج پوشی ۱۹۱۱ء مین جی۔ سی۔ ایس۔ آئی کے معزز خطاب اُنکو دیئے گئے۔ نواب صاحب کے گیارہ فرزند ہین شعر شاعری کا بھی شوق ہے پہلے بسمل خیر آبادی سے مشورہ سخن کا کیا کرتے تھے اُسکی وفات کے بعد اُسکے چھوٹے بھائی مضطر کو اُستاد بنایا گیا خلیل تخلص کرتے ہین یہ اُنکا کلام ہے۔

تم دست نازنین سے جو چھو لو چمن کے پھول — کلیان تمام باغ کی رہ جائین بن کے پھول
شاخ جفا نے پائے ہین مہر و وفا کے پھول — نخل وفا مین آئے ہین رنج و محن کے پھول
تجھ پر فدا ہزار طرح ہر کلی کا رنگ — تجھ پر نثار لاکھ چمن ہر چمن کے پھول

کوئی ہے زہد پہ نازان کوئی عبادت پر — یہان تو اے مرے آمرزگار کچھ بھی نہین
دل اک چھوٹی سی شے ہے پر تعجب کا محل یہ ہے — خیالات جہان کس طرح سے اس مین سماتے ہین
زمانہ جانتا ہے ناز بردار جفا ہم ہین — خدائی دیکھتی ہے دشمن رسم وفا تم ہو
مروت مین وفا مین ناز برداری مین چاہت مین — ذرا مین بھی سنون کس بات مین مجھ سے سوا تم ہو
جو وا پس ہم نے دل مانگا خلیل اُنسے تو وہ بولے — کہ اچھا لے وفا اب کون نکلا ہم ہین یا تم ہو
وفا کر یا نکر تو جان مجھ کو کیا تری مرضی — تجھی کو سب کہین گے بے مروت دیکھنے والے
ستایا لیکے دل ظالم نے کیا یہ دل لگی اچھی — اسی کا نام اُلفت ہے تو اس سے دشمنی اچھی
نہ پوچھو حال شب جدائی جو دلکو رنج و محن ہوا ہے — تمھارے سر کی قسم ہے صاحب کہ صبح کرنا کٹھن ہوا ہے
جو قصۂ زلف چھڑ گیا ہے تو بیرون طول سخن ہوا ہے — سکوت سب نے کیا ہے او بت جو تیرا وصف دہن ہوا ہے
جو رشک گلگون کا دھیان آیا تو دل نے لطف چمن دکھایا — خیال آنکھونکا جبکہ باندھا تو صید مضمون ہرن ہوا ہے
بڑھا ہے جس دن سے عشق گیسو نہ دل پہ قابو رہا ہے سر — ہمارے قبضے مین لے پر یہ سواد ملک ختن ہوا ہے
یہان تو نور کا تڑکا ہے یاد رُخ کے روشن مین — وہ کوئی اور ہونگے شام فرقت دیکھنے والے

# راجپوتانے کی موجودہ ریاستوں کا نقشہ بترتیب حروف تہجی

| نمبر | نام ریاست | خطاب رئیس | نام رئیس | بنائے ریاست | رقبہ مربع میل | آبادی | آمدنی خالصہ | خراج سرکاری | فوج ریاست | توپ سلامی |
|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|
| ۱ | اودے پور | مہارانا | فتح سنگھ صاحب | سنہ ۷۲۸ء | ۱۱۶۱۴ | ۱۲۷۳۵۱۸ | ۴۰۰۰۰۰۰ | ۲۵۰۰۰۰ | ۵۵۰۰ | ۱۹ |
| ۲ | الور | مہاراؤ راجہ | جے سنگھ صاحب | سنہ ۱۷۷۸ء | ۳۱۴۱ | ۹۰۰۰۰۰ | ۳۲۹۹۴۷۹ | معاف | ۴۰۰۰ | ۱۵ |
| ۳ | بانسواڑہ | مہاراول | پرتھی سنگھ صاحب | سنہ ۱۵۳۱ء | ۱۹۴۶ | ۱۸۷۴۶۸ | ۶۰۴۲۰۰ | ۴۲۴۰۰ | ۵۰۰ | ۱۵ |
| ۴ | بوندی | مہاراؤ راجہ | رگھبیر سنگھ صاحب | سنہ ۱۳۴۲ء | ۲۲۳۰ | ۲۱۸۷۳۰ | ۹۴۵۴۰۸ | ۱۲۰۰۰۰ | ۳۰۰۰ | ۱۷ |
| ۵ | بھرت پور | مہاراجہ | کشن سنگھ صاحب | سنہ ۱۷۲۰ء | ۱۹۷۴ | ۶۴۵۵۴۰ | ۳۲۵۶۲۴۷ | معاف | ۵۰۰۰ | ۱۷ |
| ۶ | بیکانیر | مہاراجہ | گنگا سنگھ صاحب | سنہ ۱۴۸۹ء | ۱۷۶۷۶ | ۵۰۹۰۲۱ | ۸۳۰۰۰۰۰ | ۲۰۰۰۰ | ۳۰۰۰ | ۱۷ |
| ۷ | پرتاب گڑھ | مہاراوت | رگھوناتھ سنگھ صاحب | سنہ ۱۴۳۴ء | ۸۸۶ | ۱۶۲۷۰۴ | ۵۱۳۲۰۰ | ۵۶۵۰۰ | ۶۰۰ | ۱۵ |
| ۸ | ٹونک | نواب | ابراہیم علی خاں صاحب | سنہ ۱۸۰۰ء | ۲۵۰۹ | ۳۳۸۰۲۹ | تقریباً ۲۰۰۰۰۰۰ | معاف | ۴۰۰۰ | ۱۷ |
| ۹ | جودھپور | مہاراجہ | رنجیر سنگھ صاحب | سنہ ۱۲۳۰ء | ۳۴۹۶۳ | ۲۰۵۰۱۳۱ | ۸۸۰۰۰۰۰ | ۲۱۳۰۰۰ | ۶۵۰۰ | ۱۷ |
| ۱۰ | جھالرا پاٹن | مہاراج رانا | بھوانی سنگھ صاحب | سنہ ۱۸۳۸ء | ۸۱۰ | ۹۶۲۱۵ | ۹۰۶۸۱۵ | ۸۰۰۰۰ + | ۴۰۰۰ + | ۱۱ |
| ۱۱ | جیسلمیر | مہاراول | سالواہن صاحب | سنہ ۷۳۱ء | ۱۶۰۶۲ | ۸۸۲۷۸ | ۲۴۰۰۰۰ | معاف | ۵۰۰ | ۱۵ |
| ۱۲ | جیپور | مہاراجہ | مان سنگھ صاحب دوم | سنہ ۹۶۷ء | ۱۵۵۸۹ | ۲۶۴۴۰۷۲ | ۸۳۰۰۰۰۰ | ۴۰۰۰۰۰ | ۱۱۰۰۰ | ۱۷ |
| ۱۳ | دھولپور | مہاراج رانا | اودے بھان سنگھ صاحب | سنہ ۱۷۶۱ء | ۱۶۲۶ | ۲۴۹۶۵۷ | قریب ۱۰۰۰۰۰۰ | معاف | ۳۰۰۰ | ۱۵ |
| ۱۴ | ڈونگرپور | مہاراول | بجے سنگھ صاحب | سنہ ۱۳۲۵ء | ۱۴۴۷ | ۱۵۹۱۹۲ | ۴۲۲۴۰۰ | ۲۷۴۰۰ | ۴۰۰ | ۱۵ |
| ۱۵ | سروہی | مہاراؤ | کیسری سنگھ صاحب | سنہ ۱۲۸۴ء | ۱۹۶۴ | ۱۸۹۱۷۳ | ۷۷۹۶۳۹ | ۷۵۰۰ | ۵۰۰ | ۱۵ |
| ۱۶ | قرولی | مہاراجہ | بھنور پال صاحب | سنہ ۱۱۴۰ء | ۱۲۴۲ | ۱۴۶۵۵۸ | ۶۲۷۷۶۲ | معاف | ۲۰۰۰ | ۱۷ |
| ۱۷ | کوٹہ | مہاراؤ | امید سنگھ صاحب دوم | سنہ ۱۶۳۲ء | ۶۰۳۰ | ۷۶۱۵۶۰ | ۳۱۴۰۳۰۶ | ۳۸۴۰۰۰ | ۵۰۰۰ | ۱۷ |
| ۱۸ | کشن گڑھ | مہاراجہ | مدن سنگھ صاحب | سنہ ۱۶۰۸ء | ۸۵۴ | ۸۷۰۹۳ | ۸۳۸۴۹۹ | معاف | ۶۰۰ | ۱۵ |

للہ الحمد ٹھکانے لگی محنت میری
طے ہوئی آج کی منزل مین مسافت میری

خدا کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ آج ۱۹ شوال ۱۳۴۳ھ ہجری مطابق ۱۳ مئی ۱۹۲۵ء کو آفتاب عالمتاب کے پہرے مین بمقام رام پور ملک روہیلکھنڈ اس مرآۃ الہنود یعنی تاریخ راجپوتانہ کے اخیر صفحے کی اخیر سطرین میرے قلم سے نکلین۔

تمنا کہ خداوند روئے زمین
کہ مقصد ہوا اپنا پورا شتاب
برآئی مرے دل کی اب آرزو
کھلا غنچہ کامرانی شتاب
مراد دل ناتوان حقیر
جہان مین رہین جب تلک مہر و ماہ
ترے در پہ دائم رہے بوالفضول
تری ہی ہر اک چیز دیوانہ ہے
فلک کو جو گردش ہے آٹھون پہر
ترا ہی لگا ہے دل مہ مین داغ
ترے عشق مین جان کھوتی ہے شمع
ترے عشق مین خون دل لالہ ہے
ترا ہی ہے حیرت زدہ آئینہ

بلندی دہ چرخہا سے برین
جہان مین خوشی سے ہوا کامیاب
خدا کی عنایت سے اے نیک خو
ملا تشنہ لب کو ہے اک جام آب
برآئی جہان مین ہوا کام گیر
تو اس کارنامے کو رکھنا آگہ
گنہ اس کے محشر مین کرنا قبول
ترا ہی ہر اک دل سے پروانہ ہے
ترا ہی ہے سرگشتہ یہ فتنہ گر
ترے ہی ہین الفت مین روشن چراغ
ہمیشہ تری لو مین روتی ہے شمع
ترے عشق مین شعلہ جوالہ ہے
ترا ہی ہے حسرت زدہ آئینہ

ترا ذکر ہردم ہو وِردِ زبان
ترے نام کے ساتھ رخصت ہو جان

تمت

الحمد للہ والمنت کہ کتاب لاجواب مرغوب دلہائے انس و جان الموسوم بہ

# وقائع راجستان

از تالیف لطیف محقق خوش تدبیر و مورخ بے نظیر مولوی حکیم نجم الغنی خان صاحب رامپوری مصنف و مولف کتب کثیرہ بعد اہتمام و تفہیم مالا کلام بصرف کثیر ہمدم برقی پریس لکھنؤ مین باہتمام خواجہ اسد پرنٹر باہ مارچ ۱۹۲۶ء زیور طبع سے آراستہ ہوکر نور افروز دیدہ تاریخ بینان ہوئی۔ کتاب ہذا کا حق تصنیف و تالیف بحق ہمدم بک ایجنسی محفوظ ہے۔ کوئی صاحب قصد طبع نہ فرمائین ورنہ نقصان اٹھائینگے۔ جسقدر جلدین مطلوب ہون ہمدم بک ایجنسی لکھنؤ سے طلب فرمائین قیمت پانچ روپیہ ؎ عہ

المشتہر
منیجر ہمدم بک ایجنسی لکھنؤ

# ضمیمہ متعلق حالات یادو

## اسکو صفحہ ۴۵ کی سطر ۲۶ سے صفحہ ۴۷ کی سطر ۱۵ تک کی عبارت کا بدل سمجھنا چاہیئے

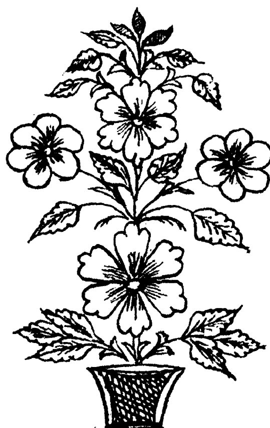
ہندوستان کی کل اقوام مین یادو جسکو جادو بھی کہتے ہین بہت مشہور ہے بُدھ یعنی مَرکری کی اولاد کہ قمری یعنی چندربنسی نسل سے تھا اس لقب سے مشہور ہوئی ہے اور جادو کی ۵۶ شاخین تھین سری کرشن کی آٹھ رانیان تھین ساتوین رانی کا نام جام وتی تھا اور اُس کے بڑے بیٹے کا نام سامبا تھا اس نے قبضہ اُس ملک پر حاصل کیا جو دریاے سندھ یعنی اٹک کے دونون جانب واقع ہے اس سے خاندان سندھ ساما پیدا ہوا سامبا سے جارے جا نسل چلی اور سب سے بڑی رانی کا نام رُکمنی تھا اُسکے بڑے بیٹے پردُمن کی شادی بدربہ کی راج کنیا سے ہوئی تھی جسکے بطن سے اُسکے دو فرزند تھے اَن راد اور بجر اس بجر سے قوم بھاٹی پیدا ہوئی۔ بجر کے دو فرزند تھے ایک ناب اور دوسرا کھیر (یاے معروف سے) حضرت عیسےٰ سے گیارہ سو برس پیشتر چھپن ۵۶ اقوام جادو مین بمقام کوروکشیتر (کورچھیتر) اور بعد ازان دوارکا مین جنگہاے عظیم وقوع مین آئین اور بہت کم رہ گئے اور پردمن مارا گیا بجر متھرا سے اپنے والد کی ملاقات کو جاتا تھا اور اثناے راہ مین تھا اور صرف بیس کوس متھرا سے گیا تھا کہ یہ خبر اُسکو پہونچی کہ اُسکے رشتہ دار سب برباد ہوگئے یہ سُنکر وہ اُسی مقام پر مرگیا اور ناب کو راج گدی ملی وہ واپس متھرا کو آیا مگر کھیر دوارکا کو چلا گیا۔ راجپوتون کی ۳۶ قومین جو کسی زمانے مین مالک ملک تھین اور اُنکو ابتک قوم جادو نے مغلوب کر رکھا تھا آمادۂ انتقام ہوئین ناب کو مجبوراً مغرور ہوکر دوارکا کو جانا پڑا اور وہان سے بھی بھاگ کر مارواڑ مین پناہ لی (یہان تک مضمون بھاگوت سے نقل ہوا۔ اب سُکھ دھرم نامے برہمن متھرا کی روایت سے کہین کہین اضافے کے ساتھ نقل کیا جاتا ہے) ناب کا ایک فرزند پرتھی باہو تھا اور کھیر کے دو فرزند تھے ایک جھاریجہ دوسرا جدباہن۔ یہ جدباہن دیوی کی جاترا کے واسطے گیا تھا دیوی نے اُس کی آہ وزاری پر رحم کھایا اور خواب مین آکے اُمید برآری کا اقرار کیا اُس نے التجا کی کہ مجھے رہنے کو زمین دے دیوی نے جواب دیا کہ اُنہین پہاڑون مین راج کر اور یہ کہکر غائب ہوگئی جدباہن اُٹھکر اس خواب کا خیال کرتا تھا کہ یکایک شور وغل کی آواز آئی دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ دیس کا راجہ لاولد مرگیا ہے اور مسند نشینی کے واسطے لوگ آپس مین نزاع کرتے ہین وزیر نے کہا کہ مینے خواب مین دیکھا ہے کہ بھیڑہ مین کرشن کی اولاد مین سے کوئی آیا ہے اُس کو تلاش کرکے راجہ کرنا چاہیئے سب نے یہ بات قبول کی اور جدباہن راجہ ہوگیا۔ خلاصۂ کلام یہ ہے کہ جدباہن نے دوآبۂ پنجاب مین حکومت قائم کی اور کامیابی کے ساتھ بھیڑہ مقام کی ریاست پائی اور اُسکے اولاد بہت ہوئی اور اُنکے رہنے کے مقام کا نام جادو کا ڈانگ اور بقولے یادو کا ڈانگ مشہور ہوگیا۔ پرتھی باہو خلف ناب رئیس مارواڑ کو سری کرشن کا چتر شاہی کہ بسوکرما کا بنایا ہوا تھا اور اثت مین ملا۔ اس کا بیٹا باہوبل (بواو غیر ملفوظ) تھا جس کی شادی کملاوتی دختر بجے سنگھ پنوار راجۂ مالوہ سے ہوئی۔ بجے سنگھ نے ایک ہزار خراسانی گھوڑے اور سو ہاتھی اور مروارید اور جواہرات اور زیور طلائی بے شمار دیا اور پانسو خادم مع رتھ اور پلنگ طلائی بھی دیے یہ کملاوتی اصل رانی ہوئی اس سے ایک فرزند پیدا ہوا جس کا نام باہو تھا۔ باہو گھوڑے سے گرکر مرگیا اس کے ایک فرزند تھا جس کا نام سُباہو تھا اس کی رانی نے جو دختر مندرلج چوہان اجمیر والے کی تھی

زہر دیکر مار دیا اُس کا ایک فرزند تھا جس کا نام ریجھ (بیا سے معروف ہے) اس شخص نے بارہ سال راج کیا۔ اس کی
شادی سُہاگ سُندری دختر بیر سنگھ راجۂ مالوہ کے ساتھ ہوئی تھی جب وہ حاملہ تھی خواب مین دیکھا کہ سفید ہاتھی پیدا ہوگا
اس کی تعبیر نجومیون نے اچھی سمجھ کر لڑکے کا نام گج رکھا جب وہ جوان ہوا تو جد باہو (بقولے جد بھان) راجۂ
پورب دیس نے ناریل یعنی پیغام شادی اُسکے واسطے بھیجا جو منظور ہوا۔ اس عرصے مین خبر آئی کہ ایک قوم چار لاکھ سوار کی
جمعیت سے بسر کردگی فرید شاہ والی خراسان چلی آتی ہے اور اُس سے خوف زدہ ہو کر لوگ فرار ہوتے ہین راجہ ریجھ
مقابلے کے واسطے تیاری کرکے ہریو کو روانہ ہوا دشمن یہان سے دو کوس کے فاصلے پر گنج شہر مین مقیم تھا لڑائی ہوئی
دشمن پسپا ہوا اور اُس کا نقصان تیس ہزار آدمی کا ہوا اور ریجھ کے چار ہزار آدمی کام آئے مگر دشمن نے پھر
حملہ کیا اور راجہ ریجھ نے پھر اُس کا مقابلہ کیا مگر اس جنگ مین یہ زخمی ہوا اور جس وقت گج اپنی زوجہ نہاولی
دختر جد بھان راجہ پورب کو لیکر یہان پہونچا اُس وقت راجہ ریجھ مرگیا۔ گج باپ کی جگہ مسند نشین ہوا دو
لڑائیون مین شاہ خراسان کو شکست ہو چکی تھی مگر اُس کو شاہ روم نے کمک بھیجی کہ کافرون کے ملک مین قرآن
و حدیث (اور بقول ٹاڈ طریق امامیہ) جاری کرے جب مخالفون کی فوج اس طرح زبردست ہوگئی تو راجہ گج نے
اپنی حراست کے لئے زابلستان مین پہونچ کر کوہستان کے درمیان مین قلعہ گجنی جواب غزنی کہلاتا ہے تعمیر کرایا
جس کا وقت اس زمانے سے دو ہزار برس پیشتر قیاسی طور پر بیان کیا جاتا ہے کار تعمیر ختم ہی ہونے والا تھا کہ خبر
پہونچی کہ شاہان روم و خراسان قریب آگئے ہین جادو راجہ بھی مقابلے کو بڑھا اور دولائیر (واو معروف سے) مقام
وہ دونون بادشاہ بھی چلے آئے تھے کہ یکایک شاہ خراسان بدہضمی سے مرگیا۔ لیکن شاہ سکندر رومی تنہا لڑا سخت
محاربہ ہوا انجام کار شاہ کی فوج بھاگی پچیس ہزار آدمی کھیت رہے اور وہ تمام ہاتھی گھوڑے بلکہ اپنا تخت چھوڑ کر
بھاگ گیا۔ سات ہزار ہندو بھی کام آئے۔ راجہ گج فتح کا نقارہ بجاتا دار الریاستہ کو واپس آیا اور ایام سنبت
مین تیسری بیساکھ روز یکشنبہ روہنی نچھتر سمت ۳۰۰۸ دھرم راج یودھشٹر مین گج راجہ نے تخت غزنی پر
بیٹھ کر جادو نسل کی حکومت کو قائم رکھا اس فتح سے اُس کی طاقت مستقل ہوگئی اُس نے مغربی ممالک کو فتح کیا
اور کشمیر کو ایلچی بھیجکر وہان کے راجہ کندرپ کیل کو اپنے پاس بلایا مگر اُس نے تعمیل نہ کی اور جواب دیا کہ اگر مین
لڑنے کے بغیر دوسرے کی اطاعت کرونگا تو لوگ مجھ کو طعنہ دینگے اس پر گج نے کشمیر پر حملہ کیا اور وہان کے راجہ
کی دختر سے شادی کی اور اس سے ایک فرزند پیدا ہوا جس کا نام شالباہن رکھا گیا جب یہ لڑکا بارہ برس
کے سن کو پہونچا تو خبر آئی کہ خراسانی دوبارہ فوج کشی کرتے ہین راجہ کو دیوی کی زبان سے معلوم ہوا کہ غزنی تیرے
ہاتھ سے جانے والی ہے مگر تیری اولاد کو کہ مسلمان ہونگے پھر مل جائے گی اور یہ بھی ہدایت کی کہ اپنے بیٹے شالباہن
کو یہان سے نکالدے راجہ نے خوف کھا کر اپنے اہل خاندان کو جمع کرکے بحیلۂ درشن جوالا مکھی کے مشرق کی طرف
بھیجدیا اور اپنے فرزند شالباہن کو ساتھ کیا بعد اس کے دشمن پانچ کوس کے فاصلے پر غزنی سے آپہونچا راجہ نے اپنے
چچا سہدیو کو قلعے کی حفاظت کے واسطے چھوڑا اور خود مقابلے کے واسطے گیا لڑائی شروع ہوئی طرفین کے بہت سے

آدمی کام آئے اور شاہ خراسان اور راجہ گج دونون مارے گئے اور پانچ پہر کے عرصے مین ایک لاکھ میر اور تیس ہزار
ہندو تہ تیغ ہوئے بادشاہ کے بیٹے نے قلعہ گھیر لیا۔ تیس روز تک سہدیو لڑتا رہا آخر مین اُس نے ساکھ کیا اور نو ہزار
بہادرون نے جان دی (لیکن ان روشن خیال مورخون کے سمجھ مین یہ بات نہ آئی کہ راجہ گج کے زمانے مین مذہب
اسلام شروع کب ہوا تھا بلکہ بر تقدیر صدق اس حکایت کے یادون کو اُنکے لیے مقبوضہ ملک سے نکالنے والی تھین
قوم ہوگی) شالباہن نے یہ خبر سُنکر پنجاب مین اپنا پاؤن جمایا اور اُس ملک پر قبضہ کرکے ایک مقام پر جہان پانی بافراط تھا
شہر آباد کرکے شالباہن پور نام رکھا گردونواح کے بھومیون نے جمع ہوکر اُس کی اطاعت کی۔ بکرماجیت کے سمت سے
بہتر برس گذر چکے تھے جب بھادون کی آٹھین روز یکشنبہ کو شالباہن پور کی آبادی شروع ہوئی۔ شالباہن نے
پنجاب کی کل سرزمین کو فتح کیا اس کے پندرہ بیٹے تھے سب نے اپنی قوت بازو سے علیحدہ علیحدہ راج قائم کئے سب سے
بڑا بھائی بلند تھا اُس کے لئے راجہ جے پال تنور والی دہلی کے یہان سے ناریل آیا قبول کیا گیا۔ بلند دہلی گیا اور
اُس کی وہان شادی ہوگئی جب وہ دہلی سے واپس آیا تو اُس کے باپ شالباہن نے دشمن سے غزنی اور باب کا
عوض لینے کا ارادہ کیا اس وجہ سے اُس نے دریاے اٹک کو عبور کرکے جلال آباد پر حملہ کیا اور غزنی فتح کرکے بلند کو
وہان چھوڑا اور خود اپنی دار الریاستہ واقع پنجاب کو واپس آیا اور تھوڑے دنون کے بعد ۲۳ سال اور نو ماہ راج کرکے
مر گیا۔ بلند باپ کی جگہ مسند نشین ہوا اور اُس کے بھائی پنجاب کے پہاڑی ملکون مین راجہ ہوگئے ترک پھر جمع ہونے
اور ملک کو مغلوب کرنے لگے بلند کے سات بیٹے تھے جن کے یہ نام ہین بھاٹی۔ بھوپتی۔ کلر۔ جنج۔ سرمور۔ بھینس رچہ
مانگرو۔ بلند کے دوسرے بیٹے بھوپتی کا بیٹا چکیتو تھا اُس سے چکیتو قوم پیدا ہوئی۔ بلند نے اپنے پوتے چکیتو کو
غزنی مین چھوڑ کر خود شالباہن پور مین بود و باش کی اب ملیچھون (مسلمانون) کی طاقت بڑھ گئی اُس نے انکو اپنی
فوج مین نوکر رکھا بلکہ کل اُسی گروہ کے لوگ اُس کے سردار ہوگئے اور وہ اپنے سردارون کے سمجھانے سے مسلمان ہوگیا
اور بلخ و بخارا کا بادشاہ بن گیا۔ دروازۂ بلخ سے ہندوستان تک اُس کا راج تھا اُس سے چکیتو مغل یعنی چغتا کو
حاصل کیا اور یہ بالکل بے سروپا بات ہے صاحبان تاریخ دان کو معلوم ہوگا کہ قوم چغتہ مغل کی ایک شاخ ہے اور
اپنے مورث چغتائی خان ابن چنگیز خان کے نام سے مشہور ہوئی ہے اور چنگیز خان جامع التواریخ رشیدی کے مطابق
ذیقعدہ سنہ ۵۴۹ ہجری مین پیدا ہوا تھا اور ۷۵ سال قمری اور ۷۲ سال ترکی عمر پائی تفاوت کی وجہ یہ ہے کہ سالہاے
ترکی شمسی حساب سے لئے جاتے ہین اور ہر تیس سال مین تقریبًا ایک سال قمری کم آتا ہے میلادی حساب سے چنگیز خان
سنہ ۱۱۵۴ مین پیدا ہوا اور سنہ ۱۲۲۷ مین وفات پائی چغتائی خان اس کا دوسرا بیٹا اگر بڑی بیوی سے تھا اسی طرح
مغل بھی قوم ترک کی ایک شاخ ہین اور مغول خان ابن النجہ خان اپنے مورث کے اسم سے تسمیہ مغل کا ہوا ہے اور ترک
کی قوم یافث بن نوح علیہ السلام کی اولاد ہے حیات افغانی مین لکھا ہے کہ غزنی کو زمانہ قدیم مین زابل کہتے تھے اور غزنی
قدیم کو سلطان محمود نے ہندوستان کو فتح کرکے آباد کیا تھا اور چکیتو کے زمانے تک اسلام اور مسلمانون کا نام بھی نہ تھا
بلند کے تیسرے بیٹے کلر کے آٹھ بیٹے ہوئے جن سب کی اولاد کلر کہلاتی ہے ان مین سے زیادہ تر مسلمان ہوگئے ہین

اُنکی مختلف اقوام ندی سے مغرب کو پہاڑی ملک مین رہتی ہین بلند کے جو تھے بیٹے جنج کے سات لڑکے ہوئے اور سب کی اولاد جنجی کہلاتی ہے جب لفظ جنج کو جوہیہ کے ساتھ جو ایک قوم کلان ہے شامل کیا جائے تو لفظ جنجوہیہ سے وہ قوم جس کا ذکر بار بار کیا ہے پیدا ہوتی ہے اور اسی طرح بلند کے دیگر اخلاف کی اولاد علٰحدہ علٰحدہ اقوام کے نامون سے مشہور ہوئی۔

بھاٹی بجاے اپنے باپ بلند کے مسند نشین ہوا اُس کے دو بیٹے تھے منگل راؤ اور مسور راؤ بھاٹی کے ساتھ خاندان کا نام بدل گیا اُس وقت سے قوم کا نام بھاٹی ہو گیا۔ اس بھاٹی نے کئی بار فتح غزنی کے لئے زور لگا کر ناکامی کے بعد پنجاب ہی مین دن گذارے وہان سے بھی نکالے گئے تو ستلج اور گارھا ندیون کو عبور کرکے ہندوستان مین آئے وہان سے لانگھاؤن کو جن مین جوہیہ اور موہیے لاد وغیرہ داخل تھے خارج کر کے اپنی حکومت قائم کی اور سنہ ۱۲۱۲ مین تنوٹ اور دہراؤل اور جیسلمیر آباد کئے اب کرشن کی اولاد کے بھاٹیون کا جیسلمیر دار الحکومت ہے۔



# اُن کتابون کے نام جن سے تاریخ راجپوتانہ کی تالیف مین مدد لی گئی ہے

## فارسی کتب

| نمبر شمار | نام کتاب | بنانے والے کا نام | نمبر شمار | نام کتاب | بنانے والے کا نام |
|---|---|---|---|---|---|
| ۱ | بادشاہ نامہ | عبدالحمید لاہوری - | ۲۳ | آئین اکبری | ابوالفضل |
| ۲ | طبقات اکبری | ملا نظام الدین - | ۲۴ | امیر نامہ | بساول لال شادان |
| ۳ | عالمگیر نامہ موسوم بہ مآثر عالمگیری | مرزا محمد ساقی مستعد خان - | ۲۵ | مرآت سکندری | مرزا سکندر بن مرزا محمد عرف منجو |
| | | | ۲۶ | شاہجہان نامہ | محمد امین بن ابوالحسن قزوینی |
| ۴ | مرآت احمدی | مرزا محمد علیخان احمد شاہی - | ۲۷ | منشآت چندربھان | چندربھان - |
| ۵ | مرآت جہان نما | شیخ محمد بقا - | ۲۸ | تذکرۃ الواقعات ہمایونی | جوہر آفتابچی |
| ۶ | منتخب التواریخ | ملا عبدالقادر بدایونی - | | | |
| ۷ | مفصل التواریخ | سید فرزند علی - | ۲۹ | جام جہان نما | مولوی قدرت اللہ شوق ساکن بوئی ضلع بیلی بھیت - |
| ۸ | نگارستان | مولوی مجدد ابن محمد احمد - | | | |
| ۹ | مرآت آفتاب نما | نواب امین الدولہ شاہ نواز خان | ۳۰ | منتخب اللباب | محمد ہاشم المخاطب بہ خافی خان نظام الملکی |
| ۱۰ | ترجمہ بابرنامہ موسوم بہ تزک بابری | مترجم خان خانان بیرم خان | ۳۱ | مفتاح التواریخ | طامس ولیم بیل - |
| | | | ۳۲ | ہفت گلشن محمد شاہی | مولوی محمد ہادی - |
| ۱۱ | ظفر نامہ عالمگیری | عاقل خان رازی - | | | |
| ۱۲ | تاریخ فرخ سیر موسوم بہ اقبالنامہ | | ۳۳ | تاریخ بہادرشاہی | مرزا محمد مخاطب دانشمند خان المعروف بہ نعمت خان عالی - |
| ۱۳ | تاریخ جیپور | منقول از لالہ روشن لال رائے - | | | |
| ۱۴ | تاریخ فرشتہ | مرزا محمد قاسم معروف بفرشتہ - | ۳۴ | جنگنامہ | نعمت خان عالی |
| ۱۵ | عمل صالح معروف بشاہجہان نامہ | سید آل محمد صالح - | ۳۵ | خلاصۃ التواریخ | منشی سبحان رائے بھنڈاری بٹالوی |
| | | | ۳۶ | مرآت العالم | بختاور خان منصب دار عہد عالمگیری |
| ۱۶ | تزک جہانگیری | جہانگیر بادشاہ | ۳۷ | حبیب السیر | مرزا غیاث الدین - |
| ۱۷ | سیر المتاخرین | میر غلام حسین | ۳۸ | روضۃ الصفا | محمد بن خاوندشاہ بلخی - |
| ۱۸ | تاریخ مظفری | محمد علیخان انصاری | ۳۹ | حسین شاہی معروف بہ درانی نامہ | سید امام الدین حسینی - |
| ۱۹ | مآثر جہانگیری | کامگار حسین غیرت خان - | | | |
| ۲۰ | مآثر الامرا | میر عبدالرزاق المخاطب بہ نواب صمصام الدولہ شاہ نواز خان خوافی اورنگ آبادی | ۴۰ | تاریخ عارف قندہاری | حاجی محمد عارف قندہاری |
| | | | ۴۱ | طبقات ناصری | مولانا منہاج - |
| ۲۱ | اقبالنامہ جہانگیری | معتمد خان - | ۴۲ | تاریخ حقی | مولانا شاہ عبدالحق دہلوی |
| ۲۲ | اکبرنامہ | ابوالفضل | ۴۳ | تاریخ فیروزشاہی | شمس سراج عفیف - |

| نمبر شمار | نام کتاب | بنانے والے کا نام | نمبر شمار | نام کتاب | بنانے والے کا نام |
|---|---|---|---|---|---|
| ۴۴ | خزائن الفتوح | امیر خسرو دہلوی | ۵۰ | تاریخ فیروز شاہی | شیخ ضیاء الدین برنی مرید حضرت شیخ نظام الدین اولیاء |
| ۴۵ | چچ نامہ | علی بن محمد | ۵۱ | تاریخ چغتائی | سید محمد شفیع تخلص عالی ولد محمد شریف طہرانی |
| ۴۶ | دستور العمل راجہ ٹوڈرمل | | ۵۲ | جامع التواریخ | خواجہ شمس الدین بن فضل اللہ الوزیر مقتول ۷۱۸ھ ہجری |
| ۴۷ | اخبار الاخیار | شاہ عبدالحق محدث دہلوی | | | |
| ۴۸ | اقتباس الانوار | شاہ محمد اکرم ابن محمد علی البراسوی | ۵۳ | اقبال نامہ جہانگیری | مرزا محمد شریف۔ |
| ۴۹ | مرآت الاسرار | مولوی عبدالرحمن چشتی بن عبدالرسول عباسی علوی | ۵۴ | مجمع الملوک | محمد رضا ابن ابوالقاسم طباطبا۔ |
| | | | ۵۵ | راحت افزا | محمد علی بن محمد صادق الحسینی۔ |
| | | | | فتوح البلدان (عربی) | ابوالعباس احمد بن یحییٰ بن جابر البلاذری |

## اردو اور ہندی کی کتب

| نمبر شمار | نام کتاب | بنانے والے کا نام | نمبر شمار | نام کتاب | بنانے والے کا نام |
|---|---|---|---|---|---|
| ۱ | جلدہائے تواریخ ہندوستان | مولوی ذکاء اللہ صاحب | ۲۱ | نامۂ مظفری | منشی محمد مظفر حسین |
| ۲ | ترجمہ تاریخ ہندوستان | آنریبل الفنسٹن صاحب | ۲۱ | آثار اکبری | محمد سعید احمد مارہروی۔ |
| ۳ | دربار اکبری | مولوی محمد حسین آزاد | ۲۳ | راج ترنگی | اچھر چند شاہ پوریہ |
| ۴ | سفرنامہ ڈاکٹر برنیر | ترجمہ خلیفہ محمد حسین | ۲۴ | ضمیمہ اودھ اخبار نمبر ۱۲۔ ۱۹ مارچ ۱۸۶۲ء | |
| ۵ | ترجمہ تاریخ راجستان | کرنل جیمس ٹاڈ | | | |
| ۶ | تذکرہ عالم | بلاقی داس۔ | ۲۳ | تاریخ ہندی | رستم علی۔ |
| ۷ | تحفۂ راجستان | مولوی عبیداللہ فرحتی۔ | ۲۴ | بیر ونود ہندی | شیاملداس چارن کب راج اودے پور |
| ۸ | وقائع راجپوتانہ | جوالا سہائے۔ | | | |
| ۹ | تاریخ پالن پور | سید گلاب میاں۔ | ۲۵ | راس مالا ہندی | |
| ۱۰ | امرائے ہنود | منشی محمد سعید احمد مارہروی | ۲۵ | سیاحت ہند | حافظ عبدالرحمن امرتسری |
| ۱۱ | مخزن التواریخ | منشی قمرالدین خان اکبرآبادی | ۲۸ | اورنگ زیب عالمگیری پر ایک نظر | مولوی شبلی صاحب۔ |
| ۱۲ | تمدن ہند | ترجمہ سید علی بلگرامی از کتاب فرنچ ڈاکٹر گستاؤلی بان فرانسیسی محقق۔ | ۲۹ | رہنمائے دہلی | مولوی محمد رحیم بخش۔ |
| ۱۳ | تاریخ الور و تجارا | مولوی محمد مخدوم۔ | ۳۰ | تاریخ ظفر و نظام | مسٹر طالب علی شمس الدین نجم |
| ۱۴ | حیات افغانی | محمد حیات خان | ۳۱ | تاریخ سندھ | مولوی عبدالحلیم شرر |
| ۱۵ | سلسلۃ الملوک | سید احمد خان۔ | ۳۲ | آب حیات | محمد حسین آزاد۔ |
| ۱۶ | حیات لودی | عبدالحکیم خان | ۳۳ | تاریخ تراب | شیخ محمد تراب علی۔ |
| ۱۷ | سیر محتشم | | ۳۴ | تاریخ عالم | ہنری اسٹوارٹ ریڈ |
| ۱۸ | تاریخ مالوہ | سید کریم علی | ۳۵ | رشید الدین خانی | |
| ۱۹ | احسن السیر | محمد اکبر جہان شگفتہ | ۳۶ | بساتین السلاطین | مرزا ابراہیم زبیری |
| ۲۰ | تحفۂ معینہ | ایضاً | | | |

# التماس

بحمد اللہ کہ مطبع [illegible] کے [illegible] میں جملہ علوم و فنون کی کتب کا بہت بڑا

ذخیرہ تیار [illegible] فروخت کیلئے موجود رہتا ہے [illegible]

کی [illegible] ناظرین [illegible]

فرمائیں [illegible] اور جلد [illegible] آپ [illegible]

جب [illegible] جن کتابوں کی ضرورت ہو طلب فرمائیں اگر کوئی کتاب

چھپا ہوا ہو تو اسکا [illegible] فرمائیں

---

[illegible] کتاب [illegible] مطبع [illegible] صاحب

[illegible]

[illegible] مطبع [illegible]

# التماس

بحمد اللہ کہ ہمدم بک ایجنسی لکھنؤ مین جملہ علوم و فنون کی کتب کا بہت بڑا

ذخیرہ تاجرانہ و متفرق فروخت کیلئے موجود رہتا ہے ہمدم بک ایجنسی

کی موجودہ کتب کی فہرست وقتاً فوقتاً روزنامہ ہمدم مین شایع ہوتی رہتی ہے

فرمائشین بکفایت تمام اور جلد بذریعہ وی پی روانہ ہوتی ہین آپ کو

جب اور جن کتابون کی ضرورت ہو طلب فرمائین اگر کوئی کتاب

چھپوانا ہو تو اسکا معاملہ بذریعہ خط وکتابت طے فرمائین



مینیجر ہمدم بک ایجنسی لکھنؤ